Title — FATAWI HINDIYA TARJUMA FATAWI ALAMGEERIYA.

Author — Mutarjuma Sayyed Ameer Ali.

Publisher — Matba Nawal Kishore (Lucknow).

Date — 1932.

Pages — 620

Subject —

جلد دوم

فقیہ واحد اشد علی الشیطٰن من الف عابد

الحمد للہ والمنۃ کہ

فتاوائے ہندیہ

ترجمہ

فتاوائے عالمگیریہ

مترجمہ

علامہ مولانا سید امیر علی مرحوم اعلی اللہ مقامہ

مؤلف

تفسیر مواہب الرحمن و عین الہدایہ وغیرہ

باہتمام کیسری داس سیٹھ سپرنٹنڈنٹ

۱۹۳۲ء

مطبع
نولکشور لکھنؤ میں طبع ہوا

فہرست ابواب وفصول فتاوے ہندیہ ترجمہ فتاوے عالمگیریہ

جلد دوم

مضمون	صفحہ
روزہ کی کتاب	
ب پہلا۔ روزہ کی تعریف وتقسیم وسبب	
بڈیا ور وقت وشرط کے بیان مین۔	۲
ب دوسرا۔ چاند دیکھنے کے بیان مین۔	۷
بتیسرا۔ اُن چیزون کے بیان ہین جو	
زہ دار کو مکروہ ہین اور جو مکروہ نہین۔	۱۱
ب چوتھا۔ ان چیزون کے بیان ہین جنسے	
زہ فاسد ہوتا ہی۔ اور جن سے فاسد	
ن ہوتا۔	۱۵
ڈان باب۔ اُن عذرون کے بیان ہین	
ے روزہ نہ رکھنا مباح ہوتا ہی۔	۲۲
چھٹا۔ نذر کے بیان مین۔	۲۵
ساتوان۔ اعتکاف کے بیان ہین۔	۳۰
حج کی کتاب	۳۹
باب پہلا حج کی تفسیر اور اُسکی فرضیت اور	
وقت وشرائط کے بیان ہین۔	۳۹
باب دوسرا۔ میقات کے بیان مین۔	۴۷
باب تیسرا۔ احرام کے بیان مین۔	۴۹
باب چوتھا۔ اُن افعال کے بیان مین جو بعد	
احرام کے ہوتے ہین۔	۵۲
باب پانچوان۔ ادائے حج کی کیفیت مین۔	۵۳
فصل متفرقات کے بیان مین۔	۷۱
باب چھٹا۔ عمرہ کے بیان مین۔	۷۳
باب ساتوان قران اور تمتع کے بیان مین۔	۷۴
باب آٹھوان۔ حج کے گناہون کے بیان ہین۔	۷۸
فصل پہلی۔ اُس چیز کے بیان ہین جو خوشبو او	
تیل لگانے سے واجب ہوتی ہی۔	=
فصل دوسری۔ لباس کے بیان مین۔	۸۱
فصل تیسری۔ سر منڈانے اور ناخن ترشوانے	
کے بیان ہین۔	
فصل چوتھی۔ جماع کے بیان ہین۔	۸۵
فصل پانچوین۔ طواف وسعی وا کرکے چلنے	
وغیرہ کے بیان ہین۔	۸۶

مضمون	صفحہ
باب نوان شکار کے بیان مین۔	۹۰
باب دسوان۔ میقات سے بغیر احرام کے گذرنے کے بیان مین۔	۱۰۰
باب گیارھوان ایک احرام سے دوسرا احرام ملانے کے بیان مین۔	۱۰۲
باب بارھوان۔ احصار مین۔	۱۰۳
باب تیرھوان۔ حج فوت ہوجانے کے بیان مین۔	۱۰۶
باب چودھوان۔ غیر کی طرف سے حج کرنے کے بیان مین۔	۱۰۷
باب پندرھوان۔ حج کی وصیت کے بیان مین۔	۱۱۰
باب سولھوان۔ ہدی کے بیان مین۔	۱۱۴
باب سترھوان۔ حج کے نذر کے بیان مین۔	۱۱۷
خاتمہ۔ قبر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے بیان مین۔	۱۲۱
کتاب النکاح	
باب اول۔ نکاح کی تفسیر شرعی و اسکی صفت و رکن و شرط و حکم کے بیان مین۔	۱۲۵
باب دوم جن الفاظ سے نکاح منعقد ہوتا ہے اور جن سے نہین ہوتا۔	۱۳۱
باب تیسرا۔ محرمات کے بیان مین۔	۱۳۷
باب چوتھا۔ اولیاء کے بیان مین۔	۱۵۶
باب پانچوان۔ اکفاء کے بیان مین۔	۱۶۷
باب چھٹا۔ وکالت بنکاح وغیرہ کے بیان مین۔	۱۷۶
باب ساتوان۔ مہر کے بیان مین۔	۱۹۰
فصل اول۔ ادنی مقدار مہر کے بیان مین۔	،،
فصل دوسری۔ ان امور کے بیان مین جن سے مہر ومتعہ متاکد ہوجاتا ہے۔	۱۹۳
فصل تیسری۔ ان صورتون کے بیان مین کہ مہر مین مال بیان کیا اور مال کے ساتھ ایسی چیز ملائی جو مال نہین ہے۔	۱۹۸
فصل چوتھی۔ مہر کی شرطون کے بیان مین۔	۲۰۰
فصل پانچوین۔ ایسے مہر کے بیان مین جسمین جہالت ہے۔	۲۰۳
فصل چھٹی۔ ایسے مہر مین جو مسمی سے خلاف پایا جاوے۔	۲۰۶
فصل ساتوین۔ مہر گھٹا دینے اور بڑھا دینے کے بیان مین	۲۰۹
فصل آٹھوین نکاح مین سمعت کے بیان مین	۲۱۳
فصل نوین۔ مہر کے تلف ہوجانے اور استحقاق مین لیے جانے کے بیان مین	۲۱۴
فصل دسوین۔ مہر ہبہ کرنے کے بیان مین۔	۲۱۵
فصل گیارھوین۔ عورت کے اپنے آپکو بوجہ مہر کے روک لینے اور مہر مین میعاد مقرر کرنے کے بیان مین۔	۲۱۷
فصل بارھوین۔ مہر مین زوجین کے اختلاف کرنے مین	۲۲۱
فصل تیرھوین۔ تکرار مہر کے بیان مین۔	۲۲۸
فصل چودھوین۔ ضمانت مہر کے بیان مین	۲۳۳

مضمون	صفحہ
فصل پندرھوین۔ ذمی وحربی کے مہر کے بیان مین	۲۳۵
فصل سولھوین۔ جہیز دختر کے بیان مین۔	۲۳۶
فصل سترھوین۔ متاع خانہ کی نسبت شوہر و زوجہ کے اختلاف کرنے کے بیان مین۔	۲۳۸
باب آٹھوان نکاح فاسد و اسکے احکام مین	۲۴۱
باب نوان۔ رقیق کے نکاح کے بیان مین۔	۲۴۳
باب دسوان۔ نکاح کفار کے بیان مین۔	۲۵۴
باب گیارھوان۔ قسم کے بیان مین۔	۲۶۱
کتاب الرضاع	۲۶۶
کتاب الطلاق	۲۷۸
باب اول۔ طلاق کی تفسیر شرعی و رکن و شروط کے بیان مین۔	۲۷۸
فصل۔ ان لوگون کے بیان مین جنکی طلاق واقع ہوتی ہے اور جنکی نہین واقع ہوتی۔	۲۸۶
باب دوسرا۔ ایقاع طلاق کے بیان مین۔	۲۸۹
فصل اول۔ طلاق صریح کے بیان مین۔	؍؍
فصل دوسری۔ زمانہ کی طرف طلاق کی اضافت کرنے کے بیان مین۔	۳۱۲
فصل تیسری تشبیہ طلاق و اسکے وصف کے بیان مین۔	۳۱۹
فصل چوتھی۔ طلاق قبل الدخول کے بیان مین۔	۳۲۴

مضمون	صفحہ
فصل پانچوین۔ کنایات کے بیان مین۔	۳۲۶
فصل چھٹی۔ طلاق بکتابت کے بیان مین۔	۳۳۳
فصل ساتوین۔ الفاظ فارسیہ سے طلاق کے بیان مین۔	۳۳۵
باب تیسرا تفویض طلاق کے بیان مین۔	۳۳۵
فصل اول۔ اختیار کے بیان مین۔	؍؍
فصل دوسری۔ امر بالید کے بیان مین۔	۳۴۹
فصل تیسری مشیت کے بیان مین۔	۳۷۳
باب چوتھا۔ طلاق بالشرط کے بیان مین۔	۳۹۴
فصل اول۔ بیان الفاظ شرط۔	؍؍
فصل دوسری۔ کلمہ کل و کلما سے تعلیق طلاق کے بیان مین۔	۳۹۶
فصل تیسری۔ کلمہ اِن و اِذا سے تعلیق طلاق کے بیان مین۔	۴۰۲
فصل چوتھی۔ استثنا کے بیان مین۔	۴۵۹
باب پانچوان۔ طلاق مریض کے بیان مین۔	۴۶۸
باب چھٹا۔ رجعت اور جس سے مطلقہ حلال ہوجاتی ہے اسکے بیان مین۔	۴۷۸
فصل۔ ان امور کے بیان مین جنسے مطلقہ حلال ہوجاتی ہے۔	۴۸۴
باب ساتوان۔ ایلار کے بیان مین۔	۴۹۰
باب آٹھوان۔ خلع اور جو اسکے حکم مین ہے اسکے بیان مین۔	۵۰۷
فصل اول۔ شرائط خلع اور اس کے حکم کے	

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
بیان مین -	۵۰۷	باب سولھوان - حضانت کے بیان مین -	۵۷۷
فصل دوسری - جس چیز کا بدل خلع ہونا جائز ہی اور جسکا نہین جائز ہی -	۵۱۴	فصل - حضانت کا مکان -	۵۸۱
فصل تیسری - طلاق بر مال کے بیان مین -	۵۱۶	باب سترھوان - نفقات کے بیان مین -	۵۸۲
باب نوان - ظہار کے بیان مین -	۵۳۰	فصل اول - نفقۂ زوجہ کے بیان مین -	"
باب دسوان - کفارہ کے بیان مین -	۵۳۵	فصل دوسری - سکنیٰ کے بیان مین -	۵۹۸
باب گیارھوان - لعان کے بیان مین -	۵۴۲	فصل تیسری - نفقۂ عدت کے بیان مین -	۵۹۹
باب بارھوان - عنین کے بیان مین -	۵۵۳	فصل چوتھی - نفقۂ اولاد کے بیان مین -	۶۰۳
باب تیرھوان - عدت کے بیان مین -	۵۵۸	فصل پانچوین - نفقۂ ذوی الارحام کے بیان مین -	۶۱۰
باب چودھوان - حداد کے بیان مین -	۵۶۸	فصل چھٹی - ممالیک کے نفقہ کے بیان مین -	۶۱۵
باب پندرھوان - ثبوت نسب کے بیان مین	۵۷۱		

اذا اراد اللہ بعبد خیرا فقهه فی الدین
الحمد للہ سبحانہ و تعالیٰ کہ فتاوائے جلیل عدیم المثیل منبع مسائل احکام شرع اقدس و فاتح ابواب مدار و معتمد دین
اسلام حاوی احکام دینیہ شرعیہ ماخوذ از نصوص محکمہ و سنن سنیہ احسن الفتاوی در فقہ حنفیہ
یعنی
فتاویٰ ہندیہ
ترجمہ
فتاویٰ عالمگیریہ
جلد دوم
مترجمہ جامع صناعات ریاضیہ و عقلیہ حاوی اصناف فنون نقلیہ اقدس اشارات صوفیہ مؤلف تفسیر جلیل تاویل القرآن ابراہیم
الفرقان البحر العلامہ مولانا السید امیر علی علیہ رحمۃ اللہ العلی بصرف زر خطیر مالک مطبع در یافت مولانا ای عالی وقار ترجمہ ہو کر
بمطبع منشی نولکشور واقع لکھنؤ
جملہ حقوق ترجمہ بحق مطبع ہذا محفوظ ہیں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

روزہ کی کتاب

اور اسمین سات باب ہین

پہلا باب روزہ کی تعریف اور تقسیم اور سبب وجوب اور وقت اور شرط کے بیان مین۔ روزے کے معنی یہ ہین کہ جو شخص اہلیت روزہ کی رکھتا ہو وہ بہ نیت عبادت صبح سے سورج کے غروب ہونے تک کھانا اور پینا اور جماع چھوڑدے یہ کافی مین لکھا ہی اور وہ کئی قسم ہی فرض اور واجب اور نفل فرض دو قسم ہی ایک فرض معین جیسے رمضان اور ایک غیر معین جیسے کفارہ اور رمضان کی قضا کے روزے۔ واجب روزہ دو قسم ہی ایک معین جیسے کہ خاص کسی دن روزہ رکھنے کی کوئی شخص نذر کرے اور ایک غیر معین مثلاً روزہ رکھنے کی کوئی شخص نذر کرے اور نفل کی ایک ہی قسم ہی یہ تبیین مین لکھا ہی اور سبب روزہ کے واجب ہونے کے مختلف ہوتے ہین نذر کے روزہ مین سبب وجوب کا نذر ہوتی ہی اور کفارہ کے روزہ مین سبب وجوب کا وہی امور ہوتے ہین جنکے سبب سے کفارہ لازم ہو جیسے جھوٹی قسم اور قتل اور قضا روزہ کے واجب ہونیکا سبب وہی ہوتا ہی جو ادا روزے کے واجب ہونے کا سبب ہوتا ہی یہ فتح القدیر مین لکھا ہی اور رمضان کے روزہ کے واجب ہونے کے سبب کی نسبت قاضی امام ابوزید اور فخر الاسلام اور صدر الاسلام ابوالیسر نے یہ کہا ہی کہ سبب اُسکے واجب ہونے کا ہر دن کا وہ پہلا جزو ہوتا ہی جسکے اور جزو نہین نکل سکتے یہ کشف الکبیر مین لکھا ہی اور غایۃ البیان مین کہا ہی کہ میرے نزدیک یہی حق ہی اور امام سندی نے اُسی کو صحیح کہا ہی یہ نہر الفائق مین

لکھا ہی۔ اگر کسی شخص کو رمضان کی پہلی شب مین افاقہ تھا اور صبح اُسکو جنون کی حالت مین ہوئی اور مہینہ بھر تک برابر جنون رہا تو شمس الائمہ حلوائی نے کہا ہے کہ اُسپر قضا واجب نہوگی یہی صحیح ہی یہ بحر الرائق مین لکھا ہی اور اسی پر فتوے ہی یہ معراج الدرایہ مین لکھا ہی اور اسیطرح اگر مہینہ کے درمیان کی رات مین افاقہ ہوگیا اور صبح اُسکو جنون کی حالت مین ہوئی تو اُسپر قضا واجب نہوگی یہ محیط اور بحر الرائق مین لکھا ہی۔ اور افاقہ اسوقت سمجھا جاویگا کہ جب بالکل جنون کی علامتین دفع ہوجاویں اور اگر بعضی باتین ٹھیک کرنے لگا تو افاقہ نہین ہی یہ زاہدی مین لکھا ہی۔ روزہ کا وقت صبح صادق کے طلوع ہونے سے ہی جسوقت کہ اُسکی روشنی آسمان کے کنارہ پر پھیلتی ہی سورج کے ڈوبنے تک اور اسمین اختلاف ہی کہ اعتبار صبح صادق کے شروع ہونیکا ہی یا اُسکے روشن ہونے اور پھیل جلنے کا ہی شمس الائمہ حلوائی نے کہا ہی کہ پہلے قول مین احتیاط زیادہ ہی اور دوسرے قول مین آسانی زیادہ ہی یہ محیط مین لکھا ہی اور اکثر علما اسیطرف مائل ہین یہ خزانۃ الفتاوے کی کتاب الصلوٰۃ مین لکھا ہی۔ اگر کسی شخص نے سحری کھائی اور اُسکو یہ گمان تھا کہ ابھی فجر طلوع نہین ہوئی اور اصل مین فجر طلوع ہوچکی تھی یا روزہ افطار کیا اور اُسکو یہ گمان تھا کہ سورج ڈوب گیا اور حقیقت مین نہین ڈوبا تھا تو اُسپر قضا لازم ہوگی کفارہ واجب نہوگا اسلیے کہ اُسنے عمدًا روزہ نہین توڑا یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی اگر فجر کے طلوع مین شک ہو تو افضل یہ ہی کہ کھانا چھوڑدے اور اگر کھالیا تو روزہ اُسکا پورا ہوجاویگا جبتک یہ یقین نہو کہ اُس نے فجر کے بعد کھایا ہی اور جب یہ یقین ہوگیا تو روزہ کو قضا کرے یہ فتح القدیر مین لکھا ہی اگر غالب گمان یہ ہی کہ اسنے سحری ایسے وقت مین کھائی ہی کہ صبح صادق شروع ہوچکی تھی تو موجب اسکے گمان غالب کے قضا لازم آویگی اور اسی مین احتیاط ہی اور ظاہر روایت کے موجب قضا لازم نہ آویگی یہ ہدایہ مین لکھا ہی اور یہی صحیح ہے یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی یہ حکم اُسوقت ہی کہ جب پھر کچھ ظاہر نہوا اور اگر ظاہر ہوگیا کہ فجر کے شروع ہونے کے بعد کھانا کھایا ہی تو قضا واجب ہوگی کفارہ لازم نہوگا یہ تبیین مین لکھا ہی اگر دو آدمی اس بات کی گواہی دین کہ فجر شروع ہوچکی اور دو آدمی اس بات کی گواہی دین کہ فجر شروع نہین ہوئی پھر اسنے کھانا کھالیا پھر ظاہر ہوا کہ فجر طلوع ہوگئی تھی تو بالاتفاق قضا اور کفارہ لازم ہوگا۔ اثبات کی شہادت قبول کیجاتی ہے نفی کی شہادت اُسکے معارض نہین ہوتی جیسے کہ بندون کے حقوق کا حکم ہی اگر ایک شخص نے گواہی دی کہ فجر طلوع ہوگئی اور دوسرے نے یہ گواہی دی کہ فجر طلوع نہین ہوئی اور اُسنے کھانا کھالیا پھر ظاہر ہوا کہ فجر طلوع ہوچکی تھی تو کفارہ واجب نہوگا اسواسطے کہ طلوع فجر پر ایک شخص کی شہادت پوری حجت نہین ہی یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہی۔ اگر کوئی شخص سحری کھاتا تھا اور اُسکے پاس ایک جماعت نے آکر کہا کہ فجر طلوع ہوگئی تو اُس شخص نے کہا کہ اس صورت مین مین روزہ دار نہین رہا اور مین بے روزہ دار رہونگا اور اسکے بعد اُسنے کھانا کھالیا پھر ظاہر ہوا کہ پہلی بار کھانا طلوع فجر سے پہلے تھا اور دوسری بار کھانا طلوع فجر کے بعد تھا تو حاکم ابو محمدؒ نے کہا ہی کہ اگر ایک جماعت نے اس سے آکر کہا اور اُنکی تصدیق کی تو اُسپر کفارہ واجب نہ ہوگا

اور اگر ایک شخص نے کہا تھا تو کفارہ واجب ہوگا خواہ وہ شخص عادل ہو یا غیر عادل اسواسطے کہ ایک شخص کی
شہادت اس قسم کی باتون مین قبول نہین ہوتی یہ خلاصہ مین لکھا ہے۔ اگر کسی شخص نے اپنی عورت سے کہا کہ دیکھ
فجر طلوع ہوئی یا نہین اور اُسنے دیکھا اور کہا کہ نہین طلوع ہوئی پھر اُسکے شوہر نے اس سے مجامعت کی پھر
ظاہر ہوا کہ فجر طلوع ہو چکی تھی تو بعض فقہا نے کہا ہے کہ اگر اُسکے قول کو سچ جانتا تھا اور وہ ثقہ تھی تو کفارہ
واجب نہ ہوگا اور صحیح یہ ہے کہ کسی صورت مین کفارہ واجب نہوگا اور اگر عورت کو معلوم تھا کہ فجر طلوع ہو گئی
ہے اور پھر اُسنے روزہ توڑا تو اُسپر کفارہ واجب ہوگا یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہے۔ اگر سورج کے غروب
ہونے مین شک ہے تو روزہ کا افطار کرنا حلال نہین یہ کافی مین لکھا ہے اور اگر شک کی حالت مین کھا لیا اور
ظاہر نہین ہوا کہ حقیقت مین سورج ڈوب گیا تھا یا نہین تو اُسپر قضا لازم ہوگی اور کفارہ کے لازم ہونے مین
دو روایتین ہین یہ تبیین مین لکھا ہے۔ فقیہ ابو جعفر نے یہ اختیار کیا ہے کہ کفارہ لازم ہوگا یہ فتح القدیر مین لکھا ہے
اور اگر پھر ظاہر ہو گیا کہ اُسنے غروب سے پہلے کھا یا ہے تو اُسپر کفارہ واجب ہوگا یہ تبیین مین لکھا ہے۔ اور اگر
کسی نے روزہ افطار کیا اور غالب گمان اُسکا یہ تھا کہ سورج غروب نہین ہوا تو اُسپر قضا اور کفارہ دونون
لازم ہونگے اسواسطے کہ دن کا ہونا پہلے سے ثابت تھا اور اُسکے ساتھ اُسکا گمان غالب بھی ملگیا تو بمنزلہ
یقین کے ہو گیا یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہے خواہ پھر یہ ظاہر ہوا کہ اُسنے غروب سے پہلے کھا یا ہے خواہ کچھ
ظاہر نہوا یہ تبیین مین لکھا ہے۔ اگر دو شخصون نے یہ گواہی دی کہ سورج چھپ گیا اور دوسرے دو شخصون نے
یہ گواہی دی کہ نہین چھپا اور اُسنے روزہ افطار کر لیا پھر ظاہر ہوا کہ سورج نہین چھپا تو اُسپر قضا لازم ہوگی بالاتفاق
کفارہ لازم نہوگا یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہے۔ اگر اپنی اٹکل سے وقت کا اندازہ کر کے سحری کھاوے
تو اس صورت مین جائز ہے کہ نہ خود فجر کو دیکھ سکتا ہے نہ اور کوئی شخص دیکھکر اُسکو بتا سکتا ہے اور شمس الائمہ
حلوائی نے کہا ہے کہ جو شخص گمان غالب پر سحری کھاتا ہو اور وہ شخص ایسا ہو کہ اس قسم کی باتو نمین اُسکی اٹکل صحیح
ہوتی ہو تو مضائقہ نہین اور اگر اُسکی اٹکل غلط ہوتی ہے تو تدبیر اسکی یہ ہے کہ کھانا چھوڑ دے اگر سحر کے نقارہ کی آواز
پر سحری کھانے کا ارادہ کیا تو اگر نقارہ کی آواز شہر کی سب طرفون سے آتی ہو تو مضائقہ نہین ہے اور ایک ہی
آواز آتی ہو اور یہ جانتا ہو کہ نقارہ بجانے والا عادل ہے تو اُسپر اعتماد کرے اور اگر اُسکا کچھ حال معلوم نہ ہو
تو احتیاط کرے اور کھانا نہ کھاوے اور اگر مرغ کی آواز پر اعتماد کرنا چاہے تو ہمارے بعض مشائخ نے اسکا
انکار کیا ہے اور بعض مشائخ کا یہ قول ہے کہ اگر بہت بار کے تجربے سے ظاہر ہو گیا ہو کہ وہ مرغ ٹھیک وقت پر
بولتا ہے تو مضائقہ نہین اور شمس الائمہ حلوائی نے ذکر کیا ہے کہ ظاہر روایت کے موجب ہمارے اصحاب کا ظاہر
مذہب یہ ہے کہ گمان غالب پر افطار کر لینا جائز ہے یہ محیط مین لکھا ہے۔ شرطین روزہ کی تین قسم ہین اول اسکے
واجب ہونے کی شرط اور وہ مسلمان اور عاقل اور بالغ ہونا ہے دوسرے اسکے ادا کے واجب ہونیکی شرط اور
وہ تندرست اور مقیم ہونا۔ تیسرے ادا کے صحیح ہونے کی شرط اور وہ نیت اور حیض و نفاس سے پاک ہونا ہے

یہ کافی اور نہایہ مین لکھا ہی۔ نیت سے مراد یہ ہی کہ دل مین جانتا ہو کہ روزہ رکھتا ہی یہ خلاصہ اور محیط سرخسی مین لکھا ہی اور سنت یہ ہی کہ زبان سے بھی کہے یہ نہر الفائق مین لکھا ہی۔ ہمارے نزدیک رمضان مین ہر دن کے روزہ کے واسطے نیت کرنا ضرور ہی یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہی۔ رمضان مین سحری کھانے سے نیت ہو جاتی ہی یہ نجم الدین نسفی نے ذکر کیا ہے۔ اسیطرح اگر اور روزہ کے لیے سحری کھائے تو بھی نیت ہو جاتی ہے اور اگر سحری کھاتے وقت یہ ارادہ کیا کہ صبح کو روزہ نہ رکھونگا تو نیت نہوگی۔ اگر رات سے روزہ کی نیت کی اور فجر کے طلوع ہونے سے پہلے نیت بدل دی تو سب روزون مین نیت بدل دینا صحیح ہی یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی۔ اور اگر یہ کہا کہ خدا چاہے تو کل روزہ رکھونگا تو نیت صحیح ہوگئی یہی صحیح ہی یہ ظہیریہ مین لکھا ہے اور اگر یہ نیت کی کہ اگر کل کہین دعوت مین بلایا گیا تو روزہ نہ رکھونگا اور اگر نہ بلایا گیا تو روزہ رکھونگا تو اس نیت سے وہ روزہ دار نہوگا۔ اگر رمضان کے دن مین نہ روزہ کی نیت کی نہ بے روزہ رہنے کی اور وہ جانتا ہی کہ یہ دن رمضان کا ہی تو شمس الائمہ حلوانی نے بواسطہ فقیہ ابو جعفر کے ہمارے اصحاب سے ذکر کیا ہے کہ اُسکے روزہ دار ہو جانے مین دو روایتین ہین اور اظہر یہ ہی کہ وہ روزہ دار نہوگا یہ محیط مین لکھا ہی اگر روزہ دار نے روزہ توڑنے کی نیت کر لی تھی لیکن اس نیت کے سوا اور کوئی فعل روزہ توڑنے کا اس سے پایا نہین گیا تو روزہ اُسکا پورا ہوگا یہ ایضاح مین لکھا ہی جو کرمانی کی تصنیف ہی نیت کرنے کا وقت ہر روز سورج ڈوبنے کے بعد ہی اُس سے پہلے نیت جائز نہین یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی۔ اگر سورج ڈوبنے سے پہلے یہ نیت کی کہ کل روزہ رکھونگا پھر سو گیا یا بیہوش ہو گیا یا غافل ہو گیا یہانتک کہ سورج دوسرے دن ڈھل گیا تو وہ نیت جائز نہوگی اور اگر سورج ڈوبنے کے بعد نیت کی تھی تو جائز ہوگی یہ خلاصہ مین لکھا ہی رمضان اور نذر معین اور نفل کا روزہ اس دن کے روزہ کی نیت یا مطلق روزہ یا نفل کے روزہ کی نیت سے اگر رات سے لیکر آدھے دن سے پہلے تک کسی وقت نیت کر لے تو جائز ہی یہ جامع صغیر مین لکھا ہی اور قدوری نے یہ کہا ہی کہ رات اور زوال کے درمیان مین نیت کا وقت ہے اور صحیح پہلا قول ہی۔ مسافر اور مقیم اور تندرست اور بیمار مین کچھ فرق نہین یہ تبیین مین لکھا ہی زوال سے پہلے نیت اُسیوقت صحیح ہوتی ہی فجر کے طلوع ہونے کے بعد کوئی فعل روزہ کے مخالف اس سے ظاہر نہوا ہو اور اگر اس سے پہلے روزہ کے خلاف کوئی فعل اُس سے ظاہر ہوا مثلاً کھانا اور پینا اور جماع کرنا خواہ عمداً ہو یا بھول کر ہو تو اُسکے بعد نیت جائز نہوگی یہ شرح طحاوی مین لکھا ہی اگر دن مین نیت کرے تو یون نیت کرے کہ مین جب سے دن شروع ہوا ہی تب سے روزہ دار ہون۔ اور اگر یہ نیت کی کہ جب سے نیت کرتا ہون تب سے روزہ ہی تو روزہ دار نہوگا یہ جوہرۃ النیرہ اور سراج الوہاج مین لکھا ہی۔ اور اگر رمضان کی کسی رات مین یا دن مین بیہوش ہو گیا تو اگر زوال سے پہلے افاقہ ہو گیا اور روزہ کی نیت کر لی تو جائز ہی مجنون کا بھی یہی حکم ہی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہے اور اگر رمضان مین دن کے شروع ہونے کے وقت کوئی شخص مرتد ہو گیا اور پھر مسلمان ہوا اور زوال سے

پہلے روزہ کی نیت کرلی تو وہ روزہ دار ہی یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہی اور افضل یہ ہی کہ جس چیز کی نیت دن مین
کرنا جائز ہی تو اُسکی نیت رات سے کرلے یہ خلاصہ مین لکھا ہی۔ اور نیز افضل یہ ہی کہ نیت کو معین کرلے یہ
اختیار شرح مختار مین لکھا ہی۔ اگر رمضان مین کسی اور واجب روزہ کی نیت کی تو روزہ رمضان کا ہوگا امام ابو یوسفؒ
اور امام محمدؒ کے نزدیک اس حکم مین مسافر اور مقیم برابر ہین اور امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک اگر مسافر رمضان مین
دوسرے واجب کی نیت سے روزہ رکھے تو اُسی واجب کا روزہ ہوگا اور اگر نفل کی نیت کرے تو اسمین
دو روایتین ہین یہ کافی مین لکھا ہی اصح یہ ہی کہ وہ رمضان کا روزہ ہوگا یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی۔ اور مریض کا
روزہ صحیح یہ ہی کہ رمضان کا روزہ ہوگا یہ کافی مین لکھا ہی۔ اور اگر مسافر اور مریض روزہ مین یہ تخصیص نہ کرین
کہ روزہ رمضان کا ہی یا کسی اور طرح کا تو روزہ رمضان کا ہوگا۔ یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی۔ اگر خاص کسی دن
روزہ رکھنے کی نذر کی تھی اور اُس دن کسی اور واجب کی نیت سے روزہ رکھا مثلاً رمضان کی قضا یا کفارہ کا تو
روزہ اس واجب کا ہوگا اور نذر کی قضا لازم ہوگی یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی اور یہی اصح ہی یہ بحر الرائق
مین لکھا ہی۔ قضا اور کفارہ مین شرط یہ ہی کہ رات سے نیت کرے اور نیت کو معین کرے یہ نقایہ مین لکھا ہے
اور اس نذر کے روزہ کا بھی یہی حکم ہی جسمین خاص دن کی تخصیص نہین کی یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی جسکو کافرون نے قید
کرلیا ہو اُسپر اگر رمضان کا مہینہ مشتبہ ہوجاوے اور وہ اپنی اٹکل سے روزہ رکھے تو اگر وہ زمانہ بعد
رمضان کے ہوا اور ایام تشریق وعید نہ ہون اور نیت روزہ کی رات سے کی ہو تو روزے ادا ہوجاوینگے اور اگر
رمضان سے پہلے روزہ رکھے ہین تو فرض روزے ادا نہونگے یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی اور ان روزون مین قضا کی
نیت شرط نہین یہی صحیح ہی اسلیے کہ اسنے یہ نیت کی ہی کہ جو رمضان کے روزے مجھپر فرض ہین انکو ادا کرتا
ہون یہ بدائع مین لکھا ہی پس اگر وہ روزے اُسکے شوال مین واقع ہوے تو اگر اس سال مین رمضان اور
شوال دونون تیس دن کے مہینے تھے یا دونون انتیس دن کے تھے تو اُسپر ایک دن کی قضا لازم ہوگی اور
اگر رمضان تیس دن کا تھا اور شوال انتیس دن کا تو دو دن کی قضا لازم ہوگی اور اگر رمضان انتیس دن کا تھا
اور شوال تیس دن کا تو کسی دن کی قضا لازم نہ ہوگی اور اگر اُسکے روزے ذی الحجہ کے مہینہ مین واقع ہوے
تو اگر اس سال مین رمضان اور ذی الحجہ دونون تیس دن کے یا دونون انتیس دن کے مہینے تھے تو اُسپر
چار دن کی قضا لازم آویگی اور اگر رمضان انتیس دن کا تھا اور ذی الحجہ تیس دن کا تو تین دن کی قضا لازم
ہوگی اور اگر رمضان تیس دن کا تھا اور ذی الحجہ انتیس دن کا تو پانچ دن کی قضا لازم ہوگی اور اگر وہ روزے
اُسکے ذیقعدہ یا کسی اور مہینہ مین واقع ہوے تو اگر رمضان اور وہ مہینہ تیس دن کا یا دونون انتیس دن کے
تھے یا وہ مہینہ پورے تیس دن کا تھا تو کوئی قضا لازم نہوگی اور اگر رمضان کا مہینہ تیس دن کا اور دوسرا
مہینہ انتیس دن کا ہو تو صرف ایک دن کی قضا لازم ہوگی یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی۔ اگر کوئی شخص دار الحرب
مین تھا اور وہان اُسے معلوم نہونے کیوجہ سے کئی سال کے روزے رمضان سے پہلے رکھے تو پہلے سال کے

سلہ کیونکہ ان دونون مین روزہ رکھنا حرام ہے ۱۲ سلہ یعنے کفرستان پر حکومت ایسے کافرون کے جنسے جہاد کرنا جائز ہونے ۱۲

روزے بالاتفاق ادا ہونگے۔ اب اس امر مین بحث ہی کہ دوسرے سال کے روزے پہلے سال کی قضا اور
تیسرے سال کے روزے دوسرے سال کی قضا ہو جاوینگے یا نہین تو فقیہ ابو جعفرؒ نے کہا ہی کہ اگر اسنے
اُن دونون سالون مین یہ نیت کی کہ مین رمضان کے روزے رکھتا ہون تو ادا ہو جاوینگے اور اگر اسطرح
نیت کی کہ دوسرے سال کے روزے رکھتا ہون تو ادا نہ ہونگے اور یہی اصح ہی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی۔ اگر
رمضان کے دو دن کی قضا واجب ہو تو یون نیت کرے کہ مین اُس رمضان کے اُس پہلے دن کا روزہ
رکھتا ہون جسکی قضا مجھپر واجب ہے اور اگر پہلے دن کا تعین نہ کیا تو بھی جائز ہی اور یہی حکم ہی اُس صورت مین جب
اسپر دو رمضانون کے دو دن کی قضا واجب ہو یہی مختار ہی اور اگر اسنے صرف قضا کی نیت کی اور کچھ نیت
نہ کی تو بھی جائز ہی اگرچہ اسنے دن کا تعین نہ کیا یہ خلاصہ مین لکھا ہی اگر رمضان مین کسی نے عمدًا روزہ توڑا اور وہ
فقیر ہی اس سبب سے اُسنے اکسٹھ دن کے روزے قضا اور کفارہ کے رکھے اور قضا کے دن کی تخصیص نہین کی تو
جائز ہی فقیہ ابو اللیثؒ نے اسیطرح ذکر کیا ہی یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہی۔ اگر دو مختلف چیزون کی نیت کی
جو تاکیدًا اور فرض ہونے مین برابر ہین اور ایک کو دوسرے پر کچھ ترجیح نہین تو وہ دونون باطل ہو جاوینگے اور
اگر ایک کو دوسرے پر ترجیح ہی تو جسکو ترجیح ہی وہی ثابت ہوگا یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی پس اگر کسی نے ایک روزہ مین
قضاے رمضان اور نذر کی نیت کی تو بطور استحسان کے وہ روزہ رمضان کی قضا کا ہوگا۔ اور اگر نذر معین اور
نفل کی نیت رات سے کی یا دن مین کی یا نذر معین اور کفارہ کی نیت رات مین کی تو بالاجماع وہ روزہ نذر
معین سے واقع ہوگا یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی۔ اور اگر قضاے رمضان اور کفارہ ظہار کی نیت کی تو وہ
بطور استحسان کے قضا سے واقع ہوگا یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہی اور اگر قضاے بعض رمضان اور
نفل کی نیت کی تو امام ابو یوسفؒ کے قول کے بموجب رمضان کی قضا واقع ہوگی یہی روایت ہی امام ابو حنیفہؒ
سے یہ ذخیرہ مین لکھا ہی اور اگر کفارہ ظہار اور کفارہ قتل کی نیت کی یا قضاے رمضان اور کفارہ قتل کی
نیت کی تو بالاتفاق روزہ نفل ہوگا یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی اور اگر کفارہ اور نفل کی نیت کی تو بطور استحسان کے
وہ روزہ کفارہ واجب ادا ہوگا یہ ذخیرہ مین لکھا ہی اگر عورت نے حیض مین روزہ کی نیت کی پھر فجر سے پہلے
پاک ہو گئی تو اسکا روزہ صحیح ہی یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی اگر روزہ مین قضا اور قسم کے کفارہ کی نیت کی تو ان
دونون مین سے کوئی روزہ نہین ہوگا امام ابو یوسفؒ کے نزدیک تعارض کی وجہ سے اور امام محمدؒ کے نزدیک
تنافی کی وجہ سے لیکن نفل ہو جاویگا یہ محیط مین لکھا ہی اگر طلوع فجر کے بعد قضا کے روزہ کی نیت کی تو قضا صحیح نہ ہوگی
لیکن نفل روزہ شروع ہو جاویگا اگر اُسکو توڑیگا تو قضا لازم آویگی یہ ذخیرہ مین لکھا ہے

دوسرا باب چاند دیکھنے کے بیان مین شعبان کی انتیسوین تاریخ غروب کے وقت لوگون پر چاند
کا تلاش کرنا واجب ہے اگر چاند نظر آگیا تو روزہ رکھین اور اگر بادل ہو تو شعبان کے مہینے کے تیس دن پورے
کرین یہ اختیار شرح مختار مین لکھا ہی اسیطرح شعبان کے مہینہ کی پوری گنتی معلوم ہونے کیلیے شعبان کا چاند

بھی ڈھونڈھنا چاہیے۔ نجومیون سے جو لوگ سمجھدار اور عادل ہون کیا اُنکے قول کا اعتبار کیا جاتا ہی صحیح یہ ہی کہ انکا قول قبول نہین کیا جاتا یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی۔ اور منجم کو خود بھی اپنے حساب پر عمل کرنا نہین چاہیے یہ معراج الدرایہ مین لکھا ہی۔ چاند دیکھتے وقت اشارہ کرنا مکروہ ہی یہ ظہیریہ مین لکھا ہی۔ اگر زوال سے پہلے یا زوال کے بعد چاند دیکھا تو نہ اسکی وجہ سے روزہ رکھین نہ روزہ توڑین اور وہ آنیوالی رات کا چاند ہے یہی مختار ہی یہ خلاصہ مین لکھا ہی۔ اگر آسمان پر ابر ہو تو ایک شخص کی گواہی رمضان کا چاند دیکھنے مین قبول ہوگی بشرطیکہ وہ عادل اور مسلمان اور عاقل اور بالغ ہو خواہ آزاد ہو یا غلام مرد ہو یا عورت اور اسیطرح اگر ایک شخص کی گواہی دینے کی ایک شخص گواہی دے تو بھی مقبول ہوگی۔ اگر کسی شخص کو کسی پر زنا کی تہمت لگانے سے حد لگی ہو اور پھر اُسنے توبہ کی ہو تو اسکی گواہی ظاہر روایت کے بموجب مقبول ہوگی یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہی جس شخص کا حال پوشیدہ۱؎ ہی ظاہر یہ ہی کہ اسکی شہادت مقبول نہ ہو حسن نے امام ابوحنیفہ سے یہ روایت کی ہے کہ اُسکی شہادت مقبول ہوگی یہی صحیح ہی یہ محیط مین لکھا ہی۔ اور حلوائی نے اسی کو اختیار کیا ہی یہ شرح نقایہ مین لکھا ہی جو ابو المکارم کی تصنیف ہے غلام کی گواہی پر غلام کی گواہی رمضان کے چاند پر قبول کیجاویگی اور اسیطرح عورت کی گواہی عورت کی گواہی پر قبول کیجاویگی قریب بلوغ کے لڑکے کی گواہی قبول نہوگی اور اس گواہی مین شہادت کا لفظ اور دعوے اور حاکم کا حکم شرط نہین ہی۔ اگر کسی شخص نے حاکم کے پاس گواہی دی اور دوسرے شخص نے گواہی سُنی اور ظاہر مین وہ گواہ عادل تھا تو سامع پر واجب ہی کہ روزہ رکھے حاکم کے حکم کی احتیاج نہین۔ چاند کی گواہی مین کیا مفصل کیفیت پوچھنا چاہیے۔ ابوبکر اسکاف نے کہا ہی کہ اگر کوئی شخص یون بیان کرے کہ مین نے شہر سے باہر جنگل یا کسی بستی مین بیٹھے ہوئے بادل مین سے چاند دیکھا تو وہ گواہی قبول کیجاویگی اور اگر امام یا قاضی تنہا چاند دیکھے تو اُسکو اختیار ہی کہ کسی اور شخص کو گواہی دینے کے واسطے تلاش کرے یا خود ہی لوگون کو روزہ کا حکم کرے۔ عید الفطر اور عید اضحی کے چاند کا حکم اُسکے برخلاف ہی یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی۔ اگر ایک عادل شخص رمضان کا چاند دیکھے تو اُسپر لازم ہی کہ اُس رات مین اُسکی گواہی دے آزاد ہو یا غلام مرد ہو یا عورت یہانتک کہ پردہ نشین باندی بغیر اجازت اپنے مالک کے نکلکر گواہی دے۔ فاسق اگر اکیلا چاند دیکھے تو گواہی دے اسواسطے کہ قاضی کبھی اسکی گواہی قبول کرلیتا ہی لیکن قاضی کو چاہیے کہ اسکی گواہی رد کرے یہ وجیز کردری مین لکھا ہی یہ حکم شہر کے اندر کا ہی اور شہر سے باہر اگر ایک آدمی رمضان کا چاند دیکھے تو اُس گاؤن کی مسجد مین گواہی دے اور اگر وہ عادل ہو اور وہان کوئی حاکم نہو جسکے سامنے گواہی دیجاوے تو لوگون کو چاہیے کہ اسکے قول پر روزہ رکھین یہ محیط مین لکھا ہی۔ اگر کسی شخص نے تنہا رمضان کا چاند دیکھا اور اُسنے گواہی دی اور گواہی مقبول نہوئی تو اُسپر واجب ہی کہ روزہ رکھے اور اگر روزہ نہ رکھا تو قضا لازم آویگی کفارہ

۱؎ یعنے یہ نہین معلوم کہ یہ باطن مین بدکار ہے یا نیکوکار ہے لیکن ظاہر مین نیکوکار معلوم ہوتا ہے اسکو مستور الحال کہتے ہین پس ایسے شخص کے ظاہر حال پر حکم کیا جاویگا اگرچہ باطن مین بدکار ہی کیون نہ ہو ۱۲

لازم نہوگا اور اگر قاضی کی گواہی رد کرنے سے پہلے اُسنے روزہ توڑ دیا تو صحیح یہ ہی کہ اُسپر کفارہ واجب نہ ہوگا
یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہی اگر فاسق نے گواہی دی اور امام نے اُسکو قبول کر لیا اور آدمیون کو روزہ کا
حکم کیا اور اُس شخص نے یا شہر کے لوگون مین سے کسی نے اُس روز روزہ توڑ دیا تو عامہ مشائخ نے کہا ہی کہ
اُس شخص پر کفارہ لازم آویگا یہ خلاصہ مین لکھا ہی - اور اگر اُس شخص کے تیس روزے پورے ہوگئے تو جبتک
امام روزہ افطار نہ کریگا یہ بھی افطار نہ کریگا یہ کافی مین لکھا ہی - اور اگر آسمان صاف ہو تو ایسی جماعت
کثیر کی گواہی قبول ہوگی جنکے خبر دینے سے یقین حاصل ہوجاوے اور وہ امام کی راے پر موقوف ہی کچھ مقدار
مقرر نہین ہی یہی صحیح ہی یہ اختیار شرح مختار مین لکھا ہی - رمضان اور شوال اور ذی الحجہ کا چاند اس حکم مین برابر ہی
یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی - طحاوی نے ذکر کیا ہی کہ ایک شخص کی گواہی اُسوقت مقبول ہوتی ہی جب وہ
شہر کے باہر سے آوے یا وہ کسی بلند جگہ پر ہو یہ ہدایہ مین لکھا ہی اور طحاوی کے قول پر امام مرغینانی اور
صاحب اقضیہ اور صاحب فتاوے صغرے نے اعتماد کیا ہی لیکن ظاہر روایت کے بموجب شہر کے باہر
سے آنیوالے اور شہر کے اندر چاند دیکھنے والے مین کچھ فرق نہین یہ معراج الدرایہ مین لکھا ہی شوال کا چاند
رمضان کی انتیسوین تاریخ کو ڈھونڈھے اور اگر صرف ایک شخص دیکھے تو وہ روزہ نہ توڑے اسلیے کہ
عبادت مین احتیاط پر عمل ہوتا ہے اور اگر توڑ دیا تو قضا لازم آویگی کفارہ واجب نہوگا یہ اختیار شرح مختار
مین لکھا ہی - کسی شخص نے عید کا چاند دیکھا اور گواہی دی لیکن اُسکی گواہی مقبول نہین ہوئی تو اُسپر واجب ہے
کہ روزہ رکھے اور اگر اُس دن روزہ توڑا تو اُسپر قضا لازم آویگی کفارہ نہ ہوگا یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہی
اور اگر اُسنے اپنے کسی دوست کے سامنے گواہی دی اور اُسنے کچھ کھا لیا تو اگر اُسکے قول کو سچ جانتا تھا تو
بھی کفارہ لازم نہ ہوگا یہ فتح القدیر مین لکھا ہی - اگر اکیلے امام نے یا اکیلے قاضی نے شوال کا چاند دیکھا تو عیدگاہ
کیطرف نہ نکلے اور نہ لوگون کو نکلنے کا حکم دے اور نہ روزہ توڑے نہ پوشیدہ نہ ظاہر یہ سراج الوہاج مین لکھا
ہے - اگر آسمان پر ابر ہو تو دو مردون یا ایک مرد اور دو عورتون سے کم کی گواہی مقبول نہوگی اور انکا آزاد
ہونا اور شہادت کے لفظ ادا کرنا بھی شرط ہی یہ خزانۃ المفتین مین لکھا ہی اگر شوال کے چاند کی شہر سے باہر دو شخصون نے
خبر دی اور آسمان پر ابر ہی اور وہان کوئی والی اور قاضی نہین ہی اگر لوگ روزہ توڑ دین تو کچھ مضائقہ نہین ہی یہ زاہدی
مین لکھا ہی لیکن ان دونون کا عادل ہونا شرط ہی یہ نقایہ مین لکھا ہی دعوے شرط نہین اور جس شخص کو قذف مین
حد لگی ہو اگرچہ اُسنے توبہ کر لی ہو اُسکی گواہی مقبول نہین اور اگر آسمان صاف ہو تو جبتک جماعت گواہی نہ دے
تب تک مقبول نہین جیسے کہ رمضان کے چاند کا حکم ہی یہ خزانۃ المفتین مین لکھا ہی اور یہی کافی مین لکھا ہی - شیخ الاسلام
نے ذکر کیا ہی کہ اگر دوسری جگہ سے آوین تو دو آدمیون کی گواہی مقبول ہوگی یہ ذخیرہ مین لکھا ہی - اور ذی الحجہ کا حکم
ظاہر روایات کے بموجب مثل عید الفطر کے ہی یہی اصح ہی یہ ہدایہ مین لکھا ہی - اور یہی حکم اور مہینے کے چاندون کا ہی کہ جبتک
دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتین عادل اور آزاد جنکو حد نہ لگی ہو گواہی نہ دین تب تک مقبول نہوگی یہ بحر الرائق مین

لکھا ہی۔ حسنؒ نے امام ابوحنیفہؒ سے یہ روایت کی ہی کہ اگر ایک شخص کی گواہی پر روزہ رکھ لیا اور تیس پورے کر لیے اور شوال کا چاند نہ دیکھا تو احتیاطًا روزہ نہ چھوڑے اور امام محمدؒ سے یہ روایت ہی کہ روزہ توڑ دین یہ تبیین مین لکھا ہی غایۃ البیان مین ہی کہ قول امام محمدؒ کا اصح ہی یہ نہر الفائق مین لکھا ہی۔ شمس الائمہ حلوائی نے کہا ہی کہ یہ اختلاف اُسوقت ہی کہ چاند نہ دیکھین اور آسمان صاف ہو اور اگر آسمان پر ابر ہو تو بلاخلاف روزہ توڑ دین یہ ذخیرہ مین لکھا ہی یہی اشبہ ہی یہ تبیین مین لکھا ہی۔ اگر رمضان کے چاند پر دو شخصون نے گواہی دی اور آسمان پر بادل ہی اور قاضی نے اُنکی گواہی قبول کر لی اور تیس روزے رکھے پھر شوال کا چاند نظر آیا تو اگر آسمان پر بادل ہی تو دوسرے دن بالاتفاق روزہ افطار کرینگے اور اگر آسمان صاف ہی تو بھی صحیح قول کے بموجب روزہ افطار کرینگے یہ محیط مین لکھا ہی اگر گواہون نے رمضان کی انتیسوین تاریخ یہ گواہی دی کہ ہم نے تمھارے روزہ رکھنے سے ایک دن پہلے چاند دیکھا تھا تو اگر وہ اُسی شہر کے لوگ ہین تو امام اُنکی گواہی قبول نہ کرے کیونکہ اُنھون نے واجب کو ترک کیا اور اگر کہین دور سے آئے ہین تو اُنکی گواہی جائز ہوگی اسلیے کہ اُنکے ذمہ تہمت نہین ہی یہ خلاصہ مین لکھا ہی ظاہر روایت کے بموجب مطلعون کے اختلاف کا اعتبار نہین یہ فتاوےٰ قاضیخان مین لکھا ہی فقیہ ابو اللیثؒ کا اسی پر فتوےٰ ہی اور شمس الائمہ حلوائی بھی اسی پر فتوےٰ دیتے تھے اور اُنھون نے کہا ہی کہ اہل مغرب کے رمضان کا چاند دیکھنے سے اہل مشرق پر روزہ واجب ہوجاتا ہی یہ خلاصہ مین لکھا ہی اور جن لوگون نے بعد کو چاند دیکھا ہی اُنپر روزہ اُس صورت مین واجب ہوگا جب ان لوگون کا چاند دیکھنا بطریق یقین ثابت ہوجاوے یہانتک کہ اگر ایک جماعت گواہی دے کہ کسی شہر کے لوگون نے تم سے ایک دن پہلے چاند دیکھا ہی اور روزہ رکھا ہی اور یہ دن اُس حساب سے تیسوین تاریخ ہی اور ان لوگون کو چاند نظر نہین آیا تو دوسرے دن روزہ کا توڑنا مباح نہین ہی اور نہ اُس رات مین تراویح کو چھوڑین اسلیے کہ اُس جماعت نے چاند دیکھنے کی گواہی نہین دی اور نہ غیرون کی گواہی پر گواہی دی بلکہ غیرون کے دیکھنے کی حکایت بیان کی ہی اور اگر اُنھون نے یہ گواہی دی کہ فلانے شہر کے قاضی کے پاس فلانی شب مین چاند دیکھنے کی دو آدمیون نے گواہی دی اور قاضی نے اُنکی گواہی کے بموجب حکم کیا تو اُس قاضی کو جائز ہی کہ اُنکی گواہی پر حکم کرے اسلیے کہ قاضی کی قضا حجت ہوتی ہی اور ان لوگون نے قاضی کی قضا کی گواہی دی یہ فتح القدیر مین لکھا ہی۔ اگر کسی شہر کے لوگون نے رمضان کا چاند نہین دیکھا اور روزے رکھنا شروع کیے تھے اور اٹھائیسوین روزہ کو شوال کا چاند دیکھا تو اگر اُنھون نے شعبان کا چاند دیکھکر تیس دن پورے گن لیے تھے اور رمضان کا چاند نہین دیکھا تھا تو ایک دن کی قضا کرینگے اور اگر انتیسوین روزہ کا شوال کا چاند دیکھا تھا تو کچھ قضا اُنپر لازم نہ آویگی اور اگر شعبان کے چاند کے تیس دن پورے کیے تھے اور شعبان کا چاند نہین دیکھا تھا اور اُسکے بعد رمضان کے روزہ رکھے تو دو دن کی قضا کرینگے یہ خلاصہ مین لکھا ہی۔ اگر کسی شہر کے لوگون نے رمضان کا چاند دیکھکر انتیس روزے رکھے اور انمین بعض مریض تھے اُنھون نے روزہ نہین رکھا تو اُنپر انتیس دن کی قضا لازم آویگی اور اگر

مریض کو شہر والون کا حال معلوم تہوا تو وہ تیس دن کے روزے قضا کریگا تاکہ یقیناً واجب ادا ہوجاوے یہ محیط مین لکھا ہے

تیسرا باب اُن چیزون کے بیان مین جو روزہ دار کو مکروہ ہین اور جو مکروہ نہین

گوند چبانا روزہ دار کو مکروہ ہی یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہی اور یہی متون مین لکھا ہی ہمارے مشائخ نے کہا ہی کہ اس مسئلہ مین یون تفصیل ہی کہ اگر بنے ہوئے گوند کی ڈلی نہو تو روزہ ٹوٹ جاویگا اور اگر بنے ہوئے گوند کی ڈلی ہو تو اگر وہ سیاہ ہی تو اُس سے روزہ ٹوٹ جاویگا اور اگر سفید ہی تو نہ ٹوٹیگا لیکن کتاب مین اُسکی تفصیل نہین ہی یہ محیط مین لکھا ہی بلاضرورت کسی چیز کو چکھنا اور چبانا مکروہ ہی یہ کنز مین لکھا ہی اور چکھنے مین منجملہ عذر کے یہ بھی ہی کہ کسی عورت کا شوہر یا مالک بدخو ہو اور اس سبب سے وہ شوربا چکھے اور چبانے کے عذر مین سے یہ بھی ہی کہ کسی عورت کے پاس کوئی حیض والی یا نفاس والی عورت یا اور کوئی بے روزہ دار ایسا نہ ہو کہ جو اُسکے بیٹے کو کھانا چبا کر کھلاوے اور اُسکو نرم پکا ہوا کھانا اور دودھ اور دودھ بھی نہین ملتا یہ نہر الفائق مین لکھا ہی اور تجنیس مین مذکور ہے کہ چکھنا فرض روزہ مین مکروہ ہی نفل روزہ مین کچھ مضائقہ نہین یہ نہایہ مین لکھا ہی۔ اور روزہ دار کو مکروہ ہی کہ شہد یا تیل کو خریدتے وقت اچھا یا بُرا پہچاننے کے واسطے چکھے یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہی اور بعضون نے کہا ہی کہ اگر اُسکا خریدنا ضرور ہو اور دھوکے کا خوف ہو تو مضائقہ نہین یہ زاہدی مین لکھا ہی روزہ دار کو استنجا کرنے مین مبالغہ مکروہ ہی یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی۔ ناک مین پانی ڈالنے اور کلی کرنیکے مبالغہ کا بھی یہی حکم ہی۔ شمس الائمہ حلوائی نے کہا ہی مبالغہ سے یہ مراد ہی کہ منہ مین اکثر پانی لیے اور منہ بھرے لیے ہے اور یہ نہین کہ غرغرہ کرے یہ محیط مین لکھا ہی اگر پانی مین روزہ دار کی ریح صادر ہو آواز سے یا بغیر آواز کے تو روزہ فاسد نہوگا مگر مکروہ ہی یہ معراج الدرایہ مین لکھا ہی امام ابوحنیفہ رح سے روایت ہی کہ وضو کے سوا روزہ دار کو کلی کرنا اور ناک مین پانی ڈالنا مکروہ ہی اور نہانا شروع کرنا اور سر پر پانی ڈالنا اور پانی کے اندر بیٹھنا اور تر کپڑے کو بدن پر لپیٹنا مکروہ ہی اور امام ابو یوسف رح نے فرمایا کہ نہین مکروہ ہی اور یہی اظہر ہے یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی اور روزہ دار کے حق مین مکروہ ہی کہ منہ مین اپنا تھوک جمع کرکے اُسکو نگل جائے یہ ظہیریہ مین لکھا ہی۔ مسواک کرنا خواہ تر ہو خواہ خشک صبح اور شام کے وقت ہمارے نزدیک مکروہ نہین امام ابو یوسف رح نے یہ کہا ہی کہ اگر مسواک پانی مین بھیگی ہوئی ہو تو مکروہ ہی اور ظاہر روایت کے بموجب اسمین کچھ مضائقہ نہین اور اگر مسواک تر اور سبز ہو تو کسی کے نزدیک کچھ مضائقہ نہین یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہی۔ سرمہ لگانا اور مونچھون مین تیل لگانا مکروہ نہین یہ کنز مین لکھا ہی یہ حکم اُسوقت ہے جب زینت کا قصد نہو اور اگر زینت کا قصد ہو تو مکروہ ہی یہ نہر الفائق مین لکھا ہی۔ اور اسمین فرق نہین ہی کہ روزہ دار ہو یا بے روزہ دار ہو یہ تبیین مین لکھا ہی۔ اگر ضعف کا خوف نہو تو پچھنے لگانے مین مضائقہ نہین لیکن ضعف کا خوف ہو تو مکروہ ہی اور اسکو چاہیے کہ غروب کے وقت تک تاخیر کرے اور شیخ الاسلام نے ذکر کیا ہی کہ ایسے ضعف کے خوف مین مکروہ ہوگا کہ جسمین روزہ توڑنے کی ضرورت پڑے اور فصد کا بھی یہی حکم ہی یہ محیط مین لکھا ہی۔ جس شخص کو

جماع کر لینے یا انزال کا خوف نہو تو اُسکو بوسہ لینے مین کچھ مضائقہ نہین اور اگر خوف ہو تو مکروہ ہی اور ان سب
صورتون مین مساس کا حکم مثل بوسہ کے ہی یہ تبیین مین لکھا ہی۔ اور ہونٹون کا چوسنا ہر صورت مین مکروہ ہے۔
اور فرج کے سوا جماع [1] (چھونا ۱۲) اور مباشرت کرنا ظاہر روایت مین مثل بوسہ کے ہی بعضون نے کہا ہی کہ مباشرت
فاحشہ بھی مکروہ ہی اگرچہ خوف نہو یہی صحیح ہی یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی اور مباشرت فاحشہ اسکو کہتے ہین کہ دونون
چپٹے ہوے ہون اور ننگے ہون اور مرد کا ذکر عورت کی فرج کو لگے اور وہ بلاخلاف مکروہ ہی یہ محیط مین لکھا ہے
اور اگر اپنے اوپر خوف نہو تو گلے لگانے مین مضائقہ نہین اور اگر بہت بوڑھا ہو تو بھی یہی حکم ہی یہ سراج الوہاج مین
لکھا ہی اگر روزہ دار کو جنابت کی حالت مین صبح ہوئی یا دن مین احتلام ہوا تو روزہ مین مضرت نہین یہ محیط مین
لکھا ہی۔ سحری کھانا مستحب ہی اور وقت اسکا آخر شب ہی فقیہ ابو اللیث نے کہا ہی کہ وہ اخیر کا چھٹا حصہ ہے یہ
سراج الوہاج مین لکھا ہی سحری کھانے مین تاخیر مستحب ہے یہ نہایہ مین لکھا ہی اسقدر تاخیر کہ وقت مین شک ہو
مکروہ ہی یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی افطار مین جلدی کرنا افضل ہی پس مستحب یہ ہی کہ نماز سے پہلے افطار کرے
اور سنت یہ ہی کہ افطار کے وقت یہ کہے اللہم لک صمت و بک آمنت و علیک توکلت و علے رزقک افطرت
وصوم غد من شہر رمضان نویت فاغفرلی ما قدمت وما اخرت [2] یہ معراج الدرایہ کی فصل متفرقات مین لکھا ہی شک کے
دن کا روزہ یعنے جس دن مین یہ شک ہو کہ وہ رمضان کا دن ہی یا شعبان کا اگر اسمین رمضان کی یا کسی اور
واجب کی نیت کرے تو مکروہ ہی یہ فتاوےٰ قاضیخان مین لکھا ہی اور واجب کی نیت کرنے مین رمضان کی نیت
کرنے سے کراہت کم ہی یہ ہدایہ مین لکھا ہی پھر اگر ظاہر ہوا کہ وہ دن رمضان کا تھا تو دونون صورتون مین وہ رمضان
کا روزہ ہوگا اور اگر ظاہر ہوا کہ وہ دن شعبان کا تھا تو پہلی صورت مین روزہ نفل ہوگا اور اگر اسکو توڑ دے تو
قضا واجب نہوگی یہ فتاوےٰ قاضیخان مین لکھا ہی اور دوسری صورت مین جس واجب کی نیت کی ہی اُسی سے
ادا ہوگا یہی صحیح ہی یہ کافی مین لکھا ہی اور دوسری صورت مین اگر یہ ظاہر نہوا کہ وہ دن شعبان کا تھا یا رمضان کا
تھا تو بلاخلاف یہ حکم ہی کہ جس واجب کی نیت کی ہی اُسکا وہ روزہ نہوگا یہ محیط مین لکھا ہی۔ اور اگر نفل کی
نیت کی تو صحیح یہ ہی کہ کچھ مضائقہ نہین پھر اگر ظاہر ہوا کہ وہ دن رمضان کا تھا تو وہ روزہ رمضان کا ہوگا اور
اگر ظاہر ہوا کہ شعبان کا دن تھا تو وہ نفل ہوگا اور اگر وہ روزہ توڑ دیا تو اسپر قضا لازم ہوگی اسلیے کہ اُسنے
التزام کے ساتھ شروع کیا تھا یہ فتاوےٰ قاضیخان مین لکھا ہی اور اگر نیت مین بھی کوئی تعین نہین کیا تھا تو مکروہ
ہے پھر اگر ظاہر ہوا کہ وہ دن شعبان کا تھا تو روزہ نفل ہوگا اور اگر رمضان کا تھا تو رمضان کا روزہ ادا ہوگا یہ محیط
مین لکھا ہی اور اگر اصل نیت مین شک کیا یعنے یون نیت کی کہ اگر کل رمضان ہوگا تو روزہ رکھونگا اور شعبان
ہوگا تو روزہ نہین رکھونگا تو اس صورت مین روزہ نہوگا اور اگر وصف نیت مین شک کیا مثلاً یون نیت کی

[1] یعنے بغیر دخول کے صرف بدن سے بدن ملجاوے ۱۲ [2] الٰہی مین نے تیرے ہی لیے روزہ رکھا اور تیرے ہی
اوپر ایمان لایا اور تجھی پہ توکل کیا اور تیرے ہی رزق پر افطار کیا اور کل رمضان کے روزے کی نیت کی پس میرے اگلے پچھلے گناہ بخشدے ۱۲

کہ اگر کل رمضان ہی تو رمضان کا روزہ ہی اور اگر شعبان ہی تو دوسرے کسی واجب کا روزہ ہی یا یون نیت کی
کہ اگر کل دن رمضان کا ہی تو رمضان کا روزہ ہی اور اگر شعبان کا دن ہی تو نفل روزہ ہی تو بھی مکروہ ہی پھر اگر
ظاہر ہوا کہ وہ دن رمضان کا تھا تو دونون صورتون مین وہ رمضان کا ہوگا اور اگر ظاہر ہوا کہ دن شعبان کا
تھا تو پہلی صورت مین واجب ادا نہ ہوگا اور دونون صورتون مین روزہ نفل ہوگا جسکے توڑنے سے قضا
لازم نہ آویگی یہ تبیین مین لکھا ہی شک کا دن وہ ہی کہ تیسوین شب مین چاند نہ دیکھین اور آسمان پر ابر ہو یہ
تبیین مین لکھا ہی یا ایک شخص چاند کی گواہی دے اور اُسکی گواہی قبول نہ کیجاوے یا دو فاسق گواہی دین
اور اُنکی گواہی رد کر دیجاوے لیکن اگر آسمان صاف ہو اور کوئی شخص چاند نہ دیکھے تو وہ دن شک کا نہین
ہے یہ زاہدی مین لکھا ہی۔ علمار کا اختلاف ہی کہ شک کے روز روزہ رکھنا افضل ہی یا نہ رکھنا افضل ہی فقہا نے
کہا ہی کہ اگر پورے شعبان کے روزے رکھے ہین یا اتفاقًا وہ شک کا روزہ اُسدن واقع ہوا جسدن اُسکو روزہ
رکھنے کی عادت تھی تو روزہ رکھنا افضل ہی یہ اختیار شرح مختار مین لکھا ہی اور اسیطرح اگر شعبان کے آخر مین
تین روزے رکھے تو بھی اُس روزہ کا رکھنا افضل ہی یہ تبیین مین لکھا ہی اور اگر یہ صورتین نہ ہون تو اختلاف
ہے مختار یہ ہی کہ خاص لوگون کے واسطے نفل روزہ رکھنے کا فتوےٰ دیا جاوے یہ تہذیب مین لکھا ہی اور
عوام کو زوال سے پہلے تک کھانے اور پینے اور جماع وغیرہ سے منع کیا جاوے اسلیے کہ احتمال ہی کہ شاید
یہ دن رمضان کا ثابت ہو اور اُسکے بعد روزہ نہین ہوتا یہ اختیار شرح مختار مین لکھا ہی اور یہی صحیح ہی یہ فتاوے
قاضیخان مین لکھا ہی اور عام وخاص مین فرق یہ ہی کہ جو شخص شک کے دن روزہ رکھنے کی نیت جانتا ہو وہ خواص
مین سے ہی ورنہ عوام مین سے اور نیت کا طریقہ یہ ہی کہ جس شخص کو اُسدن روزہ رکھنے کی عادت نہو وہ نفل کی
نیت کرے اور اُسکے دل مین یہ خیال نہ آوے کہ اگر کل کا دن رمضان کا ہوگا تو یہ روزہ رمضان کا ہے یہ
معراج الدرایہ مین لکھا ہی۔ کسی شخص نے شک کے روز یہ قصد کیا تھا کہ زوال تک کوئی فعل منافی روزہ کے نہ کریگا پھر
بھولکر کچھ کھا لیا پھر ظاہر ہوا کہ وہ دن رمضان کا تھا اور روزہ کی نیت کی تو فتاوے مین مذکور ہی کہ یہ جائز نہین
یہ ظہیریہ کے باب النیت مین لکھا ہی۔ عیدین اور ایام تشریق مین روزہ رکھنا مکروہ ہی اور اگر اُسدن روزہ رکھ لیا
تو ہمارے نزدیک روزہ دار ہوگا یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہی۔ اور اگر ان دنون مین روزہ رکھا اور توڑ دیا تو
قضا لازم آویگی یہ کنز مین لکھا ہی۔ یہ حکم تینون امامون سے ظاہر روایت مین منقول ہی اور امام ابوحنیفہ رح اور
امام محمد رح سے یہ بھی منقول ہی کہ قضا لازم آویگی یہ نہر الفائق مین لکھا ہی۔ شوال کے چھ روزے رکھنا امام
ابوحنیفہ رح کے نزدیک مکروہ ہی خواہ جدا جدا رکھے یا پے درپے رکھے اور امام ابو یوسف رح سے یہ روایت ہے کہ
پے درپے رکھنا مکروہ ہی متفرق رکھنا مکروہ نہین لیکن عامہ متاخرین کا یہ قول ہی کہ پے درپے رکھنے مین بھی مضائقہ
نہین یہ بحر الرائق مین لکھا ہی اور اصح یہ ہی کہ اسمین کچھ مضائقہ نہین یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی۔ اور چھ روزے جدا جدا
ہر ہفتہ مین سے دو دن مستحب ہی یہ ظہیریہ کی اُس فصل مین لکھا ہی جسمین روزہ کے مکروہ اور مستحب ہونے کے

وقتون کا بیان ہے وصال کا روزہ مکروہ ہے اور وہ یہ ہے کہ تمام سال کے روزے رکھے اور جن دنون مین روزہ منع ہے اُنمین بھی افطار نہ کرے اور اگر ان دنون مین افطار کر لیا تو مختار یہ ہے کہ کچھ مضائقہ نہین یہ خلاصہ مین لکھا ہے اور یہ بھی مکروہ ہے کہ کئی روز تک رات دن برابر روزے رکھے نہ دن مین افطار کرے نہ رات مین یہ سراج الوہاج مین لکھا ہے اور افضل یہ ہے کہ ایک دن روزہ رکھے اور ایک دن افطار کرے یہ خلاصہ مین لکھا ہے سنیچر اور اتوار کے دن روزہ رکھنے کی نسبت اگر اُس دن کی تعظیم کا اعتقاد نہ کرے تو شمس الائمہ حلوائی نے کہا کہ کچھ مضائقہ نہین یہ ذخیرہ مین لکھا ہے۔ نوروز[ملہ] اور مہرگان کے دن اگر عمداً روزہ رکھا اور وہ دن اُسکے روزہ رکھنے کی عادت کا نہ ہو تو مکروہ ہے اور اُس دن کے روزہ رکھنے کی افضلیت مین یہ گفتگو ہے کہ اگر پہلے سے اُسدن روزہ رکھا کرتا ہے تو افضل یہ ہے کہ روزہ رکھے ورنہ افضل یہ ہے کہ روزہ نہ رکھے اسلیے کہ اسمین اُسدن کی تعظیم کی مشابہت ہے اور وہ حرام ہے یہ ظہیریہ مین ہے اور یہی مختار ہے یہ محیط سرخسی مین لکھا ہے۔ خاموشی کا روزہ مکروہ ہے اور وہ یہ ہے کہ روزہ رکھے اور کسی سے کلام نہ کرے یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہے عورت کو بغیر اپنے شوہر کے اذن کے نفل روزہ رکھنا مکروہ ہے لیکن اگر اُسکا شوہر مریض یا روزہ دار یا حج یا عمرہ کے احرام مین ہو تو مکروہ نہین اور غلام اور باندی کو بغیر اجازت اپنے مالک کے کسی حالت مین روزہ رکھنا جائز نہین اور یہی حکم ہے مدبر اور مدبرہ اور ام ولد کا اور اگر انمین سے کسی نے روزہ رکھ لیا تو شوہر کو اختیار ہے کہ روزہ تڑوا دے اور مالک کو اختیار ہے کہ غلام اور باندی کا روزہ تڑوا دے اور عورت اُس روزہ کو اُسوقت قضا کرے جب شوہر اجازت دے یا شوہر سے جدا ہو جاوے اور غلام اُسوقت قضا کرے جب مالک اجازت دے یا آزاد ہو جاوے اور اگر شوہر مریض یا روزہ دار یا احرام مین ہو تو اُسکو یہ جائز نہین کہ اپنی بی بی کو نفل روزہ سے منع کرے اور اگر منع کرے تو بھی نفل روزہ رکھنا جائز ہے غلام اور باندی کا یہ حکم نہین ہے اور مالک انکو ہر حالت مین روزہ سے منع کر سکتا ہے یہ جوہرۃ النیرہ مین لکھا ہے۔ جو روزے کہ غلام پر اُسکے فعل سے واجب ہوئے اُن سب کا یہی حال ہے جیسے نفل روزے لیکن کفارہ ظہار کے روزہ کا یہ حکم نہین ہے یہ خلاصہ مین لکھا ہے۔ نوکر بغیر حکم اپنے آقا کے نفل روزہ نہ رکھے یہ حکم اُس صورت مین ہے کہ جب روزہ کیوجہ سے اُسکی خدمت مین نقصان ہو اور اگر نقصان نہوتا ہو تو بغیر اجازت آقا کے اُسکو روزہ رکھ لینا جائز ہے یہ محیط سرخسی مین لکھا ہے کسی شخص کی بیٹی اور مان اور بہن کو بغیر اُسکی اجازت کے روزہ رکھنا جائز ہے یہ سراج الوہاج مین لکھا ہے۔ مسافر کو اگر روزہ سے ضعف ہو جاوے تو روزہ رکھنا مکروہ ہے اور اگر ایسا نہو تو روزہ رکھنا افضل ہے بشرطیکہ اُسکے سب یا اکثر رفیق بے روزہ نہون اور اگر اُسکے رفیق یا اکثر قافلہ بے روزہ ہے اور کھانا سب کا مشترک ہے تو روزہ نہ رکھنا افضل ہے یہ ظہیریہ مین لکھا ہے اگر مسافر روزہ دار ہو اور اپنے شہر مین یا کسی اور شہر مین داخل ہو اور اقامت کی نیت کرے تو اُسکو روزہ توڑنا مکروہ ہے یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہے جس شخص پر رمضان کے روزہ کی قضا باقی ہو اُسکو نفل روزہ رکھنا مکروہ نہین یہ معراج الدرایہ مین لکھا ہے۔ چاندنی راتون کا یعنے تیرھوین چودھوین پندرھوین کا روزہ

ملہ نوروز اور مہرگان دو دن مجوسیون کی عید کے دن ہین ۱۲

رکھنا مستحب ہے یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہی صرف جمعہ کے دن کا روزہ رکھنا عامہ فقہا کے نزدیک مستحب ہے جیسے دوشنبہ
و پنجشنبہ کا روزہ یہ بحر الرائق مین لکھا ہی جو مہینے حرمت کے ہین اُنمین پنجشنبہ اور جمعہ اور ہفتہ کا روزہ رکھنا مستحب ہی
حرمت کے مہینے چار ہین ذیقعدہ و ذی الحجہ اور محرم اور رجب تین برابر ہین اور ایک علیحدہ ہی۔ ذی الحجہ کے مہینہ
مین اول کے نو دنون کا روزہ رکھنا مستحب ہے یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی عرفہ کے روز حاجیون کو اگر ضعف کا
خوف ہو تو روزہ رکھنا مکروہ ہی یہ بحر الرائق مین لکھا ہی۔ اور اسیطرح ترویہ کے روز اسواسطے کہ افعال حج سے
عاجز ہو جاویگا اور مستحب روزے بہت قسم ہین اول محرم کے روزے دوسرے رجب کے روزے اور عاشورہ کے
دن کا روزہ یعنے دسوین تاریخ محرم کا نزدیک عامہ علمار اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے یہ ظہیریہ مین لکھا ہی اور سنت
یہ ہی کہ عاشورہ کا روزہ نوین تاریخ کے ساتھ رکھے یہ فتح القدیر مین لکھا ہی صرف عاشورہ کے دن کا روزہ رکھنا
مکروہ ہے یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی۔ گرمیون مین دن بڑا ہونے اور گرمی کیوجہ سے روزہ رکھنا ادب ہے
یہ ظہیریہ مین لکھا ہے

چوتھا باب اُن چیزون کے بیان مین جنسے روزہ فاسد ہوتا ہی اور جنسے فاسد نہین ہوتا

روزہ توڑنے والی چیزین دو قسم ہین پہلی قسم وہ جنسے قضا لازم آتی ہی کفارہ لازم نہین آتا۔ اگر روزہ دار کچھ
بھولکر کھاوے یا پی لے یا مجامعت کرلے تو روزہ نہین ٹوٹتا اس حکم مین فرض و نفل مین کچھ فرق نہین ہے
یہ ہدایہ مین لکھا ہی۔ کوئی شخص کچھ کھا رہا ہی اور کسی نے کہا کہ تو روزہ دار ہی اور اُسے یاد نہین آتا تو صحیح یہ ہی کہ روزہ
اُسکا فاسد ہو جاویگا یہ ظہیریہ مین لکھا ہی۔ اگر کوئی شخص کسی روزہ دار کو کچھ بھولکر کھاتے ہوئے دیکھے تو اگر اُسمین
اتنی قوت دیکھے کہ رات تک روزہ تمام کرلیگا تو مختار یہ ہی کہ یاد نہ دلاتا اُسکو مکروہ ہی۔ اور اگر روزہ سے
ضعیف ہو جاویگا مثلاً بہت بوڑھا ہو تو اگر خبر نہ کرے تو جائز ہی یہ ظہیریہ کے فصل غذ یہ میں لکھا ہی اور اگر
کوئی زبردستی کرنے سے یا خطا کرنے سے کچھ کھالیوے تو قضا لازم آویگی کفارہ لازم نہوگا یہ فتاوے
قاضیخان مین لکھا ہی خطا اُسکو کہتے ہین کہ روزہ یاد ہو اور اُسکے توڑنے کا قصد نہو اور پھر وہ کچھ کھا پی لے
اور بھولنے والا اُسکے خلاف ہی یہ نہایہ اور بحر الرائق مین لکھا ہی اگر کلی کی یا ناک مین پانی ڈالا اور پانی اندر
چلا گیا تو اگر روزہ اُسکو یاد تھا تو فاسد ہوگیا اور اُسپر قضا لازم آویگی اور جو یاد نہ تھا تو فاسد نہوگا یہ خلاصہ مین لکھا ہے
اور اسی پر اعتماد ہی اگر کسی نے روزہ دار کیطرف کو کچھ پھینکا اور وہ اُسکے حلق مین جا پڑا تو اُسکا روزہ فاسد ہوگیا
اسلیے کہ وہ بمنزلہ خاطی کے ہی اور اسیطرح اگر نہایا اور اُسکے حلق مین پانی چلا گیا تو بھی یہی حکم ہی یہ سراج الوہاج
مین لکھا ہی سوتے مین اگر کوئی پانی پی لے تو اُسکا روزہ فاسد ہو جاویگا اور وہ بھولنے والے کے حکم مین نہین ہی
اسواسطے کہ سوتا ہوا یا بیہوش اگر کسی جانور کو ذبح کرے تو اُس ذبیحہ کا کھانا حلال نہین اور جو شخص ذبح کرتے
وقت بسم اللہ اللہ اکبر پڑھنا بھول جاوے تو اُسکا ذبیحہ جائز ہی یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہی اگر کوئی شخص ایسی
چیز نگل گیا جو بموجب عادت کے دوا یا غذا نہین ہی جیسے کہ پتھر یا مٹی تو کفارہ واجب نہین ہوتا یہ تبیین مین

لکھا ہی اور اگر سنگریزہ یا گٹھلی یا پتا یا ڈھیلا یا روئی یا تنکا یا کاغذ نگل گیا تو اُسپر قضا لازم آویگی کفارہ نہ ہوگا یہ خلاصہ مین لکھا ہی۔ اگر ہی جو ابھی پکی نہو اور نہ بطور ترکاری کے پکائی ہو اُسکو نگل گیا تو کفارہ نہین ہی۔ اور اگر تازہ اخروٹ نگل جاوے تو بھی یہی حکم ہی یہ نہر الفائق مین لکھا ہی اور اگر خشک اخروٹ یا خشک بادام نگلا تو بھی کفارہ نہین اور اگر انڈا مع چھلکے یا انار مع چھلکے کے نگل گیا تو بھی کفارہ نہین ہی یہ خلاصہ مین لکھا ہی پستہ اگر تازہ ہی تو بمنزلہ اخروٹ کے ہی اور اگر خشک ہو اور اُسکو چباوے اور اسمین مینگ ہے تو کفارہ لازم آویگا اور اگر بغیر چبائے نگل گیا تو سب کے نزدیک کفارہ لازم نہین آتا اور اگر اُسکا سر پھٹا ہوا ہی [گودی ۱۲] تو بھی عامہ فقہا کے نزدیک کفارہ لازم نہین آتا یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہی۔ اگر خربزہ کا چھلکا نگل گیا تو اگر وہ خشک ہی اور ایسی حالت مین ہی کہ اُس سے نفرت معلوم ہوتی ہی تو کفارہ لازم نہین آویگا اور اگر تازہ ہی اور ایسا ہی کہ اُس سے نفرت نہین ہوتی تو کفارہ لازم آویگا یہ ظہیریہ مین لکھا ہی۔ اور اگر چانول یا باجرہ کھا لیا تو کفارہ واجب نہوگا یہ ذخیرہ مین لکھا ہی۔ مسور اور ماش کے کھانے سے بھی کفارہ واجب نہین ہوتا یہ زاہدی مین لکھا ہی۔ اگر ایسی مٹی کھالی جس سے سر دھویا کرتے ہین تو روزہ فاسد ہو جاویگا اور اگر اس مٹی کے کھانے کی اس شخص کو عادت ہے تو قضا و کفارہ واجب ہوگا یہ ظہیریہ مین لکھا ہی۔ دانتون کے درمیان مین جو کچھ رہگیا ہی اگر وہ تھوڑا ہی تو اُسکے کھانے سے روزہ فاسد نہین ہوتا اور اگر بہت ہی تو فاسد ہو جاتا ہی۔ چنے کے برابر یا اس سے زیادہ ہو تو بہت ہے اور اگر کم ہو تو تھوڑا ہی اور اگر اُسکو مُنھ مین سے ہاتھ مین لیکر پھر کھایا تو چاہیے کہ روزہ فاسد ہو جاوے یہ کافی مین لکھا ہی اور اُسپر کفارہ واجب ہونے مین بہت سے قول ہین فقیہ رحمہ اللہ علیہ نے یہ کہا ہی کہ اصح یہ ہی کہ کفارہ واجب نہوگا یہ خلاصہ مین لکھا ہی اگر اُسکے دانتون مین کوئی تل رہگیا اور اُسکو نگل گیا تو روزہ فاسد نہوگا اور اگر باہر سے لیکر تل نگلا تو روزہ فاسد ہوگا کفارہ کے واجب ہونے مین اختلاف ہی مختار یہ ہی کہ اگر اسکو بغیر چبائے نگلا ہی تو کفارہ واجب ہوگا یہ غیاثیہ اور فتاوے قاضیخان مین لکھا ہی اور یہی اصح ہی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی اور اگر اُسکو چبایا تو روزہ فاسد نہین ہوگا لیکن اگر اُسکا مزا حلق مین معلوم ہوا تو روزہ فاسد ہو جاویگا اور یہی بہت ٹھیک ہی اور یہہ تھوڑی سی چیز چبانے مین یہی قاعدہ کلیہ ہی یہ فتح القدیر مین لکھا ہے اگر گیہون کا دانہ چبایا تو روزہ فاسد نہوگا اسلیے کہ وہ منھ مین ہی فنا ہو جاتا ہی یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہے اگر کوئی لقمہ دوسرے کے کھلانے کے لیے چبایا پھر اُسکو نگل گیا تو ظاہر یہ ہے کہ کفارہ نہوگا یہ وجیز کردری مین لکھا ہی۔ اگر سحری کا کوئی لقمہ اُسکے منھ مین باقی تھا اور سحر طلوع ہو گئی پھر اُسکو نگل گیا یا بھولکر روٹی کا ٹکڑا کھانے کے واسطے لیا اور جب اُسکو چبا لیا تو یاد ہوا کہ روزہ دار ہی پھر باوجود یاد آنے کے وہ نگل گیا تو بعضون نے کہا ہی کہ اگر منھ سے باہر نکالنے سے پہلے نگل گیا تو اُسپر کفارہ لازم آویگا اور اگر منھ سے باہر نکالا اور پھر نگل گیا تو کفارہ لازم نہوگا یہی صحیح ہی یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہی۔ اور اگر دوسرے کا تھوک نگل گیا تو روزہ فاسد ہو گیا کفارہ لازم نہوگا لیکن اگر اُسکے محبوب کا تھوک ہے تو کفارہ لازم ہوگا اگر اپنا تھوک ہاتھ مین لیکر پھر نگل گیا تو روزہ فاسد ہوگا

له محبوب کے تھوک مین لذت حاصل ہو اور بازاری یا سو والے کے تھوک سے نفرت ہو تو کفارہ فقط محبوب کے تھوک مین ہوگا ۱۲

اور کفارہ لازم نہوگا یہ وجیز کردری مین لکھا ہی اگر کسی کے ہونٹھ باتین کرتے وقت یا اور وقت تھوک مین تر ہوجاوین
پھر اسکو نگل جاوے تو ضرورت کیوجہ سے روزہ فاسد نہوگا یہ زاہدی مین لکھا ہی اگر اسکے مُنھ مین رال ٹھوڑی
تک بہی اور اسکا تار منھ کے اندر کے لعاب سے ملا ہوا تھا پھر وہ اسکو مُنھ کے اندر لیجا کر نگل گیا تو روزہ نہین ٹوٹیگا
اسلیے کہ اسکا باہر نکلنا پورا نہین ہوا تھا اور اگر اسکا تار ٹوٹ گیا تھا تو اسکا حکم برخلاف ہی یہ ظہیریہ مین لکھا ہی۔
صحیح یہ ہی کہ کسی شخص کو یہ بیماری ہی کہ اسکے مُنھ سے پانی نکلتا ہی اور پھر منھ مین داخل ہوتا ہی اور حلق مین چلا جاتا
ہے تو اسکا روزہ فاسد نہوگا یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی اور اگر مضمضہ یعنے کلی کے بعد کچھ تری باقی رہی اور اسکو
تھوک کے ساتھ نگل گیا تو روزہ نہ ٹوٹیگا اور اگر اسکے دماغ سے ناک پر رینٹھ آئی اور پھر اسکو چڑھا گیا اور عمدًا
حلق مین لایا تو روزہ نہ ٹوٹیگا اسلیے کہ وہ بمنزلہ تھوک کے ہی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی۔ اگر کسی نے خون کھا لیا تو ظاہر
روایت کے بموجب اُسپر قضا لازم ہوگی کفارہ نہوگا اسلیے کہ اس سے طبیعت کو نفرت ہوتی ہی یہ ظہیریہ مین لکھا
ہے خون اگر دانتون سے نکلکر حلق مین داخل ہوجاوے تو اگر تھوک غالب ہے تو کچھ حرج نہین اور اگر خون غالب ہی
تو روزہ فاسد ہوجاویگا اور اگر دونون برابر ہین تو بھی بطور استحسان روزہ فاسد ہوجاویگا کسی روزہ دار نے ابریشم
کا کام کیا اور ریشم اسکے مُنھ مین چلا گیا اور اسکا سبز یا زرد یا سرخ رنگ نکلکر تھوک مین ملگیا اور تھوک رنگین ہوگیا
اور وہ اسکو نگل گیا اور روزہ اسکو یاد ہی تو روزہ فاسد ہوجاویگا یہ خلاصہ مین لکھا ہی اگر ہلیلہ یعنے ہڑ کو چوسا
اور تھوک اسکے حلق مین داخل ہوگیا تو روزہ فاسد نہوگا جبتک اصل ہڑ داخل نہ ہوجاوے یہ ظہیریہ مین لکھا ہی
اگر شکر چوسی اور پانی اسکا حلق مین داخل ہوا تو اسپر کفارہ لازم آویگا یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی۔ جس چیز کا کھانا مقصود نہین
ہوتا اور اس سے بچ بھی نہین سکتا جیسے مکھی تو جب روزہ دار کے پیٹ مین پہونچ جاوے تو روزہ فاسد نہ ہوگا یہ
ایضاح کرمانی مین لکھا ہی۔ اگر کسی نے مکھی پکڑی اور اسکو کھا گیا تو اسپر قضا لازم ہوگی کفارہ نہ ہوگا یہ شرح طحاوی
مین لکھا ہی۔ اگر کسیکو جمائی آئی اور اُسنے اپنا سر اُٹھایا اور اسکے حلق مین پانی کا قطرہ کسی پرنالہ سے ٹپک گیا
تو اسکا روزہ فاسد ہوجاویگا یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی۔ اگر مینھ کا پانی یا برف کسی کے منھ مین داخل ہوگیا تو
اسکا روزہ فاسد ہوجاویگا یہی صحیح ہی یہ ظہیریہ مین لکھا ہی۔ اگر کسی کے حلق مین پیسنے یا کوٹنے کا غبار یا دوا کا مزا یا
دھوان یا خاک کا غبار جو ہوا یا جانورون کے سم سے اُڑتا ہی داخل ہوا تو اسکا روزہ نہین ٹوٹیگا یہ سراج الوہاج مین
لکھا ہی۔ اگر روزہ دار کے مُنھ مین آنسو داخل ہون تو اگر تھوڑے ہون جیسے کہ ایک دو قطرے یا مثل اسکے
تو اسکا روزہ فاسد نہ ہوگا اور اگر بہت ہون یہانتک کہ انکی نمکینی سارے مُنھ مین پاوے اور بہت سے جمع ہوجاوین
پھر انکو نگل جاوے تو اسکا روزہ فاسد ہوجاویگا اور اسیطرح اگر چہرے کا پسینہ روزہ دار کے منھ مین داخل
ہوا تو بھی یہی حکم ہی یہ خلاصہ مین لکھا ہی۔ بدن کے مسامون سے جو تیل اندر داخل ہوجاتا ہی اُس سے روزہ نہین ٹوٹتا
یہ شرح مجمع مین لکھا ہی۔ جو شخص پانی سے نہایا اور اسکی سردی جسم کے اندر محسوس ہوئی تو اُس سے روزہ
فاسد نہوگا یہ نہر الفائق مین لکھا ہی۔ اگر آنکھ مین کچھ دوا ٹپکائی تو ہمارے نزدیک اُس سے روزہ فاسد نہوگا

اگرچہ اُسکا مزا حلق مین محسوس ہو۔ اگر کسی کے تھوک مین سرمہ کا اثر یا رنگ ظاہر ہوا تو عامہ مشائخ کا یہ قول ہی
کہ اُسکا روزہ فاسد نہوگا یہ ذخیرہ مین لکھا ہی یہی اصح ہی یہ تبیین مین لکھا ہی۔ اگر کسیکو قے ہوگئی یا اُسنے از خود
منھ بھر کر یا اس سے کم قے کی اور وہ آپ سے لوٹ گئی یا اُسنے لوٹائی یا باہر نکلی تو اگر آپ سے قے لوٹائی یا اپنے
ارادہ سے منھ بھر کر قے کی تو روزہ ٹوٹ جائیگا اسکے سوا اور کسی صورت مین نہین ٹوٹیگا یہ نہر الفائق مین
لکھا ہی اور یہ سب حکم اُسوقت ہی کہ جب قے مین کھانا یا پانی یا پت ہوں اور اگر بلغم ہی تو امام ابو حنیفہ رح اور
امام محمد رح کے نزدیک روزہ نہین ٹوٹتا اور منھ بھر کر ہو تو امام ابو یوسف رح کا اسمین خلاف ہی اور یہ قول امام
ابو یوسف رح کا ان دونون کے قول سے احسن ہی یہ فتح القدیر مین لکھا ہی جس شخص نے تیل کا حقنہ لیا یا ناک
مین تیل چڑھایا یا کان مین ٹپکایا تو اُسکا روزہ ٹوٹ جائیگا اور کفارہ اُسپر واجب نہوگا یہ ہدایہ مین لکھا ہی اور
اگر اُسکے بغیر فعل کے تیل اندر داخل ہوگیا تو بھی روزہ ٹوٹ جائیگا یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی۔ اگر کسی نے کان مین
پانی ٹپکایا تو روزہ نہین ٹوٹیگا یہ ہدایہ مین لکھا ہی اور یہی صحیح ہی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی۔ اور اگر اپنے پیشاب کے
مقام مین کچھ ٹپکایا تو امام ابو حنیفہ رح اور امام محمد رح کے نزدیک روزہ نہین ٹوٹتا یہ محیط مین لکھا ہی برابر ہے کہ
پانی ٹپکایا ہو یا تیل اور یہ اختلاف اس صورت مین ہی کہ وہ مثانہ تک پہونچ جاوے اور اگر مثانہ تک نہ پہونچا
ہو اور ذکر کی ڈنڈی مین ہو تو بالاجماع روزہ نہین ٹوٹیگا یہ تبیین مین لکھا ہی۔ اگر عورتین اپنے پیشاب کے مقام مین
کچھ ٹپکائین تو بلا خلاف روزہ ٹوٹ جائیگا یہی صحیح ہی یہ ظہیریہ مین لکھا ہی اور اگر پیٹ[1] یا سر مین اندر تک زخم
ہو اور اُسمین دوا ڈالین تو اکثر مشائخ کا یہ قول ہی کہ اگر دوا پیٹ یا دماغ کے اندر تک پہونچ گئی تو روزہ فاسد
ہوجاویگا دوا کے اندر پہونچنے کا اعتبار ہی اسکے تر یا خشک ہونیکا اعتبار نہین یہانتک کہ اگر یہ معلوم ہوا کہ خشک
دوا اندر پہونچ گئی تو روزہ فاسد ہوجاویگا اور اگر یہ معلوم ہوا کہ تر دوا اندر نہین پہونچی تو روزہ فاسد نہین ہوگا
یہ عنابیہ مین لکھا ہی اور اگر ان دونون مین سے کچھ نہ معلوم ہوا اور دوا تر تھی تو امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک روزہ
ٹوٹ جاویگا اسلیے کہ عادت یہی ہی کہ تر دوا اندر پہونچ جاتی ہی اور صاحبین رح کے نزدیک نہین ٹوٹیگا اسلیے کہ
اندر پہونچنا معلوم نہین ہوا اور شک مین روزہ نہین ٹوٹتا اور اگر دوا خشک ہو تو بالاتفاق روزہ نہین ٹوٹیگا
یہ فتح القدیر مین لکھا ہی۔ اور اگر کسی کے نیزہ یا تیر لگا اور اُسکے پیٹ کے اندر ٹوٹ رہا تو روزہ فاسد ہوجاویگا
اور اگر ایک کنارہ اُسکا باہر رہا تو روزہ فاسد نہوگا یہ تبیین مین لکھا ہی۔ اگر کسی نے گوشت کی بوٹی کو ڈورے
مین باندھکر نگلا پھر اُسیوقت نکال لیا تو روزہ نہین ٹوٹیگا اور جو چھوڑ دیا تو ٹوٹ جاویگا یہ بدائع مین لکھا
ہے۔ اگر کسی لکڑی کو نگل گیا اور سر اُسکا ہاتھ مین ہی اور پھر باہر نکال لیا تو روزہ نہین ٹوٹیگا اور اگر کل لکڑی کو
نگل گیا تو روزہ ٹوٹ جاویگا یہ خلاصہ مین لکھا ہی۔ اگر کسی نے اپنے پیخانہ کے مقام مین انگلی داخل کی یا عورت
نے اپنی فرج مین انگلی داخل کی تو روزہ نہین ٹوٹیگا یہی مختار ہی لیکن اگر وہ پانی یا تیل مین بھیگی ہوئی ہو تو پانی
یا تیل کے اندر پہونچنے کیوجہ سے روزہ ٹوٹ جاویگا یہ ظہیریہ مین لکھا ہی یہ حکم اُسوقت ہے کہ جب روزہ یاد ہو اور یہ

[1] پیٹ مین جو زخم ہو اسکو جائفہ اور سر مین جو زخم ہو اسکو آمہ کہتے ہین ۱۲

تنبیہ بہتر ہی اور ضرور ہی کہ اُسکو یاد رکھے اسواسطے کہ ان سب کلون مین روزہ اُسیوقت ٹوٹتا ہی کہ جب روزہ یاد ہو
ورنہ نہین ٹوٹتا یہ زاہدی مین لکھا ہی۔ اگر کسیکی کانچ باہر نکل آوے اور وہ روزہ دار ہو تو اُسکو چاہیے کہ جبتک
اُسکو کپڑے سے نہ پونچھ لے تب تک جگہ سے نہ اُٹھے تاکہ اُسکے اندر پانی داخل ہونے سے روزہ نہ ٹوٹ
جاوے اور اسیواسطے فقہانے کہا ہی کہ اگر روزہ دار ہو تو استنجا کرنے مین سانس نہ لے یہ محیط سرخسی مین لکھا
ہے۔ اگر روزہ دار استنجا دیرتک کرے یہانتک کہ پانی حقنہ کے مقام تک پہونچ جاوے تو روزہ فاسد ہو جاویگا
یہ بحر الرائق مین لکھا ہی۔ اگر کسیکی زبردستی کیوجہ سے رمضان کے دن مین مجامعت کی تو قضا لازم آویگی کفارہ
لازم نہ آویگا یہ فتاوےٰ قاضیخان مین لکھا ہی اور اسی پر فتوے ہی اور اسیطرح اگر عورت[۱] نے زبردستی کی تو بھی
یہی حکم ہے یہ خلاصہ مین لکھا ہی۔ اگر فجر کے طلوع ہونے سے پہلے دخول کیا اور جب صبح کے طلوع ہونے کا خوف
ہوا تو باہر نکال لیا اور انزال ہو گیا لیکن اسوقت صبح ہو چکی تھی تو اُسپر قضا لازم نہو گی اور اگر بھولکر جماع شروع کیا
یا طلوع فجر سے پہلے دخول کیا پھر فجر طلوع ہو گئی یا بھولنے والے کو یاد آ گیا تو اگر فوراً باہر نکال لیا تو صحیح روایت کے
بموجب روزہ فاسد نہو گا یہ فتاوےٰ قاضیخان مین لکھا ہی اور اگر اُسی حالت پر قائم رہا تو ظاہر روایت کے بموجب
اُسپر قضا اور کفارہ دونون لازم آوینگے یہ بدائع مین لکھا ہی۔ اگر کسی عورت کے منھ یا فرج کو شہوت سے بار بار دیکھا
یا ایک مرتبہ دیکھا اور انزال ہو گیا تو روزہ نہین ٹوٹیگا اور اسیطرح اگر خیال باندھنے سے انزال ہو گیا تو بھی روزہ
نہین ٹوٹتا یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی۔ اگر اپنی عورت کے بوسے لیے اور انزال ہو گیا تو روزہ ٹوٹ جاتا ہی
کفارہ لازم نہین آتا یہ محیط مین لکھا ہی۔ اور باندی اور لونڈون کے بوسے لینے مین بھی یہی حکم ہے۔ اور عورت
اگر اپنے شوہر کے بوسے لے اور تری دیکھے تو روزہ نہین ٹوٹتا اور اگر تری نہ دیکھے اور لذت پاوے تو
امام ابو یوسفؒ کے نزدیک روزہ ٹوٹ جاتا ہی اور امام محمدؒ کا اسمین خلاف ہی یہ زاہدی مین لکھا ہی۔ اگر کسی
جانور کے بوسے لیے اور انزال ہو گیا تو روزہ فاسد نہ ہو گا یہ محیط مین لکھا ہی اور مساس اور مباشرت
اور مصافحہ اور معانقہ کا حکم مثل بوسے کے ہی یہ بحر الرائق مین لکھا ہے۔ اگر عورت کو کپڑے کے اوپر سے
مساس کیا اور انزال ہو گیا تو اگر اُسکے بدن کی حرارت معلوم ہوئی تو روزہ فاسد ہو جاویگا ورنہ فاسد نہو گا
یہ معراج الدرایہ مین لکھا ہی۔ اگر عورت نے شوہر کا مساس کیا اور شوہر کو انزال ہو گیا تو روزہ فاسد نہ ہو گا اور
اگر شوہر نے عورت کو خود اس امر کی تکلیف دی تھی تو اسمین مشائخ کا اختلاف ہی یہ محیط مین لکھا ہی۔ اگر کسی
جانور کی فرج کو مساس کیا اور انزال ہو گیا تو روزہ فاسد نہ ہو گا یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی۔ اور اگر جانور

[۱] اگر عورت نے الخ یہ ترجمہ قولہ وکذا لو اکرہتہ المرأۃ الخ یہی نسخہ موجودہ مین ہی اور مخفی نہین کہ عورت سے اکراہ بقول امام بخلاف صاحبین نہین ہوتا کیونکہ
سلطنت وقوت چاہیے پھر میرے نزدیک اصل مین سہو ہے اور کاتب سے غلطی ہوئی عبارت یہ ہے وکذا لو کرہت المرأۃ علی بناء المفعول
فافہم واضح رہے کہ زبردستی سے یہ مراد ہے کہ مبتلا بہ کر دے جیسے جبر ہوتا ہے یا کسی ایذا رسانی کا خوف دلاوے مثلاً مارنا یا قید کرنا
یا چھین لینا وغیرہ وہیان تعین مراد مین تامل ہے اور شاید کہ عورت کی زبردستی صرف فساد صوم مین بطور منھ مین پانی ڈالنے وغیرہ کے ہو
اور نہ جماع مین زبردستی ممکن بھی نہین ہے کذا قال مولانا السید صاحب ترجمۃ المولدات الیاقتیہ واللہ تعالیٰ اعلم ۱۲

یا مردہ سے مجامعت کی یا فرج کے باہر مجامعت کی اور انزال نہین ہوا تو روزہ فاسد نہ ہوگا۔ اور اگر ان سب صورتون مین انزال ہوگیا تو قضا لازم ہوگی کفارہ لازم نہ ہوگا یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہی۔ روزہ دار اگر اپنے ذکر کو ہلاوے اور انزال ہوجاوے تو قضا لازم ہوگی یہی مختار ہی اور عامہ مشائخ کا یہی قول ہی یہ بحر الرائق مین لکھا ہی۔ اور اگر اپنے ذکر کو اپنی عورت کے ہاتھ سے ہلواوے اور انزال ہوجاوے تو روزہ فاسد ہوگا یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی۔ اگر سوتی ہوئی عورت یا مجنونہ عورت سے جسکا جنون عارضی ہوا اور وہ حالت افاقہ مین روزہ کی نیت کرچکی ہو مجامعت کیجاوے تو تینون اماموں کے نزدیک اُسکا روزہ ٹوٹ جاویگا یہ خلاصہ مین لکھا ہی۔ اگر دو عورتین باہم مساحقہ کرین یعنے آپسمین مشغول ہون اور اُن دونون کو انزال ہوجاوے تو اُن دونون کا روزہ ٹوٹ جاویگا ورنہ نہین ٹوٹیگا یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی۔ اور انزال کی صورت مین کفارہ نہ آویگا یہ فتح القدیر مین لکھا ہی **دوسری قسم** اُن چیزون کے بیان مین جنسے قضا اور کفارہ واجب ہوتا ہے جس شخص نے دونون راستون مین سے کسی راستہ مین عمداً مجامعت کی تو اُسپر قضا اور کفارہ لازم ہوگا اِن دونون مقامون کی مجامعت مین انزال شرط نہین ہی یہ ہدایہ مین لکھا ہی۔ اور اگر عورت تابعدار ہوگئی تو اُسکا بھی وہی حکم ہی اور اگر زبردستی سے مجبور تھی تو قضا واجب ہوگی کفارہ لازم نہوگا اور اگر ابتدا مین زبردستی سے مجبور تھی پھر رضامند ہوگئی تو بھی یہی حکم ہے یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہی۔ اگر کسی لڑکے یا مجنون کو عورت نے اپنے اوپر قادر کرلیا اور اُسنے اس عورت کے ساتھ زنا کیا تو بالاتفاق اُس عورت پر کفارہ واجب ہوگا یہ زاہدی مین لکھا ہی۔ اگر کسی نے عمداً کوئی ایسی چیز کھائی جو غذا یا دوا ہوتی ہی تو کفارہ لازم ہوگا اور یہ حکم اسوقت ہی جب وہ غذا یا دوا کے واسطے کھاوے اور اگر ان دونون کا ارادہ نہین کیا تو کفارہ لازم نہ ہوگا قضا واجب ہوگی یہ خزانۃ المفتین مین لکھا ہی۔ پس روزہ دار اگر روٹی یا کھانے یا پینے کی چیزین یا تیل یا دودھ کھاوے پیوے یا ہڑ یا مشک یا زعفران یا کافور یا غالیہ کھاوے تو ہمارے نزدیک اسپر قضا اور کفارہ لازم آویگا یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہے اور اسیطرح اگر سرکہ یا کھٹا پانی یا کسی یا زعفران یا باقلہ یا خربزہ یا ککڑی یا کھیرا یا درخت انگور یا بارش یا برف یا اولہ کا عمداً پانی پیا تو بھی یہی حکم ہے اور اسیطرح اگر وہ مٹی کھائی جو دوا کے واسطے کھائی جاتی ہی جیسے گل ارمنی یا وہ مٹی جسکو بھونکر کھاتے ہین یا جوار کا آٹا مسکہ مین ملاکر کھایا یا چھوٹا سا خربزہ کچلا تو بھی یہی حکم ہے اور اسیطرح کچا گوشت یا کچی چربی کھائی تو بھی قول مختار کے بموجب یہی حکم ہے یہ خزانۃ المفتین مین لکھا ہی اگر چنے کھائے تو اگر بھونا ہوا تھا تو کفارہ لازم ہوگا اور جو بغیر بھونا تھا تو کفارہ لازم نہوگا اسواسطے کہ بھونا ہوا کھانے کا دستور ہی اور بغیر بھونا ہوا کھانے کی عادت نہین یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی جو اسکے آٹے مین اگر سکہ یا دہی ملا ہوا ہو تو اسکے کھانے سے کفارہ واجب ہوگا اگر گیہون کھاوے تو بھی یہی حکم ہے یہ خلاصہ مین لکھا ہے۔ اگر جوار کا درخت کھاوے تو زندویسی نے کہا ہی کہ میری رائے یہ ہی کہ اسپر کفارہ لازم ہوگا اسلیے کہ اس مین شیرینی ہوتی ہی اور اس سے لذت حاصل ہوتی ہی یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی اگر درخت کے پتے کھاوے تو اگر وہ

اس قسم کے ہین جنکو کھایا کرتے ہین جیسے انگور کے پتے جو بڑے ہو گئے ہون تو اُسپر قضا لازم ہوگی کفارہ لازم نہ ہوگا یہ بحر الرائق مین لکھا ہی سارے نباتات کا یہی حکم ہے اگر انگور کا دانہ کھایا اگر اسکو چبایا تو قضا اور کفارہ لازم آویگا اور اگر اسکو اسیطرح نگل گیا تو اگر اسپر پوست نہ تھا تو اسپر قضا اور کفارہ لازم ہوگا اور اگر پوست تھا تو عامہ علمار کا یہ مذہب ہی کہ اسپر قضا اور کفارہ لازم ہوگا ابو سہل نے کہا ہی کہ کفارہ لازم ہوگا یہی صحیح ہی یہ ظہیریہ مین لکھا ہی۔ اگر تازہ بادام کو نگل لیا تو کفارہ لازم ہوگا یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اور اگر بادام یا اخروٹ تازہ یا خشک چبا کر نگل گیا تو کفارہ لازم ہوگا یہ معراج الدرایہ مین لکھا ہی نمک کھانے سے کفارہ لازم نہ ہوگا لیکن اگر خالی نمک کھانے کی عادت ہی تو کفارہ لازم ہوگا یہ تبیین مین لکھا ہی۔ اگر نمک کھا دیگا تو کفارہ واجب ہوگا یہی مختار ہی یہ خلاصہ مین لکھا ہی صدر الشہید رح نے کہا ہی کہ یہی صحیح ہی یہ شرح نقایہ مین لکھا ہی جو شیخ ابو المکارم کی تصنیف ہی اور اسی سے ملتے ہوے ہین یہ مسئلے اگر کسی نے بھولکر کچھ کھایا یا پیا یا جماعت کی اور اُسکو یہ گمان ہوا کہ اس سے میرا روزہ ٹوٹ گیا پھر اُسنے عمدًا کھا لیا تو اُسپر کفارہ واجب نہ ہوگا اور اگر جانتا ہی کہ روزہ بھولنے سے نہین ٹوٹتا تو بھی امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک کفارہ لازم ہوگا یہی صحیح ہی یہ خلاصہ مین لکھا ہی۔ اگر کسی کو قے آئی اور اُسکو یہ گمان ہوا کہ روزہ ٹوٹ گیا پھر اُسنے کچھ کھایا تو اُسپر کفارہ واجب نہوگا اور اگر وہ یہ جانتا ہی کہ اُس سے روزہ نہین ٹوٹتا تو اُسپر کفارہ واجب ہوگا یہ بحر الرائق مین لکھا ہی اگر کسیکو احتلام ہوا اور اُسکو یہ گمان ہوا کہ روزہ ٹوٹ گیا اور اُسکے بعد عمدًا کھا لیا تو اسپر کفارہ واجب نہین یہ محیط مین لکھا ہی اور اگر احتلام کا حکم معلوم ہی تو کفارہ واجب ہوگا یہ ظہیریہ مین لکھا ہی۔ اگر کسی نے پچھنے لگائے اور اُسکو گمان ہوا کہ اس سے روزہ ٹوٹ جاتا ہی پھر عمدًا کھا لیا تو اسپر قضا اور کفارہ لازم ہوگا لیکن اگر کسی فقیہ نے اسکو یہ فتوے دیا کہ روزہ ٹوٹ گیا یا اُسکو حدیث پہونچی اور اسپر اعتماد کیا تو کفارہ واجب نہوگا یہی حکم ہی امام محمد رح کے نزدیک اور امام ابو یوسف رح کا قول اسکے خلاف ہی اور اگر حدیث کی تاویل معلوم ہے تو کفارہ واجب ہوگا یہ ہدایہ مین لکھا ہی۔ اگر کسی نے سرمہ لگایا یا بدن پر یا مونچھون پر تیل ملا اور اُسکو گمان ہوا کہ روزہ ٹوٹ گیا پھر عمدًا کچھ کھا لیا تو اسپر کفارہ واجب ہوگا لیکن اگر وہ جاہل تھا اور کسی نے اسکو روزہ ٹوٹنے کا فتوے دیدیا تو کفارہ واجب نہ ہوگا یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہی۔ اگر مسافر اپنے شہر مین زوال سے پہلے داخل ہوا اور وہان کچھ نہ کھایا اور روزہ کی نیت کر لی پھر عمدًا مجامعت کی تو اُسپر کفارہ واجب نہوگا۔ اسیطرح اگر مجنون کو زوال سے پہلے افاقہ ہوا اور اُسنے روزہ کی نیت کی پھر مجامعت کی تو بھی یہی حکم ہی یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی۔ اگر کسی نے صبح کے روزہ کی نیت نہین کی تھی پھر زوال سے پہلے نیت کی پھر کچھ کھا لیا تو اُسپر کفارہ واجب نہوگا یہ کشف الکبیر مین لکھا ہی اور صحیح یہ ہی کہ اگر کسی نے روزہ توڑا پھر ایسا بیمار ہوا کہ روزہ نہین رکھ سکتا تو ہمارے نزدیک کفارہ ساقط ہوجاویگا یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہی یہی اصح ہی یہ ظہیریہ مین لکھا ہی۔ پس اصل ہمارے نزدیک یہ ہی کہ اگر کسی شخص کی دن کے آخر وقت مین یہ حالت ہو کہ اگر وہ حالت صبح کو ہوتی تو روزہ

توڑنا اُسپر مباح ہوتا تو اُس سے کفارہ ساقط ہو جاویگا یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہی اگر مسواک کر کے یہ گمان کیا کہ روزہ ٹوٹ گیا پھر عمداً کھا لیا تو اُسپر قضا و کفارہ واجب ہوگا یہ خلاصہ مین لکھا ہی اگر کسی کی غیبت کی اور اُسکو یہ گمان ہوا کہ اُس سے روزہ ٹوٹ جاتا ہی پھر اُسکے بعد عمداً کچھ کھا لیا تو کفارہ واجب ہوگا اگرچہ کسی فقیہ سے فتوے لیا ہو یا کسی حدیث کی تاویل کی یہ ہدایہ مین لکھا ہی عامہ علماء کا یہی قول ہی یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہی۔ اگر کسی عورت نے عمداً روزہ توڑ دیا پھر اُسکو اُسی روز حیض ہوا یا بیماری ہوئی تو روزہ قضا کریگی کفارہ واجب نہوگا اگر کسی نے روزہ توڑا اور پھر بیہوش ہو گیا تو بھی یہی حکم ہی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی۔ اگر کسی نے اپنے آپ کو زخمی کیا اور ایسا حال ہو گیا کہ روزہ پر قادر نہین ہی تو بعضون نے کہا ہی کہ کفارہ ساقط نہ ہوگا یہی صحیح ہی یہ ظہیریہ مین لکھا ہی۔ اگر کسی جانور یا مردہ سے مجامعت کی اور اُسکو یہ گمان ہوا کہ روزہ ٹوٹ گیا پھر اُسنے عمداً کچھ کھا لیا تو اُسپر کفارہ آویگا بشرطیکہ اُس مسئلہ کو جانتا ہو اور اگر جاہل ہوگا تو قضا لازم آویگی کفارہ لازم نہوگا۔ اگر کسی نے اپنی انگلی دبر مین داخل کی یا کوئی لکڑی نگل گیا اور اُسکے ہاتھ سے نہین چھوٹی اور یہ سمجھا کہ روزہ ٹوٹ گیا پھر اُسکے بعد عمداً کچھ کھا لیا تو بھی یہی حکم ہے۔ اگر کسی عورت کے حُسن کو دیکھا اور اُسے گمان ہوا کہ روزہ ٹوٹ گیا اُسکے بعد عمداً کچھ کھا لیا تو اُسکا حکم مثل قے کے ہی۔ اگر ایسے مردار کو کھایا جسمین کیڑے پڑے تھے تو روزہ فاسد ہو جاویگا اور کفارہ لازم نہین آویگا اور اگر کیڑے نہ پڑے ہون تو قضا اور کفارہ دونون لازم ہونگے یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہی۔ اگر کسی شخص کو رمضان کے دن مین قتل کرنے کے واسطے لائے اور اُسنے کسی شخص سے پانی مانگا اور اُسنے پلا دیا پھر اُسکا خون معاف ہو گیا تو شیخ امام ظہیر الدین نے کہا ہی کہ اُسپر کفارہ واجب ہوگا اگر کسی نے اپنی خوشی سے عمداً دن مین عورت سے مجامعت کی پھر اُسکو زبردستی بادشاہ نے سفر کو بھیجا تو ظاہر اصول کے بموجب کفارہ ساقط نہ ہوگا یہ ظہیریہ مین لکھا ہے۔

پانچوان باب اُن عذرون کے بیان مین جنسے روزہ نہ رکھنا مباح ہوتا ہی

منجملہ اُنکے سفر ہے جو روزہ نہ رکھنے کو مباح کرتا ہی۔ جس دن سفر شروع کرے یا وہ دن روزہ توڑنے کا عذر نہین ہی یہ غیاثیہ مین لکھا ہے پس اگر کسی نے دن مین سفر کیا تو اُسدن روزہ توڑنا جائز نہین اور اگر روزہ توڑ دیا تو کفارہ لازم نہ ہوگا اور اگر روزہ توڑ کر سفر کیا تو کفارہ بھی لازم آویگا یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی۔ اگر کسی شخص نے صبح کے وقت عمداً کچھ کھا لیا پھر بادشاہ نے زبردستی اُس سے سفر کرایا تو ظاہر روایت کے بموجب کفارہ ساقط نہوگا اور اگر اپنے اختیار سے سفر کیا تو باتفاق روایات کفارہ ساقط نہوگا یہ خلاصہ مین لکھا ہی۔ اگر رمضان مین کسی نے سفر کیا پھر کوئی چیز بھول گیا تھا اُسکے لینے کو اپنے گھر کیطرف لوٹا اور اپنے گھر مین کچھ کھایا پھر سفر کو چلا گیا تو قیاس یہ ہی کہ اُسپر کفارہ واجب ہوگا اسلیے کہ اُسکا سفر موقوف ہو گیا تھا فقیہ نے کہا ہی کہ ہم اُسی کو اختیار کرتے ہین یہ غیاثیہ مین لکھا ہی اور منجملہ اُنکے مرض ہی مریض کو اگر اپنی جان کے تلف ہونیکا یا کسی عضو کے بیکار ہونے کا خوف ہو تو بالاجماع یہ حکم ہی کہ روزہ توڑ دے اور اگر مرض کی زیادتی کا یا اُسکے دیر تک

ف۔ روزہ نفل خطا قضا میں یا نفل سے۔ اور مراد یہ کہ دو روزہ سے قضا ۱۲

رہنے کا خوف ہو تو بھی ہمارے نزدیک یہی حکم ہی اور روزہ توڑنے کے بعد اسپر قضا لازم ہوگی یہ محیط مین لکھا ہے
اس بات کو مریض اپنے اجتہاد سے پہچانے اور اجتہاد محض وہم کا نام نہین بلکہ غالب گمان حاصل ہو خواہ کسی علامت
سے یا تجربہ سے یا ایسے مسلمان طبیب کے آگاہ کرنے سے جو کھلا ہوا فاسق نہو یہ فتح القدیر مین لکھا ہی۔ اگر تندرست
کو یہ خوف ہو کہ وہ روزہ رکھنے سے بیمار ہو جاویگا تو وہ مریض کے حکم مین ہی یہ تبیین مین لکھا ہی۔ اگر کسیکو
بخار کی باری کا دن ہو اور بخار کے ظاہر ہونے سے پہلے اُسنے کچھ کھا لیا تو کچھ مضائقہ نہین یہ فتح القدیر مین لکھا
ہے۔ اگر کسیکو تیسرے دن بخار آتا ہی اور اُسنے دورہ کے دن اس وہم پر روزہ توڑ ڈالا کہ بخار آویگا تو
ضعف ہو جاویگا اور اسکو بخار نہ آیا تو کفارہ لازم ہوگا یہ خلاصہ مین لکھا ہی اور منجملہ اُنکے حاملہ ہونا اور بچہ
کو دودھ پلانا ہی۔ حاملہ اور دودھ پلانے والی عورت کو اگر اپنی جان یا بچہ کا خوف ہو تو روزہ توڑین اور
قضا کرین کفارہ اُنپر لازم نہ ہوگا یہ خلاصہ مین لکھا ہی اور منجملہ اُنکے حیض اور نفاس ہی۔ اگر کسی عورت کو حیض
یا نفاس ہو تو روزہ نہ رکھے یہ ہدایہ مین لکھا ہی۔ اگر کسی عورت کو حیض آنے کا گمان تھا اسوجہ سے اُسنے روزہ
توڑ دیا اور اُس روز حیض نہ آیا تو اظہر یہ ہی کہ اُسپر کفارہ لازم آویگا یہ ظہیریہ مین لکھا ہی اگر رات مین حیض سے
پاک ہو جاوے اور حیض پورے دس دن آیا ہی تو صبح کو روزہ رکھے اور اگر دس دن سے کم آیا ہی پس اگر
اُسنے رات مین سے اتنا وقت پایا کہ غسل کرنے کے بعد بھی ہلکی سی ایک ساعت رات رہی تو بھی روزہ رکھے
اور اگر نہانے سے فارغ ہونے کے ساتھ ہی فجر طلوع ہوئی تو روزہ نہ رکھے اسلیے کہ جب حیض دس دن سے
کم ہو تو نہانے کی مدت منجملہ حیض کے ہی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی اور منجملہ اُنکے پیاس اور بھوک ہی۔ اگر کسیکو
روزہ مین بھوک یا پیاس کے سبب سے ہلاک ہو جانے کا یا عقل کے نقصان کا خوف ہو جیسے کہ باندی کام
کرتے کرتے تھک کر روزے سے ہلاکت کا خوف کرے اور اسیطرح سے وہ شخص جسکو بادشاہ کا موکل
گرمی کے موسم مین دربار کو لیجاوے اور اسے ہلاک ہونے یا عقل کے نقصان کا خوف ہو تو روزہ توڑنا جائز
ہے یہ فتح القدیر مین لکھا ہی اور منجملہ اُنکے بڑھاپا ہی۔ شیخ فانی اگر روزہ پر قادر نہو تو روزہ نہ رکھے اور ہر
روزہ کے بدلے ایک مسکین کو کھانا کھلاوے یہ ہدایہ مین لکھا ہی۔ بوڑھی عورت کا بھی یہی حکم ہی یہ سراج الوہاج
مین لکھا ہی۔ شیخ فانی وہ شخص ہی جو ہر روز زیادہ ضعیف ہوتا جاوے یہانتک کہ مرجاوے یہ بحر الرائق مین لکھا
ہے اور یہ اختیار ہی کہ چاہے فدیہ اول رمضان مین ایک بار دے اور چاہے کل فدیہ آخر رمضان مین دے
یہ نہر الفائق مین لکھا ہی اگر فدیہ دینے کے بعد روزہ پر قادر ہو گیا تو فدیہ کا حکم باطل ہوگا اور روزے اُسپر
واجب ہونگے یہ نہایہ مین لکھا ہی۔ اور اگر قسم یا قتل کے کفارہ کے روزے تھے اور شیخ فانی ہونے کیوجہ سے
اُنسے عاجز ہو گیا تو اُنکے بدلے کھانا کھلانا جائز نہین اور قاعدہ کلیہ اُسکا یہ ہی کہ جو روزہ کہ خود اصل ہو
اور کسی دوسرے کا عوض نہو اسکے عوض مین جب روزہ رکھنے سے مایوس ہو تو کھانا دیسکتا ہے اور جو
روزہ کہ دوسرے کا بدل ہو اور خود اصل نہو اُسکی عوض مین کھانا نہین دیسکتا اگرچہ آیندہ روزہ رکھنے سے

مایوس ہو گیا ہو مثلاً قسم کے کفارہ کے روزہ کے بدلے مین کھانا دینا جائز نہین اسلیے کہ وہ خود دوسرے کے بدل ہین اور کفارہ ظہار اور کفارہ رمضان مین اگر اپنی تنگدستی کیوجہ سے غلام آزاد کرنے سے اور بوڑھاپے کیوجہ سے روزہ رکھنے سے عاجز ہو تو اُسکے عوض مین ساٹھ مسکینون کو کھانا کھلا سکتا ہے اسواسطے کہ یہ فدیہ روزہ کے عوض مین نص سے ثابت ہوا ہی یہ شرح طحاوی مین لکھا ہی۔ اگر رمضان کا روزہ مرض یا سفر کے عذر سے فوت ہو گیا اور وہ مرض یا سفر ابھی باقی تھا کہ وہ مر گیا تو اُسپر قضا واجب نہین لیکن اگر اُسنے یہ وصیت کی ہو کہ روزہ کے عوض مین کھانا کھلایا جاوے تو وصیت صحیح ہی واجب نہین اور اُسکے تہائی مال مین سے کھانا کھلایا جاوے اور اگر مریض اچھا ہو گیا یا مسافر سفر سے واپس آیا اور اسقدر وقت اُسکو ملا کہ جسقدر روزے فوت ہوے تھے اُنکی قضا کر سکتا تھا تو اُسپر ان سب کی قضا لازم ہی پس اگر روزے نہین رکھے اور موت آگئی تو اُسپر واجب ہے کہ فدیہ کی وصیت کرے یہ ہدایہ مین لکھا ہی اور اُسکی طرف سے اُسکا ولی ہر روزہ کے عوض مین ایک مسکین کو نصف صاع گیہون یا ایک صاع چھوارے یا جو دیوے یہ ہدایہ مین لکھا ہی اور اگر اُسنے وصیت نہین کی اور وارثون نے اسپر احسان کرکے اپنی طرف سے فدیہ دیا تو بھی جائز ہی لیکن بغیر وصیت کے انپر واجب نہین یہ فتاوےٰ قاضیخان مین لکھا ہی۔ ولی اُسکی طرف سے روزہ نہین رکھ سکتا یہ تبیین مین لکھا ہی اگر مریض صحیح یا مسافر مقیم ہوا پھر وہ دونون مر گئے تو بقدر صحت اور اقامت انپر قضا لازم ہو گی بالاتفاق سب فقہا کا یہی قول ہی یہی صحیح ہی یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی۔ اگر دوسرا رمضان آیا اور اُسنے پہلے رمضان کے روزہ قضا نہین کیے تو ان روز دن کو قضا پر مقدم کرے یہ نہر الفائق مین لکھا ہے ہمارے اصحاب مین سے رازی نے کہا ہی کہ نفل روزہ مین بغیر عذر افطار جائز نہین یہ کافی مین لکھا ہی یہی اصح ہی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی یہی ظاہر روایت ہی یہ نہر الفائق مین لکھا ہی۔ امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ سے مروی ہے کہ ضیافت بھی عذر ہی یہ کافی مین لکھا ہی فقیہ نے کہا ہی کہ مذہب صحیح یہ ہی کہ اگر دعوت کرنیوالا ایسا شخص ہو کہ صرف اُسکے حاضر ہونے سے راضی ہو جاویگا اور کھانا نہ کھانے کیوجہ سے اُسکو رنج نہوگا تو روزہ نہ توڑے اور اگر جانتا ہی کہ اُسکو کھانا نہ کھانے کیوجہ سے رنج ہوگا تو روزہ توڑدے اور پھر قضا کرے شمس الائمہ حلوائی نے کہا ہی کہ اس مسئلہ مین سب سے بہتر قول یہ ہی کہ اگر کسی شخص کو اپنے اوپر قضا رکھ لینے کا اعتماد ہی تو اپنے مسلمان بھائی کا رنج دور کرنے کے واسطے روزہ توڑدے اور اگر اپنے اوپر قضا رکھنے کا اعتماد نہین ہی تو روزہ نہ توڑے اگرچہ روزہ نہ توڑنے مین مسلمان کو رنج ہوتا ہی اور یہ حکم اُسوقت ہی کہ جب روزہ توڑنا زوال سے پہلے ہو اور زوال کے بعد کسی صورت مین روزہ نہ توڑے لیکن اگر اسمین والدین کی نافرمانی ہوتی ہو تو توڑدے یہ محیط مین لکھا ہی ضیافت میزبان اور مہمان دونون کے حق مین عذر ہی یہ شرح وقایہ مین لکھا ہی ضیافت واجب روزہ مین عذر نہین یہ نہایہ مین لکھا ہی۔ مجنون کو اگر رمضان کے کچھ حصہ مین افاقہ ہو گیا تو گذشتہ دنون کی قضا لازم آویگی اور اگر پورے مہینہ مجنون رہا تو قضا لازم نہ آویگی اور ظاہر روایت مین اس مجنون مین جو

ف [illegible]

بلوغ کے بعد ہوا اور اسمین جو بلوغ سے پہلے ہو کچھ فرق نہین یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی اگر رمضان کے آخر روز مین زوال کے بعد افاقہ ہو تو قضا واجب نہ ہوگی یہ کفایہ اور نہایہ مین لکھا ہی اگر تمام رمضان بیہوش رہا تو اُسکے روزہ قضا کریگا یہ حکم اجماعی ہی یہ معراج الدرایہ مین لکھا ہی۔ اگر کسی شخص کو سورج ڈوبنے کے بعد بیہوشی یا جنون ہوگیا اور کئی روز تک یہ حال رہا تو اُس شب کے بعد جو دن آویگا اُسدن کا روزہ قضا نہ کرے اسلیے کہ اگر اُسکو معلوم ہے کہ اسدن کے روزہ کی نیت کرلی تھی تو ظاہر ہی کہ وہ روزہ ہوگیا اور اگر یہ بات نہین معلوم تو ظاہر حال یہی ہے کہ نیت کی ہوگی اور عمل ظاہر حال پر واجب ہی لیکن اگر مسافر ہو یا ایسا شخص ہو جسکو رمضان مین روزے توڑنے کی عادت ہی[1] تو اُسپر قضا واجب ہوگی اسلیے کہ ظاہر حال اُسکا نیت پر دلالت نہین کرتا یہ زاہدی مین لکھا ہی غازی اگر جانتا ہو کہ وہ رمضان مین دشمن سے لڑیگا اور روزہ رکھنے مین اُسکو ضعف کا خوف ہو تو اُسکو روزہ توڑنا جائز ہی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی پھر اگر لڑائی کا اتفاق نہو تو اُسپر کفارہ واجب نہ ہوگا اسلیے کہ لڑائی مین قوت حاصل کرنے کے واسطے اول کھانا کھانے کی حاجت ہی مرض کا یہ حال نہین یہ ظہیریہ مین لکھا ہی اگر کوئی پیشہ ور اپنے خرچ کا محتاج ہو اور وہ یہ جانتا ہو کہ وہ اپنے پیشہ مین مشغول ہوگا تو اُسکو ایسا ضرر ہی کہ روزہ توڑنا جائز ہو جائیگا تو بیمار ہونے سے پہلے اُسکو روزہ توڑنا حرام ہی یہ قنیہ مین لکھا ہے

چھٹا باب نذر کے بیان مین

اصل یہ ہی کہ نذر بغیر اُسکی شرطون کے صحیح نہین ہوتی پہلی شرط یہ ہی کہ جس چیز کی نذر کرے اُسکی جنس سے شرعاً کوئی واجب ہو اسیواسطے عیادت مریض کی نذر صحیح نہین دوسری یہ کہ وہ مقصود بالذات ہو وسیلہ نہو پس وضو اور سجدہ تلاوت کی نذر صحیح نہ ہوگی تیسری یہ کہ جس چیز کی نذر کرے وہ فی الحال یا کسی اور وقت مین واجب نہو پس اگر کوئی ظہر کی نماز یا اور کسی وقت کی نماز کی نذر کرے تو صحیح نہین یہ نہایہ مین لکھا ہی چوتھی یہ کہ جس چیز کی نذر کرے وہ اپنی ذات مین گناہ کا کام نہو یہ بحر الرائق مین لکھا ہی پس اگر کوئی یون کہے کہ اللہ تعالی کے واسطے مین نے قربانی کے دن کے روزہ کی نذر کی تو اُسدن روزہ نہ رکھے اور پھر قضا کرے اور یہ نذر صحیح ہی اسلیے کہ روزہ رکھنا بالذات مشروع ہی اور منع دوسری وجہ سے ہوگیا اور وہ یہ ہی کہ اللہ تعالی کی دعوت قبول نہ کی اور اگر اُسی دن روزہ رکھ لیا تو نذر کا واجب ادا ہوگیا یہ ہدایہ مین لکھا ہی اور ایک شرط اور بھی ضرور ہی اور وہ یہ ہی کہ جسکی نذر کرے اُس کام کا ہونا محال نہو پس اگر کسی نے روز گذشتہ مین روزہ رکھنے کی نذر کی تو نذر صحیح نہ ہوگی یہ بحر الرائق مین لکھا ہی۔ اور اگر کسی نے یون کہا کہ اللہ تعالی کے واسطے میرے ذمہ واجب ہے کہ جس روز فلان شخص آویگا اُس روز روزہ رکھونگا پھر وہ شخص ایسے وقت مین آیا کہ جب وہ کھانا کھا چکا تھا یا نذر کرنے والی عورت تھی کہ اُسکو حیض آگیا تھا تو امام محمدؒ کے قول کے بموجب اُسپر کچھ واجب نہین یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہی اور یہی مختار ہی یہ سراجیہ مین لکھا ہے۔

---

[1] توڑنے سے یہ مراد کہ روزہ نہ رکھنے کی عادت ہے جیسے فاسق و فاجر لوگ ہوتے ہین اور مترجم نے افطار کا ترجمہ سرسری زبان سے روزہ توڑنا لکھا ہی اس سے ہوشیار رہنا چاہیے ۱۲

اور اگر وہ زوال کے بعد آیا تو بھی امام محمد رح کے قول کے بموجب کچھ واجب نہین اور کسی اور امام سے اس مسئلہ مین کچھ روایت نہین یہ خلاصہ مین لکھا ہی اور اگر یون کہا کہ اللہ تعالیٰ کے واسطے میرے ذمہ واجب ہی کہ جس دن فلان شخص آویگا اُسدن روزہ رکھون اور وہ رات مین آیا تو اُسپر کچھ لازم نہ ہوگا اور اگر دن مین زوال سے پہلے آیا اور ابھی تک اُسنے کچھ نہین کھایا ہی تو روزہ رکھے یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی اور اگر یون کہا کہ اللہ تعالیٰ کے واسطے میرے ذمہ واجب ہی کہ جسدن فلان شخص آویگا اُسدن ہمیشہ روزہ رکھونگا پھر وہ شخص ایسے دن آیا کہ اُسنے کھانا کھالیا تھا تو اُسدن کا روزہ اُسپر واجب نہ ہوگا آئندہ اُسکے مثل کے ہر روزہ کا روزہ اُسکے ذمہ واجب ہوگا یہ سراج الوہاج اور محیط مین لکھا ہی اور اگر کسی شخص نے اپنے اوپر یہ واجب کر لیا کہ جس روز فلان شخص آویگا اس روز ہمیشہ روزہ رکھا کرونگا پھر دوسری نذر اُسنے یہ کی کہ جس روز فلان شخص کا قصور[1] معاف ہوگا اُسدن ہمیشہ ہمیشہ رکھا کرونگا پھر جسدن وہ شخص جسکے آنے کی نذر کی تھی آیا اُسی دن اُسکا قصور معاف ہوا جسکے قصور کے معاف ہونے کی نذر کی تھی تو اُسپر ہمیشہ صرف اُسی ایک دن کا روزہ رکھنا واجب ہوگا اس سے زیادہ اور کچھ واجب نہ ہوگا یہ محیط مین لکھا ہی اور اگر یون کہا کہ اللہ تعالیٰ کے واسطے میرے ذمہ واجب ہی کہ ایک دن روزہ رکھون تو اُسپر ایک دن کا روزہ واجب ہی اور اُسکے ادا کرنے کے واسطے دن معین کرنیکا اُسکو اختیار ہی اس روزہ مین بالاجماع اسکو مہلت ہے اور اگر یون کہا کہ اللہ تعالےٰ کے واسطے میرے ذمہ آدھے دن کا روزہ واجب ہی تو نذر صحیح نہ ہوگی ۔ اور اگر یون کہا کہ اللہ تعالیٰ کے واسطے میرے ذمہ واجب ہی کہ دو دن یا تین دن یا دس دن کے روزے رکھون تو اسیقدر اُسپر واجب ہونگے اور اُسکے ادا کرنے کا کوئی وقت معین کرلے اور اگر چاہے جدا جدا رکھے چاہے برابر رکھے لیکن اگر نذر مین برابر رکھنے کی نیت کی تھی تو برابر رکھنا لازم ہوگا پس اگر نذر مین برابر روزہ رکھنے کی نیت کی تھی اور ایک درمیان مین روزہ نہ رکھا یا اُن روزون کی مدت مین عورت کو حیض ہوگیا تو ازسرنو روزے شروع کرے یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی اگر نذر مین متفرق روزے رکھنے کی نیت کی تھی اور برابر روزے رکھ لیے تو جائز ہی یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہی اور اگر یون کہا کہ اللہ تعالیٰ کے واسطے میرے ذمہ واجب ہی کہ برابر دس دن کے روزے رکھون پھر پندرہ دن کے روزے رکھے اور درمیان مین ایک دن روزہ نہ رکھا اور یہ معلوم نہین کہ روزہ رکھنے کا دن ان پانچ مین ہی یا دس مین تو اُسکو چاہیے کہ پانچ دن برابر روزے رکھے تاکہ ایک دہائی برابر روزون کی ہوجاوے یہ ظہیریہ مین لکھا ہی اور اگر یون کہا کہ اللہ تعالیٰ کے واسطے میرے ذمہ واجب ہے کہ ایکدن اور ایکدن روزہ رکھون تو اُسپر ایکدن کا روزہ واجب ہے لیکن اگر وہ اس قول سے ہمیشہ روزہ رکھنے کی نیت کرے تو وہی واجب ہوگا اور اگر یون کہا کہ اللہ تعالےٰ کے واسطے میرے ذمہ واجب ہے کہ روزہ رکھون تو ایک دن کا روزہ واجب ہوگا اور اگر یون کہا کہ اللہ تعالیٰ کے واسطے میرے

[1] فی الاصل یعافی فیہ فلان ظاہر یہی مراد ہے کہ جسدن فلان مرض سے اچھا ہوگا مترجم نے قصور معاف ہونیکے معنے لیے یہ سہو ہی لیکن حکم انہین بدلتا ہی ۱۲ ع [2] قولہ صوم یوما و یوما ۔ کا ترجمہ لکھا اور یہ حکم فقط عربی زبان سے خاص ہی اُردو مین شاید دن دن کہنے سے ہمیشہ کی نیت ہوسکے ۱۲ ع ۔

ذمہ صوم ایام واجب ہین تو تین دن کے روزے واجب ہونگے لیکن اگر زیادہ کی نیت کی تو اسیقدر واجب ہونگے اور اگر یون کہا کہ اللہ تعالےٰ کے واسطے صوم ایام کثیرہ میرے ذمہ واجب ہین اور کچھ نیت نہین کی تو امام ابوحنیفہ رح کے نزدیک اُسپر دس دن کے روزے واجب ہونگے اور صاحبین رح کے نزدیک سات دن کے روزے واجب ہونگے یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی اور اگر یون کہے کہ اللہ تعالےٰ کے واسطے میرے ذمہ صوم الایام واجب ہین اور کچھ نیت نہین کی تو امام ابوحنیفہ رح کے نزدیک اسپر دس دن کے اور صاحبین رح کے نزدیک سات دن کے روزے واجب ہونگے یہ سراجیہ مین لکھا ہی اور اگر یون کہا کہ دس[1] اور کئی دن کے روزے واجب ہین تو تیرہ دن کے روزے واجب ہونگے یہ فتح القدیر مین لکھا ہی اور اگر یون کہا کہ اللہ تعالےٰ کے واسطے میرے ذمہ واجب ہی کہ اتنے[2] اتنے دن روزے رکھون تو گیارہ دن کے روزے واجب ہونگے اور اگر یون کہا کہ اتنے[3] اور اتنے دن کے روزے رکھون تو اکیس دن کے روزے واجب ہونگے یہ فتاوےٰ قاضیخان مین لکھا ہی کسی شخص نے کہا کہ اللہ تعالےٰ کے واسطے میرے ذمہ ایک جمعہ کا روزہ واجب ہی تو سات دن کے روزے واجب ہونگے لیکن اگر اس سے خاص جمعہ کے دن کی نیت کی تھی تو اُسی ایک دن کا روزہ واجب ہوگا اور تعین اُسی کی رہے ہی یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی اور اگر یون کہا کہ جمعون کے روزے رکھون تو امام ابوحنیفہ رح کے نزدیک دس جمعہ کے روزے واجب ہونگے اور صاحبین رح کے نزدیک تمام عمر کے جمعون کے روزے واجب ہونگے[4] اور اگر یون کہا کہ اس مہینہ کے جمعون کے روزے رکھونگا تو اُسپر اس مہینہ مین جتنے جمعہ ہونگے اُنکے روزے واجب ہونگے **فائدہ** واضح ہو کہ الجمع جمع ہی تو کمتر جمع کثرت دس ہی یا معہود اس مہینہ کے جمعہ سیے جاوین کیونکہ اول الف لام سے معہود لینا چاہیے جیسا کہ اصول الفقہ مین مقرر ہوا ہی یہی ارجح ہی د مولانا شمس الائمہ سرخسی نے کہا ہی کہ یہی اصح ہی یہ ظہیریہ مین لکھا ہی اور اگر یون کہا کہ اللہ کے واسطے میرے ذمہ واجب ہی کہ پنجشنبہ کے دن روزہ رکھونگا تو اب جو سب سے پہلے پنجشنبہ آوے صرف اُس پنجشنبہ کا روزہ واجب ہوگا ہر پنجشنبہ کا روزہ واجب نہوگا لیکن اگر وہ اُسیطرح نیت کرلے تو واجب ہوگا اور اگر یہ کہا کہ اللہ تعالےٰ کے واسطے میرے ذمہ واجب ہی کہ روزہ رکھون سنیچر کے دن آٹھ روز تو اُسپر واجب ہوگا کہ دو سنیچر کو روزے رکھے اور اگر یون کہے کہ اللہ تعالےٰ کے واسطے میرے ذمہ واجب ہی کہ روزہ رکھون سنیچر کے دن سات روز تو سات سنیچر تک کے روزے واجب ہونگے اسلیے کہ سنیچر سات دن مین مکرر نہین ہوتا پس اُسکا کلام عدد پر محمول ہوگا برخلاف پہلی صورت کے یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی۔ اگر یون نذر کی کہ یہ پنجشنبہ جو آویگا روزہ رکھونگا اور ایک پنجشنبہ کو روزہ نہ رکھا تو اُسپر قضا لازم ہوگی یہ محیط مین لکھا ہی اور اگر قضا مین تاخیر کی یہان تک کہ شیخ فانی ہوگیا یا ہمیشہ کے روز دن کی نذر کی تھی پھر اس سبب سے عاجز ہوگیا یا اپنی معاش مین مشغول ہوا اور اپنے پیشہ مین

[1] اصل مین بضعۃ عشر یوما ہی تو بضع کا حکم بھی عربی زبان مین خاص ہی ترجمہ لغوی ہی ۱۲ منہ [2] کذا و کذا یوما یعنی دن ۱۲ [3] کذا و کذا یعنی ۱۲ [4] قولہ جمعون الخ مین کہتا ہون کہ مترجم نے مسامحہ کیا یہ حکم بھی زبان عربی کے ساتھ اصول بحث سے متعلق ہی لہذا اصل کی عبارت پر حکم مبنی کرنا چاہیے یعنے لو قال للہ علی صوم الجمع اور آئندہ ہر جگہ ذیل مین فقرہ عربی لکھدیا جائیگا اور ہوشیار رہنا چاہیے ۱۲ ع

بہت محنت ہونے کی وجہ سے عاجز ہوگیا تو اُسکو جائز ہی کہ روزہ نہ رکھے اور ہر روزے کے بدلے ایک مسکین کو
کھلاوے جیسا کہ اول مذکور ہو چکا ہی اور اگر اپنی تنگدستی کی وجہ سے اسپر قادر نہ ہو تو اللہ سے مغفرت مانگے
کیونکہ وہ غفور رحیم ہی اور اگر موسم کی شدت مثلاً گرمی کی وجہ سے روزہ رکھنے سے عاجز ہوا تو جائز ہے
کہ روزہ نہ رکھے اور سردی کے موسم کا منتظر رہے اور اسوقت قضا روزے رکھے یہ فتح القدیر مین لکھا ہی
یہ اُسوقت ہی کہ ہمیشہ کے روزون کی نذر نہ کی ہو یہ خلاصہ مین لکھا ہی اور اگر یون کہنے کا ارادہ کیا کہ اللہ
تعالےٰ کے واسطے میرے ذمہ واجب ہی کہ ایک دن کا روزہ رکھون اور اُسکی زبان سے یون نکل گیا کہ
مہینہ کے روزے رکھون تو مہینہ بھر کے روزے واجب ہونگے اسلیے کہ نذر کے حکم مین قصداً اور غیر قصد
برابر ہی اور اگر یون کہا کہ اللہ تعالےٰ کے واسطے میرے ذمہ مہینہ بھر کے روزے واجب ہین تو تیس
دن کے روزے واجب ہونگے اور جونسا مہینہ چاہے اُنکے ادا کرنے کے واسطے معین کرلے نذر کے
بعد ہی فوراً ادا کرنا واجب نہین یہان تک کہ تاخیر کی وجہ سے گنہگار نہین ہوتا یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی اور
اگر یون[۱] کہا کہ اللہ کے واسطے میرے ذمہ واجب ہی کہ اس مہینہ کے روزے رکھون تو اس مہینہ کے جتنے دن باقی
ہین اُنکے روزے واجب ہونگے اور اگر پورے مہینے کے روزے رکھنے کی نیت کی تھی تو جو اُسنے نیت کی تھی
واجب ہوگا یہ محیط مین لکھا ہی اور اگر یون کہا کہ اللہ تعہ کے واسطے میرے ذمہ واجب ہی کہ برابر ایک
مہینہ کے روزے رکھونگا تو برابر روزے رکھنا اسپر واجب ہونگے اگر برابر یا غیر برابر روزے رکھنے کی
تفصیل نہین کی تو اُسکو اختیار ہی اور اگر ایک مہینہ معین کیا اور اسمین ایک دن روزہ نہ رکھا تو اُسکی قضا کرے
اور از سر نو روزے رکھنا نہ شروع کرے اور اگر اُس مہینہ کے کل دنون مین روزہ نہ رکھا تو قضا مین اُسکو
اختیار ہی کہ جدا جدا روزے رکھے یا برابر رکھے یہ زاہدی مین لکھا ہی اور اگر یون کہا کہ اللہ تعہ کے واسطے
میرے ذمہ واجب ہی کہ شوال اور ذیقعدہ اور ذی الحجہ کے روزے رکھون پھر چاندون کے حساب سے انکے روزے رکھے
اور ذیقعدہ اور ذی الحجہ ہر ایک تیس تیس دن کا مہینہ ہوا اور شوال انتیس دن کا تو اُسپر پانچ دن کے روزے
اور واجب ہونگے دو روزے دونون عیدون کے اور تین ایام تشریق کے یہ فتاوئے قاضیخان مین لکھا ہے
اور اگر یون کہا کہ اللہ تعہ کے واسطے میرے ذمہ واجب ہی کہ تین مہینے کے روزے رکھون اور شوال اور
ذیقعدہ اور ذی الحجہ کو اُن روزون کے واسطے معین کیا اور ذیقعدہ اور ذی الحجہ تیس تیس دن کے مہینے تھے
اور شوال انتیس دن کا تو اُسپر چھ دن کے روزے قضا واجب ہونگے یہ خلاصہ مین لکھا ہی اور اگر یون کہا
کہ اللہ کے واسطے میرے ذمہ واجب ہی کہ مثل ماہ رمضان کے ایک مہینہ کے روزے رکھون تو اگر
برابر روزہ رکھنے مین رمضان کی مثال دی ہی تو ایک مہینے کے برابر روزے رکھنا واجب ہی اور اگر

سله قولہ اگر یون کہا الخ مین کہتا ہون کہ مترجم نے یہ مسئلہ تسہیلاً لکھا اور اصل مین یون ہی کہ اگر کسی نے عربی زبان مین یون کہا کہ للہ علی ان اصوم شہر[ا] تو یہی مہینہ جسمین اسنے ایسا کہا ہی لیا جائیگا پس اسپر واجب ہی کہ اسی کے باقی دنون کے روزے رکھے اور اگر لفظ الشہر سے اسنے کوئی معہود مہینہ مراد لیا ہو تو اسکی نیت کے موافق ہوگا کذا فی الحمیلہ ۱۲م

عدد مین مثال دی ہو یا کچہ نیت نہین کی تو تیس دن کے روزے واجب ہین چاہے اُنکو جدا جدا ادا کرے چاہے
پہیم ادا کرے یہ محیط مین لکھا ہی اور نوازل مین ہی کہ ہم اسی کو اختیار کرتے ہین یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی اور
اگر صرف واجب ہونے مین مثال دی تھی تو جدا جدا روزے رکھنا اُسکو جائز ہی یہ فتاوے قاضیخان مین
لکھا ہی اور اگر یون کہا کہ اللہ تعالیٰ کے واسطے میرے ذمہ اس سال کے روزے واجب ہین تو عید الفطر
اور عید اضحے اور ایام تشریق کے روزے نہ رکھے اور پھر اُنکی قضا رکھے کذا فی الہدایہ اور یہ حکم اُسوقت ہی
کہ عید الفطر سے پہلے یہ کہا ہی اور اگر شوال مین کہا تو عید الفطر کی قضا اُسپر لازم نہین اور اسیطرح اگر بعد
ایام تشریق کے کہا تو عیدین اور ایام تشریق کی قضا واجب نہین یہ فتح القدیر مین غایۃ البیان سے نقل کیا ہی
اور اگر یون کہا کہ اللہ تعالیٰ کے واسطے میرے ذمہ ایک سال کے روزے واجب ہین اور سال معین نہ کیا
تو چاند کے حساب سے ایک سال کے روزے رکھے اور اسکے بعد پینتیس روزے اور قضا رکھے تیس رمضان کے
اور دو عیدین اور تین ایام تشریق کے اور اگر یون کہا کہ اللہ تعالیٰ کے واسطے میرے ذمہ واجب ہے کہ برابر ایک
سال کے روزے رکھون تو وہ مثل اس قول کے ہونگے جیسے وہ یون کہے کہ اللہ تعالیٰ کے واسطے میرے
ذمہ خاص اس سال کے روزے واجب ہین تو اُسپر رمضان کی قضا واجب نہ ہوگی اسواسطے کہ پورے سال مین
رمضان بھی شامل ہی یہ خلاصہ مین لکھا ہی اور اگر عورت اپنے اوپر ایک سال معین کے روزے واجب کرے
تو اُس سال کے روزے رکھنے کے بعد ایام حیض کے روزے قضا کرے اسواسطے کہ سال کبھی ایام حیض سے
خالی ہوتا ہی پس پورے سال کا وجوب صحیح ہو گیا یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہی اور اگر یون کہا کہ اللہ تعالیٰ کے
واسطے میرے ذمہ صوم دہر واجب ہے تو چہ مہینے کے روزے واجب ہونگے اور اگر یون کہا کہ صوم الدہر
واجب ہین تو تمام عمر کے روزے واجب ہونگے یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہو جب روزہ کی نذر کو کسی
شرط پر موقوف کیا تو اُس شرط کے موجود ہونے سے پہلے اس نذر کا ادا کرنا بالاجماع جائز نہین اور اگر نذر کے
روزون کے لیے کوئی مہینہ معین کیا اور اُسوقت سے پہلے اُنکو ادا کر دیا مثلاً یون کہا کہ اللہ تعالیٰ کے واسطے
میرے ذمہ واجب ہی کہ رجب کے روزے رکھون اور اُسکے عوض مین ربیع الاول کے روزے رکھ لیے
تو امام ابو یوسفؒ کے نزدیک جائز ہی اور یہی قول امام ابو حنیفہؒ کا ہی اور امام محمدؒ کے قول کے بموجب جائز
نہین یہ محیط مین لکھا ہی اور اگر یون کہا کہ اگر میرا قصور معاف ہو جائیگا تو مین اسقدر روزے رکھونگا تو جبتک یون
نہ کہے کہ یہ اللہ کے واسطے مین اپنے اوپر واجب کرتا ہون تب تک وہ روزے واجب نہ ہونگے یہ حکم
بموجب قیاس کے ہی اور استحسان یہ ہی کہ واجب ہونگے۔ اور اگر نذر کو کسی چیز پر موقوف نہین کیا تو کسیطرح
واجب نہ ہونگے نہ بموجب قیاس کے نہ بموجب استحسان کے یہ ظہیریہ مین لکھا ہی اگر کسی نے اپنے اوپر مہینہ بھر کے
روزے واجب کر لیے پھر وہ مہینہ کے گذرنے سے پہلے مر گیا تو اُسپر مہینہ بھر کے روزے واجب ہونگے
اور اُسپر لازم ہی کہ اُسکی وصیت کرے اور ہر روزے کے بدلے نصف صاع گیہون دیے جاوین خواہ اُن

روزون کے لیے مہینہ معین کیا ہو یا نہ کیا ہو یہ مسئلہ باب اعتکاف مین مذکور ہی مریض نے اگر یون کہا کہ اللہ کے
واسطے میرے اوپر واجب ہی کہ ایک مہینہ کے روزے رکھون اور تندرست ہونے سے پہلے مرگیا تو اُسپر کچھ
لازم نہین ہی اور اگر ایک دن کے واسطے تندرست ہوگیا تو اُسپر واجب ہی کہ مہینہ بھر کے روزون کے
فدیہ کی وصیت کرے امام محمدؒ نے کہا ہی کہ اُسپر فقط دنون کے فدیہ کی وصیت واجب ہوگی جتنے دنون
تندرست رہا ہی یہ خلاصہ مین لکھا ہی۔ اور اگر یون کہا کہ اللہ کے واسطے میرے ذمہ واجب ہی کہ برابر دو
دن کے روزے مہینہ کے اول اور آخر رکھون تو اُسپر واجب ہی کہ پندرھوین اور سولھوین تاریخ کے
پے درپے روزے رکھے یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہی اور اگر یون کہا کہ اللہ کے واسطے میرے ذمہ واجب ہے
کہ رجب کے مہینے کے روزے رکھون پھر اُسنے کفارہ ظہار کے واسطے دو مہینے کے برابر روزے رکھے
جنمین سے ایک رجب بھی تھا تو جائز ہی اور رجب کے مہینہ کی قضا اُسپر واجب ہوگی یہی اصح ہے
یہ ظہیریہ مین لکھا ہے

ساتوان باب اعتکاف کے بیان مین

اعتکاف کی تفسیر اور اُسکی تقسیم اور ارکان اور شروط اور آداب اور اُسکی خوبیان اور مفسدات اور مکروہات جاننا ضرور ہی تفسیر اعتکاف کی یہ ہی کہ وہ نیت
اعتکاف کے ساتھ مسجد مین ٹھہرنا ہی یہ نہایہ مین لکھا ہی اور اُسکی تین قسمین ہین ایک واجب ہی اور وہ نذر کا
اعتکاف ہی خواہ وہ نذر کسی شرط پر موقوف ہو یا نہ ہو اور دوسری سنت مؤکدہ اور وہ رمضان کے اخیر
عشرہ کا اعتکاف ہی تیسری مستحب اور وہ ان دونون قسمون کے سوا ہی یہ فتح القدیر مین لکھا ہی شرطین اسکی
بہت ہین منجملہ اُنکے نیت ہی پس اگر بغیر نیت کے اعتکاف کریگا تو بالاجماع جائز نہین یہ معراج الدرایہ مین
لکھا ہی اور منجملہ اُنکے مسجد جماعت ہی پس جس مسجد مین اذان اور اقامت ہوتی ہو وہان اعتکاف جائز ہے
یہی صحیح ہی یہ خلاصہ مین لکھا ہی اور سب سے افضل یہ ہی کہ مسجد الحرام مین اعتکاف کرے پھر مسجد نبوی صلی اللہ
علیہ وسلم مین پھر بیت المقدس پھر جامع مسجد پھر اُس مسجد مین جہان جماعت بڑی ہوتی ہو یہ تبیین مین لکھا ہے
اور عورت اپنے گھر مین جہان نماز پڑھنے کی جگہ ہے وہین اعتکاف کرے اور اسی جگہ اعتکاف کرنا اُسکے
حق مین ایسا ہی جیسے مرد کے واسطے مسجد جماعت مین اعتکاف کرنا ہی وہان سے ضروری حاجات کے سوا
اور وقت مین نہ نکلے یہ شرح مبسوط مین لکھا ہی جو امام سرخسی کی تصنیف ہی۔ اور اگر مسجد جماعت مین اعتکاف
کریگی تو بھی جائز ہی اور مکروہ ہی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی اور پہلی صورت افضل ہی اور اسکے واسطے محلہ کی مسجد
مین بہ نسبت بڑی مسجد کے افضل ہی اور یہ بھی جائز ہی کہ عورت اپنے گھر مین نماز کی جگہ کے سوا اور جگہ اعتکاف
کرے یہ تبیین مین لکھا ہی اور اگر اسکے گھر مین کوئی جگہ نماز کی مقرر نہ ہو تو کسی جگہ کو نماز کے واسطے مقرر کرے
اور وہین اعتکاف کرے یہ زاہدی مین لکھا ہی اور منجملہ اُنکے روزہ ہی اور وہ اعتکاف واجب مین بلا اختلاف
روایت واحدہ شرط ہی اور ظاہر الروایۃ امام ابوحنیفہؒ یہ ہی کہ اعتکاف نفل مین روزہ شرط نہین ہی اور یہی قول

له یعنی وہ جگہ جو اپنے گھر مین خاص نماز ہی کے واسطے مقرر کر لیتے ہین اور اسکو ہر طرح کی آلائشون سے پاک و صاف رکھتے ہین ۱۲

صاحبین رح کا ہی ظاہر مذہب کے بموجب کم سے کم مدت اعتکاف کی کوئی مقدار مقرر نہین یہانتک کہ اگر مسجد مین داخل ہوا اور یہ نیت کر لی کہ جبتک مسجد سے باہر نکلون تب تک اعتکاف ہو تو صحیح ہی یہ تبیین مین لکھا ہی اور اگر ایک رات کے اعتکاف کی نذر کی یا اسنے کسی ایسے دن کے اعتکاف کی نذر کی جسمین کچھ کھا چکا تو نذر صحیح نہ ہوگی اور اگر یون کہا کہ اللہ کے واسطے میرے ذمہ واجب ہی کہ مہینہ بھر تک بغیر روزہ کے اعتکاف کرون تو اُسپر واجب ہی کہ اعتکاف کرے اور روزہ رکھے یہ ظہیریہ مین لکھا ہی اور نذر کے واسطے شرط یہ ہی کہ کسیطرح کا روزہ ہو یہ شرط نہین کہ اعتکاف کے واسطے ہی روزہ رکھے یہان تک کہ اگر کسی نے رمضان کے اعتکاف کی نذر کی تو نذر صحیح ہی یہ ذخیرہ مین لکھا ہی پس اگر اس شخص نے رمضان کے روزے رکھے اور اعتکاف نہ کیا تو اُسپر واجب ہی کہ اسکی قضا کے واسطے ایک اور مہینہ کا اعتکاف کرے اور اسمین برابر روزے رکھے یہ محیط مین لکھا ہی اور اگر اُسنے کسی دوسرے مہینہ مین اُس اعتکاف کو قضا نہ کیا یہان تک کہ دوسرا رمضان آگیا اور اسمین اعتکاف کیا تو وہ نذر ادا نہ ہوگی اسواسطے کہ روزے جو اپنے وقت سے فوت ہوے تو اسکے ذمہ واجب اور بالذات مقصود ہوگئے اور جو چیز بالذات مقصود ہوتی ہی وہ غیر سے ادا نہین ہوتی یہان تک کہ اگر کسی مہینہ کے اعتکاف کی نذر کی اور رمضان مین اعتکاف کیا تو جائز نہین اگر اعتکاف مین روزہ توڑ دیا پھر ایک مہینہ کے روزے مع اعتکاف کے قضا کیے تو جائز ہی اسلیے کہ قضا مثل ادا کے واقع ہوئی یہ محیط سرخسی اور خلاصہ مین لکھا ہی۔ اگر صبح کے وقت کسی شخص کا نفل روزہ تھا پھر کچھ وقت گذر جانے کے بعد اُسنے یہ کہا کہ اللہ کے واسطے میرے ذمہ واجب ہی کہ آج کے روزہ کا اعتکاف کرون تو امام ابوحنیفہ رح کے قول کے بموجب قیاس یہ ہی کہ اعتکاف صحیح نہین ہوگا اسواسطے کہ اعتکاف واجب بغیر روزہ واجب کے صحیح نہین ہوتا اور صبح کے وقت روزہ نفل تھا پس اب واجب نہین ہوسکتا یہ محیط مین لکھا ہی اور منجملہ اُنکے مسلمان اور عاقل ہونا اور جنابت اور حیض و نفاس سے پاک ہونا ہی اسلیے کہ کافر عبادت کی اہلیت نہین رکھتا اور مجنون نیت کی اہلیت نہین رکھتا اور جنابت اور حیض و نفاس کی حالت مین مسجد مین آنا منع ہی بالغ ہونا اعتکاف صحیح کے واسطے شرط نہین ہی پس سمجھ والے لڑکے کا اعتکاف صحیح ہوگا اور مرد ہونا اور آزاد ہونا بھی شرط نہین ہی۔ پس عورت کا اعتکاف اگر اسکا شوہر ہو تو باجازت شوہر اور غلام کا اعتکاف باجازت مالک صحیح ہی یہ بدائع مین لکھا ہی پس اگر شوہر عورت کو اعتکاف کی اجازت دیچکا تو پھر اُسکے بعد اسکو منع کرنے کا اختیار نہین اور اگر منع کرے تو ممانعت صحیح نہین اور مالک اگر اجازت دینے کے بعد پھر غلام کو اعتکاف سے منع کرے تو وہ منع کرنا صحیح ہی اور مالک اسمین گنہگار ہوگا۔ مکاتب کو اختیار ہی کہ بغیر اجازت مالک کے اعتکاف کرے اور مالک کو اختیار نہین کہ اُسکو منع کرے یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہی اگر عورت نے اعتکاف کی نذر کی تو شوہر کو اختیار ہی کہ اُسکو منع کرے اسیطرح اگر غلام اور باندی نے اعتکاف کی نذر کی تو مالک کو اختیار ہی کہ منع کرے یہ محیط مین لکھا ہی۔ اور جب عورت مرد کے نکاح سے

باہر اور غلام آزاد ہو جاوے تو اُسوقت اُسکی قضا کرین یہ فتح القدیر مین لکھا ہی۔ منتقی مین مذکور ہی کہ اگر شوہر نے اپنی عورت کو ایک مہینہ کے اعتکاف کی اجازت دی اور عورت نے یہ ارادہ کیا کہ برابر ایک مہینہ کا اعتکاف کرے تو مرد کو اختیار ہی کہ اُسکو یون حکم کرے کہ تھوڑے تھوڑے دنون کا اعتکاف کر اور اگر ایک معین مہینہ کے اعتکاف کی اجازت دی اور اُسنے برابر ایک مہینہ کا اعتکاف کیا تو اب اُسکو منع کرنے کا اختیار نہین یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی **آداب اعتکاف کے** یہ ہین کہ نیک باتون کے سوا اور کلام نہ کرے اور رمضان کے اخیر عشرہ کے اعتکاف کا التزام کرے اور اعتکاف کے واسطے افضل مسجد اختیار کرے جیسے مسجد حرام اور مسجد جامع یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی اور اعتکاف مین قرآن کی تلاوت اور حدیث اور علم اور تعلیم اور سیر نبی صلے اللہ علیہ وسلم اور ذکر انبیا علیہم السلام اور تذکرہ صالحین اور امور دین کے لکھنے کا شغل رکھے یہ فتح القدیر مین لکھا ہی اور اگر ایسی باتین کرے کہ جنمین کچھ گناہ نہ ہو تو کچھ مضائقہ نہین یہ شرح طحاوی مین لکھا ہی خوبیان اعتکاف کی بس ظاہر ہین اسلیے کہ اعتکاف کرنے والا قرب الٰہی کی طلب مین اپنے آپ کو بالکل اللہ کی بندگی کے سپرد کر دیتا ہی اور دنیا کے اشغال سے جو بندہ کو اللہ کے قرب سے دور کرتے ہین اپنے آپ کو دور کر دیتا ہی اور بالکل اوقات معتکف کے نماز مین صرف ہوتے ہین اسلیے کہ یا تو حقیقۃً نماز مین ہوتا ہی یا نماز کے انتظار مین ہوتا ہی اسلیے کہ مقصد اصلی اعتکاف کے مشروع ہونے سے یہ ہی کہ جماعتون کی نماز کا انتظار کرے اور اعتکاف کرنے والا اپنے آپ کو ان لوگون کے مشابہ کرتا ہی جنکے حق مین خدا تعالیٰ نے یہ فرمایا لا یعصون اللہ ما امرہم ویفعلون ما یؤمرون یعنے نافرمانی نہین کرتے ہین اللہ کی جس چیز مین حکم کیا ہی انکو اللہ نے اور کرتے ہین وہی جو حکم کیے جاتے ہین اور ان لوگون سے جنکے حق مین یہ ہی یسبحون اللیل والنہار وہم لا یسأمون یعنے تسبیح پڑھتے ہین رات اور دن اور وہ نہین تھکتے ہین اور منجملہ اعتکاف کی خوبیون کے یہ ہی کہ اُسکے حق مین روزہ شرط ہی اور وہ روزہ دار اللہ کا مہمان ہوتا ہی یہ نہایہ مین لکھا ہی **مفسدات اعتکاف کا بیان** منجملہ اُنکے مسجد سے باہر نکلنا ہی پس معتکف کو چاہیے کہ مسجد سے باہر نہ نکلے نہ رات مین نہ دن مین مگر عذر سے نکلے تو مضائقہ نہین اور اگر بغیر عذر ایک ساعت کے واسطے نکلا تو امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک اعتکاف فاسد ہو گیا یہ محیط مین لکھا ہی خواہ عمداً نکلا ہو خواہ بھولکر نکلا ہو یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہی اور عورت اپنے گھر کی مسجد اعتکاف سے دوسری جگہ نہ اُٹھ جاوے یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی۔ اگر عورت مسجد مین معتکف تھی اور اسی حالت مین اُسکو طلاق دیگئی تو اُسکو چاہیے کہ اپنے گھر مین چلی آوے اور اُسی اعتکاف پر بنا کرکے اپنے گھر مین معتکف ہو جاوے اور منجملہ عذرون کے پائخانہ اور پیشاب کیلیے اور جمعہ پڑھنے کے واسطے نکلنا ہی پس اگر پیشاب پائخانہ کے واسطے نکلے تو قضاء حاجت کے واسطے گھر مین داخل ہو تو مضائقہ نہین اور وضو سے فارغ ہوتے ہی مسجد مین آجاوے اور اگر گھر مین ایک ساعت ٹھہرا تو امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک اعتکاف فاسد ہو جاویگا یہ محیط مین لکھا ہی اور اگر مسجد کے قریب مین کسی دوست کا گھر ہو تو اُسپر یہ

ف یعنی جو شخص نماز کے انتظار مین مسجد مین بیٹھا رہے اسکو نماز ہی کا ثواب ملتا ہی ۱۲

یہ ضرور نہین کہ قضاء حاجت کے واسطے وہان جاوے گھر کو نہ آوے اور اگر اُسکے دو گھر ہون ایک قریب اور ایک
بعید تو بعض فقہا کا یہ قول ہے کہ بعید مکان کو جانا جائز نہین اگر وہان جاویگا تو اعتکاف باطل ہو جاویگا یہ سراج الوہاج
مین لکھا ہے اور جب کسی حاجت کے واسطے نکلے تو اُسکو جائز ہے کہ آہستہ آہستہ چلے یہ نہایہ مین لکھا ہے اور یہی عنایہ
مین لکھا ہے کھانا اور پینا اور سونا اپنے اعتکاف کے مقام مین چاہیے اسلیے کہ یہ کام مسجد مین ہو سکتے ہین پس باہر نکلنے کی
ضرورت نہین یہ ہدایہ مین لکھا ہے اور جمعہ کی نماز کے واسطے سورج کے زوال کے وقت نکلے یہ حکم اُسوقت ہے کہ
اسکے اعتکاف کی مسجد جامع مسجد سے اتنی دور ہو کہ اگر زوال کے وقت نکلے تو خطبہ اور جمعہ فوت نہو اور اگر
فوت ہونیکا خوف ہو تو زوال کا انتظار کرے لیکن ایسے وقت نکلے کہ جامع مسجد مین پہونچکر چار رکعتین خطبہ کی
اذان سے پہلے پڑھ لے اور جمعہ کے بعد بقدر چار یا چھ رکعتون کے وہان ٹھہرے یہ کافی مین لکھا ہے پس اگر ایک
دن رات وہان ٹھہر رہا پھر وہین اعتکاف پورا کیا تو اعتکاف فاسد نہوگا مگر مکروہ ہے یہ سراج الوہاج مین لکھا ہے
اگر مسجد سے کسی عذر کیوجہ سے نکلا مثلاً مسجد گر گئی یا زبردستی کسی نے نکالدیا اور اُسیوقت دوسری مسجد مین
داخل ہو گیا تو استحسان یہ ہے کہ اعتکاف فاسد نہوگا یہ بدائع مین لکھا ہے اور اسیطرح اگر اپنی جان یا مال کے
خوف سے نکلے تو بھی یہی حکم ہے یہ تبیین مین لکھا ہے اگر پیشاب یا پائخانہ کے واسطے نکلا تھا اور قرضخواہ نے اُسکو
ایک ساعت روک لیا تو امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک اعتکاف فاسد ہو گیا صاحبینؒ کے نزدیک فاسد نہین ہوا
امام سرخسی نے کہا ہے کہ صاحبینؒ کا قول مسلمانون پر زیادہ آسان ہے یہ خلاصہ مین لکھا ہے۔ عیادت مریض کے
واسطے بھی نہ نکلے یہ بحر الرائق مین لکھا ہے اگر جنازہ کے واسطے نکلا تو اعتکاف فاسد ہو جاویگا اور اگر جنازہ کی
نماز کے واسطے نکلا تو بھی اعتکاف فاسد ہو جاویگا اگرچہ اسکے سوا اور کوئی نماز پڑھانے والا نہو اور اگر ڈوبتے
یا جلتے کو بچانے کے واسطے نکلا تو بھی اعتکاف فاسد ہو جائیگا اور جہاد کے واسطے جبکہ پکار سب کو عموماً ہو یا گواہی
ادا کرنے کیواسطے نکلا تو بھی اعتکاف فاسد ہوگا یہ تبیین مین لکھا ہے اور اگر بیماری کے عذر سے ایک ساعت باہر نکلا تو
اعتکاف فاسد ہو گیا یہ ظہیریہ مین لکھا ہے اور اگر نذر اور التزام کیوقت یہ شرط کر لی تھی کہ عیادت مریض یا نماز جنازہ یا
مجلس علم مین حاضر ہونیکے واسطے نکلے گا تو جائز ہے یہ تاتارخانیہ مین حجۃ سے نقل کیا ہے۔ اگر اذان کے منارہ کے اوپر چڑھے
تو بلا خلاف یہ حکم ہے کہ اعتکاف فاسد نہین ہوتا اگرچہ اسکا دروازہ مسجد سے باہر ہو یہ بدائع مین لکھا ہے موذن
اور غیر موذن اس حکم مین برابر ہین یہی صحیح ہے یہ خلاصہ اور فتاوے قاضیخان مین لکھا ہے اور اگر سر اپنا کسی اپنے گھر والے
کیطرف کو نکالدے تاکہ وہ سر دھووے تو کچھ مضائقہ نہین یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہے یہ سب حکم اعتکاف واجب کے ہین لیکن اعتکاف نفل
مین اگر عذر یا غیر عذر سے نکلے تو ظاہر روایت کی بموجب کچھ مضائقہ نہین تحفہ مین ہے کہ اگر مریض کی عیادت کو جاوے یا جنازہ
مین حاضر ہو تو کچھ مضائقہ نہین یہ شرح نقایہ مین ہے جو شیخ ابو المکارم کی تصنیف ہے اور منجملہ اُنکے جماع
اور اُسکے لوازم ہین معتکف پر جماع حرام ہے اور اُسکے لوازم بھی حرام ہین جیسے مباشرت اور بوسہ اور مساس
اور معانقہ اور وہ جماع جو فرج سے باہر باہر ہو رات دن اس حکم مین برابر ہین اور جماع عمداً ہو یا بھولکر ہو رات مین

ہو یا دن مین ہو اعتکاف کو فاسد کر دیتا ہے خواہ انزال ہو یا نہ ہوا ور لوازم جماع سے اگر انزال ہو تو اعتکاف فاسد ہو جاتا ہی اور اگر انزال نہ ہو تو فاسد نہین ہوتا یہ بدائع مین لکھا ہی اگر خیال باندھنے یا صورت دیکھنے سے انزال ہو گیا تو اعتکاف فاسد نہین ہوتا یہ تبیین مین ہی احتلام مین بھی یہی حکم ہی یہ فتح القدیر مین لکھا ہی پھر اگر اُسکو مسجد مین غسل اسطرح ممکن ہو کہ مسجد خراب نہ ہوگی تو مضائقہ نہین ورنہ غسل کے واسطے مسجد سے باہر نکلے اور پھر مسجد مین آجاوے اگر مسجد کے اندر کسی برتن مین وضو کیا تو اُسکا بھی اسیطرح حکم ہی یہ بدائع اور فتاوے قاضیخان مین لکھا ہی اور منجملہ اُنکے بیہوشی اور جنون ہی صرف بیہوشی اور جنون سے بالاتفاق اعتکاف فاسد نہین ہوتا جبتک کہ اُسکا پیہم ہونا منقطع نہ ہو جاوے اور اگر کئی روز تک بیہوش رہا یا کئی روز تک جنون رہا تو اعتکاف فاسد ہو جاویگا اور اُسپر واجب ہے کہ جب اچھا ہو تو از سر نو اعتکاف کرے اور اگر جنون کئی برس تک رہا پھر افاقہ ہوا تو اُسپر واجب ہے کہ اعتکاف کو قضا کرے یہ بدائع مین لکھا ہی اور اگر معتوہ[له] ہو گیا پھر کئی برس بعد اُس کو افاقہ ہوا تو اُسپر قضا واجب ہے یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہی ممنوعات اعتکاف کے چند ہین انمین سے وہ خاموشی ہے جسکو عبادت سمجھے وہ مکروہ ہی یہ تبیین مین لکھا ہی اور اگر اُسکو عبادت نہ سمجھتا ہو تو مکروہ نہین یہ بحر الرائق مین لکھا ہی اور زبان کے گناہون سے خاموش رہنا بہت بڑی عبادت ہی یہ جوہرۃ النیرہ مین لکھا ہی - گالی دینے اور لڑنے سے اعتکاف فاسد نہین ہوتا یہ خلاصہ مین لکھا ہی - اعتکاف مین اگر کوئی بھول کر کھالے تو کچھ حرج نہین اسواسطے کہ کھانا روزہ کیوجہ سے حرام ہی اعتکاف کیوجہ سے نہین یہ نہایہ مین لکھا ہی اور اصل اسمین یہ ہی کہ جو چیز اعتکاف کیوجہ سے منع ہو نہ روزہ کیوجہ سے تو اُسکو عمداً یا سہواً یا رات مین یا دن مین کرنا برابر ہی جیسے جماع اور مسجد سے باہر نکلنا اور جو چیزین روزہ کیوجہ سے منع ہین اُنمین عمداً اور سہواً اور رات اور دن کا حکم مختلف ہی جیسے کہ کھانا اور پینا یہ بدائع مین لکھا ہی اور معتکف اگر کھانا یا اور ضروری چیزین بیچے اور مول لے تو مضائقہ نہین اور اگر تجارت کا ارادہ کرے تو مکروہ ہی یہ فتاوے قاضیخان اور ذخیرہ مین لکھا ہے اور یہی صحیح ہی یہ تبیین مین لکھا ہی اور معتکف کو جائز ہی کہ نکاح کرے اور طلاق سے رجعت کرے یہ جوہرۃ النیرہ مین لکھا ہی اور معتکف لباس پہنے اور خوشبو اور سر مین تیل لگاوے یہ خلاصہ مین لکھا ہی اگر معتکف رات مین کوئی نشہ کی چیز کھالے تو اعتکاف فاسد نہ ہوگا اسلیے کہ وہ ممنوعات دین مین سے ہی نہ ممنوعات اعتکاف مین سے جیسے کہ غیر کا مال کھانے سے اعتکاف فاسد نہین ہوتا یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہی اور جب اعتکاف واجب فاسد ہو جاوے تو اُسکی قضا واجب ہوگی اگر اعتکاف معین مہینہ کا تھا اور ایک دن کا روزہ توڑ دیا تو اُسدن کی قضا کریگا اور اگر مہینہ معین نہین کیا تھا تو از سر نو اعتکاف کرے برابر ہی کہ اعتکاف کو اپنے فعل سے بغیر عذر فاسد کیا ہو جیسے مسجد سے باہر ہو گیا یا جماع کیا یا دن مین کچھ کھا لیا یا عذر سے فاسد کیا ہو جیسے کہ مرض کیوجہ سے مسجد سے باہر نکلنے کی حاجت ہوئی یا بغیر اُسکے فعل کے اعتکاف فاسد ہو گیا ہو جیسے کہ حیض اور جنون اور کئی دن کی بیہوشی یہ فتح القدیر مین لکھا ہی اور اسی سے ملتے ہوے ہین یہ مسائل جب کوئی شخص اپنے اوپر

[له] یعنی مجنون اچھا ہوگیا [illegible] ۱۲

اعتکاف کے واجب کرنے کا ارادہ کرے تو اُسکو چاہیے کہ زبان سے بھی کہے صرف دل سے نیت کرنا اعتکاف کے
واجب کرنے کو کافی نہین یہ شمس الائمہ حلوائی نے ذکر کیا ہی یہ نہایہ اور خلاصہ مین لکھا ہی۔ اور اس جگہ دو قاعدے
کلیہ ہین ایک یہ کہ جب ایام کو لفظ جمع یا تثنیہ کے ساتھ ذکر کریگا تو اسمین راتین بھی شامل ہونگی اور اسیطرح لیالی
یعنے راتون مین دن بھی شامل ہو جائینگے یہ جب ہی کہ کچھ نیت نہ کی ہو اور اگر خاص دنون یا خاص راتون کی
نیت کی ہو تو نیت صحیح ہی اور دنون کی نیت مین دنون کا اعتکاف لازم ہوگا نہ رات کا اور رات مین کچھ
اُسپر واجب نہ ہوگا یہ بدائع مین لکھا ہی اور اگر ایک دن کے اعتکاف کی نذر کی تو اسمین رات داخل نہ ہوگی
یہ فتح القدیر مین لکھا ہی دوسرا قاعدہ کلیہ یہ ہی کہ جب اعتکاف کے واجب ہونے مین رات داخل نہین ہی
تو اعتکاف کرنے والے کو اختیار ہی کہ اعتکاف کے کئی حصہ کرے اور جب رات اور دن دونون شامل
ہین تو پیہم اعتکاف واجب ہوگا یہ بدائع مین لکھا ہی پس اگر کسی نے ایک معین یا غیر معین مہینے یا تیس دن کے
اعتکاف کی نذر کی تو پیہم اعتکاف واجب ہوگا اور جب مہینہ معین نہین ہی تو جس مہینے مین چاہے اعتکاف
کرے یہ ظہیریہ مین لکھا ہی اور جب اعتکاف مین رات دن دونون شامل ہین تو ابتدا اعتکاف کی رات سے ہوگی
اسلیے کہ اصل یہ ہی کہ ہر رات اُسدن کی تابع ہوتی ہی جو اُسکے بعد ہوتا ہی یہ کافی مین لکھا ہی پس اگر کسی نے یون
کہا کہ اللہ کے واسطے میرے اوپر واجب ہے کہ دو دن کا اعتکاف کرون تو مسجد مین سورج کے چھپنے سے پہلے
داخل ہو اور اُس رات اور اُسکے دن اور دوسری رات اور اُسکے دن مین مسجد مین ٹھہرا رہے اور بعد
سورج ڈوبنے کے مسجد سے نکلے اسیطرح اگر بہت دنون کے اعتکاف کی نذر کی تو بھی سورج ڈوبنے سے پہلے
داخل ہو یہ فتاوےٰ قاضیخان مین لکھا ہی اگر عید کے دن کے اعتکاف کی نذر کی تو کسی دوسرے وقت مین
قضا کرے اور اگر قسم کی نیت کی تھی تو قسم کا کفارہ واجب ہوگا اور اگر اُسی دن اعتکاف کیا تو اعتکاف ادا
ہو جائیگا لیکن گنہگار ہوگا یہ خلاصہ مین لکھا ہی۔ اگر کوئی شخص اعتکاف کرے اور اُسکو اپنے اوپر واجب نہ کرے
پھر مسجد سے نکل آوے تو کچھ اُسپر لازم نہین ہوتا یہ ظہیریہ مین لکھا ہی اور اگر ایک دن یا ایک مہینہ معین کے
اعتکاف کی نذر کی اور اُس سے پہلے اعتکاف کر لیا یا مسجد حرام مین اعتکاف کی نذر کی اور کہین اور کر لیا تو
جائز ہی یہ بحر الرائق مین لکھا ہی اور اگر گذشتہ مہینہ کے اعتکاف کی نذر کی تو اُسکی نذر صحیح نہ ہوگی یہ بحر الرائق کے
باب النذر بالصوم مین لکھا ہی اگر کسی نے مہینہ بھر کے اعتکاف کی نذر کی پھر مرتد ہو گیا پھر مسلمان ہوا تو اُسپر
کچھ لازم نہ ہوگا یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی۔ اگر کسی نے ایک مہینہ کے اعتکاف کی نذر کی پھر مرگیا تو ہر دن کے
عوض مین نصف صاع گیہون یا ایک صاع چھوارے یا جو اگر اُسنے وصیت کی ہو تو دیے جاوین یہ سراجیہ
مین لکھا ہی اور اُسپر واجب ہے کہ وصیت کرے یہ بدائع مین لکھا ہی اور اگر اُسنے وصیت نہین کی اور وارثون نے
اجازت دیدی تو جائز ہی اگر ایک مہینہ کے اعتکاف کی حالت مرض مین نذر کی اور وہ اچھا نہ ہوا یہانتک کہ
مرگیا تو اُسپر کچھ واجب نہ ہوگا اور اگر ایک دن کے واسطے اچھا ہوا پھر مرگیا تو سارے مہینہ کے عوض فدیہ

دیا جاویگا یہ سراجیہ مین لکھا ہی **متفرق مسئلے** کسی شخص نے سنہ ۵۹۰ھ پانسو نوے مین رمضان کے روزے
نہ رکھے اور اُسکی قضا کی نیت سے ایک مہینہ کے روزے رکھے اور وہ سمجھتا تھا کہ مجھ سے سنہ ۵۹۰ھ کے روزے
چھوٹے ہین تو امام ابوحنیفہ رح نے کہا ہی کہ جائز ہی اور اگر اس ایک مہینہ کے قضا روزے رکھنے مین یون
نیت کی کہ مین رمضان سنہ ۵۹۱ھ پانسو اکیانوے کے روزے قضا کرتا ہون اور وہ یہ سمجھتا ہی کہ اسی سال کے
روزے چھوٹے ہین تو امام ابوحنیفہ رح نے کہا ہی کہ جائز نہ ہوگا یہ ظہیریہ کے باب النیتہ مین لکھا ہی اور یہی
فتاوےٰ قاضیخان مین لکھا ہی اگر کافر دارالحرب مین مسلمان ہوا اور رمضان کے روزون کے واجب ہونیکا
حکم اُسکو رمضان کے بعد معلوم ہوا تو اسپر قضا واجب نہین اور اگر رمضان کے درمیان مین معلوم ہوا تو جو
مجنون کا حکم ہی وہی اسکا حکم ہی یہ زاہدی مین لکھا ہی۔ اگر دارالاسلام مین مسلمان ہوا تو اُسکے اسلام کے بعد
جسقدر رمضان گذرا ہی اُسکی قضا واجب ہوگی خواہ روزون کے واجب ہونے کا حکم معلوم ہو یا نہ ہو
یہ فتاوےٰ قاضیخان کی فصل رویتہ الھلال مین لکھا ہی اگر کوئی شخص زوال سے پہلے مسلمان ہوا اور ابھی تک
کچھ نہین کھایا ہی اور نفل روزہ رکھ لیا تو ظاہر روایت کے بموجب روزہ صحیح نہ ہوگا اسلیے کہ صبح کے وقت
اسمین روزہ کی اہلیت نہ تھی اور روزہ تمام دن کا ایک ہوتا ہی اُسکے جدا جدا ٹکڑے نہین ہوتے یہ محیط سرخسی
مین لکھا ہی اگر لڑکا زوال سے پہلے بالغ ہوا اور ابھی تک کچھ کھایا نہین ہی اور نفل روزہ کی نیت کی تو
صحیح قول کے بموجب روزہ جائز ہوگا یہ جوہرۃ النیرہ مین لکھا ہی رازی نے کہا ہی کہ جب بچہ مین روزہ
رکھنے کی طاقت ہو تو اُسکو روزہ کا حکم کیا جاوے ابوجعفر رح نے مشائخ بلخ کا اختلاف ذکر کیا ہی اور اصح
یہ ہی کہ اُسکو حکم کیا جاوے اور یہ اُس صورت مین ہی کہ جب روزہ رکھنے سے اُسکے بدن کا ضرر نہ ہوا ور
اگر ضرر ہو تو حکم کیا جاوے اور جب حکم کیا اور اُسنے روزہ نہ رکھا تو اُسپر قضا واجب نہین ہی۔ ابوحفص رح سے
پوچھا گیا کہ دس برس کے بچہ کو روزہ نہ رکھنے پر مارین تو اُنھون نے جواب دیا کہ اسمین اختلاف ہی اور صحیح
یہ ہی کہ وہ بمنزلہ نماز کے ہی یہ زاہدی مین لکھا ہی جس شخص کو رمضان کے روزہ مین صبح کے وقت کوئی ایسا عذر
تھا جو روزہ کے وجوب کا مانع تھا یا اُسکی وجہ سے روزہ نہ رکھنا مباح تھا پھر وہ عذر زائل ہوگیا اور ایسا ہوگیا
کہ اگر وہ حالت صبح کے وقت ہوتی تو روزہ واجب ہوتا مثلاً لڑکا جو دن مین کسی وقت بالغ ہوا یا کافر مسلمان
ہوا یا مجنون کو افاقہ ہوا یا حیض والی عورت کو طہر ہوا یا مسافر اپنے گھر آیا اور روزہ رکھنے کے لائق ہی تو
اُسپر واجب ہی کہ جسقدر دن باقی ہی تب تک اُن سب باتون سے باز رہے جو روزہ مین منع ہین اور اسیطرح
جسپر روزہ صبح کے وقت واجب ہوا اسلیے کہ وجوب کا سبب اور روزہ کی اہلیت موجود تھی لیکن وہ روزہ دار
نہین رہ سکتا مثلاً جانکر روزہ توڑ دیا یا شک کے روز صبح کو کچھ کھالیا پھر ظاہر ہوا کہ وہ رمضان کا دن تھا یا سحری
کھاتے وقت یہ گمان تھا کہ فجر طلوع نہین ہوئی پھر ظاہر ہوا کہ فجر طلوع ہو چکی تو اُسپر واجب ہی کہ روزہ دار کی
مشابہت اختیار کرے اور جو چیزین روزہ مین منع ہین اُنسے پرہیز کرے یہ بدائع مین لکھا ہی۔ اگر کوئی شخص یہ

سمجھتا تھا کہ سورج چھپ گیا اور اُسنے کچھ کھا لیا پھر ظاہر ہوا کہ سورج نہین چھپا اور اسیطرح وہ جسنے بطور خطا یا
کسی کی زبردستی سے روزہ توڑ دیا تو اُسکا بھی یہی حکم ہی یہ خلاصہ مین لکھا ہی بعض نے کہا کہ امساک یعنے جو چیزین
روزہ مین منع ہین اُنکا چھوڑنا مستحب ہے واجب نہین اور صحیح یہ ہی کہ واجب ہے یہ فتح القدیر مین لکھا ہی اور فقہا کا
اجماع ہی کہ حیض اور نفاس والی عورت اور مریض و مسافر پر روزہ دارون کی مشابہت واجب نہین یہ خلاصہ
مین لکھا ہی حیض والی عورت کیلیے اس باب مین اختلاف ہی کہ وہ پوشیدہ کھاوے یا ظاہر کھاوے بعضون نے
کہا ہی پوشیدہ کھاوے اور بعضون نے کہا ہی ظاہر کھاوے اور مسافر و مریض کے واسطے بالاتفاق ظاہر کھانا
جائز ہی یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی جس شخص نے نفل روزہ شروع کرکے توڑ دیا تو اُسکو قضا کرے یہ ہدایہ
مین لکھا ہی خواہ اُسکے فعل سے روزہ ٹوٹا ہو یا اُسکے فعل سے نہ ٹوٹا ہو یہانتک کہ اگر عورت نے نفل روزہ
رکھا تھا پھر حیض ہوگیا تو دو روایتین ہین اصح یہ ہی کہ قضا واجب ہوگی یہ تہایہ مین لکھا ہی۔ اگر کوئی مظنون روزہ
توڑے تو اُسکی قضا مین ہمارے اصحاب کا اختلاف ہی اور مظنون سے یہ مراد ہی کہ کسی نے روزہ یا نماز اس گمان پر
شروع کی کہ اُسپر واجب ہی پھر ظاہر ہوا کہ وہ اُسپر واجب نہین اور اُسنے اُسکو جاتکر توڑ دیا تو ہمارے اصحاب ثلثہ
کا یہ قول ہی کہ اُسپر قضا واجب نہ ہوگی لیکن افضل یہ ہی کہ روزہ کو تمام کرے اور یہی خلاف ہی اُس صورت مین کہ
کسی نے کفارہ کا روزہ شروع کیا پھر اُس روزہ کے درمیان مین ہی وہ مالدار ہوگیا اور اُسنے اس روزہ کو عمدًا
توڑ دیا یہ بدائع مین لکھا ہی۔ اگر طلوع فجر کے بعد قضا کی نیت کی تو وہ روزہ قضا کیطرف سے صحیح نہ ہوگا اب اسمین
کلام ہی کہ وہ نفل بھی ہوجاتا ہی یا نہین امام نسفی رح نے کہا ہی کہ وہ نفل ہوجاتا ہی اور اگر توڑیگا تو قضا لازم آویگی
یہ خلاصہ مین لکھا ہی اور جس شخص نے تمام رمضان مین نہ روزہ رکھنے کی نیت کی نہ بے روزہ رہنے کی تو اُسپر
رمضان کی قضا لازم ہوگی یہ ہدایہ مین لکھا ہی اگر رمضان کے سوا اور کوئی روزہ توڑ دیا تو اُسمین کفارہ لازم نہین
آتا یہ کنز مین لکھا ہی روزہ توڑنے اور ظہار کا کفارہ ایکسا ہی اور وہ یہ ہی کہ غلام آزاد کرے خواہ غلام مسلمان
ہو یا کافر اور اگر غلام آزاد کرنے پر قادر نہو تو برابر دو مہینے کے روزے رکھے اور اگر اسپر بھی قادر نہو تو ساٹھ
مسکین کو کھانا دے ہر مسکین کو ایک صاع چھوارے یا جو یا نصف صاع گیہون سب کفارون مین کفارہ
دینے والے کے اُس حال کا اعتبار کیا جاتا ہی جو کفارہ کے ادا کرنے کے وقت ہو نہ اُس حال کا جو کفارہ واجب
ہونے کے وقت تھا پس اگر کفارہ ادا کرتے وقت کوئی مفلس ہی تو اُسکو روزے رکھنا جائز ہین اگرچہ کفارہ
واجب ہونے کے وقت وہ مالدار تھا یہ خلاصہ مین لکھا ہی۔ اگر کسی نے ایک سال کے رمضان کے دنون مین
کئی بار مجامعت کی اور کفارہ نہ دیا تو اُسپر ایک کفارہ واجب ہوگا اور جو مجامعت کی اور کفارہ دیا پھر
مجامعت کی تو ظاہر روایت کے بموجب دوسرا کفارہ واجب ہوگا یہ فتح القدیر مین لکھا ہی اگر ایک دن کا
روزہ توڑا اور غلام آزاد کردیا پھر دوسرے دن کا روزہ توڑا اور غلام آزاد کردیا پھر تیسرے دن کا روزہ توڑا
اور غلام آزاد کردیا پھر پہلا غلام کسی اور کی ملک ثابت ہوا تو اُسپر کچھ واجب نہین اور اگر دوسرے غلام کا یہ حال ہوا

تو بھی کچھ واجب نہین اور اگر تیسرا غلام کسی اور کی ملک ثابت ہوا تو ایک غلام آزاد کرنا واجب ہوگا اسواسطے کہ جو کفارہ پہلے دیا تھا وہ مابعد کا عوض نہین ہوسکتا اور اگر تیسرے غلام آزاد شدہ کے ساتھ دوسرا غلام بھی کسی اور کی ملک ثابت ہوا تو بھی دونون روزون کے عوض ایک ہی غلام آزاد کریگا اور اگر ان دونون کے ساتھ پہلا غلام بھی کسی اور کی ملک ثابت ہو تو بھی ایک ہی کفارہ واجب ہے اور اگر پہلا غلام اور تیسرا غلام کسی اور کی ملک ثابت ہوا تو صرف تیسرے دن کے عوض ایک غلام آزاد کریگا اور اگر دو رمضانون مین مجامعت کی اور پہلے کا کفارہ نہین دیا ہی تو ظاہر روایت کے بموجب ہر جماع کے عوض کفارہ لازم ہوگا یہ بدائع مین لکھا ہے اگر بادشاہ پر کفارہ لازم ہوا اور اُسکے پاس مال حلال ہو اور کسی کا قرض نہین ہی تو غلام آزاد کرنے کا فتوے دیا جاویگا یہ بحر الرائق مین لکھا ہی۔ اگر رمضان کا مہینہ پنجشنبہ کے دن شروع ہوا اور عرفہ بھی پنجشنبہ کے دن ہو تو وہ دن عرفہ کا ہوگا قربانی کا نہ ہوگا اور اگر اُسدن قربانی کریگا تو جائز نہ ہوگی اور اگر اسکو کوئی قربانی کا دن سمجھے اور اسپر اعتماد کرے کہ حضرت علی رضہ نے یہ فرمایا ہی کہ تمہاری قربانی کا دن وہی ہی جو تمہارے روزہ کا دن ہے تو اعتماد صحیح نہین اسلیے کہ ممکن ہی کہ حضرت علی رضہ نے یہ امر شاید اُسی سال کے واسطے فرمایا ہو ہمیشہ کے واسطے نہ فرمایا ہو یہ فتاوے قاضیخان کی فصل رویت ہلال مین لکھا ہی۔ جو روزے کہ فرض لازم ہوتے ہین وہ تیرہ قسم ہین سات قسم انمین سے ایسے ہین جنکو برابر رکھنا واجب ہی اور وہ یہ ہین رمضان اور کفارۂ قتل اور کفارۂ ظہار اور کفارۂ قسم اور کفارۂ روزۂ رمضان اور نذر معین اور روزۂ قسم معین اور چھ روزے ایسے ہین جنکو برابر رکھنا واجب نہین اور وہ یہ ہین رمضان کی قضا تمتع کے روزے احرام مین سر مونڈانے کے کفارہ کے روزے احرام مین شکار کر لینے کی جزا کے روزے اور ایسی نذر کے روزے جسمین کوئی تعیین نہ کی ہوا ور قسم کے روزے اگر اسطرح قسم کھائی ہو کہ واللہ مین مہینہ بھر کے روزے رکھونگا یہ بحر الرائق مین لکھا ہے اگرچہ رمضان کی قضا مین برابر رکھنے اور نہ رکھنے کا اختیار ہی مگر برابر رکھنا انکا مستحب ہے تاکہ جلد وہ روزے اُسکے ذمہ سے ساقط ہوجائین یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی۔ معلوم کرنا چاہیے کہ لیلۃ القدر کو تلاش کرنا مستحب ہے اور وہ رات تمام سال کی راتون مین افضل ہی یہ معراج الدرایہ مین لکھا ہی امام ابو حنیفہ رح سے یہ روایت ہی کہ لیلۃ القدر رمضان مین ہوتی ہی اور یہ نہین معلوم کہ وہ کونسی رات ہی اور آگے پیچھے ہوتی رہتی ہی اور صاحبین رح کا بھی یہی قول ہے مگر اُنکے نزدیک وہ ایک معین رات ہے آگے پیچھے نہین ہوتی منظومہ اور اُسکی شرح مین یہی منقول ہی اور یہ فتح القدیر کے باب الاعتکاف مین لکھا ہی یہانتک کہ اگر کسی نے اپنے غلام سے کہا کہ تو لیلۃ القدر کی رات مین آزاد ہی تو اگر رمضان کے داخل ہونیسے پہلے کہا ہی تو جب رمضان کے بعد شوال کا چاند آویگا تو وہ آزاد ہوجاویگا اور اگر رمضان کی ایک رات گذرنے کے بعد کہا ہی تو وہ اُسوقت تک آزاد نہ ہوگا جبتک سال آیندہ کا رمضان گذر کر شوال کا چاند نظر نہ آجاوے اسلیے کہ یہ احتمال ہی کہ شاید پہلے رمضان کی پہلی ہی رات مین لیلۃ القدر ہوچکی ہو اور دوسرے سال کی اخیر تاریخ مین ہو اور صاحبین رح کے

سلہ یعنی جزاء صید وغیرہ [illegible] مجرماً دوران احرام یا رمضان اور [illegible] کتاب الحج مین ہو [illegible] ۱۲

نزدیک جب سال آیندہ کے رمضان کی ایک رات گذریگی تو وہ آزاد ہو جاویگا یہ کافی مین لکھا ہی ملتقی البحار مین ہی
کہ امام ابو حنیفہ رح کا قول راجح ہی یہ معراج الدرایہ مین لکھا ہی اور اسی پر فتوےٰ ہی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی۔ نذر جو
اکثر عوام سے اسطرح واقع ہوتی ہی کہ بعض صالحین کی قبرون پر جاتے ہین اور وہان کا پردہ اُٹھاکر یہ کہتے ہین
کہ اے میرے فلانے سید اگر میری حاجت پوری کر دوگے تو تمھارے واسطے مثلاً اسقدر سونا ہی تو یہ نذر بالاجماع
باطل ہی ہان اگر یون کہے یا اللہ مین تیرے واسطے نذر کرتا ہون کہ اگر میرے بیمار کو شفا ہو جاوے یا مثل
اسکے کوئی اور کام ہو جاوے تو مین اُن فقیرون کو کھانا کھلاؤنگا جو سیدۂ نفیسہ یا مثل اُسکے کسی اور درگاہ پر
ہین یا وہان کی مسجد کے واسطے بوریا خریدونگا یا وہان کی روشنی کے واسطے تیل خریدونگا یا وہان کے
خادمون کو درم دونگا اور اس قسم کی چیزین جنہین فقیرون کو نفع اور اللہ کے واسطے نذر ہو اور شیخ کا ذکر
صرف اسواسطے ہو کہ وہ مستحقون پر نذر کے صرف کرنے کا محل ہی تو جائز ہی لیکن فقیرون کے سوا اورون کو اُسکا
دینا حلال نہین اور اہل علم کو اور شیخ کے خادمون کو بھی اُسکا لینا جائز نہین لیکن اگر کوئی فقیر ہو تو لے اور
جب یہ معلوم ہو چکا تو جاننا چاہیے کہ دراہم وغیرہ جو اولیا کی قبرون پر اُنسے تقرب حاصل کرنے کے واسطے
لیجاتے ہین وہ بالاجماع حرام ہی جبتک زندہ فقیرون پر اُنکے صرف کا ارادہ نہ کیا جاوے یہ حکم بالاتفاق ہی
اور اس بلا مین بہت لوگ مبتلا ہین یہ نہر الفائق اور بحر الرائق مین لکھا ہی۔ مجاہد نے اس بات کو مکروہ کہا ہے
کہ کوئی شخص یون کہے کہ رمضان آیا اور رمضان گیا اور کہا ہی کہ مجھکو معلوم نہین شاید رمضان اللہ کے
نامون مین سے کوئی نام ہو لیکن یون کہنا چاہیے کہ ماہ رمضان آیا اور کہا گیا ہی کہ یہ مکروہ ہی اسلیے کہ امام محمدؒ
نے مجاہد کے قول کو رد نہین کیا اور اصح یہ ہی کہ مکروہ نہین یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی

حج کی کتاب

اس کتاب مین سترہ باب ہین

پہلا باب حج کی تفسیر اور اُسکی فرضیت اور وقت شرائط اور ارکان اور اُسکے واجبون اور سنتون و آداب
اور ممنوعات کے بیان مین تفسیر حج کی یہ ہی کہ حج نام اُن خاص فعلون کا ہی جو اول سے احرام باندھکر طواف
اور وقوف وقت معین مین کرتے ہین یہ فتح القدیر مین لکھا ہی فرضیت حج کا بیان یہ ہی کہ حج فرض محکم ہے
اور اُسکی فرضیت قطعی دلیلون سے ثابت ہوئی ہی یہان تک کہ اُسکا منکر کافر ہوتا ہی اور حج تمام عمر مین ایک
مرتبہ سے زیادہ واجب نہین ہوتا یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی اور فوراً ادا کرنا اُسکا فرض ہوتا ہی یہی اصح ہی اور
اگر اسسال مین حج کر سکتا ہی تو دوسرے سال تک تاخیر جائز نہین یہ خزانۃ المفتین مین لکھا ہی اور اگر دوسرے
سال تک تاخیر کی اور اسکے بعد حج ادا کیا تو ادا واقع ہوگا یہ بحر الرائق مین لکھا ہی اور امام محمد رح کے نزدیک

مہلت کے ساتھ واجب ہی اور جلدی کرنا افضل ہی یہ خلاصہ مین لکھا ہی اور خلاف اس صورت مین ہی کہ جب اسکو اپنی سلامتی کا گمان غالب ہو اور اگر بڑھاپے یا مرض کیوجہ سے موت کا گمان غالب ہی تو بالاجماع وجوب کا وقت تنگ ہوجاتا ہی یہ جوہرۃ النیرہ مین لکھا ہی اور خلاف کا فائدہ گنہگار ہونے مین ظاہر ہوتا ہی یہانتک کہ جسپر حج واجب ہوا اور وہ فوراً حج نہ کرے تو جو لوگ فوراً حج کے ادا کرنے کو واجب کہتے ہین اُنکے نزدیک وہ فاسق ہوگا اور اسکی گواہی قبول نہ ہوگی اور اگر آخر عمر مین حج کر لیا تو بالاجماع گناہ باقی نہین رہتا اور اگر بغیر حج کیے مرگیا تو بالاجماع گنہگار ہوگا یہ تبیین مین لکھا ہی اور وقت حج کا مقرر مہینے ہین اور وہ یہ ہین شوال اور ذیقعدہ اور دس دن ذی الحجہ کے اگر حج کے اعمال مین سے کوئی عمل مثلاً طواف اور سعی حج کے مہینون سے پہلے کیا تو جائز نہین اور حج کے مہینون مین کیا تو جائز ہی یہ ظہیریہ مین لکھا ہی۔ حج کے واجب ہونے کی شرطین یہ ہین۔ **منجملہ** اُنکے اسلام ہی یہانتک اگر کوئی شخص کفر کے زمانہ مین اسقدر مال کا مالک ہوگیا جس سے حج واجب ہوجاتا ہی پھر فقیر ہوجانے کے بعد مسلمان ہوا تو اُس مالداری کیوجہ سے اُسپر حج واجب نہ ہوگا اور اگر کسی کو اسلام کی حالت مین استطاعت حاصل ہوئی اور اُسنے حج نہ کیا یہانتک کہ فقیر ہوگیا تو حج اُسکے ذمہ بطور قرض کے باقی رہیگا یہ فتح القدیر مین لکھا ہی اگر کسی شخص نے حج کیا پھر مرتد[1] ہوگیا پھر مسلمان ہوا تو اگر اسکو استطاعت حاصل ہوگی تو دوبارہ حج کرنا لازم ہوگا یہ سراجیہ مین لکھا ہی اور **منجملہ** اُنکے عقل ہی پس مجنون پر حج واجب نہین اور خفیف العقل مین اختلاف ہی یہ بحر الرائق مین لکھا ہی اور **منجملہ** اُنکے بلوغ ہی پس لڑکے پر حج واجب نہین یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہی اور اگر لڑکے نے بلوغ سے پہلے حج کیا تو حج فرض ادا نہ ہوگا حج نفل ہوگا اور اگر احرام باندھنے کے بعد اور وقوف عرفہ سے پہلے بالغ ہوگیا اور وہی احرام باقی رکھا تو حج نفل ہوگا اور اگر لبیک کی تجدید کی یا بالغ ہونے کے بعد از سر نو احرام باندھا پھر عرفہ مین وقوف کیا تو بالاجماع حج فرض ادا ہوگا یہ شرح طحاوی مین لکھا ہی اسیطرح اگر وقوف عرفہ سے پہلے مجنون کو افاقہ ہوا یا کافر مسلمان ہو تو از سر نو احرام باندھے یہ بدائع مین لکھا ہی اور اگر لڑکا میقات سے بغیر احرام گذر گیا پھر مکہ مین اُسکو احتلام ہوا اور مکہ سے اُسنے احرام باندھا تو اُس سے حج فرض ادا ہوجاویگا اور بغیر احرام میقات سے گذر جانے کیوجہ سے اُسپر کچھ واجب نہ ہوگا یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہی اور **منجملہ** اُنکے آزاد ہونا ہی پس غلام پر حج واجب نہین ہے اگرچہ مدبر ہو یا ام ولد ہو یا مکاتب ہو یا کچھ حصہ اُسکا آزاد ہوگیا ہو یا اُسکو حج کی اجازت مل گئی ہو اگرچہ مکہ مین ہو اسلیے کہ اُسکی کچھ ملک نہین ہوتی یہ بحر الرائق مین لکھا ہی۔ اور اگر آزاد ہونے سے پہلے غلام نے اپنے مالک کے ساتھ حج کیا تو اُسکا حج فرض ادا نہ ہوگا اور اُسکو آزاد ہونے کے بعد پھر حج واجب ہوگا اور اگر حج کے راستہ مین احرام سے پہلے آزاد ہوگیا پھر اُسنے احرام باندھا اور حج کیا تو حج فرض ادا ہوجاویگا اور اگر آزاد ہونے سے پہلے احرام باندھا پھر آزاد ہونے کے بعد احرام کی تجدید کی تو حج فرض ادا نہ ہوگا یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہی اور **منجملہ** اُنکے یہ ہی کہ توشہ اور سواری پر اسطرح قادر ہو کہ اُسکا مالک ہو یا بطور

[1] یعنی مرتد کے اعمال سابقہ بوجہ ارتداد کے حبط ہوگئے پس گویا اُسنے کبھی حج نہین کیا اُسکا اعتبار نہین ۱۲

کرایہ لینے کے قابض ہوا اور اگر مانگنے یا اُسکے مباح ہونے کی وجہ سے قادر ہی تو اُس سے حج واجب نہین ہوتا خواہ وہ اُس شخص نے مباح کی ہو جسکے احسان کا اعتبار نہین ہوتا جیسے مان باپ اور اولاد یا انکے سوا اور اجنبی لوگون نے مباح کی ہو یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی - اگر کسی نے حج کرنے کے واسطے مال دیا تو اُسکا قبول کرنا واجب نہین خواہ وہ دینے والا ان لوگون مین سے ہو جنکے احسان کا اعتبار ہوتا ہے جیسے کہ اجنبی لوگ یا اُن لوگون مین سے ہو جنکے احسان کا اعتبار نہین ہوتا جیسے کہ مان باپ اور اولاد یہ فتح القدیر مین لکھا ہی توشہ اور سواری کے مالک ہونے سے مراد یہ ہی کہ اُسکے پاس اپنی حاجت سے زیادہ مال ہو یعنے رہنے کے مکان اور لباس اور خادم اور گھر کے اسباب کے سوا اسقدر سرمایہ ہو کہ سواری پر مکہ کو جاوے اور آوے پیادہ چلنے کا اعتبار نہین اور وہ اُسکے قرض کے سوا ہوا اور لپنے لوٹکر آنے کیوقت تک اُس سرمایہ کے علاوہ لپنے عیال کا خرچ اور مرمت مکان وغیرہ کا صرف دیسکے یہ محیط سرخسی مین لکھا ہے اُسکے اور اُسکے عیال کے نفقہ مین اوسط خرچ کا اعتبار کیا جائیگا کمی اور زیادتی کا اعتبار نہ ہوگا یہ تبیین مین لکھا ہی عیال سے مراد وہ لوگ ہین جنکا نفقہ اُسکے ذمہ لازم ہی یہ بحر الرائق مین لکھا ہی ظاہر روایت کے بموجب اُسکے لوٹ کر آنے کے بعد کے نفقہ کا اعتبار نہین کیا جاتا یہ تبیین مین لکھا ہی - ہر شخص کے حق مین ایسی سواری کا اعتبار کیا جاتا ہی جو اُسکو پہونچا سکے پس کوئی شخص ایسی اونٹنی پر قادر ہوا جسپر وہ سفر کرسکتا ہی تو اُسپر حج واجب ہی اور اگر وہ اچھا مالدار ہی تو حج اُسوقت واجب ہوگا جب یہ محمل کی ایک شق پر قادر ہو اگر دو شخص ایک اونٹ پر اسطرح قادر ہوئے کہ ہر ایک باری باری سے سوار ہو یعنے ایک منزل ایک سوار ہو ایک منزل دوسرا یا ایک فرسخ ایک سوار ہوا اور ایک فرسخ دوسرا تو اُس سے حج کی استطاعت ثابت نہین ہوتی اور اگر اسقدر مال ملا کہ ایک منزل اونٹ کرایہ کرے اور ایک منزل پیادہ چلے تو وہ مالدار سمجھا جاویگا یہ فتاوےٰ قاضیخان مین لکھا ہی ینابیع مین ہی کہ اہل مکہ اور اُسکے گرد و نواح کے لوگونپر اگر اُنکے گھر سے مکہ تک تین دن سے کم کی راہ ہو تو اگر وہ پاؤن چلنے پر قادر ہین تو اُنپر حج واجب ہوگا اگرچہ سواری پر قادر نہون لیکن اسقدر خرچ کہ اُنکے اور اُنکے عیال کے کھانے کو اُنکے لوٹنے تک کافی ہو ضرور ہونا چاہیے یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی - فقیر اگر پیادہ چلکر حج کرے پھر مالدار ہو جاوے تو دوبارہ اُسپر حج واجب نہوگا یہ فتاوےٰ قاضیخان مین لکھا ہی اگر اس قدر مال ملے جس سے حج کرسکتا ہی اور نکاح کرنے کا بھی ارادہ ہو تو حج کرے نکاح نہ کرے اسلیے کہ حج ایک فرض ہی کہ اللہ نے اپنے بندون پر اسکو لازم کیا ہے یہ تبیین مین لکھا ہی اگر کسی کے پاس رہنے کا گھر اور خدمت کا غلام اور پہننے کے کپڑے اور حاجت کا اسباب ہو تو اُس سے حج کی استطاعت ثابت نہین ہوتی تجرید مین ہی کہ اگر کسی کے پاس ایسا گھر ہی جسمین وہ نہین رہتا اور ایسا غلام ہی جس سے وہ خدمت نہین لیتا تو اُسپر واجب ہی کہ اُنکو بیچے اور حج کرے اگر کسی کے پاس رہنے کا گھر اور کوئی اس قسم کی چیز نہو لیکن اُسکے پاس اتنے درہم ہین کہ حج کرسکتا ہی اور رہنے کا گھر اور خادم اور لپنے

نفقہ کا سامان بھی کر سکتا ہی تو اسپر حج واجب ہی اگر اُسکو حج کے سوا کسی اور کام مین خرچ کریگا تو گنہگار ہوگا یہ خلاصہ مین لکھا ہی۔ اگر کسی کے پاس ایسے کپڑے ہون جنکا استعمال نہین کرتا اور اُنکو بیچ کر اُنکی قیمت مین حج کر سکتا ہی تو اُسپر واجب ہی کہ اُنکو بیچے اور حج کرے۔ اگر کسی کے پاس اتنا بڑا مکان ہی کہ اُسمین سے تھوڑا اسکے رہنے کو کافی ہے تو اسکو حج کے واسطے اس سے زیادہ کا بیچنا لازم نہین یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہی اگر کسی کے پاس رہنے کا مکان ہی اور یہ ہو سکتا ہی کہ اُسکو بیچکر اُسکی قیمت مین ایک چھوٹا مکان بھی لے لے اور حج بھی کر لے تو اُسپر یہ لازم نہین یہ محیط مین لکھا ہی اور ایسا کرے تو افضل ہی یہ ایضاح مین لکھا ہی اور بالاتفاق یہ بھی واجب نہین کہ حج کرنے کے واسطے اپنے رہنے کے مکان کو بیچ ڈالے اور آیندہ کرایہ کے مکان مین رہا کرے یہ بحر الرائق مین لکھا ہی فقہا نے کہا ہی کہ اگر کسی کے پاس فقہ کی کتابین ہون تو اگر وہ شخص فقیہ ہی اور اُنکے استعمال کی اُسکو حاجت ہی تو اُنکی وجہ سے حج کی استطاعت ثابت نہ ہوگی اور اگر وہ جاہل ہی تو حج کی استطاعت ثابت ہوگی اور اگر طب اور نجوم کی کتابین ہین تو حج کی استطاعت ثابت ہوگی خواہ اُسکو اُنکے استعمال اور مطالعہ کی حاجت ہو یا نہو یہ محیط مین لکھا ہی بعض علما نے کہا ہی کہ اگر کوئی شخص تاجر ہو اور تجارت پر ہی اُسکی گذر ہو اور وہ اسقدر مال کا مالک ہو جاوے کہ حج کو جانے اور آنے مین کھانے اور سواری کا خرچ اور نکلنے کے وقت سے لوٹنے کے وقت تک اولاد اور عیال کا خرچ دیکر اصل مال تجارت کا جس سے تجارت کرتا تھا باقی رہے تو اُسپر حج واجب ہوگا ورنہ واجب نہوگا اور اگر وہ پیشہ ور ہی تو حج کے واجب ہونے کے واسطے یہ شرط ہی کہ اسقدر مال کا مالک ہو کہ آنے جانے مین کھانے اور سواری کا خرچ اور نکلنے کے وقت سے لوٹنے کے وقت تک عیال کا نفقہ دیکر اُسکے پیشہ کے اوزار اُسکے پاس باقی رہین تو حج واجب ہوگا اور اگر کوئی شخص مزروعہ زمین کا مالک ہی تو اگر اُسکے پاس اسقدر زمین ہی کہ اگر اُسمین سے تھوڑی سی زمین بیچ ڈالے جو اُسکے جانے آنے مین کھانے اور سواری کا خرچ اور اُسکے عیال و اولاد کے نفقہ کو کافی ہو اور باقی زمین اُسکے پاس اتنی بچ رہے جسکی آمدنی سے وہ اپنی گذر کر سکے تو اُسپر حج فرض ہوگا ورنہ فرض نہ ہوگا اور اگر کوئی کسان ہل جوتنے والا ہے اور وہ ایسے مال کا مالک ہو جاوے کہ جانے اور آنے کی سواری اور خوراک اور اُسکے جانے کے وقت سے لوٹنے کے وقت تک عیال اور اولاد کے خرچ کو کافی ہو اور پھر اُسکے پاس کھیتی کے آلات مثل بیل وغیرہ کے باقی رہجاوین تو اُسپر حج واجب ہوگا ورنہ واجب نہوگا یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہی اور منجملہ اُنکے یہ ہی کہ حج کی فرضیت کا علم ہو۔ جو شخص کہ دار الاسلام مین ہی اُسکو صرف وہان کے موجود ہونے سے اُسکے علم کا اعتبار[۱] کیا جاویگا خواہ وہ حج کی فرضیت جانتا ہو یا نہ جانتا ہو اور اُسمین کچھ فرق نہین ہی کہ اُسنے حالت اسلام مین ہی پرورش پائی ہو یا نہ پائی ہو پس حکماً وہ حج کی فرضیت کا عالم سمجھا جاویگا۔ اور جو شخص دار الحرب مین ہی اُسکو اگر دو مرد یا ایک

[۱] اعتبار الخ یعنے جو شخص اسلام کے ملک مین موجود ہی تو اُسکا یہ عذر قبول نہوگا کہ مجھے حج کا فرض ہونا معلوم نہوا اسلیئے کہ یہان ہر مسلمان جانتا ہی تو اُسکو ہر فرض کا جاننا بہت آسان تھا ہان اگر دار الکفر مین مسلمان ہوا تو البتہ نہ جاننے مین معذور رہیگا ۱۲

مرد اور دو عورتین حج کی فرضیت کی خبر دین اگرچہ اُنکے عادل یا غیر عادل ہونے کا حال پوشیدہ ہو یا ایک عادل شخص خبر دے تو اُسپر حج واجب ہوگا اور صاحبین رح کے نزدیک خبر دینے والے کا عادل اور بالغ اور آزاد ہونا اس باب مین شرط نہین یہ بحر الرائق مین لکھا ہی اور منجملہ اُنکے بدن کی سلامتی ہی یہان تک کہ لنگڑے اور اپاہج اور مفلوج اور اُس شخص پر جسکے پاؤن کٹے ہوے ہون حج واجب نہین بلکہ اُنپر یہ بھی نہین کہ اگر اُنکو سرمایہ حاصل ہو تو اوڑسے حج کرا دین اور نہ اُنپر بیماری مین حج کرانے کی وصیت لازم ہی اور اسیطرح وہ بوڑھا جو سواری پر بیٹھ نہین سکتا اُسپر بھی حج واجب نہین ہی اور مریض کا بھی یہی حکم ہی یہ فتح القدیر مین لکھا ہی ظاہر مذہب امام ابو حنیفہ رح کا یہی ہی اور صاحبین رح سے بھی یہی روایت ہی اور ظاہر روایت صاحبین سے یہ ہی کہ اُنپر حج واجب ہی پس اگر کسی اور سے حج کرا دین تو جبتک وہ عذر اُنکین موجود ہی تب تک کافی ہی اور جب وہ عذر زائل ہو جاوے تو انکو اپنی ذات سے حج کا اعادہ واجب ہی اور تحفہ سے بھی یہی ظاہر ہی کہ اُسنے اسی کو اختیار کیا ہی اسلیے کہ اُسنے صرف اسی کو بیان کیا ہی اور اسبیجابی کا بھی یہی حال ہی اور محقق ابن ہمام نے فتح القدیر مین اسی کو تقویت دی ہی یہ بحر الرائق مین لکھا ہی اور قیدی اور وہ شخص جو ایسے بادشاہ سے خائف ہو جو لوگون کو حج کے جانے سے منع کرتا ہی اُنھین لوگون سے ملحق ہی اور اسیطرح اُنکو بھی اپنی طرف سے لوگون کو حج کرانا واجب نہین یہ نہر الفائق مین لکھا ہی اور اندھا اگر سواری اور اپنی خوراک کے خرچ پر قادر ہو تو اگر کوئی اُسکا ہاتھ پکڑ کرکے چلنے والا اُسکو نہ ملے تو فقہا کے قول کے بموجب اُسپر اپنی ذات سے حج کرنا لازم نہین اپنے مال سے حج کرانے مین اختلاف ہی امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک واجب نہین اور صاحبین رح کے نزدیک واجب ہی اور اگر کوئی ہاتھ پکڑ کر لیجانے والا ملے تو بھی امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک اپنی ذات سے حج واجب نہین اور صاحبین رح کے نزدیک اسمین دو روایتین ہین یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہی اگر کوئی شخص سواری اور خوراک کے خرچ کا مالک تھا اور تندرست تھا اور اُسنے حج نہین کیا یہان تک کہ اپاہج یا مفلوج[۵۲] ہو گیا تو بلا خلاف یہ حکم ہی کہ اُسکو اپنے مال سے حج کرانا لازم ہی یہ محیط مین لکھا ہی اور یہ لوگ اگر تکلیف اُٹھا کر اپنی ذات سے حج کرین تو حج اُنسے ساقط ہو جائیگا اور اگر تندرست ہو جاوینگے تو دوبارہ حج اُنپر واجب نہوگا یہ فتح القدیر مین لکھا ہی اور منجملہ اُنکے راستہ کی امن ہی ابو اللیث رح نے کہا ہی کہ اگر راستہ مین سلامتی اکثر ہو تو حج واجب ہی اور اگر سلامتی نہو تو حج واجب نہین اور اسی پر اعتماد ہے یہ تبیین مین لکھا ہی۔ کرمانی نے کہا ہی کہ دریا کے راستہ مین جہان سے سوار ہونے کی عادت ہو اگر اکثر سلامتی ہو تو واجب ہی ورنہ واجب نہین اور یہی اصح ہی اور سیحون اور جیحون اور فرات اور نیل یہ نہرین ہین دریا نہین ہین یہ فتح القدیر مین لکھا ہی اور دجلہ کا بھی یہی حکم ہی یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہی اور منجملہ اُنکے یہ ہی کہ اگر

---

[۵۱] اور سے یعنے دوسرے تندرست کو اپنی جگہ بھیجین یہ لازم نہین کیونکہ خود اُسپر فرض ہی نہین ہوا بخلاف اُسکے اگر فرض ہوا پھر نہ گیا ہو جیسے پہلے تندرست مالدار تھا پھر نہ گیا پھر اپاہج ہو گیا ۱۲ [۵۲] فالج زدہ۔ اور فالج اُس بیماری کو کہتے ہین جسمین آدمی کا نصف بدن ایک جانب سے بیکار ہو جاتا ہی ۱۲

مکہ تک تین دن کا راستہ ہو تو عورت کے واسطے کوئی محرم ہونا ضرور ہے خواہ جوان عورت ہو خواہ بوڑھی عورت ہو یہ محیط مین لکھا ہے اور اگر تین دن سے کم کا راستہ ہو تو بغیر محرم کے حج کو جا سکتی ہے یہ بدائع مین لکھا ہے اور محرم شوہر ہو یا وہ شخص ہو جس سے قرابت یا دودھ کی شراکت یا دامادی کے رشتہ کی وجہ سے ہمیشہ کے واسطے نکاح جائز نہ ہو یہ خلاصہ مین لکھا ہے اور یہ بھی شرط ہے کہ محرم امین اور عاقل اور بالغ ہو آزاد ہو یا غلام کافر ہو یا مسلمان یہ فتاوےٰ قاضیخان مین لکھا ہے۔ اور اگر محرم مجوسی ہو اور وہ اپنے اعتقاد مین اُسکے ساتھ نکاح کرنا جائز سمجھتا ہو تو اُسکے ساتھ سفر نہ کرے یہ محیط سرخسی مین لکھا ہے قریب بلوغ لڑکے کا حکم مثل بالغ کے ہے عورت کا غلام اُسکے واسطے محرم نہین یہ جوہرۃ النیرہ مین لکھا ہے جس لڑکے کو ابھی احتلام نہین ہوتا اور جس مجنون کو افاقہ نہین ہوتا اُسکا اعتبار نہین یہ محیط سرخسی مین لکھا ہے عورت کو اپنے مال مین سے محرم کو بھی سواری اور خوراک دینا واجب ہے تاکہ وہ بھی اُسکے ساتھ حج کرے اور جب محرم موجود ہو تو عورت کو حج واجب کیواسطے نکلنا ضرور ہے اگرچہ شوہر اجازت نہ دے اور حج نفل کے واسطے بغیر اجازت شوہر کے نہ نکلے اور اگر عورت کا کوئی محرم نہو تو اُسکو حج کے واسطے نکاح کرنا واجب نہین یہ فتاوےٰ قاضیخان مین لکھا ہے پھر اسمین اختلاف ہے کہ امام ابوحنیفہؒ کے مذہب کے بموجب راستہ کی امن اور بدن کی سلامتی اور عورت کے واسطے محرم کا موجود ہونا حج کے واجب ہونے کی شرط ہے یا ادا کی بعض فقہا نے کہا ہے کہ وجوب کی شرط ہے اور بعض نے کہا ہے کہ ادا کی اور یہی صحیح ہے اور خلاف کا فائدہ اُس صورت مین ظاہر ہوتا ہے کہ حج سے پہلے مرجائے تو پہلے قول کے بموجب حج کرانے کی وصیت لازم نہین اور دوسرے قول کے بموجب لازم ہے یہ نہایہ مین لکھا ہے اور منجملہ اُنکے یہ ہے کہ عورت عدت مین نہ ہو خواہ عدت شوہر کے مرنے کی ہو یا طلاق بائن کی یا طلاق رجعی کی یہ شرح طحاوی مین لکھا ہے۔ پس عورت طلاق یا موت کی عدت کے درمیان مین حج کے واسطے نہ نکلے اور اسیطرح اگر عدت راستہ مین کسی شہر کے اندر واقع ہوئی اور وہان سے مکہ تک تین دن کی مسافت ہے تو جبتک عدت پوری نہو جاوے تب تک اُس شہر سے نہ نکلے یہ فتاوےٰ قاضیخان مین لکھا ہے۔ اور اگر حج کو نکلنے کے بعد عدت واقع ہوئی اور عورت مسافر ہے تو اگر طلاق رجعی کی عدت ہے تو عورت اپنے شوہر سے جدا نہوا اور شوہر کے واسطے افضل یہ ہے کہ رجعت کرلے اور اگر طلاق بائن کی عدت ہے تو اجنبی کے حکم مین ہے یہ سراج الوہاج مین لکھا ہے۔ وجوب حج کی جو شرطین مذکور ہوئین جیسے خوراک اور سواری کا خرچ انکا اُسی حالت مین اعتبار ہے جب اسوقت موجود ہون جسوقت اُس شہر کے آدمی مکہ کو حج کرنے کے واسطے جاتے ہون یہانتک کہ اگر شروع سال مین حج کے مہینون سے پہلے سواری اور خوراک کے خرچ کا مالک ہوا اور ابھی اُسکے شہر کے لوگ مکہ کو نہین جاتے تو اُسکو اختیار ہے اُس مال کو جہان چاہے صرف کرے اور جب وہ مال صرف کرچکا پھر اُس شہر کے لوگ حج کے واسطے نکلے تو اُسپر حج واجب نہین لیکن اگر جسوقت شہر کے لوگ حج کو نکلتے ہون اُسوقت مال موجود ہو تو اُسکو حج کے سوا اور کام مین صرف کرنا جائز نہین اور اگر صرف کریگا تو گنہگار ہوگا اور اُسپر

حج واجب ہی یہ بدائع مین لکھا ہی ادائے حج کے صحیح ہونے کے لیے تین شرطین ہین احرام اور خانہ کعبہ اور وقت حج یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی۔ رکن حج کے دو ہین وقوف عرفات اور طواف زیارت لیکن طواف کے مقابلہ مین وقوف زیادہ قوی ہی یہ نہایہ مین لکھا ہی یہانتک کہ اگر وقوف سے پہلے جماع کیا تو حج فاسد ہوجاویگا اور طواف زیارت سے پہلے جماع کیا تو حج فاسد نہوگا یہ شرح جامع صغیر مین لکھا ہی جو قاضیخان کی تصنیف ہی واجب حج مین پانچ ہین صفا و مروہ کے درمیان مین سعی کرنا یعنے جلد چلنا اور مزدلفہ مین ٹھہرنا اور تینون جمرون مین کنکریان پھینکنا اور سر مونڈانا یا بال کترانا اور طواف الصدر یہ شرح طحاوی مین لکھا ہے۔ حج کی سنتون مین طواف قدوم ہی اور اسمین یا طواف فرض مین اکڑکر چلنا اور دونون سبز مناروں کے درمیان مین جلد چلنا ایام قربانی کی راتون مین سے کسی رات کو منی مین رہنا اور منی سے سورج کے طلوع ہونے کے بعد عرفہ کو جانا اور مزدلفہ سے سورج کے نکلنے سے پہلے منی کو آنا یہ فتح القدیر مین لکھا ہے۔ مزدلفہ مین رات کو رہنا سنت ہی اور تینون جمرون مین ترتیب سنت ہی یہ بحر الرائق مین لکھا ہی۔ آداب حج کے یہ ہین کہ جب حج کے واسطے نکلنے کا ارادہ کرے تو فقہا نے کہا ہی کہ اول اپنا قرض ادا کرے یہ ظہیریہ مین لکھا ہی اور کسی سمجھ والے آدمی سے اسوقت مین سفر کرنے کا مشورہ کرے اصل حج مین مشورہ نہ کرے اسلیے کہ اسکا خیر ہونا معلوم ہی اور اسیطرح اللہ سے بھی استخارہ کرے اور استخارہ سنت یہ ہی کہ دو رکعتین سورہ قل ہو اللہ کے ساتھ پڑھے اور جو دعا استخارہ کی نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہوئی ہی اسکو پڑھے اسکے بعد توبہ کرے اور نیت خالص کرے اور جو چیز ظلم سے کسی کی لی ہو اسکو پھیرے اور اسکے مالکون سے معاف کرالے اسیطرح اگر اور کسیکی خطا کی ہو معاف کرا لیوے یہ فتح القدیر مین لکھا ہی۔ عبادت مین جو کمی ہو اسکی بھی قضا پھیرے اور اس قصور پر نادم ہو اور آئندہ ایسا نہ کرنے کا ارادہ کرے یہ بحر الرائق مین لکھا ہی اور ریا اور غرور اور فخر کو دور کرے اسیواسطے بعض علما نے محمل مین سوار ہونا مکروہ لکھا ہی اور بعض نے کہا ہی کہ جب ان خیالات سے دور ہو تو مکروہ نہین اور مال حلال کے حاصل کرنے مین کوشش کرے اسلیے کہ حج بغیر مال حلال کے قبول نہین ہوتا لیکن فرض حج کا ادا ہوجاتا ہی اگرچہ مال غصب کا ہو یہ فتح القدیر مین لکھا ہی۔ اگر کوئی شخص حج کا ارادہ کرے اور اسکے پاس مال مشتبہ ہو تو اسکو چاہیے کہ قرض لیکر حج کرے اور اپنے مال سے قرض ادا کرے یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہی اور یہ بھی ضرور ہی کہ رفیق صالح اسکے ساتھ ہو تاکہ اگر وہ کچھ بھول جائے تو وہ اسکو یاد دلاوے اور جب وہ کسی مصیبت سے بیقرار ہو تو اسکو صبر دلاوے اور جب وہ عاجز ہو تو اسکی مدد کرے رفیق اقربا کی بہ نسبت اجنبی ہونا اولی ہی تاکہ یگانگی کے قطع ہوجانے کا خوف نہ ہووے یہ فتح القدیر مین لکھا ہی اور نہایہ مین ہی کہ اپنے عیال کے واسطے نفقہ چھوڑے اور اپنے نفس کو پاک کرکے نکلے اور راستہ مین تقوے اختیار کرے اور اللہ کا ذکر بہت کرے غصہ سے بچے اور لوگون کی بات پر تحمل بہت کرے اور بے فائدہ باتون کو چھوڑنے سے

اطمینان اور وقار حاصل کرے یہ تاتارخانیہ مین تعلیم اعمال حج کے بیان مین لکھا ہی۔ کرایہ کی سواری کا یہ لحاظ کرے
کہ کسقدر بوجھ اُٹھا سکتی ہی اُس سے زیادہ بوجھ اُسپر نہ رکھے یہ فتح القدیر مین لکھا ہی۔ اور اُسپر طاقت سے زیادہ
لادنے سے پرہیز کرے اور جو معمولی اُسکا چارہ ہی بلا ضرورت اُسمین کمی نہ کرے اگرچہ سواری اُسکی ملک ہو
حج کے سفر کو تجارت سے خالی کرنا احسن ہی اور اگر تجارت کرے تو صواب مین کمی نہین یہ بحر الرائق مین لکھا ہی
سامان سفر کو بہت جھگڑ جھگڑ کر نہ خریدے اور راستہ کے خرچ مین کسی کے ساتھ شریک نہ ہو اور اسطرح کرنا کہ
ایک ایک روز ایک ایک رفیق سب کو کھانا کھلاوے زیادہ حلال ہی اور مستحب یہ ہی کہ بمتابعت رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم پنجشنبہ کے روز گھر سے نکلے ورنہ مہینہ کے پہلے دوشنبہ کو گھر سے نکلے اور اپنے اہل و
عیال اور بھائیون کو رخصت کرے اور اُنسے اپنی خطائین معاف کرا دے اور اُنسے اپنے واسطے دعا طلب
کرے اور اُس کام کے واسطے اُنکے پاس جاوے جب یہ حج سے لوٹکر آوے تو وہ اُسکے پاس آوین یہ
فتح القدیر مین لکھا ہی۔ اور اسطرح سفر کرے جیسے کوئی دنیا سے سفر کرتا ہی اور گھر سے نکلنے سے پہلے دو رکعتین
پڑھے اور اسیطرح جب حج سے لوٹکر آوے تو گھر ہو پہنچنے کے بعد دو رکعتین پڑھے اور نکلتے وقت جو دوگانہ
پڑھے اُسکے بعد یہ دعا پڑھے اللّٰہم بک انتشرت والیک توجہت وبک اعتصمت وعلیک توکلت اللّٰہم
انت ثقتی وانت رجائی اللّٰہم اکفنی ما اہمنی وما لا اہتم بہ وما انت اعلم بہ منی عز جارک ولا الٰہ غیرک اللّٰہم
زودنی التقوےٰ واغفر لی ذنوبی ووجہنی الی الخیر اینما توجہت اللّٰہم انی اعوذ بک من وعثاء السفر وکابۃ
المنقلب والحور بعد الکور وسوء المنظر فی الاہل والمال اور جسوقت نکلے تو یہ کہے بسم اللہ ولا حول ولا قوۃ
الا باللہ العلی العظیم توکلت علی اللہ اللّٰہم وفقنی لما تحب وترضی واحفظنی من الشیطان الرجیم اور آیۃ الکرسی
اور قل ہو اللہ احد اور قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس ایکبار پڑھے یہ ظہیریہ مین لکھا ہے
سوار ہو کر حج کو جانا افضل ہی اور اسی پر فتوےٰ ہی یہ متفرقات سراجیہ مین ہی نوازل مین ہی کہ اگر مکہ قریب ہو
تو پیدل جانا افضل ہی اور دور ہو تو سوار جانا افضل ہی یہ متفرقات تاتارخانیہ مین ہی۔ گدھے پر سوار ہو کر حج کو جانا مکروہ
ہے اونٹنی افضل ہی یہ فتاوےٰ قاضیخان کے متفرقات مین لکھا ہی اور جب جانور پر سوار ہو تو یہ پڑھے بسم اللہ والحمد
للہ الذی ہدانا للاسلام وعلمنا القرآن ومن علینا بمحمد صلے اللہ علیہ وسلم الحمد للہ الذی جعلنی فی خیر امۃ اخرجت للناس
سبحان الذی سخر لنا ہذا وما کنا لہ مقرنین وانا الی ربنا لمنقلبون والحمد للہ رب العالمین یہ ظہیریہ مین لکھا ہی اور بہتر

سلہ اے اللہ تیرے لیے جدا ہوا مین اور تیری طرف متوجہ ہوا مین اور ساتھ تیرے چنگل مارا مین نے اور تجھپر توکل کیا مین نے اے اللہ تو اعتماد میرا ہی اور تو امید میری ہی اے اللہ کفایت کر مجھکو جو مشکل مین ڈالے اور جو مشکل مین نہ ڈالے مجھکو اور جو چیز کہ تو زیادہ جاننے والا ہی مجھسے غالب ہی پناہ مانگنے والا تیرا اور نہین ہی کوئی معبود سوا تیرے اے اللہ توشہ کر میرا تقویٰ اور بخشش میرے لیے گناہ میرے اور متوجہ کر مجھکو طرف خیر کے جدھر متوجہ ہون مین اے اللہ پناہ مانگتا ہون تجھسے سختی سفر اور برائی لوٹنے کی سے اور نقصان سے بعد زیادتی کے اور برائی نظر کی سے بیچ اہل و مال کے ۱۲ سلہ نکلتا ہون مین ساتھ نام اللہ کے نہین ہی باز گشت اور نہین قوت مگر اللہ مین جو بڑا ہے اور عظمت والا ہی توکل کیا مین نے اللہ پر اے اللہ توفیق دے مجھکو واسطے اُس چیز کے کہ دوست رکھتا ہی تو اور بچا مجھکو شیطان مردود سے ۱۲ سلہ سوار ہوتا ہون مین ساتھ نام اللہ کے اور حمد ہی واسطے اللہ کے جسنے ہدایت کی ہمکو واسطے اسلام کے اور سکھایا ہمکو قرآن اور احسان کیا ہمپر ساتھ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے حمد ہی واسطے اللہ کے ایسا اللہ کہ کیا اُسنے مجھکو بیچ بہتر امت کے جو نکالی گئی ہی واسطے آدمیون کے پاک ہے وہ اللہ جسنے مسخر کیا واسطے ہمارے یہ جانور اور نہین تھے ہم واسطے اُسکے طاقت رکھنے والے اور ہم ۴

یہ ہی کہ جو حج کو جاوے وہ اول حج کرے پھر مدینہ کو جاوے اور کبرے مین ہی کہ اگر حج فرض نہو تو جسکو چاہے اول کرے اور با وجود اسکے اگر حج فرض مین اول مدینہ کو چلا جاوے تو جائز ہی یہ تاتارخانیہ مین حج کی تیسری فصل مین لکھا ہی جو چیزین حج مین رکن ہین انکا کوئی بدل نہین ہو سکتا اور قربانی دیکر بھی انسے خلاصی نہین ہو سکتی لیکن جب یقین کو ادا کرے تو ادا ہوتے ہین اور جو چیزین کہ واجب ہین اگر وہ چھوٹ جاوین تو انکا بدل ہو سکتا ہے اور جو چیزین کہ سنت اور آداب ہین انکے چھوٹنے مین کچھ واجب نہین ہوتا لیکن برائی ہی یہ شرح طحاوی مین لکھا ہی جن چیزون سے حج مین پرہیز کرتے ہین وہ دو قسم ہین ایک تو وہ کہ اپنی ذات مین کرے اور وہ چھ ہین جماع اور سر منڈانا اور ناخن تراشنے اور خوشبو لگانا اور سر اور منھ ڈھکنا اور سلے ہوے کپڑے پہننا اور دوسری قسم وہ ہی کہ دوسری چیزون سے کرے اور وہ یہ ہین حل و حرم مین شکار کو چھیڑنا اور حرم کے درخت کاٹنا یہ جامع صغیر مین لکھا ہی جو قاضیخان کی تصنیف ہی اور تحفہ مین اور سوا اسکے اور کتابون مین بھی یہی ہی یہ نہایہ مین لکھا ہے اور

اسی سے ملتے ہوے ہین یہ مسئلے اگر والدین مین کوئی ناراض ہون تو حج کو جانا مکروہ ہی لیکن یہ حکم اسوقت ہی کہ باپ بیٹے کی خدمت کا محتاج ہو اور اگر وہ اسکی خدمت کا محتاج نہین ہی تو حج کے جانے مین مضائقہ نہین اور اگر مان باپ نہون تو دادون اور دادیون کا بھی یہی حکم ہی یہ فتاوے قاضیخان کے مقطعات مین لکھا ہی سیر الکبیر مین مذکور ہی کہ اگر باپ کے ہلاک ہو جانے کا خوف نہ ہو تو حج کے واسطے نکلنے مین مضائقہ نہین اور اسیطرح اگر اسکی بی بی اور اولاد اور انکے سوا وہ لوگ جنکا نفقہ اسکے ذمہ واجب ہی اس کے حج کے جانے سے ناراض ہون اور انکے ہلاک ہونیکا خوف نہین ہی تو حج کے واسطے نکلنے مین مضائقہ نہین ہے اور جو لوگ ایسے ہین کہ بہ تقدیر اسکے حاضر رہنے کے بھی اسپر انکا نفقہ لازم نہین ہوتا وہ اگر ناراض ہون تو اگرچہ انکی ہلاکی کا خوف ہو تو بھی حج کے واسطے نکلنے مین مضائقہ نہین یہ محیط مین لکھا ہی فتاوے شیخ ابو اللیث مین لکھا ہی کہ اگر کسی کا لڑکا امرد خوبصورت ہو تو باپ کو اختیار ہی کہ داڑھی نکلنے کے وقت تک اسکو حج کے جانے سے منع کرے ملتقط مین ہی کہ حج فرض مان باپ کی اطاعت سے اولی ہی اور مان باپ کی اطاعت حج نفل سے اولی ہی اور کبرے مین ہی اگر سفر خوفناک ہو جیسے دریا کا سفر تو بغیر اجازت مان باپ کے حج کو نہ نکلے یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی جس شخص پر قرض ہی اسکو جہاد اور حج کو جانا مکروہ ہی اگرچہ اسکے پاس اسقدر مال نہو کہ اپنے قرض کو ادا کرے لیکن قرضخواہون سے اجازت حاصل کرکے جانا جائز ہی۔ اگر قرض کا کوئی کفیل ہو تو اگر وہ قرضدار کی اجازت سے کفیل ہوا ہی تو بغیر دونون کی اجازت کے نہ نکلے اور اگر بغیر اجازت قرضدار کے کفیل ہوا ہی تو جو شخص قرض کا مطالبہ کرتا ہی اسکی بے اجازت نہ نکلے کفیل کی بے اجازت نکلنا جائز ہی یہ فتاوے قاضیخان کی مقطعات مین لکھا ہی

دوسرا باب میقات کے بیان مین وہ میقات جنسے بغیر احرام کے آگے بڑھنا جائز نہین پانچ ہین اہل مدینہ کے واسطے ذوالحلیفہ اور اہل عراق کے واسطے ذات عراق اور اہل شام کے واسطے جحفہ اور اہل نجد

کیواسطے قرن اور اہل یمن کے واسطے یلملم۔ میقات مقرر کرنے سے فائدہ یہ ہے کہ اُسکے آگے احرام مین تاخیر کرنا منع ہے یہ ہدایہ مین لکھا ہے اور اگر اُس سے پہلے احرام باندھے تو جائز ہے اور اگر احرام کے ممنوعات کے صادر ہونے کا خوف نہو تو وہی افضل ہے ورنہ میقات تک احرام مین تاخیر کرنا افضل ہے یہ جوہرۃ النیرہ مین لکھا ہے اور یہ سب میقات اُن مُلک والون کے واسطے ہین جنکی وہ میقات ہین اور اُنکے سوا اور لوگ جو اسطرف سے گذرین اُنکے واسطے احرام باندھنے کے وقت ہین یہ تبیین مین لکھا ہے۔ جو شخص بغیر احرام کے میقات سے آگے بڑھ جاوے پھر دوسرے میقات مین چلا جاوے اور وہان سے احرام باندھے تو جائز ہے لیکن اپنے میقات سے اُسکا احرام باندھنا افضل ہے یہ جوہرۃ النیرہ مین لکھا ہے اور یہ حکم اُن لوگون کے واسطے ہے جو اہل مدینہ نہین ہین اسلیے کہ اہل مدینہ کو اپنے میقات سے خصوصیت زیادہ ہے یہ سراج الوہاج مین لکھا ہے اور جو شخص مکہ کو کسی ایسے راستہ سے جاوے جو عام راستہ نہین ہے تو وہ جب ان میقاتون مین سے کسی میقات کے مقابل ہو تو احرام باندھے یہ محیط سرخسی مین لکھا ہے جو شخص دریا مین سفر کرے اُسکے احرام باندھنے کا وقت وہ ہے کہ جب کسی میقات کے مقابل ہو وہان سے بغیر احرام کے آگے نہ بڑھے یہ سراج الوہاج مین لکھا ہے۔ اور اگر دریا یا خشکی کا راستہ ایسا ہو جاوے کہ وہ دونون میقاتون مین ہو کر گذرے تو اُنہین سے جسکے مقابل ہونے کے وقت چاہے احرام باندھے اور جو میقات اُدہر ہو اُسکے مقابلہ سے احرام باندھنا اولی ہے یہ تبیین مین لکھا ہے اور اگر راستہ اسطرح ہو کہ کسی میقات کا مقابلہ نہوتا ہو تو جب مکہ دو منزل رہے تو وہان سے احرام باندھے یہ بحر الرائق مین لکھا ہے جس شخص کے اہل و عیال میقات مین ہون یا میقات اور حرم[1] کے درمیان مین ہون اُنکا میقات حج اور عمرہ کے واسطے وہ مقام حل کا ہے جو میقات و حرم کے درمیان مین ہے اور اگر حرم تک احرام مین تاخیر کرین تو جائز ہے یہ محیط مین لکھا ہے۔ مکہ والے حج کے واسطے احرام حرم سے باندھین اور عمرہ کے واسطے حل سے باندھین یہ کافی مین لکھا ہے پس جو شخص عمرہ کا ارادہ کرے وہ کسی جانب سے احرام باندھنے کے واسطے حل کو جاوے اور تنعیم[2] سے احرام باندھنا افضل ہے یہ ہدایہ مین لکھا ہے آفاقی[3] کو جائز نہین کہ بغیر احرام کے مکہ مین داخل ہو خواہ حج کی نیت کرے یا نہ کرے اور اگر داخل ہو گیا تو اُسپر حج یا عمرہ لازم ہوگا یہ محیط سرخسی مین لکھا ہے اور جو شخص کہ میقات اور مکہ کے درمیان مین رہنے والا ہے جیسے بستانی تو اُسکو جائز ہے کہ اپنی ضرورتون کے واسطے مکہ مین بغیر احرام کے داخل ہو لیکن جب حج کا ارادہ کریگا تو بغیر احرام کے ادا نہوگا اور اسمین کچھ حرج نہین یہ کافی مین لکھا ہے۔ اسیطرح اگر مکہ کا رہنے والا لکڑیان یا گھاس لینے کو

---

[1] حرم مدینہ کی جانب مکہ سے تین میل تک ہے اور عراق اور طائف کی جانب سے سات میل تک ہے اور جدہ کی جانب دس میل تک اور جعرانہ کی جانب مین سات میل تک شامی مین لکھا ہے کہ حرم کے حدود مقرر کرنے کیلیے سب طرف علامتین حضرت ابراہیم نے نصب کی تھین وہ سب مقامات جبرئیل نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو تبلائے پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اُسکی حدین بنوائین اُنکے بعد حضرت عمرؓ نے اُنکے بعد حضرت عثمانؓ نے اُنکے بعد امیر معاویہؓ نے وہ حدین بنوائین اور اُنکی علامتین سب طرف ابھی تک موجود ہین مگر جدہ اور جعرانہ کیطرف کوئی علامت منصوب نہین ہے ۱۲

[2] تنعیم مکہ کے قریب ایک موضع مسجد عائشہؓ کے پاس ہے اور حل کے مواضعات مین وہ سب سے زیادہ مکہ سے قریب ہے ۱۲

[3] آفاقی وہ شخص ہے جو میقات سے باہر کا رہنے والا ہو ۱۲

حل کی طرف کو جاوے پھر مکہ مین داخل ہو تو اُسکو بغیر احرام کے مکہ مین داخل ہونا جائز ہے۔ اور آفاقی اگر اہل بستان
مین شامل ہوجاوے تو اُسکا بھی یہی حکم ہے یہ محیط سرخسی مین لکھا ہے

تیسرا باب احرام کے بیان مین احرام کے واسطے ارکان بھی ہین اور شرطین ہین رکن یہ ہے کہ اس سے کوئی
ایسا فعل پایا جاوے جو حج کے خصائص مین سے ہو اور وہ دو قسم ہے پہلی قسم قول ہے یعنے یون کہے لبیک اللھم
لبیک لا شریک لک لبیک اور یہ ایک بار کہنا شرط ہے اور اس سے زیادہ سنت ہے اور اگر اسکو چھوڑیگا تو گنہگار
ہوگا یہ محیط سرخسی مین لکھا ہے اور اگر لبیک کی جگہ تسبیح یا تحمید یا تہلیل یا تمجید کے کلمے کہے یا اُسکے مثل اور ذکر اللہ
کا کیا اور اس سے احرام کی نیت کی تو احرام صحیح ہوجاویگا بالاجماع یہی حکم ہے خواہ وہ لبیک اچھی طرح کہہ سکتا ہو یا
نہ کہہ سکتا ہو اسیطرح اگر لبیک دوسری زبان مین کہے تو بھی احرام ہوجاویگا خواہ وہ عربی مین اچھی طرح
پڑھ سکتا ہو یا نہ پڑھ سکتا ہو یہ شرح طحاوی مین لکھا ہے اور عربی مین کہنا افضل ہے اور اگر صرف اللھم کہا اور اسپر
کچھ زیادہ نہین کیا تو جس شخص کا یہ قول ہے کہ اللھم کہنے سے نماز شروع ہوجاتی ہے اُسکے نزدیک احرام بھی شروع
ہوجاتا ہے اور جس شخص کا یہ قول ہے کہ اس سے نماز نہین شروع ہوتی تو اُسکے نزدیک احرام بھی نہین شروع ہوتا
یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہے دوسری قسم خصائص حج مین سے فعل ہے اور وہ یہ ہے کہ بدنہ یعنے قربانی کے
اونٹ یا گاے کے گلے مین پٹے ڈالے اور اُسکو ہانکتا ہوا حج کے ارادہ پر چلے تو احرام صحیح ہوجاتا ہے
اگرچہ لبیک نہ کہی ہو خواہ وہ قربانی نفل کی ہو یا نذر کی ہو یا شکار وغیرہ کے عوض کی ہو اور اگر قربانی کسی
شخص کے ساتھ بھیجی اور خود اُسکے ساتھ نہ گیا اسکے بعد پھر اس طرف کو چلا تو جبتک قربانی سے مل نہ جاویگا
تب تک صاحب احرام نہ ہوگا لیکن اگر قربانی متعہ یا قران کی ہے تو قربانی کے ساتھ ملنے سے پہلے صرف
اُس طرف کو متوجہ ہونے سے صاحب احرام ہوجاتا ہے یہ محیط سرخسی مین لکھا ہے پس جسوقت اُسکے ساتھ ملجاویگا اور اُسکو
ہانکیگا تو نیت اس عمل سے قرین ہوگئی جو احرام کے خصائص مین سے ہے۔ پس اسیطرح صاحب احرام ہوگیا
جیسے ابتدا مین قربانی کے ہانکنے سے ہوتا ہے یہ ہدایہ مین لکھا ہے اگر چند لوگ قربانی کے ایک اونٹ یا گاے مین
شریک ہون اور وہ سب خانہ کعبہ کی طرف جاتے ہین اور ایک شخص نے اُن سب کے حکم سے اُس قربانی کے
گلے مین پٹہ ڈالا تو سب کا احرام ہوگیا اور اگر اُنکے بغیر حکم ڈالا تو صرف اُس شخص کا احرام ہوگیا اوروں کا
نہ ہوا پٹہ ڈالنے کی صورت یہ ہے کہ قربانی کے اونٹ یا گاے کی گردن مین نعل یا چمڑے کا ٹکڑا یا درخت کی
چھال باندھدے یہ محیط سرخسی مین لکھا ہے اگر قربانی کے اونٹ یا گاے پر جھول ڈالی یا بکری کے گلے مین
پٹہ ڈالا اور ان دونون سے احرام کی نیت کرکے اُنکو لیچلا تو صاحب احرام نہوگا اور اسیطرح اگر اونٹ
یا گاے کو اشعار کیا اور اس سے احرام کی نیت کی تو بھی سب کے نزدیک یہی حکم ہے یہ مضمرات مین لکھا ہے
اور تجلیل یعنے قربانی پر جھول ڈالنا اور پھر جھول تصدق کردینا مستحب ہے اور پٹہ ڈالنا جھول ڈالنے سے زیادہ
بہتر ہے یہ فتح القدیر مین لکھا ہے بدنہ اونٹ اور گاے کی قربانی کو کہتے ہین یہ ہدایہ مین لکھا ہے اور اشعار یہ ہے کہ

اونٹ یا گاے کی کوہان مین بائین جانب زخم لگادے جس سے خون بہے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک وہ مکروہ ہی اور صاحبینؒ کے نزدیک وہ بہتر ہی یہ مضمرات مین لکھا ہی اور تجلیل یہ ہی کہ اونٹ یا گاے پر جھول ڈالے یہ شرح طحاوی مین لکھا ہی شرط احرام کی نیت ہی اگر لبیک بغیر احرام کی نیت کے کہیگا تو احرام نہ بندھیگا یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی اور صرف نیت سے بھی احرام شروع نہوگا جبتک لبیک یا اُسکے قائم مقام کوئی اور ذکر نہ کرے یا قربانی کو نہ ہانکے یا قربانی کے اونٹ یا گاے کے گلے مین پٹہ نہ ڈالے یہ مضمرات مین لکھا ہی اور جب احرام کا ارادہ کرے تو غسل کرے یا وضو کرے لیکن غسل کرنا افضل ہی اور یہ غسل ستھرائی کے واسطے ہی یہانتک کہ حیض والی عورت کو بھی اُس غسل کا حکم ہی یہ ہدایہ مین لکھا ہی اور وہ غسل نفاس والی عورت اور لڑکے کے حق مین بھی مستحب ہے اور مستحب ہے کہ اپنے بدن کی پوری صفائی کرے ناخن اور مونچھین تراشے اور بغل اور زیر ناف کے بال مونڈے اور اگر مردون کو سر مونڈانے کی عادت ہو یا اُسدن سر منڈانے کا ارادہ کرے تو منڈالے ورنہ بالون مین کنگھی کرے اور خطمی اور اشنان وغیرہ سے دھوکر غبار اور میل کو بالون سے اور جسم سے دور کرے اور مستحب ہی کہ جب احرام کا ارادہ کرے اور بی بی یا باندی ساتھ ہو اور کوئی مانع جماع کا نہو تو جماع کرے اسلیے کہ یہ بھی سنت ہی یہ بحر الرائق مین لکھا ہی اور سلے ہوے کپڑے اور موزے کو اُتارے اور دو کپڑے پہن لے ایک تہ بند اور ایک چادر دونون نئے ہون یا دُھلے ہوے ہون اور نئے ہونا افضل ہی یہ فتاوےٰ قاضیخان مین لکھا ہے اور اگر صرف ایک کپڑا پہن لے جس سے اُسکا ستر ڈھک جاوے تو جائز ہی یہ اختیار شرح مختار مین لکھا ہے تہ بند ناف سے گھٹنون تک ہے اور چادر پیٹھ اور کاندھون اور سینہ پر اوڑھکر ناف سے اوپر باندھے اور اگر دونون کونے اُسکے تہ بند مین کھونس لے تو مضائقہ نہین اور اگر اُسکو کانٹے یا سوئی سے اٹکا دے یا اپنے اوپر ایک رسی باندھے تو برائی ہی اور کچھ واجب نہین ہوتا یہ بحر الرائق مین لکھا ہی اور چادر کو داہنے ہاتھ کے نیچے سے داخل کرے اور بائین کاندھے پر ڈالے اور داہنے کاندھے کو کھلا ہوا چھوڑے یہ خزانۃ المفتین مین لکھا ہی اور تیل لگاوے اور جو نسا تیل چاہے لگاوے خوشبو کا ہو یا بے خوشبو اور فقہا کا اجماع اس بات پر ہی کہ احرام سے پہلے ایسی خوشبو کی چیز لگانا جائز ہی جسکا جرم احرام کے بعد تک لگا نہ رہے اگرچہ خوشبو اُسکی احرام کے بعد تک باقی رہے اور ایسے ہی وہ گاڑھی خوشبودار چیز جو احرام کے بعد تک لگی رہے جیسے کہ مشک اور غالیہ ہمارے نزدیک ظاہر روایت کے بموجب مکروہ نہین یہ فتاوےٰ قاضیخان مین ہی یہی صحیح ہی یہ محیط مین ہی کپڑے مین ایسی چیز خوشبودار لگانا جو احرام کے بعد تک لگی رہے کل کے قول کے بموجب جائز نہین یہ قول صاحبینؒ کی ایک روایت کے بموجب ہی فقہا نے کہا ہی کہ ہم اسی کو اختیار کرتے ہین یہ بحر الرائق مین لکھا ہی۔ پھر دو رکعتین پڑھے اور دونون مین جو چاہے پڑھے اور اگر پہلی رکعت مین الحمد اور قل یا ایہا الکافرون اور دوسری رکعت مین الحمد اور قل ہو اللہ احد تبرکاً یفعل

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پڑھے تو افضل ہی یہ محیط مین لکھا ہی۔ اور اکثر علما رقل یا ایہا الکافرون کو سورۃ سے فارغ ہوکر آیۃ ربنا لاتزغ قلوبنا آخر تک پڑھتے ہین اور قل ہو اللہ سے فارغ ہوکر ربنا آتنا من لدنک رحمۃ وہیی لنا من امرنا رشدا پڑھتے ہین یہ خزانۃ المفتین مین لکھا ہی۔ اس نماز کو وقت مکروہ مین نہ پڑھے اور اگر صرف فرض نماز پڑھ لی تو بھی کافی ہی یہ بحر الرائق مین لکھا ہی پھر جب نماز سے فارغ ہو تو اللہ سے آسانی کی دعا مانگے اور یہ دعا پڑھے اللہم انی ارید الحج فیسرہ لی وتقبلہ منی ۵۱ یہ محیط مین لکھا ہی پھر نماز کے بعد یا سوار ہونے کے بعد لبیک کہے اور ہمارے نزدیک لبیک نماز کے بعد افضل ہی یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہی اور اسطرح کہے لبیک ۵۲ اللہم لبیک لبیک لاشریک لک لبیک ان الحمد والنعمۃ لک والملک لک لاشریک لک ان النعمۃ کے الف کے زبر سے بھی روایت ہی اور زیر سے بھی پڑھنا صحیح ہی کرخی نے کہا ہی کہ سب کلمات پڑھے اور اُنسے کم نہ کرے یہ محیط مین لکھا ہی اور اگر اُنسے اوز زیادہ کرے تو بہتر ہی یعنے یون کہے لبیک ۵۳ الہ الخلق لبیک غفار الذنوب لبیک وسعدیک والخیر کلہ بیدیک والرغباء الیک یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی اور کم کرنا بالاتفاق مکروہ ہی یہ بحر الرائق مین ہی پھر جب لبیک کہہ چکے تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھے جو نیکیون کے سکھانے والے ہین اور جو دعا چاہے پڑھے لیکن درود پڑھتے وقت آواز پست کرے یہ فتح القدیر مین لکھا ہی اور نمازون کے بعد جسقدر ہوسکے لبیک کی کثرت کرے یہ محیط مین لکھا ہی اور یہی ظاہر روایت ہی طحاوی نے کہا ہی کہ فرض نمازون کے بعد لبیک کہے قضا اور نفل کے بعد نہ کہے یہ شرح طحاوی مین لکھا ہی اور اسیطرح جب کسی سوار سے ملے یا بلندی پر چڑھے یا پستی مین اُترے اور صبح کے وقت اور سوتے سے جاگنے کے وقت لبیک کہے یہ محیط مین لکھا ہی اور جب سواری کو پھیرے اور سوار ہو اور سواری سے اُترے لبیک کہے یہ تبیین مین لکھا ہی اور ہمیشہ لبیک مین آواز بلند کرے مگر اتنی بلند نہ کرے کہ مشقت حاصل ہو یہ فتح القدیر مین لکھا ہی اور اسی سے ملتے ہوے ہین یہ مسئلے اگر لبیک کہکر قران ۵۴ یا افراد کی نیت کرے تو جو نیت کی ہی اُسیکا احرام ہوگا اگرچہ اُن دونون مین سے کسیکا ذکر احرام مین نہین کیا یہ ایضاح مین لکھا ہی۔ امام محمد رح سے مروی ہی کہ جب کوئی شخص حج کے ارادہ پر سفر کو نکلے اور احرام باندھتے وقت اُسکی نیت حاضر نہو تو وہ احرام حج کا ہی پھر اُنسے پوچھا گیا کہ کوئی شخص سفر کو نکلا اور کچھ اُسکی نیت نہ تھی اور اُسنے احرام باندھا اور کچھ نیت نہین کی تو اُنھون نے جواب دیا کہ جبتک خانہ کعبہ کا طواف نہین کیا ہی تب تک جسکی چاہے اُسکی نیت کرلے یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہی اور جب ایکمرتبہ طواف کر لیگا

۵۱ اے اللہ ارادہ کرتا ہون مین حج کا پس آسان کر اُسکو واسطے میرے اور قبول کر اُسکو مجھ سے ۱۲ ۵۲ مین حاضر ہون تیری خدمت مین اے اللہ مین حاضر ہون تیری خدمت مین نہین ہی کوئی شریک واسطے تیرے مین حاضر ہون تیری خدمت مین تحقیق حمد و نعمت واسطے تیرے ہی اور ملک واسطے تیرے ہی نہین ہے کوئی شریک واسطے تیرے ۱۲ ۵۳ حاضر ہون مین تیری خدمت مین اے اللہ مخلوق کے حاضر ہون مین تیری خدمت مین اے بخشنے والے گناہون کے حاضر ہون مین تیری خدمت مین اور توفیق پائی مین نے تیری اطاعت کی اور بھلائی سب تیرے ہاتھ مین ہی اور رغبت تیری طرف ہی ۱۲ ۵۴ قران یعنے عمرہ و حج کی ایک ساتھ نیت کرنا اور افراد تنہا حج کی نیت کرنا ۱۲ ۵۵ پوری آیت یہ ہی ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ ہدیتنا وہب لنا من لدنک رحمۃ انک انت الوہاب ۱۲

تو احرام اسکا عمرہ کا ہوجاویگا یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی اور اگر طواف نہین کیا یہان تک کہ مجامعت کرلی یا کوئی مانع پیش آگیا تو احرام اسکا عمرہ کا سمجھا جاویگا اسواسطے کہ قضا واجب ہوگی پس ہم اس چیز کو واجب سمجھینگے جو کم ہو اور یقینی ہو اور وہ عمرہ ہی یہ ایضاح مین لکھا ہی اگر کسی نے حج کا احرام باندھا اور اسپر حج فرض تھا اور اُسنے نہ فرض کی نیت کی نہ نفل کی تو وہ حج فرض کا احرام ہوگا اور وہ فقط نیت کی نیت سے ادا ہوجاتا ہی یہ ظہیریہ مین لکھا ہی اگر میقات مین یا غیر میقات مین دو حجون کا احرام باندھا تو امام ابو حنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک دونون حج لازم ہوجاتے ہین اور اسیطرح اگر میقات مین یا غیر میقات مین دو عمرون کا احرام باندھا تو دونون لازم ہوجاوینگے یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہی کسی نے احرام باندھا اور نہ حج کی نیت کی نہ عمرہ کی پھر دوبارہ حج کی نیت سے احرام باندھا تو پہلا احرام عمرہ کا ہوگا اور اگر دوسرا عمرہ کی نیت سے باندھا تو پہلا احرام حج کا ہوگا اور اگر دوسرے احرام مین کچھ نیت نہین کی تو قران ہوگا اور اگر لبیک حج کی کہی اور نیت عمرہ کی ہی یا لبیک عمرہ کی کہتا ہی اور نیت حج کی کرتا ہی تو جسکی نیت کرتا ہی اُسیکا احرام ہوگا اور اگر لبیک حج کی کہتا ہی اور نیت عمرہ اور حج کی کرتا ہی وہ قران ہوگا یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی اگر کسی نے کسی چیز کا احرام باندھا اور اُسکو بھول گیا تو اُسپر حج اور عمرہ لازم ہوگا اور اگر دو چیزون کا احرام باندھا تھا اور اُن دونون کو بھول گیا تو بھی استحسان کے بموجب حج و عمرہ بطور قران لازم ہوگا یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہی۔ اگر صرف حج کا احرام باندھا تو اسی سال کے حج کا احرام ہوگا یہ محیط سرخسی مین لکھا ہے اگر نذر اور نفل کا احرام باندھا تو نفل کا احرام ہوگا اور اگر فرض و نفل کا احرام باندھا تو امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک نفل کا احرام ہوگا اور اصح قول کے بموجب امام ابو یوسفؒ کا بھی یہی قول ہی یہ فتح القدیر مین لکھا ہے۔

چوتھا باب اُن افعال کے بیان مین جو بعد احرام کے ہوتے ہین

جب احرام باندھے تو جو چیزین منع ہین اُنسے بچے جیسے رفث اور فسوق اور جدال۔ رفث جماع کو کہتے ہین۔ اور فسوق نافرمانیون کو اور اللہ کی بندگی سے باہر نکلنے کو کہتے ہین۔ اور جدال اپنے رفیقون سے جھگڑا کرنے کو کہتے ہین یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی اور کسی شکار کو نہ مارے یہ ہدایہ مین لکھا ہی اور شکار سے کچھ تعرض نہ کرے نہ اُسکو پکڑے نہ اُسکی طرف اشارہ کرے نہ کسیکو نہ بتلاوے اور نہ شکار کرنے مین کسی کی مدد کرے اور نہ سلا ہوا کپڑا پہنے نہ کرتا نہ قبا نہ پائجامہ نہ عمامہ نہ ٹوپی نہ موزہ لیکن اگر موزہ کو کعبین سے نیچے کاٹ لے تو جائز ہی یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہی اور کعب سے مراد یہان وہ جوڑ ہی جو پانؤن کے وسط مین تسمہ کی گرہ لگانے کے مقام پر ہے یہ تبیین مین لکھا ہی اور سر اور چہرہ کو نہ ڈھکے اور منھ اور ٹھوڑی اور رخسارہ کو بھی نہ ڈھکے اگر اپنی ناک پر ہاتھ رکھے تو مضائقہ نہین یہ بحر الرائق مین لکھا ہی اور جسطرح موزے نہین پہنتا اسیطرح جرابین بھی نہ پہنے یہ محیط مین لکھا ہی سلے ہوئے کپڑے کو پہننا اسیوقت حرام ہی جب موافق عادت کے پہنے یہانتک کہ اگر کرتا یا پائجامہ کو بطور تہ بند باندھ لے یا قبا کو کاندھون پر ڈالکر اُنمین دونون مونڈھے داخل کرلے

ہاتھ نہ داخل کرے تو مضائقہ نہین یہ فتاوےٰ قاضیخان مین لکھا ہی صاحب احرام کو ہمیانی یا پٹکہ باندھنے مین کچھ مضائقہ نہین خواہ ہمیانی مین اسکا خرچ ہو یا غیر کا ہو اور خواہ پٹکہ کو ریشم سے باندھے یا سیو رسے یہ بدائع اور سراج الوہاج مین لکھا ہی طیلسان کو گھنڈی یا کانٹے سے نہ اٹکاوے اسواسطے کہ وہ سلے ہوئے کے مشابہ ہو جاویگی۔ خز اور کتان کا باریک کپڑا پہننا مکروہ نہین بشرطیکہ سلے ہوے نہ ہون یہ فتاوےٰ قاضیخان مین لکھا ہی۔ رنگین کپڑا نہ پہنے خواہ کسم کا رنگ ہو یا زعفران کا یا اور کسی چیز کا لیکن اگر ایسا دھلا ہوا کپڑا ہو کہ اُسمین نفض نہ ہو تو مضائقہ نہین ہی بعضون نے کہا ہی کہ نفض کے معنے یہ ہین کہ رنگ اُسکا بدن پر چھوٹتا ہو اور بعضون نے کہا ہی کہ نفض کے معنے یہ ہین کہ اُسمین رنگ کی بو آتی ہو یہی اصح ہی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی اور سر اور بدن کے بال نہ مونڈے اور اس حکم مین استرہ سے بال مونڈنا یا نورہ سے بال گرانا یا دانتون سے یا اور کسی طرح بال اُکھاڑنا برابر ہی اور اپنی داڑھی نہ کترا وے یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی اور اپنے ناخن ذرا بھی نہ ترشاوے یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی خوشبو کو ہاتھ سے بھی نہ چھوئے اگرچہ لگانے کا ارادہ نہ کرتا ہو یہ فتاوےٰ قاضیخان مین لکھا ہی اور تیل نہ لگاوے یہ ہدایہ مین لکھا ہی۔ مہندی سے خضاب نہ کرے اسواسطے کہ اسمین خوشبو ہی یہ جوہرۃ النیرہ مین لکھا ہی۔ جس سرمہ مین خوشبو نہو اُسکے لگانے مین مضائقہ نہین ہی۔ حالت احرام مین اپنی عورت کا بوسہ نہ لے اور نہ شہوت سے مساس کرے یہ فتاوےٰ قاضیخان مین لکھا ہی اور نہ خطمی سے اپنا سر اور داڑھی دھووے اور نہ اپنا سر کھجلاوے اور اگر کھجلانے کی ضرورت ہو تو بہت آہستہ کھجلاوے تاکہ کوئی بال نہ گرے اور کوئی جون نہ مرے یہ دونون باتین ممنوع ہین اور اگر اُسکے سر پر بال نہ ہون یا پھوڑے وغیرہ نہ ہون تو زور سے کھجلانے مین مضائقہ نہین ہی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی مکان یا اونٹ کے کجاوہ کے سایہ تلے آجاتے مین مضائقہ نہین یہ کافی مین لکھا ہی۔ اگر خیمہ کا سایہ کرے تو بھی مضائقہ نہین یہ فتاوےٰ قاضیخان مین لکھا ہی اور اگر کعبہ کے پردہ کے نیچے داخل ہو جاوے اور اسمین چھپ جاوے لیکن وہ پردہ اُسکے سر اور مُنہ سے جدا ہو تو مضائقہ نہین اور اگر پردہ سر اور منہ پر پہونچے تو مکروہ ہی اسلیے کہ اسمین سر اور مُنہ ڈھک جاویگا یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی اور صاحب احرام کو پچھنے لگانے اور فصد لینے اور ٹوٹے ہوئے جوڑ کو باندھنے اور ختنہ کرنے مین مضائقہ نہین یہ فتاوےٰ قاضیخان مین لکھا ہی اذخر کے سوا اور درخت حرم کے نہ کاٹے اور جو شخص احرام سے باہر ہو اُسکے لیے بھی یہی حکم ہی یہ شرح طحاوی مین لکھا ہی

پانچوان باب ادائے حج کی کیفیت مین

مستحب ہے کہ مکہ مین داخل ہونے کے واسطے غسل کرے اور وہ حیض و نفاس والی کو مستحب ہے اور مکہ مین بلند راستہ کی طرف سے داخل ہو جسکو کدا کہتے ہین یہ وہ مکہ کی بلند زمین کیطرف اونچی سڑک ہے اور حج کے واسطے رات مین داخل ہو یا دن مین کچھ حرج نہین

---

۵۱ ایک قسم کی چادر ہوتی ہی ۱۲ ۵۲ اسکی تفصیل کتاب اللباس مین دیکھو ۱۲

عمرہ کے واسطے بھی یہی حکم ہی یہ تبیین مین لکھا ہی اور مستحب یہ ہی کہ دن مین داخل ہو یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہی جب مکہ مین داخل ہو تو اسباب رکھنے کے بعد اول مسجد مین جاوے یہ جوہرۃ النیرہ مین لکھا ہی اور مستحب یہ ہی کہ وہان کو لبیک کہتا ہوا جاوے اور اُس دروازہ سے جاوے جسکو باب بنی شیبہ کہتے ہین اور ادھر سے مسجد حرام مین عاجزی اور خشوع کے ساتھ لبیک کہتا ہوا اور اُس مقام کی عظمت اور جلال کا لحاظ کرتا ہوا داخل ہووے اور جو شخص مزاحم ہو اُسکے ساتھ نرمی سے پیش آوے یہ بحر الرائق مین لکھا ہی اور مسجد مین ننگے پاؤن داخل ہو لیکن اگر اُس کو ننگے پاؤن چلنا نقصان کرتا ہو تو کچھ ہین سے یہ اختیار مین لکھا ہی اور داخل ہوتے وقت اول داہنا پاؤن بڑھاوے اور یہ دعا پڑھے بسم اللہ والحمد للہ والصلوۃ علے رسول اللہ اللہم افتح لی ابواب رحمتک وادخلنی فیہا اللہم انی اسئلک فی مقامی ہذا ان تصلی علے سیدنا محمد عبدک و رسولک وان ترحمنی وتقبل عثرتی وتغفر ذنوبی وتضع عنی وزری یہ تبیین مین لکھا ہی اور جسوقت خانہ کعبہ کو دیکھے اللہ اکبر کہے اور لا الہ الا اللہ کہے اور یون پڑھے لا الہ الا اللہ واللہ اکبر اللہم انت السلام ومنک السلام والیک یرجع السلام حینا ربنا بالسلام اللہم زد بیتک ہذا تعظیما وتشریفا ومہابۃ وزد من تعظیمہ وتشریفہ من حجہ واعتمرہ تعظیما وتشریفا ومہابۃ یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی اور اُسکے سوا جو چاہے دعا پڑھے پھر حجر اسود سے ابتدا کرے اور کہین سے ابتدا نہ کرے لیکن اگر قوم نماز مین ہو تو نماز مین داخل ہو جاوے یہ ظہیریہ مین لکھا ہی اور حجر اسود کیطرف کو رُخ کر کے تکبیر کہے اور دونون ہاتھ اُٹھاوے جیسے نماز کی تکبیر کہتا ہی پھر دونون ہاتھ چھوڑ دے یہ فتاوے قاضیخان اور بدائع اور دوسری کتابون مین لکھا ہی اور صحیح یہ ہی کہ ہاتھ دونون مونڈھون تک اُٹھاوے یہ نہر الفائق مین لکھا ہی اور حجر اسود کو بوسہ دے اور بوسہ دینے کا قاعدہ یہ ہی کہ دونون ہاتھ حجر اسود پر رکھے اور اُسکو چومے اگر بغیر کسی کی ایذا دینے کے ایسا ہو سکے تو کرے اور اُسکو بوسہ دیتے وقت یہ پڑھے بسم اللہ الرحمن الرحیم اللہم اغفرلی ذنوبی وطہرلی قلبی واشرح لی صدری ویسرلی امری وعافنی فی من عافیت یہ محیط مین لکھا ہی اور اگر بغیر کسی کی ایذا کے اسکو بوسہ نہین دیسکتا تو اُسکو ہاتھ سے چھووے اور اپنے ہاتھ کو چومے اور اگر یہ بھی نہ کر سکے تو کوئی شاخ وغیرہ ہاتھ مین لیکر اس پتھر کو لگاوے پھر اُسکو چوم لے یہ کافی مین لکھا ہی اور اگر یہ کچھ نہ کر سکے تو اُسکی طرف کو رُخ کرے اور دونون ہاتھ اسطرح اُٹھاوے کہ اندر کی جانب ہاتھون کی حجر اسود کیطرف کو ہو اور اللہ اکبر کہے اور لا الہ الا اللہ اور الحمد للہ اور درود پڑھے یہ فتح القدیر مین لکھا ہی۔ حجر اسود کیطرف کو منہ کرنا مستحب ہے واجب نہین یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی۔ اور ہتھیلیون کی اندر کی جانب آسمان کیطرف کو نہ کرے جیسے اور دعا مین کرتے ہین

سلہ داخل ہوتا ہون مین ساتھ نام اللہ کے اور حمد واسطے اللہ کے ہی اور درود اوپر رسول اللہ کے اے اللہ کھول واسطے میرے دروازے رحمت اپنی کے اور داخل کر مجھکو اُسمین اے اللہ سوال کرتا ہون مین تجھ سے بیچ اس مقام اپنے کے یہ کہ رحمت بھیجے تو اوپر سردار ہمارے محمد کے جو بندے تیرے ہین اور رسول تیرے اور رحمت کر تو مجھپر اور قبول کر لغزش میری اور بخش گناہ میرے اور اُتار بوجھ میرا ۱۲ سلہ نہین ہی کوئی معبود مگر اللہ اور اللہ بڑا ہی اے اللہ تو سلامت ہی اور تیری طرف سے سلامتی ہی اور تیری طرف کو پھرتی ہی سلامتی زندہ رکھ ہمکو اے رب ہمارے ساتھ سلامتی کے اے اللہ زیادہ کر اپنے اس گھر کی تعظیم اور شرافت اور مہابت اور زیادہ کر اُسکی تعظیم اور شرافت سے اُسکے لیے جو حج کرے اُسکا اور عمرہ کرے از روے تعظیم اور شرافت اور مہابت کے ۱۲ سلہ بوسہ دیتا ہون مین ساتھ نام اللہ رحمن رحیم کے اے اللہ بخش میرے لیے گناہ میرے اور پاک کر میرے لیے دل میرا اور کھول میرے لیے سینہ میرا اور آسان کر میرے لیے کام میرا اور عافیت دے مجھکو منجملہ اُنکے جنکو تو نے عافیت دی ۱۲

یہ نہایہ مین لکھا ہی اور یہ دعا پڑھے اللّٰہ اکبر اللّٰہ اکبر اللّٰہ اکبر[۱] اللّٰہم اعطنی ایمانًا وتصدیقًا بکتابک ووفاءً بعہدک واتباعًا لنبیک وسنت نبیک اشہد ان لا الٰہ الا اللّٰہ وحدہ لا شریک لہ واشہد ان محمدًا عبدہ ورسولہ آمنت باللّٰہ وکفرت بالجبت والطاغوت[۲] یہ محیط مین لکھا ہی پھر اپنے داہنی طرف جدھر کعبہ کا دروازہ ہی وہان سے شروع کرے اور سات مرتبہ طواف کرے اور اس سے پہلے اضطباع کر لے یعنے اپنی چادر کو داہنے ہاتھ کے نیچے سے نکالکر بائین کاندھے پر ڈال لے یہ کافی مین لکھا ہی۔ اور چاہیے کہ طواف حجر اسود کے اُس کنارہ سے شروع کرے جو رکن یمانی کیطرف ہی تاکہ تمام بدن اُسکا حجر اسود کے سامنے کو گذر جاوے اور جو شخص کہ تمام بدن کے گذرنے کو شرط کرتا ہی اُسکے خلاف سے بچ جاوے اور شرح اُسکی یہ ہی کہ حجر اسود کیطرف کو رُخ کر کے اسطرح کھڑا ہو کہ تمام حجر اسود داہنی طرف رہے پھر اُسی کیطرف کو رُخ کیے ہوے چلے یہانتک کہ حجر اسود سے آگے بڑھ جاوے اور جب اس سے گذر جاوے تو پھر جاوے اور خانہ کعبہ کو اپنے بائین ہاتھ کیطرف کرے اور یہ حکم صرف طواف شروع کرتے وقت ہی پھر نہین اور اگر بائین طرف سے طواف شروع کرے تو برائی کے ساتھ جائز ہی یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی اور اضطباع کے معنے یہ ہین کہ چادر کا ایک کنارہ بائین کاندھے پر ڈالے اور پھر چادر کو داہنی بغل کے نیچے سے نکالکر دوسرا کنارہ بھی بائین کاندھے پر ڈالے داہنا کاندھا کھلا ہوا ہو اور بایان کاندھا چادر کے دونون کنارون سے ڈھکا ہوا ہو حجر اسود سے شروع کر کے پھر حجر اسود تک ایکمرتبہ طواف ہوتا ہے یہ کافی مین لکھا ہی حجر اسود سے طواف شروع کرنا ہمارے عامہ مشائخ کے نزدیک سنت ہے۔ اور اگر اور کہین سے طواف شروع کرے تو جائز ہی اور مکروہ ہی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی۔ اور طواف حطیم[۳] کے باہر سے کرے یہانتک کہ اگر اُس خالی جگہ مین داخل ہوا جو حطیم اور بیت اللّٰہ کے درمیان مین ہی تو طواف جائز نہوگا یہ ہدایہ مین لکھا ہی اور پھر طواف کا اعادہ کرے اور اگر پھر صرف حطیم کا طواف کرے تو بھی جائز ہی یہ اختیار شرح مختار مین لکھا ہی اور جب طواف کرتا ہوا حجر اسود کے سامنے آوے تو اگر بغیر کسیکو ایذا دیے ہوے اُسکو چوم سکے تو چومے اور اگر نہین ہوسکتا تو حجر اسود کیطرف کو رخ کر کے تکبیر اور تہلیل کہے یہ فتاوےٰ قاضیخان مین لکھا ہی اور حجر اسود کے بوسہ دینے پر ہی طواف ختم کرے یہ ہدایہ مین لکھا ہی اور اگر حجر اسود کے بوسے سے طواف شروع کیا اور اسی پر ختم کیا اور اُسکے درمیان کے طوافون مین حجر اسود کا بوسہ چھوڑ دیا تو جائز ہے اور اگر سب طوافون مین چھوڑ دیا تو بُرا کیا یہ شرح طحاوی مین لکھا ہی ظاہر روایت کے بموجب رکن یمانی کو بھی بوسہ دینا بہتر ہی یہ کافی مین لکھا ہی اور اسکو بوسہ نہ دے تو کچھ حرج نہین اور رکن عراقی اور رکن شامی کو بوسہ نہ دے یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی پہلے تین دفعہ کے طواف مین اکڑ کر چلے اور باقی طوافون مین اپنی ہیئت اصلی کے موافق چلے یہ کافی مین لکھا ہی جس طواف کے بعد سعی ہی اُسمین اکڑ کر چلنے کا حکم ہے یہ فتاوےٰ

[۱] اللہ بڑا ہی اللہ بڑا ہی اللہ بڑا ہی اے اللہ عطا کر مجکو ایمان اور تصدیق اپنی کتاب کی اور وفا اپنے عہد کی اور اتباع اپنے نبی اور سنت نبی کی شہادت دیتا ہون کہ نہین ہی کوئی معبود مگر اللہ واحد ہی اور نہین ہی کوئی شریک واسطے اُسکے اور شہادت دیتا ہون مین کہ محمد بندہ اُسکے ہین اور رسول اُس کے ایمان لایا مین اللہ پر اور منکر ہوا مین بت اور شیطان کا ۱۲ [۲] ... [۳] دیوار بیرون کعبہ از جانب مغرب ۱۲

قاضیخان مین لکھا ہی۔ اکڑکر چلنے سے مراد یہ ہی کہ جلد جلد چلے اور اپنے دونون کاندھون کو اسطرح ہلاوے جسطرح لڑنے والا سپاہی لڑائی کی دو صفون کے درمیان مین اپنا فخر ظاہر کرنے کے واسطے جھومتا ہی اور یہ اکڑنا حجر اسود سے شروع کرکے پھر حجر اسود تک چاہیے یہ محیط مین لکھا ہی اور اگر لوگون کے ازدحام کیوجہ سے یہ کیفیت ادا نہ کرسکے تو ٹھہر جاوے اور جب راستہ پاوے اُسکو ادا کرے یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی اور اگر پہلی مرتبہ کے طواف مین اکڑکر نہ چلا تو پھر اُسکے بعد دو طوافون مین اکڑکر چلے اور طواف مین اکڑکر نہ چلے اور اگر پہلے تین طوافون مین اکڑکر چلنا بھول گیا تو باقی طوافون مین اکڑکر نہ چلے اور اگر کل طوافون مین اکڑکر چلا تو اُسپر کچھ لازم نہین یہ بحرالرائق مین لکھا ہی۔ اور اگر اس طواف کے بعد سعی کرنا منظور نہین ہی اور طواف زیارت تک اُسکی تاخیر کرنا منظور ہی تو اس طواف مین اکڑکر نہ چلے یہ تبیین مین لکھا ہی اور اس طواف کا نام طواف قدوم اور طواف تحیت اور طواف لقا ہی اور یہ طواف اہل مکہ کے واسطے نہین یہ کافی مین لکھا ہی اور اگر صاحب احرام اول مکہ مین داخل نہوا اور اول عرفات کو چلا گیا اور وہان وقوف کیا تو طواف قدوم اس سے ساقط ہوگیا یہ ہدایہ مین لکھا ہی جب طواف سے فارغ ہو تو مقام ابراہیم مین آوے اور وہان دو رکعتین پڑھے اور اگر لوگون کے ازدحام کیوجہ سے وہان نہ پڑھ سکے تو مسجد مین جہان جگہ پاوے وہان پڑھے یہ ظہیریہ مین لکھا ہی اور اگر مسجد سے باہر پڑھے تو بھی جائز ہی یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہی یہ دونون رکعتین ہمارے نزدیک واجب ہین پہلی رکعت مین قل یا ایہا الکافرون اور دوسری رکعت مین قل ہو اللہ احد پڑھے اگر ان دونون رکعتون کے بدلے فرض نماز پڑھ لے تو ہمارے نزدیک جائز نہین۔ نماز کے بعد مقام ابراہیم کے پیچھے کھڑا ہوکر دنیا اور دین کے کامون مین سے جسکی حاجت ہو اُسکی دعا مانگے یہ تبیین مین لکھا ہی۔ طواف کی دونون رکعتین ایسے وقت مین پڑھے جس وقت مین نفل کا ادا کرنا صحیح ہو یہ شرح طحاوی مین لکھا ہی اور مستحب ہے کہ دو رکعت پڑھنے کے بعد صفا کے جانے سے پہلے زمزم کے پاس آوے اور اُسکا پانی خوب پیٹ بھر کر پیے اور باقی پانی کنوین مین ڈالدے اور یہ دعا پڑھے اللھم انی اسئلک رزقا واسعا وعلما نافعا وشفاء من کل داء پھر صفا کی طرف سے نکلنے سے پہلے ملتزم کیطرف آوے یہ فتح القدیر مین لکھا ہی اور جب صفا و مروہ مین سعی کرنے کا ارادہ کرے تو پھر حجر اسود کے پاس آوے اور اُسکو بوسہ دے یہ تبیین مین لکھا ہی اگر ممکن ہو تو بوسہ دے اور اگر نہوسکے تو حجر اسود کیطرف کو رُخ کرکے تکبیر و تہلیل کہے اور اگر اس طواف کے بعد صفا و مروہ کے درمیان مین سعی کرنے کا ارادہ نہین ہی تو طواف کی نماز کے بعد پھر حجر اسود کے پاس نہ جاوے یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہی اور اصل اسمین یہ ہی کہ جس طواف کے بعد سعی کرے اسمین طواف کی نماز کے بعد حجر اسود کے بوسہ دینے کا اعادہ کرے اور جس طواف کے بعد سعی نہین ہی اسمین حجر اسود کے بوسہ کا اعادہ نہ کرے یہ ظہیریہ مین لکھا ہی پھر صفا کیطرف کو نکلے اور افضل یہ ہی کہ باب الصفا سے نکلے اور باب الصفا باب بنی مخزوم کو کہتے ہین اور اُس دروازہ سے نکلنا ہمارے نزدیک سنت نہین ہی اگر اور طرف سے نکلے تو جائز ہی

سعی کرنا یعنے صفا و مروہ کے درمیان دوڑنا ۱۲ ؎ یعنے بارخدایا مین تجھ سے رزق فراخ اور علم نافع اور ہر بیماری سے شفا طلب کرتا ہون ۱۲

یہ جوہرۃ النیرہ مین لکھا ہی باہر نکلتے وقت اول بایان پانوٗن بڑھاوے یہ تبیین مین لکھا ہی اول صفا کیطرف جاوے اور اُسپر چڑھے اور صفا و مروہ پر چڑھنا سنت ہی اگر دونون پر نہ چڑھے تو مکروہ ہی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی اور اسقدر چڑھے کہ بیت اللہ سامنے نظر آنے لگے اور بیت اللہ کیطرف رُخ کرے اور دونون ہاتھ اُٹھاوے اور تین مرتبہ تکبیر کہے یہ ظہیریہ مین لکھا ہی اور لا الٰہ الا اللہ اور الحمد اور ثنا اور درود پڑھے اور اللہ سے اپنی حاجتین مانگے یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی۔ دعا کے وقت دونون ہاتھ آسمان کیطرف کو اُٹھاوے یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی پھر وہان سے مروہ کیطرف کو اُترے اور اپنی معمولی چال سے چلے جب نیچے کی زمین مین آوے تو جب سبز مینار کے پاس پہونچے تو اُسکے نیچے کی زمین مین جھپٹ کر چلے یہانتک کہ اُس سبز مینار سے آگے بڑھجاوے اور جب اُس سے آگے بڑھجاوے تو اپنی اصل چال چلے یہانتک کہ مروہ تک آوے پھر اُسپر چڑھے اور قبلہ رُخ کھڑا ہو اور الحمد للہ اور اللہ اکبر اور لا الٰہ الا اللہ اور ثنا اور درود پڑھے اور سب افعال جو صفا پر کیے تھے یہان بھی کرے اور اسیطرح صفا و مروہ کے درمیان مین سات مرتبہ آوے جاوے صفا سے شروع کرے اور مروہ پر ختم کرے اور نیچے کی زمین مین ہر مرتبہ سعی کرے یعنے جھپٹ کر چلے یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی صفا سے مروہ تک سعی ایکبار اور اسیطرح مروہ سے صفا تک ایکبار ہوتی ہی یہی مختار ہی سراجیہ مین لکھا ہی اور یہی صحیح ہی یہ شرح طحاوی مین لکھا ہی۔ اور اگر سعی اُسکے برعکس کرے یعنے مروہ سے شروع کرے تو ہمارے بعض اصحاب نے کہا ہی کہ اُسکا اعتبار کیا جاویگا لیکن مکروہ ہی اور صحیح یہ ہی کہ پہلی مرتبہ کا اعتبار نہ کیا جاویگا یہ ذخیرہ مین لکھا ہی۔ اور سعی مین شرط یہ ہی کہ طواف کے بعد ہو یہانتک کہ اگر سعی کے بعد طواف کیا تو اگر مکہ مین ہی تو سعی کا اعادہ کرے اور اگر احرام سے باہر ہو جانے کے بعد سعی کی تو بالاجماع جائز ہی اور اسیطرح حج کے مہینون کے بعد بھی جائز ہی اور حیض و جنابت صحت سعی کی مانع نہین یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی اور اصل اسمین یہ ہی کہ حج کے احکام مین سے جو عبادت مسجد سے باہر ادا ہوتی ہی اُسمین طہارت شرط نہین ہے جیسے کہ سعی اور عرفہ اور مزدلفہ کا وقوف اور جمرون مین کنکریان مارنا اور مثل اسکے اور جو عبادت مسجد مین ہوتی ہے اسمین طہارت شرط ہی اور طواف مسجد مین ادا ہوتا ہی یہ شرح طحاوی مین لکھا ہی جو شخص حج جدا کرے وہ جب طواف قدوم کرے تو افضل یہ ہی کہ اُسکے بعد سعی نہ کرے اور طواف زیارت کے بعد سعی کرے اور امام ابوحنیفہ رحمہ سے یہ روایت ہی کہ اگر آٹھوین تاریخ یا اس سے پہلے حج کا احرام باندھے تو افضل یہ ہی کہ منے کے آنیسے پہلے طواف اور سعی کرے لیکن اگر آٹھوین تاریخ کے زوال کے بعد احرام باندھا تو یہ حکم نہین ہی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی اور اگر کوئی شخص طواف یا سعی کرتا ہی اور اسوقت نماز کی اقامت ہوئی تو طواف اور سعی کو چھوڑ دے اور نماز پڑھے اور نماز سے فارغ ہونے کے بعد جسقدر طواف یا سعی باقی ہی وہ ادا کرے اور اگر جنازہ کی نماز تیار ہوئی تو سعی کو چھوڑ کر نماز مین شریک ہوا اور جب فارغ ہو تو جسقدر سعی باقی ہی اُسکو ادا کرے یہ فتح القدیر مین ہی طواف و سعی مین خرید و فروخت کی باتین کرنا مکروہ ہی یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی اور جب سعی سے فارغ ہو

تو مسجد مین داخل ہو اور دو رکعت نماز پڑھے پھر مکہ مین احرام کی حالت مین آٹھوین تاریخ تک ٹھہرے
اور اس حالت مین بھی جو چیزین احرام مین منع ہین وہ اُسکو جائز نہین پس جبتک مکہ مین ہی جب چاہے
خانہ کعبہ کا طواف کرے اور ہر طواف سات مرتبہ کرے یہ فتاوےٰ قاضیخان مین لکھا ہی لیکن ان دنون
مین جو طواف کرے اُنکے بعد سعی نہ کرے اور ہمیشہ سات مرتبہ کے طواف کے بعد دو رکعتین ایسے وقت
مین پڑھے جسمین نفل جائز ہون یہ شرح طحاوی مین لکھا ہی اور ایک مرتبہ سات طواف کرکے بغیر طواف کی
نماز کے امام ابو حنیفہ رہ کے قول کے بموجب دوسرا سات مرتبہ کا طواف نہ کرے خواہ جفت مرتبہ طواف کرکے
چھوڑ دیا ہو خواہ طاق مرتبہ یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی۔ نفل طواف مسافرون کیواسطے نفل نماز سے افضل ہی اور
اہل مکہ کیواسطے نفل نماز اولی ہی یہ شرح طحاوی اور بحر الرائق مین لکھا ہی طواف کے وقت اللہ کا ذکر کرنا قرآن
پڑھنے سے افضل ہی یہ سراجیہ مین لکھا ہی۔ اور جب آٹھوین تاریخ سے ایک دن پہلے ہو تو اُس روز ایک خطبہ
پڑھنا چاہیے جسمین لوگون کو منےٰ کیطرف جانے اور عرفات مین نماز پڑھنے اور وقوف کے احکام سکھلانے
اور حج مین کل تین خطبہ ہین پہلا خطبہ یہی ہی جسکا ہم نے ذکر کیا اور دوسرا خطبہ عرفہ کے دن عرفات مین اور تیسرا
خطبہ گیارھوین تاریخ منےٰ مین ہی پس ایک ایک دن کا فصل تینون خطبون مین کرے یہ ہدایہ مین لکھا ہے
عرفہ کے خطبہ کے سوا جو دو خطبہ ہین وہ ایک ہی ایک ہو اُسکے درمیان مین نہ بیٹھے لیکن عرفہ کے دن کا خطبہ دو
خطبہ ہین اُنکے درمیان مین بیٹھے اور کل خطبہ زوال کے بعد اور ظہر کی نماز کے بعد ہین لیکن عرفہ کے دن کا خطبہ
زوال کے بعد اور ظہر کی نماز سے پہلے ہی یہ تبیین مین لکھا ہی پھر آٹھوین تاریخ صبح کی نماز اور سورج کے نکلنے کے
بعد سب لوگون کے ساتھ منےٰ کو جاوے یہ فتاوےٰ قاضیخان مین لکھا ہی اور یہی صحیح ہی اور اگر سورج کے نکلنے سے
پہلے گیا تو جائز ہی اور بعد کو جانا اولی ہی یہ بدائع مین لکھا ہی اور ان سب حالتون مین مکہ مین ہو یا مسجد الحرام مین ہو
یا اور کہین ہو لبیک نہ چھوڑے اور مکہ سے نکلتے وقت لبیک کہے اور جو دعا چاہے پڑھے اور لا الہ الا اللہ پڑھے
یہ تبیین مین لکھا ہی۔ رات کو منےٰ مین رہے اور وہین صبح کی نماز عرفہ کے روز اول وقت اندھیرے مین پڑھے
پھر عرفات کیطرف متوجہ ہو اور اگر آٹھوین تاریخ ظہر کی نماز مکہ مین پڑھی پھر وہان سے نکلا تو رات کو منےٰ مین
رہا تو کچھ مضائقہ نہین اور رات کو مکہ مین رہا اور وہین عرفہ کے روز صبح کی نماز پڑھی پھر منے مین ہوتا ہوا عرفات
کیطرف متوجہ ہوا تو بھی جائز ہی لیکن بُرا ہی اسلیے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی چھوٹتی ہی اور اگر آٹھوین
تاریخ جمعہ ہو تو زوال سے پہلے منے کو جانا جائز ہی اسلیے کہ اسوقت مین جمعہ واجب نہین اور زوال کے بعد
جمعہ واجب ہی اسلیے کہ جبتک جمعہ نہ پڑھ لے تب تک نہ نکلے یہ تبیین مین لکھا ہی جب عرفات مین پہونچے
تو جہان چاہے وہان اُترے یہ فتاوےٰ قاضیخان مین لکھا ہی اور پہاڑ کے قریب اُترنا افضل ہی یہ تبیین مین لکھا ہی
راستہ مین نہ اُترے تاکہ چلنے والون کو تکلیف ہو یہ محیط مین لکھا ہی اور جب سورج کو زوال ہو تو اگر چاہے
غسل کرے اور اسوقت امام منبر پر چڑھے پھر موذن ایسی حالت مین اذان دے کہ امام منبر پر ہو یہ محیط سرخسی مین

لکھا ہی اور یہی ظاہر مذہب ہی اور یہی صحیح ہی یہ بحر الرائق مین لکھا ہی۔ پھر اذان کے بعد کھڑے ہوکر دو خطبہ پڑھے اور
اُن دونون کے درمیان جلسہ کرے جیسے کہ جمعہ کے خطبہ مین ہوتا ہی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی اور اگر بیٹھکر خطبہ
پڑھا تو جائز ہی لیکن کھڑے ہوکر پڑھنا افضل ہی اور اگر خطبہ نہ پڑھا۔ یا زوال سے پہلے پڑھا تو جائز ہی اور
بُرا کیا یہ جوہرۃ النیرہ مین لکھا ہی اس خطبہ مین لوگون کو وقوف عرفہ اور وقوف مزدلفہ اور عرفات[1] مزدلفہ کو
جاتے اور قربانی کے دن جمرۃ العقبہ مین کنکریان مارنے اور قربانی اور سر مونڈانے اور طواف زیارت اور قربانی کے
دوسرے دن تک کے سارے احکام سکھاوے یہ غایۃ السروجی شرح ہدایہ مین لکھا ہی پھر خطبہ کے بعد امام اُترے اور امام
ظہر اور عصر کی نماز ظہر کیوقت مین ایک اذان اور دو اقامتون سے پڑھے اور ان دونون مین جہر نہ کرے یہ محیط سرخسی مین
لکھا ہی ان دونون نمازون کے درمیان مین ظہر کی سنتون کے سوا اور نفل نہ پڑھے اور اگر نفل پڑھے تو مکروہ ہی
اور ظاہر روایت کے موجب عصر کی اذان کا اعادہ کرے یہ کافی مین لکھا ہی اسیطرح اگر کسی اور عمل مین مشغول ہوا
جیسے کھانے اور پینے مین تو بھی یہی حکم ہی یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی۔ دونون نمازون کے جمع کرنے یعنے عصر کو
اپنے وقت سے ظہر کے وقت مین ادا کرنے کے واسطے بہت سی شرطین ہین منجملہ اُنکے یہ ہی کہ عصر ظہر جائز کے بعد پڑھی
جاوے یہ بدائع مین لکھا ہی پس اگر کسی نے ظہر زوال سے پہلے پڑھ لی اور اُسوقت اُسکو یہ گمان تھا کہ سورج ڈھلگیا
اور اُسکے بعد عصر پڑھ لی تو استحساناً یہ حکم ہی کہ خطبہ اور دونون نمازون کا اعادہ کرے یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی اور
منجملہ اُنکے وقت ہی اور وہ یہ ہی کہ عرفہ[2] کا دن ہو۔ اور مکان ہی اور وہ یہ ہی کہ عرفات ہو یہ کفایہ مین لکھا ہی اور منجملہ
اُنکے یہ ہی کہ حج کا احرام ہو فقہانے کہا ہی کہ دونون نمازون کے ادا کرنے کے وقت حج کا احرام چاہیے یہانتک
کہ اگر ظہر کے ادا کرنے کے وقت عمرہ کا احرام ہو اور عصر کے ادا کرنے کے وقت حج کا احرام ہو تو دونون نمازون کا
جمع کرنا جائز نہین یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہی اور ایک روایت کے موجب یہ ضرور ہی کہ حج کا احرام زوال سے
پہلے باندھ لیا ہو تاکہ احرام جمع کرنے کے وقت سے مقدم ہو اور دوسری روایت مین یہ ہی کہ نماز سے پہلے احرام
باندھنا کافی ہی اسلیے کہ مقصود نماز ہی یہ ہدایہ مین لکھا ہی اور یہی صحیح ہی یہ بحر الرائق مین لکھا ہی اور منجملہ اُنکے امام
ابو حنیفہ رح کے نزدیک جماعت ہے صاحبین رح کے نزدیک جماعت شرط نہین پس جس شخص نے تنہا اپنے سامان کے پاس
ظہر کی نماز پڑھ لی تو امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک وہ عصر کی نماز عصر کے وقت مین پڑھے اور صاحبین رح کے نزدیک اکیلا
نماز پڑھنے والا بھی جمع کرے یہ ہدایہ مین لکھا ہی صحیح امام ابو حنیفہ رح کا قول ہی یہ زاد مین لکھا ہی اور اگر دونون نمازین
امام کے ساتھ فوت ہوگئین یا دونون مین سے ایک فوت ہوئی تو امام ابو حنیفہ رح کے قول کے موجب عصر کو اپنے
وقت مین پڑھے اور وقت سے پہلے پڑھنا جائز نہین یہ شرح طحاوی مین لکھا ہی۔ اور یہ کچھ ضرور نہین کہ ظہر کی
ساری نماز جماعت سے ملی ہو یہ بحر الرائق مین لکھا ہی پس اگر امام کے ساتھ دونون نمازون مین سے ایک ایک
رکعت یا تھوڑی نماز ملگئی تو بالاجماع جمع کرنا جائز ہی یہ جوہرۃ النیرہ مین لکھا ہی۔ اگر مقتدی امام کے پیچھے سے

[1] نام ایک مقام کا ہی ۱۲ [2] یعنے نوین تاریخ ماہ ذیحجہ کی ۱۲

بھاگ گئے اور اُسنے دونون نمازین تنہا پڑھین تو جائز ہی اس حکم کو بغیر قید ذکر کر دیا ہی حالانکہ افضل مسئلہ یون ہی
کہ اگر مقتدی نماز شروع کرنے کے بعد بھاگ گئے تو بالاجماع جمع کرنا جائز ہی اور اگر نماز شروع کرنے سے
پہلے بھاگ گئے تو اسمین اختلاف ہی بعض فقہانے کہا ہی کہ صاحبینؒ کے نزدیک جائز ہی اور امام ابو حنیفہؒ کے
نزدیک جائز نہین اور بعض فقہانے کہا ہی کہ سب کے نزدیک جائز ہی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی۔ اگر امام کو ظہر کی
نماز مین حدث ہو گیا اور اُسنے کسی اور کو خلیفہ کر دیا تو خلیفہ دونون نمازون کو جمع کرے اور اگر امام اسوقت آیا
کہ خلیفہ عصر سے فارغ ہو چکا تو امام عصر کی نماز عصر کے وقت مین پڑھے اور اسکو دونون نمازون کا جمع کرنا جائز
نہین یہ تبیین مین لکھا ہی اگر امام کو خطبہ کے بعد حدث ہوا اور کسی شخص کو نماز پڑھانے کا حکم کیا اور وہ شخص خطبہ
مین حاضر نہ تھا تو اُسکو جائز ہی کہ دونون نمازون کے جمع کرنے مین امام بنے اور اگر امام نے کسیکو حکم نہین
کیا لیکن کوئی شخص اپنے آپ بڑھ گیا اور اُسنے دونون نمازین پڑھائین تو امام ابو حنیفہؒ کے قول کے بموجب
جائز نہین اسلیے کہ اُنکے نزدیک امام یا امام کا قائم مقام جمع بین صلوتین کے جائز ہونے کیلیے شرط ہی اور اگر وہ آگے
بڑھنے والا صاحب حکومت تھا جیسے قاضی یا صاحب شرط یا سوا اُنکے تو بالاجماع جائز ہی یہ شرح طحاوی مین لکھا
ہی اور منجملہ اُنکے یہ ہی کہ نماز پڑھانے والا وہ شخص ہو جو وہان سب مین بڑا سردار ہو یا اُسکا نائب ہو امام ابو حنیفہؒ کے
نزدیک یہ شرط ہی یہ جوہرۃ النیرہ مین لکھا ہی۔ پس اگر ظہر کی نماز جماعت سے پڑھی لیکن امام اعظم یا اُسکا نائب نہ تھا
اور عصر کی نماز امام اعظم کے ساتھ پڑھی تو امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک عصر کی نماز جائز نہ ہو گی یہی قول صحیح ہے یہ
بدائع مین لکھا ہی۔ اور اگر بڑا امام یعنے خلیفہ مر گیا تو اُسکا نائب یا صاحب شرط دونون نمازون کو جمع کرے
اور اگر اُسکا نائب یا صاحب شرط نہو تو ہر ایک نماز کو اُنکے وقتون مین پڑھین یہ تبیین مین لکھا ہی جب امام عصر کی
نماز سے فارغ ہو تو موقف کیطرف جاوے یہ محیط مین لکھا ہی عرفہ کی نیچی زمین کے سوا تمام عرفات کا میدان موقف
ہے یہ کنز مین لکھا ہی جہان چاہے وقوف کرے یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہی۔ وقوف مین دو چیزین شرط ہین
ایک یہ کہ عرفات کی زمین ہو دوسرے یہ کہ عرفہ کا دن ہو کھڑا ہونا اسمین نہ شرط ہی نہ واجب ہے یہانتک کہ اگر بیٹھا
ہو تو جائز ہی اور اسیطرح نیت بھی اسمین شرط نہین یہ بحر الرائق مین لکھا ہی اور افضل یہ ہی کہ قبلہ رو کھڑا ہو یہ محیط
مین لکھا ہی اور واجب یہ ہی کہ غروب تک وقوف کرے اور اُسکے لیے غسل کرنا اور دونون خطبہ اور دونون نمازون
کو جمع کرنا اور ان دونون کے بعد بہت جلد موقف کو جانا اور اس روز روزہ نہ رکھنا اور ہر وقت باوضو ہونا
اور سواری کے اوپر وقوف کرنا اور امام کے قریب وقوف کرنا اور دل کا حاضر ہونا اور جن باتون سے دعا مین
جی بٹتا ہی ان باتون سے خالی ہونا سنت ہے اور چاہیے کہ قافلون کے راستون مین وقوف نہ کرے تاکہ
لوگون سے کشمکش نہو اور چاہیے کہ سیاہ پتھرون کے پاس وقوف کرے جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے وقوف کا
مقام ہی اور اگر وہان وقوف نہ کر سکے تو حتے الامکان اُسکے قریب ہو یہ بحر الرائق مین لکھا ہی اور حیض والی
عورت اور جنب اور اس شخص کا وقوف جسنے دونون نمازین جمع نہین کین جائز ہی اور اُسپر کچھ لازم نہین آتا یہ

محیط سرخسی مین لکھا ہی اور ہاتھ کشادہ کرکے اُٹھاوے اور قبلہ کیطرف رُخ کرے جیسے کسی کو پکارنے والا اُسکی طرف ہاتھ اور مُنھ سے متوجہ ہوتا ہی یہ بدائع مین لکھا ہی اور الحمد للہ اور لا الہ الا اللہ اور اللہ اکبر کہے اور درود پڑھے اور دعا مانگے اور لوگون کو حج کے احکام سکھاوے اور دعا مانگنے مین کوشش کرے اور بار بار لبیک کہے یہ کافی مین لکھا ہی اور اپنے واسطے اور ماں باپ اور سب مسلمان مردون اور عورتون کے واسطے بہت سی استغفار پڑھے یہ ظہیریہ مین لکھا ہی اور اسیطرح سورج کے غروب تک حضور قلب اور عاجزی کے ساتھ لبیک اور لا الہ الا اللہ اور سبحان اللہ اور ثنا اور درود پڑھتا رہے اور اپنی حاجتون کے واسطے دعا مانگے یہ مضمرات مین لکھا ہی۔ ہمارے اصحاب کے نزدیک اُن کے واسطے کوئی دعا مقرر نہین ہے جو چاہے دعا مانگے یہ بدائع مین لکھا ہی اور چاہیے کہ اکثر یہ دعا پڑھتا رہے[1] لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک له الملك وله الحمد يحيي ويميت وهو حي لا يموت بيده الخير وهو على كل شيء قدير لا نعبد الا اياه ولا نعرف ربا سواه[2] اللهم اجعل في قلبي نورا وفي سمعي نورا وفي بصري نورا اللهم اشرح لي صدري ويسر لي امري اللهم هذا مقام المستجير العائذ من النار اجرني من النار بعفوك وادخلني الجنة برحمتك يا ارحم الراحمين[3] اللهم اذ هديتني الاسلام فلا تنزعه مني ولا تنزعني عنه حتى تقبضني وانا عليه یہ محیط مین لکھا ہی۔ سنت یہ ہی کہ دعا مین آواز پست کرے یہ جوہرۃ النیرہ مین لکھا ہی۔ عرفہ مین وقوف کا وقت عرفہ کے دن کے سورج ڈھلنے سے قربانی کے پہلے دن کی فجر طلوع ہونے تک ہے پس جو شخص اتنے وقت مین وہان موجود ہو گیا خواہ اُسکو جانتا ہو یا نہ جانتا ہو سوتا ہو یا جاگتا ہو یا افاقہ مین ہو یا جنون مین ہو یا بیہوش ہو خواہ وہان وقوف کرے یا گذرتا ہوا چلا جاوے وقوف نہ کرے اُسکو حج ملگیا پھر اُسکے بعد وہ فاسد نہین ہوتا یہ شرح طحاوی مین لکھا ہی اور جسنے اسوقت کے سوا اور وقت مین وقوف کیا اُسکو حج نہین ملا لیکن اگر ذی الحجہ کے چاند مین شبہہ ہو گیا تھا اور لوگون نے ذیقعدہ کا مہینہ پورا تیس دن کا کیا تھا پھر ظاہر ہوا کہ جس دن وقوف کیا تھا وہ قربانی کا دن تھا تو استحسان یہ ہی کہ جائز ہی اور قیاسًا جائز نہین۔ اور اگر یہ ظاہر ہوا کہ جسدن وقوف کیا ہی وہ آٹھوین تاریخ تھی تو بھی یہی حکم ہی یہ فتاوئے قاضیخان مین لکھا ہی۔ اور اگر قربانی کے پہلے دن کی فجر طلوع ہونے تک عرفات مین نہ پہونچا تو حج فوت ہو گیا اور حج کے افعال اُس سے ساقط ہو جاوینگے اور حج کا احرام جو اسنے باندھا تھا وہ عمرہ کا احرام ہو جاویگا اُسکو چاہیے کہ عمرہ کے افعال پورے کرکے احرام سے باہر ہو جاوے اور سال آئندہ مین حج کو قضا کرنا اُسپر واجب ہے یہ شرح طحاوی مین لکھا ہی۔ سب راتین اگلے دن کی تابع ہوتی ہین گذرے ہوے دن کی تابع نہین ہوتین لیکن حج کی راتین گذرے

[1] نہین ہی کوئی معبود مگر اللہ اکیلا ہی وہ نہین ہی کوئی شریک اُسکا اور واسطے اُسکے ملک اور حمد ہی وہ زندہ رکھتا ہی اور مارتا ہی اور وہ زندہ ہی مرتا نہین اور اُسی کے ہاتھ خیر ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہی ہم نہین عبادت کرتے ہین ہم مگر اُسی کی اور نہین جانتے ہم رب کسیکو سوا اُسکے اے اللہ کر بیچ دل میرے کے نور اور بیچ کان میرے کے نور اور بیچ بینائی میری کے نور اے اللہ کھول واسطے میرے سینہ میرا اور آسان کر واسطے میرے کام میرا

[2] اللہ یہ مقام قرار کرنیوالے اور پناہ مانگنے والے کا ہی آگ سے بچا مجھکو آگ سے ساتھ عفو اپنے کے اور داخل کر مجھکو جنت مین ساتھ رحمت اپنی کے اے ارحم الراحمین

[3] اے اللہ جب ہدایت کی تو نے مجھکو اسلام کی پس مت نکال تو اُسکو مجھسے اور مت نکال مجھکو اُس سے یہانتک کہ قبض کرے تو اور مین اُسی پر ہون ۱۲

ہوے دن کے حکم مین ہین اگلے دن کے حکم مین نہین عرفہ کی رات آٹھوین تاریخ کے حکم مین ہی اسلیے کہ اُس
رات مین عرفات مین وقوف جائز نہین جیسے کہ آٹھوین تاریخ جائز نہین اور قربانی کے پہلے دن یعنے دسوین
تاریخ کی رات عرفہ کے دن کی تابع ہی اسلیے کہ اس شب مین وقوف عرفات مین جائز ہی جیسے کہ عرفہ کے دن مین
جائز ہی اور اسیطرح اس شب مین قربانی جائز نہین جیسے کہ عرفہ کے دن مین جائز نہین یہ محیط سرخسی مین لکھا ہے
اور جب سورج غروب ہوجاوے تو امام اور اُسکے ساتھ کے سب آدمی اسی ہیئت سے مزدلفہ مین آدین یہ ہدایہ مین
لکھا ہی افضل یہ ہی کہ جسطرح موقف[1] مین کھڑے تھے اُسی ہیئت پر چلے آدین اور اگر کوئی جگہ خالی پاوے تو
آگے بڑھ جاوے یہ تبیین مین لکھا ہی اور چاہیے کہ امام کے ساتھ ساتھ چلے اُس سے پہلے نہ جاوے لیکن اگر امام سورج کے
غروب ہونے کے بعد تاخیر کرے تو لوگون کو چاہیے کہ اس سے پہلے چلدین اسلیے کہ وقت داخل ہوگیا یہ اختیار
شرح مختار مین لکھا ہی اور اس راستہ مین اللہ اکبر اور لا الہ الا اللہ اور الحمد للہ پڑھتے جاوین اور بار بار لبیک کہین
اور استغفار بہت پڑھین یہ تبیین مین لکھا ہی اور اگر لوگون کی کشمکش کے خوف سے وقوف کے مقام سے سورج کے
چھپنے سے پہلے چلدیا لیکن عرفہ کی حد سے سورج چھپنے سے پہلے نہ نکلا تو مضائقہ نہین یہ محیط مین لکھا ہی اور افضل یہ
ہے کہ اُسی جگہ ٹھہرا رہے تاکہ افاضہ یعنے وقوف کے مقام سے مزدلفہ کو چلنا وقت سے پہلے ادا نہو اسلیے کہ اسمین
سنت کی مخالفت ہی یہ تبیین مین لکھا ہی اور اگر سورج کے چھپنے اور امام کے چلدینے کے بعد ازدحام کے خوف
سے تھوڑی دیر ٹھہرا تو مضائقہ نہین یہ ہدایہ مین لکھا ہی اور اگر مغرب کی نماز سورج کے چھپنے کے بعد اور مزدلفہ مین
آنے سے پہلے پڑھ لی تو امام ابوحنیفہؒ اور امام محمدؒ کے نزدیک مزدلفہ مین آکر اسکا اعادہ کرے اور اسیطرح
اگر عشا کا وقت راستہ مین شروع ہوگیا اور عشا کی نماز راستہ مین پڑھ لی تو مزدلفہ مین پہونچکر اسکا بھی اعادہ کرے
اور اگر ان دونون نمازون کے اعادہ کرنے سے پہلے فجر کی نماز پڑھ لی تو سب کے قول کے بموجب وہ دونون
نمازین جائز ہوگئین یہ شرح طحاوی مین لکھا ہی اور اگر مزدلفہ مین پہونچنے سے پہلے فجر کے طلوع ہونیکا خوف
تھا اسلیے مغرب اور عشا کی نماز راستہ مین پڑھ لی تو جائز ہی یہ تبیین مین لکھا ہی اور اگر مزدلفہ مین پہونچکر عشا کی
نماز مغرب سے پہلے پڑھ لی تو مغرب کی نماز پڑھے پھر عشا کا اعادہ کرے اور اگر عشا کی نماز کا اعادہ نہین کیا
اور صبح طلوع ہوگئی تو عشا کی نماز جائز ہوگئی یہ ظہیریہ مین لکھا ہی اور ادب یہ ہی کہ مزدلفہ کو پیادہ جاوے یہ تبیین
مین لکھا ہی جب مزدلفہ مین پہونچین تو جہان چاہین وہان اُترین راستہ مین نہ اُترین یہ محیط سرخسی مین لکھا ہے
اور اُس پہاڑ کے قریب اُترنا جسکو قزح کہتے ہین افضل ہی یہ فتاوی قاضیخان مین لکھا ہی۔ پھر جب عشا کا
وقت داخل ہو تو موذن اذان اور اقامت کہے اور امام مغرب کی نماز عشا کے وقت مین پڑھاوے پھر عشا کی
نماز اُسی اذان و اقامت سے ہمارے تینون اصحاب کے قول کے بموجب پڑھاوے یہ بدائع مین لکھا ہی ان
دونون نمازون کے درمیان مین نفل نہ پڑھے اور اگر نفل پڑھ لیے یا اور کسی کام مین مشغول ہوا تو اقامت کا

[1] موقف جاے وقوف یعنے کھڑے ہونے کی جگہ ۱۲

اعادہ کرے ان دونون نمازون کے جمع کرنے کے لیے امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک جماعت شرط نہین ہی یہ کافی
مین لکھا ہی جو شخص مغرب و عشا کی نماز تنہا پڑھے اُسکو جائز ہی برخلاف اسکے عرفہ مین ظہر اور عصر کی نماز
کا جمع کرنا امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک بغیر جماعت کے جائز نہین اور افضل یہ ہی کہ مزدلفہ مین بھی امام جماعت
پڑھاوے یہ ایضاح مین لکھا ہی۔ امام محبوبی رح نے ذکر کیا ہی کہ مزدلفہ مین نمازون کے جمع کرنے مین خطبہ اور
سلطان اور جماعت اور احرام شرط نہین یہ کفایہ مین لکھا ہی اور جب عشا سے فارغ ہو تو رات کو وہین رہے
یہ محیط مین لکھا ہی اور چاہیے کہ اس تمام رات مین نماز اور تلاوت قرآن اور ذکر اور دعا اور عاجزی کے ساتھ
جاگتا رہے یہ تبیین مین لکھا ہی اور اگر مزدلفہ مین رات کو نہ رہا اور طلوع فجر کے بعد وہان سے گذرتا ہوا
چلا گیا تو اُسپر کچھ واجب نہ ہوگا لیکن ترک سنت کی قباحت ہوگی یہ بدائع مین لکھا ہی۔ پھر جب فجر طلوع
ہو جاوے تو امام فجر کی نماز اول وقت اندھیرے مین پڑھاوے پھر وقوف کرے اور لوگ اُسکے ساتھ وقوف
کرین یہ قدوری مین لکھا ہی اور آدمی امام کے پیچھے یا جہان چاہین وقوف کرین یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی اور افضل یہ ہی
کہ لوگون کا وقوف امام کے پیچھے اُس پہاڑ پر ہو جسکو قزح کہتے ہین یہ شرح طحاوی مین لکھا ہی اور الحمد للہ اور
ثنا اور لا الہ الا اللہ اور اللہ اکبر اور لبیک اور درود پڑھے یہ زاد مین لکھا ہی اور دونون ہاتھ آسمان کیطرف
کو اُٹھا کر اللہ سے اپنی حاجتون کی دعا کرے یہ محیط مین لکھا ہی۔ محسر کی نیچی زمین کے سوا کل مزدلفہ وقوف کی
جگہ ہی یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہی اور جب محسر کے نشیب مین پہونچے تو اگر پیادہ ہی تو جلد چلے اور اگر سوار ہی
تو ایک تیر پھینکنے تک سواری کو تیز کرے یہ کرمانی نے ذکر کیا ہی اور اسپر اجماع ہی یہ غایۃ السروجی شرح ہدایہ مین لکھا
ہے مزدلفہ مین وقوف کا وقت فجر کے طلوع ہونے سے خوب روشنی ہو جانے تک ہے اور جب سورج طلوع
ہو گیا تو اُسکا وقت نکل گیا۔ اگر اسوقت مین مزدلفہ مین وقوف کیا یا گذرتا ہوا نکل گیا تو جائز ہی جیسے کہ عرفہ کے
وقوف کا حکم تھا اور اگر اسوقت سے پہلے یا بعد وقوف کیا تو جائز نہین یہ تبیین مین لکھا ہی۔ اور اگر فجر کے طلوع
ہونے سے پہلے مزدلفہ کی حد سے نکل گیا تو وقوف کے چھوڑنے کیوجہ سے اسپر قربانی لازم ہوگی لیکن اگر
اسمین کوئی علت یا مرض یا ضعف ہی اور ازدحام[ا] کے خوف سے رات مین ہی وہان سے چلا گیا تو مضائقہ نہین
یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی جب بہت روشنی ہو جاوے تو سورج نکلنے سے پہلے وہان سے چلدین اور منے مین
آوین یہ زاد مین لکھا ہی۔ امام محمد رح نے امام ابو حنیفہ رح سے روایت کی ہی کہ روشنی خوب ہو جانے سے مراد یہ ہے کہ
سورج کے نکلنے مین صرف اتنی دیر ہو کہ دو رکعت پڑھ سکے اُسوقت وہان سے چلے یہ محیط مین لکھا ہی اور اگر
امام سورج کے نکلنے کے بعد چلا یا لوگون کے فجر کی نماز پڑھنے سے پہلے چلا تو بُرا کیا اور اُسپر کچھ واجب نہوگا یہ بدائع
مین لکھا ہی اور پھر جمرہ عقبہ مین زوال سے پہلے آوے اور وہان نیچی زمین مین پہونچکر سات کنکریان جیسے کہ ٹھیکریون کے
ٹکڑے ہوتے ہین نیچے سے اوپر کو پھینکے اور ہر کنکری کے پھینکنے پر تکبیر کہے اور اُس روز جمرہ عقبہ کے سوا اور کسی جمرہ پر

[ا] ازدحام ہجوم اور انبوہ جسکو ہمارے عرف مین گھمگھٹ و جھمیلا بولتے ہین ١٢

کنکریان نہ ملے اور وہان وقوف نہ کرے یہ شرح طحاوی مین لکھا ہی۔ اور اگر تکبیر کے بدلے تسبیح یا تہلیل کہی تو جائز ہی
اور اسمین برائی نہین یہ بدائع مین لکھا ہی صحیح روایت کے بموجب پہلی کنکری پھینکنے سے لبیک موقوف کرے یہ
فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی مفرد حج کرنیوالے و تمتع کرنیوالے و قران کرنیوالے مین کچھ فرق نہین یہ بحر الرائق مین لکھا ہی اور عمرہ
کرنیوالا الحجر اسود کو بوسہ دینے کے بعد لبیک موقوف کرے۔ اور جس شخص سے حج فوت ہو گیا وہ جب عمرہ کے احرام سے باہر ہو
اسوقت لبیک موقوف کرے یعنے جسوقت طواف شروع کرتا ہی اور اگر وہ قارن تھا تو جب طواف ثانی شروع کرے اسوقت سے
لبیک موقوف کرے اور جو کسی مانع کیوجہ سے حج نہ کر سکا وہ جب قربانی ذبح کرے اسوقت سے لبیک موقوف کرے اور اگر حج کرنیوالے
نے جمرۂ عقبہ پر کنکریان پھینکنے سے پہلے سر مونڈوالیا تو اسی وقت لبیک موقوف کرے اور اگر کنکریان پھینکنے اور سر مونڈانے
اور ذبح سے پہلے خانۂ کعبہ کی زیارت کر لی تو امام ابو حنیفہ اور امام محمدؒ کے نزدیک اسوقت سے لبیک موقوف کرے یہ محیط سرخسی
مین لکھا ہی پھر منے کو لوٹے اور اگر اسکے ساتھ قربانی ہو تو اسکو ذبح کرے اور اگر نہو تو فقط حج کرنیوالے کو کچھ مضائقہ نہین ہی اور قران
اور تمتع کرنیوالے کو قربانی ذبح کرنا ضرور ہی پھر سر مونڈاوے یا بال کتراوے اور سر مونڈانا افضل ہی یہ شرح طحاوی مین لکھا ہی اور یہ حکم اسکے
واسطے ہی جسکا کسی مانع کیوجہ سے حج ملتوی نہین ہوگیا اور جسپر کوئی مانع پیش آیا اسپر سر مونڈانا نہین ہے یہ
نہر الفائق مین لکھا ہی اور سر مونڈانے اور بال کترانے مین جو اختیار ہی یہ اُس صورت مین ہی جب کوئی عذر نہو اور
اگر سر مونڈانے مین کسی عارضہ کیوجہ سے کوئی عذر ہی تو اسوقت بال ہی کتروانے کا حکم ہی اور اگر بال کتروانے مین
کوئی عذر ہی تو یہی حکم ہی کہ سر مونڈاوے مثلاً سر پر گوند لگایا ہو اور اسوجہ سے قینچی کام نہ دیتی ہو اور اگر گوند چھٹادیگا
تو بال اسطرح ٹوٹینگے کہ مونڈانا ہوگا نہ کترنا اور صاحب احرام کو ان دونون صورتون کے سوا بال جدا کرنا جائز
نہین تو ایسی صورت مین یہی حکم ہی کہ بال مونڈاوے یہ بحر الرائق مین لکھا ہی۔ اور بال کترانے کا یہ حکم ہی کہ عورت
اور مرد اپنے بالون کے سرون سے بقدر چوتھائی سر کے یعنے بمقدار ایک انگلی کی درازی کے بال کترے یہ تبیین مین
لکھا ہی اور بدائع مین ہی کہ فقہانے کہا ہی کہ واجب ہے کہ بال کتروانے مین ایک انگلی کی مقدار سے کچھ زیادتی کرے اسلیے
کہ عادت یون ہی کہ سب بالون کے سرے برابر نہین ہوتے پس واجب ہے کہ ایک انگلی کی مقدار سے زیادتی کرے کہ
یقیناً کترنے مین ایک انگلی کی مقدار پوری ہو جائے یہ غایۃ السروجی شرح ہدایہ مین لکھا ہی اور سب سر مونڈانا افضل ہی کیونکہ
اسمین پیروی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ہی یہ کافی مین لکھا ہی سر مونڈانے کیلیے قربانی کے دن[1] مقرر ہین اور افضل
ان دنون مین پہلا دن ہی یہ غایۃ السروجی شرح ہدایہ مین لکھا ہی اور اگر سر مونڈانے کے وقت اُسکے سر پر بال نہون مثلاً
اس سے پہلے سر مونڈا چکا ہی یا اور کوئی سبب ہوا تو اصل مین مذکور ہی کہ اُسترہ اپنے سر پر پھروا دے اسلیے کہ اگر اُسکے
سر پر بال ہوتے تو اُس حالت مین دو کام ہوتے اُسترہ پھیرنا اور بالون کا دور کرنا پس جس چیز سے عاجز ہو گیا وہ
اُسکے ذمہ سے ساقط ہو گئی اور جس چیز سے عاجز نہین ہوا وہ اُسکے ذمہ لازم ہی پھر مشائخ کا اُسترہ پھروانے مین
اختلاف ہی کہ وہ واجب ہی یا مستحب ہی اور اصح یہ ہی کہ واجب ہی یہ محیط مین لکھا ہی امام محمدؒ نے کہا ہی کہ اگر اُسکے

[1] یعنے دسوین و گیارھوین و بارھوین ذیحجہ کی ۱۲

سر پر زخم ہون جسکی وجہ سے اُسترہ نہین پھر سکتا اور کترنے کے لائق بال نہین ہین تو وہ اُسیطرح احرام سے باہر ہو گیا جیسے سر مونڈانے والے باہر ہوتے ہین اسلیے کہ وہ سر مونڈانے اور بال کترانے سے عاجز ہے پس وہ اس سے ساقط ہو جاوینگے اور بہتر یہ ہے کہ وہ احرام سے باہر ہونے مین قربانی کے دنون مین آخر وقت تک تاخیر کرے اور اگر تاخیر نہ کریگا تو کچھ اسپر واجب نہین ہے اور اگر اُسکے سر پر زخم نہون لیکن وہ کسی جنگل مین چلا گیا اور وہان نہ استرہ ہے نہ کوئی سر مونڈنے والا ہے تو یہ عذر معتبر نہین اور بجز سر مونڈنے یا بال کترنے کے اور کچھ چارہ نہین ہے یہ محیط سرخسی مین لکھا ہے۔ اور اگر نورہ[1] سے سر صاف کر لیا تو جائز ہے یہ سراج الوہاج مین لکھا ہے۔ سر مونڈانے مین سنت یہ ہے کہ مونڈنے والے کی داہنی طرف سے ابتدا ہو نہ مونڈنے والے کی پس سر کے بائین طرف سے ابتدا کرنا چاہیے یہ فتح القدیر مین لکھا ہے اور مستحب ہے کہ بالون کو دفن کر دیوے اور سر مونڈاتے وقت اور سر مونڈانے کے بعد تکبیر کے ساتھ دعا مانگے اور اگر بال پھینک دے تو مضائقہ نہین اور گھونے پر اور نہانے کی جگہ مین اُنکا ڈال دینا مکروہ ہے یہ بحر الرائق مین لکھا ہے اور مستحب ہے کہ سر مونڈانے کے بعد ناخن اور مونچھین تراشے اور زیر ناف کے بال مونڈے یہ غایۃ السروجی شرح ہدایہ مین لکھا ہے اور داڑھی ذرا نہ کترے اور اگر کترے تو کچھ اسپر واجب نہین ہوتا یہ تبیین مین لکھا ہے۔ سر مونڈانے یا بال کترانے کے بعد جو چیزین احرام کیوجہ سے حرام ہوئی تھین وہ سب حلال ہو جاوینگی مگر عورت سے وطی حلال نہو گی یہ فتاوئے قاضیخان مین لکھا ہے اور اسیطرح وطی کے اور جو لوازم ہین جیسے کہ مساس اور بوسہ وہ حلال نہونگے یہ سراج الوہاج مین لکھا ہے اور فرج سے باہر بھی جماع ہمارے نزدیک حلال نہین ہے یہ ہدایہ مین لکھا ہے۔ اور اگر سر نہ مونڈا یہانتک کہ خانہ کعبہ کا طواف کر لیا تو جبتک سر نہ مونڈاویگا کوئی چیز اُسپر حلال نہو گی یہ تبیین مین لکھا ہے پھر اگر ہو سکے تو اُسی روز خانہ کعبہ کا طواف کرے اسکو طواف زیارت کہتے ہین یا دوسرے روز کرے یا تیسرے روز کرے اُس سے زیادہ تاخیر نہ کرے اور سات مرتبہ حطیم[2] سے باہر باہر طواف کرے اور طواف کے بعد دو رکعت نماز پڑھے یہ فتاوی قاضیخان مین لکھا ہے۔ اور عورت پہلے ہی سر مونڈانے کیوجہ سے حلال ہوتی ہے نہ طواف کرنے کیوجہ سے اور جب چار مرتبہ طواف کر چکے تو عورت حلال ہو جاویگی اسواسطے کہ فرض اُسیقدر ہے اور جو اس سے زیادہ ہے وہ واجب ہے کہ قربانی دینے سے پورا ہو جاتا ہے یہی صحیح ہے یہ تبیین مین لکھا ہے۔ اور اگر کچھ طواف نہ کیا تو عورت حلال نہ ہو گی اگرچہ بہت برس گذر جاوین یہ حکم بالاجماع ہے۔ اور اگر بے وضو یا جنابت کی حالت مین طواف زیارت کیا تو احرام سے باہر ہو گیا اور عورت حلال ہو گئی یہانتک کہ اگر اُسکے ساتھ مجامعت کرے تو حج فاسد نہو گا یہ فتاوئے قاضیخان مین لکھا ہے۔ اور اگر خانہ کعبہ کا اُلٹی طرف سے طواف کیا یعنے خانہ کعبہ کی بائین طرف سے شروع کر کے سات مرتبہ طواف کیا تو احرام سے باہر ہو جانے مین اُس طواف کا اعتبار ہو گا اور جبتک وہ

---

[1] نورہ وہ دوا ہو ہرتال وغیرہ ایسی چیزون سے مرکب کی جاتی ہے جسکے استعمال سے بال بغیر مونڈنے کے زائل ہو جاتے ہین ۱۲ [2] دیوار خانہ کعبہ جانب شمال کی طرف حطیم ہے [illegible] اصل سے کم کرتے وقت اُسکو چھوڑ دیا ۱۲

مکہ مین ہو اُسپر اعادہ واجب ہے اور اگر ایسی حالت مین طواف کیا کہ اُسکا ستر اسقدر کھلا ہوا تھا جس سے نماز جائز نہین ہوتی تو طواف ادا ہو جاویگا اور اگر زیارت کا طواف ایسی حالت مین کیا کہ کُل کپڑے نجس تھے تو ایسا طواف کرنا اور ننگے طواف کرنا برابر ہے اور اگر اسقدر کپڑا پاک ہو جسمین ستر چھپ جاوے اور باقی نجس ہو تو طواف جائز ہوگا اور کچھ اسپر واجب نہوگا یہ ظہیریہ مین لکھا ہے۔ اور طواف واجب مین اگر حطیم کے باہر سے طواف نہین کیا بلکہ اندر سے کیا تو اگر مکہ مین موجود ہے تو سارے طواف کا اعادہ کرے تاکہ بموجب ترتیب کے ادا ہو اور اگر سارے طواف کا اعادہ نہین کیا اور صرف حطیم کا طواف دوبارہ کر لیا تو ہمارے نزدیک جائز ہے یہ سراج الوہاج مین لکھا ہے۔ اُس طواف کا نام طواف الزیارۃ اور طواف الرکن اور طواف یوم النحر ہے یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہے اور حجۃ مین ہے کہ اُسکو طواف الواجب بھی کہتے ہین یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہے پس اگر طواف قدوم کے بعد صفا و مروہ کے درمیان مین سعی کر چکا ہے تو اُس طواف مین اکڑ کر نہ چلے اور سعی نہ کرے ورنہ اکڑ کر چلے اور سعی کرے یہ کافی مین لکھا ہے اور افضل یہ ہے کہ اکڑ کر چلنے اور سعی کی اسی طواف تک تاخیر کرے تاکہ وہ فرض کے ساتھ ہون نہ سنت کے ساتھ یہ بحر الرائق مین ہے پھر منے کیطرف جاوے اور باقی ایام جمرون پر کنکریان پھینکنے کے واسطے وہان مقیم ہو رات کو مکہ مین نہ رہے اور نہ راستہ مین یہ غایۃ السروجی شرح ہدایہ مین لکھا ہے ایام منے مین منے کے سوا اور جگہ رات کو رہنا مکروہ ہے یہ شرح طحاوی مین لکھا ہے پس اگر عمداً رات کو کہین اور رہا تو ہمارے نزدیک اُسپر کچھ واجب نہین ہوتا یہ ہدایہ مین لکھا ہے خواہ وہ اہل سقایت[1] یعنے حج والون کو پانی پلانیوالا ہو یا نہو یہ سراج الوہاج مین لکھا ہے۔ ہمارے نزدیک قربانی کے دن خطبہ نہین ہے یہ غایۃ السروجی شرح ہدایہ مین لکھا ہے جب قربانی کے دوسرے دن سورج کا زوال ہو تو تینون جمرون پر کنکریان پھینکے اور اس جمرہ سے ابتدا کرے جو مسجد خیف کیطرف ہے اور وہان سات کنکریان پھینکے اور ہر کنکری پر تکبیر کہے پھر اُس جمرہ پر کنکریان پھینکے جو اسکے قریب ہے اور وہ درمیان کا جمرہ ہے اسپر بھی سات کنکریان اسیطرح پھینکے پھر جمرۂ عقبہ کے پاس آوے اور وہان نیچی زمین سے سات کنکریان پھینکے اور ہر کنکری پر تکبیر کہے جمرۂ عقبہ کے پاس وقوف نہ کرے اور پہلے جمرہ اور درمیانی جمرہ کے پاس جہان لوگ وقوف کیا کرتے ہین وہان وقوف کرے یہ کافی مین لکھا ہے اور وقوف کی جگہ نیچی زمین کے اوپر کی جانب ہے یہ محیط مین لکھا ہے جب کنکریان مارنے کے بعد پھر کنکریان مارنا ہو تو اُسکے بعد وقوف کرے اور جن کنکریون کے مارنے کے بعد پھر کنکریان مارنا نہو تو اُسکے بعد وقوف نہ کرے اسلیے کہ عبادت ختم ہو چکی یہ جوہرۃ النیرہ مین لکھا ہے۔ اور دیر تک قیام اور عاجزی کرے یہ تبیین مین لکھا ہے اور اللہ کی حمد اور ثنا اور لا الہ الا اللہ اور اللہ اکبر اور درود پڑھے اور اپنی حاجتون کے واسطے دعا مانگے اور دونون مونڈھون تک ہاتھ اُٹھاوے اور دونون ہتھیلیون کی جانب آسمان کیطرف کو کرے جیسے کہ دعا مین سنت ہے اور حج کرنیوالے کو چاہیے کہ وقوف کے مقامون مین سب مسلمانون کے واسطے مغفرت کی

[1] سقایت پانی پلانے کو کہتے ہین ۱۲

دعا مانگے یہ کافی مین لکھا ہی اور جب اُسکا دوسرا دن ہو جو قربانی کا تیسرا دن ہی تو سورج کے زوال کے وقت اُسیطرح تینون جمرون پر کنکریان مارے پھر اگر چاہے تو اُسی دن سے چلا جاوے اور چوتھے دن انکی کنکریان مارنا اُس سے ساقط ہوجاویگی اور اگر اُس وزرات مین طلوع فجر تک وہین رہا تو جبتک زوال کے بعد تینون جمرون پر کنکریان نہ مارے تب تک وہان سے نکلنا جائز نہین یہ فتاوےٰ قاضیخان مین لکھا ہی۔ کنکریان مارنے کے مسئلون مین بہت سی باتون کا بیان ضرور ہی اول یہ ہی کہ کنکریان مارنے کے اوقات کونسے ہین اور اُسکے اوقات تین ہین ایک دن قربانی کا اور تین دن ایام تشریق کے قربانی کے پہلے دن مین کنکریان مارنے کیوقت تین قسم ہین اول مکروہ دوسرے مسنون تیسرے مباح۔ فجر کے طلوع ہونے سے سورج کے طلوع ہونے تک مکروہ وقت ہی اور سورج کے طلوع ہونے سے زوال تک مسنون وقت ہی اور زوال کے بعد سے سورج کے چھپنے تک مباح وقت ہی اور رات بھی مکروہ وقت ہی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی۔ اور طلوع فجر سے پہلے کنکریون کا پھینکنا بالاتفاق صحیح نہین یہ بحر الرائق مین لکھا ہی اور دوسرے اور تیسرے دن کنکریان پھینکنے کا وقت زوال کے بعد سے دوسرے دن سورج کے طلوع ہونے تک ہی زوال سے پہلے جائز نہین اور زوال کے بعد سے سورج کے چھپنے تک وقت مسنون ہی اور غروب کے بعد طلوع فجر تک وقت مکروہ ہی ظاہر روایت مین اسیطرح مروی ہی۔ چوتھے روز کنکریان پھینکنے کا وقت امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک فجر کے طلوع ہونے سے سورج کے چھپنے تک ہے لیکن زوال سے پہلے وقت مکروہ ہی اور اُسکے بعد مسنون ہی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی دوسرے یہ ہی کہ جو چیزین جنس زمین سے ہین اُنکو پھینکنا جائز ہی لیکن یہ بھی شرط ہی کہ وہ ذلیل چیزین ہون اسی لیے فیروزہ اور یاقوت کو پھینکنا جائز نہین ہی یہ سراج الوہاج مین اور نہایہ اور عنایہ اور معراج الدرایہ مین لکھا ہی پتھر اور ڈھیلا اور مٹی اور گیرو اور چونہ اور گندھک اور پہاڑی نمک اور سرمہ اور مٹھی بھر کر ریتا پھینک دینا جائز ہی لکڑی اور عنبر اور موتی اور سونے اور چاندی کا پھینکنا جائز نہین یہ غایۃ السروجی شرح ہدایہ مین لکھا ہی تیسرے جو چیزین پھینکتے ہین اُنکی مقدار کیا ہونا چاہیے ہمارا قول یہ ہی کہ چھوٹی کنکریان پھینکے جیسے ٹھیکری کے ٹکڑے ہوتے ہین یہ محیط مین لکھا ہی اُنکی مقدار مین اختلاف ہی مختار یہ ہی کہ باقلے کے دانہ کے برابر ہون اور اگر بڑا یا چھوٹا پتھر پھینک دے تو جائز ہی یہ اختیار شرح مختار مین لکھا ہی لیکن مستحب نہین ہی یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی۔ چوتھے یہ کہ ہمارا قول یہ ہی کہ جو کنکریان پھینکے وہ دُھلی ہوئی ہونی چاہیین یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی اور اگر ایسی کنکریان پھینکین جو بالیقین نجس ہین تو مکروہ ہی اور جائز ہے یہ فتح القدیر مین لکھا ہی اور مستحب یہ ہی کہ کنکریان مزدلفہ یا راستہ سے اُٹھاوے جمرہ کے پاس سے کنکریان اُٹھاکر نہ پھینکے اور اگر اُنھین کو پھینکدیا تو جائز ہی لیکن بُرائی ہی یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی اور ایک پتھر کو لیکر اُسکے ستر ٹکڑے توڑنا مکروہ ہی جیسے کہ آجکل اکثر لوگ کرتے ہین پانچوین یہ کہ کنکریان پھینکنے کی کیفیت مین مشائخ کا اختلاف ہی بعضون کا یہ قول ہی کہ انگوٹھے اور کلمہ کی اُنگلی کی پورون سے کنکری اُٹھاوے جیسے کہ عقد انامل[1] مین

[1] عقد انامل یعنے شمار اعداد کا طریقہ انگلیون کی پورون پر ۱۲

تیس کا عقد کرتے ہین اور پھر اُسکو پھینکے یہ محیط مین لکھا ہی اور ولوالجیہ مین لکھا ہی کہ یہی اصح ہی یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی
فقہانے کہا ہی کہ چاہیے کہ کنکریان پھینکنے والے سے کنکریان گرنے کی جگہ تک پانچ گز یا زیادہ کا فاصلہ ہو اور
اصل مین مذکور ہی کہ اگر جمرہ کے پاس کھڑا ہوکر وہین کنکری رکھدی تو یہ جائز نہین اور اگر وہان ڈالدے تو جائز ہی
لیکن بُری بات ہی اسلیے کہ فعل رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے خلاف ہی چھٹے یہ کہ جب کنکریان پھینکنے کے بعد
پھر کنکریان پھینکنا ہو تو افضل ہی کہ کنکریان پھینکنے والا پیادہ ہو اور اگر اُسکے بعد پھر کنکریان پھینکنا نہو تو سوار
ہو یہ متون مین لکھا ہی ساتوین یہ کنکریان پھینکنے کا محل کیاہے ہمارا قول یہ ہی کہ محل اُسکا تینون جمرے ہین پہلا
جمرہ وہ ہی جو مسجد خیف کے پاس ہی اور جو اُسکے بعد ہی وہ درمیانی جمرہ ہی اور سب سے آخر جمرہ عقبہ ہی یہ محیط مین لکھا ہی آٹھوین
یہ کہ کہان سے پھینکے ہمارا قول یہ ہی کہ نشیب کی زمین سے پھینکے یعنے نیچے سے اوپر کو پھینکے یہ سراج الوہاج مین
لکھا ہی اور اُس زمین کی داہنی طرف کو پھینکے یہ شرح طحاوی مین لکھا ہی اور اگر اُسکی بلندی پر سے پھینکے تو جائز ہی لیکن
اگر کوئی عذر نہو تو جو اول مذکور ہوا وہ سنت ہے یہ غایۃ السروجی شرح ہدایہ مین لکھا ہی - اور کنکریان پھینکنے مین جمرۃ العقبہ
کیطرف کو منھ کرے اور منےٰ کو داہنی طرف اور کعبہ کو بائین طرف کرے اور اسطرح کھڑا ہو کہ کنکریون کے گرنیکی جگہ
نظر آتی ہو یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہی - نوین یہ کہ کنکریان کہان گرنا چاہیین ہمارا قول یہ ہی کہ جمرہ پر یا اُسکے قریب
گرنا چاہیین اور اُس سے دور گرین تو جائز نہین یہ محیط مین لکھا ہی اور اگر کنکریان کسی آدمی کی پیٹھ یا کسی اونٹ کے
کجاوہ پر گرین اور وہین ٹھہر گئین تو اُنکا اعادہ کرے اور اگر اُس محل سے یا اُس آدمی کی پیٹھ سے اُسی سال مین
گر گئین تو جائز ہی یہ ظہیریہ مین لکھا ہی - دسوین یہ کہ کتنی کنکریان مارے ہمارا قول یہ ہی کہ ہر جمرہ پر سات کنکریان مارے
اور ینابیع مین ہی کہ کنکری داہنے ہاتھ سے مارے یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی - اور اگر کسی نے ساتون کنکریان ایک مرتبہ
پھینکدین تو وہ بمنزلہ ایک کنکری پھینکنے کے ہی اور اُسپر واجب ہے کہ چھ کنکریان اور پھینکے اور ہر کنکری جدا جدا پھینکے
اور اگر کسی نے سات سے زیادتی کی تو کچھ حرج نہین ہی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی - گیارھوین یہ کہ ہر کنکری پھینکنے پر تکبیر
کہے یعنے یہ پڑھے بسم اللہ اللہ اکبر رغما للشیطان وحزبہ اور یہ پڑھے اللہم اجعل حجی مبرورا وسعیی مشکورا وذنبی مغفورا یہ
محیط مین لکھا ہی - بارھوین یہ کہ پہلے دن صرف جمرۂ عقبہ پر کنکریان مارے اور کسی جمرہ پر نہ مارے اور باقی دنون مین اول
پہلے جمرہ پر پھر درمیانی جمرہ پر پھر جمرۂ عقبہ پر کنکریان مارے یہ محیط مین لکھا ہی اور اگر دوسرے دن جمرۂ عقبہ سے ابتدا کی
اور اول اُسپر کنکریان پھینکین پھر درمیانی جمرہ پر اور اُسکے بعد اُس جمرہ پر جو مسجد کے پاس ہی پھینکین تو اگر درمیانی اور
آخر کے جمرہ کا اعادہ کرے تو بہتر ہی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی اگر کسی نے دوسرے دن درمیانی اور تیسرے جمرہ پر
کنکریان پھینکین اور پہلے پر نہ پھینکین تو اگر اُسکے بعد پہلے جمرہ پر کنکریان پھینکے اور دوسرے اور تیسرے جمرہ پر
کنکریان پھینکنے کا اعادہ کرے تو بہتر ہی تاکہ ترتیب باقی رہے اور اگر صرف پہلے ہی جمرہ پر کنکریان پھینکے تو ہمارے
نزدیک جائز ہی یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی اور اگر ہر جمرہ پر تین تین کنکریان مارین تو پہلے جمرہ پر چار کنکریان اور مار کر
پورا کرے اور باقی دونون جمرون پر پھر سات سات کنکریان مارے اور اگر ہر جمرہ پر چار کنکریان مارین تو اُسکے بعد

ہر ایک جمرہ پر تین تین کنکریان ڈالدے پھینکے اور اگر از سر نو کنکریان پھینکے تو افضل ہی اور مناسک احسن مین ہی کہ اگر پہلے
جمرہ پر ایک کنکری ماری پھر درمیان کے جمرہ پر ایک کنکری ماری پھر آخر کے جمرہ پر ایک کنکری ماری پھر لوٹا اور ہر
جمرہ پر ایک ایک کنکری اسیطرح سات سات کنکریان تک مارے تو پہلے جمرہ کی کنکریان پوری ہوگئین اور درمیانی
جمرہ کی چار کنکریان ہوئین تو اسکو چاہیے کہ تین کنکریان اور مارے اور جمرۂ عقبہ کی ایک کنکری ہوئی اسپر چھ اور
مارے یہ محیط مین لکھا ہی امام محمد رح سے روایت ہے کہ جب تینون جمرون پر کنکریان مارچکا اسکے بعد اسکے ہاتھ مین چار
کنکریان موجود تھین اور یہ معلوم نہین کہ کونسے جمرہ کی باقی رہ گئین تو انکو پہلے جمرہ کی ٹھہراکر پھینکے اور
باقی دو جمرون پر از سر نو کنکریان پھینکے اور اگر تین کنکریان اسکے ہاتھ مین باقی ہون تو ہر جمرہ پر ایک ایک
کنکری پھینکے اور اسیطرح اگر ایک یا دو کنکری باقی ہو تو ہر جمرہ کی ایک ایک کنکری کا اعادہ کرے اور یہ مکروہ ہی
کہ اول اپنا اسباب مکہ کو بھیجدے اور خود کنکریان پھینکنے کیواسطے اقامت کرے یہ ہدایہ مین لکھا ہی پھر محصب مین
جاوے اور وہ ابطح ہی وہان تھوڑی دیر اترے اور اصح یہ ہی کہ وہان اترنا ہمارے نزدیک سنت ہے اور اسکا
چھوڑنا برائی ہی پھر مکہ مین داخل ہو اور سات مرتبہ طواف صدر کرے اس طواف مین اکڑکر نہ چلے یہ کافی مین لکھا
ہی اس طواف کا نام طواف صدر اور طواف الوداع[۱] اور طواف الافاضہ اور طواف آخر عہد بالبیت اور
طواف الواجب ہی یہ تبیین مین لکھا ہی۔ اس طواف کے دو وقت ہین ایک وقت جواز اور دوسرا وقت استحباب جواز
کا وقت طواف زیارت کے بعد سے شروع ہوتا ہی بشرطیکہ سفر کا ارادہ رکھتا ہو یہانتک کہ اگر یہ طواف کیا
اور پھر برس روز تک مکہ مین رہا لیکن اقامت کی نیت نہین کی اور نہ مکہ کو گھر بنایا تو طواف جائز ہوگا۔ آخر وقت
جواز کا کچھ مقرر نہین ہی جبتک مکہ مین مقیم ہی تبتک اسکا وقت ہے یہانتک کہ اگر ایک سال مکہ مین ٹھہرا رہا اور
اقامت کی نیت نہین کی تو پھر بھی طواف کرنا جائز ہی اور اس صورت مین بھی طواف ادا واقع ہوگا نہ قضا اور
وقت استحباب یہ ہی کہ جب سفر کا ارادہ کرے اسوقت طواف کرے یہانتک کہ امام ابوحنیفہ رح سے یہ روایت ہی کہ
اگر طواف کے بعد عشا تک ٹھہرا تو میرے نزدیک بہتر یہ ہی کہ دوبارہ طواف کرے تاکہ چلتے وقت خانہ کعبہ سے
رخصت ہو یہ بحر الرائق مین لکھا ہی اور اگر اس طواف مین قربانی کے دنون سے تاخیر کی تو بالاجماع اسپر کچھ واجب نہین
ہوتا یہ بدائع مین لکھا ہی۔ طواف صدر حج کرنے والے پر جب وہ مکہ سے نکلنے کا ارادہ کرے واجب ہوتا ہے
عمرہ کرنیوالے اور اہل مکہ اور اہل میقات اور اسکے بعد کے رہنے والو نپر واجب نہین یہ ایضاح مین لکھا ہی۔ اور
حیض والی اور نفاس والی عورت اور اس شخص پر جسکا حج فوت ہوگیا ہی واجب نہین ہی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی
اگر کوئی کوفہ کا رہنے والا افعال حج سے فارغ ہوکر مکہ مین اپنا گھر بنالے تو اسپر طواف صدر واجب نہین
کیونکہ یہ اسپر واجب ہے جو وہان سے چلاجاوے نہ اسپر جو وہان کے رہنے کا ارادہ کرے یہ حکم اسوقت ہی کہ جب تا
نفر اول کے تمام ہونے سے پہلے وہان سکونت کا ارادہ کرلے اور نفر اول قربانی کے دن سے دو دن کے بعد

---

[۱] طواف الوداع یعنے رخصت کا طواف ۱۲

تک ہی اور اگر اُسکے بعد وہان رہنے کا ارادہ کیا تو طواف الصدر اُسپر واجب ہوگا اور سکونت اختیار کرنے سے باطل ہوگا یہ قول امام ابوحنیفہ رح اور امام محمد رح کا ہی یہ شرح جامع صغیر مین لکھا ہی جو صدر الشہید حسام الدین کی تصنیف ہی کسی کوفہ کے رہنے والے نے حج کے بعد مکہ مین اپنا گھر بنا لیا پھر وہان سے نکلا تو اُسپر طواف الصدر واجب ہوگا اسواسطے کہ جب اُسکا وہان وطن ہوگیا تو وہ مکہ والون مین شامل ہوگیا اور مکہ کا آدمی جب مکہ سے نکلے تو اُسپر طواف الصدر واجب نہین ہوتا پس یہی حکم اُس شخص کا ہوگا۔ اگر کوئی حیض والی عورت مکہ سے باہر نکلنے سے پہلے حیض سے پاک ہوگئی تو اُسپر طواف صدر واجب ہوگا اور اگر مکہ کی آبادی سے اتنی دور نکل گئی جتنی دوری پر سفر کا اعتبار ہوتا ہی پھر پاک ہوئی تو طواف الصدر کے واسطے اُسکو لوٹنا واجب نہین ہی اور اگر خون بند ہونیکے بعد ابھی اُسنے غسل نہین کیا اور کسی نماز کا وقت بھی نہین گذر گیا اور اُسوقت وہ مکہ سے نکل گئی تو اُسکو لوٹنا واجب نہین اور اگر حیض کی حالت مین مکہ سے نکلی پھر اُسنے غسل کیا پھر میقات سے باہر ہونے سے پہلے مکہ کی طرف کو لوٹی تو اُسپر طواف واجب ہوگا یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی۔ جو شخص مکہ سے بغیر طواف کے چلا گیا تو جبتک میقات سے باہر نہین ہوا ہی طواف الصدر کے واسطے اُسکو لوٹنا چاہیے اور اگر میقات سے گذر جانے کے بعد یاد آیا تو نہ لوٹے اور اگر لوٹے تو عمرہ کے ساتھ لوٹے اور اگر عمرہ کے ساتھ لوٹا تو اول عمرہ کا طواف کرے اور جب عمرہ سے فارغ ہو تو طواف الصدر کرے یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی۔ شیخ امام کرخی نے امام ابوحنیفہ رح سے یہ روایت کی ہی کہ جب طواف الصدر سے فارغ ہو تو مقام ابراہیم مین آئے اور وہان دو رکعتین پڑھے پھر زمزم پر آئے اور اُسکا پانی پیے یہ ظہیریہ مین لکھا ہی اور طریقہ اُسکا یہ ہی کہ زمزم کا پانی اپنے ہاتھ سے نکالے اور اُسکو قبلہ رو سیراب ہوکر کئی سانسون مین پیے[1] اور ہر سانس پر نگاہ اُٹھائے اور خانہ کعبہ کو دیکھے اور اپنے منھ اور سر اور جسم پر لگائے اور اگر ہو سکے تو اپنے اوپر بہالے اور مستحب یہ ہی کہ جب خانہ کعبہ مین آئے تو اول چوکھٹ کو بوسہ دے اور برہنہ پا بیت اللہ مین داخل ہو پھر ملتزم مین آئے یہ تبیین مین لکھا ہی ملتزم سے مراد وہ جگہ ہی جو حجر اسود سے دروازہ تک ہی اُسپر اپنا سینہ اور منھ رکھے اور داہنا ہاتھ دروازہ کی چوکھٹ کی طرف کو اُٹھائے اور یون کہے السائل ببابک[2] یسئلک من فضلک ومعروفک ویرجو رحمتک ظہیریہ مین لکھا ہی اور تھوڑی دیر اُس سے لپٹا رہے اور روتا رہے یہ کافی مین لکھا ہی۔ اور اگر وہان سے قریب ہو اور ہو سکے تو کعبہ کے پردون کو پکڑے ورنہ دونون ہاتھ اپنے سر پر رکھکر دیوار کو لگائے اسطرح کہ دونون ہاتھ کھڑے ہون یہ بحر الرائق مین لکھا ہی اور ہو سکے تو اپنا رخسارہ دیوار سے لگائے یہ کافی مین لکھا ہی اور اللہ اکبر کہے اور لا الہ الا اللہ پڑھے اور حمد اور درود پڑھے اور اپنی حاجت کے واسطے دعا مانگے یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہی پھر حجر اسود کو بوسہ دے اور اللہ اکبر پڑھے اور اگر بیت اللہ کے اندر داخل ہو سکے تو بہتر ہی ورنہ کچھ حرج نہین یہ محیط سرخسی

[1] اور منجملہ برکات آب زمزم کے یہ ہی کہ جس نیت سے پیوے اللہ تعالے وہی عطا فرماتا ہی چنانچہ اکثر بزرگون نے اُسپر عمل کیا ہی ۱۲

[2] تیرے دروازہ پر مانگنے والا تیرے فضل و احسان سے مانگتا اور تیری رحمت کا امیدوار ہی ۱۲

مین لکھا ہی پھر کعبہ کو مُنھ کیے ہوے پیچھے کو لوٹے روتا ہوا اور کعبہ کی جدائی پر حسرت کرتا ہوا اور اسیطرح مسجد الحرام سے باہر نکلے یہ کافی مین لکھا ہی اور جب مکہ سے نکلے تو نیچی سڑک کیطرف سے نکلے جو مکہ کی نیچی زمین مین ہے یہ فتح القدیر مین لکھا ہی۔ عورت ان سب حکمون مین مثل مرد کے ہی اتنا فرق ہی کہ عورت اپنا سر نہ کھولے اور مُنھ کھولے اور اگر اپنے مُنھ پر کپڑا اسطرح ڈالے کہ مُنھ سے جدا ہو تو جائز ہی اور لبیک مین اپنی آواز بلند نہ کرے یہ ہدایہ مین لکھا ہی بلکہ لبیک اسطرح کہے کہ وہ خود سُنے غیر نہ سُنے تمام علما کا اسی پر اجماع ہی یہ تبیین مین لکھا ہے اور عورت اکڑ کر نہ چلے اور دونون ستونون کے درمیان مین سعی نہ کرے لیکن بال کترائے یہ ہدایہ مین لکھا ہے اور سلا ہوا کپڑا جو چاہے پہنے خواہ کرتی ہو خواہ قمیص خواہ اوڑھنی خواہ موزے خواہ دستانے لیکن ورس اور زعفران اور کسم کا رنگا ہوا کپڑا نہ پہنے لیکن وہ رنگت کا کپڑا دھل چکا ہو تو پہنے یہ کفایہ مین لکھا ہی۔ اور اگر احرام والی عورت سلا ہوا کپڑا حریر وغیرہ اور زیور پہنے تو مضائقہ نہین اور اگر حجر اسود کے پاس مردون کا ہجوم ہو تو بوسہ نہ دے اور اگر وہ جگہ خالی ہو تو بوسہ دے یہ ہدایہ مین لکھا ہی۔ حجہ مین ہی کہ عورت پر صفا و مروہ پر چڑھنا واجب نہین لیکن اس صورت مین جب جگہ خالی ہو یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی۔ اور خنثیٰ مشکل احتیاطاً ان باتون مین مثل عورت کے ہی یہ تبیین مین لکھا ہی

فصل متفرقات کے بیان مین

جو شخص بیہوش ہو جاوے اور اسکی طرف سے اسکے رفیق احرام باندھ لین تو امام ابوحنیفہ رح کے نزدیک جائز ہی اور صاحبین رح کے نزدیک جائز نہین اور اگر کوئی کسی آدمی کو یہ حکم کرے کہ اگر وہ بیہوش ہو جاوے یا سو جاوے تو اسکی طرف سے احرام باندھ لے پس جسکو حکم کیا تھا اُسنے احرام باندھا تو بالاجماع صحیح ہی۔ اور اگر اس شخص کو بیہوشی سے افاقہ ہوا یا نیند سے جاگے اور افعال حج کے ادا کرے تو جائز ہی یہ ہدایہ مین لکھا ہی۔ اور اگر نائب جو کسی بیہوش کیطرف سے احرام باندھے تو اُسکو احرام کی حالت مین سلے ہوے کپڑون سے بچنا واجب نہین یہ بحر الرائق مین لکھا ہی اسمین اختلاف ہی کہ اگر اسکو افعال حج کے ادا کرنے کے وقت تک بیہوشی رہی تو کیا رفیقون پر یہ واجب ہی کہ اسکو سب مقامون مین لیجا دین اور سعی اور وقوف کرا دین یا اُسکو نہ لیجا دین بلکہ یہ سب رفیق ہی اسکی طرف سے کر لین فقہا کی ایک جماعت نے پہلے قول کو اختیار کیا ہی اور ایک نے دوسرے کو اور مبسوط مین دوسرے قول کو اصح کہا ہے یہ فتح القدیر مین لکھا ہی۔ اور اگر اسکی طرف سے اس شخص نے جو اسکے رفیقون مین سے نہین ہی احرام اور طواف کیا اور کنکریان پھینکین تو فقہا کا اسمین اختلاف ہی بعضون نے کہا ہی کہ امام ابوحنیفہ رح کے نزدیک جائز نہین اور بعضون نے کہا ہی کہ جائز ہی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی۔ اور منتقی مین ہی کہ علی ابن ابان نے امام محمد رح سے یہ روایت کی ہی کہ کسی شخص نے حج کا احرام باندھا اور وہ تندرست تھا پھر وہ خفیف العقل[1] ہو گیا اور اسکے ساتھیون نے اسکی طرف سے حج کے ارکان ادا کیے اور اسکو وقوف کرایا اور برسون تک یہی حال رہا پھر اسکو افاقہ ہوا تو حج فرض اسکا ادا ہو گیا اور اسیطرح اگر کوئی شخص مکہ مین آیا اور وہ تندرست یا مریض تھا لیکن عقل درست

---

[1] یعنے مسلوب الحواس جیسے مالیخولیا وغیرہ بیماری والے کی حالت ہو جاتی ہی ۱۲

تھی پھر دن مین تھوڑی دیر بیہوش ہوگیا اور اسی حالت مین اُسکے ساتھیون نے اُسکو اُٹھا کر طواف کرایا اور جب پورا یا
تھوڑا طواف کر چکے تو اُسوقت اُسکو افاقہ ہوگیا اور بیہوشی اُسکو پورے دن نہین رہی تھی تو وہ طواف اُس کا
جائز ہی یہ محیط مین لکھا ہی۔ اور اسبیجابی نے کہا ہی کہ اگر کسیکو اُٹھا کر طواف کرا دین تو اُٹھانے والے کا اور جسکو اُٹھایا
ہی دونون کا طواف ہوجاویگا خواہ اُٹھانے والے نے اپنی طرف سے طواف کی نیت کی ہو یا جسکو اُٹھایا ہی
اُسکی طرف سے یا کچھ نیت نہ کی ہو یا اُٹھانیوالا طواف عمرہ کا کرتا ہو اور جسکو اُٹھایا ہی وہ حج کے طواف مین ہو
یا اُسکے برعکس ہو اور اگر اُٹھانیوالا صاحب احرام نہین ہی تو جسکو اُٹھایا ہی اُسکا طواف اُسی چیز کیطرف سے ادا
ہوجاویگا جسکا احرام باندھا تھا یہ بحر الرائق مین لکھا ہی۔ اور یہی شرح طحاوی مین لکھا ہی اگر کوئی مریض طواف کی
طاقت نہین رکھتا اور وہ سوتا تھا اور اُسی حالت مین اُسکے ساتھیون نے اُسکو طواف کرایا تو اگر اُسنے اپنے
ساتھیون کو یہ حکم نہین کیا تھا تو طواف اُسکا جائز نہوگا اور اگر اُنکو حکم کیا تھا اور پھر سو گیا تھا تو جائز ہوگا اور
اُسیطرح اگر اُسکو طواف مین داخل کرایا یا اُدھر کو متوجہ کرایا اُسوقت وہ سوگیا پھر اُسکو طواف کرایا تو جائز
ہی یہ محیط مین لکھا ہی کسی بیمار کو کنکریان پھینکنے کی طاقت نہین تو کنکریان اُسکے ہاتھ پر رکھدین اور اُسکے بدلے
خود اُنھین پھینکدے یا کسی اور کو پھینکنے کا حکم کرے یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی۔ اگر کسی نے اپنے ساتھی سے کہا کہ میرے
واسطے لوگون کو اجرت پر مقرر کر تاکہ مجھکو اُٹھا کر طواف کرا دین پھر وہ سوگیا اور جسکو حکم کیا تھا اُسنے فوراً حکم کو ادا نکیا
بلکہ اور کام مین دیر تک مشغول رہا پھر اسکے بعد کچھ لوگون کو اجرت پر مقرر کرکے لایا اور اُنھون نے اُس سوتے ہوے
کو اُٹھا کر طواف کرایا تو حسن نے کہا ہی کہ اگر وہ فوراً طواف کراتا تو جائز ہوتا لیکن جب بہت دیر کے بعد وہ سوگیا
پھر اُسکو اُٹھا کر طواف کرایا اور وہ ویسے ہی سوتا رہا تو طواف جائز نہوگا لیکن اُجرت لازم ہوگی یہ محیط مین لکھا ہی
اگر کچھ لوگون کو اجرت دی اور اُنھون نے طواف کی نیت کرکے ایک عورت کو اُٹھا کر طواف کرایا تو اُنکا اپنا طواف
ادا ہوگیا اور اُنکی اُجرت بھی لازم ہوگئی اور عورت کا طواف بھی ادا ہوگیا اور اگر اُٹھانیوالے نے قرضدار کے پکڑنے کی
نیت کی تھی اور جسکو اُٹھایا وہ ہوشیار تھا اور اُسنے طواف کی نیت کی تو اُسکا طواف ادا ہوجاویگا اور اُٹھانیوالون کا
طواف نہوا اور اگر وہ بیہوش ہی تو اُسکا طواف بھی ادا نہوا یہ فتح القدیر مین لکھا ہی۔ جو طواف کہ طواف واجب کے
وقت مین ادا ہو تو وہ اُسیکا طواف ہوگا اگرچہ اُسمین نفل کی یا کچھ اور نیت کی ہو پس حج کا احرام باندھنے والا اگر مکہ مین
آکر نفل کی نیت سے طواف کرے تو طواف قدوم ادا ہوگا اور اگر عمرہ کا احرام باندھنے والا طواف کرے تو طواف
عمرہ ہوگا۔ اور اگر قران کرنیوالا طواف کرے تو پہلا طواف اُسکا عمرہ کا اور دوسرا طواف حج کا ہوگا اور اگر طواف
زیارت کے وقت کسی اور نیت سے طواف کرے تو طواف زیارت ادا ہوگا لیکن طواف کی نیت ضرور ہی صرف جہت کا
اعتبار نہین یہانتک کہ اگر خانہ کعبہ کا طواف اس غرض سے کیا کہ کسی قرضدار کو پکڑتا تھا یا دشمن سے بھاگتا تھا تو اُسکا
اعتبار نہین لیکن وقوف عرفہ کا حکم اُسکے خلاف ہے اسلیے کہ وہ اگر کسی کو ڈھونڈنے چلے اور وقوف ادا ہوجاویگا یہ فتاوے
قاضیخان مین لکھا ہی۔ لڑکا اگر خود احرام باندھے یا اُسکی طرف سے کوئی اور باندھے تو احرام صحیح ہوگا یہ تبیین مین لکھا ہی

اور اصل مین ہی کہ لڑکے کو اگر باپ حج کراوے تو اُسکی طرف سے ارکان ادا کرے اور جمرون پر کنکریان مارے یہ
حکم اُس صورت مین ہی کہ جب لڑکے کو خود ان ارکان کے ادا کرنے کا تمیز نہ ہو یہ محیط مین لکھا ہی۔ اور اگر جمرون پر
کنکریان مارنا اور مزدلفہ کا وقوف چھوڑدے تو اُسپر کچھ لازم نہ ہوگا یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی۔ اور اگر لڑکا حج کے
ارکان کو خود ادا کرنا جانتا ہی تو خود تمام ارکان بالغون کیطرح ادا کرے اور اگر حج کے بعض اعمال ترک کر دیے
جیسے جمرون پر کنکریان مارنا یا مثل اُسکے تو اُسپر کچھ واجب نہ ہوگا۔ باپ اگر اپنے چھوٹے لڑکے کیطرف سے احرام باندھے
اور اُس سے وہ امور صادر ہون جو احرام مین منع ہین تو اُسپر کچھ لازم نہ ہوگا یہ محیط کے باب حج عن الغیر مین لکھا ہے۔
جو شخص لڑکون کیطرف سے احرام باندھے اُسکو چاہیے کہ اُن لڑکون کے کپڑے اُتار کر دو کپڑے یعنے تہبند اور چادر
اُنکو پہناوے اور جو چیزین احرام مین منع ہین اُنسے اُسکو بچاوے پھر اگر اُسنے کوئی ممنوع کام کر لیا تو نہ کچھ اُس لڑکے
پر واجب ہوگا نہ اُسکے ولی پر اور اگر حج کو فاسد کر دیا تو اُسپر قضا لازم نہ ہوگی۔ اور اگر اُسنے حرم مین کوئی شکار
پکڑ لیا تو بھی کچھ لازم نہوگا یہ شرح طحاوی مین لکھا ہی۔ اور اگر کوئی شخص اپنے اہل و عیال اور چھوٹے بچہ کے ساتھ
مین حج کرے تو لازم ہی کہ چھوٹے بچہ کیطرف سے وہ شخص احرام باندھے جو قرابت مین اُس سے قریب ہو یہانتک
کہ اگر بچہ کا باپ اور بھائی دونون ساتھ ہون تو باپ اُسکی طرف سے احرام باندھے یہ فتاوے
قاضی خان مین لکھا ہے

چھٹا باب عمرہ کے بیان مین عمرہ شرع مین خانہ کعبہ کی زیارت اور صفا و مروہ کے درمیان سعی کرنیکو
کہتے ہین جو احرام کے ساتھ ہوتی ہی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی۔ عمرہ ہمارے نزدیک سنت ہی واجب نہین ایک
سال مین کئی عمرے کرنا جائز ہی عمرہ تمام سال مین جائز ہی لیکن وہ قارن[1] کے سوا اور شخص پر سال کے پانچ دنون مین
مکروہ ہی اور وہ عرفہ اور قربانی کا دن اور ایام تشریق ہین اظہر مذہب یہی ہی جو مذکور ہوا لیکن باوجود کراہت کے بھی
اگر ان دنون مین عمرہ کر لیا تو صحیح ہوگا اور اُسکا احرام باقی رہیگا یہ ہدایہ مین لکھا ہی منتقی مین ہی کہ امالی مین بشر نے
ابو یوسف سے روایت کی ہی کہ جس شخص نے عمرہ کا احرام اول عشرہ مین باندھا اور مکہ مین ایام تشریق مین آیا
تو میرے نزدیک بہتر یہ ہی کہ طواف مین اسقدر تاخیر کرے کہ تشریق کے دن گذر جاوین پھر طواف کرے اور
اُسکو احرام کا توڑنا واجب نہین ہی اور اگر انھین دنون مین طواف کر لیا تو جائز ہی اور اُسپر قربانی واجب[2] نہین یہ محیط
مین لکھا ہی۔ عمرہ کا رکن طواف ہی اور واجب عمرہ مین صفا و مروہ کے درمیان سعی کرنا اور سر مونڈانا یا بال کتروانا
ہے یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی وقت حج کے سوا شرطین اُسکی وہی ہین جو حج کی شرطین ہین یہ بدائع مین لکھا ہی سنتین
اور آداب عمرہ کے وہی ہین جو سعی سے فارغ ہونے تک حج کی سنتین اور آداب ہین اور منجملہ سات طوافون کے اکثر

[1] قارن قران کرنیوالا اور اُسکا بیان آئندہ آتا ہی وہان دیکھنا چاہیے ۱۲ [2] واضح ہو کہ اصل نسخہ مین اس مقام پر ایک مسئلہ مذکور ہی جسکا ترجمہ مترجم سے رہگیا ہی اور اُسکی صورت یہ ہی کہ اگر کسی نے ایام تشریق مین عمرہ کا احرام باندھا تو اُسکو حکم دیا جاویگا کہ اسے توڑدے پھر اگر اُسنے نہ توڑا اور نہ طواف کیا یہان تک کہ تشریق کے دن گذر گئے پھر عمرہ کا طواف ادا کیا تو کافی ہی اور اُسپر ایسا کرنے سے جرمانہ کی کچھ قربانی نہ ہوگی کذا فی المحیط ۱۲ امیر علی عفا اللہ عنہ

طواف سے پہلے اگر جماع کر لیا تو یہ عمرہ کا مفسد ہی یہ بحر الرائق باب فوات الحج مین بدائع سے نقل کیا ہی جو شخص فقط عمرہ کا احرام باندھے وہ میقات سے یا میقات کے قبل سے حج کے مہینون مین یا اُنکے سوا اور مہینون مین احرام باندھے اور لبیک کے وقت دل سے عمرہ کی نیت کر کے زبان سے بھی ذکر کرے اور یون کہے لبیک بالعمرۃ یا فقط دل سے قصد کرے زبان سے نہ کہے اور زبان سے ذکر کرنا افضل ہی یہ محیط مین لکھا ہی اور جو چیزین حج کے احرام مین منع ہین وہ عمرہ کے احرام مین بھی منع ہین اور عمرہ کے احرام مین طواف اور صفا و مروہ کے درمیان مین سعی اُسیطرح کرے جیسے کہ حج مین کرتے ہین اور جب طواف و سعی کر چکے اور سر مونڈائے تو عمرہ کے احرام سے باہر ہو گیا اور اصح روایت کے بموجب حجر اسود کو بوسہ دیکر لبیک سے توقف کرے یہ ظہیریہ مین لکھا ہی

ساتوان باب قران اور تمتع کے بیان مین قارن وہ شخص ہی جو حج اور عمرہ دونون کے احرامون کو جمع کرے خواہ میقات سے احرام باندھے خواہ اُسکے قبل سے خواہ حج کے مہینون مین احرام باندھے یا اُسکے قبل سے یہ معراج الدرایہ مین لکھا ہی خواہ ان دونون کا احرام ساتھ باندھا یا حج کا احرام باندھکر پھر عمرہ کا احرام اُسمین ملا لیا یا عمرہ کا احرام باندھکر احرام حج ملا لیا لیکن اگر حج کا احرام باندھا پھر عمرہ کا احرام اُسمین ملا لیا تو یہ فعل بُرا کیا یہ محیط مین لکھا ہی جب کوئی شخص قران کا ارادہ کرے تو اسیطرح احرام باندھے جیسے حج کرنیوالا باندھتا ہی یعنے وضو اور غسل کرے اور دو رکعت نماز پڑھے اور سلام کے بعد یون کہے اللھم انی ارید العمرۃ والحج پھر اسطرح لبیک کہے لبیک بعمرۃ وحجۃ معًا یہ فتاوےٰ قاضیخان مین لکھا ہی اور لبیک کے وقت ان دونون کی دل سے نیت کر کے زبان سے بھی ذکر کرے یا فقط دل سے نیت کرے زبان سے نہ کہے اور زبان سے کہنا افضل ہی پس جب اسطرح لبیک کہہ چکا تو دونون کا احرام ہو گیا پس حج کے مہینون مین یا اس سے پہلے عمرہ کرے اور اُسی سال مین حج بھی کر لے یہ محیط کے بیان تعلیم اعمال حج مین لکھا ہی اور قارن اول افعال عمرہ کے ادا کرے اُسکے بعد افعال حج کے ادا کرے یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی پس قارن کو چاہیے کہ اول سات مرتبہ طواف قدوم کرے پھر سعی کرے یہ ہدایہ مین لکھا ہی اور اگر حج اور عمرہ کے واسطے پے در پے دونون طواف کر لیے اور ان دونون کے درمیان مین سعی نہ کی اور پھر اُن دونون کے واسطے دوبار سعی کی تو جائز ہی لیکن بُرا کیا یہ تبیین مین لکھا ہی - اگر قارن تین مرتبہ عمرہ کا طواف کرے پھر عمرہ کیواسطے سعی کرے پھر اُسیطرح حج کا طواف کرے پھر عرفہ مین وقوف کرے تو جسقدر حج کا طواف کیا تھا وہ عمرہ کے طواف مین محسوب ہوگا اور ایک مرتبہ اور طواف کر کے عمرہ کا طواف تمام کرے اور دونون کی سعی کا اعادہ کرے حج کی سعی کا اعادہ واجب ہے اور عمرہ کی سعی کا اعادہ مستحب اس حالت مین وہ شخص قارن ہو جاویگا یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی اگر قارن نے اول حج کے واسطے طواف اور سعی کر لی پھر عمرہ کے واسطے طواف اور سعی کی تو پہلا طواف و سعی عمرہ سے ادا ہونگے اور دوسرا حج سے یہ جوہرۃ النیرہ مین لکھا ہے - اگر قارن نے عمرہ اور حج کے واسطے طواف کیا اور پھر حج کی نیت سے سعی کی تو وہ سعی عمرہ سے ادا ہو گی یہ محیط مین لکھا ہی - حج اور عمرہ کے درمیان مین سر نہ مونڈائے یہ ہدایہ مین لکھا ہی جب قربانی کے روز جمرۂ عقبہ پر کنکریان

مارے تو قران کی قربانی ذبح کرے اور یہ قربانی بھی منجملہ مناسک حج کے ہی یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہی ہمارے نزدیک سر مونڈانے سے احرام سے باہر ہوتا ہی نہ ذبح کرنے سے یہ ہدایہ مین لکھا ہی اگر قارن قربانی کو اپنے ساتھ ہانک کر لیجاے تو افضل ہی پھر سر منڈاوے یا بال کترا وے یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہی متمتع وہ شخص ہی کہ عمرہ کے اعمال حج کے مہینون مین ادا کرے یا تین مرتبہ سے زیادہ طواف عمرہ کا حج کے مہینون مین کرے پھر حج کا احرام باندھے اور اسی سال مین اپنے اہل وعیال مین المام صحیح سے پہلے حج کرے یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہی خواہ پہلے احرام سے باہر ہوا ہو یا نہ ہوا ہو یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی۔ تمتع مین یہ شرط نہین ہی کہ حج کے مہینون مین عمرہ کا احرام موجود ہو بلکہ یہ شرط ہی کہ حج کے مہینون مین عمرہ یا اکثر طواف عمرہ کے ادا ہون پس اگر تین مرتبہ رمضان مین طواف کیا پھر شوال آگیا اور باقی چار مرتبہ طواف شوال مین کیا پھر اُسی سال مین حج کیا تو وہ متمتع ہی یہ فتح القدیر مین لکھا ہی۔ اور اگر متمتع نے عمرہ کے اکثر طواف حج کے مہینون سے پہلے ادا کر لیے اور اُسی سال مین حج کیا تو متمتع نہوگا بلکہ اُسنے عمرہ اور حج جدا جدا کیا اور اُسپر قربانی واجب نہوگی یہ ظہیریہ مین لکھا ہی۔ اور تمتع مین یہ شرط نہین کہ جس سال مین عمرہ کا احرام باندھے اُسی سال مین حج بھی کرے بلکہ یہ شرط ہی کہ جس سال مین عمرہ کیا ہی اُس سال مین حج کرے یہانتک کہ اگر رمضان مین احرام باندھا اور سال آئندہ کے شوال تک اُسیطرح احرام باقی رکھا پھر عمرہ کا طواف سال آئندہ کیا اور پھر اُسی سال مین حج کیا تو وہ شخص متمتع ہوگا یہ بحر الرائق مین لکھا ہی اور المام صحیح اُسکو کہتے ہین کہ اپنے اہل وعیال مین لوٹ کر آوے اور مکہ کو لوٹنا اُسپر واجب نہو یہ محیط مین لکھا ہی۔ اور المام صحیح اُس متمتع سے ہو سکتا ہی جو قربانی کو ہانک کر نہ لیجاوے لیکن اگر قربانی کو خود ہانک کر لیگیا تو المام اُسکا فاسد ہی اور وہ تمتع کے صحیح ہونے کا مانع نہین ہے یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی۔ اگر حج کے مہینون مین عمرہ کیا پھر اُس سے باہر ہوگیا اور اپنے اہل وعیال مین لوٹ کر آیا پھر اُسی سال مین حج کیا تو متمتع نہوگا اور اگر حج کے مہینون مین عمرہ کیا اور اُسکے تین پھیرے کر لیے اور احرام سے باہر ہوگیا اور اپنے اہل وعیال مین لوٹ کر آیا پھر مکہ کو گیا اور جسقدر عمرہ باقی ہی اُسکو قضا کیا اور احرام سے باہر ہوگیا اور اُسی سال مین حج کیا تو وہ متمتع ہی۔ اور اگر چار مرتبہ طواف کر لیا تھا پھر لوٹا باقی وہی صورتین ہین جو پہلے مسئلہ مین مذکور ہوئین تو متمتع نہوگا یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی۔ اگر حج کے مہینون مین عمرہ کیا اور احرام سے باہر ہونے سے پہلے اپنے اہل وعیال مین لوٹ کر آیا اور احرام اُسکا اسیطرح باقی تھا پھر اُسی احرام سے مکہ کو گیا اور عمرہ کو تمام کیا پھر اُسی سال مین حج کیا تو بالاجماع متمتع ہوگا اور یہ صورت یون ہو سکتی ہی کہ کسی نے عمرہ کا تین بار یا اُس سے کم طواف کیا پھر احرام کی حالت مین اپنے اہل وعیال مین آیا اور اگر عمرہ کا طواف نصف سے زیادہ مرتبہ یا کل کر چکا اور احرام سے باہر نہین ہوا اور اپنے اہل وعیال مین آگیا اور احرام اسیطرح باقی تھا پھر لوٹا اور مکہ کو گیا اور باقی عمرہ پورا کیا اور اُسی سال مین حج کیا تو امام ابو حنیفہ رح اور امام ابو یوسف رح کے قول کے بموجب متمتع ہوگا اور امام محمد رح کے نزدیک متمتع نہوگا یہ ظہیریہ مین ہی۔ متمتع دو قسم کے ہین ایک وہ جو قربانی کو ہانکتا چلے دوسرے وہ جو قربانی کو نہ ہانکے جو متمتع کہ قربانی کو نہین ہانکتا اُسکی صفت یہ ہی

سلہ المام فرود آمدن اور یہان مراد یہ ہی کہ مکہ سے لوٹ کر اپنے اہل وعیال مین آیا ۱۲

کہ میقات سے ابتدا کرکے عمرہ کا احرام باندھے اور مکہ مین داخل ہوا اور عمرہ کے لیے طواف اور سعی کرے اور سر مونڈا دے یا بال کتروا دے پس وہ عمرہ سے باہر ہو جاویگا یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی میقات سے احرام باندھنا عمرہ اور تمتع کے لیے شرط نہین ہی یہانتک کہ اگر اپنے گھر سے یا اور کہین سے احرام باندھے تو صحیح ہی اور متمتع ہو جاویگا اور اسیطرح عمرہ سے فارغ ہونیکے بعد سر مونڈانا ضرور نہین ہی بلکہ اگر چاہے احرام سے باہر ہوا اور اگر چاہے اسیطرح احرام مین باقی رہے یہانتک کہ حج کا احرام باندھے یہ تبیین مین لکھا ہی۔ اور جب طواف شروع کرے اور حجر اسود کو بوسہ دے اسوقت سے لبیک چھوڑدے یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی۔ پھر بغیر احرام کے مکہ مین رہے یہ ہدایہ مین لکھا ہی۔ مکہ مین رہنا شرط نہین ہے بلکہ مراد یہ ہی کہ اگر اُسی سال مین حج کے واسطے رہنا منظور ہی تو حج کے احرام کے وقت تک بغیر احرام کے رہے اور اگر مکہ مین احرام کی حالت مین رہا تو جائز ہی یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی۔ جب آٹھوین تاریخ ہو حج کا احرام مسجد سے باندھے اور شرط یہ ہی کہ حرم سے باندھے مسجد سے باندھنا لازم نہین ہی یہ ہدایہ مین لکھا ہی۔ اور مسجد سے باندھنا افضل ہے اور مکہ سے باندھنا افضل ہی بہ نسبت حرم کے اور مقامون کے جو مکہ کے سوا ہین یہ فتح القدیر مین لکھا ہی اور آٹھوین تاریخ احرام باندھنا بھی لازم نہین بلکہ اگر عرفہ کے دن احرام باندھے تو جائز ہی یہ جوہرۃ النیرہ مین لکھا ہی۔ اور اگر آٹھوین تاریخ سے پہلے احرام باندھے تو جائز ہی اور وہ افضل ہی یہ تبیین مین لکھا ہی اور جسقدر جلدی کرے وہ افضل ہی یہ جوہرۃ النیرہ مین لکھا ہے۔ اور وہ سب افعال ادا کرے کہ جو فقط حج کرنے والا کرتا ہی مگر طواف تحیۃ نہ کرے اور طواف زیارت مین اکڑ کر چلے اور اُسکے بعد سعی کرے اور اگر اس متمتع نے حج کے احرام کے بعد طواف قدوم کیا اور سعی کی تو طواف زیارت مین اکڑ کر نہ چلے خواہ طواف قدوم مین اکڑ کر چلا ہو یا نہ چلا ہو اور اسکے بعد سعی بھی نہ کرے یہ نہایہ اور فتح القدیر مین لکھا ہی اور متمتع پر جو اللہ نے یہ انعام کیا ہی کہ اسکا حج اور عمرہ دونون جمع ہوے اُسکے شکر مین اُسپر قربانی واجب ہے یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہی اور جبتک قربانی ذبح نہ کرے تب تک سر نہ مونڈا دے اور اگر تنگدست ہو اور قربانی کی قیمت میسر نہو تو ایام حج مین تین دن کے روزے رکھے اور یہ تینون روزے عمرہ کے احرام کے بعد عرفہ کے دن تک رکھنا جائز ہین اس سے پہلے اور عرفہ کے بعد جائز نہین اور افضل یہ ہی کہ ساتوین اور آٹھوین اور نوین تاریخ روزہ رکھے تاکہ آخر روزہ عرفہ کے دن ہو یہ ظہیریہ مین لکھا ہی۔ اور اگر رات سے نیت نکریگا تو یہ روزہ جائز نہوگا جیسے کہ اور سب کفارون کے روزون کا حکم ہی اور یہ اختیار ہی کہ اگر چاہے برابر روزہ رکھے چاہے جدا جدا رکھے یہ جوہرۃ النیرہ مین لکھا ہی اور جب اُس سے فارغ ہوا اور سر مونڈانے کا دن آیا تب سر مونڈا دے یا بال کتروا دے پھر ہمارے نزدیک ایام تشریق گذر جانے کے بعد سات روزے رکھے یہ ظہیریہ مین لکھا ہی اور اگر یہ روزہ حج سے فارغ ہونے کے بعد مکہ مین رہے تو ہمارے نزدیک جائز ہی یہ قدوری مین لکھا ہی۔ امام ابوحنیفہؒ نے کہا ہی کہ جسنے تین روزے نہین رکھے اُسپر سات روزے رکھنا واجب نہین یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی۔ اور اگر تین دن کے روزے پورے ہونے سے پہلے یا اُسکے بعد ایام ذبح مین سر مونڈانے یا احرام سے باہر ہونے سے پہلے قربانی پر قادر ہو گیا تو

سلہ اسکی تصریح اپنے مقام پر مذکور ہو چکی وہان دیکھنا چاہیے ۱۲

اُسکے روزے باطل ہوجاوینگے اور بغیر قربانی کے احرام سے باہر نہ ہوگا۔ اور اگر سر مونڈا اُسنے اور احرام سے
باہر ہونے کے بعد اور سات روزے رکھنے سے پہلے قربانی میسر ہوئی تو اُسکے روزے صحیح ہوگئے اور قربانی
کا ذبح کرنا اُسپر لازم نہیں ہے اور اگر تین دن کے روزے رکھ لیے اور احرام سے باہر نہیں ہوا یہانتک کہ ذبح کے
دن گذر گئے پھر قربانی میسر ہوئی تو روزے اُسکے جائز ہیں اور کچھ اُسپر واجب نہیں حسن نے امام ابو حنیفہ رحمہ سے
یہی روایت کی ہے اور اگر تین دن کے روزے نہیں رکھے تو اُسکے بعد اُسکو روزہ رکھنا جائز نہیں اور قربانی کے سوا اور کچھ
اُسکو چارہ نہیں اور اگر قربانی نہ پائی اور احرام سے باہر ہوگیا تو اُسپر دو قربانیاں واجب ہیں ایک متعہ کی اور ایک قربانی سے
پہلے احرام سے باہر ہوجانے کی روزے چھوڑنے کیوجہ سے قربانی لازم نہ ہوگی یہ ظہیریہ میں لکھا ہے اور اُسکے ادا سے
عاجز ہوا یا مرگیا اور وصیت کرگیا تو فدیہ جائز نہ ہوگا قربانی ہی اُسکی طرف لازم ہوگی یہ تاتارخانیہ میں لکھا ہے
اور اگر قربانی موجود ہے اور پھر بھی اُسنے روزے رکھے تو اس بات کو دیکھینگے کہ اگر قربانی اُسکے پاس نحر کے دن
تک باقی رہی تو وہ روزے جائز ہونگے اور اگر اُس سے پہلے ہلاک ہوگئی تو جائز ہونگے یہ تبیین میں لکھا ہے قربانی کے
وجوب میں قارن[سلہ] کا بھی وہی حکم ہے جو متمتع کا ہے یعنے اگر قربانی میسر ہو تو قربانی واجب ہے اور اگر اُسپر قادر نہو تو روزے
رکھے یہ ظہیریہ میں لکھا ہے متمتع اگر قربانی ہانک کر لے چلنے کا ارادہ کرے تو احرام باندھے پھر قربانی کو ہانکے یہ قدوری
میں لکھا ہے قربانی ہانک کرکے چلنے والا اُس شخص سے افضل ہے جو قربانی ہانک کر نہ لیچلے یہ جوہرۃ النیرہ میں لکھا ہے۔ اور
اگر قربانی ہانک کر لے چلا اور اُسکی نیت تمتع کی تھی اور جب عمرہ سے فارغ ہوا تو اُسکا یہ قصد ہوا کہ تمتع نہ کرے تو اُسکو یہ
اختیار ہے اور اپنی قربانی کو جو چاہے سو کرے یہ غایۃ السروجی شرح ہدایہ میں لکھا ہے۔ قران اُن لوگوں کے واسطے جو میقات کے
باہر رہنے والے ہیں تمتع سے اور مفرد حج کرنے سے افضل ہے اور تمتع اُنکے حق میں اکیلا حج کرنے سے افضل ہے ظاہر روایت
میں یہی مذکور ہے یہ محیط میں لکھا ہے۔ اہل مکہ کے واسطے تمتع اور قران نہیں اُنکے واسطے صرف حج ہے یہ ہدایہ میں لکھا ہے
اور اسیطرح میقات والوں اور میقات سے مکہ کیطرف رہنے والوں کا بھی وہی حکم ہے جو اہل مکہ کا ہے یہ سراج الوہاج
میں لکھا ہے۔ اگر مکی کوفہ کو جاوے اور وہاں سے آکر قران کرے تو اُسکا قران صحیح ہوگا اور اگر کوفہ کو جاوے
اور عمرہ کا احرام باندھے اور عمرہ کرے پھر حج کرے تو متمتع نہوگا۔ اور اگر مکی کوفہ کو جاوے اور عمرہ کا احرام باندھے
اور قربانی ہانک کرکے چلے تو متمتع نہوگا اور قربانی ہانکنے کے ساتھ احرام اُسکا صحیح ہوجاویگا کوفہ میں رہنے والے کا
حکم اُسکے خلاف ہے یہ محیط میں لکھا ہے۔ اگر حج کے مہینوں سے پہلے عمرہ کا احرام باندھا اور عمرہ کو ادا کیا اور احرام سے
باہر ہوگیا اور مکہ میں مقیم ہوا پھر عمرہ کا احرام باندھا پھر اسی سال میں حج کیا تو متمتع نہوگا پس اگر پہلے عمرہ سے فارغ ہوکر
مکہ سے چلا گیا اور حج کے مہینوں سے پہلے میقات سے باہر ہوگیا اور وہاں سے عمرہ کا احرام حج کے مہینوں میں باندھا
اور اسی سال میں حج کیا تو متمتع ہوگا۔ اور اگر حج کے مہینوں میں میقات سے باہر ہوگیا تو متمتع نہوگا لیکن اگر اپنے
اہل و عیال میں چلا گیا پھر عمرہ کیا پھر اُسی سال میں حج کیا تو متمتع ہوجاویگا یہ قول امام ابو حنیفہ رح کا ہے اور صاحبین رح کے

سلہ قارن و متمتع کی توضیح گذر چکی ۱۲

نزدیک دونون صورتون مین متمتع ہوگا خواہ حج کے مہینون مین پہلے میقات سے باہر ہو یا بعد یہ محیط سرخسی مین لکھا
ہے اور اگر کسی کوفی نے حج کے مہینون مین عمرہ کیا اور مکہ یا بصرہ مین ٹھہرا اور اسی سال مین حج کیا تو متمتع ہوجاویگا یہ
متون مین لکھا ہے اور اگر حج کے مہینون مین عمرہ کیا پھر اُسکو فاسد کردیا اور اسی فساد کی حالت مین پورا کیا اور اُسی
سال مین حج بھی کیا تو متمتع نہ ہوگا۔ اور اگر فاسد عمرہ کی قضا کی اور اُسی سال مین حج کیا تو اگر میقات کیطرف لوٹنے
سے پہلے اُسکی قضا کی تو فقہا کے قول کے بموجب متمتع نہوگا اور اگر میقات کیطرف لوٹنے کے بعد اُسکی قضا کی تو
متمتع ہوگا اور اگر فاسد عمرہ کی قضا کی اور کسی ایسے موقع مین چلا گیا جہان کے لوگ متعہ اور قران کرسکتے ہین پھر مکہ کو
لوٹا اور فاسد عمرہ کو قضا کیا اور اسی سال مین حج کیا تو امام ابوحنیفہؒ نے کہا ہے کہ وہ متمتع نہوگا لیکن اگر وہ اپنے
اہل و عیال مین چلا جاوے پھر عمرہ کا احرام باندھکر لوٹے تو متمتع ہوگا یہ فتاوےٰ قاضیخان مین لکھا ہے یہ حکم اس
صورت مین ہے کہ حج کے مہینون مین عمرہ کرے اور اُسکو فاسد کردے اور اگر اسنے حج کے مہینون سے پہلے عمرہ کیا
اور پھر اسکو فاسد کردیا پھر اُسی فساد کی حالت مین پورا کیا اور میقات سے باہر نہین نکلا یہانتک کہ حج کے مہینے
آگئے اور حج کے مہینہ مین عمرہ کو قضا کیا اور اُسی سال مین حج کیا تو بالاجماع متمتع ہوگا اور اگر اپنے اہل و عیال کے
سوا کہین اور ایسے مقام مین گیا جہان کے لوگون کو قران اور تمتع جائز ہے پھر مکہ کو آیا اور حج کے مہینون مین عمرہ کو قضا کیا
اور اسی سال مین حج کیا تو امام ابوحنیفہؒ کے قول کے بموجب اگر شوال کا چاند میقات سے باہر دیکھا تھا اور جب حج کے
مہینے شروع ہوے تو وہ تمتع کی اہلیت رکھتا تھا پھر مکہ کو آیا اور حج کے مہینون مین عمرہ کو قضا کیا اور اُسی سال
مین حج کیا تو متمتع ہوگا اور اگر شوال کا چاند میقات کے اندر دیکھا اور حج کے مہینے جب شروع ہوے تو وہ
تمتع کی اہلیت نہین رکھتا تھا اور توجہ کرنا اُسکو جائز نہین تو تمتع جائز نہونے کا حکم اُسوقت تک نہ اُٹھیگا جبتک
وہ اپنے اہل و عیال مین نہ آجاویگا۔ اور صاحبینؒ کے نزدیک دونون صورتون مین متمتع ہوگا یہ شرح طحاوی
مین لکھا ہے۔ اور جسنے حج کے مہینون مین عمرہ کیا اور اُسی سال مین حج کیا اور اِن دونون مین کسیکو فاسد کردیا تو
اُسکے ارکان اسیطرح ادا کرتا رہے اور متعہ کی قربانی[1] اُس سے ساقط ہوجاویگی یہ ہدایہ مین لکھا ہے۔ اور اگر تمتع کیا اور
قربانی کی تو وہ متعہ کی قربانی نہوگی یہ کنز مین لکھا ہے

آٹھوان باب حج کے گناہون کے بیان مین اور اسمین پانچ فصلین ہین پہلی فصل اُس چیز کے

بیان مین جو خوشبو اور تیل لگانے سے واجب ہوتی ہے خوشبو سے مراد وہ چیز ہے جسمین اچھی بو آتی ہے اور
عقلمند اُسکو خوشبو مین شمار کرتے ہین یہ سراج الوہاج مین لکھا ہے ہمارے اصحاب نے کہا ہے کہ جو چیزین بدن پر
لگائی جاتی ہین وہ تین قسم ہین ایک قسم وہ ہے جو نری خوشبو ہے اور خوشبو مین ہی گنی جاتی ہے جیسے کہ مشک
اور کافور اور عنبر اور اسیطرح کی اور چیزین انکا استعمال جسطرح سے کرے کفارہ واجب ہوگا یہانتک کہ
فقہا نے کہا ہے کہ اگر ان چیزون کو بطور دوا کے آنکھ مین لگایا تو کفارہ واجب ہوگا دوسری قسم وہ ہے جسکی ذات مین

[1] یعنے تمتع کی قربانی جو اُسکے ذمہ واجب ہوتی وہ اُس صورت مین ساقط ہوجاویگی کیونکہ وہ اس صورت مین متمتع نہوا ۱۲

خوشبو نہین اور نہ وہ خوشبو کے حکم مین ہے اور نہ کسیطرح خوشبو بنتی ہے جیسے چربی پس خواہ اُسکو کھاوے یا ملے یا پاؤن کی بوائی مین بھرے تو کفارہ واجب نہ ہوگا۔ ایک قسم وہ ہے جو اپنی ذات سے خوشبو نہین ہے لیکن وہ خوشبو کی اصل ہے اور خوشبو کے طور پر بھی کام مین آتی ہے اور دوا کے طور پر بھی استعمال کیجاتی ہے جیسے زیتون اور تل کا تیل تو استعمال کا اعتبار ہوگا اگر اُسکو تیل لگانے کے طور پر استعمال کیا ہے تو خوشبو کا حکم ہوگا اور اگر کھانے مین یا بوائی کے اندر بھرنے مین استعمال کیا ہے تو اُسکے واسطے خوشبو کا حکم نہ ہوگا یہ بدائع مین لکھا ہے۔ خوشبو کے منع ہونے کا حکم بدن و ازار اور بچھونے مین برابر ہے یہ فتح القدیر مین لکھا ہے۔ اگر بہت سی خوشبو کا استعمال کیا تو قربانی واجب ہوگی اور اگر تھوڑی خوشبو کا استعمال کیا تو صدقہ واجب ہوگا یہ محیط مین لکھا ہے۔ قلیل و کثیر کی حد مین مشائخ کا اختلاف ہے بعض مشائخ نے کثرت کا اعتبار بڑے عضو سے کیا ہے جیسے ران اور پنڈلی اور بعض مشائخ نے کثرت کا اعتبار بڑے عضو کی چوتھائی سے کیا ہے اور شیخ امام ابو جعفر رح نے قلت و کثرت کا اعتبار اصل خوشبو سے کیا ہے یعنے اگر اصل مین خوشبو اسقدر ہو جسکو لوگ بہت سمجھتے ہین جیسے دو چلو گلاب اور ایک چلو غالیہ[1] اور مشک تو وہ کثیر ہے اور جسکو لوگ کثیر نہین سمجھتے وہ قلیل ہے اور صحیح یہ ہے کہ ان دونون قولون مین موافقت کیجاوے اور یون کہا جاوے کہ اگر خوشبو تھوڑی ہو تو عضو سے اُسکا اعتبار کیا جاویگا خوشبو کی ذات کا اعتبار نہ کیا جاویگا پس اگر اُسکو سارے عضو پر لگا دیگا تو کثیر ہوگی اور قربانی لازم ہوگی اور تھوڑے عضو پر لگا دیگا تو صدقہ واجب ہوگا اور اگر اُسمین خوشبو بہت آتی ہو تو خوشبو کی ذات کا اعتبار ہے عضو کا اعتبار نہین پس اگر چوتھائی عضو پر لگا دیگا تو قربانی واجب ہوگی یہ محیط سرخسی اور تبیین مین لکھا ہے یہ حکم بدن پر خوشبو لگانے کا تھا اور اگر کپڑے اور بچھونے پر خوشبو لگائی تو اُسمین بھی ہر حال مین قلت و کثرت کا اعتبار ہوگا اور قلیل و کثیر مین فرق یہ ہے کہ جسکو عرف مین کثیر سمجھتے ہون وہ کثیر ہے جسکو قلیل سمجھتے ہون وہ قلیل ہے اور اگر عرف مقرر نہو تو خوشبو لگانے والا جسکو کثیر سمجھے وہ کثیر ہے اور جسکو قلیل سمجھے وہ قلیل ہے یہ نہر الفائق مین لکھا ہے اور خوشبو کے اجزا سب صورتون مین برابر ہین خواہ عمدًا لگائی ہو خواہ بھول کر لگائی ہو یا اپنی خوشی سے لگائی ہو یا کسیکی زبردستی سے لگائی ہو اور عورت اور مرد اس حکم مین برابر ہین یہ بدائع مین لکھا ہے۔ اور اگر تمام اعضا پر خوشبو لگائی تو ایک ہی قربانی واجب ہوگی اسلیے کہ جنس ایک ہے یہ تبیین مین لکھا ہے اور اگر ہر عضو پر جدا جدا مجلس مین خوشبو لگائی تو امام ابو حنیفہ رح اور امام ابو یوسف رح کے نزدیک ہر عضو کے عوض کفارہ واجب ہوگا اور امام محمد رح کے نزدیک اگر اول عضو کا کفارہ دیچکا تھا تو دوسرے عضو کے بدلے قربانی واجب ہوگی اور اگر اول عضو کا کفارہ نہین دیا ہے تو ایک ہی قربانی کافی ہے یہ سراج الوہاج مین لکھا ہے۔ اگر سر پر مہندی سے خضاب کیا تو قربانی واجب ہوگی یہ حکم اُس صورت مین ہے کہ وہ مہندی پتلی بہتی ہوئی ہو اور اگر گاڑھی سر پر لگائی تو دو قربانیان واجب ہونگی ایک خوشبو ملنے کی دوسری سر ڈھکنے کی یہ کافی مین لکھا ہے اور اگر سر پر وسمہ سے خضاب کیا

---

[1] غالیہ ایک قسم کی خوشبودار مرکب چیز ہے جسکو عورتین چہرہ پر ملتی ہین ہندی مین اوگبٹنہ بولتے ہین ۱۲

تو کچھ واجب نہ ہوگا اور امام ابو یوسف رح سے یہ روایت ہے کہ اگر سر پر وسمہ کا خضاب دردسر کے علاج کیواسطے لگایا تو اُسپر جزا لازم ہوگی اسلیے کہ اُس سے سر ڈھک جاتا ہے یہی صحیح ہے یہ ہدایہ مین لکھا ہے۔ سر اور داڑھی کو خطمی سے نہ دھووے اور اگر دھویا تو امام ابوحنیفہ رح کے نزدیک قربانی لازم ہوگی۔ اور اگر صاحب احرام اشنان سے نہائے اور اُسمین خوشبو نہو تو اگر وہ ایسی ہو کہ دیکھنے والا اُسکو اشنان کہے تو اُسپر صدقہ لازم ہوگا اور اگر دیکھنے والا اُسکو خوشبو کہے تو قربانی لازم ہوگی یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہے۔ اور خوشبو ایک پورے عضو پر لگائے تو قربانی لازم ہوگی خواہ خوشبو لگانے کا قصد کرے یا نہ کرے اور اگر اُس سے کم لگائے تو صدقہ واجب ہوگا اور اگر خوشبو کو چھوا اور وہ لگی نہین تو کچھ واجب نہ ہوگا اور امام محمد رح سے یہ روایت ہے کہ اگر کسی شخص نے خوشبو کا سرمہ ایک یا دو بار لگایا تو اُسپر صدقہ واجب ہوگا اور اگر بہت بار لگایا تو قربانی واجب ہوگی یہ سراج الوہاج مین لکھا ہے اور اگر خوشبو اعضا پر جدا جدا لگائی تو وہ سب جمع کیجاویگی پس اگر وہ سب ایک عضو کامل کے برابر ہو تو اُسپر قربانی واجب ہوگی ورنہ صدقہ واجب ہوگا اور اگر زخم مین ایسی دوا لگائی جسمین خوشبو تھی پھر ایک دوسرا زخم پیدا ہوا اور ان دونون زخمون مین ساتھ دوا لگائی پس جبتک پہلا زخم اچھا نہ ہوجاویگا دوسرے زخم کا کفارہ اُسپر واجب نہوگا یہ بحر الرائق مین لکھا ہے اگر خوشبو کی چیز کسی کھانے مین پک گئی اور متغیر ہوگئی تو صاحب احرام پر اُسکے کھانے سے کچھ واجب نہوگا خواہ اُسمین خوشبو آتی ہو یا نہ آتی ہو یہ بدائع مین لکھا ہے۔ اور اگر خوشبو کی چیز کو کسی کھانے کی چیز مین بغیر پکائے ملا دیا تو اگر خوشبو کی چیز مغلوب ہے تو کچھ واجب نہوگا لیکن اگر خوشبو آتی ہوگی تو مکروہ ہے اور اگر خوشبو غالب ہو تو جزا واجب ہوگی اور اگر خوشبو کی چیز کو پینے کی چیز مین ملایا[1] تو اگر خوشبو غالب ہوگی تو قربانی لازم ہوگی ورنہ صدقہ لازم ہوگا لیکن اگر بہت بار پیئیگا تو قربانی لازم ہوگی یہ نہر الفائق مین لکھا ہے اور اگر اصل خوشبو کی چیز بغیر کسی کھانے مین ملائے کھائے تو اگر بہت ہے تو قربانی لازم ہوگی یہ بدائع مین لکھا ہے۔ اگر کسی ایسے گھر مین داخل ہوا جو خوشبو مین بسایا گیا تھا اور اُسکے کپڑون مین خوشبو آنے لگی تو اُسپر کچھ واجب نہوگا اسلیے کہ خود اُسنے کوئی نفع نہین لیا لیکن اگر کپڑون کو بسایا اور اُنمین خوشبو آنے لگی تو اگر بہت خوشبو آنے لگی تو قربانی واجب ہوگی اور اگر تھوڑی ہے تو صدقہ واجب ہوگا اسلیے کہ خود اس سے نفع لیا اور اگر کپڑون مین کچھ خوشبو نہ بسی تو کچھ واجب نہوگا یہ محیط سرخسی مین لکھا ہے۔ اگر بدن پر تیل لگایا تو اگر خوشبو کا تیل ہے جیسے روغن بنفشہ اور خوشبودار تیل تو اگر پورے عضو کو لگا دیگا تو قربانی واجب ہوگی اور اگر وہ تیل خوشبودار نہین ہے جیسے زیتون اور تل کا تیل تو بھی امام ابوحنیفہ رح کے قول کے بموجب قربانی لازم ہوگی یہ بدائع مین لکھا ہے جب خوشبو لگانے کیوجہ سے جزا لازم ہو تو اُسکا بدن یا کپڑے سے دور کرنا بھی لازم ہے اور اگر کفارہ دینے کے بعد اُسکو دور نہ کیا تو دوسری قربانی کے واجب ہونے مین اختلاف ہے اظہر یہ ہے کہ اُسکے باقی رہنے کیوجہ سے دوسری قربانی واجب ہوگی یہ بحر الرائق مین لکھا ہے۔ اور پھل اور خوشبو کی چیزین اور خوشبودار پھول اُنکے سونگھنے سے کچھ لازم نہین ہوتا لیکن اُنکا سونگھنا مکروہ ہے یہ غایۃ السروجی شرح ہدایہ مین لکھا ہے۔ اور اگر مشک یا کافور یا عنبر اپنی ازار کے کنارہ مین باندھ لیا تو فدیہ لازم ہوگا اور اگر عود باندھا تو کچھ

[1] جیسے دستور ہے کہ عرق گلاب کیوڑہ وغیرہ پانی ملا کر پیتے ہین ۱۲

لازم نہوگا اگرچہ اُسکی خوشبو آتی ہو- اگر عطار کی دکان یا ایسی جگہ بیٹھے جہان خوشبو کی دھونی دیگئی ہو کچھ مضائقہ نہین لیکن خوشبو سونگھنے کے واسطے وہان بیٹھنا مکروہ ہی صاحب احرام کو خبیص کھانے مین مضائقہ نہین- خبیص ایک حلوا ہوتا ہی جسمین زعفران ڈالی جاتی ہی یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی اگر احرام سے پہلے خوشبو لگائی پھر وہ احرام کے بعد اُسکے بدن مین دوسری جگہ منتقل ہوگئی تو بالاتفاق کچھ واجب نہ ہوگا یہ بحر الرائق مین لکھا ہی دوسری فصل لباس کے بیان مین اگر صاحب احرام سلے ہوے کپڑے عادت کے موجب ایک دن رات تک پہنے تو قربانی واجب ہوگی اور اگر اس سے کم پہنے تو صدقہ لازم ہوگا یہ محیط مین لکھا ہی برابر ہی کہ بھولکر پہنے یا جانکر پہنے اور اُس مسئلہ کا حکم جانتا ہو یا نہ جانتا ہو اور اپنے اختیار سے پہنے یا کسی کی زبردستی سے پہنے یہ بحر الرائق مین لکھا ہی اگر اپنے دونون مونڈھون مین قبا داخل کی اور دونون ہاتھ آستینون مین نہ ڈالے تو اُسپر کچھ واجب نہوگا- اسیطرح اگر طیلسان پہنی اور اُسکی گھنڈیان نہ لگائین تو بھی یہی حکم ہی اور اگر قبا یا طیلسان کی گھنڈیان ایک دن بھر لگائین تو قربانی لازم ہوگی اور اگر چادر یا ازار کو ایک دن بھر کسی رسی سے باندھا تو کچھ واجب نہوگا لیکن مکروہ ہی یہ فتح القدیر مین لکھا ہی- اگر صاحب احرام سلا ہوا کپڑا کئی دن پہنے پس اگر اُسنے رات دن مین کبھی نہ نکالا تو بالاجماع ایک قربانی کافی ہی اور اگر قربانی کرنے کے بعد پھر ایک پورے دن پھر پہنا تو بالاجماع دوسری قربانی واجب ہوگی اسلیے کہ اُسپر مداومت کرنا دوسرے لباس کے حکم مین ہے چنانچہ اگر کوئی سلے ہوے کپڑے پہنکر احرام باندھے اور احرام کے بعد پورے ایک دن اُسی کو پہنے رہے تو اُسپر قربانی لازم ہوتی ہی- اور اگر اُسکو نکال لیا اور اُسکے چھوڑنے کا ارادہ کیا پھر پہنا تو اگر اول کا کفارہ دیچکا ہے تو اُسپر بالاجماع دوسرا کفارہ لازم ہوگا اور اگر اول کا کفارہ نہین دیا ہی تو امام ابو حنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ کے قول کے بموجب اُسپر دو کفارے لازم ہونگے- اور اگر اُسکو دن مین پہنتا ہو اور رات کو نکال لیتا ہو لیکن چھوڑنے کے ارادہ سے نہ نکالتا ہو تو بالاجماع ایک ہی قربانی لازم ہوگی یہ شرح طحاوی مین لکھا ہی اور اگر ایک دن کے کچھ حصہ مین قمیص[1] پہنی پھر اُسی دن پائجامہ پہنا پھر اُسی دن موزے پہنے اور ٹوپی اوڑھی تو ایک کفارہ واجب ہوگا یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی- اگر ایک دن بھر صاحب احرام اپنا سر یا مُنھ ڈھکے تو اُسپر قربانی لازم ہوگی اور ایک دن سے کم ڈھکے تو صدقہ لازم ہوگا یہ خلاصہ مین لکھا ہی- اسیطرح اگر ایک پوری رات سر یا مُنھ ڈھکا تو بھی یہی حکم ہی خواہ جانکر ڈھکا ہو یا بھولکر یا سوتے مین ڈھکا ہو یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی- اور اگر چوتھائی سر یا اس سے زیادہ ایک دن ڈھکا تو اُسپر قربانی واجب ہوگی اور اگر اُس سے کم ڈھکا تو صدقہ واجب ہوگا روایت مشہور مین یہی مذکور ہی یہ محیط مین لکھا ہی- اور بغیر بیماری کے سر یا مُنھ پر پٹی باندھنا مکروہ ہی اور اگر پورے دن بھر پٹی باندھی تو صدقہ واجب ہوگا یہ شرح طحاوی مین لکھا ہی- اور اگر اپنے بدن پر دوسری جگہ پٹی باندھی تو اگرچہ بہت ہو کچھ واجب نہوگا لیکن بغیر عذر ایسا کرنا مکروہ ہی یہ فتح القدیر مین لکھا ہی اگر صاحب احرام نے کوئی چیز اپنے سر پر رکھی تو اگر وہ ایسی چیز ہی جس سے سر نہین ڈھکا کرتے جیسے طشت اور برتن اور گیہون کے ناپنے کا پیمانہ اور مثل اُسکے اور چیزین تو اُسپر کچھ واجب نہوگا اور اگر کپڑے کی قسم سے ایسی

---

[1] قمیص عربی مین کرتہ کو کہتے ہین ۱۲

چیزین ہین جنسے سر ڈھکتے ہین تو جزا لازم ہوگی یہ محیط مین لکھا ہے اگر صاحب احرام کسی احرام والے یا بے احرام والے کو سلا ہوا یا خوشبو لگا ہوا کپڑا پہنا دے تو بالاجماع اُسپر کچھ واجب نہوگا یہ ظہیریہ مین لکھا ہے اگر صاحب احرام سلا ہوا کپڑا پہننے پر مضطر تھا اور جہان ایک کپڑا پہننے کی ضرورت ہے وہان دو کپڑے پہنے تو اُسپر ایک ہی کفارہ واجب ہوگا اور وہ ضرورت کا کفارہ ہے مثلاً ایک قمیص کے پہننے پر مجبور تھا اور اُسنے دو قمیصین پہنین یا ایک قمیص اور ایک جبہ پہنا یا ایک ٹوپی کی ضرورت تھی اور اُسنے ٹوپی کے ساتھ عمامہ بھی باندھا تو ایک ہی کفارہ واجب ہوگا۔ اور اگر دو کپڑے دو مختلف موقعون پر پہنے جنمین سے ایک موضع ضرورت تھا اور ایک نہ تھا مثلاً اُسکو عمامہ یا ٹوپی کی ضرورت تھی اور اُسنے اُن دونون کے ساتھ قمیص پہنی یا اور کسی طرح ایسا ہی کیا تو اُسپر دو کفارے لازم ہونگے ایک کفارہ ضرورت کا اور ایک اختیار کا اور اگر ضرورت کیوجہ سے کپڑا پہنتا تھا پھر وہ ضرورت جاتی رہی اور وہ اسیطرح ایک یا دو دن پہنتا رہا پس جبتک ضرورت کے زائل ہونے مین شک ہے تب تک فقط کفارہ ضرورت کا واجب ہوگا اور جب ضرورت کے زائل ہوجانے کا یقین ہوگیا تو اُسپر دو کفارے لازم ہونگے ایک کفارہ ضرورت کا اور ایک کفارہ اختیار کا یہ بدائع مین لکھا ہے اور اصل ان مسائل کے جنس مین یہ ہے کہ موضع ضرورت مین اگر زیادتی کرے تو وہ بھی گناہ سمجھا جاتا بلکہ کل کی ضرورت سمجھی جاتی ہے اور اگر موضع ضرورت کے سوا اور کہین زیادتی کرے تو وہ نیا گناہ سمجھا جاتا ہے یہ محیط اور ذخیرہ مین لکھا ہے صاحب احرام اگر بیمار ہو یا اُسکو بخار آئے اور اگر اُسکو بعض وقت مین کپڑا پہننے کی ضرورت ہو اور بعض وقت نہو تو جبتک وہ بیماری زائل ہوگی تب تک ایک ہی کفارہ لازم ہوگا اور اُس سے وہ بخار دفع ہوگیا اور دوبارہ بخار آیا یا وہ بیماری اُس سے زائل ہوگئی اور دوسری بیماری آگئی تو امام ابو حنیفہ رح اور امام ابو یوسف رح کے قول کے بموجب اُسپر دو کفارے لازم ہونگے یہ شرح طحاوی مین لکھا ہے۔ اور اگر دشمن کا سامنا ہوا اور کپڑے پہننے کی حاجت ہوئی اور اُسنے کپڑے پہنے پھر دشمن چلا گیا اور اُسنے کپڑے اُتار پھر دشمن لوٹا یا دشمن اپنی جگہ سے نہین گیا تھا اور دن مین ہتھیار باندھکر اُس سے لڑتا تھا اور رات کو آرام کرتا تھا تو اُسپر ایک ہی کفارہ واجب ہوگا جبتک یہ عذر زائل نہوگا۔ اور اُن مسائل مین اصل یہ ہے کہ دیکھا جاتا ہے کہ ضرورت کپڑا پہننے کی ایک ہی یا مختلف ہین صورت لباس کا اعتبار نہین[1] ہوتا یہ بدائع مین لکھا ہے۔ تیسری فصل سر مونڈانے اور ناخن ترشوانے کے بیان مین اور بغیر ضرورت سر مونڈا یا تو اُسپر قربانی واجب ہوگی قربانی کے سوا اور کسی چیز سے اُسکا کفارہ نہین ہوسکتا یہ شرح طحاوی مین لکھا ہے امام ابو حنیفہ رح اور امام محمد رح کے قول کے بموجب حرم اور غیر حرم مین سر مونڈانا برابر ہے اور امام ابو یوسف رح نے یہ کہا ہے کہ اگر غیر حرم مین سر مونڈا دیگا تو اُسپر کچھ واجب نہوگا یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہے۔ اور اگر چوتھائی یا تہائی سر مونڈا یا تو بھی قربانی واجب ہوگی اور اگر چوتھائی سے کم سر مونڈا یا تو صدقہ واجب ہوگا یہ شرح طحاوی مین لکھا ہے اور اگر چوتھائی ڈاڑھی یا اُس سے زیادہ مونڈائی تو قربانی واجب ہوگی اور اگر چوتھائی سے کم مونڈائی تو صدقہ واجب ہوگا یہ سراج الوہاج مین

[1] یعنے ضرورت ہی کا اعتبار ہوگا ۱۲

لکھاہے اور اگر ساری گردن مونڈائی تو اُسپر قربانی واجب ہوگی یہ ہدایہ مین لکھاہی۔ اور اگر ناف کے نیچے کے بال مونڈے یا بغلون کے بال مونڈے یا اُن دونون مقامون یا اُنمین سے ایک کے بال اُکھاڑے تو قربانی واجب ہوگی یہ سراج الوہاج مین لکھاہی۔ اور اگر ایک بغل نصف سے زیادہ مونڈی تو صدقہ واجب ہوگا یہ شرح طحاوی مین ہے اور اگر پچھنے لگانے کے مقام کو مونڈا تو امام ابوحنیفہ رح کے قول کے بموجب قربانی واجب ہوگی یہ فتاوے قاضیخان مین لکھاہی اور اگر مونچھون کے بال کترے تو یہ حساب کرینگے کہ جسقدر بال کترے ہین وہ چوتھائی داڑھی کا کونسا حصہ ہی پس اُسی حساب کے بموجب اُسپر کھانا دینا واجب ہوگا مثلاً وہ چوتھائی داڑھی کے چہارم حصے کے برابر ہے تو اُسپر بکری کی چوتھائی قیمت واجب ہوگی یہ ہدایہ مین لکھاہی۔ اور اگر ایک پورے عضو کے بال مونڈے تو قربانی واجب ہوگی اور اگر عضو سے کم کے بال مونڈے تو صدقہ واجب ہوگا عضو سے مراد ران اور پنڈلی اور بغل ہی سر اور داڑھی مراد نہین یہ محیط مین لکھاہی۔ اور اگر سر یا ناک یا داڑھی کے چند بال اُکھاڑے تو ہر بال کے عوض ایک کف کھانا واجب ہوگا یہ فتاوئے قاضیخان مین لکھاہی کوئی شخص اصلع[۵۱] ہی اور اُسکے بال چوتھائی سر سے کم ہین تو اُنکے مونڈانے مین اُسپر صدقہ واجب ہوگا اور اگر چوتھائی سر کے برابر ہوئے تو قربانی واجب ہوگی یہ غایۃ السروجی شرح ہدایہ مین لکھاہی اگر صاحب احرام روٹی پکاتا تھا اور اُسکے کچھ بال جلگئے تو صدقہ دیوے اور اگر صاحب احرام نے سر یا داڑھی کو کھجایا اور اُس سے ایک بال ٹوٹ گیا تو صدقہ واجب ہوگا یہ سراج الوہاج مین لکھاہی۔ اگر سر اور داڑھی اور بغلون اور کل بدن کے بال مونڈے پس اگر یہ سب ایک جگہ مونڈے تو ایک قربانی واجب ہوگی اور ہر جگہ کے بال جدا جدا مقامون مین مونڈے تو ہر ایک کے عوض قربانی واجب ہوگی یہ قول امام ابوحنیفہ رح اور امام ابویوسف رح کا ہی۔ اگر سر کے بال مونڈے اور اُسکے عوض قربانی ذبح کی اور وہ ابھی تک اُسی مقام مین ہی پھر داڑھی مونڈائی تو اُسپر دوسری قربانی لازم ہوگی اور اگر چوتھائی سر ایک مجلس مین اور چوتھائی سر دوسری مجلس مین اور پھر اسیطرح سے دوسری مجلسونمین چوتھائی چوتھائی سر مونڈا کر کل سر چار مجلسون مین مونڈا یا تو جبتک اول کا کفارہ نہین دیاہی بالاتفاق ایک ہی قربانی لازم ہوگی یہ فتح القدیر مین لکھاہی اگر کسی احرام والے یا بے احرام والے کا سر مونڈا اور وہ خود بھی صاحب احرام تھا اُسپر صدقہ واجب ہی خواہ اُسکے حکم سے مونڈا ہو یا بغیر حکم اور اُسنے خوشی سے سر مونڈایا ہو یا کسیکی زبردستی سے یہ غایۃ السروجی شرح ہدایہ مین لکھاہی اور اگر بے احرام والے نے کسی احرام والے کا سر اُسکے حکم سے یا بغیر حکم کے مونڈا تو احرام والے پر کفارہ واجب ہوگا اور وہ مونڈنے والے سے کچھ نہ لیگا یہ فتاوئے قاضیخان مین لکھاہی۔ اور سر مونڈانے والا جو صاحب احرام نہین ہی اُسپر صدقہ واجب ہوگا یہ غایۃ السروجی شرح ہدایہ مین لکھاہی اور اگر احرام والے نے کسی بے احرام والے کی مونچھین کترین یا ناخن تراشے تو کچھ کھانا کھلادے یہ ہدایہ مین لکھاہی جس شخص نے سر مونڈانے مین تاخیر کی یہانتک کہ قربانی کے دن گذر گئے تو اُسپر قربانی لازم ہوگی۔ اسیطرح اگر قارن[۵۲] اور متمتع نے اگر ذبح مین تاخیر کی یہانتک کہ قربانی

[۵۱] اصلع وہ شخص جسکے سر کے بال مقدم سر مین پیدائشی نہون یا کسی عارضہ سے جاتے رہے ہون ۱۲ [۵۲] اُسکی توضیح اپنے موقع پر دیکھو ۱۲

دن گند ہگئے تو بھی یہی حکم ہے یہ محیط مین لکھا ہے۔ قارن نے اگر قربانی ذبح کرنے سے پہلے سر مونڈا یا تو امام ابوحنیفہ رح کے نزدیک اُسپر دو قربانیان واجب ہونگی ایک ذبح سے پہلے سر مونڈانے کی اور دوسری قران کی یہ تبیین مین لکھا ہے صاحب احرام پر اپنے ناخن تراشنے جائز نہین اور اگر ایک ہاتھ یا ایک پاؤن کے ناخن بغیر ضرورت تراشے تو اُسپر قربانی واجب ہوگی اور اگر دونون ہاتھون اور دونون پاؤن کے ایک مجلس مین تراشے تو ایک قربانی کافی ہے اور اگر ایک ہاتھ یا ایک پاؤن کے تین ناخن تراشے تو صدقہ واجب ہوگا ہر ناخن کے بدلے نصف صاع گیہون دے لیکن اگر سب صدقون کی قیمت ایک ایک قربانی کے برابر ہو جاوے تو کچھ کم کرے اور اگر پانچ ناخن ایک ہاتھ کے تراشے اور کفارہ نہ دیا پھر دوسرے ہاتھ کے ناخن تراشے تو اگر دونون ہاتھون کے ناخن ایک مجلس مین تراشے تو ایک قربانی واجب ہوگی اور اگر دو مجلسون مین تراشے تو دو قربانیان واجب ہونگی اور اگر پانچ ناخن ایک ہاتھ کے ایک مجلس مین تراشے اور چوتھائی سر مونڈا اور کسی عضو پر خوشبو لگائی خواہ ایک مجلس مین خواہ مختلف مجلسون مین تو ہر ایک جنس کے بدلے علیحدہ قربانی واجب ہوگی اور اگر چارون ہاتھ پاؤن مین پانچ ناخن متفرق تراشے تو امام ابوحنیفہ رح اور امام ابو یوسف رح کے نزدیک ہر ناخن کے عوض نصف صاع گیہون دے اور اسیطرح چارون ہاتھ پاؤن مین سے جسکے ناخن تراشے تو اسیطرح صدقہ واجب ہوگا اور اگر سب ناخن سولہ ہونگے تو ہر ناخن کے عوض نصف صاع گیہون دیگا لیکن جب اُنکی قیمت قربانی کے برابر ہو جاوے تو جسقدر چاہے کم کرے یہ شرح طحاوی مین لکھا ہے صاحب احرام کا ناخن ٹوٹ کر لگ رہا پھر اُسکو جدا کر دیا تو کچھ واجب نہ ہوگا یہ کافی مین لکھا ہے۔ بالون کے اُکھاڑنے اور کاٹنے اور نورہ[1] سے صاف کرنے اور دانتون سے اُکھاڑنے کا حکم مثل مونڈنے کے ہے یہ سراج الوہاج مین لکھا ہے یہ چند مسائل پہلی فصلون کے متعلق ہین جو افعال ایسے ہین کہ اُنکو اپنے اختیار سے کرنے مین قربانی لازم آتی ہے جیسے سلے ہوے کپڑے پہننا اور بال مونڈنا اور خوشبو لگانا اور ناخن تراشنا تو ایسے افعال کو کسی بیماری یا ضرورت کیوجہ سے کریگا تو کفارہ لازم ہوگا جو کفارہ چاہے اختیار کرے یہ شرح طحاوی مین لکھا ہے اور کفارے یہ ہین قربانی یا صدقہ یا روزہ اگر قربانی اختیار کرے تو حرم مین ذبح کرے یہ محیط مین لکھا ہے۔ اور اگر حرم سے باہر ذبح کریگا تو قربانی ادا نہ ہوگی لیکن اگر چھ مسکینون کو اُسکا گوشت صدقہ کر دے اور ہر مسکین کو اسقدر دے جسکی قیمت نصف صاع گیہون ہو تو کفارہ ادا ہو جاویگا یہ شرح طحاوی مین لکھا ہے۔ اور اگر روزے اختیار کرے تو جہان چاہے وہان تین دن کے روزے رکھے یہ محیط مین لکھا ہے چاہے برابر برابر روزے رکھے چاہے جدا جدا رکھے یہ شرح طحاوی مین لکھا ہے اور اگر صدقہ اختیار کرے تو تین صاع گیہون چھ مسکینون کو دے ہر مسکین کو نصف صاع دے اور افضل یہ ہے کہ مکہ کے فقیرونکو صدقہ دے اور اگر باہر کے فقیرون کو دیا تو جائز ہے۔ اس صدقہ کا دوسرے کو مالک کر دینا یا اُسکو مباح کر دینا امام ابوحنیفہ رح اور امام ابو یوسف رح کے نزدیک جائز ہے۔ اور امام محمد رح کے نزدیک مالک کر دینے کے سوا اور

---

[1] وہ دوا جسکے لگانے سے بال گر جاتے ہین ۱۲

کچھ جائز نہین یہ ظہیریہ اور شرح طحاوی مین لکھا ہی **چوتھی فصل** جماع کے بیان مین جماع جو فرج سے
باہر ہو اور مساس اور شہوت سے بوسہ حج اور عمرہ کو فاسد نہین کرتا انزال ہو یا نہو اُسپر قربانی واجب ہوگی
یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی اور اسیطرح اگر شہوت سے چپٹ جاوے یا کسی چوپایہ جانور کے دخول کرے
تو کچھ واجب نہوگا لیکن انزال ہوگیا تو قربانی واجب ہوگی اور اسکا حج اور عمرہ فاسد نہوگا یہ شرح طحاوی کے
باب الحج والعمرہ مین لکھا ہی اگر عورت کی فرج کو شہوت سے دیکھا اور انزال ہوگیا تو کچھ واجب نہوگا جیسے
تصور کرنے مین انزال ہونے مین کچھ واجب نہین ہوتا یہ ہدایہ مین لکھا ہی اور اسیطرح اگر بہت دیر تک دیکھتا
رہا یا بار بار دیکھا تو کچھ واجب نہین ہوتا یہ غایۃ السروجی شرح ہدایہ مین لکھا ہی۔ اور اسیطرح احتلام سے غسل کے سوا کچھ
واجب نہین ہوتا اور اگر ہاتھ کے عمل سے منی نکالنے کا ارادہ کیا اور انزال ہوگیا تو امام ابوحنیفہ رح کے نزدیک
قربانی لازم ہوگی یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی اگر فقط حج کیا تھا اور وقوف عرفہ سے پہلے عورت سے مجامعت کی
اور مرد اور عورت دونون صاحب احرام تھے تو جسوقت دونون کے عضو ملے اور حشفہ چھپا تو دونون کا حج فاسد
ہوجاویگا اور ان دونون پر واجب ہے کہ اسیطرح سب حج کے افعال ادا کرین اور اس فاسد حج کو تمام کرین اور اُن
دونون پر علیحدہ علیحدہ قربانی واجب ہی اس قربانی مین بکری کافی ہوتی ہی اور ان دونون پر واجب ہی کہ سال آئندہ
مین حج کو قضا کرین اور اُن دونون پر عمرہ واجب نہین یہ شرح طحاوی مین لکھا ہی۔ اور اگر وطی بھولے سے یا جانکر یا کسی کی
زبردستی سے یا سوتے مین کی ہو تو سب کا حکم برابر ہی اور لڑکے اور مجنون کی وطی کا بھی یہی حکم ہی یہ محیط سرخسی مین
لکھا ہی۔ اور اگر شوہر ایسا لڑکا تھا کہ اُسکی طرح کے لڑکے مجامعت کرسکتے ہین تو عورت کا حج فاسد ہوگا اور اُس
لڑکے کا حج فاسد نہ ہوگا اور عورت لڑکی یا مجنونہ تھی تو حکم برعکس ہوگا یہ فتح القدیر مین لکھا ہی۔ اگر وقوف عرفہ سے
پہلے مجامعت کی اور اُسکے بعد پھر مجامعت کی تو اگر وہ دونون فعل ایک مجلس مین ہوے تو ایک ہی قربانی واجب
ہوگی اور اگر دو مختلف مجلسون مین ہوئے تو امام ابوحنیفہ رح اور امام ابویوسف رح کے قول کے بموجب انمین سے
ہر ایک پر دو قربانیان واجب ہونگی اور اگر بار بار مجامعت احرام کے توڑدینے کے طور پر کی تو بھی ایک قربانی
سے زیادہ واجب نہوگا خواہ ایک مجلس مین ہو یا کئی مجلسون مین ہو یہ شرح طحاوی مین لکھا ہی اور اگر وقوف عرفہ کے
بعد مجامعت کی خواہ بھولکر کی ہو یا جانکر تو حج فاسد نہوگا یہ فتاوائے قاضیخان مین لکھا ہی۔ اور انمین سے ہر ایک پر
بدنہ یعنے اونٹ یا گائے کی قربانی واجب ہوگی اور اگر بار بار مجامعت کی تو اگر مجلس ایک ہے تو ایک بدنہ کے سوا
اور کچھ واجب نہوگا اور اگر مجالس دو ہین تو امام ابوحنیفہ رح اور امام ابویوسف رح کے قول کے بموجب اول کے عوض
بدنہ اور دوسری کے عوض بکری واجب ہوگی یہ شرح طحاوی مین لکھا ہی۔ اور اگر دوسرا جماع احرام توڑنے کے طور
پر تھا تو اُسکی قربانی واجب نہ ہوگی یہ محیط مین لکھا ہی۔ اور اگر سر مونڈانے کے بعد مجامعت کی تو ایک بکری کی
قربانی واجب ہوگی یہ کافی مین لکھا ہی۔ اور اگر پورے طواف زیارت یا نصف سے زیادہ کے بعد مجامعت کی
تو کچھ واجب نہ ہوگا اور اگر تین مرتبہ طواف کے بعد مجامعت کی تو بدنہ واجب ہوگا اور حج پورا ہوجاویگا یہ شرح طحاوی

مین لکھا ہے۔ اور اگر طواف زیارت کیلیے سر نہ مونڈا یا اور سر مونڈانے سے پہلے مجامعت کی تو بکری کی قربانی واجب
ہوگی یہ تبیین مین ہے اور اگر عمرہ مین چار مرتبہ طواف کرنے سے پہلے مجامعت کی تو عمرہ فاسد ہوگیا اور اسیطرح
اُسکو تمام کرے اور دوبارہ قضا کرے اور بکری کی قربانی اُسپر واجب ہوگی اور اگر چار طوافون یا اُس سے
زیادہ کے بعد مجامعت کی تو اُسپر بکری کی قربانی واجب ہوگی اور عمرہ فاسد نہوگا یہ ہدایہ مین لکھا ہے اور اگر عمرہ کرنیوالا
دو عمرون مین کئی بار مجامعت کرے تو دوسری مجلس کے عوض بکری کی قربانی واجب ہوگی اور اسیطرح اگر صفا و مروہ کے
درمیان مین سعی سے فارغ ہونے کے بعد مجامعت کی تو بھی یہی حکم ہے یہ ایضاح مین لکھا ہے یہ حکم اُسوقت ہے کہ جب
سر مونڈانے سے پہلے ہوا اور اگر سر مونڈانے کے بعد ہو تو کچھ واجب نہ ہوگا یہ شرح طحاوی مین لکھا ہے۔ اور اگر
قارن ہوا اور عمرہ کے طواف سے پہلے مجامعت کرے تو عمرہ اور حج فاسد ہوجاویگا اور اُن دونون کے افعال
اسیطرح ادا کرتا رہے اور سال آئندہ مین اُسپر حج اور عمرہ واجب ہوگا اور قران کی قربانی اس سے ساقط ہوجاویگی
یہ محیط مین لکھا ہے اور اُسپر دو بکریون کی قربانی واجب ہوگی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہے اور اگر قارن نے عمرہ کا طواف
کرنے کے بعد اور وقوف عرفہ سے پہلے مجامعت کی تو حج اُسکا فاسد ہوجاویگا اور عمرہ فاسد نہوگا اور اُسپر دو قربانیان
واجب ہونگی اور سال آئندہ مین حج کی قضا کرے اور قران کی قربانی اس سے ساقط ہوجاویگی اور اسیطرح اگر عمرہ کے
چار مرتبہ طواف کرنے کے بعد مجامعت کی تو بھی یہی حکم ہے اور اگر وقوف عرفہ کے بعد مجامعت کی تو عمرہ اور حج
فاسد نہوگا و بعوض حج کے اونٹنی و عمرہ کے بکری کی قربانی واجب ہوگی اور قران کی قربانی بھی لازم ہوگی یہ محیط مین
لکھا ہے۔ اور اگر پورے یا اکثر طواف زیارت کے بعد مجامعت کی تو کچھ واجب نہوگا لیکن اگر سر مونڈانے یا بال کترانے
سے پہلے طواف زیارت کیا تھا تو دو بکریون کی قربانی واجب ہوگی اسلیے کہ حج اور عمرہ دونون کا احرام ابھی باقی
ہے اور اگر ایک ہی مجلس مین دوبارہ مجامعت کی تو اُسپر قربانی کے سوا اور کچھ واجب نہین اور اگر دوسری مجلس مین
مجامعت کی تو دو قربانیان اور واجب ہونگی اور اُس قربانی مین دو بکریان کافی ہین یہ شرح طحاوی مین لکھا ہے اور اگر
متمتع تھا پس اگر قربانی کو خود ہانک کر نہین لے چلا تھا تو وہی حکم ہے جو صرف حج کرنیوالے اور صرف عمرہ کرنیوالے
کا حکم بیان ہوا اور اگر قربانی خود ہانک کر لے چلا تھا تو متمتع اور قارن کا حکم بعض احکام مین برابر ہے اور وہ یہ ہین اگر
عمرہ کے طواف سے یا وقوف عرفہ سے پہلے مجامعت کی تو متمتع کی قربانی اُس سے ساقط ہوجاویگی اور اگر وقوف عرفہ کے
بعد مجامعت کی تو دو قربانیان واجب ہونگی یہ محیط مین لکھا ہے عورت اور مرد اس حکم مین برابر ہین اگر عورت نے سوتے
مین یا زبردستی مجامعت کی یا عورت نے لڑکے یا مجنون نے مجامعت کی تو بھی یہی حکم ہے یہ فتاوےٰ قاضیخان مین لکھا ہے

پانچوین فصل طواف و سعی اور اکڑ کر چلنے اور جمرون پر کنکریان مارنے کے گناہون کے بیان مین اگر بے وضو طواف
زیارت کیا تو ایک بکری کی قربانی واجب ہوگی اور جنابت کی حالت مین کیا تو بھی یہی حکم ہے اور اگر نصف سے زیادہ
طواف جنابت یا بے وضو ہونے کی حالت مین کیا تو بھی وہی حکم ہے جو کل کا ہے اور افضل یہ ہے کہ جبتک مکہ مین ہے طواف
کا اعادہ کرے اور قربانی اُسپر واجب نہوگی اور اصح یہ ہے کہ بے وضو ہونے کی صورت مین اعادہ مستحب ہے اور

جنابت کی حالت مین واجب ہی اور اگر بے وضو طواف کیا تھا اور پھر اُسکا اعادہ کیا تو اُسپر قربانی واجب نہوگی اگرچہ ایام نحر کے بعد اعادہ کیا ہو اور اگر جنابت کی حالت مین طواف کیا اور ایام نحر مین اسکا اعادہ کیا تو اُسپر کچھ واجب نہوگا اور اگر ایام نحر کے بعد اعادہ کیا تو تاخیر کیوجہ سے امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک قربانی واجب ہوگی یہ کافی مین لکھا ہی۔ اور بدنہ[1] اس سے ساقط ہوجاویگا یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی اور اگر جنابت مین طواف کیا اور اپنے اہل و عیال مین چلا آیا تو واجب ہی کہ نیا احرام باندھکر پھر لوٹے اور اگر نہ لوٹا اور بدنہ بھیجدیا تو کافی ہی لیکن لوٹنا افضل ہی اور اگر بے وضو طواف کیا اور اپنے اہل و عیال مین چلا گیا تو اگر لوٹا اور طواف کیا تو جائز ہی اور بکری کی قربانی بھیجدی تو افضل ہی یہ تبیین مین لکھا ہی اور جس شخص نے طواف زیارت مین سے تین بار یا اُس سے کم طواف چھوڑ دیا تو اُسپر بکری کی قربانی واجب ہی اور اگر اپنے اہل و عیال مین چلا آیا اور پھر طواف کے واسطے نہ لوٹا اور قربانی کے واسطے ایک بکری بھیجدی تو جائز ہی یہ ہدایہ مین لکھا ہی اور اگر طواف زیارت نصف سے کم بے وضو کیا تو اگر اپنے اہل و عیال مین چلا آیا تو اُسپر صدقہ واجب ہوگا ہر بار کے طواف کے عوض نصف صاع گیہون دے لیکن اگر اُسکی قیمت قربانی کے برابر ہوجاوے تو جسقدر چاہے کم کر دے اور اگر طواف زیارت نصف سے کم جنابت کی حالت مین کیا اور اپنے اہل و عیال کیطرف کو لوٹا تو اُسپر قربانی واجب ہی اور بکری کی قربانی کافی ہی۔ اور اگر ابھی مکہ مین ہی اور طہارت کی حالت مین اُسکا اعادہ کر لیا تو جو قربانی واجب ہوئی تھی ساقط ہوجاویگی اور امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک اگر ایام نحر مین اُسکا اعادہ کیا تو قربانی ساقط ہوگی اور اگر اُسکے بعد اعادہ کیا تو ہر بار کے طواف کے عوض نصف صاع گیہون کا صدقہ واجب ہوگا یہ شرح طحاوی کے باب الحج والعمرہ مین لکھا ہی اور اگر طواف زیارت مین کپڑے پر قدر درہم سے زیادہ نجاست لگی تھی تو کراہت کے ساتھ جائز ہی اور اُسپر کچھ لازم نہوگا یہ محیط مین لکھا ہی اور اگر طواف صدر بے وضو ہونے کی حالت مین کیا تو اُسپر صدقہ واجب ہوگا یہی اصح ہی اور اگر طواف زیارت نصف سے کم بے وضو کیا تو بھی سب روایتون کے بموجب صدقہ واجب ہوگا اور اعادہ سے بالاجماع ساقط ہوجاویگا یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی اور اگر کل یا اکثر طواف صدر جنابت کی حالت مین کیا تو قربانی واجب ہوگی اور اگر اپنے اہل و عیال مین چلا آیا ہی تو بکری کی قربانی کافی ہی اور اگر مکہ مین ہی اور اُسکا اعادہ کیا تو وہ قربانی ساقط ہوجاویگی اور تاخیر کیوجہ سے بالاتفاق کچھ اُسپر واجب نہوگا اور اگر نصف سے کم یہ طواف جنابت کی حالت مین کیا اور اپنے اہل و عیال مین چلا آیا تو ہر بار کے طواف کی عوض نصف صاع گیہون کا صدقہ اُسپر واجب ہوگا اور اگر وہ مکہ مین ہی اور اُسکا اعادہ کر لیا تو بالاجماع ساقط ہوجاویگا یہ شرح طحاوی کے باب الحج والعمرہ مین لکھا ہے۔ اور اگر پورا یا اکثر طواف صدر چھوڑ دیا تو ایک بکری کی قربانی واجب ہوگی اور اگر طواف صدر مین تین بار کا طواف چھوڑ دیا تو تین مسکینون کو کھانا دینا اُسپر واجب ہے ہر مسکین کو نصف صاع گیہون دے یہ کافی مین لکھا ہی اگر جنابت کی حالت مین طواف زیارت کیا اور اُسکا اعادہ اُسپر واجب ہوا تو اگر آخر ایام تشریق مین طہارت کی

[1] یعنے اونٹ یا گاے کی قربانی ۱۲

حالت مین طواف الصدر کیا تو طواف الصدر طواف الزیارت کے عوض مین واقع ہوگا اور طواف الصدر اُسکے ذمہ باقی رہیگا اور اُسکے چھوڑنے کیوجہ سے قربانی واجب ہوگی یہ حکم بلا خلاف ہے اور امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک طواف الزیارت مین تاخیر کرنے[1] کیوجہ سے ایک قربانی اور واجب ہوگی یہ محیط مین لکھا ہے۔ اور اگر بے وضو طواف الزیارت کیا اور آخر ایام تشریق مین طواف الصدر با وضو کیا تو اُسپر قربانی واجب ہوگی یہ تبیین مین لکھا ہے اور اگر طواف الزیارت بے وضو کیا اور طواف الصدر جنابت کی حالت مین تو بالاتفاق اُسپر دو قربانیان واجب ہونگی ایک قربانی طواف الزیارت کی اور ایک قربانی طواف الصدر کی۔ اور اگر طواف الزیارت اور طواف الصدر دونون کو چھوڑ دیا تو اُسپر عورت ہمیشہ کے واسطے حرام ہوگی اور اُسپر واجب ہے کہ پھر لوٹے اور ان دونون طوافون کو ادا کرے اور طواف الزیارت کی تاخیر کیوجہ سے امام ابو حنیفہ رح کے قول کے بموجب قربانی واجب ہوگی طواف الصدر کی تاخیر کیوجہ سے کچھ واجب نہوگا اسلیے کہ اُسکا وقت مقرر نہین ہے اور اگر خاص طواف الزیارت کو چھوڑ دیا اور طواف الصدر کیا تو طواف الصدر بعوض طواف الزیارت کے واقع ہوگا اور طواف الصدر کے چھوڑنے کیوجہ سے اُسپر قربانی واجب ہوگی اور اگر طواف زیارت مین سے نصف سے زیادہ چھوڑ دیا مثلاً فقط تین طواف کیے اور طواف الصدر پورا کیا اور سعی کی پھر اپنے گھر چلا تو اسمین سے چار مرتبہ کا طواف طواف الزیارت مین شامل ہوگا اور امام ابو حنیفہ رح کے قول کے بموجب ایک قربانی طواف الزیارت کی تاخیر کیوجہ سے واجب ہوگی اور سب فقہا کے قول کے بموجب ایک قربانی طواف الصدر کے چار مرتبہ چھوڑنے کیوجہ سے واجب ہوگی اور اگر طواف الزیارت مین سے تین مرتبہ کا طواف چھوڑ دیا تو ایک صدقہ تاخیر کیوجہ سے واجب ہوگا ایک طواف الزیارت مین سے تین بار طواف چھوڑنے کیوجہ سے واجب ہوگا اور اگر طواف الزیارت اور طواف الصدر دونون مین سے چار چار مرتبہ کا طواف چھوڑ دیا تو کل طواف زیارت کا ہوگا اور وہ کل چھ مرتبہ طواف ہے اور ایک مرتبہ کا طواف الزیارت جو باقی رہا اُسکی وجہ سے قربانی لازم آویگی اور طواف الصدر کے چھوڑنے کیوجہ سے بھی قربانی لازم ہوگی اور اگر ان دونونمین سے ہر ایک مرتبہ چار بار طواف کیا تو طواف الزیارت کی جو کمی ہے وہ طواف الصدر مین سے پوری کیجاویگی اور ایک صدقہ طواف الزیارت کی تاخیر کیوجہ سے اور ایک صدقہ طواف الصدر کی کمی کیوجہ سے واجب ہوگا اور اگر طواف الزیارت چار مرتبہ کیا اور طواف الصدر نہ کیا تو ہمارے نزدیک حج اسکا جائز ہوگا اور اُسپر دو بکریون کی قربانی واجب ہوگی ایک بکری طواف الزیارت کی کمی کیوجہ سے اور دوسری بکری طواف الصدر چھوڑنے کیوجہ سے اور یہ دونون قربانیان سال آئندہ مین بھیجے اور منےٰ مین ذبح کیجاوین یہ فتاوےٰ قاضیخان مین لکھا ہے۔ اور اگر بے وضو طواف قدوم[2] کیا تو اُسپر صدقہ واجب ہوگا اور اگر جنابت کی حالت مین طواف قدوم کیا تو اُسپر ایک بکری کی قربانی واجب ہوگی یہ سراج الوہاج مین لکھا ہے اور غایۃ البیان مین مذکور ہے کہ اگر بے وضو طواف قدوم کیا اور اپنے گھر چلا اور اُسکے بعد سعی کی تو جائز ہے اور افضل یہ ہے کہ طواف زیارت کے

سـ[1] یعنے گیارھوین و بارھوین و تیرھوین تاریخ ماہ ذی الحجہ کی ۱۲ سـ[2] طواف قدوم و طواف الصدر و طواف الزیارت کی تصریح اپنے اپنے موقع پر دیکھو ۱۲

بعد سعی اور اگر اکڑ کر چلنے کا اعادہ کرے اور اگر جنابت کی حالت مین طواف قدوم کیا اور اُسکے بعد سعی کی اور اکڑ کر
چلا تو اُسکا اعتبار نہین ہے اور واجب ہے کہ طواف زیارت کے بعد سعی کرے اور اسمین اکڑ کر چلے یہ بحر الرائق مین لکھا
ہے اگر بے وضو یا جنابت کی حالت مین عمرہ کا طواف کیا پس جبتک مکہ مین ہے طواف کا اعادہ کرے اور اگر
اپنے اہل وعیال مین آگیا اور طواف کا اعادہ نہ کیا تو بے وضو طواف کرنے کی صورت مین قربانی لازم ہوگی اور
جنابت کی حالت مین بھی بطور استحسان کے ایک بکری کافی ہے یہ محیط مین لکھا ہے۔ اور جس شخص نے عمرہ کا طواف
اور سعی بے وضو کی پس جبتک مکہ مین ہے اُن دونون کا اعادہ کرے اور جب اُن دونون کا اعادہ کریگا تو کچھ اُسپر
واجب نہوگا اور اگر اعادہ سے پہلے اپنے اہل وعیال مین چلا گیا تو طہارت کے چھوڑنے کیوجہ سے اُسپر قربانی واجب
ہوگی اور پھر مکہ کو لوٹنے کا حکم نہ کیا جاویگا اسلیے کہ رکن کے ادا کرنے سے وہ احرام سے باہر ہوگیا اور سعی کیوجہ سے
کچھ اُسپر واجب نہوگا اور اگر طواف کا اعادہ کیا اور سعی کا اعادہ نہ کیا تو بھی صحیح قول کے بموجب یہی حکم ہے یہ ہدایہ
مین لکھا ہے اور اگر طواف زیارت کی حالت مین اُسکا ستر کھلا ہوا تھا تو جبتک مکہ مین ہے اُسکا اعادہ کرے اور اگر
اعادہ نہ کریگا تو قربانی واجب ہوگی یہ اختیار شرح مختار مین لکھا ہے۔ جو شخص صفا و مروہ کے درمیان مین سعی چھوڑ دے
اُسپر قربانی واجب ہوگی اور حج اُسکا پورا ہوگا یہ قدوری مین لکھا ہے۔ اور اگر جنابت یا حیض یا نفاس کی حالت
مین سعی کی تو سعی اُسکی صحیح ہے۔ اور اگر احرام سے باہر ہونے اور مجامعت کرنے کے بعد یا حج کے مہینہ کے بعد
سعی کرے تو بھی یہی حکم ہے یہ سراج الوہاج مین لکھا ہے اگر سواری پر طواف کیا یا اسطرح طواف کیا کہ کوئی اُسکو
اُٹھائے ہوے تھا اور صفا و مروہ کے درمیان مین سعی بھی انھین دونون صورتون مین سے کسیطرح کی تو اگر
یہ فعل عذر سے تھا تو جائز ہے اور کچھ لازم نہوگا اور اگر بغیر عذر تھا تو جبتک مکہ مین ہے اُسکا اعادہ کرے اور جب
اپنے اہل وعیال مین چلا گیا تو ہمارے نزدیک اُسکے واسطے قربانی کرے یہ محیط مین لکھا ہے جو شخص عرفات سے
امام کے جانے سے پہلے اور غروب سے قبل چلا گیا تو اُسپر قربانی واجب ہوگی اگر غروب کے بعد چلا گیا تو کچھ واجب
نہوگا اور اگر غروب سے پہلے لوٹ آیا تو صحیح قول کے بموجب قربانی اُس سے ساقط ہو جاویگی اور اگر غروب کے
بعد لوٹا تو ظاہر روایت کے بموجب ساقط نہوگی اسمین فرق نہین ہے کہ اپنے اختیار سے جاوے یا اونٹ کی شوخی کی
وجہ سے چلا جاوے یہ سراج الوہاج مین لکھا ہے جو شخص مزدلفہ مین وقوف چھوڑ دے اُسپر قربانی واجب ہوگی۔ یہ
ہدایہ مین لکھا ہے۔ اور اگر کل جمرون پر کنکریان مارنا چھوڑ دے یا صرف ایک جمرہ پر کنکریان مارے یا یوم نحر کو صرف
جمرہ عقبہ پر کنکریان مارے تو اُسپر ایک قربانی واجب ہوگی اور اگر کچھ تھوڑی سی کنکریان مارنا چھوڑ دے تو ہر کنکری کے
عوض نصف صاع گیہون صدقہ دے لیکن جب اُسکی قیمت ایک بکری کے برابر ہو جاوے تو جسقدر چاہے کم کرے یہ اختیار
شرح مختار مین لکھا ہے۔ حج کے افعال مین سے جس فعل کو اُسکے موقع سے تاخیر کریگا تو بکری کی قربانی واجب ہوگی
اگر کوئی شخص حرم سے نکلا اور اُسنے اپنا سر مونڈا یا خواہ حج کے واسطے سر مونڈا یا ہو یا عمرہ کے واسطے
تو امام ابوحنیفہ رح اور امام محمد رح کے نزدیک قربانی واجب ہوگی اور اگر قارن اور متمتع ذبح سے پہلے سر مونڈا لین

تو امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک دو قربانیان واجب ہونگی اور صاحبینؒ کے نزدیک ایک قربانی واجب ہوگی
یہ بحر الرائق مین لکھا ہی

نوان باب شکار کے بیان مین۔ شکار سے مراد وہ جانور ہی جو اصلی پیدائش مین وحشی ہو اور وہ دو قسم ہے ایک بری یعنے خشکی کے اور اس سے مراد وہ جانور ہی جسکی پیدائش خشکی مین ہو اور دوسرے بحری جسکی پیدائش پانی مین ہو اسواسطے کہ اصل اسمین پیدائش کی جگہ ہی اور اسکے بعد خشکی یا پانی مین رہنا عارضی ہی۔ پس اس سکونت سے اصل متغیر نہین ہوتی بری شکار صاحب احرام پر حرام ہی بحری حرام نہین یہ تبیین مین لکھا ہی۔ اگر صاحب احرام شکار کو قتل کرے تو اسپر جزا واجب ہوگی یہ متون مین لکھا ہی۔ اور اسمین جانکر اور بھولکر اور خطا سے مارنیوالا برابر ہے خواہ یہ اول بار شکار کرنیوالا ہو یا دوسری بار یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی۔ اور ابتدا کرنیوالا اور اسکا اعادہ کرنیوالا برابر ہی یہ تبیین مین لکھا ہی یہ شکار کسی کی ملک ہو یا مباح ہو دونون برابر ہین یہ محیط مین لکھا ہی اور جزا اس کے شکار کی وہ قیمت ہوگی جو دو عادل شخص اسی مکان مین اور اسی زمانہ مین جسمین وہ قتل ہوا ہی تجویز کرین اسواسطے کہ مکان اور زمانہ کے بدلنے سے قیمت بدل جاتی ہی اور اگر ایسا جنگل ہو جہان شکار نہ بک سکتا ہو تو جو سب سے زیادہ قریب ایسا موضع ہو جہان شکار بک سکتا ہی وہان کی قیمت کا اعتبار کرینگے یہ تبیین مین لکھا ہی۔ اور قیمت مین اسکو اختیار ہی چاہے اس سے کوئی قربانی خرید کر ذبح کرے اگر قیمت اسقدر ہو اور اگر چاہے کھانا خرید کر تصدق کرے ہر مسکین کو نصف صاع گیہون یا ایک صاع[1] چھوارے یا جو دے اور اگر چاہے روزہ رکھے یہ کافی مین ہے پھر اگر اسنے روزہ رکھنا اختیار کیا تو مارے ہوے شکار کی قیمت اناج سے اندازہ کیجاوے اور یہ شخص ہر آدھے صاع اناج کے عوض ایک روزہ رکھے اور اگر اناج مین سے نصف صاع سے کم بڑھا تو اسکو اختیار ہی چاہے اسکے عوض روزہ رکھے یا اتنا طعام خرید کر صدقہ کرے یہ ایضاح مین لکھا ہی اور اگر اسکی قیمت مسکین کے کھانے سے کم ہو تو یا اسیقدر کھانا دے یا ایک دن کا روزہ رکھے یہ کافی مین لکھا ہی اور اگر قربانی کا ذبح کرنا اختیار کرے تو حرم مین ذبح کرے اور اسکا گوشت فقیرون کو تصدق کرے اور اگر کھانا دینا چاہے تو جہان چاہے دے اور یہی حکم روزہ کا ہی یہ تبیین مین لکھا ہی۔ اور اگر حرم سے باہر قربانی ذبح کی تو قربانی ادا نہوگی لیکن اگر ہر فقیر کو اسقدر گوشت دیا ہی جسکی قیمت نصف صاع گیہون کے برابر ہو تو کھانے کا صدقہ ادا ہو جاویگا اور اگر قیمت اس سے کم ہی تو اسقدر اور دیکر اسکو پورا کرے اور اگر قربانی کے ذبح کرنے کے بعد گوشت چوری گیا تو قربانی حرم مین ذبح کی تھی تو اسپر بدل اسکا واجب نہین اور اگر حرم سے باہر ذبح کی تو اسکا بدل اسپر واجب ہی یہ محیط مین لکھا ہی اور اگر قربانی اختیار کی اور جو قیمت اسپر واجب ہوئی تھی وہ کچھ بچ رہی اور جسقدر بچ رہی ہے وہ قربانی کی قیمت کے برابر نہین ہی تو اسکو اختیار ہی کہ اگر چاہے تو اسمین سے ہر نصف صاع گیہون کی قیمت کے عوض مین روزہ رکھے اور اگر چاہے تو اسکا کھانا فقیرون کو تصدق کرے اور ہر مسکین کو نصف صاع گیہون دے

سلہ عرب مین پیمانہ متعارف ہی کہ وہان غلہ پیمانہ کی ناپ سے فروخت ہوتا ہی ۱۲

اور اگر چاہے تھوڑے کے عوض روزہ رکھے اور تھوڑے کے عوض صدقہ دے اور اگر قیمت اُسکی دو قربانیون کے برابر ہو تو اُسکو اختیار ہی چاہے دو قربانیان ذبح کرے یا دونون کے عوض صدقہ دے یا دونون کے عوض روزے رکھے یا ایک قربانی ذبح کرے اور باقی کے عوض جونسا کفارہ چاہے ادا کرے یا ایک قربانی ذبح کرے اور باقی کے عوض کچھ روزے رکھے کچھ صدقہ دے یہ تبیین مین لکھا ہی- اگر صاحب احرام حرم مین شکار کو قتل کرے تو اُسپر وہی واجب ہوگا جو حرم سے باہر شکار کرنے سے واجب ہوتا اور حرم کیوجہ سے کچھ اور واجب نہوگا یہ نہایہ مین لکھا ہی جو شخص احرام سے باہر ہو اگر وہ حرم مین شکار کو قتل کرے تو اُسکا حکم بھی وہی ہی جو صاحب احرام کا ہی لیکن روزے اُسکو کافی نہین ہین قارن اگر شکار کو قتل کرے تو اُسپر دو چند جزا لازم ہوگی یہ شرح طحاوی مین لکھا ہی جو شخص کسی ایسے شکار کو قتل کرے جسکا گوشت نہین کھایا جاتا جیسے درندہ جانور[1] اور مثل اُنکے تو اُسپر جزا لازم ہوگی اور وہ جزا ایک بکری کی قیمت سے زیادہ نہوگی- اور اگر درندہ جانور صاحب احرام پر حملہ کرے اور وہ اُسکو قتل کرے تو کچھ لازم نہوگا اور اسیطرح اگر شکار حملہ کرے تو بھی یہی حکم ہی یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی صاحب احرام اگر کسی کے تعلیم یافتہ باز کو قتل کرے تو تعلیم یافتہ باز کی قیمت اُسکے مالک کو دیوے اور غیر تعلیم یافتہ باز کی قیمت حق اللہ اُسپر واجب ہوگی جو شکار کسیکی ملک ہوا اور پلا ہوا اور تعلیم یافتہ ہو تو اُسکے قتل کرنے مین اسیطرح تعلیم یافتہ کی قیمت للہ واجب ہوگی یہ شرح طحاوی مین لکھا ہی- اور اگر احرام سے باہر کوئی شخص کسی کے مملوک تعلیم یافتہ شکار کو حرم مین قتل کرے تو بھی یہی حکم ہی یہ محیط سرخسی کے باب قتل الصید مین لکھا ہی- اگر صاحب احرام شکار کو زخمی کرے تو اگر وہ مرجاوے تو اُسکی قیمت کا ضامن ہوگا اور اگر وہ اچھا ہوگیا اور کچھ اثر باقی نہ رہا تو ضامن نہوگا اور اگر کچھ اثر باقی رہا تو جسقدر اُسکی قیمت مین نقصان آگیا ہی اُسکا ضامن ہوگا- اور اگر یہ نہ معلوم ہو کہ وہ مرگیا یا اچھا ہوگیا تو استحسان یہ ہی کہ تمام قیمت لازم ہوگی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی- اور اگر زخمی کرنے کے بعد اُسکو مردہ پایا اور یہ معلوم ہوا کہ وہ کسی اور سبب سے مرا ہی تو زخمی کرنے سے جو واجب ہوا تھا اُسیکا ضامن ہوگا یہ نہر الفائق مین لکھا ہی- اور اگر کسی شکار کو زخمی کیا یا اُسکے بال اُکھاڑے یا کوئی عضو اُسکا کاٹا تو اسوجہ سے جو اُسکی قیمت مین نقصان ہوگیا ہی اُسکا ضامن ہوگا اور اگر پرندجانور کا بازو اُکھاڑا یا کسی جانور کے پانون کاٹ ڈالے جسکی وجہ سے وہ اپنے آپ کو بچا نہین سکتا تو پوری قیمت لازم ہوگی یہ ہدایہ مین لکھا ہی- اگر صاحب احرام کسی شکار کا انڈا توڑ دے تو اگر وہ گندا ہی تو کچھ واجب نہوگا اور اگر صحیح انڈا ہی تو ہمارے نزدیک اُسکی قیمت کا ضامن ہوگا یہ نہایہ مین لکھا ہی اگر شکار کا انڈا بھونا تو بھی یہی حکم ہی یہ محیط اور محیط سرخسی مین لکھا ہی- اگر کسی شکار کو زخمی کیا اور اُسکا کفارہ دیا پھر اُسکو قتل کیا تو دوسرا کفارہ دے اور اگر قتل کرنے سے پہلے کفارہ نہین دیا تھا تو قتل کا کفارہ اور زخمی کرنے کیوجہ سے جو نقصان آیا تھا وہ واجب ہوگا یہ محیط مین لکھا ہی- اور اگر اول شکار کو زخمی کرکے اُسکو بچنے کے قابل نہ رکھا اور پھر قتل کیا تو دوسری جزا اُسپر واجب ہوگی وجیز مین لکھا ہی کہ اگر جزا اُسکے

---

[1] جیسے بھیڑیا یا چیتا یا شیر اور کھٹا کتا ۱۲

ادا کرنے سے پہلے اُسکو قتل کیا تو دوسری جزا واجب نہوگی یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی بے احرام والے نے حرم کے شکار کو زخمی کیا پھر اُسکے بالون یا بدن کیوجہ سے اُسکی قیمت بڑھگئی اور وہ زخم کیوجہ سے مرگیا تو اُس زخمی ہونے کیوجہ سے جو نقصان ہوا ہی اُسکا ضامن ہوگا اور مرنے کے دن جو اُسکی قیمت تھی وہ واجب ہوگی اور اگر زخمی کرنے کے بعد اُسکی قیمت بالون یا بدن کیوجہ سے گھٹ گئی اور وہ اُسی زخم کیوجہ سے مرگیا تو جو اُسکے زخمی ہونے کے دن اُسکی قیمت تھی وہ واجب ہوگی اور اگر جزا ادا کرنیکے بعد اُسکی قیمت حرم مین بالون یا بدن کیوجہ سے بڑھگئی پھر اُس زخم کیوجہ سے مرگیا تو اُس زیادتی کا ضامن ہوگا جیسے کفارہ دینے سے پہلے حکم تھا اگر صاحب احرام نے حرم سے باہر کسی شکار کو زخمی کیا پھر وہ احرام سے باہر ہوگیا اور شکار کی قیمت بالون یا بدن کیوجہ سے زیادہ ہوگئی تو زخمی کرنے کی وجہ سے جو نقصان ہوا تھا اور اُسکے علاوہ مرنے کے دن جو اُسکی قیمت تھی وہ واجب ہوگی اور اگر قیمت زیادہ ہونے سے پہلے فدیہ دیدیا تو زیادتی کا ضامن ہوگا اور اگر ابھی تک وہ صاحب احرام ہی تو فدیہ دینے کے بعد بھی زیادتی کا ضامن ہوگا اور اگر شکار اُسکے قبضہ مین ہوا اور اُسکے زخمی کرنیکا فدیہ دیدیا پھر وہ مرگیا تو از سر نو اُس قیمت کا ضامن ہوگا جو مرنے کے دن تھی بے احرام والے نے حرم کے شکار کو زخمی کیا لیکن اُسمین بچنے کی قوت باقی ہی پھر کسی دوسرے احرام والے نے اسیطرح اُسکو زخمی کیا اور اُن دونون زخمون سے وہ مرگیا تو اول شخص پر قیمت کا وہ نقصان واجب ہوگا جو تندرست شکار کو زخمی کرنے سے قیمت کی کمی ہوگی اور دوسرے شخص پر وہ نقصان واجب ہوگا جو زخمی شکار کو پھر زخمی کرنے سے قیمت مین کمی ہوگی اور پھر جو اُسکی قیمت باقی رہیگی تو اُن دونون پر النصف النصف واجب ہوگی اگر اول شخص نے اُسکا ہاتھ یا پاؤن کاٹا اور اُسکو بچنے کی قوت سے باہر کردیا پھر دوسرے شخص نے اُسکا ہاتھ یا پاؤن کاٹا تو پہلا شخص اُسکی پوری قیمت کا ضامن ہوگا خواہ وہ مرے یا نہ مرے اور دوسرا شخص اُس نقصان کا ضامن ہوگا جو اُسکے کاٹنے کیوجہ سے اُسکی قیمت مین کمی ہوئی اور اگر وہ مرگیا تو دوسرے شخص پر اُسکی ایسی النصف قیمت واجب ہوگی جو دو زخمون کی حالت مین تھی اور اگر پہلے شخص کے زخمی کرنیکے بعد اور دوسرے شخص کے زخمی کرنے کے بیچ مین اُسمین زیادتی ہوگئی پھر مرا تو پہلا شخص اُس نقصان کا ضامن ہوگا جو اُسکے زخمی کرنے کیوجہ سے اُسکی قیمت مین کمی ہوگئی اور قیمت کی زیادتی اُسکے ذمہ نہوگی اور اُسکے مرنے کے روز کی قیمت کا بھی بحساب اُسکے زیادہ ہونے اور دوسرے کے تندرست زخمی ہونیکے اسپر واجب ہوگی اور دوسرا شخص اُس نقصان کا ضامن ہوگا جو اُسکے زخمی کرنے کیوجہ سے اُس کی قیمت مین کمی ہوئی اور اس فدیہ مین جو اُسکی قیمت زیادہ ہوگئی ہی اُسکا حساب کیا جاویگا اور اُسکے علاوہ اُسکی ایسی نصف قیمت بھی اُسپر لازم ہوگی جو اُسکے مرنے کے دن دو زخمون کی حالت مین ہو اور اگر دوسرے شخص نے اُسکو قتل کیا یا اُسکی آنکھ پھوڑدی تو پہلے زخم کی حالت مین جو اُسکی قیمت تھی اُسکا ضامن ہوگا اور اگر پہلے شخص نے ایسا زخمی کیا تھا جس سے وہ ہلاک ہوتا اور دوسرے شخص نے اُسکے ہاتھ یا پاؤن کاٹے اور اُن دونون کیوجہ سے وہ مرگیا تو پہلا شخص اُس نقصان کا ضامن ہوگا جو تندرست شکار کو زخمی کرنے کیوجہ سے اُسکی قیمت مین کمی ہوئی اور اُسکے علاوہ اُسی نصف قیمت کا

ضامن ہوگا جو دو زخمون کی حالت مین اسکی قیمت ہو اور دوسرا شخص اُس قیمت کا ضامن ہوگا جو پہلے زخم کی حالت
مین اسکی قیمت تھی خواہ وہ مرے یا نہ مرے اور اگر وہ دونون شخص صاحب احرام تھے تو بھی یہی حکم ہے لیکن قیمت
دونون پر پوری پوری واجب ہوگی یہ کافی مین لکھا ہے۔ اگر دو[ف۱] صاحب احرام حرم سے باہر یا حرم کے اندر شکار کو
قتل کرین تو ہر ایک شخص پر پوری جزا لازم ہوگی اسیطرح اگر ایک شکار قتل کرنے مین بہت احرام والے شریک
ہون تو ہر ایک پر پوری جزا لازم ہوگی یہ شرح طحاوی مین لکھا ہے اور اگر صاحب احرام کے ساتھ قتل کرنے مین
کوئی لڑکا یا کافر شریک تھا تو لڑکے اور کافر پر کچھ واجب نہوگا اور صاحب احرام پر پوری جزا لازم ہوگی۔ اگر
دو بے احرام والے شخص حرم مین کسی شکار کو ایک ضرب سے قتل کرین تو ہر شخص پر نصف قیمت واجب ہوگی
اور اگر ایک جماعت ایک ضرب سے قتل کرے تو جسقدر آدمی ہین اسیقدر اسکی قیمت کے حصے ہوکر ہر شخص پر
ایک ایک حصہ واجب ہوگا اور اگر ایک شخص نے ایک ضرب لگائی اُسکے بعد دوسرے شخص نے دوسری ضرب
لگائی تو ہر شخص پر وہ واجب ہوگا جو اسکی ضرب کیوجہ سے اسکی قیمت مین کمی ہوئی پھر ہر ایک شخص پر دو ضربون کی
حالت مین جو اسکی قیمت تھی اسکا نصف واجب ہوگا اور اگر بے احرام شخص کے ساتھ قتل کرنے مین ایک احرام
والا شریک تھا تو صاحب احرام پر پوری قیمت اور بے احرام پر نصف قیمت جو اسکی دو ضربین لگنے کی حالت مین
تھی واجب ہوگی۔ اگر بے احرام شخص نے حرم مین ایک شکار پکڑا اور دوسرے بے احرام نے اُسکے ہاتھ مین
اسکو قتل کردیا تو ہر شخص پر پوری جزا لازم ہوگی اور شکار کے پکڑنے والے کو جو دینا پڑا ہے وہ قاتل سے پھیر لیگا
یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہے اور اگر ایک بے احرام شخص اور ایک قارن دونون کسی شکار کو حرم مین قتل
کرین تو بے احرام شخص پر نصف قیمت اور قارن[ف۲] پر دو چند قیمت واجب ہوگی اور اگر ایک بے احرام شخص اور ایک
مفرد حج کرنیوالا اور ایک قارن تینون شخصون نے شریک ہوکر حرم کے شکار کو قتل کیا تو بے احرام شخص پر
تہائی قیمت واجب ہوگی اور فقط حج کرنیوالے پر پوری قیمت اور قارن پر دو چند قیمت واجب ہوگی اور یہی
قیاس ان مسائل مین جاری ہوتا ہے یہ شرح طحاوی مین لکھا ہے۔ اور اگر اول بے احرام نے اُسکے مارنے مین ابتدا کی
پھر مفرد حج کرنے والے نے اور اسکے بعد قارن نے اسکو مارا اور وہ جانور مرگیا تو بے احرام شخص پر وہ نقصان
واجب ہوگا جو تندرست شکار کے زخمی کرنے کیوجہ سے اسکی قیمت مین کمی ہوگئی اور اسکے علاوہ تین زخمون کی
حالت مین جو اسکی قیمت ہوگی اسکی تہائی اُسپر واجب ہوگی اور فقط حج کرنیوالے پر جو پہلے زخم کی حالت مین اُسکے
دوسرے زخم لگانے سے قیمت مین کمی ہوگئی وہ واجب ہوگی اُسکے علاوہ وہ تین زخمون کی حالت مین جو اسکی قیمت
تھی وہ واجب ہوگی اور قارن پر وہ نقصان واجب ہوگا جو دو زخمون کی حالت مین اُسکے تیسرے زخم لگانے سے

ف۱ اس سے کچھ خاص عدد مراد نہین ہے بلکہ مراد یہ ہے کہ اگر اکیلا ایک محرم نے قتل کیا تو اسی پر پوری جزا لازم ہوگی اور اگر چند محرمون نے ملکر ایک شکار
کو قتل کیا تو ہر ایک پر ایک ایک جزا پوری لازم آویگی خواہ وہ کتنے ہی شخص کیون نہ ہون ۱۲ ف۲ کیونکہ قارن نے دو احرامون کی حالت مین
یہ جنایت کی تو بعوض ہر احرام کی جنایت کے ایک ایک جزا لازم ہوگی حاصل یہ کہ اس صورت مین اعتبار احرام کا کیا جاتا ہے نہ عدد
صید کا ۱۲ منہ

اُسکی قیمت مین کمی ہوئی اور اُسکے علاوہ جو تینون زخمون کی حالت مین اُسکی قیمت تھی وہ دوچند واجب ہوگی اور
اگر پہلے شخص نے شکار کا ہاتھ یا پاؤن کاٹا یا بازو توڑا اور دوسرے شخص نے دونون آنکھین پھوڑین
تو اول شخص پر تندرست شکار کی قیمت واجب ہوگی اور دوسرے شخص پر پہلے زخم کی حالت مین جو اُسکی قیمت تھی
واجب ہوگی اور قارن پر دو زخمون کی حالت مین جو اُسکی قیمت تھی دوچند واجب ہوگی یہ غایۃ السروجی شرح ہدایہ
مین لکھا ہے اگر عمرہ کے احرام مین کسی شکار کو ایسا زخمی کیا جس سے وہ ہلاک نہوگا پھر اُس عمرہ کے احرام کیساتھ حج کا
احرام بھی ملا لیا اور دوبارہ اُسکو زخمی کیا اور ان سب زخمون کیوجہ سے وہ مرگیا تو عمرہ کیوجہ سے اُس تندرست
جانور کی قیمت اُسپر واجب ہوگی اور حج کیوجہ سے وہ قیمت واجب ہوگی جو پہلے زخم کی حالت مین تھی اور اگر وہ
عمرہ کے احرام سے باہر ہوگیا اور پھر حج کا احرام باندھا اور پھر دوبارہ اُس شکار کو زخمی کیا تو عمرہ کیوجہ سے وہ
قیمت لازم ہوگی جو دوسرے زخم کی حالت مین اور حج کیوجہ سے وہ قیمت لازم ہوگی جو پہلے زخم کی حالت مین تھی
اور اگر عمرہ کے احرام سے باہر ہوکر حج اور عمرہ کے قران کا احرام باندھا اور پھر شکار کو زخمی کیا اور وہ مرگیا تو عمرہ کیوجہ سے
اُس قیمت کا ضامن ہوگا جو دوسرے زخم کی حالت مین اُسکی قیمت تھی اور قران کیوجہ سے پہلے زخم کی حالت مین
جو اُسکی قیمت تھی وہ دوچند واجب ہوگی اور اگر پہلا زخم ہلاک کرنیوالا تھا مثلاً اُسکا ہاتھ کاٹ ڈالا اور باقی سب
صورتین اُسیطرح ہین تو عمرہ کیوجہ سے تندرست جانور کی قیمت لازم ہوگی اور قران کیوجہ سے پہلے زخم کی حالت
مین جو اُسکی قیمت تھی وہ دوچند واجب ہوگی اور اگر دوبارہ بھی اُسکا ہاتھ کاٹا تھا تو پہلے زخم کی حالت مین جو
واجب ہوا تھا وہی اس مرتبہ واجب ہوگا یہ محیط سرخسی مین لکھا ہے۔ اگر فقط عمرہ کرنیوالے نے کسی شکار کو زخمی کیا
اور پھر کسی بے احرام شخص نے بھی اُس شکار کو زخمی کیا پھر فقط عمرہ کرنیوالے نے اپنے عمرہ کے احرام مین حج کا احرام
بھی ملا لیا اور پھر اُسکو زخمی کیا اور اُن سب زخمون سے وہ شکار مرگیا تو عمرہ کیوجہ سے اس قیمت کا ضامن ہوگا جو
بے احرام شخص کے زخمی کرنیکی حالتمین اُسکی قیمت تھی اور حج کیوجہ سے اُس قیمت کا ضامن ہوگا جو سب زخمون کی
حالت مین اُسکی قیمت تھی اور بے احرام شخص اُس نقصان کا ضامن ہوگا جو پہلے زخم کی حالت مین دوبارہ زخمی کرنے
سے اُسکی قیمت کم ہوگئی اور اُسکے علاوہ تینون زخمون کی حالت مین جو قیمت ہی وہ نصف اُسپر واجب ہوگی اور
اگر اُسکے زخمی کرنے کے بعد عمرہ کے احرام سے باہر ہوگیا پھر بے احرام شخص نے اُسکو زخمی کیا پھر پہلے شخص نے
قران کیا اور اس حالت مین اُسکو دوبارہ زخمی کیا اور وہ جانور مرگیا تو عمرہ کیوجہ سے اُس قیمت کا ضامن ہوگا جو اخیر کے
دو زخمون کی حالت مین اُسکی قیمت تھی اور قران کیوجہ سے پہلے زخم کی حالت مین جو اُسکی قیمت تھی وہ دوچند
واجب ہوگی اور اسیطرح بے احرام شخص کا بھی حکم بدل جاویگا اور اگر یہ سب زخم ہلاک کرنیوالے تھے جیسے ہاتھ
یا پاؤن کاٹنا اور آنکھین پھوڑنا تو عمرہ کیوجہ سے تندرست جانور کی قیمت لازم ہوگی اور قران کیوجہ سے پہلے دو
زخمون کی حالت مین جو اُسکی قیمت تھی وہ دوچند واجب ہوگی اور بے احرام شخص پر پہلے زخمی ہونے کی حالت
مین جو اُسکے دوبارہ زخمی کرنے سے اُسکی قیمت مین کمی ہوئی وہ نقصان واجب ہوگا اور اُسکے علاوہ جو تینون

زخمون کی حالت مین قیمت ہی وہ نصف واجب ہوگی یہ کافی مین لکھا ہی۔ اگر کئی جانورون کو مارا تو اسیطرح کئی جزائین واجب ہونگی لیکن اگر اس جانور کے مارنے مین احرام سے باہر ہونے یا احرام توڑنے کا ارادہ کیا ہی تو یہ حکم نہین ہی جیساکہ اصل مین مذکور ہی۔ صاحب احرام اگر بہت سے شکار احرام سے باہر ہونے یا احرام توڑنے کے ارادہ پر کرے تو ان سب کی وجہ سے ایک ایک قربانی واجب ہوگی اسلیے کہ وہ احرام سے باہر ہونے کا ارادہ کرتا ہی احرام کی حالت مین گناہ کا ارادہ نہین کرتا اور جلد احرام سے باہر ہو جانے مین ایک قربانی واجب ہوتی ہی یہ بحر الرائق مین لکھا ہی۔ اگر کوئی سبب پیدا کرنے سے شکار کا قتل کرنیوالا قرار پایا پس اگر سبب پیدا کرنے مین حکم شرع سے تجاوز کرنیوالا ہو تو قیمت کا ضامن ہوگا ورنہ نہوگا پس اگر کسی نے کوئی جال لگایا اور اسمین کوئی جانور پھنس کر مرگیا یا پانی کے واسطے گڑھا کھودا اور اسمین کوئی شکار گر کر مرگیا تو کچھ اسپر واجب نہوگا۔ اگر کسی صاحب احرام نے دوسرے شخص کی خواہ وہ احرام والا ہو یا بے احرام شخص ہو کسی شکار کے مارنے مین مدد کی تو اسکی قیمت کا ضامن ہوگا یہ بدائع مین لکھا ہی۔ جسطرح صاحب احرام پر شکار کا قتل کرنا حرام ہی اسیطرح شکار کو بتانا بھی حرام ہی اور شکار کے بتلانے سے بھی اسیقدر جزا لازم ہوگی جو قتل کرنے سے لازم ہوتی ہی یہ محیط مین لکھا ہی اور جس دلالت کی وجہ سے جزا لازم ہوتی ہی وہ یہ ہی کہ جس شخص کو بتایا وہ پہلے سے اس شکار سے واقف نہو اور اسکے بتانے کو سچ جان لے اور اگر اسکے بتانے کو جھوٹ جانا اور پھر وہی شکار دوسرے شخص نے بتایا اور اسکو سچ جانا تو جس شخص کے قول کو جھوٹ جانا ہی اسپر کچھ واجب نہوگا اور یہ بھی شرط ہی کہ جس شخص کو شکار بتایا ہی جب وہ شکار کو قتل کرے تو بتانیوالا اسوقت تک احرام مین ہو لیکن اگر بتانے والا احرام سے باہر ہوگیا پھر اس شخص نے جس کو بتایا تھا قتل کیا تو بتانے والے پر کچھ واجب نہوگا مگر گنہگار ہوگا اور یہ بھی شرط ہی کہ جس شخص کو شکار بتایا ہی وہ اس شکار کو وہین پکڑے جہان اسنے بتایا تھا اور اگر وہ شکار اس جگہ سے چلا گیا پھر دوسری جگہ اسنے پکڑ کر قتل کیا تو بتانیوالے پر کچھ واجب نہوگا یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی۔ اگر کسی صاحب احرام نے کسی صاحب احرام کو شکار بتایا تو دونون شخصون پر پوری جزا لازم ہوگی۔ اگر احرام والے نے کسی بے احرام شخص کو شکار بتایا اور اسنے شکار کو قتل کیا تو بتانے والے پر اسکی قیمت لازم ہوگی اور بے احرام شخص پر کچھ لازم نہوگا یہ محیط مین ہے کسی بے احرام شخص نے احرام والے یا بے احرام شخص کو حرم کا شکار بتایا تو بتانے والے پر کچھ واجب نہوگا اور قاتل پر جزا لازم ہوگی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی اگر کسی شکار کیطرف کو اشارہ کیا تو جس شخص کو اس نے اشارہ سے بتایا ہی اگر وہ اسکے اشارہ کرنے سے پہلے اس شکار کو جانتا یا دیکھتا تھا تو اشارہ کرنیوالے پر کچھ واجب نہوگا مگر مکروہ ہی یہ بدائع مین لکھا ہی اگر کوئی احرام والا شخص دوسرے احرام والے کو کوئی شکار بتاوے اور اسکے قتل کا حکم کرے اور دوسرا شخص تیسرے کو حکم کرے اور تیسرا شخص قتل کرے تو تینون سے ہر شخص پر پوری جزا لازم ہوگی اور اگر احرام والے نے کسی احرام والے کو شکار کی خبر کی لیکن اسکو وہ شکار نظر نہ آیا پھر دوسرے

سلہ۔ رہبری کرنا یعنے ناواقف کو کسی امر نامعلوم کیطرف رہبر ہونا ۱۲

احرام والے نے اس شکار کی خبر دی اُسنے پہلے شخص کی بات کو سچ جانا نہ جھوٹ پھر شکار کو تلاش کر کے اُسکو
قتل کیا تو ہر شخص پر جزا لازم ہوگی اگر کسی احرام والے نے کسی احرام والے کو کسی احرام والے کے پاس اسواسطے
بھیجا کہ اُس سے کہہ کہ فلان شخص یہ کہتا ہے کہ اس جگہ شکار ہے پس اُس شخص نے جاکر اُسکو قتل کیا تو اُس قاصد اور
بھیجنے والے اور قاتل تینون مین سے ہر شخص پر شکار کی قیمت واجب ہوگی اور جس شخص کے پاس پیغام بھیجا
ہے اگر وہ پہلے سے اُس شکار کو دیکھتا اور جانتا تھا تو قاتل کے سوا کسی پر کچھ واجب نہوگا اور قاتل پر جزا لازم
ہوگی اگر احرام والے نے شکار کیطرف اشارہ کر کے کسی شخص سے کہا کہ اس شکار کو گھونسلے مین سے پکڑ لے
اور اشارہ کرنیوالے کو ایک ہی شکار نظر آتا تھا پس وہ شخص گیا اور اُسنے اُس شکار کو پکڑا اور اُسکے ساتھ اور
ایک شکار کو اُسی گھونسلے مین سے پکڑا تو حکم کرنیوالے پر اُس شکار کی جزا لازم ہوگی جسکا اُسنے حکم کیا ہے اور دوسرے
شکار کیوجہ سے اُسپر کچھ لازم نہوگا اگر کسی احرام والے نے شکار کو کسی ایسے موقع پر دیکھا کہ تیر مارنے کے سوا
اور کسیطرح اُسپر قابو نہین ہو سکتا اور ایک دوسرے احرام والے نے اُسکو تیر کمان بتائی اور اُسکو دی اور اُسنے
تیر سے اُسکو قتل کیا تو ہر شخص پر جزا لازم ہوگی یہ محیط مین لکھا ہے اگر کسی نے ایک احرام والے سے چھری مانگ کر
ایک شکار کو قتل کیا تو احرام والے پر جزا لازم نہوگی لیکن یہ اُسکے واسطے مکروہ ہے یہ حکم اُسوقت ہے کہ جب
وہ شخص بغیر اُسکے چھری دینے کے بھی اُسکے ذبح پر قادر ہو اور اگر بغیر اُسکے چھری دینے کے اُسکے ذبح
پر قادر نہ تھا تو احرام والا قیمت کا ضامن ہوگا یہ محیط سرخسی مین لکھا ہے کئی احرام والے مکہ مین کسی گھر مین آئے
اور اُس گھر مین چڑیان اور کبوتر تھے اور انہین سے تین شخصون نے چوتھے شخص کو دروازہ بند کرنے کا حکم کیا اور اُسنے
دروازہ بند کر دیا اور وہ سب منیٰ کو چلے گئے اور جب وہ لوٹ کر آئے تو اُنہون نے دیکھا کہ کچھ جانور پیاس کیوجہ سے
مر گئے تو ہر شخص پر جزا لازم ہوگی یہ غایۃ السروجی شرح ہدایہ مین لکھا ہے اگر کسی صاحب احرام نے کوئی شکار پکڑا تو
اُسپر واجب ہے کہ اُسکو چھوڑ دے خواہ اُسکے ہاتھ مین ہو یا پنجرہ مین اُسکے ساتھ ہو یا اُسکے گھر مین ہو اور اگر کسی
دوسرے احرام والے نے اُسکے ہاتھ سے چھوڑ دیا تو چھوڑنے والے پر کچھ واجب نہوگا اسلیے کہ شکار کرنیوالا شکار
کا مالک نہین ہوا تھا اور اگر دوسرے شخص نے اُسکے ہاتھ مین قتل کر دیا تو اُن دونون مین سے ہر شخص پر جزا لازم
ہوگی اور ہمارے تینون اماموں کے نزدیک پکڑنیوالے کو اختیار ہے کہ قاتل سے وہ پھیر لے جو اُسکو کفارہ مین دینا
پڑا ہے اگر بے احرام شخص نے کوئی شکار پکڑا پھر اُس شکار کو ہاتھ مین پکڑے ہوئے تھا اور اُسی حالت مین اُسنے
احرام باندھا تو اُس شکار کو چھوڑ دینا اُسپر واجب ہے اور اگر اُسنے نہ چھوڑا اور وہ اُسکے ہاتھ مین مر گیا تو اُسکی قیمت
کا ضامن ہوگا یہ بدائع مین لکھا ہے اور اُس چھوڑ دینے کیوجہ سے وہ شکار اُسکی ملکیت سے باہر نہین ہوتا یہانتک کہ اگر
اُس چھوڑنے کے بعد دوسرے شخص نے اُسکو پکڑ لیا تو یہ احرام سے باہر ہونیکے بعد اُسکو پھیر سکتا ہے یہ شرح مجمع مین
لکھا ہے جو ابن ملک کی تصنیف ہے اور اگر کسی دوسرے شخص نے اُسکے ہاتھ مین سے چھوڑ دیا تو امام ابو حنیفہ رحمہ کے نزدیک

سلہ اسمین بھیجنے والے اور قاصد دونون کی سفیری و دلالت پائی گئی ۱۲

چھوڑنے والا مالک کو قیمت دیگا اور امام ابو یوسف رح کے نزدیک قیمت کا ضامن نہوگا۔ اور اگر شکار پنجرہ مین اُسکے ہاتھ یا اُسکے گھر مین ہی تو ہمارے نزدیک اُسکا چھوڑنا واجب نہین ہی یہ بدائع مین لکھا ہی۔ جو شخص شکار لیکر حرم مین داخل ہو تو وہ اگر درحقیقت اُسکے ہاتھ مین ہی تو حرم مین اُسکو چھوڑ دینا اُسپر واجب ہی اگر درحقیقت اُسکے ہاتھ مین نہین مثلاً اسباب مین ہی یا پنجرہ مین ہی تو اُسپر چھوڑنا واجب نہین یہ کفایہ مین لکھا ہی۔ اور اگر احرام باندھا اور اُسکے ہاتھ مین پنجرہ کے اندر شکار ہی یا احرام باندھا اور پنجرہ مین شکار ہی اور حرم مین اُسکو داخل نہین کیا تو ہمارے نزدیک اُسکو چھوڑنا واجب نہین ہی یہ شرح طحاوی مین لکھا ہی۔ اگر کوئی شخص حرم مین باز لیکر داخل ہوا اور اُسکو چھوڑ دیا اور اُسنے حرم کے کسی کبوتر کو قتل کیا تو اُسپر کچھ واجب نہوگا یہ محیط سرخسی کے باب قتل الصید مین لکھا ہی اگر کسی بے احرام شخص نے کسی بے احرام شخص کا شکار غصب کر لیا پھر غاصب نے احرام باندھا اور شکار اُسکے ہاتھ مین تھا تو اُسکو چھوڑ دینا اُسکو لازم ہی اور اُسکی قیمت مالک کو دیگا اور اگر مالک کو حوالہ کر دیا تو اُسکے ذمہ سے بری ہو گیا مگر بُرا کیا اور اُسپر جزا واجب ہو گی یہ محیط سرخسی مین ازالۃ الامن عن الصید کی فصل مین لکھا ہی اگر حرم مین داخل ہونیکے بعد شکار بیچا تو اگر وہ شکار ابھی مشتری کے پاس باقی ہی تو اُس بیع کا رد کرنا واجب ہوگا اور اگر مر گیا تو اُسکی قیمت واجب ہو گی اسیطرح صاحب احرام شکار بیچے تو بھی یہی حکم ہی اور اسمین فرق نہین ہی کہ حرم کے اندر بیچے یا وہان سے نکلنے کے بعد حرم کے باہر بیچے اور اگر دو شخص جو بے احرام ہون حرم کے اندر شکار کی خرید و فروخت کرین اور وہ شکار حرم سے باہر ہو تو امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک جائز ہے امام محمد رح کے نزدیک جائز نہین۔ اگر بے احرام شخص حرم کے شکار کو ذبح کرے تو اُسکی قیمت کا صدقہ کرے روزہ رکھنا کافی نہین ہی اور اُسکی جزا مین قربانی کرنے مین اختلاف ہی بعضون نے کہا ہی کہ جائز نہین اور ظاہر روایت کے بموجب جائز ہی یہ تبیین مین لکھا ہی بے احرام شخص اگر حرم کا شکار ذبح کرے تو اُسکا کھانا جائز نہین صاحب احرام اگر حرم سے باہر یا حرم کے اندر ذبح کرے تو وہ مردار ہوگا اور صاحب احرام پر جزا واجب ہو گی یہ سراجیہ مین لکھا ہی۔ اگر صاحب احرام نے تیر سے کسی شکار کو قتل کیا یا کتے یا باز تعلیم یافتہ کو چھوڑا اور اُسنے قتل کیا تو اُسکا کھانا حلال نہین ہی اور اُسپر جزا واجب ہو گی اور اگر صاحب احرام نے ایسے شکار مین سے کھایا جسکو خود ذبح کیا ہے تو اگر اُسکی جزا کے ادا کرنے سے پہلے کھایا ہی تو جو کچھ کھایا ہی اُسکا کفارہ بھی اسی مین داخل ہو جاویگا اور اُسپر ایک ہی جزا لازم ہو گی اور اگر جزا کے ادا کرنے کے بعد کھایا ہے تو امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک جو کھایا ہی اُسکی قیمت واجب ہو گی اور امام ابو یوسف رح اور امام محمد رح کے نزدیک توبہ اور استغفار کے سوا اور کچھ واجب نہین ہی اور اگر اُس گوشت مین سے کسی بے احرام شخص یا کسی اور صاحب احرام نے کچھ کھایا تو توبہ اور استغفار کے سوا بالاجماع اُسپر اور کچھ واجب نہین ہی یہ شرح طحاوی مین لکھا ہی اسمین مضائقہ نہین ہی کہ صاحب احرام اُس شکار کا گوشت کھاوے جسکو کسی بے احرام شخص نے شکار

سلہ اسلیے کہ محرم بوجہ احرام کے اُسکا اہل نہین ہی ۱۲

کرکے ذبح کیا ہو یہ حکم اُسوقت ہی کہ صاحب احرام نے وہ شکار اُسکو نہ بتایا ہو اور اُسکے ذبح کرنے یا شکار کرنے کا حکم نہ دیا یہ ہدایہ مین لکھا ہی۔ اور اگر صاحب احرام نے کسی شکار کا انڈا توڑا اور اُسکی جزا ادا کردی پھر اُسکو بھونکر کھالیا تو اُسپر کچھ لازم نہین ہی یہ غایۃ السروجی مین لکھا ہی اگر ایسے شکار کے تیر مارا جو کچھ حرم کے اندر ہی اور کچھ باہر تو شکار کے پاؤن کا اعتبار ہی یہ محیط مین لکھا ہی اگر شکار کے پاؤن حرم مین ہین اور سر حرم سے باہر ہی تو وہ حرم کا شکار ہی اور اگر اُس شکار کے پاؤن حرم سے باہر ہین اور سر حرم کے اندر ہے تو وہ شکار حرم سے خارج ہی اور اگر کچھ پاؤن حرم کے اندر ہین اور کچھ باہر تو وہ احتیاطًا حرم کا شکار سمجھا جاویگا یہ حکم اُسوقت ہی کہ جب وہ شکار کھڑا ہوا ہو اور اگر زمین پر لیٹا ہوا ہو تو اُسکے سر کا اعتبار ہی پاؤن کا اعتبار نہین پس اگر اُسکا سر حرم مین ہو اور پاؤن حرم سے باہر ہون تو وہ حرم کا شکار ہی اور اگر سر حرم سے باہر ہو اور پاؤن حرم مین ہون تو خارج حرم کا شکار ہی اور اگر شکار ایسے درخت پر ہو جسکی جڑ حرم مین ہو اور شاخین حرم سے باہر ہون اور شکار شاخون کے اوپر ہی تو درخت کا اعتبار نہین ہی شکار کی جگہ کا اعتبار کرے یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی اگر تیر مارنیوالا اور وہ شکار جسکے تیر مارتا ہی ان دونون مین سے ایک حرم کے اندر ہو تو تیر مارنیوالے پر جزا لازم ہی اور اگر دونون حرم سے باہر ہین اور تیر حرم مین ہوکر نہین جاتا اور پھر تیر پھینکنے والا صاحب احرام نہین تو کچھ واجب نہین ہی اور باز یا کتے کو اگر چھوڑے تو بھی یہی حکم ہی۔ ولوالجیہ مین ہی کہ اگر حرم سے باہر کسی شخص نے ایسے شکار کے تیر مارا جو حرم سے باہر تھا اور وہ شکار زخمی ہونے کے بعد حرم مین داخل ہوا اور وہان مرگیا تو اُسپر جزا واجب نہوگی اور اُسکا کھانا مکروہ ہی یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی۔ اگر بے احرام شخص نے کسی شکار پر کتا چھوڑا جو حرم سے باہر ہی اور کتا اُسکے پیچھے گیا اور حرم کے اندر اُسکو پکڑا تو چھوڑنے والے پر کچھ واجب نہوگا لیکن اُس شکار کو کھانا نہ چاہیے اور اگر بے احرام شخص نے ایسے شکار پر تیر مارا جو حرم سے باہر تھا پھر شکار حرم مین داخل ہوگیا اور تیر اُسکے حرم مین لگا تو اُسپر جزا واجب نہوگی یہ محیط مین لکھا ہی خانیہ مین ہی کہ امام ابوحنیفہ رح کے قول کے بموجب جزا لازم ہوگی یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی۔ اگر حرم کے اندر بھیڑیے پر کتا چھوڑا اور اُسنے کوئی شکار مار لیا یا بھیڑیے کے واسطے جال لگایا اور اُسمین کوئی شکار پھنس گیا تو اُسپر کچھ واجب نہوگا یہ فتاوی قاضیخان مین لکھا ہی۔ اور اگر کسی کے بھگانے سے کوئی جانور بھاگ کر کنوین مین گر گیا یا کسی اور چیز کی ٹکر لگی تو اُسپر جزا واجب ہوگی۔ اگر کوئی شخص سوار تھا یا جانور کو ہانک کر یا آگے سے کھینچکر لیے جاتا تھا اور اُس جانور نے اپنے ہاتھ یا پاؤن یا مُنھ سے کسی شکار کو مارا تو اُسپر جزا واجب ہوگی یہ معراج الدرایہ مین لکھا ہی اگر کسی شخص نے حرم کی ہرنی کو حرم سے باہر نکالا اور اُسکے بچے پیدا ہوے پھر وہ ہرنی اور بچے مر گئے تو اُسپر اُن سب کی جزا واجب ہوگی اگر کوئی بے احرام شخص ہرنی کو حرم سے باہر نکال لیگیا تو اُسپر اُسکا چھوڑ دینا واجب ہی اور جبتک وہ حرم مین نہ پہونچ جاوے وہ اُسکا ضامن ہی اور اگر حرم مین پہونچنے سے پہلے اُسکے بچہ پیدا ہوا یا اُسکے بدن یا بالون مین زیادتی ہوئی اور اُسکے کفارہ دینے سے

پہلے وہ مرگئی تو کل کا ضامن ہوگا اور اگر کفارہ دینے کے بعد مری تو اصل کا ضامن ہوگا زیادتی کا ضامن نہوگا اور
اگر اُسکو بیچ ڈالا اور مشتری کے پاس اُسکے بچے پیدا ہوے یا اُسکے بدن یا بالون مین زیادتی ہوئی پھر وہ ہرنی اور
اُسکے بچے سب مرگئے تو اگر بائع نے اُسکی جزا ابھی ادا نہین کی ہے تو کل کا ضامن ہوگا اور اگر جزا ادا کرنے کے بعد
بچے پیدا ہوے یا زیادتی ہوئی تو اصل کا ضامن ہوگا بچہ اور زیادتی کا ضامن نہوگا یہ غایۃ السروجی مین لکھا ہے۔ اگر کسی
جون کو مارا تو چاہیے صدقہ کرے مثلاً ایک چنگل بھر اناج دیدے یہ حکم اُسوقت ہے کہ جون کو اپنے بدن یا سر یا کپڑے
سے پکڑا ہو اور اگر زمین پر سے پکڑکر مارا تو کچھ واجب نہین اور جون کا مارنا اور زمین پر ڈالدینا برابر ہے۔ اور اگر دو
یا تین جوین مارین تو ایک چنگل بھر اناج دیدے اور اگر اس سے زیادتی کی تو نصف صاع گیہون دے اور جسطرح جون کا
مارنا جائز نہین اسیطرح مارنے کے واسطے غیر کو دینا بھی جائز نہین اور اگر ایسا کریگا تو ضامن ہوگا اور اسیطرح یہ جائز
نہین ہے کہ جون کو اشارہ سے بتاوے اور یہ بھی جائز نہین ہے کہ اپنے کپڑے دھوپ مین اس غرض سے ڈالے کہ جوین
مرجاوین اور جوون کے مارنے کی نیت سے کپڑون کو دھونا بھی جائز نہین ہے اگر کپڑے دھوپ مین ڈالے اور اُس سے
جوین مرین تو اگر بہت تھین تو نصف صاع گیہون واجب ہونگے اور اگر کپڑے خشک کرنے کے واسطے دھوپ
مین ڈالے اور اُس سے کچھ جوین وغیرہ مرگئین لیکن یہ اُسکی نیت نہ تھی تو کچھ واجب نہوگا اور اگر صاحب احرام
نے اپنے کپڑے کسی بے احرام شخص کو جوین مارنے کو دیے اور اُسنے جوین مارین تو حکم کرنیوالے پر جزا واجب ہوگی
اور اگر اشارہ سے کسیکو جون بتلائی اور اُسنے اُسکو مارا تو جزا واجب ہوئی۔ کھٹے کے اور بھیڑیے اور چیل اور
کوے اور نجاست کھانیوالے جانورون کے مارنے مین کچھ واجب نہین ہوتا۔ اور جو کوے غراب الزرع کہلاتے ہین
یعنے کھیتی کھاتے ہین وہ شکار مین داخل ہین اور سانپ اور بچھوا اور چوہے اور بھڑ اور چیونٹی اور گنیگچہ اور مکھی اور بھنگا
اور مچھڑ اور پسو اور چیچڑی اور کچھوے کے مارنے مین کچھ واجب نہوگا اور زمین کے کیڑون کے مارنے مین بھی کچھ واجب
نہوگا جیسے کہ سیہی اور خنفساء[1] یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہے۔ اور گوہ اور گرگٹ اور جھینگر کا بھی یہی حکم ہے یہ
سراج الوہاج مین لکھا ہے۔ اور کفتار[2] اور لومڑی جو اکثر ایذا دینے مین ابتدا نہین کرتی ہے صاحب احرام کو اُسکا
قتل جائز ہے اس سے کچھ واجب نہین ہوتا یہ غایۃ السروجی مین لکھا ہے خشکی کے تمام شکار کو مارنا صاحب احرام کو منع
ہے لیکن جو جانور ایذا دینے مین ابتدا کرتے ہون اُنکا مارنا جائز ہے یہ جامع صغیر مین لکھا ہے جو قاضیخان کی تصنیف ہے
صاحب احرام کو بکری اور گائے اور اونٹ اور مرغی اور پلی ہوئی بط کا ذبح کرنا جائز ہے یہ کنز مین لکھا ہے۔ حرم کے درخت
چار قسم کے ہوتے ہین تین قسمین ایسی ہین کہ اُنکو کاٹنا اور اُنسے نفع لینا جائز ہے اور اُنسے جزا لازم نہین آتی اول
درخت وہ ہین جنکو آدمیون نے بویا ہو اور وہ اُس قسم سے ہون جنکو آدمی بویا کرتے ہون دوسرے ہر وہ
درخت کہ جسکو آدمی نے بویا ہو اور وہ اُس جنس سے نہون جسکو آدمی بویا کرتے ہین تیسرے وہ درخت
خود جمے ہون اور وہ اس قسم سے ہون جنکو آدمی بویا کرتے ہون اور چوتھی قسم ایسی ہے جسکا کاٹنا اور اُس سے

[1] دونون صورتون مین صدقہ دینا ہوگا ۱۲ [2] صراح مین ہے کہ خنفساء ایک جانور گندہ ہوتا ہے ۱۲ [3] کفتار جسکو ہندی مین ہنڈار کہتے ہین ۱۲

نفع لینا حلال نہین اگر اُسکو کوئی شخص کاٹیگا تو اُسپر جزا لازم ہوگی وہ سب ایسے درخت ہین جو آپ سے جمے ہون اور اس جنس سے نہون جنکو آدمی بو یا کرتے ہین اور اس قسم کے درخت خواہ کسی کے مملوک ہون یا نہون سب کا حکم برابر ہی یہانتک کہ فقہانے لکھا ہی کہ اگر کسی شخص کی ملکیت زمین مین ام غیلان[ل] جمی اور اُسکو کوئی شخص کاٹے تو وہ مالک کو قیمت دیگا اور حق اللہ بھی بقدر قیمت اُسکو دینا واجب ہی یہ محیط مین لکھا ہی اگر کوئی شخص حرم کا ایسا درخت کاٹے جو سبز ہو اور نشو ونما کی حالت مین ہو پس اگر وہ کاٹنے والا شریعت کے خطاب کے لائق ہو تو اُس درخت کی قیمت سے کھانا خرید کر فقیرون پر صدقہ کرے اور ہر مسکین کو جہان چاہے نصف صاع گیہون دے اور اگر چاہے اُس سے قربانی خرید کر حرم مین ذبح کرے روزے اسمین جائز نہین ہین کاٹنے والا خواہ صاحب احرام ہو یا بے احرام یا قارن سب کا حکم برابر ہی پس جب اُسکی قیمت ادا کردے تو اُس کٹے ہوے درخت سے نفع لینا مکروہ ہی اور اگر اُسکو بیچا تو بیع جائز ہی اور اُسکی قیمت تصدق کرے اور حرم کے جو درخت خشک ہوگئے ہون اور نشو ونما کی حد سے نکل گئے ہون اُنکے اُکھاڑنے مین اور اُنسے نفع حاصل کرنے مین مضائقہ نہین یہ شرح طحاوی مین لکھا ہی۔ اگر درخت کاٹے تو اُسکی جڑ کا اعتبار ہی شاخونکا اعتبار نہین پس اگر درخت کی جڑ حرم مین ہو اور شاخین حرم سے باہر ہون تو وہ حرم کا درخت ہی اور اگر کچھ جڑ حرم مین اور کچھ حرم سے باہر ہو تو احتیاطًا حرم کا درخت ہوگا حرم کے درخت کے پتے لیتے اُسوقت جائز ہونگے کہ اُس سے کچھ درخت کا نقصان نہوتا ہو اور اسمین کچھ جزا لازم نہین ہی یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی اگر حرم کا کوئی درخت اُکھاڑا اور اُسکی قیمت دیدی پھر اُسکو وہین بو دیا اور وہ جم گیا پھر دوبارہ اُکھاڑا تو اُسپر کچھ واجب نہوگا اسلیے کہ وہ جزا دینے سے اسکا مالک ہوگیا یہ بحر الرائق مین لکھا ہی اگر حرم کا درخت کاٹنے مین دو احرام والے یا دو بے احرام شخص یا ایک احرام والا اور ایک بے احرام شخص شریک ہون تو اُن دونو پر قیمت واجب ہوگی یہ غایۃ السروجی شرح ہدایہ مین لکھا ہی اگر حرم کی ہری گھانس لی تو اُسپر قیمت واجب ہوگی سوکھی گھانس لینے مین کچھ مضائقہ نہین یہ شرح طحاوی مین لکھا ہی حرم کی گھانس نہ چرادین نہ کاٹین مگر اذخر کا کاٹنا جائز ہی حرم کے اندر کمات[ل] کے توڑ لینے مین کچھ مضائقہ نہین یہ کافی مین لکھا ہے

دسوان باب میقات سے بغیر احرام کے گذر جانے کے بیان مین۔

جب میقات سے باہر رہنے والا شخص بغیر احرام کے مکہ مین داخل ہو جاوے اور اُسکا ارادہ حج اور عمرہ کا نہین ہی تو مکہ مین داخل ہونے کیوجہ سے اُسپر حج اور عمرہ واجب ہی پس اگر حج یا عمرہ کا احرام باندھنے کیواسطے میقات کو نہ لوٹے تو حق میقات ترک ہونے کیوجہ سے اُسپر قربانی واجب ہی اور اگر میقات کو لوٹے اور وہان سے احرام باندھے تو اُسکی دو صورتین ہین کہ اگر اُس حج یا عمرہ کا احرام باندھا جو اُسپر لازم ہوا ہی تو بری الذمہ ہوگیا اور اگر حج فرض یا ایسے عمرہ کا احرام

سلہ ایک جنگلی درخت ہوتا ہی جسمین کانٹے ہوتے ہین اور بعض کے نزدیک درخت ببول ہی جسکے گوند کو صمغ عربی کہتے ہین واللہ اعلم ۱۲ سلہ کمات بالفتح اُس سفید چیز کو کہتے ہین جو برسات کے موسم مین چھتری کی صورت زمین سے اُگتی ہی عوام الناس اسی مناسبت سے چھتری کہتے ہین اُسی کو دھرتی کا پھول بھی لوگ کہتے ہین ۱۲

باندھا جو اُسپر واجب تھا تو اگر وہ اُسی سال باندھا تو مکہ مین بغیر احرام داخل ہوتے کیوجہ سے جو اُسپر واجب ہوا تھا بحکم استحسان وہ بھی ادا ہو جاویگا یہ محیط مین لکھا ہی اسیطرح اگر اُس سال مین وہ حج کیا جسکی نذر کی ہے تو بھی یہی حکم ہی یہ نہایہ مین لکھا ہی اور اگر سال بدل گیا اور باقی مسئلہ کی وہی صورت ہی جو مذکور ہوئی تو مکہ مین بغیر احرام کے داخل ہونے کیوجہ سے جو اُسپر ہوا تھا ادا نہوگا یہ محیط کے باب المیقات مین ہی اگر کوئی شخص حج اور عمرہ کے ارادہ پر جاتا تھا اور وہ میقات سے بغیر احرام کے گذر گیا تو پھر یا تو اُسنے میقات کے اندر احرام باندھا یا پھر میقات کو لوٹکر آیا اور وہان سے احرام باندھا تو اگر میقات کے اندر احرام باندھا ہی تو اس بات پر غور کرینگے کہ اگر میقات کے آنے مین حج کے فوت ہونے کا خوف تھا تو حکم یہ ہی کہ اسکو میقات کو آنا نہ چاہیے اور اُسی احرام سے سب ارکان ادا کرے اور اُسپر قربانی لازم ہوگی اور اگر حج کے فوت ہونیکا خوف نہین ہی تو اُسکو چاہیے کہ میقات تک آوے اور میقات تک آنے کی بھی دو صورتین ہین ایک یہ کہ بے احرام آوے اور ایک یہ کہ احرام باندھکر آوے پس اگر بے احرام آیا اور میقات سے احرام باندھا تو قربانی اُس سے ساقط ہوگئی اور اگر میقات تک احرام باندھکر آیا تو امام ابو حنیفہ رح نے کہا ہی کہ اگر وہ لبیک کہہ چکا ہی تو قربانی اُس سے ساقط ہوگئی اور اگر لبیک نہین کہی ہی تو ساقط نہوگی اور صاحبین رح کے نزدیک دونون صورتون مین ساقط ہو جاتی ہی اور جو شخص اپنے میقات سے بغیر احرام کے گذر جاوے پھر ایک دوسرے میقات مین جو وہان سے زیادہ قریب ہی جاکر احرام باندھے تو جائز ہی اور کچھ اُسپر واجب نہوگا اور اگر کوئی شخص میقات سے گذرا اور وہ بستان بنی عامر کو جانے کا ارادہ کرتا ہی مکہ کو جانے کا ارادہ نہین رکھتا تو اُسپر کچھ واجب نہوگا اگر کوئی شخص کوفہ کا میقات سے بغیر احرام کے گذر گیا اور اُسنے عمرہ کا احرام باندھا پھر حج کا احرام باندھا تو اُسکی بہت سی صورتین ہین یا یہ کہ اول عمرہ کا احرام باندھا پھر حج کا احرام باندھا یا یہ کہ اول حج کا احرام باندھا پھر عمرہ کا احرام حرم سے باندھا یا دونون کا قران کیا پس اگر اول عمرہ کا احرام باندھا پھر حج کا احرام باندھا یا دونون مین قران کیا تو استحساناً اُسپر ایک قربانی واجب ہوگی اور اگر اول حج کا احرام باندھا پھر عمرہ کا احرام حرم سے باندھا تو اُسپر دو قربانیان واجب ہونگی ایک حج کا احرام میقات سے چھوڑ دینے کیوجہ سے دوسرے عمرہ کا احرام خارج حرم سے چھوڑ دینے کیوجہ سے کوئی آدمی میقات سے گذرا اور اُسنے حج کا احرام باندھا پھر اس حج کو فاسد کر دیا یا حج فوت ہو گیا پھر اُسکو قضا کیا تو جو قربانی میقات کیوجہ سے واجب ہوئی تھی وہ ساقط ہو جاویگی اگر غلام میقات سے بغیر احرام کے گذرا پھر اُسکے مالک نے اُسکو احرام باندھنے کی اجازت دی اور اُسنے احرام باندھا تو میقات سے بغیر احرام گذرنے کی قربانی اُسپر اُسوقت واجب ہوگی جب وہ آزاد ہوگا۔ کافر مکہ مین داخل ہوا پھر وہ مسلمان ہوا پھر احرام باندھا تو اُسپر کچھ واجب نہین ہی اور اسیطرح سے نابالغ لڑکا بغیر احرام کے میقات سے گذرا پھر اُسکو احتلام ہوا اور اُسنے احرام باندھا تو اُسکا بھی یہی حکم ہے یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی۔ اور اگر کوئی میقات سے بغیر احرام کے مکہ کے جانے کے ارادہ پر کئی بار گذرا تو ہر بار کے

گذرنے کیوجہ سے اُسپر حج یا عمرہ واجب ہوگا پس اگر اسی سال مین اُسنے میقات تک آکر حج فرض یا اور حج کی نیت سے احرام باندھا تو آخر مرتبہ کے گذرنے کیوجہ سے اُسپر جو واجب ہوا تھا وہ ساقط[1] ہو جاویگا اور اس سے پہلے گذرنے کیوجہ سے جو واجب ہوا تھا وہ ساقط نہوگا اسواسطے کہ آخر مرتبہ کے گذرنے سے جو پہلے گذرنے سے واجب ہوا ہی وہ اُسکے ذمہ فرض ہوگیا پس جبتک اُسکی نیت معین نہ کریگا تب تک وہ ساقط نہوگا یہ شرح طحاوی کے باب ذکر الحج والعمرہ مین لکھا ہی مکہ کا رہنے والا حرم سے حج کے ارادہ پر نکلا اور اُسنے احرام باندھا اور حرم کو نہ لوٹا یہانتک کہ عرفہ مین وقوف کیا تو اُسپر بکری کی قربانی واجب ہوگی اور اگر حرم کے لوٹنے تک اعمال حج مین مشغول نہین ہوا تو اگر وہ لبیک کہتا ہوا حرم کو لوٹا تو بلاخلاف قربانی اُس سے ساقط ہو جائیگی اور اگر بغیر لبیک کے لوٹا تو امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک قربانی اُس سے ساقط نہوگی صاحبین رح کا اسمین اختلاف ہی یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی۔ اگر مکہ والا حرم سے باہر کسی حاجت کو گیا پھر اُسنے حرم سے باہر حج کا احرام بھی باندھ لیا اور عرفہ مین وقوف کیا تو اُسپر کچھ واجب نہوگا اور متمتع اگر عمرہ سے فارغ ہوکر حرم سے نکلا پھر اُسنے خارج حرم سے حج کا احرام باندھا اور عرفہ مین وقوف کیا تو اُسپر قربانی واجب ہوگی اور صاحبین رح کے نزدیک اگر وہ احرام کی حالت مین حرم کو لوٹا اور امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک اگر وہ احرام کی حالت مین لبیک کہتا ہوا حرم کو لوٹا تو اُس سے قربانی ساقط ہو جاویگی اور اگر حرم کو لوٹکر وہان سے اُسنے پھر احرام باندھا تو بالاتفاق اُسپر کچھ واجب نہ ہوگا یہ غایۃ السروجی شرح ہدایہ مین لکھا ہی

گیارھوان باب ایک احرام سے دوسرا احرام ملانے کے بیان مین۔

اس بات کا جاننا ضرور ہی کہ حج یا عمرہ کے دو احراموں کو جمع کرنا بدعت ہی لیکن اگر اُن دونوں کو جمع کرے تو امام ابو حنیفہ رح اور امام ابو یوسف رح کے نزدیک دونون لازم ہو جاوینگے اور امام محمد رح کے نزدیک ایک لازم ہوگا لیکن امام ابو حنیفہ رح اور امام ابو یوسف رح کے نزدیک بھی اُن دونون مین سے ایک کا احرام توڑ دینا ضرور ہی پس اگر حج کے دو احراموں کو جمع کیا تو جب پہلے سے فارغ ہو تو دوسرے کو دوسرے سال مین قضا کرے اور اگر عمرہ کے دو احراموں کو جمع کیا تو دوسرے کو اسی سال مین ادا کرے اسواسطے کہ عمرہ کی تکرار ایک سال مین جائز ہی برخلاف حج کے کہ اسکا یہ حکم نہین اور اسی طرح حج کے اعمال پر عمرہ کے اعمال کی بنا کرنا بدعت ہی لیکن عمرہ کے احرام پر حج کے احرام کی بنا کرنا بدعت نہین پس اگر کسی نے حج کا احرام باندھا اور ایک بار اسکا طواف کیا پھر عمرہ کا احرام باندھا تو عمرہ کو توڑ دے یہ محیط مین لکھا ہی۔ اور اسکے توڑنے کیوجہ سے قربانی لازم ہوگی اور پھر عمرہ کی قضا لازم ہوگی یہ نہایہ مین لکھا ہی اور اگر کسی نے حج کا احرام باندھا پھر ایک بار حج کا طواف کرنے سے پہلے عمرہ کا احرام باندھا تو عمرہ کو نہ توڑے یہ محیط مین لکھا ہی امام ابو حنیفہ رح نے کہا ہی کہ اگر مکہ کا رہنے والا عمرہ کا احرام باندھے اور اُسکے واسطے ایک بار طواف کرے پھر حج کا احرام باندھے تو حج کے احرام کو توڑ دے اور اُسکے توڑنے کیوجہ سے قربانی لازم ہوگی

[1] اسلیے کہ وہ میقات پر احرام کی اہلیت نہین رکھتا تھا جو بے احرام گذر جانے پر گنا ہگار ہوتا ۱۲

اور اُسپر حج اور عمرہ لازم ہوگا یہ ہدایہ مین لکھا ہی اور اگر عمرہ کا احرام باندھا پھر حج کا احرام باندھا اور عمرہ کے افعال[1]
مین سے کچھ ادا نہ کیا تو بالاتفاق یہ حکم ہی کہ عمرہ کے احرام کو توڑدے یہ کافی مین لکھا ہی۔ پس اگر عمرہ کا چار مرتبہ طواف کرلیا
پھر حج کا احرام باندھا تو بلاخلاف یہ حکم ہی کہ حج کے احرام کو توڑے اور حج اور عمرہ جسکے احرام کو توڑیگا
اُسپر قربانی واجب ہوگی لیکن عمرہ کا احرام توڑنے مین صرف عمرہ کی قضا لازم ہوگی اور حج کا احرام توڑنے مین
حج کی قضا اور عمرہ لازم ہوگا اور اگر احرام نہ توڑا اور اُن دونون کو اُسیطرح ادا کیا تو جائز ہی اور ان دونون کے
جمع کرنے کی قربانی اسپر لازم ہوگی یہ ہدایہ مین لکھا ہی کوفہ والے نے حج کا احرام باندھا پھر عمرہ کا احرام باندھا
تو دونون لازم ہونگے اور اُن کی وجہ سے وہ قارن ہو جاویگا لیکن اُسنے بُرا کیا پس اگر عرفات مین وقوف کیا
اور افعال عمرہ کے ادا نہ کیے تو عمرہ کا احرام ٹوٹ گیا اور اگر عرفات کیطرف متوجہ ہوا تو جبتک وہان وقوف
نہ کریگا عمرہ نہ ٹوٹیگا پس اگر حج کا طواف تحیہ کیا پھر عمرہ کا احرام باندھا تو دونون لازم ہونگے اور اگر ان دونون
کو اسیطرح ادا کیا تو جائز ہی اور ان دونون کو جمع کرنے کیوجہ سے اُسپر قربانی لازم ہوگی اور یہ قربانی حج کی نہین
ہے بلکہ کفارہ کی ہی اور مستحب یہ ہی کہ عمرہ کو توڑدے یہ کافی مین لکھا ہی۔ اگر حج کا احرام باندھا اور اُس سے فارغ ہوا
پھر دوسرے حج کا احرام دسوین تاریخ باندھا تو دوسرا حج لازم ہوگا پھر اگر دوسرے حج کے احرام باندھنے سے
پہلے حج اول مین سر مونڈا لیا تھا تو کچھ واجب نہوگا اور اگر ابھی تک سر نہین مونڈایا تھا تو اُسپر قربانی واجب ہوگی
خواہ دوسرے احرام کے بعد سر مونڈاوے یا نہ مونڈاوے یہ تبیین مین لکھا ہی جو شخص عمرہ سے فارغ ہوا لیکن ابھی
تک اُسنے بال نہین کترائے پھر اُسنے دوسرے عمرہ کا احرام باندھ لیا تو اُسپر وقت سے پہلے احرام باندھنے کیوجہ سے
قربانی لازم ہوگی اور یہ قربانی کفارہ کی ہی یہ ہدایہ مین لکھا ہی۔ حج کرنیوالا اگر دسوین تاریخ یا ایام تشریق مین عمرہ کا
احرام باندھے تو وہ اُسکے ذمہ لازم ہوگا لیکن اس حالت مین اُسکا توڑنا واجب ہے پس اگر اُسکو توڑدیا تو
توڑنے کیوجہ سے قربانی لازم ہوگی اور عمرہ بھی لازم ہوگا اور اگر نہ توڑا اور اسیطرح ادا کیا تو جائز ہی اور کفارہ کی
قربانی واجب ہوگی اور اگر حج مین سر مونڈا لیا پھر دوسرا احرام باندھا تو اُسکو نہ توڑے اصل مین یہی مذکور ہی
اور ہمارے مشائخ نے کہا ہی کہ اُسکو توڑدے اور اگر کسی کا حج فوت ہوگیا پھر عمرہ کا احرام باندھا تو اُسکو توڑدے
اور اگر حج کا احرام باندھا تو اُسکو بھی توڑدے اور توڑنے کیوجہ سے اُسپر قربانی لازم ہوگی اور عمرہ کا احرام
توڑنے سے عمرہ کی قضا اور حج کا احرام توڑنے کیوجہ سے حج اور عمرہ کی قضا لازم ہوگی یہ کافی مین لکھا ہے۔

بارھوان باب احصار یعنے حج سے روکے جانے کے بیان مین۔ محصر وہ شخص ہی جسنے احرام باندھا پھر جسکا
احرام باندھا تھا اُسکے ادا کرنے سے روکا گیا خواہ وہ رُکنا دشمن یا مرض یا قید ہو جانے یا کسی عضو کے ٹوٹ
جانے یا زخمی ہو جانے کیوجہ سے ہو یا اور کوئی ایسا سبب ہو جو اُس چیز کے پورا کرنے سے جسکا احرام باندھا ہی
حقیقۃً یا شرعاً مانع ہو یہ ہمارے اصحاب کا قول ہی یہ بدائع مین لکھا ہی مرض کی حد جس سے کہ احصار ثابت ہوتا ہی

---

[1] یعنے سعی درمیان صفا و مروہ و طواف خانہ کعبہ ۱۲

یہ ہے کہ اُسکو چلنے اور سوار ہونے کی طاقت نہ رہے لیکن اگر فی الحال قدرت ہو اور پیادہ چلنے یا سواری پر
چلنے سے مرض کی زیادتی کا خوف ہو تو بھی یہی حکم ہے اور دشمن مین مسلمان اور کافر اور درندہ سب شامل ہین
یہ سراج الوہاج مین لکھا ہے۔ اگر کسی کے خرچ کے دام چوری گئے یا سواری کا جانور ہلاک ہو گیا اور وہ پیادہ
چلنے پر قادر نہین ہے تو وہ محصر[1] ہے اور اگر پیادہ چلنے پر قادر ہو تو محصر نہین۔ اگر کسی عورت نے حج کا احرام باندھا
اور اُسکا شوہر نہین ہے اور کوئی محرم اُسکے ساتھ ہے پھر اُسکا محرم مرگیا یا کسی عورت نے حج کا احرام باندھا اور
اُسکے ساتھ محرم نہین ہے لیکن اُسکے ساتھ اُسکا شوہر ہے پھر اُسکا شوہر مرگیا تو وہ عورت محصرہ ہے یہ بدائع
مین لکھا ہے۔ اور اگر عورت کا محرم راستہ مین مرجاوے اور وہان سے مکہ تک تین دن یا اس سے زیادہ کا راستہ ہے
تو وہ بمنزلہ محصر کے ہے۔ اور اسیطرح اگر کسی عورت نے بغیر اجازت شوہر کے نفل حج کا احرام باندھا پھر اُسکے
شوہر نے اُسکو حج کے جانے سے منع کر دیا تو وہ بمنزلہ محصر کے ہے اور اسیطرح غلام اور باندی اگر حج کا احرام
باندھین تو اُنکے مالکون کو جائز ہے کہ اُنکا احرام کھلوا دین اور وہ دونون محصر ہونگے یہ سراج الوہاج مین لکھا ہے
اور اگر عورت نے حج فرض کا احرام باندھا اور اُسکے ساتھ شوہر یا محرم نہین ہے تو وہ محصرہ ہے اور اگر اُسکا محرم یا
شوہر ہے اور جسوقت اس شہر کا قافلہ حج کو جاتا ہے اُسوقت اس عورت کو استطاعت[2] حج کی بھی ہے تو وہ محصرہ نہین
ہے اور اگر اُسکا شوہر ہے اور کوئی اور محرم اُسکے ساتھ نہین ہے اور شوہر نے اُسکو منع کیا تو وہ محصرہ ہے۔ کیا شوہر
کو یہ اختیار ہے کہ عورت کو احرام سے باہر کرادے۔ امام ابو حنیفہ رح سے یہ روایت ہے کہ شوہر کو یہ اختیار ہے۔ عامۂ علماء کے
نزدیک جسطرح حج سے احصار ہوتا ہے اُسیطرح عمرہ سے بھی احصار ہوتا ہے۔ احصار کی حالت مین حکم یہ ہے کہ قربانی
کو بھیجدے یا اُسکی قیمت کو بھیجدے کہ اُسکی قربانی خرید کر ذبح کیجاوے اور جبتک وہ ذبح نہو احرام سے
باہر نہو عامہ علماء کا یہی قول ہے اور اگر احرام کے وقت یہ شرط کی ہو کہ اگر احصار ہوا تو قربانی نہ کریگا یا یہ شرط
نہ کی ہو دونون کا حکم برابر ہے اور واجب ہے کہ جسکے ہاتھ قربانی بھیجے اُس سے اُس قربانی کے ذبح کرنیکا ایک روز
معین کرکے وعدہ لے پس وہ اس قربانی کے ذبح ہونے کے بعد احرام سے باہر ہو جاوے اُس سے پہلے
احرام سے باہر نہو اور اگر قربانی کے ذبح ہونے سے پہلے کوئی ایسا فعل کیا جو احرام مین جائز نہین تو اُسپر
وہی واجب ہوگا جو صاحب احرام پر محصر نہونے کی صورت مین واجب ہوتا امام ابو حنیفہ رح اور امام محمد رح کے
قول کے بموجب احرام سے باہر ہونے کیلیے سر مونڈانا شرط نہین اور اگر سر مونڈاوے تو بہتر ہے یہ بدائع مین
لکھا ہے۔ محصر کو اگر قربانی میسر نہو اور نہ اُسکی قیمت میسر ہو تو ہمارے نزدیک وہ روزہ رکھکر احرام سے باہر
نہین ہو سکتا۔ یہ سراج الوہاج مین لکھا ہے۔ اگر قربانی ذبح کرنے کے وعدہ کے روز اس گمان پر احرام سے
باہر ہو گیا کہ قربانی ذبح ہو چکی ہوگی پھر معلوم ہوا کہ قربانی اُس روز ذبح نہین ہوئی تو وہ اسیطرح صاحب احرام
رہیگا اور قبل وقت احرام سے باہر ہونے کیوجہ سے اُسپر قربانی واجب ہوگی اور اگر اُسی وعدہ کے روز قربانی ذبح ہو گئی

---

[1] یعنے روکے ہوے حج سے ۱۲ [2] یعنے زاد و راحلہ کی قدرت ۱۲

تو بطور استحسان کے جائز ہی یہ غایۃ السروجی شرح ہدایہ مین لکھا ہے جب محصر قربانی دیکر احرام سے باہر ہوگیا تو اگر فقط حج کا اُسنے احرام باندھا تھا تو سال آئندہ مین اُسپر حج اور عمرہ لازم ہوگا اور اگر فقط عمرہ کا احرام باندھا تو اُسکے عوض مین عمرہ لازم ہوگا اور اگر قارن تھا تو وہ دو قربانیون کے ذبح ہونے کے بعد احرام سے باہر ہوگا اور سال آئندہ مین اُسپر دو عمرے اور ایک حج واجب ہوگا یہ محیط مین لکھا ہی۔ اور اگر فقط حج کا احرام باندھا تھا اور اُسنے دو قربانیان بھیجین تو وہ پہلی قربانی ذبح ہونے کے وقت احرام سے باہر ہوجاویگا اور دوسری قربانی نفل ہوگی اور قارن دو قربانیون کے ذبح ہونے کے بعد احرام سے باہر ہوگا یہ بدائع مین لکھا ہی۔ اور اگر قارن حج کے احرام سے باہر ہونے کے واسطے ایک قربانی بھیجے اور عمرہ کا احرام اسیطرح باقی رکھے تو ان دونون احرامونمین سے ایک احرام سے بھی باہر نہوگا یہ تبیین مین لکھا ہی اور اگر قارن نے دو قربانیان بھیجین اور حج اور عمرہ کیواسطے جدا جدا قربانی معین نہ کی تو اسمین کچھ حرج نہین یہ محیط سرخسی مین لکھا ہے۔ اور اگر قارن مکہ مین داخل ہوا اور اُسنے عمرہ اور حج کا طواف پورا کیا پھر وہان سے نکلکر اور عرفہ کے وقوف سے پہلے محصر[1] ہوگیا تو وہ ایک قربانی بھیجکر احرام سے باہر ہوجاوے اور حج کے عوض سال آئندہ مین اُسپر حج اور عمرہ لازم ہوگا اور عمرہ کے عوض عمرہ لازم نہوگا اور حرم سے باہر بال کتروانے کے عوض امام ابوحنیفہ رح اور امام محمد رح کے نزدیک اُسپر قربانی واجب ہے اور اگر محصر اُسی سال مین اپنا حج ادا کرے تو اُسپر عمرہ واجب نہین یہ غایۃ السروجی شرح ہدایہ مین لکھا ہے۔ اور اگر کسی نے احرام باندھا اور نہ حج کی نیت کی نہ عمرہ کی پھر وہ محصر ہوگیا تو ایک قربانی بھیجکر احرام سے باہر ہوجاوے اور سال آئندہ مین استحساناً عمرہ لازم ہوگا اور اگر کسی چیز کا احرام باندھا اور اُسکو معین کیا پھر اُسکو بھول گیا اور پھر محصر ہوگیا تو ایک قربانی بھیجکر احرام سے باہر ہوجاوے اور سال آئندہ مین اسپر حج اور عمرہ لازم ہوگا یہ بدائع مین لکھا ہی۔ اگر کسی نے دو حج یا دو عمرون کا احرام باندھا پھر محصر ہوگیا تو امام ابوحنیفہ رح کے نزدیک دو قربانیون کے بھیجنے سے اور صاحبین رح کے نزدیک ایک قربانی بھیجکر احرام سے باہر ہوجاویگا یہ غایۃ السروجی شرح ہدایہ مین لکھا ہی۔ اگر کسی شخص نے دو عمرون کا احرام باندھا اور اُنکے ادا کرنے کے واسطے مکہ کیطرف چلا پھر اگر محصر ہوگیا تو ایک عمرہ کے عوض اسپر ایک قربانی واجب ہوگی اور اگر ابھی نہین چلا تھا اور محصر ہوگیا تو امام ابوحنیفہ رح کے نزدیک دو قربانیان واجب ہونگی اور امام ابوحنیفہ رح اور امام ابویوسف رح کے نزدیک اسپر دو عمرے واجب ہونگے امام محمد رح کا اسمین خلاف ہی کسی محصر نے قربانی بھیجی پھر احصار اس سے دور ہوگیا پس اگر وہ یہ جانتا ہی کہ قربانی اور حج اُسکو ملجاویگا تو اُسکو چلنا واجب ہی اور اگر یہ جانتا ہی کہ دونون نہ ملینگے تو چلنا واجب نہین اور اگر یہ جانتا ہی کہ قربانی ملجاویگی حج نہ ملیگا تو بھی چلنا واجب نہین اور اگر وہ یہ جانتا ہی کہ حج ملیگا قربانی نہ ملیگی تو قیاساً چلنا واجب ہے استحساناً واجب نہین یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی اور اگر قربانی اُسکو ملگئی تو اُسکو چاہیے کہ اُسے یہ محیط مین لکھا ہی

[1] یعنی کوئی ایسا امر پیش آیا جس سے وہ رُکا ۱۲

محصر نے اگر صرف حج کا احرام باندھا پھر وہ احرام سے باہر ہوگیا پھر اس سے احصار زائل ہوگیا پھر اُسی سال مین اُسنے حج کا احرام باندھا تو اُسپر نیت قضا کی واجب نہین اور نہ عمرہ واجب ہے یہ غایۃ السروجی شرح ہدایہ مین لکھا ہی۔ کسی شخص نے حج یا عمرہ کا احرام باندھا تھا اور محصر ہوگیا پھر اُسنے احصار کی قربانی بھیجی پھر احصار زائل ہوگیا اور دوسرا احصار پیدا ہوا پس اگر وہ یہ جانتا ہے کہ قربانی تک پہونچ سکتا ہی اور اُسنے اُس قربانی کی دوسرے احصار کے واسطے نیت کر لی تو جائز ہی اور اُسکے سبب سے وہ احرام سے باہر ہو جائیگا اور اگر نیت نہ کی یہانتک کہ وہ قربانی ذبح ہوگئی تو جائز نہین یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی۔ کسی شخص نے عرفہ مین وقوف کیا پھر اُسکو کوئی امر مانع ہوا تو وہ محصر نہوگا اور جسکو مکہ مین کوئی امر مانع پیش آیا اور وہ طواف اور وقوف نہین کر سکتا تو وہ محصر ہے یہ تبیین مین لکھا ہی جصاص رح نے کہا ہی کہ یہی صحیح ہے یہ بدائع مین لکھا ہے۔ اگر طواف اور وقوف مین سے صرف ایک پر قادر ہی تو محصر نہین اسلیے کہ اگر وہ وقوف پر قادر ہے تو حج پورا ہوگا اور اگر طواف پر قادر ہی تو جس شخص کا حج فوت ہوجاتا ہی وہ صرف طواف سے احرام سے باہر ہوجاتا ہے یہ تبیین مین لکھا ہی۔ اور جس شخص کو وقوف عرفہ کے بعد کوئی امر مانع پیش آیا اور ایام تشریق اسی عذر کی حالت مین گذر گئے تو اُسپر مزدلفہ کا وقوف چھوڑنے کیوجہ سے ایک قربانی اور جمرون پر کنکریان نہ مارنے کیوجہ سے ایک قربانی واجب ہوگی اور اُسکو چاہیے کہ طواف زیارت کرے اور اس طواف کی تاخیر کیوجہ سے بھی قربانی واجب ہوگی اور امام ابو حنیفہ رح کے قول کے بموجب سر مونڈانے کی تاخیر کیوجہ سے بھی ایک قربانی لازم ہوگی اور صاحبین کے نزدیک سر مونڈانے کی تاخیر اور طواف کی تاخیر کیوجہ سے کچھ واجب نہوگا یہ محیط مین لکھا ہی۔ احصار[۱] کی قربانی کو ہمارے نزدیک حرم کے سوا اور کہین ذبح کرنا جائز نہین اور امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک قربانی کے دن سے پہلے اور بعد اُسکو ذبح کرنا جائز ہی اور صاحبین رح کے نزدیک قربانی کے دن کے بعد ذبح کرنا جائز نہین ہی اور اس بات پر اجماع ہی کہ اگر عمرہ سے احصار ہوا تو حرم مین اُسکی قربانی ہر وقت جائز ہی یہ سراج الوہاج مین لکھا ہے

تیرھوان باب حج فوت ہوجانے کے بیان مین

جس شخص نے حج کا احرام باندھا خواہ وہ فرض ہو یا نذر یا نفل ہوا ور خواہ وہ حج صحیح ہو یا فاسد ہوا ور خواہ وہ فساد حج کے درمیان مین آگیا ہو یا ابتدا سے ہی فاسد ہو جیسے کہ مجامعت کی حالت مین احرام باندھا تھا یا عرفہ کا وقوف اُس سے چھوٹ گیا اور قربانی کے دن فجر طلوع ہوگئی پس اُس سے حج فوت ہوگیا تو ایسے شخص پر واجب ہی کہ طواف کرے اور سعی کرے اور احرام سے باہر ہو وے اور سال آئندہ مین حج کو قضا کرے قربانی اُسپر واجب نہوگی یہ ہدایہ مین لکھا ہی اور اگر جس شخص کا حج فوت ہوا وہ قارن تھا تو اُسکو چاہیے کہ اول عمرہ کا طواف و سعی کرے پھر حج کے فوت ہوجانیکے عوض مین طواف و سعی کرے اور سر مونڈاوے اور بال کتراوے قران کی قربانی اُسکے ذمہ سے ساقط ہوجاویگی اور جب وہ طواف

---

[۱] یعنے وہ عذر جسکے سبب سے راہ مین محرم کو ٹھہرنا پڑے اور حج ادا کرنا غیر ممکن ہو ۱۲

شروع کرے جس سے احرام سے باہر ہوگا تو لبیک کو قطع کرے یہ بدائع مین لکھا ہی۔ اگر متمتع کا حج فوت ہوا اور وہ قربانی کو ہانک کرے چلا تھا تو اُسکا تمتع باطل ہوگیا اور قربانی کو جو چاہے کرے یہ محیط مین لکھا ہی۔ ہمارے اصحاب کا اسمین اختلاف ہی کہ جس طواف سے حج کا فوت کرنیوالا احرام سے باہر ہوتا ہی وہ حج کے احرام سے اُسپر واجب ہوتا ہی یا عمرہ کے احرام سے۔ امام ابوحنیفہؒ اور امام محمدؒ کا یہ قول ہی کہ حج کے احرام سے واجب ہوتا ہی اور امام ابو یوسفؒ کا یہ قول ہی کہ عمرہ کے احرام سے واجب ہوتا ہی اور حج کا احرام عمرہ کے احرام سے بدل جاتا ہی یہ بدائع مین لکھا ہے اور اس اختلاف کا فائدہ اُس صورت مین ظاہر ہوتا ہی کہ اگر کسی شخص نے دوسرے حج کا احرام باندھا تو امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک واجب ہی کہ وہ دوسرے حج کے احرام کو توڑ دے تاکہ دو حجون کا احرام جمع نہو اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک اُسیطرح احرام کو باقی رکھے یہ محیط مین لکھا ہی۔ جس شخص کا حج فوت ہو جاوے اُسپر طواف الصدر واجب نہین یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہے

چودھوان باب غیر کیطرف سے حج کرنے کے بیان مین۔

اصل اس باب مین یہ ہی کہ انسان کو جائز ہی کہ اپنے عمل کا ثواب دوسرے شخص کیواسطے کر دے خواہ نماز ہو یا روزہ ہو یا صدقہ ہو یا سوا اسکے کوئی اور عمل ہو جیسے حج اور قرآن کی قرأت اور ذکر اور انبیا علیہم السّلام اور شہدا اور اولیا اور صالحین کے قبور کی زیارت اور مردون کو کفن دینا اور اسیطرح اور سارے نیک کامون کا یہی حکم ہی یہ غایۃ السروجی شرح ہدایہ مین لکھا ہی اور عبادتین تین قسم کی ہوتی ہین ایک وہ کہ فقط مالی عبادت ہو جیسے کہ زکوٰۃ اور صدقۂ فطر اور دوسری یہ ہی کہ صرف بدنی ہو جیسے کہ نماز اور روزہ تیسری یہ کہ دونون سے مرکب ہو جیسے کہ حج اور پہلی صورتؔ مین دونون حالتونمین نیابت جاری ہوتی ہی خواہ حالت اختیار ہو یا اضطرار ہو اور دوسری صورت مین نیابت جاری نہین ہوتی اور تیسری صورت مین عاجز ہونیکے وقت نیابت جاری ہوتی ہی یہ کافی مین لکھا ہی۔ اور حج مین نیابت جاری ہونیکی بہت سی شرطین ہین منجملہ اُنکے یہ ہی کہ جس شخص کیطرف سے حج کیا جاوے وہ بذات خود ادا کرنے سے عاجز ہو اور اُسکے پاس مال ہو پس اگر خود ادا کرنے پر قادر ہو مثلاً تندرست صاحب مال ہو یا فقیر تندرست تو اُسکی طرف سے دوسرے کو حج کرنا جائز نہین ہی اور منجملہ اُنکے یہ ہی کہ حج کرانیکے وقت سے مرنے تک وہ عجز باقی رہے یہ بدائع مین لکھا ہی۔ پس اگر کسی مریض نے اپنی طرف سے حج کرایا تو اگر وہ اسی مرض مین مر گیا تو جائز ہی اور اگر اچھا ہو گیا تو حج باطل ہو گیا اور اگر کسی قیدی نے اپنی طرف سے حج کرایا تو بھی یہی حکم ہی یہ تبیین مین لکھا ہی۔ اگر کسی تندرست شخص نے اپنی طرف سے حج کرایا اُسکے بعد وہ عاجز ہو گیا تو وہ حج اُسکی طرف سے جائز نہین یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی جس شخص کیطرف سے حج کیا جاوے اُسکا عاجز ہونا حج فرض مین شرط ہی حج نفل مین شرط نہین یہ کنز مین لکھا ہی پس حج نفل مین قادر ہونے کی صورت مین بھی نیابت جائز ہی اسلیے کہ نفل مین آسانی کیگئی ہی

سلہ یعنے ان عبادت مین نیابت جاری ہوتی ہی جو مالی ہون اور حالت اختیار وہ کہ بذات خود ادا کرنے مین کوئی عذر اُسکو نہو اور حالت اضطرار وہ کہ کوئی عذر مانع ہو جسکے سبب سے وہ خود ادا کرنے سے عاجز ہو ۱۲

یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی اور منجملہ اُنکے یہ ہی کہ جسکی طرف سے حج کیا جاوے اُسنے حج کا حکم کیا ہو پس بغیر اُسکے حکم کے دوسرے کا حج اُسکی طرف سے جائز نہین لیکن وارث کا حج مورث کیطرف سے بغیر حکم کے بھی جائز ہی اور منجملہ اُنکے احرام کے وقت اُس شخص کے حج کی نیت کرنا جسکی طرف سے حج کرتا ہے اور افضل یہ ہی کہ یون کہے کہ لبیک عن فلان اور منجملہ اُنکے یہ ہی کہ جسکو حج کا حکم کیا ہی وہ شخص حج کرانیوالے کے مال سے حج کرے پس اگر حج کرنیوالا اپنے کو بطور احسان کے اُسکی طرف سے خرچ کرے تو اُسکی طرف سے جائز نہوگا جبتک اُسکے مال سے حج نہ کرے اور یہی حکم اس صورت مین ہی کہ اگر کسی شخص نے وصیت کی کہ اُسکے مال سے حج کرایا جاوے پھر وہ شخص مرگیا اور اُسکے وارثون نے اپنے مال سے اُسکی طرف سے حج کیا یہ بدائع مین لکھا ہی۔ اگر کسی شخص نے کسی شخص کو اسواسطے مال دیا کہ کسی میت کیطرف سے حج کرے اور اُس شخص نے اُس حج مین کچھ مال اپنی طرف سے بھی صرف کیا پس جو مال اُسکو دیا تھا اگر حج کے خرچ کیواسطے کافی تھا تو مخالفت نہوگی اور جسقدر اُسنے اپنے پاس سے خرچ کیا اسمین استحسان یہ ہی کہ میت کے مال سے پھیرے اور قیاس یہ ہی کہ نہ پھیرے اور اگر میت کا مال اسقدر نہ تھا کہ خرچ کو پورا ہوتا اور اُسنے اپنے مال مین سے خرچ کیا تو اس بات پر غور کرینگے کہ اگر اکثر خرچ میت کے مال سے ہوا ہی تو جائز ہی اور وہ حج میت کیطرف سے ادا ہوا ورنہ جائز نہین یہ حکم استحسانا ہی اور قیاس یہ ہی کہ دونون صورتون مین جائز نہوا اور منجملہ اُنکے یہ ہی کہ سوار ہو کر حج کرے یہانتک کہ اگر کسیکو حج کا حکم کیا اور اُسنے پیادہ پا چلکر حج کیا تو وہ اُس خرچ کا ضامن ہوگا اور اُسکی طرف سے سوار ہو کر حج کرے یہ بدائع مین لکھا ہی۔ اور صحیح مذہب یہ ہی کہ جو شخص غیر کیطرف سے حج کرتا ہی اُس شخص کا اصل حج غیر کی ہی طرف سے ادا ہوتا ہی اور اُس حج کرنیوالے کا فرض اُس حج سے ادا نہین ہوتا یہ تبیین مین لکھا ہے اور افضل یہ ہی کہ جب کوئی شخص یہ قصد کرے کہ کسی شخص کو اپنی طرف سے حج کرنے کیواسطے مقرر کرے تو ایسے شخص کو مقرر کرے جو اپنی طرف سے حج کر چکا ہو اور باینہمہ اگر ایسے شخص کو مقرر کیا جسنے اپنی طرف سے حج فرض ادا نہین کیا ہی تو ہمارے نزدیک جائز ہی اور حکم کرنیوالے کے ذمہ سے حج ساقط ہو جاویگا یہ محیط مین لکھا ہے اور کرمانی مین ہی کہ افضل یہ ہی کہ ایسے شخص کو حج کرنے کے واسطے اپنی طرف سے مقرر کرے جو وہان کے راستہ اور افعال سے واقف ہو اور آزاد اور عاقل و بالغ ہو یہ غایۃ السروجی شرح ہدایہ مین لکھا ہی اور اگر کسی کیطرف سے عورت نے حج کیا یا غلام یا باندی نے اپنے مالک کی اجازت سے حج کیا تو جائز ہی اور مکروہ ہی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی اور اگر کسی شخص کو دو شخصون نے اپنی اپنی طرف سے حج کیواسطے مقرر کیا اور اُسنے اُن دونون کیطرف سے ایک حج کا احرام باندھا پس یہ حج اُس حج کرنیوالے کیواسطے ہوگا اور اُن دونون مین سے کسی کیطرف سے نہوگا اور جو خرچ اُنسے لیا ہی اُسکا ضامن ہوگا اور اُسکے بعد وہ اس حج کو اُن دونون مین سے کسی ایک کیطرف سے نہین کر سکتا اور برخلاف اسکے اگر کسی نے اپنے مان باپ کیطرف سے حج کیا تو اُسکو اختیار ہی کہ انمین سے جسکی طرف سے چاہے اس حج کو مقرر کر دے اور اگر حج کرنیوالے نے احرام مین

دو شخصون مین سے کسی کو معین نہین کیا اور بلا تعیین کے حج ایک کیطرف سے کیا پس اگر اسیطرح کی نیت سے اُسنے حج تمام کیا تو حج کرنے والون کے حکم کی مخالفت کی اور اگر تمام ہونے سے پہلے ایک کو معین کیا تو امام ابو یوسفؒ کا یہ قول ہی کہ اس صورت مین بھی وہ حج کرانے والے کے حکم کا مخالف ہے اور حج اُسکی ذات کیطرف سے واقع ہوگا اور امام ابو حنیفہؒ اور محمدؒ کا یہ قول ہی کہ حج اُسکی طرف سے واقع ہوگا جسکو معین کیا ہی اور برخلاف اُسکے اگر احرام کی نیت کو مبہم کیا یعنے یہ نہ معین کیا کہ حج کا احرام باندھتا ہی یا عمرہ کا تو پھر اُسکو اختیار ہی جسکو چاہے معین کرے یہ شرح مجمع مین لکھا ہی جو صاحب مجمع کی تصنیف ہی اور اگر کسی نے احرام مین جسکی طرف سے حج کرتا ہے اُسکا کچھ ذکر ہی نہ کیا نہ معین ذکر کیا نہ مبہم تو کافی مین لکھا ہی کہ اس مسئلہ مین مجتہدین سے کوئی تصریح نہین ہے اور چاہیے کہ اس صورت مین بالاجماع اس کا معین کرنا صحیح ہو اسلیے کہ حج کرنیوالے کے حکم کی مخالفت نہین یہ تبیین مین لکھا ہی اور اگر کوئی شخص کسیکو اپنی طرف سے جدا جدا حج یا عمرہ کا حکم کرے اور وہ شخص دونون کو ملاکر قران کرے تو امام ابو حنیفہؒ کے قول کے بموجب وہ شخص اُسکے حکم کا مخالف ہی خرچ کا ضامن ہوگا اور امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کے قول کے بموجب بطور استحسان وہ قران حکم کرنیوالے کیطرف سے ادا ہو جاویگا اور یہ خلاف اُس صورت مین ہی کہ جب وہ حکم کرنیوالے کیطرف سے قران کرے اور اگر قران کے حج یا عمرہ مین سے کسی ایک مین کسی اور شخص کیطرف سے یا اپنی طرف سے نیت کی تو بلا خلاف وہ مخالف ہی اور خرچ کا ضامن ہوگا اور اگر کسی شخص نے کسیکو حج کا حکم کیا تھا اور اُسنے اول عمرہ کیا پھر مکہ سے احرام باندھکر حج کیا تو وہ سب کے قول کے بموجب مخالف ہی یہ محیط مین لکھا ہی۔ خانیہ مین ہی کہ اس حج سے اُس حج کرنیوالے کا حج فرض بھی ادا نہوگا یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی۔ اور اگر کسی نے کسیکو عمرہ کا حکم کیا پھر اُسنے اول عمرہ کیا پھر اپنی طرف سے حج کیا تو وہ حکم کرنیوالے کا مخالف نہین ہی اور اگر اول حج کیا پھر عمرہ کیا تو وہ سب کے قول کے بموجب مخالف ہی یہ محیط مین لکھا ہی۔ اور اگر کسی کو ایک شخص نے حج کا حکم اور دوسرے نے عمرہ کا حکم کیا اور ان دونون نے حج اور عمرہ کو جمع کرنے کا حکم نہین کیا اور اس شخص نے حج اور عمرہ کو جمع کیا تو ان دونون کا مال پھیریگا اور اگر اُن دونون نے جمع کرنیکا حکم کیا تھا تو جائز ہوگا یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی جس شخص کو کسی نے حج کے واسطے مقرر کیا ہی وہ مکہ کو جانے اور آنے مین حکم کرنیوالے کے مال سے خرچ کرے یہ سراجیہ مین لکھا ہے۔ اور اگر کسی شخص کو حج کے واسطے اسطرح مقرر کیا کہ وہ حج ادا کرکے مکہ مین مقیم ہو تو جائز ہی اور افضل یہ ہی کہ حج کرکے لوٹے جس شخص کو حج کا حکم کیا تھا اگر وہ حج سے فارغ ہوکر پندرہ دن یا زیادہ ٹھہرنے کی نیت کرے تو اپنے مال سے خرچ کرے اور اگر حکم کرنیوالے کے مال مین سے خرچ کریگا تو ضامن ہوگا اور اگر بغیر نیت اقامت کے وہان چند روز تک مقیم رہا تو ہمارے اصحاب نے کہا ہی کہ اگر اُتنے دنون اقامت کی جتنے دنون وہان لوگون کو اقامت کی عادت ہی تو جس کی طرف سے حج کیا ہے اُسکے مال مین سے خرچ کریگا اور اگر اس سے زیادہ اقامت کی تو اپنے مال مین سے خرچ کریگا اور یہ حکم پہلے

سلہ کیونکہ یہ خرچ جو اُسنے ان ایام مین اُٹھایا وہ اُسی کیوجہسے ہی ہان اگر حکم کرنیوالے سے اجازت حاصل کرلی ہو تو مضائقہ نہین ۱۲

زمانہ کا تھا اور ہمارے زمانہ مین ایک شخص کو بلکہ چھوٹی جماعت کو بھی بغیر قافلہ کے مکہ سے نکلنا ممکن نہین پس جبتک قافلہ کے نکلنے کا منتظر ہوگا تو خرچ اُسکا حج کرانیوالے کے مال سے ہوگا اور اسیطرح جسقدر بغداد مین مقیم ہوگا اُسکا خرچ بھی حج کرانیوالے کے مال سے ہوگا اور آنے جانے مین جو مدت گذریگی اُسمین اعتماد قافلہ کے آنے جانے پر ہوگا اور اگر کسی نے پندرہ دن یا زیادہ ٹھہرنے کی نیت کی اور خرچ اُسکا حکم کرنیوالے کے مال سے ساقط ہوگیا پھر اُسکے بعد لوٹا تو اب پھر حکم کرنیوالے کے مال مین سے خرچ کریگا یا نہین تو قدوری نے مختصر الطحاوی کی شرح مین ذکر کیا ہے کہ امام محمدؒ کے قول کے بموجب پھر وہ حکم کرنیوالے کے مال سے خرچ کریگا اور ظاہر روایت یہی ہے اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک اب پھر اُسکو حکم کرنیوالے کے مال مین سے خرچ کرنیکا اختیار نہین ہے یہ حکم اس صورت مین ہے کہ جب مکہ مین گھر نہ بنا لیا ہو اور اگر مکہ مین گھر بنا لیا پھر لوٹا تو بلا خلاف یہ حکم ہے کہ اُسکا خرچ حکم کرنیوالے کے مال مین نہین یہ بدائع مین لکھا ہے۔ اور جس شخص کو حج کرنیکا حکم کیا ہے اگر وہ ایام حج سے پہلے چلا تو چاہیے کہ بغداد یا کوفہ کے پہونچنے تک حکم کرنیوالے کے مال مین سے خرچ کرے پھر حج کے زمانہ تک جسقدر ٹھہرے اُسمین اپنے مال سے خرچ کرے پھر جب وہان سے چلے تو میت کے مال مین سے خرچ کرے تاکہ راستہ مین میت کے مال مین سے خرچ کرنا جو شرط ہے وہ ادا ہو جاوے یہ محیط سرخسی مین لکھا ہے۔ اور اگر غیر کیطرف سے حج کرنیوالا اپنے کامون مین ایسا مشغول ہوا کہ حج فوت ہوگیا تو مال کا ضامن ہوگا اور اگر اُسنے میت کیطرف سے سال آئندہ مین اپنا مال خرچ کرکے حج کیا تو جائز ہے۔ اور اگر کسی آسمانی آفت سے حج فوت ہوگیا مثلاً اونٹ سے گر گیا تو امام محمدؒ کا یہ قول ہے کہ اس سے پہلے جو خرچ کر چکا ہے اُسکا ضامن نہوگا اور لوٹنے مین وہ خاص اپنے مال مین سے صرف کرے یہ سراج الوہاج مین لکھا ہے۔ جس شخص کو حج کا حکم کیا گیا ہے اگر وہ کسی دوسرے راستہ کو جاوے اور اُسمین خرچ زیادہ ہو تو اگر اسطرف سے بھی حج کرنیوالے جاتے ہین تو اُسکو اختیار ہے یہ محیط سرخسی مین ہے

پندرھوان باب حج کی وصیت کے بیان مین

جس پر حج فرض ہو تو اگر وہ حج کے ادا کرنے سے پہلے بغیر وصیت کے مر گیا تو بلا خلاف یہ حکم ہے کہ گنہگار ہوگا اور اگر وارث اُسکی طرف سے حج کرنا چاہے تو حج کر سکتا ہے اور امام ابو حنیفہؒ نے یہ ذکر کیا ہے کہ مجکو امید ہے کہ انشاءاللہ تعالیٰ وہ حج اس میت کیطرف سے ادا ہو جاویگا اور اگر حج کی وصیت کرکے مرا تو حج اُسکے ذمہ سے ساقط نہوگا اور جب اُسکی طرف سے حج کیا جاویگا تو ہمارے نزدیک اگر دوسرے کیطرف سے حج کرنے کی سب شرطین جمع ہونگی تو جائز ہے اور وہ شرطین یہ ہین کہ حج کرنیوالا اُسکی طرف سے حج کی نیت کرے اور وصیت کرنیوالے کے مال مین سے کل یا اکثر خرچ کرے اور کوئی اور غیر شخص بطور احسان اپنی طرف سے مال نہ دے اور سوار ہو کر حج کو جاوے پیادہ نہ جاوے اور اُسکے تہائی مال مین سے صرف کرے خواہ اُسنے وصیت مین تہائی کی قید لگائی ہو یعنے یون کہا ہو کہ میرے تہائی مال مین سے خرچ کرکے حج کرا یا جاوے یا کوئی قید نہ لگائی ہو مثلاً یہ وصیت کی ہو کہ میری طرف سے حج کرایا جاوے یہ بدائع مین لکھا ہے اور اگر وصیت کرنیوالے نے

سلہ کیونکہ وصیت مین مال میت سے تہائی سے زائد اُس صورت مین جائز نہین ہے جبکہ اُسکے وارث موجود ہون پس تہائی کی خواہ قید لگائی ہو یا نہ لگائی اُس سے زائد وصیت مین خرچ نہ کیا جاویگا ۱۲

کوئی مقام نہین بیان کیا جہان سے حج کرایا جاوے تو ہمارے علماء کے نزدیک اُسکے وطن سے حج کرایا جاوے یہ حکم اُسوقت ہی جب اُسکا تہائی مال وطن سے حج کرانے کو کافی ہو اور اگر اُسکا تہائی مال وطن سے حج کرانیکو کافی نہو تو اسقدر مال جہان سے حج کرانے کو کافی ہو وہان سے حج کرایا جاوے یہ محیط مین لکھا ہی اور اگر اُسکا کوئی وطن نہو تو جہان وہ مرا ہی وہان سے حج کرایا جاوے یہ شرح طحاوی مین لکھا ہی اور اگر اُسکے کئی وطن ہون تو بلا خلاف یہ حکم ہی کہ جو وطن اُسکا مکہ سے زیادہ قریب ہو وہان سے حج کرایا جاوے دور کے وطن سے حج نہ کرایا جاوے یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی اور اگر اُسنے وصیت مین بیان کردیا کہ فلان موضع سے حج کرایا جاوے اور وہ اُسکا وطن نہین تھا تو اُسکے تہائی مال مین سے وہین سے حج کرایا جاوے جہان سے اُسنے بیان کیا ہی خواہ وہ موضع مکہ سے قریب ہو یا بعید ہو حج کرنیوالے کے پاس اگر میت کے مال مین سے حج کو جانے اور آنے کے صرف کے بعد کچھ بچ رہے تو وارثون کو پھیر دے اُسکو اُسمین سے کچھ لینا جائز نہین ہی یہ بدائع مین لکھا ہی اور اگر میت کے تہائی مال مین سے اُسکے وطن سے حج ہو سکتا ہی اور وصی نے کسی اور جگہ سے حج کرایا جو اُسکا وطن نہین ہی تو اُس مال کا ضامن ہوگا اور وہ حج وصی کیطرف سے ہوگا اور میت کیطرف سے دوبارہ حج کراوے لیکن اگر وہ مقام جہان سے حج کرایا ہی میت کے وطن سے اسقدر قریب ہو کہ رات سے پہلے وہان جاکر واپس آسکین تو اس صورت مین وصی ضامن نہوگا اور اگر کسی مقام سے میت کیطرف سے حج کرایا اور وہان سے حج کرانے کے صرف کے بعد اُسکے تہائی مال مین سے کچھ بچ رہا اور یہ ظاہر ہوا کہ اسقدر مال مین اس سے زیادہ دور سے حج کرا سکتے تھے تو وصی مال کا ضامن ہوگا اور جہان سے اتنے مال مین حج ہو سکتا ہی وہان سے حج کراوے لیکن اگر بہت تھوڑا بچا جو خوراک اور لباس کو کافی نہو تو وصیت کی مخالفت نہوگی اور جو مال فاضل ہی وہ وارثون کو پھیر دے یہ ظہیریہ مین لکھا ہی اگر کوئی شخص اپنے وطن سے نکلکر کسی ایسے شہر کو گیا جو مکہ سے زیادہ قریب تھا اور وہان مرگیا تو اگر وہ حج کیواسطے نہین گیا تھا کسی اور کام کو گیا تھا تو سب فقہا کے قول کے بموجب اسکی طرف سے حج اُسکے وطن سے کرایا جاویگا اور اگر حج کیواسطے گیا تھا اور راستہ مین مرگیا اور اُسنے وصیت کی کہ میری طرف سے حج کرایا جاوے تو بھی امام ابوحنیفہ رح کے قول کے بموجب یہی حکم ہی اور امام ابویوسف رح اور امام محمد رح کے نزدیک جہانتک وہ پہونچ چکا ہی وہان سے حج کرایا جاوے یہ بدائع مین لکھا ہی اور زاد مین ہے کہ صحیح امام ابوحنیفہ رح کا قول ہی یہ مضمرات مین لکھا ہی اور اگر کوئی حج کے واسطے نکلا اور راستہ مین کسی شہر مین ٹھہر گیا یہانتک کہ حج کا موسم گذر گیا اور دوسرا سال آگیا پھر وہ وہان مرگیا اور اُسنے وصیت کی کہ میری طرف سے حج کرایا جاوے تو سب فقہا کے قول کے بموجب اُسکے وطن سے حج کراوینگے یہ غایۃ السروجی شرح ہدایہ مین لکھا ہے کسی شخص نے وصیت کی کہ میری طرف سے حج کرایا جاوے اور جو شخص اسکی طرف سے حج کے واسطے چلا وہ راستہ مین مرگیا تو اس میت کا جو باقی مال ہی اُسکے تہائی مین سے اُسکے گھر سے حج کرایا جاوے یہ قول امام ابوحنیفہ رح کا ہے یہ تبیین مین لکھا ہی یہ حکم اُسوقت ہی کہ جب اُسکا تہائی مال اُسکے گھر سے حج کرنے کو کافی ہو اور اگر کافی نہو تو استحسانًا یہ حکم ہی کہ جہانتک وہ پہونچ چکا ہی کسی وارث کو میت کیطرف سے حج کرایا جاوے یہ نہر الفائق مین لکھا ہی - کسی

شخص نے اپنی طرف سے حج کی وصیت کی تھی اور وصی نے اُسکی طرف سے کسی شخص کو حج کیواسطے مقرر کیا اور
جو خرچ اس حج کیلیے مقرر کیا تھا وہ اُسکے سفر کو نکلنے سے پہلے یا سفر کو نکلنے کے بعد راستہ مین یا اُسکو دینے
سے پہلے وصی کے پاس سے تلف ہوگیا یا چوری گیا تو امام ابوحنیفہؒ کا یہ قول ہے کہ میت کے باقی مال کی
تہائی سے حج کرایا جاوے یہ تمرتاشی اور تاتارخانیہ مین لکھا ہے اگر کسی شخص نے کئی حجون کی وصیت کی اور
مال اُسکا صرف ایک حج کو کافی ہے دوسرے کو کافی نہین تو اُسکی طرف سے ایک حج کرایا جاویگا اور جو بچیگا وہ
وارثون کو پھیر دینگے یہ غایۃ السروجی شرح ہدایہ مین لکھا ہے۔ اگر کسی شخص نے یہ وصیت کی کہ اُسکے تہائی
مال مین سے اُسکی طرف سے حج کرایا جاوے اور اُسکے تہائی مال مین کئی حج ہو سکتے ہین پس اگر اُسنے یہ کہا ہے
کہ احجوا عنی بثلث مالی حجۃ واحدۃ یعنے میرے تہائی مال مین سے ایک حج کرا دیجیو یا حجۃ کہا اور واحدۃ نہ کہا
تو اُسکی طرف سے ایک ہی حج کرا دین اور اگر یون کہا کہ احجوا عنی بثلث مالی یعنے میرے تہائی مال مین حج کرائیو
اور اس سے اور کچھ زیادہ نہ کہا تو جسقدر کو اُسکا تہائی مال کافی ہوگا۔ اسقدر حج کرا دینگے اور وصی کو یہ اختیار
ہے کہ اگر چاہے تو اُسکی طرف سے ایک سال مین کئی حج کرا دے اور اگر چاہے تو ہر سال مین ایکبار ایک شخص کو
حج کیواسطے معین کرے اور پہلی صورت افضل[۱] ہے پس اگر وصی نے اُسکے تہائی مال مین سے کئی حج کرا دیے
اور اُسکے تہائی مال مین سے تھوڑا باقی رہگیا جو اُسکے وطن سے حج کرانے کو کافی نہین ہے اور جو میقات سے بہ
زیادہ مکہ سے قریب ہے یا خاص مکہ سے یا اور اسیطرح کسی قریب جگہ سے حج کرانے کو کافی ہے تو وہین سے حج
کرا دے اور باقی وارثون کو نہ پھیرے یہ محیط مین لکھا ہے۔ اور اگر اُسنے یہ وصیت کی کہ میرے تہائی مال مین سے
ہر سال ایک حج کرایا جاوے تو اصل مین یہ مسئلہ مذکور نہین اور امام محمدؒ سے یہ روایت ہے کہ یہ دوسری صورت[۲] کے
مانند ہے یہ غایۃ السروجی شرح ہدایہ مین لکھا ہے۔ اگر میت نے وصی سے یہ کہا تھا کہ جو شخص میری طرف سے حج کرے
اُسکو مال دیجیو تو وصی کو یہ جائز نہین ہے کہ خود اُسکی طرف سے حج کرے اور اگر میت نے یہ وصیت کی تھی کہ
میری طرف سے حج کیا جاوے اور اس سے زیادہ اور کچھ نہین کہا تھا تو وصی کو خود حج کرنے کا اختیار ہے
پس اگر وصی خود میت کا وارث ہے یا اُسنے وارثون کو حج کرانے کے واسطے مال دیدیا ہے پس اگر سب
وارثون نے اجازت دیدی اور وہ سب بالغ ہین تو جائز ہے اور اگر انھون نے اجازت نہ دی تو جائز نہین
اگر اُسنے یہ وصیت کی تھی کہ میرے مال مین سے حج کرایا جاوے اور وارث یا کسی اور شخص نے بطور تبرع
اپنی طرف سے حج کرایا تو جائز نہین اور اگر کسی شخص نے یہ وصیت کی تھی کہ میری طرف سے حج کرایا جاوے
پس اگر وارث نے اپنے مال سے اس غرض سے حج کرایا کہ میت کے مال سے اُسکے عوض مین پھیر لیگا تو جائز ہے
اور اُسکو اختیار ہے کہ میت کے مال مین سے پھیر لیوے زکوٰۃ اور کفارہ کا بھی یہی حکم ہے اور اگر کسی اجنبی نے

---

[۱] یعنے ایک ہی سال مین کئی حج کرا دے کیونکہ کار خیر مین تعجیل بہتر ہے اور میت کو جسقدر جلد ثواب پہونچے وہ اُسکے حق مین مفید ہے ۱۲

[۲] یعنے ہر سال ایک حج کرا دے ۱۲

ایسا کیا تو جائز نہین اگر کسی نے وصیت کی کہ میری طرف سے حج کرایا جاوے پس وارث نے اپنے مال سے حج کرایا اور
یہ نیت نہ کی کہ میت کے مال مین سے پھیر لیگا تو میت کیواسطے حج فرض سے جائز ہی یہ فتاوےٰ قاضیخان مین لکھا
ہے۔ اگر میت نے یہ وصیت کی کہ اُسکی طرف سے حج کرنیوالے کے پاس لوٹنے کے بعد جو کچھ مال میت کا بچ
رہے وہ اُسی کا ہی تو یہ وصیت جائز ہی اور حج کرنیوالے کو وہ فاضل مال وصیت کے سبب سے لینا حلال ہے
یہی اصح ہی اگر میت نے یہ وصیت کی کہ سو درم مین اسکی طرف سے حج کرایا جاوے پس جہان سے سو درہم
مین حج ہو سکتا ہی وہان سے حج کرایا جاوے اور اگر اُسکے مال کی تہائی مین سو درہم نہین نکلتے تو اُسکے
تہائی مال سے جہان سے حج ہو سکتا ہی وہان سے حج کرایا جاوے اور وصیت باطل نہوگی اور اگر میت نے
وصیت مین سو درہم معین کر دیے کہ اُنسے حج کرایا جاوے اور اُنمین سے ایک درہم یا کچھ زیادہ تلف ہو گیا
تو جو باقی ہی اُس سے حج کرایا جاوے اور وصیت باطل نہوگی یہ شرح طحاوی مین لکھا ہی اور اگر میت نے ہزار
درہم کی ایک شخص کے واسطے اور ہزار درہم کی مساکین کیواسطے وصیت کی اور یہ وصیت کی کہ میری طرف سے
ہزار درہم مین حج فرض کرایا جاوے اور اُسکا تہائی مال دو ہزار درہم ہوتے ہین تو اُسکے تہائی مال کے تین حصے
کر کے اُن تینون پر تقسیم کرینگے اور اگر حج کے خرچ مین کچھ کمی ہوگی تو مساکین کے حصہ مین سے لینگے اور اگر کچھ بچ رہیگا
تو وہ مساکین کو دینگے اور اگر کسی نے وصیت مین حج کرانے کیلیے ہزار درہم معین کر دیے جو حج مین مروج نہین ہین
تو وصی کو اختیار ہی کہ اُنکے عوض مین وہ درہم بدل لے جو حج مین مروج ہون اور اگر چاہے تو اُنکی قیمت مین دینار
دیدے اور اگر وصی نے کسیکو یہ حکم کیا کہ میت کیطرف سے اس سال مین حج کرے اور اُسکو خرچ دیدیا اور اُسنے
حج نہ کیا اور وہ سال گذر گیا اور سال آئندہ مین حج کیا تو جائز ہی اور نفقہ کا وہ ضامن نہوگا یہ محیط سرخسی مین لکھا
ہے میت کیطرف سے حج کرنیوالا اگر وقوف عرفہ کے بعد مر گیا تو میت کیطرف سے حج جائز ہو گیا اور اگر نہ مرا
اور طواف زیارت سے پہلے لوٹ آیا تو اُس شخص کو عورت حرام ہی اُسکو چاہیے کہ بغیر احرام اپنے خرچ سے مکہ کو جاوے
اور جو کچھ باقی رہگیا ہی اُسکو قضا کرے یہ ذخیرہ مین لکھا ہی اگر میت کیطرف سے حج کرنیوالے نے وقوف سے پہلے
جماع کر کے حج کو فاسد کر دیا تو جو کچھ اُسکے پاس مال باقی ہی اُسکو پھیر دے اور جو کچھ راستہ مین خرچ ہو چکا ہی اُسکا
ضامن ہوگا اور وہ سال آئندہ مین اپنے مال سے حج اور عمرہ کرے اور اگر وقوف کے بعد مجامعت کی تو حج
فاسد نہوگا اور خرچ کا ضامن نہوگا اور اُسکے اوپر اپنے مال مین سے قربانی واجب ہوگی یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی
کسی نے یہ وصیت کی کہ فلان شخص میری طرف سے حج کرے اور وہ مر گیا تو امام محمدرح سے یہ روایت ہی کہ کوئی اور
شخص اُسکی طرف سے حج کرے لیکن اگر یون وصیت کی تھی کہ فلان شخص کے سوا اور کوئی حج نہ کرے تو اور کوئی حج نہ کرے
اگر وہ شخص جسکو حج کا حکم کیا تھا راستہ مین بیمار ہو گیا اور میت کیطرف سے حج کرنیکے واسطے کسی اور شخص کو معین کیا تو
یہ جائز نہین لیکن اگر حکم کرنیوالے نے اُسکو یہ اجازت دی تھی تو جائز ہی اور وصی کو چاہیے کہ جسکو میت کیطرف
سے حج کرنے کیواسطے مقرر کرے اُسکو یہ اجازت دیدے کہ اگر بیمار ہو جاوے تو کسی اور سے حج کراوے یہ

سراج الوہاج کی فصل الحج عن الغیر مین لکھا ہی میت کیطرف سے حج کرنیوالا اگر بیمار ہوگیا اور کل مال خرچ کردیا
تو وصی پر یہ واجب نہین ہی کہ اُسکے لوٹنے کیواسطے اور مال بھیجے اگر وصی نے حج کرنیوالے سے یہ کہدیا تھا کہ
اگر مال تمام ہوجاوے تو میری طرف سے قرض لے لیجیو اس قرض کا ادا کرنا میرے ذمہ ہی تو یہ جائز ہی یہ محیط مین
لکھا ہی اور اگر میت کیطرف سے حج کرنیوالے نے میقات سے یا اُسکے بعد سے احرام باندھا اور مال ضائع ہوگیا
پھر اپنے پاس سے خرچ کرکے حج کے ارکان ادا کیے اور لوٹ کر اپنے اہل وعیال مین آیا تو وصی سے وہ خرچ
نہ لیگا لیکن اگر قاضی حکم کریگا تو لیگا یہ غایۃ السروجی شرح ہدایہ مین لکھا ہی۔ اور اگر خرچ کا مال کہ مین یا اُسکے
قریب ضائع ہوگیا یا اُسمین سے کچھ باقی نہ رہا اور حج کرنیوالے نے اپنے مال مین سے صرف کیا تو میت کے مال مین
سے وہ دام لے لینے کا اُسکو اختیار ہی یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہی جس شخص کو حج کا حکم کیا گیا تھا اگر اُسنے کوئی خادم اپنی
خدمت کیلیے اجرت پر مقرر کیا تو اگر اُسکے مثل کے شخص اپنا کام خود کر لیتے ہین تو اُسکی اجرت اپنے مال مین سے
دیگا اور اگر اُسکے مثل کے لوگ اپنا کام خود نہین کرتے تو میت کے مال مین سے دیگا۔ اور جس شخص کو حج کا حکم کیا گیا
ہی اُسکو چاہیے کہ حمام مین داخل ہو اور وہان کے محافظون کو اجرت وغیرہ دے جسطرح حج کے جانیوالے کرتے[له]
ہین۔ وصی نے اگر کسی شخص کو درہم دیے کہ میت کیطرف سے حج کرے پھر اُسنے ارادہ کیا کہ وہ مال پھیر لے تو جبتک
اُسنے احرام نہین باندھا ہی وہ مال پھیر سکتا ہی پس جب اس سے وہ مال پھیر لیا اور اُس شخص نے اپنے وطن کو
لوٹنے کا خرچ مانگا تو اس بات پر غور کرینگے کہ اگر اس سے کوئی خیانت ظاہر ہوئی تھی اسوجہ سے مال پھیرا
تو وہ خاص اپنے مال مین سے خرچ کرے اور اگر اُسکی رائے کے ضعیف ہونے یا احکام حج کے ناواقف ہونیکی
وجہ سے مال پھیرا تو خرچ میت کے مال سے ہوگا اور اگر نہ کوئی خیانت ظاہر ہوئی اور نہ اور کسی قسم کا عیب تھا
تو خرچ وصی کے مال مین سے ہوگا یہ محیط مین لکھا ہی۔ اگر میت کیطرف سے حج کرنیوالے نے حج سے فارغ
ہونیکے بعد اپنی طرف سے عمرہ کیا تو خرچ کا ضامن ہوگا اور جبتک عمرہ مین مشغول ہی اپنی طرف سے خرچ کریگا
اور جب عمرہ سے فارغ ہوگا تو میت کے مال مین سے خرچ کریگا یہ غایۃ السروجی شرح ہدایہ مین لکھا ہی

سولھوان باب ہدی کے بیان مین۔ اس باب مین کئی امور کا بیان ہی **اول** ہدی کی پہچان ہدی وہ چیز ہی
کہ جو حلال جانور حرم کو ہدیہ لیجاتے ہین یہ تبیین مین لکھا ہی اور وہ ہدی اُسیوقت مین ہوتے ہین کہ جب بطور صراحت کے
اُنکو ہدی مقرر کرین یا بطور دلالت کے اور دلالت یا نیت سے ہوتی ہی یا مکہ کیطرف بدنہ کو ہانک کر لے چلنے سے
بطور استحسان ہوتی ہی اگرچہ نیت نہ کی ہو یہ بحر الرائق مین لکھا ہی۔ اور ہدی تین قسم ہی اونٹ اور گائے وبیل اور
بھیڑ وبکری یہ ہدایہ مین لکھا ہی۔ اور ہمارے نزدیک سب سے افضل اونٹ ہی پھر گائے وبیل پھر بھیڑ وبکری یہ
فتح القدیر مین لکھا ہی اور بدنہ خاص اونٹ اور گائے وبیل سے ہوتے ہین یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی **دوم**
ہدی مین کیا چیز جائز ہی اور کیا چیز جائز نہین۔ ہدی مین وہی چیزین جائز ہین جو قربانی مین جائز ہین اور بکری

له اسی کے مثل دوسرے امور ہین جنکی ضرورت محرم کو پڑتی ہی پس اُنمین بھی یہی حکم ہوگا ۱۲

ہر چیز مین جائز ہی مگر دو مقامو نمین جائز نہین جس شخص نے زیارت کا طواف جنابت کی حالت مین کیا ہو اور
جسنے وقوف کے بعد مجامعت کی ہو اُسکو بکری کی ہدی جائز نہین یہ ہدایہ مین ہی تیسری ہدی مین کیا چیز
سنت ہی اور کیا چیز مکروہ ہی ہدی کے پٹہ ڈالنا سنت ہی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی۔ نفل اور متعہ اور قران کی
ہدی کے پٹہ ڈالین اور اسیطرح جو ہدی نذر سے اپنے اوپر واجب کرلی ہو اُسکے پٹہ ڈالین احصار یا گناہ کی
وجہ سے جو ہدی واجب ہوئی اُسکے پٹہ نہ ڈالین اور اگر احصار یا گناہون کی ہدی کے پٹہ ڈالا تو جائز ہی اسمین
کچھ مضائقہ نہین یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی بکری کے پٹہ ڈالنا ہمارے نزدیک سنت نہین یہ ہدایہ مین لکھا ہی
چوتھی ہدی کے ساتھ کیا کرنا جائز ہی اور کیا کرنا جائز نہین۔ ہدی پر سواری نہ کرین لیکن یہ ضرورت کی حالت
مین جائز ہی اور اسپر بوجھ بھی نہ لادین اسواسطے کہ ہدی کی تعظیم واجب ہے اور بوجھ لادنے اور سواری کرنے مین
اُسکی ذلت ہی اور یہ امر تعظیم کے خلاف ہی اسلیے حرام ہی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی۔ اگر ہدی پر سواری کی یا اُسپر بوجھ لادا
اور اسوجہ سے اسمین کچھ نقصان ہوگیا تو جسقدر کمی ہوگئی ہی وہ اُسکے ذمہ واجب ہے اور اس کمی کے عوض کو فقیرون پر
تصدق کردے اغنیا کو نہ دے یہ بحر الرائق مین لکھا ہی اُسکا دودھ نہ دوہے اور اُسکے تھنون پر سرد پانی چھڑک
دے تاکہ دودھ اُترنا موقوف ہوجاوے یہ حکم اُسوقت ہی کہ ذبح کا مقام قریب ہو اور اگر ذبح کا مقام دور ہو اور
دودھ نہ دوہنا نقصان کرتا ہو تو اُسکا دودھ دوہے اور اُسکو صدقہ کردے اور اگر اُسکو اپنی حاجت مین صرف
کیا تو ویسا ہی دودھ یا اُسکی قیمت تصدق کرے یہ کافی مین لکھا ہی اور اسیطرح اگر اُسکو غنی کو دیدیا تو بھی یہی
حکم ہی یہ بحر الرائق مین لکھا ہی۔ اور اگر ہدی کے بچہ پیدا ہوا تو اُسکو بھی تصدق کرے یا اُسکے ساتھ ذبح کرے
اور اگر اُسکو بیچ ڈالا تو اُسکی قیمت تصدق کرے یہ تبیین مین لکھا ہی۔ اگر بچہ کو ہلاک کردیا تو اُسکی قیمت دینا
پڑیگی اور اگر اُسکے عوض مین کوئی اور ہدی مول لے لی تو بہتر ہی یہ بحر الرائق مین لکھا ہی۔ اگر کوئی شخص ہدی ہانک کر
لے چلا اور وہ ہلاک ہوگئی پس اگر وہ نفل تھی تو اُسکے اوپر اور واجب نہین اور اگر واجب تھی تو اور اُسکی
جگہ قائم کرے اور اگر اُسمین بہت عیب آگیا تو بھی اور ہدی قائم کرے اور اس عیب والی کو جو چاہے کرے
یہ کافی مین لکھا ہی یہ حکم اُسوقت ہی جب وہ مالدار ہو اور اگر تنگدست ہے تو وہی عیب والی جائز ہی یہ سراج الوہاج
مین لکھا ہی اگر بدنہ راستہ مین ہلاک ہوگیا پس اگر نفل تھا تو اُسکو ذبح کرے اور اُسکے نعل کو خون مین رنگ کر
اُسکے کوہان کے ایک جانب لٹا دین اور خود اُسمین سے کچھ نہ کھاوے اور نہ کوئی غنی شخص کھاوے بلکہ تصدق
کردے اور یہی افضل ہی اس بات سے کہ اُسکا گوشت درندون کیلیے چھوڑدے اور اگر وہ بدنہ واجب تھا تو اور اُسکی
جگہ قائم کرے اور اُسکو جو چاہے کرے یہ کافی مین لکھا ہی۔ جب نفل کی ہدی حرم مین پہونچ جاوے اور وہان
قربانی کے دن سے پہلے معتوب[1] ہوجائے تو اگر اسمین کوئی نقصان آگیا ہو جسکی وجہ سے واجب ادا نہین ہوسکتا
تو اسکو ذبح کرے اور اسکا گوشت تصدق کرے اور اسمین سے خود نہ کھاوے اور اگر نقصان تھوڑا تھا اور واجب

[1] کوفتہ خوردہ اور طی مسافت سے تھک کر چلنے سے عاجز ہوا یا بیماری کیوجہ سے نہ چل سکے ۱۲

ادا ہونے کا مانع نہین تو اُسکو ذبح کرے اور اُسکے گوشت کو تصدق کرے اور خود بھی کھاوے تمتع کی ہدی کا
حکم اُسکے خلاف ہے اسلیے کہ وہ اگر حرم مین قربانی کے دن سے پہلے معتوب ہوجاوے اور اُسکو ذبح کرے تو کافی
نہوگی اور اگر کسیکی ہدی چوری گئی اور اُسنے اُسی جگہ دوسری ہدی خریدی اور اُسکے پٹہ ڈالا اور حرم کیطرف
کو متوجہ کیا پھر پہلی ہدی ملگئی تو اگر ان دونون کو ذبح کرے تو افضل ہے اور اگر اول کو ذبح کیا اور دوسری کو
بیچ ڈالا تو جائز ہے اور اگر دوسری کو ذبح کیا اور پہلی کو بیچ ڈالا تو اگر دوسری کی قیمت اول کے برابر ہے یا کچھ
زیادہ ہے تو کچھ اسپر واجب نہین اور اگر کم ہے تو جسقدر کمی ہے اُسکو بھی صدقہ کرے یہ محیط مین لکھا ہے نفل ہدی
کو قربانی کے دن سے پہلے ذبح کرنا صحیح قول کے بموجب جائز ہے یہ کافی مین لکھا ہے اور قربانی کے دن مین
اُسکو ذبح کرنا افضل ہے یہ تبیین مین لکھا ہے اور تمتع اور قران کی ہدی کو قربانی کے دن کے سوا اور کسی روز ذبح
کرنا جائز نہین یہ ہدایہ مین لکھا ہے پس اگر اُس سے پہلے ذبح کرے تو بالاجماع جائز نہین اور اگر اُسکے بعد ذبح کرے
تو امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک تارک واجب ہوگا پس قربانی اسپر لازم ہوگی یہ بحر الرائق مین لکھا ہے باقی اور قسمون کی
ہدی جسوقت چاہے ذبح کرے اور ہدی کا ذبح کرنا حرم کے سوا اور کہین جائز نہین یہ ہدایہ مین لکھا ہے حرم
اور غیر حرم کے مسکینون پر اُسکو تصدق کرنا جائز ہے لیکن حرم کے مسکینون پر تصدق کرنا افضل ہے لیکن غیر حرم کے
مسکین اگر زیادہ محتاج ہون تو اُنکو دینا افضل ہے یہ جوہرۃ النیرہ مین لکھا ہے جس ہدی کا کھانا مالک کو جائز ہے
اُسکو ذبح کے بعد تصدق کر دینا واجب نہین بلکہ تہائی کا تصدق کرنا مستحب ہے اور جسکا کھانا جائز نہین ہے اُسکا
تصدق کر دینا واجب ہے اور اگر ذبح کے بعد تلف ہوجاوے تو ہر طرح کی ہدی مین عوض اُسکے اوپر واجب
نہین ہے اور اگر ذبح کے بعد وہ خود اُسکو تلف کردے تو اگر وہ اس قسم سے تھی جسکا تصدق کرنا واجب ہے تو
اُسکی قیمت اُسکے ذمہ واجب ہوگی اُسکو تصدق کرے اور اگر اُس قسم سے ہے جسکا تصدق کرنا واجب نہین
تو اُسکے عوض مین کچھ واجب نہوگا۔ ہدی کے گوشت کی بیع جائز ہے خواہ وہ اس قسم سے ہو جسکا گوشت کھانا
اُسکو جائز ہے خواہ اُس قسم سے ہو جسکا گوشت کھانا اُسکو جائز نہین بلکہ اُسکا گوشت صدقہ کر دینا واجب ہے یہ
سراج الوہاج مین لکھا ہے ہدی کرنیوالے کو مستحب ہے کہ نفل کی ہدی اگر حرم مین پہونچگئی ہو تو اُسکا گوشت
کھاوے اور تمتع اور قران[1] کی ہدی کا یہی حکم ہے یہ تبیین مین لکھا ہے اور غنی کو بھی اُسکا گوشت کھلانا جائز ہے
باقی جو اور قسم کی ہدی ہو اُسکا گوشت کھانا جائز نہین جیسے کفارہ اور نذر اور احصار کی ہدی اور نفل کی وہ
ہدی جو اپنے محل مین نہ پہونچی یہ سراج الوہاج مین لکھا ہے ہدی کو عرفات مین لیجانا واجب نہین ہے اور اگر
متعہ اور قران کی ہدی کو عرفات مین لیجاوے تو بہتر ہے اونٹ مین نحر افضل ہے اور گاے و بیل اور بھیڑ و بکری
مین ذبح افضل ہے۔ اونٹ کو کھڑا کرکے نحر کرین اور اگر لٹا کر نحر کرین تو جائز ہے اور پہلی صورت افضل ہے
اور گاے و بیل اور بھیڑ و بکری کو لٹا کر ذبح کرے کھڑا کرکے ذبح نہ کرے اور جمہور کے نزدیک مستحب یہ ہے

[1] حج و عمرہ دونون کا احرام ساتھ ساتھ باندھنا اور دونون کو ادا کرکے حلال ہونا۔

کہ ذبح کیوقت اُسکو قبلہ کیطرف متوجہ کرین اور اولی یہ ہی کہ ہدی کرنیوالا اگر خود اچھی طرح ذبح کر سکتا ہو تو خود ذبح کرے یہ تبیین مین لکھا ہی اور اُسکی جھول اور مہار تصدق کر دین اور گوشت بنانے والے کی اُجرت اُسمین سے نہ دین یہ کنز مین لکھا ہی۔ اگر اجرت کے علاوہ گوشت بنانے والے کو اُسمین سے کچھ بطور تصدق کے دے تو اکثر کے نزدیک جائز ہی اور اگر گوشت بنانے کی اجرت مین کچھ دیگا تو اُسکا ضامن ہوگا یہ غایۃ السروجی شرح ہدایہ مین لکھا ہی پانچوین ہدی کی نذر کا بیان اگر کسی نے یون کہا کہ اللہ کے واسطے میرے ذمہ ہدی واجب ہی تو اگر اُسنے ہدی کی تینون قسمون مین سے کسیکو معین کیا ہی تو وہی واجب ہوگی اور اگر کسی کو معین نہین کیا تو ہمارے نزدیک بکری واجب ہوگی اور اگر یون کہا کہ اللہ کے واسطے میرے ذمہ بدنہ واجب ہی تو اگر اُسکی دونون قسمون مین سے کسیکو معین کیا ہی تو وہی واجب ہوگا اور اگر کسیکو معین نہین کیا تو دونون قسمون مین سے جسکو چاہے اختیار کرے یہ محیط مین لکھا ہی۔ اگر بدنہ کو نذر سے واجب کیا تو اُسکو جہان چاہے ذبح کرے لیکن اگر مکہ مین ذبح کرنے کی نیت کی تو مکہ کے سوا اور کہین ذبح کرنا جائز نہین یہ قول امام ابو حنیفہؒ اور امام محمدؒ کا ہی اور امام ابو یوسفؒ نے یہ کہا ہی کہ میری رائے یہ ہی کہ بدنہ مکہ ہی مین ذبح کرے اگر جزور کو نذر مین واجب کیا ہی تو اونٹون کو ذبح کرنا واجب ہوگا یہ بدائع مین لکھا ہی اگر ہدی کی نذر کی تو بالاتفاق اُسکا ذبح کرنا حرم سے مختص ہی اور اگر جزور کی نذر کی تو بالاتفاق غیر حرم مین جائز ہی یہ شرح مجمع البحرین مین لکھا ہے جو ابن ملک کی تصنیف ہی اور اگر کسی نے یون کہا کہ اللہ کے واسطے میرے ذمہ واجب ہی کہ مین بکری کی ہدی کرون اور اونٹ کی ہدی کی تو جائز ہی جو ہدی نذر مین معین کی تھی اگر اُسکے مثل یا اُس سے افضل دیدی یا اُسکی قیمت تصدق کر دی تو جائز ہی یہ مبسوط مین لکھا ہی جو امام سرخسی کی تصنیف ہے

سترھوان باب۔ حج کی نذر کے بیان مین

حج جیسے کہ ابتداءً اللہ تعالیٰ کے واجب کرنے سے اس شخص پر واجب ہوتا ہی جسمین وجوب حج کی شرطین جمع ہون اور وہ حجۃ الاسلام ہی اسیطرح کبھی اللہ تعالیٰ کے واجب کرنے سے اُس شخص پر واجب ہوتا ہی جسمین سبب وجوب کا اُس بندہ کیطرف سے پایا جاتا ہی اور وہ یہ ہی کہ یون کہے کہ اللہ کے واسطے میرے ذمہ حج واجب ہی یا یون کہے کہ میرے ذمہ حج واجب ہی خواہ حج مین کوئی شرط لگا دے یا نہ لگا دے مثلاً یون کہے کہ اگر مین ایسا کرونگا تو اللہ تعالیٰ کیواسطے میرے ذمہ حج واجب ہی پس جب وہ شرط پائی جاوے تو اُس نذر کا پورا کرنا لازم ہوگا ظاہر روایت مین امام ابو حنیفہؒ سے یہ مروی ہی کہ کفارہ اُسکے عوض مین کافی نہین ہو سکتا یہ بدائع مین لکھا ہی۔ اگر حج کو کسی شرط پر معلق کیا پھر ایک دوسری شرط پر معلق کیا اور دونون شرطین پائی گئین تو ایک حج کافی ہی یہ حکم اُس صورت مین ہی کہ اگر دوسری قسم مین اُسنے یون کہا کہ میرے ذمہ یہی حج ہی یہ فتاوےٰ قاضیخان مین لکھا ہی۔ اگر کسی نے نذر کی یون کہا کہ اللہ تعالیٰ کے واسطے میرے ذمہ احرام ہی یا یون کہا کہ میرے ذمہ احرام حج کا ہی تو اُسپر حج یا عمرہ واجب ہوگا اور اُسکو اختیار ہی جسکو چاہے معین کرے اور اسیطرح اگر کوئی ایسا لفظ کہا کہ جو احرام کے لازم ہونے پر دلالت کرتا ہی مثلاً یون کہا کہ اللہ کے واسطے میرے ذمہ بیت اللہ تک یا کعبہ تک

یا مکہ تک پیادہ چلنا واجب ہے تو جائز ہی اور اُسپر حج یا عمرہ واجب ہوگا یہ بدائع مین لکھا ہی اور یہی استحسان ہی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی پس اگر حج یا عمرہ کو معین کیا تو پیادہ پا چلکر حج یا عمرہ کرنا واجب ہی اب اسمین بحث ہی کہ جب وہ پیادہ پا چلکر حج یا عمرہ کرے تو کہان سے پیادہ پا چلے اور کب پیادہ پا چلنا چھوڑے سو حج مین طواف زیارت کے بعد اور عمرہ مین طواف اور سعی کے بعد پیادہ پا چلنا چھوڑے اور پیادہ پا چلنے کی ابتدا مین مشائخ کا اختلاف ہی بعضون کا یہ قول ہی کہ جہان سے احرام باندھے وہان سے پیادہ پا چلے اور بعضون کا یہ قول ہی کہ جب اپنے گھر سے نکلے تو وہین سے پیادہ پا چلے یہ محیط مین لکھا ہی یہی صحیح ہے یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہی اگر کل راستہ یا اکثر راستہ سوار ہو کر چلے تو قربانی دے اور اگر تھوڑا راستہ سوار ہو کر چلے تو اُسکے حساب کے بموجب اسیقدر حصہ قربانی کا واجب ہوگا اصل مین ہی کہ اُسکو اختیار ہی خواہ پیادہ چلے خواہ سوار ہو کر چلے فقہا نے کہا ہی کہ صحیح پہلا قول ہی یہ تبیین مین لکھا ہی اور اگر کسی نے یون کہا کہ میرے ذمہ حرم تک یا مسجد الحرام تک پیادہ پا چلنا واجب ہی تو صحیح نہین ہی اور امام ابو حنیفہ رح کے قول کے بموجب اُسپر کچھ واجب نہوگا اور صاحبین رح کے نزدیک یہ صحیح ہی اور اُسپر حج یا عمرہ لازم ہوگا اور اگر یون کہا کہ میرے ذمہ صفا و مروہ تک پیادہ پا چلنا واجب ہی تو سب کے قول کے بموجب صحیح نہین اور اگر یون کہا کہ میرے اوپر بیت اللہ تک جاتا یا بیت اللہ کیطرف نکلنا یا بیت اللہ کو سفر کرنا یا بیت اللہ مین آنا واجب ہی تو سب کے قول کے بموجب صحیح نہین اور اگر یون کہا کہ یہ بکری بیت اللہ یا کعبہ یا مکہ یا حرم یا مسجد الحرام یا صفا و مروہ تک ہدی ہی تو وہی حکم ہوگا جو اس کہنے کی صورت مین مذکور ہوا کہ اللہ تعالیٰ کیواسطے میرے ذمہ بیت اللہ وغیرہ تک پیادہ پا چلنا واجب ہی اور جو اتفاق و اختلاف وہان تھا یہان بھی جاری ہوگا یہ بدائع مین لکھا ہی اور اگر یون کہا کہ اللہ تعالیٰ کیواسطے میرے اوپر حج فرض دوبارہ واجب ہی تو کچھ لازم نہوگا یہ محیط مین لکھا ہی اور اگر یون کہا کہ اللہ تعالیٰ کیواسطے میرے ذمہ اس سال مین دو حج واجب ہین تو اُسپر دو حج واجب ہونگے یا یون کہا کہ اللہ تعالیٰ کیواسطے میرے ذمہ اس سال مین دس حج واجب ہین تو اُسپر دس حج دس سال مین واجب ہونگے اور اگر کسی نے اپنے اوپر سو حج واجب کیے تو اسیطرح لازم ہونگے اور اگر یون کہا کہ اللہ تعالیٰ کیواسطے میرے ذمہ آدھا حج ہی تو امام محمد رح کا یہ قول ہی کہ اُسپر پورا حج لازم[1] ہوگا اور اگر کسی نے حج کی لبیک مین یہ شرط لگائی کہ مین ایسا حج کرونگا کہ نہ طواف زیارت کرونگا نہ وقوف عرفات کرونگا تو اُسپر پورا حج لازم ہوگا یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہی۔ اگر کسی نے یون کہا کہ اللہ تعالیٰ کیواسطے میرے ذمہ تیس حج واجب ہین اور ایک سال مین تیس آدمیون سے حج کرایا پس اگر وہ حج کا وقت آنے سے پہلے مرگیا تو کل جائز ہوے اور اگر حج کے وقت مین وہ زندہ ہی اور حج پر قادر ہی تو انمین سے ایک باطل ہوگیا اور اسیطرح جب ایک سال آویگا ایک حج باطل ہو جاویگا یہ محیط مین لکھا ہی۔ اگر مریض نے یہ کہا کہ اگر اللہ تعالیٰ مجھے اس مرض سے اچھا کرے تو میرے ذمہ حج واجب ہی پس اچھا ہوگیا تو اُسکے ذمہ حج لازم ہی اگرچہ اُسنے یہ نہ کہا کہ اللہ تعالیٰ کیواسطے کیونکہ حج تو اللہ تعالیٰ ہی کیواسطے ہوتا ہی اور اگر یون کہا کہ اگر مین اچھا ہو جاؤن تو میرے ذمہ حج ہی پس اچھا ہوا اور حج کیا تو

[1] کیونکہ اسکی تنصیف غیر ممکن ہی لا محالہ پورا لازم ہوگا ۱۲

اسی حج مین فرض ادا ہوگا اور حج فرض کے سوا اور کچھ نیت کی تو نیت اُسکی صحیح ہے یہ خلاصہ مین لکھا ہے
متفرق مسئلے اہل عرفہ نے کسی روز وقوف کیا اور ایک قوم نے یہ گواہی دی کہ اُنھون نے وقوف کے دن سے
پہلے وقوف کیا ہے یعنے آٹھوین تاریخ وقوف کیا ہے تو اُنکا قول قبول ہوگا اور وقوف کا اعادہ واجب ہوگا اور اگر
قوم نے یہ گواہی دی کہ اُنھون نے روز وقوف کے بعد وقوف کیا ہے یعنے دسوین تاریخ وقوف کیا ہے تو قبول نہ کیا
جاویگا اور استحسان یہ ہے کہ وہ حج جائز ہوگا اور اگر آٹھوین تاریخ یہ گواہی دی کہ آج عرفہ کا دن ہے پس اگر امام یہ
کر سکتا ہے کہ سب لوگون کے ساتھ یا اکثر کیساتھ دن مین وقوف کرے تو اُنکی شہادت قیاساً اور استحساناً قبول
ہوگی اور اگر آخر دن سے لیکر وقوف نہ کرینگے تو اُنکا حج فوت ہوجاویگا اور اگر امام لوگون کیساتھ رات مین وقوف
کر سکتا ہے دن مین نہین کر سکتا تو بھی استحساناً یہی حکم ہے پس اگر وقوف نہ کیا تو حج فوت ہوجاویگا اور اگر اکثر لوگونکے
ساتھ رات مین بھی وقوف نہین کر سکتا ہے تو اُنکی شہادت مقبول نہوگی اور استحسان یہ ہے کہ دوسرے دن وقوف
کرنے کا حکم دے اور گواہون کا بھی وہی حال ہوگا جو اور لوگون کا ہے پس اگر اپنی رسالے سے وقوف کرینگے اور
لوگون کے ساتھ وقوف نہ کرینگے تو اُنکا حج فوت ہوجاویگا یہ تبیین مین لکھا ہے۔ اور اس صورت مین اُنپر واجب
ہوگا کہ عمرہ کرکے احرام سے باہر ہون اور سال آئندہ مین حج کرین گواہون نے اگر ایسے وقت مین شہادت دی
کہ وقوف عرفہ دن مین ممکن ہے تو دو عادل گواہون کی گواہی مقبول ہوگی اور اگر ایسے وقت مین گواہی دی کہ وقوف
عرفہ دن مین ممکن نہین رات مین کرنا پڑیگا تو اسمین دو عادل گواہ بھی کافی نہین اسلیے کہ اُنکی گواہی کیوجہ سے وقت
دن کے عوض رات مین بدلتا ہے پس اسمین وہی امر قبول کیا جاویگا جو خوب ثابت ہو یہ محیط مین لکھا ہے اور حاصل یہ ہے کہ
جو ایسا موقع ہو کہ اگر گواہی قبول کرین تو سب کا حج فوت ہوتا ہے تو وہان امام گواہی قبول نہ کرے اگرچہ گواہ بہت سے
ہون اور جو ایسا موقع ہو کہ شہادت کے قبول کرنے سے بعض کا حج فوت ہوتا ہے بعض کا فوت نہین ہوتا تو شہادت
قبول کیجاویگی یہ غایۃ السروجی شرح ہدایہ مین لکھا ہے اگر عورت نے حج فرض کے سوا کسی اور حج کا احرام باندھا اور اُسکے
ساتھ محرم تھا پس اگر اُسکا شوہر نہین ہے تو اُس حج کو ادا کرے یہ شرح طحاوی کے باب الفدیہ مین لکھا ہے۔ اگر اُسکا
شوہر ہے اور شوہر نے اُسکو حج کی اجازت دی اور عورت نے حج کا احرام حج کے مہینون سے پہلے باندھا تو شوہر کو
احرام سے حلال کرا لینے کا اختیار ہے کہ اُسکو احرام سے باہر کرادے اور اگر حج کے مہینون مین احرام باندھا ہے تو اُسکو
اختیار نہین اور اگر اُسکا شہر اتنی دور ہے کہ وہان کے لوگ حج کے مہینون سے پہلے نکلتے ہین اور اُنکے نکلنے کیوقت
اس عورت نے احرام باندھا تو شوہر اس عورت کو احرام سے باہر نہین کرا سکتا اور اگر اُس سے پہلے عورت نے
احرام باندھا ہے تو باہر کرا سکتا ہے لیکن اگر اُسنے احرام بہت تھوڑے دن پہلے باندھا تھا تو باہر نہین کرا سکتا یہ
محیط مین لکھا ہے۔ اور اگر بغیر اجازت شوہر کے عورت نے احرام باندھا تو شوہر کو اختیار ہے کہ اُسکو منع کرے اور بغیر ہدی کے
اُسکو احرام سے باہر کرادے اور احرام سے باہر ہونا صرف اسی سے ثابت نہین ہوجاتا کہ شوہر یون کہدے کہ مین نے
تجھکو احرام سے باہر کردیا بلکہ کم سے کم کوئی فعل جو احرام مین منع ہے وہ اُسکے ساتھ کرے مثلاً اُسکے ناخن تراشے یا

بال کترے یا خوشبو لگاوے یا بوسہ لے یا معانقہ کرے پس ایسے فعل سے وہ احرام سے باہر ہوجاویگی اور احصار کی ہدی اور سال آئندہ مین حج اور عمرہ کی قضا اُسپر لازم ہوگی پس اگر اسکے بعد اسی سال مین شوہر نے اُسکو احرام کی اجازت دیدی اور اُسنے احرام باندھا اور قضا کی نیت کی یا نہ کی تو وہ حج قضا ہوگا اور اس حج کا مواخذہ جاتا رہیگا اور عمرہ اسپر واجب نہوگا اور پہلے احرام کے توڑنے کیوجہ سے اُسپر قربانی لازم ہوگی اور اگر سال بدل گیا تو بغیر نیت کے وہ حج ساقط نہوگا اُسپر حج اور عمرہ اور قربانی لازم ہوگی یہ شرح طحاوی کے باب الفدیہ مین لکھا ہی اور اگر عورت نے حج نفل کا احرام باندھا اُسکے بعد نکاح کر لیا تو ہمارے نزدیک شوہر کو اختیار ہی کہ اُسکو احرام سے باہر کراوے اور اگر حج فرض کا احرام باندھا تو شوہر کو احرام سے باہر کرنیکا اختیار نہین ہی یہ حکم اُس صورت مین ہی کہ اُسکے ساتھ محرم ہو اور اگر اُسکے ساتھ محرم نہو تو اُسکو منع کرنیکا اختیار ہی یہ بحر الرائق مین لکھا ہی اگر کسی نے اپنی زوجہ یا باندی سے جو حالت احرام مین تھی مجامعت کی اور اُسکو احرام کا حال معلوم نہین تھا تو وہ حلال کرانیوالا نہوگا مگر اُنکا حج فاسد ہوگیا اور اگر اُسکو معلوم تھا تو اُسنے احرام سے باہر کرایا اور اگر شوہر نے عورت کو احرام سے باہر کرایا پھر سال گذر جانے کے بعد اجازت دی تو عورت پر حج اور عمرہ واجب ہے اور اگر مرد نے اُسکو احرام سے باہر کرایا اور پھر اُسنے احرام باندھ لیا پھر شوہر نے احرام سے باہر کرادیا اور اُسنے احرام باندھ لیا اور اسیطرح کئی بار ہوا پھر اُسنے اُسی سال مین حج کیا تو سب مرتبہ احرام سے باہر ہونے کے بدلے وہ ایک حج کافی ہی اور اگر سال آئندہ مین حج کیا تو ہر مرتبہ احرام سے باہر ہونیکے بدلے ایک عمرہ واجب ہوگا یہ فتح القدیر مین لکھا ہی غلام اور باندی اگر بغیر اجازت مالک کے احرام باندھین تو مالک کو اختیار ہی کہ اُنکو منع کرے اور بغیر ہدی کے اُنکو احرام سے باہر کراوے اور انمین سے ہر ایک پر احصار کی ہدی اور حج اور عمرہ کی قضا آزاد ہونے کے بعد واجب ہوگی اور اگر غلام اور باندی مالک کی اجازت دینے کے بعد محصر ہوگئے تو مالک کو چاہیے کہ اُنکی طرف سے ہدی بھیجے تاکہ وہ حرم مین ذبح کیجاوے اور وہ احرام سے باہر ہون یہ شرح طحاوی کے باب الفدیہ مین لکھا ہی اور اگر غلام یا باندی کو احرام کی اجازت دیچکا ہی تو پھر بھی مالک کو اختیار ہی کہ اُنکو احرام سے باہر کراوے مگر مکروہ ہی اور جب مالک اپنے غلام کو احرام سے باہر کرنیکا ارادہ کرے تو اُسکے ساتھ کم سے کم کوئی ایسا فعل کرے جو احرام مین منع ہی مثلاً ناخن تراشے یا بال کترے یا خوشبو لگاوے یا اور کوئی ایسا فعل کرے صرف منع کرنے یا یہ کہہ دینے سے کہ مین نے تجکو احرام سے باہر کردیا وہ احرام سے باہر نہونگے یہ سراج الوہاج مین لکھا ہی اگر غلام یا باندی مالک کے حکم سے احرام باندھے پھر مالک اُنکو بیچے تو بیع جائز ہی اور ہمارے نزدیک مشتری کو یہ اختیار ہی کہ اُنکو حج سے منع کرے اور احرام سے باہر کراوے یہ شرح طحاوی کے باب الفدیہ مین لکھا ہی۔ اسبیجابی نے ذکر کیا ہی کہ حج کرنے پر یا اور عبادتون و معصیتون پر اجارہ لینا جائز نہین اور اگر

سلہ روکا جانا حج سے بوجہ کسی عذر کے ۱۲

حج کیلیے اجرت پر مقرر کیا اور حج کرانیوالے نے اجرت دیدی اور اُسنے میت کیطرف سے حج کیا تو میت کیطرف سے جائز ہوگا۔ اور اُسکو اجرت اسیقدر جائز ہوگی جو راستہ کے جانے آنے مین اُسکے کھانے اور پینے اور کپڑے اور سواری اور دیگر ضروری اخراجات مین اوسط طور پر بغیر اسراف[1] اور کمی کے صرف ہوا اور جو کچھ اُسکے پاس سے بچے وہ لوٹنے کے بعد وارثون کو پھیر دے اور جو فاضل بچے اُسکو خود لے لینا جائز نہین ہی لیکن اگر وارث بطور احسان کے حج کرنیوالے کے ملک مین چھوڑ دین تو وارثون کے مالک کر دینے سے اُسکو جائز ہو جاویگا یہ شرح طحاوی کے ابتدائے کتاب حج مین لکھا ہی۔ جس شخص کو میت کیطرف سے حج کرنیکا حکم کیا گیا ہو اگر وہ راستہ مین سے لوٹ آوے اور یون کہے کہ حج سے کوئی مانع پیش آگیا اور میت کا مال لوٹنے مین خرچ ہوگیا تو اُسکے قول کی تصدیق نہ کرینگے اور وہ تمام خرچ کا ضامن ہوگا لیکن اگر کوئی امر ظاہر اُسکے قول کی تصدیق کرتا ہو تو اُسکی تصدیق کرینگے جس شخص کو حج کا حکم کیا گیا تھا اگر اُسنے کہا کہ مین نے میت کیطرف سے حج کیا اور وارثون نے یا وصی نے انکار کیا تو اُسکا قول قسم کے ساتھ قبول کیا جاویگا لیکن اگر اس شخص پر جسکو حکم کیا گیا تھا میت کا کچھ قرض تھا اور میت نے یون کہا تھا کہ میری طرف سے اس مال مین حج کیجیو پس اُسنے اُسکی موت کے بعد حج کیا تو اُسپر واجب ہی کہ اپنے حج کرنیکے گواہ پیش کرے یہ محیط مین لکھا ہی۔ حرم کے پتھرون اور مٹی کو حرم سے باہر لیجانے مین ہمارے نزدیک کچھ مضائقہ نہین اور اسیطرح خارج حرم کی مٹی حرم مین لیجانے مین کچھ مضائقہ نہین فقہا کا اجماع ہی کہ زمزم کا پانی حرم سے باہر لیجانا مباح ہی۔ کعبہ کے پردون سے کچھ نہ لے اور جو اسمین سے گر جاوے وہ فقیرون پر صرف کر دے پھر اگر اُنسے خرید لے تو مضائقہ نہین یہ غایۃ السروجی شرح ہدایہ مین لکھا ہے حرم کے درخت اراک اور دوسرے درختون کی مسواک بنانا جائز نہین اور کعبہ کی خوشبو تبرک کیلیے یا کسی اور غرض سے لینا جائز نہین اور اگر کوئی اُسمین سے کچھ لے تو اُسکو اُسکا پھیر دینا واجب ہے اور اگر کوئی تبرک کا ارادہ کرے تو اپنے پاس سے خوشبو لاکر کعبہ کو لگاوے پھر اُسکو لے لے یہ سراج الوہاج مین لکھا ہے

خاتمہ قبر نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے بیان مین۔ ہمارے مشائخ نے کہا ہی کہ زیارت قبر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی افضل مندوبات سے ہی اور مناسک فارسی اور شرح مختار مین ہی کہ جس شخص کو استطاعت ہو اُسکے لیے قریب بواجب ہی اور حج اگر فرض ہی تو احسن یہ ہی کہ اول حج کرے پھر زیارت کو جاوے اور اگر نفل ہے تو اُسکو اختیار[2] ہی پس جب زیارت قبر نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی نیت کرے تو چاہیے کہ اُسکے ساتھ زیارت مسجد نبوی کی بھی نیت کرے اسلیے کہ وہ ایک اُن تین مسجدون کی ہی کہ جنکے سوا اور کہین کو سفر نہین کیا جاتا اور حدیث مین آیا ہی کہ لاتشد الرحال الا لثلثۃ مساجد المسجد الحرام ومسجدی ہذا والمسجد الاقصے یعنے سفر کا سامان نہ باندھا جاوے مگر تین مسجدون کیلیے مسجد الحرام اور یہ میری مسجد اور مسجد اقصے جب زیارت کیواسطے متوجہ ہو تو جبتک راستہ مین رہے درود اور سلام بہت پڑھے یہ فتح القدیر مین ہی اور مکہ اور مدینہ کے راستہ مین جو مسجدین

[1] بے جا و بے محل خرچ کرنے کو کہتے ہین ۱۲ [2] یعنے چاہے پہلے زیارت کو جاوے یا بعد حج کے جاوے ۱۲ م

ہین اُنمین نماز پڑھے اور وہ بیس مسجدین ہین یہ کرمانی نے اپنی مناسک مین ذکر کیا ہی۔ جب مدینہ کے درخت نظر آنے لگین تو درود اور سلام مین اور زیادتی کرے یہ غایۃ السروجی شرح ہدایہ مین لکھا ہی اور جب مدینہ کی دیوارون کو دیکھے تو درود پڑھے اور یہ دعا پڑھے اللھم ہذا حرم نبیک فاجعلہ وقایۃ لی من النار وامانا من العذاب وسوء الحساب اور اگر ہو سکے تو مدینہ مین داخل ہونے سے پہلے بھی غسل کرے اور بعد کو بھی غسل کرے اور خوشبو لگاوے اور اچھے کپڑے پہنے اور عاجزی کرتا ہوا تسلی اور وقار کے ساتھ داخل ہو یہ اختیار شرح مختار مین لکھا ہی اور یہ جو بعض آدمیون کا دستور ہی کہ مدینہ کے قریب اُترتے ہین اور وہان سے پیادہ پا چلکر مدینہ مین داخل ہوتے ہین یہ بہتر ہی اور جس چیز مین ادب اور تعظیم زیادہ ہو وہ بہتر ہی یہ فتح القدیر مین لکھا ہی اور جب مدینہ مین داخل ہو تو یہ پڑھے اللھم رب السموات وما اظللن ورب الارضین وما اقللن ورب الریاح وما ذرین اسالک خیر ہذہ البلدۃ وخیر اہلہا وخیر ما فیہا واعوذ بک من شرہا ومن شر ما فیہا وشر اہلہا اللھم ہذا حرم رسولک فاجعل دخولی فیہ وقایۃ لی من النار وامانا من العذاب وسوء الحساب یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہی اور جب مسجد مین داخل ہو تو وہی افعال کرے جو مسجدون کے داخل ہونے کے وقت سنت ہین یعنے اول داہنا پاؤن بڑھاوے یہ فتح القدیر مین لکھا ہی اور یہ دعا پڑھے اللھم صل علی محمد وعلی آل محمد اللھم اغفرلی ذنوبی وافتح لی ابواب رحمتک اللھم اجعلنی الیوم من اوجہ من توجہ الیک واقرب من تقرب الیک وانجح من دعاک وابتغی مرضاتک یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہی اور چاہیے کہ مسجد مین باب جبریل یا اور کسی دروازہ سے داخل ہو یہ غایۃ السروجی شرح ہدایہ مین لکھا ہی۔ اور منبر کے پاس دو رکعتین پڑھے اور اسطرح کھڑا ہو کہ منبر کا عمود داہنے مونڈھے کے سامنے ہو یہی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے کھڑے ہونیکی جگہ ہی اور وہ مقام درمیان قبر اور منبر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ہی اور اللہ تعالےٰ نے جو یہ توفیق دی ہی اُسکے شکر مین اللہ تعالےٰ کیواسطے سجدہ کرے اور جس دعا کو بہتر سمجھے پڑھے پھر کھڑا ہووے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کیطرف متوجہ ہو اور سر مبارک کے قریب قبلہ رُو کھڑا ہووے پھر اُس سے تین یا چار گز قریب ہو اس سے اور زیادہ قریب نہو اور تربت کی دیوارون پہ نظر رکھے اسواسطے کہ بہت ہیبت کی جگہ ہی اور عظمت اُسکی اعظم ہی اور اسطرح کھڑا ہو جیسے نماز مین کھڑا ہوتا ہی اور رسول اللہ صلے اللہ

سلہ اے اللہ یہ حرم تیرے نبی کا ہی کر تو اُسکو بچانیوالا واسطے میرے نار سے اور کر اُسکو امن عذاب سے اور حساب کی بُرائی سے ۱۲ سلہ اے اللہ رب آسمانون کے اور اُن چیزون کے جنپر وہ سایہ ڈالتے ہین اور رب زمینون کے اور اُن چیزون کے جنکو وہ اُٹھائے ہوے ہین اور رب ہوا کا اور اُن چیزون کے جنکو وہ اُڑاتی ہین سوال کرتا ہون مین تجھسے بھلائی اس شہر کی اور بھلائی اس شہر والونکی اور بھلائی اُس کی جو اسمین ہے اور پناہ مانگتا ہون تجھسے اس شہر کی اور جو چیز اسمین ہے اُسکی اور اسکے لوگون کی برائی سے اے میرے اللہ یہ تیرے رسول کا حرم ہی اسمین میرا داخل ہونا میرے لیے دوزخ سے بچانیوالا اور عذاب و حساب کی بُرائی سے امان کردے ۱۲ سلہ اے اللہ درود بھیج اوپر محمد کے اور اوپر آل محمد کے اور بخش میرے لیے گناہ میرے اور کشادہ کر میرے لیے دروازے رحمت کے اے اللہ تعالےٰ کر مجھکو آج کے دن زیادہ وجیہ اُن لوگون کا جنھون نے توجہ کی تیری طرف اور قریب یادہ اُن لوگون کا جنھون نے نزدیکی چاہی تیری درگاہ مین اور دعا کرنے والون میں سے زیادہ امید پوری ہونیوالا اور زیادہ تیری مرضی چاہنے والا ۱۲ سلہ قولہ قبلہ رو الخ یہ فقیہ ابو اللیث نے اپنی رائے سے خلاف سنت نکالا ہی اسیواسطے فتح القدیر مین کہا کہ یہ قول مردود ہی اور صحیح یہ کہ آپکے مزار مبارک کیطرف متوجہ ہو اور قبلہ کیطرف پیٹھ کرے ۱۲ عینی الہدایہ اُردو شرح ہدایہ۔

علیہ وسلم کی صورت کریم کا یون تصور کرے کہ گویا آپ لحد مین سوتے ہین اور اُسکے حال سے واقف ہین اور اُسکا کلام سنتے ہین یہ اختیار شرح مختار مین لکھا ہی پھر یون کہے السلام علیک یا نبی اللہ ورحمۃ اللہ وبرکاتہ واشہد انک رسول اللہ قد بلغت الرسالۃ وادیت الامانۃ ونصحت الامۃ وجاہدت فی امر اللہ حتی قبض روحک حمیدا محمودا فجزاک اللہ عن صغیرنا وکبیرنا خیر الجزاء وصل علیک افضل الصلوٰۃ وازکاہا واتم التحیۃ وانماہا اللہم اجعل نبینا یوم القیامۃ اقرب النبیین واسقنا من کاسہ وارزقنا من شفاعتہ واجعلنا من رفقائہ یوم القیامۃ اللہم لا تجعل ہذا آخر العہد بقبر نبینا علیہ السلام وارزقنا العود الیہ یا ذا الجلال والاکرام یہ محیط مین لکھا ہی اور نہ اپنی آواز بلند کرے اور نہ بہت پست بلکہ درمیانی کرے یہ غایۃ السروجی شرح ہدایہ مین لکھا ہی اور جس شخص نے وصیت کی ہو اسکا بھی سلام پہونچاوے اور یون کہے السلام علیک یا رسول اللہ فلان بن فلان یستشفع بک الی ربک فاشفع لہ ولجمیع المسلمین پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کے سامنے چہرہ مبارک کے پاس قبلہ کو پیٹھ کرکے کھڑا ہو کر جتنا چاہے درود پڑھے پھر ایک ہاتھ جگہ سے ہٹکر حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے سر مبارک کے سامنے آوے اور یون کہے السلام علیک یا خلیفۃ رسول اللہ السلام علیک یا صاحب رسول اللہ فی الغار السلام علیک یا رفیقہ فی الاسفار السلام علیک یا امینہ علی الاسرار جزاک اللہ عنا افضل ما جزا اماما عن امۃ نبیہ ولقد خلفتہ باحسن خلف وسلکت طریقہ ومنہاجہ خیر مسلک وقاتلت اہل الردۃ والبدع ومہدت الاسلام ووصلت الارحام ولم تزل قائما للحق ناصرا لاہلہ حتی اتاک الیقین والسلام علیک ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اللہم امتنا علی حبہ ولا تخیب سعینا فی زیارتہ برحمتک یا کریم پھر وہان سے ہٹکر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی قبر مبارک کے سامنے ہو اور یون کہے السلام علیک یا امیر المومنین السلام علیک یا مظہر الاسلام السلام علیک یا مکسر الاصنام جزاک اللہ عنا افضل الجزاء ورضی عمن استخلفک فقد نصرت الاسلام والمسلمین حیا ومیتا فکفلت الایتام ووصلت الارحام وقوی بک الاسلام وکنت للمسلمین اماما مرضیا وہادیا مہدیا جمعت شملہم واغنیت فقرہم وجبرت کسرہم فالسلام علیک ورحمۃ اللہ وبرکاتہ پھر وہان سے بقدر آدھ گز کے لوٹے اور یون کہے السلام علیکما یا ضجیعی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ورفیقیہ ووزیریہ ومشیریہ والمعاونین لہ علی القیام فی الدین والقائمین بعدہ بمصالح المسلمین جزاکما اللہ احسن جزاء جئنا کما نتوسل بکما الی رسول اللہ لیشفع لنا ویسائل ربنا ان یتقبل سعینا ویحیینا علی ملتہ ویمیتنا علیہا ویحشرنا فی زمرتہ پھر اپنے اور اپنے والدین کیواسطے اور جس شخص نے وصیت کی ہو اُسکے واسطے اور سب مسلمانون کیواسطے دعا مانگے پھر پہلی طرح رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک کے سامنے کھڑا ہو اور یون کہے اللہم انک قلت وقولک الحق ولو انہم اذ ظلموا انفسہم جاؤک فاستغفروا اللہ

لہ سلامتی ہو تجپر اور تیرے یا نبی اللہ کے اور رحمت اللہ کی اور برکت اُسکی گواہی دیتا ہون کہ البتہ تو رسول اللہ کا ہی اور البتہ پہونچائی تو نے رسالت اور ادا کردی امانت اور نصیحت کی تو نے امت کو اور کوشش کی تو نے اللہ کے کام مین یہانتک کہ قبض کیگئی روح تیری درحالیکہ حمید اور محمود رہے خاصیت پس جزا دے تجھکو اللہ تعالیٰ چھوٹون ہمارے اور بڑون ہمارے سے اچھی جزا اور درود بھیجے تجھپر افضل درود اور پاک زیادہ پوری تحیۃ اور بڑھتی ہوئی ملے اللہ میرے کر ہمارے نبی کو قیامت کے روز سب نبیون سے زیادہ قریب الا اور سیراب کر ہمکو اُنکے جام کوثر سے اور نصیب کر ہمکو اُنکی شفاعت اور ہمکو قیامت مین اُنکے ساتھیون مین سے کر دے اور ملے اللہ میرے یہ پیر آخری عہد ہمارے نبی صلعم کی قبر کے ساتھ نت کیجیو اسے ذو الجلال والاکرام ہمکو پھر آنا یہان نصیب فرمائیو ۱۲

واستغفر لہم الرسول لوجدوا اللہ توابا رحیما وقد جئناک سامعین قولک طائعین امرک مستشفعین بنبیک لبیک اللہم ربنا اغفر لنا ولاخواننا الذین سبقونا بالایمان ربنا آتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الآخرۃ حسنۃ وقنا عذاب النار سبحان ربک رب العزۃ عما یصفون وسلام علی المرسلین والحمد للہ رب العٰلمین اور جو چاہے اسمین زیادہ کرے اور جو چاہے کم کرے اور اسکے سوا جو دعا یاد آوے اور توفیق الٰہی ہو پڑھے پھر اسطوانہ ابی لبابہ پر آوے جہان ابی لبابہ نے اپنے آپ کو باندھا تھا اور اللہ نے انکی دعا قبول کرلی تھی اور وہ درمیان قبر اور منبر کے ہے وہان دو رکعتین پڑھے اور اللہ کے سامنے توبہ کرے اور جو چاہے دعا مانگے پھر روضہ مین آوے اور وہ مثل حوض کے مربع ہے اور امام موضع اس زمانہ مین وہین نماز پڑھتا ہے وہان جسقدر ہوسکے نماز پڑھے اور دعا مانگے اور تسبیح اور ثنا اور استغفار بہت پڑھے پھر منبر کے پاس آوے اور اپنا ہاتھ اُس انار کے مشابہ لکڑی پر رکھے جسپر خطبہ پڑھتے وقت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اپنا مبارک ہاتھ رکھتے تھے تاکہ برکت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم حاصل ہو اور درود پڑھے اور اللہ سے جو چاہے دعا مانگے اور اُسکی رحمت کے طفیل مین اُسکے غضب سے پناہ مانگے پھر ستونہ حنانہ پر آوے اور وہ وہ ستون ہے جسمین اُس لکڑی کا بقیہ لگا ہوا ہے کہ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اُسکو چھوڑکر منبر پر خطبہ پڑھا تو اسمین سے رونیکی آواز نکلی تھی پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے منبر سے اُترکر اُسکو بغل مین لیا تب اُسکو تسکین ہوئی۔ اور اس بات مین کوشش کرے کہ جبتک مدینہ مین رہے شب بیداری کرے اور تلاوت قرآن اور ذکر اللہ مین مشغول رہے اور منبر اور قبر کے پاس اور ان دونوں کے درمیان مین آہستہ اور جہر سے دعا مانگتا رہے یہ اختیار شرح مختار مین لکھا ہے اور جبتک مدینہ مین رہے درود بہت پڑھے یہ محیط مین لکھا ہے اور مستحب ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے بعد بقیع کیطرف جاوے اور وہان کے مزارات خصوصًا قبر سید الشہدا حمزہ رضی اللہ عنہ کی زیارت کرے اور بقیع مین حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے قبہ کی زیارت کرے اور اسی مین حسن بن علیؓ اور زین العابدینؓ اور اُنکے بیٹے محمد باقر اور اُنکے بیٹے جعفر صادق رضی اللہ عنہم مدفون ہین اور وہین قبہ امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ کا اور قبہ ابراہیم ولد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ہے اور کئی بیبیان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی اور آپکی پھوپھی صفیہ رضی اللہ عنہا اور بہت سے صحابہ اور تابعین مدفون ہین اور بقیع مین مسجد فاطمہ رضی اللہ عنہا مین نماز پڑھے اور مستحب ہے کہ پنجشنبہ کے روز شہدائے احد کی زیارت کرے اور یون کہے سلام علیکم بما صبرتم فنعم عقبے الدار[۱] سلام علیکم دار قوم مومنین وانا انشاء اللہ بکم لاحقون اور آیۃ الکرسی اور سورۂ اخلاص پڑھے اور مستحب ہے کہ ہفتہ کے روز مسجد قبا مین آوے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے اسیطرح وارد ہے اور اسطرح دعا مانگے۔ یا صریخ المستصرخین ویا غیاث المستغیثین[۲] ویا مفرج کرب المکروبین یا مجیب دعوۃ المضطرین صل علی محمد وآلہ واکشف کربی وحزنی کما کشفت عن رسولک کربہ وحزنہ فی ہذا المقام یا حنان یا منان یا کثیر المعروف ویا دائم الاحسان ویا ارحم الراحمین یہ اختیار شرح مختار مین لکھا ہے۔ فقہائے کہا ہے کہ ان مقامات مین کوئی دعا معین نہین ہے جو چاہے دعا مانگے جائز ہے یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہے۔ اور مستحب ہے کہ جبتک مدینہ مین رہے سب نمازین مسجد نبوی مین پڑھے اور جب اپنے شہر کو لوٹنے کا ارادہ کرے تو مستحب ہے کہ مسجد سے دو رکعتین پڑھکر رخصت ہو اور جو دعا بہتر سمجھے وہ پڑھے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک پر آوے اور سلام کا اعادہ کرے یہ سراج الوہاج مین لکھا ہے

[۱] سلامتی اوپر تمھارے بسبب اسکے کہ تم نے صبر کیا پس اچھا ہے آخرت کا گھر سلامتی اوپر تمھارے ہے قوم مومنین اور ہم انشاء اللہ تم سے ملنے والے ہین ۱۲ منہ

[۲] اے فریاد رس فریاد کرنیوالون کے اور اے غیاث مستغیثون کے اور سختی کھولنے والے سختی والون کے اور اے دعا قبول کرنیوالے مضطر لوگون کے رحمت بھیج اوپر محمد کے اور انکی آل کے اور کھول سختی میری اور حزن میرا جیسا کہ کھولا تو نے رسول اپنے سے کرب اور حزن انکا اس مقام پر آلخ ۱۲

کتاب النکاح

اسمین گیارہ باب ہین

باب اول. نکاح کی تفسیر شرعی و اُسکی صفت و رکن و شرط و حکم کے بیان مین

واضح ہو کہ شرع مین نکاح ایسے عقد کو کہتے ہین جو قصداً[۵۱] ملک متعہ پر وارد ہوتا ہی یہ کنز مین لکھا ہی۔ اور نکاح کی صفت یہ ہے کہ حالت اعتدال مین نکاح کرنا سنت مؤکدہ ہی اور شدت شہوت[۵۲] کی حالت مین واجب ہی اور اگر آدمی کو نکاح کرنے مین یہ خوف[۵۳] ہو کہ احکام نکاح کی پابندی کرنے مین اُسکی طرف سے ظلم صادر ہوگا تو اُسکو نکاح کرنا مکروہ ہی یہ اختیار شرح مختار مین لکھا ہی۔ اور نکاح کا رکن ایجاب و قبول ہی کذا فی الکافی اور ایجاب وہ کلام ہی جو پہلے بولا جاتا ہی خواہ مرد کیطرف سے ہو یا عورت کیطرف سے ہو اور اُسکے جواب کو قبول کہتے ہین یہ عنایہ مین ہی۔ نکاح کی شرطین بہت ہین از انجملہ جو شخص اس عقد کا باندھنے والا ہی اُسکا عاقل[۵۴] و بالغ و آزاد ہونا شرط ہی مگر جاننا چاہیے کہ امر اول یعنی عاقل ہونا سو نکاح منعقد ہونیکے واسطے شرط ہی پس اگر مجنون نے عقد باندھے یا ایسا لڑکا جو مفاد عقد نکاح کو نہین سمجھتا ہی تو منعقد نہوگا اور پچھلی دونون باتین یعنی بالغ و آزاد ہونا نکاح[۵۵] نافذ ہونے کے واسطے شرط ہین پس اگر طفل عاقل نابالغ نے عقد باندھا تو اُسکا نافذ ہونا اُسکے ولی کی اجازت پر موقوف ہوگا یہ بدائع مین ہی۔ از انجملہ محل قابل نکاح ہونا شرط ہی یعنے ایسی عورت ہو جسکو شرع نے بہ نکاح حلال رکھا ہی یہ نہایہ مین ہی۔ از انجملہ دونون عقد باندھنے والون مین سے ہر ایک کو دوسرے کا کلام سُننا شرط ہی کذا فی فتاوےٰ قاضیخان اور اگر دونون نے ایسے لفظ کے ساتھ نکاح باندھا جس سے نکاح منعقد ہونا نہین سمجھتے ہین تو بھی نکاح منعقد[۵۶] ہوگا یہی مختار[۵۷] ہی یہ مختار الفتاوےٰ مین ہی۔ از انجملہ گواہی ہونا شرط ہی اور عامۂ علما نے فرمایا کہ یہ امر جواز نکاح کے واسطے شرط ہی کذا فی البدائع۔ اور گواہ مین چار باتین شرط ہین یعنے آزادی و عقل و بلوغ و اسلام پس غلامون کی گواہی سے نکاح منعقد نہوگا خواہ غلام قن ہو یا مدبر یا مکاتب ہو کچھ فرق نہین ہی اور مجنون

---

۵۱ قولہ قصداً۔ یعنے بالقصد تمتع کا فائدہ بخشے پس اگر ضمناً علت کا فائدہ بخشے جیسے لونڈی وطی کرنیکے لیے خریدی تو اگرچہ بغرض وطی خریدی ہی مگر خریدنے سے اصلی مقصود ملکیت ہے اور وطی کرنا ضمناً ثابت ہے تو اس علت ضمنی کا نام نکاح نہین ہی ۱۲ ۵۲ قولہ شدت شہوت۔ یعنے جبکہ بدون اسکے زنا مین پڑ جانے کا خوف غالب ہو نہایہ مین ہی کہ اگر بدون نکاح کے زنا سے بچاؤ نہو تو نکاح فرض ہی اور اگر اس صورت مین مہر و نفقہ پر قدرت ہو تو ترک مین گنہگار ہوگا البدائع ۱۲ ۵۳ قولہ خوف یعنے زیادہ تر گمان اسکا یہی ہو بغیر اسکے کہ دل مین جم جاوے ۱۲ م ۵۴ قولہ عاقل اس سے یہ مراد ہی کہ وہ عقد کا فائدہ سمجھتا ہو کہ اُسکا یہ حکم ہی ۱۲ ۵۵ قولہ نکاح کبھی باطل ہوتا ہی کبھی منعقد پھر منعقد لازم و غیر لازم پھر لازم نافذ و غیر نافذ ہوتا ہی مثلاً مسلمان نے ہندو عورت سے نکاح کیا تو یہ نکاح باطل ہی اگرچہ ایجاب و قبول پایا جاوے یا مجنون کا خود عقد کرنا۔ منعقد غیر لازم جیسے طفل سمجھدار نابالغ نے اپنا نکاح کیا پس نکاح تو منعقد ہو جائیگا مگر اُسکے ولی کی اجازت پر لازم ہونا موقوف ہے پھر اگر نکاح کی اجازت دیگئی حتے کہ لازم ہوگیا یعنے ٹوٹ نہین سکتا۔ مگر نصف مہر پیشگی ٹھہرا ہی تو یہ ابھی نافذ نہوگا جبتک کہ مہر نقد نہ دیدے پس یہ لازم غیر نافذ ہے ۱۲ ۵۶ قولہ منعقد ہوگا۔ قال المترجم قالوا ینعقد النکاح وان لم یعلما معناہ قال یہ لکھا ہی اور دیانۃً واقع ہونے مین اختلاف ہے اصح یہ کہ اگر اتنا سمجھین کہ یہ نکاح ہی تو منعقد ہوگا علما دین کہا کہ جمیع معاملات مین یہی حکم ہی اور بعض نے کہا کہ سب عقود بغیر معنی جانے صحیح ہین بعض نے کہا کہ جنین نکاح کیطرح جد و ہزل یکسان ہی وہ صحیح ہی ورنہ نہین کما فی جامع الرموز ۱۲ منہ ۵۷ قولہ مختار ہی اسمین اختلاف کا اشارہ ہی اور مترجم کہتا ہی کہ معمول کے واسطے لازم ہی کہ عدم علم کی صورت مین اعادہ کرین ۱۲ منہ ۵۸ یعنے لڑکا جو مفاد عقد کو سمجھتا ہے ۱۲ منہ ۵۹ اگرچہ نکاح کا انعقاد بدون اُسکے ہو جائیگا ۱۲ منہ

اور نابالغ لڑکون کی گواہی سے بھی منعقد نہوگا اور دو مسلمانون کے نکاح مین کافرون کی گواہی سے بھی انعقاد نہوگا کذا فے البحر الرائق اور اگر شوہر مرد مسلمان ہوا ور جورو عورت ذمیہ ہو تو دو ذمیون کی گواہی سے نکاح منعقد ہو جائیگا خواہ دونون گواہ اس عورت ذمیہ کے ہم ملت ہون یا مخالف ملت ہون یہ سراج الوہاج مین ہی اور ہر دو کافرون کے نکاح مین گواہون کا مسلمان ہونا شرط نہین ہی پس کافر مرد و عورت کا نکاح دو کافر گواہون کی گواہی سے منعقد ہوگا خواہ دونون گواہ اُنکے ہم ملت ہون یا اُنکے خلاف ملت ہون یہ بدائع مین ہی اور دو فاسق دو اندھون کی گواہی سے نکاح صحیح ہوجاتا ہی یہ فتاوےٰ قاضیخان مین ہی اور اسیطرح دو محدود القذف کی گواہی سے بھی نکاح صحیح ہوجاتا ہی اگرچہ دونون تے تو بہ نہ کی ہو کذا فی البحر الرائق اور اسیطرح جسکو زناکاری کی حد ماری گئی ہو اُسکی گواہی سے بھی نکاح صحیح ہوتا ہی یہ خلاصہ مین ہی۔ اور جن لوگون کی گواہی عاقد کے حق مین اصلا قبول نہین ہوتی ہی اُنکے شاہد ہونیسے بھی نکاح منعقد ہوگا مثلاً زید کے دو لڑکے ہندہ کے پیٹ سے ہین پھر زید نے بعد طلاق کے ہندہ مذکورہ سے اُنھین دونون بالغ لڑکون کی گواہی پر نکاح کیا تو منعقد ہوگا اور اسیطرح اگر یہ دونون لڑکے اس ہندہ کے پیٹ سے نہون یا اس ہندہ کے پیٹ سے ہون مگر زید کے نطفہ سے نہون تو بھی یہی حکم ہی یہ بدائع مین ہی اور اصل اس باب مین یہ ہی کہ جو شخص اپنی ذاتی ولایت سے نکاح مین ولی ہونیکی صلاحیت رکھتا ہی وہ شاہد ہونیکی بھی صلاحیت رکھتا ہی اور جو ایسا نہین ہی وہ گواہ بھی نہین ہو سکتا ہی یہ خلاصہ مین ہی اور گواہونمین عدد شرط ہی پس خالی ایک گواہ کی گواہی پر نکاح منعقد نہوگا یہ بدائع مین ہی۔ اور سب گواہونکا مذکر ہونا شرط نہین ہی تا آنکہ ایک مرد اور دو عورتون کی گواہی سے نکاح منعقد ہوجاتا ہی کذا فے الہدایہ مگر خالی دو عورتون کی گواہی سے بدون کسی مرد کے منعقد نہوگا اسیطرح خالی دو خنثی کی گواہی سے بھی بدون کسی مرد کے نکاح منعقد نہوگا یہ فتاوےٰ قاضیخان مین ہی۔ ازانجملہ یہ شرط ہی کہ دونون گواہ دونون عقد باندھنے والون کا کلام معاً سنین کذا فے فتح القدیر پس سوتے ہوئے دو گواہون کی گواہی سے درحالیکہ دونون نے دونون عقد باندھنے والون کا کلام نہین سُنا ہی نکاح منعقد نہوگا یہ فتاوےٰ قاضیخان مین ہی اور اگر ایسے دو آدمی ہون جو بہرے مادرزاد ہین کہ نہین سُنتے ہین تو اسمین مشائخ نے اختلاف کیا ہی اور صحیح یہ ہی کہ نکاح منعقد نہوگا کذا فی شرح الجامع الصغیر لقاضیخان۔ اور ہکلے کی گواہی سے اور گونگے کی گواہی سے بشرطیکہ سنتا ہو نکاح منعقد ہوگا کذا فے الخلاصہ۔ اور اگر دونون گواہون نے فقط ایک کا کلام سُنا اور دوسرے کا نہین سُنا یا ایک گواہ نے ایک عاقد کا کلام سُنا اور دوسرے گواہ نے دوسرے کا کلام سُنا تو نکاح جائز نہوگا یہ بدائع

ﻠﮧ قولہ ذمیہ یہ مراد ہی کہ ایسی عورت ہو جو کسی آسمانی کتاب کی معتقد ہو جیسے یہودیہ و نصرانیہ ۱۲ منہ ﻠﮧ قولہ منعقد ہو جائیگا قال المترجم منعقد ہونے مین تو شک نہین ہے ولیکن اگر پیچھے عورت نے وقوع نکاح سے انکار کیا اور مرد مسلمان مدعی ہوا تو ان گواہون کی گواہی سے نکاح ثابت ہوگا اور اگر اسکے برعکس واقع ہوا تو ایسے گواہون سے ثبوت نہوگا لانہ لا یقبل شہادۃ الکافر علے مسلم وہذہ فائدۃ مزیدۃ فتدبر ۱۲ منہ ﻋﮧ یعنے جورو و مرد مسلمان ہون ۱۲ ﻋﮧ یعنے جورو اور مرد ۱۲ ﺳﮧ مثلاً سب نصرانی ہون ۱۲ م ﻟﻠﻌﮧ مثلاً عقد کرنیوالا یہودی اور گواہ نصرانی ہون ﺻﮧ تہمت لگانے سے جسکو حد ماری گئی ہو ۱۲ ﺳﮧ یعنے دو یا زیادہ ہون ۱۲ ﻣﻌﮧ خواہ دو ہون یا چار ہون ۱۲

مین ہے۔ اور اگر عقد مین دو گواہ حاضر ہون مگر دونون مین سے ایک گواہ بہرا ہے پھر سننے والے گواہ نے یا کسی دوسرے نے بہرے کے کان مین پکار کر کہدیا تو نکاح جائز نہین ہوگا جبتک کہ دونون ایک ساتھ نہ سنین یہ فتاوے قاضیخان مین ہے۔ اور نظم زندویسی مین مذکور ہے کہ اگر ایک گواہ نے فقط مرد کا کلام سُنا اور دوسرے نے فقط عورت کا کلام سُنا پھر دونون نے عقد کو دُہرایا اور اس مرتبہ جس گواہ نے پہلے مرد کا کلام سُنا تھا اس عقد مین فقط عورت کا کلام سُنا اور جسنے پہلے عقد مین عورت کا کلام سُنا تھا اس مرتبہ فقط مرد کا کلام سُنا اور اس سے زیادہ کچھ نہین سُنا پس اگر یہ دونون عقد دو مجلسون مین واقع ہوے تو بالاتفاق عقد جائز نہوگا اور اگر ایک ہی مجلس مین واقع ہوے تو عامہ علماء نے فرمایا کہ عقد منعقد نہوگا اور بعض نے مثل شیخ ابی سہل رح کے فرمایا کہ منعقد ہوگا اور شیخ زندویسیؒ فرماتے ہین کہ ہم قول شیخ ابی سہل رح کو نہین لیتے ہین یہ ذخیرہ مین ہے۔ اور اگر دونون نے ہر دو عقد باندھنے والون کا کلام سُنا مگر اُسکی تفسیر نہ سمجھے تو بعض نے کہا کہ عقد صحیح ہوگا مگر ظاہر اسکے برخلاف ہے اور امام محمد رح سے مروی ہے کہ اگر کسی مرد نے کسی عورت سے دو ترکی یا ہندوستانی گواہون کے سامنے نکاح کیا تو امام محمد رح فرماتے ہین کہ اگر دونون گواہ اُس کلام کو جو اُنھون نے عاقدین سے سُنا ہے تعبیر کر سکتے ہین تو نکاح جائز ہوگا ورنہ نہین کذا فی فتاوے قاضیخان قال المترجم اس روایت سے ظاہر ہے کہ امام محمد رح کے نزدیک یہ شرط ہے کہ گواہ لوگ مفہوم عقد کو سمجھین اگرچہ علماء نے اختلاف کیا ہے چنانچہ پھر کتاب مین فرمایا اور آیا یہ شرط ہے کہ گواہ لوگ مفہوم عقد کو سمجھین یا نہین شرط ہے تو فتاوے مین مذکور ہے کہ گواہون کا فقط سننا معتبر ہے سمجھنا شرط نہین ہے حتے کہ اگر عربی مرد و عورت نے عجمی دو گواہون کے سامنے عقد باندھا تو جائز ہے اور امام ظہیر الدین مرغینانی نے فرمایا کہ ظاہر یہ ہے کہ گواہون کا سمجھنا بھی شرط ہے کذا فی سراج الوہاج اور یہی صحیح ہے یہ جوہرۃ النیرہ مین لکھا ہے۔ اور اگر کسی عورت سے ایسے گواہون کے سامنے جو نشہ مین ہین نکاح کا عقد کیا اور ان نشہ کے مستون نے نکاح کو پہچان لیا مگر بات اتنی ہے کہ جب وہ ہوش مین آے اور نشہ اُتر گیا تو اب انکو عقد یاد نہین ہے تو نکاح منعقد ہو جائیگا یہ خزانۃ المفتین مین ہے۔ فتاوے ابو اللیث رح مین ہے کہ ایک مرد نے ایک قوم سے کہا کہ تم گواہ رہو کہ مینے اس عورت سے جو اس کوٹھری مین ہے نکاح کیا پس عورت نے کہا کہ مین نے قبول کیا اور گواہان مذکورہ نے عورت کا کلام سُنا مگر اس عورت کو آنکھون سے نہین دیکھا پس اگر اس کوٹھری مین وہ اکیلی ہو تو نکاح جائز ہوگا اور اگر اُسکے ساتھ کوئی اور عورت ہو تو نکاح جائز نہوگا ایک مرد نے اپنی لڑکی کو دوسرے مرد کے ساتھ بیاہ دیا اور یہ دونون ایک کوٹھری مین ہین اور دوسری کوٹھری مین چند مرد بیٹھے ہین کہ وہ اس واقعہ کو سُنتے ہین مگر عاقدنے انکو گواہ نہین کیا پس اگر دونون کوٹھریون کے بیچ مین کوئی موکھلا ایسا ہو کہ جس سے ان مردون نے دختر کے باپ کو دیکھا ہو تو انکی گواہی مقبول ہوگی اور اگر نہ دیکھا ہو تو مقبول نہوگی یہ ذخیرہ مین ہے۔ ایک مرد نے چند مردون کو ایک عورت کے باپ کے پاس بھیجا کہ اس سے بھیجنے

ف قولہ مقبول ہوگی یعنے اگر قاضی کے سامنے دعوی نکاح دائر ہو مثلاً شوہر نے دعوی کیا اور ان مردون کو گواہ مقرر کیا اور ان مردون نے گواہی دی پس اگر انھون نے نکاح کے وقت دختر کے باپ کو دیکھا ہو تو گواہی قبول ہوگی ورنہ نہین ۱۲ منہ ف یعنے کیا غرض مراد اس سے ہے ۱۲ ف یعنے اسکے معنی بیان کر سکتے ہین ۱۲ ف جو عربی زبان نہین جانتے ہین ۱۲ ف ظاہر یہ ہے کہ خواہ عورت ہو یا مرد کوئی آدمی ہو ۱۲

والے کے واسطے اس عورت کی درخواست کریں پس باپ نے کہا کہ میں نے بھیجنے والے کے ساتھ نکاح کر دیا اور بھیجنے والے کیطرف سے ان مردوں میں سے ایک مرد نے قبول کیا تو نکاح صحیح نہوگا اور بعض نے فرمایا کہ نکاح صحیح ہو جائیگا اور یہی صحیح ہے اور اسی پر فتویٰ ہے یہ محیط سرخسی و تجنیس میں ہے۔ اگر کسی مرد نے ایک عورت سے اللہ تعالیٰ و اُسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی گواہی پر نکاح کیا تو نکاح جائز نہوگا یہ تجنیس میں ہے۔ ایک عورت نے ایک مرد کو وکیل کیا کہ اپنے ساتھ میرا نکاح کر لے پس وکیل نے گواہوں کے سامنے کہا کہ میں نے فلانہ عورت سے نکاح کر لیا مگر گواہوں نے اُس عورت کو نہ پہچانا تو نکاح جائز نہوگا جبتک کہ وکیل مذکور اس عورت کا نام اور اُسکے باپ و دادا کا نام بیان نہ کرے اسوجہ سے کہ عورت مذکورہ غائب ہے یعنے آنکھوں سے اوٹ ہے اور غائبہ کی شناخت اسیطرح نام بیان کرنے سے ہوتی ہے کذا فی محیط السرخسی اور قاضی امام رکن الاسلام علی سغدی ابتدا میں دادا کا نام بیان کرنا شرط نہیں کرتے تھے پھر اپنی آخر عمر میں اس سے رجوع کیا اور دادا کا نام بھی بیان کرنا شرط کرنے لگے اور یہی صحیح ہے اور اسی پر فتوےٰ ہے یہ مضمرات میں ہے۔ اور اگر عورت حاضر ہو مگر اُسکے چہرہ پر نقاب ہو اور گواہ لوگ اُسکو نہ پہچانتے ہوں تو نکاح جائز ہوگا اور یہی صحیح ہے اور اگر مرد نے احتیاط کی تو چاہیے کہ اُسکا چہرہ کھولدے تاکہ گواہ لوگ اُسکو دیکھ لیں یا اُسکا اور اُسکے باپ دادا کا نام بیان کرے۔ اور اگر گواہ لوگ اُس عورت کو پہچانتے ہوں حالانکہ وقت عقد کے وہ عورت غائبہ ہے پس مرد نے فقط اُس عورت کا نام بیان کیا اور گواہوں کو معلوم ہو گیا کہ اسنے اُسی عورت کو مراد لیا ہے جسکو گواہ لوگ پہچانتے ہیں تو نکاح جائز ہو جائیگا یہ محیط سرخسی میں ہے۔ اگر زید نے عمرو کو وکیل کیا کہ زید کی دختر نابالغہ کا نکاح کرے پس عمرو نے بکر کی موجودگی میں درحالیکہ زید بھی موجود تھا نکاح کر دیا تو صحیح ہوگا ورنہ نہیں یہ کنز میں ہے۔ اور مشائخ نے فرمایا کہ اگر ایک شخص نے اپنی دختر باکرہ بالغہ کا نکاح اُسکی اجازت سے درحالیکہ دختر مذکورہ حاضر تھی کسی مرد کے ساتھ کر دیا اور باپ کے ساتھ دوسرا مرد گواہ موجود ہے تو نکاح صحیح ہوگا اور اگر دختر مذکورہ غائب ہو تو صحیح نہوگا یہ محیط سرخسی میں ہے۔ اور اگر ایک شخص نے دوسرے کو وکیل کیا کہ اُسکے غلام کا بیاہ کر دے پس وکیل نے غلام کی موجودگی میں ایک مرد یا دو عورتوں کے حضور میں غلام کے ساتھ ایک عورت کا نکاح کر دیا تو جائز نہوگا[1] یہ تبیین میں ہے۔ اور اگر کسی شخص نے اپنے غلام کو نکاح کر لینے کی اجازت دیدی پھر غلام نے مولیٰ کی موجودگی میں دوسرے ایک مرد کی گواہی پر نکاح کیا تو ٹھیک یہ ہے کہ یہ ہمارے اصحاب کے نزدیک جائز ہے یہ تجنیس میں ہے۔ اور اگر مولیٰ نے اپنے غلام بالغ کا نکاح فقط ایک مرد گواہ کی موجودگی میں درحالیکہ غلام مذکور حاضر ہے کسی عورت سے کر دیا تو صحیح ہے اور اگر غلام حاضر نہو تو جائز نہوگا اور یہی حکم باندی کا ہے اور امام مرغینانی نے فرمایا کہ نہیں جائز ہے کذا فی التبیین اور اسی جنس کا ایک مسئلہ مجموع النوازل میں مذکور ہے کہ ایک عورت نے ایک مرد کو وکیل کیا کہ کسی مرد سے اُسکا نکاح کر دے پس وکیل نے دو عورتوں کی موجودگی میں درحالیکہ موکلہ حاضر تھی ایک مرد سے اُسکا نکاح کر دیا تو امام نجم الدین نے فرمایا کہ نکاح جائز ہوگا یہ ذخیرہ میں ہے۔ اور واضح ہو کہ گواہوں کے حاضر ہونیکا وہ وقت ہے

[1] کیونکہ نکاح کیواسطے دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتوں کا گواہ ہونا چاہیے اور یہاں اس صورت میں ایک ہی مرد ہے یا فقط دو عورتیں ہی ہیں ۱۲

جسوقت ایجاب وقبول واقع ہوتا ہی اور اجازت کے وقت گواہون
باجازت ہوا ورگواہ لوگ وقت ایجاب وقبول کے حاضر نہ تھے ہبکا رہی چنانچہ اگر عقد نکاح موقوف
باکرہ بالغہ ہو یا ثیبہ ہو تو اُسکی رضامندی شرط ہی پس ہمارے نزدیک نہوگا یہ بدائع مین ہی - ازانجملہ اگر عورت
یہ فتاوے قاضیخان مین ہی ازانجملہ شرط ہی کہ ایجاب وقبول دونون ولی اُسکو نکاح پر مجبور نہین کرسکتا ہی
جاوے مثلاً دونون ایک مجلس مین ہون پھر ایک نے ایجاب کیا پھر اس مین ہون جتنے کہ اگر مجلس بدل
کام مین مشغول ہوگیا جو مجلس بدل جانیکا موجب ہے تو پھر قبول کرنے سے پہلے دوسرا اُٹھ کھڑا ہوا یا کسی ایسے
ایک غائب ہو تو بھی یہی ہوگا کہ نکاح منعقد نہوگا چنانچہ اگر ایک عورت عقد نہوگا اسیطرح اگر دونون مین سے
نفس کو فلان مرد کے نکاح مین دیا حالانکہ مرد مذکور غائب ہی پھر دو گواہونکے سامنے کہا کہ مین نے اپنے
یا مرد نے دو گواہون کے سامنے کہا کہ مین نے فلانہ عورت سے نکاح کیا پہنچی اور اُسنے کہا کہ مین نے قبول کیا
خبر پہونچی اور اُسنے کہا کہ مین نے اپنے نفس کو اُسکے نکاح مین دیا عورت مذکورہ غائب ہی پھر اُس کو
دونون گواہون کے ہوا اور یہ امام ابوحنیفہ اور امام محمد رحمہما اللہ تعالی جائز نہوگا اگرچہ یہ قبول موجودگی نہین
اُسکو خط لکھا پس عورت مذکورہ نے ایسے دو گواہون کے سامنے ہی - اور اگر عورت کے پاس ایلچی بھیجا یا
سُنی ہی قبول کیا تو عقد جائز ہوگا اسوجہ سے کہ مجلس من حیث المعنی متحد نے ایلچی کا کلام سُنا یا عبارت خط
عبارت خط نہ سنی ہو تو امام اعظمؒ وامام محمدؒ کے نزدیک جائز نہوگا اور اگر دونون گواہون نے ایلچی کا کلام یا
بدائع مین ہی اور اگر عورت کو خط پہونچا اور اُسنے خط کو پڑھا پھر اُس خط ابو یوسفؒ کے نزدیک جائز ہوگا یہ
خط بھیجنے والے کے نکاح مین نہ دیا بلکہ دوسری مجلس مین گواہون پہنچنے کی مجلس مین اُسنے اپنے نفس کو
حالانکہ گواہون نے اس عورت کا کلام اور عبارت خط سنی ہی تو نکاح سامنے اپنے نفس کو اُسکے نکاح مین دیا
گواہون سے کہا کہ فلان مرد نے مجھے خط لکھا ہی اُسمین یہ مضمون ہی کہ وہ مجھ جائز ہوگا یہ خلاصہ مین ہی - اور اگر عورت نے
مین نے اپنے نفس کو اُسکے نکاح مین دیا تو نکاح صحیح ہوگا کیونکہ گواہون نے سے نکاح کرتا ہی پس تم لوگ گواہ رہو کہ
اور مرد کا کلام بدین طور سُنا کہ عورت مذکورہ نے اُسکا کلام ان گواہون کو عورت کا کلام اُسکے ایجاب کرنے سے سُنا
صغیر وکبیر اور عادل وفاسق ایلچی گری مین یکسان ہین اسواسطے کہ ایلچی ہا ہی یہ ذخیرہ مین ہی - اور آزاد وغلام اور
یہ خلاصہ مین ہی - اور اگر دونون نے ایسی حالت مین عقد باندھا کہ دونون آخری یہ ہی کہ بھیجنے والے کی عبارت پہونچا
پر سوار ہین تو عقد جائز نہوگا اور اگر دونون روان کشتی مین سوار ہون تو جائز وہ چلے جاتے ہین یا سواری کے جانور
قبول واقع ہونا ہمارے نزدیک شرط نہین ہی یہ عینی شرح ہدایہ مین ہی ہی یہ بحر الرائق مین ہی - اور بقول ایجاب
قبول مخالف ہو چنانچہ اگر مخالف ہو مثلاً ایک نے دوسرے سے کہا کہ مین اور ازانجملہ یہ شرط ہی کہ ایجاب سے
نے اپنی دختر ہزار درم مہر پر تیرے

سلہ یعنی کچھ یہ شرط نہین ہے کہ اُسی مجلس مین وہ ایجاب کرے بلکہ اُسکو اختیار ہی لیکن جب ایجاب کرے تو اُسوقت گواہ کرنا ضرور
ہی ۱۲ منہ سلہ اگرچہ اجازت کے وقت گواہ موجود ہون ۱۲ منہ

نکاح مین دی اور شوہر نے کہا کہ مین
اُسنے نکاح قبول کیا اور مہر سے سکوت
ہے اور مجموع النوازل مین لکھا ہی کہ ا
دیکر نکاح کیا پھر اُسکے مولی نے کہا کہ
اجازت نہین دیتا ہون تو نکاح جائز
ہو وہ ملیگی جسکے واسطے وہ غلام فروخت
نکاح مین بعوض ہزار درم مہر کے دیا
قبول کیا تو صحیح ہی اور موافق قول مفتی بہ
کرنے پر موقوف ہوگا یہ نہر الفائق مین
یا ایسے عضو کی جانب ہو جس سے کل سے
عرب ہی کہ راس و رقبہ کہکر کل کی تعبیر مقصود
عورت کی پیٹھ یا پیٹ کیطرف اضافت
اصحاب کے مذہب کے ساتھ اشبہ یہ ہی کہ نہ
اضافت کی تو اسمین دو روایتین ہین
تفاریق مین لکھا ہی کہ اگر نصف بالغہ کا نکاح
مین ہی۔ اور از انجملہ یہ ہی کہ شو مین یہ کنز میرے دو
دختر دو ہین تو خالی اپنی دختر حاضر تھی کہ نکاح
باقی دختر کیطرف راجع ہوگا جسکا بیاہ
جب وہ بڑی ہوئی تو دوسرے نام سے
اُسکا نکاح کیا جاوے اور میرے نزدیک
ہے جسکا نام فاطمہ ہی پس اس شخص نے
کر دیا حالانکہ اُسنے دختر مذکورہ کی ذات
اُسنے کہا کہ مین نے اپنی دختر تیرے نکاح
تو نکاح جائز ہوگا یہ محیط مین ہی۔ اور اگر
ہے اور اُس شخص نے بڑی کا نکاح کرنا چاہا
صغری کے ساتھ واقع ہوگا اور اگر کہا کہ مین

سلہ یا نہین قبول کیا ۱۲ منہ سلہ یا نہین دی ۱۲ منہ
مثلاً کہے سلمی میری دختر ۔ بزنیت ۱۲

غیرہ

نے نکاح قبول کیا مگر مہر نہین قبول کرتا ہون تو عقد باطل ہوگا اور اگر
ت کیا تو دو تو نہین نکاح منعقد ہو جائیگا یہ فتاوے ابو اللیث مین مذکور
ایک غلام نے کسی عورت سے اپنے مولی کی بلا اجازت اپنے رقبہ کو مہر قرار
ین نے نکاح کی اجازت دی مگر اس غلام کے رقبہ کے مہر ہونے پر
ہوگا اور عورت مذکورہ کو اُسکے مہر مثل اور غلام کی قیمت سے جو کم مقدار
ت کیا جائیگا یہ ذخیرہ مین ہی۔ اور اگر عورت نے اپنے نفس کو مرد کے
ور مرد نے اُسکو بعوض دو ہزار درم کے یا بعوض پانچسو درم کے
کے زیادتی کا لازم ہونا عورت مذکورہ کے اس مجلس زیادتی مین قبول
ہی۔ از انجملہ یہ شرط ہی کہ نکاح کی اضافت اس عورت کے کل کی جانب ہو
تعبیر کیجاتی ہی جیسے راس و رقبہ بخلاف ہاتھ و پاؤن کے قال المترجم یہ محاورہ
د ہوتی ہی اور رہا ہماری زبان مین سو اسمین تامل ہی و اللہ اعلم۔ اور اگر
کی تو شمس الائمہ حلوائی نے ذکر کیا کہ ہمارے مشائخ نے فرمایا کہ ہمارے
نکاح منعقد ہو جائیگا یہ بحر الرائق مین ہی اور اگر نصف عورت کیطرف نکاح کی
ور صحیح یہ ہی کہ نکاح جائز نہوگا یہ فتاوے قاضیخان و ظہیریہ مین ہی اور
کا نکاح کیا تو بعض نے ذکر کیا کہ یہ جائز ہی اور یہی مختار ہی یہ مختار الفتاوی
ر دو معلوم ہون پس اگر کسی شخص نے اپنی دختر کا نکاح کیا حالانکہ اُسکی
کہ نکاح صحیح نہوگا لیکن اگر اس صورت مین ایک دختر کا بیاہ ہو چکا ہو تو یہ کہنا
نہین ہوا ہی یہ نہر الفائق مین ہی بچپن مین ایک لڑکی کا کچھ نام رکھا گیا پھر
نام رکھی گئی تو فرمایا کہ اگر دوسرا نام مشہور ہو گیا ہو تو اسی نام سے
یح یہ ہی کہ دونون نام جمع کرے یہ ظہیریہ مین ہی۔ ایک شخص کی ایک لڑکی
دوسرے مرد سے کہا کہ مین نے تیرے ساتھ اپنی دختر عائشہ کا نکاح
طرف اشارہ نہ کیا تو فتاوے فضلی مین مذکور ہی کہ نکاح منعقد نہوگا اور اگر
مین دی اور اس سے زیادہ کچھ نہ کہا حالانکہ اُس شخص کے فقط ایک دختر ہی
ایک شخص کے دو دختر ہون کہ بڑی کا نام عائشہ اور چھوٹی کا نام صغری
تھا مگر عقد نکاح مین چھوٹی دختر صغری کا نام لیا تو عقد نکاح چھوٹی دختر
باپ نے اپنی بڑی دختر صغری کا تیرے ساتھ نکاح کیا تو دونون دختر مین

سلہ یعنے اگر مولی نے ادا نہ کیا تو فروخت کیا جا سکتا ہی ۱۲ منہ سلہ یعنے اپنی ذات کو ۱۲ منہ

کسی کے ساتھ نکاح منعقد نہ ہوگا یہ ظہیریہ مین ہے۔ اگر نابالغہ لڑکی کے باپ نے کہا کہ مین نے اپنی دختر فلانہ کو فلان کے
نابالغ پسر کے نکاح مین دیا اور نابالغ پسر کے باپ نے کہا کہ مین نے اپنے پسر کے واسطے اسکو قبول کیا مگر پسر کا نام
نہ لیا پس اگر اُسکے دو پسر ہون تو نکاح جائز نہوگا اور اگر ایک ہی لڑکا ہو تو جائز ہوگا۔ اور اگر لڑکی کے باپ نے
پسر کا نام بیان کر دیا ہو مثلاً کہا کہ مین نے اپنی دختر فلانہ کو تیرے پسر مسمی فلان کے نکاح مین دیا اور پسر کے
باپ نے کہا کہ مین نے قبول کیا تو صحیح ہے۔ دو خنثی ہین کہ ایک کے والد نے کہا کہ مین نے اپنی اس دختر کو ان گواہون کے
سامنے تیرے اس پسر کے نکاح مین دیا اور دوسرے کے والد نے قبول کیا پھر بعد کو جسکو لڑکی قرار دیا تھا وہ لڑکا
نکلا اور جسکو لڑکا قرار دیا تھا وہ لڑکی نکلی تو نکاح جائز ہوگا یہ ظہیریہ و فتاوے قاضیخان مین ہے۔ اور اگر دختر صغیرہ کے
والد نے پسر صغیر کے والد سے کہا کہ مین نے اپنی دختر نکاح مین دی اور اس سے زیادہ کچھ نہ کہا پس پسر صغیر کے والد نے
کہا کہ مین نے قبول کی تو باپ کے ساتھ نکاح واقع ہوگا اور یہی مختار ہے کذا فی مختار الفتاوے اور یہی صحیح ہے یہ ظہیریہ
مین ہے اور احکام نکاح یہ ہین کہ جورو و مرد دونون مین سے ہر ایک کو دوسرے کے ساتھ ہر ایسے استمتاع کا اختیار
حاصل ہوتا ہے جسکی شرع نے اجازت دی ہے کذا فی فتح القدیر اور مرد کو اختیار ہوتا ہے کہ عورت کو محبوس رکھے یعنے
اُسکو باہر نکلنے اور بے پردہ ہونیسے ممانعت کرے اور عورت کے واسطے مرد پر مہر اور نفقہ اور کپڑا واجب ہوتا ہے
اور حرمت مصاہرہ اور استحقاق میراث دونون طرف سے متحقق ہوتی ہے اور چار زوجہ تک جتنی جورو ہون اُن کے
درمیان عدل کرنا اور اُنکے حقوق با نصاف شرعی ملحوظ رکھنا واجب ہوتا ہے اور ہر گاہ کہ شوہر اپنی زوجہ کو اپنے
بستر پر بلاوے تو اسپر اطاعت کرنی واجب ہوتی ہے اور اگر عورت نشوز و سرکشی کرے تو مرد کو اختیار ہوتا ہے کہ جورو کی
تادیب کرے جبکہ وہ اطاعت سے مُنہ پھیرے اور مستحب ہے کہ مرد اپنی جورو کے ساتھ بطور شرعی معاشرت رکھے کذا فی
البحر الرائق اور حرام ہو جاتا ہے کہ مرد اپنی جورو کی حقیقی بہن کو یا جو اُسکے حکم مین ہے دونوکو جمع کرے یہ سراج الوہاج
مین ہے۔ قال المترجم ازراہ دیانت واجب ہے کہ عورت گھر کا دھندا کرے اور روٹی پکاوے اور اولاد کو دودھ پلاوے
اور مثل اُسکے جو کام ہین اور مرد کے حق مین مکروہ ہے کہ بے وجہ اُسکو طلاق دیدے ہکذا قالوا

باب دوم۔ جن الفاظ و صیغون سے نکاح منعقد ہوتا ہے اور جنسے نہین منعقد ہوتا ہے اُنکے بیان مین۔ اگر ایجاب
و قبول ایسے دو صیغون سے واقع ہو جو زمانہ ماضی کے واسطے موضوع ہین یا ایک صیغہ زمانہ ماضی کیواسطے ہو
اور دوسرا غیر ماضی کے واسطے خواہ استقبال کے واسطے ہو جیسے امر یا حال کے واسطے ہو جیسے مضارع تو نکاح
منعقد ہو جاتا ہے یہ نہر الفائق مین ہے۔ پس اگر مرد نے عورت سے کہا کہ مین تجھ سے بعوض اسقدر مہر کے نکاح کرتا ہون
پس عورت نے کہا کہ مین نے قبول کیا ہے تو نکاح پورا ہو جائیگا اگرچہ شوہر نے پھر یہ نہ کہا ہو کہ مین نے قبول کیا یہ ذخیرہ
مین ہے۔ اور اگر مرد نے کہا کہ تو اپنے نفس کو میرے نکاح مین دیدے پس عورت نے قبول کیا تو نکاح منعقد ہوگا بشرطیکہ

سلہ قال المترجم اس قید سے عورت کے ساتھ اغلام کرنا یا حیض مین جماع کرنا یا منہ مین دخول کرنا وغیرہ افعال ذمیمہ سب خارج ہو گئے ۱۲ ع سلہ یعنے
اپنے پسر کے واسطے ۱۲ ع سلہ یعنے پسر نابالغ کے باپ کے ساتھ ۱۲ منہ سلہ یعنے باری مقرر کرنا ۱۲ للعہ سلہ یعنے مثلاً اُسکی حقیقی بہن سے نکاح کرے یا اُسکی خالہ سے ۱۲

مرد نے صیغہ مذکور سے معنی مستقبل مراد نہ لیے ہوں (یعنے آئندہ دیدے) یہ نہر الفائق میں ہے اور نکاح کا انعقاد جسطرح عبارت سے ہوتا ہے اسیطرح گونگے کیطرف سے اشارہ سے بھی ہوتا ہے بشرطیکہ اُسکا اشارہ معلوم و مفہوم ہوتا ہو یہ بدائع میں ہے اور تعاطی سے منعقد نہیں ہوتا کذا فی النہایہ اور اگر مرد و عورت حاضر ہوں اور دونوں نے تحریر کر دیا تو انعقاد نہوگا مثلاً مرد نے لکھا کہ مین نے تیرے ساتھ نکاح کیا پس عورت نے لکھدیا کہ مین نے قبول کیا تو نکاح منعقد نہوگا یہ نہر الفائق میں ہے اور جس سے نکاح منعقد ہوتا ہے اُسکی دو قسمیں ہیں ایک صریح اور دوسری کنایہ پس صریح تو لفظ نکاح و تزویج ہے اور ان دونوں لفظوں کے سوائے جو الفاظ ایسے ہیں کہ فی الحال ملک عین کا فائدہ دیتے ہیں وہ کنایہ ہیں یہ نہر الفائق میں مبسوط سے منقول ہے پس بلفظ ہبہ نکاح منعقد ہوگا[1] کذا فی الہدایہ اور فتاوے قاضیخان میں لکھا ہے کہ اگر عورت نے کہا کہ مین نے اپنے نفس کو تجھے ہبہ کیا پھر مرد نے کہا کہ مین نے لیا تو مشائخ نے فرمایا کہ یہ نکاح نہوگا یہ فتاوے قاضیخان میں ہے قال المترجم وہو الظاہر۔ اور اگر کہا کہ مین نے اپنی دختر تیری خدمت کیواسطے دی اور مخاطب نے کہا کہ مین نے قبول کی تو نکاح نہوگا یہ ذخیرہ میں ہے۔ اور اگر ایک مرد نے کسی عورت سے نکاح کی درخواست کی پس اُس نے کہا کہ مین نے اپنے نفس کو تجھے ہبہ کر دیا پس مرد نے کہا کہ مین نے قبول کیا تو یہ نکاح نہوگا یہ فتاوے قاضیخان میں ہے اور بلفظ تملیک[2] و بلفظ صدقہ و بلفظ بیع نکاح منعقد ہو جاتا ہے اور یہی صحیح ہے کذا فی الہدایہ اور اسیطرح بلفظ خریدہ بھی صحیح قول کے موافق منعقد ہو جاتا ہے کذا فی فتاوے قاضیخان اور اسیطرح بلفظ جعل[3] بھی بنا بر قول صحیح کے منعقد ہوتا ہے یہ عینی شرح کنز و تبیین میں ہے۔ اور اگر کسی عورت نے کہا کہ کنت لی یعنے تو میرے واسطے ہوئی یا صرت لی یعنے میرے واسطے ہوگئی پس عورت نے جواب دیا کہ ہان یا کہا کہ صرت لک یعنے مین تیرے واسطے ہوگئی ہون تو یہ نکاح ہو جائیگا یہ ذخیرہ میں ہے اسیطرح اگر مرد نے کہا کہ کونی امرأتی بمأۃ فقبلت یعنی تو بعوض سو درم کے میری جورو ہو جا پس عورت نے قبول کیا یا کہا کہ مین نے تجھکو سو درم اس شرط پر دیے کہ تو میری جورو ہو جا پس عورت نے قبول کیا تو نکاح ہو جائیگا یہ وجیز کردری میں ہے اور اگر مرد نے کہا کہ میرا حق تیری بضع[4] سے نفع حاصل کرنے مین بعوض ہزار درم کے ثابت ہو گیا پس عورت نے کہا کہ مین نے قبول کیا تو نکاح صحیح ہو جائیگا یہ ذخیرہ میں ہے (یعنے فرج عورت ۱۲)۔ اور اگر عورت نے[5] کہا کہ مین نے اپنے نفس کو تیری عروسی مین دیا پس مرد نے کہا کہ مین نے قبول کیا تو نکاح ہو جائیگا یہ فتاوے قاضیخان میں ہے۔ اور اگر ایک عورت نے جو اپنے شوہر سے بائنہ ہو کر اس لائق تھی کہ نکاح کر کے اپنے اُس شوہر کے پاس جسنے اُسکو بائنہ کیا تھا چلی جاوے پس اس عورت نے کہا کہ مین نے اپنے نفس کو تیری طرف واپس کیا پس شوہر نے کہا کہ مین نے قبول کیا اور یہ دو گواہوں کے سامنے واقع ہوا تو یہ نکاح ہو جائیگا یہ محیط سرخسی میں لکھا ہے اور اجناس ناطفی میں ہے کہ اگر اپنی جورو کو تین طلاق یا ایک

---

[1] یعنے زبانی ایجاب و قبول نہو بلکہ مرد عورت کے روبرو مہر رکھدے اور عورت اُسکو اُٹھا لے اور مرد اپنے ساتھ عورت کو لیجاوے ۱۲ [2] قال المترجم بعض نے فرمایا ہے کہ ہبہ کے ساتھ انعقاد مخصوصات سے ہے پس عموم اُمت کے واسطے انعقاد نہوگا اور ظاہر مراد صاحب ہدایہ کی اس سے یہ سمجھ کہ ہبہ مہر ہوتے نہ نفس ہبہ بدون معاوضہ اور اسی امر پر محمول کیا جائیگا قول امام حسن بن منصور قاضیخان کا واللہ اعلم ۱۲ منہ [3] قولہ بضع در اصل لغت یعنی پارہ گوشت بدن اور کنایہ فرج سے ہے ۱۲ م [4] مثلاً عورت نے کہا کہ مین نے تجھے اپنے نفس کا مالک کر دیا یا صدقہ دیدیا یا تیرے ہاتھ بیع کیا یا مرد نے کہا کہ مین نے خریدا ۱۲ منہ [5] قال جعلت لک نفسی یعنے مین نے اپنے نفس کو تیرے واسطے کر دیا ۱۲

طلاق بائنہ دی پھر اُس سے کہا کہ مین نے تجھ سے اسقدر مال پر رجوع کیا اور عورت اُس سے راضی ہوگئی اور یہ واقعہ
گواہون کے حضور مین واقع ہوا تو نکاح صحیح ہوگا اور اگر مال مہر کا ذکر نہ کیا پس اگر دونون نے اس امر پر اتفاق کیا کہ
شوہر کی مراد اس کلام سے نکاح تھا تو نکاح ہو جائیگا ورنہ نہین یہ ذخیرہ مین ہے۔ اور اگر ایسا کلام کسی اجنبیہ عورت سے
جسکے ساتھ کبھی نکاح واقع نہوا تھا گواہون کے حضور مین کہا پس عورت نے جواب دیا کہ مین راضی ہوئی تو یہ نکاح نہوگا یہ
فتاوائے قاضیخان مین ہے۔ اور ایک مرد نے ایک عورت سے کہا کہ مرا باشیدی میری ہوئی تو پس اُسنے کہا کہ باشیدم ہوئی مین
تو نکاح منعقد نہوگا لیکن اگر عورت سے یون کہا کہ مرا باشیدی بزنی یعنے جورو ہوجانے کے حق مین تو میری ہوئی اور اُسنے
جواب دیا کہ باشیدم تو نکاح منعقد ہوجائیگا اور بعض نے فرمایا ہے کہ صورت اولیٰ مین بھی نکاح منعقد ہوجائیگا اور عرف و
رواج کی راہ سے بھی ظاہر ہے یہ خلاصہ مین ہے اگر ایک مرد نے دوسرے سے کہا کہ اپنی دختر مجھے دے پس اُسنے کہا کہ
مین نے دی تو نکاح منعقد ہوجائیگا اگرچہ منگنی والے نے پھر یہ نہ کہا ہو کہ مین نے قبول کی اور اگر مانگنے والے نے
یون کہا کہ مرا دادی یعنے آیا تو نے مجھے دی پس اُسنے جواب دیا کہ مین نے دی تو جبتک مانگنے والا پھر یہ نہ کہے کہ
مین نے قبول کی تب تک نکاح منعقد نہوگا لیکن اگر اُسنے اپنے کلام مرا دادی سے استفہام و پوچھنا مراد نہین لی بلکہ یہ
مراد لی کہ دیدی یعنے بسبیل تحقیق و واقع تو البتہ منعقد ہوجائیگا اگرچہ وہ پھر یہ نہ کہے کہ مین نے قبول کی۔ اور
مجموع النوازل مین شیخ امام نجم الدین نسفی سے مروی ہے کہ دختر خویش مرا دہ یعنے اپنی دختر مجھے دے اس کلام کے
ساتھ یہ کہنا ضرور ہے کہ میری جورو ہونے کے واسطے یعنے اپنی دختر مجھے میری جورو ہونیکے واسطے دے اور ضرور ہے کہ
دوسرا بھی یون کہے کہ مین نے تیری جورو ہونیکے واسطے دی اور اگر بدون اسکے ہوگا تو بعضے مشائخ کے نزدیک نکاح
منعقد نہوگا مگر بعضون کے نزدیک منعقد ہوجائیگا بہرحال اسقدر لفظ بڑھا دینا چاہیے ہے تاکہ یہ مسئلہ سب کے نزدیک بالاتفاق
صحیح ہوجاوے یہ محیط مین ہے۔ ایک عورت سے کہا گیا کہ تو نے اپنے آپ کو فلان مرد کی جورو ہونیکے واسطے دیا پس اُسنے
جواب دیا کہ داد یعنے دیا پھر شوہر سے کہا گیا کہ تو نے قبول کیا اُسنے کہا کہ پذیرفت یعنے قبول کیا تو نکاح منعقد ہوجائیگا
اگرچہ عورت نے یون نہ کہا کہ دادم یعنے مین نے دیا اور شوہر نے یون نہ کہا کہ پذیرفتم یعنے مین نے قبول کیا۔ اگر ایک
عورت سے کہا گیا کہ تو نے اپنے آپ کو میری جورو کر دیا پس اُسنے کہا کہ مین نے کر دیا تو نکاح منعقد ہوجائیگا اسیطرح
اگر عورت سے کہا گیا کہ تو نے اپنے آپ کو میری جورو بنا دیا پس اُسنے کہا کہ مین نے بنا دیا تو بھی یہی حکم ہے یہ ذخیرہ مین ہے
ایک عورت سے کہا گیا کہ تو نے اپنے نفس کو فلان مرد کے نکاح مین دیا پس اُسنے کہا کہ نہین پھر اثنائے گفتگو مین کہا کہ
من ویرا خواستم یعنے مین نے اُس مرد کو مانگا اور مرد نے کہا کہ مین نے قبول کیا تو نکاح صحیح ہوگا یہ خلاصہ مین ہے۔ شیخ
نجم الدین رح سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے ایک عورت سے کہا کہ تو نے اپنے آپ کو بعوض ہزار درم مہر کے میری
جورو ہونیکے واسطے دیا پس اُسنے کہا کہ بالسمع والطاعۃ یعنے بسر و چشم تو شیخ رح نے فرمایا کہ نکاح منعقد ہوجائیگا اور

۵۱ این فارسی ترکستان است کہ بزبان ایران خیلے مستنکر است فافہم ۱۲ منہ ۵۲ قال المترجم والنکاح فی ذلک نظیر البیع عقد نا ۱۲

۵ اور حلالہ ہوگیا ۱۲ ع ۵ مرد و عورت ۱۲ م ۵ یعنے مین نے تجھ سے رجوع کیا ۱۲

اگر کہا کہ میں احسانمند ہوئی تو منعقد نہوگا اسواسطے کہ پہلا کلام تو اجابت ہے اور دوسرا کلام وعدہ ہی یہ محیط میں ہے ایک عورت نے ایک مرد سے کہا کہ میں نے اپنے نفس کو تیرے نکاح میں دیا پس مرد نے کہا کہ بخداوندگاری پذیرفتم یعنی میں نے آقا بنانے کے واسطے قبول کیا (قال المترجم کما یقال سرتاج بنانے کیواسطے قبول کیا) تو نکاح صحیح ہوگا اور اگر اس سے یہ نہ کہا بلکہ اس سے کہا کہ شاباش پس اگر بطور طنز کے نہ کہا ہو تو نکاح صحیح ہو جائیگا یہ خلاصہ میں ہے اور لفظ اجارہ کے ساتھ نکاح منعقد نہیں ہوتا ہے اور یہی صحیح قول ہے اور نیز مثل عارہ و اباحت و احلال و تمتع و اجازت و رضا وغیرہ الفاظ سے بھی منعقد نہیں ہوتا ہے یہ تبیین میں ہے۔ اور نیز لفظ اقالہ و خلع و صلع و برات سے بھی منعقد نہیں ہوتا ہے یہ فتاوے قاضیخان میں ہے۔ اور نیز بہ لفظ شرکت و کتابت بھی منعقد نہیں ہوتا کذا فی محیط السرخسی اور نیز بلفظ اعتاق و ولاء و ایداع بھی منعقد نہیں ہوتا ہے کذا فی غایۃ السروجی اور نیز بلفظ فدا بھی منعقد نہیں ہوتا کذا فی البحر الرائق اور بلفظ وصیت بھی منعقد نہیں ہوتا ہے اسواسطے کہ وصیت اگرچہ موجب ملک ہے مگر موت کے بعد ملکیت کی موجب ہوتی ہے یہ ہدایہ و کافی میں ہے۔ اور اگر ایک شخص نے کہا کہ میں نے اپنی باندی کی بضع کی بعوض ہزار درم کے فی الحال کیواسطے وصیت کی اور دوسری نے قبول کیا تو نکاح منعقد ہوگا یہ نہایہ میں ہے۔ ایک مرد نے دوسرے سے کہا کہ اپنی دختر فلانہ کا میرے ساتھ بعوض اسقدر مال کے نکاح کر دے پس اس دختر نابالغہ کے والد نے کہا کہ اسکو جہاں تیرا جی چاہے اٹھا لیجا تو نکاح منعقد نہوگا یہ خلاصہ میں ہے۔ ایک عورت نے ایک مرد سے اپنے نکاح کا کلام کہنا شروع کیا کہ نکاح کر دیا میں نے اپنے نفس کو تیرے ساتھ اور چاہتی تھی کہ کہے بعوض سو دینار کے پس ہنوز عورت مذکورہ یہ الفاظ نہ کہنے پائی تھی کہ مرد نے کہا کہ میں نے قبول کیا تو نکاح منعقد نہوگا یہ ذخیرہ میں ہے۔ ایک مرد نے ایک جماعت کو ایک شخص کے پاس بدین غرض بھیجا کہ اُسکے واسطے شخص مذکور کی دختر کی درخواست کریں پس ان لوگوں نے جا کر اس سے کہا کہ تو نے اپنی دختر فلانہ ہمکو دی اور اُسنے جواب دیا کہ دی پس ان لوگوں نے کہا کہ ہم نے قبول کیا تو نکاح منعقد نہوگا اسواسطے کہ ان لوگوں نے بھیجنے والے کی جانب اضافت نہیں کی ہے۔ ایک مرد اور ایک عورت دونوں نے گواہوں کے سامنے فارسی میں کہا کہ ما زن و شوئیم یعنی ہم دونوں جورو و مرد ہیں تو دونوں میں نکاح کا انعقاد نہو جائیگا اور یہی مختار ہے یہ خلاصہ میں ہے اور اگر مرد نے کہا کہ یہ میری جورو ہے اور عورت نے کہا کہ یہ میرا شوہر ہے اور یہ اقرار گواہوں کے حضور میں ہوا حالانکہ پیشتر سے ان دونوں کے درمیان نکاح نہ تھا تو بعض مشائخ نے اختلاف کیا ہے اور صحیح یہ ہے کہ نکاح نہوگا کذا فی الظہیریہ اور شرح حصاص میں ہے کہ ایسی صورت میں اگر قاضی نے نکاح واقع ہونیکا حکم دیا ہے یا گواہوں نے دونوں سے کہا کہ آیا تمنے اس گفتگو کو نکاح قرار دیا ہے اور دونوں نے جواب دیا کہ ہاں تو مختار یہ ہے کہ نکاح منعقد ہو جائیگا یہ مختار الفتاوے میں ہے اور تتمیہ میں لکھا ہے کہ شیخ علی سغدیؒ سے دریافت کیا گیا کہ ایک مرد نے ایک عورت کو سلام کیا بایں طور کہ السلام علیک اے میری جورو اور اُسنے جواب دیا کہ وعلیک السلام اے میرے خاوند اور اس کلام کو گواہوں نے سُنا تو شیخ نے فرمایا

۱؎ قال المترجم ہماری زبان میں عدہ بھی صریح نہیں ہے فافہم ۱۲ ؎ عارہ دینا ۱۲ ؎ عاریت دینا ۱۲ ؎ مباح کرنا ۱۲ ؎ حلال کر دینا ۱۲ ؎ فائدہ اٹھانا ۱۲ ؎ یعنی مکاتب کیا ۱۲ ؎ آزاد کرنا ۱۲ ؎ موالات کرنا ۱۲ ؎ ودیعت رکھنا ۱۲ ؎ فدیہ دینا ۱۲ ؎ یعنی دونوں جنبی ہیں ۱۲

کہ اس سے نکاح منعقد نہوگا یہ تاتارخانیہ مین ہے۔ ایک مرد سے کہا گیا کہ دختر خویشتن را بہ پسر من ارزانی داشتی یعنے
تونے اپنی دختر کو میرے پسر کے واسطے ارزانی رکھا پس اُسنے جواب دیا کہ داشتم تو دونون مین نکاح منعقد نہوگا
یہ ذخیرہ مین ہے۔ طفل صغیر کے والد نے گواہون سے کہا کہ تم لوگ گواہ رہو کہ مین نے فلان کی دختر صغیرہ کو
اپنے پسر فلان کے نکاح مین بعوض اتنے مہر کے کر دیا پھر دختر صغیرہ کے باپ سے پوچھا گیا کہ کیا ایسا نہین ہے
اُسنے جواب دیا کہ ایسا ہی ہے اور اس سے زیادہ کچھ نہ کہا تو اولے یہ ہے کہ نکاح کی تجدید کرلین اور اگر تجدید نہ کی
تو بھی جائز ہے یہ فتاوےٰ قاضیخان و ظہیریہ مین ہے اور اگر فارسی مین مرد نے کہا کہ خویشتن را بزنے دادم بتو
بہزار درم یعنے مین نے اپنے آپ کو بعوض ہزار درم مہر کے تیری جورو ہونے کے واسطے دیا پس عورت نے
جواب دیا کہ پذیرفتم یعنے مین نے قبول کیا تو نکاح منعقد نہوگا اسواسطے کہ بزنی یعنے جورو ہونے کا لفظ
فارسی مین مرد پر اطلاق نہین ہوسکتا ہے یہ تجنیس مین ہے۔ اور اگر دختر کے باپ سے کہا کہ آیا تونے اپنی دختر میرے
نکاح مین دی اور اُسنے جواب دیا کہ نکاح مین دی یا کہا کہ ہان تو جبتک اسکے بعد مرد مذکور یہ نہ کہے کہ مین نے
قبول کی تب تک نکاح منعقد نہوگا اسواسطے کہ قولہ آیا تونے اپنی دختر میرے نکاح مین دی یہ استفہام ہے
یہ فتاوےٰ قاضیخان مین ہے۔ اور لفظ قرض و رہن سے نکاح منعقد ہونے مین مشائخ کا اختلاف ہے اور صحیح یہ
ہے کہ ان لفظون سے منعقد نہین ہوتا ہے یہ فتاوےٰ قاضیخان مین ہے اور بعض نے فرمایا کہ بنا بر قیاس قول
امام ابوحنیفہؒ و امام محمدؒ کے لفظ قرض سے منعقد ہوگا اسواسطے کہ نفس قرض ان دونون امامون کے
نزدیک تملیک ہے اور یہی مختار ہے یہ مختار الفتاوےٰ مین ہے۔ اور لفظ سلم سے بعضون نے کہا کہ منعقد ہوتا ہے
اور بعضون نے کہا کہ نہین منعقد ہوتا ہے اور اسیطرح بیع صرف کی لفظ سے بھی نکاح منعقد ہونے مین دو قول ہین
یعنی بعض کے نزدیک منعقد ہوتا ہے اور بعض کے نزدیک نہین یہ عینی شرح کنز مین ہے۔ اور جو نکاح کہ مضاف ہو
مثلاً دختر کے باپ نے کہا کہ مین نے اپنی دختر فلانہ کو کل کے روز تیرے نکاح مین دیا یعنے آیندہ جو کل ہوگا تو
یہ صحیح نہوگا اور جو نکاح کہ معلق ہو پس اگر ایسی چیز پر معلق ہو جو گذر چکی ہے تو نکاح صحیح ہوگا اسواسطے کہ اُسکا
حال معلوم ہے چنانچہ اگر زید کی دختر کا خطبہ کیا گیا اور اُسنے خبر دی کہ مین نے فلان مرد سے اُسکا نکاح کر دیا
ہے پس خاطب نے اس قول کی تکذیب کی پس زید نے کہا کہ اگر مین نے فلان مرد سے اسکا نکاح نہ کیا ہو تو مین نے
تیرے پسر کے ساتھ اسکا نکاح کر دیا پس پسر کے باپ نے اسکو قبول کیا پھر ظاہر ہوا کہ زید نے کسی کے ساتھ اسکا
نکاح نہین کیا تھا تو نکاح صحیح ہوگا یہ نہر الفائق مین ہے۔ اور اگر گواہون کے حضور مین ایک عورت سے کہا کہ مین نے
تجھ سے اسقدر مہر پر نکاح کیا بشرطیکہ میرا باپ اجازت دیدے یا راضی ہو جاوے پس عورت نے قبول کیا تو
نکاح صحیح نہوگا۔ ایک مرد نے ایک عورت سے بدین شرط نکاح کیا کہ وہ عورت طالقہ ہے یا بدین شرط کہ معاملہ

ف۱ یعنے اُسنے عطا کیا ۱۲ ف۲ اقول بخلاف لفظ زوج کے عربی مین کہ وہ مرد و عورت دونون پر اطلاق ہوتا ہے ۱۲ م ف۳ یعنے
رکھا مین نے ۱۲ منہ ف۴ اور ایسا ہے ہماری زبان مین جورو کا لفظ ۱۲ منہ ف۵ اور نکاح ایسے لفظ سے منعقد ہوتا ہے جو یعنے تملیک ہو ۱۲ ف۶ طلاق دی گئی

طلاق مین عورت مذکورہ کا اختیار اُسکے قبضہ مین ہو تو امام محمدرح نے جامع مین ذکر فرمایا کہ نکاح جائز ہے اور
طلاق باطل ہو اور عورت کا اختیار عورت کے قبضہ مین نہوگا اور فقیہ ابو اللیث نے فرمایا کہ یہ حکم اُسوقت ہو کہ جب
مرد نے پہل کرکے یون کہا کہ مین نے تجھسے اس شرط پر نکاح کیا کہ تو طالقہ ہو اور اگر عورت نے پہل کی اور کہا
کہ مین نے اپنے نفس کو تیرے نکاح مین بدین شرط دیا کہ مین طالقہ ہون یا بدین شرط کہ امر طلاق میرے اختیار مین
ہے جب چاہونگی اپنے آپ کو طلاق دیدونگی پس شوہر نے کہا کہ مین نے قبول کیا تو نکاح جائز ہوگا اور طلاق
واقع ہوگی اور امر طلاق اُس عورت کے اختیار ہوگا۔ اسیطرح اگر مولی نے اپنی باندی کا نکاح اپنے غلام کے ساتھ
کیا پس اگر غلام نے پہل کی اور کہا کہ میرے ساتھ اپنی اس باندی کا نکاح بعوض ہزار درم مہر کے اس شرط پر کردے
کہ اس باندی کی طلاق کا اختیار تیرے ہاتھ مین ہوگا جب چاہے طلاق دیدے پس مولے نے باندی مذکورہ اس
غلام کے نکاح مین دی تو نکاح صحیح ہوگا مگر امر طلاق کا اختیار مولے کے قبضہ مین نہوگا اور اگر مولے نے ابتدا کی
اور کہا کہ مین نے اپنی یہ باندی تیرے نکاح مین بدین شرط دی کہ اسکے طلاق کا اختیار میرے قبضہ مین ہے
جب چاہونگا طلاق دیدونگا پس غلام نے اسکو قبول کیا تو نکاح جائز ہوگا اور مولے کو امر طلاق کا اختیار
حاصل ہوگا۔ اور اگر غلام نے اپنے مولے سے کہا کہ اگر مین نے اُسکو اپنے نکاح مین لیا تو اُسکے طلاق کا اختیار
ہمیشہ تجھکو ہو پھر اُسکو اپنے نکاح مین لیا تو اُسکے طلاق کا اختیار ہمیشہ مولی کو حاصل رہیگا اور غلام مذکور
مولے کو اس اختیار سے کبھی خارج نہین کرسکتا ہو یہ فتاوے قاضیخان مین ہو اور شمس الائمہ سرخسی نے ذکر فرمایا
کہ اگر کسی عورت سے ہزار درم پر بوعدہ حصاد و دیاس نکاح کیا تو ہمارے مشائخ نے اسمین اختلاف کیا ہے اور
میرے نزدیک مختار یہ ہو کہ نکاح منعقد ہو جائیگا اور مہر مین یہ مدت میعاد ثابت ہوگی یہ مختار الفتاوے مین ہے
اور نکاح مین خیار رویت و خیار شرط و خیار عیب ثابت نہین ہوتا ہو خواہ خیار مرد کے واسطے قرار دیا جاوے
یا عورت کے واسطے یا دونون کے واسطے قرار دیا جاوے خواہ تین روز کا خیار ہو یا کم کا یا زیادہ کا اور اگر ایسی شرط کے
ساتھ نکاح کیا تو نکاح جائز ہوگا مگر شرط مذکور باطل ہوگی لیکن عیب جب یا خصی یا عنہ ہو تو عورت کو خیار
حاصل ہوتا ہو قال المترجم جب ذکر مرد کا جڑ سے قطع ہونا اور مجبوب وہ شخص ہو جسکا ذکر جڑ سے کٹ گیا ہو اور
خصی سے مراد یہ ہو کہ اُسکے خصیے نکالے یا کوفتہ ہون جیسے بدھیا کہتے ہین اور عنہ نامردی معروف و عنین نامرد۔
اور یہ امام اعظمرح و امام ابو یوسفرح کا قول ہو یہ شرح طحاوی مین ہو۔ اور اگر دونون مین سے ایک نے دوسرے پر
شرط لگائی کہ آنکھ سے کانا نہو یا لنجا نہو یا خوبصورت ہونے کی شرط لگائی یا شوہر نے یہ شرط لگائی کہ عورت
باکرہ ہو پھر اس شرط کے برخلاف پایا تو اُسکو خیار حاصل نہوگا یہ تاتارخانیہ مین ہو اگر ایک مرد نے ایک عورت سے
بدین شرط نکاح کیا کہ یہ مرد مذکور شہر کا ہو پھر ظاہر ہوا کہ وہ دیہاتی ہو تو نکاح جائز ہوگا بشرطیکہ مرد مذکور اسکا کفو ہو

ملہ قولہ طالقہ یعنے مطلقہ ہو یعنے طلاق دی ہوئی ہو پس اس طول عبارت کو چھوڑکر مترجم نے بجاے طالق کے طالقہ اختیار کیا ہر چند کہ طالق کا اطلاق عورت
پر صحیح ہو اور ٹھیک یہی ہو مگر یہ صفت مشبہ الطلاق عربی ہے لہذا اردو مین ایک گونہ اس زبان کی لپیٹ آنی چاہیے جیسے حائض و حاملہ فافہم ۱۲ منہ
سلہ حصاد کھیتی کاٹنے کا وقت اور دیاس اُسکے روندنے جانیکا وقت ۱۲ منہ ملہ یعنے عورت مختار ہو جب چاہے ۱۲ منہ ملہ رستوتا ادنی ۱۲ منہ ملہ د رستورتا نیم ۱۲

اور عورت مذکورہ کو کچھ خیار حاصل نہوگا یہ فتاوےٰ قاضیخان میں ہے اور فتاوےٰ ابو اللیثؒ میں ہے کہ ایک مرد نے ایک عورت سے بدین شرط نکاح کیا کہ میرے باپ کو خیار حاصل ہے تو نکاح صحیح ہوگا اور شوہر کے باپ کو خیار حاصل نہوگا یہ ذخیرہ میں ہے

تیسرا باب۔ محرمات کے بیان میں۔ قال المترجم محرمات یعنے ایسی عورتون کے بیان میں جو ہمیشہ یا فی الحال کے واسطے حرام ہیں قال اور محرمات کی نو قسمین ہیں قسم اوّل محرمات بہ نسب کے بیان میں یعنے رحم کی قرابت کیوجہ سے جو عورتین ہمیشہ کے واسطے حرام ہین چنانچہ ایسی محرمات عورتین امہات یعنے مائین ہین اور بیٹیان اور بہنین اور پھوپھیان اور خالائین اور بھائی کی بیٹیان اور بہن کی بیٹیان پس یہ عورتین جو مذکور ہوئی ہین نکاح کی راہ سے بھی ہمیشہ کے واسطے حرام ہین اور اُنسے وطی کرنا اور جو امور مقتضی بجانب وطی ہوتے ہین وہ بھی سب اُن عورتون سے ہمیشہ کے واسطے حرام ہین اور واضح ہو کہ امہات یعنے ماؤن سے یہ مراد ہے کہ اُس شخص کی ماں ہو یا اُسکی سگی دادی وغیرہ یا سگی نانی وغیرہ چاہے جتنے اونچے مرتبہ کی ہو سب قطعی دائمی حرام ہین اور بیٹیون سے یہ مراد ہے کہ اس مرد کی صلبی دختر ہو یا اسکے پسر کی دختر ہو یا اسکی دختر کی دختر ہو اور چاہے جتنے نیچے مرتبہ پر ہو بہر صورت دائمی حرام ہین اور بہنون سے یہ مراد ہے کہ سگی ایک ماں و باپ سے بہن ہو یا فقط باپ کیطرف سے بہن ہو یا فقط ماں کیطرف سے بہن ہو پس یہ بہنین قطعی حرام ہین قال المترجم اور ہندوستان میں جو چچا زاد بہن اور پھوپھی زاد بہن وغیرہ ہوتی ہین وہ فقط نسب کے رشتہ سے حرام نہین ہین اُنسے نکاح کرنا جائز ہے اگر کوئی وجہ دیگر مانع نہو مثلاً اس مرد نے اپنی پھوپھی کا دودھ پیا تو اُسکی دختر سے جو اُسکی پھوپھی زاد بہن تھی اب رضاعی بہن ہوگئی لہذا بوجہ سبب کے ناجائز ہوگئی ورنہ جائز تھی اور واضح ہو کہ بھائی بھی تین طرح کے ہوتے ہین ایک سگا بھائی دوسرا فقط باپ کیطرف سے اور تیسرا فقط ماں کیطرف سے پس اب جاننا چاہیے کہ بھائیون کی بیٹیون اور بہنون کی بیٹیون سے انھین بھائیون اور انھین بہنون کی بیٹیان خواہ ایک درجہ کی ہون یا پوتیان و پروتیان و نواسیان و پرنواسیان وغیرہ چاہے کتنے ہی نیچے درجے پر ہون قطعی دائمی حرام ہین۔ اور پھوپھیان بھی تین طرح کی ہوتی ہین ایک تو باپ کی سگی یعنے ایک ماں و باپ کی بہن اور دوسری فقط باپ کیطرف سے بہن اور تیسری فقط ماں کیطرف سے بہن یہ سب پھوپھیان ہین اور اسیطرح باپ کی پھوپھیان بھی انھین تین طرح کی ہوتی ہین اور اسیطرح ماں کی پھوپھیان بھی اور اسیطرح اجداد کی پھوپھیان اور اسیطرح جدات کی پھوپھیان بھی اسیطرح ہوتی ہین اور چاہے جسقدر اونچے مرتبہ پر ہون سب کا یکسان حکم ہے کہ سب قطعی دائمی حرام ہین اور واضح رہے کہ پھوپھی کی پھوپھی کی صورت میں دیکھا جائیگا کہ اگر پھوپھی اس مرد کے باپ کی ایک ماں و باپ کیطرف سے سگی بہن ہو یا فقط باپ کیطرف سے بہن ہو تو پھوپھی کی پھوپھی بھی حرام ہوگی اور اگر پھوپھی اسکی فقط ماں کیطرف سے پھوپھی ہو تو پھوپھی کی پھوپھی حرام نہوگی۔ اور

ساـ قال المترجم اگرچہ سوتیلی ماں یعنے جو باپ کی تحت میں ہو وہ بھی اسیطرح حرام ہے لیکن چونکہ اس سے نسب کی قرابت نہ تھی اسواسطے اس مقام پر بیان نہین کیا ۱۲ منہ ٢ـ یعنے نکاح سے جائز ہو سکتی ہے ۱۲ منہ ٣ـ جیسے منہ چومنا ۱۲ ٤ـ یعنے پرنانی و پردادی وغیرہ ۱۲ ٥ـ یعنے اُسی کے نطفہ سے ۱۲ ٦ـ دادا و نیز نانا ۱۲ ٧ـ دادی و نیز نانی ۱۲ منہ

خالات سے یہ مراد ہے کہ سگی ایک ماں و باپ سے اُسکی خالہ ہو یعنے اُسکی ماں کی سگی بہن ہو یا فقط باپ کی طرف سے یا فقط ماں کیطرف سے خالہ ہو سب حرام ہین و نیز اُسکے آباء و اجداد و ماں و جدات کی خالائین بھی یہی حکم رکھتی ہین کہ قطعًا دائمی حرام ہین اور رہی خالہ کی خالہ پس اگر خالہ اُس شخص کی سگی یعنے ماں و باپ کیطرف سے اُسکی ماں کی بہن ہو یا فقط ماں کیطرف سے بہن ہونے سے اُس کی خالہ ہو تو اُسکی خالہ کی خالہ اُسپر حرام ہوگی اور اگر اُسکی خالہ فقط باپ کیطرف سے اُسکی ماں کی بہن ہونے سے اُسکی خالہ ہو تو خالہ کی خالہ اُسپر حرام نہوگی یہ محیط سرخسی مین ہے۔ **قسم دوم** محرمات بصہریت کے بیان مین یعنے خسر و دامادی کے رشتہ سے جو عورتین حرام ہو جاتی ہین اور یہ عورتین چار فرقہ ہین فرقہ اول اپنی جورو کی امہات و جدات از جانب مادر و پدر اگرچہ کتنے ہی اونچے مرتبہ پر ہوں فرقہ دوم زوجہ کی بیٹیان اور اُسکی اولاد کی بیٹیان چاہے کتنے نیچے درجہ پر ہون مرد پر حرام ہو جاتی ہین بشرطیکہ اپنی زوجہ کے ساتھ دخول کیا ہو کذا فی العمادی خواہ اُسکی زوجہ کی دختر اُسکی پرورش مین ہو یا نہو کذا فی شرح الجامع الصغیر لقاضیخان قال المترجم زوجہ کی اولاد کی حرمت کے واسطے یہ قید لگائی گئی ہے کہ زوجہ کے ساتھ دخول تحقیقی کیا ہو اور اگر وطی نہ کی ہو تو حرام نہوگی پس چاہے قبل دخول کے زوجہ کو طلاق دیکر اُسکی دختر سے نکاح کرے بخلاف زوجہ کی ماں و نانی و دادی وغیرہ کے کہ بعد نکاح زوجہ کے چاہے زوجہ سے وطی کرے یا نہ کرے اُسکی ماں وغیرہ سے نکاح نہین کر سکتا ہے فاحفظہ اور زوجہ سے وطی کرنے مین ہم نے بیان کر دیا کہ تحقیقی وطی ہو چنانچہ کتاب مین فرمایا کہ ہمارے اصحاب نے خلوت کو وطی کے قائم مقام اس بات کے حق مین نہین رکھا کہ خلوت واقع ہونے سے زوجہ کی اولاد حرام ہو جائے کذا فی الذخیرہ فی نوع ما یستحق بہ جمیع المہر۔ فرقہ سوم بیٹے یا پوتے یا نواسے کی جورو سے چاہے کتنے ہی نیچے درجہ کی ہو کبھی نکاح کرنا جائز نہ رہیگا خواہ پسر نے اپنی زوجہ کے ساتھ دخول کیا ہو یا نہ کیا ہو و لیکن اگر بیٹا متبنی ہو تو اُسکی جورو سے نکاح کر لینا حرام نہین ہے یہ محیط سرخسی مین ہے۔ فرقہ چہارم آبا و اجداد از جانب مادر یا پدر کی جورو مین اگرچہ کتنے ہی درجہ پر ہون یہ سب نکاح و وطی دونون طرح سے ہمیشہ کیواسطے حرام ہین یہ حاوی قدسی مین ہے اور واضح رہے کہ حرمت مصاہرہ ایسے نکاح سے ثابت ہوتی ہے جو صحیح ہو اور نکاح فاسد کیوجہ سے ثابت نہین ہوتی ہے یہ محیط سرخسی مین ہے۔ پس اگر کسی عورت سے بہ نکاح فاسد عقد کیا تو فقط نکاح سے اُس عورت کی ماں اس مرد پر حرام نہوگی بلکہ اس عورت سے دخول کرنے کے بعد البتہ حرام ہو جائیگی یہ بحر الرائق مین ہے اور حرمت مصاہرہ وطی کرنے سے ضرور ثابت ہو جاتی ہے خواہ وطی بطور حلال ہو یا بطریق شبہہ ہو یا بطور زنا ہو کذا فی فتاوے قاضیخان پس اگر کسی شخص نے ایک عورت سے زنا کیا تو اُس عورت کی ماں اس زانی پر حرام ہو جائیگی اسیطرح اُسکی ماں کی ماں وغیرہ چاہے کتنے ہی اونچے درجہ کی ہو سب حرام ہونگی اور اس عورت کی دختر اور دختر کی دختر وغیرہ کتنے ہی نیچے درجہ پر ہون سب حرام ہونگی اسیطرح یہ عورت جس سے زنا کیا ہے اس مرد زانی کے آبا و اجداد پر چاہے کتنے ہی اونچے درجہ پر ہون اور اس مرد کے بیٹون اور پوتون و پرپوتون پر چاہے کتنے ہی نیچے درجہ پر ہون حرام ہوگی یہ فتح القدیر مین ہے۔ اور اگر کسی عورت سے وطی کی

[illegible] اگرچہ خلوت [illegible] وطی [illegible] کہ عورت کو اُسکا پورا مہر دلایا جائیگا اور عدت ہوگی ۱۲ [illegible] دادا یا نانا ۱۲ [illegible] دادی یا نانی ۱۲ [illegible] نانی و دادی [illegible] ۱۲ [illegible] ۱۲

اور یہ صورت ہوئی کہ اس عورت کا پیشاب کا مقام اور پائخانہ کا مقام پھاڑکر ایک کر دیا تو اس عورت کی ماں اس مرد پر حرام نہوگی کیونکہ اس امر کا تیقن نہیں ہی کہ یہ وطی فرج مین واقع ہوئی لیکن اگر عورت مذکورہ کو حمل رہجاوے اور معلوم ہوجاوے کہ وطی فرج مین واقع ہوئی ہی تو البتہ اُسکی ماں اس مرد پر حرام ہوجاویگی یہ بحر الرائق مین ہی - اور واضح رہے کہ جسطرح یہ حرمت مصاہرہ بوجہ وطی کے ثابت ہوتی ہے اسیطرح شہوت سے مساس کرنے اور بوسہ لینے اور فرج پر نظر کرنے سے ثابت ہوتی ہی یہ ذخیرہ مین ہے - اور ہمارے نزدیک یہ امور خواہ بطریق نکاح واقع ہون یا بطور وطی ملک ہون یا بوجہ فسق و فجور ہون کچھ فرق نہین ہی یہ ملتقط مین ہی - اور ہمارے اصحاب نے فرمایا کہ خواہ یہ عورت ربیبہ ہو یا کوئی اور ہو کچھ فرق نہین ہی یہ ذخیرہ مین ہی - اور جو مباشرت بشہوت ہو وہ بمنزلہ بوسہ لینے کے ہی اور اسیطرح معانقہ کا بھی یہی حکم ہی یہ فتاوے قاضیخان مین ہی اور اسیطرح اگر عورت کو شہوت سے دانتون سے داب کر کاٹا تو بھی یہی حکم ہے یہ خلاصہ مین ہی اور اگر عورت نے کسی مرد کے ذکر کو دیکھا یا مرد مذکور کو بشہوت مساس کیا یا اُسکا شہوت سے بوسہ لیا تو حرمت مصاہرہ ثابت ہوجائیگی یہ جوہرۃ النیرہ مین ہی - اور باقی اعضا کیطرف نظر کرنے سے حرمت مصاہرہ ثابت نہین ہوتی ہی الاجبکہ بشہوت ہو اور نیز باقی اعضا کے مساس کرنیسے بھی ثابت نہین ہوتی ہی الاجبکہ بشہوت ہو اور اسمین کچھ اختلاف نہین ہی یہ بدائع مین ہی - اور نظر وہ معتبر ہی جو داخلی فرج مین ہو یہ ہدایہ مین ہی اور اسی پر فتوے ہی یہ ظہیریہ و جواہر اخلاطی مین ہی اور مشائخ نے فرمایا کہ اگر مرد نے کھڑی ہوئی عورت کی فرج کو دیکھا تو حرمت مصاہرہ ثابت نہوگی اور داخلی فرج مین جب نظر پڑیگی کہ جب وہ عورت تکیہ لگائے بیٹھی ہو یعنے دونون ٹانگین کشادہ ہون یہ فتاوے قاضیخان مین ہی - اور اگر کسی عورت کی فرج کو شہوت سے باریک پردہ یا شیشہ کی آڑ سے جس سے فرج نظر آتی ہے دیکھا تو حرمت مصاہرہ ثابت ہوجائیگی - اور اگر آئینہ دیکھا اور اسمین کسی عورت کی فرج نظر آئی پھر اُسکو شہوت سے دیکھا تو اس عورت کی ماں و بیٹی اس آئینہ دیکھنے والے پر حرام نہوگی اسواسطے کہ اسنے اُسکی فرج نہین دیکھی بلکہ اُسکی فرج کا عکس دیکھا ہی اور اگر کوئی عورت کسی حوض کے کنارہ پر بیٹھی ہو یا ندی کے پل پر ہو اور ایک مرد نے پانی مین نگاہ کی اور پانی مین اُس عورت کی فرج دیکھی پھر بنظر شہوت دیکھی تو حرمت مصاہرہ ثابت نہوگی کذا فی فتاوے قاضیخان اور یہی صحیح ہی یہ خلاصہ مین ہی اور اگر عورت پانی مین ہی اور باہر سے کسی مرد نے پانی مین اُسکی فرج کو دیکھا اور شہوت سے نگاہ کی تو حرمت مصاہرہ ثابت ہوجائیگی یہ فتاوے قاضیخان مین ہی - اور اگر کسی مرد نے اپنی دختر کی فرج کو بغیر شہوت دیکھا اور اُسکو تمنا ہوئی کہ کاش میرے پاس ایسی کوئی باندی ہوتی پس اس نگاہ کے ساتھ اسمین شہوت بھی پائی گئی تو مشائخ نے فرمایا ہی کہ اگر یہ شہوت اُسکو اپنی دختر پر واقع ہوئی ہی تو اُسکی جورو اُسپر حرام ہوجاویگی اور اگر یہ شہوت

سلہ قال المترجم اس مقام سے ظاہر ہے کہ اگر کسی عورت سے لواطت کی تو حرمت مصاہرہ ثابت نہین ہوتی ہے اور واضح رہے کہ فرج و دبر کے درمیان ایک جھلی سخت کنندہ عارض ہوتی ہی جب وہ چاک ہوجاتی ہے تو دونون سوراخ ایک ہوجاتے ہین پس عبارت مذکور محتمل ہی کہ عدم تحقیق انزال بفرج ہم ہی و نیز بعد اور اگر منفذ اول سے آخر تک ایک ہوگیا تو ادخال فرج مین شک ہے ۱۲ منہ عہ یعنے اگر ربیبہ سے ایسا کیا تو اُسکی ماں جو مرد کی جورو ہی مرد پر حرام ہوجائیگی ۱۲ عہ مباشرت بدن سے بدن ملانا ۱۲ سہ یعنے اعضاے مذکورہ مین اگر اختلاف ہے تو باقی اعضا مین بلا خلاف شہوت شرط ہے ۱۲

اُسکو اس باندی کے خیال پر آئی ہے جسکی اُسنے تمنا کی تھی تو اُسکی جورو اسپر حرام نہوگی اسواسطے کہ ایسی صورت مین اُسکی نظر اپنی دختر کی فرج پر بسبب شہوت نہین ہوئی ہے یہ فتاوے قاضیخان و ذخیرہ مین ہے اور مساس کرنیسے حرمت ثابت ہوتی ہے چاہے عمداً مساس کیا ہو یا بھولکر یا باکراہ یا براہ خطا ہو کچھ فرق نہین ہے کذا فی فتح القدیر یا سوتے میں ہو یہ معراج الدرایہ مین ہے- اور اگر کسی مرد نے اپنی جورو کو جماع کرنے کی غرض سے رات کو جگایا مگر اُسکا ہاتھ اپنی دختر پر جو اسی جورو کے پیٹ سے ہے جا پہونچا اور اُسکے بدن کو اپنی انگلی سے گرفت کرکے مساس کیا بدین گمان کہ یہ اُسکی ماں ہے یعنے میری جورو ہے حالانکہ یہ لڑکی ایسی تھی کہ اس سے شہوت اُٹھتی تو اس لڑکی کی ماں یعنے مرد مذکور کی جورو مرد مذکور پر ہمیشہ کے واسطے حرام ہوجائیگی یہ فتح القدیر مین ہے اور اگر عورت کے بال شہوت کے ساتھ چھوئے پس اگر وہ بال چھوئے جو اُسکے سر سے متصل ہین تو حرمت مصاہرہ ثابت ہوگی اور اگر لٹکے ہوے سر سے چھوئے تو حرمت مصاہرہ ثابت نہوگی مگر امام ناطفی نے یہ تفصیل نہین فرمائی ہے بلکہ مطلق بال کے چھونے سے حرمت مصاہرہ کا حکم دیا ہے یہ ظہیریہ و جوہرہ نیرہ و سراج الوہاج مین ہے- اور اگر شہوت سے اُسکے ناخن چھوئے تو حرمت مصاہرہ ثابت ہوجائیگی یہ خلاصہ مین ہے و لیکن واضح رہے کہ مساس سے حرمت مصاہرہ جبھی ثابت ہوتی ہے جب چھونیوالے مرد اور بدن عورت کے درمیان کوئی کپڑا حائل نہو اور اگر کوئی کپڑا حائل ہوگا تو دیکھنا چاہیے کہ اگر کپڑا اسقدر گندہ ہو کہ چھونے والے کو بدن عورت کی حرارت محسوس نہین ہوتی تو بھی حرمت مصاہرہ ثابت نہوگی اگرچہ اس فعل سے اُسکے آلۂ تناسل کو انتشار ہوا ہو اور اگر کپڑا باریک ہو کہ جس سے تن عورت کی حرارت چھونے والے کے ہاتھ کو پہونچے تو حرمت مصاہرہ ثابت ہوگی یہ ذخیرہ مین ہے اور اسیطرح اگر مرد نے عورت کے موزہ کا تلا چھوا تو بھی شہوت سے چھونے مین یہی حکم ہے لیکن اگر موزہ مذکور نعل یعنے تعلدار ہو کہ جس سے قدم کی نرمی معلوم و محسوس نہوتی ہو تو یہ حکم ثابت نہوگا یہ فتاوے قاضیخان مین ہے اور اگر مرد نے عورت کا بوسہ لیا حالانکہ دونون کے درمیان کپڑا حائل ہے پس اگر عورت مذکورہ کے اگلے دانتون کی ٹھنڈک یا ہونٹون کی ٹھنڈک پائی تو یہ بوسہ لینے اور مس کرنے مین داخل ہے یہ محیط مین ہے- اور حرمت مصاہرہ ثابت ہونیکے واسطے یہ شرط نہین ہے کہ مساس پر دوام پایا جاوے حتے کہ کہا گیا کہ اگر مرد نے کسی عورت کی جانب شہوت سے اپنا ہاتھ دراز کیا اور ناگاہ اُسکا ہاتھ اُسکی دختر کی ناک پر جا پڑا کہ اُسکی شہوت زیادہ ہوگئی تو اس مرد پر اُسکی جورو یعنے دختر کی ماں حرام ہوجائیگی اگرچہ اسیوقت اپنا ہاتھ ہٹا لیا ہو کذا فی الذخیرہ مگر یہ شرط ہے کہ عورت مشتہاۃ ہو یعنے ایسی ہو کہ مرد کو اس سے شہوت ہوتی ہو یہ تبیین مین ہے اور نو برس کی لڑکی محل شہوت ہے اس سے کم کی مشتہاۃ نہین ہے اور اسی پر فتوے ہے یہ معراج الدرایہ مین ہے اور فقیہ ابو اللیث نے فرمایا کہ نو برس سے کم سن کی لڑکی مشتہاۃ نہین ہوتی ہے اور اسی پر فتوے ہے یہ فتاوے قاضیخان مین ہے اور شیخ امام ابو بکر سے منقول ہے کہ فرماتے تھے کہ مفتی کو چاہیے کہ سات و آٹھ برس کی لڑکی کی صورت مین یون فتوے دے کہ وہ مشتہاۃ نہین ہے پس اس سے حرمت مصاہرہ ثابت نہوگی لیکن اگر سائل مبالغہ کرے کہ یہ لڑکی موٹی تازی تن آور ہے

۱؎ گر مضر دہی کہ دختر ایسی عمر کی ہو کہ مرد کو اس سے شہوت ہوتی ہے ۱۲ منہ ؎ یعنے وہ بالغہ یا قریب بہ بلوغ ہو ۱۲

تو ایسی صورت مین سات[۲] آٹھ برس کی صورت مین بھی حرمت کا فتوے دیگا یہ ذخیرہ و مضمرات مین ہے پس اگر ایسی
لڑکی سے جماع کیا جو مشتہات نہین ہے تو حرمت مصاہرہ ثابت نہوگی یہ بحر الرائق مین ہے اور یہ حکم فقط صغیرہ مین ہے
اور کبیرہ عورت اگر بہت بڑھی ہو جاوے کہ وہ مشتہاۃ کی حد سے باہر ہو جاوے تو بھی اس سے حرمت مصاہرہ ثابت
ہوگی اسواسطے کہ وہ حد حرمت مین داخل ہو چکی ہے پس بسبب بڑھی ہو جانے کے خارج نہوگی بخلاف صغیرہ کے کہ
اسمین یہ بات نہین پائی گئی ہے یہ تبیین مین ہے اور اسیطرح یہ بھی شرط ہے کہ مذکور کیطرف سے بھی شہوت پائی گئی ہو حتے
کہ اگر چار برس کے لڑکے نے اپنے باپ کی جورو سے جماع کیا تو اس سے حرمت مصاہرہ ثابت نہوگی یہ فتح القدیر
مین ہے۔ اور اس حکم کے ثابت ہونے کیواسطے جو لڑکا ایسا ہو کہ اُسکے مثل لڑکے جماع کر سکتے ہین اُسکی وطی بمنزلہ مرد
بالغ کی وطی کے قرار دیجائیگی اور مشائخ نے فرمایا کہ ایسا لڑکا جسکے مثل جماع کرنیکے لائق ہوتا ہے وہ ہر ایسا لڑکا
ہوتا ہے جو جماع کرے اور اُسکو شہوت ہو اور عورتین اُس سے حیا کرین یہ فتاوے قاضیخان مین ہے اور شہوت اُس
وقت کی معتبر ہے کہ جسوقت اُسنے چھوا اور دیکھا ہے حتے کہ اگر مرد نے عورت کو چھوا اور دیکھا درحالیکہ اُسکو شہوت
نہ تھی پھر جب چھوڑ دیا تب اُسکو شہوت ہوئی تو اس سے حرمت مصاہرہ ثابت نہوگی۔ اور واضح ہو کہ شہوت مرد کی
حد یہ ہے کہ مرد کے آلہ تناسل کو انتشار ہو یا اگر منتشر ہو تو انتشار مین زیادتی ہو جاوے یہ تبیین مین ہے اور یہی صحیح ہے
یہ جواہر اخلاطی مین ہے اور اسی پر فتوے دیا جاوے یہ خلاصہ مین ہے پس اگر کسی مرد کا آلہ تناسل منتشر ہوا اور اُس نے
شہوت مین اپنی جورو کو طلب کیا اور اس درمیان مین اُسنے اپنے آلہ تناسل کو اُسکی دختر کی ٹانگون کے درمیان
داخل کر دیا[۱] تو دختر مذکورہ کی مان اُسپر حرام نہوجائیگی تاوقتیکہ اس حرکت سے اُسکی شہوت مین اس انتشار کے (یعنی رانون بیچ) ساتھ انتشار مین
زیادتی نہوئی ہو یہ تبیین مین ہے اور یہ حد جو مذکور ہوئی ایسے لوگون کے واسطے مقرر ہے جو مرد جوان جماع کرنے پر قادر
ہو اور اگر بوڑھا یا عنین (نامرد ۱۲) ہو تو اُسکے حق مین شہوت کی حد یہ ہے کہ خواہش کیلیے اُسکے قلب کو حرکت ہو اگر قبل اسکے
اُسکا قلب متحرک نہو اور اگر پہلے سے متحرک ہو تو حرکت قلبی مین زیادتی ہو جاوے یہ محیط مین ہے۔ اور عورتون اور
مرد مجبوب کے حق مین شہوت کی حد یہ ہے کہ قلب کو حرکت و خواہش ہو اور اسمین لذت پیدا ہو بشرطیکہ پہلے سے قلب
کو حرکت نہو اور اگر پہلے سے ہو تو اسمین زیادتی ہو جاوے یہ شرح نقایہ شیخ ابو المکارم مین ہے اور واضح رہے کہ مرد و
عورت دونون مین سے ایک کیطرف سے شہوت کا پایا جانا حرمت ثابت ہونے کے واسطے کافی ہے مگر شرط یہ ہے کہ
اُسکو انزال ہو جاوے حتے کہ اگر چھونے یا دیکھنے کے ساتھ انزال ہو گیا تو حرمت مصاہرہ ثابت نہوگی یہ تبیین مین
ہے اور علامہ صدر شہید نے فرمایا کہ اسی پر فتوے ہے یہ شرح نقایہ علامہ شمنی مین ہے اور اگر مساس کیا پس انزال ہو گیا
تو حرمت مصاہرہ بنا بر قول صحیح کے ثابت نہوگی اسواسطے کہ انزال سے یہ بات ثابت ہو گئی کہ یہ فعل داعی بجانب وطی
نہین ہے یہ کافی مین ہے۔ اور اگر عورت کی دبر یعنے پاخانہ کے مقام کو دیکھا تو اس سے حرمت مصاہرہ ثابت نہین ہوتی ہے

۱؎ اقول یہ مراد نہین ہے کہ نعوذ باللہ اُسنے اُسکی دختر سے وطی کر لی بلکہ یہ مراد ہے کہ بسبب غلبہ شیطانیت کے اُسنے فقط جورو کی دختر کی رانون کے بیچ مین رکھا
اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم ۱۲ منہ ۲؎ یعنے حد اشتہاۃ مین ہنوز نہین ہوئی ہے ۱۲ منہ

یہ فتاوۓ قاضیخان مین ہے اور اسیطرح اگر باتباع شیطان کسی عورت کی دبر مین دخول کیا تو اس سے حرمت مصاہرۃ ثابت نہوگی یہ تبیین مین ہے اور یہی اصح ہے یہ محیط مین ہے اور اسی پر فتوے ہے یہ جواہر اخلاطی مین ہے اور اگر مرد سے[1] جماع کیا تو حرمت مصاہرہ ثابت نہوگی یہ فتاوۓ قاضیخان مین ہے **مسائل متصلہ** اگر جورو مرد مین سے کسی نے حرمت مصاہرہ واقع ہونے کا اقرار کیا تو اسکا اقرار ماخوذ کیا جائیگا اور دونون مین جدائی کرا دیجائیگی اور اسیطرح اگر نکاح سے پہلے ایسا واقع ہونے کا اقرار کیا مثلاً اپنی جورو سے کہا کہ مین نے تیرے ساتھ نکاح کرنے سے پہلے تیری مان سے جماع کیا ہے تو اس اقرار پر مواخذہ کرکے دونون مین تفریق کرا دیجائیگی ولیکن مہر کے حق مین مرد مذکور کے قول کی تصدیق نہ کیجائیگی حتے کہ جو مہر قرار پایا ہے وہ دلایا جائیگا اور یہ نہوگا کہ اُسپر عقر واجب ہو اور ایسے اقرار پر مُصِر رہنا شرط نہین ہے چنانچہ اگر اُسنے اس اقرار سے رجوع کیا اور کہا کہ مین جھوٹ بولا ہون تو قاضی اُسکے قول کی تصدیق نہ کریگا ولیکن اگر وہ اپنے اقرار مین درواقع جھوٹا ہوگا تو فیما بینہ وبین اللہ تعالیٰ اُسکی عورت اُسپر حرام نہوگی قال المترجم مگر دنیا مین دونون مین جدائی ضرور کرائی جائیگی۔ اور امام محمدؒ نے کتاب النکاح مین ذکر فرمایا کہ اگر ایک مرد نے کسی عورت سے کہا کہ یہ عورت میری رضاعی مان ہے پھر اسکے بعد اس سے نکاح کرنا چاہا اور کہا کہ مجھ سے اسمین خطا ہوئی ہے تو استحساناً اُسکو اختیار ہوگا کہ عورت مذکورہ سے نکاح کرے اور ان دونون صورتون مین فرق اس طور سے کیا گیا ہے کہ اس صورت مین کہ جب اُسنے اپنی جورو کی مان سے وطی کرنے کی خبر دی تو اُسنے اپنے فعل کی خبر دی ہے اور جو فعل اُسنے کیا ہے اُسکے اوپر ایسی خطا و غلطی واقع ہونا ایک نادر بات ہے پس اُسکی تکذیب کی تصدیق نہ کیجائیگی اور رضاعت مین اُسنے اپنے ایسے زمانہ کے فعل کی خبر نہین دی کہ جسکو وہ یاد رکھتا ہو بلکہ سواے اسکے کیا ہوسکتا ہے کہ اُسنے کسی دوسرے سے سُنا ہے اور ایسی خبر مین خطا واقع ہوتا کچھ نادر بات نہین ہے یہ تجنیس و مزید مین ہے اور اگر مرد نے کسی عورت کا بوسہ لیا پھر کہا کہ یہ شہوت سے نہ تھا یا اُسکا مساس کیا یا اُسکی فرج کیطرف دیکھا پھر کہا کہ شہوت سے نہ تھا تو صدر الشہید رحمہ اللہ تعالےٰ نے بوسہ لینے کی صورت مین ذکر فرمایا کہ حرمت مصاہرۃ ثابت ہونیکا حکم دیا جائیگا تاوقتیکہ یہ امر ثابت نہو کہ یہ فعل بدون شہوت کے تھا اور چھونے اور فرج کے دیکھنے کی صورت مین ثبوت حرمت مصاہرہ کا حکم نہ دیا جائیگا تاوقتیکہ یہ ثابت نہوجاوے کہ یہ فعل بشہوت تھا اسواسطے کہ بوسہ لینے مین اصل یہ ہے کہ شہوت سے ہوتا ہے بخلاف چھونے اور نظر کرنیکے کذا فی المحیط اور یہ اسوقت ہے کہ اُسنے فرج کے سواے کسی جزو بدن کو چھوا ہو اور اگر فرج کو چھوا ہے تو اسمین بھی اسکے قول کی تصدیق نہ کیجائیگی یہ ظہیریہ مین ہے۔ اور شیخ امام ظہیر الدین مرغینانی منہ اور گال وسر کے بوسہ مین اگرچہ مقنعہ کے اوپر سے ہو حرمت مصاہرہ ثابت ہونیکا فتوے دیتے تھے اور فرماتے تھے کہ اگر اُسنے بدون شہوت ہونیکا دعوی کیا تو اُسکے قول کی تصدیق نہ کیجائیگی اور بقالی مین لکھا ہے کہ اگر اُسنے چھونیکی صورت مین شہوت ہونیسے انکار کیا تو اُسکے قول کی تصدیق کیجائیگی لیکن اگر ایسا ہوا کہ اُسکا آلہ تناسل کھڑا

[1] قال المترجم ہمارے نزدیک لواطت کی سزا یہ ہے کہ لوطی پر دیوار گرادیجاوے یا پہاڑ پر سے گرادیا جاوے اور مثل اسکے سزائین ہین اور صاحبین رحمہما اللہ کے نزدیک زنا کی سزا دیجاوے اور یہ جنبی مرد و عورت و طفل مین ہے اور زوجہ سے حرام قبیح ہے ۱۲

اور اُسنے عورت کو ایسی حالت مین چپٹا لیا ہی تو تصدیق نہ کیجائیگی یہ محیط مین ہی۔ اور اگر عورت کی چھاتی
پکڑ لی اور کہا کہ یہ فعل بشہوت نہ تھا تو تصدیق نہ کیجائیگی اسواسطے کہ اکثر یہ واقعہ بشہوت ہوتا ہی اسیطرح اگر عورت کے
ساتھ جانور سواری پر سوار ہوا تو بھی یہی حکم ہی بخلاف اسکے اگر اُسکی پیٹھ پر سوار ہو کر اُسکے ساتھ پانی سے عبور کیا
تو ایسا حکم نہین ہی یہ وجیز کردری مین ہی۔ اور اگر گواہون نے یون گواہی دی کہ اُسنے اقرار کیا کہ مین نے شہوت سے
چھوا یا بوسہ لیا ہی تو گواہی مقبول ہوگی یہ جواہر اخلاطی مین ہی اور خالی[1] شہوت سے چھونے اور بوسہ لینے پر گواہی آیا
مقبول ہوگی یا نہوگی تو اسمین اختلاف ہی اور مختار یہ ہی کہ مقبول ہوگی اور فخر الاسلام علی بزدوی کا یہی مذہب ہی کذا
فی التجنیس والمزید اور ایسا ہی امام محمد رح نے نکاح الجامع مین ذکر فرمایا ہی اسواسطے کہ شہوت ایسی چیز ہی کہ فی الجملہ
اُسپر وقوف حاصل ہوجاتا ہی پس جسکا آلہ تناسل جنبش کرتا ہی اُسکی جنبش آلہ سے اور جسکا آلہ نہین حرکت کرتا ہے
اُسکے دوسرے آثار سے معلوم ہوجاتا ہی کذا فی الذخیرہ اور یہی معمول[3] ہی یہ جواہر اخلاطی مین ہی۔ قاضی علی سغدی
رحمہ اللہ سے دریافت کیا گیا کہ ایک مرد نشہ کے مدہوش نے اپنی دختر کو پکڑ لیا اور اُسکا بوسہ لیا اور اُسکے ساتھ
جماع کرنیکا قصد کیا پس اُسکی دختر نے کہا کہ مین تیری بیٹی ہون پس اُسکو چھوڑ دیا پس آیا اس دختر کی ماں اس مرد پر
حرام ہوجائیگی تو فرمایا کہ ہان یہ تاتارخانیہ مین ہی۔ ایک شخص سے دریافت کیا گیا کہ تونے اپنی جورو کی ماں کے ساتھ
کیا کیا اُسنے جواب دیا کہ مین نے اُسکے ساتھ جماع کیا تو فرمایا کہ حرمت مصاہرہ ثابت[2] ہوجائیگی پھر پوچھا گیا کہ اگر
پوچھنے والا اور جواب دینے والا دونون آدمی مسخرے ٹھٹھے باز ہون تو فرمایا کہ کچھ فرق نہوگا اور اگر اُسنے دعوے
کیا کہ مین نے جھوٹ طور سے کہا ہی تو اسکی تصدیق نہ کیجائیگی یہ محیط مین ہی۔ ایک مرد کے پاس ایک باندی ہی اُسنے
کہا کہ مین نے اس باندی سے وطی کی ہی تو یہ باندی اُسکے بیٹے کے واسطے حلال نہوگی اور اگر اس شخص کی ملک مین
یہ باندی نہو اور اُسنے کہا کہ مین نے اس سے وطی کی ہی تو اُسکے پسر کو اختیار ہی کہ اُسکی تکذیب کرے اور باندی سے
وطی کرے اسواسطے کہ ظاہر حال اسکے پسر کے واسطے شاہد ہی اور اگر باپ کی میراث مین باندی پائی تو بیٹا اس سے
وطی کر سکتا ہی تاوقتیکہ یہ معلوم نہو کہ باپ نے اس سے وطی کی ہی یہ محیط سرخسی مین ہی۔ ایک مرد نے ایک عورت سے
بدین شرط نکاح کیا کہ وہ باکرہ ایسی ہی کہ اسکا پردہ بکارت موجود ہی پھر جب اُسکے ساتھ وطی کرنی چاہی تو اُسکو پردہ
دریدہ پایا پس اُس سے پوچھا کہ تجھ سے کس شخص نے یہ حرکت کی ہی کہ تیرا پردہ جاتا رہا پس اُسنے جواب دیا کہ تیرے
باپ نے پس اگر شوہر نے اس قول کی تصدیق کی تو وہ بائنہ ہوگئی اور اُسکو کچھ مہر نہ ملیگا اور اگر تکذیب کی تو وہ اُسکی
جورو رہیگی یہ ظہیریہ مین ہی اور اگر زید کی جورو نے دعوے کیا کہ زید کے پسر نے مجھ کو بشہوت چھوا ہی تو اُسکے قول کی
تصدیق نہ کیجائیگی اور زید کے بیٹے کا قول قبول ہوگا یہ سراج الوہاج مین ہی۔ ایک شخص نے اپنے باپ کی جورو کا
بشہوت بوسہ لیا یا باپ نے بیٹے کی جورو کا شہوت سے بوسہ لیا حالانکہ عورت مذکورہ باکراہ مجبور کیگئی تھی اور اُسکے

---

[1] خالی شہوت یعنے اگر گواہون نے کہا کہ اسنے شہوت سے ایسا کیا تو اختلاف ہی بعض کے نزدیک مقبول نہین اور یہی اوجہ ہی اور اگر گواہون نے کہا کہ اسنے اقرار کیا کہ مین نے شہوت سے ایسا کیا ہے تو بالاتفاق مقبول ہے ۱۲ [2] یعنے اُسکی جورو اس سے جدا کرادیجائیگی ۱۲ منہ
[3] یعنے اسی پر عمل ہے ۱۲ منہ

شوہر نے اس فعل کے بشہوت ہونے سے انکار کیا تو شوہر کا قول قبول ہوگا اور اگر شوہر نے اس زبردستی کرنیوالے کے قول کی تصدیق کی تو جدائی واقع ہوجائیگی اور شوہر پر مہر واجب ہوگا پھر جو کچھ وہ دیگا اُسکے اس فعل کے کرنے والے سے واپس لیگا بشرطیکہ اُسنے عمداً فساد ڈالنے کا قصد کیا ہو اور اگر عمداً ایسا نہین کیا ہے تو واپس نہین لے سکتا ہے اور وطی کر لینے کی صورت مین واپس نہین لے سکتا اگرچہ اُسنے عمداً فساد ڈالنے کے واسطے وطی کی ہو اسواسطے کہ اس صورت مین اسپر حد شرعی واجب ہوگی اور حد کے ساتھ مال دونون جمع نہین ہوتے ہین - ایک شخص نے دوسرے کی باندی سے نکاح کیا پھر ہنوز اس مرد نے اُسکے ساتھ دخول نہ کیا تھا کہ باندی نے اپنے شوہر کے پسر کا شہوت سے بوسہ لیا پس شوہر نے دعوے کیا کہ اسنے میرے پسر کا شہوت سے بوسہ لیا ہے اور باندی کے مولی نے اُسکی تکذیب کی تو باندی مذکورہ اپنے شوہر سے بائنہ ہوجائیگی کیونکہ شوہر نے اقرار کیا کہ اسنے شہوت سے میرے بیٹے کا بوسہ لیا ہے اور شوہر پر نصف مہر واجب ہوگا کیونکہ مولے نے اُسکی تکذیب کی ہے یعنے اُسنے شہوت سے بوسہ نہین لیا ہے اور اگر اس معاملہ مین باندی نے خود کہا کہ مین نے شہوت سے بوسہ لیا ہے تو اُسکا قول قبول نہوگا یہ محیط مین ہے - اور اگر ساس نے لڑائی مین اپنے داماد کا آلہ تناسل پکڑ لیا پھر کہا کہ یہ امر شہوت سے نہ تھا تو عورت مذکورہ کے قول کی تصدیق کیجائیگی یہ خزانۃ الفتاوے مین ہے - اور امام محمدؒ نے نکاح الاصل مین ذکر فرمایا کہ بسبب حرمت مصاہرہ وحرمت رضاع واقع ہونے کے نکاح مرتفع نہین ہوجاتا ہے بلکہ فاسد ہوجاتا ہے حتے کہ اگر تفریق وجدائی واقع ہونے سے پہلے شوہر نے اس عورت سے وطی کی تو شوہر پر حد واجب نہوگی خواہ یہ امر اُسپر مشتبہ ہو یا نہو یہ ذخیرہ مین ہے - اور اگر کسی عورت سے زنا کیا پھر توبہ کرلی تو بھی اُسکی دختر اُس مرد پر حرام رہیگی اسواسطے کہ اُسکی دختر اس مرد پر ہمیشہ کیواسطے حرام ہوگئی ہے کہ کبھی اُس سے نکاح نہین کرسکتا ہے اور یہ اس امر کی دلیل ہے کہ محرمیت بسبب وطی حرام کے ثابت ہوئی اور جس چیز سے حرمت مصاہرہ ثابت ہوتی ہے اُس سے بھی ثابت ہوتی ہے یہ فتاوے قاضیخان مین ہے - اور اگر ایک شخص نے ایک عورت سے نکاح کیا تو کچھ مضائقہ نہین ہے کہ اسکا بیٹا اُس عورت کی بیٹی یا مان سے نکاح کرے یہ محیط سرخسی مین ہے اور فتاوے صغریٰ مین ہے کہ اگر ایک شخص نے اپنے ذکر پر کپڑا لپیٹ کر ایک عورت منکوحہ سے جماع کیا پس اگر وہ کپڑا اگندہ نہو کہ فرج کی حرارت اُسکے ذکر سے محسوس ہونے سے مانع نہو تو یہ عورت بعد اس جماع وطلاق کے اپنے پہلے شوہر پر جسنے اسپر تین طلاق دیدی تھین حلال ہوجائیگی اور اگر کپڑا اگندہ ہو کہ وصول حرارت سے مانع ہو جیسے موٹا رومال تو عورت مذکورہ پہلے شوہر پر حلال نہوگی کذا فے الخلاصہ قسم سوم وہ عورتین جو بسبب رضاعت کے حرام ہوتی ہین پس ہر وہ عورت جو بسبب قرابت نسب یا صہریت کے حرام ہوتی ہے وہ رضاعت سے بھی حرام ہوجاتی ہے جیسا کہ کتاب الرضاعۃ مین مذکور ہے یہ محیط سرخسی مین ہے قسم چہارم محرمات بجمع یعنے اُنکے جمع کرنے کی حیثیت سے حرام ہین اور وہ دو قسم کی ہین اول اجنبیات کا جمع کرنا اور دوم ذوات ارحام کا جمع کرنا یعنے جن عورتون مین رحم ونسب کی قرابت ہے - پس اجنبیات مین یہ حکم ہے

سلہ انکار یعنے کہا کہ اسنے زبردستی کی لیکن شہوت سے ایسا نہین کیا ۱۲ سلہ مشتبہ یعنے کہے کہ مین نے حرمت کو نہین جانا تھا یا مجھے شبہ تھا ۱۲ سلہ قولہ اسکا بیٹا آلخ یعنے ایسا بیٹا جو اس عورت کے سوائے دوسری عورت سے پیدا ہوا ہے ۱۲ سلہ حرام ہونا ۱۲ منہ

کہ مرد کو یہ حلال نہین ہی کہ چار عورتون سے زیادہ ایک وقت مین اپنے نکاح مین جمع کرے یہ محیط سرخسی مین ہی اور غلام کو یہ حلال نہین ہی کہ دو عورتون سے زیادہ اپنے نکاح مین جمع کرے یہ بدائع مین ہی اور مکاتب و مدبر و پسر ام ولد اس حکم مین مثل غلام کے ہین یہ کفایہ مین ہی۔ اور مرد آزاد کو روا ہی کہ جتنی اپنی باندیان چاہے اپنے تحت مین رکھے اگرچہ اُنکی تعداد کثیر ہو اور غلام کو باندیان رکھنا جائز نہین ہی اگرچہ اُسکے مولے نے اُسکو اجازت دیدی ہو یہ حاوی مین ہی۔ اور مرد آزاد کو روا ہی کہ چار عورتین آزاد و باندیان اپنے نکاح مین لاوے کذا فی الہدایہ اور غلام کو روا ہی کہ دو عورتین خواہ آزاد ہون یا باندیان اپنے نکاح مین لاوے یہ بحر الرائق مین ہی۔ اور اگر مرد آزاد نے آگے پیچھے پانچ عورتون سے نکاح کیا تو پہلی چار عورتون سے نکاح جائز ہوگا اور پانچوین کا نکاح جائز نہوگا اور اگر ایک ہی عقد مین پانچ عورتون سے نکاح کیا تو پانچون کا نکاح فاسد ہوگا یعنے باطل ہوگا اسیطرح اگر تین عورتون سے غلام نے نکاح کیا تو بھی یہی حکم ہی اور اگر حربی کافر نے پانچ عورتون سے آگے پیچھے نکاح کیا پھر یکبارگی سب مسلمان ہوگئے تو باتفاق کل چار عورتین اُسکے واسطے جائز رہینگی اور پانچوین سے جدائی کرا دیجائیگی اور اگر حربی مذکور نے سب سے یکبارگی نکاح کیا ہو تو امام ابوحنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک اُسکے ساتھ سے اُسکی سب عورتین جدا کرا دیجائینگی اور اگر ایک عورت سے نکاح کیا پھر چار عورتون سے یکبارگی نکاح کیا تو فقط پہلی عورت کا نکاح جائز ہوگا یہ فتاوےٰ قاضیخان مین ہی۔ ایک مرد نے ایک عورت سے ایک عقد مین نکاح کیا اور دو عورتون سے ایک عقد مین اور تین عورتون سے ایک عقد مین نکاح کیا اور تقدیم و تاخیر معلوم نہین ہی تو پہلے فریق والی عورت کا نکاح بہرحال جائز ہوگا اور اُسکو اُسکا مہر مسمّٰے ملیگا اور باقی دو فریق کا یہ حکم ہی کہ اُسکا بیان بقول یا بفعل بذمہ شوہر ہی خواہ ہر دو فریق کی عورتین زندہ ہون یا مرگئی ہون پس بعد بیان کے جسکے نکاح کا باطل ہونا ظاہر ہوا اُسکو نہ مہر ملیگا اور نہ میراث یہ تاتارخانیہ مین ہی اور اگر ایک عورت نے دو شوہرون سے ایک ہی عقد مین نکاح کیا تو باطل ہی لیکن اگر ان دونون مین سے کسی کے پاس چار عورتین نکاحی موجود ہون تو دوسرے کے ساتھ عقد جائز ہوگا یہ محیط سرخسی مین ہی اور وہ عورتین جنکے درمیان رحم و نسب کی قرابت ہی سو یہ حکم ہی کہ مرد کو یہ حلال نہین ہی کہ سگی دو بہنون کو نکاح کرکے جمع کرے اور یہ حلال نہین ہے کہ دو باندیان جو سگی بہنین ہین اپنی ملک مین لاکر دونون سے وطی کرے اگرچہ جمع کرنیکا مضائقہ نہین ہی اور یہی حکم دو رضاعی بہنون کا ہی یہ سراج الوہاج مین ہی اور اصل یہ ہی کہ ہر ایسی دو عورتین کہ اگر دونون مین سے کسی ایک جانب سے ہم ایک کو مذکر فرض کرین تو دونون مین بسبب نسب یا رضاعت کے انکا نکاح جائز نہو تو ایسی دو عورتون کا جمع کرنا بھی جائز نہین ہی کذا فی المحیط پس یہ جائز نہین ہی کہ مرد ایک عورت اور اُسکی نسبی یا رضاعی پھوپھی یا نسبی یا رضاعی خالہ کو جمع کرے اور مثال اسکے اور عورتین جنمین قاعدہ مذکورہ جاری ہو جمع نہین کر سکتا ہی۔ اور اگر زید نے ہندہ سے نکاح کیا اور ہندہ کے پہلے شوہر کی ایک دختر کسی دوسری عورت کے پیٹ سے ہی اس سے بھی نکاح کیا تو جائز ہی کیونکہ اگر

سلہ قال المترجم واضح ہو کہ باندیون سے یہ مراد ہی کہ وہ جہاد مین گرفتار ہوکر آئی ہون یا اُنکی اولاد ایسی ہو جو اُنکے مولے کے نطفہ سے نہو اور سوائے اُنکے باندیون کا اطلاق بطور عرف حال بقول صحیح جائز نہین ہی اور اُنکو بلا نکاح اپنے تحت مین رکھنا حرام ہی ۱۲

ہندہ کو مذکر فرض کیا جاوے تو اُسکو یہ دختر مذکورہ حلال ہوتی ہی بخلاف اسکے عکس[۵۱] کے اسیطرح ہندہ اور اسکی باندی کا نکاح مین جمع کرنا بھی جائز ہی اسواسطے کہ اس صورت مین بقاعدۂ مذکورہ فرض کرنے سے عدم جواز[۵۲] نکاح بوجہ قرابت نسبی کے یا علاقہ رضاعت کے نہین ہی یہ شرح نقایہ شیخ ابو المکارم مین ہی- پس اگر ایک شخص نے دو بہنون کو ایک نکاح مین جمع کیا تو اُسکے اور دونونکے درمیان جدائی کرا دیجائیگی پس اگر ہنوز اُسنے دخول و وطی نہ کی ہو تو دونو کو کچھ نہ ملیگا اور اگر بعد دخول کے ایسا ہوا تو ہر ایک کو اُسکے مہر مسمے اور مہر مثل مین سے جو کم مقدار ہو وہ ملیگی یہ مضمرات مین ہی اور اگر دونون کے ساتھ دو عقدونمین نکاح کیا تو اخیر والی کا نکاح فاسد ہوگا اور مرد مذکور پر اسکا چھوڑنا واجب ہوگا اور اگر قاضی کو معلوم ہوگیا تو دونونمین تفریق کرا دیگا پس اگر مرد مذکور نے اسکو قبل دخول کے چھوڑا تو کوئی حکم ثابت ہوگا اور اگر بعد دخول کے چھوڑا تو اُسکو مہر ملیگا مگر مہر مسمے اور مہر مثل مین سے کم مقدار ملیگی اور عورت مذکورہ پر عدت واجب ہوگی اور اگر حمل رہگیا ہو تو بچہ کا نسب ثابت ہوگا اور مرد مذکور اپنی جورو سے جدا رہیگا یہانتک کہ اُسکی جورو کی بہن کی عدت گذر جاوے یہ محیط سرخسی مین ہی اور اگر دونون سے دو عقدونمین نکاح کیا مگر یہ معلوم نہین ہوتا ہی کہ دونونمین سے کون عورت پہلی ہی تو شوہر کو حکم دیا جائیگا کہ خود بیان کرے پس اگر اُسنے بیان کیا تو اُسکے بیان پر عمل درآمد ہوگا اور اگر بیان نہ کیا تو اسمین تحری[۵۳] نہ کیجائیگی بلکہ مرد مذکور اور دونون عورتون مین جدائی کرا دیجائیگی یہ شرح طحاوی مین ہی اور دونون کو نصف مہر ملیگا بشرطیکہ دونون کا مہر برابر ہو اور عقد مین بیان و مقرر کر دیا گیا ہو اور طلاق واقع ہونا دخول سے پہلے ہوا اور اگر دونون کا مہر مختلف ہو تو ہر ایک کے واسطے اُسکے چوتھائی مہر کا حکم دیا جائیگا اور اگر عقد مین مہر مسمے نہو تو دونونکے واسطے ایک متعہ[۵۴] واجب ہوگا جو نصف مہر کے بدلے مین ہوگا اور اگر جدائی بعد دخول کے واقع ہو تو ہر ایک کے واسطے اُسکا پورا مہر واجب ہوگا کذا فی التبیین اور شیخ ابو جعفر ہندوانی نے فرمایا کہ اس مسئلہ کے معنی یہ ہین کہ یہ حکم اُسوقت ہے کہ دونونمین سے ہر ایک عورت دعوے کرے کہ میرے ساتھ پہلے نکاح ہوا ہی اور کسی کے پاس حجت نہو تو دونون کے واسطے نصف مہر کا حکم دیا جائیگا اور اگر دونون نے کہا کہ ہم نہین جانتے ہین کہ پہلے کون عقد واقع ہوا ہی تو جبتک دونون باہم صلح نہ کرین کسی امر کا حکم نہ دیا جائیگا کذا فی غایۃ السروجی اور صلح باہمی کی صورت یہ ہی کہ دونون عورتین قاضی کے حضور مین کہین کہ ہمارا اس مرد پر مہر ہی اور یہ حق ایسا ہی کہ ہم دونون سے متجاوز نہین ہی پس ہم باہم صلح کرتے ہین کہ نصف مہر لے لین پس قاضی نصف مہر کا حکم دیدیگا یہ نہایہ مین ہی اور اگر دونونمین سے ہر ایک نے اپنے نکاح کے مقدم ہونے پر گواہ پیش کیے تو مرد مذکور پر نصف مہر دونون کے واسطے برابر مشترک واجب ہوگا اور یہ حکم اتفاقی ہی بنابر آنکہ روایت کتاب النکاح مین مذکور ہی اور یہی ظاہر الروایۃ کافی مین ہی اور یہ احکام جو دو بہنون کے جمع کرنے کی صورت مین مذکور ہوے ہین ہر ایسی دو عورتون کے حق مین

---

[۵۱] عکس یعنے اس دختر کو لڑکا فرض کرین تو یہ عورت اسکی سوتیلی مان ہی لیکن دلیل تو فقط اول جملہ سے تمام ہو چکی ہی ۱۲ [۵۲] قولہ عدم جواز الخ یہ مراد نہین کہ قرابت یا رضاعت سے عدم جواز نہین بلکہ دوسری علت سے ہی بلکہ مراد یہ کہ یہان کسی وجہ سے جواز مین خلل نہین ہی ۱۲ [۵۳] تحری یہ کہ دل کو کامل توجہ سے جاوے کہ ان دونونمین کون عورت ہی جیسے تین ذبیحہ مین ایک مردار ملجاوے تو تحری کرنا جائز ہی لیکن یہان نہین ہی ۱۲ [۵۴] متعہ وہ مال جو تمتع و راحت کے لیے ایسی مطلقہ کو دیا جاوے اور اُسکا بیان کتاب الطلاق مین آتا ہے ۱۲

جاری ہین جنکا جمع کرنا حرام ہے یہ فتح القدیر مین ہے۔ اور جدائی کے بعد اگر اُسنے چاہا کہ دونون سے کسی ایک سے نکاح کرے تو اُسکو اختیار ہے بشرطیکہ قبل دخول کے تفریق واقع ہوئی ہو اور اگر بعد دخول کے واقع ہو تو جبتک دونون کی عدت نہ گذر جاوے تب تک کسی سے نکاح نہین کرسکتا ہے اور اگر ایک کی عدت گذر گئی اور دوسری عدت مین ہے تو جو عدت مین ہے اُس سے نکاح کرسکتا ہے دوسری سے نہین کرسکتا ہے تاوقتیکہ اُسکی عدت نہ گذر جاوے۔ اور اگر ایک کے ساتھ دخول کیا ہو تو اُسی کے ساتھ نکاح کرسکتا ہے نہ دوسری کیساتھ تاوقتیکہ اسکی عدت پوری نہو جاوے اور جب مدخولہ کی عدت پوری ہو گئی تو پھر اُسکو اختیار ہے کہ دونون کسی ایک سے جس سے چاہے نکاح کرسکتا ہے یہ تبیین مین ہے اور مملوکہ دو بہنون کو بھی وطی کا نفع حاصل کرنیکے واسطے جمع کرنا نہین جائز ہے جیسے دو بہنون کا بنکاح جمع کرنا نہین جائز ہے اور اگر دو بہنون کا مالک ہوا تو اُسکو اختیار رہیگا کہ دونون سے جس سے چاہے تمتع حاصل کرے اور جب اُسنے دونون مین سے ایک باندی سے تمتع حاصل کیا تو پھر اسکے بعد دوسری سے تمتع نہین حاصل کرسکتا ہے اسیطرح اگر ایک باندی خریدی اور اُس سے وطی کر لی پھر دوسری باندی جو اُسکی بہن ہے خریدی تو وہ پہلی باندی سے وطی کرسکتا اور دوسری سے نہین کرسکتا ہے تاوقتیکہ پہلی باندی کو اپنے اوپر حرام نہ کرے اور حرام کر لینے کے یہ معنے ہین کہ کسی مرد سے اُسکا نکاح کردے یا اپنی ملک سے نکال دے خواہ باینطور کہ اُسکو آزاد کردے یا ہبہ کردے یا فروخت کردے یا کسی کو صدقہ دیدے یا اُسکو مکاتب کردے یہ شرح طحاوی مین ہے۔ اور باندی کا کوئی حصہ آزاد کردینا بمنزلہ کل کے آزاد کردینے کے ہے اسیطرح بعض حصہ کا مالک کرنا گویا بمنزلہ کل کے مالک کردینے کے ہے یہ تبیین مین ہے اور اگر زبان سے کہدیا کہ یہ مجھپر حرام ہے تو ایسی حالت مین اُسکی دوسری بہن اُسپر حلال نہوگی جیسے حالت حیض و نفاس و احرام و صیام روزہ مین حلال نہین ہو جاتی ہے یہ غایۃ السروجی مین ہے۔ اور اگر اُسنے دونون[1] سے وطی کر لی ہو تو اُسکو یہ اختیار نہوگا کہ دونون سے کسی سے وطی کرے تاوقتیکہ دونون سے ایک کو اپنے اوپر جسطرح ہمنے بیان کیا ہے حرام نہ کرے اور اگر اُسنے اسطرح حرام کر لیا کہ دونون سے ایک کو فروخت کردیا یا کسی سے اُسکا نکاح کردیا یا ہبہ کردی پھر مبیعہ بسبب عیب کے اُسکو واپس دیگئی یا اُسنے ہبہ سے رجوع کیا یا اُسکے شوہر نے اُسکو طلاق دیدی اور اُسکی عدت گذر گئی تو پھر دونون سے کسی سے وطی نہ کرسکیگا جبتک کہ دونون سے ایک کو اپنے اوپر بطریق مذکورہ بالا حرام نہ کرلے یہ فتاوے قاضیخان مین ہے اور اگر ایک باندی سے نکاح کیا اور ہنوز اُسکے ساتھ ہمبستر نہوا تھا کہ اُسکی بہن کو خود خرید لیا تو خریدی ہوئی باندی سے ہمبستر نہین ہو سکتا ہے اسواسطے کہ منکوحہ باندی کے واسطے نفس نکاح سے بستر ثابت ہو گیا ہے پس اگر خریدی ہوئی سے وطی کریگا تو ایک بستر مین دونونکو جمع کرنے والا ہو جائیگا یہ شرح طحاوی مین ہے۔ اور اگر اپنی باندی کی بہن سے نکاح کیا حالانکہ باندی سے وطی کرچکا ہے تو نکاح صحیح ہوگا اور جب نکاح صحیح ہوا تو پھر باندی مذکورہ مملوکہ سے وطی نہ کرے اگرچہ اُسنے منکوحہ سے ہنوز وطی نکی ہو اور نیز منکوحہ سے بھی وطی نہین کرسکتا ہے جبتک کہ مملوکہ کو اپنے اوپر اسباب[2] مذکورہ مین سے کسی سبب سے حرام نہ کرلے

[1] دونون سے وطی یعنے ہر ایک سے ایسی حالت مین کہ جمع نہ تھین ۱۲ [2] اسباب مذکورہ یعنے بیع کرے یا اسکو ہبہ یا صدقہ دے یا نکاح کردے وانند اسکے جو مذکور ہوئے ۱۲ [3] اور یہ حرام ہے ۱۲

پھر البتہ منکوحہ سے وطی کر سکتا ہی اور اگر مملوکہ سے وطی نہ کی ہو تو منکوحہ سے وطی کر سکتا ہی یہ ہدایہ مین ہی اور اگر اپنی باندی کی بہن سے بنکاح فاسد[۱] نکاح کیا تو اُسکی باندی جس سے اس نے وطی کرلی ہی اُسپر حرام نہوگی لیکن اگر اُسنے منکوحہ سے وطی کرلی تو البتہ اُسکی مملوکہ باندی اُسپر حرام ہو جائیگی یہ بحر الرائق مین ہی۔ دو بہنون نے ہر ایک نے ایک ہی مرد سے کہا کہ مین نے بعوض اسقدر مہر کے اپنے آپ کو تیرے نکاح مین دیا اور دونون کا کلام دونون کے مُنہہ سے ایک ساتھ نکلا اگر مرد نے دونون مین سے ایک کا نکاح قبول کیا تو یہ جائز ہی اور اگر شوہر نے ابتدا کی اور کہا کہ مین نے تم دونون سے ہر ایک سے بعوض ہزار درم مہر کے نکاح کیا پس دونون مین سے ایک نے کہا کہ مین راضی ہوئی اور دوسری نے راضی ہونے سے انکار کیا تو دونون کا نکاح باطل ہوگا یہ ذخیرہ مین ہی امام محمد رح نے جامع مین فرمایا کہ ایک شخص نے ایک شخص کو وکیل کیا کہ کسی عورت سے اُسکی شادی کرادے اور دوسرے شخص کو بھی اُسی کام کے واسطے وکیل کیا پس دونون وکیلون مین سے ہر ایک نے ایک ایک عورت سے بدون حکم اُس عورت کے اُسکے ساتھ نکاح کر دیا حالانکہ دونون عورتین باہم رضاعی بہنین ہین اور دونون کلام ایک ساتھ ہی مُنہہ سے نکلے تو دونون نکاح باطل ہین اسیطرح اگر دونون مین سے ایک نکاح برضامندی عورت ہو یا دونون برضامندی عورت کے ہون تو بھی یہی حکم ہی یہ محیط مین ہی اور امام محمد رح نے فرمایا کہ دو شخص ایسے ہین کہ وہ وکیل نہین کیے گئے ہین بلکہ فضولی[۲] ہین اور دونون نے دو بہنون کا نکاح ہر دونون کی اجازت سے دو عقد متفرق مین ایک مرد کے ساتھ باندھا اور ہر دو عورت مین سے ہر ایک کیطرف سے ایک ایک مخاطب ہوا اور ہر دو عقد معًا واقع ہوے پھر یہ خبر مرد کو پہونچی جو شوہر قرار دیا گیا ہی پس اُسنے ہر دو مین سے ایک نکاح کی اجازت دی تو وہ نکاح جائز ہوگا اور اگر اُن دو لوگون نے ایک ہی عقد مین دونون کا نکاح کر دیا مثلاً باین طور کہ ہر دو وکیل مین سے ہر ایک نے کہا کہ مین نے فلانہ و فلانہ عورت کا نکاح کر دیا اور ہر دونون کیطرف سے دو مرد مخاطب ہوئے تو انمین سے کوئی نکاح جائز نہوگا یہ ذخیرہ مین ہی۔ ایک شخص نے دو بہنون سے نکاح کیا حالانکہ ایک بہن کسی شخص غیر کی عدت مین ہی یا اُسکی منکوحہ ہی تو جو بہن خالی ہے اُسکا نکاح صحیح ہو جائیگا یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اور جس جورو کو طلاق دی ہی اور وہ حالت عدت مین ہی پس حالت عدت مین اُسکی بہن سے نکاح نہین جائز ہی خواہ طلاق رجعی کی عدت مین ہو یا بائن کی یا تین طلاق کی یا نکاح فاسد کی یا وطی بشبہہ کی عدت مین ہو اور جیسے کہ عدت مین اسکی بہن سے نکاح نہین جائز ہی اسیطرح ہر ایسی عورت سے جسکا اُسکے ساتھ جمع کرنا نہین جائز ہی نکاح جائز نہوگا اور اسیطرح یہ بھی جائز نہین ہی کہ اس عدت والی عورت کے علاوہ چار عورتون سے نکاح کرے یہ کافی مین ہے۔ اور اگر اُسنے اپنی ام ولد کو آزاد کر دیا تو جبتک اُسکی عدت نہ گذر جاوے تبتک اُسکی بہن سے نکاح نہین کر سکتا اور امام اعظم رح کے نزدیک ام ولد معتدہ کے سوا چار عورتون سے نکاح

---

[۱] فاسد یعنے خالی نکاح فاسد سے وطی کرنا حرام نہین ہوتا بلکہ جب فاسد منکوحہ سے وطی کرے تب حرام ہوگیا کہ مملوکہ سے وطی نہ کرے ۱۲
[۲] فضولی اگرچہ وکیل نہین ہوتا اور نہ ولی ہی لیکن نکاح وغیرہ مین اُسکا کام منعقد ہوتا ہے کیونکہ وہ جسکی طرف سے فضولی ہے خواہ مرد ہو یا عورت ہو اُسکی اجازت پر موقوف ہی تو کسی کا کچھ ضرر نہین سوا اُسکے نفع کے ۱۲ [۳] اُس کے لیئے غیر کے نکاح مین ہے ۱۲ [۴] جیسے سگی خالہ وغیرہ ۱۲

جائز ہی اور صاحبین رح کے نزدیک اُسکی بہن سے بھی نکاح جائز ہی یہ فتح القدیر مین ہی اور اگر شوہر نے کہا کہ اس مطلقہ نے
مجھے خبر دی تھی کہ میری عدت گذر گئی پس اگر اتنی مدت گذر گئی ہو کہ ایسی کم مدت مین عدت نہین پوری ہوجاتی ہی تو
مرد کا قول قبول نہوگا اور نیز عورت کا بھی قول قبول نہوگا الا اُس صورت مین کہ ایسے امر کو بیان کرے جو محتمل ہے
مثلاً کہے کہ ایسا حمل جسکی خلقت و اعضا ظاہر ہوگئی تھی ساقط ہوگیا ہی اور مثل اسکے۔ اور اگر اتنی مدت گذر گئی ہے
کہ ایسی مدت مین عدت گذر جاتی ہی پس اگر عورت مذکورہ نے مرد کے قول کی تصدیق کی یا خاموش رہی یا غائب
تھی تو مرد مذکور کو اُسکی بہن سے یا دوسری عورت سے نکاح کرنے کا اختیار ہوگا اور اسیطرح اگر عورت نے اُسکی تکذیب کی
تو بھی ہمارے علماء کے نزدیک یہی حکم ہی یہ مبسوط مین ہی۔ اور جب عورت مرتدہ ہوگئی جب وہ دارالحرب مین جا ملی تو
اُسکے مرد کو اُسکی عدت پوری ہوجانے سے پہلے اُسکی بہن کے ساتھ نکاح کرلینا جائز ہی جیسا کہ عورت مذکورہ کے
مرجانے کی صورت مین ہی پھر اگر وہ مسلمان ہوکر واپس آئی تو دو حال سے خالی نہین یا تو بہن کے ساتھ نکاح کرلینے
سے پہلے واپس آئی یا اُسکے بعد واپس آئی پس اگر بہن سے نکاح کرلینے کے بعد واپس آئی تو بہن کا نکاح فاسد نہوگا
کیونکہ عدت عود نہ کریگی اور دوسری صورت مین بھی امام اعظم رح کے نزدیک یہی حکم ہی کیونکہ عدت بعد ساقط ہونے کے
بلا سبب جدید عود نہ کریگی اور صاحبین رح کے نزدیک مرد کو اُسکی بہن سے نکاح کرنا جائز نہین ہی اور مسلمان ہوکر
اُسکے واپس آنے کی صورت مین اُسکا دارالحرب مین جا ملنا شرعاً مثل اُسکے غائب ہوجانے کے قرار دیا جائیگا آیا
اُسکو نہین دیکھتے ہو کہ اُسکو اُسکا مال واپس دیا جاتا ہے اور وہ عود[1] کرکے حالت عدت مین ہوگی یہ فتح القدیر مین ہی
اور ایسی دو عورتون کا جمع کرنا کہ دونون مین سے ہر ایک عورت دوسری عورت کی پھوپھی ہی جائز نہین ہی اور نیز ایسی
دو عورتون کا جمع کرنا جنمین سے ہر ایک دوسری کی خالہ ہی جائز نہین ہی اور اُسکی صورت یہ ہی کہ دو مرد دونون مین سے
ہر ایک دوسرے مرد کی ماں کے ساتھ نکاح کرے اور دونون سے لڑکی پیدا ہو پس ہر ایک لڑکی دوسری لڑکی کی
پھوپھی ہوگی اور اگر دونون مردون مین سے ہر ایک دوسرے کی دختر سے نکاح کرے اور دونون کی لڑکیان پیدا ہون
تو ہر ایک لڑکی دوسری لڑکی کی خالہ ہوگی یہ ہدایہ مین ہی۔ ایک مرد نے دو عورتون سے نکاح کا عقد باندھا حالانکہ دونون
مین سے ایک عورت ایسی ہی کہ اُس سے نکاح کرنا حلال نہین ہی مثلاً اس مرد کی ذوات محارم مثل پھوپھی و خالہ وغیرہ سے ہے
یا شوہر والی ہی یا بت پرست ہی اور دوسری سے نکاح کرنا حلال ہی تو جس سے نکاح حلال ہی اُسکے ساتھ نکاح صحیح ہوگا
اور دوسری کا نکاح فاسد ہوجائیگا اور جو مہر قرار پایا ہی وہ سب اسی کے واسطے ہوگا جس سے نکاح صحیح ہوا ہی اور
یہ امام اعظم رح کا قول ہی یہ تبیین مین ہی۔ اور اگر اُس عورت کے ساتھ جو حلال نہین ہی اُسنے دخول کرلیا تو اصل مین مذکور
ہے کہ اُسکو مہر المثل ملیگا چاہے جسقدر ہو اور جو مہر قرار پایا ہی وہ سب اُسی کو ملیگا جو حلال ہی اور مبسوط مین فرمایا کہ
بنابر قول امام اعظم رح کے یہی قول اصح ہی یہ فتح القدیر مین ہی۔ قسم پنجم باندیان جو حرہ کے ساتھ یا حرہ کے اوپر نکاح مین لائی
جاوین پس حرہ کے ساتھ یا حرہ کے اوپر باندی کا نکاح مین لانا جائز نہین ہی یہ محیط سرخسی مین ہی اور مدبرہ و ام ولد کا

---

[1] عود کرکے یعنے دارالحرب سے لوٹ کر جبکہ عدت گذری ہو ۱۲

بھی یہی حکم ہے یہ فتح القدیر مین ہے اور اگر حرہ و باندی کو ایک ہی عقد مین جمع کیا تو حرہ کا نکاح صحیح ہوگا اور باندی کا نکاح
باطل ہو جائیگا اور یہ اُسوقت ہے کہ جب اس حرہ سے تنہا نکاح کرلینا جائز ہو اور اگر اس حرہ سے نکاح حلال نہو تو باندی
کیساتھ اسکو ملانے سے باندی کا نکاح باطل نہوگا یہ خلاصہ مین ہے اور اگر پہلے باندی سے نکاح کیا پھر حرہ سے تو دونون
کا نکاح صحیح ہوگا یہ فتاوےٰ قاضیخان مین ہے اور اگر حرہ کو طلاق بائن یا تین طلاق دیکر اُسکی عدت مین باندی سے نکاح
کیا تو امام اعظمؒ کے نزدیک نہین جائز ہے اور صاحبینؒ کے نزدیک جائز ہے اور اگر حرہ مذکورہ طلاق رجعی کی عدت مین ہو
تو بالاتفاق باندی سے نکاح نہین جائز ہے یہ کافی مین ہے اور اگر باندی و حرہ سے نکاح کیا حالانکہ حرہ مذکورہ کسی کے
نکاح فاسد کی عدت مین ہے یا وطی بشبہہ کی عدت مین ہے تو حسن بن زیاد نے ذکر کیا کہ یہ صورت بھی امام اعظمؒ و صاحبینؒ کے
اختلاف کی ہے اور انکے سوا مشائخ نے فرمایا کہ اس صورت مین باندی کا نکاح بالاتفاق جائز ہوگا اور یہی اظہر و اشبہ
ہے۔ اور اگر باندی کو رجعی طلاق دیکر حرہ سے نکاح کیا پھر باندی سے رجوع کرلیا تو جائز ہے یہ ذخیرہ مین ہے غلام نے ایک
حرہ عورت سے نکاح کیا اور اُسکے ساتھ دخول کرلیا حالانکہ بدون اجازت اپنے مولے کے ایسا کیا پھر بدون اجازت اپنے
مولے کے باندی سے نکاح کیا پھر مولے نے دونون کے نکاح کی اجازت دیدی تو حرہ کا نکاح جائز ہوگا اور باندی کا نکاح
جائز نہوگا یہ محیط سرخسی مین ہے۔ اور اگر بدون اجازت باندی کے مولی کے باندی سے نکاح کیا اور اُسکے ساتھ دخول نہ کیا پھر
آزاد عورت سے نکاح کیا پھر مولاے باندی نے اجازت دی تو نکاح جائز نہوگا اور اگر باندی مذکورہ کی دختر سے جو حرہ ہے
قبل اجازت کے نکاح کرلیا پھر باندی کے مولے نے اجازت دی تو نکاح جائز ہوگا یہ محیط سرخسی مین ہے۔ ایک شخص کی
ایک دختر بالغہ اور ایک باندی بالغہ ہے پس اُسنے ایک مرد سے کہا کہ مین نے یہ دونون عورتین ہر ایک انمین سے بعوض اتقدر
مہر کے تیرے نکاح مین دین اور اس مرد نے باندی کا نکاح قبول کیا تو باطل ہوگا پھر اگر اسکے بعد حرہ کا نکاح قبول کرلیا تو
جائز ہے یہ محیط مین ہے۔ اور باندی کے ساتھ نکاح کرنا خواہ باندی مسلمہ ہو یا کتابیہ ہو جائز ہے اگرچہ اُسکو حرہ عورت سے نکاح
کرنیکی دسترس ہو یہ کافی مین ہے مگر باوجود دسترسی حرہ کے باندی سے نکاح کرنا مکروہ ہے یہ بدائع مین ہے۔ اور چار باندیون
اور پانچ آزاد عورتون سے ایک ہی عقد مین نکاح کیا تو باندیون کا نکاح صحیح ہو جائیگا یہ محیط سرخسی مین ہے۔ قسم ششم
اُن محرمات کے بیان مین جنسے غیر کا حق متعلق ہے کسی مرد کو روا نہین ہے کہ دوسرے کی منکوحہ سے یا دوسرے کی معتدہ سے
نکاح کرے کذا فی سراج الوہاج خواہ عدت بطلاق ہو یا عدت بوفات شوہر یا نکاح فاسد مین دخول کرنیکی عدت ہو یا
وطی بشبہہ کی عدت مین ہو یہ بدائع مین ہے اور اگر کسی نے غیر کی منکوحہ سے نکاح کیا حالانکہ وہ نہین جانتا ہے کہ غیر کی
منکوحہ ہے پھر اُس سے وطی کرلی تو عدت واجب ہوگی اور اگر جانتا ہے کہ یہ غیر کی منکوحہ ہے تو واجب نہوگی حتے کہ اُسکے
شوہر کو اُس سے وطی کرنا حرام نہین ہے یہ فتاوےٰ قاضیخان مین ہے اور جس شخص کی عدت مین ہے اُسکو اُسکے ساتھ نکاح
کرلینا جائز ہے یہ محیط سرخسی مین ہے اور یہ حکم اُسوقت ہے کہ جب اس صورت مین سوا عدت کے اور کوئی امر مانع نہو
یہ بدائع مین ہے۔ اور امام ابو حنیفہؒ و امام محمدؒ نے فرمایا کہ زنا سے جو عورت حاملہ ہو اُس سے نکاح کرنا جائز ہے
ولیکن اُسکے ساتھ وطی نہ کرے یہانتک کہ وضع حمل ہو اور امام ابو یوسفؒ نے فرمایا کہ نہین صحیح ہے مگر فتوےٰ

طرفین کے قول پر ہی یہ محیط مین ہی اور جسطرح اُسکے ساتھ وطی مباح نہین ہی اسیطرح جو امور دواعی وطی ہین وہ بھی مباح نہین ہین یہ فتح القدیر مین ہی اور مجموع النوازل مین ہی کہ اگر ایسی عورت سے نکاح کیا جسکے ساتھ اُسی مرد نے زنا کیا تھا اور زنا سے پیٹ ظاہر ہوگیا تھا تو بالاتفاق نکاح جائز ہی اور بالاتفاق اسکو اختیار ہوگا کہ اُسکے ساتھ وطی کرے اور بالاتفاق وہ مستحق نفقہ ہوگی یہ ذخیرہ مین ہی - ایک مرد نے ایک عورت سے نکاح کیا پھر اُسکا پیٹ گرا جسکی خلقت و اعضا ظاہر تھے پس اگر چار مہینے پر پیٹ گرا ہی تو نکاح جائز ہوگا اور اگر اس سے کم مدت پر گرا ہی تو جائز نہوگا اسواسطے کہ خلقت و اعضا کا اظہار ایکسو بیس روز سے کم مین نہین ہوتا ہی یہ ظہیریہ مین ہی - اور جو عورت حاملہ ثابت[1] النسب ہو اُسکے ساتھ بالاجماع نکاح نہین جائز ہی اور امام ابوحنیفہ رح سے روایت ہی کہ اگر حمل کسی مرد حربی کا ہو مثلاً عورت حاملہ ہجرت کرکے دارالاسلام مین چلی آئی ہی یا دارالحرب سے قید کر لائی گئی ہی تو اس سے نکاح کر لینا جائز ہی مگر اس سے وطی نہ کرے یہانتک کہ وضع حمل ہو جاوے یہ علم امام ابو یوسف رح نے امام ابوحنیفہ رح سے روایت کیا ہی اور اسی پر امام طحاوی نے اعتماد کیا ہی اور ممانعت کا حکم امام محمد رح نے امام اعظم سے روایت کیا ہی اور اسی پر کرخی رح نے اعتماد کیا ہی اور یہی اصح و معتمد علیہ ہی یہ تبیین مین ہی ایک شخص نے اپنی ام ولد کا نکاح کر دیا حالانکہ اسکی ام ولد اس سے حاملہ ہی تو نکاح باطل ہوگا اور اگر حاملہ نہو تو نکاح صحیح ہوگا یہ شرح جامع صغیر قاضیخان مین ہی اگر کسی شخص نے اپنی باندی سے وطی کی پھر اُسکا نکاح کر دیا تو نکاح جائز ہوگا ولیکن مولے پر واجب ہوگا کہ اُسکے رحم کا استبرا کر لے تاکہ اُسکا نطفہ خلط سے محفوظ رہے یہ ہدایہ مین ہی - اور مولیٰ پر یہ استبرا بطریق استحباب ہے نہ بطریق وجوب یہ شرح ہدایہ مین ہی - اور جبکہ اس صورت مین نکاح جائز ہوا تو شوہر کو اختیار ہوگا کہ اس سے قبل استبرا کے وطی کرے یہ امام اعظم رح و ابو یوسف رح کا قول ہی اور امام محمد رح نے فرمایا کہ مین نہین[2] پسند کرتا ہون کہ قبل استبرا کے اس سے وطی کرے یہ ہدایہ مین ہی اور فقیہ ابو اللیث نے فرمایا کہ امام محمد رح کا قول اقرب باحتیاط ہی اور ہم اسی کو لیتے ہین یہ نہایہ مین ہی - اور یہ اختلاف ایسی صورت مین ہی کہ باندی کے مولے نے قبل استبرا کے نکاح کر دیا ہی اور اگر بعد استبرا کے نکاح کر دیا تو شوہر کو اُسکے ساتھ بلا استبرا وطی کرنا بالاتفاق جائز ہی یہ فتح القدیر مین ہی - اور اگر ایک عورت کو دیکھا کہ وہ زنا کیا کرتی ہی پھر اُس سے نکاح کیا تو شیخین رح کے نزدیک قبل استبرا کے اُس سے وطی کرنا حلال ہی اور امام محمد رح نے فرمایا کہ جبتک اسکا استبرا نہ کرا لے مجھے پسند نہین ہی کہ اس سے وطی کرے یہ ہدایہ مین ہی - باپ نے اگر اپنے پسر کی باندی سے نکاح کیا تو ہمارے نزدیک جائز ہی یہ تاتارخانیہ مین ہی - اور جو عورت دارالحرب سے پکڑ آئی ہے سوائے پکڑ لانیوالے کے دوسرے کو اُس سے نکاح کر لینا جائز ہی جبکہ عورت مذکورہ تنہا بدون اپنے خاوند کے گرفتار ہوئی اور دارالاسلام مین لائی گئی ہو اور اسپر اجماع ہی اور عورت مذکورہ پر عدت نہوگی اور اسیطرح جو عورت دارالکفر سے ہجرت کرکے دارالاسلام مین آئی اُسکے ساتھ بھی نکاح جائز ہی اور امام اعظم رح کے نزدیک اسپر عدت واجب نہوگی

[1] ثابت النسب یعنے حمل اسکے شوہر سے یا اسکے مالک سے ایسے طور پر ہے کہ جس سے حاملہ ہے اُس سے نسب ثابت ہی بخلاف زنا کے کہ زانی سے نسب ثابت نہین ہوتا ۱۲

[2] قال المترجم ناپسند کرنے کے لفظ کو بعضے علما نے وجوب پر محمول کیا ہے بنا برین یہ معنے ہوے کہ استبرا کرنا شوہر پر واجب ہے و فیہ نظر ۱۲ منہ

۞ ۞ ۞ ۞ ۞ ۞ ۞ ۞ ۞ ۞ ۞ ۞ ۞ ۞ ۞ ۞ ۞ ۞

اور صاحبین رح کے نزدیک اسپر عدت ہے اور اُسکا نکاح جائز نہین ہے اور اسپر اتفاق ہے کہ ایک حیض سے استبراء کرانے
سے پہلے اُسکے ساتھ وطی کرنا حلال نہین ہے یہ بدائع مین ہے قسم ہفتم محرمات بشرک کے بیان مین۔ آتش پرست عورتون
اور وثن پرست عورتون کے ساتھ نکاح جائز نہین ہے خواہ آزاد ہون یا باندیان ہون کچھ فرق نہین ہے کذا فی
السراج الوہاج اور وثن پرستون مین وہ عورتین بھی داخل ہین جو آفتاب و ستارون کی پرستش کرتی ہین اور اپنے
معتقد تصویرون کو پوجتی ہین اور معطلہ[۵۱] و زنادقہ و باطنیہ و اباحیہ اور ہر ایسے مذہب کی عورتین جنکا معتقد کافر ہوتا
ہے داخل ہین یہ فتح القدیر مین ہے اور اگر کوئی شخص مشرکہ و مجوسیہ عورت کا مالک ہو تو اُس سے وطی نہین کر سکتا
ہے اور کتابیہ عورت سے خواہ حربیہ[۵۲] ہو یا ذمیہ ہو خواہ آزاد ہو یا باندی ہو مسلمان کو نکاح کر لینا جائز ہے کذا فی
محیط السرخسی مگر اولے یہ ہے کہ ایسا نہ کرے اور بدون ضرورت کے اُنکا ذبیحہ نہ کھایا جائیگا یہ فتح القدیر مین ہے۔ اور اگر
مسلمان نے کتابیہ سے نکاح کیا تو مسلمان کو اختیار ہے کہ اسکو بیعہ و کنیسہ جانے سے منع کرے کذا فی السراج الوہاج
اور اپنے گھر مین شراب بنانے سے منع کرے کذا فی النہر الفائق اور خون حیض و نفاس و جنابت سے غسل کرنے پر
مجبور نہ کریگا یہ سراج الوہاج مین ہے۔ اور اگر مسلمان نے دار الحرب مین کتابیہ عورت سے نکاح کیا تو جائز ہے مگر مکروہ
ہے اور اگر اسکو دار الاسلام مین لے آیا تو دونون اپنے نکاح قدیم پر باقی رہینگے یہ فتاوے قاضیخان مین ہے۔ اور
اگر مسلمان خود نکل آیا اور اُس کو دار الحرب مین چھوڑ آیا تو بسبب تباین دارین کے فرقت واقع ہو جائیگی یہ شرح
مبسوط سرخسی مین ہے۔ اور بعض نے اگر مبیضہ سے گواہون و ولی کے ساتھ نکاح کیا پھر دونون مسلمان ہو گئے اور باطن
مین جو نفاق دین اسلام رکھتے تھے وہ چھوڑ دیا یعنے دل سے مسلمان ہو گئے حالانکہ شوہر نے اُسکے ساتھ خلوت کر لی تھی
مگر وطی نہین کی تھی پھر مسلمان ہونیکے بعد عورت مذکورہ نے قبل اسکے کہ پہلے شوہر سے جدائی واقع ہو دوسرے
شوہر سے نکاح کر لیا تو شیخ امام ابوبکر محمد بن الفضل نے فرمایا کہ اگر دونون اسلام کا اظہار کرتے تھے مگر دل سے کفر کے
معتقد تھے تو دونون کا نکاح اول جائز ہوگا اور دوسرے شوہر سے عورت کا نکاح جائز نہوگا اور اگر دونون یا ایک
کفر کا اظہار کرتے ہون تو دونون بمنزلہ دو مرتدون کے ہونگے کہ انکا نکاح اول صحیح نہوگا اور عورت کا دوسرے سے
نکاح صحیح ہوگا یہ فتاوے قاضیخان مین ہے۔ اور ہر وہ آدمی جو دین آسمانی کا معتقد ہے اور اُسکے لیے کوئی کتاب آسمانی
ہے جیسے صحف ابراہیم و شیث و زبور داؤد وہ اہل کتاب مین شمار[۵۳] ہوگا پس اس فرقہ کی عورتون سے نکاح کر لینا
جائز ہوگا اور انکا ذبیحہ کھانا بھی جائز ہوگا یہ تبیین مین ہے۔ اور صابیہ فرقہ کی عورتون سے مسلمان کو نکاح کرنا امام
اعظم رح کے نزدیک جائز مگر مکروہ ہے اور صاحبین رح کے نزدیک نہین جائز ہے اور یہی حال اُنکے ذبیحہ کا ہے اور یہ اختلاف
اس بنا پر ہے کہ امام اعظم رح کے نزدیک صابی ایک نصرانی قوم ہے کہ زبور پڑھتے ہین اور بعضے کواکب کی اسطرح تعظیم کرتے ہین

[۵۱] معطلہ یونانی حکماء کے مذہب پر خدا کو معطل ماننے زنادقہ دہریہ وغیرہ باطنیہ قرآن کے باطنی معنے لینے والا فرقہ ۴۸۳ھ سے ۶۵۴ھ تک مصر در و دبار مین تھے تا آن بن چنگیز خان نے انکو تباہ کیا اباحیہ ہر طرح کے فسق کو مباح ٹھہراتے ہین اور یہ باطنیہ کا بھی عقیدہ تھا بعض ایک فرقہ اباحیہ مین سے ہے ۱۲ [۵۲] حربیہ کافر خود مختار جو مسلمانون کے ماتحت نہین ہین اور ذمیہ ماتحت ہین ۱۲ [۵۳] شمار ہوگا کچھ یہود و نصارے کی خصوصیت نہین ہے ۱۲

جیسے ہم لوگ قبلہ کی تعظیم کرتے ہین اور صاحبین نے انکا کواکب کی تعظیم کرنا ستارہ پرستی قرار دیا پس مثل وثن پرستون کے ہوے یہ کافی وکثر شرح ہدایہ مین ہی اور جس دختر کے مادر و پدر مین سے ایک کتابی ہوا ور دوسرا مجوسی ہو تو وہ اہل کتاب کے حکم مین ہوگی یہ بدائع مین ہی اور اگر مسلمان نے کتابیہ عورت سے نکاح کیا پھر وہ مجوسیہ ہوگئی تو نکاح ٹوٹ جائیگا[1] اور اگر یہودیہ سے نکاح کیا پھر وہ نصرانیہ ہوگئی یا نصرانیہ سے پھر وہ یہودیہ ہوگئی تو نکاح فاسد نہوگا اور اگر صابیہ ہوگئی تو امام اعظم کے نزدیک فاسد نہوگا اور صاحبین کے نزدیک فاسد ہو جائیگا یہ جوہرۃ النیرہ مین ہی۔ اور شیخ خجندی نے فرمایا کہ اصل یہ ہی کہ جو روو مرد مین سے اگر ایک ایسے حال پر ہوگیا کہ اگر ازسرنو نکاح کیا جاوے تو ناجائز ہو تو ایسی حالت مین جائز نکاح بھی باطل ہوجائیگا پھر جب مجوسیت اختیار کرنے سے نکاح فاسد ہوگیا پس اگر یہ فعل اُس عورت کیطرف سے ہو تو جدائی ہوجائیگی اور عورت مذکورہ کو اُسکے مہر سے کچھ نہ ملیگا اور نہ متعہ ملیگا اگر قبل دخول کے مجوسیہ ہوگئی ہی اور اگر مرد کیطرف سے یہ فعل صادر ہوا پس اگر دخول سے پہلے پایا گیا تو عورت کو نصف مہر ملیگا بشرطیکہ مہر مسمے و مقرر ہوگیا ہو اور عقد مین مسمے نہوا ہو تو متعہ واجب ہوگا اور اگر بعد دخول کے مرد مجوسی ہوگیا تو پورا مہر واجب ہوگا یہ سراج الوہاج مین ہی۔ اور مرتد کو روا نہین ہی کہ مرتدہ یا مسلمہ یا اصلی کافرہ عورت سے نکاح کرے اسیطرح مرتدہ عورت کا نکاح بھی کسی کے ساتھ نہین جائز ہی یہ مبسوط مین ہے اور مسلمان عورت کا نکاح کسی مرد مشرک یا کتابی سے نہین جائز ہی یہ سراج الوہاج مین ہی اور بت پرست اور مجوسیہ عورت سوائے مرتد کے ہر کافر کے واسطے جائز ہی یہ فتاویٰ قاضیخان مین ہی۔ اور ذمی لوگ آپسمین ایک مرد دوسری عورت سے نکاح کرسکتے ہین اگرچہ باہم اُنکی شریعتین مختلف ہون یہ بدائع مین ہی۔ اور مسلمان عورت سے نکاح کرنے کے بعد اسکے اوپر کتابیہ آزاد عورت سے نکاح کرسکتا ہی اور اسیطرح کتابیہ عورت پر مسلمہ عورت کو بیاہ لا سکتا ہے اور باری مین دونون برابر ہونگی کیونکہ دونون محلیت نکاح مین برابر ہین یہ قاضیخان کی شرح جامع صغیر مین ہی قسم ہشتم محرمات بملک یعنی مملوک مین سے جو حرام ہین پس عورت کے واسطے یہ جائز نہین ہی کہ اپنے غلام کے نکاح مین آوے اور نہین جائز ہی کہ ایسے غلام کے نکاح مین آوے جو اُسکے وغیر کے درمیان مشترک ہی۔ اور جب نکاح پر ملک یمین[2] وارد ہو تو نکاح باطل ہوجاتا ہی چنانچہ اگر جورو و مرد مین سے کوئی دوسرے تمام کا یا اُسکے کسی حصہ کا مالک ہوا تو نکاح[3] باطل ہوجائیگا یہ بدائع مین ہے۔ اور اگر کسی مرد نے اپنی باندی یا مکاتبہ یا مدبرہ یا ام ولد سے نکاح کیا یا ایسی باندی سے نکاح کیا جسکے کسی حصہ کا مالک ہی تو یہ نکاح نہوگا یہ فتاویٰ قاضیخان مین ہی اسیطرح ایسی باندی سے بھی نکاح نہین جائز ہی جسمین اُسکا کچھ حق ملک ہے مثلاً ایسی باندی جسکو اُسکے مکاتب نے اپنی کمائی سے خریدا ہی یا اُسکے ماذون غلام قرضدار نے خریدا ہی یہ محیط سرخسی مین ہی اور

[1] تحقیق اسکی مترجم کے عین الہدایہ ترجمہ ہدایہ مین ہی ۱۲ [2] ملک یمین یعنے بعد نکاح کے شوہر و زوجہ مین سے کوئی دوسرے کا مالک ہو جاوے ۱۲ [3] قال المترجم پس اگر مرد نے ایک باندی سے نکاح کیا پھر اُسکو خرید لیا تو نکاح باطل ہوا اور ملک یمین اُسکو اپنے تحت مین رکھے اور اگر عورت نے غلام کو جو اُسکا شوہر ہے خرید لیا تو نکاح باطل ہوا اور پھر اُس سے وطی نہین کرسکتی ہے اور نہ نکاح کرسکتی ہے ۱۲ منہ

مشائخ نے فرمایا کہ اس زمانہ مین اولے یہ ہے کہ اپنی باندی سے بھی نکاح کرے ستے کہ اگر وہ حرہ ہوگی تو وطی بحکم نکاح حلال ہوگی یہ سراجیہ مین ہے۔ غلام ماذون و مدبر نے اگر اپنی اپنی منکوحہ کو خریدا تو نکاح باطل نہ ہوگا اسیطرح اگر مکاتب نے اپنی منکوحہ کو خریدا تو نکاح فاسد نہوگا اور اگر مکاتب نے کوئی باندی خریدی اور اس سنے نکاح کیا تو صحیح نہوگا یہ فتاوے قاضیخان مین ہے۔ اور جسمین سے بعض حصہ آزاد ہوگیا ہو وہ امام اعظمؒ کے نزدیک مکاتب کے حکم مین ہے پس اگر اُسنے اپنی زوجہ کو خریدا تو نکاح فاسد نہوگا اور صاحبین کے نزدیک وہ مثل آزاد قرضدار کے ہے پس نکاح فاسد ہو جائیگا یہ سراج الوہاج مین ہے اور اگر آزاد مرد نے اپنی جورو باندی کو بشرط خیار خریدا تو امام اعظمؒ کے نزدیک اسکا نکاح باطل نہوگا اور مکاتب نے اگر ایسی عورت سنے نکاح کیا جسکا وہ مملوک تھا یعنی اپنی مولاۃ سے تو صحیح نہوگا اور اگر اس سے وطی کی تو عقر واجب ہوگا اسیطرح اگر مرد نے اپنی مکاتبہ سنے نکاح کیا تو صحیح نہوگا اور اگر اس سے وطی کر لی تو عقر دینا پڑیگا اور اگر مکاتب اپنی مکاتبت کرنیوالی سنے نکاح کر کے پھر آزاد ہوگیا تو نکاح مذکور جائز ہو جائیگا یہ فتاوےٰ قاضیخان مین ہے۔ اور اگر مکاتب یا غلام نے اپنے مولی کی لڑکی سے باجازت اپنے مولے کے نکاح کیا تو جائز ہے پھر اگر مولے مرگیا تو غلام کا نکاح فاسد ہو جائیگا اور مکاتب کا نکاح ہمارے نزدیک مولی کے مرنے سے فاسد نہوگا یہ مبسوط مین ہے پھر اسکے بعد اگر مکاتب مذکور آزاد ہوگیا تو نکاح برقرار رہیگا اور اگر عاجز ہوکر پھر رقیق کر دیا گیا تو دختر کا نکاح باطل ہو جائیگا پس اگر قبل دخول کے ایسا ہوا تو پورا مہر ساقط ہو جائیگا اور اگر بعد دخول کے ایسا ہوا ہے تو رقبہ غلام مکاتب مذکور سے جسقدر حصہ دختر ہے اُسقدر ساقط ہوگا اور باقی وارثون کے حصہ کے قدر رہیگا اور اگر مولے کے مرنے کے بعد مکاتب نے دختر مولے سے نکاح کیا تو منعقد نہوگا یہ فتاوےٰ قاضیخان مین ہے۔ **قسم نہم محرمات بطلاق** - اگر مرد آزاد نے عورت آزاد کو تین طلاق دیکر نکاح سے خارج کیا تو جبتک یہ عورت کسی دوسرے شوہر سے نکاح کرکے باہم دونون وطی سے حظ نہ اُٹھا وین تب تک شوہر اول کو اُس سے نکاح کر لینا حلال نہین ہے اور نیز ایسی باندی سے جسکو دو طلاق دیدی ہین قبل دوسرے خاوند سے حلالہ کرنے کے نکاح نہین کر سکتا ہے اور جسطرح اُس سے نکاح کرنا حلال نہین اسیطرح یہ بھی حلال نہین ہے [یعنی خرید کرکے ۱۲] کہ ملک یمین اس سے وطی کرے یہ فتاوےٰ قاضیخان مین ہے۔ اور اگر کسی باندی سے نکاح کیا پھر اُسکو دو طلاق دیدین پھر اُسکو خرید کرکے آزاد کر دیا تو حلال نہین ہے کہ بعد آزاد کرنے کے اُس سے نکاح کرے یہانتک کہ باندی مذکور کسی دوسرے مرد سے نکاح کرے اور وہ اُس سے وطی کرے پھر اُسکو طلاق دیدے پھر اُسکی عدت گذر جاوے یہ سراج الوہاج مین ہے۔ **مسائل متصلہ** واضح ہو کہ نکاح متعہ باطل ہے اُس سے حلیت نہین حاصل ہوتی ہے اور چونکہ نکاح متعہ باطل ہے لہذا اسپر طلاق و ایلاء و ظہار کچھ نہین پڑتا ہے اور دونون مین سے کوئی دوسرے کا وارث بھی نہین ہوتا ہے یہ فتاوےٰ قاضیخان مین ہے اور متعہ کی صورت یہ ہے کہ ایسی عورت سے جو موانع سے خالی ہے یون کہے کہ مین تجھ سے اتنی مدت مثلاً دس و نیا کہے کہ چند روز بعوض اسقدر مال کے تمتع حاصل کرونگا یا یون کہے کہ مجھے اپنے نفس سے چند روز یا دس و تریا روز کا ذکر نہ کرے بعوض اسقدر مال کے نفع حاصل کرنے دے یہ فتح القدیر مین ہے اور نکاح موقت باطل ہے کذا فی الہدایہ خواہ مدت دراز ہو یا کم ہو کچھ فرق نہین ہے یہی اصح ہے اور خواہ مدت معلوم ہو یا مجہول ہو ایضاً

ملہ یعنی [illegible] کا بیان ہو ۱۲

نہر الفائق مین ہے۔ شیخ امام شمس الائمہ حلوائی نے فرمایا کہ ہمارے بہت سے مشائخ نے فرمایا کہ اگر دونون ایسی کثیر مدت بیان کرین کہ یقین یہ بات معلوم ہو کہ یہ دونون اتنی مدت زندہ نہ رہینگے جیسے ہزار برس مثلاً تو نکاح منعقد ہوگا اور شرط باطل ہوگی چنانچہ تا قیام قیامت یا خروج دجال یا نزول عیسے علیہ السلام کی مدت لگانے مین بھی یہی حکم ہے اور ایسا ہی حسنؒ نے امام ابو حنیفہؒ سے روایت کی ہے یہ محیط مین ہے۔ اور اگر نکاح مطلقاً بلا قید مدت کیا ولیکن اپنے دل مین کچھ نیت کرلی کہ اتنی مدت تک اُسکو اپنے ساتھ رکھونگا تو نکاح صحیح ہوگا یہ تبیین مین ہے۔ اور اگر اس سے نکاح کیا بدینکہ بعد ایکماہ کے اُسکو طلاق دیدونگا تو یہ جائز ہے یہ بحر الرائق مین ہے اور تزوج نہاریات مین کچھ مضائقہ نہین ہے یعنے عورت سے اس شرط پر نکاح کرے کہ اُسکے ساتھ فقط دن مین رہیگا رات مین نہ رہیگا تو مضائقہ نہین ہے یہ تبیین مین ہے اور اگر ایک مرد احرام مین ہو اور ایک عورت احرام مین ہو تو حالت احرام مین دونون کا نکاح کرنا جائز ہے اسیطرح اگر ولی محرم نے جسکا ولی ہے اُسکا نکاح کردیا تو جائز ہے اور اگر کسی عورت نے ایک مرد پر دعوے کیا کہ اسنے میرے ساتھ نکاح کیا ہے اور گواہ قائم کیے اور قاضی نے حکم دیدیا کہ یہ اس مرد کی جورو ہے حالانکہ مرد مذکور نے اُس سے نکاح نہین کیا تھا تو اس مرد کو اس عورت کے ساتھ رہنا جائز ہے اور اگر وہ اس سے خواہش کرے تو اس سے جماع کرسکتا ہے اور یہ امام اعظمؒ کے نزدیک ہے اور یہی امام ابو یوسفؒ کا پہلا قول ہے اور امام ابو یوسفؒ کے دوسرے قول کے موافق اور وہی امام محمدؒ کا قول ہے یہ حکم ہے کہ مرد مذکور اُس سے وطی نہین کرسکتا ہے یہ ہدایہ مین ہے پھر واضح ہو کہ قضاے قاضی انشاے عقد جدید قرار دیجائیگی اسیواسطے یہ شرط ہے کہ عورت مذکورہ اس انشاے عقد کے واسطے محل قابل ہو حتے کہ اگر یہ عورت مثلاً شوہر والی ہوگی یا کسی دوسرے کی عدت مین ہو یا اسی مرد کیطرف سے تین طلاق بائنہ ہو تو قضاے مذکور نافذ نہوگی اور عامہ مشائخؒ کے نزدیک قضاے مذکور کے وقت گواہون کا حاضر ہونا شرط ہے یہ تبیین مین ہے اور اسیطرح اگر مرد نے عورت پر نکاح کا دعوے کیا تو اسکا بھی یہی حکم ہے اور اسیطرح اگر جھوٹے گواہون پر طلاق واقع ہونے کا حکم دیدیا گیا باوجود اسکے کہ عورت جانتی ہے کہ یہ خلاف واقع ہے تو عورت مذکورہ کو بعد عدت کے دوسرے مرد سے نکاح کرلینا حلال ہے اور گواہ کو بھی اُسکے ساتھ نکاح کرلینا حلال ہے اور مرد اول پر حرام ہوجائیگی اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک عورت مذکورہ نہ اول کے واسطے حلال ہوگی نہ دوسرے کے واسطے اور امام محمدؒ کے نزدیک جبتک دوسرے شوہر نے اُسکے ساتھ دخول نہین کیا ہے تب تک پہلے خاوند کے واسطے حلال ہوگی اور جب دوسرے خاوند نے اُسکے ساتھ دخول کرلیا تو اول پر حرام ہوجائیگی کیونکہ عدت واجب ہوگئی اور دوسرے مرد کے واسطے کبھی حلال نہوگی یہ بحر الرائق مین ہے۔ زید نے ایک عورت پر نکاح کا دعوے کیا اور اُسنے انکار کیا پس زید نے اُس سے سو درم پر بدین شرط صلح کی کہ عورت مذکورہ

سلہ اُن چیزون کی درازی مدت اسقدر کہ دونون زندہ نہ رہینگے شاید اس دلیل سے کہ آثار باے نہین جاتے لیکن شک نہین کہ یقینی ثبوت نہین ہے خصوصاً جبکہ قرب قیامت کے واسطے احادیث و آیات موجود ہین جز اینکہ تا قیامت ردا ہونا اسوجہ سے مسلم کہ اسوقت بقاے زوجیت کی حاجت نہین اور سوا اسکے خروج دجال و نزول عیسےؑ مین مترجم کو سخت تامل ہے اگرچہ ہزار برس کے مانند موقت کرنے مین اتفاق ہے فافہم واللہ اعلم ۱۲ سلہ جائز ہے کیونکہ وعدہ طلاق بعد نکاح ہوگا ۱۲

اسکا اقرار کرے پس عورت مذکورہ نے اقرار کیا تو یہ مال بذمہ زید لازم ہوگا اور یہ اقرار بمنزلہ انشاء نکاح کے قرار دیا جائیگا پس اگر اقرار مذکور گواہون کے سامنے ہو تو نکاح صحیح ہوگا اور عورت کو اُسکے ساتھ رہنا فیما بینہا و بین اللہ تعالےٰ روا ہوگا ورنہ نکاح منعقد نہو گا اور عورت مذکورہ کو زید کے ساتھ رہنا روا نہ ہوگا اور یہی صحیح ہی یہ محیط مین ہے۔

چوتھا باب اولیاء کے بیان مین۔ اولیاء جمع ولی کہ جو شرعًا دوسرے کے امور کا متولی ہو قال ولایت چار سببون سے ثابت ہوتی ہی قرابت و ولاء و امامت و ملک یہ بحر الرائق مین ہی اور عورت کے واسطے اقرب ولی یعنے سب سے قریب ولی اُسکا بیٹا ہی پھر پوتا پھر اسیطرح پر دتا جاے جتنے اونچے درجہ پر ہو پھر باپ ہی پھر باپ کا باپ یعنے دادا پھر پردادا علیٰ ہذا جاے جتنے اونچے درجہ پر ہو یہ محیط مین ہی پس اگر مجنونہ عورت کا بیٹا ہو اور باپ ہو یا بیٹا و دادا تو شیخین رح کے نزدیک اُسکا ولی اُسکا بیٹا ہوگا اور امام محمد رح کے نزدیک باپ ہوگا کذا فی السراج الوہاج اور افضل ایسی صورت مین یہ ہی کہ اسکا باپ اُسکے بیٹے کو حکم دیدے کہ تو اسکا نکاح کردے تاکہ بلا خلاف جائز ہو یہ شرح طحاوی مین ہی پھر عورت کا سگا بھائی ایک ماں و باپ کا پھر علاتی بھائی یعنے فقط باپ کیطرف سے پھر سگے بھائی کا بیٹا پھر علاتی بھائی کا بیٹا اگرچہ نیچے درجہ مین پوتا وغیرہ ہون اسی مرتبہ مین ہین پھر عورت کا سگا چچا یعنے اُسکے باپ کا ایک ماں باپ سے سگا بھائی پھر علاتی چچا پھر سگے چچا کا بیٹا پھر علاتی چچا کا بیٹا اگرچہ نیچے تک پوتا وغیرہ ہون اسی درجہ مین ہین پھر باپ کا سگا چچا از یک مادر و پدر پھر باپ کا علاتی چچا از جانب پدر فقط پھر ان دونون کی اولاد اسی ترتیب سے پھر سگے دادا کا سگا چچا از یک مادر و پدر پھر دادا کا علاتی چچا از جانب پدر فقط پھر ان دونون کی اولاد اسی ترتیب سے پھر وہ مرد جو عورت کا سب سے بعید عصبہ ہوتا ہی اور وہ دور کے چچا کا بیٹا ہی یہ تاتارخانیہ مین ہی اور ان سب کو اسی ترتیب سے دختر صغیرہ و پسر صغیر پر جبر کرنے کا بھی اختیار ہی اور بالغ ہوجانے کی حالت مین اگر مجنون ہوجاوین تو بھی جبر کا اختیار ہی یہ بحر الرائق مین ہی۔ پھر ان اولیاء مذکورین کے بعد مولاے عتاقہ کو ولایت حاصل ہی خواہ مذکر ہو یا مونث ہو پھر اُسکے بعد مولاے عتاقہ کے عصبہ کو ولایت ملتی ہے یہ تبیین مین ہی اور اگر عصبہ نہو تو ذوی الارحام مین سے ہر قرابت دار جو صغیر و صغیرہ کا وارث ہوسکتا ہی وہ ان دونون کی تزویج کا مختار ہوتا ہی یہی امام اعظم رح سے ظاہر الروایۃ ہی اور امام محمد رح نے فرمایا کہ ذوی الارحام کے واسطے ولایت کا کچھ استحقاق نہین ہی اور امام ابو یوسف رح کا قول مضطرب ہے اور امام اعظم رح کے نزدیک انمین بھی مرتبہ ہین چنانچہ سب سے قریب یعنے اقرب ماں ہی پھر دختر پھر پسر کی دختر پھر دختر کی دختر پھر پوتے کی دختر پھر دختر کی دختر کی دختر پھر ایک ماں و باپ سے سگی بہن پھر فقط باپ کیطرف سے علاتی بہن پھر فقط ماں کیطرف سے اخیافی بھائی و بہن پھر اسی ترتیب سے اُنکی اولاد ہین کذا فی فتاوےٰ قاضیخان پھر بہنون کی اولاد کے بعد پھوپھیان پھر ماموں پھر خالائین پھر چچاؤن کی بیٹیاں پھر پھوپھیون کی بیٹیاں۔ اور واضح رہے کہ جد فاسد امام اعظم رح کے نزدیک بہن کے

یعنے نانا ۱۲

سلہ ورنہ یعنے اگر گواہون کے سامنے نہ ہو ۱۲ سلہ جسکی نسبت مین مونث بیچ مین داخل ہو واللہ اعلم ۱۲ منہ سلہ نکاح کے واسطے ۱۲ سلہ جسنے آزاد کیا ہی ۱۲ سلہ یعنے پسر کے پسر کی دختر ۱۲

بہ نسبت اوسکے واقدم ہوتا ہی یہ فتح القدیر مین ہی پھر اُنکے بعد مولے الموالات کو ولایت حاصل ہوتی ہی پھر سلطان کو پھر قاضی کو اور جسکو قاضی نے مقرر کیا ہی یہ محیط مین ہی۔ اور واضح ہو کہ جسکے نکاح مین ولی کی ضرورت ہے اُسکے نکاح کرا دینے کا قاضی کو جب ہی اختیار ہوگا کہ جب قاضی کے منشور مین اور عہد مین یہ امر درج ہو اور اگر قاضی کے عہد و منشور مین یہ امر درج نہو تو وہ ولی نہین ہو سکتا ہی پس اگر قاضی نے عورت کا نکاح کر دیا حالانکہ سلطان نے اُسکو اسطرح ولی ہونے کی اجازت نہین دی تھی پھر اُسکو اس امر کی اجازت دی پھر قاضی نے اس نکاح کی اجازت دیدی تو استحساناً نکاح جائز ہو جائیگا کذا فی فتاوے قاضیخان اور یہی صحیح ہی یہ محیط سرخسی مین ہی قاضی نے اگر صغیرہ کو اپنے ساتھ بیاہ لیا تو یہ نکاح بلا ولی ہوگا اسواسطے کہ قاضی اپنی ذات کے حق مین رعیت ہے اور اس کا حق اُسیکو حاصل ہی جو اس سے اوپر ہی یعنے والی ملک اور واضح رہے کہ والی ملک بھی اپنی ذات کے حق مین رعیت ہے اور اسیطرح خلیفۂ اسلام بھی اپنی ذات کے حق مین رعیت ہی یہ محیط مین ہی۔ اور چچا کے پسر کو اختیار ہی کہ اپنے چچا کی دختر کا نکاح اپنے ساتھ کرے یہ حاوی مین ہی اور قاضی نے اگر دختر صغیرہ کا نکاح اپنے پسر کے ساتھ کر دیا تو نہین جائز ہی بخلاف باقی اولیاء کے یہ تجنیس و مزید مین ہی اور وصی کو صغیر[ع] یا صغیرہ کے نکاح کر دینے کی ولایت نہین ہی خواہ صغیر یا صغیرہ مذکور کے باپ نے اس وصی کو اس امر کی وصیت کی ہو یا نہ کی ہو لیکن اگر وصی ایسا شخص ہو جسکو ان دونون کی ولایت پہونچتی ہی تو ایسی حالت مین وہ بحکم ولایت انکا نکاح کر دیگا مگر وصی ہونیکی وجہ سے نہین کر سکتا ہی یہ محیط مین ہے اور اگر صغیر یا صغیرہ کسی مرد کی گود مین پرورش پاتے ہون جیسے ملتقط[ع] وغیرہ تو یہ مرد انکا نکاح کر دینے کا مختار نہوگا یہ فتاوے قاضیخان مین ہی اور مملوک کا استحقاق ولایت کسی پر نہین ہی اور نیز مکاتب کی ولایت اُسکے فرزند پر نہین ہی یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اور مسلمان مرد یا عورت پر نابالغ و مجنون اور کافر کی ولایت نہین ہی کذا فی الحاوی اور نیز کافر مرد یا عورت پر مسلمان کی ولایت نہین ہی یہ مضمرات مین ہی مگر مشائخ نے فرمایا کہ اس مقام پر یون کہنا چاہیے کہ لیکن اگر مسلمان کسی کافرہ باندی کا مولی ہو یا سلطان ہو تو اُسکو ولایت حاصل ہوگی یہ بحر الرائق مین ہے۔ اور کافر کو اپنے مثل کافر پر ولایت حاصل ہوتی ہی یہ تبیین مین ہی اور مرتد کی ولایت کسی پر نہین ہوتی ہی نہ مسلمان پر اور نہ کافر پر اور نہ اپنے مثل مرتد پر یہ بدائع مین ہی اور فاسق ہونا ولی ہونے سے مانع نہین ہوتا ہی یہ فتاوے قاضیخان مین ہی۔ اور اگر ولی کو جنون ہو گیا کہ برابر رہتا ہی اور جنون مطبق ہی تو اُسکی ولایت جاتی رہیگی اور اگر کبھی مجنون رہتا ہی اور کبھی اسکو افاقہ ہو جاتا ہی تو حالت افاقہ مین اُسکے تصرفات نافذ ہونگے یہ ذخیرہ مین ہی اور جنون مطبق کی مقدار امام محمدؒ نے ایک روایت کے موافق ایک مہینہ کامل مقدار فرمائی ہی اور اسی پر فتوے دیا جاتا ہی یہ وجیز کردری بحر الرائق مین ہی اور اگر بیٹا جب بالغ ہوا تو معتوہ یا مجنون بالغ ہوا تو اُسکی جان و مال پر اُسکے باپ کی ولایت باقی رہیگی یہ فتاوے قاضیخان مین ہی۔ اور فتاوے ابو اللیث مین ہی کہ باپ نے اپنے پسر بالغ کے ساتھ کسی عورت کا نکاح کر دیا اور ہنوز اُسکے پسر بالغ مذکور نے اجازت نہ دی تھی کہ اُسکو جنون مطبق ہو گیا پس باپ نے اس نکاح کی اجازت دیدی

ع یعنے یتیم جسکا وصی ہے ۱۲ ع پڑا اُٹھالانے والا ۱۲

تو جائز ہو جائیگا اور فقیہ ابو بکرؒ نے اس صورت کے سوائے دوسری صورت میں اختلاف ذکر کیا ہے اور فرمایا کہ
اگر پسر جب بالغ ہوا تو عاقل تھا پھر مجنون یا معتوہ ہو گیا تو بنا بر قول امام ابو یوسفؒ کے قیاساً باپ کی
ولایت عود نہ کریگی حتٰے کہ اگر باپ نے اُسکے مال میں تصرف کیا یا کسی عورت کو اُسکے نکاح میں کر دیا تو جائز
نہیں ہے بلکہ یہ ولایت قاضی کیطرف عود کریگی اور[۱] امام محمدؒ کے نزدیک استحساناً ولایت باپ کیطرف عود کریگی اور
فقیہ ابو بکر میدانی نے فرمایا کہ ہمارے علماء ثلثہ کے نزدیک ولایت باپ کیطرف عود کریگی یہ ذخیرہ میں ہے۔ اور
اگر باپ مجنون یا معتوہ ہو گیا تو بیٹے کو اُسکے مال میں تصرف کرنیکی ولایت حاصل ہوگی اور نکاح کرا دینے میں
امام اعظمؒ و امام ابو یوسفؒ کے نزدیک ولایت حاصل ہوگی کذا فی الوجیز للکردری اور یہی صحیح ہے یہ غیاثیہ میں ہے
اور اگر صغیر یا صغیرہ کے دو ولی برابر رتبہ کے جمع ہوئے جیسے سگے دو بھائی یا دو چچا تو ہمارے نزدیک دونوں میں
سے جس نے نکاح کر دیا جائز ہے کذا فی فتاوے قاضیخان خواہ دوسرا ولی اُسکی اجازت دے یا فسخ کرے بہرحال
جائز ہوگا بخلاف اسکے اگر ایک باندی دو آدمیوں میں مشترک ہوا اور ایک نے اُسکا نکاح کر دیا تو بدون اجازت
دوسرے شریک کے جائز نہوگا اور فتاوے میں مذکور ہے کہ اگر ایک باندی کے جو دو آدمیوں میں مشترک ہے بچہ پیدا ہوا اور
دونوں نے معاً اُسکے نسب کا دعوےٰ کیا حتٰے کہ ہر ایک دونوں سے اسکا نسب ثابت ہو گیا تو ہر ایک دونوں میں سے
اسکے نکاح کر دینے کا تنہا مختار ہوگا یہ سراج الوہاج میں ہے اور اگر دونوں نے آگے پیچھے اسکا نکاح کیا تو پہلا نکاح
جائز ہوگا اور دوسرا جائز نہوگا اور اگر دختر مذکورہ کا نکاح دونوں میں سے ہر ایک نے ایک ایک مرد کے ساتھ
ایک ہی وقت میں معاً کر دیا یا آگے پیچھے کیا مگر یہ معلوم نہیں ہوتا ہے کہ اول کون نکاح ہے تو دونوں عقد باطل
ہو جائینگے یہ فتاوے قاضیخان میں ہے۔ اور اگر صغیر یا صغیرہ کا نکاح ایسے ولی نے کر دیا جو ابعد ہے پس اگر اقرب یعنے
سب سے قریب مرتبہ کا ولی حاضر ہوا اور وہ ولی ہونے کی اہلیت بھی رکھتا ہے تو دور والے ولی کا نکاح اقرب ولی کی
اجازت پر موقوف رہیگا اور اگر اقرب ولی اہلیت ولایت نہ رکھتا ہو مثلاً نابالغ ہو یا بالغ مجنون ہو تو دور والے
کا نکاح کر دینا جائز ہوگا اور اگر اقرب ولی غائب ہو پس اگر اسطرح غائب ہو کہ اُسکی غیبت منقطعہ ہو تو دور والے ولی کا نکاح کر دینا
جائز ہوگا یہ محیط میں ہے۔ اور باندی کا مولیٰ اگر غائب ہو تو اقارب کو اُسکے نکاح کر دینے کا اختیار نہیں ہے یہ سراج الوہاج میں ہے اور واضح
ہو کہ غیبت منقطعہ کی تقدیر یوں بیان کیگئی ہے کہ اتنی دور ہو کہ جتنی دوری پر مسافر نماز کو قصر کرتا ہے اور اسکو اکثر متاخرین نے اختیار کیا ہے اور اسی پر
فتوےٰ ہے اور شمس الائمہ سرخسی و امام محمد بن الفضل نے فرمایا کہ اصح یہ ہے کہ ایسی جگہ میں ہو کہ اُسکی راے لینے کے وقت تک شوہر نے جو خطبہ کیا ہے منتظر ۱۲
اور وہ ہر طرح سے کفو ہے ہاتھ سے جاتا رہے اور یہ احسن قول ہے کذا فی التبیین اور اسی پر فتوےٰ ہے کذا فی
جواہر اخلاطی حتٰے کہ اگر وہ شہر ہی میں کسی جگہ اسطرح چھپا ہو کہ اُسکے حال پر وقوف نہیں ہوتا ہے تو یہ بھی غیبت منقطعہ
ہوگی یہ شرح مجمع البحرین میں ہے۔ اور اگر دور کے ولی نے نزدیک کے ولی کے موجود ہونے کی صورت میں نکاح
کر دیا تھا کہ نزدیک والے ولی کی اجازت پر نکاح موقوف ہوا پھر نزدیک کا ولی غائب ہو گیا اور ولایت

---

[۱] قولہ درحقیقت یہ اختلاف نہیں ہے بلکہ امام ابو یوسفؒ نے قیاس کو لیا اور امام محمدؒ نے استحسان کو اختیار کیا ۱۲ منہ

بجانب ولی بعید منتقل ہوئی تو جبتک کہ ولی بعید از سر نو اس نکاح کی اجازت اُسکی جانب ولایت منتقل ہوجانیکے بعد نہ دے تب تک نکاح مذکور جائز نہوگا یہ ظہیریہ مین ہے۔ اور ہمارے مشائخ نے اس امر مین اختلاف کیا ہے کہ ولی اقرب کے غائب ہوجانیسے اُسکی ولایت جاتی رہتی ہے یا باقی رہتی ہے تو بعض نے فرمایا کہ ولی اقرب کی ولایت باقی رہتی ہے لیکن ولی بعید کے واسطے ولی قریب کے غائب ہوجانے کی حالت مین استحقاق ولایت جدید پیدا ہوتا ہے پس ایسا ہوجاتا ہے کہ گویا عورت کے واسطے مساوی درجہ کے دو ولی مثل دو بھائی یا دو چچا کے موجود ہین اور بعضون نے فرمایا کہ ولی قریب کی ولایت زائل ہوکر ولی بعید کی جانب منتقل ہوجاتی ہے اور یہی اصح ہے یہ بدائع مین ہے پس اگر ولی قریب نے جہان ہے وہین سے عورت کا نکاح کردیا تو اسمین کوئی روایت نہین ہے اور چاہیے کہ یہ جائز نہو اسواسطے کہ اُسکی ولایت زائل ہوگئی ہے کذا فی محیط السرخسی اور فتاوئے قاضیخان و ظہیریہ مین ہے کہ اگر ولی اقرب نے جہان ہے وہین سے عورت کا نکاح کردیا تو اسمین اختلاف ہے اور ظاہر یہ ہے کہ جائز ہوگا انتہی۔ پس اگر ولی قریب اور ولی بعید دونون کا عقد کرنا معًا واقع ہوا تو دونون عقد جائز نہونگے اسیطرح اگر ایسی صورت واقع ہو کہ ہر دو عقد آگے پیچھے واقع ہوے ہون مگر یہ معلوم نہوا کہ اول کون واقع ہوا ہے تو بھی یہی حکم ہوگا یہ شرح طحاوی مین ہے اور ولی قریب کے آجانے پر ولی بعید کی ولایت باطل ہوجائیگی مگر جو عقد اُسنے قرار دیا ہے وہ باطل نہوگا کیونکہ یہ تصرف و عقد اُسنے پوری ولایت حاصل ہونے کی حالت مین کیا ہے یہ تبیین مین ہے۔ اور اس امر پر اجماع ہے کہ اگر ولی اقرب نے تنگ کرنا شروع کیا اور ظلم کرنا چاہا تو ولی بعید کی جانب ولایت منتقل ہوجائیگی یہ خلاصہ مین ہے اور اگر ولی غائب ہوگیا یا اُسنے تنگ کرنا شروع کیا یا باپ دادا مرد فاسق ہین تو قاضی کو اختیار ہوگا کہ عورت کا نکاح اُسکے کفو کے ساتھ کردے یہ وجیز کردری مین ہے۔ اور صغیر و صغیرہ کے ولی کو اختیار ہے کہ دونون کا نکاح کردے اگرچہ دونون اسپر راضی نہون یہ برجندی مین ہے خواہ عورت باکرہ ہو یا ثیبہ ہو یہ عینی شرح کنز مین ہے اور معتوہ و معتوہہ اور مجنون و مجنونہ مثل صغیر و صغیرہ کے ہین کہ اُنکے ولی کو اُنکے نکاح کردینے کا اختیار ہے بشرطیکہ جنون مطبق ہو یہ نہر الفائق مین ہے اور اگر دختر صغیرہ کا نکاح باپ دادا کے سوائے دوسرے ولی نے باندھا تو احتیاط یہ ہے کہ عقد دو مرتبہ باندھے ایک مرتبہ بعوض مہر مسمے کے یعنے مہر مقرر کرکے اُسکو بیان کردے اور دوسری بار بغیر مہر مسمے کے اور یہ دو باتون کے واسطے کرنا اچھا ہے ایک بات تو یہ ہے کہ اگر مہر مسمے مین کچھ کمی ہوگی تو نکاح اول صحیح نہوگا پس ایسی صورت مین دوسرا نکاح بعوض مہر مثل کے صحیح ہوجائیگا اور دوسری بات یہ ہے کہ شاید اگر شوہر نے اس لفظ سے قسم کھائی ہو کہ اگر مین کسی عورت سے نکاح کرون یا بایں لفظ کہ ہر عورت جس سے مین نکاح کرون اُسکو طلاق ہے تو عقد اول سے قسم پوری ہوجائیگی اور دوسرا عقد بعوض مہر مثل کے منعقد ہوگا۔ اور اگر نکاح باندھنے والا باپ یا دادا ہو تو بھی صاحبین رح کے نزدیک انھین دونون وجہون سے ایسا کرنا چاہیے اور امام اعظم رح کے نزدیک فقط وجہ اخیر کے لحاظ سے ایسا کرنا چاہیے یہ تجنیس و مزید مین ہے۔ اور اگر صغیر و صغیرہ کا نکاح اُنکے باپ و دادا نے کردیا ہو تو بعد بالغ ہونے کے دونون کو اختیار نہوگا اور اگر سوائے باپ دادا کے دوسرے ولی نے نکاح کردیا ہو تو وقت بالغ ہونیکے دونون مین سے ہر ایک کو اختیار ہوگا چاہے نکاح پر قائم رہے اور چاہے فسخ کردے

اور یہ امام اعظمؒ و امام محمدؒ کا قول ہے اور اسمین حکم قاضی سے لینا شرط ہے بخلاف اسکے جو باندی کہ کسی غلام کے نکاح مین ہے اور آزاد کیگئی اور اسکو خیار حاصل ہوا کہ چاہے اپنے شوہر کے ساتھ رہے یا نہ رہے بلکہ فسخ کردے تو اس مین فسخ کے واسطے حکم قاضی شرط نہین ہے یہ ہدایہ مین ہے پس اگر بلوغ کے بعد صغیر یا صغیرہ نے جدائی اختیار کی اور قاضی نے دونون مین تفریق نہ کرائی یہانتک کہ دونون مین سے ایک مرگیا تو باہم ایک دوسرے کے وارث ہونگے اور جبتک قاضی دونون مین تفریق نہ کرائے تب تک شوہر کو اُسکے ساتھ وطی کرنا حلال ہے یہ مبسوط مین ہے۔ اور اگر قاضی نے یا امام المسلمین نے نکاح کردیا تو خیار بلوغ ثابت ہوگا اور یہی صحیح ہے اور اسی پر فتوے ہے یہ کافی مین ہے۔ اور قاضی بدیع الدین سے دریافت کیا گیا کہ ایک صغیرہ نے اپنے آپ کو اپنے کفو مرد کے نکاح مین دیا اور اس صغیرہ کا کوئی ولی نہین ہے اور اس موضع مین کوئی قاضی نہین ہے تو فرمایا کہ نکاح منعقد ہوگا ولیکن اس صغیرہ کے بالغ ہونے کے بعد کی اجازت پر موقوف رہیگا یہ تاتارخانیہ مین ہے۔ اور اگر صغیرہ لڑکی نے اپنے تئین نکاح مین دیا پھر اُسکے بھائی نے جو اُسکا ولی ہے اجازت دیدی تو نکاح جائز ہوگا اور صغیرہ مذکورہ کو خیار بلوغ حاصل ہوگا یہ محیط سرخسی مین ہے اور جو خیار صغیرہ کو حاصل ہے وہ بعد بلوغ کے اُسکی خاموشی سے باطل ہوجائیگا درحالیکہ وہ باکرہ ہو اور اس خیار کا امتداد آخر مجلس تک کہ جسمین اسکو خبر نکاح پہونچی ہے نہوگا چنانچہ اگر اُس نے بالغ ہوتے ہی سکوت کیا حالانکہ وہ باکرہ ہے تو خیار باطل ہوجائیگا اور اگر یہ عورت دراصل ثیبہ ہو یا باکرہ ہو لیکن اُسکے خاوند نے اُسکے ساتھ وطی کرلی ہو پھر وہ شوہر کے پاس بالغ ہوئی تو سکوت سے اسکا خیار باطل نہوگا اور نہ مجلس سے کھڑے ہوجانے سے باطل ہوگا بلکہ جبھی باطل ہوگا کہ وہ صریحًا نکاح پر راضی ہوجاوے یا اُسکی طرف سے ایسا فعل پایا جاوے جو رضامندی پر دلالت کرتا ہو جیسے جماع کرنے پر مرد کو قابو دیدے یا نفقہ طلب کرے یا اسکے مثل کوئی فعل کرے اور اگر اُسنے شوہر کا کھانا کھالیا یا بدستور اُسکی خدمت کی تو اپنے خیار پر رہیگی اور اگر بالغ ہوتے ہی اُسکو نکاح کا حال معلوم ہوا کہ فلان مرد کے ساتھ اُسکا نکاح کیا گیا ہے ولیکن اُسکو اپنے واسطے خیار ثابت ہونے سے جہل طاری ہوا پس خاموش ہورہی تو اسکا خیار باطل ہوجائیگا اور اگر اُسکو بالغ ہوتے ہی اپنے نکاح ہوجانے کا حال معلوم نہوا تو بروقت معلوم ہونے کے اُسکو خیار حاصل ہوگا۔ اور اگر بالغ ہونے پر اُسنے شوہر کا نام پوچھا یا مہر اُسنے دریافت کیا یا شہود کو سلام کیا تو خیار بلوغ باطل ہوجائیگا یہ محیط مین ہے اور اگر عورت کے واسطے بالغ ہونے پر دو حق مجتمع ہوے ایک حق شفعہ اور دوسرا خیار بلوغ تو یون کہے کہ مین دونون حق[1] طلب کرتی ہون پھر دونون کی تفصیل بیان کرنے مین پہلے خیار نفس بیان کرے یعنے مثلاً کہے کہ مین نے نکاح فسخ کیا یہ سراج الوہاج مین ہے اور طفل کا خیار بلوغ باطل نہین ہوتا ہے جبتک کہ نہ کہے کہ مین راضی ہوا یا ایسا فعل نہ کرے جو رضامندی پر دلالت کرتا ہے اور مجلس سے کھڑے ہوجانے سے طفل کا خیار نہین جاتا ہے بلکہ رضامند ہونے سے جاتا رہتا ہے

[1] دونون حق آہ جاننا چاہیے کہ حق شفعہ بعد علم کے فورًا طلب کرنا چاہیے ورنہ باطل ہوجائیگا اور اسیطرح خیار بلوغ مین بھی سفے الفور کہے کہ مینے نکاح فسخ کیا ورنہ خیار باطل ہوگا پس دقت پیش آئی کہ اگر خیار نفس طلب کرتی ہے تو شفعہ جاتا ہے اور اگر شفعہ طلب کرتی ہے تو خیار جاتا ہے اسواسطے اسکی صورت بیان کردی تاکہ دونون مین سے کوئی ہاتھ سے نہ جاوے اور مطلب حاصل ہو ۱۲ منہ عسہ یعنے فسخ نکاح کے واسطے ۱۲ عسہ یعنے خبر پہونچنے پر ۱۲ عسہ گواہ جمع شاہد ۱۲

یہ ہدایہ مین ہے۔ اور اگر دختر حیض آنے سے بالغ ہوئی تو خون دیکھنے کے ساتھ اگر وہ اپنے نفس کو اختیار کرے تو کچھ مضائقہ نہین ہے اور اگر اُسنے رات مین خون دیکھا تو کہے کہ مین نے نکاح فسخ کیا اور جب صبح ہو تو گواہ کرلے اور اسکو یہی کہنا چاہیے کہ مین نے اسوقت خون دیکھا ہے اسوجہ سے کہ اصل شرعی کے موافق اسکا یہ قول کہ مین نے رات کو خون دیکھکر نکاح فسخ کیا ہے محکمہ قضا مین قبول نہوگا یہ مجموع النوازل مین مذکور ہے اور شیخ رحمہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ عورت کا یہ کہنا کہ مین نے اسیوقت خون دیکھا ہے اگرچہ کذب ہے لیکن بعضی جگہ کذب[1] مباح ہے یہ خلاصہ مین ہے ہشام نے روایا کہ مین نے امام محمدؒ سے دریافت کیا کہ ایک صغیرہ کو اُسکے چچا نے بیاہ دیا پھر اسکو حیض آیا پس اُسنے کہا کہ الحمد للہ مین نے اپنے نفس کو اختیار کیا پس وہ اپنے خیار پر ہے پس اُسنے وقت حیض آنے کے اپنے خادم کو بھیجا کہ گواہ بلا لائے تاکہ اُنکو اپنے اختیار پر گواہ کرے پس اُسکو گواہ نہ ملے اور وہ ایسی جگہ پر مقیم تھی کہ لوگ وہان ملتے نہ تھے تا آنکہ چند روز تک وہ اسی حال پر رہی کہ اُسکو گواہ نہ ملے تو امام محمدؒ نے فرمایا کہ مین نکاح اُسکے حق مین لازم کر دونگا پس امام محمدؒ نے اس امر کو عذر نہین ٹھہرایا یہ محیط مین ہے۔ ابن سماعہ نے امام محمدؒ سے روایت کی ہے کہ اگر صغیرہ نے بالغ ہونے پر اپنے نفس کو اختیار کیا اور اسپر گواہ کر لیے مگر دو مہینے تک قاضی کے حضور مین نہ گئی تو وہ اپنے خیار پر رہیگی تا وقتیکہ اُسنے شوہر کو اپنے ساتھ جماع نہ کرنے دیا ہو یہ ذخیرہ مین ہے اور اگر خیار بلوغ مین اختلاف ہوا کہ عورت نے کہا کہ مین نے بالغ ہوتے ہی اپنے نفس کو اختیار کیا اور نکاح رد کر دیا ہے اور شوہر نے کہا کہ نہین بلکہ خاموش رہی اور تیرا اختیار ساقط ہوگیا ہے تو قول[2] شوہر کا معتبر ہوگا یہ محیط مین ہے۔ اگر لونڈی صغیرہ اور غلام صغیر ہے کہ مولےٰ نے ان دونون کا نکاح کر دیا پھر ان دونون کو آزاد کر دیا پھر دونون بالغ ہوے تو دونون کو خیار بلوغ حاصل ہونے کی کوئی ضرورت نہین ہے اسواسطے کہ خیار عتق دونون کو حاصل ہوا ہے یہی کافی ہے جیسے کہ اگر مولےٰ نے صغیرہ باندی کو آزاد کرکے اُسکا نکاح کیا پھر وہ بالغ ہوئی تو اُسکو خیار بلوغ حاصل ہوگا جیسا کہ امام اسبیجابی نے ذکر کیا یہ بحر الرائق مین ہے ایک مسلمان مرتد ہوگیا اور دار الحرب مین جا ملا اور اپنی جورو و صغیرہ دختر دار الاسلام مین چھوڑ گیا اور صغیرہ مذکور کے چچا نے کسی مسلمان سے اُسکا نکاح کر دیا تو نکاح جائز ہوگا اور صغیرہ مذکورہ کو بوقت بلوغ کے خیار حاصل ہوگا اور اگر ہنوز بالغ نہوئی تھی کہ یہ دختر اور اُسکا شوہر و اُسکی مان سب کمبخت مرتد ہوکر دار الحرب مین چلے گئے تو نکاح بحالہ رہیگا پھر اگر سب قید ہوکر اسلام مین داخل ہوے تو دختر اور اُسکی مان دونون مملوک ہونگی اور باپ و شوہر دونون آزاد ہونگے پھر اگر باندی صغیرہ بالغ ہوئی تو اُسکو کچھ اختیار حاصل نہوگا ہان اگر آزاد کر دیجاوے تو اُسکو خیار عتق حاصل ہوگا یہ محیط سرخسی مین ہے۔ اور واضح رہے کہ خیار بلوغ کیوجہ سے جو فرقت وجدائی ہو جاتی ہے وہ طلاق نہین ہے کیونکہ اس فرقت کا سبب فقط مرد کے ہاتھ مین نہین ہے بلکہ اسمین مرد و عورت دونون مشترک ہین اور اسیطرح خیار عتق سے جو فرقت پیدا ہوتی ہے وہ بھی طلاق نہین ہے۔ بخلاف عورت مخیرہ کے یعنے جسکو اُسکے خاوند نے

---

[1] کذب اقول بظاہر اس مقام پر بھی کذب مباح ٹھہرایا اور اسمین تامل ہے ۱۲ [2] قول شوہر الخ لیکن ہدایہ وغیرہ مین آیا کہ قول عورت کا معتبر ہوگا اور شوہر پر گواہ لانے واجب ہین اور تحقیق عین الہدایہ مین ہے ۱۲

اختیار دیا ہی کہ جب چاہے اپنے کو طلاق دے یہ سراج الوہاج مین ہی اور ضابطہ یہ مقرر ہوا ہی کہ جو فرقت از جانب عورت حاصل ہو مگر شوہر کے سبب سے نہو تو وہ فسخ نکاح ہی جیسے خیار عتق وخیار بلوغ اور جو فرقت از جانب شوہر پیدا ہو وہ طلاق ہی جیسے ایلاء کرنا و مجبوب ہونا اور عنین ہونا یہ نہر الفائق مین ہی اور جب بسبب خیار بلوغ کے فرقت ہو گئی پس اگر شوہر نے اُسکے ساتھ دخول نہ کیا ہو تو عورت کو کچھ مہر نہ ملیگا خواہ مرد نے فسخ اختیار کیا ہو یا عورت نے اور اگر مرد نے اُسکے ساتھ دخول کر لیا ہو تو اُسکو پورا مہر ملیگا خواہ عورت کے اختیار سے فرقت واقع ہوئی ہو یا مرد کے اختیار سے پیدا ہوئی ہو یہ محیط مین ہی۔ معتوہہ عورت کو اگر اُسکے باپ یا دادا اُسکے سوائے دوسرے نے بیاہ دیا پھر وہ عاقلہ ہو گئی تو اُسکو خیار حاصل ہوگا اور اگر باپ یا دادا نے بیاہ کر دیئے بعد وہ عاقلہ ہوئی تو اُسکو خیار حاصل نہوگا یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اور اگر پسر نے اُسکا نکاح کر دیا تو یہ مثل ولایت باپ کے ہی بلکہ اس سے بھی اولی ہی یہ خلاصہ مین ہی۔ اور واضح ہو کہ صغیرہ کے ساتھ دخول کرنیکے وقت مین خلاف ہے پس بعض نے فرمایا کہ جبتک بالغہ نہو جاوے تب تک اُسکے ساتھ دخول نہ کرے اور بعض نے کہا کہ جب نو برس کی ہو جاوے تو اُسکے ساتھ وطی کر سکتا ہی یہ بحر الرائق مین ہی اور اکثر مشائخ کا یہ قول ہی کہ اس باب مین سن کا کچھ اعتبار نہین ہی بلکہ طاقت کا اعتبار ہی پس اگر بھاری بھر کم موٹی تازی ہو کہ مرد کے ہمبستری کی طاقت رکھتی ہو اور اس فعل سے اُسکے مریض ہو جانے کا خوف نہو تو شوہر اُسکے ساتھ دخول کر سکتا ہی اگرچہ وہ نو برس کی بھی نہو اور اگر پتلی دبلی ہو کہ جماع کی طاقت نہ رکھتی ہو اور اس فعل سے اُسکے بیمار ہو جانیکا خوف ہو تو شوہر کو اُسکے ساتھ دخول کرنا حلال نہین ہی اگرچہ اُسکا سن[1] زیادہ ہو اور یہی صحیح ہی اور اگر شوہر نے مہر ادا کیا اور قاضی سے درخواست کی کہ عورت کے باپ کو حکم دیا جاوے کہ عورت کو سپرد کرے پس اُسکے باپ نے کہا کہ وہ صغیرہ ہی کہ مرد کے لائق نہین ہوئی ہی اور جماع کی متحمل نہین ہو سکتی ہی اور شوہر نے کہا کہ نہین بلکہ وہ متحمل ہو سکتی ہی تو دیکھنا چاہیے کہ اگر عورت مذکورہ باہر نکلتی ہو تو محکمۂ قضا مین حاضر کرائی جاوے اور دیکھا جاوے پس اگر مرد کے لائق ہو تو اُسکے باپ کو حکم دیا جائیگا کہ شوہر کے سپرد کرے اور اگر مرد کے لائق نظر نہ آوے تو یہ حکم نہ دیا جاویگا اور اگر عورت مذکورہ باہر نہ نکلتی ہو تو معتمد عورتون کو بھیجکر دریافت کرادے پس اگر اُنھون نے کہا کہ مرد کا بوجھ اُٹھا سکتی ہے اور جماع کی طاقت رکھتی ہی تو باپ کو اُسکی سپردگی کا حکم دیا جائیگا اور اگر ثقہ عورتون نے کہا کہ وہ برداشت نہین کر سکتی ہی تو باپ کو شوہر کے سپرد کرنیکا حکم نہ دیا جائیگا یہ محیط مین ہی۔ اور امام ابو حنیفہؒ و امام ابو یوسفؒ کے نزدیک ظاہر الروایۃ کے موافق عورت آزادہ عاقلہ بالغہ کا نکاح بدون ولی کے نافذ ہو جاتا ہی یہ تبیین مین ہی۔ اور شیخ الاسلام عطا بن حمزہ سے دریافت کیا گیا کہ شافعیہ عورت نے جو باکرہ بالغہ ہی کسی مرد حنفی سے بدون اجازت اپنے باپ کے نکاح کر لیا اور باپ اسپر راضی نہوا اور اُسنے نکاح مذکور رد کر دیا پس آیا یہ نکاح صحیح ہوگا تو فرمایا کہ[2]

---

[1] زیادہ سن سے یہ مراد ہی کہ نو برس سے زیادہ ہو ۱۲ منہ [2] قال المترجم شاید پوچھنے والے کی غرض یہ ہی کہ موافق مذہب حنفی کے کیا حکم ہے ورنہ شافعی مذہب کے موافق نکاح منعقد نہوگا ۱۲ منہ

ہاں اور اسیطرح اگر اُسنے مرد شافعی سے نکاح کرلیا تو بھی یہی حکم ہے یہ ظہیریہ مین ہے ۔ اور جو عورت عاقلہ بالغہ ہے اگر اُسکی بلا اجازت کسی نے اُسکا نکاح خواہ باپ ہو یا سلطان ہو کردیا تو یہ نکاح اس عورت پر نافذ نہوگا خواہ یہ عورت باکرہ ہو یا ثیبہ ہو پس اگر ولی نے ایسا کیا تو یہ نکاح اس عورت کی اجازت پر موقوف ہوگا پس اگر اُسنے اجازت دیدی تو جائز ہوجائیگا اور اگر رد کردیا تو باطل ہوجائیگا یہ سراج الوہاج مین ہے اور اگر اجازت لینے کے وقت باکرہ بالغہ ہنسی یا خبر نکاح پہونچنے کے بعد ہنسی تو یہ رضامندی ہے ایسا ہی شیخ قدوری و شیخ الاسلام نے ذکر کیا ہے یہ محیط و کافی مین ہے اور مشائخ نے فرمایا کہ اگر وہ اسطرح ہنسی کہ گویا جو کچھ اُسنے سنا ہے اُسپر استہزا کیا تو یہ رضامندی نہین ہے یہ مبسوط و کافی مین ہے اور اسی پر فتوے ہے یہ بحر الرائق مین ہے اور اگر اُسنے تبسم کیا یعنے مسکرائی تو یہ رضامندی ہے اور یہی صحیح مذہب ہے اسکو شمس الائمہ حلوائی نے ذکر کیا ہے یہ محیط مین ہے اور اگر وہ رونے لگی تو اسمین اختلاف ہے اور صحیح یہ ہے کہ اگر بدون آواز کے آنسوؤن سے روئی تو یہ رضامندی ہے اور اگر چیخ کر آواز سے روئی تو یہ رضامندی نہین ہے یہ فتاوے قاضیخان مین ہے اور یہی اوجہ ہے اور اسی پر فتوے ہے یہ ذخیرہ مین ہے۔ اور اگر ولی نے باکرہ بالغہ سے اجازت طلب کی اور وہ خاموش رہی تو یہ اجازت ہے اسیطرح اگر ولی کے نکاح کر دینے کے بعد اُسنے شوہر کو اپنے اوپر قابو دیدیا تو یہ رضامندی ہے اور اسیطرح اگر آگاہ ہونیکے بعد اپنے مہر معجل کا مطالبہ کیا تو یہ رضامندی ہے یہ سراج الوہاج مین ہے۔ اور اگر ولی نے اُس سے اجازت طلب کی کہ میرا قصد ہے کہ فلان مرد کے ساتھ بعوض ہزار درم مہر کے تیرا نکاح کردون پس وہ خاموش ہو رہی پھر ولی نے اُسکا نکاح کردیا تب اُسنے کہا کہ مین راضی نہین ہوتی ہون یا ولی نے اُسکی تزویج کردی پھر اُسکو خبر پہونچی اور اُسنے سکوت کیا تو دونون صورتون مین اسکا سکوت کرنا رضامندی ہے بشرطیکہ نکاح کردینے والا یہ ولی ہو اور اگر نکاح کنندہ کی بہ نسبت کوئی اور ولی اقرب ہو تو اُسکا سکوت رضامندی مین شمار نہوگا بلکہ اُسکو اختیار ہوگا چاہے راضی ہوجاے رد کردے اور اگر اُسکو فقط ایک مرد نے خبر پہونچائی پس اگر یہ شخص ولی کا ایلچی ہو تو اُسکا سکوت کرنا رضامندی ہوگا خواہ یہ مرد ایلچی ثقہ پرہیزگار ہو یا غیر ثقہ ہو یہ مضمرات مین ہے۔ اور اگر خبر دینے والا کوئی شخص فضولی ہو تو امام اعظمؒ کے نزدیک اسمین عدد اور عدالت یعنے عادل ہونا شرط ہے اور اسمین صاحبینؒ کا خلاف ہے یہ کافی مین ہے اور ہمارے بعضے مشائخ نے فرمایا کہ اگر خبر دینے والا اجنبی ہو کہ ولی کا ایلچی یا خود ولی نہو پس اگر خبر دینے والا ایک مرد غیر ثقہ ہو پس اگر عورت نے اُسکے قول کی تصدیق کی ہو تو نکاح ثابت ہوجائیگا اور اگر تکذیب کی ہو تو ثابت نہوگا اگرچہ صدق مخبر[1] پیچھے ظاہر ہوجاوے یہ امام اعظمؒ کا قول ہے اور صاحبینؒ کے نزدیک اگر صدق مخبر ظاہر ہوجائیگا تو نکاح ثابت ہوجائیگا یہ ذخیرہ مین ہے۔ اور اگر کسی عورت کو خبر پہونچی پس اُسنے کسی غیر معاملہ مین کچھ باتین شروع کردین تو اس مقام پر یہ بمنزلہ سکوت کے ہے پس اُسکی طرف سے رضامندی ثابت ہوگی یہ بحر الرائق مین ہے۔ باکرہ بالغہ کو نکاح کی خبر پہونچی پس اُس کو چھینک آنے لگی یا کھانسی آنے لگی پھر جب ٹھہری تو اُسنے کہا کہ مین نہین راضی ہوتی ہون تو یہ رد کرنا

۱؎ صدق مخبر یعنے بعد کو ظاہر ہو کہ جو کچھ اُسنے خبر دی تھی وہ سچ تھی اور فضولی وہ شخص کہ ایلچی وغیرہ نہو ۱۲ ع ۵؎ یعنے دو مرد ہونا کم سے کم ۱۲ م

جائز ہوگا بشرطیکہ علے الاتصال ہو اسیطرح اگر اُسکا مُنھ بند کر لیا گیا پھر چھوڑ گیا تب ہی اُسنے کہا کہ مین راضی نہین
ہوتی ہون تو بھی اس مقام پر یہ رد صحیح ہوگا یہ ذخیرہ مین ہی۔ اور عورت سے اجازت لینے مین شوہر کا نام اسطرح بیان
کرنا کہ وہ پہچان جاوے ضرور معتبر ہی یہ ہدایہ مین ہی حتے کہ اگر عورت سے یون کہا کہ مین ایک مرد سے تیرا نکاح کر دینا
چاہتا ہون اور وہ خاموش رہی تو یہ رضامندی نہوگی اور اگر عورت سے کہا کہ مین تجھے فلان یا فلان ایک جماعت کو
بیان کیا کہ انمین سے کسی مرد سے تیرا بیاہ کر دینا چاہتا ہون اور وہ خاموش رہی تو یہ رضامندی ہی کہ ولی کو اختیار
ہوگا کہ جس سے چاہے نکاح کر دے اور اگر کہا کہ اپنے پڑوسیون یا چچا کی اولاد سے تیرا نکاح کرنا چاہتا ہون اور وہ خاموش
رہی پس اگر یہ لوگ معدود ہون کہ اُسکی شناخت مین ہون تو یہ رضامندی ہی ورنہ نہین یہ تبیین مین ہی اور یہ سب
اُسوقت ہی کہ عورت مذکورہ نے امر نکاح ولی کو نہ سونپا ہو اور اگر یہ کہدیا کہ چند لوگ مجھے خطبہ کرتے ہین پس
عورت نے کہا کہ جو تو کرے مجھے منظور ہی یا جسکو تو پسند کرے اُسکے ساتھ میرا نکاح کر دے یا مثل اسکے اور الفاظ
کہے تو یہ اجازت اچھی ہی اور بعض نے فرمایا کہ مہر کا بیان کرنا شرط ہی اور یہ متاخرین کا قول ہی اور فتح القدیر مین ہی کہ
یہ اوجہ ہی یہ بحر الرائق مین ہی۔ اور اگر باپ نے قبل نکاح کے اُس سے اجازت طلب کی اور کہا کہ مین تیرا نکاح کر دینا
چاہتا ہون اور اجازت لینے مین مہر کا اور شوہر کا ذکر نہ کیا پس اُسنے سکوت کیا تو اُسکا ساکت ہونا رضامندی نہوگی
حتے کہ بعد نکاح کے عورت کو رد کر دینے کا اختیار رہیگا اور اگر اُسنے شوہر کا نام ونشان ومہر کا ذکر کیا ہو تو اُسکا ساکت
ہونا رضامندی ہوگی اور اگر شوہر کا ذکر کیا اور مہر کا ذکر نہ کیا اور عورت نے سکوت کیا تو مشائخ نے فرمایا کہ اگر باپ نے
عورت مذکورہ کو کسی مرد کو ہبہ کیا تو اُسکا نکاح نافذ ہو جائیگا اسواسطے کہ عورت مذکورہ ایسے نکاح پر راضی ہوئی ہی کہ جسمین بیان
مہر نہین ہی اور ظاہر یہ ہی کہ کل بعوض مہر مثل کے ہوگا اور بلفظ ہبہ جو نکاح ہوتا ہی وہ موجب مہر مثل ہوتا ہی اور اگر ولی نے نکاح
مین کچھ مہر بیان کیا ہو تو ولی کا نکاح کرنا نافذ نہوگا اسواسطے کہ عورت مذکورہ ولی کے تسمیہ پر راضی نہین ہوئی ہی پس
ولی کا اسطرح کا نکاح نافذ نہوگا الا اُس صورت مین کہ جدید اجازت حاصل کرے۔ اور اگر ولی نے بدون اجازت حاصل
کرنیکے اُسکا نکاح کر دیا پھر بعد نکاح کے اُسکو خبر دی اور وہ خاموش ہو رہی پس اگر خالی نکاح کی خبر دی اور مہر اور شوہر کا
بیان نہ کیا تو اسمین مشائخ نے اختلاف کیا ہی اور صحیح یہ ہی کہ یہ رضامندی نہوگی اور اگر ولی نے شوہر ومہر کا بھی حال بیان
کر دیا ہو پس اُسنے سکوت کیا تو یہ رضامندی و اجازت ہوگی اور اگر شوہر کا نام بیان کر دیا اور مہر بیان نہ کیا تو اسمین
وہی تفصیل ہے جو ہمنے قبل نکاح کے اجازت حاصل کرنے کی صورتمین بیان کر دی ہی اور اگر مہر کا ذکر کیا اور شوہر کو
بیان نہ کیا پس وہ خاموش رہی تو اسکا سکوت دلیل رضامندی نہوگی خواہ قبل نکاح کے اجازت چاہی ہو یا بعد نکاح
خبر دی ہو یہ فتاوے قاضیخان مین ہی۔ اور اگر ولی نے اُسکا نکاح کر دیا پس اُسنے کہا کہ مین راضی نہین ہوتی ہون پھر
اُسی مجلس مین راضی ہوگئی تو نکاح جائز نہو جائیگا یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اور اگر ولی نے اُسکا نکاح کر دیا پس اُسنے رد
کر دیا پھر دوسری مجلس مین کہا کہ چند لوگ تجھے خطبہ کرتے ہین پس اُسنے کہا کہ جو کچھ تو کرے مین اُسپر راضی ہون پس ولی
نے اُسی پہلے کے ساتھ اُسکا نکاح کر دیا پس اُسنے نکاح کی اجازت دینے سے انکار کیا تو اُسکو اختیار ہوگا یہ فتاوے

قاضیخان مین ہی اور شیخ امام فقیہ ابونصر سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے اُس عورت کو جسکا ولی ہی بیاہ دیا اور جب اُس عورت کو خبر پہونچی تو اُسنے کہا کہ جس مرد سے نکاح کیا ہی وہ بدشکل ہی مین راضی نہین ہون یا کہا کہ وہ موچی ہی مین راضی نہین ہون تو شیخ نے فرمایا کہ یہ ایک ہی کلام ہی پس پہلا[۱] فقرہ اُسکے حق مین مضر نہوگا اور نکاح باطل ہوجائیگا یہ محیط مین ہی - اور اگر ولی نے کسی مرد کے ساتھ نکاح کرنے کے واسطے عورت سے اجازت چاہی مگر اُسنے انکار کیا پھر ولی نے اُسکے ساتھ نکاح کر دیا پھر وہ خاموش رہی تو یہ رضامندی ہی یہ شرح جامع صغیر قاضیخان مین ہی - اور اگر ولی نے عورت کے حضور مین اسکا نکاح کیا اور وہ خاموش رہی تو اسمین مشائخ نے اختلاف کیا ہی اور اصح یہ ہی کہ یہ رضامندی ہی اور اگر مساوی درجہ کے دو ولیون مین سے ہر ایک نے ایک ایک مرد سے اُسکا نکاح کیا پس عورت نے ایک ساتھ دونون نکاحونکی اجازت دیدی تو دونون باطل ہوجائینگے کیونکہ دونون مین سے کوئی اولے نہین ہی اور اگر ساکت رہی تو دونون نکاح موقوف رہینگے یہانتک کہ وہ دونون مین سے کسی ایک کی اجازت دیدے کذا فے التبیین اور یہی ظاہر الجواب ہے یہ بحر الرائق مین ہی اور اگر ولی نے باکرہ بالغہ سے کسی مرد کے ساتھ اسکا نکاح کرنیکی اجازت چاہی اُسنے کہا کہ اسکے سوائے دوسرا بہتر ہی تو یہ اجازت نہوگی اور اگر ولی نے بعد نکاح کرنیکے اُسکو خبر دی پس اُسنے یہ لفظ کہا کہ دوسرا بہتر تھا تو یہ اجازت ہے یہ ذخیرہ مین ہی باکرہ بالغہ کا نکاح اُسکے باپ نے کر دیا پھر اُسکو خبر پہونچی پس اُسنے کہا کہ مین نہین چاہتی ہون یا کہا کہ مین فلان شخص سے نکاح نہین چاہتی ہون تو مختار یہ ہی کہ دونون صورتونمین نکاح رد ہوگا یہ تاتارخانیہ مین عتابیہ سے منقول ہی اور اگر ولی نے اُس سے کہا کہ مین چاہتا ہون کہ فلان مرد سے تیرا نکاح کر دون پس اُسنے کہا کہ صلاحیت رکھتا ہی یعنے اچھا ہی پھر جب ولی اُسکے پاس سے باہر چلا گیا تو اُسنے کہا کہ مین راضی نہین ہون اور ولی کو اس مقولہ کا حال معلوم نہوا یہانتک کہ اُسنے فلان مرد مذکور سے اُسکا نکاح کر دیا تو صحیح ہوگا اور اگر ولی نے اُسکا نکاح کر دیا پس اُسنے کہا کہ ولی نے اچھا کام کیا تو اصح یہ ہی کہ یہ اجازت ہے اور اگر اُسنے ولی سے کہا کہ اَحسَنتَ یعنی خوب کیا یا اَصَبتَ یعنی صواب کی راہ پائی یا کہا کہ اللہ تعالےٰ تجھے برکت دے یا ہمکو برکت دے یا اُسنے مبارکبادی قبول کی تو یہ سب رضامندی مین داخل ہی اور شیخ ابن الاسلام نے فرمایا کہ اگر ولی نے اُس سے کہا کہ مین تجھے فلان مرد کے ساتھ بیاہ دون اُسنے جواب دیا کہ کچھ ڈر نہین ہی تو یہ رضامندی ہے اور اگر یہ کہا کہ مجھے نکاح کی حاجت نہین ہی یا کہا کہ مین تجھ سے کہہ چکی تھی کہ مین نہین چاہتی ہون تو یہ اُس نکاح کا رد ہی جسکو ولی عمل مین لایا ہی اور اسیطرح اگر کہا کہ مین نہین راضی ہون یا مجھ سے صبر نہوگا یا مین اُسکو بُرا جانتی ہون تو امام ابو یوسف رح سے مروی ہی کہ یہ رد نکاح ہی اور اگر یہ کہا کہ مجھے خوش نہین آیا ہی یا مین ازدواج کو نہین چاہتی ہون تو یہ رد نہوگا حتے کہ اگر اُسکے بعد راضی ہوجاوے تو نکاح صحیح ہوجائیگا اور اگر اُسنے یون کہا کہ مین فلان مرد کو نہین چاہتی ہون تو یہ رد ہی کذا فے الظہیریہ اور یہی اظہر و اقرب الی الصواب ہے یہ محیط مین ہی اور اگر اُسنے کہا کہ انت اعلم یعنے تو خوب جانتا ہی یا فارسی مین کہا کہ تو بہ دانی یعنے تو بہتر جانتا ہی تو یہ رضامندی نہین ہی اور

---

[۱] یعنے وہ بدشکل ہی یا وہ موچی ہی یہ فقرہ مضر نہوگا بلکہ یہ بھی رد نکاح ہی نہ کلام دیگر ۱۲ منہ

اگر کہا کہ یہ تیری رائے کے سپرد ہی تو یہ رضامندی ہی یہ ظہیریہ مین ہی - ایک باکرہ سے اُسکے چچا کے بیٹے نے اپنے ساتھ نکاح کر لیا حالانکہ باکرہ مذکورہ بالغہ ہی پھر اُسکو خبر پہونچی پس وہ خاموش ہو رہی پھر کہا کہ مین راضی نہین ہون تو اُسکو یہ اختیار ہوگا اسواسطے کہ اُسکے چچا کا بیٹا اپنی ذات کے حق مین اصیل[1] تھا اور عورت کی جانب سے فضولی تھا پس امام اعظمؒ و امام محمدؒ کے قول کے موافق عقد نکاح تمام نہوگا پس عورت کی اول رضامندی کچھ کارآمد نہوگی اور اگر مرد مذکور نے پہلے اس سے اپنے ساتھ نکاح کی اجازت طلب کی اور وہ خاموش رہی پھر اُسنے اپنے ساتھ اُسکا نکاح کر لیا تو بالاجماع جائز ہوگا یہ فتاوے قاضیخان مین ہی - اگر باپ نے باکرہ بالغہ سے کہا کہ فلان مرد تجھے بعوض اسقدر مہر کے مانگتا ہی پس باکرہ مذکورہ دو مرتبہ اپنی جگہ سے اُٹھی حالانکہ وہ خاموش تھی پھر باپ نے اُسکا نکاح کر دیا تو جائز ہی یہ غایۃ السروجی مین ہی - اور اگر ولی نے بدون اُسکی اجازت لینے کے اُسکا نکاح کر دیا پھر دونون نے اختلاف کیا یعنے شوہر نے کہا کہ تجھکو نکاح کی خبر پہونچی تھی پس تو خاموش رہی تھی اور عورت نے کہا کہ نہین بلکہ مین نے رد کر دیا تھا تو عورت کا قول قبول ہوگا یہ شرح جامع صغیر قاضیخان مین ہی پھر اگر شوہر نے اس دعوے پر کہ عورت مذکورہ وقت خبر پہونچنے کے خاموش رہی تھی گواہ قائم کیے تو دراُسکی جورو ہوگی ورنہ دونون کے درمیان نکاح نہوگا اور امام اعظمؒ کے نزدیک عورت پر قسم عائد نہین ہوتی ہی اور صاحبینؒ کے نزدیک عورت پر قسم عائد ہوگی کذا فی المحیط اور اسی پر فتوے ہی یہ شرح نقایہ شیخ ابو المکارم مین ہی پس اگر عورت نے قسم سے انکار کیا تو بوجہ نکول کے اُسپر ڈگری کیجائیگی اور اگر دونون نے گواہ قائم کیے شوہر نے اس امر کے گواہ دیے کہ وقت خبر پہونچنے کے یہ خاموش رہی اور عورت نے اس امر کے گواہ دیے کہ مین نے رد کر دیا تو عورت کے گواہ مقبول ہونگے کذا فی المحیط اور اگر گواہون نے کہا کہ ہم اسکے پاس تھے مگر ہمنے اسکو کچھ بولتے نہین سُنا تو ایسی گواہی سے ثابت ہو جائیگا کہ وہ ساکت رہی تھی یہ فتح القدیر مین ہی - اور اگر شوہر نے گواہ دیے کہ عورت نے بروقت خبر رسانی کے عقد کی اجازت دیدی اور عورت نے گواہ دیے کہ اس عورت نے خبر پہونچنے کے وقت رد کر دیا ہی تو شوہر کے گواہ مقبول ہونگے یہ سراج الوہاج مین ہی - اور اگر باکرہ کے ساتھ اسکے شوہر نے دخول[2] کر لیا ہو پھر عورت نے کہا کہ مین راضی نہین ہوئی ہون تو اُسکے قول کی تصدیق نہ کیجائیگی اور دخول کرنے کا قابو دینا یہ رضامندی قرار دیا جائیگا الا اس صورت مین رضامندی ثابت نہوگی کہ زبردستی اُسکے ساتھ یہ فعل کیا ہو پھر اگر اس صورت مین اُسنے رد کر دینے کے گواہ قائم کیے تو فتاوے فضلیؒ مین مذکور ہی کہ گواہ مقبول ہونگے اور بعض نے فرمایا کہ صحیح یہ ہی کہ قبول نہونگے اسوجہ سے کہ اُسکو وطی کر لینے کا قابو دینا عورت کیطرف سے بمنزلہ اقرار رضامندی کے ہی اور اگر رضامندی کا اقرار کر کے پھر رد نکاح کا دعوے کرے تو دعوے صحیح نہین ہوتا ہی اور گواہ قبول نہین ہوتے ہین پس ایسا ہی اس صورت مین ہوگا یہ محیط مین ہی - اور اُسکے ولی کا قول کہ وہ رضامند ہو گئی ہی مقبول نہوگا - اسواسطے کہ وہ عورت پر زوج کی ملک ثابت ہونیکا اقرار کرتا ہی اور بعد عورت کے بالغ ہونیکے ولی کا اقرار عورت پر نکاح کا صحیح نہین

[1] اصیل جو اپنے واسطے عامل ہو ۱۲ [2] یعنے اُسکے ساتھ دخول کر لیا ہے ۱۲ منہ

ہے یہ شرح مبسوط امام سرخسی مین ہی ایک مرد نے اپنی دختر بالغہ کا نکاح کیا اور اسکا راضی ہونا یا نکاح رد کرنا معلوم نہوا یہانتک کہ شوہر مرگیا پس وارثان شوہر نے کہا کہ یہ عورت بدون اپنے حکم کے بیاہ دیگئی ہی اور اُسکو نکاح کا حال معلوم نہین ہوا اور نہ یہ راضی ہوئی پس اسکو میراث نہ ملیگی اور عورت نے کہا کہ میرے باپ نے میرے حکم سے مجھے بیاہ دیا ہی تو عورت کا قول قبول ہوگا اور عورت کو میراث ملیگی اور اسپر عدت واجب ہوگی اور اگر عورت نے کہا کہ میرے باپ نے بغیر میرے حکم کے مجھے بیاہ دیا پھر مجھے خبر پہونچی اور مین راضی ہوگئی تو عورت کو مہر نہ ملیگا اور نہ میراث ملیگی یہ فتاوے قاضیخان مین ہی۔ اور اگر ثیبہ عورت سے اجازت طلب کیجاوے تو زبان سے اُسکی رضامندی ضرور ہی اسیطرح اگر اُسکو خبر نکاح پہونچے تو بھی زبان سے رضامندی ضرور ہی یہ کافی مین ہی اور جیسے زبان سے اُسکی رضامندی متحقق ہوتی ہی مثلاً اُسنے کہا کہ مین راضی ہوئی یا مین نے قبول کیا یا تونے بھلا کام کیا یا کار صواب کیا یا اللہ تعالے تجھکو یا ہمکو برکت عطا فرماوے یا مثل اسکے اور الفاظ کہے اسیطرح رضامندی بدلالت متحقق ہوتی ہی مثلاً اُسنے اپنا مہر طلب کیا یا نفقہ مانگا یا شوہر کو اپنے ساتھ وطی کرنے دی یا مبارکبادی قبول کی یا خوشی کا ہنسنا ہنسی بدون اسکے کہ باستہزا ہنسی ہو یہ تبیین مین ہی۔ اور ثیبہ جب بیاہ دیگئی پھر بعد نکاح کے اُسنے شوہر کا ہدیہ قبول کیا تو یہ[ع] رضامندی مین داخل نہین ہی۔ اسیطرح اگر شوہر کا کھانا کھایا یا اُسکی خدمت کی جیسے پہلے کیا کرتی تھی۔ اور اگر عورت مذکورہ کی رضامندی کے ساتھ اُسکا شوہر اُسکے ساتھ تخلیہ مین بیٹھا تو اس مسئلہ کی کوئی روایت نہین ہی اور شیخ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ میرے نزدیک یہ امر اجازت نکاح مین شمار ہوگا یہ ظہیریہ مین ہی۔ اور اگر کسی لڑکی کا پردہ بکارت بسبب اُچک کر کودنے یا ادرار حیض یا زخم یا تعنیس[عہ] کے زائل ہوگیا تو یہ عورت باکرہ کے حکم مین ہی۔ اور اگر زناکاری کیوجہ سے زائل ہوگیا تو بھی امام اعظمؒ کے نزدیک یہی حکم ہی اور صاحبینؒ کے نزدیک اُسکے سکوت پر اکتفا نہ کیا جائیگا اور اگر باہر لاکر اُسپر حد ماری گئی تو صحیح یہ ہی کہ اُسکے سکوت پر اکتفا نہ کیا جائیگا اسیطرح اگر زناکاری اُسکی عادت ہوگئی تو بھی یہی حکم ہی یہ کافی مین ہی۔ اور اگر باکرہ کا شوہر قبل اسکے کہ اسکے ساتھ وطی کرے مرگیا یا اُسکو اُسکے ساتھ تخلیہ ہوچکا ہی تو یہ عورت پھر مثل باکرہ عورتون کے بیاہی جائیگی اسیطرح اگر عنین اور اُسکی عورت باکرہ کے درمیان جدائی ہوئی تو اسکا بھی یہی حکم ہی اور اسیطرح اگر استنجے کے خزف[ل] سے اُسکی بکارت زائل ہوئی تو بھی یہی حکم ہے اور اگر نکاح فاسد مین اس سے مجامعت کیگئی اور اُسکی بکارت زائل ہوئی یا شبہہ مین اس سے وطی کیگئی اور اُسکی بکارت زائل ہوئی تو ثیبہ عورت کیطرح اُسکا نکاح کیا جائیگا یعنے صریح قول سے اُسکی رضامندی لیجائیگی یہ خلاصہ مین ہی

پانچوان باب۔ اکفاء کے بیان مین۔

قال المترجم اکفاء جمع کفو بمعنے ہمسر اور شرع مین اُسکی تفسیر یہ ہی جو ذیل کے مسائل سے واضح ہی جاننا چاہیے کہ نکاح لازم ہونیکے واسطے مردون کا عورتون کے لیے کفو ہونا معتبر ہی کذا فی محیط السرخسی اور مردون کے واسطے عورتون کیطرف سے کفو ہونا معتبر نہین ہی یہ بدائع مین ہی۔ پس اگر کسی عورت نے

ل خزف بزاے معجمہ سفال ریزہ یعنے مٹی کے برتن کا ٹکڑا ١٢ اور خزف کی قید تصویر مسئلہ کے واسطے ہی کہ اکثر اُسکی سختی اور نوک سے ایسا وقوع مین آنا متصور ہی ١٢ ع یعنے رضامندی نہین ہی ١٢ عہ تعنیس لڑکی کا عرصہ تک بن بیاہی رہنا ١٢

اپنے سے بہتر مرد سے نکاح کر لیا تو ولی کو دونون مین تفریق کرانے کا اختیار نہوگا اسواسطے کہ مرد کے نیچے اگر ایسی عورت ہو جو اُسکے ہمسر نہین ہے تو ولی کو اُسمین کوئی عار لاحق نہوگا یہ شرح مبسوط امام سرخسی مین ہے اور کفارت کا اعتبار چند چیزون مین ہے از انجملہ نسب ہے پس قریش مین بعض دوسرے بعض کے کفو ہین چاہے جیسے ہون حتے کہ جو قریشی ہاشمی نہین ہے وہ ہاشمی کا کفو ہوگا اور قریش کے سوائے باقی عرب اس قبیلہ قریش کے کفو نہین ہین ہان آپسمین ایک دوسرے کے کفو ہونگے اسمین انصاری[1] و مہاجری برابر ہونگے یہ فتاوےٰ قاضیخان مین ہے اور بنو باہلہ عامہ عرب کے کفو نہین ہین مگر صحیح یہ ہے کہ سوائے قریش کے تمام عرب باہم کفو ہین ایسا ہی ابو الیسر نے اپنی مبسوط مین لکھا ہے یہ کافی مین ہے اور موالی کہ جو غیر عرب ہین وہ عرب کے کفو نہونگے ہان آپسمین بعض موالی دوسرے موالی کے کفو ہین یہ عتابیہ مین ہے اور مشائخ نے فرمایا کہ جو شخص حسب الا ہے وہ نسب والیکا کفو ہو سکتا ہے چنانچہ مرد عالم فقیہ ایسی عورت کا جو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی اولاد سے ہو کفو ہوگا یہ قاضیخان نے اور جوامع الفقہ مین عتابی نے ذکر کیا ہے اور ینابیع مین لکھا ہے کہ عربیہ عورت اور علویہ عورت کا کفو عالم ہوتا ہے مگر اصح یہ ہے کہ علویہ عورت کا کفو عالم نہوگا یہ غایۃ السروجی مین ہے۔ از انجملہ آباء کا اسلام چنانچہ جو شخص خود مسلمان ہوا ہے اور اُسکے آبا مین کوئی مسلمان نہین ہے وہ ایسے شخص کا کفو نہوگا جسکا ایک باپ بھی مسلمان ہوا ہے یہ فتاوےٰ قاضیخان مین ہے اور جسکا ایک باپ مسلمان گذرا ہے وہ ایسے کا کفو نہوگا جسکے دو یا زیادہ باپ مسلمان گذرے ہین یہ بدائع مین ہے اور جو مرد خود مسلمان ہوا ہے وہ ایسی عورت کا کفو نہوگا جسکے دو یا تین باپ اسلام مین گذرے ہین ہان اپنے مثل عورت کا کفو ہوگا اور یہ حکم ایسی جگہ کے واسطے ہے جہان زمانہ اسلام دراز گذرا ہے اور اگر زمانہ قریب ہو کہ اس بات کا عار نہ گنا جاوے اور یہ امر عیب شمار کیا جاوے تو وہ کفو ہوگا یہ سراج الوہاج مین ہے اور جس مرد کے دو باپ اسلام مین آئے ہین وہ ایسی عورت کا کفو ہوگا جسکی تین پشتین یا زیادہ اسلام مین گذری ہین یہ محیط مین ہے۔ اور جو عیاذاً باللہ تعالےٰ مرتد ہو کر پھر مسلمان ہو گیا وہ ایسی عورت کا کفو ہوگا جو کبھی مرتد نہین ہوئی ہے یہ قنیہ مین ہے۔ اور از انجملہ حریت مین کفاءت معتبر ہے پس مملوک چاہے جیسا مملوک ہو آزادہ عورت کا کفو نہین ہے اور اسیطرح جسکا باپ آزاد ہوا ہو وہ اصلی آزادہ عورت کا کفو نہین ہے یہ فتاوےٰ قاضیخان مین ہے اور آزاد شدہ مرد اپنے مثل آزاد شدہ عورت کا کفو ہوتا ہے کذا فے شرح الطحاوی اور جسکا باپ آزاد ہوا ہے وہ ایسی عورت کا کفو نہین ہے جسکی دو پشتین آزادی مین گذری ہین یہ فتاوےٰ قاضیخان مین ہے اور جو مرد اپنے دادا سے آزاد مسلمان ہے یعنے اُسکا دادا آزاد مسلمان پیدا ہوا ہے وہ ایسی عورت کا کفو ہے جسکے آبا و اجداد آزاد مسلمان ہون اور اگر اس مرد کا دادا آزاد کیا گیا ہو یا کافر ہو پھر مسلمان ہو گیا ہو تو عورت مذکورہ کا کفو نہوگا اور جو مرد آزاد کیا گیا ہے وہ ایسی عورت کا کفو نہوگا جسکی ماں اصلی حرہ ہے اور باپ آزاد شدہ ہے اور بعض نے فرمایا کہ اس مسئلہ مین کوئی

---

[1] انصاری جنھون نے حضرت صلعم کی مدد کی ہے اور غالبًا مدینہ کے رہنے والے ہین وہ انصاری کہلاتے ہین اور جو حضرت کے ساتھ ہجرت کر کے چلے گئے وہ مہاجر ہین پس انصاری باہم کفو ہین اور سوائے مہاجرین قریش کے شل ابو ہریرہ دوسی وغیرہ بھی اُنکے کفو ہین ۱۲ [2] مملوک الخ یعنے محض مملوک کہ قن ہو یا مدبر یا مکاتب و معتق البعض ۱۲ منہ [3] یعنے باپ دادا و پردادا وغیرہ ۱۲ [4] دو پشت باپ دادا یا زیادہ ۱۲ [5] یعنے نو مسلم ہو ۱۲

روایت نہین ہی یہ عتابیہ مین ہی۔ اور رذیل قوم کا آزاد شدہ غلام ایسی عورت کا کفو نہین ہی جو شریف قوم کی
آزاد شدہ باندی ہو اسواسطے کہ ولا بمنزلہ نسب کے ہے چنانچہ بنی ہاشم کی آزاد شدہ باندی نے اگر کسی عربی کے
آزاد شدہ غلام سے نکاح کیا تو اُسکے آزاد کرنیوالے کو حق تعرض[عہ] حاصل ہوگا یہ شرح طحاوی مین ہی۔ بلکہ بنی ہاشم کی
آزاد کردہ شدہ باندی قریش کے آزاد کردہ شدہ غلام کی کفو نہین ہی یہ تمرتاشی مین ہی اور شریف قوم کی
آزاد شدہ باندی موالی[عہ] غیر عرب کی کفو ہی یہ ذخیرہ مین ہی اور عجمیون کے حق مین کفارت کا اعتبار حریت
و اسلام کی راہ سے ہی اسواسطے کہ عجمی انھین دونون[عہ] باتون سے فخر کرتے ہین نہ نسب سے یہ تبیین مین ہے
اور حق عرب مین باپ کا اسلام شرط نہین ہی یہ محیط مین ہی پس اگر ایسے عربی نے جسکا باپ کافر ہی ایسی عربیہ
عورت سے نکاح کیا جسکے آبا مسلمان ہین تو وہ کفو ہوگا اور رہی آزادی سو وہ عرب کے حق مین لازم ہی اسواسطے کہ
انکا رقیق کرنا جائز نہین ہی یہ بحرالرائق مین ہے اور ازانجملہ مال مین کفارت معتبر ہی اور اسکے معنے یہ ہین کہ مہر ونفقہ کا
مالک ہو اور یہی ظاہر الروایۃ کے موافق معتبر ہی حتے کہ جو شخص مہر ونفقہ دونون کا یا ایک کا مالک نہین ہی وہ کفو نہو گا
کذا فی الہدایہ چاہے عورت خوش حال ہو یا تنگدست ہو کذا فی التجنیس والمزید اور اسسے زیادہ ہونا اعتبار نہین
کیا گیا ہی حتے کہ جو مرد مہر ونفقہ کا مالک ہے وہ عورت کا کفو ہوگا اگرچہ یہ عورت مال کثیر رکھتی ہو اور یہی صحیح مذہب ہے
اور اگر مرد کمائی کرکے عورت کا نفقہ دے سکتا ہو اور مہر پر قدرت نہ رکھتا ہو تو اسمین مشائخ نے اختلاف کیا ہی اور
عامہ مشائخ کا یہ قول ہی کہ وہ کفو نہوگا یہ محیط مین ہی اور واضح ہو کہ مہر سے مراد اس مقام پر مہر معجل ہی یعنے اسقدر مہر
جسکا فی الحال دینا رواج مین ہو اور باقی مہر کا اعتبار نہین ہی اگرچہ وہ بھی فی الحال ٹھہرا ہو یہ تبیین مین ہے۔
اور شیخ ابو نصر نے فرمایا کہ نفقہ مین ایک سال کا روزینہ معتبر ہی اور شیخ نصیر فرماتے تھے کہ ایک مہینہ کا روزینہ معتبر ہے
اور یہی اصح ہی یہ تجنیس و مزید مین ہی اور امام ابو یوسف رح سے روایت ہی کہ اگر مہر دینے پر قادر ہو اور ہر روز اسقدر
کماتا ہو کہ عورت کے نفقہ کے واسطے کفایت کرتا ہی تو اُسکا کفو ہوگا اور یہی صحیح ہی یہ قاضی خان کی شرح
جامع صغیر مین ہی۔ اور اہل حرفہ کے حق مین یہ قول امام ابو یوسف رح کا احسن ہی یہ فتاوےٰ قاضیخان مین ہی۔ اور نفقہ پر قادر
ہونا جب ہی معتبر ہی کہ جب عورت بالغہ ہو یا ایسی نابالغہ ہو کہ جماع کرنے کے لائق ہو اور اگر ایسی صغیرہ ہو کہ قابل
جماع نہو تو مرد کے حق مین نفقہ پر قادر ہونا معتبر نہین ہی اسواسطے کہ ایسی صورت مین مرد پر نفقہ واجب نہین ہوتا
ہے پس خالی مہر پر قادر ہونے کا اعتبار ہوگا یہ ذخیرہ مین ہی ایک مرد نے جو فقیر ہی ایک عورت سے نکاح کر لیا پھر اس
عورت نے اسکو مہر معاف کر دیا تو مرد مذکور اس کا کفو نہو جائیگا۔ اسواسطے کہ مہر پر قادر ہونیکا اعتبار عقد واقع ہونیکی
حالت مین ہی یہ تجنیس و مزید مین ہی۔ ایک مرد نے اپنی صغیرہ بہن کا نکاح ایسے صغیر طفل سے کر دیا جو نفقہ دینے پر قادر
اور مہر دینے پر قادر نہین ہی پھر اُسکے باپ نے اس نکاح کو قبول کیا حالانکہ باپ غنی ہی تو عقد جائز ہوگا اسواسطے کہ

عہ قال المترجم بعضون نے وجہ تعلیل یون بیان کی ہی کہ عجم نے تضییع انساب کر دی ہی بس ظاہرا بناء بر اس تعلیل کے ضیعوا انسابھم کے یہ معنے ہونگے کہ انساب کو کھو یا یا پست رکھا ہی اور اُسکی کچھ قدر نہ کی بلکہ حریت و اسلام کی قدر کی ہی لہذا انھین کی راہ سے افتخار کرتے ہین ۱۲ منہ عہ یعنے منع و فسخ کر سکتا ہی ۱۲ عہ لفظ مشترک بمعنے آزاد کیا ہوا اور بمعنے آزاد کرنیوالا ۱۲ منہ

طفل مذکور اپنے باپ کے غنی ہونے سے حق مہر میں غنی قرار دیا جائیگا نہ حق نفقہ مین اسواسطے کہ عادت یون جاری ہی کہ لوگ اپنے صغیر لڑکون کی جورو ؤن کا مہر اُٹھا لیتے ہین اور نفقہ نہین اُٹھاتے ہین یہ ذخیرہ مین ہی۔ اور اگر مرد پر بقدر مہر کے قرضہ ہو (اور اسیقدر مال اُسکے پاس ہی) تو وہ کفو ہوگا اسواسطے کہ اُسکو اختیار ہی کہ دین مہر و دین دیگر دونون سے جسکو چاہے ادا کرے یہ نہر الفائق مین ہی اور ازانجملہ یہ ہی کہ دیانت مین کفاءت معتبر ہے اور یہ امام ابو حنیفہ رح و امام ابو یوسف رح کا قول ہی اور یہی صحیح ہی یہ ہدایہ مین ہی۔ پس مرد فاسق عورت صالحہ کا کفو نہوگا کذا فی المجمع خواہ مرد مذکور باعلان فسق کا مرتکب ہو یا ایسا نہو یہ محیط مین ہی اور سرخسی نے ذکر کیا کہ امام ابو حنیفہ رح کا صحیح مذہب یہ ہی کہ پرہیزگاری کی راہ سے کفاءت کا اعتبار[۵۱] نہین ہی یہ سراج الوہاج مین ہی ایک مرد نے اپنی دختر صغیرہ کا نکاح کسی مرد کے ساتھ بدین گمان کہ وہ شراب خوار نہین ہی کر دیا پھر باپ نے اُسکو دائمی شراب خوار پایا پھر جب لڑکی بالغ ہوئی تو اُسنے کہا کہ مین نکاح پر راضی نہین ہوتی ہون پس اگر باپ کو اُسکے شراب خوار ہونیکا حال معلوم نہوا تھا اور عامہ اہلبیت اُسکے پرہیزگار ہین تو نکاح باطل ہو جائیگا اور یہ مسئلہ بالاتفاق ہے کذا فی الذخیرہ اور اختلاف درمیان امام ابو حنیفہ رح و اُنکے دونون شاگردون کے ایسی صورت مین ہی کہ باپ نے دختر کا نکاح ایسے مرد سے کر دیا جسکو وہ غیر کفو جانتا ہی پس امام اعظم رح کے نزدیک جائز ہی اسواسطے کہ باپ کامل الشفقۃ و وافر الرائے ہی پس ظاہر یہ ہی کہ اُسنے بخوبی فکر و تامل کے بعد غیر کفو کو بہ نسبت کفو کے زیادہ لائق پایا ہے یہ محیط مین ہی پھر واضح ہو کہ پرہیزگاری کی کفاءت ابتدائے نکاح مین معتبر ہی اور بعد نکاح کے اُسکا استمرار معتبر نہین ہی چنانچہ اگر مرد نے کسی عورت سے نکاح کیا اور حالت نکاح مین اُسکا کفو ہی پھر مرد مذکور فاجر و ظالم و راہزن ہو گیا تو نکاح فسخ نہوگا یہ سراج الوہاج مین ہی۔ ازانجملہ امام ابو حنیفہ رح سے ظاہر الروایۃ کے موافق حرفہ مین کفاءت معتبر نہین ہی چنانچہ بیطار[۵۲] مرد قوم عطار کی عورت کا کفو ہوگا اور امام اعظم رح سے ایک روایت کے موافق اور صاحبین رح کے قول کے موافق جسکا پیشہ دنی ذلیل ہو جیسے بیطار و حجام[۵۳] و جولاہہ و بھنگی و موچی تو وہ عطار و بزاز و صراف کا کفو نہوگا اور یہی صحیح ہی یہ فتاوے قاضیخان مین ہی اور اسیطرح نائی بھی ان پیشہ ورون کا کفو نہوگا یہ سراج الوہاج مین ہی اور امام ابو یوسف رح کا قول مروی ہی کہ جب دو پیشے باہم متقارب ہون تو ادنے تفاوت کا کچھ اعتبار نہوگا اور کفو ثابت ہوگا چنانچہ جولاہہ چھپے لگانیوالے کا کفو ہوگا اور موچی بھی بھنگی کا کفو ہوگا اور پیتل کے برتن بنانیوالا لوہار کا کفو ہوگا اور عطار بھی بزاز کا کفو ہوگا اور شمس الائمہ حلوائی نے فرمایا کہ اسی پر فتوے ہی یہ محیط مین ہی قال المترجم یہ عرف اپنے اپنے ملک کا ہی اور اصل یہ ہی کہ عرف مین جنکو رذیل پیشہ جانتے ہون وہ رذیل ہین

---

[۵۱] قولہ اعتبار نہین الخ مترجم کہتا ہی کہ بنظر اصول و دلائل کے جسکو لیاقت سے بخوبی جانتا ہی کہ شرع مین نسبی کفو کچھ چیز نہین ہی بلکہ حدیث صحیح مین تہدید و مذمت ہے کہ دیندار پسندیدہ سے تزوج نہ کروگے تو ملک مین بہت فساد ہوگا۔ پھر معجزہ کے طور پر یہ بھی آگاہ فرمایا ہے کہ میری امت سے بھی نسبی فخر نہ جائیگا جب یہ معلوم ہوا تو فقہا نے دیکھا کہ زوجہ و شوہر مین بوجہ جہل نسبی کے نفاق رہتا ہے اور وہ حرام ہی تو اُنھون نے رفع حرج کے لیے کفو نکالا اسیواسطے جب اولیاے خاندان معترض ہون تب نکاح فسخ کر دینے سے فسخ ہوتا ہی فاحفظ اور تمام تحقیق عینی لہدایہ مین ہی ۱۲ [۵۲] بیطار جو لوگ جانورون کا علاج کرنا جانتے ہین ۱۲ [۵۳] پچھنے لگانے والا ۱۲

اور جنکو قریب قریب مساوی جانتے ہون وہ رواج پر ہین اور اسی پر فتوے دیا لائق واصلح ہی فافہم اور کفو ہونے مین جمال و خوبصورتی کا اعتبار نہین ہی یہ فتاوےٰ قاضیخان مین ہی اور صاحب کتاب النصیحہ نے فرمایا کہ اولیاے عورت کو چاہیے کہ حسن و جمال مین بھی یکسان ہونا ملحوظ رکھین یہ تاتارخانیہ مین حجہ سے منقول ہی قال المترجم یہ اصلح و اوفق ہی خصوصًا اس زمانہ فاسد مین مجانست بعض امور طبیہ مثل تناسب اجسام وغیرہ بھی ضرور مرعی ہونی چاہیے ہین اگرچہ یہ امر ہوگونکے نزدیک مستعجب ہے مگر استعجاب بربناے اوہام شیطانی ہی اور در واقع اس زمانہ کے لوگون کے حق مین اصلح واوفق ہے وفیہ صلاحہم من الفساد وما یدعوہم الیہ ولا یہتدی الیہ الا من رزق المعرفۃ بالناس وما نزل بہم واللہ الموفق والہادی فاستقم۔ اور عقل کی راہ سے کفو ہونے مین اختلاف ہی اور بعض نے فرمایا کہ عقل کی راہ سے کفو ہونیکا اعتبار نہین ہے یہ فتاوےٰ قاضیخان مین ہی۔ پھر واضح ہو کہ اگر عورت نے غیر کفو سے اپنا نکاح کر لیا تو امام اعظمؒ سے ظاہر الروایۃ کے موافق نکاح صحیح ہوگا اور یہی اخر قول امام ابو یوسفؒ کا اور یہی آخر قول امام محمدؒ کا ہی حتے کہ جبتک قاضی کیطرف سے بربناے خصومت اولیاء دونون مین تفریق نہ واقع ہوئی ہو تب تک طلاق و ظہار و ایلاء و باہمی وراثت وغیرہ احکام نکاح ثابت ہونگے ولیکن اولیاے عورت کو اعتراض کا استحقاق ہی اور حسن نے امام اعظمؒ سے روایت کی ہی کہ نکاح منعقد نہوگا اور اسی کو ہمارے بہتیرے مشائخ نے اختیار کیا ہی کذا فے المحیط اور ہمارے زمانہ مین فتوے کیواسطے یہی روایت حسنؒ کی مختار ہی اور شمس الائمہ سرخسی نے فرمایا کہ حسنؒ کی روایت اقرب باحتیاط ہی یہ فتاوےٰ قاضیخان کے شرائط نکاح مین ہی۔ اور بزازیہ مین مذکور ہی کہ برہان الائمہ نے ذکر فرمایا کہ بنا بر قول امام اعظمؒ کے فتوے اس امر پر ہی کہ نکاح جائز ہوگا خواہ عورت باکرہ ہو یا ثیبہ ہو اور یہ سب ایسی صورت مین ہی کہ جب عورت کا کوئی ولی ہو اور اگر نہو تو بالاتفاق نکاح صحیح ہوگا یہ نہر الفائق مین ہے اور ایسے نکاح مین دونون مین تفریق کا وقوع بدون حکم قاضی کے نہوگا اور اگر قاضی نے فسخ نہ کیا تو دونون کسی طرح سے نکاح فسخ نہوگا اور یہ جدائی بدون[2] طلاق ہوگی چنانچہ اگر شوہر نے اُسکے ساتھ دخول نہ کیا ہو تو عورت مذکورہ کو کچھ مہر نہ ملیگا کذا فے المحیط اور اگر مرد نے اُسکے ساتھ دخول کر لیا یا خلوت صحیحہ ہوگئی تو شوہر پر پورا مہر مسمی واجب ہوگا اور نفقہ عدت واجب ہوگا اور عورت پر عدت واجب ہوگی یہ سراج الوہاج مین ہے اور قاضی کے سامنے اس مقدمہ کا مرافعہ وہی مرد کریگا جو اس عورت کے محارم مین سے ہی یعنے جسکے ساتھ کبھی نکاح جائز نہین ہو سکتا ہی یہ بعض مشائخ کا قول ہی اور بعضے مشائخ کے نزدیک محارم و غیر محارم باہم یکسان ہین چنانچہ چچا کا بیٹا اور جو اُسکے مثل ہو اُسکا مرافعہ کر سکتا ہی اور یہی صحیح ہی یہ محیط مین ہی۔ اور یہ ولایت ذوی الارحام کے واسطے ثابت نہوگی بلکہ فقط عصبات کے واسطے ثابت ہوگی یہ خلاصہ کی جنس خیار البلوغ مین ہی۔ اور اگر کسی عورت نے غیر کفو سے نکاح کر لیا اور اُسکے ساتھ دخول کیا اور پھر ولی کی نالش سے قاضی نے دونون مین تفریق کرا دی اور مرد پر مہر واجب کیا اور عورت پر عدت لازم کر دی پھر مرد نے اُس عورت سے عدت مین بدون ولی کے نکاح کیا اور پھر قبل

---

[1] یعنے اہل ہند مین نکاح ثانی سے بہت بچاؤ تھا جب مرد و عورت مین موافقت نہوتی تو ہر ایک بناؤ دوسرا نکاح کر لیتا پھر شیطان نے اس سے عار دلایا اور اب عمر بھر فسق و فساد مین مبتلا ہوتے ہین لہٰذا اول سے ضروری موافقت دیکھ لینا چاہیے ۱۲ [2] بدون طلاق یعنے محض فسخ ہی اور طلاق نہین ہی ۱۱

دخول کے قاضی نے دونوںمین تفریق کرادی تو مرد پر عورت کے واسطے دوسرا مہر پورا واجب ہوگا اور عورت پر از سر نو دوسری عدت واجب ہوگی یہ امام اعظمؒ و امام ابو یوسفؒ کا قول ہے یہ امام سرخسی کی شرح مبسوط مین ہے اور اگر عورت نے بدون رضاے ولی کے غیر کفو سے نکاح کر لیا پھر ولی نے اُسکا مہر وصول کیا اور اُسکو شوہر کے پاس رخصت کر دیا تو یہ امر اس ولی کی جانب سے رضامندی و تسلیم عقد ہوگا اور اگر مہر پر قبضہ کیا اور عورت کو رخصت نہ کیا تو اسمین مشائخ نے اختلاف کیا ہے اور صحیح یہ ہے کہ یہ بھی رضامندی و تسلیم عقد ہے اور اگر مہر وصول نہین کیا ہے ولیکن عورت کی وکالت سے عورت کے نفقہ و تقدیر مہر مین اُسکے شوہر سے مخاصمہ کیا تو استحساناً یہ امر اُسکی طرف سے رضامندی و تسلیم عقد قرار دیا جائیگا اور یہ اس صورت مین ہے کہ ولی کے مہر و نفقہ مین شوہر سے مخاصمہ کرنیسے پہلے غیر کفو ہونا قاضی کے نزدیک ثابت ہوا اور اگر قبل اسکے قاضی کے نزدیک یہ امر ثابت نہو تو قیاساً و استحساناً یہ امر اُسکی طرف سے رضامندی و تسلیم نکاح نہوگا یہ ذخیرہ مین ہے - اور ولی اگر جدائی کرانے کے مطالبہ سے خاموش رہے تو اُسکا حق فسخ کرانیکا باطل نہو جائیگا اگرچہ زمانہ دراز گذر جاوے لیکن اگر عورت مذکورہ سے بچہ پیدا ہو جاوے تو حق جاتا رہیگا یہ قاضیخان کی شرح جامع صغیر مین ہے - اور جب عورت کے اس غیر کفو سے بچہ پیدا ہو تو اولیاے عورت کو حق فسخ حاصل نہ رہیگا لیکن مبسوط شیخ الاسلام مین مذکور ہے کہ اگر عورت نے غیر کفو سے نکاح کر لیا اور ولی کو اُسکا حال معلوم ہوا مگر وہ خاموش رہا یہانتک کہ اُس سے چند اولاد ہوئین پھر ولی کی رسلے مین آیا کہ مخاصمہ کرے تو اُسکو اختیار ہوگا کہ دونوںمین تفریق کرادے یہ نہایہ مین ہے اور اگر عورت نے غیر کفو سے نکاح کر لیا اور اولیا مین سے کوئی ولی راضی ہوا تو پھر اس ولی کو یا جو اُسکے مرتبہ مین ہین اور جو اس سے نیچے درجے کے ہین حق فسخ حاصل نہوگا مگر جو اس سے اونچے درجہ کے ولی ہین اُنکو حق فسخ حاصل رہیگا - یہ فتاوے قاضیخان مین ہے - اسیطرح اگر کسی ولی نے اولیا مین سے خود برضامندی عورت اُسکا نکاح کر دیا تو بھی یہی حکم ہے یہ محیط مین ہے - اور اگر ولی نے غیر کفو سے اُسکا نکاح کر دیا - اور مرد نے اُس سے دخول کیا پھر شوہر نے اُسکو طلاق بائن دیدی پھر عورت مذکورہ نے اسی شوہر سے بدون ولی کے نکاح کیا تو ولی کو فسخ کرانے کا اختیار ہوگا یہ فتاوے قاضیخان مین ہے اور اگر شوہر نے اُسکو طلاق رجعی دیکر بغیر رضامندی ولی کے اُس سے مراجعت کر لی تو ولی کو جدائی کرانے کا استحقاق حاصل نہوگا یہ خلاصہ مین ہے ملتقی مین بروایت ابن سماعہؒ کے امام محمدؒ سے مروی ہے کہ ایک عورت ایک مرد غیر کفو کے تحت مین ہے پس اُس عورت کے بھائی نے اس معاملہ مین نالش کی اور اس عورت کا باپ بغیبت[1] منقطعہ غائب ہے یا کسی دوسرے ولی نے نالش کی حالانکہ اُس سے اونچے رتبہ کا ولی موجود ہے مگر وہ بغیبت منقطعہ غائب ہے پس شوہر نے دعوے کیا کہ اونچے درجہ کے ولی نے جو کہ غائب ہے اُسکو میرے ساتھ بیاہ دیا ہے تو اُسکو حکم دیا جائیگا کہ اسپر گواہ قائم کرے پس اگر اُسنے گواہ قائم کیے تو گواہ قبول ہونگے اور اسنے اونچے درجہ کے ولی پر ثبوت[2] ہوگا اور اگر وہ گواہ قائم نہ کر سکا تو دونوںمین جدائی کرادیجائیگی

---

[1] غیبت منقطعہ ایک مہینہ یا قدر سفر یا مخفی روپوش ۱۲　[2] ثبوت ہوگا کہ اس نے بیاہ دیا ہے ۱۲

یہ ذخیرہ مین ہی۔ منتقی مین بروایت بشرؒ از امام ابو یوسفؒ مروی ہی کہ ایک شخص نے اپنی صغیرہ باندی کا نکاح
ایک مرد کے ساتھ کر دیا پھر دعوے کیا کہ میری بیٹی ہی تو نسب ثابت ہو جائیگا اور نکاح بحال خود باقی رہیگا بشرطیکہ
شوہر اسکا کفو ہو اور اگر کفو نہو تو بھی قیاساً نکاح لازم ہوگا اسواسطے کہ خود ہی مدعی نسب نے اسکا نکاح کر دیا ہی
اور یہی ولی ہی اور اگر اُسنے کسی شخص کے ہاتھ اسکو فروخت کر دیا پھر مشتری نے دعوے کیا کہ یہ میری بیٹی ہے
تو بھی یہی حکم ہی کہ اگر شوہر کفو ہی تو نکاح رہیگا اور اگر غیر کفو ہی تو بھی قیاساً لازم ہوگا کیونکہ اُسکو ولی مالک نے
بیاہ دیا ہی اور کتاب الاصل کے ابواب النکاح مین مذکور ہی کہ ایک غلام نے باجازت اپنے مولے کے
ایک عورت سے نکاح کر لیا اور وقت عقد کے آگاہ نہ کیا کہ مین غلام ہون یا آزاد ہون اور عورت و اُسکے
اولیا کو بھی اسکا آزاد یا غلام ہونا معلوم نہوا پھر معلوم ہوا کہ وہ غلام ہے پس اگر عورت خود ہی مباشر نکاح ہو
تو اُسکو خیار حاصل نہوگا ولیکن اُسکے اولیا کو خیار حاصل ہوگا اور اگر اُسکے اولیا مباشر نکاح ہون اور باقی
مسئلہ بحالہا ہو تو عورت و اولیا دونون کو خیار حاصل نہوگا اور اگر غلام مذکور نے خبر دی ہو کہ مین آزاد ہون
اور باقی مسئلہ بحالہ ہو تو اولیا کو اختیار حاصل ہوگا پس یہ مسئلہ اس امر کی دلیل ہی کہ عورت نے اگر اپنے آپ کو
کسی مرد کے نکاح مین دیا اور اپنا کفو ہونیکی شرط نہ لگائی اور یہ نہ جانا کہ وہ کفو یا غیر کفو ہی پھر اُسکو معلوم ہوا
کہ مرد اسکا کفو نہین ہی تو اس عورت کو خیار نہوگا ولیکن اُسکے اولیا کو خیار حاصل ہوگا اور اگر اولیا نے عقد
نکاح قرار کر دیا اور عورت کی رضامندی سے عقد باندھا اور یہ نہ جانا کہ یہ مرد اسکا کفو ہی یا نہین ہی تو عورت و
اولیا دونون مین سے کسیکو خیار حاصل نہوگا ولیکن اگر مرد مذکور نے انکو دھوکا دیا اور آگاہ کیا ہو کہ مین اسکا
کفو ہون یا نکاح مین کفو ہونے کی شرط لگیگئی ہو پھر ظاہر ہوا کہ وہ کفو نہین ہی تو اولیا و عورت کو خیار حاصل
ہوگا۔ اور شیخ الاسلام سے دریافت کیا گیا کہ مرد مجہول النسب[1] عورت معروف النسب کا کفو ہی فرمایا کہ نہین ہے
یہ محیط مین ہی اور اگر مرد نے عورت سے اپنے نسب کے سوائے دوسرا نسب بیان کیا پھر اگر بعد نکاح کے اسکا
نسب ظاہر ہوا اور وہ ایسا نکلا کہ عورت کا کفو نہین ہی تو عورت و اُسکے ولیون سب کو خیار فسخ حاصل ہوگا
اور اگر اسکا کفو نکلا تو حق فسخ فقط عورت کے واسطے حاصل ہوگا اُسکے اولیا کے واسطے ثابت نہوگا اور اگر
ایسا نسب ظاہر ہوا کہ وہ بیان کیے ہوئے نسب سے بھی بالا ہی تو حق فسخ کسی کے واسطے حاصل نہوگا یہ ظہیریہ
مین ہی۔ اور اگر عورت نے مرد کو دھوکا دیا کہ اپنے نسب کے سوائے دوسرا نسب بیان کیا تو شوہر کو خیار فسخ حاصل
نہوگا بلکہ وہ اُسکی جورو ہی چاہے رکھے اور چاہے طلاق دیدے یہ شرح جامع صغیر قاضیخان مین ہی۔ اور اگر
زید نے کسی عورت سے بدین اقرار نکاح کیا کہ وہ زید بن خالد ہی پھر معلوم ہوا کہ وہ خالد کا باپ کیطرف
سے بھائی ہی یا باپ کیطرف سے چچا ہے تو عورت کو حق فسخ حاصل ہوگا یہ فتاوےٰ قاضیخان مین ہے
اور اگر کسی مرد نے ایک عورت مجہول النسب سے بیاہ کیا پھر اولاد قریش مین سے ایک مرد نے دعوےٰ کیا

---

[1] قولہ مجہول النسب جسکا نسب معلوم نہوتا ہو کہ کس کا بیٹا ہی اور معروف النسب اسکے برخلاف ہے ۱۲ م

کہ یہ عورت میری بیٹی ہی اور قاضی نے اس عورت کا نسب اس مدعی سے ثابت کر دیا اور اُسکی دختر قرار دیا اور اُسکا شوہر مرد حجام ہی پس اُسکے اس باپ کو اختیار ہوگا کہ اُسکے شوہر سے جدائی کرا دے اور اگر ایسا نہوا بلکہ یہ ہوا کہ اس عورت مذکورہ نے اقرار کیا کہ مین فلان مرد کی مملوکہ باندی ہون تو اُسکے اس مولیٰ کو نکاح باطل کرانیکا اختیار نہوگا یہ ذخیرہ مین ہی اور جب عورت نے کسی غیر کفو سے نکاح کر لیا پس آیا اُسکو یہ اختیار ہی کہ تا رضامندی اپنے اولیا کے اپنے آپ کو شوہر کے تحت مین دینے سے انکار کرے تو فقیہ ابو اللیث رح نے فتوے دیا کہ عورت کو ایسا اختیار ہی اگرچہ یہ خلاف ظاہر الروایہ ہی اور بہت سے مشائخ نے ظاہر الروایہ کے موافق فتوے دیا ہی کہ عورت کو ایسا اختیار نہین ہی یہ خلاصہ مین ہی۔ اور اگر عورت نے اپنا نکاح کر لیا اور مہر مثل سے اپنا مہر کم رکھا تو اُسکے ولی کو اسپر اعتراض پہونچتا ہی یہانتک کہ شوہر مہر مثل پورا کرے یا اُسکو جدا کر دے پس اگر قبل دخول کے اُسکو جدا کر دیا تو عورت مذکورہ کو کچھ مہر نہ ملیگا اور اگر بعد دخول کے جدا کیا تو عورت مذکورہ کو مہر مسمّے ملیگا اور اسیطرح اگر جدائی سے پہلے دونون مین سے کوئی مر گیا تو بھی امام اعظم رح کے نزدیک یہی حکم ہی اور صاحبین رح نے فرمایا کہ ولی کو اعتراض کا استحقاق نہین ہی یہ تبیین مین ہی اور ایسی جدائی اور تفریق سوائے حضور قاضی کے نہین ہو سکتی ہی اور جبتک قاضی باہمی تفریق کا حکم صادر نہ فرماوے تب تک احکام نکاح مثل طلاق و ظہار و ایلا و میراث وغیرہ برابر ثابت ہونگے یہ سراج الوہاج مین ہے۔ اور اگر سلطان نے کسی شخص کو مجبور کیا کہ وہ فلانہ عورت کو جسکا وہ ولی ہی اُسکے مہر مثل سے کم مقدار پر فلان مرد کفو کے ساتھ بیاہ دے اور عورت مذکورہ اسپر راضی ہو گئی پھر یہ اکراہ و جبار جو سلطان کیطرف سے تھا زائل ہو گیا تو ولی کو اُسکے شوہر کے ساتھ خصومت کا اختیار رہوگا تا آنکہ اُسکا شوہر اُسکے مہر مثل کو پورا کریگا یا قاضی دونون مین تفریق کرا دیگا اور صاحبین رح کے نزدیک ولی کو یہ استحقاق نہوگا اور اسیطرح اگر عورت بھی مہر مثل سے کم مقدار پر نکاح کرنے پر مجبور کیگئی پھر اکراہ و جبار زائل ہو گیا تو امام اعظم رح کے نزدیک عورت کو مع اُسکے ولی کے مہر کی بابت خصومت کا اختیار ہوگا اور صاحبین رح کے نزدیک حق خصومت فقط عورت کو حاصل ہوگا اور ولی کو حاصل نہوگا یہ محیط کی فصل معرفۃ الاولیاء کے متصلات مین ہی۔ اور اگر کوئی عورت اس امر پر مجبور کیگئی کہ اپنا مہر مثل پر اپنے کفو کے ساتھ نکاح کرے پھر اکراہ زائل ہو گیا تو عورت کو اختیار حاصل نہوگا۔ اور اگر عورت مذکورہ غیر کفو سے یا مہر مثل سے کم مقدار پر نکاح کرنے پر مجبور کیگئی پھر اکراہ[۱] زائل ہوا تو عورت مذکورہ کو خیار حاصل ہوگا یہ محیط مین ہی۔ اور اگر کسی شخص نے کسی عورت کو نکاح کرنے پر مجبور کیا پس عورت نے ایسا کیا تو عقد جائز ہوگا اور اکراہ کرنیوالے پر کسی حال مین ضمان (تاوان ۱۲) عائد نہوگی پھر دیکھا جائیگا کہ اگر اسکا شوہر اسکا کفو ہی اور مہر مسمّے اُسکے مہر مثل سے زائد یا مساوی ہی تو عقد جائز ہوگا اور اگر مہر مثل سے کم ہو اور عورت نے درخواست کی کہ میرا مہر مثل پورا کرا دیا جاوے تو اُسکے شوہر سے کہا جائیگا کہ چاہے اسکا مہر مثل پورا کر دے یا اسکو چھوڑ دے پس اگر

---

[۱] اکراہ درحقیقت ایسے شخص سلطان وغیرہ کیطرف سے جو جان مارنے یا ہاتھ کاٹنے وغیرہ پر قادر ہو اور دھمکاوے برخلاف اسکے کوڑے مارنے وغیرہ پر دھمکی اور باب الاکراہ مین غور سے دیکھو مع مسائل متفرقہ ۱۲

شوہر نے اُسکا مہر مثل پورا کر دیا تو خیر بہتر ہے ورنہ اگر چھوڑا تو دیکھا جائیگا کہ اگر قبل دخول کے چھوڑا ہے تو مرد مذکور پر
کچھ لازم نہوگا اور اگر مرد مذکور نے اُسکے ساتھ ایسی حالت مین دخول کر لیا ہے کہ وہ مکرہ ومجبور تھی تو یہ امر اُس
مرد کیطرف سے اس امر کی رضامندی ہوگی کہ اسکا مہر مثل پورا کریگا اور اگر عورت کی رضامندی سے اُسکے ساتھ
دخول کیا ہے تو یہ امر عورت کیطرف سے مہر مسمے پر رضامندی ہوگی ولیکن امام اعظمؒ کے نزدیک عورت کے اولیاء
کو عورت پر اعتراض کا استحقاق ہوگا اور صاحبینؒ کے نزدیک اولیاء کو یہ اختیار ہوگا۔ یہ سب اُس صورت مین ہے
کہ شوہر اُسکا کفو ہوا اور اگر شوہر مذکور اُسکا کفو نہو تو عورت کے اولیاء کو اختیار ہوگا کہ دونون مین تفریق کرا دین
پھر اگر شوہر اُسکے ساتھ دخول کر چکا ہے پس اگر عورت کے اکراہ کی حالت مین دخول کر لیا ہے تو مرد مذکور پر مہر مثل
لازم ہوگا اور بوجہ کفو نہونے کے اولیاء کا اعتراض ہنوز باقی رہیگا اور اگر عورت سے اُسکی رضامندی کے ساتھ
وطی کی ہے تو مہر مسمے لازم ہوگا اور اس سے زیادہ نہ دلایا جاویگا اور یہ امر عورت کیطرف سے نکاح پر اُسکی رضامندی
شمار کیا جائیگا اسواسطے کہ عورت کا اپنے اوپر وطی کے واسطے قابو دینا عقد کی اجازت ہے جیسے اُسنے یون کہا کہ
مین راضی ہوگئی اور ہر دو خیار جو عورت کے واسطے ثابت تھے یعنے بسبب عدم کفو ہونیکے تفریق کرانیکا اور
مہر کم ہونے کی وجہ سے پورا کرانیکا یہ دونون خیار ساقط ہو جاوینگے ولیکن اُسکے اولیاء کو امام اعظمؒ کے نزدیک
نقصان مہر وغیر کفو ہونے کیوجہ سے تفریق کا خیار اور صاحبینؒ کے نزدیک فقط غیر کفو ہونے کیوجہ سے تفریق کا
خیار باقی رہیگا اور اگر قبل دخول کے دونون مین تفریق واقع ہوئی تو شوہر پر کچھ لازم نہوگا یہ کتاب الاکراہ
سراج الوہاج مین ہے۔ اور اگر کسی مرد نے اپنی اولاد صغیر کو غیر کفو کے ساتھ بیاہ دیا مثلاً اپنے پسر کو کسی باندی کے
ساتھ یا دختر کو کسی غلام کے ساتھ بیاہ دیا یا غبن[1] فاحش یعنے خسارہ کثیر کے ساتھ بیاہ دیا مثلاً دختر کو اُسکے مہر مثل
سے کم پر بیاہ دیا یا پسر کی جورو کا مہر زائد باندھا تو جائز ہے اور یہ امام اعظمؒ کے نزدیک ہے یہ تبیین مین ہے اور
صاحبینؒ کے نزدیک زیادتی یا نقصان صرف اُسیقدر جائز ہوگا جسقدر لوگ خسارہ اُٹھا لیتے ہین اور بعض نے
فرمایا کہ اصل نکاح صحیح ہوگا اور اصح یہ ہے کہ صاحبینؒ کے نزدیک نکاح باطل ہوگا کذا فے الکافی اور امام
ابو حنیفہؒ کا قول صحیح ہے یہ مضمرات مین ہے اور مسئلہ[2] بالاجماع ہے کہ ایسا کرنا سوائے باپ دادا کے دوسرے کیطرف سے نہین جائز ہے اور نیز قاضی کیطرف
سے بھی نہین جائز ہے یہ فتاوے قاضیخان مین ہے اور یہ اختلاف ایسی صورت مین ہے کہ باپ کا یہ فعل اختیار کرنا از راہ
مجانت یا فسق نہوا اور اگر براہ فسق ومجانت اُسکی طرف سے معلوم ہو تو بالاجماع نکاح باطل ہوگا اور
اسی طرح اگر وہ نشہ مین مدہوش ہو تو بھی دختر کے حق مین اُسکی تزویج بالاجماع صحیح نہوگی یہ سراج الوہاج
مین ہے اور اگر زیادتی یا نقصان صرف اُسیقدر ہو کہ جسقدر ایسے امور مین لوگ برداشت کر جاتے ہین تو بالاتفاق
نکاح جائز ہوگا اور اگر ایسی صورت مین سوائے باپ دادا کے دوسرے کسی ولی نے کیا تو بھی یہی حکم ہے یہ محیط مین ہے

---

[1] غبن فاحش جسکو کوئی اندازہ کرنیوالا دانا کا اندازہ نہ کرے اور اگر اندازہ کرنیوالونمین سے کوئی بھی اندازہ کرے تو غبن یسیر ہے اور
مترجم کا ترجمہ بنظر سہولت ہر مقام پر ایسا ہی ہے جیسا یہان دونون الفاظ کا مذکور ہے ۱۲ منہ [2] یعنے بالاتفاق جائز ہے ۱۲ منہ

چھٹا باب ۔ وکالت بنکاح وغیرہ کے بیان مین۔ نکاح کے واسطے وکیل کرنا جائز ہی اگرچہ بحضور گواہان نہو یہ تاتارخانیہ مین تجنیس خواہرزادہ سے منقول ہی۔ ایک عورت نے ایک مرد سے کہا کہ جس سے تیرا جی چاہے میرا نکاح کردے تو اپنے ساتھ نکاح کرلینے کا مختار نہوگا یہ تجنیس و مزید مین ہے ایک مرد نے ایک عورت کو وکیل کیا کہ میرا نکاح کردے پس عورت مذکورہ نے اپنے آپ کو اُسکے نکاح مین کردیا تو نہین جائز ہی یہ محیط سرخسی مین ہے اگر کسی شخص نے دوسرے کو وکیل کیا کہ فلانہ عورت معینہ سے بعوض اسقدر مہر کے میرا نکاح کردے پس وکیل نے بعوض مہر مذکور کے اپنے ساتھ اُسکا نکاح کرلیا تو وکیل کے واسطے نکاح جائز ہوگا یہ محیط مین ہے ایک عورت نے ایک مرد کو باین طور وکیل کیا کہ میرے امور مین تصرف کرے پس مرد مذکور نے اپنے ساتھ اسکا نکاح کرلیا پس عورت نے کہا کہ میری مراد یہ تھی کہ خرید و فروخت کے امور مین تصرف کرے تو یہ نکاح جائز نہوگا اسواسطے کہ اگر عورت اُسکو اپنا نکاح کردینے کا وکیل کرتی تو اپنے ساتھ نکاح کرلینے کا مختار نہ تھا تو ایسی صورت مین بدرجہ اولی روا نہوگا یہ تجنیس و مزید مین ہی۔ ایک عورت نے ایک مرد کو وکیل کیا کہ اپنے ساتھ میرا نکاح کرلے پس مرد نے کہا کہ مین نے فلانہ عورت کو اپنے نکاح مین لیا تو نکاح جائز ہوگا اگرچہ عورت مذکورہ پھر یہ نہ کہے کہ مین نے قبول کیا یہ خلاصہ مین ہے۔ ایک شخص نے دوسرے کو وکیل کیا کہ میرے ساتھ تزویج کردے پس وکیل نے اپنی دختر صغیرہ یا اپنے بھائی کی دختر صغیرہ اُسکے نکاح مین کردی اور یہی اُسکا ولی ہی تو یہ جائز نہوگا اور اسیطرح جو شخص اس صغیرہ کا ولی ہو بدون اُسکے حکم کے اُسکا یہی حکم ہی اور اگر ولی مذکور نے اپنی دختر کبیرہ برضامندی دختر مذکورہ اُسکے نکاح مین دی تو اصل مین مذکور ہی کہ بنابر قول امام اعظم رح کے جائز نہوگا الا اس صورت مین کہ موکل راضی ہوجاوے اور صاحبین رح کے قول کے موافق جائز ہوگا اور اگر وکیل مذکور نے اپنی بہن بالغہ برضامندی اُسکے نکاح مین کردی تو بلاخلاف جائز ہی یہ محیط مین ہی۔ جو شخص کہ از جانب عورت وکیل نکاح ہو اگر اُسنے عورت مذکورہ کو اپنے باپ یا بیٹے کے نکاح مین کردیا تو بنابر قول امام ابوحنیفہ رح کے نکاح جائز نہوگا یہ فتاوے قاضیخان مین ہی اور اگر بیٹا نابالغ ہو تو بلاخلاف جائز نہوگا یہ محیط مین ہی۔ از جانب عورت جو وکیل نکاح ہی اگر اُسنے غیر کفو سے عورت کا نکاح کردیا تو بعض نے فرمایا کہ بالاتفاق سب کے نزدیک نکاح صحیح نہوگا یہی صحیح ہے اور اگر وہ کفو ہو لیکن اندھا یا لنجا یا طفل یا معتوہ ہو تو جائز ہوگا اور اسیطرح اگر خصی یا عنین ہو تو بھی یہی حکم ہی اور اگر کسی نے دوسرے کو وکیل کیا کہ میرے ساتھ کسی عورت کا نکاح کردے پس اگر وکیل نے اندھی یا لنجی یا رتقا[1] یا مجنونہ یا صغیرہ سے خواہ قابل جماع ہو یا نہو آزادہ یا باندی سے جو غیر کفو ہی خواہ مسلمان ہو یا کتابیہ ہو نکاح کردیا تو امام اعظم رح کے نزدیک جائز ہی یہ فتاوے قاضیخان مین ہے اور اگر وکیل نے اپنی ذاتی باندی سے اسکا نکاح کردیا تو بالاجماع جائز نہوگا یہ نہایہ مین ہی اور اگر شوہاء یا توہاء سے جسکے مُنہ سے ہمیشہ لعاب بہا کرتا ہی یا زائل العقل سے یا ایسی عورت سے جس کو لقوہ ہو کر ایک جانب اُسکی کج ہی نکاح کردیا تو اسمین بھی ایسا ہی اختلاف ہی اور اسیطرح دونون ہاتھ کٹی ہوئی عورت

---

[1] رتقا جسکو رتق ہو یعنے فرج کی ہڈیان ایسی قریب ہون کہ دخول ممکن نہو ۱۲ [2] یعنے امام کے نزدیک جائز اور صاحبین کے نزدیک نا جائز ہی

یا مفلوجہ عورت سے نکاح کر دیا تو بھی ایسا ہی اختلاف ہے یہ نہایہ مین ہی۔ وکیل کیا کہ گوری عورت سے شادی کرا دے اُسنے کالی عورت سے کرا دی یا اسکے برعکس ہوا تو صحیح نہوگا اور اگر اندھی سے شادی کرانے کا حکم دیا اور اُس سنے آنکھون والی سے شادی کرا دی تو صحیح ہے یہ وجیز کردری مین ہی۔ وکیل کو حکم کیا کہ باندی سے شادی کرا دے اُسنے آزاد سے شادی کرا دی تو جائز نہوگا اور اگر مکاتبہ یا مدبرہ یا ام ولد سے نکاح کرا دیا تو جائز ہوگا یہ خلاصہ مین ہے۔ اور اگر نکاح فاسد کے واسطے وکیل کیا اور اُسنے بنکاح جائز نکاح کرا دیا تو جائز نہوگا یہ محیط سرخسی مین ہی اور اگر وکیل کیا کہ کسی عورت سے بیاہ کرا دے پس وکیل نے ایسی عورت سے جسکو موکل طالقہ[1] کر چکا ہی نکاح کرا دیا پس اگر نکاح کرا دیا تو نکاح جائز اور طلاق واقع ہوگی یہ محیط مین ہی۔ وکیل کیا کہ کسی عورت سے اسکا نکاح کرا دے پس وکیل نے ایسی عورت سے نکاح کرا دیا جسکو موکل قبل وکیل کرنے کے بائنہ کر چکا ہی تو نکاح جائز ہوگا بشرطیکہ موکل نے وکیل سے اس عورت کی بدخلقی کی شکایت نہ کی ہو یا او رمثل اسکے کسی امر کی شکایت وغیرہ نہ کی ہو اور اگر ایسی عورت سے نکاح کرا دیا جس کو موکل نے بعد توکیل کے جدا کیا ہی تو جائز نہوگا یہ کتاب الوکالۃ فتاوےٰ قاضیخان مین ہی۔ اور اگر کسی نے دوسرے کو وکیل کیا کہ کسی عورت سے میرا نکاح کر دے اور جب تو ایسا کریگا تو عورت مذکورہ کو اپنے امر طلاق کا اختیار اپنے ہاتھ مین ہوگا پس وکیل نے ایک عورت سے نکاح کرا دیا مگر یہ امر اُسکے واسطے شرط نہ کیا تو امر طلاق کا اختیار اُس عورت کے ہاتھ مین ہو جائیگا اور اگر کہا کہ میرے ساتھ کسی عورت کا بیاہ کر دے اور اُسکے واسطے شرط کر دی کہ جب مین اُس سے نکاح کر لونگا تو اُسکا امر طلاق اُسکے ہاتھ مین ہوگا پس وکیل نے ایک عورت سے نکاح کرا دیا تو عورت کے اختیار مین امر طلاق نہوگا الا اُس صورت مین کہ وکیل مذکور اُسکے واسطے نکاح مین شرط کر دے۔ اور اگر عورت نے وکیل کیا کہ کسی مرد سے اُسکا نکاح کرا دے پس وکیل نے شوہر سے شرط لگا دی کہ جب وہ اپنے نکاح مین لائیگا تو امر طلاق عورت مذکورہ کے اختیار مین ہوگا پھر اُسکے ساتھ نکاح کر دیا تو نکاح جائز ہوگا اور بروقت تزوج کے امر طلاق عورت کے اختیار مین ہو جائیگا موکل کے ساتھ ایسی عورت کا نکاح کر دیا جس سے موکل نے ایلاء کیا تھا یا وہ موکل کے طلاق کی عدت مین تھی تو وکیل کا نکاح کرنا جائز ہوگا اور اگر وکیل نے ایسی عورت کا نکاح کر دیا جو غیر کے نکاح یا غیر کی عدت مین ہی۔ خواہ وکیل اس امر کو جانتا ہو یا نہ جانتا ہو اور موکل نے اس عورت کے ساتھ دخول کر لیا درحالیکہ اُسکو اس امر سے آگاہی نہ ہوئی تو دونون مین تفریق کرا دیجائیگی اور موکل پر مہر مسمے اور مہر مثل دونون سے کم مقدار واجب ہوگی اور موکل اس مال کو وکیل سے واپس نہین لے سکتا ہی اسیطرح اگر اُسکی جورو کی مان کے ساتھ نکاح کرا دیا تو بھی یہی حکم ہوگا۔ اور اگر کسی کو وکیل کیا کہ ہندہ سے یا سلمے سے اسکا نکاح کرا دے تو دونون سے جس عورت سے نکاح کرا دیگا جائز ہوگا۔ اور ایسی جہالت کیوجہ سے توکیل باطل نہین ہوتی ہی اور اگر دونون سے ایک ہی عقد مین نکاح کرا دیا تو دونون سے کوئی جائز نہوگی یہ فتاوےٰ قاضیخان مین ہی۔ ایک شخص کو وکیل کیا کہ ایک عورت سے نکاح کرا دے اُسنے دو عورتون سے ایک ہی عقد مین نکاح کرا دیا تو دونون سے کوئی موکل کے ذمہ لازم نہوگی اور یہی صحیح ہے

[1] قولہ طالقہ کر چکا ہی یعنے موکل یہ کہہ چکا ہی کہ اگر تجھ سے نکاح کرون تو تجھ کو طلاق ہے ۱۲ ع ٥ جسکو فالج نے مارا ہو ۱۲ منہ

کذا فی شرح الجامع الصغیر لقاضیخان پھر اگر موکل نے دونون کا نکاح یا ایک کا نکاح جائز رکھا تو نافذ ہو جائیگا یہ بحر الرائق مین ہے۔ اور اگر اُسنے دو عقد وںمین دونون سے نکاح کرایا تو پہلا نافذ ہو جائیگا اور دوسری عورت کا نکاح موکل کی اجازت پر موقوف رہیگا یہ عینی شرح ہدایہ مین ہے۔ اگر ایک شخص کو وکیل کیا کہ فلانہ عورت معین سے اُسکا نکاح کرادے پس وکیل نے اُس عورت معین اور اُسکے ساتھ دوسری ایک عورت دونون سے نکاح کرادیا تو موکل کے واسطے یہ عورت معین لازم ہوگی۔ اور اگر وکیل کیا کہ دو عورتون سے ایک عقد مین نکاح کرادے پس اُسنے ایک عورت سے نکاح کرایا تو جائز ہوگا اسیطرح اگر وکیل کیا کہ ان دونون عورتون سے ایک عقد مین نکاح کرادے پس وکیل نے دونون مین سے ایک عورت سے نکاح کرادیا تو جائز ہوگا اور عقد مین تفریق کر دینا یہ مخالفت مین داخل نہین ہے ولو قال لاتزوجنی الا اثنتین فی عقدۃ یعنے موکل نے کہا کہ میرے ساتھ کسی کا نکاح نہ کرادے الا دو عورتون کا ایک عقد مین پس وکیل نے ایک عورت سے نکاح کرادیا تو موکل کے ذمہ لازم نہ ہوگی اسیطرح دو معین عورتونکے نکاح کی وکالت مین اگر اُسنے اپنے آخر کلام مین کہدیا ہو کہ ایک کے ساتھ بدون دوسری کے نکاح نہ کرانا تو بھی یہی حکم ہے کہ اگر اُسنے ایک کے ساتھ کرادیا تو جائز نہوگا یہ محیط مین ہے۔ اور اگر کہا کہ ان دونون بہنون کا میرے ساتھ نکاح کرادے پس اگر وکیل نے دونون مین سے ایک کے ساتھ کرادیا تو جائز ہوگا الّا اس صورت مین یہ بھی جائز نہوگا کہ جب اُسنے وکالت مین یہ کہدیا ہو کہ ایک ہی عقد مین ایسا کرادے یہ محیط مین ہے اور اگر کہا کہ میرے ساتھ ان دونون بہنون کا نکاح کرادے پس اگر وکیل نے ایک کے ساتھ نکاح کرادیا تو جائز ہوگا لیکن اگر اُسنے کہدیا ہو کہ ایک ہی عقد مین ایسا کرادے تو ناجائز ہوگا اور اگر کہا کہ ان دونون سے ایک عقد مین نکاح کرادے حالانکہ وہ دونون بہنین ہین تو جدا جدا نکاح کرادینا جائز ہوگا لیکن اگر اُسنے تفریق سے منع کردیا ہو تو جائز نہوگا یہ تاتارخانیہ مین ہے۔ اور اگر کسیکو وکیل کیا کہ فلانہ عورت سے اسکا نکاح کرادے پھر وہ عورت شوہر والی نکلی مگر اسکے بعد اسکا شوہر مرگیا یا اُسکو طلاق دیدی اور اُسکی عدت گذر گئی پھر وکیل نے اپنے موکل کے ساتھ اُسکا نکاح کرادیا تو نکاح جائز ہوگا یہ فتاوےٰ قاضیخان مین ہے۔ اگر وکیل کیا کہ میرے کہنے سے میرے ساتھ کسی عورت کا نکاح کرادے پس وکیل نے دوسرے کہنے کی عورت سے اُسکا نکاح کرادیا تو جائز نہوگا یہ خلاصہ مین ہے ایک شخص کو وکیل کیا کہ فلانہ عورت سے اُسکا نکاح کرادے پس وکیل نے اُسکے ساتھ نکاح کرلیا تو وکیل کا نکاح جائز ہوگا پھر اگر وکیل نے ایک مہینہ تک اُسکو اپنے ساتھ رکھکر طلاق دیدی اور اُسکی عدت منقضی ہونیکے بعد موکل کے ساتھ اُسکا نکاح کردیا تو موکل کا نکاح جائز ہوگا یہ فتاوےٰ قاضیخان مین ہے اور اگر وکیل نے اُس سے خود نکاح نہ کیا بلکہ خود موکل نے اپنے آپ اُس سے نکاح کرلیا پھر طلاق دیکر اُسکو بائنہ کردیا پھر وکیل نے موکل کے ساتھ اُسکو بیاہ دیا تو نکاح جائز نہوگا یہ خلاصہ مین ہے۔ اگر ایک شخص کو وکیل کیا کہ فلانہ عورت سے اُسکا نکاح کرادے پس وکیل نے اُسکے مہر مثل سے زیادہ کے ساتھ نکاح کرادیا پس اگر یہ زیادتی ایسی ہو کہ لوگ اتنا خسارہ برداشت کرلیتے ہین تو بلا خلاف نکاح جائز ہوگا اور اگر اسقدر زیادہ ہو کہ

لوگ اپنے اندازہ مین ایسا خسارہ نہین اُٹھاتے ہین تو بھی امام اعظم رح کے نزدیک یہی حکم ہے اور صاحبین رح کے نزدیک
جائز نہوگا۔ ایک شخص کو وکیل کیا کہ ہزار درم مہر کے عوض کسی عورت کے ساتھ نکاح کر دیوے پس وکیل نے
اس سے زائد کے عوض نکاح کرا دیا پس اگر زیادتی مجہول ہے تو دیکھا جائیگا کہ اگر اسکا مہر مثل ہزار درم ہوں یا کم ہوں
تو نکاح جائز ہوگا اور عورت مذکورہ کے واسطے یہی مقدار واجب ہوگی اور اگر اُسکا مہر مثل ہزار سے زیادہ ہو
تو نکاح جائز نہوگا جبتک موکل اُسکی اجازت نہ دیدے اور اگر وکیل نے کوئی چیز معلوم زائد کر دی ہو تو بھی جبتک
موکل اُسکی اجازت نہ دے جائز نہوگا یہ محیط مین ہے اور اگر کسیکو وکیل کیا کہ فلانہ عورت سے بعوض ہزار درم کے
نکاح کر دے پس وکیل نے دو ہزار درم مہر کے عوض نکاح کرا دیا پس اگر موکل نے اسکی اجازت دیدی تو نکاح
جائز ہو جائیگا اور اگر رد کر دیا تو باطل ہو جائیگا اور اگر موکل کو یہ بات معلوم نہوئی یہانتک کہ عورت کے ساتھ
دخول کر لیا تو بھی اسکا خیار باقی رہیگا کہ چاہے اجازت دے یا رد کر دے پس اگر اجازت دیدی تو نکاح جائز
ہوگا اور موکل پر فقط مہر مسمے واجب ہوگا اور اگر رد کر دیا تو نکاح باطل ہو جائیگا پس اگر مہر مسمے سے اُسکا
مہر المثل کم ہو تو مہر المثل واجب ہوگا ورنہ مہر مسمے واجب ہوگا اور اگر زیادہ مقدار پر موکل کی نارضامندی کی
صورت مین وکیل نے کہا کہ یہ زیادتی مین تاوان دونگا اور تم دونون کا نکاح لازم کر دونگا تو اُسکو یہ اختیار نہوگا
یہ فتاوے قاضیخان مین ہے۔ اور اگر وکیل نے عورت کے واسطے مہر مسمے کی ضمانت کر لی اور عورت کو آگاہ کیا
کہ موکل نے اُسکو ایسا حکم دیا تھا پھر موکل نے انکار کیا کہ مین نے ہزار درم سے زیادہ کرنے کی اجازت نہین
دی تھی تو زیادتی کی اجازت سے انکار کرنا نکاح مذکور کے حکم دینے سے انکار ہوگا[1] اور موکل پر مہر واجب نہوگا
اور عورت کو اختیار ہوگا کہ وکیل سے مہر کا مطالبہ کرے پھر ہم کہتے ہین کہ بنا بر روایت کتاب النکاح وبعض روایات
وکالت کے عورت مذکورہ ایسی صورت مین وکیل سے نصف مہر کا مطالبہ کریگی اور بعض روایات وکالت کے
موافق کل مہر کا مطالبہ کریگی اور مشائخ رحمہم اللہ تعالے نے اسمین اختلاف کیا ہے اور صحیح یہ ہے کہ اختلاف جواب
بسبب اختلاف موضوع مسئلہ کے ہے چنانچہ کتاب النکاح کا موضوع مسئلہ یہ ہے کہ عورت کی درخواست سے
قاضی نے دونون مین تفریق کر دی تا آنکہ عورت مذکورہ معلقہ[2] نہین رہی پس بزعم عورت مذکورہ نصف مہر
مذکور اصیل[4] سے ساقط ہو گیا کیونکہ فرقت قبل دخول کے از جانب زوج پائی گئی اور بعض روایات کتاب الوکالۃ کا
موضوع یہ ہے کہ عورت مذکورہ نے تفریق کی درخواست نہین کی بلکہ یہ کہا کہ مین صبر کرتی ہوں یہانتک کہ
شوہر نکاح کا اقرار کرے یا مین اس امر کے گواہ پاؤن کہ اُسنے نکاح کا حکم دیا تھا پس بزعم عورت مذکورہ پورا مہر
اصیل پر باقی رہا پس پورا مہر کفیل پر بھی رہیگا یہ محیط مین ہے۔ ایک شخص کو وکیل کیا کہ سو درم مہر کے عوض کسی
عورت سے نکاح کر دے بدین شرط کہ اسمین سے بیس درم معجل ہون اور اسی درم موجل (میعادی ۱۲) ہون پس وکیل نے معجل تیس درم
قرار دیے تو عقد صحیح[3] نہوگا بلکہ موکل کی اجازت پر موقوف رہیگا پس اگر موکل نے وکیل کی حرکت سے واقف ہو کے

ف۱ اسواسطے کہ نکاح مذکور بزیادتی ہے ۱۲ ف۲ معلقہ لٹکی ہوئی کہ نہ شوہر والی اور نہ بے شوہر ۱۲ ف۳ یہی ظاہر ہے ۱۲ ف۴ یعنے موکل ۱۲

پہلے وطی پر اقدام کیا تو عقد لازم نہو گا یعنے موکل کو خیار رہیگا اور اگر بعد جاننے کے اقدام کیا تو موکل کا یہ فعل رضامندی قرار دیا جائیگا - ایک عورت نے وکیل کیا کہ دو ہزار درم پر اُسکا نکاح کرا دے پس وکیل نے ہزار درم پر نکاح کرا دیا اور اُسکے شوہر نے اُسکے ساتھ دخول کر لیا حالانکہ عورت مذکورہ کو وکیل کی اس حرکت سے آگاہی نہوئی تو اُسکو اختیار رہیگا چاہے نکاح رد کرے اور رد کرنیکی صورت مین عورت مذکورہ کو اُسکا مہر مثل چاہے جسقدر ہو گا ملیگا یہ خزانۃ المفتین مین ہے - ایک شخص کو وکیل کیا کہ کسی عورت سے بعوض ہزار درم کے نکاح کرا دے پھر عورت نے قبول سے انکار کیا یہانتک کہ وکیل نے اپنے ذاتی کپڑو نمین سے کوئی کپڑا بڑھا دیا تو نکاح مذکورہ موکل کی اجازت پر موقوف ہو گا کیونکہ وکیل نے موکل کے حکم کے خلاف کیا ہے اور ایسی مخالفت ہے جسمین شوہر کے حق مین مضرت ہے کیونکہ اگر یہ کپڑا کسی شخص نے استحقاق ثابت کر کے لے لیا تو اسکی قیمت شوہر[ع] پر واجب ہو گی وکیل پر واجب نہو گی اسواسطے کہ وکیل نے تبرع کیا ہے اور متبرع پر ضمان نہو گی اور اگر موکل کو معلوم نہوا کہ وکیل نے مہر مین کچھ بڑھایا ہے یہانتک کہ اُسنے عورت سے وطی کر لی تو بھی موکل کو خیار رہیگا اور وطی کر لینا وکیل کے فعل خلاف پر رضامندی نہ ٹھہریگا پس چاہے عورت مذکورہ کو اپنے ساتھ رکھے اور چاہے جدا کر دے پھر اگر جدا کیا تو عورت کے واسطے اُسکے مہر مثل سے اور وکیل کے مسمّٰی مہر سے جو مقدار کم ہو موکل پر واجب ہو گی یہ تجنیس و مزید مین ہے - ایک شخص کو وکیل کیا کہ کسی عورت سے اُسکا نکاح کرا دے پس وکیل نے اپنے ذاتی غلام یا کسی اسباب پر نکاح کرا دیا تو تزویج صحیح ہو گی اور نافذ ہو جائیگی اور وکیل پر لازم ہو گا کہ جو مہر مین قرار دیا ہے وہ عورت کو سپرد کرے اور جب سپرد کرے تو شوہر سے کچھ واپس نہین لے سکتا ہے اور اگر عورت نے مہر کے غلام پر قبضہ نہ کیا یہانتک کہ وہ مر گیا تو وکیل ضامن نہو گا بلکہ عورت مذکورہ اُسکی قیمت اپنے شوہر سے لیگی اور اگر وکیل نے ہزار درم پر اپنے مال سے نکاح کرا دیا مثلاً یون کہا کہ مین نے اپنے ہزار درم مال کے عوض تیرے ساتھ اس عورت کا نکاح کر دیا یا کہا کہ مین نے اپنے ان ہزار درم کے عوض تیرے ساتھ اس عورت کا نکاح کر دیا تو نکاح جائز ہو گا اور مال مہر شوہر پر واجب ہو گا چنانچہ ہزار درم مشار الیہ کا وکیل سے مطالبہ نہ کیا جائیگا یہ ذخیرہ مین ہے اور اگر موکل کے غلام پر اُسکے ساتھ نکاح کر دیا تو نکاح جائز اور استحساناً شوہر پر غلام کی قیمت واجب ہو گی یہ محیط سرخسی مین ہے اور خود غلام مہر نہو گا تاوقتیکہ شوہر اسپر راضی نہو جاوے - یہ محیط مین ہے - وکیل کیا کہ کسی عورت سے اسکا نکاح کر دیوے پس وکیل نے عورت سے موکل کا نکاح کر کے موکل کیطرف سے عورت کے واسطے مہر کی ضمانت کر لی تو جائز ہے مگر وکیل اُسکو شوہر سے واپس نہین لے سکتا ہے یہ مبسوط مین ہے - وکیل کیا کہ ہزار درم پر کسی عورت سے نکاح کر دے اور اگر اتنے پر نہ مانے تو ہزار سے دو ہزار تک کے درمیان بڑھا دے پس ایسا ہوا کہ عورت نے انکار کیا پس وکیل نے دو ہزار درم پر نکاح کر دیا تو اصل مین مذکور ہے کہ یہ جائز اور موکل کے ذمہ لازم ہو گا یہ محیط مین ہے - عورت نے ایک شخص کو وکیل کیا کہ کسی مرد سے چار سو درم پر اسکا نکاح کر دے پس وکیل نے

[ع] یعنے شوہر اُسکی قیمت عورت کو دیگا ۱۲ م

نکاح کردیا اور یہ عورت اپنے شوہر کے ساتھ ایک سال تک رہی پھر شوہر نے کہا کہ وکیل نے میرے ساتھ اُس کا نکاح ایک دینار پر کردیا ہے اور وکیل نے اسکی تصدیق کی تو دیکھا جائیگا کہ اگر شوہر نے اقرار کیا کہ عورت مذکورہ نے اسکو ایک دینار پر نکاح کرنے کا وکیل نہیں کیا تھا تو عورت مختار ہوگی چاہے نکاح کو باقی رکھے اور اسکو ایک دینار کے سوائے کچھ نہ ملیگا اور اگر چاہے رد کردے تو شوہر پر اُسکا مہر مثل واجب ہوگا چاہے جسقدر ہو اور اُسکو نفقۂ عدت نہ ملیگا اور اگر شوہر نے یہ اقرار نہ کیا بلکہ انکار کیا تو بھی یہی حکم ہے یہ محیط سرخسی مین ہے اور یہ حکم اُسوقت ہے کہ مہر بیان ہوگیا ہو اور اگر ایسا نہو مثلاً ایک شخص نے دوسرے کو وکیل کیا کہ کسی عورت سے اسکا نکاح کردے پس وکیل نے ایک عورت سے بعوض اسقدر مہر کثیر کے کہ لوگ اپنے اندازہ مین اتنا خسارہ زائد بہ نسبت مہر مثل کے نہین اُٹھاتے ہین کردیا یا عورت نے وکیل کیا کہ کسی مرد سے اسکا نکاح کردے پس وکیل نے اسقدر قلیل مہر پر کہ لوگ اپنے اندازہ مین بہ نسبت مہر مثل کے اتنا خسارہ نہین اُٹھاتے ہین کردیا تو امام اعظمؒ کے نزدیک جائز ہوگا اور صاحبینؒ نے اسمین خلاف کیا ہے یہ خلاصہ مین ہے۔ وکیل کیا کہ کسی عورت سے ہزار درم مہر پر اُسکے ساتھ نکاح کردے پس اُسنے پچاس دینار کے عوض عورت کی اجازت سے یا بلا اجازت نکاح کردیا پھر ہزار درم کے عوض عورت کی اجازت سے یا بلا اجازت نکاح کی تجدید[1] کردی تو پہلا نکاح دوسرے سے باطل ہوجائیگا اور اگر پہلا نکاح بعوض ہزار درم کے بلا اجازت عورت ہوا اور دوسرا بعوض پچاس دینار کے بلا اجازت عورت ہو تو پہلا نہ ٹوٹیگا اور اگر دوسرا عقد عورت کی اجازت سے ہو تو پہلا باطل ہوجائیگا یہ کافی مین ہے۔ مرد نے وکیل کیا کہ کل بعد ظہر کے عورت سے میرا نکاح کردے پس وکیل نے کل کے روز قبل ظہر کے یا کل کے بعد نکاح کیا تو جائز نہوگا۔ اور اگر عورت نے بدین شرط وکیل کیا کہ نکاح کرکے مہر کا نوشتہ لے لے پس وکیل نے بدون مہر نامہ لکھانے کے نکاح کردیا تو صحیح ہوگا یہ ذخیرہ کردری مین ہے ایک شخص نے دوسرے کو وکیل کیا کہ میری اس دختر کا نکاح ایسے شخص سے کردے جو ذی علم و دیندار ہو بمشورہ فلان شخص کے پھر وکیل نے ایک مرد ذی علم و دیندار سے بدون مشورہ فلان شخص کے نکاح کردیا تو جائز ہوگا اسواسطے کہ مشورہ سے اُسکی غرض یہ ہے کہ نکاح ایسے شخص کے ساتھ واقع ہو جو اس صفت کا ہے پس جب غرض حاصل ہوگئی تو مشورہ کی کچھ حاجت نہ رہی یہ فتاوےٰ قاضیخان مین ہے۔ ایک شخص نے دوسرے کو بھیجا کہ فلان شخص سے اسکی بیٹی میرے واسطے خطبہ کرے پس اُسنے دختر مذکورہ سے بھیجنے والے کا نکاح کردیا تو جائز ہے خواہ بمہر مثل ہو یا بغبن فاحش ہو یہ سراجیہ مین ہے۔ ایک مرد کو وکیل کیا کہ میرے واسطے فلان کی دختر کا خطبہ کرے پس وکیل مذکور دختر مذکورہ کے والد کے پاس آیا اور کہا کہ اپنی دختر مجھے ہبہ کردے پس باپ نے جواب دیا کہ مین نے ہبہ کی پھر وکیل نے دعوےٰ کیا کہ میری مراد اُس سے اپنے موکل کے ساتھ نکاح کی تھی پس دیکھنا چاہیے کہ اگر وکیل کا کلام بطور خطبہ تھا اور باپ کیطرف سے جواب بطریق اجابت یعنے منظور کرنیکے تھا نہ بطور قبول عقد کے تو دونون مین اصلا نکاح منعقد

خطبہ[2] منگنی ۱۲

[1] تجدید نئے سرسے نکاح کرلینا ۱۲

نہوگا اور اگر بطریق عقد تھا تو وکیل کے واسطے نکاح منعقد ہوگا موکل کے واسطے منعقد نہوگا اور اسیطرح اگر وکیل نے
یہ کہا ہو کہ مین نے فلان کے واسطے قبول کیا تو بھی یہی حکم ہے کیونکہ ہرگاہ وکیل نے کہا کہ اپنی دختر مجھے ہبہ کردے
اور باپ نے کہا کہ مین نے ہبہ کردی تو دونون عقد پورا ہوگیا اور اگر وکیل نے کہا کہ اپنی دختر فلان مرد کو ہبہ کردے
اور باپ نے کہا کہ مین نے ہبہ کردی تو نکاح منعقد نہوگا جبتک وکیل یہ نہ کہے کہ مین نے قبول کی پس جب وکیل نے
کہدیا کہ مین نے فلان کے واسطے قبول کی یا کہا کہ مین نے قبول کی یعنے مطلقًا تو دونون صورتون مین موکل کے
واسطے نکاح منعقد ہوگا یہ محیط مین ہے اور اگر دختر کے باپ اور وکیل کے درمیان پیشتر سے مقدمات نکاح موکل کے
واسطے گفتگو مین بیان ہوئے ہون پھر دختر کے باپ نے وکیل سے کہا کہ مین نے اسقدر مہر پر اپنی دختر کو نکاح مین
دیا اور یہ نہ کہا کہ خاطب[1] کو دیا یا اُسکے موکل کو دیا پس خاطب نے کہا کہ مین نے قبول کیا تو خاطب[2] کے واسطے
نکاح منعقد ہوگا یہ تاتارخانیہ مین ہے۔ وکیل تزویج کو یہ اختیار نہین ہے کہ اپنی طرف سے دوسرے کو وکیل کرے
اور اگر اُسنے وکیل کیا پس دوسرے وکیل نے پہلے وکیل کے حضور مین نکاح کردیا تو جائز ہوگا یہ کتاب الوکالۃ
قاضیخان مین ہے۔ اور اگر عورت نے کسی کو وکیل کیا کہ اسکا نکاح کردے اور کہدیا کہ جو کچھ تو کرے وہ جائز ہوگا تو
وکیل کو اختیار ہوگا کہ اُسکی تزویج کے واسطے دوسرے کو وکیل کرے اور اگر وکیل اول کو موت آئی اور اُسنے
دوسرے مرد کو اُسکے تزویج کے وکالت کی وصیت کی پس دوسرے وکیل نے بعد موت وکیل اول کے اُس کا
نکاح کردیا تو جائز ہوگا یہ محیط مین ہے۔ اور اگر عورت یا مرد نے اپنی تزویج کے واسطے دو مردون کو وکیل کیا
پس ایک نے تزویج کی تو عقد جائز نہوگا یہ فتاوےٰ قاضیخان مین ہے۔ ایک مرد نے کسی مرد کو وکیل کیا کہ فلانہ عورت
معینہ سے اُسکا نکاح کردے اور اسی مطلب کے واسطے ایک دوسرا بھی وکیل کیا اور عورت مذکورہ نے بھی اسی طرح دو
وکیل اسی واسطے کیے پھر مرد کے دونون وکیل اور عورت کے دونون باہم ملاقی ہوئے پس مرد کے ایک وکیل نے
ہزار درم پر نکاح کیا اور عورت کیطرف کے ایک وکیل نے اسکو قبول کیا اور مرد کے دوسرے وکیل نے سو دینار پر
نکاح کیا اور عورت کے دوسرے وکیل نے اسکو قبول کیا اور دونون عقد ایک ہی ساتھ واقع ہوئے یا آگے
پیچھے واقع ہوئے مگر اسمین جھگڑا ہوا کہ اول کون ہے اور حالت مجہول رہی تو بعوض مہر مثل کے نکاح صحیح ہوگا
یہ کافی مین ہے ایک مرد نے دوسرے کو وکیل کیا کہ ایک عورت سے اسکا نکاح کردے پس اُسنے ایک عورت سے
نکاح کردیا پھر وکیل و شوہر مین اختلاف ہوا شوہر نے کہا کہ تو نے مجھ سے اس عورت کا نکاح کردیا ہے اور وکیل نے
کہا کہ نہین بلکہ اس دوسری سے نکاح کردیا ہے تو شوہر کے قول کی تصدیق ہوگی بشرطیکہ عورت اسکے قول کی
تصدیق کرے کیونکہ دونون نے نکاح پر ایک دوسرے کی تصدیق کی پس دونون کے تصادق[3] سے نکاح ہوجائیگا
اور یہ مسئلہ اس امر کی دلیل ہے کہ تصادق سے نکاح حاصل ہوجاتا ہے یہ فتاوےٰ قاضیخان مین ہے۔ اور اگر عورت نے
تزویج کے واسطے وکیل کیا پھر اُسنے خود ہی نکاح کرلیا تو وکیل مذکور وکالت سے خارج ہوجائیگا خواہ وکیل کو

---

[1] خاطب خطبہ کرنے والا ۱۲ منہ [2] یعنے وکیل کے واسطے ۱۲ منہ [3] ایک دوسرے کی تصدیق کرنا ۱۲

یہ بات معلوم ہوئی ہو یا نہوئی ہو اور اگر عورت نے اُسکو وکالت سے خارج کیا حالانکہ وکیل اس سے واقف نہوا تو وکالت سے خارج نہوگا پھر اگر وہ نکاح کر دیگا تو نکاح جائز ہوگا۔ اور اگر مرد کیطرف سے کسی خاص عورت کے ساتھ تزویج کرنے کا وکیل ہو پھر موکل نے اس عورت کی ماں یا بیٹی سے نکاح کر لیا تو وکیل وکالت سے خارج ہو جائیگا یہ محیط مین ہے۔ ایک عورت نے کسی مرد سے تزویج کے واسطے وکیل کیا پھر قبل تزویج کے بنکاح فاسد نکاح کر لیا تو بعضے مشائخ بخارا نے فرمایا کہ وکیل وکالت سے معزول ہو جائیگا اور یہی امام برہان مرغینانی نے اختیار کیا ہے اور قاضی برہان یہی فتوے دیتے تھے اور بعضے مشائخ بخارا نے فتوے دیا کہ معزول نہوگا یہ تاتارخانیہ مین فتاوےٰ آہو سے منقول ہے۔ اور اگر معینہ عورت سے نکاح کر دینے کا وکیل کیا پھر وہ عورت نعوذ باللہ تعالےٰ مرتد ہو کر دار الحرب مین جا ملی پھر وہ گرفتار ہو کر آئی اور مسلمان ہو گئی پھر وکیل نے موکل کے ساتھ نکاح کر دیا تو امام اعظمؒ کے نزدیک نکاح جائز ہوگا قال المترجم اور صاحبینؒ کا خلاف بر بناے اصل معروف ہے۔ ایک مریض کی زبان بند ہو گئی پس اُس سے ایک شخص نے کہا کہ مین تیری دختر فلانہ کی تزویج کا وکیل ہونگا اُس نے فارسی مین جواب دیا کہ آری آری یعنے ہان ہان اس سے زیادہ کچھ نہین کہا پس وکیل نے نکاح کیا تو صحیح نہوگا یہ ظہیریہ مین ہے۔ ایک شخص کا ایک بیٹا ہے اور اُس بیٹے کی دختر ہے پس اُس شخص نے اپنے بیٹے کو باکراہ مجبور کیا کہ مجھے اپنی دختر کی تزویج کا وکیل کرے پس بیٹے نے کہا کہ مین تجھ سے اور تیری فرزندی دونون سے بیزار ہون جو تیرا جی چاہے وہ کر پس باپ نے جا کر اپنی پوتی کو بیاہ دیا تو شیخ ابو بکر محمد بن الفضل نے فرمایا کہ یہ نکاح صحیح نہوگا یہ فتاوےٰ قاضیخان مین ہے۔ اگر ایک شخص نے دوسرے کو وکیل کیا کہ اُسکے ساتھ کسی عورت کا نکاح کر دے حالانکہ اس مرد موکل کے نکاح مین چار عورتین ہین تو ایسی وکالت ایسے وقت کے واسطے محمول کی جائیگی کہ جب موکل کسی عورت سے نکاح کرنے کا شرعًا مختار ہو جاوے تب وہ کسی عورت سے اسکا نکاح کر دے باین طور کہ مثلاً وہ ان چارون مین سے کسیکو بائن طلاق دیکر الگ کر دے یہ محیط سرخسی مین ہے اور اس امر پر ہمارے اصحاب کا اجماع ہے کہ ایک ہی مرد نکاح مین طرفین کا وکیل اور جانبین کا ولی اور ولی ایک جانب سے اور اصیل دوسری جانب سے اور وکیل ایک جانب سے اور اصیل دوسری جانب سے اور ولی ایک جانب سے اور وکیل دوسری جانب سے ہو سکتا ہے اور رہا یہ امر کہ ایک ہی شخص دونون جانب سے فضولی یا ایک جانب سے ولی اور دوسری جانب سے فضولی یا اصیل ایک جانب سے اور فضولی دوسری جانب سے یا فضولی ایک جانب سے اور وکیل دوسری جانب سے ہو سکتا ہے کہ عقد اجازت پر موقوف[عہ] رہے یا نہین تو امام اعظمؒ و امام محمدؒ کے نزدیک نہین ہو سکتا ہے یہ قاضیخان کی شرح جامع صغیر مین ہے۔ اور اگر ایک فضولی نے عقد باندھا اور دوسرے شخص نے قبول کیا خواہ یہ دوسرا شخص فضولی ہو یا وکیل ہو یا اصیل ہو تو عقد کا انعقاد ہوگا مگر جسکی طرف سے فضولی ہے اُسکی اجازت پر موقوف رہیگا یہ نہایہ مین ہے۔ اور شطر عقد اسی مجلس کے قبول پر موقوف رہتا ہے اور ماوراے اس مجلس کے موقوف نہین ہوتا ہے یہ سراج الوہاج مین ہے ایک مرد نے[ایجاب ۱۲] کہا کہ تم لوگ گواہ رہو کہ مین نے فلانہ عورت سے نکاح کیا پھر اُس عورت کو خبر پہنچی اور اُسنے اجازت دیدی تو یہ باطل ہے اسیطرح اگر عورت نے کہا کہ تم لوگ گواہ رہو

عہ اگرچہ خود نکاح نہ کیا ہو ۱۲ عہ یعنے جسکی طرف سے فضولی ہے اُسکی اجازت پر ۱۲ عہ یعنے بعد اس مجلس کے ۱۲

کہ مین نے اپنے نفس کو فلان مرد کے نکاح مین دیا حالانکہ یہ مرد غائب ہی پھر اُسکو خبر پہونچی اور اُسنے اجازت دیدی تو عقد جائز نہوگا اور اگر دونون صورتون مین غائب عورت یا غائب مرد کیطرف سے کسی فضولی نے قبول کرلیا تو البتہ ہمارے اصحاب کے نزدیک اجازت پر موقوف رہیگا یہ قاضیخان کی شرح جامع صغیر مین ہی۔ اور نکاح فضولی کی اجازت دینا بقول ثابت ہوتا ہی اور بفعل بھی ثابت ہوتا ہی یہ بحر الرائق مین ہی پس اگر فضولی نے ایک مرد کا نکاح جو غائب ہے ایک عورت سے کردیا اور یہ بدون اجازت مرد کے ہوا پھر مرد مذکور کو خبر پہونچی تو اُسنے کہا کہ تونے خوب کیا یا کہا کہ ہمکو اللہ تعالے اسمین برکت دے یا کہا کہ تونے احسان کیا یا کہا کہ تو براہ صواب گیا تو یہ الفاظ اجازت ہین کذا فے فتاوےٰ قاضیخان اور یہی مختار ہی اور اسی کو شیخ ابو اللیث رحمہ نے اختیار کیا ہی یہ محیط مین ہے۔ اور اگر سیاق کلام سے یہ معلوم ہوجاوے کہ اُسنے بطور استہزاء ایسے الفاظ کہے ہین تو اس صورت مین یہ الفاظ اجازت نہونگے اور اگر لوگون نے اسکو مبارکباد دی اور اسنے قبول کی تو یہ اجازت ہوگی یہ فتاوےٰ قاضیخان مین ہے اور صحیح مین ہی کہ فقیہ نے فرمایا کہ ہم اسی کو اختیار کرتے ہین یہ تاتارخانیہ مین ہی۔ ایک شخص نے ایک مرد کے ساتھ ایک عورت کا بدون اجازت عورت کے نکاح کردیا پس عورت نے کہا کہ مجھے تیرا فعل خوش نہ آیا یا فارسی مین کہا کہ مرا خوش نیامد این کار تو تو یہ رد نکاح نہین ہی حتے کہ اگر اُسکے بعد راضی ہوجاوے تو یہ نکاح نافذ ہوجائیگا یہ فصول عمادیہ مین ہی۔ مہر کا[1] قبول کرنا اجازت ہی اور ہدیہ کا قبول کرنا اجازت[2] نہین ہی یہ فتح القدیر مین ہی۔ اور فوائد صاحب المحیط مین ہی کہ اگر مرد نے فضولی سے کہا کہ تونے بُرا کیا تو یہ نکاح کی اجازت ہی ایسا ہی امام محمد رح سے مروی ہی اور ظاہر الروایۃ کے موافق یہ کلام[3] رد نکاح ہی اور اسی پر فتوے ہی۔ اور فعل کے ساتھ اجازت یہ ہی کہ عورت کا مہر اسکو بھیجدے اور آیا شرط ہی کہ عورت کو مہر پہونچ جاوے یا نہین تو امام ظہیر الدین نے فرمایا کہ شرط ہی اور مولانا اور قاضی امام فخر الدین نے فرمایا کہ نہین شرط ہی۔ اور اگر عورت کے ساتھ خلوت کی پس آیا یہ اجازت ہے تو مولانا رح نے فرمایا کہ اجازت ہے اور بعض نے فرمایا کہ نفس خلوت اجازت نہین ہی یہ فصول عمادیہ مین ہی۔ ایک شخص نے ایک عورت کو ایک مرد کے ساتھ بدون اجازت عورت کے بیاہ دیا پھر عورت کو خبر پہونچی پس عورت نے کہا کہ باک نیست یعنے کچھ ڈر نہین ہی تو یہ اجازت ہے ایسا ہی فقیہ ابو اللیث رحمہ نے ذکر فرمایا ہی اور فقیہ ابو جعفر رح اسی پر فتوے دیتے تھے یہ ذخیرہ مین ہی۔ اور اگر فضولی نے چار عورتین ایک عقد مین اور تین عورتین ایک عقد مین زید کے ساتھ بیاہ دین پس زید نے ایک فریق مین سے ایک عورت کو طلاق دیدی تو اسی فریق کے نکاح کی اجازت ہوگی یہ فتح القدیر مین ہی۔ اور اگر فضولی نے ایک مرد سے دس عورتون کا نکاح مختلف[4] عقدون مین کیا اور ان دسون عورتون کو خبر پہونچی اور اُنھون نے سب نے اجازت دی تو نوین و دسوین عقد کی دونون عورتین جائز ہونگی اور علے ہذا دس مردونین سے

---

[1] اس فقرہ سے توضیح مراد ہی ورنہ فضولی ہمیشہ بلا اجازت دہکم ہوتا ہی ۱۲ منہ [2] قال المترجم قول امام محمد ظاہر ہی اگرچہ ظاہر الروایۃ اسکے برخلاف ہی ۱۲ منہ [3] یعنے ایک بعد دیگر کے ورنہ ایک عقد مین سب باطل ہونگے ۱۲ [4] یعنے مہر جانکر قبول کرنا ۱۲ [5] از جانب شوہر ۱۲

ہر ایک نے اپنی اپنی دختر کا نکاح ایک مرد سے کیا اور یہ سب عورتین بالغہ ہین پس سبھون نے نکاح جائز رکھا تو نوین و دسوین کا نکاح جائز ہوگا اور اگر گیارہ[۱۱] مرد ہون تو اخیر کی تین عورتون کا جائز ہوگا اور اگر بارہ[۱۲] مرد ہون تو چار عورتون کا نکاح جائز ہوگا اور اگر تیرہ[۱۳] مرد ہون تو اکیلی تیرھوین عورت کا نکاح جائز ہوگا یہ غایۃ السروجی مین ہے- قال المترجم کیونکہ جب چار عورتون کے بعد پانچوین سے عقد کیا تو پہلے سب چارون باطل ہوگئے پھر جب چھٹے و ساتوین و آٹھوین کے بعد نوین سے عقد کیا تو یہ چارون بھی باطل ہوئے اب رہی نوین پھر اسکے بعد دسوین سے نکاح کیا تو یہی دونون باقی رہی ہین پس اجازت انھین دونون کی معتبر ہوگی اور بعد اس بیان کے سب صورتین تجھپر آسان ہین فافہم- ایک فضولی نے ایک مرد سے عقود متفرقہ مین پانچ عورتون کا نکاح کر دیا تو شوہر کو اختیار رہوگا کہ انمین سے چار اختیار کرکے پانچوین کوئی ہو اسکو جدا کردے یہ ظہیریہ مین ہے- اور اگر فضولی نے چار عورتون سے بدون اُنکی اجازت کے پھر چار عورتون سے بدون انکی اجازت کے پھر دو عورتون سے نکاح کر دیا تو اخیر کی دو عورتون کا نکاح متوقف[۵۱] رہیگا یہ عنابیہ مین ہے امام محمدؒ نے فرمایا کہ ایک مرد نے ایک عورت کو بدون اسکی اجازت کے ایک مرد سے بیاہ دیا اور ہزار درم مہر ٹھہرایا اور اسی مرد کیطرف سے دوسرے مرد نے بدون اجازت اس مرد کے خطبہ[۵۲] کیا پس دونون فضولی ہوئے پھر دونون نے پچاس دینار پر بغیر اجازت اس مرد و اُس عورت کے جدید نکاح باندھا حتے کہ دونون نکاح اُن دونون کی اجازت پر موقوف ہوئے پھر عورت مذکورہ نے دونون نکاحونمین سے ایک کی اجازت دی اور مرد نے بھی دونونمین سے ایک نکاح کی اجازت دی پس اگر شوہر نے اُسی نکاح کی اجازت دی جسکی عورت نے اجازت دی ہے مثلاً عورت نے ہزار درم والے نکاح کی اجازت دی اور مرد نے بھی اسی نکاح کی اجازت دی تو ہزار درم کے مہر والا نکاح جائز ہوگا اور اگر شوہر نے سوائے اُس نکاح کے جسکی عورت نے اجازت دی ہے دوسرے نکاح کی اجازت دی مثلاً پچاس دینار والے نکاح کی اجازت دی تو جائز نہوگا پھر اگر اسکے بعد دونون دوسرے نکاح کی اجازت پر اتفاق کرین تو وہ جائز نہوگا اور اگر پہلے نکاح کی اجازت پر اتفاق کرین تو وہ جائز ہوگا اسیطرح اگر عورت نے ابتدائً دوسرے نکاح کی اجازت دی تو یہ امر اُسکی طرف سے نکاح اول کا فسخ ہوگا پس اگر دونون دوسرے نکاح پر اتفاق کرینگے تو جائز ہوجائیگا اور اگر پہلے نکاح پر اتفاق کرینگے تو جائز نہوگا اور اسیطرح اگر شوہر نے پہل کرکے دونونمین سے کسی ایک نکاح کی اجازت دی تو یہ امر اُسکی طرف سے دوسرے نکاح کا فسخ ہوگا پس وہ باطل ہوجائیگا اور یہ سب اس صورت مین ہے کہ پہلا اجازت دیا ہوا معلوم ہو کہ یہ پہلا اجازت دیا ہوا ہے اور یہ دوسرا ہے اور اگر دونون پہلے اجازت دیے ہوئے کو بھول گئے پھر دونون نے ان دونون مین سے کسی ایک نکاح پر اتفاق کیا بمعنے آنکہ ایک نے دوسرے کی تصدیق کی کہ ہم نے یاد کیا کہ یہی پہلا اجازت دیا ہوا ہے تو نکاح جائز ہوگا اور اگر ان دونون نے یاد نہ کیا کہ یہی پہلا

---

[۵۱] متوقف رہیگا حتے کہ اگر دونون منظور کرلین تو نافذ ہوجائیگا اور پہلے دونون چوکڑی کے فریق ساقط ہونگے کیونکہ انہین ترجیح ندارد ہے ۱۲

[۵۲] خطبہ کیا یعنے اسی عورت سے درخواست کی ۱۲

اجازت دیا ہوا ہی لیکن دونون کسی ایک نکاح پر متفق ہوئے بدون اسکے کہ یاد کرین کہ یہی پہلا اجازت دیا ہوا ہے تو ان دونون عقدونمین سے کوئی بھی کبھی جائز نہوگا اور اگر عورت نے پہل کر کے کہا کہ مین نے دونون عقدون کی اجازت دیدی تو مرد کو اختیار ہوگا کہ چاہے ہزار درم والے کی اور چاہے پچاس دینار والے کی جسکی چاہے انمین سے ایک کی اجازت دیدے اور یہی جائز ہوگا اور جو مہر اس مین ٹھہرا ہی وہ اُسکے ذمہ لازم ہوگا اور اگر ایک نے درم والے اور دوسرے نے دینار والے کی اجازت دی اور دونون کی اجازت کا کلام ایک ساتھ ہی دونون کے مُنھ سے نکلا تو دونون نکاح ٹوٹ جاوینگے اور اگر دونون مین سے ہر ایک نے دونون نکاحون کی اجازت دی اور دونون کے کلام ایک ساتھ ہی نکلے تو یہین وہی حکم ہی جو ایک ہی ساتھ اجازت کا کلام نہ نکلنے کی حالت مین ہر ایک کے دونون نکاحون کی اجازت دینے کا حکم ہی یعنے دونون مین سے ہر ایک نے آگے پیچھے دونون نکاحونکی اجازت دیدی اور اسکا حکم یہ ہی کہ دونون نکاحون مین سے ایک نکاح لامحالہ نافذ ہوجائیگا اور اگر دونون مین سے ہر ایک نے ان دونون نکاحون مین سے غیر معین ایک نکاح کی اجازت دی مثلاً مرد نے کہا کہ مین نے دونون مین سے ایک نکاح کی اجازت دی یا کہا کہ مین نے اس نکاح کی یا اس دوسرے نکاح کی اجازت دی تو اس مسئلہ مین عورت کی اجازت چار صورتون سے خالی نہین اوّل آنکہ عورت نے کہا کہ مین نے اس نکاح کی اجازت دی جسکی شوہر نے اجازت دی ہی حالانکہ دونون کے کلام ایک ہی ساتھ دونون کے مُنھ سے نکلے تو اس صورت مین دونون مین سے ایک نکاح جائز ہوگا دوم آنکہ عورت نے کہا کہ مین نے اس نکاح کے سوائے جسکی شوہر نے اجازت دی ہی دوسرے نکاح کی اجازت دی اور دونون کے کلام ایک ہی ساتھ نکلے تو اس صورت مین دونون نکاح ٹوٹ جاوینگے۔ سوم آنکہ عورت نے کہا کہ مین نے دونون نکاحون کی اجازت دی تو اُسکا وہی حکم ہی جو درصورتیکہ اُسنے کہا کہ جسکی شوہر نے اجازت دی ہی اُسکی مین نے اجازت دی مذکور ہوا ہی یعنے دونونمین سے ایک نکاح جائز ہوگا چہارم آنکہ عورت نے کہا مین نے دونون مین سے ایک نکاح کی اجازت دی یا کہا کہ مین نے اسکی یا اسکی اجازت دی جیسے کہ شوہر نے کہا ہی اور دونونکے کلام ایک ساتھ ہی نکلے تو مذکور ہی کہ دونونمین سے کسی نے ابھی تک کچھ اجازت نہین دی ہی اور دونون کو اختیار رہوگا کہ دونونمین سے ایک نکاح جسپر چاہین اتفاق کر لین اور چاہین دونون کو فسخ کر دین کذا فے الذخیرہ اور اگر عورت نے مثلاً کہا کہ مین نے ایک کی اجازت دیدی اور دوسرے نے اُسکے بعد کہا کہ مین نے ایک کی اجازت دیدی تو امام اعظمؒ کے نزدیک نکاح جائز ہوگا یہ محیط سرخسی مین ہی۔ ایک فضولی نے ایک غلام سے دو عورتون کا نکاح ایک عقد مین کیا پھر دو عورتون کا نکاح ایک عقد مین کیا اور یہ سب عورتون کی رضامندی سے کیا پھر وہ غلام آزاد ہوگیا تو اُسکو اختیار رہوگا کہ دو عورتون کے نکاح کی اجازت دے چاہے پہلے فریق کی دونون عورتون کے نکاح کی اجازت دے اور چاہے دوسرے فریق کی دونون عورتون کے نکاح کی اجازت دے اور چاہے پہلے فریق کی ایک کے نکاح کی اور دوسرے فریق کی ایک کے نکاح کی اجازت دے۔ اور اگر تین کے نکاح کی اجازت دی تو سب باطل ہوئے اور اگر چوتھی کے نکاح کی اجازت دی تو جائز ہوگا۔ اور اگر

سب نکاح ایک ہی عقد مین واقع ہوئے ہون تو اسکی اجازت کبھی نہین ہوسکتی یہ کافی مین ہے۔ اور اگر غلام نے
بدون اجازت مولے کے تین عورتون سے تین عقدون مین نکاح کیا پھر مولے نے سب کی اجازت دیدی
تو تیسرے عقد والی عورت جائز ہوگی یہ عتابیہ مین ہے اور اصل یہ ہے کہ جو محل مین اجازت بمنزلہ انشائے عقد کے ہے
پس اگر محل ایسا ہو کہ انشائے عقد مین اسکا مجتمع کرنا صحیح نہو تو بحالت اجازت و امضائے[51] عقد بھی صحیح نہوگا اور اگر بانشائ
عقد صحیح ہو تو باجازت بھی صحیح ہوگا۔ ایک مرد نے دوسرے مرد کے ساتھ بدون اجازت کے دو صغیرہ کا نکاح ایک ہی
عقد مین بدون دونون کے باپون کی اجازت کے کردیا اور ان دونون صغیرہ کیطرف سے کوئی قبول کرنیوالا ہو گیا پھر
ایک عورت نے ان دونون صغیرہ کو دودھ پلایا پھر جب شوہر کو خبر پہونچی تو اُسنے ان دونون مین سے ایک کے
نکاح کی اجازت دی اور اس صغیرہ کے باپ نے بھی اجازت دی تو نکاح جائز نہوگا اور اگر ایک عورت مذکورہ نے
دونون مین سے ایک کو دودھ پلایا پھر وہ مرگئی پھر دوسری دختر کو دودھ پلایا پھر شوہر نے خبر پہونچنے پر اُسکے
نکاح کی اجازت دی اور اُسکے باپ نے بھی اجازت دی تو نکاح جائز ہوگا اور اگر ہر دو صغیرہ کا نکاح دونون کے
ولیون نے علیحدہ علیحدہ عقد مین کیا پھر دونون رضاعی بہنین ہوگئین پھر شوہر نے ایک کے نکاح کی اجازت دی
تو نکاح جائز ہوگا۔ دو صغیرہ دونون چچازاد بہنین ہین اور دونون کا نکاح اُنکے چچا نے ایک مرد سے بدون اُنکی
اجازت کے کردیا اور علیحدہ علیحدہ عقد مین کیا پھر ایک عورت نے ان دونون کو دودھ پلایا پھر شوہر نے دونون مین
سے ایک کے نکاح کی اجازت دی تو جائز نہوگا اور اگر دونون مین سے ہر ایک کا ایک چچا[52] اُسکا ولی ہو اور باقی
مسئلہ بحالہ رہے پھر شوہر نے ایک کے نکاح کی اجازت دی تو جائز ہوگا۔ اور اگر دو باندیون سے دونون کی رضامندی
سے ایک ہی عقد مین بدون اجازت اُنکے مولے کے نکاح کر لیا پھر مولی نے ان دونون مین سے خاص ایک کو
آزاد کیا پھر مولے کو نکاح کی خبر پہونچی پس اُسنے باندی کے نکاح کی اجازت دیدی تو نکاح جائز نہوگا۔ اسیطرح
اگر فضولی نے کسی مرد کے ساتھ دو باندیون کا نکاح اُنکی اور اُنکے مولے کی اجازت سے کردیا پھر مولے نے
دونون مین سے ایک کو آزاد کردیا پھر شوہر کو خبر پہونچی اور اُسنے باقی باندی کے نکاح کی اجازت دی تو جائز
نہوگا اور اگر آزاد شدہ باندی کے نکاح کی اجازت دی تو نکاح جائز ہوگا اور اگر مولے نے دونون کو ایک ہی
ساتھ آزاد کردیا پھر شوہر نے دونون یا ایک کے نکاح کی اجازت دی تو جائز ہوگا اور اگر مولے نے یون کہا
کہ فلانہ باندی آزاد ہے اور فلانہ باندی آزاد ہے یا ایک کو آزاد کیا اور چپ رہا پھر دوسری کو آزاد کیا پھر شوہر
کو خبر پہونچی اور اُسنے ایک ساتھ یا آگے پیچھے دونون کے نکاح کی اجازت دی تو پہلی آزاد شدہ کا نکاح جائز
ہوگا دوسری کا جائز نہوگا اور اگر نکاح دو عقد مین واقع ہوا ہو پس اگر دونون باندیان دو مولے کی ہیں یعنے ہر
ایک کی ایک ایک ہو اور دونون مین سے ایک نے اپنی باندی کو آزاد کیا تو شوہر کو اختیار ہوگا کہ چاہے

[51] امضائے عقد یعنے اُس عقد کو جو منعقد ہے پورا کرنا و جاری کرنا انشاء از سر نو پیدا کرنا ۱۲ [52] ایک چچا یعنے ہر ایک کا ولی علیحدہ ہو تاکہ عاقد بدلجائے
بخلاف دل کے کہ وہان گویا ایک نے دو بہنون کو جمع کردیا تو بلا ترجیح باطل ہے ۱۲

جسکے نکاح کی اجازت دے جائز ہوگا اور اگر دونون ایک ہی شخص کی مملوکہ ہون تو آزاد شدہ کا نکاح صحیح ہوگا باندی کا صحیح نہوگا یہ محیط سرخسی مین ہے۔ اگر ایک مرد کے نیچے آزاد عورت ہو اور ایک فضولی نے ایک باندی سے اسکا نکاح کردیا پھر عورت آزادہ مرگئی یا فضولی نے اسکی جورو کی بہن سے نکاح کردیا پھر اسکی جورو مرگئی تو مرد مذکور کو اجازت نکاح کردینے کا اختیار نہین[۱] ہے اسیطرح اگر اُسکے نیچے چار عورتین ہون اور فضولی نے پانچوین سے نکاح کردیا پھر ان چارونمین سے ایک مرگئی تو مرد مذکور فضولی والے نکاح کی اجازت نہین دے سکتا ہے اور اگر فضولی نے ایک ساتھ ہی پانچ عورتون سے نکاح کردیا تو اُسکو بعض کے نکاح کی اجازت دینے کا اختیار نہوگا یہ سراج الوہاج مین ہے۔ ایک آزاد مرد کے نیچے ایک عورت ہے اس مرد کے ساتھ ایک فضولی نے بلا اجازت چار عورتون سے نکاح کردیا[۲] پھر اُسکو یہ خبر پہونچی پس اُسنے بعض کے نکاح کی اجازت دی تو جائز نہوگا اور اگر علیحدہ علیحدہ عقد مین ہر ایک کا چارون مین سے نکاح کیا اور مرد مذکور نے بعض کی اجازت دیدی تو جنکی اجازت دی ہے وہ نکاح جائز ہونگے لیکن اگر اُسنے اس صورت مین کل کے نکاح کی اجازت دی تو ناجائز اور سب کے نکاح باطل ہوجائینگے حتے کہ اگر اسکے بعد اسنے بعض کے نکاح کی اجازت دی تو بعض بھی ناجائز ہونگے اور اگر قبل اجازت کے اسکی جورو مرگئی پھر مرد نے چارون کے نکاح کی اجازت دی خواہ چارون کا عقد واحد مین نکاح کیا ہو یا عقود متفرقہ مین کیا ہو بہرحال اجازت سے کوئی عقد جائز نہوگا یہ محیط مین ہے۔ اور اگر ایک شخص نے اپنی دختر بالغہ کو کسی مرد غائب کے ساتھ بیاہ دیا اور مرد غائب کیطرف سے ایک فضولی نے قبول کیا پھر قبل اجازت مرد غائب کے عورت کا باپ مرگیا تو اُسکی موت سے نکاح باطل نہوگا۔ ایک مرد نے اپنے پسر بالغ کا نکاح ایک عورت سے بدون اجازت پسر مذکور کے باندھا پھر قبل اجازت کے بیٹا مجنون ہوگیا تو مشائخ نے فرمایا کہ باپ کو یون کہنا چاہیے کہ مین نے اپنے بیٹے کیطرف سے نکاح کی اجازت دی یہ فتاوےٰ قاضیخان مین ہے۔ ایک شخص نے اپنے بھائی کی دختر اپنے پسر کے ساتھ بیاہ دی حالانکہ یہ دونون صغیر ہین اور بھائی کی دختر کا باپ موجود ہے پھر قبل اجازت نکاح کے اُسکا باپ مرگیا پھر چچا نے قبل بلوغ دختر مذکورہ کے اس نکاح کی اجازت دیدی تو اجازت صحیح اور نکاح نافذ ہوگا اسیطرح اگر کسی مرد نے اپنے پسر نابالغ کا نکاح بدون اُسکی اجازت کے ایک عورت سے کردیا اور ہنوز پسر مذکور بالغ نہوا تھا کہ وہ معتوہ ہوگیا پھر باپ نے اس نکاح کی اجازت دی تو جائز ہوگا۔ اسیطرح اگر غلام نے بدون اجازت مولے کے نکاح کیا پھر قبل اجازت کے وہ اس مولی کی ملک سے نکلکر دوسرے مولے کی ملک مین داخل ہوا پھر دوسرے مولے نے نکاح کی اجازت دی تو اجازت صحیح اور نکاح نافذ ہوگا اور اسیطرح اگر باندی نے بدون اجازت مولے کے اپنا نکاح کرلیا پھر اس مولی کی ملک سے نکلکر دوسرے کی ملک مین داخل ہوئی خواہ بطریق بیع کے یا بوجہ ہبہ یا ارث کے پس اگر یہ باندی اس دوسرے مالک کے واسطے حلال نہو مثلاً یہ صورتین ہون کہ ایک جماعت اُسکی وارث ہوئی یا فقط بیٹا وارث ہوا گر باپ نے

---

[۱] یعنے اجازت سے نکاح جائز نہوگا سے فائدہ ہے ۱۲ منہ [۲] یعنے ایک ہی عقد مین ۱۲

اس باندی سے وطی کرلی تھی یا مولائے اول نے ایک جماعت کے ہاتھ بیع کی یا اسکو ہبہ کردی یا اپنے پسر کے ہاتھ بیع یا ہبہ کی مگر باپ اس سے وطی کرچکا ہے تو ایسی صورت مین دوسرے مولی کی اجازت سے نکاح جائز ہوسکتا ہے اور اگر دوسرے ولی کے واسطے باندی حلال ہو باین طور کہ مولائے اول نے کسی اجنبی کے ہاتھ بیع یا اسکو ہبہ کی یا اپنے پسر کے ہاتھ بیع یا ہبہ کی مگر خود اس سے وطی نہین کرچکا ہے یا فقط بیٹا اسکا وارث ہو درحالیکہ باپ میت اس سے وطی نہین کرچکا ہے تو ایسی حالت مین دوسرے مولی کی اجازت ناجائز اور اس اجازت سے نکاح جائز نہوگا یہ محیط مین ہے - **متصلات این باب مسائل الفسخ** جاننا چاہیے کہ نکاح بندھ جانے کے بعد اسکے فسخ کرنیوالے چار طرح کے لوگ ہوتے ہین اول ایسا عقد باندھنے والا جو بقول یا بفعل کسیطرح فسخ کا اختیار نہین رکھتا ہے اور یہ فضولی[1] ہے - پس اگر فضولی نے ایک مرد کا نکاح بدون اسکی اجازت کے کسی عورت سے کردیا پھر کہا کہ مین نے عقد کو فسخ کیا تو فسخ نہوگا - اسیطرح اگر اسی عورت کی بہن سے اسکا نکاح باندھا تو دوسرا نکاح مرد کی اجازت پر موقوف ہوگا اور یہ نکاح اول کا فسخ نہوگا - دوم وہ عاقد ہے جو قول سے فسخ کرسکتا ہے اور فعل سے فسخ نہین کرسکتا ہے اور یہ وکیل ہے چنانچہ اگر ایک شخص نے کسیکو وکیل کیا کہ میرے ساتھ فلانہ عورت معینہ کا نکاح کردے پس اسنے اس عورت سے نکاح کردیا اور عورت کیطرف سے کسی فضولی نے قبول کیا تو اس وکیل کو اختیار ہے کہ قول سے نکاح فسخ کردے یعنے کہے کہ مین نے یہ نکاح فسخ کیا - اور اگر وکیل مذکور نے اس عورت کی بہن کے ساتھ بھی موکل کا نکاح کردیا تو عقد اول فسخ نہوگا یہ فتاوے قاضیخان مین ہے اور اگر وکیل مذکور نے بعینہا اسی عورت سے دوسرا نکاح کردیا تو عقد اول ٹوٹ جائیگا یہ محیط سرخسی مین ہے اور سوم وہ عاقد جو بفعل فسخ کرسکتا ہے اور بقول فسخ نہین کرسکتا ہے اور اسکی صورت یہ ہے کہ ایک مرد نے ایک مرد کے ساتھ بدون اسکی اجازت کے ایک عورت کا نکاح کردیا پھر شوہر مذکور نے اس فضولی کو وکیل کیا کہ میرے ساتھ کسی عورت کا نکاح کردے اور کسی عورت کو معین نہ کیا پس وکیل مذکور نے اس عورت کی بہن کے ساتھ اسکا نکاح کردیا تو پہلا نکاح فسخ ہوجائیگا حالانکہ اگر وہ اس نکاح کو بقول فسخ کرے تو فسخ صحیح نہین ہے - چہارم وہ عاقد جو قول وفعل دونون طرح سے فسخ کرسکتا ہے اور اسکی صورت یہ ہے کہ ایک مرد نے دوسرے کو کسی عورت سے بطور غیر معین نکاح کرنے کا وکیل کیا پس وکیل نے ایک عورت سے نکاح کردیا اور عورت کیطرف سے ایک فضولی نے قبول کیا پس اگر وکیل اس عقد کو فسخ کرے تو فسخ صحیح ہے اور اگر وکیل نے اس عورت کی بہن سے بھی موکل کا نکاح کردیا تو عقد اول فسخ ہوجائیگا یہ فتاوے قاضیخان مین ہے پس باب نکاح مین فضولی کو قبل اجازت کے رجوع کا اختیار نہین ہوتا ہے اور وکیل کو نکاح موقوف کی صورت مین قول وفعل دونون سے رجوع کا اختیار رہوتا ہے یہ ظہیریہ مین ہے - اور اگر زید کے ساتھ فضولی نے ایک عورت کا نکاح کردیا پھر زید نے ایک شخص کو وکیل کیا کہ کسی عورت سے اسکا نکاح کردے پس وکیل نے اس نکاح کی اجازت دیدی پھر اسکو فسخ کیا تو بنابر

[1] پس فضولی کا فسخ کرنا باطل ہوگا ۱۲ منہ [2] مثال فسخ بقول ۱۲ منہ [3] مثال فسخ بفعل ۱۲ منہ

روایت جامع کے اُسکا فسخ کرنا صحیح نہوگا اور اگر اسی عورت کی بہن کا باجازت بہن کے موکل کے ساتھ نکاح کر دیا تو پہلا نکاح باطل ہو جائیگا۔ اور اگر مطلق نکاح کے واسطے دو وکیل ہوں تو ایک وکیل کے باندھے عقد موقوف کو قصداً[ف] دوسرا باطل نہین کر سکتا ہی وکیل اگر ایسا فعل کرے کہ اس عورت کی بہن سے موکل کا نکاح کر دے یا دوسرے[ف] مہر پر پہلے نکاح کی تجدید کرے تو پہلا نکاح فسخ ہو جائیگا یہ عتابیہ مین ہے۔ اور اگر زید نے ایک عورت سے بدون اجازت عورت مذکورہ کے نکاح کیا پھر کسیکو وکیل کیا کہ کسی عورت سے اُسکا نکاح کر دے پس وکیل نے اپنے قول سے فعل زید کو فسخ کیا تو نہین صحیح ہوگا اور اگر وکیل نے اسی عورت کی بہن سے زید کا نکاح[ف] کر دیا تو نکاح اول ٹوٹ جائیگا۔ اور اگر وکیل نے موکل کے ساتھ ایک ہی عقد مین دو عورتون کا نکاح کر دیا کہ ان دونو مین سے ایک عورت[ف] یعنے کلمت زید کی نکاح والی کی بہن ہی یا ایک ہی عقد مین چار عورتون سے نکاح کر دیا تو پہلا نکاح فسخ نہوگا یہ محیط سرخسی مین ہے۔

ساتوان باب۔ مہر کے بیان مین اسمین چند فصلین ہین فصل اول ادنے مقدار مہر کے بیان مین اور جو

چیزین مہر ہو سکتی ہین اور جو چیزین نہین ہو سکتی اُنکے بیان مین۔ کم سے کم مقدار مہر دس درم ہی خواہ سکہ دار ہون یا نہون چنانچہ دس درم وزن کی خالی چاندی پر مہر جائز ہی اگرچہ اسقدر چاندی کی قیمت بہ نسبت دس درم کے کم ہو یہ تبیین مین ہے۔ اور سوائے درم کے جو چیز ہی وہ وقت عقد[ف] کی قیمت کے حساب سے درمون کی قائم مقام رکھی جائیگی یہ ظاہر الروایۃ کے موافق ہی چنانچہ اگر کپڑے یا کیلی یا وزنی چیز پر نکاح کیا اور اس چیز کی قیمت وقت عقد کے دس درم ہی تو نکاح جائز ہوگا اگرچہ قبضہ کرنے کے دن اُسکی قیمت دس درم سے گھٹ گئی ہو پس عورت کو رد کر دینے کا اختیار نہوگا اور اگر اسکے برعکس ہو کہ وقت عقد کے دس سے کم ہوا اور وقت قبضہ کے نرخ زیادہ ہو گیا کہ دس درم قیمت ہو گئی تو وقت عقد کے جسقدر کمی تھی وہ عورت کو دلائی جائیگی اگرچہ وقت قبضہ کے پوری دس درم قیمت ہی یہ نہر الفائق مین ہی اور اگر کپڑے کا کسی جزو مین نقصان ہو جانے سے قبضہ سے پہلے اُسکی قیمت مین نقصان آگیا تو عورت کو اختیار ہوگا چاہے اسی ناقص کو لے لے یا اسکی قیمت دس درم لے لے یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اور واضح ہو کہ ہر ایسی چیز جو مال متقوم[ف] یعنے قیمتی کا ہی مہر ہو سکتی ہی۔ اور منافع بھی مہر ہو سکتے ہین مگر بات یہ ہی کہ اگر شوہر مرد آزاد ہوا اور اُسنے عورت سے اس منافع پر نکاح کیا کہ مین تیری خدمت کرونگا تو امام اعظمؒ و امام ابو یوسفؒ کے نزدیک مہر مثل کا حکم دیا جائیگا اور نکاح جائز ہوگا یہ ظہیریہ مین ہی اور اگر عورت سے اپنے سوائے کسی دوسرے آزاد کی خدمت پر نکاح کیا پس اگر اس غیر کے حکم سے نہوا اور نہ اسنے اجازت دی تو اُسکی خدمت کی قیمت واجب ہوگی اور اگر غیر مذکور کے حکم سے ہو پس اگر کوئی خدمت معین ایسی ہو کہ جس سے بے پردگی و فتنہ سے بچاؤ نہین ہو سکتا ہی تو واجب ہے کہ منع کی جاوے اور اسکو خدمت مذکورہ کی قیمت دیجاوے اور اگر ایسی خدمت نہو تو اس خدمت کا ادا کرنا واجب ہوگا اور اگر خدمت غیر معین ہو بلکہ اس غیر مذکور کے منافع پر نکاح کیا حتے کہ عورت مذکورہ ہی اس غیر مذکور سے

ف یعنے بقول خود ۱۲ ف یعنے عورت کی اجازت سے ۱۲ ف قبل اجازت اول کے ۱۲ ف اسواسطے کہ نکاح وکیل ناجائز ہے ۱۲ ف عقد کے وقت جو اُسکی قیمت ہے ۱۲ ف مثلاً ایک سال ۱۲ منہ

خدمت لینے کی مستحق ہوئی کیونکہ یہ اجیر خاص ہوا تو دیکھا جائیگا کہ اگر عورت مذکورہ نے ایسی خدمت لینی شروع کی جسکی صورت مثل اوّل کے ہی تو اسکا حکم مثل حکم اول کے ہوگا اور اگر بطور صورت دوم ہی تو اُسکا حکم مثل صورت دوم کے ہوگا یہ فتح القدیر مین ہی۔ اور اگر مرد نے عورت سے اپنے غلام یا باندی کی خدمت پر نکاح کیا تو صحیح ہی یہ نہر الفائق مین ہی اور اگر شوہر غلام ہو تو شوہر کو اُسکی خدمت جائز ہی یہ بالاجماع ہے کذا فی محیط السرخسی اور اگر کسی عورت سے اس مہر پر نکاح کیا کہ اُس کو قرآن شریف تعلیم کر دیگا تو عورت مذکورہ کو اُسکا مہر مثل ملیگا یہ فتاوےٰ قاضیخان مین ہی اور اگر عورت سے اس مہر پر نکاح کیا کہ عورت مذکورہ کی بکریان چرا دیگا یا اُسکی زمین مین زراعت کر دیگا تو ایک روایت مین نہین جائز ہی اور ایک روایت مین جائز ہی کذا فی محیط السرخسی اور روایت اول کتاب الاصل و الجامع کی ہی اور وہی اصح ہی کذا فی النہر الفائق اور یہ خطا ہی صواب یہ ہی کہ بالاجماع یہ خدمت جو مہر قرار دی ہی ادا کیے بدلیل قصۂ موسےٰ و شعیب علیہما السلام کے اور اگر کوئی کہے کہ وہ موسےٰ و شعیب علیہما السلام کی شریعت مین تھا اور ہم امت محمد صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم ہین تو جواب یہ ہی کہ پہلے انبیا علیہم السلام کی شریعت جسکو اللہ تعالےٰ و اُسکے رسول پاک صلے اللہ علیہ وسلم نے بغیر کسی نوع انکار کے بیان فرمایا ہوئے ہمپر لازم ہی یہ کافی مین ہی اور اگر حلال و حرام احکام کی تعلیم یا حج یا عمرہ وغیرہ عبادات کو مہر قرار دیا تو ہمارے نزدیک تسمیہ نہین صحیح ہی۔ پھر واضح ہو کہ تسمیہ مین اصل یہ ہی کہ جب تسمیہ صحیح ہو جاوے و متقرر ہو جاوے تو وہی مسمےٰ واجب ہوگا پھر دیکھا جائیگا کہ اگر مہر مسمےٰ دس درم یا زیادہ ہے تو عورت کو بس یہی ملیگا اسکے سوائے کچھ نہوگا اور اگر دس سے کم ہو تو ہمارے اصحاب ثلثہ کے نزدیک دس پورے کر دیے جاوینگے اور اگر تسمیہ فاسد یا متزلزل ہو تو مہر مثل واجب ہوگا اور اگر مہر یہ قرار دیا کہ عورت مذکورہ کو اسکے شہر سے باہر نہ لیجائیگا یا اُسکے اوپر دوسرا نکاح نہ کریگا تو یہ تسمیہ صحیح نہین ہی کیونکہ یہ امر مذکور مال نہین ہی اور اسیطرح اگر مسلمان مرد نے مسلمان عورت سے مردار یا خون یا خمر یا سور پر نکاح کیا تو تسمیہ نہین صحیح ہی اور اگر اعیان مال کے منافع پر مدت معلومہ تک کے واسطے نکاح کیا مثل اپنے دار کی سکونت و اپنے جانور سواری کی سواری و بار برداری و زراعت کی زمین دینے وغیرہ پر مدت معلومہ تک کے واسطے نکاح قرار دیا تو تسمیہ صحیح ہی یہ بدائع مین ہی۔ اور اگر غلام نے اپنے مولےٰ کی اجازت سے اپنے رقبہ پر کسی باندی یا مدبرہ یا ام ولد سے نکاح کیا تو جائز ہی اور اگر اپنے رقبہ پر کسی آزاد عورت یا مکاتبہ سے نکاح کیا تو نہین جائز ہی اور غلام کی قیمت پر بھی نافذ نہوگا یہ غایۃ السروجی مین ہی۔ اور اگر کسی عورت سے اس مہر پر نکاح کیا کہ اپنی دوسری جورو کو طلاق دیدیگا یا مرد کا بجانب اُس عورت کے جو حق قتل عمد کا ہی اُسپر نکاح کیا یا کہا کہ تجھکو حج کرا لاؤنگا تو عورت مذکورہ کو مہر مثل ملیگا یہ فتاوےٰ قاضیخان مین ہی ایک مرد کے ایک عورت پر ہزار درم کسی خریدی ہوئی چیز کے واجب ہین پس مرد مذکور نے اس عورت سے بدین مہر نکاح کیا کہ ان درمون کے مطالبہ مین مہلت دونگا تو یہ مہلت باطل ہے اور نکاح منعقد اور مہر مثل واجب ہوگا یہ ظہیریہ مین ہی۔ ایک مرد نے ایک عورت سے اس ہزار درم پر جو اُسکے فلان مرد پر آتے ہین نکاح کیا تو نکاح جائز ہوگا

۱؎ قال یعنے بے پردگی و فتنہ سے بچاؤ نہین ہو سکتا ہی ۱۲ منہ ۲؎ قال یعنے عورت نے پہلے اس مرد کے کسی ولی کو عمداً قتل کیا ہی پس مرد نے اُس عورت سے اُسکی معافی پر نکاح کیا ۱۲ منہ ۳؎ یعنے رقبہ کی قیمت ۱۲

مگر عورت کو اختیار ہوگا چاہے شوہر سے انکا مطالبہ کرے اور چاہے قرضدار کی دامنگیر ہو پھر شوہر سے مواخذہ کرےگی تاکہ شوہر اس عورت کو قرضدار سے یہ قرضہ وصول کر لینے کا وکیل کریگا اور اگر کسی عورت سے ہزار درم قرضہ پر جو اس مرد کے زید پر ایک سال کے وعدہ پر آتے ہین نکاح کیا اور عورت اسپر راضی ہوگئی تو عورت کو اختیار ہوگا چاہے شوہر سے مواخذہ کرے یا قرضدار سے لینا اختیار کرے پس اگر شوہر سے لینا اختیار کیا تو بھی ایک سال کے وعدہ پر اس سے لے سکتی ہے یہ فتاوے قاضیخان مین ہے۔ اور اگر کسی معین غلام پر اشارہ کر کے نکاح کیا حالانکہ غلام مذکور کسی غیر کا ہے یا کسی دار کیطرف اشارہ کر کے نکاح کیا حالانکہ وہ غیر کی ملک ہے تو نکاح جائز اور تسمیہ صحیح ہے پھر اسکے بعد دیکھا جائیگا کہ اگر مالک غلام و دار نے اسکی اجازت دیدی تو عورت کو عین مسمے ملیگا اور اگر مالک نے اجازت نہ دی تو نکاح باطل نہوگا اور تسمیہ بھی باطل نہوگا حتے کہ مہر مثل واجب نہوگا بلکہ اس مہر مسمے کی قیمت واجب ہوگی یہ محیط مین ہے اور اگر کسی مرد نے کسی عورت سے کسی غلام کے عیب[1] پر جسکو مرد نے اس عورت سے خریدا ہے نکاح کیا تو جائز ہے پس اگر عیب کی قیمت[2] دس درم ہو تو عورت کے واسطے یہی ہوگا اور اگر دس درم سے کم ہو تو دس درم کی تکمیل واجب ہوگی یہ ظہیریہ مین ہے۔ اور ہمارے مشائخ نے فرمایا کہ نکاح شغار منعقد ہوتا ہے اور شرط باطل ہوتی ہے اور دونون عورتون مین سے ہر ایک کو اسکا مہر مثل ملیگا اور نکاح شغار کے یہ معنے ہین کہ زید نے مثلاً اپنی دختر کا نکاح عمرو کے ساتھ اس شرط پر کیا کہ عمرو اپنی بہن یا مان کا نکاح زید کے ساتھ کر دے بدین مہر کہ ہر ایک عورت کی بضع دوسری کا مہر ہے یہ جوہرۃ النیرہ مین ہے۔ اور اگر عقد مین ایسی چیز کو مہر رکھا جو فی الحال معدوم ہے مثلاً کسی عورت سے نکاح کیا بدین مہر کہ امسال جو پھل اسکے درخت خرما مین آوین یا جو کھیتی امسال اسکی زمین مین پیدا ہو یا جو کہ اسکا غلام کمائے وہ مہر ہے تو تسمیہ صحیح نہوگا اور عورت مذکورہ کو مہر مثل ملیگا اسیطرح اگر ایسی چیز بیان کی جو سب طرح سے فی الحال مال نہین ہے تو بھی یہی حکم ہے مثلاً جو کچھ اسکی بکریون کے پیٹ مین ہے یعنے بچہ یا جو اسکی باندی کے پیٹ مین ہے اسکو مہر قرار دیکر نکاح کیا تو تسمیہ صحیح نہین ہے اور عورت کو مہر المثل ملیگا یہ محیط مین ہے۔ اگر کسی عورت سے اسکے حکم پر یا اپنے حکم پر یا فلان اجنبی کے حکم پر نکاح کیا یعنے جو وہ کہدے وہی مہر ہے تو تسمیہ فاسد ہوگا پھر اگر حکم شوہر پر ٹھہرا ہو تو دیکھا جائیگا کہ اگر شوہر نے اس عورت کے مہر مثل یا زیادہ کا حکم دیا تو عورت کو یہی ملیگا اور اگر مہر مثل سے کم کا حکم دیا تو عورت کو مہر مثل ملیگا لیکن اگر عورت اسی کم پر راضی ہوجاوے تو کم ہی لیوے۔ اور اگر عورت کے حکم پر ٹھہرا ہو پس اگر عورت نے مہر مثل یا کم کا حکم کیا تو عورت کو یہی ملیگا اور اگر مہر مثل سے زیادہ کا حکم لگایا تو تقدر زیادتی کے جائز نہوگا لیکن اگر شوہر راضی ہوجاوے تو ملیگا اور اگر اجنبی کا حکم ٹھہرا ہو پس اگر اسنے مہر مثل کا

---

[1] یعنے وہ غلام عیب دار نکلا پس بمقابلہ عیب کے کچھ ثمن ہوگا پس گویا اس حصہ ثمن کو مہر قرار دیا ہے ۱۲ منہ [2] قولہ قیمت دس درم قال المترجم اس سے ظاہر ہے کہ عیب کی مالیت اندازہ کرتے مین قیمت کا اعتبار ہوگا اور ثمن کے حصہ کا اعتبار نہوگا اور اسکی توضیح یہ ہے کہ ۴۰ درم قیمت کا غلام ۳۲ درم مین خریدا اور اسمین ایسا عیب نکلا جس سے آٹھوان حصہ قیمت کا نقصان ہے تو آٹھ درم قیمت حصہ عیب ہوئے حالانکہ حصہ ثمن فقط چار ہی درم ہوتے ہین فلیتامل فیہ ۱۲ منہ

حکم دیا تو جائز ہی اور اگر مہر مثل سے زیادہ کا حکم دیا تو شوہر کی رضامندی پر موقوف ہوگا اور اگر مہر مثل سے کم کا حکم دیا تو عورت کی رضامندی پر موقوف ہوگا یعنے عورت اگر اس کمی پر راضی ہو جاوے تو صحیح ہی یہ بدائع میں ہے

دوسری فصل ان امور کے بیان مین جنسے مہر و متعہ متاکد ہو جاتا ہے۔ واضح ہو کہ تین باتون مین سے کسی بات کے پائے جانے سے مہر متاکد ہو جاتا ہی ایک دخول دوسری خلوت صحیحہ اور تیسری جورو و مرد ان دونون مین سے کسی کا مرجانا پس انہین سے جب کوئی بات پائی جاوے مہر متاکد ہو جائیگا خواہ مہر مسمے ہو یا مہر مثل حتے کہ بعد اسکے مہر مین سے کچھ ساقط نہین ہوتا ہی الا باین طور کہ جو حقدار ہے وہ بری کر دے یہ بدائع مین ہی۔ اور اگر کسی عورت سے نکاح کیا اور اسکا کچھ مہر بیان نہ کیا یا بدین شرط نکاح کیا کہ اسکے واسطے کچھ مہر نہین ہی تو اس عورت کو اسکا مہر مثل ملیگا بشرطیکہ اسکے ساتھ دخول کرے یا شوہر مرجاوے یا خود عورت مرجاوے اور اگر دخول یا خلوت صحیحہ سے پہلے اسکو طلاق دیدی تو عورت کو متعہ ملیگا اور اگر بعد عقد کے قاضی نے اسکے واسطے کچھ مہر مقدر کر دیا یا شوہر نے مقدر کر دیا پس درصورت متاکد ہو جانیکے مانند مہر مثل کے متاکد ہوگا اور درصورتیکہ دخول سے پہلے طلاق دیدی تو متعہ واجب ہوگا اور یہ نہوگا کہ مہر مقدر مذکور کا نصف واجب ہو یہ امام ابو حنیفہؒ و امام محمدؒ کا قول ہی یہ سراج الوہاج مین ہی۔ اور متعہ بھی جب ہی واجب ہوتا ہی کہ شوہر کی طرف سے فرقت پائی جاوے مثلاً شوہر نے طلاق دیدی یا ایلاء کرکے الگ کیا یا لعان کیا یا مجبوب نکلا یا عنین ظاہر ہوا یا اسلام سے منکر ہو کر مرتد ہو گیا یا عورت کی مان یا بیٹی کا شہوت سے بوسہ لیا وغیر ذلک اور اگر عورت کیطرف سے فرقت پیدا ہو تو متعہ واجب نہوگا مثلاً عورت اسلام سے منکر ہو کر مرتد ہو گئی یا اُسنے شوہر کے پسر کا شہوت سے بوسہ لیا یا سوت کو دودھ پلا دیا[1] یا بخیار بلوغ یا بخیار عتق[1] اُسنے الگ ہو جانا اختیار کیا یا عدم کفو ہونے کیوجہ سے جدائی اختیار کی وغیر ذلک اور اسیطرح اگر اپنی زوجہ کو جو زید کی باندی ہی زید سے خرید کیا یا اسکے وکیل نے زید سے خریدا تو بھی متعہ واجب نہوگا اور اگر مولے نے اس باندی کو کسی غیر کے ہاتھ فروخت کیا اور اس غیر سے شوہر نے خریدی تو متعہ واجب ہوگا اور جن صورتون مین مہر مسمے نہونے پر متعہ بھی واجب نہین ہوتا ہی تو مہر مسمے ہونے پر نصف مسمے واجب نہوگا یہ تبیین مین ہی اور جن صور تون مین بمقتضاے عقد مہر المثل واجب ہوتا ہی اگر طلاق قبل دخول واقع ہو تو فقط متعہ واجب ہوگا یہ تہذیب مین ہی۔ اور واضح ہو کہ متعہ سے اس مقام پر متعہ شیعہ مراد نہین ہی بلکہ جسکا حکم اللہ تعالے نے کلام مجید مین فرمایا ہی یعنے تین کپڑے ہین قمیص و چادر و مقنعہ اور یہ کپڑے اوسط درجے کے ہونگے نہ بہت گھٹے کے نہ بہت بڑھکے کذا فی المحیط اور یہ رواج اماموں کے زمانہ کا ہی اور ہمارے ملک مین ہمارا عرف معتبر ہوگا یہ خلاصہ مین ہی۔ اور اگر عورت کو کپڑون کی قیمت مین درم و دینار دیے تو قبول کرنے پر مجبور کیجائیگی یہ بدائع مین ہے مگر واضح رہے کہ نصف مہر سے زیادہ قیمت بڑھانا لازم نہین ہی

---

[1] قولہ پلا دیا بشرطیکہ ایسی عمر مین پلایا ہو کہ جسمین رضاعت معتبر ہی اور بالغہ ہونیکے وقت اُسکو اختیار رہتا ہی کہ نکاح رکھے یا توڑ دے باندی جب آزاد کیجاوے تو اسکو اختیار ہوتا ہی کہ نکاح رکھے یا توڑ دے ۱۲ [1] یا خلوت صحیحہ کرے ۱۲

اور پانچ درم سے کم نہونگے یہ کافی مین ہے اور ان کپڑون کا لحاظ کرنے مین عورت کا حال دیکھا جائیگا کیونکہ یہ کپڑے مہر المثل کے قائم مقام ہین یہ امام کرخی کا قول ہے یہ تبیین مین ہے۔ پس اگر ادنے درجہ کی عورت ہو یعنے سفلہ لوگون مین ہو تو اُسکو کرباس کے کپڑے دیگا اور اگر اوسط درجہ مین ہو تو اُسکو قز کے کپڑے دیگا اور اگر مرتفعہ الحال ہو تو اُسکو ابریشم کا لباس دیگا اور یہی اصح ہے یہ ینابیع مین ہے اور صحیح یہ ہے کہ مرد کے حال کا اعتبار کیا جائیگا یہ ہدایہ و کافی مین ہے اور بعض نے فرمایا کہ دونون کے حال کا اعتبار کیا جائیگا اسکو صاحب بدائع نے نقل کیا ہے اور یہ قول اشبہ بفقہ ہے کذا فی التبیین اور ولوالجی نے فرمایا کہ یہی صحیح ہے اور اسی پر فتوے ہے یہ نہر الفائق مین ہے۔ اور جس عورت کا شوہر مر گیا اُسکے واسطے متعہ نہین ہے خواہ عقد مین اسکا مہر مقرر کیا ہو یا بیان نہ کیا ہو اور خواہ اُسکے ساتھ دخول کر لیا ہو یا نہ کیا ہو اور اسیطرح پر نکاح فاسد جسمین قبل عورت کے ساتھ دخول کرنے اور قبل خلوت صحیحہ کے یا بعد خلوت کے درحالیکہ شوہر اُسکے ساتھ دخول کرنے سے منکر ہو قاضی نے دونون مین تفریق کرادی تو متعہ واجب نہوگا اور متعہ واجب ہونیکے حق مین غلام[51] بمنزلہ آزاد ہے بشرطیکہ غلام نے باجازت مولے کے نکاح کیا ہو یہ محیط مین ہے۔ ہمارے نزدیک متعہ تین طرح کا ہوتا ہے ایک متعہ واجبہ اور وہ ایسی عورت کے واسطے ہوتا ہے جسکو قبل دخول کے طلاق دیدی ہو اور عقد مین اُسکے واسطے مہر مسمے نہ کیا ہو اور دوسرا متعہ مستحبہ اور وہ ایسی عورت کے واسطے ہے کہ جسکو بعد دخول کے طلاق دیدی اور تیسرا نہ واجبہ و مستحبہ اور وہ ایسی عورت کے واسطے ہے کہ جسکو قبل دخول کے طلاق دیدی اور عقد مین اسکا مہر بیان کیا ہے یہ سراج الوہاج مین ہے۔ اور خلوت صحیحہ کے یہ معنے ہین کہ مرد و عورت دونون ایسے مکان مین تنہا جمع ہون جہان وطی کرنے سے کوئی حسی یا شرعی یا طبعی مانع[52] نہووے یہ فتاوے قاضیخان مین ہے۔ اور خلوت فاسدہ اُسکو کہتے ہین کہ حقیقۃ وطی کرنے پر قدرت نہ پاوے جیسے مریض مدنف کہ وطی کرنے کی طاقت نہین رکھتا ہے اور اس صورت مین چاہے عورت مریضہ ہو یا مرد مریض ہو حکم یکسان ہے اور یہی صحیح ہے یہ خلاصہ مین ہے۔ اور واضح ہو کہ مرض سے ایسا مرض مراد ہے جو جماع سے مانع ہو یا جماع سے ضرر لاحق ہو اور صحیح یہ ہے کہ مرد کا مریض ہونا تکسر[53] و فتور سے خالی نہین ہوتا ہے پس جماع سے مانع ہوگا خواہ مرد کو ضرر لاحق ہو یا نہو اور یہی تفصیل عورت کے مرض مین ہے یہ کافی مین ہے۔ اور اگر مرد نے اپنی عورت کے ساتھ خلوت کی حالانکہ دونون مین سے ایک حج فرض یا نفل کے احرام مین ہے یا روزہ فرض یا نماز فرض مین ہے تو خلوت صحیحہ نہوگی اور روزہ قضا و روزہ نذر و روزہ کفارہ مین دو روایتین ہین اور اصح یہ ہے کہ ایسا روزہ مانع خلوت نہوگا اور نفل روزہ ظاہر الروایہ مین مانع خلوت نہین ہے اور نماز نفل مانع خلوت نہین ہے اور حیض یا نفاس مانع ہے اور اگر دونون کے ساتھ کوئی شخص وہان سویا ہوا ہو یا اعمی ہو تو خلوت صحیح نہوگی اور اگر دونون کے ساتھ کوئی نابالغ ناسمجھ ہو یا ایسا آدمی ہو جسپر بیہوشی طاری ہے تو خلوت سے مانع نہوگا اور اگر دونون کے ساتھ نابالغ سمجھدار ہو یعنے ایسا ہو کہ جو کچھ ان دونون مین واقع ہو اُسکو بیان کر دے یا ان دونون کے ساتھ کوئی بہرا یا گونگا ہو تو خلوت صحیح نہ ہو گی

[51] غلام الخ یعنے آزاد کیطرح غلام پر بھی متعہ واجب ہوگا حتے کہ مولے نہ دے تو غلام اُسکے لیے فروخت ہوگا ۱۲ [52] اگرچہ ایسی حالت مین فی الحقیقت وطی نہ کی ہو ۱۲ منہ [53] کسر شہوت مین انکسار و فتور ہوگا ۱۲ [54] یعنے خلوت صحیحہ نہوگی ۱۲

یہ فتاوےٰ قاضیخان مین ہی۔ اور مجنون عورت و معتوہ مثل بچہ کے ہین پس اگر دونون سمجھتے ہون تو خلوت صحیحہ نہوگی اور اگر نہ سمجھتے ہون تو خلوت صحیحہ ہی یہ سراج الوہاج مین ہی۔ اور اگر دونون کے ساتھ عورت کی باندی ہو تو اسمین اختلاف ہے اور فتوے اسپر ہی کہ خلوت صحیحہ ہوگی یہ جوہرۃ النیرہ مین ہی۔ اور اگر مرد کی باندی ساتھ ہو تو خلوت صحیحہ ہوگی یہ معراج الدرایہ مین ہی۔ اور امام محمدؒ ابتدا مین فرماتے تھے کہ اگر خلوت مین مرد کی باندی ہو تو خلوت صحیحہ ہوگی بخلاف اسکے اگر عورت کی باندی ساتھ ہو تو صحیحہ نہوگی پھر اس سے رجوع کیا اور فرمایا کہ بہرحال خلوت صحیحہ نہوگی اور یہی امام ابوحنیفہؒ و امام ابو یوسفؒ کا قول ہی یہ محیط و ذخیرہ و فتاوےٰ قاضیخان مین ہی اور اگر دونون کے ساتھ مرد کی دوسری جورو ہو تو خلوت صحیحہ نہوگی اور اگر دونون کے ساتھ کٹہنا کتا ہو تو خلوت سے مانع ہی اور اگر کٹہنا کتا نہو پس اگر عورت کا ہو تو بھی یہی حکم ہے اور اگر شوہر کا ہو تو خلوت صحیح ہوگی یہ تبیین مین ہی۔ اور اگر عورت اپنے شوہر کے پاس چلی گئی حالانکہ وہ اکیلا سو رہا تھا تو خلوت صحیح ہوگی خواہ[۱] مرد کو اسکے آنے کا حال معلوم ہو یا نہ معلوم ہو اور یہ جواب امام اعظمؒ کے قول پر محمول ہی اسواسطے کہ امام کے نزدیک سویا ہوا جاگتے ہوے کے حکم مین ہی یہ ظہیریہ مین ہی۔ عورت اگر شوہر کے پاس گئی حالانکہ وہ تنہا تھا اور مرد نے اسکو نہین پہچانا پس وہ ایک گھڑی بیٹھکر چلی آئی یا شوہر اپنی عورت کے پاس چلا گیا مگر عورت کو نہین پہچانا تو جبتک اُسکو نہ پہچانے تب تک خلوت صحیحہ نہوگی اسی کو شیخ امام فقیہ ابو اللیثؒ نے اختیار کیا ہی کذا فی المحیط اور حجۃ مین لکھا ہی کہ ہم اسی کو اختیار کرتے ہین کذا فی التاتارخانیہ اور اگر مرد نے دعوےٰ کیا کہ مین نے عورت کو نہین پہچانا تو اُسکے قول کی تصدیق کیجائیگی یہ فتاوےٰ قاضیخان مین ہی۔ اور اگر عورت نے مرد کو نہ پہچانا مگر مرد نے عورت کو پہچان لیا کہ یہ وہی ہی جس سے میرا نکاح ہوا ہی تو خلوت صحیح ہوگی یہ تبیین مین ہی اور ایسے طفل کے ساتھ خلوت کرنا کہ جیسے اطفال جماع نہین کر سکتے ہین خلوت صحیحہ نہوگی اور نیز ایسی لڑکی کے ساتھ خلوت کہ ایسی لڑکیون سے جماع نہین کیا جاتا ہی خلوت صحیحہ نہوگی اور اگر کافر نے اپنی جورو کے ساتھ بعد جورو کے مسلمان ہوجانے کے خلوت کی تو صحیح ہوگی اور اگر کافر مسلمان ہوگیا اور عورت کافرہ رہی پس اسکے ساتھ خلوت مین بیٹھا تو خلوت صحیحہ نہوگی یہ فتاوےٰ قاضیخان مین ہی۔ اور صحت خلوت کے موانع مین سے یہ بھی ہے کہ عورت رتقاء یا قرناء یا عفلاء یا شعراء ہو تو خلوت صحیحہ نہوگی یہ تبیین مین ہی اور اگر عورت کے ساتھ ظہار کیا پھر کفارہ دینے سے پہلے اُسکے ساتھ خلوت کی تو صحیحہ نہوگی کیونکہ مرد پر اس عورت سے وطی کرنا حرام ہی یہ بحر الرائق مین ہی اور اگر مرد نے عورت کے ساتھ خلوت کی مگر عورت مذکورہ نے اُسکو اپنے اوپر قابو[۲] نہ دیا تو اسمین متاخرین نے اختلاف کیا ہے بعض نے کہا کہ خلوت صحیحہ نہوگی اور بعضون نے کہا کہ صحیح ہوگی یہ سراج الوہاج مین ہی اور مجبوب کی خلوت امام اعظمؒ کے نزدیک خلوت صحیحہ ہی اور عنین و خصی کی خلوت صحیحہ ہوتی ہی یہ ذخیرہ مین ہی اور جس مکان مین خلوت صحیحہ متحقق ہوتی ہی وہ ہر ایسا مکان ہی جسمین دونون اس بات سے بے کھٹکے ہون کہ بدون انکی اطلاع کے کوئی

---

[۱] قولہ خواہ مرد کو آگہی اسواسطے کہ وہ حکمًا جاگتا ہے ۱۲ [۲] قال المترجم بظاہر مبہم ہے کہ خلوت مین دو ترع وطی ضرور ہو مگر یہ نہین بلکہ عادتًا امکان ہو ۱۲ منہ [۳] یعنے مرد و عورت کی خلوت مین مجنون یا معتوہ ساتھ ہو ۱۲ منہ

وہان نہ آسکیگا جیسے دار و بیت یہ قاضیخان کی شرح جامع صغیر مین ہے - اور صحرا مین جہان دونون کے قریب کوئی
نہو خلوت صحیحہ نہوگی جبکہ کسی آدمی کے ادھر کو گذرنے سے بیخوف نہون اور اسیطرح اگر ایسی چھت پر ہون
کہ اُسکے چارون طرف پردہ نہین ہے یا پردہ باریک ہو یا چھوٹا ہو کہ اگر کوئی کھڑا ہو تو اُسکی آنکھ ان دونون
پر پڑے تو خلوت صحیحہ نہوگی جبکہ غیر کے ہجوم سے بیخوف نہون اور اگر بے خوف ہون تو خلوت صحیح ہوگی یہ ظہیریہ
مین ہے - اور اگر راستہ پر اُسکے ساتھ خلوت کی پس اگر یک ڈنڈی ہو تو نہین صحیح ہے ورنہ صحیح ہے یہ سراج الوہاج مین
ہے اور مسجد و حمام مین خلوت نہین صحیح ہے اور اگر عورت کو دیہات کیطرف ایک یا دو فرسخ سوار کرکے گیا اور
راستہ سے مڑکر ایک طرف ہوگیا تو موافق ظاہر کے خلوت ہے یہ فتاوے قاضیخان مین ہے - اور اگر جنگل کے درمیان
خیمہ مین اُسکے ساتھ خلوت مین بیٹھا تو صحیح ہے یہ ظہیریہ مین ہے - اور اگر عورت کے ساتھ حج کیا اور جنگل مین بدون
خیمہ کے اُترا تو خلوت صحیحہ نہوگی اور یہی حکم پہاڑ مین ہے یہ تبیین مین ہے - اور چہار دیواری کے باغ مین جسمین ایسا
دروازہ نہین ہے جو بند کر دیا جاوے تو وہان خلوت صحیحہ نہوگی اور اگر دروازہ ہو اور بند کر دیا جاوے تو خلوت
صحیحہ ہے یہ خلاصہ مین ہے - اور اگر قبہ دار محل مین دن مین یا رات مین خلوت مین بیٹھا پس اگر اُسمین وطی کرنا ممکن ہو تو
خلوت صحیح ہوگی اور اگر عورت کو بے چھت کی کوٹھری مین تنہا ساتھ رکھا یا چہار دیواری کے باغ انگور مین ساتھ
رکھا تو ظاہر الروایہ مین خلوت صحیحہ ہے کذا فی فتاوے قاضیخان اور یہ ایسی صورت پر محمول ہے کہ جب باغ انگور
چہار دیواری دار مع دروازہ ہو یہ ظہیریہ مین ہے اور اگر محمل مین یا خیمہ مین خلوت مین بیٹھا اور پردہ چھوڑ دیا تو خلوت
صحیحہ ہے یہ بدائع مین ہے - اور اگر بیت مین اُسکے اور باقی عورتون کے درمیان پردہ پڑا ہو تو خلوت صحیحہ ہے اور
منتقی مین ہے کہ امام ابو یوسفؒ نے فرمایا کہ اگر یہ پردہ باریک ہو کہ اسمین سے نظر آتا ہو یا چھوٹا ہو کہ اگر آدمی
کھڑا ہو تو دونون کو دیکھے تو خلوت صحیحہ نہوگی یہ خلاصہ مین ہے - اور اگر تین یا چار کوٹھریان ایک بعد دوسرے کے
ہون اور سب سے پچھلی کوٹھری مین اپنی جورو کے ساتھ تنہا بیٹھا پس اگر دروازے کھلے ہون کہ جو شخص داخل ہونا
چاہے وہ بدون اجازت لینے کے دونون کے پاس چلا آوے تو خلوت صحیحہ نہوگی اسیطرح اگر دار کی کوٹھری
مین جسکا دروازہ دار کی جانب کھلا ہوا ہے اسطرح کہ اُسکے ناتے دار اور اجنبیون مین سے جو چاہے دونون کے
پاس چلا آوے کچھ اجازت لینے کی ضرورت نہ پڑے تو خلوت صحیحہ نہوگی یہ فتاوے قاضیخان مین ہے - اور
مجموع النوازل مین ہے کہ شیخ الاسلام سے دریافت کیا گیا کہ ایک مرد نے ایک عورت سے نکاح کیا پس
اس عورت کو اُسکی مان مرد مذکور کے پاس داخل کرکے خود باہر نکل آئی اور دروازہ بھیڑ دیا لیکن اُسنے بند
نہین کیا اور یہ کوٹھری ایک کاروان سرائے مین ہے کہ اسمین بہت لوگ رہتے ہین اور اس کوٹھری مین
روشندان کے موکھلے کھلے ہوئے ہین اور لوگ کاروان سرائے کے صحن مین بیٹھے ہین کہ دور سے دیکھتے ہین
پس آیا ایسی خلوت صحیحہ ہے تو شیخ نے فرمایا کہ اگر لوگ ان موکھلون مین نظر ڈالتے اور انکے مترصد ہین اور

سلہ مترجم کہتا ہے کہ ہندوستان مین یہ حکم قابل تامل ہے فقد البیع ۱۲ ظاہر الروایہ کے موافق ہو

یہ دونون اُس سے واقف ہین تو خلوت صحیحہ نہوگی اور رہا دور سے دیکھنا اور میدان مین بیٹھا ہوتا تو یہ خلوت کے صحیح ہونے سے مانع نہین ہی کیونکہ وہ دونون ایسا کر سکتے ہین کہ کوٹھری کے کسی کونے مین چلے جاوین کہ لوگونکی نظر اُنپر نہ پڑے یہ ذخیرہ مین ہی۔ اور واضح رہے کہ خلوت خواہ صحیحہ ہو یا فاسدہ ہو عورت پر استحساناً عدت واجب ہوتی ہی کیونکہ توہم شغل ہی اور شیخ قدوری نے ذکر کیا کہ مانع اگر کوئی امر شرعی ہو تو عدت واجب ہوگی اور اگر مانع حقیقی ہو جیسے مرض یا صغر سنی تو عدت واجب نہوگی اور ہمارے اصحاب نے بعض احکام مین خلوت صحیحہ کو بجاے وطی کے قرار دیا ہی اور بعض احکام مین نہین پس ہمارے اصحاب نے مہر متاکد ہونے اور ثبوت نسب و عدت و نفقہ و سکنی اس عدت مین اور اسکی بہن کے ساتھ نکاح حرام ہونے اور اسکے سوا چار عورتونکے نکاح کر لینے مین اور نکاح باندی حرام ہونے مین بنا بر قیاس قول امام ابو حنیفہ رہ کے اور اُسکے حق مین رعایت وقت طلاق مین وطی کا قائم مقام رکھا ہی اور حق احصان مین اور دخترون کے حرام ہونے مین اور اول کے واسطے اس عورت کی حلت مین اور رجعت و میراث مین وطی کے قائم مقام نہین رکھا ہی اور رہا دوسری طلاق واقع ہونے مین سو اسمین دو روایتین ہین اور اقرب یہ ہی کہ دوسری طلاق واقع ہوگی یہ تبیین مین ہی اور بکارت زائل ہونے کے حق مین خلوت کو بجاے وطی کے قائم نہین رکھا ہی چنانچہ اگر کسی باکرہ کے شوہر نے اس سے خلوت صحیحہ کی پھر اُسکو طلاق دیدی تو یہ عورت مثل باکرہ عورتون کے بیاہی جاویگی یہ وجیز کردری مین ہی۔ اور جب مہر متاکد ہوگیا تو پھر ساقط نہوگا اگرچہ جدائی کا سبب عورت کی جانب سے پیدا ہو مثلاً مرتد ہوجاوے یا شوہر کے پسر کی مطاوعت کرے حالانکہ شوہر اس عورت سے وطی کر چکا ہی یا اُسکے ساتھ خلوت صحیحہ کر چکا ہی اور بعض نے فرمایا کہ تمام مہر ساقط ہوجائیگا کیونکہ فرقت کا باعث عورت کی طرف سے پیدا ہوا ہی یہ محیط مین ہی۔ اور اسمین کچھ اختلاف نہین کہ اگر جورو و مرد مین سے کوئی قبل وطی واقع ہونیکے اپنی موت سے مرگیا حالانکہ نکاح ایسا تھا کہ اسمین مہر بیان کر دیا گیا تھا تو مہر متاکد ہوجائیگا خواہ عورت آزاد ہو یا باندی ہو اور اسیطرح اگر دونون مین سے ایک قتل کیا گیا خواہ آپسمین ایک نے دوسرے کو قتل کیا یا کسی اجنبی نے قتل کیا یا مرد نے خود اپنے آپ کو قتل کیا تو بھی یہی حکم ہی اور اگر عورت نے اپنے آپ کو قتل کیا پس اگر عورت آزاد ہی تو شوہر کے ذمہ سے کچھ مہر ساقط نہ ہوگا بلکہ ہمارے نزدیک پورا مہر متاکد ہوجائیگا یہ بدائع مین ہی۔ اور اگر عورت باندی ہو اور اُسنے اپنے آپ کو قتل کر ڈالا تو حسن رح نے امام ابو حنیفہ رح سے روایت کی ہی کہ اسکا مہر ساقط ہوجائیگا اور امام ابو حنیفہ رح سے دیگر روایت ہے کہ ساقط نہوگا اور یہی صاحبین رح کا قول ہی اور اگر باندی کو قبل دخول کے اُسکے مولے نے قتل کیا تو امام اعظم رح کے نزدیک اُسکا مہر ساقط ہوجائیگا اور صاحبین رح کے نزدیک ساقط نہوگا اور یہ اختلاف اُس وقت ہے کہ مولے آدمی عاقل بالغ ہو اور اگر لڑکا یا مجنون ہو تو بالاجماع مہر ساقط نہوگا یہ سراج الوہاج مین ہے

سلہ یعنے وہم یہ کہ عورت کا رحم مشغول بنطفہ مرد ہوگیا ہو جسکو وہ کسی غرض سے پوشیدہ کرے ۱۲ م سلہ یعنے پہلے شوہر تین طلاق دینے والے کیلیے جو بدون جماع کے حلال نہین ہوتی ہی یہ خلوت بمنزلہ وطی نہوگی ۱۲ منہ سلہ متاکد یعنے تاکید سے مقرر ہوچکا یعنے بعد نکاح کے لازم ہو کر بعد وطی یا خلوت صحیحہ کے متاکد ہوگیا۔ قولہ پسر کی مطاوعت یعنے پسر کی خواہش وطی پر راضی ہو کر تابع ہوگئی ۱۲ سلہ سنگسار کرنیکی شرط پائی جاتی ہین ۱۲

اور ایسے نکاح مین جسمین مہر بیان نہین ہوا ہی اگر جورو و مرد مین سے کوئی مر گیا تو ہمارے اصحاب کے نزدیک مہر مثل متاکد ہو جائیگا کذا فے البدائع اور مہر مثل کے یہ معنے ہین کہ اسی کے مثل عورت کا جو مہر ہو وہی اسکا مہر قرار دیا جائیگا اور مثل ڈھونڈھنے کے واسطے اس عورت کے باپ کی قوم مین سے کوئی عورت لی جائیگی جو سن و جمال و شہر و زمانہ و عقل و دین و بکارت کی راہ سے اسکے برابر ہو اور نیز علم و ادب و کمال خلق مین بھی دونون کا یکسان ہونا شرط ہی اور نیز یہ بھی شرط ہی کہ اسکے بچہ نہ ہوا ہو یہ تبیین مین ہی مگر واضح رہے کہ سن و جمال اُسوقت کا اعتبار کیا جاویگا جسوقت اس عورت کے ساتھ نکاح کیا ہی یہ محیط مین ہی۔ اور مشائخ نے فرمایا کہ شوہر کا بھی اعتبار کیا جائیگا کہ اسکا شوہر مال و حسب مین ویسا ہی ہو جیسے اسکے مثل عورتونکے شوہر مال و حسب مین ہین اور اگر نہووے تو مماثلت پوری نہوگی یہ فتح القدیر مین ہی اور اس عورت کے باپ کی قوم کی عورتون سے یہ مراد ہی کہ اسکی ایک مان و باپ کی سگی بہنیں ہون یا فقط باپ کی طرف سے ہون یا اُسکی پھوپھیان ہون یا چچا کی بیٹیان ہون اور یہ نہوگا کہ اسکا مہر اسکی مان کے مہر پر قیاس کیا جاوے لیکن اگر اسکی مان اسکے باپ کی قوم مین سے ہو تو قیاس کیا جا سکتا ہی مثلاً اسکی مان اسکے باپ کی چچازاد بہن ہو یہ محیط مین ہی۔ اور اگر اسکے باپ کی قوم مین ایسی کوئی عورت نہ پائی جاوے تو ایسے اجنبی قبیلہ کی عورتون سے مماثلت لیجائیگی جو اُسکے باپ کے قبیلہ کے مثل ہون یہ تبیین مین ہے اور منتقی مین لکھا ہی کہ یہ شرط ہی کہ مہر مثل کے خبر دینے والے دو مرد ہون یا ایک مرد اور دو عورتین ہون اور یہ بھی شرط ہی کہ بلفظ شہادت خبر دین کہ ہم گواہی دیتے ہین کہ اسکے مثل فلانہ عورت کا مہر اسقدر ہی پس ان گواہون کا عادل ہونا شرط ہوگا پھر اگر اسپر عادل گواہ نہ پائے جائین تو قسم سے شوہر کا قول قبول ہوگا۔ یہ خلاصہ مین ہی۔ ایک عورت نے اپنی مان کے مہر پر نکاح کیا تو جائز ہی اور ذخیرہ مین لکھا ہی کہ یہی صحیح ہی یہ غایۃ السروجی مین ہی

تیسری فصل اُن صورتون کے بیان مین کہ مہر مین مال بیان کیا اور مال کے ساتھ ایسی چیز ملائی جو مال نہین ہی۔ اگر کسی عورت سے ہزار درم و فلانہ جورو کی طلاق پر نکاح کیا تو نفس عقد سے فلانہ مذکورہ پر طلاق واقع ہو جائیگی یہ محیط مین ہی اور عورت کو فقط مہر مسمے ملیگا یہ بحر الرائق مین ہی بخلاف اسکے اگر ہزار درم پر نکاح کیا اور بدین شرط کہ فلانہ عورت کو طلاق دیگا تو جبتک طلاق نہ دیگا تب تک طلاق واقع نہوگی۔ پھر اگر طلاق دینے کی شرط لگائی اور طلاق نہ دی تو جس عورت سے اس شرط پر نکاح کیا ہے اسکو اسکا پورا مہر مثل ملیگا جیسے عورت سے ہزار درم اور عورت کی کرامت پر نکاح کیا یا عورت سے ہزار درم پر اور اس شرط پر کہ اسکو ہدیہ دیگا۔ نکاح کیا اور شرط

سلہ قال المترجم یعنے جو بہن اسکی اسکے ساتھ امور مذکورہ بالا مین مماثل ہو جو اسکا مہر بندھا ہے وہی اسکا مہر ہوگا اور اگر بہن مماثل نہو تو پھوپھی یا چچازاد بہن وغیرہ جو مماثل ہو اسکے مہر پر مہر مثل رکھا جائیگا ۱۲ منہ سلہ یعنے جو اسکی مان کا مہر ہے وہی اسکا مہر ہوگا ۱۲ منہ سلہ مہر مثل یعنے جو مہر بیان ہوا وہ ساقط ہوکر مہر مثل قرار پاویگا اور نکاح صحیح ہو چکا اور یہی حکم مہر مثل کا ہر منفعت کی شرط مین ہی اور واضح ہو کہ اگر عورت نے یہ شرط لگائی کہ اس کی سوت کو طلاق دے تو دیانۃً حرام ہے ۱۲ ف مثلاً ہزار درم ۱۲ ف بزرگداشت ۱۲

پوری نہ کی تو بھی یہی حکم ہے اسیطرح ہر ایسی شرط مین جسمین عورت کے واسطے کوئی منفعت ہو یہی حکم ہے جبکہ شوہر اُسکو پورا نہ کرے یہ محیط مین ہے۔ اور یہ حکم ایسی صورت مین ہے کہ جب عورت کا مہر مثل اس مقدار مسمے سے زائد ہو اور اگر مہر مسمے اسکے مہر مثل کے برابر یا زیادہ ہو اور شوہر نے وعدہ پورا نہ کیا تو عورت کو خالی مہر مسمے ملیگا اور اگر شرط پوری کی تو بھی عورت کو مہر مسمے ملیگا اور اگر مہر مسمے کے ساتھ کسی اجنبی کے واسطے کوئی منفعت شرط کی اور پوری نہ کی تو عورت کو فقط مہر مسمے ملیگا یہ بحر الرائق مین ہے اور اگر مسلمان نے کسی مسلمان عورت سے نکاح کیا اور اُسکے مہر مین ایسی دو چیزین ٹھہرائین جسمین سے ایک حلال[1] دوسری حرام ہے مثلاً مہر صحیح کے ساتھ چار رطل شراب مقرر کی تو اس عورت کا مہر وہی ہے جو صحیح بیان کیا ہے بشرطیکہ دس درم یا اس سے زائد ہو اور جو حرام بیان کیا ہے وہ باطل ہوگا اور یہ نہوگا کہ عورت مذکورہ کو اُسکا پورا مہر مثل لا یا جاوے اسواسطے کہ شراب مین کسی مسلمان کے واسطے منفعت نہین ہے یہ سراج الوہاج مین ہے اور اگر عورت سے ہزار درم اور فلانہ جورو کی طلاق پر بدین شرط نکاح کیا کہ عورت اُسکو ایک غلام دیدے تو عقد ہوتے ہی طلاق واقع ہو جائیگی اور ہزار درم و طلاق اس عورت کی بضع[1] و غلام پر تقسیم ہونگے پس اگر غلام کی قیمت در بضع کی قیمت برابر ہو تو پانچسو درم و نصف طلاق بمقابلہ غلام کے ثمن مین اور باقی پانچسو درم و نصف طلاق بمقابلہ بضع کے مہر ہونگے اور بضع و غلام بھی ہزار درم و طلاق پر تقسیم ہونگے پس بمقابلہ طلاق کے نصف غلام و نصف بضع ہوگی اور بمقابلہ ہزار درم کے نصف غلام و نصف بضع ہوگی اور اس صورت مین پہلی جورو کی طلاق بائنہ ہوگی پھر اگر غلام مذکور قبل شوہر کے سپرد کرنیکے مرگیا یا استحقاق مین لیلیا گیا تو شوہر پانچسو درم حصہ غلام واپس لیگا اور غلام کی نصف قیمت بھی واپس لیگا۔ اور اگر عورت سے نکاح کرنا ہزار درم پر اور اس اقرار پر ہو کہ اپنی جورو فلانہ کو طلاق دیدیگا بدین شرط کہ عورت مذکورہ اُسکو ایک غلام دیدے تو ایسی صورت مین جبتک پہلی جورو فلانہ مذکورہ کو طلاق نہ دے تب تک طلاق واقع نہوگی اور پانچسو درم منکوحہ کے مہر کے اور پانچسو[2] درم غلام کا ثمن ہونگے بشرطیکہ بضع کی اور غلام کی قیمت برابر ہو بعد اسکے بعد دیکھا جائیگا کہ اگر مرد مذکور نے شرط پوری کی یعنے پہلی فلانہ جورو کو طلاق دیدی تو عورت کو فقط پانچسو درم ملینگے اور اگر اسکی سوت کو طلاق نہ دی تو عورت مذکورہ کو اسکا پورا مہر مثل ملیگا یہ محیط مین ہے۔ اور اگر کسی عورت سے ہزار درم پر اور اس امر پر کہ اُسکی سوت کو طلاق دیدیگا نکاح کیا بدین شرط کہ عورت اُسکو ایک غلام واپس دے پھر مرد نے اس عورت کو طلاق دیدی تو آگاہ ہونا چاہیے کہ اس صورت مین تین طرح کے عقود ہین نکاح و بیع و طلاق بعوض پس جو کچھ مرد کیطرف سے ہے یعنے طلاق و ہزار درم وہ اُسپر جو عورت کی طرف سے ہے (یعنے بضع و غلام پر) تقسیم ہوگا پس ہزار کا آدھا یعنے پانچسو درم بمقابلہ غلام کے ہوے پس یہ اُسکا ثمن ہونگے اور باقی پانچسو درم بمقابلہ

---

[1] قولہ بضع یعنے فرج اور بضع کی قیمت سے مہر مثل مراد ہے ۱۲ [2] یعنے جبکہ دونون کی قیمت مساوی ہے ۱۲ منہ

[3] مثلاً درم و دینار وغیرہ ۱۲

بضع کے ہوئے پس یہ مہر ہونگے رہا سوت کا طلاق دینا پس نصف طلاق بمقابلہ غلام کے ہوگی پس وہ خلع قرار دیجائیگی اور نصف طلاق باقی بمقابلہ بضع کے ہوگی پس وہ مہر تو نہین ہوسکتی اسواسطے کہ وہ مال نہین ہی ولیکن یہ قرار دیا جائیگا کہ وہ عورت کا حق ہی پھر جاننا چاہیے کہ جب مرد نے اس عورت کو طلاق دیدی تو دو حال سے خالی نہین یا تو قبل دخول کے طلاق دیدی یا بعد دخول کے طلاق دی اور ہر صورت بھی دو حال سے خالی نہین ہی یا تو مرد نے سوت کو طلاق دی یا نہین دی پس اگر مرد نے اسکو قبل دخول کے طلاق دیدی اور سوت کو طلاق نہین دی اور غلام کی قیمت اور مہر مثل دونون برابر ہین تو عورت مذکورہ شوہر کو دوسو پچاس درم واپس دیگی اور آدھا غلام مرد کا ہوگا اور اگر ایسی صورت مین شوہر نے سوت کو طلاق دیدی ہو تو شوہر کو دوسو پچاس درم ملینگے اور پورا غلام مرد کا ہوگا۔ اور اگر شوہر نے اس عورت کو بعد دخول کے طلاق دی اور سوت کو بھی طلاق دی تو ہزار درم عورت کو ملینگے اور غلام شوہر کو ملیگا اور اگر سوت کو طلاق نہ دے تو عورت کو اسکا مہر مثل ملیگا پھر اگر شوہر نے سوت کو طلاق دیدی ہو اور غلام جو اپنا ٹھہرا ہی استحقاق مین لے لیا گیا تو شوہر مذکور عورت سے ہزار درم مین سے غلام کا حصہ پانچسو درم واپس لیگا اور نیز غلام کی نصف قیمت بھی لیگا اور اگر شوہر نے سوت کو طلاق نہ دی ہو اور غلام مذکور استحقاق مین لے لیا گیا تو پانچسو درم جو غلام کا ثمن تھے واپس لیگا اور نصف قیمت غلام مذکور نہین لے سکتا ہی یہ محیط سرخسی مین ہی چوتھی **فصل** مہر کی شرطون کے بیان مین اگر کسی عورت سے ہزار درم پر نکاح کیا اور مہر نکاح[1] مین عورت کے ذمہ ایک کپڑا معین دینا شرط کیا تو ہزار درم مذکور اس عورت کے مہر مثل اور کپڑے مذکور کی قیمت پر تقسیم ہونگے پس جسقدر کپڑے کے حصہ مین پڑے وہ اُسکا ثمن ہوگا اور جو بضع کے مقابلہ مین آوے وہ عورت کا مہر ہوگا یہ عتابیہ مین ہی اور اگر کسی عورت سے نکاح کیا بدین شرط کہ اگر مرد مذکور کی کوئی جورو ہو تو ہزار درم مہر ہے اور اگر ہو تو دو ہزار درم مہر ہے یا ہزار درم پر اگر اُسکو اُسکے شہر سے باہر نہ لیجاوے اور دو ہزار درم پر اگر لیجاوے یا ہزار درم پر اگر یہ عورت مولاۃ[2] ہو اور دو ہزار درم پر اگر عربیہ ہو یا ایسی ہی اور شرطین کین تو اسمین شک نہین ہی کہ نکاح جائز ہوگا اور رہا مہر سو واضح ہو کہ پہلی شرط[3] بلا خلاف جائز ہی پس اگر مرد نے شرط پوری کی تو عورت کے واسطے جو کچھ اس شرط پر بیان کیا گیا ہی وہی ملیگا اور اگر شرط پوری نہ کی پس اگر اُسکے خلاف نکلا یا شرط کے برخلاف فعل کیا تو عورت کو اُسکا مہر مثل ملیگا کہ مہر مسمے کی کم مقدار سے گھٹایا نہین جائیگا اور اسکی زیادہ مقدار سے بڑھایا نہ جائیگا اور یہ امام ابو حنیفہؒ کا قول ہی اور امام ابو یوسفؒ و امام محمدؒ نے فرمایا کہ دونون شرطین جائز ہین یہ بدائع مین ہی اور اگر عورت سے اگر خوبصورت ہی تو دو ہزار درم پر اور اگر بدصورت ہے تو ایک ہزار درم پر نکاح کیا تو صحیح ہے اور دونون شرطین بلا خلاف جائز ہونگی یہ خلاصہ مین ہی اور اگر مہر مثل سے زائد[4]

---

[1] مہر نکاح یعنے یہ مہر ہزار درم اس شرط پر کہ عورت اسکو معین کپڑا دے ۱۲ [2] مولاۃ سے مراد یہ ہی کہ غیر قوم کی عورت ہے کہ عرب سے موالات کرکے انکی طرف منسوب ہوگئی ہی یا یہ مراد ہی کہ آزاد کی ہوئی ہی ۱۲ منہ [3] یعنے دونون سے اول مثلاً باہر نہ لیجاوے تو ہزار درم مہر ہے پس یہ اول شرط تو بلا خلاف جائز ہی اور دوسری شرط کہ اگر لیجاوے تو دو ہزار درم ہی اسمین اختلاف ہی صاحبینؒ کے نزدیک جائز اور امامؒ کے نزدیک نہین جائز ہی فافہم ۱۲ منہ [4] زائد یعنے مثلاً دو ہزار درم پر حالانکہ مہر مثل ایک ہزار ہی ۱۲ [5] اور غلام شوہر کو ملیگا ۱۲ منہ [6] یعنے خاص عرب کے نسل کی حرہ اصلیہ ۱۲ منہ [7] مثلاً عورت موٹی نکلی ۱۲ [8] مثلاً باہر لیگیا

بدین شرط نکاح کیا کہ یہ باکرہ ہے پھر وہ ثیبہ نکلی تو زیادتی واجب نہو گی یہ قنیہ مین ہے۔ ایک مرد نے ایک عورت سے
بدین شرط کہ باکرہ ہے نکاح کیا اور اُسکے ساتھ دخول کیا پس اُسکو غیر باکرہ پایا تو پورا مہر واجب ہوگا یہ تجنیس و مزید
مین ہے اور اگر کسی عورت سے ہزار درم فے الحال پر یا ہزار درم میعادی ایک سال پر نکاح کیا تو امام اعظم رحمہ کے نزدیک
اُسکا مہر مثل حکم رکھا جائیگا پس اگر اُسکا مہر مثل ہزار درم یا زیادہ ہو تو اُسکو ہزار درم فے الحال ملینگے اور اگر کم ہو
تو ہزار درم بوعدہ ایک سال کے ملینگے۔ اور اگر عورت سے ہزار درم فے الحال یا دو ہزار درم بوعدہ ایک سال سے
نکاح کیا تو امام اعظم رحمہ کے نزدیک اگر اُسکا مہر مثل دو ہزار درم یا زیادہ ہو تو عورت کو خیار ہوگا چاہے دو ہزار
درم بوعدہ ایک سال کے لے اور چاہے ہزار درم فے الحال لے لے اور اگر اُسکا مہر مثل ہزار درم سے کم ہو
تو مرد کو اختیار ہوگا کہ دونوں مالوں مین سے جو چاہے عورت کو دے اور اگر مہر مثل ہزار سے زیادہ ہو اور دو
ہزار سے کم ہو تو امام اعظم رحمہ کے نزدیک عورت کو اُسکا مہر مثل ملیگا یہ کافی مین ہے اور اگر دخول سے پہلے طلاق دیدی
تو مقادیر مہر مین سے جو سب سے کم مقدار ہے اُسکا نصف بالاجماع واجب ہوگا یہ عتابیہ مین ہے۔ اور منتقی مین ہے کہ اگر
کسی عورت سے کہا کہ مین تجھ سے ہزار درم مہر پر بدین شرط نکاح کرتا ہون کہ تو مجھے فلانہ عورت اپنے پاس سے
اُسکا مہر دیکر بیاہ دے پس اس شرط پر اُس سے نکاح کیا تو ہزار درم ان دونون کے مہر پر تقسیم کیے جاوینگے پھر جسقدر
اس منکوحہ مذکورہ کے حصہ مین آوے وہی اسکا مہر ہوگا اور اسپر یہ واجب نہوگا کہ فلانہ عورت سے نکاح کرلے
اور اگر عورت سے کہا کہ تجھ سے ہزار درم پر بدین شرط نکاح کرتا ہون کہ تو فلانہ عورت کا میرے ساتھ ہزار درم
پر نکاح کرا دے یعنے یہ مہر اپنے پاس سے دے پس عورت نے یہ امر قبول کیا اور اسی پر نکاح کرلیا تو یہ ایسی عورت
ہوگی کہ بدون مہر مسمے کے نکاح مین آئی ہے پس اسکو اسکے مثل عورتون کا مہر ملیگا جیسے کسی مرد نے ایک
عورت سے ہزار درم پر بدین شرط کہ عورت اُسکو ہزار درم واپس دے نکاح کیا تو بھی یہی حکم ہے کہ یہ عورت بغیر
مہر مسمے کے منکوحہ قرار دیجائیگی پس اسکو مہر مثل ملیگا اور اگر اس عورت نے جسکے نکاح[1] کی شرط لگائی تھی فقط
پانچسو درم پر نکاح منظور کرلیا تو جائز ہے اور پہلی عورت کے نکاح کا وہی حال رہیگا جو ہمنے بیان کردیا ہے کہ
اسکا نکاح بغیر مہر مسمے رہیگا اور اگر کسی عورت سے اس شرط پر نکاح کیا کہ مرد مذکور اس عورت کے باپ کو ہزار درم
ہبہ کرے تو یہ ہزار درم مہر ہونگے اور شوہر پر جبر کیا جائیگا کہ ہبہ کرے پس عورت کو اُسکا مہر مثل ملیگا اور اگر
مرد نے ہزار درم دے دیے تو بھی ہبہ کرنیوالا قرار[2] دیا جائیگا اور اُسکو اختیار ہوگا کہ چاہے ہبہ سے رجوع[3] کرے
اور اگر عورت سے یہ شرط کی کہ تیری طرف سے اسکو ہزار درم ہبہ کردون تو یہ ہزار درم مہر ہونگے پس اگر عورت کو
قبل دخول کے طلاق دیدی حالانکہ ہبہ مذکورہ وقوع مین آچکا ہے تو اس سے اُسکا نصف واپس لیگا۔ اور
عورت[4] مذکورہ واہبہ[5] ہوگی یہ محیط مین ہے۔ اور اگر کسی عورت سے ایک باندی پر نکاح کیا بدین شرط کہ مرد کو جبتک

---

[1] جسکے نکاح یعنے دوسری عورت جس سے نکاح کرانا ہزار درم پر ٹھہرا تھا ۱۲ [3] رجوع کرے اگرچہ حرام ہے جیسے کتا اپنی قے پھر کھانے لگتا ہے
کما فے الحدیث ۱۲ [4] یعنے درحقیقت عورت نے اپنے باپ کو اپنا مہر ہبہ کیا اور شوہر فقط وکیل ہوا ۱۲ [5] یعنے مہر دینے والا نہوگا ۱۲ [2] یعنے ہبہ کرنیوالی ۱۲

کہ خود زندہ ہو اُس سے خدمت لینے کا اختیار ہی یا جو اس باندی کے پیٹ میں ہی وہ مرد کا ہی تو یہ کچھ ہوگا بلکہ باندی و اسکی خدمت اور جو کچھ اُسکے پیٹ میں ہی سب عورت کے واسطے ہو جائیگا بشرطیکہ عورت کا مہر مثل اس باندی کی قیمت کے مساوی ہو یا زیادہ ہو اور اگر اسکا مہر مثل باندی کی قیمت سے کم ہو تو عورت کو مہر مثل ملیگا لیکن اگر شوہر مذکور نے اپنے اختیار سے یہ باندی بدون شرط خدمت کے عورت مذکورہ کے سپرد کردے تو روا ہی یہ فتاوے قاضیخان میں ہے اور اگر کسی عورت سے ایک معین باندی پر نکاح کیا مگر جو باندی کے پیٹ میں ہی اسکو مستثنے کر لیا تو عورت کو باندی اور جو اُسکے پیٹ میں ہی سب ملیگا اسکو امام کرخی و طحاوی نے بلا خلاف بیان کیا ہی یہ بدائع میں ہے - اور اگر بکریوں کے ایک معین گلہ پر نکاح کیا بدین شرط کہ ان بکریوں پر جو صوف ہی وہ میرا ہی تو مرد کو استحساناً انکا صوف ملیگا یہ ظہیریہ میں ہی اور اگر عورت سے کہا کہ میں نے تجھ سے اس شرط پر نکاح کر لیا کہ تو مجھے یہ کپڑا دے تو عورت مذکورہ کو اُسکا مہر مثل ملیگا اور کپڑا دینا اُسکے ذمہ لازم نہوگا - اور اگر دو ہزار درم پر عورت سے بدین شرط نکاح کیا کہ اسمین سے ایک ہزار درم اللہ تعالے کے واسطے یا اہل قرابت کے واسطے یا مسکینوں کے واسطے ہیں یا عورت نے کہا کہ ہزار درم اللہ تعالے کے یا اہل قرابت کے یا مسکینوں کے یا طلیبوں کے لیے میں نے چھوڑے تو استحساناً اُسکا مہر ہزار درم ہوگا خواہ شرط مذکور شوہر کی طرف سے ہو یا عورت کی طرف سے ہو - اور اگر مرد نے کہا کہ بدین شرط کہ دو ہزار درم میں سے ایک ہزار درم اس عورت کے باپ کے واسطے یا فلان شخص معین کے واسطے ہوں تو یہ کچھ نہیں ہی کیونکہ مرد نے اسمین ہبہ یا طلب کی شرط لگائی ہے اور مرد پر اُسکا پورا مہر مثل واجب ہوگا بشرطیکہ ہزار سے مہر مثل زائد ہو یہ عتابیہ میں ہی ابن سماعہ نے امام محمدؒ سے روایت کی ہی کہ ایک مرد نے ایک عورت سے دو ہزار درم پر نکاح کیا کہ اسمین سے ہزار درم عورت کے اور ہزار درم عورت کے باپ کے ہوں یا عورت نے کہا کہ میں نے اپنے تئین تیرے نکاح میں دو ہزار درم پر دیا کہ جسمین سے ایک ہزار درم میرے واسطے اور ایک ہزار درم میرے باپ کے واسطے ہیں تو یہ جائز ہی اور دونوں ہزار عورت ہی کو ملینگے یہ محیط سرخسی میں ہی اور اگر کسی عورت سے کہا کہ میں تجھ سے بدین شرط نکاح کرتا ہوں کہ تجھے ہزار درم ہبہ کرونگا یا بدین شرط کہ تجھے اپنا غلام ہبہ کرونگا پس اسی قرارداد پر اس سے نکاح کیا تو امام ابو یوسفؒ نے فرمایا کہ جو بیان کیا ہی وہ اگر ہبہ کر دیا اور دیدیا تو یہی اُسکا مہر ہی اور اگر دینے سے انکار کیا تو اُسپر جبر نہیں کیا جائیگا مگر اسپر عورت کا مہر مثل واجب ہوگا جو ہزار درم سے بڑھایا نہ جائیگا اور غلام کی قیمت سے زائد نہ کیا جائیگا اور یہی امام ابو حنیفہؒ کا قول ہے یہ فتاوے قاضیخان میں ہی - نوادر ہشام میں امام محمدؒ سے مروی ہی کہ اگر عورت کے ولیوں نے خطبہ کرنیوالے مرد سے کہا کہ ہمنے تیرے ساتھ ہزار درم پر بدین شرط نکاح کر دیا کہ اسمین سے سو درم تیرے ہیں تو یہ جائز ہی اور مہر نو سو درم ہوگا اور اگر کہا کہ ہمنے تیرے ساتھ ہزار درم پر بدین شرط نکاح کر دیا کہ [illegible] دینار ہمارے ہونگے تو

ف۱ گویا صوف اسی واسطے ہی کہ کاٹ لیا جاوے لہذا جائز ہوا ۱۲ ف۲ اسواسطے کہ یہ ایسا ہبہ ہی جسکو وہ واپس نہیں لے سکتا ہی پس لازم ہوگا ۱۲ منہ ف۳ یعنے مرد کی ملک ہی ۱۲

سب درم و دینار عورت ہی کے ہونگے یہ محیط مین ہی۔ اور اگر عورت سے چار سو دینار پر بدین شرط نکاح کیا کہ ہر سو دینار کے عوض اسکو ایک خادم یعنے غیر معین دیگا تو شرط باطل ہی اور عورت کو اسکا مہر مثل ملیگا مگر چار سو دینار سے زائد نہ دیا جائیگا اور نیز چار درمیانی خادمون سے کم نہ کیا جائیگا اور اگر خادم معین ہوں تو شرط جائز ہی اور عورت کو یہی چار خادم ملینگے گویا عورت سے انھین خادمون پر نکاح کیا ہی یہ محیط سرخسی مین ہے اور عورت سے سو درم پر بدین شرط نکاح کیا کہ اسکے عوض اسکو دس اوسط درجہ کے اونٹ دیگا تو استحسانًا جائز ہی یہ فتاوائے قاضیخان مین ہی۔ ابن سماعہ نے امام محمدؒ سے روایت کی ہی کہ ایک عورت نے ایک مرد سے بدین شرط نکاح کیا کہ تو فلان شخص کو اس قرضہ سے جو تیرا اُسپر آتا ہی بری کردے تو فلان شخص مذکور اسکے قرضہ سے بری ہو جائیگا اور عورت کا مہر مثل اسپر واجب ہوگا اور امام ابو یوسفؒ سے امالی مین روایت ہی کہ ایک شخص نے اپنی دختر دوسرے کے نکاح مین بدین شرط دی کہ شوہر اسکو یعنے اپنے باپ کو قرضہ سے جو شوہر کا اسپر آتا ہے بری کردے یا عورت نے خود اپنے تئین ایک مرد کے نکاح مین بدین شرط دیا کہ مرد کا جو قرضہ اس عورت پر آتا ہی اُس سے بری کردے اور وہ اسقدر ہی تو براءت جائز ہی اور عورت کو اسکا مہر مثل ملیگا یہ محیط مین ہے ایک مرد نے ایک عورت سے ہزار درم پر بدین شرط نکاح کیا کہ عورت کو نفقہ نہ دیگا حالانکہ اس عورت کا مہر مثل سو درم ہین تو عورت مذکورہ کو ہزار درم مہر ملینگے اور نفقہ بھی ملیگا یہ فتاوائے قاضیخان مین ہی۔ اور اگر ایک شخص نے اپنی باندی سے کہا کہ مین نے تجھے آزاد کیا بدین شرط کہ تو مجھ سے نکاح کرلے اور تیرا مہر یہی تیرا آزاد کرنا ہو پس باندی نے قبول کیا تو آزاد ہو گی پھر اگر باندی مذکورہ نے شرط پوری کی اور اس مرد آزاد کنندہ سے نکاح کرلیا تو باندی پر کچھ لازم نہوگا ورنہ باندی مذکورہ پر اپنی ذات کی قیمت واجب ہوگی اور اگر عورت نے اپنے غلام سے کہا کہ مین نے تجھے آزاد کیا بدین شرط کہ تو مجھ سے ہزار درم پر نکاح کرلے یا مجھے ہزار درم دے پس غلام نے قبول کیا تو آزاد ہو جائیگا پھر اگر اُسنے عورت مذکورہ سے نکاح کرنے سے انکار کیا تو غلام پر اپنی ذات کی قیمت واجب ہوگی اور اگر عورت مذکورہ سے ہزار درم پر نکاح کرلیا تو ہزار درم اس غلام کی قیمت اور عورت کے مہر مثل پر تقسیم ہونگے پس جو غلام کے قیمت کے حصہ مین پڑے وہ غلام کا ثمن اور جو مہر کے مقابلہ مین پڑے وہ عورت کا مہر ہوگا کہ قبل دخول طلاق دینے سے اسی کا نصف دینا پڑیگا یہ عتابیہ مین ہے۔

پانچوین فصل ایسے مہر کے بیان مین جسمین جہالت ہی واضح ہو کہ مہر سے تین طرح کا ہوتا ہی۔ ایک نوع یہ ہی کہ مہر سے کی جنس و وصف و نون مجہول ہوں مثلاً کپڑے یا چوپایہ یا دار پر نکاح کیا تو ایسی صورت مین عورت کو اسکا مہر مثل ملیگا اور اسیطرح اگر اُس چیز پر جو اسکی باندی کے پیٹ مین ہی یا بکری کے پیٹ مین ہی یا اُس چیز پر جو امسال اُسکے درخت خرما مین پھل آوین نکاح کیا تو یہی حکم ہے۔ نوع دوم یہ کہ جنس معلوم اور وصف مجہول ہو جیسے غلام یا گھوڑے یا بیل یا بکری یا ہروی کپڑے پر نکاح کیا تو ہر جنس مین سے اوسط درجہ کا

سلہ یعنے اوسط درجہ کے غلام یا باندیان کیونکہ خادم کا لفظ دونونکو شامل ہی ۱۲ منہ ۵ یعنے بیان کردیا ۱۲ منہ ۵ یعنے ذات ۱۲ منہ

واجب ہوگا پس اختیار ہوگا چاہے بعینہ اوسط درجہ کا دیدے یا اُسکی قیمت دیدے یہ ظہیریہ مین ہے - اور یہ حکم اُسوقت ہے کہ غلام یا کپڑے کو مطلقاً بدون اضافت کے ذکر کیا ہو اور اگر کپڑے یا غلام کو اپنی طرف مضاف کیا مثلاً کہا کہ مین نے تجھ سے اپنے غلام یا اپنے کپڑے پر نکاح کیا تو قیمت دینے کا مختار نہوگا اسواسطے کہ جسطرح اشارہ سے معرفہ ہوتا ہے ویسے ہی اضافت سے بھی معرفہ ہوجاتا ہے کذا فی المحیط اور نرخ کے بھاری و ہلکے ہونیکے حساب سے اوسط فرد کی قیمت معتبر ہوگی یہ امام ابویوسف و امام محمدؒ کا قول ہے اور یہی صحیح ہے کذا فی الکافی اور اسی پر فتوے ہے یہ غایۃ السروجی مین ہے - اور اگر اوسط غلام کی قیمت سے زیادہ پر دونون نے صلح کی تو صلح جائز نہوگی اور کم پر صلح جائز ہوگی یہ عتابیہ مین ہے - نوع سوم یہ کہ جنس و صفت دونون معلوم ہون مثلاً کسی عورت سے کیلی یا وزنی چیز پر جسکا وصف بیان کر کے اپنے ذمہ لی ہے نکاح کیا تو تسمیہ صحیح ہوگا اور مرد پر اسکا سپرد کرنا لازم ہوگا یہ ظہیریہ مین ہے - اور اگر مطلق ایک کُر گیہون پر بدون بیان وصف کے نکاح کیا تو چاہے درمیانی ایک کُر گیہون دے اور چاہے اُنکی قیمت دیدے یہ محیط سرخسی مین ہے - اور جو حکم گیہون کی صورت مین بیان ہوا ہے وہی باقی کیلی و وزنی چیزون مین ہے یہ محیط مین ہے - اور اگر اس غلام یا ان ہزار درہم پر نکاح کیا تو مہر المثل حکم ہوگا اور اسیطرح اگر اس غلام یا اس دوسرے غلام پر نکاح کیا حالانکہ ان دونون مین سے ایک غلام بہ نسبت دوسرے کے کم قیمت ہے تو مہر مثل حکم ہوگا اور مہر المثل حکم ہونے کے یہ معنے ہین کہ اگر اُسکا مہر المثل اونچی قیمت والے غلام کے برابر یا زیادہ ہو تو اونچا غلام اُسکو ملیگا کیونکہ عورت اسپر راضی ہوگئی ہے اور اگر گھٹیے غلام کے برابر یا کم ہو تو گھٹا ہوا غلام ملیگا کیونکہ عورت کے مہر مین مرد اسپر راضی ہوچکا ہے اور اگر مہر مثل ان دونون کے درمیان مین ہو تو عورت کو مہر مثل ملیگا اور یہ امام اعظمؒ کے نزدیک ہے اور صاحبینؒ نے فرمایا کہ عورت کو سب صورتون مین گھٹا ہوا غلام ملیگا اور اسیطرح اگر ہزار درم یا دو ہزار درم پر نکاح کیا تو بھی ایسا ہی اختلاف ہے یہ تبیین مین ہے - اور اگر ایسی صورت مین مرد نے قبل دخول کے عورت کو طلاق دیدی تو بالاجماع عورت کو گھٹیے ہوئے غلام کا نصف ملیگا یہ عتابیہ مین ہے اور اگر گھٹیے ہوئے کا نصف بہ نسبت متعہ کے کم ہو تو عورت کو متعہ ملیگا یہ فتاوے قاضیخان مین ہے - اور اگر ایک کوٹھری پر عورت سے نکاح کیا تو دیکھا جائیگا کہ اگر مرد بدوی ہے تو عورت کو بالون کا بیت ملیگا اور اگر مرد شہری ہو تو امام محمدؒ نے فرمایا کہ عورت کو بیت وسط ملیگا اور اس سے مراد یہ ہے کہ اثاث البیت درمیانی درجہ کا ملیگا لیکن بیت کے لفظ سے اُسنے کنایہ مراد لیا ہے یعنے اثاث البیت کیونکہ دونون مین اتصال ہے اور مشائخ نے فرمایا کہ یہ عرف اُس دیار کا ہے اور ہمارے عرف مین بیت سے مراد اثاث نہ لیجائیگی کیونکہ ہمارے عرف مین اسطرح بولنے سے متاع مراد نہین ہوتی ہے بلکہ بیت کچا گھر جو بطور کوٹھری کے ہو مراد ہوتا ہے اور یہ مہر ہونے کی صلاحیت نہین رکھتا ہے بشرطیکہ معین نہو یہ محیط سرخسی مین ہے - پس مہر مثل واجب ہوگا جیسے دار غیر معین پر نکاح کرنے کی صورت مین مہر مثل واجب

---

۵۱ اوسط یعنے اوسط پہچاننا قیمت کی راہ سے ہے ۱۲ ۵۲ وصف یعنے مثلاً دس من چنا عمدہ خالص سپید مٹری ۱۲ ۵۳ یعنے بطور تردید کے ان دونون مین سے کسی ایک پر نکاح کیا ۱۲ منہ ۵۴ جو لوگ بادیہ مین رہتے ہین یعنے جنگلون اور اُجاڑ گانون مین ۱۲ ۵۵ بالون کا بنا ہوا کوٹھری نما خیمہ ۱۲ منہ ۵۶ اور اگر معین ہو تو مہر ہو سکتا ہے ۱۲

ہوتا ہی اور اگر کسی بیت معین پر نکاح کیا ہو تو عورت کو یہی ملیگا یہ شرح طحاوی مین ہی منتقی مین ہی کہ امام محمدؒ نے فرمایا کہ امام ابو حنیفہؒ نے فرمایا کہ اگر کسی عورت سے اُس حق پر جو مرد کا اس دار مین ہی نکاح کیا تو امام نے فرمایا کہ مین عورت کے واسطے اُسکا مہر مثل مقرر کرونگا مگر اس دار کی قیمت سے زیادہ ہونے دونگا اور ہمارے قول مین عورت کو وہی ملیگا جو مرد مذکور کا اس دار مین حق ہی اور کچھ نہ ملیگا اور امام نے فرمایا کہ عورت کو مہر مثل فقط ملیگا جبکہ یہ دس درم تک پہونچ جاوے یہ محیط مین ہی۔ اور اگر کسی عورت سے اس دار کے اپنے حصہ پر نکاح کیا تو امام ابو حنیفہؒ نے فرمایا کہ عورت کو اختیار ہی چاہے دار مین سے حصہ مرد مذکور لے اور چاہے اپنا مہر مثل لے جو قیمت دار مذکور سے زائد نہ کیا جائیگا اگرچہ اُسکا مہر مثل زائد ہو اور صاحبینؒ کے نزدیک عورت کو حصہ دار ہی ملیگا بشرطیکہ دس درم کا ہو یہ فتاوےٰ قاضیخان مین ہی اور اگر عورت سے مطلق ہزار کہکر نکاح کیا تو چاندی کے درم یا سونے کے دینار مین سے جو چیز اُسکے مہر مثل سے اقرب ہو وہ قرار دیجائیگی یہ عتابیہ مین ہی اور اگر کسی عورت سے ہزار درم پر نکاح کیا اور اس شہر مین نقود مختلفہ رائج ہین تو جو زیادہ رائج ہو وہ مراد لیا جائیگا اور اگر ایسا نہو تو اس عورت کا مہر مثل دیکھا جائیگا کہ کن درمون سے ہی پس ان نقود مختلفہ مین سے جو سکہ اُسکے مہر مثل سے موافق ہو وہ مراد ہوگا اور اسی نقد کے ہزار درم کا عورت کے واسطے حکم کیا جائیگا یہ تاتارخانیہ مین ہے۔ اور نکاح الفتاوےٰ مین ہی کہ ایک مرد نے ایک ہزار درم پر ایک عورت سے نکاح کیا پھر یہ درم کاسد ہوگئے اور بجاے اُنکے دوسرا نقد رائج ہوا تو جسدن یہ درم کاسد ہوئے اُسدن جو اُنکی قیمت تھی وہ واجب ہوگی اور یہی مختار ہی اسکو صدر الشہید نے ذکر فرمایا ہی اور منقطع ہوجانا مثل کاسد ہوجانے کے ہی[1] اور کاسد کے یہ معنے ہین کہ تمام شہرون[2] سے رواج اُٹھ جاوے اور اگر بعض شہرون مین رواج رہے تو کاسد نہین کہلاوینگے اور عیون مین لکھا ہی کہ اگر کاسد نہوے اور نہ منقطع ہوے بلکہ سستے یا مہنگے ہوگئے تو اسکا کچھ اعتبار نہوگا اور یہ سب اُسوقت ہی کہ وقت عقد کے رائج ہون اور اگر وقت عقد کے کاسد ہون تو یہی درم واجب ہونگے بشرطیکہ دس[3] درم تک پہونچ جاوین یہ خلاصہ مین ہی۔ اور اگر عورت سے ہزار عدالی درمون پر نکاح کیا حالانکہ یہ درم چلن مین اُٹھ گئے ہین تو مشائخ نے فرمایا کہ عورت کے واسطے مہر مثل واجب ہوگا کیونکہ رائج نہ رہے تو نقود مین داخل نہ رہے بلکہ اسباب و زینت ہوگئے اور اسباب کی شناخت باشارہ یا بذکر وزن ہوتی ہی حالانکہ مرد نے وزن کا ذکر نہین کیا بلکہ عدد بیان کیے ہین یہ محیط مین ہی۔ اور اگر کسی عورت سے اس زنبیل بھر گیہون یا اس پتھر کے وزن بھر سونے یا فلانہ عورت کی مقدار مہر پر یا اس غلام کی قیمت پر یا کسی غلام کی قیمت پر نکاح کیا تو مہر مثل واجب ہوگا مگر مقدار مسمےٰ سے زیادہ نہ دیا جائیگا اور درصورتیکہ جو مذکور ہوا ہی وہ معدوم ہوجاوے تو مقدار مسمےٰ کے باب مین شوہر کا قول قبول ہوگا اور اگر کہا کہ درمون پر یا ان اونٹون مین سے ایک ناقہ پر یا دس درم قیمت کے کپڑے پر یا کہا کہ سب اُس مال پر جسکا مین مالک ہون یا نصف مہر مثل پر یا دار وقف کی سکونت پر یا اس بات پر کہ عورت کا بھاگا ہوا

[1] یا اُدھار مین نہ رہنا اور کاسد ہونا یعنی رائج نہونا ۱۲ منہ [2] تمام یعنی اس سلطنت کے تمام شہرون سے اُٹھ جاوے ۱۲ [3] دس درم یعنی قیمت مین ۱۲

غلام واپس لاؤنگا نکاح کیا تو مہر مثل واجب ہوگا یہ عتابیہ مین ہے اور اگر ہزار رطل سرکہ پر نکاح کیا پس اگر اکثر اس شہر مین چھوہارے کا سرکہ ہو تو یہی مرد کے ذمہ ہوگا اور اگر اکثر اس شہر مین شراب کا سرکہ ہو تو وہ مرد کے ذمہ ہوگا۔ اسیطرح اگر ہزار رطل دودھ پر نکاح کیا تو جو اس شہر مین غالب[1] ہو وہی لیا جائیگا اور اگر سب مین کوئی غالب نہو تو عورت کو اسکا مہر مثل ملیگا یہ محیط مین ہے۔ اور اگر عورت سے ایک دینار اور ایک چیز پر نکاح کیا تو مہر المثل واجب ہوگا اور ایک دینار پر زیادہ نہ کیا جائیگا بشرطیکہ دس درم ہو یہ غایۃ السروجی مین ہے۔ ایک مرد نے ایک عورت سے دس درم اور ایک کپڑے پر نکاح کیا اور کپڑے کا کوئی وصف بیان نہ کیا تو عورت کو دس درم ملینگے اور اگر عورت کے ساتھ دخول سے پہلے اسکو طلاق دیدی تو عورت کو پانچ درم ملینگے الا اس صورت مین کہ عورت کا متعہ اس سے زیادہ ہو تو اسکو ایسا متعہ[2] ملیگا یہ فتاوے قاضیخان مین ہے اور اگر عورت سے پانچ درم و کپڑے پر نکاح کیا تو عورت کو مہر مثل ملیگا اور اگر قبل دخول کے اسکو طلاق دیدی تو عورت کو پانچ درم ملینگے اور اگر کہا کہ اس چیز پر جو میرے ہاتھ مین ہے نکاح کیا اور ہاتھ مین دس درم ہین تو عورت کو اختیار ہے چاہے انکو لے لے اور چاہے مہر مثل لے یہ غایۃ السروجی مین ہے اور اگر دو عورتون سے ہزار درم پر نکاح کیا تو ہزار درم دونون کے مہر مثل پر تقسیم کیے جاوینگے جسکے حصہ مین پڑے وہی اسکا مہر ہوگا اور اگر قبل دخول کے دونون کو طلاق دیدی تو ہزار کے نصف سے دونون مین سے ہر ایک کو بقدر رسد اپنے مہر کے حصہ رسد ملیگا یہ محیط سرخسی مین ہے۔ اور اگر دونون مین سے ایک عورت نے قبول کیا اور دوسری نے قبول نہ کیا تو جس نے قبول کیا ہے اسکا نکاح بعوض اسکے حصہ کے جائز ہوگا یعنے ہزار درم دونون کے مہر مثل پر تقسیم کرکے جو قبول کرنے والی کے حصہ مین پڑے وہی اسکا مہر ہوگا اور باقی شوہر کو واپس ہوجائیگا یہ بدائع مین ہے اور اگر ان دونون مین سے ایک عورت ایسی ہو کہ اسکا نکاح صحیح[3] نہو تو پورے ہزار درم دوسری کو ملینگے یہ امام اعظمؒ کا قول ہے اور اگر اس عورت کے ساتھ جس سے نکاح صحیح نہ تھا دخول کر لیا تو اسکو مہر مثل ملیگا اور یہ امام اعظمؒ کا قول ہے اور یہی صحیح ہے یہ محیط سرخسی مین ہے۔ اور اگر ایک بھائی اور اسکی بہن نے ایک دار اپنے باپ کی میراث مین پایا پھر بھائی نے اس دار کی ایک کوٹھری معین پر ایک عورت سے نکاح کیا پھر بھائی نے انتقال کیا اور بہن اسپر راضی نہین ہوئی تھی تو مشائخ نے فرمایا کہ دار مذکور بھائی کے وارثون اور بہن کے درمیان تقسیم ہوگا پس اگر یہ کوٹھری مذکور بھائی کے حصہ مین آئی تو عورت مذکورہ کو اسکے مہر مین ملیگی اور اگر بہن کے حصہ مین پڑی تو عورت کو اس کوٹھری کی قیمت شوہر کے ترکہ سے ملیگی یہ فتاوے قاضیخان مین ہے۔ اور اگر اپنے غلامون مین سے ایک غلام پر یا اپنے قمیصون مین سے ایک قمیص پر یا عمامون سے ایک عمامہ پر نکاح کیا تو صحیح ہے اور انمین سے درمیانی واجب ہوگا یا قرعہ ڈالا جائیگا یہ غایۃ السروجی مین ہے اور اگر عورت سے دختر کے جہیز پر نکاح کیا تو جہیز جو عورتون کو دیا جاتا ہے انمین سے درمیانی جہیز جیسا دیا جاتا ہو وہ عورت مذکورہ کو ملیگا یہ تاتارخانیہ مین ہے چھٹی فصل ایسے مہر کے

---

[1] غالب مثلاً بھینس کا دودھ زیادہ ہو ۱۲ [2] متعہ لباس تمتع معروف ۱۲ [3] صحیح نہو مثلاً مرد کی رضاعی بہن یا اسکے مانند ۱۲

بیان مین جو مہر مسئلے کے برخلاف پایا جاوے - اگر مسلمان نے ایک عورت سے اس سرکہ کے مٹکے پر نکاح کیا پھر جو دیکھا تو وہ شراب نکلی تو امام اعظمؒ کے نزدیک عورت کو اسکا مہر مثل ملیگا اور اگر عورت سے اس غلام پر نکاح کیا پھر وہ آزاد نکلا تو امام اعظمؒ و امام محمدؒ کے نزدیک مہر مثل واجب ہوگا یہ ہدایہ مین ہے اور اگر عورت سے اس مٹکہ شراب پر نکاح کیا پھر وہ سرکہ نکلا یا اس آزاد پر نکاح کیا پھر وہ غلام نکلا یا اس مردار پر نکاح کیا اور وہ حلال کیا ہوا گوشت نکلا تو امام اعظمؒ سے اصح قول کے موافق عورت کو یہی ملیگا جسکی طرف اشارہ کیا ہے اور یہی امام ابو یوسفؒ کا قول ہے یہ شرح النقایہ مین ہے - اور اگر کہا کہ اس آزاد پر نکاح کیا پھر وہ غیر کا غلام نکلا تو اسکی قیمت واجب ہوگی اور اگر وہ عورت کا غلام ہو تو مہر المثل واجب ہوگا یہ عتابیہ مین ہے - اور اگر کسی عورت سے معین غلام پر نکاح کیا اور وہ باندی نکلی یا مروی کپڑے معین پر نکاح کیا اور وہ ہروی نکلا تو شوہر پر ایسا غلام واجب ہوگا جو اس باندی کی قیمت مین مساوی ہو اور اس ہروی کپڑے کی قیمت کے برابر قیمت کا مروی کپڑا واجب ہوگا یہ ذخیرہ مین ہے اور اگر عورت سے خاص غلام پر اشارہ کر کے نکاح کیا اور وہ مدبر یا مکاتب نکلا یا اس باندی پر نکاح کیا اور وہ ام ولد نکلی تو بالاتفاق ان صورتون مین قیمت واجب ہوگی یہ غایۃ السروجی مین ہے - خواہ عورت اس غلام کے حال سے واقف ہو یا واقف نہو یہ فتاوے قاضیخان مین ہے اور اگر عورت سے نکاح کیا اور اسکے واسطے مہر مین کوئی چیز بیان کی اور ایک چیز کی طرف اشارہ کیا حالانکہ جسکی طرف اشارہ کر کے معین کیا تھا وہ زبان سے بیان کیے ہوئے کے برخلاف جنس ہے تو امام ابو حنیفہؒ نے فرمایا کہ اگر یہ دونون چیزین حلال ہون تو عورت کو بیان کیے ہوئے کی مثل ملیگی اور اگر دونون حرام ہون یا مشار الیہ حرام ہو تو عورت کو مہر مثل ملیگا یا وقت عقد کے اسمین اشکال ہو کہ معلوم ہو مثلاً ایک عورت سے اس مٹکہ سرکہ پر نکاح کیا پھر وہ خلال نکلا تو عورت کو اسکے مثل سرکہ کا مٹکا ملیگا اور اگر اسمین شراب نکلی تو عورت کو مہر مثل ملیگا اور اگر مسمی حرام ہو اور مشار الیہ حلال ہو تو اسمین امام اعظمؒ سے مختلف روایات ہین اور صحیح وہ ہے جو امام ابو یوسفؒ نے امام ابو حنیفہؒ سے روایت کی ہے کہ اگر مرد نے حلال چیز کیطرف اشارہ کر دیا ہو تو یہی مشار الیہ عورت کو ملیگی یہ فتاوے قاضیخان مین ہے اور اگر عورت سے ان دونون غلامون پر یا ان دونون سرکہ کے مٹکون پر نکاح کیا حالانکہ انمین سے ایک آزاد یا مٹکہ شراب نکلا تو امام اعظمؒ کے نزدیک عورت کو فقط باقی ملیگا اور کچھ نہ ملیگا یہ محیط سرخسی مین ہے اور اگر کسی عورت سے اس مشک روغن پر نکاح کیا پھر مشک مذکور مین کچھ نہ نکلا تو عورت کو اسکے مثل مشک روغن ملیگا بشرطیکہ دس درم قیمت کا ہو اور اگر عورت سے اس چیز پر جو کیسے مین رکھی ہے ہی نکاح کیا پھر کیسے مین کچھ نہ نکلا تو عورت کو مہر مثل ملیگا اسیطرح اگر کیسے مین جنس مذکور کے سوا دوسری چیز نکلی جو خلاف جنس ہو تو بھی یہی حکم ہے یہ فتاوے قاضیخان مین ہے - اور منتقی مین امام محمدؒ سے

۱؎ اس یعنی مٹکے کیطرف اشارہ کیا اور سرکہ نام لیا ۱۲ ۲؎ ایک چیز یعنی مثلاً زبان سے کہا کہ سرکہ اور اشارہ مٹکہ کی جانب کیا ۱۲ ۳؎ قال بشرطیکہ مٹکہ سرکہ دس درم کا ہو اور اسیطرح مروی کپڑا وغیرہ مین معتبر ہے ۱۲

روایت ہے کہ اگر کسی عورت سے ایک اراضی کو مہر قرار دیکر نکاح کیا اور زمین کے حدود بیان کر دیے اور شرط کی کہ دس جریب زمین ہے پس عورت نے اُسپر قبضہ کر لیا پھر وہ چھ جریب نکلی اور عورت نے اُسکو ناپ نہین لیا تھا تو عورت کو اختیار ہوگا چاہے اسی زمین کو لے لے اور اُسکو زیادہ کچھ نہ ملیگا اور اگر چاہے تو زمین واپس کر کے اس موضع کی قیمت زمین بحساب دس جریب کے لے لے۔ اور اگر عورت نے یہ زمین فروخت کر دی یا ہبہ کر کے سپرد کر دی پھر اُسکو معلوم ہوا کہ زمین چھ جریب ہے تو عورت کو سوائے زمین کے اور کچھ نہ ملیگا اسیطرح اگر موتی اسی طور سے قرار پایا پھر وہ عورت کے پاس وزن مین گھٹا نکلا یا کپڑا اسی طور سے عورت کے پاس ناپ مین گھٹا نکلا تو بھی اسی تفصیل سے حکم ہے۔ اور اگر عورت نے زمین کو ہبہ یا فروخت نہ کیا ولیکن مثل گنگا وغیرہ کے کوئی دریا چڑھ آیا اور اُسی زمین مین بہنے لگا اور یہ زمین تباہ ہو گئی پھر عورت کو معلوم ہوا کہ وہ چھ جریب ہے تو پوری دس جریب تک باقی چار جریب کی قیمت لے لیگی اور اسیطرح اگر عورت سے دس ہروی کپڑون پر جو معین ہین بدین شرط نکاح کیا کہ انمین سے ہر کپڑا دس تار ہے پس عورت نے سب کو سات تار پایا تو عورت کو اختیار ہے چاہے ان کپڑون کو لے لے اور چاہے انکو واپس کر کے بحساب انکی موجودہ حالت کے دس تارے کی قیمت لے لے اور اگر عورت نے سب کو دس تار پایا سوائے ایک کپڑے کے کہ وہ سات تار نکلا تو عورت کو اختیار ہے چاہے سب کپڑے لے لے اور عورت کو سوائے ان کپڑون کے اور کچھ نہ ملیگا اور اگر چاہے تو دس تار کپڑے لے لے اور جو سات تار ہے اُسکو واپس کر کے اُسکی قیمت جو اُسکے دس تار ہونے سے عمدگی و بڑھیا ہونے پر ہوتی وہ لے لے یہ محیط مین ہے اور اگر معین شیرہ انگور پر نکاح کیا اور وہ قبضہ سے پہلے شراب ہو گئی تو امام ابو یوسفؒ سے روایت ہے کہ عورت کو اس عصیر کے مثل شیرہ انگور ملیگا بشرطیکہ ہاتھ آسکے اور اگر نہ ملسکا تو اُسکی قیمت ملیگی یہ محیط سرخسی مین ہے۔ اور اگر عورت سے ان دس کپڑون پر نکاح کیا پھر وہ نو نکلے تو امام محمدؒ نے فرمایا کہ عورت کو یہ نو کپڑے ملینگے اور تمام مہر مثل مین ان کپڑون سے جو کمی پڑتی ہو وہ کمی ملیگی بشرطیکہ اسکا مہر مثل ان نو کپڑون کی قیمت سے زائد ہو اور بقیاس قول امام اعظمؒ کے عورت مذکورہ کو نو ہی کپڑے ملینگے اور زیادہ کچھ نہ ملیگا بشرطیکہ انکی قیمت دس درم تک پہنچ جاتی ہو اور اگر گیارہ کپڑے نکلے تو امام محمدؒ نے فرمایا کہ انمین سے عورت کو دس کپڑے جو اُسکی رضا مین آوینگے دیدیگا اور بر قیاس قول امام اعظمؒ کے اگر عورت کا مہر مثل ان کپڑون مین سے سب سے گھٹیا ہوا نکال لینے کے بعد دس کپڑون کی قیمت کے مساوی ہو تو سب سے گھٹیا ہوا نکال کر باقی دس کپڑے عورت کو ملینگے اور عورت کو سوائے انکے کچھ نہ ملیگا اور اگر سب سے بڑھیا نکال لینے کے بعد باقی دس کپڑون کی قیمت مہر مثل کے برابر ہو تو سب سے بڑھیا نکال لیا جائیگا اور فقط باقی دس کپڑے عورت کو ملینگے اور کچھ نہ ملیگا اور اگر بڑھیا کپڑا نکال لینے پر باقی سے اسکا مہر مثل زیادہ ہو جاتا ہو اور گھٹیا نکال لینے سے اسکا مہر مثل کم ہو جاتا ہو تو عورت کو اُسکا مہر مثل ملیگا اور فتوےٰ امام اعظمؒ کے قول پر ہے یہ فتاوےٰ قاضیخان مین ہے۔ اور اگر عورت سے ان[1] دس ہروی کپڑون

[1] ان الخ بظاہر یہان لفظ اشارہ نہونا چاہیے اگرچہ اصل مین موجود ہے ۱۲

نکاح کیا پھر وہ نو نکلے تو عورت کو نو کپڑے موجودہ اور ایک ہروی درمیانی درجہ کا کپڑا دیا جائیگا اور یہ بالاجماع ہے یہ محیط سرخسی میں ہے۔ ایک عورت سے معین گیہوں پر بدین شرط کہ یہ دس کر ہیں نکاح کیا پھر وہ نو کر نکلے تو عورت کو نو کر موجودہ اور ایک کر ان موجودہ کے مثل اور دیا جائیگا یہ فتاوے قاضیخان میں ہے۔ اور اگر کسی عورت سے اراضی پر بدین شرط نکاح کیا کہ اس اراضی میں ہزار درخت خرما ہیں اور اسکے حدود بیان کر دیے یا ایک دار پر بدین شرط نکاح کیا کہ وہ پختہ اینٹ و گچ و ساکھو کی لکڑی کا بنا ہوا ہے اور اسکے حدود بیان کر دیے پھر دیکھا تو زمین میں کوئی درخت نہ تھا یا دار میں کچھ عمارت نہ تھی تو عورت کو یہ اختیار ہے چاہے یہ اراضی یہ دار لے لے اور سوا اسکے کچھ نہ ملیگا اور اگر چاہے اپنا مہر مثل لے لے اور اگر اسکو قبل دخول کے طلاق دیدی تو عورت مذکورہ کو سوائے نصف دار و نصف زمین کے جس حالت پر اسکو پایا ہے اور کچھ نہ ملیگا لیکن اگر اسکا متعہ اس سے زیادہ ہو تو عورت کو اختیار ہوگا چاہے نصف زمین و نصف دار لینا منظور کرے اور زیادہ کچھ نہ پاویگی اور چاہے متعہ لے لے یہ محیط میں ہے

فصل ساتویں مہر میں گھٹا دینے و بڑھا دینے و زیادہ[1] شدہ و کم شدہ کے بیان میں۔ قیام نکاح کی حالت میں ہمارے علمائے ثلثہ کے نزدیک مہر میں بڑھا دینا صحیح ہے یہ محیط میں ہے۔ پس اگر مہر میں بعد عقد کے بڑھایا تو زیادتی بذمہ شوہر لازم ہوگی یہ سراج الوہاج میں ہے۔ اور یہ حکم ایسی صورت میں ہے کہ جب عورت نے یہ زیادتی قبول کر لی ہو خواہ یہ زیادتی جنس مہر سے ہو یا نہو اور خواہ شوہر کیطرف سے ہو یا ولی کیطرف سے ہو یہ نہر الفائق میں ہے اور زیادتی بھی تین باتوں میں سے کسی ایک بات کے پائے جانے سے متاکد ہو جاتی ہے ایک یہ کہ وطی ہو گئی دوم آنکہ خلوت صحیحہ متحقق ہوئی سوم آنکہ جورو و مرد میں سے کوئی مر گیا اور اگر ان باتوں میں سے کوئی نہ پائی گئی مگر دونوں میں جدائی[2] پیش آئی تو زیادتی باطل ہو جائیگی پس فقط اصل مہر کی تنصیف کیجائیگی اور زیادتی کی تنصیف نہوگی یہ مضمرات میں ہے اور فتاوے شیخ ابو اللیث رح میں ہے کہ مہر ہبہ کرنے کے بعد بھی مہر میں بڑھانا صحیح ہے اور کتاب الاکراہ شیخ الاسلام خواہر زادہ میں ہے کہ فرقت واقع ہونے کے بعد مہر میں بڑھانا باطل ہے اور ایسا ہی بشر رحمہ اللہ نے امام ابو یوسف رح سے روایت کی ہے اور جو بشر رح نے امام ابو یوسف سے روایت کی ہے اسکی صورت یہ ہے کہ اگر عورت کو دخول کرنے کے بعد یا دخول سے پہلے تین طلاق دیدیں پھر اسکے مہر میں کچھ بڑھایا تو صحیح نہیں ہے اسیطرح اگر طلاق رجعی ہو مگر رجوع نہ کیا یہانتک کہ عدت گذر گئی پھر اسکے بعد مہر میں بڑھایا تو زیادتی نہیں صحیح ہے اور قدوری میں ہے کہ عورت کی موت کے بعد مہر میں بڑھانا امام اعظم رح کے نزدیک جائز ہے اور صاحبین کے نزدیک نہیں جائز ہے یہ محیط میں ہے۔ اگر مطلقہ رجعیہ سے اسکے شوہر نے کہا کہ میں نے تیرے مہر میں بڑھا دیا تو نہیں صحیح ہے اسواسطے کہ یہ مجہول ہے اور اگر ایسی عورت سے کہا کہ میں نے تجھ سے ہزار درم مہر پر رجوع کیا پس اگر عورت نے قبول کیا تو جائز ہے ورنہ نہیں جائز ہے اسواسطے کہ یہ مہر میں زیادتی ہے پس عورت کے قبول پر موقوف ہوگی اور رہا یہ امر کہ جس مجلس میں زیادہ کیا ہے اسی مجلس میں قبول کر لینا شرط ہے یا نہیں پس اصح یہ ہے کہ اسی مجلس میں قبول کرنا شرط ہے یہ ظہیریہ میں ہے ایک عورت نے اپنا مہر اپنے شوہر کو ہبہ کر دیا پھر شوہر نے گواہ کیے کہ عورت کا

[1] زیادہ شدہ یعنے جسمین گھٹانا و بڑھانا منظور ہے ۱۲ [2] یعنے مرد کے طلاق دینے ۱۲

مجھ پر اسقدر مہر ہی تو اسمین اختلاف ہی اور فقیہ ابو اللیث رحہ کے نزدیک مختار یہ ہی کہ شوہر کا اقرار جائز ہی بشرطیکہ عورت قبول کرے یہ خلاصہ مین ہی اور اشبہ یہ ہی کہ اقرار صحیح نہو اور بلا قصد زیادتی کے زیادتی قرار نہ دیجائیگی یہ وجیز کردری مین ہی۔ اور اگر کسی عورت سے ہزار درم پر نکاح کیا پھر دو ہزار درم پر نکاح کی تجدید کی تو اسمین اختلاف ہی شیخ امام خواہر زادہ نے کتاب النکاح مین ذکر فرمایا کہ بنا بر قول امام ابو حنیفہ وامام محمد رحہ کے شوہر پر فقط ہزار درم لازم ہونگے باقی ہزار درم لازم نہونگے اور عورت کا مہر ہزار درم ہوگا اور بنا بر قول امام ابو یوسف رحہ کے مرد پر باقی ہزار درم دوسرے بھی واجب ہونگے اور بعضون نے اسکے برعکس اختلاف ذکر کیا ہی اور ہمارے بعضے مشائخ نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک مختار یہ ہی کہ مرد پر دوسرے ایک ہزار درم لازم نہونگے یہ ظہیریہ مین ہی۔ اور قاضی امام رحہ کا فتوے یہ ہی کہ دوسرے عقد پر کچھ واجب نہوگا لیکن اگر دوسرے عقد سے اُسکی مراد یہ ہی کہ مہر مین اُسنے بڑھایا ہی یعنی مہر ہزار درم ہی اور سواے اسکے ایک ہزار درم اُسنے زیادہ کیے تو یہ جائز ہی اور دوسرا مہر یعنے دو ہزار درم واجب ہونگے یہ خلاصہ مین ہی۔ اور بعضون نے فرمایا کہ اگر عورت نے اپنا مہر ہبہ کر دیا پھر مہر کی تجدید کی تو بالاتفاق دوسرا مہر لازم نہوگا اور بعضون نے اسی صورت مین ذکر کیا ہی کہ اسمین اختلاف ہی یہ معراج الدرایہ مین ہی اور اگر نکاح کی تجدید بغرض احتیاط ہو تو زیادتی بلا خلاف لازم نہوگی یہ وجیز کردری مین ہی۔ ابراہیم رحہ نے امام محمد رحہ سے روایت کی کہ ایک شخص نے اپنی باندی کسی مرد کے نکاح مین بمہر معلوم دی پھر اُسکو آزاد کر دیا پھر شوہر نے اُسکے مہر مین کوئی مقدار معلوم بڑھادی تو یہ زیادتی مولے کو ملیگی اور ابن سماعہ نے امام ابو یوسف رحہ سے روایت کی ہی کہ یہ زیادتی اس عورت کو ملیگی اور مین شوہر پر جبر نہ کرونگا کہ یہ زیادتی اُسکے مولے کو دیدے اور اگر مولاے اوّل نے باندی کو فروخت کر دیا ہو تو یہ زیادتی مشتری کو ملیگی اور مین شوہر پر جبر نہ کرونگا کہ یہ زیادتی مولے کو دیدے اور امام محمد رحہ نے جامع مین فرمایا کہ آزاد مرد نے ایک باندی سے باجازت اُسکے مولے کے سو درم پر نکاح کیا پس شوہر نے مولے سے کہا کہ تونے نکاح کی اجازت دیدی اُسنے کہا کہ مین نے اس شرط پر اجازت دی کہ تو مہر مین پچاس درم بڑھاوے پس اگر شوہر اسپر راضی ہوگیا تو صحیح ہی اور زیادتی ثابت ہو جائیگی اور اگر شوہر راضی نہوا تو اجازت ثابت نہوگی اور نیز جامع مین ہی کہ ایک منکوحہ باندی آزاد کیگئی حتے کہ اُسکے لیے خیار عتق ثابت ہوا پھر شوہر نے اس عورت سے کہا کہ مین نے تیرے مہر مین پچاس درم بڑھادیے بدین شرط کہ تو میرے ساتھ میرے نکاح مین رہنا اختیار کرے پس اُسنے یہی اختیار کیا تو یہ اختیار صحیح ہی اور زیادتی ثابت ہو جائیگی اور یہ زیادتی اُسکے مولے کو ملیگی اور اگر باندی مذکورہ سے کہا کہ تیرے مجھپر ہزار درم ہین بدین شرط کہ تو مجھے اختیار کرے اور اسنے ایسا ہی کیا تو اسکو کچھ نہ ملیگا اور خیار باطل ہو جائیگا اور نکاح الملتقی مین ہی کہ ایک مرد نے ایک عورت کے نکاح کا دعوے کیا حالانکہ وہ انکار کرتی ہی پھر شوہر نے عورت سے صلح کی کہ اگر وہ اجازت نکاح دیدے جسکا وہ دعوے کرتا ہی تو مرد اسکو ہزار درم دیگا تو یہ جائز ہی اسیطرح اگر عورت سے کہا کہ اگر تو اقرار نکاح کرے تو تیرے

عـه کہ چاہے اس شوہر کے ساتھ رہے یا نہ رہے ۱۲

واسطے سو درم زیادہ کردونگا پس عورت نے ایسا کیا پس اگر نکاح اول کے گواہ موجود ہون تو شوہر کو یہ اختیار نہوگا
کہ ان سو درم سے رجوع کرلے اسواسطے کہ یہ بمنزلہ مہر مین زیادہ کرنے کے ہی یہ محیط مین ہی۔ اور اگر عورت کے مہر مین سے
خود عورت نے گھٹا دیا تو گھٹانا صحیح ہی یہ ہدایہ مین ہی۔ اور گھٹانے مین عورت کی رضامندی ضرور ہے حتے کہ اگر اُسنے
باکراہ مجبوری کے ساتھ گھٹایا تو صحیح نہوگا اور نیز ضرور ہی کہ عورت مذکورہ مرض بمرض الموت نہو یہ بحر الرائق مین ہے
اگر ایک مرد نے ایک عورت سے ایک غلام یا باندی یا کسی مال عین پر نکاح کیا پھر مہر مین خود زیادتی ہوگئی پھر قبل
دخول کے طلاق دیدی پس اگر عورت کے قبضہ سے پہلے مہر کی چیز مین زیادتی ہوگئی ہی اور یہ زیادتی متصلہ ہی جو
اصل چیز سے پیدا ہوئی ہی جیسے مہر کی باندی یا غلام موٹی تازی ہوگئی یا بالغ ہوگئی یا حسن وجمال بڑھگیا یا
ایک آنکھ مین جالا تھا وہ روشن ہوگئی یا گونگا تھا وہ بولنے لگا یا بہرا تھا وہ سُننے لگا یا درخت خرما تھا کہ اُسمین پھل
آئے یا زمین تھی کہ اُسمین زراعت لگگئی ور یا زیادتی منفصلہ ہی جو اصل سے پیدا ہوئی ہی جیسے بچہ وارش وعقر دو یہ
درصورتیکہ کاٹ لیے گئے ہون یا پشم و بال جب الگ کر لیے جاوین یا پھول اور درخت سے توڑ لیے گئے یا کھیتی
اُس زمین مین سے کاٹ لی گئی تو ایسی صورت مین اصل و زیادتی دونون بالاجماع آدھی آدھی کیجاویگی یہ
شرح طحاوی مین ہی۔ اور اگر عورت نے اصل مع زیادت متولدہ کے اپنے قبضہ مین کرلی پھر مرد نے عورت کو قبل
دخول کے طلاق دی تو بھی اصل مع زیادتی کے آدھی آدھی کیجاویگی یہ مبسوط مین ہی۔ اور اگر زیادتی متصلہ ہو جو اصل
سے متولد نہین ہی جیسے کپڑے کو رنگا یا عمارت بنائی تو عورت اس سے قابض شمار ہوگی پس تنصیف نہ کیجاویگی اور
جس روز قبضہ کا حکم دیا گیا ہی اُس روز کی نصف قیمت دینی[دار مین ۱۲] عورت پر واجب ہوگی اور اگر زیادتی منفصلہ ہو جو اصل
سے متولد نہو جیسے کسی مرد نے مہر کے غلام کو کچھ ہبہ کیا یا اُسنے خود کمایا یا دار مہر کا کرایہ آیا تو امام اعظمؒ کے نزدیک
اصل چیز کی تنصیف ہوگی اور زیادتی سب عورت کو ملیگی اور صاحبینؒ کے نزدیک اصل و زیادت دونون کی تنصیف
ہوگی یہ شرح طحاوی مین ہی اور اگر شوہر نے غلام کو اجارہ پر دیا ہو تو مزدوری شوہر کو ملیگی مگر اُسکو صدقہ کردے
یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اور اگر قبضہ کے بعد ہوا اور زیادتی متصلہ متولدہ از اصل ہو تو شوہر کو نصف کرکے نہین دیا جاسکتا ہی
بلکہ جس دن عورت کو سپرد کیا ہی اُس روز کی نصف قیمت ملیگی اور یہ امام ابو حنیفہؒ و امام ابو یوسفؒ کا قول ہی اور امام
محمدؒ نے فرمایا کہ یہ امر مانع تنصیف نہین ہی یہ شرح طحاوی مین ہی۔ اور اگر زیادتی متصلہ ایسی ہو کہ اصل سے متولد نہو تو وہ
مانع تنصیف ہے اور عورت پر اصل کی نصف قیمت واجب ہوگی یہ بدائع مین ہی اور اگر زیادتی منفصلہ اصل سے متولد
ہو تو بالاجماع مانع تنصیف ہی اور اگر زیادتی منفصلہ اصل سے متولد نہو تو فقط زیادتی عورت کو ملیگی اور اصل دونون

تنبیہ قال المترجم خادم عربیت مین غلام کو کہتے ہین اور لونڈی کو بھی کہتے ہین ۱۲ م ف قال المترجم زیادتی کی قسمین ہین زیادت متصلہ و منفصلہ پھر متصلہ کی دو قسمین ہین متولدہ از اصل جیسے کہ حسن وجمال وغیرہ دوم زیادتی متصلہ غیر متولدہ از اصل جیسے رنگ وغیرہ پھر منفصلہ از اصل کی دو قسمین ہین متولدہ از اصل جیسے بچہ غیر متولدہ از اصل جیسے ہبہ وغیرہ پھر واضح ہو کہ قولہ بالاجماع آدھی آدھی کیجاویگی یعنے قبل دخول کے طلاق دی تو عورت کو نصف مہر چاہیے اور مہر مین زیادتی ہوگئی ہے تو اصل مع زیادت ملاکر نصفا نصف کیجاویگی ۱۲ منہ ف قولہ سوقت ہے کہ عورت نے قبضہ نہ کیا ہو اسواسطے کہ اجارہ مین موجر کا قبضہ بھی چاہیے ہر کسی طور سے ہو پس ثابت ہوا کہ عورت نے ہنوز قبضہ نہین کیا ہی ۱۲ ف جبکہ عورت قابض ہوگئی ہو ۱۲ م ف یعنے اصل کی نصف قیمت ۱۲ م

نصفا نصف مشترک ہوگی اور یہ سب اُس صورت مین ہے کہ زیادتی پیدا ہونے کے بعد طلاق قبل دخول کے واقع
ہوئی ہو اور اگر طلاق پہلے واقع ہوئی پھر زیادتی پیدا ہوئی پس یا تو شوہر کے واسطے نصف واپس دینے کا حکم
قضا جاری ہونے سے بعد ہوگی یا اسکے پہلے ہوگی خواہ قبضہ ہوگیا ہو یا نہوا ہو پس اگر قبل قبضہ کے ہو تو زیادتی
و اصل دونون مین نصفا نصف ہوگی خواہ حکم قضا پایا گیا ہو یا نہ پایا گیا ہو اور اگر بعد قبضہ کے ہو اور شوہر کے واسطے
نصف دینے کا حکم بھی ہوگیا ہو تو بھی یہی حکم ہے اور اگر شوہر کے واسطے نصف دینے کا حکم نہوا ہو تو عورت کے پاس
مال مہر مثل عقد فاسد کے مقبوضہ کے حکم مین ہوگا یہ شرح طحاوی مین ہے۔ اور اگر زیادتی پیدا ہونے کے بعد دخول
سے پہلے عورت مرتد ہوگئی یا اپنے شوہر کے پسر کا بوسہ لیا تو یہ سب زیادتی عورت کو ملیگی۔ اور عورت پر واجب
ہوگا کہ قبضہ کے روز کی اصل کی قیمت واپس کرے یہ بدائع مین ہے۔ اور اگر شوہر کے قبضہ مین مہر مین نقصان
آگیا پھر قبل دخول کے مرد نے اُسکو طلاق دیدی تو اسمین چند صورتین ہین وجہ اول یہ کہ نقصان کسی آفت آسمانی
سے ہو اور اسمین دو صورتین ہین کہ اگر نقصان خفیف ہو تو اس صورت مین عورت کو نصف خادم عیبدار ملیگا بدون
تاوان نقصان کے اور اسکے سوائے اُسکو کچھ نہ ملیگا اور اگر نقصان فاحش ہو تو عورت کو اختیار ہے چاہے اس
مال مہر کو شوہر کے پاس چھوڑ کر اُس سے روز عقد کی قیمت کا نصف لے لے اور چاہے نصف خادم عیبدار لے لے
اور اُسکے ساتھ شوہر بالکل تاوان نقصان کا ضامن نہوگا وجہ دوم یہ کہ نقصان بفعل زوج ہو اور اسمین بھی دو
صورتین ہین کہ اگر نقصان خفیف ہو تو عورت نصف خادم لیگی اور شوہر نصف قیمت نقصان کا ضامن ہوگا اور
عورت کو یہ اختیار نہین ہے کہ خادم مذکور شوہر کے ذمہ چھوڑ کر نصف قیمت خادم لے لے اور اگر نقصان فاحش ہو تو
عورت کو اختیار ہے چاہے روز عقد کی نصف قیمت خادم لے اور خادم شوہر کے پاس چھوڑ دے اور چاہے
نصف خادم لیکر شوہر سے نصف قیمت نقصان لے اور وجہ سوم آنکہ نقصان خود عورت کے فعل سے ہو اور
اس صورت مین عورت کو نصف خادم کے سوائے کچھ نہ ملیگا اور عورت کو کچھ اختیار نہوگا خواہ نقصان خفیف ہو
یا شدید ہو اور وجہ چہارم آنکہ جو چیز مہر ٹھہری ہے وہ خود ایسا فعل کرے جس سے اسمین نقصان آجاوے تو ظاہر الروایۃ
کے موافق یہ نقصان مثل آسمانی آفت کے نقصان کے ہے اور وجہ پنجم آنکہ نقصان کسی اجنبی کے فعل سے ہو تو
اسمین دو صورتین ہین کہ اگر نقصان خفیف ہو تو عورت نصف خادم لیکر اجنبی سے نقصان کی نصف قیمت
تاوان لیگی اور اسکے سوائے اُسکو کچھ اختیار نہین ہے اور اگر نقصان فاحش ہو تو اُسکو اختیار ہے چاہے نصف خادم
لیکر اجنبی سے نصف قیمت نقصان کا مواخذہ کرے اور چاہے خادم بذمہ شوہر چھوڑ کر اُس سے روز عقد کی نصف
قیمت خادم لے لے پھر شوہر اُس اجنبی سے پورے نقصان کا مطالبہ کریگا۔ اور یہ سب ایسی صورت مین تھا کہ جب
نقصان شوہر کے قبضہ مین ہونے کی حالت مین واقع ہوا اور اگر عورت کے قبضہ مین واقع ہوا پھر مرد نے قبل
دخول کے عورت کو طلاق دی پس اگر نقصان بآفت آسمانی اور خفیف ہو تو شوہر نصف خادم عیبدار لے لیگا
اسکے سوائے کچھ نہین کرسکتا ہے اور اگر نقصان فاحش ہو تو چاہے نصف عیبدار لے اور اسکے سوائے اُسکو کچھ

تاوان نقصان نہ ملیگا اور اگر چاہے عورت کے ذمہ چھوڑ کر عورت کے قبضہ کے روز کی نصف قیمت بہ اعتبار صحیح وسالم کے لے لے اور اگر بعد طلاق کے ایسا نقصان عورت کے قبضہ مین واقع ہو تو عامہ مشائخ کے نزدیک یہ حکم ہے کہ شوہر اُسکے نصف کو مع نصف نقصان کے لے لیگا اور ایسا ہی امام قدوری نے اپنی شرح مین ذکر فرمایا ہے اور یہی صحیح ہے اور اگر عورت کے فعل سے نقصان ہوا خواہ قبل طلاق کے یا بعد طلاق کے تو یہ صورت اور آفت آسمانی سے نقصان ہونے کی صورت دونون یکسان ہین اور اگر جو چیز مہر کی ہے مثل غلام وغیرہ اُسکے خود فعل سے نقصان ہوا ہو تو بھی یہی حکم ہے اور اگر اجنبی کے فعل سے قبل طلاق کے نقصان واقع ہوا تو مال مہر سے شوہر کا حق منقطع ہو جائیگا اور شوہر کے واسطے عورت پر عورت کے قبضہ کے روز کی نصف قیمت واجب ہوگی اسواسطے کہ اجنبی نے تاوان نقصان دیا لیس یہ زیادت منفصلہ ہو گئی لیکن اگر عورت نے اس مجرم اجنبی کو بری کر دیا ہو یا تاوان نقصان قبل طلاق کے عورت کے پاس تلف ہو گیا ہو تو ایسی حالت مین بسبب زوال مانع کے مال مذکور کی تنصیف ہوگی اور اگر یہ نقصان بعد طلاق کے واقع ہوا تو حاکم شہید نے ذکر فرمایا کہ یہ صورت اور قبل طلاق کے نقصان واقع ہونے کی صورت دونون یکسان ہین اور قدوری نے اپنی شرح مین ذکر فرمایا کہ شوہر نصف اصل لے لیگا اور ارش یعنے جرمانہ مین اُسکو اختیار ہوگا چاہے مجرم اجنبی کا دامنگیر ہو کر اُس سے نصف جرمانہ لے اور چاہے عورت سے لے اور اگر قبل طلاق کے شوہر کے فعل سے نقصان ہوا تو یہ صورت اور اجنبی کے فعل سے نقصان ہونے کی صورت دونون یکسان ہین اور اگر مال مہر شوہر کے قبضہ مین تلف ہوا پھر عورت کو قبل دخول کے طلاق دیدی تو عورت کے واسطے شوہر پر روز عقد کی نصف قیمت واجب ہوگی اور اگر عورت کے ہاتھ مین قبل طلاق کے تلف ہوا پھر قبل دخول کے اُسکو طلاق دیدی تو شوہر کے واسطے عورت پر روز قبضہ کی نصف قیمت واجب ہوگی یہ محیط مین ہے۔ اور مہر کے مال مین عورت کے واسطے خیار رویت ثابت نہین ہوتا ہے اور نیز اسکو واپس نہین کر سکتی ہے الا اسی صورت مین کہ جب عیب فاحش ہو ولیکن عیب خفیف کی صورت مین جب ہی واپس نہین کر سکتی ہے کہ جب مال مہر کیلی یا وزنی نہو اور اگر کیلی یا وزنی ہو تو عیب خفیف کیوجہ سے بھی واپس کر سکتی ہے یہ ظہیریہ مین ہے اور اگر معین باندی پر ایک عورت سے نکاح کیا اور وہ باندی عورت کے قبضہ مین مر گئی پھر عورت کو معلوم ہوا کہ وہ اندھی تھی تو عورت مذکورہ اندھی ہونے کا نقصان شوہر سے واپس لیگی جیسے بیع مین ہوتا ہے اور اگر باندی معینہ ہو تو عورت ایک اندھی باندی کی قیمت کی ضامن اور شوہر ایک وسط درجہ کی خادمہ کی قیمت کا ضامن ہوگا پس دونون باہم ان دونون قیمتون مین بدلا اُتار کر جسقدر مرد پر فاضل نکلیگا وہ عورت کو واپس کر دیگا اگر اس باندی کی قیمت بہ نسبت اوسط درجہ کی خادمہ سے زیادہ ہو تو دونون مین سے کوئی دوسرے سے کچھ واپس نہین لے سکتا ہے یہ محیط سرخسی مین ہے۔

آٹھوین فصل نکاح مین سمعت کے بیان مین۔ قال المترجم یعنی پوشیدہ مہر کچھ قرار دیا ہے۔ اور سمعت یعنے لوگون کے سنانے کو کچھ بیان کیا چنانچہ کتاب مین فرمایا کہ اگر عورت کے پوشیدہ کسی قدر مہر پر نکاح کیا اور سنانے کو ظاہر مین اس سے زیادہ بیان کیا تو مسئلہ مین دو صورتین ہین اول آنکہ

دونون نے پوشیدہ کسی قدر مہر پر قرارداد کرلی پھر دونون نے علانیہ اس سے زیادہ مہر پر عقد قرار دیا پس اگر وہ چیز جسپر علانیہ عقد ٹھہرا ہے اسی جنس سے ہو جسپر پوشیدہ قرارداد کرلی ہے لیکن جو ظاہر کیا ہے وہ پوشیدہ قرارداد سے زائد ہے پس اگر دونون نے خفیہ قرارداد پر اتفاق کیا یا شوہر نے عورت کے اقرار پر یا عورت کے ولی کے اقرار پر گواہ کرلیے کہ مہر یہی ہے جو خفیہ قرارداد ہے اور زیادتی جو عقد پر ہے فقط سنانے کے واسطے ہے تو مہر وہی ہوگا جسپر دونون نے خفیہ قرارداد کی ہے- اور اگر دونون نے آپس مین اختلاف کیا چنانچہ شوہر نے دعوے کیا کہ خفیہ ہزار درم پر ہمارے درمیان قرارداد ہوگئی ہے اور عورت نے اس خفیہ قرارداد سے انکار کیا تو مہر وہی ہوگا جو عقد مین علانیہ ٹھہرا ہے اور عورت کا قول قبول ہوگا لیکن اگر مرد کے گواہ قائم ہون تو گواہون کی سماعت ہوگی اور اگر وہ چیز جسپر علانیہ نکاح کیا ہے خفیہ قرارداد کی جنس سے برخلاف ہو پس اگر دونون اس خفیہ قرارداد پر اتفاق نہ کرین تو مہر وہی ہوگا جو علانیہ بندھا ہے اور اگر خفیہ قرارداد پر اتفاق کیا تو نکاح بعوض مہر مثل کے منعقد ہوگا- اور اگر عورت و مرد نے خفیہ قرارداد کرلی کہ مہر دینار ہین مگر ظاہر مین اس شرط پر نکاح کرلیا ہے کہ عورت کے واسطے کچھ مہر نہین تو مہر وہی دینار ہونگے جسپر خفیہ قرارداد ہوگئی ہے اور اگر علانیہ اس شرط پر نکاح کیا کہ اس عورت کا مہر دینار نہونگے یا علانیہ فقط نکاح کرلیا اور مہر سے سکوت کیا تو دونون صورتون مین مہر مثل پر نکاح منعقد ہوگا وجہ دوم آنکہ دونون نے خفیہ کسی قدر مہر پر عقد کرلیا پھر علانیہ اس سے زیادہ مہر کا اقرار کیا پس اگر دونون نے اتفاق کیا کہ ہم نے خفیہ اسقدر مہر پر عقد کیا ہے اور شاہد کرلیے کہ علانیہ زیادتی فقط سنانے کے واسطے ہے تو مہر وہی ہوگا جو خفیہ عقد کے وقت مذکور ہوا ہے اور اگر دونون نے اس امر کے شاہد نہ کرلیے کہ علانیہ جو زیادتی ہے وہ سنانے کے واسطے تھی تو شرح مختصر الطحاوی مین ہے کہ بنا بر قول امام اعظم رح کے اور امام محمد رح کے مہر وہی ہوگا جو علانیہ مذکور ہوا ہے اور یہ زیادتی پہلے مہر پر زیادتی شمار ہوگی خواہ اول کی جنس سے ہو یا خلاف جنس ہو مگر فرق یہ ہوگا کہ اگر خلاف جنس ہو تو جسقدر علانیہ مذکور ہوا ہے وہ سب مہر اول پر زیادہ قرار دیا جائیگا اور اگر اول کی جنس سے ہے تو جسقدر مہر اول سے زائد ہے اسیقدر زیادہ زیادتی شمار کیا جائیگا- اور شیخ الاسلام نے ذکر فرمایا کہ اگر دونون نے خفیہ ہزار درم پر عقد کیا اور ظاہر مین علانیہ اسکے خلاف ظاہر کیا پھر دونون مین جھگڑا ہوا اور شوہر نے کہا کہ ظاہر مین جو مین نے اسکے واسطے اقرار کیا وہ ہزل تھا مقصود نہ تھا اور عورت نے کہا کہ نہین بلکہ قصدا و جدا تھا تو عورت کا قول قبول ہوگا اور مہر وہی ہوگا جو علانیہ ٹھہرا ہے لیکن اگر شوہر اپنے دعوے کی گواہی لاوے تو گواہ مقبول ہونگے یہ ذخیرہ مین ہے

نوین فصل مہر کے تلف ہو جانے اور استحقاق مین لیے جانے کے بیان مین- اگر عورت سے کسی معین چیز پر نکاح کیا اور وہ سپرد کرنے سے پہلے تلف ہوگئی یا استحقاق مین لے لیگئی پس اگر یہ چیز مثلی چیزون مین سے ہو تو شوہر سے اسکے مثل لے لیگی ورنہ اسکی قیمت لیگی یہ محیط مین ہے- اسیطرح اگر مال معین جو مہر ٹھہرا ہے عورت نے شوہر کو ہبہ کردیا پھر وہ استحقاق مین لیا گیا تو اسکی قیمت شوہر سے[1] واپس لیگی یہ ظہیریہ مین ہے اور اگر

[1] اگر عورت ہبہ سے رجوع کرے ۱۲ م

ایسا اور جو مہر قرار دیا گیا ہی اُسمین سے نصف پر کسی شخص نے اپنا استحقاق ثابت کر کے لے لیا تو عورت کو اختیار رہوگا
چاہے باقی کو لے اور نصف قیمت لے اور چاہے پوری قیمت لے لے اور اگر مرد نے قبل دخول کے اُسکو طلاق
دیدی تو عورت کو فقط باقی نصف ملیگا[۱] یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اور اگر کسی عورت سے اس عورت کے باپ پر جو شوہر کا
مملوک ہے نکاح کیا تو باپ مذکور آزاد ہو جائیگا اور اگر باپ پر کسی شخص نے استحقاق ثابت کر کے لے لیا پھر عورت
کا شوہر اسکے باپ کا مالک ہو گیا پس اگر ہنوز مرد پر اس عورت کے واسطے اُسکے باپ کی قیمت کا حکم قاضی کیطرف
سے ثابت نہین ہوا ہی تو عورت مذکورہ کو سوائے اپنے باپ کے اور کچھ نہ ملیگا اور وہ ملتے ہی فوراً آزاد ہو جائیگا اور
اگر شوہر پر عورت کے واسطے قیمت کا حکم ہونے کے بعد شوہر اسکا مالک ہوا تو عورت مذکورہ اپنے باپ کو نہین
لے سکتی ہی اور صورت اول مین جب شوہر اُسکا مالک ہوا ہی تو عورت مذکورہ بدون حکم قاضی یا بدون سپردگی
شوہر کے اُسکی مالک نہین ہو سکتی ہی اور شوہر کو اختیار رہوگا کہ جبتک قاضی نے حکم نہین کیا ہی یا مرد نے عورت
کو سپرد نہین کیا تب تک شوہر جو چاہے اُسمین تصرف کرلے یہ ظہیریہ مین ہی۔ اور اگر کسی عورت سے کسی غیر کے
غلام پر نکاح کیا یا اپنے غلام پر نکاح کیا مگر یہ غلام استحقاق مین لے لیا گیا پس اگر وہ شخص جو اس غلام کا مستحق ہو
اُسنے اجازت نہ دی تو شوہر پر اس غلام کی قیمت واجب ہوگی اور اگر شوہر پر قیمت دینے کا حکم ہونے سے پہلے کسی
سبب سے یہ غلام پھر شوہر کی ملک مین آگیا تو اُسکو حکم دیا جائیگا کہ بعینہ یہی غلام عورت کو سپرد کرے یہ عتابیہ مین ہی۔

دسوین **فصل** مہر ہبہ کرنے کے بیان مین۔ عورت کو اختیار ہی کہ اُسکے مہر کا جو مال شوہر پر آتا ہی خواہ مرد نے
اُسکے ساتھ دخول کیا ہو یا نہ کیا ہو وہ اپنے شوہر کو ہبہ کر دے اور عورت کے اولیاء مین سے خواہ باپ ہو یا کوئی اور
ہو کسی کو عورت پر اعتراض کرنے کا اختیار نہین ہی یہ شرح طحاوی مین ہی۔ اور عامۂ علماء کے نزدیک باپ کو یہ
اختیار نہین ہی کہ اپنی دختر کا مہر ہبہ کر دے یہ بدائع مین ہی۔ اور مولی کو یہ اختیار ہی کہ اپنی باندی کا مہر اُسکے
شوہر کو ہبہ کر دے اور اسیطرح چاہے اپنی مدبرہ باندی یا ام ولد کا مہر ہبہ کر دے اور اگر باندی مکاتبہ ہو تو اُسکا
مہر اُسی کا ہوگا اور اگر مولے اُسکو ہبہ کرنا چاہے تو صحیح نہوگا اور اگر مکاتبہ کے شوہر نے اُسکا مہر اُسکے مولے کو
دیدیا تو بری نہوگا یہ شرح طحاوی مین ہی۔ اور اگر زید مر گیا اور اُسکی جورو نے اُسکا مہر اُسکو ہبہ کیا تو جائز ہے۔
اگر عورت نے طلق کی حالت مین جبکہ اُسکی جان پر بن آئی تھی تو شوہر کو مہر ہبہ کیا پھر جانبر نہوئی اور مر گئی
تو ہبہ صحیح نہین ہی یہ سراجیہ مین ہی۔ اور اگر میت کی جورو نے وارثان میت کو اپنا مہر ہبہ کیا تو بھی جائز ہے
اور اگر عورت نے کسی شرط پر اپنا مہر ہبہ کیا پس اگر شرط پائی گئی تو جائز ہی اور اگر شرط نہ پائی گئی تو مہر جیسا تھا
ویسا ہی عود کریگا یہ تاتارخانیہ مین ہی۔ اور اگر عورت سے ہزار درم پر نکاح کیا اور عورت نے ہزار درم وصول کر لیے
پھر شوہر کو ہبہ کر دیے پھر شوہر نے قبل دخول کے اُسکو طلاق دی تو شوہر اس عورت سے پانچسو درم واپس لیگا[۲]
اور اسیطرح اگر مہر کوئی کیلی یا وزنی چیز ہو جو وصف بیان کر کے ذمہ رکھ لی ہو تو بھی یہی حکم ہی کیونکہ وہ متعین

---

[۱] بچہ پیدا ہونے کا وقت ۱۲ م [۲] اور کچھ اختیار نہوگا ۱۲ م [۳] یعنے اور پانچسو درم لیگا ۱۲

نہین ہی۔ اور اگر عورت نے ہزار درم پر قبضہ نہ کیا اور بدون قبضہ کے شوہر کو ہبہ کر دیے پھر مرد نے قبل دخول کے اُسکو طلاق دیدی تو دونون مین سے کوئی دوسرے سے کچھ واپس نہین لے سکتا ہی۔ اور اگر اُسنے پانسو درم وصول کر کے پھر پورے ہزار درم ہبہ کیے یعنے مقبوضہ و غیر مقبوضہ یا فقط باقی ہبہ کیے پھر شوہر نے قبل دخول کے اُسکو طلاق دیدی تو امام اعظم رحمہ کے نزدیک دونون مین سے کوئی دوسرے سے کچھ واپس نہین لے سکتا ہے اور اگر عورت نے ہزار درم کے نصف سے کم ہبہ کیے اور باقی سب وصول کر لیے تو ایسی صورت مین امام رحمہ اللہ کے نزدیک عورت سے نصف تک جسقدر چاہیئے ہے وہ لیکر پورا کر لیگا یہ ہدایہ مین ہی۔ منتقی مین ابراہیم کی روایت سے امام محمد رحمہ سے مروی ہی کہ اگر پورے ہزار درم عورت کو دیدیے پھر عورت نے ہزار درم پر اُس سے خلع کیا قبل اسکے کہ عورت کے ساتھ دخول واقع ہو تو قیاساً عورت سے پانسو درم واپس لیگا اور استحساناً کچھ واپس نہ لیگا یہ محیط مین ہی۔ اور اگر عورت سے مثل عروض وغیرہ ایسی چیز پر جو معین کرنے سے متعین ہو جاتی ہی نکاح کیا پھر عورت نے اس چیز پر قبضہ کرنے کے بعد یا اس سے پہلے یہ چیز تمام یا آدھی شوہر کو ہبہ کر دی پھر قبل دخول کے شوہر نے اُسکو طلاق دیدی تو عورت سے کچھ واپس نہ لیگا اور اگر عورت سے کسی حیوان یا عروض پر جسکا وصف بیان کر کے اپنے ذمہ رکھا ہی نکاح کیا تو بھی ایسی صورت مین یہی حکم ہی کذا فی الکافی خواہ عورت نے اسپر قبضہ کر لیا ہو یا نہ کیا ہو یہ کفایہ مین ہی۔ اور اگر عورت نے شوہر کے سوا کسی اجنبی کو اپنا مہر ہبہ کیا اور اُسکو وصول کر لینے پر مسلط کر دیا پھر اُسنے وصول کر لیا پھر شوہر نے قبل دخول کے اُسکو طلاق دیدی تو نصف مہر عورت سے واپس لیگا اور اگر عورت نے مہر پر قبضہ کر کے کسی کو جو اجنبی ہی ہبہ کیا پھر اُس اجنبی نے شوہر کو ہبہ کیا پھر شوہر نے قبل دخول کے عورت کو طلاق دیدی تو نصف مہر عورت سے واپس لیگا خواہ مہر مال دین ہو جو معین کرنے سے متعین نہین ہوتا ہی یا اُسکے برعکس مال عین ہو یہ محیط مین ہی۔ اور اگر عورت نے مال مہر شوہر کے ہاتھ فروخت کیا یا بعوض ہبہ کیا پھر شوہر نے قبل دخول کے اُسکو طلاق دیدی تو شوہر اُس سے نصف مال مذکور کے مثل واپس لیگا اگر مال مذکور مثلی ہو یا نصف قیمت واپس لیگا اگر مثلی نہو بلکہ قیمتی ہو پھر اگر عورت نے قبل قبضہ کے فروخت کیا ہو تو روز بیع کی نصف قیمت لیگا اور اگر بعد قبضہ کے فروخت کیا ہی تو روز قبضہ کی نصف قیمت لے لیگا یہ بدائع مین ہی۔ ایک مرد نے اپنی مطلقہ عورت سے کہا کہ اب مین تیرے ساتھ نکاح نہ کرونگا جبتک تو اپنا مہر جو تیرا مجھپر ہے مجھے ہبہ نہ کر دے پس اُسنے اپنا مہر بدین شرط ہبہ کیا کہ شوہر اُس سے نکاح کر لے پھر شوہر نے اُس سے نکاح کرنے سے انکار کیا تو مہر مذکور شوہر پر باقی رہیگا خواہ شوہر اُس سے نکاح کرے یا نہ کرے یہ خلاصہ مین ہی۔ اور شیخ رحمہ اللہ سے دریافت کیا گیا کہ ایک مرد نے اپنی عورت سے کہا کہ تو مجھے اپنے مہر سے بری کر دے تاکہ مین تجھے اسقدر ہبہ کر دون پس عورت نے کہا کہ مین نے تجھے بری کر دیا پھر شوہر نے اُسکو ہبہ کر دینے سے انکار کیا تو مہر اُسپر بحالہ باقی رہیگا یہ حاوی مین ہے۔ ایک عورت نے اقرار کیا کہ وہ بالغہ ہی اور اپنا مہر اپنے شوہر کو ہبہ کر دیا تو مشائخ نے فرمایا کہ اُسکا قد دیکھا جاوے اگر بالغہ عورتون کا

قد ہو تو اُسکا اقرار صحیح ہوگا حتے کہ اگر اُسکے بعد اُسنے کہا کہ مین اُسوقت بالغہ نہ تھی تو اُسکا قول قبول نہوگا اور اگر قد بالغہ عورتون کا قد نہو تو اُسکا اقرار صحیح نہوگا۔ اور شیخ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ قاضی کو ایسے معاملہ مین احتیاط کرنی چاہیے اور عورت سے اُسکا سن دریافت کرے اور پوچھے کہ تونے کیونکر یہ بات جانی ہے جیسے طفل کی صورت مین مشایخ نے فرمایا ہے کہ اگر وہ اپنے بالغ ہونے کا اقرار کرے تو قاضی احتیاط کے واسطے اُس سے وجہ دریافت کرے یہ فتاوےٰ قاضیخان مین ہے۔ جورو و مرد نے ہبہ مہر مین اختلاف کیا کہ جورو نے کہا کہ مین نے اس شرط سے ہبہ کیا تھا کہ تو مجھے طلاق نہ دے اور مرد نے کہا کہ تو نے بغیر شرط کے ہبہ کیا ہے تو قول عورت کا قبول ہوگا یہ قنیہ مین ہے۔ **گیارھوین فصل** عورت کا اپنے آپ کو بوجہ مہر کے روکنے اور مہر مین میعاد مقرر کرنے اور اُسکے متعلقات کے بیان مین۔ ہر ایسی صورت مین کہ مرد نے عورت کے ساتھ دخول کر لیا ہو یا خلوت صحیحہ ہو گئی ہو اور تمام مہر متاکد ہو گیا ہو اگر مہر معجل وصول پانے کے واسطے عورت اپنے آپ کو روکے اور مرد سے باز رہے تو امام اعظمؒ کے نزدیک عورت کو ایسا اختیار ہے اور اسمین صاحبینؒ نے اختلاف کیا ہے اور اسیطرح باہر نکلنے اور سفر کرنے اور حج نفل کے واسطے جانے سے امام اعظمؒ کے نزدیک منع نکیجائیگی الا اُس صورت مین کہ باہر نکلنا حد سے گذرا ہوا بیہودہ ہو اور جب تک عورت نے اپنے نفس کو شوہر کے سپرد نہین کیا ہے تب تک بالاجماع اسکو ایسا اختیار ہے اور اسیطرح اگر صغیرہ یا مجنونہ کے ساتھ دخول کر لیا یا زبردستی باکراہ ایسا کر لیا تو بھی اسکے باپ کو اختیار ہے کہ اُسکو روک رکھے یہانتک کہ اُسکے واسطے اُسکا مہر معجل وصول کرلے یہ عتابیہ مین ہے۔ اور اگر شوہر نے عورت کی رضامندی کے ساتھ اُس سے دخول کر لیا یا خلوت کی تو بنا بر قول امام اعظمؒ کے عورت کو اختیار ہوگا کہ اپنے آپ کو شوہر کے ساتھ سفر مین جانے سے روکے تاآنکہ پورا مہر وصول کرلے یہ بنا بر جواب کتاب کے ہے اور ہمارے دیار کے عرف کے موافق تاآنکہ مہر معجل وصول کرلے اور صاحبینؒ نے فرمایا کہ اُسکو یہ اختیار نہین ہے اور شیخ امام فقیہ زاہد ابو القاسم صفار سفر کرنے مین موافق قول امام اعظمؒ کے فتوے دیتے تھے اور اپنے آپ کو مرد سے روکنے مین صاحبینؒ کے قول پر فتوے دیتے تھے اور ہمارے بعض مشائخ نے امام صفار کا اختیار پسند کیا ہے یہ محیط مین ہے اور جب مرد نے اُسکو اُسکا مہر ادا کیا تو جہان چاہے لیجاوے اور بہت سے مشائخ کے نزدیک یہ حکم ہے کہ ہمارے زمانہ مین شوہر اُسکو سفر مین نہین لیجا سکتا ہے اگرچہ اُسکا مہر ادا کر دیا ہو و لیکن گانوٗن مین چاہے لیجاوے اور اسی پر فتوے ہے اور اُسکو اختیار ہے کہ گانوٗن سے شہر مین لیجاوے یا ایک گانوٗن سے دوسرے گانوٗن مین لیجاوے یہ کافی مین ہے۔ اگر ایک شخص نے اپنی دختر باکرہ بالغہ کا نکاح کر دیا پھر باپ نے چاہا کہ اس شہر کو چھوڑ کر مع اپنے عیال کے دوسرے شہر مین چلا جاوے تو اُسکو اختیار ہوگا کہ دختر مذکورہ کو لے اپنے ساتھ لیجاوے اگرچہ شوہر اسپر راضی نہو بشرطیکہ شوہر نے اسکا مہر ہنوز ادا نہ کیا ہو اور اگر مہر ادا کر چکا ہو

ف یعنے شہر کے مضافات مین ۱۲ منہ رحمہ اللہ

تو بدون رضامندی شوہر کے باپ کو اُسکے لیجانے کا اختیار نہین ہے یہ محیط مین ہے۔ اگر مرد نے سب مہر دیدیا ہو مگر ایک درم رکھیا ہو تو عورت کو اختیار ہوگا کہ اپنے نفس کو شوہر سے روکے اور شوہر کو یہ اختیار نہوگا کہ جو کچھ عورت نے وصول کرلیا ہے اُسکو واپس کرے یہ سراج الوہاج مین ہے۔ ایک دختر صغیرہ بیاہی گئی اور وہ مہر وصول ہونے سے پہلے شوہر کے یہان چلی گئی تو جسکو قبل نکاح کے اُسکے روکنے کا اختیار تھا اسی کو اب بھی اختیار ہوگا کہ وہان سے لاکر اپنے گھر مین رکھے اور نکلنے سے منع کرے تاآنکہ اُسکا شوہر اُسکا مہر اُس شخص کو دیدے جو قبضہ کرنے اور وصول کرنے کا اختیار رکھتا ہے یہ فتاوے قاضیخان مین ہے اور اگر چچا نے اپنی بھتیجی صغیرہ کا مہر مسمّی پر نکاح کیا اور اُسکو شوہر کے سپرد کردیا اور ہنوز تمام مہر وصول نہین پایا ہے تو سپرد کرنا فاسد ہے اور وہ اپنے گھر واپس کردیجائیگی یہ تجنیس و مزید مین ہے۔ اور باپ نے اگر اپنی دختر کا مہر وصول کرلینا چاہا تو عورت مذکورہ کا حاضر ہونا شرط نہین ہے۔ اور اگر شوہر نے باپ سے عورت کے سپرد کرنے کا مطالبہ کیا پس اگر عورت اُسکے گھر مین موجود ہو تو باپ پر اُسکا سپرد کردینا واجب ہے اور اگر موجود نہو اور نہ باپ اُسکے سپرد کرنے پر قادر ہو تو باپ کو مہر کے وصول کرنیکا بھی اختیار نہوگا اور اگر عورت اپنے باپ کے گھر مین ہو ولیکن شوہر نے اطمینان نکیا کہ وہ سپرد کردیگا اور باپ کیطرف سے بدگمان ہوا تو قاضی اس عورت کے باپ کو حکم کریگا کہ باپ اس مہر کی بابت شوہر کو کفیل دیدے اور شوہر کو حکم کریگا کہ مہر اُسکے سپرد کردے اور اگر مہر کی نالش شہر کوفہ مین دائر ہوئی اور عورت شہر بصرہ مین ہے تو باپ کو یہ تکلیف نہ دیجائیگی کہ دختر کو کوفہ مین لادے بلکہ شوہر سے کہا جائیگا کہ مہر اُسکو دیدے اور اُسکے ساتھ بصرہ مین جاکر وہان سے عورت کو لے یہ ظہیریہ سرخسی مین ہے۔ اور اگر گواہون نے مہر معجل کی مقدار بیان کی تو اسی قدر معجل قرار دیا جائیگا اور اگر کچھ نہ بیان کیا تو عقد کے مہر مذکور کو اور عورت کو دیکھا جائیگا کہ ایسی عورت کے واسطے اس مہر مین سے کسقدر معجل ہوتا ہے پس جو رسم قرار پاوے وہی معجل قرار دیا جائیگا اور چہارم حصہ یا پنجم حصہ وغیرہ کی کوئی تقدیر نہوگی بلکہ عرف و رواج پر نظر رکھی جائیگی اور اگر اولیاء عورت نے عقد مین پورے مہر کا معجل ہونا شرط کرلیا تو پورا مہر معجل قرار دیا جائیگا اور عرف و رواج ترک کیا جائیگا یہ فتاوے قاضیخان مین ہے۔ اور اگر شوہر نے عورت کے ہاتھ مہر کے عوض کوئی متاع فروخت کی ہو تو عورت کو اختیار ہے کہ متاع مذکور پر قبضہ کرنے تک اپنے آپ کو شوہر سے روکے۔ اور امام ابو یوسف نے فرمایا کہ اگر عورت نے مہر کے درم وصول کیے ولیکن یہ درم نبہرہ یا ستوقہ یا ایسے درم ہین کہ انکا رواج و چلن نہین ہے تو جبتک بدل نہ لیوے تب تک اُسکو اپنے آپ کو روکنے کا اختیار ہے۔ اور اگر شوہر نے عورت کے ساتھ برضامندی دخول کرلیا پھر عورت نے مہر مقبوضہ کو زیوف وغیرہ پایا یا عورت نے جو متاع شوہر سے خریدی اور قبضہ مین کرلی تھی اُسکو بعد دخول برضامندی ہونے کے کسی مدعی نے استحقاق ثابت کرکے اپنی ملک مین لیا تو عورت کو یہ اختیار نہین ہے کہ شوہر سے اپنے نفس کو روکے یہ محیط مین ہے اور منتقی مین ہے کہ اگر

مہر فی الحال دینا ٹھہرا ہو پھر عورت نے شوہر پر سے اپنے ایک قرضخواہ کو حوالہ کر دیا یعنے اُترائی کر دی تو عورت کو اختیار ہے کہ جبتک قرضخواہ مذکور یہ مال وصول نہ کرے تب تک اپنے نفس کو شوہر سے روکے اور اگر شوہر نے مہر معجل کے واسطے عورت کو اپنے کسی قرضدار پر حوالہ کیا یعنے اُترائی کر دی بدین شرط[۱] کہ شوہر کو مہر سے بری کر دے تو استحساناً شوہر کو عورت کے ساتھ دخول کرنے کا اختیار نہیں ہے تا وقتیکہ عورت قرضدار مذکور سے مال مہر وصول نہ کر لے یہ ذخیرہ میں ہے - اور اگر مہر معجل ہو کہ اسکی میعاد معلوم ہو پھر میعاد آگئی تو بنا بر اصل امام اعظمؒ و امام محمدؒ کے عورت کو یہ اختیار نہیں ہے کہ مہر مذکور وصول کر لینے تک اپنے آپ کو شوہر سے روکے یہ بدائع میں ہے - اور اگر کسی عورت سے ہزار درم پر بوعدہ ایک سال نکاح کیا پھر شوہر نے سال سے پہلے عورت سے دخول کرنا چاہا قبل اسکے کہ عورت کو کچھ مہر دے پس اگر شوہر نے شرط کر لی ہے کہ قبل سال کے اُسکے ساتھ دخول کریگا تو شوہر کو یہ اختیار رہیگا اور بلا خلاف عورت اُسکو منع نہیں کر سکتی ہے یہ جواہر اخلاطی میں ہے اور اگر یہ شرط نہ کر لی ہو تو امام محمدؒ نے فرمایا کہ مثل بیع کے شوہر کو وطی کرنے کا اختیار ہوگا اور امام اُستاد ظہیر الدین اسی پر فتویٰ دیتے تھے اور امام ابو یوسفؒ نے فرمایا کہ اسکو یہ اختیار نہیں ہے اور اسی پر صدر شہیدؒ فتویٰ دیتے تھے یہ خلاصہ میں ہے - اور اگر مہر معجل ادا کرنے سے پہلے وطی کرنیکی شرط کر لی ہو تو شرط صحیح ہے اور اگر مہر موجل قرار پایا ہو پھر مہر معجل کر دیا تو امام ابو یوسفؒ سے روایت ہے کہ عورت کو روکنے کا اختیار حاصل ہوگا یہ عتابیہ میں ہے - اگر بعض مہر معجل اور بعض میعادی ہو اور اُسنے معجل سب وصول کر لیا یا بعد عقد قرار پانے کے بالاتفاق مہر میعادی کر دیا جسکی مدت معلوم ہے تو دونوں صورتوں میں عورت کو اپنے نفس کے روکنے کا اختیار حاصل نہوگا اور بنا بر قول امام ابو یوسفؒ[۲] کے میعاد آنے پر مہر وصول کر لینے تک عورت کو اپنے روکنے کا اختیار ہوگا یہ شرح جامع صغیر قاضیخان میں ہے - اور اگر عقد میں یہ قرار دیا کہ یہ نصف مہر معجل ہے اور نصف موجل ہے جیسے ہمارے ملک میں عادت جاری ہے مگر میعادی مہر کی مدت ذکر نہیں فرمائی تو اسمیں مشائخ نے اختلاف کیا ہے بعض نے فرمایا کہ میعاد جائز نہوگی اور تمام فی الحال دینا واجب ہوگا اور بعضوں نے کہا کہ میعاد جائز ہوگی اور ایسی میعاد جدائی واقع ہونے کے وقت پر محمول ہوگی یعنے ادائے بعض مہر کا وقت وہ ہوگا جب دونوں میں بسبب موت یا طلاق کے جدائی واقع ہو اور امام ابو یوسفؒ سے بعینہٖ ایسی روایت آئی ہے جو اس قول کی مؤید ہے یہ بدائع میں ہے - اور اس امر میں کسی کا خلاف نہیں ہے کہ مہر کے ادا کی میعاد معلوم مثل ایک مہینہ یا ایک سال وغیرہ کے مقرر کرنا صحیح ہے اور اگر انتہا معلوم نہو تو ایسی مدت کی میعاد ہونے میں مشائخ کا اختلاف ہے بعضوں نے فرمایا کہ صحیح ہے اور یہی قول صحیح ہے اسوجہ سے کہ انتہائے مدت خود ہی معلوم یعنے طلاق یا موت کا وقت ہے آیا تو نہیں دیکھتا ہے کہ بعض مہر کا میعادی ہونا صحیح

۱؎ قال المترجم اس شرط سے یہ فائدہ ہے کہ حوالہ تمام ہو جس سے حوالہ کی توضیح و تقریر ہو ورنہ اگر حوالہ میں اصیل کی بریت نہو تو وہ حوالہ نہیں بلکہ کفالہ ہوتا ہے ۱۲ منہ

۲؎ قال المترجم ظاہر یہ ہے کہ یہ قول امام ابو یوسفؒ کا فقط دوسری صورت سے متعلق ہے ۱۲ منہ

ہوتا ہی اگرچہ تصریح کسی مدت معلومہ کی نہو یہ محیط مین ہی۔ اور اگر طلاق رجعی واقع ہوئی تو میعادی مہر فی الحال واجب الادا ہوجاتا ہے اور اگر بعد اسکے عورت سے مراجعت کرلی تو پھر یہ مہر جو فی الحال واجب الادا ہوگیا ہی میعادی نہو جائیگا ایسا ہی استاد امام ظہیر الدین نے فتوے دیا ہی یہ خلاصہ مین ہی۔ اور اگر نعوذ باللہ تعالی عورت مرتد ہوگئی پھر مسلمان ہوئی اور نکاح پر مجبور کیگئی پس آیا باقی مہر کا مطالبہ کرسکتی ہی یا نہین تو اس مین مشائخ کا اختلاف ہی یہ محیط مین ہی اور ملتقط مین لکھا ہی کہ اگر کسی عورت سے ایک کپڑے پر جسکا وصف بیان کرکے کسی میعاد پر ادا کرنے کی شرط سے نکاح کیا پھر جب میعاد آئی تو عورت نے شوہر کا ایک کپڑا اسی صفت کا غصب کیا تو یہ مہر کا قصاص ہوجائیگا یہ ذخیرہ مین ہی۔ اور اگر ایک شخص نے ایک عورت سے چند کپڑون پر جنکا وصف مع طول وعرض و رقعت[1] بیان کرکے اپنے ذمہ رکھے ہین بشرط کسی میعاد پر ادا کرنے کے نکاح کیا پھر ان کپڑون کے عوض انکی قیمت عورت کو دی تو عورت کو اختیار ہوگا کہ قیمت قبول نہ کرے اور اگر اسکے واسطے کوئی میعاد نہ ٹھہری ہو تو عورت اسکی قیمت لینے سے انکار نہین کرسکتی ہی یہ ظہیریہ مین ہی۔ ایک شخص نے ایک عورت سے ہزار درم پر اس شرط سے نکاح کیا کہ اسمین جو کچھ مجھ سے بن پڑینگے ادا کردونگا اور جو باقی رہجائینگے وہ ایک سال کے ختم پر ادا کردونگا تو پورے ہزار درم میعادی بوعدۂ ایک سال ہونگے لیکن اگر درمیان مین عورت گواہ قائم کرے کہ اسکی قدرت و دسترس مین سب مہر یا تھوڑا آگیا ہی تو جسقدر کے گواہ قائم کرے اسقدر لے سکتی ہی یہ فتاوے قاضیخان مین ہی۔ ایک عورت نے اپنی دختر صغیرہ کا نکاح کردیا اور اسکا مہر وصول کرلیا پھر وہ دختر بالغہ ہوئی پس اگر اسکی ماں اسکی وصیہ تھی تو اسکو اپنی ماں سے مہر کا مطالبہ کرنے کا اختیار ہوگا شوہر سے مطالبہ نہین کرسکتی ہی اور اگر اسکی ماں اسکی وصیہ نہو تو عورت کو شوہر سے مطالبہ کرنے کا اختیار ہوگا پھر اسکا شوہر اسکی ماں سے واپس لیگا۔ اور یہی حکم سوا باپ دادا کے باقی اولیاء کے حق مین ہی۔ ایک شخص نے اپنی دختر کا مہر شوہر سے وصول کیا پھر دعوے کیا کہ پھر مین نے اسکو واپس کردیا ہی پس اگر عورت باکرہ ہو تو بدون گواہون کے اسکی تصدیق نہوگی اور اگر ثیبہ ہو تو تصدیق کیجائیگی یہ محیط سرخسی کے باب النکاح الصغیر والصغیرہ مین ہی۔ اور باپ و دادا و قاضی کو باکرہ کے مہر وصول کرلینے کا اختیار ہی۔ خواہ باکرہ مذکور صغیرہ ہو یا بالغہ ہو لیکن اگر باکرہ بالغہ ہو اور اسنے وصول کرنے سے ممانعت کردی تو ممانعت صحیح ہی اور باپ و دادا و قاضی کے سوائے کسی دوسرے کو یہ اختیار نہین ہی اور وصی کو صغیرہ کے مہر کی نسبت ایسا اختیار ہی اور بالغہ عورت کو مہر وصول کرنیکا استحقاق خود حاصل ہوتا ہی کسی دوسرے کو حاصل نہین ہوتا ہی۔ اور اگر باپ نے اقرار کیا کہ مین نے اس دختر کا مہر اسکی صغر سنی مین وصول پایا ہی حالانکہ دختر مذکورہ اقرار کے وقت صغیرہ ہی تو اسکے اقرار کی تصدیق ہوگی اور اگر باپ کے اقرار کے وقت یہ دختر بالغہ ہو تو باپ کے

[1] قولہ رقعت یعنے مرتبہ مثلاً تنزیب باریک اعلے درجہ کی یا اوسط ہے یا ریشمی اسقدر تار ہین یا دیباج فی سیر اس قدر وزن ہے اور مانند اس کے ۱۲ م

اقرار کی تصدیق نہوگی اور دختر مذکورہ کے شوہر کے واسطے باپ کچھ ضامن نہوگا اسواسطے کہ شوہر نے اُسکی تصدیق کی ہے لیکن اگر باپ نے اس شرط سے وصول کیا ہو کہ اُسکی دختر مہر سے بری کرے تو حکم اسکے برخلاف ہے یہ عتابیہ مین ہے۔ ایک شخص نے ایک عورت بالغہ سے نکاح کیا اور اُسکے باپ کو اُسکے مہر کے عوض ایک زمین دی پھر جب اُسکو خبر پہونچی تو اُسنے کہا کہ مین اپنے باپ کے فعل پر راضی نہین ہوتی ہون تو اسمین دو صورتین ہین ایک یہ کہ ایسا معاملہ ایسے شہر مین واقع ہوا جہان مہر کے عوض زمین دینے کا رواج نہین ہے دوم آنکہ ایسے شہر مین ہوا جہان ایسا رواج ہے پس پہلی صورت مین جائز نہوگا خواہ عورت باکرہ ہو یا ثیبہ ہو اور دوسری صورت مین جائز ہوگا اور یہ سب اس صورت مین ہے کہ عورت بالغہ ہو اور اگر وہ نابالغہ ہو اور باپ نے مقررہ مہر مین زمین لی اور یہ زمین مہر کے برابر نہین ہے پس اگر یہ معاملہ ایسے شہر مین واقع ہوا جہان یہ رواج نہین ہے کہ لوگ زمین کو دوچند قیمت پر لے لیتے ہین تو جائز نہوگا اور اگر ایسے شہر مین ہوا کہ جہان یہ رواج ہے کہ لوگ مہر مین زمین کو دوچند قیمت پر لیتے ہین تو جائز ہوگا۔ اور اگر دختر ایسی چھوٹی ہے کہ شوہر اُس سے استمتاع حاصل نہین کرسکتا ہے تو بھی باپ کو اختیار ہے کہ شوہر سے اُسکے مہر کا مطالبہ کرے یہ تجنیس و مزید مین ہے **بارھوین فصل** مہر مین شوہر و جورو کے اختلاف کرنے کے بیان مین اگر نکاح قائم ہونے کی حالت مین شوہر و جورو نے مقدار مہر مین اختلاف کیا تو امام اعظمؒ و امام محمدؒ کے نزدیک اُس عورت کا مہر المثل حَکَم قرار دیا جائیگا پس اگر مہر المثل ان دونون مین سے کسی کے قول کا شاہد[1] ہو تو اُسی کا قول بدین طور کہ وہ دوسرے کے دعوے پر قسم کھالے قبول ہوگا۔ پس اگر شوہر نے کہا کہ مہر ہزار درم ہے اور عورت نے کہا کہ دو ہزار درم ہے اور اُسکا مہر مثل ہزار درم یا کم ہے تو شوہر کا قول قبول ہوگا مگر اس قسم کے ساتھ کہ واللہ مین نے اس سے دو ہزار درم پر نکاح نہین کیا پس اگر شوہر نے قسم سے انکار کیا تو زیادتی بسبب نکول کے ثابت ہوجائیگی اور اگر قسم کھالی تو ثابت نہوگی اور اگر دونون مین سے کسی نے گواہ قائم کیے تو اُسکے گواہون پر حکم دیا جائیگا اور اگر دونون نے گواہ قائم کیے تو عورت کے گواہون پر حکم ہوگا۔ اور اگر عورت کا مہر مثل دو ہزار درم یا زیادہ ہو تو عورت کا قول قبول ہوگا مگر ساتھ ہی قسم لیجائیگی کہ واللہ مین نے ہزار درم پر نکاح نہین قبول کیا ہے پس اگر عورت نے قسم نہ کھائی تو ہزار درم پر ہونا ثابت ہوگا اور اگر قسم کھائی تو عورت کو دو ہزار درم ملینگے جسمین ایک ہزار بہر مسمّے ہونگے جسمین مرد کو کچھ خیار نہوگا اور ایک ہزار بحکم مہر مثل ہونگے جسمین مرد کو اختیار ہوگا چاہے اُسکے عوض درم دیدے یا دینار سے ادا کرے اور دونون مین سے جس نے گواہ قائم کیے اُسکے گواہون پر حکم ہوگا اور اگر دونون نے گواہ قائم کیے تو شوہر کے گواہون پر حکم ہوگا اور اگر اُسکا مہر مثل ایک ہزار پانچسو درم ہون تو دونون سے باہم قسم لیجائیگی پس اگر شوہر نے قسم سے انکار کیا تو دو ہزار درم اُسکے ذمہ لازم ہونگے کہ یہ سب بطریق تسمیہ[2] ہونگے

[1] شاہد ہو مثلاً مہر مثل ہزار درم ہے اور عورت نے اسیقدر دعوے کیا اور شوہر نے کہا کہ پانچسو درم ہے تو عورت کا قول قبول ہے لیکن قسم کھا دے کہ مین پانچسو درم پر راضی نہین ہوئی تھی ۱۲ [2] تسمیہ یعنے یہی مہر مسمّے ہوا ہے اور اسمین سے کچھ بحکم مہر مثل نہوگا ۱۲

اور اگر عورت نے قسم سے انکار کیا تو ایک ہزار درم کا حکم دیا جائیگا اور اگر دونوں قسم کھا گئے تو ایک ہزار پانچسو
درم کا حکم دیا جائیگا جسمیں سے ایک ہزار درم بطریق تسمیہ ہونگے اور پانچسو درم بحکم مہر المثل ہونگے اور پانچسو
درم میں شوہر کو اختیار ہوگا چاہے دینار سے ادا کرے چاہے درم سے اور دونوں میں سے جو گواہ قائم کریگا
اُسکے گواہ قبول ہونگے اور اگر دونوں نے گواہ قائم کیے تو ایک ہزار پانچسو درم کا حکم دیا جائیگا جسمیں سے ہزار
درم بطریق تسمیہ مہر اور پانچسو درم بطریق اعتبار مہر المثل ہونگے یہ فتاوے قاضیخان میں ہے۔ اور شیخ ابو بکر رازی
نے فرمایا کہ باہمی قسم فقط ایک صورت میں ہے کہ جب مہر المثل دونوں میں سے کسی کے قول کا شاہد نہو اور اگر
مہر المثل دونوں میں سے کسی کے قول کا شاہد ہو تو قول اُسی کا مقبول ہوگا جسکا مہر مثل شاہد ہے مگر اس سے دوسرے کے
دعوے پر قسم لیجائیگی اور دونوں سے باہمی قسم یعنی ہر ایک سے دوسرے کے دعوے پر قسم نہ لیجائیگی اور یہی صحیح
ہے یہ شرح جامع صغیر قاضیخان میں ہے۔ اور شیخ کرخی نے ذکر فرمایا کہ اگر دونوں کے پاس گواہ نہوں تو پہلے
دونوں سے باہمی قسم لیجائیگی پھر اگر دونوں قسم کھا گئے تو امام اعظمؒ و امام محمدؒ کے نزدیک مہر المثل بحکم قرار دیا
جائیگا اور شیخ امام اجل شمس الائمہ سرخسی نے فرمایا کہ یہی اصح ہے کذا فی المحیط اور یہی صحیح ہے یہ محیط سرخسی میں ہے
اور اگر مال مہر عین نہو بلکہ مال دین ہو کہ اُسکا وصف بیان کر کے اپنے ذمہ رکھا ہے مثلاً کسی کیلی چیز پر اُس کا
وصف بیان کر کے یا وزنی چیز موصوف یا مزروع موصوف پر نکاح کیا پھر دونوں نے کیل و وزن و ذرع کی
مقدار میں اختلاف کیا تو یہ مثل درم و دینار کی مقدار کے اختلاف کے ہے۔ اور اگر جنس مسمے میں اختلاف ہو
مثلاً شوہر نے دعوے کیا کہ میں نے تجھ سے ایک غلام پر نکاح کیا ہے اور عورت نے کہا کہ ایک باندی پر نکاح کیا ہے
یا شوہر نے کہا کہ ایک کُر جَو پر اور عورت نے کہا کہ ایک کُر گیہوں پر یا ہروی کپڑوں پر یا شوہر نے کہا کہ
ہزار درم پر اور عورت نے کہا کہ سو دینار پر نکاح ہے یا نوع مسمے میں اختلاف کیا کہ ایک نے ترکی غلام کہا اور
دوسرے نے رومی کا دعوے کیا یا ایک نے دینار صوریہ کہا اور دوسرے نے دینار مصریہ کا دعوے کیا یا
صفت مسمے میں اختلاف کیا کہ ایک نے جید کا دعوے کیا اور دوسرے نے ردی کا دعوے کیا تو ہمیں اختلاف
مثل اختلاف دو مال عین کے ہے سوائے درم و دینار کے کہ درم و دینار میں ایسا اختلاف مثل اختلاف مقدار درم و دینار
یعنی ہزار و دو ہزار کے ہے کیونکہ دو جنس اور دو نوع و دو موصوف میں سے کوئی بدون باہمی رضامندی کے ملک
میں نہیں آتی ہے بخلاف درم و دینار کے کہ یہ دونوں اگرچہ دو جنس مختلف ہیں لیکن معاملات مہر میں یہ دونوں
مثل جنس واحد کے قرار دیے گئے ہیں کیونکہ مہر مثل کا حکم جنس دراہم و دنانیر دونوں سے ہو سکتا ہے کہ جس سے
چاہے قرار دیا جاوے پس یہ جائز ہوا کہ بدون باہمی رضامندی کے مستحق سو دینار ہو۔ اور یہ سب اُس وقت ہے
کہ مہر مال دین ہو اور اگر مال مہر عین ہو پس اگر دونوں نے اسکی مقدار میں اختلاف کیا پس اگر ایسی چیز ہو کہ
اُسکی مقدار سے عقد متعلق ہوتا ہے مثلاً طعام (اناج ۱۲) معین پر نکاح کیا اور دونوں نے اُسکی مقدار میں اختلاف کیا
بدین طور کہ شوہر نے کہا کہ میں نے تجھ سے اس طعام پر باین شرط کہ وہ ایک کُر ہے نکاح کیا اور عورت نے کہا

کہ تو نے مجھ سے اسپر بدین شرط کہ وہ دو گز ہی نکاح کیا ہی تو یہ مثل اختلاف ہزار درم و دو ہزار درم کے ہی اور اگر
ایسی چیز ہو کہ اسکی مقدار سے عقد متعلق نہین ہوتا ہی مثلاً مرد نے ایک عورت سے معین اس تھان کپڑے پر
بدین شرط کہ وہ فی گز دس درم کا ہی نکاح کیا پھر دونون مین اختلاف ہوا کہ شوہر نے کہا کہ مین نے تجھ سے
اس کپڑے پر بدین شرط کہ وہ آٹھ گز ہی نکاح کیا اور عورت نے کہا کہ بدین شرط کہ وہ دس گز ہی نکاح کیا تو ایسی
صورت مین دونون سے باہمی قسم نہ لیجائیگی اور نہ مہر مثل حکم قرار دیا جائیگا بلکہ بالاجماع شوہر کا قول قبول ہوگا
اور اگر مہر سے معین کی جنس و عین دونون مین اختلاف کیا مثلاً شوہر نے کہا کہ اس غلام پر اور عورت نے
کہا کہ اس باندی پر نکاح کیا ہی تو یہ ہزار و دو ہزار درم کے اختلاف کے مانند ہی سوائے ایک صورت کے
اور وہ یہ صورت ہی کہ اگر مہر مثل باندی کی قیمت کے برابر یا زیادہ ہو تو عورت کو باندی کی قیمت ملیگی بعینہ
باندی نہ ملیگی بخلاف اسکے اگر درم و دینار مین اختلاف ہوا پس شوہر نے کہا کہ مین نے تجھ سے سو دینار یا زیادہ
پر نکاح کیا تو عورت کو سو دینار فقط ملینگے جیسے کہ سابق مین بیان ہوا ہی یہ بدائع مین ہی۔ اور اگر دونون نے
مہر پر اتفاق کیا اور مہر مال عین ہی مثلاً غلام یا کوئی اسباب وغیرہ ہی پھر وہ شوہر کے پاس تلف ہو گیا پھر دونون
نے اسکی قیمت مین اختلاف کیا تو شوہر کا قول بالاجماع قبول ہوگا یہ شرح طحاوی مین ہی۔ اور اگر شوہر نے
کہا کہ مین نے تجھ سے اپنے سیاہ غلام پر جسکی قیمت ہزار درم تھی نکاح کیا اور وہ میرے پاس مر گیا اور عورت نے
کہا کہ نہین بلکہ تو نے مجھ سے گورے غلام پر جسکی قیمت دو ہزار درم ہی نکاح کیا ہی اور وہ تیرے پاس مرا ہی
تو مہر المثل حکم قرار دیا جائیگا اور اگر مہر المثل دونون کے دعوے کے درمیان ہو تو دونون سے قسم لیجائیگی
اور اگر ایک کر معین پر نکاح کیا اور وہ تلف ہو گیا پھر دونون نے اسکی مقدار یا صفت مین اختلاف کیا
یا کسی عورت سے ایک معین کپڑے پر نکاح کیا یا گدختہ معین چاندی پر یا چاندی کی ابریق معین پر نکاح کیا اور
یہ مال معین تلف ہو گیا پھر دونون نے گز ون یا وصف یا وزن مین اختلاف کیا تو جیسی صورتون مین ہمنے
ذکر کیا ہی کہ قبل تلف ہونے کے شوہر کا قول قبول ہوگا انھین مین بعد تلف ہونے کے بھی شوہر کا قول قبول
ہوگا یہ محیط مین ہی اور اگر دونون نے وصف و مقدار دونون مین اختلاف کیا تو وصف کے حق مین شوہر
کا قول قبول ہوگا اور مقدار مین عورت کے پورے مہر مثل تک عورت کا قول قبول ہوگا یہ ظہیریہ مین ہی۔ اور اگر
عورت نے کہا کہ تو نے مجھ سے اس غلام پر نکاح کیا ہی اور شوہر نے کہا کہ مین نے تجھ سے اس باندی پر نکاح کیا
ہی حالانکہ یہ باندی اُس عورت کی مان ہی اور دونون نے گواہ قائم کیے تو عورت کے گواہ مقبول ہونگے
اور باندی مذکورہ شوہر کی طرف سے آزاد ہو جائیگی اسواسطے کہ اُسنے خود اقرار کیا ہی اور اگر شوہر نے گواہ
قائم کیے جنھون نے یہ گواہی دی کہ شوہر نے اسکے ساتھ ہزار درم پر نکاح کیا ہی اور عورت نے گواہ قائم کیے کہ
اس نے سو دینار پر اس عورت سے نکاح کیا ہی اور عورت کے باپ نے جو اس مرد کا غلام ہی گواہ قائم کیے کہ اسنے
میرے رقبہ پر نکاح کیا ہی تو باپ کے گواہ مقبول ہونگے اور اگر باوجود اسکے عورت کی مان نے جو کہ شوہر کی

باندی ہی گواہ قائم کیے کہ اس مرد نے میری دختر سے میرے رقبہ پر نکاح کیا ہی تو باپ ومان کے گواہ مقبول ہونگے اوران دونون مین سے نصف نصف اس عورت کا مہر ہوگا اور دونون باپ و مان اپنی اپنی نصف قیمت کے واسطے شوہر کے لیے سعایت کرینگے۔ اور اگر ایسا نہوا بلکہ عورت نے گواہ قائم کیے کہ اس مرد نے مجھ سے سو دینار پر نکاح کیا ہی اور شوہر نے گواہ قائم کیے کہ مین نے اس سے ہزار درم پر نکاح کیا ہی پس قاضی نے عورت کے گواہون پر سو دینار کے عوض نکاح ہونے کا حکم دیا پھر عورت کے باپ نے جو شوہر کا غلام ہی گواہ قائم کیے کہ شوہر نے میرے رقبہ پر اس عورت سے نکاح کیا ہی تو قاضی پہلے حکم کو منسوخ کریگا اور یہ حکم دیگا کہ یہی باپ اُسکا مہر ہی اور اگر شوہر مدعی ہو کہ مین نے اس عورت کے باپ[1] پر نکاح کیا ہی اور باپ نے اسکے قول کی تصدیق کی پھر دونون نے گواہ قائم کیے اور عورت نے دعوے کیا کہ شوہر نے مجھ سے سو دینار پر نکاح کیا ہی اور گواہ قائم نہ کیے پس قاضی نے باپ اور شوہر کے گواہون پر حکم دیا اور باپ کو مہر قرار دیا اور عورت کے مال سے اُسکو آزاد[2] رکھا اور باپ کی ولاء اس عورت کے واسطے قرار دی پھر عورت نے گواہ قائم کیے کہ نکاح سو دینار پر ہوا تھا تو عورت کے گواہ مقبول ہونگے اور قاضی سو دینار کا شوہر پر حکم دیگا اور عورت کے باپ کو شوہر کے مال سے آزاد قرار دیگا اور ولاء جسکا عورت کے واسطے حکم دیا ہی باطل کردیگا یہ فتاوے قاضیخان مین ہی۔ اور اگر بعد طلاق کے دونون نے اختلاف کیا پس اگر بعد دخول کے یا دخول سے پہلے بعد خلوت صحیحہ کے طلاق ہو کر اختلاف ہوا تو اُسکا حکم ایسا ہی ہوگا جیسا نکاح موجود ہونے کی حالت مین بیان ہوا ہی اور اگر دخول اور خلوت سے پہلے طلاق ہو کر اختلاف ہوا پس اگر مہر مال دین ہو اور مقدار مہر مین کہ ہزار ہی یا دو ہزار ہی اختلاف کیا تو شوہر کا قول قبول ہوگا اور شوہر کے قول کے موافق جو مقدار ہوگی اُسکا نصف دیا جائیگا اور اسمین کچھ اختلاف ذکر نہین فرمایا اور شیخ کرخیؒ نے اسپر اجماع بیان کیا ہی اور کہا کہ بالاتفاق سب اماموں کے نزدیک ہزار کی تنصیف کیجائیگی اور امام محمدؒ نے جامع مین ذکر کرکے فرمایا کہ بنا بر قول امام اعظمؒ کے تا مقدار متعہ مثل عورت کا قول قبول ہونا چاہیے اور اس سے زائد مین شوہر کا قول قبول ہونا چاہیے مگر صحیح وہی قول اول ہی اور بعضون نے فرمایا کہ درحقیقت دونون روایتون مین کچھ اختلاف نہین ہے اور یہ اختلاف بسبب اختلاف موضوع ہر دو مسئلہ کے ہی پس مسئلہ کتاب النکاح کا موضوع[3] ہزار دو ہزار ہی پس یہان متعہ کے تحکیم کی کوئی وجہ نہین ہی اور جامع کبیر مین دس اور سو موضوع ہی بایں طور کہ شوہر نے کہا کہ مین نے تجھ سے دس درم پر نکاح کیا ہی اور عورت نے کہا کہ سو درم پر نکاح کیا ہی اور اس عورت کا متعہ مثل بیس درم ہی پس موضوع مین اختلاف ہی قال المترجم فیہ تامل اور اگر مہر مال عین ہو جیسا کہ مسئلہ غلام و باندی مین مذکور ہوا ہی تو عورت کو متعہ ملیگا لیکن اگر شوہر راضی ہو جاوے کہ عورت نصف باندی لے

---

[1] باپ پر یعنے بجائے مہر کے اُسکا باپ مہر قرار پایا ہی ۱۲ [2] رکھا یعنے آزاد قرار دیا ۱۲ [3] موضوع یعنے جو صورت فرض کی اور وہ یہان مہر سمے ہی تو متعہ کیونکر حکم ہوگا ۱۲

توجائز ہی یہ بدائع مین ہی اور اگر اصل مسمے مین ہو یعنے ایک نے دعوے کیا کہ تسمیہ کچھ نہ تھا اور دوسرے نے دعوے کیا کہ مہر ٹھہرا ہی تو بالاتفاق مہر مثل واجب ہوگا یہ تبیین مین ہی مگر عورت کے دعوے سے زیادہ نہ دلایا جائیگا بشرطیکہ عورت ہی دعوے کرتی ہو کہ مہر ٹھہر گیا ہی اور اگر شوہر اسکا مدعی ہو تو اُسکے دعوے سے کم نہ دیا جائیگا یہ بحر الرائق مین ہی اور اگر دخول سے پہلے طلاق واقع ہونے کے بعد ایسا اختلاف ہو تو بالاتفاق متعہ واجب ہوگا یہ فتح القدیر مین ہی اور اگر دونون مین سے ایک کے مرجانیکے بعد ایسا اختلاف ہو تو اسکا حکم وہی ہی جو حالت قیام نکاح مین اصل مسمے یا مقدار مین اختلاف کرنیکی صورت مین مذکور ہوا ہی یہ ایضاح شرح کنز مین ہے۔ اور اگر شوہر و عورت دونون مرگئے اور وارثون مین مقدار مسمے مین اختلاف ہوا تو قول وارثان شوہر کا قبول ہوگا اور[1] استثناے مستنکر نہوگا اور یہ امام اعظم رح کا قول ہی کذا فی التبیین اور مستنکر کے دو معنے ہین اول یہ کہ اُس نے دس درم سے کم پر نکاح کیا ہی اور اسی کو ہمارے مشائخ نے لیا ہی اور دوم آنکہ یہ دعوے کیا جاوے کہ اُسنے اس عورت سے اتنے مہر پر نکاح کیا کہ ایسی عورتین ایسے مہر پر نکاح مین لائی جاتی ہین اور اسی کو عامہ مشائخ نے لیا ہی اور یہی صحیح ہی یہ محیط مین ہی۔ اور اگر اصل مہر قرار پانے یا نہ پانے مین دونون کے وارثون نے اختلاف کیا تو قول اُن وارثون کا قبول ہوگا جو مہر مسمے ہونے کے منکر ہین اور امام اعظم رح کے نزدیک عورت کے واسطے کسی چیز کا حکم نہ دیا جائیگا اور صاحبین رح نے فرمایا کہ مہر المثل کا حکم دیا جائیگا اور مشائخ نے فرمایا کہ فتوے صاحبین ہی کے قول پر ہی یہ فتاوے قاضیخان مین ہی اور ہمارے مشائخ نے فرمایا کہ یہ حکم اُسوقت ہی کہ جب عورت اپنے نفس کو مرد کے سپرد نہ کر چکی ہو اور اگر عورت اپنے تئین سپرد کر چکی تھی پھر حال حیات یا بعد ممات کے اختلاف ہوا تو مہر مثل کا حکم نہ دیا جائیگا اسواسطے کہ ہم عادتاً جانتے ہین کہ عورت نے بدون مہر معجل لے لینے کے اپنے تئین سپرد نہ کیا ہوگا پس کہا جائیگا کہ یا تو اسقدر مہر کا جسکو تو نے بطور مہر معجل لے لیا ہی اقرار کرے ورنہ ہم رواج کے موافق جسقدر لیا جاتا ہی اتنے وصول پانے کا تجھپر حکم کرینگے پھر باقی کے واسطے وہی عملدرآمد ہوگا جو مذکور ہوا ہی یہ محیط سرخسی مین ہی قال المترجم ہمارے دیار مین مہر معجل کا کچھ رواج نہین ہی پس ہمارے یہان یہ حکم متعلق نہوگا فلیتامل۔ اور اگر شوہر و عورت دونون مرگئے اور عورت کا مہر نکاح مین مقرر ہوچکا ہی جو بذریعہ گواہون کے ثابت کیا گیا یا وارثون کی باہمی[2] تصدیق سے ثابت ہوا ہی تو عورت کے وارثون کو اختیار ہوگا کہ اسکا مہر مسمے مذکور شوہر کی میراث سے وصول کرین اور یہ حکم اُسوقت ہی کہ جب یہ معلوم ہو کہ پہلے شوہر مرگیا ہی یا یہ معلوم ہو کہ دونون ایک ساتھ مرگئے یا اگلا پچھلا کچھ نہ معلوم ہوا اور اگر یہ معلوم ہو کہ پہلے عورت مری ہی تو اس مہر مین سے حصہ میراث شوہر نکال ڈالا جائیگا یہ فتح القدیر مین ہی۔ اور اگر ہر دو فریق کے وارثون نے اتفاق کیا کہ نکاح مین کچھ مہر ٹھہرا نہ تھا تو مہر مثل کا حکم دیا جاویگا یہ صاحبین رح کا قول ہی اور اسی پر فتوے ہی یہ جواہر اخلاطی مین ہی۔ اور اگر عورت نے شوہر کو اپنے مہر سے بری کر دیا یا اُسکو

[1] استثناے مستنکر ایسا استثنا ہے جو رواج و عقل کے خلاف ہے ۱۲ [2] باہمی یعنے دونون کے وارثون نے باہم اتفاق کیا ۱۲

ہبہ کر دیا پھر کچھ مدت بعد مرگئی پس اُسکے وارثون نے دعوے کیا کہ عورت مذکورہ نے اپنے مرض الموت مین ہبہ کیا ہے یا بری کیا ہے اور شوہر نے اس سے انکار کیا تو شوہر کا قول قبول ہوگا یہ تبیین مین ہے۔ ایک عورت نے اپنے شوہر کے مرنے کے بعد اُسپر دعوے کیا کہ میرے اُسپر ہزار درم مہر کے ہین تو امام اعظمؒ کے نزدیک پورے مہر مثل تک اُسیکا قول قبول ہوگا یہ محیط سرخسی مین ہے۔ ہشام نے فرمایا کہ مین نے امام محمدؒ سے دریافت کیا کہ ایک عورت نے ایک مرد پر دعوے کیا کہ اُس نے مجھ سے ایک سال ہوا کہ کوفہ مین دو ہزار درم پر نکاح کیا ہے اور اس دعوے پر گواہ قائم کیے اور شوہر نے گواہ قائم کیے کہ دو سال ہوئے کہ مین نے اس سے بصرہ مین ایک ہزار درم پر نکاح کیا تھا تو امام محمدؒ نے فرمایا کہ عورت ہی کے گواہ قبول ہونگے تب مین نے پوچھا کہ اگرچہ عورت کے ساتھ دو برس سے زیادہ کا بچہ موجود ہو تو فرمایا کہ اگرچہ ایسا ہو تو بھی یہی حکم ہے یہ ذخیرہ مین ہے اور اگر شوہر نے مہر نامہ لکھنے سے انکار کیا تو وہ مجبور[1] نہین کیا جائیگا اور اگر مہر نامہ مین دینار ہون اور عقد درمون سے ہوا ہے تو درم واجب ہونگے اور مہر نامہ کے رو سے دینار واجب نہونگے اور شیخ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اسکے معنے یہ ہین کہ فیما بینہ وبین اللہ تعالےٰ شوہر پر جو عقد مین ٹھہرا ہے وہی واجب ہوگا ولیکن قاضی بظاہر اُسکو دینار دینے ادا کرنے پر مجبور کریگا لیکن اگر قاضی کو ایسا علم ہوجائے کہ عقد درمون سے ہوا ہے تو ایسا نہ کریگا یہ تاتارخانیہ مین ہے۔ اگر شوہر نے اپنی عورت کو کوئی چیز بھیجی پھر عورت نے کہا کہ وہ ہدیہ تھی اور شوہر نے کہا کہ وہ مہر مین تھی تو جو چیز کھانے کے واسطے مہیا ہوئے جیسے بھونا گوشت وسالن وفواکہ وغیرہ جو دیر تک باقی نہین رہتے ہین اُنمین عورت کا قول قبول ہوگا اور یہ استحسان ہے بخلاف اُسکے جو چیز کھا لینے کے واسطے مہیا نہو جیسے شہد وگھی واخروٹ وبادام وپستہ وغیرہ اُسمین شوہر کا قول قبول ہوسکتا ہے یہ تبیین مین ہے اور دیگر اشیا مین فقیہ ابو اللیثؒ نے یہ اختیار کیا ہے کہ جو چیزین شوہر کے ذمہ واجب نہین ہین جیسے موزہ وچادر وغیرہ اُسمین شوہر کا قول قبول ہوگا اور جو متاع شوہر پر واجب ہے جیسے اوڑھنی وکرتی واشیائے شب تو اُنکو مہر مین محسوب نہین کرسکتا ہے یہ محیط سرخسی مین ہے پھر جن صورتون مین شوہر کا قول قبول ہوا اگر متاع مذکور بعینہٖ قائم ہو تو شوہر کو واپس کردے اور اپنا مہر لے لے اسواسطے کہ یہ بیع بعوض مہر ہے اور شوہر اُسکے ساتھ متغرر[2] نہین ہوسکتا ہے بخلاف اسکے اگر جنس مہر سے ہو تو ایسا نہین ہے اور اگر متاع مذکور تلف ہوگئی تو مہر واپس نہین لے سکتی ہے اور اگر شوہر نے کہا کہ یہ متاع ودیعت تھی اور عورت نے کہا کہ مہر مین تھی پس اگر وہ جنس مہر سے ہو تو عورت کا قول قبول ہوگا اور اُسکے خلاف جنس ہو تو قول شوہر کا قبول ہوگا یہ تبیین مین ہے۔ شوہر نے عورت کو کچھ مال دیا پھر عورت نے دعوے کیا کہ یہ نفقہ مین تھا اور شوہر نے کہا کہ مہر مین تھا تو شوہر کا قول قبول ہوگا لیکن اگر عورت ہی گواہ قائم کرے تو ایسا نہوگا یہ فتح القدیر مین ہے۔ ایک شخص نے اپنی جورو کو متاع بھیجی اور عورت کے باپ نے بھی شوہر کو کچھ متاع بھیجی پھر شوہر نے دعوے کیا کہ مین نے جو بھیجا ہے وہ مہر مین ہے تو قسم سے شوہر کا قول

[1] اِلّا اُس صورت مین کہ عقد مین یہ شرط ہو ۱۲ م [2] متغرر یعنے شوہر کو بھی اسمین کچھ دھوکا وخسارہ اُٹھانا نہین پڑا ۱۲ [3] یعنے عورت کے گواہ قبول ہونگے

قبول ہوگا پس اگر متاع مذکور قائم ہو تو عورت کو چاہیے کہ متاع واپس کرکے باقی مہر لے کیونکہ وہ اُسکے مہر ہونے پر راضی نہین ہوئی اور اگر متاع تلف ہوگئی ہو پس اگر مثلی چیز ہو تو شوہر کو اُسکے مثل دیدے اور اگر مثلی نہو تو عورت اپنے شوہر سے باقیماندہ[1] مہر وصول نہین کرسکتی ہو اور وہ متاع جو عورت کے باپ نے بھیجی ہو اگر تلف ہوگئی ہو تو شوہر سے کچھ واپس نہین لے سکتی ہو اور اگر موجود ہو پس اگر باپ نے اپنے ذاتی مال سے بھیجی ہو تو شوہر سے واپس لے سکتا ہو اور اگر دختر بالغہ کے مال سے اُسکی رضامندی سے بھیجی ہو تو واپس نہین ہوسکتی ہو یہ فتاوےٰ قاضیخان مین ہو اور شیخ علی بن احمد سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے اپنی منگیتر عورت کو دینار بھیجے پس اُسکے لوگون نے اس شخص کے واسطے اس مال سے جوتے بنائے جیسی عادت ہو پھر اسکے بعد اُسنے کہنا شروع کیا کہ یہ مال نقد جو مین نے بھیجا تھا وہ مہر مین بھیجا تو شیخ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ قول بھیجنے والے کا قبول ہوگا پھر دریافت کیا گیا کہ اگر اُسنے ان لوگون پاس دینار بھیجے اور کہا کہ اسمین سے کچھ جولاہے کی مزدوری دو اور بعض سے بکری خرید کر اسکا گوشت دو اور بعض جوزقہ[2] مین خرچ کرو جیسی عادت جاری ہو پس اُن لوگون نے ایسا ہی کیا پھر وہ عورت اپنے شوہر کے پاس بطریق زفاف بھیجی گئی پھر مرد مذکور نے دعوے کیا کہ مین نے یہ دنانیر اُسکے مہر مین بھیجے تھے تو اُسکا قول قبول ہوگا یا نہوگا تو شیخ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اگر قول کے ساتھ تصریح کردی تو تعیین مین اُسکا قول قبول نہوگا اور شیخ ابو حامد سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے اپنے پسر کے واسطے کسی دختر سے منگنی کی اور اُس دختر کو درم بھیجے پھر باپ مرگیا اور اُسکے سب وارثون نے اُس مال سے بھی جو اُسنے بھیجا تھا میراث طلب کی تو شیخ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اگر دونون میل پورا ہوگیا ہو تو یہ بھیجا ہوا مال اُسی پسر کا ہوگا جسکے واسطے اُسنے بھیجا ہو اور اگر دونون میل کی بات چیت پختہ نہوگئی ہو تو یہ مال میراث ہوگا اور اگر باپ زندہ ہو تو اُسکے بیان کی جانب رجوع کیا جائیگا- اور میرے والد رحمہ اللہ سے دریافت کیا گیا کہ ایک مرد نے اپنی منگیتر کے یہان شکر اور جوز و لوز و تمر وغیرہ بھیجے پھر مرد والون کی رائے مین آیا کہ منگنی چھوڑ دینا پس اُنھون نے چھوڑ دی تو اس مرد کو روا ہو کہ جو اُسنے بھیجا تھا وہ واپس کرے تو میرے والد رحمہ اللہ نے جواب مین فرمایا کہ اگر لڑکی والون نے بھیجنے والے کے حکم سے یہ چیزین لوگون کو بانٹ دی ہون تو واپس کرنے کا استحقاق حاصل نہوگا اور اگر اُسنے یہ اجازت نہ دی ہو تو واپس لے سکتا ہو یہ تاتارخانیہ مین ہو - ایک شخص نے ایک عورت سے نکاح کیا اور اُسکے پاس ہدایا بھیجے اور عورت نے بھی انکی عوض مین بھیجے پھر عورت مذکورہ اُسکے پاس بھیجی گئی پھر مرد مذکور نے اُسکو جدا کیا پھر کہا کہ وہ چیزین مین نے تیرے پاس بطور عاریت بھیجی تھین اور واپس لینی چاہین اور عورت نے اپنا معاوضہ واپس لینا چاہا تو حکم قضا کے واسطے ظاہر مین مرد کا قول قبول ہوگا - اور جب اُسنے عورت سے واپس لیا تو عورت کو اختیار ہوگا کہ جو اُسنے اُسکا عوض دیا ہو وہ واپس لے یہ محیط مین ہے ۔

[1] باقی ماندہ یعنے متاع مذکور منہا کرنے کے بعد جو باقی رہا ۱۲ [2] جوزقہ نکاح مین لہو و لعب کے رسم مین سے ہے جیسے اس دیار مین چوتھی وغیرہ کھیلتے ہین ۱۲

اور شیخ ابو بکر اسکاف نے فرمایا کہ اگر عورت نے بھیجتے وقت تصریح کردی ہو کہ یہ اُسکا عوض ہے تو یہی حکم ہے اور اگر تصریح نہ کی ہو لیکن اُسنے دل مین خیال کرکے حساب کیا اور نیت کرلی کہ یہ عوض ہے تو یہ عورت کی طرف سے ہبہ ہوگا اور اُسکی نیت باطل قرار دیجائیگی یہ فتاوےٰ قاضیخان مین ہے قال المترجم یعنے عورت واپس نہین لے سکتی ہے کما تقرر فی الہبۃ بین الزوج والزوجۃ فتذکر اور حجۃ مین لکھا ہے کہ اگر عورت کو نافہ مشک یا عطر وغیرہ خوشبو بھیجی پھر دعوے کیا کہ یہ مہر مین تھی تو مرد کا قول قبول ہوگا اور حاوی مین ہے کہ اگر عورت نے اُسکو شوہر کی طرف سے ہدیہ خیال کرکے اُسکے عوض مین کچھ بھیجا پھر اُسکے خیال کے برخلاف ظاہر ہونے پر عورت نے اپنا عوض واپس لینا چاہا تو شیخ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اُسکو یہ اختیار نہوگا پھر دیکھا جائیگا کہ اگر خوشبوئے مذکور موجود ہو تو شوہر اُسکو واپس لیگا درحالیکہ عورت اُسکے مہر مین ہونے پر راضی نہو اور اگر تلف ہوگئی ہو تو شوہر کو اُسکے مثل ملیگا اور اگر مثلی نہو تو اُسکی قیمت مقدار مہر مین سے محسوب ہوجائیگی یہ تاتارخانیہ مین ہے۔ ایک عورت مرگئی اور اُسکی ماں نے ماتم داری کی اور شوہر نے اسکی ماں کو ایک گائے بھیجی جسکو اُسنے ذبح کرکے ماتم داری مین صرف کیا پھر شوہر نے اُس گائے کی قیمت واپس لینی چاہی تو مشائخ نے فرمایا ہے کہ اگر دونون نے اس امر پر اتفاق کیا کہ شوہر نے عورت کی ماں کو یہ گائے بدین غرض بھیجی تھی کہ ذبح کرکے ماتم داری مین جو جمع ہون اُنکے صرف مین لاوے اور قیمت کا ذکر نہ کیا تو قیمت نہین لے سکتا ہے اور اگر اس امر پر دونون نے اتفاق کیا کہ اُسنے بھیجنے کے وقت قیمت کا ذکر کیا ہے تو قیمت واپس لے سکتا ہے اور اگر دونون نے قیمت کے ذکر کرنے و نہ کرنے مین اختلاف کیا تو قسم سے عورت کی ماں کا قول قبول ہوگا اور شیخ مولف رحمہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ شوہر کا قول قبول ہونا چاہیے یہ فتاوےٰ قاضیخان مین ہے۔ اور مجموع النوازل مین لکھا ہے کہ ایک شخص نے ایام عید مین اپنی عورت کو دراہم بھیجے اور کہا کہ یہ عیدی ہے یا کہا کہ شکر کا روپیہ ہے پھر دعوے کیا کہ یہ مہر مین تھا تو اُسکے قول کی تصدیق نہوگی یہ محیط مین ہے

تیرھوین فصل تکرار مہر کے بیان مین۔ ایک شخص نے ایک عورت سے کہا کہ ہر بار کہ مین تجھ سے نکاح کرون پس تو طالقہ ہے پھر اُسی عورت سے ایک دن مین تین بار نکاح کیا اور ہر بار اُسکے ساتھ دخول کیا تو اسپر دو طلاق واقع ہونگی اور مرد پر دو مہر اور نصف مہر واجب ہوگا اور یہ بقیاس قول امام اعظمؒ وامام ابو یوسفؒ ہے اور وجہ یہ ہے کہ جب اُسنے اول مرتبہ نکاح کیا تو عورت پر ایک طلاق واقع ہوئی اور چونکہ قبل دخول کے طلاق پڑی ہے اسواسطے نصف مہر لازم آیا پھر جب اُسکے ساتھ دخول بھی کیا اور یہ دخول خالی از شبہہ نہین ہے اسواسطے کہ امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک جو طلاق معلق بہ تزوج ہوتی ہے وہ نہین واقع ہوتی ہے پس عورت پر عدت واجب ہوگی پھر جب عدت مین دوبارہ اُس سے نکاح کیا تو دوسری طلاق واقع ہوگی اور یہ طلاق امام اعظمؒ وامام ابو یوسفؒ کے قول کے موافق معقب[1] رجعت ہے اسواسطے کہ ان دونون اماموں کے نزدیک اگر معتدہ عورت سے نکاح کیا پھر قبل دخول کے اُسکو طلاق دیدی تو حکماً یہ طلاق بعد دخول کے ہوگی اگرچہ یہ عدت وطی شبہہ کی

---

[1] معقب یعنے اس نکاح کے بعد طلاق رجعی ہوگی نہ بائن ۱۲ ع اور مرد پر پورا مہر مثل لازم آویگا ۱۲

ہوا اور جو طلاق بعد دخول کے ہو وہ معقب رجعت ہوتی ہے اور پورے مہر کی موجب ہے پس مرد پر تمام وہ مہر جو دوسرے نکاح مین قرار پایا تھا واجب ہوگا پس مرد کے ذمہ دو مہر و نصف مہر مجتمع ہوگئے اور تیسرا نکاح صحیح نہوگا اسواسطے کہ عورت طلاق رجعی کی عدت مین ہے اگرچہ طلاق رجعی اسی مرد نے دیا ہے پس نکاح ثالث غیر معتبر ہوا پس تیسرا مہر واجب نہوگا اور تیسرے نکاح کے بعد جو اسنے دخول کیا ہے اُس سے کوئی مہر زائد واجب نہوگا اسواسطے کہ مرد نے اپنی منکوحہ سے وطی کی ہے۔ اور اگر مرد نے کہا کہ ہر بار کہ مین تجھ سے نکاح کرون تو تو طالقہ بائنہ ہے پھر اُسی عورت سے تین بار نکاح کیا اور ہر بار دخول کیا تو یہ عورت اس مرد سے تین طلاق کے ساتھ بائنہ ہوجائیگی اور مرد پر بقیاس قول امام اعظمؒ و امام ابو یوسفؒ کے ساڑھے پانچ مہر واجب ہونگے یعنے نصف مہر بنکاح اول اور مہر مثل بدخول اول اور مہر مسمے بنکاح دوم اور مہر مثل بدخول دوم اسلیے کہ مرد نے اُس سے بشبہہ وطی کی ہے اور مہر مسمے بنکاح ثالث اور مہر مثل بدخول سوم اسواسطے کہ وطی بشبہہ ہے پس مرد کے ذمہ پانچ مہر و نصف مہر واجب ہوگا۔ اور اگر ایک عورت سے نکاح کیا اور اُسکے ساتھ دخول کیا پھر اُسکو طلاق بائن دیدی پھر اُس سے عدت مین نکاح کیا پھر نکاح دوم مین دخول سے پہلے اُسکو طلاق دیدی تو مرد پر نکاح اول سے مہر واجب ہوگا اور مہر کامل بنکاح دوم لازم ہوگا اور یہ امام اعظمؒ و امام ابو یوسفؒ کا قول ہے اور ان دونون امامون کے نزدیک عورت مذکورہ پر نکاح ثانی کی جدید از سر نو عدت واجب ہوگی اور اگر نکاح دوم مین مرد نے اُسکو طلاق نہ دی یہانتک کہ عورت مذکورہ قبل دخول کے اپنے کسی فعل سے مثل مرتد ہوجانے یا پسر شوہر کی مطاوعت[1] وغیرہ سے شوہر سے بائنہ ہوگئی تو ہر دو امام موصوف رحمہما اللہ کے نزدیک مرد پر اسکا مہر کامل واجب ہوگا۔ اور اگر باندی ہوا اور وہ بعد نکاح دوم کے آزاد کیگئی اور قبل دخول کے اُسنے اپنے نفس کو اختیار کیا یعنے شوہر سے جدائی اختیار کی تو ہر دو امام موصوف کے نزدیک مرد پر اُسکا مہر کامل دوسرے نکاح کا واجب ہوگا۔ اور اگر غیر کفو کے ساتھ عورت کا نکاح ہوا اور اُسنے عورت کے ساتھ دخول کیا پھر ولی نے قاضی سے نالش کی اور قاضی نے دونوںمین تفریق کرادی اور مہر و عدت واجب ہوئی پھر بغیر ولی کے اس مرد نے اس عورت سے نکاح کیا اور قبل دخول کے دوسرے نکاح مین سے قاضی نے دونوںمین تفریق کرادی تو پھر مرد پر مہر کامل واجب ہوگا اور عورت پر جدید از سر نو عدت واجب ہوگی اور یہ امام ابو حنیفہؒ و امام ابو یوسفؒ کا قول ہے۔ ایک شخص نے ایک صغیرہ سے بتزویج اُسکے ولی کے نکاح کیا اور قبل بلوغ کے اُسکے ساتھ وطی کرلی پھر جب وہ بالغ ہوئی تو اُسنے فرقت اختیار کی اور دونوںمین جدائی کرادی گئی پھر عدت مین اُس مرد نے اُس سے نکاح کیا پھر قبل دخول کے اُسکو طلاق دیدی تو امام ابو حنیفہؒ و امام ابو یوسفؒ کے نزدیک اُسپر مہر کامل واجب ہوگا اور عورت پر از سر نو جدید عدت واجب ہوگی۔ ایک شخص نے ایک صغیرہ سے نکاح کیا اور اُسکے ساتھ دخول کیا پھر اُسکو ایک طلاق بائنہ دیدی پھر عدت مین اُس سے نکاح کیا پھر وہ بالغہ ہوئی اور اُسنے اپنے نفس کو اختیار کیا اور دونوںمین تفریق کرادیگئی تو مرد پر مہر کامل اور

[1] یعنے شوہر کا جو لڑکا بالغ وغیرہ دوسری جورو سے تھا اُسکے تحت مین آگئی ۱۲ منہ

اور عورت پر از سر نو عدت واجب ہوگی۔ اور علی ہذا اگر ایک شخص نے ایک عورت سے نکاح کیا اور دخول کیا پھر
وہ نعوذ باللہ مرتدہ ہوگئی پھر مسلمان ہوئی اور عدت میں مرد مذکور نے اُس سے نکاح کیا پھر قبل دخول واقع
ہونے کے وہ عورت مرتدہ ہوگئی تو بھی یہی حکم ہے اور اسیطرح اگر ایک شخص نے ایک باندی سے نکاح کیا اور
دخول کیا پھر وہ آزاد کیگئی اور اُس نے اپنے نفس کو اختیار کیا پھر عدت میں مرد مذکور نے اُسکے ساتھ نکاح کیا پھر قبل
دخول کے اُسکو طلاق دیدی تو بھی یہی حکم ہے اور اسیطرح اگر ایک شخص نے بنکاح فاسد ایک عورت سے نکاح کیا
اور دخول کر لیا پھر دونوں میں تفریق کرا دی گئی پھر عدت میں بنکاح جائز اُس سے نکاح کیا پھر قبل دخول کے اُسکو
طلاق دیدی تو بھی امام اعظمؒ و امام ابو یوسفؒ کے نزدیک اسپر دوسرا مہر کامل و عورت پر از سر نو جدید عدت واجب
ہوگی یہ فتاوے قاضیخان میں ہے۔ اور اگر پسر کی باندی یا مکاتب کی باندی سے وطی کی یا نکاح فاسد میں عورت سے
چند بار وطی کی تو وطی کرنیوالے پر ایک ہی مہر واجب ہوگا یہ ظہیریہ میں ہے۔ اور اصل یہ ہے کہ شبہہ ملک ہونیکے بعد اگر
وطی کتنی ہی بار واقع ہو تو فقط ایک ہی مہر واجب ہوتا ہے اسواسطے کہ دوسری وطی اُسکی ملک میں ہوئی اور
اگر شبہہ اشتباہ[1] کے بعد چند بار وطی واقع ہوئی تو ہر بار کا مہر علیحدہ واجب ہوگا کیونکہ ہر وطی کا وقوع ملک غیر
میں ہے۔ اور اگر پسر نے باپ کی باندی سے چند بار وطی کی اور شبہہ کا دعوے کیا تو اُسپر ہر وطی کا مہر لازم ہوگا اور
اسیطرح اگر اپنی جورو کی باندی سے وطی کی تو بھی یہی حکم ہے اور اگر اپنی مکاتبہ سے چند بار وطی کی تو اُسپر ایک
ہی مہر لازم ہوگا اور اگر دو شریکوں میں سے ایک نے مشترکہ باندی سے چند بار وطی کی تو ہر بار کے واسطے اُسپر
نصف مہر واجب ہوگا اور اگر اپنے دوسرے کی مشترک مکاتبہ کے ساتھ چند بار وطی کی تو اُسپر اپنے نصف کیواسطے
فقط ایک نصف مہر واجب ہوگا اور نصف شریک کے واسطے ہر بار کیلیے نصف مہر واجب ہوگا اور یہ سب مال پورا
اُس مکاتبہ کو ملیگا۔ ایک عورت سے ایک مرد نے زنا کیا اور ہنوز وہ اُسکے پیٹ پر چڑھا تھا یعنی کار زنا میں مشغول
تھا کہ اُسکے ساتھ نکاح کر لیا تو اُسپر دو مہر لازم ہونگے ایک مہر مثل بوجہ زنا کے اور دوسرا مہر مسمے بوجہ نکاح کے
یہ محیط سرخسی میں ہے۔ اور اگر اپنی جورو سے جس سے دخول نہیں کیا ہے کہا کہ جب میں تجھ سے خلوت کروں یا جبتک
میں نے تجھ سے خلوت کی تو تو طالقہ ہے پھر عورت مذکورہ سے خلوت کی و جماع کیا تو مرد مذکور پر نصف مہر اور پورا
مہر واجب ہوگا کیونکہ مہر[2] کامل تو بوجہ جماع کے اور نصف مہر بوجہ طلاق قبل دخول کے واجب ہوگا اور اس صورت
میں خلوت کا کچھ اثر مترتب نہوگا باوجودیکہ طلاق بعد خلوت ہوئی ہے اسواسطے کہ مہر اگرچہ خلوت سے متاکد ہو جاتا
ہے لیکن جب ہی متاکد ہو جاتا ہے کہ جب اتنی دیر تک ہو کہ اُسکے ساتھ دخول کرنے پر قادر ہو اور یہاں خلوت
ہوتے ہی طلاق واقع ہوگئی ہے اور اگر مرد نے خلوت میں اُس سے جماع نہ کیا ہو تو اُسپر فقط نصف مہر واجب ہوگا
اور اگر کسی اجنبیہ عورت سے کہا کہ جب میں تجھ سے نکاح کروں اور تیرے ساتھ ایک ساعت خلوت کروں تو تو طالقہ ہے

[1] شبہہ اشتباہ یعنے مشتبہ ہونے کی وجہ سے شبہہ ہو گیا اور اسکو جلد چہارم کتاب الحدود میں سے دیکھو ۱۲ منہ
[2] یعنے مہر مثل کامل ۱۲ منہ

پھر اس سے نکاح کیا اور خلوت کی اور جماع کیا تو عورت پر طلاق واقع ہو گی اور اُسکو دو مہر ملینگے ایک مہر بعوض خلوت کے اور دوسرا مہر بوجہ دخول کے بشرطیکہ دخول ایک ساعت خلوت کے بعد ہو اور اگر دخول خلوت کے ساتھ ہی ہو تو اُسپر ایک ہی مہر واجب ہوگا یہ محیط مین ہے۔ اور اگر تین طلاق دی ہوئی عورت سے وطی کی اور شبہہ کا دعوے کیا تو بعض نے فرمایا کہ اگر تینون طلاق ایکبارگی دی ہون اور گمان کیا کہ یہ واقع نہین ہوئی ہین جیسا کہ بعض کا مذہب ہے تو یہ گمان بموقع ہے پس اسپر ایک ہی مہر واجب ہوگا اور اگر گمان کیا کہ تینون طلاق واقع ہوئی ہین مگر یہ گمان کیا کہ عورت سے وطی کرنا حلال ہے گمان بے موقع ہے پس ہر وطی کے واسطے اُسپر مہر واجب ہوگا یہ خلاصہ مین ہے۔ اور اگر ایک باندی خریدی اور اُس سے چند بار وطی کی پھر وہ باثبات استحقاق لے لیگئی تو مشتری پر ایک مہر واجب ہوگا اور اگر نصف باندی کا استحقاق ثابت کیا گیا تو صاحب استحقاق کیلیے فقط نصف مہر واجب ہوگا یہ فتاوے قاضیخان مین ہے اور اگر منکوحہ سے چند بار وطی کر نیکے بعد ظاہر ہوا کہ یہ وہ عورت ہے جسکے واسطے اسنے قسم کھائی تھی کہ اگر تجھ سے نکاح کرون تو تو طالقہ ہے تو مرد پر ایک ہی مہر واجب ہوگا یہ محیط سرخسی مین ہے۔ چودہ[۱] برس کا لڑکا ہے اُسنے بیخبر سوئی ہوئی عورت سے جماع کر لیا پس اگر یہ ثیبہ ہو تو لڑکے پر حد و عقر واجب نہ ہوگا اور اگر باکرہ ہو کہ اُسنے اُسکا پردۂ بکارت پھاڑ دیا تو اُسپر مہر مثل واجب ہوگا اور اسیطرح اگر باندی ہو تو بھی یہی تفصیل سے حکم ہے اور اگر مرد مجنون ہو تو بھی اسی تفصیل سے حکم ہے یہ فتاوے قاضیخان مین ہے اور اگر لڑکا کسی لڑکی سے زنا کرے تو اُسپر مہر واجب ہوگا اور اگر لڑکا اسکا مقر ہو گیا تو اُسپر مہر نہوگا اور اگر عورت حرہ بالغہ سے لڑکے نے زنا کیا اور اُسکا پردۂ بکارت پھاڑ دیا پس اگر باکراہ وزبردستی ایسا کیا تو لڑکا مہر کا ضامن ہوگا اور اگر یہ عورت بطوع خود اس امر پر راضی ہوئی اور اُسکو اپنی طرف بُلایا تو لڑکے پر کچھ مہر نہوگا اور اگر لڑکی نے کوئی لڑکا بطوع خود اپنی طرف مائل کیا پس اُسنے وطی سے اُسکا پردۂ بکارت پھاڑ دیا تو لڑکے پر مہر واجب ہوگا اسواسطے کہ اس لڑکی[نابالغہ ۱۲] کا حکم و رضامندی اپنے حق کے ساقط کرنے مین صحیح نہوگا بخلاف عورت بالغہ کے کہ وہان صحیح ہے۔ اور باندی نے اگر کسی طفل کو اپنی طرف بُلایا حتے کہ اُسکے ساتھ زنا کیا تو طفل مذکور پر مہر واجب ہوگا کیونکہ باندی کا حکم اُسکے مولے کی حق تلفی مین صحیح نہوگا یہ محیط مین ہے۔ اور واضح رہے کہ سوائے نکاح و وطی جائز کے جہان مہر دینا بولا گیا ہے وہان مہر سے مراد عقر ہے اور عقر وہ ہے جو بعض وطی مین وطی کرنیوالے کے ذمہ واجب ہوتا ہے اور شیخ امام نجم الدین نے فرمایا کہ مین نے شیخ امام قاضی اسبیجابی سے فتوے طلب کیا کہ تقدیر عقر کیونکر ہے تو لکھا کہ تقدیر عقر اسطرح ہے کہ دیکھا جاوے کہ اگر بالفرض زنا حلال ہوتا تو ایسی عورت کی اجرت کیا ہوتی پس اُسی قدر واجب ہوگا اور ایسا ہی ہمارے مشائخ سے منقول ہے کذا فی الخلاصہ اور حجہ مین امام ابوحنیفہ رح سے روایت ہے کہ امام نے فرمایا کہ عقر کی یہ تفسیر ہے کہ عقر وہ مال ہے کہ جسکے عوض ایسی عورت نکاح مین لائی جاوے اور اسی[۲] پر فتوی ہے

[۱] قال المترجم اسمین تردد ہے اسواسطے کہ زنا کبھی حلال نہ تھا تو اسکو فرض کرکے معاملہ کا قیاس کیونکر ہوگا ۱۲ [۲] قال المترجم کہ یہ قول صحیح ہے اور اس تقسیم پر وہ اعتراض نہین ہوتا جو ہم نے اول تقسیم پر وارد کیا ہے ۱۲ [۱] اگرچہ وطی چند بار ہو ۱۲

یہ تاتارخانیہ مین ہے۔ ایک شخص اپنی جورو سے جماع کرنے مین مشغول ہوا اور دخول کرنے کے بعد اُسی حالت مین اُسکو طلاق دیدی پھر بعد طلاق کے اپنا جماع پورا کر لیا یہان تک کہ اُسکو انزال ہو گیا پھر اُس سے الگ ہوا تو امام محمدؒ نے فرمایا اور یہی دو روایتون مین سے ایک روایت امام ابو یوسفؒ سے ہے کہ اس مرد پر حد واجب نہوگی اور نہ مہر لازم ہوگا اسواسطے کہ یہ سب ایک ہی فعل ہے پس جب اول آخر حلال تھا تو حد واجب ہوگی اور نہ مہر لازم ہوگا لیکن اگر اُسنے آلۂ تناسل نکالکر پھر بعد طلاق کے داخل کیا تو البتہ واجب ہوگا اور اگر ایسا نہ کیا بلکہ اوپر ہی سے اختلاط کرتا رہا یہانتک کہ انزال ہو گیا تو اُسپر مہر لازم نہوگا اور اگر یہ طلاق رجعی ہو تو بنا بر قول امام محمدؒ اور احد الروایتین امام ابو یوسفؒ کے اس فعل سے رجوع کرنیوالا نہوگا اور اگر ختنہ سولی وختنہ باندی باہم ملجانیکے بعد باندی سے کہا کہ تو حرہ ہے یعنے آزاد کیا پھر اپنا جماع پورا کیا تو امام محمدؒ کے قول میں مولے پر عقر واجب نہوگا لیکن اگر نکال کر پھر آزاد کرنے کے بعد داخل کرے تو عقر لازم ہوگا یہ فتاوے قاضیخان مین ہے۔ زید نے ایک عورت سے نکاح کیا اور زید کے پسر نے اس عورت کی دختر سے نکاح کیا پھر ہر ایک کی عورت منکوحہ دوسرے کے پاس بھیجی گئی اور دونون نے آگے پیچھے وطی کر لی تو پہلے وطی کرنیوالے پر پورا مہر اُس عورت کا جس سے وطی کی اور نصف مہر اپنی منکوحہ کا واجب ہوگا اور دوسرے پچھلے وطی کرنیوالے پر اپنی عورت منکوحہ کا کچھ مہر واجب نہوگا اور اگر دونون نے ایک ساتھ وطی کی تو دونون مین سے کسی پر اپنی منکوحہ کا کچھ واجب نہوگا۔ ایک مرد اور اُسکے پسر نے دو اجنبیہ عورتون سے نکاح کیا اور ہر عورت اپنے شوہر کے سوائے دوسرے کے پاس بھیجی گئی اور دونون عورتون سے وطی کیگئی تو ہر ایک پر اپنی وطی کی ہوئی عورت کا عقر واجب ہوگا اور کسی پر اپنی منکوحہ کا عقر واجب نہوگا۔ دو بھائی ہین کہ انمین سے ایک نے ایک عورت سے نکاح کیا اور دوسرے نے اُسکی مان سے نکاح کیا پھر ہر ایک عورت اپنے شوہر کے سوائے دوسرے کے پاس بھیجی گئی اور دونون سے وطی کیگئی تو امام ابو یوسفؒ نے فرمایا کہ ہر ایک عورت اپنے شوہر سے بائنہ ہو گئی اور ہر ایک مرد پر اپنی منکوحہ کا نصف مہر لازم ہوگا اور جسنے جس عورت سے وطی کی ہے اُسپر اُسکا عقر واجب ہوگا اور دونون مین سے ایک کو اختیار نہ رہیگا کہ پھر اُسکے بعد اپنی منکوحہ سے نکاح کرے یعنے مان کے شوہر کو اُسکی دختر سے جسکے ساتھ وطی بھی کی ہے نکاح کرنے کا اختیار ہے ولیکن دختر کے شوہر کو اُسکی مان سے نکاح کرنے کا اختیار نہین ہے اور اسیطرح اگر مرد و شوہر مین کچھ قرابت نہو تو بھی یہی حکم رہیگا یہ ظہیریہ مین ہے۔ ایک مرد کے پاس اُسکی جورو کے سوائے دوسری عورت بھیجی گئی اور اُسنے اُسکے ساتھ وطی کی تو اُسکا مہر مثل اُسپر لازم ہوگا اور جسنے پاس بھیجی ہے اس سے واپس نہین لے سکتا ہے پھر اگر یہ عورت اُسکی منکوحہ کی مان ہو تو اُسکی جورو ہمیشہ کے واسطے اُسپر حرام ہو گی اور منکوحہ کو قبل دخول کے حرام ہونے سے نصف مہر ملیگا۔ باپ کی جورو قبل دخول کے اُسکے پسر کے پاس بھیجی گئی اور پسر نے اُسکے ساتھ دخول کیا تو باپ کو نصف مہر دینا پڑیگا اور اُسکو اپنے پسر سے واپس نہین لے سکتا ہے اسواسطے کہ بیٹے پر مہر المثل واجب ہوا ہے اور اگر پسر نے عمدًا بغرض فساد کے شہوت سے

---

[1] یعنے عقر سوائے مہر نکاح کے ۱۲ منہ

اُس عورت کا بوسہ لیا تو باپ نصف مہر کو جو اُسکو دینا پڑا ہی پسر سے واپس لیگا کیونکہ پسر پر کچھ مہر نہین - اور ابن سماعہ نے امام ابو یوسفؒ سے روایت کی ہو کہ ایک مریض نے دوسرے مریض کو اپنی باندی ہبہ کی اور موہوب لہ نے اُس سے وطی کی اور اُسکا عقر سو درم ہی اور قیمت تین سو درم ہی پھر موہوب لہ نے یہ باندی اسی ہبہ کرنیوالے کو ہبہ کر دی پھر دونون اپنے اپنے مرض مین مرگئے تو موہوب لہ پر عقر واجب نہوگا - اور امام محمدؒ نے فرمایا کہ اگر مریض نے اپنی باندی ایک شخص کو ہبہ کی اور موہوب لہ کے پاس اس باندی سے خود وطی کی اور اُسپر اسقدر قرضہ ہی کہ اُسکے تمام مال کو گھیرے ہوے ہی پھر مریض مرگیا تو اُسپر عقر واجب نہوگا اور اگر واہب نے اس باندی کا ہاتھ کاٹ دیا ہو تو بھی اُسپر کچھ واجب نہوگا بخلاف تندرست آدمی کے کہ اگر تندرست نے وطی کی پھر ہبہ سے رجوع کیا تو اسپر عقر واجب ہوگا یہ محیط سرخسی مین ہی - ایک مریض نے اپنی باندی کسیکو ہبہ کی اور اُسپر قرضہ اسقدر ہی کہ تمام مال کو گھیرے ہوے ہی پھر موہوب لہ نے باندی سے وطی کی پھر ہبہ کرنیوالا مرگیا اور بوجہ قرضہ مستغرق کے ہبہ تو رد کیا گیا تو موہوب لہ اس باندی کے عقر کا ضامن ہوگا یہ ظہیریہ مین ہی - نوادر معلےؒ مین امام ابو یوسفؒ سے روایت ہو کہ ایک شخص نے ایک عورت کو غصب کیا اور سوائے فرج کے اُسکے ساتھ کسیطرح؎۱ سے جماع کیا اور اُس سے بچہ پیدا ہوا پس اگر یہ عورت باکرہ ہو تو غاصب پر مہر واجب ہوگا اور اگر ثیبہ ہو تو کچھ مہر واجب نہوگا یہ تاتارخانیہ مین ہی

چودھوین فصل

ضمانت مہر کے بیان مین ہے اگر ایک شخص نے اپنی دختر صغیرہ یا کبیرہ کا جو باکرہ ہی یا مجنونہ ہی کسی مرد سے نکاح کیا اور شوہر کی طرف سے اُسکے مہر کی ضمانت کرلی تو ضمانت صحیح ہوگی پھر عورت کو اختیار ہوگا چاہے شوہر سے مطالبہ کرے یا اپنے ولی ضامن سے مطالبہ کرے بشرطیکہ مطالبہ کی اہلیت؎۲ رکھتی ہو اور ولی مذکور بعد ادا کرنے کے شوہر سے واپس لیگا بشرطیکہ شوہر کے حکم سے ضامن ہوا ہو یہ تبیین مین ہی - ایک شخص نے اپنی دختر کا دوسرے سے دو ہزار درم پر نکاح کیا اور اپنے اوپر اس امر کے گواہ کرلیے کہ مین نے فلانہ عورت کا فلان مرد کے ساتھ دو ہزار درم پر بدین شرط نکاح کیا ہی کہ ہزار درم شوہر پر اور ہزار درم میرے مال سے ہونگے پس شوہر نے قبول کیا تو پورا مہر شوہر پر ہوگا اور باپ اُسکی طرف سے ہزار درم کا ضامن قرار دیا جائیگا پھر اگر عورت مذکورہ نے یہ مال اپنے باپ سے یا باپ کے ترکہ سے لے لیا تو باپ یا اُسکے وارثون کو اختیار ہوگا کہ اسقدر مال شوہر سے واپس لین یہ محیط مین ہی - اور اگر اپنے پسر صغیر کے ساتھ کوئی عورت بیاہی اور پسر کیطرف سے اُسکے مہر کا ضامن ہوا اور یہ امر اُسکی صحت مین واقع ہوا تو جائز ہی بشرطیکہ عورت نے ضمانت قبول کرلی ہو اور جب باپ نے یہ مال مہر ادا کیا پس اگر حالت صحت مین ادا کیا ہی تو استحسانًا جو ادا کیا ہی وہ پسر کے مال سے نہین لے سکتا ہی الا اُس صورت مین کہ اصل ضمانت مین یہ شرط کرلی ہو کہ واپس لے لونگا یہ ذخیرہ مین ہے پھر عورت کو یہ اختیار ہوگا کہ طفل کے ولی سے مہر کا مطالبہ کرے اور شوہر سے مطالبہ نہین کرسکتی ہی جبتک کہ وہ بالغ نہو جاوے پھر جب شوہر بھی بالغ ہو جاوے تو عورت مختار ہی کہ دونون سے جس سے چاہے مطالبہ کرے

؎۱ یعنے مقعد کی راہ سے یا خارج سے منی ڈالدی ۱۲ م ؎۲ اہلیت مثلاً عاقلہ بالغہ ہوا ور مجبورہ نہو ۱۲

یہ تبیین مین ہے۔ اور اگر کسی اجنبی نے باپ کے حکم سے ضمانت کر لی تو وہ بعد ادا کرنیکے واپس لیگا اسیطرح اگر وصی نے یتیم کی جورو کا مال اپنے پاس سے ادا کیا تو واپس لیگا اور اگر باپ ادا کرنیسے پہلے مرگیا تو عورت کو اختیار ہوگا چاہے پسر مذکور یعنے شوہر سے لے یا باپ کے ترکہ مین سے وصول کرلے پھر وارثان پدر اسقدر مال اس پسر کے مال سے واپس لینگے اور یہ ہمارے اصحاب ثلثہ رح کے نزدیک ہے کذا فے الخلاصہ اور اگر ضمانت حالت صحت مین ہو اور ادا کرنا حالت مرض مین ہو تو خصاف رح نے ادب القاضی مین ذکر کیا ہے کہ امام اعظم رح و امام محمد رح کے نزدیک وہ متبرع نہوگا اور پسر مذکور کے واسطے جو حصۂ میراث ملا ہے اسمین سے اسقدر مال محسوب ہو جائیگا یہ ذخیرہ مین ہے اور بقالی مین ہے کہ اگر باپ نے کہا کہ تم لوگ گواہ رہو کہ مین نے اپنے پسر کے ساتھ فلانہ عورت کا نکاح کیا تو مہر اُسکے ذمہ لازم نہوگا لیکن اگر ادا کر دے تو امام ابو یوسف رح کے نزدیک صلہ رحم قرار دیا جائیگا یہ خلاصہ مین ہے اور اگر پسر بالغ ہو اور باپ نے بدون اُسکے حکم کے اپنی صحت مین مہر کی ضمانت کر لی پھر باپ مرگیا اور عورت نے اُسکے ترکہ مین سے وصول کر لیا تو باپ کے وارث لوگ بالاجماع اس مال کو پسر مذکور سے واپس نہین لے سکتے ہین اور مجنون لوگ اس معاملہ مین مثل صبیان یعنے اطفال کے ہین یہ فتاوےٰ قاضیخان مین ہے۔ اور یہ سب اُسوقت ہے کہ ضمانت حالت صحت مین واقع ہوئی ہو اور اگر ضمانت مرض الموت مین واقع ہوئی تو یہ باطل ہے کیونکہ اُسنے اس حیلہ سے وارث کو نفع[1] پہونچانے کا ارادہ کیا ہے حالانکہ ایسا مریض ایسے کام کرنے سے ممنوع و مجبور ہوتا ہے پس ضمانت صحیح نہوگی یہ ذخیرہ مین ہے اگر ایک شخص نے ایک عورت کو خطبہ (منگنی) کیا اور اُسکے واسطے مہر کی ضمانت کر لی اور کہا کہ شوہر نے مجھے حکم دیا کہ مین اُسکی طرف سے تیرے لیے تیرے مہر کی ضمانت کر لون پس عورت نے اس ایلچی کے قول پر بھیجنے والے سے اپنے آپ کو بیاہ دیا پھر شوہر آیا اور اُس نے اس ایلچی کی تصدیق کی کہ مین نے اسکو بھیجا ہے اور اسکو حکم دیا ہے کہ مہر کی ضمانت کر لے تو نکاح صحیح ہوگا اور ضمانت بھی صحیح ہوگی بشرطیکہ یہ ایلچی ضامن ہونے کی لیاقت[2] رکھتا ہو پھر جب اُسنے مال ضمانت ادا کیا تو شوہر سے واپس لیگا اور اگر بھیجنے والے نے آکر اس امر مین تصدیق کی کہ مین نے اسکو منگنی و نکاح کے واسطے بھیجا ہے اور ضمانت کا حکم دینے سے انکار کیا تو نکاح صحیح ہوگا لیکن ضمانت اس عورت اور ایلچی کے درمیان صحیح ہوگی مگر بھیجنے والے کے حق مین صحیح نہوگی چنانچہ عورت کو یہ اختیار ہوگا کہ ایلچی سے مطالبہ کر کے اپنا مہر وصول کر لے پھر ایلچی نے جو ادا کیا ہے وہ شوہر سے واپس نہین لے سکتا ہے اور اگر بھیجنے والے نے بھیجنے اور ضمانت کا حکم دینے دونون سے انکار کیا اور اس امر کے گواہ نہین ہین تو نکاح باطل ہوگا اور شوہر پر مہر واجب نہ ہوگا ولیکن عورت کو اختیار ہوگا کہ ایلچی سے مہر کا مطالبہ کرے پھر اسکے بعد روایات مختلف ہین چنانچہ اصل کی کتاب النکاح اور بعض روایات کتاب الوکالۃ مین مذکور ہے کہ عورت اُس سے نصف مہر کا مطالبہ کریگی اور بعض

---

[1] نفع یعنے چاہا کہ اس پسر بالغ کو بقدر مہر کے میرے مال سے خاص حصہ دیا جاوے ۱۲ منہ [2] لیاقت یعنے مثلاً آزاد عاقل بالغ ہو اور غلام یا مجور نہ ہو ۱۲

روایات کتاب الوکالۃ مین مذکور ہی کہ پورے مہر کا مطالبہ کریگی پس بعض نے فرمایا کہ اس مسئلہ مین دو روایتین ہین اور بعض نے فرمایا کہ اختلاف جواب بسبب اختلاف وضع ہر دو مسئلہ ہی اور یہی صحیح ہی چنانچہ ہم نے فصل وکالۃ مین مفصل بیان کیا ہی یہ محیط مین ہی۔ اور اگر ایلچی نے کہا کہ مجھے شوہر نے کچھ حکم نہین دیا ہی ولیکن مین تیرا اُس سے نکاح کیے دیتا ہون اور مہر کی ضمانت کیے لیتا ہون امید ہی کہ وہ اُسکو جائز رکھیگا پس عورت نے منظور کیا پھر شوہر نے بھیجنے سے انکار کیا تو یہ سب باطل ہوگا یہ عتابیہ فصل من لایجوز نکاحہ بالمہریۃ مین مذکور ہی اور اگر وکیل نے جسکو تزویج کے واسطے وکیل کیا ہی مہر کی بھی ضمانت کرلی اور ادا کردیا پس اگر ضمانت بحکم شوہر یعنے موکل ہو تو اُس سے واپس لیگا ورنہ نہین یہ خلاصہ مین ہی۔ پندرھوین فصل ذمی و حربی کے مہر کے بیان مین۔

جو چیز مسلمانون کے نکاح مین مہر ہوسکتی ہی وہی اہل ذمہ کے نکاح مین مہر ہوسکتی ہی اور جو چیز مسلمانون کے نکاح مین مہر نہین ہوسکتی ہی وہ ذمیون کے نکاح مین مہر نہین ہوسکتی ہی سوا‎ے شراب و سور کے کہ مخصوص ہیونگے مہر مین جائز ہی یہ بدائع مین ہی۔ اور اگر ذمی مرد نے ذمیہ عورت سے مردار یا خون پر نکاح کیا یا ذمیہ سے بغیر مہر کے نکاح کیا خواہ باین طور کہ دونون بے مہر ہونے پر راضی ہوئے یا دونون نے ذکر مہر سے سکوت کیا اور ایسا عقد اُنکی ملت مین جائز ہی پھر ذمی نے اُس سے وطی کی یا قبل وطی کے طلاق دیدی یا ذمی مرگیا تو امام اعظم رح کے نزدیک عورت مذکورہ کو کچھ مہر نہ ملیگا یہ عینی شرح کنز مین ہی خواہ دونون صورتون مین دونون مسلمان ہوجاوین یا دونون ہمارے یہان مقدمہ پیش کرین یا ایک ہی مقدمہ دائر کرے اور یہ اُسوقت ہی کہ جب نفی مہر کے ساتھ مہر مثل دلایا جانا اُنکا مذہب نہو یہ فتح القدیر مین ہی۔ اسیطرح اگر دو حربیون نے مردار یا خون پر یا بدین شرط کہ عورت کے واسطے کچھ مہر نہین ہی عقد باندھا اور یہ دار الحرب مین عقد واقع ہوا تو بالاتفاق ہمارے اصحاب ثلثہ رحمہم اللہ کے نزدیک عورت کے واسطے کچھ مہر نہوگا یہ عینی شرح کنز مین ہی خواہ دونون مسلمان ہوجاوین یا ہمارے یہان مرافعہ کرین یہ فتح القدیر مین ہی۔ اور اگر ذمی مرد نے کسی ذمیہ عورت سے شراب یا سور پر نکاح کیا پھر دونون مسلمان ہوگئے یا ایک مسلمان ہوا پس اگر شراب یا سور معین ہو اور ہنوز اُسپر قبضہ نہین ہوا ہی تو عورت کو سوا‎ے اُس معین کے کچھ نہ ملیگا اور اگر غیر معین ہو مثلاً بعد بیان کے اپنے ذمہ قرضہ رکھا ہو تو عورت کو شراب کی صورت مین قیمت ملیگی اور سور کی صورت مین مہر مثل ملیگا اور یہ امام ابو حنیفہ رح کا قول ہی اور امام ابو یوسف رح نے فرمایا کہ عورت کو مہر مثل ملیگا خواہ شراب و سور معین ہو یا غیر معین ہو اور امام محمد رح نے فرمایا کہ چاہے معین ہو یا غیر معین ہو عورت کو قیمت ملیگی اور اُنہین اختلاف نہین ہی کہ شراب یا سور اگر اُسکے ذمہ دین ہو تو عورت کا مہر یہی ہوگا جو قرار پایا ہی اور کچھ نہوگا اور یہ سب اُس صورت مین ہی کہ اسلام سے پہلے مہر مقبوض نہو اور اگر قبضہ کرچکی ہو تو اب عورت کو کچھ نہ ملیگا یہ بدائع مین ہی۔ اور اگر قبل دخول کے ذمی نے اُسکو طلاق دیدی تو معین ہونیکی

سلہ ذمی وہ کافر جو مسلمانون کے ماتحت ہین اور حربی وہ کافر جس سے لڑائی ہی یعنے ماتحت نہین ہین ۱۲ سلہ ذمہ قرضہ یعنے اُدھار رکھا پھر شراب بدلکر قیمت ہوگئی اور سور کی صورت مین تسمیہ باطل ہی تو مہر المثل ملیگا ۱۲ سلہ یعنے در واقع مہر یہی ہی ولیکن اسلام اسکے بجائے اس کا معاوضہ دلاتا ہے ۱۲ م سلہ یعنے بحالت نکاح ۱۲

صورت مین عورت کو نصف معین ملیگا اور یہ امام اعظمؒ کا قول ہی اور غیر معین ہونے کی صورت مین شراب کی صورت مین نصف قیمت اور سور کی صورت مین عورت کو متعہ ملیگا یہ کافی مین ہی سوطہوین فصل جہیز دختر کے بیان مین اگر اپنی دختر کو جہیز دیکر اسکے سپرد کر دیا تو پھر استحسانًا باپ کو یہ اختیار نہین ہی کہ اُس سے واپس لیوے اور اسی پر فتوے ہی اور اگر عورت والون نے سپرد کرنے کے وقت کچھ لیا تو شوہر کو اختیار ہوگا کہ یہ واپس کر لے اسواسطے کہ یہ رشوت ہے یہ بحر الرائق مین ہی۔ اور اگر عورت کے زفاف کے (یعنی عورت کو بھیجنے کے وقت ۱۲) وقت شوہر نے کچھ چیزین بھیجین ازانجملہ دیبا کا کپڑا تھا پھر جب وہ عورت شوہر کے یہان رخصت کر دیگئی تو شوہر نے دیبائے مذکور اُس سے واپس لینا چاہا تو اُسکو اختیار نہین ہی بشرطیکہ بطور دیدینے و مالک کر دینے کے بھیجا ہو یہ فصول عمادیہ مین ہی۔ ایک شخص نے اپنی دختر کا نکاح کر کے جہیز دیکر رخصت کیا پھر مدعی ہوا کہ جو کچھ مین نے اسکو دیا تھا وہ اُسکے پاس بطور عاریت تھا اور دختر نے کہا کہ یہ میری ملک ہے کہ تو نے مجھے جہیز مین دیا ہی یا عورت کے مرنے کے بعد شوہر نے یہ دعوے کیا تو انھین دونون کا قول قبول ہوگا باپ کا قول قبول نہوگا اور شیخ علی سغدیؒ سے نقل کیا گیا ہی کہ اُنھون نے بیان کیا کہ باپ کا قول قبول ہوگا اور ایسا ہی امام سرخسی نے ذکر کیا ہی اور اسی کو بعض مشائخ نے اختیار کیا ہی اور واقعات مین مذکور ہی کہ اگر رواج اسیطرح ظاہر ہو جیسا ہمارے ملک مین ہی تو قول شوہر کا قبول ہوگا اور اگر رواج مشترک ہو یعنے کبھی جہیز ہوتا ہی اور کبھی عاریت تو باپ کا قول قبول ہوگا کذا فے التبیین اور صدر الشہیدؒ نے فرمایا کہ یہی تفصیل فتوے کے لیے مختار ہی یہ نہر الفائق مین ہی۔ اور جس صورت مین کہ شوہر کا قول قبول ہوا اور باپ نے گواہ قائم کیے تو باپ کے گواہ قبول ہونگے اور صحیح گواہی اس صورت مین یون ہی کہ دختر کو سپرد کرنے کے وقت گواہ کر لے کہ مین نے یہ چیزین جو اس عورت کو سپرد کی ہین وہ بطریق عاریت ہین یا ایک تحریر لکھی اور دختر کے اقرار کو یہ سب چیزین جو اس فہرست مین تحریر ہین میرے والد کی ملک ہین اور میرے پاس بطور عاریت ہین تحریر کرا لے لیکن یہ امر واسطے قضاء کے لائق ہی نہ واسطے احتیاط کے یہ بحر الرائق مین ہی۔ اور اگر اپنی دختر بالغہ کا نکاح کیا اور اُسکو جہیز مین معین چیزین دین مگر ہنوز اُسکے سپرد نہین کی ہین کہ اسکے بعد عقد فسخ ہو گیا اور باپ نے اُسکو کسی دوسرے کے نکاح مین دیا تو دختر مذکورہ کو باپ سے اس جہیز کے مطالبہ کا اختیار نہین ہی اور اگر دختر کے باپ پر قرضہ ہوا اور باپ نے اُسکو جہیز دیا پھر دعوے کیا کہ مین نے اُسکو قرضہ مین دیا ہی اور دختر نے دعوے کیا کہ تو نے اپنے مال سے دیا ہی تو باپ کا قول قبول ہوگا اور اگر اپنے ام ولد کو کچھ مال دیا کہ اس سے جہیز دختر کا سامان کرے پس اُسنے سامان کر کے دختر کے سپرد کر دیا تو ام ولد کا دختر کو سپرد کرنا صحیح نہین ہی جبتک کہ باپ سپرد نہ کرے۔ دختر صغیرہ نے اپنے مان و باپ و اپنی کوشش کے مال سے جہیز کے کپڑے بنکر تیار کیے اور برابر ایسا ہی کرتی رہی یہانتک کہ وہ بالغہ ہو گئی پھر اُسکی مان مر گئی پھر اُسکے باپ نے سب جہیز اُسکے سپرد کر دیا تو اُسکے بھائیون کو یہ اختیار نہین ہی کہ جانب مادری سے اپنے حصون کا دعوے کرین۔ ایک عورت نے ایسے ابریشم سے جسکو اُسکا باپ خریدتا تھا بہت چیزین تیار کین پھر باپ مر گیا تو عادت کے موافق یہ سب

چیزین اُسی عورت کی ہونگی۔ مان نے دختر کے جہیز مین بہت چیزین باپ کے اسباب سے باپ کی حضوری وعلم مین دختر کو دین اور باپ خاموش رہا اور دختر کو شوہر کے پاس رخصت کر دیا تو باپ کو یہ اختیار نہو گا کہ دختر سے یہ اسباب واپس کرلے اسیطرح اگر مان نے دختر کے جہیز مین معتاد کے موافق خرچ کیا اور باپ خاموش ہی تو بھی مان ضامن نہو گی یہ قنیہ مین ہی۔ ایک مرد نے ایک عورت سے نکاح کیا اور عورت کو تین ہزار دینار دست پیمان کے دیے اور یہ عورت ایک تونگر کی دختر ہی اور باپ نے اُسکو جہیز نہ دیا تو امام جمال الدین وصاحب محیط[مہر معجل ۱۲] نے فتوے دیا ہی کہ شوہر کو اختیار ہو گا کہ موافق عرف دختر کے باپ سے جہیز کا مطالبہ کرے اور اگر وہ جہیز نہ دے تو اپنا دست پیمان واپس لے اور اسی کو ائمہ نے اختیار کیا ہی۔ ایک شخص نے دوسرے کو دھوکا دیا کہ مین تیرے ساتھ اپنی دختر بڑے بھاری جہیز کے ساتھ بیاہ دونگا اور تیرا دست پیمان اسقدر دینار تجھے واپس دونگا پس اُس سے دست پیمان لے لیا اور دختر بلا جہیز اُسکو دی تو اسکی کوئی روایت نہین ہی ولیکن صدر الاسلام برہان الائمہ ومشائخ بخارا نے فتوے دیا ہی کہ اگر باپ نے دختر کو کچھ جہیز نہ دیا تو شوہر اس عورت کے دست پیمان مثل سے جسقدر زائد ہو واپس لیگا اور صدر الاسلام وعماد الدین نسفی نے بمقابلہ دست پیمان کے مقدار جہیز کا اندازہ یون فرمایا ہی کہ بمقابلہ ہر دینار دست پیمان کے تین یا چار دینار جہیز کے ہون پس اگر باپ نے اسقدر نہ دیا تو دست پیمان واپس کرلے اور امام مرغینانی رح نے فرمایا کہ صحیح یہ ہی کہ عورت کے باپ سے شوہر کچھ نہین لے سکتا ہی اسواسطے کہ نکاح مین مال مقصود نہین ہوتا ہی یہ وجیز کردری مین ہی ایک شخص نے اپنی دختر کے واسطے جہیز تیار کیا اور دختر کو سپرد کرنے سے پہلے مرگیا پھر باقی وارثون نے جہیز کے مال سے اپنا اپنا حصہ طلب کیا پس اگر تجہیز[۱] کے وقت دختر بالغہ ہو تو باقی وارثون کو انکا حصہ ملیگا ایسا ہی مذکور ہی اور یہی صحیح ہی اسوجہ سے کہ جب وہ بالغہ تھی اور باپ نے اُسکے سپرد نہ کیا تو قبضہ صحیح ہو گا اور ملک ثابت نہو گی بخلاف اسکے اگر صغیرہ ہو تو باقی وارثون کو کچھ حصہ نہ ملیگا اسواسطے کہ صغیرہ کا قبضہ وہی اُسکے باپ کا قبضہ ہی یہ جواہر الفتاوے مین ہی۔ ایک عورت نے اپنا اسباب اپنے شوہر[۲] کو دیا اور کہا کہ اسکو فروخت کرکے کتخدائی مین خرچ کر پس اُسنے ایسا ہی کیا پس آیا مرد مذکور پر اُسکی قیمت لازم ہو گی کہ عورت کو دیدے تو فرمایا کہ ہان یہ فتاوے خجندی مین ہی۔ ایک عورت کسی مرد کی طلاق وغیرہ کی عدت مین ہی اُسکو ایک شخص نے بدین امید نفقہ دیا کہ بعد انقضاے عدت کے میرے ساتھ نکاح کرلیگی پھر جب اُسکی عدت گذر گئی تو اُسنے نکاح کرنے سے انکار کیا پس اگر اُس مرد نے نفقہ دینے مین یہ شرط کرلی کہ میرے ساتھ نکاح کرلے تو جو کچھ خرچ دیا ہی وہ واپس لے سکتا ہی خواہ عورت مذکورہ اُسکے ساتھ نکاح کرے یا نہ کرے اسکو صدر شہید رح نے ذکر فرمایا ہی اور صحیح یہ ہی کہ اگر عورت نے نکاح کرلیا ہی تو واپس نہ لیگا۔ اور اگر انفاق مین یہ شرط نہین لگائی بلکہ فقط اس طمع سے نفقہ دیا ہی تو اسمین مشائخ نے اختلاف کیا ہے اور اصح یہ ہی کہ وہ واپس[نفقہ دیا ہوا ۱۲] نہین لے سکتا ہی ایسا ہی صدر شہید رح نے فرمایا ہی اور شیخ امام اُستاد نے فرمایا

---

[۱] تجہیز جہیز کا سامان کرتے وقت ۱۲ [۲] ظاہر اشوہر سے یہ مراد ہی کہ جو بعد نکاح ہو جانیکے شوہر ہو جائیگا نہ بالفعل ۱۲

کہ اصح یہ ہی کہ وہ بہرحال واپس لیگا خواہ اُسکے ساتھ نکاح کرے یا نہ کرے اسواسطے کہ یہ رشوت ہے اور اسی کو محیط مین اختیار کیا ہی اور یہ سب اُسوقت ہی کہ مرد نے اُسکو نقدی درم دیے ہون کہ جنکو وہ اپنے مصارف مین خرچ کرتی ہو اور اگر فقط اُسکے ساتھ کھاتی ہو تو اُس سے کچھ واپس نہین لے سکتا ہی اور اگر ایک مرد نے کسی شخص کے باغ انگور مین بدین طمع کام کیا کہ اپنی دختر میرے ساتھ بیاہ دیگا مگر اُس نے بیاہ نہ کیا تو اُس سے اجر المثل لے سکتا ہی خواہ دختر کے نکاح کر دینے کی شرط کی ہو یا نہ کی ہو بشرطیکہ اتنا معلوم ہو کہ وہ اسی غرض سے یہ مشقت دکار کرتا ہی اور اُستاذ ظہیر الدین رح نے فرمایا کہ کچھ نہین لے سکتا ہی یہ خلاصہ مین ہی ایک مرد نے دوسرے کی دختر کا خطبہ[1] کیا پس باپ نے کہا کہ ہان اچھا بشرطیکہ تو چھ مہینہ یا سال تک اگر مہر نقد ادا کریگا تو مین تیرے ساتھ بیاہ دونگا پھر مرد مذکور نے اسکے بعد دختر مذکورہ کے باپ کے گھر ہدیہ بھیجنا شروع کیے مگر اسقدر مدت مین اُس سے سب مہر کا بندوبست نہو سکا پس باپ نے اُسکے ساتھ دختر کی شادی نہ کی پس آیا جو مال اُس نے مہر مین بھیجا ہی وہ واپس لے سکتا ہی تو مشائخ نے فرمایا کہ جو مال اُسنے مہر مین بھیجا ہی خواہ قائم ہو یا تلف ہو گیا ہو سب واپس لیگا اور اسیطرح جو ہدیہ ہو اور وہ قائم ہو اُسکو بھی واپس لے سکتا ہی اور جو تلف ہو گیا ہے یا تلف کر ڈالا ہی اُسمین سے کچھ نہین لے سکتا ہی۔ ایک عورت کی باندی و غلام ہین پس اُسنے اپنے شوہر سے کہا کہ تو انکو میرے مہر سے نفقہ دیا کر پس شوہر نے ایسا ہی کیا پھر عورت نے کہا کہ مین اسکو مہر مین محسوب نہ کرونگی اسواسطے کہ تو نے انسے خدمت لی ہی تو شیخ امام ابو القاسم نے فرمایا کہ جو کچھ شوہر نے بطور معروف خرچ کیا ہی وہ مہر مین ہوگا۔ یہ فتاوے قاضیخان مین ہی

سترھوین فصل متاع خانہ کی نسبت شوہر و زوجہ کے اختلاف کرنیکے بیان مین۔

امام ابو حنیفہؒ و امام محمدؒ نے فرمایا کہ جس گھر مین شوہر و زوجہ رہتے ہین اگر اُسکے اسباب موجودہ مین دونون نے اختلاف کیا خواہ درحالیکہ نکاح قائم ہووے یا قائم نہو خواہ کسی ایسے فعل سے جدائی واقع ہوئی جو شوہر کی طرف سے واقع ہوا یا ایسے فعل سے جو زوجہ کی طرف سے واقع ہوا ہو تو جو چیزین عادت کے موافق عورتون کی ہوتی ہین جیسے کرتیان و اوڑھنی و چرخہ و پٹارے وغیرہ تو یہ عورت کی ہونگی الا اُس صورت مین نہونگی کہ شوہر اپنی ملک ہونیکے گواہ قائم کرے اور جو چیزین عادت کے موافق مردون کی ہوتی ہین جیسے ہتھیار و ٹوپیان و قبا و پٹکا و پیٹی و کمان وغیرہ وہ مرد کی ہونگی الا اُس صورت مین نہونگی کہ عورت اپنی ملک ہونیکے گواہ قائم کرے اور جو چیزین عورت و مرد دونون کی ہوتی ہین جیسے غلام و باندی و بچھونے و گاے و بکریان و بیل وغیرہ وہ مرد کے ہونگے الا اُس صورت مین نہونگے کہ عورت گواہ قائم کرے کہ میری ملک ہے یہ فتاوے قاضیخان مین ہی۔ اور اگر دونون مین سے ایک مر گیا اور اُسکے وارثون اور باقی زندہ کے درمیان اختلاف ہوا تو بنا بر قول امام ابو حنیفہؒ و امام محمدؒ کے جو چیزین مردون کے لائق ہوتی ہین وہ شوہر کی ہونگی اگر وہ زندہ ہو یا اُسکے وارثون کی ہونگی اگر مر گیا ہو اور جو چیزین عورتون کے لائق ہوتی ہین

[1] یعنی منگنی ۱۲

ف[a] جو ایسے کام کی مزدوری ہو ۱۲ منہ

وہ عورت کی ہونگی اگر زندہ ہو یا وارثون کی اگر مرگئی ہو اور جو چیزین دونون کے لائق ہون وہ بنا بر قول امام محمدؒ کے شوہر کی ہونگی اگر زندہ ہو یا اُسکے وارثون کی اگر مرگیا ہو اور امام اعظمؒ نے فرمایا کہ ایسی چیزین دونون مین سے اُسکی ہونگی جو زندہ رہگیا ہو اور جو چیزین تجارت کی ہون اور مرد تجارت کرنے مین معروف ہو یعنے لوگ جانتے ہون کہ یہ تاجر ہے تو یہ سب شوہر کی ہونگی یہ محیط مین ہے۔ اور اگر شوہر و زوجہ دونون مین سے ایک آزاد ہو اور دوسرا مملوک ہو خواہ مجحور ہو یا ماذون ہو یا مکاتب ہو تو کچھ اسباب ہے وہ اُسی کا ہوگا جو آزاد ہے خواہ شوہر ہو یا زوجہ ہو اور صاحبینؒ نے فرمایا کہ اگر مملوک مجحور ہو تو یہی حکم ہے اور اگر ماذون یا مکاتب ہو تو وہی حکم ہوگا جو دونون کے آزاد ہونے کی صورت مین بیان ہوا ہے اور اگر دونوں مین سے ایک مسلمان یعنے شوہر مسلمان ہو اور دوسرا یعنے عورت کافرہ کتابیہ ہو تو وہی حکم ہے جو دونون کے مسلمان ہونے کی صورت مین مذکور ہوا ہے۔ اور اگر دونون مین سے ایک صغیر ہو اور ایک بالغ ہو یا دونون صغیر ہون تو بعض روایات مین مذکور ہے کہ یہ دونون یکسان ہین یہ فتاوےٰ قاضیخان مین ہے۔ اور اگر دونون مملوک یا دونون مکاتب ہون تو بھی اسباب خانہ داری مین قول اسیطرح تفصیل کے ساتھ ہوگا جیسا ہمنے بیان کیا ہے یہ محیط مین ہے اور یہ سب صورتین جو ہم نے بیان کی ہین ہر حال اسی حکم پر رہینگی مکان کیوجہ سے انمین کچھ فرق نہوگا خواہ مکان مذکور جس مین دونون رہتے ہین شوہر کی ملک ہو یا جورو کی ملک ہو اور اگر زوجہ کے سوائے دوسرا کسی کے عیال مین ہو مثلاً پسر اپنے باپ کی عیال مین ہو یا باپ اپنی اولاد کے عیال مین ہو یا اُسکے مثل کوئی صورت ہو تو اشتباہ کے وقت اسباب خانہ اُس شخص کا ہوگا جسکے عیال مین ہے یہ فتاوےٰ قاضیخان مین ہے۔ اور اگر شوہر کی کئی زوجہ ہون اور مرد اور ان عورتون مین اسباب خانہ کی نسبت اختلاف ہوا پس اگر سب عورتین ایک ہی گھر مین ہون تو جو چیزین زنانہ کی ہوتی ہین وہ ان سب عورتون مین مساوی مشترک ہونگی اور اگر ہر عورت علیحدہ گھر مین ہو تو جو اسباب اُس گھر مین ہو وہ اُسی عورت اور شوہر کے درمیان موافق تفصیل مذکورہ سابقہ کے مشترک ہوگا اور کوئی عورت دوسری عورت کے ساتھ شریک نہو گی یہ محیط مین ہے اور اگر زوجہ نے کسی متاع کی نسبت اقرار کیا کہ مین نے اسکو اپنے شوہر سے خریدا ہے تو وہ متاع شوہر کی ہوگی اور عورت پر واجب[1] ہوگا کہ گواہ قائم کرے اور اگر دونون نے اس گھر کی بابت جسمین دونون رہتے ہین اختلاف کیا کہ ہر ایک نے اسپر اپنا دعوے کیا کہ یہ میرا ہے تو شوہر کا قول قبول ہوگا لیکن اگر عورت نے گواہ قائم کیے یا دونون نے اپنے اپنے گواہ قائم کیے تو عورت کے گواہون پر حکم دیا جائیگا۔ اور اگر کوئی گھر ایک عورت اور ایک مرد کے قبضہ مین ہو اور عورت نے گواہ قائم کیے کہ یہ گھر میرا ہے اور یہ مرد میرا غلام ہے اور مرد نے گواہ قائم کیے کہ یہ گھر میرا ہے اور یہ عورت میری جورو ہے کہ مین نے اس سے ہزار درم پر نکاح کر کے اسکو پورا مہر دیدیا ہے ولیکن مرد نے اسکے گواہ قائم نہ کیے کہ مین آزاد آدمی ہون تو حکم دیا جائیگا کہ یہ گھر اور یہ مرد دونون عورت کی ملک ہین اور ان دونون نکاح نہین ہے

[1] یہ وجوب بمعنے فعل لابد نہین ہے بلکہ یہ مراد ہے کہ اگر لینا چاہے تو گواہ لاوے ۱۲ منہ

اور اگر مرد نے گواہ دیے کہ مین اصلی آزاد ہون اور باقی مسئلہ بحالہ ہی تو مرد کی آزادی کا حکم ہوگا اور عورت کے ساتھ نکاح کا حکم ہوگا اور یہ حکم دیا جائیگا کہ یہ گھر اس عورت کی ملک ہے یہ فتاوےٰ قاضیخان مین ہی۔ اور اگر ایسے اسباب مین جو زنانہ ہوتا ہی دونون نے اختلاف کیا اور دونون نے اپنے گواہ قائم کیے تو شوہر کے واسطے حکم دیا جائیگا یہ محیط مین ہی۔ اور اگر عورت نے شوہر کی روئی سے سوت کاتا پھر جدائی ہونے سے پہلے یا بعد جدائی کے اس سوت مین دونون نے اختلاف کیا پس اگر مرد نے جورو کو سوت کاتنے کا حکم دیا ہو مثلاً یون کہا کہ اس روئی سے میرے واسطے سوت کات دے تو سوت شوہر کا ہوگا اور عورت کی اسپر کچھ اجرت نہ ہوگی لیکن اگر شوہر نے اُسکے واسطے کوئی اجرت معلوم مقرر کر دی ہو تو عورت کو وہ اجرت ملیگی اور اگر شوہر نے اجرت مجہول مقرر کی ہو یا یہ شرط کی ہو کہ سوت و کپڑا دونون مین مشترک ہوگا تو سوت شوہر کا ہوگا اور عورت کے واسطے مرد پر اجر المثل[1] واجب ہوگا۔ اور اگر دونون نے اجرت مین اختلاف کیا چنانچہ جورو نے کہا کہ مین نے اجرت پر کاتا ہی اور شوہر نے کہا کہ بلا اجرت تھا تو قسم کے ساتھ شوہر کا قول قبول ہوگا۔ اور اگر شوہر نے عورت سے کہا ہو کہ تو اسکو اپنے واسطے کات لے تو سوت عورت ہی کا ہوگا اور عورت پر کچھ واجب نہوگا اور اگر دونون نے اختلاف کیا چنانچہ مرد نے دعوے کیا کہ مین نے تجھے حکم دیا تھا کہ تو میرے واسطے سوت کات دے اور عورت نے دعوے کیا کہ نہین بلکہ تو نے کہا تھا کہ اپنے واسطے سوت کات لے تو شوہر کا قول قسم کے ساتھ قبول ہوگا اور اگر یون کہا کہ اس روئی کا سوت کات تاکہ سوت ہمارے[2] واسطے حاصل ہو تو سوت مرد ہی کا ہوگا اور عورت کے واسطے اجر المثل واجب ہوگا اور اگر اسیقدر کہا کہ اسکا سوت کات اور اس سے زیادہ کچھ نہ کہا تو سوت شوہر کا ہوگا اور اگر عورت کو سوت کاتنے سے منع کر دیا ہو مگر اُسنے روئی لیکر سوت کات لیا تو یہ غصب ہی پس سوت عورت کا ہوگا اور عورت پر اس روئی کے مثل روئی شوہر کو دینی واجب ہوگی اور اگر اس صورت مین دونون نے اختلاف کیا کہ شوہر نے کہا کہ تو نے میری اجازت سے سوت کاتا ہی اور عورت نے کہا کہ بدون تیری اجازت کے مین نے کات لیا ہی تو شوہر کا قول قبول ہوگا اور اگر شوہر روئی اپنے گھر لایا اور عورت سے کچھ نہین کہا پھر عورت نے اُسکا سوت کات لیا پس اگر شوہر روئی فروش ہو تو عورت پر اس روئی کے مثل روئی واجب ہوگی اور یہ سوت اُسی عورت کا ہوگا اور اگر وہ روئی فروش نہو پس اگر شوہر دعوے کرتا ہو کہ مین نے اجازت دی تھی تو شوہر کا قول قبول ہوگا چنانچہ اگر شوہر گھر مین گوشت لاوے اور عورت اُسکی اُسکو پکا دے تو طعام شوہر کا ہوتا ہی۔ اور اسیطرح اگر کپڑے مین اختلاف کیا چنانچہ شوہر نے کہا کہ تو نے جولاہہ کو کپڑا بُننے کے واسطے سوت میری اجازت سے دیا ہی اور عورت نے کہا کہ بغیر اجازت دیا ہی تو شوہر کا قول قبول ہوگا یہ فتاوےٰ قاضیخان مین ہی اور نکاح فتاوےٰ ابو اللیث رحمہ اللہ مین ہی کہ ایک عورت نے اپنے شوہر کی روئی اُسکی اجازت سے کاتی اور یہ دونون اسکا کپڑا فروخت کیا کرتے تھے اور اُسکے ثمن سے اپنی ضرورت کا سامان خریدا کرتے تھے

[1] اجر المثل یعنے جو ایسے کام کی مزدوری ہوتی ہی عورت کو وہ دیا جاویگا ۱۲ منہ
[2] یعنے ہم دونون کے واسطے ۱۲

اور دونون نے تھان مین سے تھوڑے کپڑے گھر کے بنائے تو یہ تھان اور جو چیز اُسکے عوض خریدی گئی ہے سب مرد کی ہوگی سوائے اُن چیزون کے جو مرد نے عورت کے واسطے خریدی ہین یا عادت سے یہ بات معلوم ہو کہ یہ چیز شوہر نے عورت کے واسطے خریدی ہے تو یہ عورت کو ملیگی۔ اور ہیوع فتاوےٰ ابواللیث مین ہے کہ ایک مرد اپنی عورت کو اُسکی ضرورت کی چیزین دیا کرتا تھا اور کبھی کبھی اُسکو درم بھی دیتا تھا اور کہتا تھا کہ ان درمون سے روئی خریدکر اسکا سوت کات پس عورت روئی خریدکر کاتتی تھی پھر اُسکو فروخت کرکے اُسکے ثمن سے خانہ داری کے اسباب خریدتی تھی تو یہ اسباب عورت کا ہوگا یہ ذخیرہ مین ہے۔ ایک عورت نے شوہر کے نام سے اُسکی روبالین سندیل بنانے کے واسطے روئی کا سوت کاتا اور اُسکا کپڑا بُنے جانے سے پہلے وہ عورت مرگئی تو یہ سوت اُسکے شوہر کا ہوگا ایک شخص اپنی عورت کا قوام ہے یعنے اُسکا خرچ اپنے بندوبست سے اُٹھاتا ہے اور عورت کے واسطے جو رتہ خریدتا ہے اور عورت اُسکا سوت کاتتی ہے اور شوہر یہ سوت جولاہہ کو دیتا ہے چنانچہ ایسی صورت مین جولاہہ نے چند تھان بنے پھر شوہر و جورو مین جدائی واقع ہوئی پس اگر عورت نے بدین غرض بُنے ہون کہ یہ فروخت کیے جاوین یا شوہر کے کپڑے بنائے جائین تو یہ مرد کے ہونگے اور اگر عورت نے اپنے واسطے ایسا کیا ہو تو اُسکے ہونگے یہ قنیہ مین ہے

آٹھوان باب۔ نکاح فاسد و اُسکے احکام کے بیان مین۔ جب نکاح فاسد واقع ہو تو شوہر و زوجہ مین قاضی تفریق کرا دیگا پس اگر ہنوز شوہر نے اُسکے ساتھ دخول نہ کیا ہو تو عورت کے واسطے کچھ مہر نہوگا اور نہ عدت واجب ہوگی اور اگر اُس عورت کے ساتھ وطی کرلی ہو تو عورت مذکورہ کو مہر مسمّٰے اور مہر مثل مین سے جو کم مقدار ہو ملیگی بشرطیکہ اس نکاح مین مہر مسمّٰے ہوگیا ہو اور اگر نکاح مین کچھ مہر قرار نہ پایا ہو تو عورت مذکورہ کو مہر مثل چاہیے جسقدر ہو ملیگا اور عدت واجب ہوگی اور جماع وہ معتبر ہے جو فرج کی راہ سے ہو تاکہ مرد مذکور معقود علیہ پھر پانے والا ہو جائے اور عدت اُسوقت سے شمار ہوگی کہ جب قاضی نے دونون مین تفریق کردی ہے اور یہ ہمارے علمائے ثلثہ رحمہم اللہ کا مذہب ہے یہ محیط مین ہے۔ اور مجموع النوازل مین لکھا ہے کہ نکاح فاسد مین جو طلاق ہوتی ہے وہ متارکت یعنے باہم ایک دوسرے کو چھوڑ دینا ہے طلاق شرعی نہین ہے چنانچہ تعداد طلاق یعنے تین طلاق مین سے کوئی عدد[1] کم نہوگا یہ خلاصہ مین ہے اور نکاح فاسد مین بعد دخول کے متارکت فقط بقول ہوتی ہے مثلاً یون کہے کہ مین نے تیری راہ چھوڑ دی یا تجھے چھوڑ دیا اور خالی نکاح کے انکار سے متارکت نہوگی لیکن اگر انکار کے ساتھ یہ بھی کہا کہ تو جا کر اپنا نکاح کرلے تو یہ متارکت ہوگی اور بعد دخول واقع ہونیکے ایک[2] دوسرے کے پاس نہ جانے سے متارکت نہوگی اور صاحب المحیط نے فرمایا کہ قبل دخول کے بھی متارکت بدون قول کے متحقق نہین ہوتی ہے اور ان دونون مین سے ہر ایک کو بدون حضوری دوسرے کے فسخ نکاح کا اختیار رہتا ہے اور بعد دخول

---

[1] یعنے اگر بعد اسکے نکاح صحیح کرے تو اُسکو پورے تین طلاق کا اختیار ہوگا اور دو طلاق اس عورت کے حق مین مغلظہ شمار نہ ہونگے ۱۲ منہ [2] ایک دوسرے کو چھوڑ دینا ۱۲

واقع ہونے کے بدون دوسرے کی حضوری کے فسخ نکاح کا اختیار نہین رہتا ہی یہ وجیز کردری مین ہی اور دونون مین سے جو متارکت نہین ہوا ہی اُسکا آگاہ ہونا متارکت صحیح ہونے کے واسطے شرط ہی اور یہی صحیح ہی چنانچہ اگر اُسکو آگاہی نہ ہوئی تو عورت کی عدت منقضی نہوگی یہ قنیہ مین ہی اور صحیح یہ ہی کہ عورت کا متارکت سے آگاہ ہونا شرط نہین ہی جیسے کہ طلاق مین شرط نہین ہی اور عدت وفات کی نکاح فاسد مین واجب نہین ہوتی ہی اور نہ نفقہ واجب ہوتا ہی اور اگر نکاح فاسد مین نفقہ سے صلح کرے تو جائز نہین ہی یہ وجیز کردری مین ہی۔ اور نکاح فاسد سے جو اولاد پیدا ہو اُسکا نسب ثابت ہوتا ہی اور دخول کے وقت سے امام محمدؒ کے نزدیک نسب کے واسطے مدت شمار کیجائیگی اور فقیہ ابو اللیثؒ نے فرمایا کہ اسی پر فتوے ہی یہ تبیین مین ہی اور نکاح فاسد مین دخول سے پہلے کوئی حکم ثابت نہین ہوتا ہی چنانچہ اگر کسی عورت سے نکاح فاسد[1] نکاح کیا پھر اُسکی ماں کو بشہوت چھُوا پھر اُس عورت منکوحہ کو چھوڑ دیا تو اُسکو اختیار[2] ہوگا چاہے اُسکی ماں سے نکاح کرلے یہ خلاصہ مین ہی۔ آزاد نے اگر اپنی جورو کو خریدا تو نکاح فاسد ہو جائیگا بخلاف غلام ماذون کے کہ اگر اُسنے اپنی جورو کو خریدا تو یہ حکم نہین ہی یہ سراجیہ مین ہی اور نکاح فاسد مین دخول کرنے سے محصن نہوگا اور اگر بعد تفریق کے اُس عورت سے وطی کی تو حد ماری جائیگی یہ معراج الدرایہ مین ہی۔ اور اگر نکاح فاسد عورت سے نکاح کیا اور اُسکے ساتھ خلوت کی پھر اُسکے بچہ پیدا ہوا اور شوہر نے دخول سے انکار کیا تو امام ابو یوسفؒ سے دو روایتین ہین ایک روایت مین فرمایا کہ نسب ثابت ہوگا اور مہر و عدت واجب ہوگی اور دوسری روایت مین فرمایا کہ نسب ثابت نہوگا اور مہر و عدت واجب نہوگی اور اگر مرد نے اُسکے ساتھ خلوت نہ کی ہو تو بچہ مرد مذکور کو لازم نہوگا یہ محیط مین ہی ایک شخص اپنی باکرہ جورو کے پاس سے برسون غائب رہا اور عورت مذکورہ نے کسی مرد سے نکاح کرلیا اور کئی بچے پیدا ہوئے یا عورت گرفتار ہوگئی اور حربی کافر نے اُس سے نکاح کیا اور کئی بچہ پیدا ہوئے یا عورت مذکورہ نے طلاق کا دعوے کرکے عدت پوری کرکے دوسرے مرد سے نکاح کیا اور اولاد ہوئی یا اُسکو اُسکے شوہر کی موت کی خبر پہونچی اور اُسنے عدت پوری کرکے دوسرے مرد سے نکاح کیا اور اولاد ہوئی تو امامؒ کے نزدیک یہ اولاد پہلے شوہر کی کہلائیگی خواہ پہلا شوہر اُنکی نفی کرے یا دعوے کرے خواہ دوسرا شوہر نفی کرے یا دعوے کرے خواہ چھ مہینے سے کم مین جنی یا دو برس سے زیادہ مین اور دوسرے شوہر کو روا ہوگا کہ اپنے مال کی زکوٰۃ ان اولاد کو دے اور اگر اُنھون نے دوسرے شوہر کے واسطے گواہی دی تو مقبول ہوگی یہ وجیز کردری مین ہی۔ اور عبد الکریم جرجانی نے امام ابو حنیفہؒ سے روایت کی ہی کہ ایسی اولاد دوسرے شوہر کی ہوگی اور امام نے اس قول کیطرف رجوع کیا ہی اور اسی پر فتوے ہی یہ تجنیس مین ہی اور یہی فتاوے قاضیخان و سراجیہ مین ہی اور اسی پر صدر الشہیدؒ نے فتوے دیا ہی اور امام ظہیر الدین نے فرمایا کہ فتوے اس قول پر ہی کہ یہ اولاد اول کی ہوگی اسواسطے کہ نص سے یہ ثابت ہی کہ اولاد اُسکی ہوتی ہی جسکا فراش ہی۔ اور اگر اس صورت مین شوہر اول موجود ہو اور

---

[1] قال المترجم واضح رہے کہ علما نے فرمایا کہ چاہے نکاح فاسد کہو یا باطل کہو فرق نہین ہی فتفکر ۱۲ منہ [2] اختیار رہوگا اور اگر نکاح صحیح ہوتا تو یہ نکاح جائز نہوتا اور اگر ماں کو بشہوت نہ چھُوا ہو تو عورت سے بھی دوبارہ نکاح کرسکتا ہی ۱۲ منہ چھوڑ دینے والا ۱۲

باقی مسئلہ بحالہ ہو تو اولاد پہلے خاوند کی ہوگی یہ وجیز کردری مین ہی۔ ایک مرد نے ایک عورت سے نکاح کیا پھر اُس عورت کو اسقاط ہوا کہ جسکی خلقت ظاہر ہوگئی تھی اور یہ اسقاط نکاح سے چار مہینہ پر ہوا تو جائز ہی[1] اور چار مہینے سے ایک دن بھی کم ہو تو جائز نہوگا اور اگر مطلقہ یعنے طلاق دی ہوئی عورت نے نکاح کیا پھر کہا کہ مین عدت مین تھی تو دیکھا جائیگا کہ اگر پہلے شوہر کے طلاق دینے اور دوسرے کے نکاح کرنے مین دو مہینہ سے کم ہون تو اُسکے قول کی تصدیق کیجائیگی اور نکاح فاسد ہوگا اور اگر پورے دو مہینے یا زیادہ ہون تو تصدیق نہ کیجائیگی اور نکاح صحیح ہوگا یہ خلاصہ مین ہی

نوان باب رقیق کے نکاح کے بیان مین۔ غلام قن و مکاتب اور مدبر اور باندی و ام ولد کا نکاح جو بدون اجازت مالک[مطلوب ۱۲] کے ہو وہ موقوف رہتا ہی پس اگر مولے نے اجازت دیدی تو جائز ہوگا یعنے نافذ ہو جائیگا اور اگر رد کر دیا تو باطل ہو جائیگا اور اگر ان لوگون نے مولے کی اجازت سے نکاح کیا تو مہر انھین پر ہوگا یعنے قن و مکاتب و مدبر پر ہوگا ولیکن مہر کے مطالبہ مین قن تو فروخت کیا جا سکتا ہی اور مکاتب[2] و مدبر فروخت نہ کیے جاوینگے بلکہ مہر کے واسطے سعایت کرینگے یہ وقایہ مین ہی اسیطرح ام ولد کے بچہ کا اور جسکا کوئی حصہ آزاد کیا گیا ہی یہی حکم ہی کہ مہر کے واسطے فروخت نہ کیے جائینگے بلکہ مہر کے واسطے سعایت کرینگے یہ تبیین مین ہی اور اسیطرح جو باندی کہ مکاتبہ ہوگئی ہو وہ بھی مثل غلام مکاتب کے اپنے آپ نکاح مین خود مختار نہین ہی تاوقتیکہ مولے سے اجازت نہ لے نکاح نہین کر سکتی ہی اور اسیطرح غلام ماذون کو بھی یہ اختیار نہین ہی اسواسطے کہ مولے نے اسکو معاملہ تجارت مین اجازت دی ہی اور نکاح کر لینا تجارت مین داخل نہین ہی اور اسیطرح مدبرہ باندی بھی نکاح کرنے مین خود مختار نہین ہی یہ سراج الوہاج مین ہی۔ اور جو غلام محض مملوک ہو وہ مہر کے واسطے فروخت کیا جائیگا چنانچہ اوپر بیان ہوا ہی پھر اگر مہر کے واسطے غلام ایک دفعہ فروخت کیا گیا اور ثمن سے مہر پورا ادا نہوا تو دوبارہ فروخت نہ کیا جائیگا بلکہ بعد آزاد ہونے کے غلام سے باقی کا مطالبہ ہوگا اسوجہ سے کہ وہ بعوض تمام مہر کے بیع ہی بخلاف نفقہ کے کہ نفقہ کے واسطے بار بار ایک بعد دوسرے کے فروخت ہوتا رہیگا یہانتک کہ پورا ہو جاوے اور اگر غلام مر گیا تو مہر و نفقہ ساقط ہو جائیگا یہ تبیین مین ہی۔ اور جو مہر غلام[3] پر بدون اجازت مولے کے واجب ہوا اُسکے واسطے بعد آزادی کے ماخوذ ہوگا یہ فتاوےٰ قاضیخان مین ہی۔ اور اگر اپنے غلام کے ساتھ کسی عورت کا نکاح کر دینے کے بعد غلام کو فروخت کیا تو اسکا مہر غلام کی گردن پر ہوگا کہ جہان وہ جاوے اُسکے ساتھ ہوگا اور یہی صحیح ہی جیسے اگر کسی شخص کا مال تلف کر دیا اور اُسکا تاوان واجب ہوا تو وہ غلام کی گردن پر ہوتا ہی جہان جاوے اُسکے ساتھ جاتا ہے۔ اور اگر غلام کے ساتھ کوئی آزادہ عورت بیاہ دی پھر غلام کو آزاد کر دیا تو عورت مذکورہ مختار ہوگی چاہے مولے سے

---

[1] جائز ہی یعنے وہ اسی نکاح سے حاملہ ہوئی ہی اور اول ہی شب علوق ہوا اور اگر کم ہو تو پہلے سے حاملہ تھی پس نکاح جائز نہوگا مگر آنکہ اسی کے زنا سے ہو ۱۲ [2] مکاتب جبتک مکاتب ہے فروخت نہین ہو سکتا پھر جب عاجز ہو کر رقیق کر دیا جاوے تو فروخت ہوگا اور مولی اپنی حق تلفی پر راضی ہو چکا تھا ۱۲ [3] بشرطیکہ باجازت مولی نکاح کیا ہو ۱۲ [ع] یعنے مولے نے نکاح کی اجازت نہین دی ۱۲ [ف] فی الحال ماخوذ نہوگا ۱۲ [لغات] رقیق کسی قسم کا غلام و باندی قن بمعنی مملوک فلام قنہ محض مملوک باندی مکاتب جسکو لکھدیا ہو کہ اتنا مال ادا کرے تو آزاد ہی اور باندی مکاتبہ مدبر جسکو کہا کہ میرے مرنیکے بعد آزاد

تاوان لے یا غلام سے پس غلام کی قیمت اور مقدار مہر مین سے جو کم مقدار ہو اُسکا ضامن ہوگا۔ اور اگر اپنے مدبر غلام کے ساتھ کسی عورت کا نکاح کیا پھر مولے مر گیا تو مہر اُس غلام کی گردن پر ہوگا کہ جب آزاد کیا جاوے[سلہ] تو اُس سے مواخذہ کیا جائیگا یہ قنیہ مین ہے ایک شخص نے ایک عورت سے ہزار درم پر اپنے غلام کے ساتھ نکاح کر دیا پھر اُسی عورت کے ہاتھ نوسو درم کو غلام مذکور فروخت کر دیا حالانکہ غلام مذکور اُسکے ساتھ دخول کر چکا ہے تو عورت مذکورہ نوسو درم اپنے مہر مین سے لیگی اور نکاح باطل ہو جائیگا اور باقی سو درم عورت مذکورہ غلام سے کبھی نہین لے سکتی ہے اگرچہ وہ آزاد ہو جاوے۔ اور اگر کسی دوسرے شخص کے ہزار درم اس غلام پر قرضہ ہون اور اُسنے اس عورت کے ہاتھ فروخت کیے جانے کی اجازت دیدی تو نوسو درم ثمن مذکور قرضخواہ و عورت مذکورہ کے درمیان تقسیم ہونگے کہ عورت اپنے ہزار درم مہر کے حساب سے اور قرضخواہ اپنے ہزار درم قرضہ کے حساب سے اس ثمن مین حصہ دار قرار دیے جاوینگے پھر اُسکے بعد عورت مذکورہ اس غلام سے کبھی باقی نہین لے سکتی ہے اور قرضخواہ بعد اُسکے آزاد ہو جانے کے اپنا باقی قرضہ لے سکتا ہے یہ فتاوے قاضیخان مین ہے۔ اور مولے کو اپنے سب مملوکون پر نکاح کے واسطے جبر کرنے کا اختیار ہے سوائے ایسے غلام یا باندی کے جسکو مکاتب کر دیا ہو کذا فی العتابیہ پس مکاتب و مکاتبہ نکاح کے واسطے مجبور نہین کیے جا سکتے ہین اگرچہ صغیر ہون اور یہ مسئلہ نہایت غریب مسائل مین سے ہے کہ امر نکاح مین صغیر و صغیرہ کی رائے کا اعتبار کیا گیا ہے حتے کہ مشائخ نے فرمایا کہ اگر مولے نے ان دونون کا نکاح کیا تو ان دونونکی اجازت پر موقوف ہوگا اور پھر اگر دونون مال ادا کر کے آزاد ہو گئے تو جبتک دونون صغیر رہین تب تک انکی رائے کا اعتبار نہوگا بلکہ تنہا مولے کی رائے و والی کی رائے معتبر ہے یہ تبیین مین ہے اور اگر مولے نے مکاتبہ صغیرہ کا نکاح کیا پھر وہ مال کتابت ادا کرنے سے پہلے نکاح پر راضی ہو گئی اور اجازت دیدی پھر مال ادا کر کے آزاد ہو گئی تو فی الحال اُسکو خیار حاصل نہوگا اسواسطے کہ وہ صغیرہ ہے پھر جب بالغہ ہوگی تو وقت بلوغ کے اُسکو خیار عتق حاصل ہوگا یہ کافی مین ہے اور اگر اُس مکاتبہ نے نہ نکاح کی اجازت دی اور نہ رد کیا یہانتک کہ عاجز ہو گئی اور رقیق کر دیگئی تو نکاح مذکور باطل ہو جائیگا چنانچہ اگر پھر اُسنے اجازت دی تو کچھ کارآمد نہوگی اور اگر بجائے مکاتبہ باندی کے مکاتب غلام صغیر ہو کہ مولے نے بدون اُسکی اجازت کے کسی عورت سے اُسکا نکاح کیا پھر وہ عاجز ہو کر رقیق کر دیا گیا تو نکاح باطل نہوگا بلکہ مولے کی اجازت پر موقوف رہیگا یہ محیط مین ہے اور نکاح کی اجازت دینا نکاح فاسد کو بھی شامل ہے اور یہ امام اعظمؒ کا قول ہے اور صاحبینؒ کے نزدیک فقط نکاح صحیح پر ہوگا یہ تبیین مین ہے۔ پس اگر کسی عورت سے بنکاح فاسد نکاح کیا پھر چاہا کہ بنکاح صحیح اُس سے نکاح کر لے اور مولے سے دوبارہ اجازت نہین لی تو امام اعظمؒ کے نزدیک اُسکو یہ اختیار نہوگا اسواسطے کہ نکاح فاسد کر لینے پر اجازت پوری[سلہ] ہو گئی یہ بدائع مین ہے۔ اور اگر اپنے غلام کے واسطے مطلقاً نکاح کر لینے کی اجازت دی

[سلہ] اسمین اشارہ ہے کہ مدبر بغیر آزاد کیے آزاد نہوگا اور کتاب الشروط مین صریح مذکور ہے فافہم ۱۲ منہ [سلہ] والی حاکم اسلام ۱۲ [سلہ] قولہ پوری ہو گئی یعنے جو اجازت مولے نے غلام کو نکاح کر لینے کی دی تھی وہ غلام نے جبکہ نکاح فاسد کر لیا پوری ہو چکی لہذا اس نکاح صحیح کا اختیار اُسکو نہوگا تاوقتیکہ دوبارہ اجازت نہ لے ۱۲

پس اُسنے نکاح فاسد ایک عورت سے نکاح کیا اور اُسکے ساتھ دخول کر لیا تو امام اعظمؒ کے نزدیک غلام مذکور
پر فی الحال مہر لازم ہوگا کذا فی المحیط چنانچہ اگر موجب[۵۲] ادا پایا جاوے تو غلام مذکور کو فی الحال فروخت
کر کے مہر دیا جاویگا بخلاف صاحبینؒ کے کہ بعد آزادی کے ماخوذ ہوگا اور اگر مولے نے صریحاً اُسکو نکاح
فاسد کی اجازت دی ہو تو نکاح فاسد کر کے دخول کر لینے سے بالاتفاق فی الحال اسپر مہر لازم ہوگا یہ بدائع مین
ہے اور اگر اپنے غلام کو مطلقاً نکاح کی اجازت دی پس اُسنے دو عورتون سے ایک عقد مین نکاح کیا تو دونون
مین سے کوئی عورت جائز نہوگی الا اُس صورت مین کہ اجازت کے ساتھ کوئی ایسی بات پائی جاوے جس سے
عام اجازت ہونا ثابت ہو مثلاً یون کہا کہ جسقدر عورتون سے تیرا جی چاہے نکاح کر لے یا اُسکے مثل الفاظ بیان
کیے تو البتہ ہو سکتا ہے کہ اجازت عام ہوگی پس دو عورتون سے نکاح کر سکتا ہے اور اگر مولے نے نکاح کے بعد کہا
کہ میری مراد یہی تھی کہ دو عورتون سے چاہے نکاح کرے تو دونون کا نکاح جائز ہوگا یہ محیط مین ہے۔ اور اگر غلام
یا باندی نے بدون اجازت مولے کے نکاح کیا پھر قبل دخول کے مولے نے اجازت دی یا بعد دخول کے اجازت
دی تو ایک ہی یعنے مہر مسمے واجب ہوگا اور اگر قبل اجازت کے غلام نے طلاق دی تو توقف[۵۳] باطل ہو جائیگا یہ عتابیہ
مین ہے۔ اور باندی کا جو کچھ مہر لازم آوے وہ مولے کا ہوگا خواہ فقط عقد سے لازم ہوا ہو یا بسبب دخول کے
واجب ہوا ہو خواہ مہر مسمے ہو یا مہر مثل ہو خواہ باندی مذکورہ قنہ یعنے محض مملوکہ ہو یا مدبرہ ہو یا ام ولد ہو
سوائے مکاتبہ باندی کے اور سوائے ایسی باندی کے جسمین سے کسی قدر آزاد کیا گیا ہے کہ مہر واجب انھین دونون
کا ہوگا یہ بدائع مین ہے ایک شخص نے اپنی باندی کا نکاح کر دیا یا اُسنے باجازت مولے خود نکاح کیا پھر وہ
آزاد کیگئی تو باندی مذکورہ کو خیار عتق حاصل ہوگا اور مہر مولے کا ہوگا یہ تمرتاشی مین ہے اور اگر اپنی باندی
کا نکاح کر دیا پھر اُسکو آزاد کیا پھر شوہر نے اُسکے مہر مین بڑھایا تو یہ زیادتی مولے کی ہوگی یہ ابن رستم نے امام محمدؒ
سے روایت کی ہے اور امام ابو یوسفؒ سے مروی ہے کہ زیادتی باندی کی ہوگی اور اسیطرح اگر اُسکو فروخت کیا پھر
شوہر نے مہر مین بڑھایا تو بڑھتی مشتری کی ہوگی یہ محیط مین ہے۔ اور اگر غلام نے بدون اجازت مولے کے نکاح
کر لیا پھر مولے نے اُس سے کہا کہ اپنی جورو کو رجعی طلاق دیدے تو یہ اجازت ہے یہ تبیین مین ہے۔ اور اگر مولے نے
اُس سے کہا کہ عورت کو طلاق دیدے یا کہا کہ عورت کو چھوڑ دے تو یہ اجازت نہوگی یہ بدائع مین ہے۔ پھر واضح
رہے کہ مولے کا اجازت دینا تصریح سے ثابت ہے مثلاً یون کہا کہ مین نے اجازت دی یا مین اسپر راضی ہوا یا
مین نے اذن دیا اور نیز بدلالت بھی خواہ بقول ہو یا بفعل ہو ثابت ہوتا ہے مثلاً مولے نے نکاح کی خبر سنکر کہا
کہ یہ اچھا ہے یا صواب ہے یا تو نے خوب کیا یا اللہ تعالے تجھے اس عورت کے ساتھ برکت عطا فرماوے یا کہا کہ کچھ مضائقہ
نہین ہے یا عورت کے پاس اُسکا مہر بھیجدیا یا تھوڑا مہر بھیجا تو یہ بدلالت اجازت ہے اور فعلی اجازت مہر بھیجنے سے ثابت

[۵۲] موجب ادا مثلاً مدخولہ کا مہر معجل ہو اور اُس نے طلاق دیدی تو فی الحال ادا کرنا واجب ہوا ۱۲ [۵۳] توقف یعنے اب
اجازت پر منعقد نکاح موقوف نہ رہا بلکہ نکاح ہی باطل ہو گیا ۱۲

ہوتی ہے بخلاف ہدیہ بھیجنے کے کہ یہ اجازت نہین ہے اور فقیہ ابو القاسم نے فرمایا کہ انمین سے کوئی بات اجازت نہین ہے مگر اجازت ہونا مختار فقیہ ابو اللیث ؒ ہے اور اسی پر شیخ حسام الدین صدر شہید رح فتوے دیتے تھے لیکن اگر معلوم ہو کہ یہ اقوال بطور استہزاء و ٹھٹھے کے صادر ہوئے ہین تو یہ حکم نہوگا اور نکاح کے معاملہ مین اذن[1] دینا اجازت نہین ہے پھر اگر غلام کے کیے ہوئے فعل کی اجازت دیدی تو استحسانًا نکاح جائز ہوگا جیسے اگر غلام نے اسطرح اجازت دی تو جائز ہے چنانچہ اگر ایک فضولی نے کسی عورت کا نکاح ایک غلام کے ساتھ کیا پھر مولے نے اس غلام کو نکاح کرنے کا اذن دیدیا پھر غلام نے فضولی کے کیے ہوئے کی اجازت دیدی تو نکاح جائز ہوگا یہ تبیین مین ہے۔ ایک باندی نے بدون اجازت اپنے مولے کے نکاح کر لیا اور سو درم مہر ٹھہرائے پھر مولے نے شوہر سے کہا کہ مین نے اس شرط سے اجازت دی کہ تو میرے واسطے پچاس درم بڑھاوے اور شوہر نے اس سے انکار کیا تو یہ اجازت نہین ہے اور نہ رد ہے پس مولے کو اختیار رہیگا کہ چاہے اجازت دیدے اور اسیطرح اگر کہا کہ نہین اجازت دیتا ہون یہانتک کہ تو میرے واسطے پچاس درم بڑھادے یا اِلّا پچاس درم بڑھانے پر تو بھی یہی حکم ہے اور اگر شوہر نے اسکو قبول کر لیا تو یہ زیادتی اصل مہر کے ساتھ ملکر یکدست مہر قرار دیا جائیگا اور اگر کہا کہ مین نکاح کی اجازت نہین دیتا ہون لیکن تو مجھے پچاس درم بڑھادے یا مین نکاح کی اجازت نہین دیتا ہون اور اجازت دیدون اگر تو مجھے بارہ درم بڑھادے تو یہ نکاح کا رد ہے اور نکاح اول باطل ہو جائیگا اور اگر کہا کہ مینے پچاس دینار پر نکاح کی اجازت دی اور شوہر نے اسکو قبول کیا تو پچاس دینار پر نکاح صحیح ہو جائیگا یہ کافی مین ہے۔ اگر شوہر نے اپنی زوجہ سے جو غیر کی باندی تھی اور مولے نے اسکو آزاد کر دیا ہے کہا کہ تیرے لیے پچاس درم ہونگے اس شرط پر کہ تو مجھے اختیار کرے تو اسکے اختیار کرنے پر عقد لازم ہوگا اور اسکو کچھ نہ ملیگا اور اگر کہا کہ تو مجھے اختیار کر لے اور تیرے واسطے پچاس درم تیرے مہر مین زیادہ ہین تو صحیح ہے اور یہ زیادتی مولے کے واسطے ہوگی یہ محیط سرخسی مین ہے۔ اور اگر باندی نے بغیر گواہون کے نکاح کیا پھر مولے نے گواہون کے حضور مین اجازت دی تو نکاح صحیح نہوگا یہ کافی مین ہے۔ باپ دادا و وصی و قاضی و مکاتب و شریک مفاوض[2] یہ سب لوگ باندی کے نکاح کر دینے کے مجاز ہین اور غلام کا نکاح نہین کر سکتے ہین اور غلام ماذون و طفل ماذون و مضارب و شریک عنان امام اعظم رح و امام محمد رح کے نزدیک باندی کا نکاح نہین کر سکتے ہین اور اگر باپ یا وصی نے صغیر کی باندی کا نکاح اپنے غلام کے ساتھ کر دیا تو نہین جائز ہے یہ خلاصہ مین ہے اور اگر اپنی باندی کا نکاح اپنے غلام کے ساتھ کر دیا تو عورت کا مہر اسپر لازم نہوگا یہ محیط مین ہے اور اگر اپنی باندی کا نکاح اپنے غلام کے ساتھ اس شرط پر کیا کہ اس عورت کے امر طلاق کا اختیار میرے ہاتھ مین ہے جب چاہونگا طلاق دیدونگا پس اگر مولے نے ابتدا کی اور کہا کہ مین نے اس باندی کا نکاح تیرے ساتھ اس شرط پر کیا کہ اس باندی کے امر طلاق کا اختیار میرے قبضہ مین ہے جب چاہونگا طلاق دیدونگا اور غلام نے

---

[1] اذن یعنے کہا کہ مین نے تجھے نکاح کے معاملہ مین اجازت دی تو اس لفظ سے اسکو نکاح کی اجازت حاصل نہوگی ۱۲

[2] شریک مفاوض برابر کفالت سے مساوی شریک عنان مین مساوات شرط نہین ہے کتاب الشرکۃ دیکھو ۱۲

قبول کیا تو صحیح ہے اور اختیار طلاق موسلے کے قبضہ مین ہوگا اور اگر غلام نے ابتدا کی اور کہا کہ اپنی باندی کا نکاح میرے
ساتھ کر دے بدین شرط کہ طلاق کا اختیار تیرے قبضہ مین ہے جب تیرا جی چاہے طلاق دیدینا پس موسلے نے نکاح
کر دیا تو امر طلاق کا اختیار موسلے کے قبضہ مین نہوگا یہ وجیز کردری مین ہے۔ اور اگر باپ نے پسر کی باندی کا نکاح
پسر کے غلام سے کر دیا تو امام ابو یوسفؒ کے نزدیک جائز ہے اور اسمین امام زفرؒ نے خلاف کیا ہے اور اسوجہ
سے امام ابو یوسفؒ کے نزدیک جائز ہے کہ ایسی صورت مین مہر غلام کی گردن سے متعلق نہین ہوتا ہے اور
نہ اسمین ضرر ہے پس باپ کو اختیار ہوگا یہ محیط سرخسی مین ہے۔ اور اگر غلام نے یا مکاتب نے یا مدبر نے یا ام ولد کے
پسر نے بدون اجازت موسلے کے نکاح کیا پھر قبل اجازت موسلے کے اُسکو تین طلاق دیدین تو یہ طلاق بمعنے
متارکت نکاح ہے اور درحقیقت طلاق نہین ہے حتیٰ[51] کہ عدد طلاق مین سے کچھ کم نہوگا اور اگر بعد طلاق کے
اُس عورت[52] سے وطی کی تو حد ماری جائیگی اور اگر طلاق کے بعد موسلے نے اجازت دی تو کچھ کارآمد نہوگی اور
اگر ایسی طلاق کے بعد موسلے نے اجازت دی کہ اسی عورت سے نکاح کر لے تو میرے نزدیک نکاح کر لینا
مکروہ ہے لیکن اگر نکاح کر لیا تو مین دونون مین تفریق نہ کرونگا یہ محیط مین ہے اور اگر باندی دو شخصون مین
مشترک ہے پھر ایک موسلے نے اُسکا کسی سے نکاح کر دیا اور شوہر نے اُسکے ساتھ دخول کیا تو دوسرے
موسلے کو اختیار ہوگا کہ نکاح توڑ دے پس اگر نکاح توڑ دیا تو باندی مذکورہ کو نصف مہر المثل ملیگا اور جس
موسلے نے نکاح کر دیا ہے اُسکو نصف مسمے و نصف مہر المثل دونون مین سے کم مقدار ملیگی یہ ظہیریہ مین ہے
ایک باندی مجہول النسب ہے اُسنے اپنے شوہر کے باپ کے واسطے اقرار کیا کہ مین اُسکی رقیق ہون اور شوہر نے
کہا کہ یہ اصلی حرہ ہے پھر باپ مر گیا تو نکاح فسخ ہو جائیگا یہ عتابیہ مین ہے۔ ایک باندی نے بدون اجازت
موسلے کے نکاح کیا پھر موسلے نے اُسکو فروخت کیا پھر مشتری نے نکاح کی اجازت دیدی پس اگر شوہر
نے اُسکے ساتھ دخول کر لیا ہو تو صحیح ہے ورنہ نہین اسواسطے کہ مشتری کے حق مین یہ باندی بسبب خرید کے قطعی
حلال ہوگی اور حلت قطعی جب حلت موقوف[53] پر طاری ہوتی ہے تو حلت موقوف کو باطل کر دیتی ہے لہٰذا اگر مشتری
ایسا شخص ہو جسکو اس باندی سے وطی کرنا حلال ہی نہو تو نکاح مذکورہ مطلقاً جائز ہوگا یہ وجیز کردری مین ہے
اور اسیطرح مکاتبہ باندی نے اگر بغیر اجازت موسلے کے نکاح کیا پھر موسلے مر گیا پھر وارث نے اسکے نکاح کی
اجازت دی تو اجازت صحیح ہوگی یہ فتاوے قاضیخان مین ہے۔ اور مکاتب کا نکاح باجازت وارث جائز ہے
یہ عتابیہ مین ہے۔ اور اگر کسی نے اپنے غلام کو اجازت دی کہ اپنے رقبہ پر نکاح کرے پس اُسنے باندی یا مدبرہ یا ام ولد
سے اُنکے مولی کی اجازت سے اپنے رقبہ پر نکاح کیا تو جائز ہے اور یہ غلام اِن عورتون[54] کے موسلے کا ہو جائیگا۔ اور اگر حرہ عورت سے اپنے

---

[51] یعنے ناکح کی منکوحہ کو تین طلاق یا دو طلاق کا جسقدر اختیار تھا اسمین کوئی کمی نہ آویگی ۱۲ منہ [52] اور اگر واقعی طلاق ہوتی تو تین طلاق کی صورت مین
حد نہ ماری جاتی فافہم ۱۲ منہ [53] قولہ عورتون یعنے انمین سے جس کسی ایک کے ساتھ نکاح کیا اُسکے موسلے کا ہو جائیگا ۱۲ م [54] جو موسلے کے نطفہ سے
نہین ہے ۱۲ منہ [55] کیونکہ موسلے کی اجازت پر نکاح موقوف تھا ۱۲ لغات حرہ آزادہ عورت رقبہ گردن و مراد تمام بدن ماذون وہ غلام جسکو تجارت کی
اجازت دیگئی مدیون جس غلام پر تجارت کرنے مین قرضہ ہوگیا ۱۲ م

رقبہ پر نکاح کیا تو نہین جائز ہی اور اسیطرح اگر مکاتب سے اپنے رقبہ پر نکاح کیا تو بھی نہین جائز ہی اور یہ سب اسوقت ہے کہ غلام کو یہ اجازت دی کہ اپنے رقبہ پر کسی عورت سے نکاح کرے اور اگر صرف یہ اجازت دی کہ کسی عورت سے نکاح کرے اور یہ نہ کہا کہ اپنے رقبہ پر نکاح کرے پس اُسنے آزادہ یا مکاتبہ یا مدبرہ یا ام ولد سے اپنے رقبہ پر نکاح کیا تو استحساناً اسکی قیمت پر نکاح جائز ہوگا یہ محیط مین ہی اور یہ جواز اسوقت ہے کہ اسکی قیمت مہر مثل کے برابر ہو یا اسقدر زائد ہو کہ جسقدر لوگ اپنے اندازہ مین خسارہ اُٹھا لیتے ہین اور اگر اسقدر زیادہ ہو کہ لوگ اپنے اندازہ مین ایسا خسارہ نہین اُٹھاتے ہین تو نہین جائز ہی حتےکہ اگر اس صورت مین عورت کے ساتھ دخول کر لیا ہو تو غلام مذکور سے مہر کا مطالبہ نہ کیا جائیگا یہانتک کہ غلام مذکور آزاد ہو جاوے یہ کافی مین ہی اور اگر اپنے مکاتب یا مدبر کو اجازت دی کہ اپنے رقبہ پر نکاح کرے پس اُسنے اپنے رقبہ پر باندی یا مدبرہ یا ام ولد سے نکاح کیا تو جائز ہی اسیطرح اگر آزادہ یا مکاتبہ سے نکاح کیا تو بھی جائز ہی پھر جب نکاح جائز ہوا تو مکاتب یا مدبر پر واجب ہوگا کہ اپنی قیمت کی قدر سعایت کرکے ادا کرے۔ ایک غلام نے آزادہ یا باندی یا مکاتبہ یا ام ولد یا مدبرہ سے بدون اجازت مولے کے اپنے رقبہ پر نکاح کیا پھر مولے کو یہ خبر پہونچی اور اُسنے اجازت دیدی پس اگر اُسنے باندی یا ام ولد یا مدبرہ سے نکاح کیا ہو تو مولے کی اجازت کارآمد ہوگی اور نکاح صحیح ہوگا اور اگر آزادہ یا مکاتبہ سے نکاح کیا ہو تو اجازت کارآمد نہوگی اور اگر اُسنے کسی آزاد عورت سے اپنے رقبہ پر نکاح کرکے دخول کر لیا ہو تو غلام پر اپنی قیمت اور عورت کے مہر المثل دونون مین سے کم مقدار لازم ہوگی پھر اسکے بعد دیکھا جائیگا کہ اگر بعد اجازت مولے کے اُسنے دخول کر لیا ہی تو یہ مقدار مہر کی اسکی گردن پر قرضہ ہوگی کہ اُسکے واسطے غلام فروخت کیا جائیگا الا یہ کہ مولے اسقدر دیدے اور اگر مولے کی اجازت نکاح دینے سے پہلے غلام نے اُسکے ساتھ دخول کر لیا ہے تو غلام مذکور بعد آزادی کے اس مقدار کے لیے جو اُسکے ذمہ لازم آئی ہے ماخوذ ہوگا۔ اور اگر کسی باندی یا مدبرہ یا ام ولد سے اپنے رقبہ پر نکاح کیا اور اُسکے ساتھ دخول کر لیا پس اگر مولے کی اجازت دینے کے بعد دخول کیا ہے تو مہر مسمے ہی لازم ہوگا یعنے رقبہ غلام مذکور پس یہ غلام اس عورت کے مولے کا ہو جائیگا اور اگر اپنے مولے کی اجازت دینے سے پہلے دخول کر لیا ہی تو بھی یہی حکم ہی کہ مہر مسمے ہی واجب ہوگا یعنے یہ غلام مذکور اس عورت کے مولے کا ہو جائیگا اور ہمارے بعضے مشائخ نے فرمایا کہ یہ حکم مذکور بدلیل استحسان ہی یہ محیط مین ہی ایک غلام نے بدون اجازت مولے کے ایک باندی سے نکاح کیا پھر آزادہ سے نکاح کیا پھر مولے نے دونون کے نکاح کی اجازت دی تو آزادہ کا نکاح جائز ہوگا اور اگر آزادہ سے نکاح کیا پھر باندی سے نکاح کیا پھر مولے نے دونون نکاحون کی اجازت دی تو امام اعظم رح کے نزدیک آزادہ کا نکاح جائز ہوگا اور اسیطرح اگر غلام نے ایک عورت سے نکاح کیا پھر ایک عورت سے پھر ایک عورت سے نکاح کیا پھر مولے کو خبر ہوئی اور اُسنے سب کی اجازت دیدی اور ہنوز غلام نے کسی سے دخول نہین کیا ہی تو تیسری عورت کا نکاح جائز ہوگا اور اگر دخول سب سے کر لیا تو سب کا نکاح فاسد ہوگا یہ ظہیریہ مین ہی اور اگر بدون اجازت مولے کے

لہ یعنی جہان تک اندازہ میں غلطی سے پیدا ہو ۱۲

ایک باندی سے نکاح کیا پھر آزادہ سے پھر ایک باندی سے نکاح کیا پھر مولےٰ نے سب کے نکاح کی اجازت دی تو اخیر والی باندی کا نکاح جائز ہوگا اور اگر دو آزادہ عورتون سے نکاح کیا اور دونون مین سے ایک کے ساتھ دخول کر لیا پھر ایک باندی سے نکاح کیا پھر مولےٰ نے سب کی اجازت دی تو امام ابوحنیفہؒ نے فرمایا کہ ہر دو آزادہ کا نکاح صحیح ہوگا اور اگر دو باندیون سے ایک عقد مین نکاح کیا اور ایک کے ساتھ دخول کیا پھر دو آزادہ عورتون سے ایک عقد مین نکاح کیا اور ایک کے ساتھ دخول کر لیا پھر مولےٰ نے ہر دو فریق مین سے ایک فریق کی اجازت دی تو انمین سے کسی کا نکاح جائز نہوگا یہ محیط سرخسی مین ہے۔ ایک غلام نے ایک آزادہ اور ایک باندی سے نکاح کیا پھر ایک آزادہ اور ایک باندی سے نکاح کیا پھر مولےٰ نے سب کی اجازت دی تو دونون آزادہ کا نکاح جائز ہوگا اور اگر غلام نے ان سب عورتون سے دخول کر لیا ہو تو سب کا نکاح فاسد ہوگا۔ ایک غلام نے ایک آزادہ عورت سے نکاح کیا پھر غلام نے کہا کہ مولےٰ نے مجھے اجازت نہین دی تھی اور اُسنے نکاح توڑ دیا ہے اور عورت نے کہا کہ اجازت دی تھی تو دونون مین تفریق کرا دیجائیگی اسواسطے کہ غلام نے اقرار کیا کہ نکاح فاسد ہے پس اگر غلام نے اُسکے ساتھ دخول کیا ہو تو عورت کا پورا مہر واجب ہوگا اور اگر نہ کیا ہو تو نصف مہر لازم ہوگا اور نیز عورت کے واسطے نفقہ عدت واجب ہوگا یہ ظہیریہ مین ہے۔ اور اسیطرح اگر اس صورت مین عورت نے کہا کہ مجھے نہین معلوم کہ مولےٰ نے اُسکو اجازت دی تھی یا نہین تو بھی یہی حکم ہے یہ تاتارخانیہ مین جامع الجوامع سے منقول ہے۔ اور اگر کسی نے اپنے غلام ماذون مدیون کا ایک عورت سے نکاح کر دیا تو جائز ہے اور عورت مذکورہ اپنے مہر کے واسطے تمام قرضخواہون کے ساتھ شریک ہوگی بشرطیکہ نکاح بعوض مہر مثل کے یا کم کے ہوا ور اگر مہر مثل سے زیادہ پر نکاح کیا تو قرضخواہون کے حصّہ رسد وصول کر لینے کے بعد بقدر زائد کے اُس سے مطالبہ کیا جائیگا جیسے قرضۂ صحت و قرضۂ مرض کی صورت مین ہوتا ہے یہ فتح القدیر مین ہے۔ اور اگر باندی کے مولےٰ نے باندی مذکورہ کو اُسکے شوہر کے ہاتھ فروخت کیا تو مہر ساقط ہو جائیگا اسواسطے کہ فرقت مولیٰ کیطرف سے قبل دخول کے پیدا ہوئی ہے جیسے حرہ مین ہوتا ہے کہ اگر قبل دخول کے اسنے شوہر کے پسر کا بوسہ لیا یا مرتد ہو گئی تو مہر ساقط ہو جاتا ہے یہ تمرتاشی مین ہے اسیطرح اگر قبل دخول کے مولےٰ نے باندی کو آزاد کیا اور باندی نے اس شوہر سے فرقت اختیار کی تو بھی مہر ساقط ہوگا اور اگر باندی کو ایسے مشتری کے ہاتھ فروخت کر دیا جو اُسکو شہر سے لے گیا یا ایسی جگہ غائب کر دیا کہ شوہر کی پہونچ نہین ہو سکتی ہے تو مہر کا مطالبہ ساقط ہو جائیگا حتے کہ اگر اسکے بعد باندی کو حاضر کرے تو اُسکو مہر ملیگا یہ بحر الرائق مین ہے۔ اور اگر مولےٰ نے اُسکو کسی دوسرے کے ہاتھ فروخت کیا پھر اُس سے شوہر نے خریدی تو شوہر پر نصف مہر پہلے مولےٰ کے واسطے واجب ہوگا یہ تمرتاشی مین ہے اور اگر باندی نے بدون اپنے مولےٰ کی اجازت کے نکاح کیا پھر مولےٰ نے اُسکے ساتھ وطی کی تو نکاح فسخ ہو گیا اور اسیطرح اگر شہوت سے اُسکا بوسہ لیا تو فسخ ہو گیا خواہ مولےٰ کو نکاح کا حال معلوم ہو یا نہو یہ عتابیہ مین ہے۔ اور اگر کوئی باندی خریدی اور قبضہ کرنے سے پہلے اُسکا نکاح کر دیا پس اگر بیع پوری

ہوجاوے تو نکاح جائز ہوگا اور اگر بیع ٹوٹ گئی تو امام ابو یوسفؒ کے نزدیک نکاح باطل ہوگا اور اسمین امام محمدؒ نے اختلاف کیا ہے مگر فتوے امام ابو یوسفؒ کے قول پر دیا جاتا ہے یہ ظہیریہ مین ہے۔ اور حق ملک ابتدائی نکاح سے مانع ہوتا ہے مگر بقاءِ نکاح سے مانع نہین ہے چنانچہ اگر بیع فاسد ہونے سے بائع کو باندی واپس لینے کا استحقاق حاصل ہوا تو یہ ابتداءً[ا] نکاح صحیح ہونے سے مانع ہوگا اور اگر بائع نے اپنے پسر کے ساتھ مشتری کے پاس سے باندی کا نکاح کر دیا پھر بائع مرگیا اور چونکہ بیع فاسد واقع ہوئی تھی حق استرداد اس پسر کو حاصل ہوا تو جبتک پسر مذکور واپس نہ کرلے تب تک نکاح باطل[ع] نہوگا یہ عتابیہ مین ہے ولیکن اگر بائع مذکور کے مرجانے کے بعد اُسکا بیٹا اُس سے نکاح کرے تو جائز نہین ہے اور اسیطرح اگر زید کا غلام ہے اور عمرو کی باندی ہے پس دونون نے باہم بیع کرلی اور زید نے باندی پر قبضہ کرلیا اور پھر عمرو کے ساتھ اس باندی کا نکاح کر دیا پھر غلام مذکور قبضہ کرنے سے پہلے مرگیا تو نکاح فاسد نہوگا اور اگر غلام مرجانے کے بعد ابتداءً نکاح کیا تو نہین جائز ہے یہ کافی مین ہے۔ اور اگر مکاتب نے اپنی زوجہ یا اپنے موےلے کی زوجہ کو خریدا تو نکاح فاسد نہوگا اور اگر اس عورت کو بائنہ کرکے پھر اس سے ابتداءً نکاح کیا تو نہین جائز ہے اور اسیطرح اگر ایک شخص مرگیا اور اسکی دختر اُسکے مکاتب کے تحت مین ہے یعنے نکاح مین ہے یا اسکے ایسے غلام کے تحت مین ہے جسکے حق مین اُسنے وصیت کی ہے کہ بعد میری موت کے آزاد ہو مگر میت مذکور پر اسقدر قرضہ ہے کہ جو اُسکے تمام مال کو محیط ہے تو نکاح دختر فاسد[ع] نہوگا۔ اور اسیطرح اگر دو غلام ہون اور میت نے ان دونون مین سے ایک غیر معین کے عتق کی وصیت کی ہو تو ان دونون مین سے جسکے تحت مین میت کی دختر ہے اُسکے لحاظ سے دختر کا نکاح فاسد نہوگا قال المترجم لیکن اگر عتق کے واسطے دوسرا متعین ہوکر آزاد ہوگیا تب فاسد ہوجائیگا اور اگر ایسے دونون غلامون کی تحت مین ایک ایک دختر موےلے کی ہو تو اُسکی کوئی روایت موجود نہین ہے اور اگر موےلے نے اپنی باندی کی وصیت اُسکے شوہر کے واسطے کر دی تو نکاح فاسد نہوگا یہانتک کہ موےلے کے مرنے کے بعد شوہر مذکور اس وصیت کو قبول کرلے تب فاسد ہوجائیگا اور اگر غلام مذکور پر دختر موےلے یا دوسرے کسی کا قرضہ ہو تو غلام[ع] پر ایسا قرضہ ہونا مانع میراث نہین ہے لہٰذا نکاح فاسد ہوجائیگا یہ عتابیہ مین ہے۔ اور اگر کسی نے اپنی باندی کا نکاح کر دیا تو موےلے پر یہ واجب نہوگا کہ باندی مذکور اُسکے شوہر کی شب باشی مین دے پس باندی مذکور اپنے موےلے کی خدمت کریگی پھر جب اُسکا شوہر قابو پاوے تب اُسکے ساتھ وطی کرے اور اگر شوہر نے شب باشی کی شرط کرلی ہو تب بھی موےلے پر کچھ واجب نہوگا اسواسطے کہ یہ شرط مقتضاے عقد نہین ہے اور اگر موےلے نے باندی کو اُسکے شوہر کے ساتھ کہین رہنے دیا تو باندی کے واسطے نفقہ و سکنی شوہر پر واجب ہوگا پھر اگر کہین رہنے دینے کی اجازت کے بعد موےلے کی رائے مین آیا کہ اس سے خدمت لے تو ایسا کرسکتا ہے اور اگر کہین رہنے دینے کے بعد شوہر نے اُسکو طلاق دیدی تو باندی کے واسطے نفقہ عدت و سکنی واجب ہوگا اور اگر یہ اجازت نہ دی یا اجازت

[ا] ابتداے نکاح یعنے اگر ملکیت کا حق ہو تو ابتداے نکاح نہین ہوسکتا ہان اگر پہلے بغیر ملک کے نکاح ہوا ہو پھر اتفاق سے شوہر و زوجہ مین سے کوئی دوسرے کا مالک ہوا تو یہ بقاے نکاح کی حالت مین ہوا ہے ۱۲ [ع] اگر محیط نہو تو فاسد ہوگا ۱۲ م [ع] بلکہ باقی رہیگا ۱۲ [ع] بخلاف موےلے کے ۱۲

دیکر واپس بُلالی ہو پھر طلاق بائن دی تو نفقہ و سکنی واجب نہوگا اور مکاتبہ اس حکم مین مثل حرہ کے ہی یہ تبیین مین ہی اور اگر کسی نے اپنی مدبرہ باندی یا ام ولد کا نکاح کر دیا اور کسی مکان مین اُسکو اپنے شوہر کے ساتھ رہنے کی اجازت دیدی پھر موسے کی رائے مین آیا کہ اُسکو وہان سے واپس لیکر اُس سے اپنی خدمت لے تو موے کو یہ اختیار ہے اور اسیطرح اگر شوہر کے واسطے یہ امر شرط کر دیا ہو کہ اُسکے ساتھ رہیگی تو بھی شرط باطل ہوگی کہ یہ موے کی خدمت لینے سے مانع نہین ہی یہ محیط مین ہی۔ اور مشائخؒ نے فرمایا کہ اگر اپنی باندی کا نکاح کر دیا اور اُسکے شوہر کے ساتھ کسی مکان مین رہنے کی اجازت دیدی پھر وہ باندی کسی کسی وقت بدون حکم و طلب موے کے موے کی خدمت کیا کرتی تھی تو اس سے باندی کا نفقہ اُسکے شوہر کے ذمہ سے ساقط ہوگا اور یہی حکم مدبرہ و ام ولد کا ہی یہ سراج الوہاج مین ہی اور اگر کسی نے باندی کا نکاح کسی مرد سے کر دیا تو عزل کی اجازت کا اختیار موے کو ہی کذا فی الکافی اور عزل کے یہ معنی ہین کہ عورت سے دخول کر کے انزال کے وقت علیحدہ ہو کر باہر انزال کرے پس اگر آزادہ عورت سے اور اُسکی رضامندی سے عزل کیا یا باندی کے موے کی اجازت سے عزل کیا یا اپنی باندی کی بلا اجازت عزل کیا تو کچھ مکروہ نہین ہی اور مشائخ نے فرمایا کہ اسیطرح عورت کو بھی اختیار ہی کہ اسقاط حمل کی تدبیر و معالجہ کرے تا وقتیکہ نطفہ کی کچھ خلقت ظاہر نہوئی ہو اور یہ اُسوقت تک ہوتا ہی کہ جبتک ایک سو بیس روز پورے نہوے ہون[12] پھر واضح ہو کہ اگر مرد نے عزل کیا پھر عورت کے پیٹ ظاہر ہوا پس آیا اپنے نسب کی نفی کرنا جائز ہی یا نہین تو مشائخ نے فرمایا کہ اگر دوبارہ اس سے وطی کرنا نہین شروع کی یا بعد پیشاب کرنیکے وطی کرنی شروع کی و پھر انزال نہ کیا تو نفی جائز ہی ورنہ نہین یہ تبیین مین ہی۔ اور اگر باندی یا مکاتبہ آزاد ہو گئی تو اُسکو اختیار حاصل ہوگا کہ چاہے جس شوہر کے تحت مین ہی اُسی کے تحت مین رہے یا چھوڑ دے اگرچہ اُسکا شوہر آزاد ہو یہ کنز مین ہی اور نیز چاہے نکاح اُسکی رضامندی سے ہوا ہو یا بغیر رضامندی ہوا ہو کچھ فرق نہین ہی یہ تبیین مین ہی پھر واضح رہے کہ خیار عتق مین چند باتین ہین کہ جسکے بیان مین چند صورتین ہین اول آنکہ خیار عتق مرد یعنے غلام و مکاتب وغیرہ کے واسطے ثابت نہین ہوتا ہی فقط مونث کے[باندی مکاتبہ و مدبرہ ۱۲] واسطے ثابت ہوتا ہی اور دوم آنکہ خیار عتق بسبب سکوت کے باطل نہین ہوتا ہی بلکہ ایسے قول سے یا ایسے فعل سے جو اختیار نکاح پر دلالت کرے باطل ہوتا ہی اور سوم یہ کہ مجلس سے اُٹھ کھڑے ہونے سے باطل ہوجاتا ہی اور چہارم آنکہ خیار عتق کی جہالت ایک عذر ہی چنانچہ اگر باندی کو اپنے آزاد ہونے کا حال معلوم ہوا مگر یہ نہ معلوم ہوا کہ اس کو خیار بھی حاصل ہوا ہی تو اُسکا خیار باطل نہوگا اگرچہ وہ مجلس سے اُٹھ کھڑی ہوا اور یہ اشارت ایجامع سے مفہوم ہی اور یہی شیخ کرخی اور جماعہ مشائخ کا قول ہی مگر قاضی امام ابوطاہر دباس نے اسمین خلاف کیا ہی اور پنجم آنکہ خیار عتق کیوجہ سے جو فرقت ہو اُسمین حکم قاضی کی ضرورت نہین ہے یہ محیط مین ہی۔ اور اگر غلام نے بغیر اجازت موے کے نکاح کر لیا پھر وہ آزاد کر دیا گیا تو نکاح صحیح ہوگا اور اُسکو خیار حاصل نہوگا اسیطرح اگر موے نے اسکو فروخت کیا اور مشتری نے اجازت دیدی یا اُسکی موت کے بعد اُسکے وارث نے اجازت دی تو بھی یہی حکم ہی یہ سراج الوہاج مین ہی۔ اور اگر باندی نے بدون اجازت موے کے

اپنا نکاح کرلیا پھر مولے نے اجازت دی تو یہ مہر مولے کا ہوگا خواہ اسکے بعد مولے اُسکو آزاد کرے یا نہ کرے خواہ دخول کرنا بعد آزاد کرنے کے واقع ہو یا اُس سے پہلے واقع ہوا اور اگر مولے نے اجازت نہ دی یہانتک کہ آزاد کردیا تو نکاح جائز ہوگا اور باندی کو خیار عتق حاصل نہوگا پھر دیکھا جائیگا کہ اگر شوہر نے اُسکے ساتھ دخول نہین کیا ہی تو مہر باندی کا ہوگا اور اگر قبل عتق کے اُسکے ساتھ شوہر دخول کر چکا ہو تو مہر مولے کا ہوگا اور یہ سب اُسوقت ہے کہ باندی مذکورہ بالغہ ہو اور اگر نابالغہ ہوا اور مولے نے اُسکو آزاد کردیا تو نکاح ہمارے نزدیک مولی کی اجازت پر موقوف ہوگا بشرطیکہ باندی مذکورہ کا کوئی عصبہ سولے مولے کے نہو اور اگر سولے مولے کی باندی کا کوئی عصبہ موجود ہو اور اُسنے عقد کی اجازت دیدی تو نکاح جائز ہوگا پھر جب اسکے بعد بالغہ ہوگی تو اُسکو خیار بلوغ حاصل ہوگا لیکن اگر اجازت دینے والا اُسکا باپ یا دادا ہو تو اُسکو خیار بلوغ حاصل نہوگا یہ شرح طحاوی مین ہی اور اگر مدبرہ باندی نے اپنا نکاح کرلیا پھر مولے مرگیا اور یہ مدبرہ مذکورہ مولے کے تہائی مال سے برآمد[1] ہوتی ہی تو نکاح جائز ہوگا اور اگر تہائی مال ترکہ مولے سے برآمد نہوتی ہو تو امام اعظم رہ کے نزدیک نکاح جائز نہوگا یہانتک کہ مدبرہ مذکورہ اُسقدر مال ادا کرے جسقدر کے واسطے اسپر سعایت لازم آتی ہے اور صاحبین رح کے نزدیک جائز ہوگا یہ ظہیریہ مین ہی اور اگر ام ولد نے بغیر اجازت مولے کے نکاح کرلیا پھر مولے نے اُسکو آزاد کردیا یا اُسکو چھوڑکر مرگیا پس اگر قبل آزاد ہونے کے شوہر نے اُسکے ساتھ دخول نہ کیا ہو تو نکاح جائز نہوگا اور اگر دخول کرلیا ہو تو جائز ہوگا یہ خلاصہ مین ہی۔ اور اگر نکاح کے بعد رقیت طاری ہوئی پھر آزادی حاصل ہوئی تو خیار عتق ثابت ہونے کے واسطے وہ ایسی ہی جیسے نکاح کے وقت رقیت موجود ہو اور یہ امام ابو یوسف رح کے نزدیک ہے اور اسکی صورت یہ ہی کہ مثلاً حربیہ عورت نے نکاح کیا پھر غازیان اسلام جہاد مین اُسکو قید کرلائے پھر وہ آزاد کیگئی یا مثلاً مسلمان عورت نے نکاح کیا پھر مع شوہر کے مرتد ہوکر دونون دار الحرب مین چلے گئے پھر دونون گرفتار ہوکر آئے پھر عورت مذکورہ آزاد کیگئی تو امام ابو یوسف رح کے نزدیک اس آزاد شدہ عورت کو خیار عتق حاصل ہوگا اور امام محمد رح نے فرمایا کہ خیار عتق حاصل نہوگا اور شیخ قدوری رح نے ذکر کیا کہ امام ابو یوسف رح فرماتے ہین کہ خیار عتق ایک بعد دوسرے کے بار بار حاصل ہونا جائز ہی مثلاً مملوکہ آزاد کیگئی اور اسنے اپنے شوہر کے ساتھ رہنا اختیار کیا پھر شوہر کے ساتھ مرتد ہو کر دونون دار الحرب مین چلے گئے پھر دونون وہان سے قید ہوکر آئے پھر عورت مذکورہ آزاد کیگئی اور اُس نے اپنے نفس کو اختیار کیا یعنے شوہر سے جدائی اختیار کی تو جائز ہی اور امام محمد رح نے فرمایا کہ فقط ایک دفعہ خیار عتق حاصل ہوگا۔ اور اگر آزاد شدہ باندی نے آزاد ہوکر اپنے نفس کو یعنے جدائی اختیار کی اور ہنوز اُسکے شوہر نے اُسکے ساتھ دخول نہین کیا ہی تو اُسکے واسطے کچھ مہر لازم نہوگا اور اگر دخول واقع ہونیکے بعد اُس نے بخیار عتق جدائی اختیار کی تو مہر مسمے واجب ہوگا اور وہ اُسکے مولے یعنے آزاد کرنیوالے کا ہوگا اور اگر

[1] برآمد یعنے مثلاً ہزار درم قیمت ہے اور مولے کا کل مال چار ہزار یا تین ہزار ہے تو تہائی ایک ہزار ہوئی اور اس باندی کی قیمت بھی اسیقدر ہی تو تہائی سے نکل آئی ۱۲

باندی نے شوہر کے ساتھ رہنا اختیار کیا تو مہر مسمے آزاد کرنے والے کا ہوگا خواہ شوہر نے اُسکے ساتھ دخول کیا ہو یا نہ کیا ہو یہ محیط مین ہی اور اگر کسی فضولی نے باندی کو آزاد کیا پھر اُسکا نکاح کر دیا اور جو مہر ملا وہ اُس نے موسلے کو دید یا پھر موسلے نے عتق کی اجازت دیدی تو عتق و نکاح دونون جائز ہونگے اور باندی کو اختیار ہوگا کہ چاہے موسلے سے اپنا مہر واپس کرے اور اگر فضولی نے اُسکو کسی شخص کے ہاتھ فروخت کر کے اُسکا نکاح کر دیا پھر موسلے نے بیع کی اجازت دی تو پھر مشتری کو اختیار ہوگا کہ چاہے نکاح کی اجازت دے یا رد کرے یہ عتابیہ مین ہی۔ اور منتقی مین امام محمدؒ سے بروایت ابن سماعہ مروی ہی کہ ایک غلام نے بدون اجازت موسلے کے ایک آزاد عورت سے نکاح کیا اور اُسکے ساتھ دخول کیا پھر ایک باندی سے نکاح کیا تو حرہ کی عدت مین باندی سے نکاح کرنا حرہ کے نکاح کا رد نہوگا یہ امام اعظمؒ کا قول ہی اور صاحبینؒ کے نزدیک یہ فعل نکاح حرہ کا رد ہی۔ اور اگر ایک حرہ سے نکاح کر کے اُسکے ساتھ دخول کیا پھر اُسکی بہن سے نکاح کیا تو یہ فعل پہلی عورت کے نکاح کا ردؔ نہوگا اور بشر بن الولید نے اپنے نوادر مین امام ابو یوسفؒ سے روایت کی کہ اگر ایک غلام نے بدون اجازت اپنے موسلے کے دوسرے شخص کی باندی کے ساتھ اُسکی اجازت سے نکاح کیا پھر کہا کہ مجھے اسکے نکاح کی حاجت نہین ہی تو یہ اُسکے نکاح کا رد ہی اور اگر یہ نہ کہا یہانتک کہ اُسکے ساتھ دخول کیا پھر اُسکی عدتؔ مین ایسی عورت سے نکاح کیا جسکے ساتھ نکاح روا نہین ہی تو یہ فعل پہلے نکاح کا رد نہوگا اور منتقی مین لکھا ہی کہ اگر غلام نے بدون اجازت موسلے کے کسی آزاد عورت سے اس شرط پر کہ اُسکا کچھ مہر نہین ہے نکاح کیا پھر موسلے نے اُسی غلام کو اُسکی جورو کے مہر مین قرار دیا اور عورت نے اُسکو قبول کیا تو نکاح ٹوٹ جائیگا پس اگر غلام نے اُسکے ساتھ دخول نہ کیا ہو تو عورت پر واجب ہو گا کہ غلام اُسکے موسلے کو واپس کر دے۔ امام محمدؒ نے جامع مین فرمایا کہ ایک شخص نے ایک مرد کے ساتھ بدون اُسکے حکم کے اپنی باندی کا نکاح باندی کی رضامندی سے کر دیا اور یہ مرد شوہر عاقل بالغ ہی کہ اسکی طرف سے اُسکے باپ نے خطبہ کیا یا کسی اجنبی نے بدون اجازت اُس مرد کے تو نکاح مذکور اس مرد کی اجازت پر موقوف ہوا پھر موسلے نے باندی کو قبل اسکے کہ شوہر مذکور نکاح کی اجازت دے آزاد کر دیا تو بھی نکاح مذکور شوہر کی اجازت پر موقوف رہیگا اور باندی معتقہ و شوہر دونون مین سے جو چاہے ابھی تک اس نکاح کو توڑ سکتا ہی اور باندی مذکورہ کا توڑ دینا صحیح ہی اگرچہ شوہر کو اُسکا حال معلوم نہو۔ اور اگر باندی آزاد کرنے کے بعد شوہر کی اجازت سے پہلے باندی کے موسلے نے یہ نکاح توڑنا چاہا تو یہ صورت کتاب مین مذکور نہین ہی اور مشائخ نے اسمین اختلاف کیا ہی اور صحیح یہ ہی کہ موسلے کو یہ اختیار نہین ہی اور اگر باندی مذکورہ کے آزاد ہو جانے کے بعد شوہر نے نکاح کی اجازت دیدی یہانتک کہ نکاح نافذ ہو گیا تو باندی معتقہ کو خیار عتق حاصل نہوگا اور معتقہ مذکورہ کا مہر اُسی کو ملیگا۔ اور اگر موسلے نے اس باندی کو بدون رضامندی باندی کے بیاہ دیا ہو اور باقی مسئلہ بحالہ ہے پھر باندی نے آزاد ہو جانے کے بعد خواہ شوہر کی

سلہ دیکھئے اس سے نکاح اول رد نہوگا بلکہ دوسرا باطل ہی اور نوادر کی روایت مین تفصیل ہی ۱۲ سلہ قال المترجم واضح رہے کہ یہان عدت سے مراد یہ نہین ہی کہ طلاق دیدی تھی پھر اُسکی عدت تھی بلکہ یہ مراد ہے کہ طلاق کی صورت مین جو زمانہ عدت کا ہوتا ہے وہی زمانہ تھا کہ دوسری عورت سے نکاح کیا فافہم ۱۲ منہ

اجازت دینے کے بعد یا پہلے اس نکاح کو توڑ دیا تو دونون صورتون مین اسکا توڑنا موثر ہوگا یعنے نکاح ٹوٹ جائیگا یہ محیط مین ہی اور اگر باندی نے بدون اجازت مولے کے نکاح کرلیا اور شوہر کی جانب سے ایک فضولی ہے پھر باندی نے آزاد ہونے کے بعد یا اس سے پہلے قبل اسکے کہ شوہر اجازت دے نکاح توڑ دیا تو نکاح توڑنا صحیح نہین ہی اور جب باندی آزاد ہوگئی پھر شوہر نے اجازت دی تو بدون اجازت باندی کے نکاح نافذ ہوگا اسواسطے کہ یہ اجازت بمنزلہ جدید عقد باندھنے کے ہی یہ عتابیہ مین ہی۔ دو مردون نے گواہی دی کہ اس شخص نے اپنی یہ باندی آزاد کردی ہے حالانکہ شخص مذکور انکار کرتا ہے پس قاضی نے عتق کا حکم دیدیا پھر دونون گواہون نے گواہی سے رجوع کیا پھر دونون مین سے ایک گواہ نے اس باندی سے نکاح کیا تو امام ابو یوسف نے فرمایا کہ اگر اُسنے قبل اسکے کہ دونون پر باندی کی قیمت کی ڈگری ہوجاوے اس باندی سے نکاح کیا تو باندی اور اُسکے درمیان تفریق کرادیجائیگی اور اگر قیمت کی ڈگری ہونیکے بعد نکاح کیا تو نکاح جائز ہوگا۔ ایک مسلمان نے اپنے نصرانی غلام کو نکاح کرلینے کی اجازت دیدی پھر عورت نے نصرانی گواہ قائم کیے کہ اس غلام نے مجھ سے نکاح کیا ہے تو گواہ مقبول ہونگے اور اگر غلام مسلمان ہوا اور مولے نصرانی ہو تو ایسے گواہ مقبول نہونگے یہ ظہیریہ مین ہی۔ ایک شخص نے اپنے پسر کی باندی سے نکاح کرلیا اور اُس سے اولاد ہوئی تو باندی مذکور اُسکی ام ولد نہوجائیگی اور اسپر عورت کا مہر واجب ہوگا ولیکن جو بچہ پیدا ہوا ہے وہ اپنے بھائی یعنے مان کے مالک کی طرف سے بوجہ قرابت کے آزاد ہوجائیگا۔ اور اگر پسر نے اپنے باپ کی باندی سے نکاح کیا اور اُس سے اولاد ہوئی تو اُسکی ام ولد نہوجائیگی مگر بچہ اُسکے باپ کی طرف سے آزاد ہوجائیگا یہ تمرتاشی مین ہے۔ اور اگر باپ نے اپنے پسر کی باندی کو بنکاح فاسد یا بوطی شبہہ ام ولد بنایا یعنے وطی کرلی کہ اُس سے بچہ پیدا ہوا تو ہمارے نزدیک باندی مذکور اُسکی ام ولد نہوجائیگی یہ مبسوط مین ہی۔ ایک غلام کے تحت مین ایک آزادہ عورت ہی اُسنے غلام کے مالک سے کہا کہ تو اُسکو میری طرف سے ہزار درم پر آزاد کردے پس مالک نے ایسا ہی کیا تو غلام آزاد ہوجائیگا اور نکاح فاسد ہوجائیگا اور مہر ساقط ہوجائیگا اور مولے کے اس عورت پر ہزار درم واجب ہونگے۔ اسیطرح اگر ایک مرد نے اپنی جورو باندی کے مولے سے کہا کہ تو اُسکو میری طرف سے ہزار درم پر آزاد کردے اور مولے نے آزاد کیا تو باندی آزاد ہوجائیگی اور نکاح فاسد ہوجائیگا اور مولے کے شوہر پر ہزار درم واجب ہونگے۔ اور اگر عورت نے غلام کے مولے سے صرف یہ کہا کہ اسکو میری طرف سے آزاد کردے اور کچھ مال بیان نہ کیا پس مولے نے آزاد کردیا تو نکاح فاسد نہوگا اور امام اعظمؒ و محمدؒ کے نزدیک اُسکی ولاء اُس کے آزاد کرنے والے کی ہوگی کذا فی الکافی

دسوان باب نکاح کفار کے بیان مین۔ جو نکاح مسلمانون مین باہم جائز ہی وہی اہل ذمہ کے درمیان جائز ہی اور جو مسلمانون مین باہم نہین جائز ہی وہ کفار کے حق مین چندطرح پر ہی از انجملہ نکاح بغیر گواہون کے ہے کہ

سلہ اگر دخول ہوچکا ہو تو پورا مہر ورنہ آدھا مہر بھی واجب ہوگا ۱۲

مسلمان کے حق مین نہین جائز ہی لیکن اگر کسی ذمی نے ذمیہ عورت سے بغیر گواہون کے نکاح کیا اور اُنکے دین مین
یہ بات موجود ہے تو نکاح جائز ہوگا چنانچہ اگر پھر دونون مسلمان ہوگئے تو اسی نکاح پر برقرار رکھے جاوینگے
اور یہ ہمارے علمائے ثلثہ رحمہم اللہ کا قول ہے اسیطرح اگر دونون مسلمان نہوئے ولیکن دونون نے یا
ایک نے اپنے اس مقدمہ مین اسلام کے موافق حکم کی درخواست کی توبھی قاضی دونون مین تفریق نکریگا
از انجملہ غیر کی معتدہ عورت سے عدت مین نکاح کر لینا مسلمانون مین نہین صحیح ہے لیکن اگر ذمی نے کسی ایسی
عورت ذمیہ سے جو غیر کے ایام عدت مین ہی نکاح کیا پس اگر یہ عورت کسی مسلمان مرد کی عدت مین ہی تو نکاح
فاسد ہوگا اور اسپر اجماع ہی اور یہ بات ایسی ہی کہ انکے مسلمان ہونے سے پہلے اس امر مین انسے تعرض
کیا جائیگا اگرچہ باہم وہ لوگ اپنے دین کے موافق یہ اعتقاد رکھتے ہون کہ غیر کی معتدہ عورت سے نکاح کر لینا جائز ہی
اور اگر عورت مذکورہ کسی کافر کی عدت مین ہو اور اُن لوگون کا اعتقاد ہو کہ غیر کی معتدہ عورت سے نکاح جائز
ہوتا ہے تو جبتک وہ لوگ اپنے کفر پر رہین تب تک اُنسے بالاجماع کچھ تعرض نہ کیا جائیگا یہ محیط مین ہی اور اگر
کافر نے کسی کافر کی معتدہ عورت سے نکاح کیا حالانکہ یہ امر وہ لوگ اپنے دین مین جائز جانتے ہین پھر دونون مسلمان
ہوگئے تو امام اعظمؒ کے قول کے موافق دونون اسی پر برقرار رکھے جاوینگے کذا فی الہدایہ اور امام ابو یوسفؒ و
امام محمدؒ نے فرمایا کہ نہین برقرار رکھے جاوینگے مگر امام اعظمؒ کا قول صحیح ہی کذا فی المضمرات اور بنابر قول امام
اعظمؒ کے قاضی دونون مین تفریق نہ کریگا خواہ دونون یا ایک مسلمان ہو جاوے اور خواہ دونون حاکم اسلام کے
پاس مرافعہ کرین یا ایک ہی مرافعہ کرے کذا فی المحیط اور مبسوط مین ہی کہ ائمہ مین اختلاف ایسی صورت مین ہی کہ جب
مرافعہ یا اسلام ایسی حالت مین واقع ہو کہ جب عدت قائم ہی اور اگر عدت گذر جانے کے بعد مرافعہ کیا یا اسلام لائے
تو بالاجماع برقرار رکھے جاوینگے اور تفریق نہ کیجائیگی یہ فتح القدیر مین ہی۔ از انجملہ محارم یعنے جو دائمی حرام ہین
اُنکے ساتھ نکاح مسلمانون مین نہین روا ہی اور اگر کافر کی منکوحہ اُسکی محرمہ ہو مثلاً اُسکی مان یا بہن ہو تو
امام اعظمؒ کے نزدیک ایسے نکاح کافرون کے درمیان صحیح ہین حتے کہ ایسے نکاح پر وجوب نفقہ مترتب ہوگا اور
بعد عقد کے اگر اُسکے ساتھ دخول کیا تو مرد کا احصان[۱] ساقط نہوگا اور بعض نے فرمایا کہ امام اعظمؒ کے نزدیک بھی فاسد
ہے اور یہی صاحبینؒ کا قول ہی اور قول اول صحیح ہی اسیطرح اگر تین طلاق دی ہوئی سے نکاح کیا یا جن عورتون
کا جمع کرنا حرام ہی اُنکو جمع کیا یا پانچ عورتون کو جمع کیا تو اُسمین بھی ایسا ہی اختلاف ہے کذا فی التبیین ولیکن
اسپر اجماع کیا ہے کہ باہم ایک دوسرے کے وارث نہونگے یہ ظہیریہ مین ہی۔ پھر اگر دونون مسلمان ہوگئے یا ایک
مسلمان ہوگیا تو بالاجماع دونون مین تفریق کردیجائیگی اور اسیطرح اگر دونون مسلمان نہوئے ولیکن دونون
نے قاضی اسلام کے پاس مرافعہ کیا توبھی یہی حکم ہے کذا فی المحیط اور اگر دونون مین سے ایک نے مرافعہ کیا اور

---

[۱] احصان یعنے جس سے آدمی محصن و محفوظ ہوتا ہی حتے کہ اسکے اوپر تہمت لگانیوالا مارا جاتا ہے اور اگر کبھی زنا واقع ہوا ہو تو مارا نہین جاتا کیونکہ وہ
محصن نہین ہی پس یہان اگر مجوسی سے ایسا کیا تو اپنے اعتقاد کے موافق محصن رہیگا ۱۲

درخواست کی کہ حکم اسلام کے مطابق فیصلہ کیا جاوے پس اگر دوسرا اس سے انکار کرتا ہو اور نہ چاہتا ہو تو قاضی
دونون مین تفریق نہ کریگا اور صاحبینؒ کے نزدیک دونون مین تفریق کر دیگا یہ کافی مین ہو اور جبتک وہ
لوگ اپنے کفر پر ہین اور انھون نے ہمارے یہان مرافعہ نہ کیا تو بالاتفاق اُنسے تعرض نہ کیا جائیگا بشرطیکہ اپنے
دین مین اسکو جائز جانتے ہون یہ محیط و غیاثیہ مین ہو۔ اور مشائخ نے برنبائے قول امام اعظمؒ اتفاق کیا
ہے کہ اگر کافر نے ایک عقد مین دو بہنون سے نکاح کیا پھر قبل مسلمان ہونے کے ایک کو چھوڑ دیا پھر
مسلمان ہو گیا تو دوسری بہن جو اسکے تحت مین ہو اسکا نکاح صحیح ہوگا تا آنکہ بعد اسلام کے دونون اسی
نکاح پر برقرار رکھے جاوینگے یہ کفایہ مین ہے اور اگر ذمی نے اپنی جورو ذمیہ کو تین طلاق دیدین پھر اس
عورت کے ساتھ ویسا ہی رہتا رہا جیسے قبل طلاق کے ہر طرح مقیم تھا حالانکہ اس عورت نے کسی دوسرے
خاوند سے نکاح نہین کیا کہ اُسکے حلالہ کے بعد اس ذمی نے اُس سے نکاح کر لیا ہو اور نہ اُس سے
نکاح جدید کیا یا ذمی نے اپنی جورو کو خلع کر دیا پھر تجدید نکاح نہین کی ولیکن برابر اسیطرح اسکے ساتھ رہتا
ہے جیسے خلع سے پہلے تھا تو ان دونون مین تفریق کرا دیجائیگی اگرچہ قاضی کے پاس دونون مرافعہ نہ کرین
اور اگر ذمی نے اپنی جورو کو تین طلاق دیدین پھر اُس سے نکاح جدید کر لیا مگر عورت مذکورہ نے دوسرے
شوہر سے نکاح کر کے حلالہ نہین کیا ہے تو ان دونون مین تفریق نہین کیجائیگی یہ سراج الوہاج مین ہے
اور اگر ذمی نے مسلمان عورت سے نکاح کیا تو دونون مین تفریق کر دیجائیگی اگرچہ ذمی مسلمان ہو جاوے
اور اگر عورت نے کہا کہ تو نے مجھ سے ایسی حالت مین نکاح کیا کہ جب مین مسلمان تھی اور ذمی نے کہا کہ نہین
بلکہ تو اُسوقت مجوسیہ تھی تو تفریق کے لیے عورت کا قول قبول ہوگا کیونکہ وہ تحریم کا دعوے کرتی ہو یہ تاتارخانیہ
مین ہو۔ اور اگر ایک لڑکا اور ایک لڑکی باہم بیاہے گئے اور دونون ذمیون مین سے ہین پھر دونون بالغ ہوے
پس اگر نکاح کر دینے والا اُن کا باپ ہو تو دونون کو خیار نہوگا اور اگر سوائے باپ و دادا کے کوئی اور ہو تو
امام اعظمؒ و امام محمدؒ کے نزدیک دونون کو خیار بلوغ حاصل ہوگا یہ محیط مین ہو اور اگر جورو و مرد مین سے ایک
مسلمان ہو گیا تو دوسرے پر بھی اسلام پیش کیا جائیگا پس اگر وہ بھی مسلمان ہو گیا تو دونون جورو و مرد رہینگے
ورنہ دونون مین تفریق کر دیجائیگی یہ کنز مین ہو اور اگر دوسرا خاموش رہا تو قاضی دوبارہ اُسپر اسلام پیش کریگا
یہانتک کہ تین مرتبہ تک احتیاطًا پیش کریگا یہ ذخیرہ مین ہو اور دونون مین جو کفر پر اڑ گیا چاہے وہ بالغ ہو
اور چاہے تمیز دار نابالغ ہو بہرحال اُسکے انکار اسلام سے دونون مین تفریق کر دیجائیگی اور یہ امام اعظمؒ و
امام محمدؒ کا قول ہو اور اگر دونون مین سے ایک نابالغ بے تمیز ہو تو اُسکے عاقل ہونے تک انتظار کیا جائیگا
یہ تبیین مین ہو۔ پھر جب وہ تمیز دار عاقل ہو جائیگا تو اُسپر اسلام پیش کیا جائیگا پس اگر مسلمان ہو گیا تو فبہا
ورنہ دونون مین تفریق کر دیجائیگی اور اُسکے بالغ ہونے تک انتظار نہ کیا جائیگا اور اگر دونون مین سے ایک
مجنون ہو تو اُسکے ماں و باپ پر اسلام پیش کیا جائیگا پس اگر دونون مسلمان ہو گئے یا ایک مسلمان ہوا تو فبہا

ورنہ دونون مین تفریق کر دیجائیگی یہ کافی مین ہے اور اگر شوہر مسلمان ہوگیا اور جورو نے انکار کیا تو دونون مین
تفریق ہوگی مگر یہ تفریق طلاق نہوگی اور اگر جورو مسلمان ہوئی اور شوہر کافر رہا تو دونون مین تفریق امام اعظمؒ
و امام محمدؒ کے نزدیک طلاق ہوگی یہ محیط سرخسی مین ہے پھر اگر بوجہ انکار کے دونون مین تفریق واقع ہوئی پس اگر
بعد دخول ہوجانے کے تفریق ہوئی تو عورت کو اُسکا پورا مہر ملیگا اور اگر قبل دخول کے ہو پس اگر بوجہ انکار شوہر کے
ہوئی تو عورت کو نصف مہر ملیگا اور اگر بوجہ انکار جورو کے ہو تو جورو کو کچھ مہر نہ ملیگا یہ تبیین مین ہے۔ اور اگر کتابیہ
ذمیہ عورت کا شوہر مسلمان ہوگیا تو دونون کا نکاح برقرار رہیگا یہ کنز مین ہے اور اگر دار الحرب مین جورو و مرد مین
سے ایک مسلمان ہوا اور یہ دونون اہل کتاب نہین ہین یا ہین اور عورت ہی مسلمان ہوئی ہے تو دونون مین نکاح
ٹوٹ جانا تین حیض گذرنے تک موقوف رہیگا خواہ عورت کے ساتھ دخول کیا ہو یا نہ کیا ہو یہ کافی مین ہے پھر اگر
تین حیض گذرنے سے پہلے دوسرا بھی مسلمان ہوگیا تو نکاح باقی رہیگا اور اگر دونون حربی امان لیکر آگئے
ہون تو دونون مین جدائی دو طرح سے یا تو دوسرے پر اسلام پیش کرنے اور اُسکے انکار کرنے سے یا تین حیض
گذر جانے سے ہوگی یہ عتابیہ مین ہے اور یہ حیض شمار عدت نہین ہین اسواسطے عورت مدخولہ غیر مدخولہ اسمین
یکسان ہین پھر اگر دونون مین جدائی واقع ہوئی پس اگر مدخولہ نہو تو عورت پر عدت واجب نہوگی اور اگر بعد
دخول کے جدائی ہوئی پس اگر عورت کافرہ حربیہ رہی ہے تو بھی یہی حکم ہے اور اگر عورت مسلمان ہوئی ہو تو
بھی امام اعظمؒ کے نزدیک یہی حکم ہے یہ کافی مین ہے اور اگر عورت کو بوجہ صغیرہ ہونے یا بوڑھی ہونے کے
حیض نہ آتا ہو تو بدون تین مہینہ گذرنے کے دونون مین انقطاع نہوگا یہ بحر الرائق مین ہے۔ اور اگر عورت
مسلمان ہوگئی حالانکہ اُسکا خاوند حربی امان لیکر دار الاسلام مین آیا ہے تو بدون تین حیض گذرنے کے
انقطاع نہوگا اسیطرح اگر اُسکا خاوند حربی امان لیکر دار الاسلام مین آکر یہان ذمی ہوگیا تو بھی یہی حکم ہے
حتےکہ اگر عورت بھی دار الحرب سے نکلکر دار الاسلام مین آئی اور ہنوز تین حیض نہین گذرے ہین تو اُسکے خاوند
پر اسلام پیش کیا جائیگا پس اگر وہ مسلمان ہوگیا تو دونون مین تفریق نہ کیجائیگی اور اسیطرح اگر شوہر مسلمان
ہوگیا پھر جورو دار الحرب سے نکلکر دار الاسلام مین آئی اور ذمی ہوکر رہی تو جبتک تین حیض نہ گذرینگے تب تک
انقطاع نہوگا پھر جب تین حیض گذرنے پر دونون مین انقطاع ہوا تو امام اعظمؒ و امام محمدؒ کے نزدیک یہ جدائی
بے طلاق ہوگی چنانچہ سیر کبیر مین مذکور ہے یہ محیط سرخسی مین ہے۔ اور تباین دارین یعنے ولایت کا جدا ہوجانا جیسے
دار الاسلام و دار الحرب یہ موجب فرقت ہے نہ قید ہونا چنانچہ اگر کوئی حربی دار الحرب سے نکلکر مسلمان ہوکر
دار الاسلام مین آگیا یا دار الاسلام مین ذمی ہوکر رہا خواہ مرد ہو یا اُسکی جورو ہو تو دوسرے سے فرقت
ہوجائیگی یہ تبیین مین ہے۔ ایک حربی امان لیکر دار الاسلام مین آیا پھر اُسنے یہان ذمی ہونا اختیار کیا تو اُسکی جورو
بائن ہوجائیگی اور اگر دونون مین سے کوئی قید ہوکر آیا تو فرقت ثابت ہوجائیگی نہ اسوجہ سے کہ قید ہوگیا ہے بلکہ
اسوجہ سے کہ تباین دارین ہوگیا اور اگر جورو و مرد دونون قید ہوکر آگئے تو نکاح مین جدائی نہوگی یہ سراج الوہاج

مین ہی اور اگر کوئی حربی امان لیکر دارالاسلام مین آیا یا کوئی مسلمان امان لیکر دارالحرب مین گیا تو اُسکی عورت اُس سے بائنہ نہوجائیگی یہ کافی مین ہی۔ اسیطرح جو لوگ امام عادل سے باغی ہوگئے ہین اگر اُنکے یہان سے کوئی اہل عدل کے یہان آیا یا اہل عدل کے یہان سے وہان گیا تو اُسکی جورو اُس سے بائنہ نہوگی یہ تبیین مین ہی۔ دارالحرب مین ایک مسلمان نے کسی عورت کتابیہ حربیہ سے نکاح کیا پھر فقط شوہر دارالحرب سے نکل آیا تو ہمارے نزدیک وہ عورت اُس سے بائنہ ہوجائیگی اور اگر شوہر سے پہلے یہ عورت نکلکر دارالاسلام مین آگئی تو بائنہ نہوگی یہ ظہیریہ مین ہی۔ اور جو عورت شوہردار کہ دارالحرب سے نکلکر دارالاسلام مین آگئی باین طور کہ وہ مسلمان ہوگئی یا اُسنے ذمی ہوکر رہنا اختیار کیا تو بدون عدت کے اُس سے نکاح کرنا جائز ہی اسیطرح اگر وہ دارالاسلام مین مسلمان ہوگئی یا یہان ذمیہ ہوگئی تو بھی یہی حکم ہی اور یہ امام اعظمؒ کا قول ہی اور صاحبینؒ نے فرمایا کہ عدت واجب ہی یہ تبیین مین ہی۔ اور اگر ایک مرد حربی قید کیا گیا اور اُسکے تحت مین دو بہنین ہین یا چار ہین یا پانچ ہین اور یہ بھی سب اُسکے ساتھ مقید ہوکر آئین تو امام اعظمؒ و ابو یوسفؒ کے نزدیک سب کا نکاح باطل ہوجائیگا خواہ یہ نکاح ایک ہی عقد مین سب سے کیا ہو یا عقود متفرقہ مین کیا ہو۔ اور اگر کسی کافر کی تحت مین دو بہنین ہون یا پانچ عورتین ہون پھر یہ سب لوگ ایک ساتھ مسلمان ہوگئے پس اگر اُسنے عقود متفرقہ مین ان سب سے نکاح کیا ہو تو پہلی بہن کا نکاح اور پہلی چار عورتون کا نکاح جائز ہوگا اور باقی کا باطل ہوگا اور اگر ان سب سے ایک ہی عقد مین نکاح کیا ہو پس اگر یہ سب لوگ مسلمانون کے اہل ذمہ[1] مین سے ہون تو ہمارے نزدیک بلاخلاف سب کا نکاح باطل ہوگا لیکن اگر مرد کے مسلمان ہونے سے پہلے انھین سے ایک عورت مرگئی یا بائنہ ہوگئی ہو تو باقی چار عورتون[2] کا نکاح جائز ہوگا اور اگر یہ سب لوگ حربی ہون تو بھی امام اعظمؒ و ابو یوسفؒ کے نزدیک یہی حکم ہی یہ عتابیہ مین ہی۔ اور اگر مرد کے ساتھ اُسکی دو عورتین قید ہوکر آئین تو انھین دونون کا نکاح باطل نہوگا اور جو باقی رہگئی ہین یعنے دارالحرب مین ہین اُنکا نکاح باطل ہوگا یہ سراجیہ مین ہی۔ اور اگر حربی نے ایک عورت و اُسکی مان سے نکاح کیا پھر مسلمان ہوگیا پس اگر دونون سے ایک ہی عقد مین نکاح کیا ہو تو دونون کا نکاح باطل ہوگا اور اگر دونون سے متفرق نکاح کیا ہو تو پہلی کا نکاح جائز اور دوسری پچھلی کا نکاح باطل ہوگا اور یہ امام اعظمؒ و امام ابو یوسفؒ کا قول ہی اور یہ اُس وقت ہے کہ دونون مین سے کسی کے ساتھ دخول نہ کیا ہو اور اگر اُسنے دونون سے دخول کرلیا ہو تو بہرحال دونون کا نکاح باطل ہوگا اور اسپر اجماع ہی اور اگر دونون مین سے ایک کے ساتھ دخول کیا پس اگر اُس عورت سے دخول کیا ہو جس سے پہلے نکاح کیا ہی پھر دوسری عورت سے نکاح کیا تو پہلی عورت کا نکاح جائز اور دوسری کا نکاح باطل ہوگا اور اسپر بھی اجماع ہی یہ بدائع مین ہی اور اگر اُسنے پہلی عورت کے ساتھ دخول نہ کیا ہو بلکہ دوسری کے ساتھ دخول کیا ہو پس اگر پہلی دختر اور دوسری مان ہو تو بالاتفاق دونون کا نکاح باطل ہوگا اور اگر پہلی مان ہو

[1] اہل ذمہ یعنے مسلمانون کے ماتحت حفاظت مین ہون ۱۲ [2] قال اس کلام مین اشعار ہے کہ باقی بہن کا نکاح درصورت بائنہ ہونے کے جائز نہ ہوگا وفیہ تامل ۱۲ منہ

اور دوسری دختر ہو پس دوسری کے ساتھ دخول کیا تو بھی امام اعظمؒ و امام ابو یوسفؒ کے نزدیک دونون کا نکاح باطل ہوگا ولیکن اُسکو اختیار ہوگا کہ دختر کے ساتھ نکاح کرلے اور اس عورت کی مان سے نکاح کرنا حلال نہین ہے یہ سراج الوہاج مین ہے۔ اور اگر جورو و مرد دونون مین سے ایک دین اسلام سے مرتد گیا تو دونون مین بغیر طلاق[1] کے فرقت فی الحال واقع ہوجائیگی خواہ قبل دخول کے مرتد ہوا ہو یا بعد دخول کے پھر اگر شوہر ہی مرتد ہوا ہے تو عورت کو پورا مہر ملیگا بشرطیکہ اُسکے ساتھ دخول واقع ہوا ہو یا نصف مہر ملیگا اور اگر دخول واقع نہین ہوا ہے اور اگر عورت ہی مرتد ہوگئی ہے پس اگر دخول ہوچکا ہے تو اُسکو پورا مہر ملیگا اور اگر دخول نہین ہوا ہے تو اُسکو کچھ مہر نہ ملیگا۔ اور اگر دونون ایک ساتھ مرتد ہوگئے پھر دونون ایک ساتھ مسلمان ہوگئے تو استحسانًا دونون اپنے نکاح پر باقی رہینگے اور اگر دونون ایک ساتھ مرتد ہوکر پھر دونون مین سے ایک مسلمان ہوگیا تو دونون مین فرقت واقع ہوجائیگی یہ کافی مین ہے اور اگر یہ معلوم نہو کہ اول کون مرتد ہوا ہے تو حکم مین یہ قرار دیا جائیگا کہ گویا دونون ایک ساتھ مرتد ہوئے ہین یہ ظہیریہ مین ہے۔ اور اگر عورت نے اپنے شوہر کے جلانے کے واسطے یا بدین غرض کہ اس مرد کے حبالۂ نکاح[2] سے باہر ہوجاوے یا بدین غرض کہ تجدید نکاح سے اسپر دوسرا مہر لازم آوے اپنی زبان پر کلمۂ کفر جاری کیا تو اپنے شوہر پر حرام ہوجائیگی پس وہ مسلمان ہونے کے واسطے مجبور کی جائیگی اور ہر قاضی کو اختیار ہے کہ اُسکا جدید نکاح بہت کم مقدار پر اگرچہ ایک دینار ہو یا ندہ دے خواہ عورت اُس سے خوش ہو یا ناراض ہو اور اس عورت کو یہ اختیار نہوگا کہ اس شوہر کے سوائے دوسرے سے نکاح کرے اور شیخ ابو جعفر ہندوانی نے فرمایا کہ مین اسی حکم کو لیتا ہون اور فقیہ ابو اللیثؒ نے فرمایا کہ ہم اسی کو لیتے ہین یہ تمرتاشی مین ہے۔ اور اگر مرد مسلمان ہوا اور اُسکے تحت مین کتابیہ عورت ہے پھر مرد مذکور مرتد ہوگیا تو اسکی جورو اُس سے بائنہ ہوجائیگی یہ محیط سرخسی مین ہے۔ اور بچہ اپنے مان و باپ مین سے اُسکا تابع قرار دیا جاتا ہے جو براہ دین دونون مین سے بہتر ہو یہ کنز مین ہے۔ اور یہ حکم مُوقت ہے کہ دار مختلف نہو مثلاً دونون دار الاسلام مین ہون یا دونون دار الحرب مین ہون یا بچہ دار الاسلام مین ہو اور باپ دار الحرب مین مسلمان ہوگیا تو بچہ اپنے باپ کی تبعیت مین مسلمان ہوگا اسواسطے کہ باپ اگرچہ دار الحرب مین مسلمان ہوا ہے لیکن وہ حکمًا دار الاسلام کے لوگون مین سے ہے اور اگر بچہ دار الحرب مین ہو اور باپ دار الاسلام مین مسلمان ہوگیا ہو تو بچہ اُسکا تابع قرار نہ دیا جائیگا اور مسلمان نہوگا یہ تبیین مین ہے اور مجوسی دین والا کتابی کافر سے بدتر ہے یہ کنز مین ہے پس اگر مان و باپ مین سے ایک مجوسی اور دوسرا کتابی ہو تو بچہ مثلاً بیٹی ہو وہ کتابی قرار دیجائیگی پس مسلمان مرد کو جائز ہے کہ اس عورت سے نکاح کرلے اور بچہ کا ذبیحہ حلال ہوگا یہ غایۃ السروجی مین ہے۔ ایک مسلمان نے ایک نصرانیہ عورت سے نکاح کیا پھر ایک ساتھ دونون مجوسی ہوگئے تو امام ابو یوسفؒ نے فرمایا کہ دونون مین فرقت واقع ہوگی اور

---

[1] بغیر طلاق کے یعنے فی الحال جو جدائی دونون مین واقع ہوئی یہ طلاق نہین ہے بلکہ اگر کئی مرتبہ مرتد ہوا اور جدید نکاح کیا تو جائز ہے ۱۲

[2] حبالۂ نکاح یعنے اسکے نکاح کی رسی سے باہر ہو ۱۲

امام محمدؒ نے فرمایا کہ واقع نہوگی یہ ظہیریہ مین ہے۔ اور اگر مسلمان کے تحت مین نصرانیہ عورت ہو اور دونون ساتھ ہی یہودی ہو گئے تو بالاتفاق دونون مین فرقت واقع ہوجائیگی اور مرد پر پورا مہر واجب ہوگا اسواسطے کہ سبب فرقت کا خاصۃً مرد کیطرف سے پیدا ہوا ہے یہ سراج الوہاج مین ہے اور اگر ایک مسلمان نے ایسی لڑکی سے نکاح کیا جسکے ماں و باپ مسلمان ہین پھر دونون مرتد ہو گئے تو یہ لڑکی اپنے خاوند سے بائنہ نہوگی اگرچہ دونون ماں و باپ دار الحرب مین چلے جائین اور اگر دونون اس لڑکی کو بھی دار الحرب مین لیگئے تو بائنہ ہوجائیگی اور اگر دونون مین سے ایک ہائے دار الاسلام مین مرتد ہوکر یا مسلمان ہونے کی حالت مین مرگیا پھر دوسرا مرتد ہوکر اس لڑکی کو لیکر دار الحرب مین چلا گیا تو یہ لڑکی اپنے شوہر سے بائنہ نہوگی یہ ظہیریہ مین ہے ایک نصرانیہ لڑکی ایک مسلمان کے تحت مین ہے پس اسکا باپ مجوسی ہوگیا حالانکہ اسکی ماں نصرانیہ ہونے کی حالت مین مرچکی ہے تو یہ لڑکی اپنے شوہر سے بائنہ نہوگی یہ محیط سرخسی مین ہے۔ ایک مسلمان نے ایک نصرانیہ لڑکی سے نکاح کیا جسکو اسکے باپ نے بیاہ دیا ہے اور اسکے ماں و باپ دونون نصرانی ہین پھر اسکے باپ ماں مین سے ایک مجوسی ہوگیا اور دوسرا نصرانی رہا تو لڑکی اپنے شوہر سے بائنہ نہوگی اور اگر ماں و باپ دونون مجوسی ہوگئے اور یہ لڑکی ہنوز بحال خود نابالغہ ہے تو اپنے شوہر سے بائنہ ہوجائیگی اگرچہ دونون اسکو دار الحرب مین نہ لیجاوین اور اسکو مہر سے قلیل و کثیر کچھ نہ ملیگا اور اسیطرح اگر لڑکی بالغہ ہوگئی ہو ولیکن معتوہہ[1] بالغ ہوئی ہو تو بھی یہی حکم ہے اسواسطے کہ جب معتوہہ بالغہ ہوئی تو برابر دین مین اپنے والدین و دار کے تابع رہیگی اسواسطے کہ معتوہہ کا ذاتی اسلام درحقیقت کچھ نہین ہوتا ہے پس اس اعتبار سے بمنزلہ صغیرہ کے ہے ایک عورت بالغہ مسلمان تھی وہ معتوہہ ہوگئی اور اسکے ماں و باپ مسلمان ہین پس اسکو اسکے باپ نے معتوہہ ہونے کی حالت مین بیاہ دیا حتے کہ نکاح جائز ہوا پھر اسکے ماں و باپ نعوذ باللہ تعالے مرتد ہوگئے اور دار الحرب مین چلے گئے تو یہ عورت اپنے شوہر سے بائنہ نہوگی اور صغیرہ اگر اسلام کو سمجھ گئی اور اسکو بیان کیا کہ اسلام یون ہے پھر وہ معتوہہ ہوگئی تو اسکا حکم بھی ایسی صورت مین اسی عورت مذکورہ بالا کے مثل[2] ہے ایک مسلمان نے ایک نصرانیہ عورت سے نکاح کیا اور یہ صغیرہ ہے اور اسکے ماں و باپ نصرانی ہین پھر وہ بڑی یعنے بالغہ ہوئی مگر ایسی کہ کسی دین کو نہین سمجھتی اور نہ بیان کرسکتی ہے حالانکہ وہ معتوہہ نہین ہے تو درصورت واقعہ[3] مذکورۂ بالا کے وہ اپنے شوہر سے بائنہ ہوجائیگی اور اسیطرح اگر صغیرہ مسلمہ جب بالغہ ہوئی تو معتوہہ نہ تھی مگر وہ اسلام کو نہین جانتی اور نہ بیان کرسکتی ہے تو درصورت واقعہ مذکورۂ بالا کے وہ اپنے شوہر سے بائنہ ہوجائیگی یہ محیط مین ہے۔ اور قبل دخول کے بائنہ ہوجانے مین اسکو کچھ مہر نہ ملیگا اور بعد دخول کے بائنہ ہونے سے مہر ملیگا اور یہ واجب ہے کہ اللہ تعالے جل جلالہ کے نام پاک کو مع تمام اوصاف کے اسکے سامنے بیان کیا جاوے اور اس سے کہا جاوے کہ آیا اللہ تعالے شانہ ایسا ہی ہے

ف۱ معتوہہ یعنے بدعقل مختلط حواس کہ بعضے افعال دیوانگی سے ہین اور بعضے حواس سے ہین تو بھی والدین کی ولایت مین ہے ۱۲ ف۲ مثل ہے بنا بر آنکہ ولایت والدین عود نکریگی اور اسمین اختلاف مذکور ہوچکا ۱۲ ف۳ واقعہ یہ کہ والدین مرتد ہوکر دار الحرب مین ملگئے ۱۲

پس اگر اُسنے کہا کہ ہان تو حکم دیا جائیگا کہ وہ مسلمان ہی اور اگر مردودہ نے کہا کہ مین سمجھتی ہون اور وصف کر سکتی ہون مگر نہین بیان کرتی ہون تو شوہر سے بائنہ ہو جائیگی اور اگر اُسنے کہا کہ مین اُسکو بیان نہین کر سکتی ہون تو ایسی صورت مین اختلاف ہی اور اگر اسلام کو سمجھی مگر بیان نہ کیا تو بائنہ نہ ہوگی اور اگر اُسنے مجوسیہ کا دین بیان کیا تو امام اعظمؒ و امام محمدؒ کے نزدیک بائنہ ہو جائیگی اور امام ابو یوسفؒ نے اختلاف کیا ہی اور یہی مسئلہ۱؎ ارتداد طفل کا ہی یہ کافی مین ہی۔ ایک مرد چند مرتبہ مرتد ہوا اور ہر بار تجدید اسلام کی اور تجدید نکاح کر لی تو بنابر قول امام اعظمؒ کے اُسکی عورت اُسکے واسطے بدون دوسرے شوہر سے نکاح کرنے کے حلال۲؎ ہوگی۔ اور جو عورت مرتد ہوگئی اُسکے شوہر کو اختیار ہی کہ اس عورت کے سوائے چار عورتون سے نکاح کرے بشرطیکہ عورت مذکورہ دار الحرب مین چلی گئی ہو۔ ایک شخص نے ایک عورت سے نکاح کیا اور قبل دخول کے اُسکے پاس سے سفر کرکے چلا گیا پھر اُسکو ایک مخبر نے خبر دی کہ وہ عورت مرتدہ ہوگئی اور یہ مخبر آزاد یا مملوک یا محدود القذف ہے مگر اُسکے نزدیک یہ ثقہ یعنے معتمد علیہ ہی تو اُسکو گنجائش ہی کہ اسکی تصدیق کرکے اس عورت کے سوائے چار عورتون سے نکاح کرے اور اسیطرح اگر مخبر مذکور اُسکے نزدیک غیر ثقہ ہو ولیکن اُسکی رائے غالب مین وہ سچا نظر آوے تو بھی اُسکے واسطے یہی حکم ہی اور اگر اُسکی رائے غالب مین وہ جھوٹا ہو تو تین سے زیادہ عورتون سے نکاح نہین کر سکتا ہی۔ اور اگر کسی عورت کو خبر دیگئی کہ تیرا شوہر مرتد ہوگیا ہی تو اُسکو اختیار ہی کہ بعد انقضائے عدت کے دوسرے شوہر سے نکاح کر لے اور یہ روایت استحسان ہی اور بنابر روایت سیر کے دوسرے سے نکاح نہین کر سکتی اور شمس الائمہ سرخسی نے فرمایا کہ روایت استحسان زیادہ صحیح ہی یہ فتاوے قاضیخان مین ہی اور اگر ایسا مرد جو نشہ۳؎ مین ہی اور اُسکی عقل جاتی رہی ہے مرتد ہوگیا تو استحسانًا اُسکی جورو اُس سے بائنہ نہوگی یہ سراج الوہاج مین ہے۔

گیارھوان باب قسم کے بیان مین

قال المترجم قسم سے مراد باری ہی جبکہ کئی عورتین ہون تو انکین باری مقرر کرے اور یہ امر کہ کن کن باتون مین کسطرح واجب ہے یہ کتاب مین خود فرمایا ہی کہ شوہرون پر واجبات مین سے ہی کہ اپنی جورون کے درمیان تعدیل۴؎ و تسویہ ایسی باتون مین کرین جنکے وہ مالک ہین اور مصاحبت و موانست کے واسطے شب باشی مین برابری رکھین اور جو باتین انکے اختیار مین نہین ہین انمین تعدیل و تسویہ ان پر واجب نہین ہی اور وہ محبت دلی ہی اور جماع ہی یہ فتاوے قاضیخان مین ہی اور اس حکم مین غلام مثل آزاد کے ہی یہ خلاصہ مین ہی پس اپنی سب عورتون کے درمیان امور مذکورہ مین مساوات رکھے خواہ قدیمہ ہو یا جدیدہ ہو خواہ باکرہ ہو یا ثیبہ ہو خواہ صحیحہ ہو یا مریضہ و رتقاء۵؎ ہو یا ایسی مجنونہ ہو جسکی ذات سے خوف نہو خواہ حائضہ ہو یا نفاس مین ہو یا حاملہ ہو خواہ ایسی

۱؎ مسئلہ یعنے طفل نے اپنا دین مجوسی وغیرہ بیان کیا تو کیا وہ حکمًا مرتد ہی جیسے مسلمان تھا کہ نہین ۱۲ ۲؎ حلال ہوگی اگرچہ تین بار سے زیادہ واقع ہو کیونکہ مرتد ہونے سے طلاق نہین پڑتی ہی ۱۲ ۳؎ قولہ نہوگی یہان نشہ کا اعتبار کیا بخلاف طلاق وغیرہ کے کیونکہ کفر لازم آتا ہی ۱۲ ۴؎ تعدیل عدل کرنا اور تسویہ برابری کرنا لیکن محبت خود اختیاری نہین جیسے جماع کہ وہ خواہش پر مبنی ہے ۱۲ ۵؎ رتقاء وہ عورت جس کے سوراخ دخول کافی نہو۔ اور مرد مجبوب جسکا آلہ کٹا ہو۔ خصی جسکے خصیہ کوفتہ یا ندارد ہون۔ عنین نامرد۔ مراہق قریب البلوغ۔ مکاتبہ وہ باندی جسکو نوشتہ دیا کہ اگر ہزار درم مثلًا کما کر ادا کرے تو آزاد ہے۔ مدبرہ بعد مرگ آزاد ہے مثلًا۔ ام ولد جس سے اولاد ہوئی ہو ۱۲

صغیرہ ہو جس سے وطی کرنا ممکن ہی یا احرام باندھے ہوئے ہو یا ایسی ہو کہ اُس سے ایلا کیا ہی یا ظہار کیا ہی یہ تبیین
مین ہی اور اسیطرح عورت مسلمہ و کتابیہ کے درمیان بھی باری واجب ہے یہ سراج الوہاج مین ہی اور شوہر صحیح و
مریض و مجبوب و خصی و عنین و بالغ و مراہق و مسلمان و ذمی اس باری مین سب برابر ہین یہ فتاوے قاضیخان
مین ہی اور اگر ایک عورت مسلمان یا کتابیہ ہو اور دوسری باندی یا مکاتبہ یا مدبرہ یا ام ولد ہو تو آزادہ کے واسطے
دو دن و دو رات مقرر کرے اور باندی کے واسطے ایک دن و ایک رات مقرر کرے یہ خلاصہ مین ہی اور اگر باندی کے
پاس ایک دن رہا پھر وہ آزاد کر دیگئی تو آزادہ جورو کے نزدیک بھی ایک ہی روز رہیگا اور اسیطرح اگر دو حرہ کے
پاس رہا پھر باندی آزاد کی گئی تو آزاد شدہ کے پاس چلا جاوے اسواسطے کہ مقتضی تاخیر زائل ہو گیا یہ تبیین مین
ہے۔ اور جو باندیاں اُسکے تحت مین اُسکی ملک یمین ہوں اُنمین کوئی تقسیم و باری نہین ہی[1] یہ بدائع مین ہے
اور باری کا مدار وعماد رات ہے اور کسی عورت سے سوائے اُسکے باری کے روز کے جماع نہ کرے اور جسکی باری نہین
ہے اُسکے پاس اُس رات مین نہ جاوے ولیکن دن مین کسی ضرورت سے اُسکے پاس جانے مین کچھ مضائقہ نہین ہی
ہان اگر بغیر باری والی بیمار ہو تو دوسری کی باری کی رات مین بھی اُسکے پاس عیادت کے واسطے جانا جائز ہی
اور اگر اُسکا مرض سخت ہو گیا تو مضائقہ نہین ہی کہ اُسی کے پاس رہے یہانتک کہ وہ اچھی ہو جاوے یا مر جاوے
یہ جوہرۃ النیرہ مین ہی۔ اور ٹھہرنے کے مقدار[2] کا اختیار شوہر کو ہی اسواسطے کہ واجبی استحقاق فقط تعدیل و تسویہ کا ہے
نہ اُسکے طریقہ کا یہ تبیین مین ہی۔ اور اگر قاضی نے شوہر کو حکم دیا کہ باری و تسویہ رکھے پھر اُسنے خیانت کی اور
ایسا نہ کیا پس جورو اُسکو قاضی کے پاس لیگئی تو قاضی اُسکے واسطے کوئی سزا تجویز کریگا اسواسطے کہ وہ فعل
حرام کا مرتکب ہوا ہی پھر اُسکو حکم کریگا کہ آئندہ تعدیل و تسویہ مرعی رکھے اور جو زمانہ گذر گیا وہ رائگان گیا اُسکی
بابت اس جورو کو یہ مطالبہ نہین پہونچتا ہی کہ اتنے دن اُسکے پاس رہکر پچھلی خیانت کی تلافی کرے اور اگر ایک
جورو کی اجازت سے دوسری جورو کے پاس باری سے زائد رہا تو جائز ہی مگر اجازت دینے والی جورو کو اختیار ہی کہ
اپنی اجازت سے رجوع کر جاوے پس اجازت لازمی نہین ہوتی ہی یہ فتاوے قاضیخان مین ہی۔ اور اگر کسی جورو
نے اپنی باری اپنی سوت کو ہبہ کر دی تو جائز ہی ولیکن اُسکو اختیار ہوگا کہ جب چاہے اُس سے رجوع کر لے
یہ سراج الوہاج مین ہی۔ اور اگر کوئی جورو اپنی باری اپنی سوت کے واسطے چھوڑ دینے پر راضی ہوئی تو جائز ہی
اور اُسکو اختیار ہوگا کہ اُس سے رجوع کر لے یہ جوہرۃ النیرہ مین ہی۔ اور اگر دو عورتون سے نکاح کیا بدین شرط کہ ان
دونون مین سے ایک کے پاس زیادہ رہا کریگا یا ایک نے شوہر کو مال دیا کہ اسکی باری بڑھا دے یا اپنے اوپر اُسکی
اجرت مقرر کی کہ اُسکی باری بڑھا دے یا اپنے مہر مین سے کم کر دیا بدین غرض کہ اُسکی باری بڑھا دے تو شرط اور
معاوضہ دونون باطل ہین اور عورت مذکورہ کو اختیار ہوگا کہ اپنا مال واپس کر لے یہ خلاصہ مین ہی۔ اور اگر شوہر نے
دونون مین سے ایک کو مال بدین شرط دیا کہ وہ اپنی باری دوسری کو دیدے یا خود عورت نے سوت کو مال دیا کہ

[1] لیکن باری رکھنا مستحب ہے ۱۲ م [2] مقدار یعنے کسقدر وسیع ہی اور کہان ہی ۱۲

کہ وہ اپنی باری مجھ کو دیدے تو جائز نہین ہی اور مال واپس کر لیا جاوے یہ تاتارخانیہ مین ہی۔ اور اگر ایک شخص کی ایک جورو ہی اور یہ شخص رات کو عبادت شب مین مشغول رہتا ہی اور دن مین روزہ رکھتا ہے یا لونڈیون مین مشغول رہتا ہی یعنے بیوی کا یہ حق ادا نہین کرتا ہی پس اُسکی جورو نے قاضی سے فریاد کی تو قاضی اُسکو حکم کریگا کہ چند روز اُسکے ساتھ رہا کرے اور احیانًا اُسکے واسطے روزہ افطار کرے اور امام ابوحنیفہ رح پہلے یہ فرماتے تھے کہ عورت کے واسطے ایک رات و دن و مرد کے واسطے تین رات و دن ہین پھر اُس سے رجوع کیا اور فرمایا کہ شوہر کو یہ حکم دیا جائیگا کہ عورت کی مراعات رکھے اور اپنی صحبت مین اُسکو مانوس کرے اور یہی مقصود ہی اُسکے واسطے کچھ دن و وقت کی قید نہین ہی یہ فتاوےٰ قاضیخان مین ہی اور یہی صحیح ہی یہ بحر الرائق مین ہے اور منتقی مین لکھا ہی کہ اگر کسی کے پاس دو جورو ہون اور نیز کئی ام ولد اور کئی باندیان ہین تو ہر جورو کے پاس ایک رات و دن رہے اور دو رات و دن باندیون مین سے جسکے پاس چاہے رہے۔ اور اگر اُسکے پاس چار جورو ہون تو ہر ایک کے پاس ایک رات و ایک دن رہے اور باندیون کے پاس نہ رہے الا اسقدر کہ جیسے مسافر راہ چلتا ٹھہرتا ہی یہ فتاوےٰ قاضیخان مین ہی۔ اور اُسکو اختیار ہی کہ سفر مین بعض عورتون کو لیجاوے اور بعض کو نہ لیجاوے اور جسکو چاہے لیجاوے ولیکن اولےٰ یہ ہی کہ اُنکے دل خوش کرنے کے واسطے قرعہ ڈالے جسکے نام نکلے اُسکو لیجاوے اور جب سفر سے واپس آوے تو جسکو سفر مین لے گیا ہی اتنے دنون کی کمی پوری کرنیکے واسطے دوسری کو اختیار نہین ہی کہ درخواست کرے کہ اتنے دن اُسکے ساتھ بھی پورے کرے۔ اور اگر ایک جورو ہو اور اُسنے چاہا کہ اُسکے اوپر دوسری جورو سے نکاح کرے اور اُسکو خوف ہوا کہ مجھ سے ان دونون مین تعدیل نہوگی تو اُسکو دوسری سے نکاح کرنے کی گنجائش نہین ہی اور اگر اُسکو یہ خوف نہو تو دوسری عورت سے نکاح کرنے کی گنجائش ہی ولیکن اس سے باز رہنا اولےٰ ہی اور عورت کو غم دینے کی بات چھوڑ دینے سے مرد کو ثواب ملیگا یہ سراجیہ مین ہی اور مستحب ہے کہ اپنی تمام عورتون کے درمیان تمام استمتاعات مین مساوات رکھے چنانچہ وطی کرنا و بوسہ لینا وغیرہ سب کے ساتھ مساوی ہو اور اسیطرح باندیون و امہات اولاد مین بھی ولیکن یہ کچھ واجب نہین ہی یہ فتح القدیر مین ہی **متصلات** باب ہذا چند مسائل ہین۔ اپنی دو یا زیادہ عورتین جو باہم سوت ہین ایک مکان مین سب کی سکونت بدون اُنکی رضامندی کے نہ رکھے اسواسطے کہ اُنکا آپس کا جلا پا برابر اُنکے ساتھ ہو جائیگا اور اگر سوتون کی رضامندی سے اُنکو ایک مسکن مین رکھا تو یہ مکروہ[1] ہی کہ ایک کے سامنے دوسری سے وطی کرے حتے کہ اگر ایک سے وطی کرنیکی خواہش کی تو اسپر قبول کرنا واجب نہین ہی چنانچہ اگر وہ انکار کرے تو نافرمان نہوگی اور ان مسائل مین کچھ اختلاف نہین ہی اور مرد کو اختیار ہی کہ عورت پر غسل جنابت و حیض و نفاس کے واسطے جبر کرے لیکن اگر عورت ذمیہ ہو یعنے کتابیہ ہو تو ایسا نہین کرسکتا ہی اور شوہر کو اختیار ہوگا کہ عورت پر تطیب[2] و استحداد[3] کے واسطے جبر کرے یہ بحر الرائق مین ہی اور شوہر کو اختیار ہی کہ عورت کو ایسی چیز کھانے

[1] اقول ظاہر مکروہ سے مکروہ تحریمی مراد ہی فافہم ۱۲ [2] پاکیزگی کے ساتھ خوشبو لگانا ۱۲ م [3] مثلاً سوت لانا ۱۲ عصو زیر ناف صاف کرنا

منع کرے جسکی بد بو سے اُسکو ایذا پہونچتی ہو اور رہزل اور بیہودگی سے منع کرسکتا ہو اور علےٰ ہذا شوہر کو اختیار ہے کہ ایسی چیز کے ساتھ زینت کرنے سے منع کرے جسکی بو سے اُسکو اذیت ہوتی ہو جیسے مثلاً سبز مہندی لگانے وغیرہ سے اور شوہر کو اختیار ہے کہ جورو کو زینت چھوڑ دینے پر سزا دے اور مارے جبکہ وہ زینت چاہتا ہو اور نیز اگر اُسنے وطی کے واسطے بلایا اور عورت نے انکار کیا تو مار سکتا ہے درحالیکہ عورت حیض و نفاس سے پاک ہو اور نیز نماز و شرط نماز کے واسطے بھی درصورت ترک کے سزا دے سکتا ہے یہ فتح القدیر مین ہے۔ ایک شخص کی جورو ہے کہ نماز نہین پڑھتی ہے تو اُسکو اختیار ہے کہ عورت مذکورہ کو طلاق دیدے اگرچہ بالفعل اُسکے مہر ادا کرنے پر قادر نہو اور اگر عورت نے بدون اجازت شوہر کے مجلس وعظ مین باہر جانا چاہا تو عورت کو یہ اختیار نہین ہے اور اگر عورت پر کوئی واقعہ پیش آیا کہ اُسمین حکم شرع دریافت کرنے کی ضرورت ہے اور شوہر اُسکا عالم ہے یا عالم نہین ہے مگر وہ عالم سے دریافت کرسکتا ہے تو عورت مذکورہ باہر نہین جا سکتی ہے ورنہ عورت کو نکلکر دریافت کر لینے کا اختیار ہے۔ اور اگر عورت کا باپ لنجا ہو اور کوئی آدمی ایسا نہو جو اُسکی تیمارداری کرے اور اُس عورت کا شوہر اُسکو اُسکے پاس جانے سے منع کرتا ہے تو عورت کو اختیار ہے کہ اپنے شوہر کے حکم کو نہ مانے اور جاکر اپنے باپ کی خدمت کرے خواہ اُسکا باپ مسلمان ہو یا کافر ہو۔ ایک مرد کی مان جوان ہے کہ وہ شادی کی دعوت اور لوگون کی مصیبت و غمی مین جاتی ہے اور اس عورت کا شوہر نہین ہے تو اُسکا بیٹا اُسکو منع نہین کرسکتا ہے تاوقتیکہ اُسکے نزدیک یہ امر متحقق نہو کہ عورت مذکورہ بنظر فساد جایا کرتی ہے یعنے بدکاری کا یقین ہو اور جب اُسکو یہ متحقق ہوا تو قاضی کے پاس مرافعہ کرے پھر جب قاضی اُسکو اجازت دیدے کہ تو منع کر تو اُسکو اختیار ہوگا کہ اپنی مان کو منع کرے کیونکہ وہ منع کرنے مین قاضی کا قائم مقام ہے یہ کافی مین ہے۔ ایک شخص نے کوفہ مین چار عورتون سے نکاح کیا پھر اُن چارمین سے ایک غیر معین کو طلاق دی پھر مکہ کی ایک عورت سے نکاح کیا پھر چارون مین سے ایک غیر معین کو طلاق دیدی پھر طائف مین ایک عورت سے نکاح کیا پھر مرگیا ولیکن اُس نے اُنمین سے کسی عورت سے دخول نہین کیا تھا تو طائف والی عورت کو پورا مہر ملیگا اور مکہ والی عورت کو آٹھ حصون مین سے سات حصہ مہر کے ملینگے اور کوفہ والیون کو تین مہر کامل اور آٹھوان حصہ ایک مہر کا ملیگا جو ان سب مین مساوی تقسیم ہوگا۔ ایک شخص نے ایک عقد مین ایک عورت سے نکاح کیا اور دو عورتون سے ایک عقد مین نکاح کیا اور تین عورتون سے ایک عقد مین نکاح کیا پس یہ تین فریق ہوئے اور یہ معلوم نہین کہ انمین سے کون فریق مقدم ہے پس جس سے تنہا نکاح کیا ہے اُسکا نکاح بالیقین صحیح ہے۔ اور باقی فریق مین شوہر کا قول لیا جائیگا کہ کون انمین سے اول ہے اور ان دونون فریق مین سے جو فریق مرا اور شوہر زندہ ہے اور شوہر نے کہا کہ یہی فریق ان دونون مین سے پہلا ہے تو اس فریق کی عورتون کا جو مرگئی ہین شوہر وارث ہوگا اور اُنکے مہر ادا کریگا اور شوہر اور دوسرے فریق کے درمیان تفریق کی جائیگی اور اگر شوہر نے ان سب عورتون سے دخول کیا ہو پھر اپنی صحت مین یا موت کے وقت کہا

سلہ چنانچہ حدیث ام المومنین صدیقہ مین ہے آنحضرت صلعم ناپسند فرماتے تھے اور اسیوجہ سے حضرت صدیقہ رضہ اس سے نفرت فرماتی تھین اگرچہ ہندوستانی عورتین اس سے رنگ کرتی ہین ۱۲

کہ ان دونون فریق مین سے یہ فریق پہلا ہی تو یہی پہلا فریق ہوگا اور شوہر اور دوسرے فریق کے درمیان جدائی کیجائیگی ولیکن دوسرے فریق کی ہر عورت کے واسطے اُسکے مہر مسمے اور مہر مثل دونون مین سے کم مقدار شوہر کے ذمہ واجب ہوگی اور اگر شوہر نے ہر دو فریق مذکورہ کی نسبت کہا کہ مجھے نہین معلوم کہ انمین سے اول کون ہی تو وہ ان دونون فریق سے روکا جائیگا مگر فریق اول یعنے وہ عورت جس سے تنہا نکاح کیا ہو اُس سے نہین روکا جائیگا پھر اگر شوہر مذکور بیان کرنے سے پہلے مرگیا تو اس عورت کو اُسکا پورا مہر مسمے ملیگا اور تین عورتون والے فریق کو ڈیڑھ مہر ملیگا جو اُنکے درمیان مساوی مشترک ہوگا اور دو عورتون والے فریق کو ایک مہر ملیگا جو اُنکے درمیان مساوی مشترک ہوگا یہ شرح مبسوط امام سرخسی مین ہے۔ ایک عورت اور اُسکی دو بیٹیون سے متفرق تین عقدون مین نکاح کیا اور یہ معلوم نہین ہوتا کہ اول کس سے نکاح کیا ہی پھر شوہر قبل وطی اور بیان کے مرگیا تو ان سب کو ایک مہر کامل ملیگا اور جو میراث عورت کے واسطے مقرر ہی وہ پوری[1] ایک کو ملیگی اور یہ بالاتفاق ہی پھر کیفیت تقسیم مین اختلاف ہے چنانچہ امام ابوحنیفہؒ نے فرمایا کہ مہر و میراث ہر ایک مین سے مان کو نصف ملیگا اور صاحبینؒ نے فرمایا کہ ان تینون مین تین حصہ ہو کر تقسیم ہوگا اور اگر مان سے ایک عقد مین اور ہر دو دختر سے ایک عقد مین نکاح کیا تو بالاتفاق سب مان کو ملیگا اور اگر ایک عورت و اُسکی مان و اُسکی دختر سے یا ایک عورت و اُسکی مان و اُسکی خالہ سے نکاح کیا ہو تو مہر و میراث بالاتفاق ان سب مین تین حصہ ہو کر تقسیم ہوگی اور یہی[2] صحیح ہی یہ فتح القدیر مین ہی اور اگر تین عورتون سے ایک عقد مین اور ایک عورت سے ایک عقد مین اور ایک عورت سے ایک عقد مین نکاح کیا اور یہ معلوم نہین ہوتا کہ کون مقدم ہے تو تین عورتون کو ڈیڑھ مہر باہم مساوی مشترک اور ہر دو تنہا کو ڈیڑھ مہر دونون مین مساوی مشترک ملیگا۔ اور اگر ایک عورت سے ایک عقد مین اور دو عورتون سے ایک عقد مین اور تین عورتون سے ایک عقد مین اور چار عورتون سے ایک عقد مین نکاح کیا پھر شوہر مرگیا اور معلوم نہین ہوتا ہی کہ اسمین سے کون مقدم ہی تو ان سب کو ساڑھے تین مہر ملینگے جسمین سے نصف مین سے تین چوتھائی چار عورتون کو اور ایک چوتھائی تین عورتون کو ملیگا اور پھر ایک مہر مین سے چار عورتون کو دو چھٹے اور چھٹے حصہ کا نصف اور تین عورتون کو بھی دو چھٹے حصے اور چھٹے حصہ کا نصف اور دو عورتون کو چھٹا حصہ ملیگا اور باقی دو مہر مین ان تینون فریق کی منازعت یکسان ہی پس وہ ان تینون فریق مین تین حصہ ہو کر تقسیم ہونگے کہ ہر فریق کو دو تہائی ایک مہر کی ملیگی ولیکن جسقدر چار عورتون کے حصہ مین پڑیگا وہ انمین برابر تقسیم ہوگا اور جو عورت تنہا نکاح کیگئی ہی وہ انکی مزاحم نہوگی ہان تین عورتون کے حصہ مین جو کچھ آیا اُسکے آٹھوان حصہ[3] اُنسے لیگی اور باقی ان تینون مین مساوی تقسیم ہوگا اور دو عورتون کے حصہ مین جو کچھ آیا ہی اُسمین سے چھٹا حصہ لیگی اور باقی ان دونون مین مساوی تقسیم ہوگا اور یہ تقسیم بنا بر قول امام ابو یوسفؒ کے ہی اور بنا بر قول امام محمدؒ کے

---

[1] اولاد ہونے کی صورت مین آٹھوان حصہ اور بے اولاد ہونے کی صورت مین چہارم پس ہر صورت مین آٹھوان یا چوتھائی ملیگا فقط ۱۲ منہ
[2] قال المترجم قول ظاہر اسمین کسی اور مجتہد کا اختلاف بھی ہو ورنہ اتفاق کے ساتھ تصحیح بے محل ہے فافہم ۱۲ منہ لکن یہ اعتراض لغو ہی اور صحیح یہ کہ تصحیح بیان روایات سے متعلق ہے پس جس روایت مین اختلاف مذکور ہی وہ صحیح نہین اور جسمین اتفاق ہی وہ صحیح روایت ہے ۱۲ ع [3] یعنے ایک حصہ زوجہ کا ۱۲ م [4] یعنے جنسے ایک عقد مین نکاح کیا ہی ۱۲ [5] یعنے جملہ (۱۲) حصون مین سے (۵) حصے ۱۲ م

چار عورتون والے فریق کو ایک مہر کامل و تہائی مہر ملیگا اور تین عورتون والے فریق کو ایک مہر ملیگا اور دو عورتون والے فریق کو دو تہائی مہر ملیگا اور تنہا عورت کو نصف مہر ملیگا قال المترجم عفا اللہ عنہ بنا بر قول امام ابو یوسفؒ کے توجیہ ہر قول کی بیان کرنی بہت طوالت چاہتی ہے اور گو نہ بے محل بھی ہے ہان یہ ضروری ہے کہ اس پیچیدہ تقسیم کا جسمین اغلاق زائد ہے انحلال کردون چنانچہ مین کہتا ہون ہر ایک مہر کے ۲۴ حصے کیے جاوین از انجملہ نصف مہر کا تین چوتھائی چار عورتون کو ۲۷ اور چہارم تین عورتون کو ۹ اور مہر کامل مین سے چار کو دو چھٹے حصے و نصف چھٹا حصہ یعنے ۱۰ اور اسیقدر تین عورتون کو ۱۰ اور چھٹا حصہ دو عورتون کو ۴ دیے جاوین اور باقی دو مہر مین دو تہائی چار عورتون کو ۴۸ ملا منازعت اور تین عورتون کی دو تہائی مین سے آٹھوان حصہ تنہا ایک کو نکل گیا لہذا تین عورتون کو ۴۲ اور ایک تنہا کو ۶ اور دو عورتون کی دو تہائی مین سے چھٹا حصہ ایک تنہا کو نکل گیا لہذا دو عورتون کو ۴۰ اور تنہا کو ۸ ملینگے موافق توضیح نقشہ ذیل کے

تفصیل مہر سہام	عقد ایک عورت سے	عقد دو عورتون سے	عقد تین عورتون سے	عقد چار عورتون سے	کیفیت
تقسیم نصف مہر از جملہ ساڑھے تین مہر	×	×	سہام ۹	سہام ۲۷	[illegible]
تقسیم ایک مہر کامل	×	۱۲	۳۰	۳۰	
تقسیم دو مہر	از فریق دوم ۸ از فریق سوم ۶	۴۰	۴۲	۴۸	

اور اگر چار عورتون سے ایک عقد مین اور تین سے ایک عقد مین نکاح کیا پھر غیر معین ایک عورت کو اپنی منکوحات مین سے طلاق دی پھر قبل بیان کے مرگیا تو ان سب کو تین مہر ملینگے ہکذا فی شرح المبسوط للامام السرخسی

کتاب الرضاع

قال المترجم سمجھنے کے واسطے چند باتون کا پہلے بیان کرنا بہتر ہے رضاعت دودھ دینے کو کہتے ہین اور بچہ کو اسکی ماں کے سوائے اگر کسی عورت نے دودھ پلایا تو یہ عورت مرضعہ ہے اور بچہ رضیع ہے اور یہ فعل بطور حاصل مصدر رضاعت ہے اور یہ مرضعہ اس رضیع کی دودھ پلائی ماں ہے کہ اسکے ساتھ نکاح کرنا قطعًا حرام ہے جیسے اپنی ماں سے جسکے پیٹ سے پیدا ہوا ہے اور رضاعت سے حرمت اسیطرح ہو جاتی ہے جیسے نسب سے ہوتی ہے اگر بشرائط پائی جاوے قال فی الکتاب۔ رضاعت اگر مدت رضاعت مین پائی جاوے تو خواہ قلیل رضاعت ہو یا کثیر ہو اُس سے تحریم متعلق ہو جاتی ہے یہ ہدایہ مین ہے اور قلیل رضاعت کی تفسیر اسطرح بیان کیگئی ہے کہ اسقدر ہو مگر اُس سے یہ معلوم ہووے کہ دودھ حلق سے نیچے پیٹ مین پہونچا ہے اور رضاعت کی مدت امام اعظمؒ کے قول مین تیس مہینہ ہین یعنے بچہ ڈھائی برس تمام ہونے تک جسکا دودھ پیے وہ اسکی مرضعہ ماں ہے اور صاحبینؒ نے

ع یعنے یہ بیان نہ ہونے پایا کہ مطلقہ عورت کس فریق کی مراد ہے ۱۲

فرمایا کہ رضاعت کی مدت دو برس ہین یہ فتاوی قاضیخان مین ہی قال المترجم پس اگر اس مدت مذکورہ سے زائد
سن کا بچہ ہوگیا اور اُسنے کسی کا دودھ پیا تو وہ ان احکام کے ثبوت کے واسطے کافی نہین ہی اور جو بعض احادیث
مین اس سے زیادہ بلکہ جوان عمر کے واسطے رضاعت ثابت فرمائی گئی تھی وہ خصوصیات مین داخل ہے و
نیز تاویلات و مباحث جو اس سے متعلق ہین اپنے مقام پر مشرح ہین یہ مقام بیان نہین ہی اسی پر اکتفا کرنا
چاہیے اور جو کتاب مین مذکور ہی سُننا چاہیے کہ اگر رضیع مدت رضاعت کے اندر دودھ سے چھوڑا دیا گیا
پھر مدت رضاعت باقی تھی کہ اُسکو کسی عورت نے دودھ پلایا تو یہ رضاعت ہے پھر دیکھنا چاہیے کہ اگر دو
برس کے اندر ایسا ہوا ہی تو بالاتفاق رضاعت ہوگی اور اگر دو برس کے بعد ڈھائی برس کے اندر ایسا ہوا ہی
تو فقط امام اعظم رح کے قول پر متحقق ہوگی اور یہ اصح ہے کہ مدت رضاعت مین پائی گئی ہی اور یہی ظاہر المذہب ہے
یہ محیط مین ہی اور ینابیع مین لکھا ہی کہ اسی پر فتوے ہی یہ تاتارخانیہ مین ہے- اور جب مدت رضاعت گذر جاوے
تو پھر دودھ پلانے سے تحریم نہین ثابت ہوتی ہے یہ ہدایہ مین ہے- بیان مذکورۂ بالا سے ظاہر ہوا کہ رضاعت
ثابت ہونے کے واسطے مدت رضاعت کی مقدار مین امام اور صاحبین مین اختلاف ہی ولیکن اس امر پر اجماع
و اتفاق ہی کہ رضاعت کی اُجرت کا استحقاق ثابت ہونے کے واسطے مدت رضاعت دو ہی برس ہین چنانچہ
اگر شوہر کی طرف سے اسکی جورو پر جب سے بچہ پیدا ہوا ہی طلاق ہوئی مگر اس مطلقہ نے بچہ کو اجرت[له] پر دودھ پلایا
پھر مطلقہ مذکورہ نے دو برس کے بعد کی رضاعت کی اجرت کا مطالبہ کیا اور بچہ کے باپ نے دینے سے انکار کیا
تو اُسپر جبر نہ کیا جائیگا اور دو برس تک کی اجرت دینے پر مجبور کیا جائیگا یہ فتاوی قاضیخان مین ہے- اور
واضح رہے کہ جسطرح حرمت رضاعت مان یعنے دودھ پلائی کی جانب ثابت ہوتی ہے اسی طرح اُسکے
خاوند یعنے جسکی وطی سے اسکا دودھ ہے اُسکی جانب بھی ثابت ہوتی ہی اور وہ اس رضیع کا باپ ہو جاتا ہے
اور تمام احکام ثابت ہوتے ہین یہ ظہیریہ مین ہی پس رضیع پر خواہ لڑکی ہو یا لڑکا ہو اُسکی رضاعی مان و باپ اور
ان مان و باپ کے اصول و فروع نسبی و رضاعی دونون طرح کے سب حرام ہو جاتے ہین حتی کہ اگر مرضعہ
اس مرد سے جسکی وطی کا دودھ ہے کوئی بچہ جنی ہے خواہ دودھ پلانے سے پہلے یا اسکے بعد یا اسکے سوا سے
اسطرح دوسرے شوہر سے بچہ جنی یا کسی دوسرے رضیع کو دودھ پلایا ہے یا اس مرد کی اولاد اس مرضعہ سے یا اسکے
سوائے دوسری عورت سے قبل اس دودھ پلانے کے یا بعد دودھ پلانے کے پیدا ہوئی یا کسی عورت نے جس کا
دودھ اسکی وطی سے ہی کسی رضیع کو دودھ پلایا تو یہ سب اس رضیع مذکورہ بالا کی بہنین و بھائی ہونگے
اور انکی اولاد اس رضیع کے بھائی و بہنون کی اولاد ہوگی اور اس مرد کا بھائی اس رضیع کا چچا اور بہن اُسکی
پھوپھی ہوگی اور مرضعہ کا بھائی اسکا ماموں اور بہن اسکی خالہ ہوگی اور ایسے ہی دادا و دادی و نانا و نانی وغیرہ مین
سمجھنا چاہیے قال المترجم تمثیل عمرو کے بیٹے زید نے دو برس یا ڈھائی برس کے اندر ہندہ کا دودھ پیا اور ہندہ کا

[له] واضح رہے کہ اگر نکاح قائم ہونے کی حالت مین اجرت پر دودھ پلایا تو اجارہ باطل ہے اور کچھ اجرت واجب نہوگی ۱۲ منہ ؎ جو کتاب مین مذکور ہین ۱۲

دودھ خالد نامی ایک مرد کی وطی سے ہے تو ہندہ اس زید کی مرضعہ ماں و خالد اسکا باپ ہوا پھر اس دودھ پلانے سے پہلے کی اولاد ہندہ کی کلو لڑکا از نطفہ خالد و کریمہ لڑکی از نطفہ خالد و بدھو لڑکا و جمیلہ لڑکی از نطفہ شاہد نامے ایک مرد سے ہی اور دودھ پلانے کے بعد کی اولاد اس خالد کے نطفہ سے ایک لڑکا و لڑکی اور نیز خالد کے سوائے بعد طلاق یا موت کے دوسرے شوہر کے نطفہ سے دو لڑکی اور ایک لڑکا ہی - اور نیز خالد کا ایک لڑکا دو لڑکیاں اس ہندہ کے سوائے دوسری جورو کے پیٹ سے ہین اور یہ اولاد اس ہندہ کی زید کو دودھ پلانے سے پہلے کی ہی اور ایک لڑکی اور ایک لڑکا دودھ پلانے کے بعد کا کسی عورت کے پیٹ سے ہی اور نیز ہندہ مذکورہ نے شعیب نام ایک رضیع کو یا سلمی نام ایک رضیعہ کو دودھ پلایا ہی یا خالد کی دوسری جورو نے جسکا دودھ خالد کی وطی سے ہی کسی رضیع یا رضیعہ کو دودھ پلایا ہی خواہ ہندہ کے زید کو دودھ پلانے سے پہلے یا اسکے بعد تو ہندہ کی سب اولاد خواہ خالد کے نطفہ سے ہو یا غیر کے نطفہ سے ہو خواہ زید کو دودھ پلانے سے پہلے کی پیدا ہو یا بعد کی پیدائش ہو اور نیز ہندہ کے سب دودھ پلائے بچے خواہ پہلے کے ہون یا پیچھے اُنکو دودھ پلایا ہو یہ سب زید کے بھائی بہن ہین اور ہندہ کی بہن زید کی خالہ و بھائی ماموں ہے اور اسیطرح خالد کی سب اولاد خواہ ہندہ کے پیٹ سے ہو یا دوسری جورو کے پیٹ سے ہو خواہ زید کو ہندہ کے دودھ پلانے سے پہلے کی ہو یا بعد کی ہو اور سب رضاعی اولاد خواہ ہندہ کی رضیع ہون یا کسی دوسری جورو کے جسکا دودھ خالد کا ہی رضیع ہون سب زید کے بھائی و بہن ہونگے علیٰ ہذا القیاس فاحفظہ

اور رضاعت سے حرمت مصاہرہ بھی ثابت ہوتی ہی چنانچہ رضاعی باپ کی جو جورو ہوگی وہ اس رضیع پر حرام ہوگی اور رضیع کی جورو اُسکے رضاعی باپ پر حرام ہوگی اور علیٰ ہذا القیاس یہی حکم مثل نسب کے سب جگہ ہی سوائے دو مسئلوں کے کہ اُنمین یہ قیاس نہین ہی کذا فی التہذیب چنانچہ اول دو مسئلوں میں سے ایک یہ ہی کہ مرد کو یہ روا نہین ہی کہ اپنے نسبی پسر کی بہن سے نکاح کرے اسواسطے کہ پسر کی بہن اگر خود اُسکے نطفہ سے ہوگی تو وہ اُسکی دختر ہوئی اور اگر اُسکے نطفہ سے نہوگی تو ربیبہ ہوگی بہرحال ناجائز ہوگی اور رضاعت کی صورت مین یہ جائز ہی کیونکہ یہ بات رضاعت مین نہین پائی جائیگی پس جائز ہوگی حتے کہ اگر نسب مین بھی ان دونوں باتوں مین سے کوئی بات نہ پائی جاوے مثلاً ایک باندی دو اجنبی شریکوں مین مشترک ہے اُسکے بچہ پیدا ہوا اور دونوں شریکوں نے ایک ساتھ اُسکے نسب کا دعوے کیا اور نسب دونوں سے ثابت ہوگیا اور ان دونوں سے ہر ایک کی ایک دختر کسی دوسری عورت سے ہی تو ان دونوں مین سے ہر ایک کو اختیار ہی کہ اپنے شریک کی دختر سے نکاح کرے اگرچہ یہ بات پائی گئی کہ اپنے نسبی پسر کی بہن سے نکاح کیا۔ اور دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ مرد کو اپنے نسبی بھائی کی ماں سے نکاح کرنا نہین جائز ہی اور رضاعت مین ہو سکتا ہی اسواسطے کہ نسب کی صورت مین اگر دونوں ماں کیطرف سے بھائی بھائی ہوئے تو بھائی کی ماں اُسکی ماں ہوگی اور اگر دونوں باپ کی

طلہ خواہ زید کو دودھ پلانے سے پہلے یا اسکے بعد ۱۲

طرف سے بھائی ہوئے تو بھائی کی ماں اسکے باپ کی جورو ہوئی بہر حال ناجائز ہوگی اور یہ معنے رضاعت مین معدوم ہین یہ محیط مین ہے اور رضاعی بھائی کی بہن حلال ہے جیسے نسبی کی حلال ہے چنانچہ اگر باپ کیطرف[1] والے بھائی کی ماں کیطرف سے ایک بہن ہے پس یہ بہن اُسکے باپ کی جانب سے بھائی کو حلال ہے کہ اُس سے نکاح کرسکتا ہے یہ کافی مین ہے۔ اور رضاعی بھائی کی ماں اور رضاعی چچا کی ماں سے اور رضاعی پھوپھی کی ماں اور رضاعی ماموں وخالہ کی ماں حلال ہے یہ شرح وقایہ مین ہے اور اسیطرح اپنی رضاعی جدہ کی ماں و فرزند رضاعی کی حفدہ سے نکاح حلال مگر نسبی سے حلال نہین ہے یہ تبیین مین ہے۔ اسیطرح اپنے رضاعی فرزند کی پھوپھی سے نکاح کرسکتا ہے اسیطرح پسر کی بہن کی ماں سے اور فرزند کی بہن کی بیٹی سے اور فرزند کی پھوپھی کی بیٹی سے نکاح کرسکتا ہے یہ نہر الفائق مین ہے اور اسیطرح عورت اپنے رضاعی بہن کے باپ و پسر کے بھائی اور حفدہ کے باپ و فرزند کے جد و ماموں سے نکاح کرسکتی ہے اور نسب کی صورت مین یہ سب جائز نہین ہے یہ تبیین مین ہے اور اگر ایک شخص نے اپنی جورو کو طلاق دی اور اُسکے دودھ ہے پھر اُسنے عدت گذر جانے کے بعد دوسرے شوہر سے نکاح کرلیا اور دوسرے نے اُس سے وطی کی پس اگر دوسرے سے اُسکے بچہ پیدا ہوا تو بالاجماع اُسکا دودھ دوسرے شوہر کا ہوگا اور شوہر اول سے منقطع ہوجائیگا اور اگر وہ دوسرے سے حاملہ نہ ہوئی تو بالاجماع یہ دودھ اول کا ہوگا اور اگر دوسرے سے حاملہ ہوئی مگر بچہ نہین جنی تو امام اعظمؒ نے فرمایا کہ جبتک دوسرے سے بچہ جنے تب تک دودھ اول کا ہوگا یہ محیط مین ہے۔ ایک شخص نے ایک عورت سے نکاح کیا اور اس نکاح سے کبھی اس مرد سے وہ بچہ نہین جنی مگر اُس عورت کے دودھ اُترا پس اُسنے یہ دودھ کسی بچہ کو پلایا تو یہ رضاعت اس عورت ہی کی جانب سے ہوگی اس مرد کیجانب سے نہوگی حتے کہ اس رضیع پر اس مرد کی اولاد جو دوسری عورت سے ہوگی وہ حرام نہوگی ایک مرد نے ایک عورت سے زنا کیا اور اُس سے اولاد ہوئی اور عورت نے اس دودھ سے کسی دختر صغیرہ کو پلایا تو اس زانی و اُسکے باپ و دادا و اولاد مین سے کسیکو جائز نہین ہے کہ اس دختر رضیعہ سے نکاح کرے یہ فتاوے قاضیخان مین ہے اور اس زانی کے چچا و ماموں کو اس رضیعہ صغیرہ سے نکاح کرنا جائز ہے جیسے اگر زنا سے متولد بچہ ہو تو اُسکا یہی حکم ہے یہ تبیین مین ہے۔ اور اگر کسی عورت سے بشبہہ وطی کی اور وہ حاملہ ہوگئی پس اُسنے اُسی دودھ سے کسی بچہ کو پلایا تو یہ بچہ اس زانی کا رضاعی پسر ہوجائیگا اور علمائے ہذا جہان وطی ایسی ہو کہ اسمین وطی کنندہ سے نسب ثابت ہوتا ہے تو رضاعت بھی ثابت ہوگی اور جہان وطی کرنیوالے سے نسب نہین ثابت ہوتا ہے وہان زانی کیطرف رضاعت بھی ثابت نہوگی بلکہ فقط زانیہ یعنے دودھ پلانے والی کیطرف رضاعت ثابت ہوگی یہ مضمرات مین ہے ایک شخص نے ایک عورت سے نکاح کیا اور اس سے عورت ایک بچہ جنی اور اُسنے اس بچہ کو دودھ پلایا پھر اُسکا دودھ سوکھ گیا پھر اسکے بعد دودھ اُتر آیا اور اُسنے ایک لڑکے کو دودھ پلایا تو اس رضیع لڑکے کو جائز ہے

[1] کیطرف الخ مثلاً زید کے ہندہ زوجہ سے بکر ہے اور سلمہ سے خالد ہے پس بکر و خالد دونون پدری بھائی ہین پھر سلمہ کے پہلے خاوند سے ایک دختر صغری ہے تو بکر کا نکاح اس صغری سے حلال ہے ۱۲

کہ اس مرد کی اولاد سے جو اس عورت مرضعہ کے سوا کسی دوسری عورت کے پیٹ سے ہو نکاح کرے یہ فتاویٰ
قاضیخان مین ہے۔ ایک باکرہ عورت کے جسکا ہنوز نکاح نہین ہوا ہے دودھ اُترا اور اُسنے ایک بچہ کو دودھ پلایا
تو اس بچہ کی ماں ہو جائیگی اور ان دونون مین تمام احکام رضاعت کے ثابت ہونگے حتے کہ اگر اس باکرہ نے
کسی مرد سے نکاح کیا اور اس مرد نے اُسکو قبل دخول کے طلاق دیدی تو مرد مذکور کو جائز ہوگا کہ اس باکرہ کی
رضیعہ دختر مذکورہ سے نکاح کرے اور اگر بعد دخول کے طلاق دی ہو تو اس رضیعہ سے نکاح نہین[1] کر سکتا ہے یہ
خزانۃ المفتین مین ہے اور اگر کوئی دختر نو برس یا زیادہ سن کی نہ ہوئی ہو اور اُسکے دودھ اُترا اور اُسنے کسی بچہ کو پلایا تو اس
سے تحریم متحقق نہ ہوگی اور رضاعت سے تحریم جب ہی ہوجاتی ہے کہ جب نو برس یا زیادہ سن کی عورت نے دودھ پلایا
ہو یہ جوہرۃ النیرہ مین ہے اسیطرح اگر باکرہ کے زرد پانی اُترا تو اُسکے پلانے سے تحریم متعلق نہین ہوتی ہے یہ
فتح القدیر مین ہے۔ اور عورت نے اگر اپنی چھاتی بچہ کے مُنھ مین دیدی اور اُسکو دودھ چوسنا معلوم نہین تو قضاءً
شک کے ساتھ حرمت ثابت نہوگی اور احتیاطاً ثابت ہوگی اور اگر بچہ کے مُنھ مین چھاتی سے زرد رنگ کی
رقیق چیز ٹپک گئی تو حرمت رضاع ثابت ہوگی اسواسطے کہ یہ بگڑے ہوئے رنگ کا دودھ ہے یہ خزانۃ المفتین
مین ہے۔ اور اگر کسی مرد کے دودھ اُترا اور اُسنے کسی بچہ کو پلایا تو اس سے حرمت رضاعت ثابت نہین ہوتی ہے
یہ فتاوئے قاضیخان مین ہے اور اگر خنثےٰ کے دودھ اُترا اور اُسنے کسی بچہ کو پلایا پس اگر معلوم ہوا کہ یہ عورت ہے
تو تحریم متعلق ہوگی اور اگر معلوم ہو کہ مرد ہے تو تحریم متعلق نہوگی اور اگر مشکل ہو یعنے مرد یا عورت کسی طرف
علم نہو پس اگر عورتون نے کہا کہ دودھ اس کثرت سے فقط عورتون ہی کے ہوتا ہے تو احتیاطاً تحریم متعلق ہوگی
اور اگر عورتون نے یہ نہ کہا تو تحریم متعلق نہ ہوگی یہ جوہرۃ النیرہ مین ہے اور زندہ عورت و مردہ عورت کا دودھ
حرمت رضاعت ثابت ہونے کے واسطے یکسان ہے یہ ظہیریہ مین ہے۔ اور اگر کسی چوپایہ جانور کے دودھ سے دو
بچون نے پیا تو اس سے رضاعت ثابت نہین ہوتی ہے یہ فتاوئے قاضیخان مین ہے اور رضاعت خواہ دارالاسلام
مین متحقق ہو یا دارالحرب مین حکم یکسان ہے چنانچہ اگر دارالحرب مین دودھ پلایا پھر یہ سب لوگ مسلمان ہوگئے
یا دارالحرب سے نکلکر رضیع و مرضعہ وغیرہ دارالاسلام مین چلے آئے تو انمین باہم احکام رضاعت کے ثابت
ہونگے یہ جوہر کردری مین ہے اور رضاعت جیسے چھاتی سے دودھ چوس لینے سے ثابت ہوتی ہے اسیطرح
صبّ و سعوط و وجور سے ثابت ہوتی ہے یہ فتاوئے قاضیخان مین ہے اور کان مین ٹپکانے اور حقنہ سے استعمال
کرنے سے اور دبر اور سوراخ ذکر مین ٹپکانے سے اور زخم آمہ اور جائفہ مین ڈالنے اور استعمال کرنے سے
رضاعت ثابت نہین ہوتی ہے اگرچہ پیٹ مین یا دماغ مین پہونچ جاوے اور امام محمدؒ کے نزدیک حقنہ سے
استعمال کرنیسے رضاعت ثابت ہوجاتی ہے کذا فی التہذیب اور قول اول ظاہر الروایۃ ہے یہ فتاوے

[1] قولہ نہین کر سکتا کیونکہ ربیبہ اسکی ربیبہ ہوگئی ۱۲ صبّ منہ مین ڈالدینا سعوط بطور ناس کے دوا کا ناک سے چڑھانا۔ وجور دوا ٹپکا دینا۔ زخم آمہ جو ام الدماغ ہڈی تک پہونچگیا ہو۔ زخم جائفہ جو پیٹ کے جوف تک پہونچگیا ہو ۱۲ خواہ لڑکی یا لڑکا ۱۲ منہ اگرچہ نو برس کی یا زیادہ عمر کی ہو ۱۲

قاضیخان میں ہے اور اگر دودھ کھانے میں ملگیا پس اگر اسکے بعد اس طعام کو آگ دیگئی ہو کہ دودھ کو اثر آگ کا پہونچا اور طعام پختہ ہوگیا ہے کہ متغیر ہوگیا تو حرمت متعلق نہوگی خواہ دودھ غالب ہو یعنے زیادہ ہو یا مغلوب ہو اور اگر اس طعام کو بطور مذکورہ آگ کا اثر نہ پہونچا پس اگر طعام غالب ہو تو بھی حرمت متعلق نہ ہوگی اور اگر دودھ غالب ہو تو امام اعظمؒ کے نزدیک اس صورت میں بھی وہی حکم ہے اسواسطے کہ چیز مائع جب جامد سے ملگئی تو اسکے تابع ہوگئی پس وہ مشروب ہونے سے خارج ہوگئی یعنے اب پینے کی چیز نہ رہی حتے کہ اگر پینے کی چیز رہی چنانچہ مثلاً طعام قلیل[1] ہو تو حرمت رضاعت ثابت ہوجائیگی اور بعض نے فرمایا کہ یہ حکم اُسوقت ہے کہ جب لقمہ اُٹھانے کے وقت دودھ کے قطرے نہ ٹپکتے ہوں اور اگر لقمہ اُٹھانے پر دودھ کے قطرے ٹپکتے ہوں تو امام اعظمؒ کے نزدیک بھی حرمت رضاع ثابت ہوگی اسواسطے کہ جب قطرہ دودھ کا حلق طفل میں گیا تو وہ ثبوت حرمت کے واسطے کافی ہے اور اصح یہ ہے کہ امام اعظمؒ کے نزدیک بہرحال حرمت رضاع ثابت نہوگی کذا فے الکافی اور یہی صحیح ہے اسواسطے کہ دودھ کا قطرہ چلا جانا کافی نہیں ہے بلکہ بطور تغذی چاہیے ہے اور تغذی اس صورت میں طعام سے ہوئی ہے یہ ہدایہ میں ہے۔ اور اگر عورت کا دودھ بکری کے دودھ میں ملادیا اگر عورت کا دودھ غالب ہے تو حرمت رضاع ثابت ہوگی اور اسیطرح اگر عورت نے اپنے دودھ میں روٹی چھوڑی اور روٹی اُس دودھ کو چوس گئی یا اپنے دودھ میں ستو سانے پس اگر دودھ کا مزہ پایا جاوے تو حرمت ثابت ہوگی اور یہ اُسوقت ہے کہ طعام کو لقمہ لقمہ کرکے کھایا اور اگر اسکو پینے کے طور پر پی لیا تو بالاتفاق حرمت رضاعت ثابت ہوگی یہ فتاوے قاضیخان میں ہے۔ اور اگر عورت کا دودھ پانی یا دوا یا چوپائے کے دودھ میں ملادیا تو غالب کا اعتبار ہوگا یہ ظہیریہ میں ہے۔ اور اسیطرح ہر رقیق بہتی ہوئی چیز یا جامد چیز کے ساتھ ملانے میں یوں ہی اعتبار ہے یہ نہر الفائق میں ہے اور غالب ہونے کے معنے یہ مراد ہیں کہ اُس چیز سے اسکا مزہ و رنگ و بو یا اُنمیں سے کوئی ایک بات معلوم ہوتی ہو اور بعض نے فرمایا کہ امام ابو یوسفؒ کے نزدیک غالب سے یہ مراد ہے کہ دوسری چیز ملکر دودھ کا رنگ و مزہ بدل دے اور امام محمدؒ کے نزدیک یہ مراد ہے کہ دودھ ہونے سے خارج ہوجاوے یہ سراج الوہاج میں ہے اور اگر دودھ اور دوسری چیز دونوں یکساں ہوں تو بھی حرمت ثابت ہونا واجب ہے اسواسطے کہ دودھ مغلوب نہیں ہوا ہے یہ بحر الرائق میں ہے اور اگر دو عورتوں کا دودھ ملگیا تو امام اعظمؒ و امام ابو یوسفؒ کے نزدیک رضاعت کی تحریم اُسی عورت سے متعلق ہوگی جسکا دودھ غالب ہے اور امام محمدؒ نے فرمایا کہ دونوں سے متعلق ہوگی چاہے مساوی ہوں یا کوئی اُنمیں سے غالب اور کوئی مغلوب ہو اور یہی امام اعظمؒ سے بھی ایک روایت ہے اور یہی اظہر و احوط ہے کذا فے التبیین اور بعض نے فرمایا کہ امام محمدؒ کا قول اصح ہے۔ یہ شرح مجمع البحرین مؤلفہ ابن الملک رحمہ اللہ میں مذکور ہے اور اگر دونوں دودھ مساوی ہوں تو تحریم دونوں عورتوں سے متعلق ہوگی اور اسپر اجماع ہے یہ نہر الفائق میں ہے۔ اور اگر دودھ کو مخیض یا رائب یا شیراز یا جبن[2] یا اقط

---

[1] طعام قلیل اور دودھ زیادہ ہو ۱۲ لغات تغذی غذا کے طور پر کھانا۔ مخیض متھا ہوا دہی۔ رائب دہی کہ اُس سے ہنوز مکھی نہ نکالا گیا ہو

[2] جبن پنیر۔ اقط مثل پنیر کے ہوتا ہے۔ مصل دہی کا توڑ یعنے پانی اسکا نکالا ہوا ۱۲ م

یا مصل بنا لیا اور وہ بچہ نے کھایا تو ایسے کھانے سے تحریم رضاعت متعلق نہ ہوگی اسواسطے کہ اسطرح دودھ کے
کھانے کو رضاعت نہیں بولتے ہیں یہ بدائع میں ہے اور ملتقط الملخص میں ہے کہ گانوں کی کسی عورت نے ایک
دختر کو دودھ پلایا پھر اب یہ نہیں معلوم ہوتا ہے کہ کس عورت نے اسکو دودھ پلایا ہے پھر اسی گانوں کے کسی مرد نے
اس دختر سے نکاح کیا تو اسکو گنجائش ہے کہ اس منکوحہ کے ساتھ رہے اور یہ قضاء ہے اور عورتوں پر واجب ہے کہ
بلا ضرورت ہر بچہ کو دودھ نہ پلائیں اور اگر پلا دیں تو یاد رکھیں یا اسکو لکھ رکھیں ایسا ہی میں نے اپنے مشائخ سے
سنا ہے یہ مضمرات میں ہے- اور تحریم ثابت ہونے کے واسطے رضاع طاری[ف۱] و رضاع متقدم میں کچھ فرق نہیں ہے یہ
محیط میں ہے- قال المترجم یعنے رضاعت قبل نکاح کے ہو یا بعد نکاح کے واقع ہو بہر حال رضاعت متحقق ہونے
سے حرمت ثابت ہو جائیگی چنانچہ مثال کتاب میں فرماتے ہیں کہ اگر ایک مرد[ف۲] نے ایک صغیرہ[ف۳] سے نکاح کیا پھر
شوہر کی نسبی ماں یا رضاعی ماں یا اسکی بہن یا اسکی بیٹی نے آکر اس صغیرہ مذکورہ کو دودھ پلایا تو یہ صغیرہ اپنے
شوہر پر حرام ہو جائیگی اور اسکا نصف مہر اپنے شوہر پر واجب ہوگا پھر اگر مرضعہ نے عمداً فساد کی نیت[ف۴] سے دودھ
پلا دیا ہو تو شوہر اس مال کو اس مرضعہ سے واپس لیگا اور اگر اسنے عمداً ایسا نہیں کیا ہے تو واپس نہیں لے سکتا ہے
یہ سراج الوہاج میں ہے- اور اگر دو اجنبیہ عورتوں نے جنکا دودھ ایک ہی مرد کی وطی سے ہے دو صغیرہ کو جو ایک
مرد کے نکاح میں ہیں دودھ پلایا تو دونوں اپنے شوہر پر حرام ہو جائینگی اور دونوں مرضعہ کچھ ضامن نہ ہونگی
اگرچہ دونوں نے عمداً بغرض فساد ایسا کیا ہو یہ فتح القدیر میں ہے اور اگر دو دودھ پیتی ہوئی صغیرہ عورتوں سے
نکاح کیا پھر ایک اجنبیہ عورت آئی اور اس نے ان دونوں کو ایک ہی ساتھ یا آگے پیچھے دودھ پلایا تو دونوں
صغیرہ اپنے شوہر پر حرام ہو جائینگی و لیکن اسکو اختیار ہوگا کہ ان دونوں میں سے ایک سے جس سے چاہے
نکاح کر سکتا ہے اور اگر ایسی تین صغیرہ ہوں اور تینوں کو عورت مذکورہ نے دودھ پلا دیا تو سب اپنے شوہر پر
حرام ہو جائینگی لیکن اسکو اختیار ہوگا کہ ان دونوں میں سے جس سے چاہے نکاح کر سکتا ہے اور اگر مرضعہ مذکورہ
نے ایک بعد دوسرے کے آگے پیچھے انکو دودھ پلایا تو پہلی دونوں اسپر حرام ہو جائینگی اور رہی تیسری صغیرہ وہ
اسکی جورو بنی رہیگی اور اسیطرح اگر اسنے دو کو ایک ساتھ دودھ پلایا پھر تیسری کو تنہا پلایا تو پہلی دونوں حرام
ہو جائینگی اور تیسری اسکی جورو رہیگی اور اگر اسنے پہلی کو دودھ پلایا پھر باقی دونوں کو ایک ساتھ دودھ پلایا
تو سب اسپر حرام ہو جائینگی یہ بدائع میں ہے- اور شوہر پر انمیں سے ہر ایک کے واسطے نصف مہر واجب ہوگا پھر
اگر مرضعہ مذکورہ نے عمداً بغرض فساد دودھ پلایا ہو تو اس مجموع مہر کو اس سے بطور تاوان لیگا یہ مضمرات
میں ہے اور اگر چار ہوں اور چاروں دودھ پیتی ہوئی صغیرہ ہوں اور مرضعہ اجنبیہ نے ان سب کو ایک ہی ساتھ
یا آگے پیچھے دودھ پلایا تو سب کا نکاح باطل ہو جائیگا یہ سراج الوہاج میں ہے اور اسیطرح اگر ایک کو دودھ

ف۱ رضاع طاری جو بعد کو پیدا ہو جاوے اور رضاع متقدم جو پہلے سے موجود ہو ۱۲ ف۲ قولہ ایک مرد نے توضیح یہ ہے کہ زید نے اپنے دودھ
پیتے ہوئے بچہ یا جوان پسر کے نکاح میں عمرو کی دودھ پیتی ہوئی بیٹی لی ۱۲ منہ ف فساد یعنے تاکہ نکاح میں خرابی آجاوے ۱۲ ف یعنے
دودھ پلائی کا اطلاق اسطرح پر نہیں ہوتا ہے ۱۲ ف یعنے دو یا ڈھائی برس سے کم تھی ۱۲

پلایا پھر باقی تینوں کو ایک ساتھ دودھ پلایا تو بھی سب حرام ہو جائینگی یہ فتح القدیر میں ہے اور اگر انمین سے تین کو ایک ساتھ دودھ پلایا پھر چوتھی کو دودھ پلایا تو چوتھی حرام نہو گی یہ محیط مین ہے۔ اور اگر کسی مرد نے ایک صغیرہ دودھ پیتی ہوئی سے اور دوسری جوان عورت سے نکاح کیا پھر جوان عورت نے اس صغیرہ کو دودھ پلادیا تو دونوں اپنے شوہر پر حرام ہو جائینگی پھر اگر جوان کے ساتھ دخول نہین کیا ہے تو اُسکو کچھ مہر نہ ملیگا اور صغیرہ کو نصف مہر ملیگا اور اس نصف کو بھی شوہر اس جوان عورت سے واپس لیگا بشرطیکہ اُسنے عمداً بغرض فساد ایسا کیا ہو اور اگر عمداً ایسا نہ کیا ہو تو واپس نہین لے سکتا ہے اگرچہ جوان عورت یہ جانتی ہو کہ یہ صغیرہ بھی میرے شوہر کی جورو ہے یہ ہدایہ مین ہے اور تعمد یعنے عمداً کی یہ صورت ہے کہ مرضعہ کو یہ معلوم ہو کہ اس صغیرہ اور شوہر کے درمیان نکاح ہے اور میرا دودھ پلادینا مفسد نکاح ہے پھر بھی اُسنے عمداً دودھ پلایا یعنے بدین غرض کہ نکاح باطل ہو جاوے اور یہ غرض نہین کہ یہ بھوک سے بیتاب ہے دودھ پلانے سے آرام پاوے یا ایسی حالت ہو کہ بھوک سے اُسکے مرجانے کا خوف تھا پس اُسنے دودھ پلادیا بنا برین اگر نکاح کا حال نہ جانتی ہو مگر دودھ پلانے کو مفسد نکاح نہ جانتی ہو یا جانتی ہو ولیکن اس صغیرہ کے مرنیکا خوف ہو کہ اگر دودھ نہ پاویگی تو خوف ہے کہ شاید مرجاویگی اور بغرض بھوک دور کرنے کے پلایا تو یہ عمداً فساد کی نیت نہین ہے پس شوہر اُس سے صغیرہ کا نصف مہر ڈانڈ نہین لے سکتا ہے اور اس مقدمہ مین کہ یہ فعل بغرض فساد نہ تھا قسم سے جوان عورت مرضعہ کا قول قبول ہوگا اور امام محمد رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ دونوں صورتوں مین شوہر واپس لے سکتا ہے چاہے اُسنے فساد کا قصد کیا ہو یا نہ کیا ہو ولیکن امام محمدؒ سے صحیح وہی ہے جو ظاہر الروایہ مین مذکور ہے اور وہی شیخین رحمہما اللہ تعالےٰ کا قول ہے یہ فتح القدیر مین ہے اور اگر دودھ پلانیوالی مجنونہ ہو تو شوہر اُس سے صغیرہ کا نصف مہر نہین لے سکتا ہے اور نیز اگر مجنونہ نے قبل دخول کے ایسا فعل کیا ہے تو اُسکو نصف مہر ملیگا کذا فی فتاوےٰ قاضیخان اور یہی حکم معتوہہ کا ہے کذا فی المحیط اور یہی حکم ہے اگر جوان عورت مرضعہ پر اکراہ و زبردستی کیگئی ہو کذا فی فتح القدیر اور اسیطرح اگر صغیرہ خود جوان عورت کے پاس آئی اور یہ سو رہی تھی پس اُسکی چھاتی مُنھ مین لیکر دودھ پی لیا تو دونوں اپنے شوہر پر حرام ہو جاوینگی اور دونون مین سے ہر ایک کو اُسکا نصف[1] مہر ملیگا اور شوہر اُسکو کسی سے واپس نہین لے سکتا ہے کذا فی السراج الوہاج پھر واضح ہو کہ ایسی صورت مین بالغہ کی حرمت دائمی ہوگئی ہے اور صغیرہ کی حرمت بھی دائمی ہوگی بشرطیکہ مرضعہ یعنے کبیرہ کے ساتھ دخول کر لیا ہو یا کبیرہ کا دودھ اُسی مرد سے ہو اور اگر ایسا نہو[2] تو مرد کو اختیار ہوگا کہ صغیرہ سے دوبارہ نکاح کرے یہ نہر الفائق مین ہے۔ اور اگر ایک مرد کی تحت مین ایک صغیرہ اور ایک کبیرہ ہون پھر کبیرہ کی ماں نے اس صغیرہ کو دودھ پلایا تو دونوں اپنے شوہر سے بائن ہو جائینگی اور اسیطرح اگر کبیرہ کی بہن نے صغیرہ کو دودھ پلادیا تو بھی یہی حکم ہے اور اگر کبیرہ کی پھوپھی یا خالہ نے اُسکو دودھ پلادیا تو

[1] جوان عورت کو نصف مہر اس تقدیر پر کہ اُسکے ساتھ دخول نہوا ہو ورنہ مہر کامل چاہیے فافہم ۱۲ منہ [2] یعنے کبیرہ سے دخول نہ کیا ہو یا دودھ اس مرد کی وطی سے نہو ۱۲ منہ

دونون مین سے کوئی بائن نہ ہوگی یہ محیط مین ہے۔ اور اگر کسی شخص نے کبیرہ کا دودھ لیکر دو زوجہ صغیرہ کو پلایا تو اُنکا شوہر اُنکو نصف نصف مہر تاوان دیکر پھر اس مال کو اُس شخص سے جس نے یہ فعل کیا ہے واپس لیگا بشرطیکہ اُسنے عمداً افساد کرنے کے واسطے کیا ہو اور یہی صحیح ہے۔ ایک شخص نے ایک عورت سے بنکاح فاسد وطی کی پھر ایک دختر صغیرہ سے نکاح کیا پھر اس صغیرہ کو اُس عورت کی مان نے جسکے ساتھ نکاح فاسد وطی کی ہے دودھ پلا دیا تو صغیرہ بائنہ ہوجائیگی۔ ایک شخص نے ایک صغیرہ سے نکاح کیا پھر اُسکی پھوپھی سے نکاح کیا تو پھوپھی کا نکاح صحیح نہ ہوگا پس اگر پھوپھی کی مان نے اس صغیرہ کو دودھ پلا دیا تو صغیرہ اپنے شوہر پر حرام ہوجائیگی یہ فتاوے قاضیخان مین ہے۔ اور اگر ایک کبیرہ اور دو صغیرہ سے نکاح کیا پھر کبیرہ نے ان دونون کو دودھ پلایا پس اگر اُنکو ایک ساتھ پلایا تو سب کی سب اُسپر حرام ہوجائینگی اور مرد کبھی اس کبیرہ سے نکاح نہین کرسکتا اور یہ بھی کبھی روا نہوگا کہ ہر دو صغیرہ کو نکاح کرکے جمع کرے مگر یہ جائز ہے کہ ان دونون مین سے ایک سے نکاح کرے بشرطیکہ کبیرہ سے دخول نہ کیا ہو اور اگر دخول کرلیا ہو تو مثل نسب کی صورت کے یہان بھی جائز نہین ہے اور اگر کبیرہ نے ان دونون کو آگے پیچھے ایک بعد دوسرے کے دودھ پلایا تو کبیرہ مع پہلی صغیرہ کے حرام ہوجائیگی اور رہی دوسری صغیرہ کہ اُسکو کبیرہ نے بائن ہوجانے کے بعد دودھ پلایا ہے پس ماں و بیٹی کا اجتماع نہوگا ولیکن یہ صغیرہ رضاعی ربیبہ ہے پس اگر اُسکی مان یعنے کبیرہ سے دخول کرلیا ہے تو یہ بھی حرام ہوگی ورنہ نہین اور اسکے بعد کبیرہ سے نکاح جائز نہوگا اور نہ دونون صغیرہ کو جمع کرنا جائز ہوگا۔ اور اگر کبیرہ سے نکاح کیا اور تین صغیرہ سے نکاح کیا پھر کبیرہ نے ان صغیرہ کو آگے پیچھے ایک بعد دوسرے کے دودھ پلایا تو سب حرام ہوجائینگی اسواسطے کہ جب اُسنے پہلی صغیرہ کو دودھ پلایا تو وہ اُسکی بیٹی ہوئی پس مان و بیٹی کا اجتماع لازم آیا پس دونون مرد کے واسطے حرام ہوگئین پھر جب اُسنے دوسری کو دودھ پلایا تو ایسی حالت مین پلایا کہ مرضعہ و پہلی صغیرہ دونون بائنہ بیقین تو جمع ہونے کی وجہ سے بائنہ نہین ہوسکتی ہے اسواسطے کہ جمع پائی نہین گئی ولیکن یہ دیکھا جاوے کہ اگر اُسنے کبیرہ سے دخول کرلیا ہو تو فی الحال مرد پر حرام ہوجائیگی اسواسطے کہ یہ ایسی ربیبہ ہوئی کہ جسکی مان سے دخول کرلیا ہے۔ اور اگر مان سے دخول نہ کیا ہو تو فی الحال حرام نہوگی۔ یہانتک کہ کبیرہ تیسری کو دودھ پلاوے اور جب تیسری کو دودھ پلایا تو یہ دونون باہم بہنین ہوئین پس دونون بسبب جمع کے حرام ہوگئین پھر اسکے بعد کبیرہ سے نکاح کرنے اور دو صغیرہ کو جمع کرنے اور صغائر سے نکاح کرنے کا وہی حکم ہے جو ہم نے بیان کیا ہے یہ بدائع مین ہے اور اگر ایک کبیرہ اور تین دودھ پیتی صغیرہ سے نکاح کیا پھر کبیرہ نے ایک صغیرہ کو دودھ پلایا پھر دو کو ایک ساتھ پلایا تو سب حرام ہوجائینگی اور اگر پہلی دو کو ایک ساتھ دودھ پلایا پھر تیسری صغیرہ کو پلایا تو کبیرہ و پہلی دو صغیرہ سب حرام ہوجاوینگی اور تیسری حرام نہوگی یہ فتاوے قاضیخان مین ہے اور اگر دو کبیرہ اور دو صغیرہ سے نکاح کیا اور ہنوز دونون کبیرہ مین کسی سے دخول نہین کیا تھا کہ دونون کبیرہ نے ایک صغیرہ زینب کیطرف

ملہ فی الحال واسطے آنکہ یون کہا جاوے کہ اس علت سے حرام نہوگی ولیکن مؤلف رح نے مابعد کا لحاظ کیا ہے فافہم ۱۲ منہ ملہ اگر اُسکی مان سے دخول نہ کیا ہو تو ایک ایک جائز ورنہ نہین ۱۲ منہ ملہ یعنے نسب مین اگر عورت سے وطی کرلی تو عورت کی بیٹیان ہمیشہ کے واسطے اُسپر حرام ہین ۱۲ منہ ملہ ہمیشہ جائز نہین ہے ۱۲ ملہ محض ناجائز ۱۲ للعہ بشرطیکہ کبیرہ سے دخول نہ کیا ہو ۱۲

عمداً قصد کرکے اُسکو دودھ پلایا اور ایکنے بعد دوسری کے اُسکو پلایا ہی پھر دونون نے عمداً دوسری صغیرہ عمرہ کو بھی اسیطرح ایکنے بعد دوسری کے دودھ پلایا تو دونون کبیرہ بائنہ ہوجائینگی اور دونون صغیرہ یعنے زینب و عمرہ اُسکی جورو رہینگی اور اگر دونون کبیرہ مین سے ایکنے دونون صغیرہ کو ایک کو بعد دوسری کے دودھ پلایا پھر دوسری کبیرہ نے دونون کو ایک کو بعد دوسری کے دودھ پلایا پس اگر دوسری کبیرہ نے بھی پہلی اُسی صغیرہ کو دودھ پلایا جسکو پہلی کبیرہ نے دودھ پلایا ہی تو دونون کبیرہ بائنہ ہوجاوینگی اور ہر دو صغیرہ یعنے زینب و عمرہ اُسکی جورو رہینگی اور اگر دوسری کبیرہ نے پہلے اس صغیرہ کو پلایا جسکو پہلی کبیرہ نے پیچھے پلایا ہی تو سب کی سب شوہر پر حرام ہوجائینگی یہ محیط مین ہی ایک شخص کی دو جورو ایک کبیرہ دوسری صغیرہ ہی اور اُسکے پسر کی بھی دو جورو کبیرہ و صغیرہ ہین پھر باپ کی کبیرہ جورو نے پسر کی صغیرہ کو اور پسر کی کبیرہ نے باپ کی صغیرہ کو دودھ پلا دیا اور یہ دودھ انھین دونون مردون کا ہے تو ہر دو صغیرہ بائن ہوجاوینگی اور ہر دو کبیرہ کا نکاح ثابت رہیگا اور اسیطرح اگر بجاے باپ و بیٹے کے دو بھائی ہون تو بھی اس صورت مین یہی حکم ہی اور اگر چچا و بھتیجا ہو تو بھتیجے کی جورو کا نکاح رہیگا اور چچا کی صغیرہ کا نکاح جاتا رہیگا یہ بحر الرائق مین ہی۔ اور اگر ایک صغیرہ سے نکاح کیا پھر اُسکو طلاق دیدی پھر ایک کبیرہ سے نکاح کیا اور اسی شوہر سے اس کبیرہ کے دودھ اُترا پھر اس کبیرہ نے صغیرہ مطلقہ مذکورہ کو بھی دودھ پلایا یا اس مرد کے سوائے دوسرے سے دودھ تھا وہ پلایا تو شوہر پر حرام ہوجائیگی اسواسطے کہ وہ اُسکی جورو کی ماں ہوئی یہ محیط مین ہی اور اگر کسی نے اپنی جورو کو تین طلاق دیدین پھر مطلقہ نے قبل انقضاے عدت کے شوہر کی صغیرہ جورو کو دودھ پلا دیا تو صغیرہ اپنے شوہر سے بائنہ ہوجائیگی اسواسطے کہ وہ مطلقہ کی بیٹی ہوگئی پس حالت عدت مین ماں و بیٹی کا جمع کرنا لازم آیا کہ جائز نہین ہے جیسے حالت نکاح مین جائز نہین ہی یہ بدائع مین ہی۔ اور اگر اپنی جورو کو تین طلاق دیدین پھر مطلقہ کی بہن نے اُسکی دوسری جورو صغیرہ کو مطلقہ کی عدت مین دودھ پلایا تو صغیرہ بائنہ ہوجائیگی یہ ظہیریہ مین ہی اور اگر کسی نے اپنی ام ولد کا نکاح ایک اپنے مملوک صغیر سے کر دیا پس اُسنے مولے کی وطی کا دودھ اس صغیر کو پلایا تو وہ اپنے شوہر اور اپنے مولے دونون پر حرام ہوجائیگی یہ بدائع مین ہی۔ ایک شخص کی ام ولد ہی اسکا نکاح اُسنے ایک طفل سے کر دیا پھر اُسکو آزاد کر دیا پس اُسنے اپنے نفس کو اختیار کیا یعنے نکاح فسخ کیا پھر اُسنے کسی دوسرے سے نکاح کر لیا اور اُس سے اولاد ہوئی پھر اُس طفل کے پاس آئی جس سے پہلے نکاح کیا تھا اور اُسکو دودھ پلایا تو اپنے شوہر پر حرام ہوجائیگی اسواسطے کہ وہ شوہر کے رضاعی پسر کی جورو ہوئی یہ تاتارخانیہ مین ہی اور رضاعت کا ثبوت و ظہور دو باتون مین سے ہر ایک بات سے ہوتا ہی یا تو اقرار ہو یا گواہ ہون یہ بدائع مین ہی اور رضاعت مین اگر گواہی ہو تو فقط دو مرد عادل یا ایک مرد عادل و دو عورت عادلہ کی گواہی کے سوائے اور کسی کی گواہی مقبول نہوگی یہ محیط مین ہے اور بدون قاضی کے تفریق کرنے کے فرقت واقع نہوگی یہ نہر الفائق مین ہی۔ اور اگر دو مرد یا دو عورتین اور

سلہ اقول نسخہ موجودہ مین یون موجود ہے وجہ ظاہر یہ ہے کہ مملوک مذکور مولے کا بیٹا ہوگیا پس یہ بیٹے کی جورو ہوئی لہذا حرام ہی ۱۲ منہ

عہ مزین معنے کہ پہلے اس کے نکاح مین تھی ۱۲

ایک مرد عادل نے گواہی دی اور قاضی نے دونون مین تفریق کر دی پس اگر قبل دخول کے ہو تو عورت کو کچھ نہ ملیگا اور
اگر بعد دخول کے ہو تو مہر مسمے و مہر مثل مین سے جو مقدار کم ہو ملیگی اور نفقہ و سکنی عدت کا واجب نہوگا یہ بدائع
مین ہی اور اگر عورت پاس بعد نکاح کے دو مردون یا ایک مرد دو عورتون عادل نے گواہی دی کہ تم دونون مین
رضاعت متحقق ہی تو عورت کو اپنے شوہر کے ساتھ ٹھہرنا جائز نہین ہی اسواسطے کہ یہ ایسی گواہی ہی کہ اگر قاضی کے
سامنے ادا ہو تو رضاعت ثابت ہوجائیگی اسیطرح جب عورت کے سامنے ادا ہوئی تو بھی ثبوت ہوگیا یہ فتاوے
قاضیخان مین ہی۔ اور اگر ایک شخص نے خبر دی اور مرد کے دل مین آیا کہ یہ سچا ہی تو اولے یہ ہی کہ عورت سے
پرہیز کرے اور احتیاط کو اختیار کرے خواہ اسنے قبل نکاح کے خبر دی ہو یا بعد نکاح کے ولیکن پرہیز کرنا
اسپر واجب نہین ہی یہ محیط مین ہی۔ اور اگر ایک مرد نے ایک عورت سے نکاح کیا پھر ایک عورت نے کہا کہ مین نے
تم دونون کو دودھ پلایا ہی تو اسمین چار صورتین ہین اول آنکہ دونون نے اسکی تصدیق کی تو نکاح فاسد ہوجائیگا
اور عورت کو کچھ مہر نہ ملیگا بشرطیکہ دخول نہ ہوا ہو اور دوم آنکہ دونون نے اسکی تکذیب کی تو نکاح بحالہ
رہیگا لیکن اگر یہ عورت خبر دینے والی عادلہ ہو تو پرہیزگاری یہ ہی کہ مرد اسکو چھوڑ دے کذا فی التہذیب
اور جب اسکو چھوڑ دیا تو افضل یہ ہی کہ اسکو اسکا نصف مہر دے بشرطیکہ قبل دخول کے ہو مگر عورت کے حق مین یہ
افضل ہی کہ وہ مرد سے کچھ نہ لے اور اگر بعد دخول کے ہو تو شوہر کے حق مین افضل یہ ہی کہ اسکو اسکا پورا مہر دے
اور نفقہ اور سکنی عدت بھی اور عورت کے حق مین یہ افضل ہی کہ اپنے مہر مسمے اور مہر مثل مین سے کم مقدار لے
اور نفقہ و سکنی نہ لے اور اگر مرد نے اسکو جدا نہ کیا تو اسکو گنجائش ہی کہ عورت مذکورہ کو اپنے پاس رکھے یہ
بدائع مین ہی اور اسیطرح اگر اسکو دو عورتون نے خبر دی یا ایک مرد اور ایک عورت نے یا غیر عادل دو مردون
نے یا غیر عادل ایک مرد دو عورتون نے خبر دی تو بھی یہی حکم ہی۔ اور اگر شوہر نے اس عورت خبر دہندہ کی تصدیق کی
اور عورت نے تکذیب کی تو نکاح فاسد ہوگا مہر اپنے حال پر ہوگا اور اگر مرد نے تکذیب اور عورت نے تصدیق کی
تو نکاح اپنے حال پر ہوگا ولیکن عورت کو اختیار ہوگا کہ مرد کو قسم دلاوے پھر اگر وہ قسم سے نکول کر گیا تو تفریق
کر دیجائیگی یہ تہذیب مین ہی اور اگر ایک عورت سے نکاح کیا پھر نکاح کے بعد کہا کہ یہ میری رضاعی بہن ہی یا اور
اسکے مانند کوئی رشتہ بتلایا پھر کہا کہ مجھے وہم ہوگیا تھا ایسا نہین ہی جیسا مین نے کہا تھا تو استحسانًا دونون مین
تفریق نہ کیجائیگی اور اگر وہ اسی بات پر جو کہی ہی اڑا رہا اور کہا کہ یہی سچ ہی جو مین نے کہا ہی تو دونون مین تفریق
کر دیجائیگی پھر اسکے بعد اگر اپنے قول سے پھر گیا تو انکار کچھ کارآمد نہوگا یہ محیط مین ہی۔ پس اگر عورت نے بھی
اسکے قول کی تصدیق کی تو کچھ مہر نہ ملیگا اور اگر تکذیب کی تو اسکو نصف مہر ملیگا اور اگر مرد نے اسکے ساتھ
دخول کر لیا ہو تو عورت کو پورا مہر و نفقہ و سکنی ملیگا بشرطیکہ مرد کی تکذیب کی ہو اور اگر تصدیق کی ہو تو مہر مسمے

ف۱ اول گواہون کو جائز ہی کہ بغیر گواہ کیے جانے کے گواہی ادا کرین جبکہ اپنے طریقے سے گواہی موجود ہو اسواسطے کہ فرج حرام ہونا شرعی حق
ہے تو کسی کے گواہ کرنے کی ضرورت نہین ہی ۱۲ ف۲ اسیطرح الخ یہی تیسری صورت ہے اور حکم وہی ہے جو پہلے مذکور ہوا ۱۲ ف۳ چوتھی
صورت ۱۲ ف۴ یعنے قاضی کے سامنے ۱۲ ف۵ بعد تفریق کے ۱۲

وہ مہر مثل مین سے کم مقدار ملیگی اور نفقہ و سکنی کچھ نہ ملیگا یہ مضمرات مین ہے۔ اور اگر قبل نکاح ہونے کے شوہر نے یہ اقرار کیا اور کہا کہ یہ میری رضاعی بہن ہے یا رضاعی مان ہے پھر کہا کہ مجھے وہم ہوا یا مین نے خطا کی تو جائز ہے کہ اس سے نکاح کرے اور اگر کہا کہ جو مین نے کہا وہی سچ ہے تو اس سے نکاح کر لینا جائز نہین ہے۔ اور اگر نکاح کر لیا تو دونون مین تفریق کرا دیجائیگی اور اگر مرد نے ایسا اقرار کرنے سے انکار کیا اور دو گواہون نے اسکے اقرار کی گواہی دی تو بھی دونون مین تفریق کر دیجائیگی یہ سراج الوہاج مین ہے۔ اور اگر عورت نے اقرار کیا کہ یہ میرا رضاعی باپ یا بھائی یا رضاعی بھائی کا بیٹا ہے اور مرد نے اس سے انکار کیا پھر عورت نے اپنی تکذیب کی یا کہا کہ مین نے خطا کی ہے پھر اس مرد نے اس عورت سے نکاح کیا تو جائز ہے اور اسیطرح اگر عورت کے اپنی تکذیب کرنے سے پہلے مرد نے اس سے نکاح کیا تو بھی جائز ہے اور اگر عورت نے بعد نکاح کے یون کہا کہ مین نے قبل نکاح کے کہا تھا کہ تو میرا بھائی ہے اور تو نے میرے اقرار کرنے کے وقت کہا کہ یہ اقرار جو تو کرتی ہے سچ ہے اور یہ نکاح فاسد واقع ہوا ہے تو دونون مین تفریق نہ کی جائیگی اور اگر ایسا قول شوہر کی طرف سے ہو تو دونون مین تفریق کر دی جائیگی۔ اور اگر دونون نے ایسا اقرار کیا پھر دونون نے اپنی تکذیب کی اور کہا کہ ہم دونون سے خطا ہوئی ہے پھر اس مرد نے اس عورت سے نکاح کر لیا تو نکاح جائز ہوگا یہ ذخیرہ مین ہے۔ اور اگر عورت نے کہا کہ یہ میرا رضاعی بیٹا ہے اور اسی پر اڑی رہی تو مرد کو یہ جائز ہے کہ اس عورت سے نکاح کرے اسواسطے کہ حرمت بجانب عورت نہین ہوتی ہے اور مشائخ نے فرمایا کہ جمیع وجوہ مین اسی پر فتوے دیا جاتا ہے یہ بحر الرائق مین ہے۔ اور اگر نسب کا اقرار کیا کہ یہ عورت میری نسبی بہن یا مان یا بیٹی ہے اور اس عورت کا نسب معروف بھی نہین ہے اور اسکا سن بھی بلحاظ مرد کے ایسا ہے کہ اس کی مان یا بیٹی ہو سکتی ہے تو مرد سے دوسری بار دریافت کیا جائیگا پس اگر اس نے کہا کہ مجھے وہم ہوا تھا یا مین نے خطا کی یا مجھ سے غلطی ہوئی تو استحسانًا دونون اپنے نکاح پر رہینگے اور اگر اس نے کہا کہ جیسا مین نے کہا ہے ویسا ہی ہے تو دونون مین تفریق کر دی جائیگی یہ سراج الوہاج مین ہے۔ اور اگر عورت کا سن مرد کے دعوے کا متحمل نہ ہو مثلاً ایسی عورت ایسے مرد کی اولاد نہ ہو سکتی ہو تو نسب ثابت نہ ہوگا۔ اور دونون مین تفریق نہ کی جائیگی یہ مبسوط مین ہے اور اگر عورت کو کہا کہ یہ میری نسبی دختر ہے اور اسی پر اڑا رہا حالانکہ اس عورت کا نسب معروف ہے کہ وہ فلان شخص کی بیٹی ہے تو دونون مین جدائی نہ کی جائیگی اور اسیطرح اگر کہا کہ یہ عورت میری مان ہے حالانکہ اس مرد کی مان معروفہ ہے کہ فلانہ عورت ہے اور مرد اس امر پر اڑا رہا تو دونون مین تفریق نہ کی جائیگی یہ محیط مین ہے

کتاب الطلاق

اسمین سترہ باب ہین

باب اول۔ طلاق کی تفسیر شرعی و رکن و شروط و وصف و حکم و تقسیم کے بیان مین اور جسکی طلاق واقع ہوتی ہے اور جسکی نہین واقع ہوتی ہو اُسکے بیان مین۔ پس طلاق کی تفسیر شرعی یہ ہی کہ قید نکاح کو بلفظ مخصوص حالاً یا مآلاً[1] رفع کرنے کو طلاق کہتے ہین یہ بحرالرائق مین ہی۔ اور رکن طلاق یہ ہی کہ مثلاً تو طالقہ ہی یا اُسکے مثل الفاظ کہے یہ کافی مین ہی اور شرط طلاق علی الخصوص دو چیزین ہین ایک یہ کہ عورت کے ساتھ قید باقی ہو خواہ بنکاح یا بعدت اور دوم محل نکاح کی حلیت باقی ہو چنانچہ اگر بعد دخول واقع ہونے کے مصاہرہ وہ حرام ہوگئی اور عدت واجب ہوئی پھر عدت مین طلاق دیدی تو واقع ہوگی کیونکہ حلیت زائل ہوگئی اور اگر عورت کو طلاق دیدی پھر اُس سے مراجعت کرلی تو طلاق باقی رہیگا اگرچہ وہ فی الحال حلیت و قید کو رفع نہین کرتا ہی اسوجہ سے کہ فی المآل بعد دو طلاق ملانے کے وہ ان دونون کو رفع کریگا یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اور حکم طلاق یہ ہی کہ اگر رجعی ہو تو بعد انقضاے عدت کے فرقت ہوجائیگی اور اگر بائن ہو تو فی الحال بدون انقضاے عدت کے فرقت ہوجائیگی یہ فتح القدیر مین ہے اور جب تین طلاق پوری ہوجاوین تب سردست ایسی عورت سے نکاح نہین کرسکتا ہی یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اور وصف طلاق یہ ہی کہ وہ بنظر اصل حرام ہی اور بنظر حاجت مباح ہی یہ کافی مین ہی اور تقسیم طلاق کا بیان یہ ہی کہ طلاق دو قسم کی ہی ایک طلاق سنی دوم طلاق بدعی اور انہین سے ہر ایک کی دو قسمین ہین پس ایک قسم کا مرجع بجانب عدد ہی اور دوم کا مرجع بجانب وقت ہے پس طلاق سنی باعتبار عدد و وقت کے دو طرح کی ہی حسن و احسن پس احسن یہ ہی کہ اپنی جورو کو ایک طلاق رجعی ایسے طہر مین دے جسمین اُس سے وطی نکی ہو پھر اُسکو چھوڑ دے یہانتک کہ اُسکی عدت گذر جاوے یا وہ حاملہ ہو کہ اُسکا حمل ظاہر ہوگیا ہو اور حسن یہ ہی کہ ایسے طہر مین جسمین جماع نہین کیا ہی اُسکو ایک طلاق دے پھر دوسرے طہر مین دوسری پھر تیسرے طہر مین تیسری طلاق دیدے یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اور عدد طلاق کی سنیت مین عورت مدخولہ و غیر مدخولہ دونون مساوی ہین اور وقت طلاق کے سنیت خاصۃً مدخولہ کے حق مین ثابت ہوتی ہی اور غیر مدخولہ کو جب چاہے حالت حیض و طہر مین طلاق دیدے یہ ہدایہ مین ہی اور جس عورت سے اُسکے شوہر نے خلوت کرلی ہی اُسکے حق مین وقت طلاق کے رعایت ویسی ہی چاہیے جیسے مدخولہ کے حق مین ہی یہ محیط مین ہی اور طلاق سنیت مین وقت کی رعایت مین عورت مسلمہ و کتابیہ و باندی سب یکسان ہین یہ تاتارخانیہ مین ہی اور بعض نے فرمایا کہ طلاق اول مین تاخیر کرے یہانتک کہ حد طہر آخر ہونے کو آوے تب طلاق دیدے تاکہ عورت تطویل عدت سے متضرر نہو اور بعض نے فرمایا کہ طاہر ہونے پر طلاق دیدے تاکہ اس امر مین مبتلا نہو کہ بعد

---

[1] یعنے فی الحال رفع کرے جیسے انت طالق بائن سے فی الحال بائن ہوگی اور فی المآل جیسے یا کہا کہ تجھے طلاق ہی تو فی الحال نہین بلکہ فی المآل جبکہ اور طلاق دیگا یا عدت گذر جاویگی رافع ہوگا فافہم ۱۲ م [2] کہ ایک طلاق بطور حسن دیدی ۱۲ [3] اگرچہ وطی واقع نہوئی ۱۲

جماع کیے اُس نے طلاق واقع کی ہو اور یہی ظاہر ہو یہ تبیین مین ہو۔ اور واضح ہے کہ جس طہر مین جماع نہین کیا ہے
وہ طلاق سنی کا محل جب ہی ہو سکتا ہو کہ جب اُس نے اس طہر سے پہلے جو حیض آیا ہو اسمین جماع نہ کیا ہو اور نہ
طلاق دی ہو کیونکہ حالت حیض مین جماع کرنا یا طلاق دینا ہر ایک اُسکے پیچھے والے طہر کو ایسا نہین رکھتا ہے
کہ وہ وقت طلاق سنی کا باقی رہے اور یہ زیادات مین صریح مذکور ہے اور یہ حکم اُسوقت ہے کہ حالت حیض کی طلاق
سے اُسنے مراجعت نہ کی ہو اور اگر مراجعت کر لی ہو تو اصل مین مذکور ہے کہ جب عورت طاہر ہو کر پھر حائض ہو
پھر طاہر ہو تو پھر چاہے اس طہر مین طلاق دیدے اور اس کلام مین اشارہ ہے کہ جس حیض مین طلاق دیکر مراجعت کر لی ہے
اُسکے بعد والا طہر طلاق سنی ہونے کا محل نہو جائیگا اور طحاوی نے ذکر فرمایا ہے کہ اس حیض کے پیچھے جو طہر آویگا وہ ایسا
ہوگا کہ چاہے اسمین طلاق سنی دیدے پس طحاوی کے کلام مین اشارہ ہے کہ پھر وہ طہر محل طلاق سنت ہو جائیگا اور شیخ
ابو الحسن نے فرمایا کہ جو شیخ طحاوی نے ذکر فرمایا ہے وہ امام ابو حنیفہ کا قول ہے اور جو اصل مین مذکور ہے وہ صاحبین
کا قول ہے۔ اور اگر حالت حیض مین عورت کو طلاق دیدی پھر اُس سے نکاح کر لیا پھر اس حیض کے بعد ہی جو طہر آیا اسمین
طلاق دیدی تو بالاتفاق یہ طلاق سنی ہوگی یہ ذخیرہ مین ہے۔ اور اگر عورت کو ایسے طہر مین جسمین اُس سے جماع نہین کیا
ہے طلاق بائن دیدی پھر اُس سے نکاح کر لیا تو بالاجماع اُسکو اختیار ہے کہ اسی طہر مین پھر طلاق دیدے یہ بدائع مین ہے
اور اگر عورت کو ایسے طہر مین جسمین اُس سے جماع نہین کیا ہے ایک طلاق دیدی پھر عورت سے اسی طہر مین بقول مراجعت کی
تو اُسکو اختیار ہے کہ دوبارہ اسی طہر مین اُسکو طلاق دیدے اور یہ طلاق امام اعظم کے نزدیک طلاق سنی ہوگی اور
امام ابو یوسف کے نزدیک نہوگی اور امام محمد سے اسمین دو روایتین ہین کذا فی الذخیرۃ اور اسیطرح اگر عورت سے
بشہوت اُسکو چھو کر یا بوسہ لیکر یا شہوت سے اُسکی فرج کو دیکھکر مراجعت کی تو بھی ایسا ہی اختلاف ہے یہ
سراج الوہاج مین ہے۔ پس اگر شہوت سے اپنی عورت کا ہاتھ پکڑے ہوا اور اُس سے کہا کہ تجھپر سنت کے طور پر اپنے وقت پر
تین طلاق ہین تو عورت پر فی الحال تین طلاق واقع ہو جائینگی کہ ہر سہ طلاق ایک دوسرے کے درپے واقع ہو جاوینگی
اسواسطے کہ جب اسپر ایک طلاق ہوگی تو اس سے مراجعت کرنیوالا ہو جائیگا پس اسپر دوسری طلاق واقع ہوگی یہ
مبسوط مین ہے اور اگر مسئلہ مذکورہ بالا مین عورت سے جماع کرنے سے رجوع کیا ہو تو بالاجماع اسی طہر مین اُسکو
طلاق سنی نہین دے سکتا ہے یہ سراج الوہاج مین ہے۔ اور یہ اُسوقت ہے کہ عورت سے بہ جماع رجوع کیا اور وہ
اس جماع سے حاملہ نہین ہوئی اور اگر حاملہ ہو گئی تو شوہر کو اختیار ہے کہ اُسکو دوسری طلاق دیدے اور یہ امام اعظم
و امام محمد کا قول ہے یہ بدائع مین ہے۔ اور طلاق بدعی کی دو قسمین ہین ایک وہ بدعی کہ اُسکا مرجع عدد ہے اور دوسری
وہ بدعی جسکا مرجع وقت ہے پس جو بدعی کہ راجع بجانب عدد ہے وہ ایسی ہے کہ ایک ہی طہر مین عورت کو تین طلاق
دیدے خواہ ایک ہی کلمہ سے یا کلمات متفرقہ سے یا ایک ہی طہر مین دو طلاق جمع کرے خواہ ایک ہی کلمہ سے یا
متفرق سے پس اگر ایسا کیا تو یہ طلاق بدعی ہے واقع ہو جائیگی مگر طلاق دینے والا عاصی ہوگا اور جو بدعی کہ راجع بجانب

ف اگرچہ جماع حالت حیض مین حرام ہے ۱۲ ف کیونکہ شہوت سے ہاتھ پکڑے ہے ۱۲ ف جیسے تجھ پر تین طلاق ہین ۱۲

وقت ہی وہ ایسی ہو کہ اپنی مدخولہ عورت کو جسکو حیض آتا ہی حالت حیض مین یا ایسے طہر مین جسمین اُس سے جماع کیا ہی
طلاق دی تو یہ بدعی ہے اور طلاق واقع ہوگی مگر مرد کو مستحب ہے کہ اُس سے رجوع کرلے اور اصح یہ ہی کہ رجعت
کرنا مرد پر واجب ہے یہ کافی مین ہی۔ اور طلاق بائن سنی نہین ہی اور طلاق خلع سنی ہی خواہ حیض مین ہو یا غیر حیض
مین ہوا ور منتقی مین لکھا ہی کہ حیض مین اپنی عورت کو مختار کرنے مین کچھ مضائقہ نہین ہی اور اگر حیض مین عورت
اپنے نفس کو اختیار کرے یعنے طلاق سے لے تو بھی کچھ مضائقہ نہین ہی اور نیز منتقی مین مذکور ہی کہ جب عورت
بالغہ ہوئی اور اُسکو خیار بلوغ حاصل ہوا پس اُسنے اپنے نفس کو اختیار کیا یعنے تفریق و فسخ نکاح اختیار کیا تو
کچھ مضائقہ نہین ہی کہ قاضی عورت مذکورہ کی حالت حیض مین دونون مین تفریق کردے یہ محیط مین ہی اور جب
باندی آزاد کیگئی اور اُسکو خیار عتق حاصل ہوا تو کچھ مضائقہ نہین ہی کہ وہ حالت حیض مین[۵] اپنے نفس کو اختیار کرے
اسیطرح اگر عنین کو جو مدت دیگئی تھی وہ ایسی حالت مین گذر گئی کہ عورت حائضہ تھی تو تفریق مین کچھ مضائقہ
نہین ہی کذا فی شرح الطحاوی اور ان مسائل مین مدخولہ ہو یا غیر مدخولہ ہو دونون یکسان ہین یہ سراج الوہاج
مین ہی۔ اور اگر عورت بسبب صغر یا کبر کے حائضہ نہوتی ہو یا ان دونون سببون سے نہین بلکہ وہ حائضہ نہوتی
ہو مثلاً سن بلوغ کو پہونچگیا مگر حیض کا خون بالکل نہین دیکھا پس اُسکے شوہر نے چاہا کہ اُسکو طلاق سنی دون
تو اُسکو ایک طلاق دیدے پھر جب ایک مہینہ گذر جاوے تو دوسری طلاق دیدے پھر جب ایک مہینہ
گذر جاوے تو تیسری طلاق دیدے پھر اگر طلاق اول ماہ مین یعنے چاندرات کی رات مین واقع ہوئی تو
تفریق طلاق و عدت کے واسطے بالاتفاق مہینون کا شمار چاند سے ہوگا اور اگر طلاق درمیان ماہ مین
واقع ہوئی تو تفریق طلاق کے واسطے بالاتفاق دنون کا شمار ہوگا پس پورے تیس روز پر دوسری طلاق نہ دیگا
بلکہ اکتیسوین روز یا اُسکے بعد دیگا اور عدت کے گذرنے کے واسطے بھی امام اعظمؒ کے نزدیک دنون کا شمار
ہوگا اور یہی امام ابو یوسفؒ سے بھی روایت ہے پس بیدون نوّے روز گذرنے کے عدت پوری نہوگی اور جو
عورت کہ بسبب صغر و کبر کے حائضہ نہوتی ہو تو جائز ہی کہ جب اُسکو طلاق دیدے اور اس سے وطی کرکے
کوئی زمانہ گذرنے نہ پاوے کہ اُسکو طلاق دیدے اور یہی ہمارے ائمہ ثلثہ رحمہم اللہ کا قول ہی یہ فتح القدیر مین ہی
اور شمس الائمہ حلوائی نے فرمایا کہ ہمارے شیخ رحمہ اللہ فرماتے تھے کہ یہ حکم اُسوقت ہے کہ جب عورت
ایسی صغیرہ ہو کہ اُسکے حیض و حبل کی امید نہو اور اگر ایسی ہو کہ اُسکے حیض و حبل کا احتمال ہو تو افضل یہ ہے
کہ اُسکے وطی و طلاق مین ایک مہینہ کا فصل کردے یہ ذخیرہ مین ہی اور حاملہ کو جماع کے بعد طلاق دیدینا
جائز ہی اور سنی طلاق کے واسطے اُسکی ہر سہ طلاق مین فصل کردے کہ ایک مہینہ کے بعد دوسری طلاق اور
پھر ایک مہینہ کے بعد تیسری طلاق دے اور یہ امام ابو یوسفؒ و امام اعظمؒ کا قول ہی یہ ہدایہ مین ہی اور اگر

[۵] قال المترجم یعنے اس باندی آزاد شدہ نے اختیار کیا کہ وہ اس شوہر کے پاس جسکی عدت مین آزاد ہونیسے پہلی تھی نہ رہیگی تو نکاح فسخ ہو جائیگا اگرچہ
قاضی فسخ نہ کرے خواہ شوہر آزاد ہو یا بندہ ہو اور یہی صحیح ہی اور یہ بھی کہا گیا ہی کہ حکم ہونے کی صورت مین ایسا ہوگا ۱۲ منہ

اپنی مدخولہ سے جسکو حیض آتا ہی کہا کہ تجھپر بطور سنت اپنے وقت پر تین طلاق ہین تو ایک طلاق فے الحال واقع ہوگی بشرطیکہ وہ ایسے طہر مین ہو جسمین جماع نہین ہوا ہی اور اگر حائضہ ہو یا ایسے طہر مین ہو جسمین جماع ہوگیا ہے تو فے الحال کوئی طلاق واقع نہوگی یہانتک کہ سنت طلاق کا وقت آوے پھر ایک طلاق واقع ہوگی اور اگر اپنی عورت مدخولہ سے جسکو حیض آتا ہی کہا کہ تجھپر بطور سنت تین طلاق ہین تو اسمین کئی صورتین ہین کہ اگر اُسنے یہ نیت کی کہ ہر طہر پر اُسکو ایک طلاق واقع ہو تو یون ہی ہوگا اور اسیطرح اگر اُسنے کچھ نیت نہ کی تو بھی یہی ہوگا کہ ہر طہر پر اُسپر ایک طلاق پڑیگی اور اگر یہ نیت کی کہ تینون طلاق فے الحال اسپر واقع ہون تو نیت صحیح ہوگی اسواسطے کہ فے الحال تین طلاق کا واقع ہونا سنت سے معلوم ہوا ہی اور اگر یہ نیت کی کہ ہر مہینہ کے شروع پر عورت پر ایک طلاق واقع ہو تو یون ہی ہوگا اور اگر عورت آئسہ یا صغیرہ مدخولہ ہوا اور اُس سے کہا کہ تجھے بطور سنت تین طلاق ہین تو فے الحال اسپر ایک طلاق واقع ہوگی خواہ فے الحال اُس سے وطی کی ہو یا نہ کی ہو پھر بعد مہینہ کے دوسری اور پھر بعد مہینہ کے تیسری واقع ہوگی یہ محیط مین ہی۔ اور اگر یہ نیت کی کہ فے الحال تینون طلاق اسپر واقع ہون تو ایسا ہی ہوگا یہ محیط سرخسی مین ہی اور اسیطرح اگر حاملہ ہو تو بھی اسی تفصیل سے حکم ہوگا کہ درصورت عدم نیت کے بطور سنت اور درصورت نیت کے اُسکی نیت کے موافق طلاق پڑیگی یہ تبیین مین ہی اور اگر عورت سے قبل دخول کے کہا کہ تجھکو بطور سنت تین طلاق ہین تو ایک فے الفور کہتے ہی واقع ہوگی پھر اگر اُس سے نکاح کیا تو دوسری طلاق نکاح کرتے ہی واقع ہوگی اور یہی حال تیسری طلاق کا بھی ہی یہ سراج الوہاج مین ہی اور اسیطرح اگر حاملہ ہوا اور اُس سے کہا کہ تجھکو بطور سنت تین طلاق ہین تو ایک کہتے ہی واقع ہوگی اور دوسری بعد وضع حمل کے فوراً واقع ہوگی اگرچہ بعد ایک ہی دو روز کے وضع حمل ہوا ہو یا اُس سے دوبارہ نکاح کیا تو فوراً واقع ہوگی یہ ذخیرہ مین ہی۔ اور اگر اُس سے کہا کہ تو طالقہ ہی بسنت اور یہ نہ کہا کہ تین طلاق پس اگر عورت مذکورہ کو حیض آتا ہو تو اسپر ایک طلاق واقع ہوگی بشرطیکہ یہ قول ایسی طلاق کے وقت پر ہوا اور اُسکا وقت ایسا طہر ہی جسمین جماع نہ ہوا ہو اور اگر وقت پر نہ ہو تو جب تک وقت نہ آوے تب تک واقع نہ ہوگی پھر جب وقت آئیگا تب واقع ہوجائیگی اور اگر عورت ایسی ہو کہ مہینہ سے اُسکا شمار ہو یا حاملہ ہو تو ایک طلاق اسپر کہتے ہی واقع ہوگی یہ شرح طحاوی مین ہی اور اگر اکٹھا تین طلاق کی نیت کی یا متفرق تین طہرون پر واقع ہونے کی نیت کی تو صحیح ہی ایسا ہی شمس الائمہ سرخسی نے ذکر کیا ہی اور نیز ایسا ہی شیخ الاسلام و صاحب الاسرار نے ذکر کیا ہے اور فخر الاسلام و صدر الشہید و ایک جماعت نے جنمین سے صاحب ہدایہ بھی ہین ذکر کیا کہ ایسی صورت مین اکٹھا تین طلاق کی نیت صحیح نہین ہی کذا فے التبیین چنانچہ ایک سے زیادہ اس صورت مین واقع نہوگی یہ فتاوی قاضیخان کی شرح جامع صغیر مین ہی۔ اور اگر کہا کہ تو طالقہ بسنت ہی اور اس سے ایک طلاق بائنہ مراد لی تو عورت بائنہ ہوگی یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اور اگر دو طلاق مراد لین تو دو واقع ہونگی اور اگر لفظ طالقہ سے ایک طلاق اور لفظ سنت سے دوسری طلاق مراد لی تو بھی ایک ہی طلاق واقع ہوگی یہ تاتارخانیہ مین ہی اور اگر اپنی عورت سے کہا کہ تو طالقہ

ہر ماہ مین بسنت ہے پس اگر وہ آئسہ[۱] از حیض ہو کہ مہینون سے اُسکی عدت کا شمار ہو تو ہر مہینہ پر ایک طلاق پڑیگی یہانتک کہ وہ تین طلاق سے طالقہ ہو جاوے اور اگر حیض آتا ہو کہ حیض سے عدت شمار ہوتی ہو تو اُسپر ایک طلاق پڑیگی لیکن اگر شوہر نے تین طلاق کے ہر مہینے[۲] پر ایک طلاق کی نیت کی ہو تو اسیطرح تین طلاق واقع ہونگی یہ محیط مین ہی۔ اور اگر ایسی جورو سے جسکو حیض نہین آتا ہی کہا کہ تو مہینون پر طالقہ ہی تو ہر مہینہ کے شروع پر اسپر ایک طلاق واقع ہوگی۔ اور اگر عورت سے کہا کہ تو حیض پر طالقہ ہی حالانکہ اس عورت کو حیض آتا ہے تو ہر حیض پر اسپر ایک طلاق[۳] یعنے تین مہینہ تک ۱۲ واقع ہوگی اور اگر اُسکو حیض نہ آتا ہو تو اُسپر کچھ واقع نہوگا یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اور اگر باوجود کلام مذکور کے یہ بھی کہا کہ بسنت پس اگر وہ ایسے طہر مین ہو جسمین جماع نہین ہوا ہے تو ایک طلاق فی الحال پڑجائیگی پھر ہر مہینہ پر اور ہر حیض پر جب طاہر ہوگی ایک ایک طلاق پڑیگی اسواسطے کہ اُسنے حیض کا لفظ بھی کہا ہی یہ ظہیریہ مین ہی۔ اور اگر کہا کہ تو بسنت دو طلاق سے طالقہ ہی تو ہر ایسے طہر مین جسمین جماع نہین کیا ہی اُسپر ایک طلاق واقع ہوگی یہ بدائع مین ہی۔ اور معلی نے امام ابو یوسف رح سے روایت کی ہی کہ اگر اپنی عورت سے کہا کہ تو بدو طلاق طالقہ ہی جنمین سے اول طلاق بسنت ہی پس اگر وہ ایسے طہر مین ہو جسمین جماع نہین ہوا ہی تو جو طلاق بسنت ہے وہ اسپر فی الحال اولاً واقع ہوگی پھر اُسکے پیچھے ہی دوسری طلاق واقع ہوجائیگی اور اگر عورت مذکورہ حائضہ ہو تو دونون طلاق مین تاخیر ہوجائیگی یہانتک کہ وہ طاہر ہو پھر دونون طلاق اسطرح واقع ہونگی کہ پہلے طلاق سنت پڑیگی اُسکے پیچھے ہی دوسری طلاق بدعی واقع ہوگی اور اگر عورت سے کہا کہ تو بدو طلاق طالقہ ہی کہ انمین سے ایک بسنت اور دوسری طلاق بدعی ہی یا کہا کہ تو طالقہ ہی بیک طلاق سنت و دیگر طلاق بدعت پس اگر عورت ایسی حالت مین ہو کہ وقت طلاق سنت ہے تو دونون طلاق واقع ہونگی کہ اولاً طلاق سنت پڑیگی پھر اُسکے پیچھے ہی دوسری طلاق بدعت واقع ہوگی اور اگر وقت طلاق بسنت نہو تو طلاق بدعت ابھی واقع ہوجائیگی اور طلاق سنت مین اسکا وقت آنے تک تاخیر ہوگی اور اگر اُسنے اپنے کلام مین بیان طلاق بدعت کو مقدم کیا اور عورت ایسی حالت مین ہی کہ وقت طلاق سنت نہین ہی تو طلاق بدعت واقع ہوجائیگی اور طلاق سنت مین تاخیر ہوجائیگی یہ محیط مین ہی اور اگر اپنی جورو سے کہا کہ تو بدو طلاق بسنت طالقہ ہی جنمین سے ایک بائنہ ہی تو اُسکو اختیار رہیگا کہ دونون مین سے جسکو چاہے بائنہ قرار دے اور اگر اُسنے کچھ بیان نہ کیا یہانتک کہ عورت حیض کے بعد طاہر ہوئی تو بدو طلاق بائنہ ہوجائیگی یہ ظہیریہ مین ہی۔ اور اگر کہا کہ تو بعد سنت طالقہ ہی تو بعد حیض و طہر کے واقع ہوگی اور اگر کہا کہ ہرگاہ تو کوئی بچہ جنے تو تو بسنت طالقہ ہی پھر وہ تین بچہ ایک ہی پیٹ سے جنی تو امام ابو حنیفہ رح و امام ابو یوسف رح کے نزدیک واقع نہوگی اسواسطے کہ ان دونون امامون کے نزدیک نفاس پہلے بچہ سے ہی پس جب وہ نفاس سے طاہر ہو

تنبیہ قول مترجم طلاق بسنت یا طلاق ببدعت سے یہ مراد ہی کہ طلاق بوقت سنت و طلاق بوقت بدعت ہو ۱۲ منہ [۱] قولہ آئسہ یعنے جو عورت بسبب بڑھاپے کے حیض آنیسے مایوس ہوگئی ہی یعنے جسکا حیض منقطع ہوگیا ہی ۱۲ م [۲] یعنے ہر طہر پر اسواسطے کہ یہ عورت حائضہ ہی ۱۲ م [۳] یعنے پوری تین طلاق تک ۱۲

تو ایک واقع ہوگی پھر ہر طہر مین دوسری واقع ہوگی اور اگر کہا کہ تو طالقہ ہر واحد کے ساتھ بسنت ہے تو تین طلاق بصفت سنت واقع ہونگی اور اگر کہا کہ بدعت[1] تو تینون طلاق فی الحال واقع ہونگی یہ عتابیہ مین ہے۔
اور اگر اپنی عورت سے کہا کہ تو کل کے روز بسنت طالقہ ہے حالانکہ عورت ایسی حالت مین ہے کہ کل کے روز اسپر طلاق سنت نہین پڑ سکتی ہے تو اسپر طلاق نہ پڑیگی یہانتک کہ سنت طلاق کا وقت آوے تب پڑیگی یہ محیط مین ہے۔
اور اگر عورت سے کہا کہ تو بسنت طالقہ ہے اور یہ عورت اپنے شوہر کیطرف سے بغیر جماع کیے ہوئے طاہر موجود ہے ولیکن کسی دوسرے مرد نے بطور زنا اُسکے ساتھ وطی کی ہے تو اسی طہر مین اسپر طلاق پڑجائیگی اور اگر عورت مذکورہ سے غیر مرد نے بشبہہ وطی کی ہو تو اس طہر مین اسپر طلاق نہ پڑیگی یہ ظہیریہ مین ہے۔ اور اگر اپنی جورو سے مظاہرت[2] کی پھر اُسکو طلاق سنت دی اور وقت طلاق سنت ہے اور ہنوز کفارہ ظہار ادا نہین کیا ہے تو طلاق واقع ہوجائیگی اور حرمت ظہار اس طلاق سنی[3] واقع ہونے سے مانع نہوگی اور اسیطرح اگر اپنی جورو کی بہن سے نکاح کیا اور اُسکے ساتھ دخول کرلیا اور دونون مین تفریق کرادیگئی اور پھر اپنی جورو کو اُسکی بہن کی عدت کی حالت مین طلاق سنت دی تو بھی واقع ہوجائیگی اور اسیطرح اگر اپنی جورو کو طلاق سنت ایسی حالت مین دی کہ وہ زنا سے حاملہ ہے تو بھی یہی حکم ہے۔ ایک عورت کو اُسکے شوہر کے مرجانے کی خبر دی گئی پھر اُسنے دوسرے شوہر سے نکاح کرلیا اور دوسرے شوہر نے اُسکے ساتھ دخول کرلیا پھر اُسکا پہلا شوہر آیا اور دوسرے شوہر اور عورت کے درمیان تفریق کردیگئی اور دوسرے شوہر کی عدت عورت مذکورہ پر واجب ہوئی پھر اُسی عدت کی حالت مین پہلے شوہر نے اُسکو طلاق سنت دیدی تو امام ابو یوسفؒ کے نزدیک واقع نہوگی اور امام اعظمؒ کے نزدیک واقع ہوگی۔ اور اگر شوہر نے عورت کو تین طلاق بسنت دیدی پھر اُسکو حیض آیا پھر طاہر ہوئی اور اسپر ایک طلاق واقع ہوئی پھر اُسنے دوسرے شوہر سے نکاح کرلیا اور دوسرے شوہر نے اُسکے ساتھ دخول کیا اور دونون مین تفریق کردیگئی تو جبتک عورت مذکورہ دوسرے شوہر کی عدت مین رہیگی تب تک اُسپر باقی طلاق سنت واقع نہونگی یہ امام ابو یوسفؒ کا قول ہے اور امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک واقع ہونگی اور اگر جورو سے کہا کہ تجھپر تین طلاق بسنت بعوض ہزار درم ہین بشرطیکہ تو چاہے یا چاہنے کو مقدم کیا کہ اگر تو چاہے تو تجھپر تین طلاق بسنت ہین پس اگر یہ مقولہ حالت حیض مین ہو تو بقیاس قول امام اعظمؒ کے مشیت یعنے چاہنا ابھی نہوگا یہانتک کہ وہ حیض سے پاک ہوجاوے اور اگر یہ مقولہ ایسے طہر مین ہو جسمین جماع کرلیا ہے تو مشیت ابھی نہوگی یہانتک کہ اُسکو حیض آکر پھر طاہر ہوجاوے یہ محیط مین ہے۔
اور اگر عورت کو طلاق دی اور وہ صغیرہ ہے پھر وہ مہینہ گذرنے سے پہلے حائضہ ہوکر طاہر ہوئی تو بالاجماع شوہر کو اختیار ہے کہ اسکو دوسری طلاق دیدے اور اگر عورت کو طلاق دی اور وہ ایسی تھی کہ اُسکو حیض آتا تھا پھر وہ آئسہ[4] ہوگئی تو اُسکے شوہر نے پر اُسکو دوسری طلاق دے سکتا ہے یہ محیط سرخسی مین ہے۔ اور نوادر ابو سلیمان مین امام ابو یوسفؒ سے

---

[1] بدعت یعنے کہا کہ تو طالقہ تین طلاق سے بدعت ہے تو فی الحال سب واقع ہونگی ۱۲ [4] آئسہ یعنے مایوسہ اور مراد یہ کہ حیض و لد سے مایوس ہوگئی ۱۲ [2] ظہار کی صورت و معنے کتاب الظہار مین آگے مذکور ہین ۱۲ [3] یعنے طلاق سنی ہوئی ۱۲ م [5] اسکا دریافت ہونا نہایت مشکل ہے ۱۲

مروی ہے کہ ایک شخص نے اپنی جورو سے جو حیض سے آئسہ ہو گئی ہے کہا کہ تجھپر بسنت تین طلاق ہین تو ایک طلاق کہتے ہی واقع ہو گی پھر اگر عورت مذکورہ کو اسکے بعد حیض آیا اور پھر طاہر ہوئی تو یہ طلاق اوسے باطل ہو گئی پھر حیض سے طاہر ہونے پر ایک طلاق اسپر پڑیگی اور طلاق اوسے باطل ہوجانے سے امام ابو یوسفؒ کی مراد یہ صورت ہے کہ حالت آئسہ ہونے مین اس طلاق کی گفتگو سے پہلے اسکے ساتھ وطی بھی کی ہو تو باطل ہوجائیگی پھر اگر اس حیض کے بعد وہ آئسہ ہو گئی اور ایام سے یہ بات ظاہر ہو گئی تو باقی دونوں طلاق مہینوں کے شمار سے واقع ہونگی اور منتقی مین مذکور ہے کہ اگر عورت سے کہا کہ تو بسنت طالقہ ہے پس اُس نے کہا کہ مین طاہرہ ہون اور شوہر نے کہا کہ مین نے تجھ سے حیض مین یا بعد حیض کے جماع کیا ہے تو قول عورت کا قبول ہوگا اور اگر عورت نے کہا کہ مین حاملہ ہون اور مرد نے کہا کہ تو حاملہ نہین ہے تو دعوے حمل مین عورت کے قول کی تصدیق نہو گی اور نوادر ہشام مین امام ابو یوسفؒ سے روایت ہے کہ اگر اپنی جورو سے کہا کہ تجھے بسنت ایک طلاق ہے حالانکہ اُسکے ساتھ دخول کر لیا ہے پس عورت نے کہا کہ تیری اس گفتگو سے پہلے مجھے حیض آیا پھر مین طاہر ہو گئی پھر جب تو نے یہ گفتگو کی ہے تو مین اُسوقت ایسی طاہر تھی کہ تو نے مجھ سے اس طہر مین قربت نہین کی تھی اور شوہر نے کہا کہ تیرے طاہر ہونے کے بعد قبل اس کلام کے مین نے تجھ سے قربت کر لی تھی تو قول شوہر کا قبول ہوگا اور اگر شوہر نے کہا کہ مین نے تجھ سے حیض مین قربت کی تھی اور عورت نے اُسکی تکذیب کی تو قول عورت کا قبول ہوگا اور اسیطرح اگر عورت نے کہا کہ تو نے ہرگز اسوقت تک میرے ساتھ دخول نہین کیا ہے تو قول عورت کا قبول ہوگا اور قدوری مین فرمایا کہ ایک مرد نے اپنی عورت سے کہا کہ تو بسنت طالقہ ہے حالانکہ یہ عورت باندی ہے اور وہ اُسوقت ایسی حالت مین ہے کہ اسپر طلاق سنت نہین واقع ہو سکتی ہے پھر اس باندی کو خرید کیا پھر سنت طلاق کا وقت آیا تو اسپر کوئی طلاق واقع نہو گی پھر اگر اسکو آزاد کر دیا پھر سنت طلاق کا وقت آیا تو اُسپر طلاق واقع ہو گی یہ محیط مین ہے اور اگر شوہر غلام اور جورو حرہ ہو پس عورت سے کہا کہ تو بسنت طالقہ ہے پھر عورت نے اُسکو خرید کیا تو جب سنت طلاق کا وقت آویگا عورت مذکورہ پر طلاق واقع ہو گی اور ظہیریہ مین لکھا ہے کہ امام ابو یوسفؒ نے فرمایا کہ واقع نہو گی اور عتابیہ مین لکھا ہے کہ اسی پر فتوے ہے یہ تاتارخانیہ مین ہے ایک مرد نے اپنی جورو سے کہا کہ تجھپر بسنت تین طلاق ہین اور عورت اُسوقت ایسے طہر مین ہے کہ جسمین شوہر نے اُسکے ساتھ جماع کیا ہے[جو باندی ہے ۱۲] پھر اس جورو کو خرید کر اُسیوقت آزاد کر دیا تو وہ حیض کی عدت مین رہیگی کہ جب پہلے حیض سے طاہر ہو گی تو اُسپر ایک طلاق واقع ہو گی اور دوسرا حیض پورا کرکے بائنہ ہو جائیگی کہ پھر دوسری طلاق واقع نہو گی۔ اور اگر ایسا ہو کہ جسوقت اُس سے یہ کلام کیا ہے اُسوقت وہ حائضہ ہو پھر اُسکو خرید کیا پھر حیض ہی مین اُسکو آزاد کر دیا پھر وہ اس حیض سے طاہر ہوئی تو اُسپر طلاق واقع نہو گی اسوجہ سے کہ بسبب فساد نکاح کے دونوں مین فرقت واقع ہو گئی اور طلاق سنت بعد ایسی فرقت کے جو شوہر و زوجہ مین ہوئی واقع نہین ہوتی ہے الا بعد ایک مہینے کے یا بعد ایک حیض کے اسیطرح

ﻠﮧ ایام یعنے ایام معہودہ سے زائد گذرے اور معلوم ہو گیا کہ اُسکو حیض نہین آویگا ۱۲ ﻋﮧ یعنے حیض سے اسوقت تک طاہر ہے ۱۲

اگر آزاد شدہ باندی نے حالت حیض مین بخیار عتق اپنے نفس کو اختیار کیا حالانکہ اُسکا شوہر اُس سے کہہ چکا تھا کہ
تو بسنت طالقہ ہی تو جب اس حیض سے طاہر ہو گی تو اسپر طلاق واقع نہو گی یہ محیط مین ہی۔ اور زیادات مین
مذکور ہی کہ اگر کسی شخص کو حکم کیا یعنے وکیل کیا کہ اُسکی جورو کو بسنت طلاق دیدے حالانکہ یہ عورت مدخولہ ہی
پس وکیل نے کہا کہ تو بسنت طالقہ ہی یا کہا کہ جب تجھے حیض آوے پھر تو طاہر ہو جاوے تو تجھے طلاق ہی پھر یہ عورت
حائضہ ہو کر طاہر ہو گی تو اسپر کوئی طلاق واقع نہو گی لیکن اگر حائضہ ہو کر طاہر ہوئی پھر وکیل نے کہا کہ تجھے طلاق
ہے تو مطلقہ ہو جائیگی۔ اور اگر وکیل سے کہا کہ میری جورو کو تین طلاق بسنت دیدے پس وکیل نے اُسکو تین طلاق
بسنت فی الحال دیدین تو ایک ہی طلاق واقع ہو گی پھر چاہیے کہ دوسرے طہر مین دوسری طلاق اور تیسرے طہر
مین تیسری طلاق دیدے یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اور اگر شوہر غائب ہوا اور اُسنے چاہا کہ اپنی عورت کو ایک طلاق
سنت دیدے تو عورت کو خط لکھے کہ جب یہ خط میرا تجھے پہونچے تو پھر جب تو حائضہ ہو کر طاہر ہو تو تجھے
طلاق ہی۔ اور اگر تین طلاق بسنت دینا چاہے تو خط مین لکھے کہ جب میرا یہ خط تجھے پہونچے پھر تو حائضہ ہو کر
طاہر ہو تو تجھے طلاق ہی پھر جب تو حائضہ ہو کر طاہر ہو تو تجھے طلاق ہی پھر جب تو حائضہ ہو کر طاہر ہو تو تجھے طلاق
ہے یہ شرح طحاوی مین ہی۔ اور مبسوط مین ہی کہ چاہیے تحریر مین ایجاز کرے یعنے کم لفظوں مین سب مضمون ادا کرے
اور باین طور تحریر کرے کہ جب تجھے میرا یہ خط پہونچے تو تجھے بسنت تین طلاق ہین پس طلاق ہاے مذکور بصفت
مذکورۂ بالا واقع ہونگی۔ اور اگر عورت کو حیض نہ آتا ہو تو لکھے کہ جب میرا یہ خط پہونچے پھر چاند نظر آوے تو
تجھے بسنت تین طلاق ہین یہ بحر الرائق مین ہی۔ الفاظ طلاق سنت بنا بر آنچہ بشر نے امام ابو یوسفؒ سے
روایت کی ہی للسنۃ وفی السنۃ وعلی السنۃ وطلاق سنت و عدت و طلاق عدت وطلاق عدل (باضافت) وطلاق عدل
(بوصف)، وطلاق دین وطلاق اسلام و احسن الطلاق و اجمل الطلاق وطلاق حق وطلاق قرآن وطلاق کتاب
ہین پس یہ سب الفاظ طلاق کے اوقات سنت کی طلاق پر محمول ہونگے اور اگر کہا کہ انت طالق فی کتاب اللہ
او بکتاب اللہ او معہ۔ یعنے تو ایسی طلاق سے مطلقہ ہی جو کتاب اللہ مین موجود ہی یا بکتاب اللہ یا مع کتاب اللہ
ہی پس اگر اس کلام سے اُسکی نیت طلاق سنت ہے تو طلاق باوقات سنت واقع ہو گی ورنہ فی الحال واقع ہو گی
اسواسطے کہ کتاب اللہ تعالے دلالت کرتی ہی وقوع بسنت و وقوع بدعت دونون پر یعنے دونون کے وقت
پر واقع ہوتی ہی پس اسمین نیت کی احتیاج ہوئی اور اگر کہا کہ علی الکتاب او بہ یعنے تو طالقہ علی الکتاب یا
بالکتاب ہے یا کہا کہ علی قول القضاۃ او الفقہاء یعنے بر قول قاضیان و فقیہان یا کہا کہ طلاق القضاۃ او الفقہاء
یعنے تو طالقہ بطلاق قاضیان و فقیہان ہی پس اگر اُسنے طلاق سنت کی نیت کی تو دیانۃً اُسکے قول کی تصدیق
ہو گی مگر قضاءً مین طلاق فی الحال واقع ہو گی اور اگر کہا کہ تو بطلاق سنیہ یا عدلیہ طالقہ ہی تو امام ابو یوسفؒ کے
نزدیک باوقات سنت واقع ہو گی اور اگر کہا کہ بطلاق حسنہ یا جمیلہ طالقہ ہی تو فی الحال واقع ہو گی اور امام محمدؒ نے
جامع کبیر مین فرمایا کہ دونون صورتون مین فی الحال واقع ہو گی اور اگر کہا کہ تو طالقہ للبدعۃ یا طلاق بدعت ہی اھ

فی الحال تین طلاق واقع ہونے کی نیت کی تو واقع ہونگی اور نیز اگر ایک کی نیت کی تو بھی واقع ہوگی بشرطیکہ عورت
حالت حیض مین ہو یا ایسے طہر مین ہو جسمین جماع کیا ہی اور اگر مرد کی کچھ نیت نہو تو ایک طلاق فے الفور واقع ہوگی
بشرطیکہ عورت حالت حیض یا نفاس مین یا ایسے طہر مین ہو جسمین جماع ہوا ہی اور اگر ایسے طہر کی حالت مین ہو
جسمین جماع نہین ہوا ہی تو فے الحال کچھ نہین واقع ہوگی یہانتک کہ عورت حائضہ ہو یا اُسی طہر مین اُس سے
جماع کرے یہ فتح القدیر مین ہی- اور اگر کہا کہ انت طالقۃ تطلیقۃ حقا یعنے تو طالقہ ہی بطلاق دادن حق تو فے الفور
مطلقہ ہو جائیگی اور اگر کہا کہ انت طالقۃ تطلیقۃ بالسنۃ او مع السنۃ او بعد السنۃ یعنے تو طالقہ بتطلیق سنت یا
مع السنۃ یا بعد السنۃ ہی تو طلاق بوقت سنت ہوگی یہ محیط سرخسی مین ہی اور الفاظ طلاق بدعت اسطرح ہین کہ مثلاً
کہے کہ تو طالقہ للبدعۃ یا بطلاق بدعت یا بطلاق جور یا بطلاق معصیت یا بطلاق شیطان ہی پس اگر اس صورت
مین تین طلاق کی نیت کی ہو تو تین طلاق واقع ہونگی یہ بدائع مین ہی- **فصل** اُن لوگون کے بیان مین
جنکی طلاق واقع ہوتی ہی اور جنکی نہین واقع ہوتی ہی- واضح ہو کہ شوہر کی طلاق جبکہ وہ عاقل بالغ ہو واقع ہوتی
ہے خواہ وہ آزاد ہو یا بندہ خواہ اُسنے برغبت خود طلاق دی ہو یا باکراہ طلاق دی ہو یہ جوہرۃ النیرہ مین ہے-
اور جس نے بطور لعب و ہزل کے طلاق دی اُسکی طلاق واقع ہوگی اور اسیطرح اگر اُسکو کوئی اور بات کہنی منظور
تھی مگر زبان سے طلاق نکل گئی تو طلاق واقع ہوگی یہ محیط مین ہی- اور جامع الاصغر مین ہی کہ راشدؒ سے دریافت
کیا گیا کہ ایک شخص یہ کہنا چاہتا تھا کہ زینب طالقہ ہی مگر اُسکی زبان سے نکلا کہ عمرہ طالقہ ہی تو قضاءً وہی
مطلقہ ہو جائیگی جسکا نام لیا ہی اور فیما بینہ وبین اللہ تعالے دونون مین سے کوئی مطلقہ نہوگی اور اگر ایک شخص نے
اپنی جورو سے کہا کہ انت طالق حالانکہ وہ انت طالق کے معنے نہین جانتا ہی تو طلاق واقع ہوگی اور اگر اپنی
جورو سے کہا کہ انت طالق حالانکہ وہ یہ نہین جانتا ہی کہ یہ طلاق ہی تو قضاءً وہ مطلقہ ہو جائیگی اور فیما بینہ وبین اللہ
تعالے مطلقہ نہوگی یہ ذخیرہ مین ہی اور طفل کی طلاق اگرچہ وہ سمجھدار ہو اور مجنون و نائم و مبرسم و مغمی علیہ و مدہوش کی
طلاق واقع نہین ہوتی ہی کذا فے فتح القدیر اور اسیطرح معتوہ کی طلاق بھی واقع نہین ہوتی ہی اور یہ حکم اُسوقت
ہے کہ اُسنے حالت عتہ مین طلاق دیدی ہو اور اگر حالت افاقہ مین طلاق دی تو صحیح یہ ہی کہ طلاق واقع ہوگی
یہ جوہرۃ النیرہ مین ہی- ایک شخص سوئے ہوئے نے طلاق دی پھر جب خواب سے بیدار ہوا تو اُسنے عورت سے
کہا کہ مین نے تجھے سوتے مین طلاق دیدی ہی تو طلاق واقع نہوگی اسیطرح اگر کہا کہ مین نے اس طلاق کی
(جو خواب مین دی ہی) اجازت دی تو بھی واقع نہوگی اور اگر کہا کہ مین نے وہی طلاق واقع کی تو واقع
ہو جائیگی اور اگر یون کہا کہ مین نے وہ طلاق واقع کی جو مین نے سوتے مین زبان سے کہی ہی تو واقع نہ ہوگی-
مبرسم نے طلاق دی پھر جب تندرست ہوا تو کہا کہ مین نے اپنی جورو کو طلاق دیدی پھر کہا کہ مین نے یہ قول

ع یعنے دو بار ایک ۱۲ ص یعنے حق طلاق دینا ۱۲ س یعنے اگر فے الحال وقت سنت ہوگا تو ورنہ وقت سنت تاخیر ہوگی ۱۲ ل مثلاً سلطان
نے اُسکو مجبور کیا تو بالاتفاق واقع ہوگی اور یہ یا وہ اتفاق وقوع طلاق کا باکراہ غیر سلطان پڑتی ہی اگرچہ اکراہ کے تحقیق ہونے مین اختلاف ہو ۱۲ ص یعنے
تجھے طلاق ہی ۱۲ س جسکو سرسام کی بیماری ہو ۱۲ ص یعنے خمار طاری ہوا یعنے بدن نشہ کے استعمال سے کہ بیہوش ہو گیا ۱۲ ل اسمین اشارہ ہی کہ طلاق مجنون بھی ۱۲

اسواسطے کہا کہ جس طلاق کو مین نے برسام کے مرض مین زبان سے نکالا ہی اُسکے واقع ہونیکا مجھے وہم ہوا پس اگر یہ کلام اس ذکر و حکایت کے درمیان مین ہو تو اسکی تصدیق کیجائیگی ورنہ نہین یہ وجیز کردری مین ہی اور اگر طفل نے طلاق دی پھر جب بالغ ہوا تو اُسنے کہا کہ مین نے اس طلاق کی اجازت دی تو واقع نہوگی اور اگر کہا کہ مین نے اُسکو واقع کیا تو واقع ہوجائیگی اسواسطے کہ یہ ابتدائً ایقاع ہی یہ بحر الرائق مین ہی۔ اور اگر کسی شخص نے طفل کی جورو کو طلاق دی پھر طفل نے بعد بالغ ہونے کے کہا کہ مین نے اُس طلاق کو جسکو فلان نے واقع کیا تھا واقع کیا تو طلاق واقع ہوجائیگی اور اگر کہا کہ مین نے اُسکی اجازت دی تو کچھ واقع نہوگی یہ محیط مین ہی۔ اور اگر طفل کسی شخص کیطرف سے طلاق دینے کا وکیل ہو پس طفل نے طلاق دی تو صحیح ہی[له] یہ تاتارخانیہ مین ہی۔ زید نے عمرو کی قسم کا بیان کرنا شروع کیا۔ (یعنے عمرو نے جو قسم کھائی تھی کہ اگر اُسکی عورت فلان کے گھر مین جاوے تو اُسکو طلاق ہی۔ مثلاً یا اور اُسکے مثل) پھر جب وہ طلاق کے بیان تک پہونچا تو اُسکے دل مین خود ہی عورت کا خیال آیا پس اگر اُس نے طلاق کے ذکر کے وقت حکایت عمرو کی بیان کی نیت نہین کی بلکہ از سر نو طلاق کی نیت کی ہو اور سلسلۂ کلام اسطرح متصل ہو کہ یہ بھی ہو سکتا ہو کہ اُسنے اپنی جورو پر طلاق واقع کی تو طلاق واقع ہوجائیگی اسواسطے کہ اُسنے طلاق واقع کی ہی اور اگر اُسنے کچھ نیت نہ کی ہو تو واقع نہ ہوگی اسواسطے کہ یہ حکایت پر محمول ہی یہ فتاوےٰ کبریٰ مین ہی اور سکران کی طلاق واقع ہوتی ہی بشرطیکہ وہ خمر یا نبیذ[عه] کے پینے سے نشہ مین ہو اور یہی ہمارے اصحاب کا مذہب ہے یہ محیط مین ہی اور اگر کوئی شخص شراب پینے پر باکراہ مجبور کیا گیا یا اُسنے بضرورت[عه] شراب پی اور نشہ ہوا اور اُسنے اپنی جورو کو طلاق دیدی تو اسمین اختلاف ہی اور صحیح یہ ہی کہ جیسے اُسپر حد واجب نہین ہوتی ہے اسیطرح اُسکی طلاق بھی واقع نہوگی اور اُسکا کوئی تصرف نافذ نہوگا یہ فتاوےٰ قاضیخان مین ہی اور اگر مثل بنگ[عه] یا مادہ خر و اشتر[عه] کے دودھ وغیرہ سے نشہ مین ہوا تو اُسکی طلاق و عتاق کچھ واقع نہ ہوگی یہ تہذیب مین ہی اور اگر بنگ سے نشہ[عه] مین ہوا تو اُسکی طلاق ہوجائیگی اور اسکی حد ماری جائیگی اسواسطے کہ یہ فعل یعنے بنگ نوشی لوگونمین پھیل گئی ہی اور ہمارے زمانہ مین اسی پر فتوےٰ ہی یہ جواہر اخلاطی مین ہی اور اگر اُسنے ایسی اشربہ[عه] مین سے جو حبوب و فواکہ و شہد سے بنائی جاتی ہین استعمال کی ہون پھر اُسنے طلاق دی یا آزاد کیا تو اسمین اختلاف ہے اور فقیہ ابو جعفرؒ نے فرمایا کہ صحیح یہ ہی کہ جیسے اُسپر حد لازم نہین آتی ہی اسیطرح اُسکے تصرفات بھی نافذ نہونگے یہ فتاوےٰ قاضیخان مین ہی۔ اور فتح القدیر مین لکھا ہی کہ اگر کسی نے حبوب یا شہد کی بنائی ہوئی شراب پی اور اُسکو نشہ ہوا اور اُسنے طلاق دی تو امام ابو حنیفہؒ و امام ابو یوسفؒ کے نزدیک واقع نہوگی اور اسمین امام محمدؒ نے اختلاف کیا ہی یعنے اُنکے نزدیک واقع ہوگی اور امام محمدؒ کے قول پر فتوےٰ دیا جائیگا انتہیٰ

[له] قال المترجم اس مقام پر طفل مطلقًا ہی خواہ سمجھدار ہو یا نہو اور شرط وکالت مین قید عاقل ہے پس ظاہرا یہ قید یہان معتبر نہین ہی وہذا ہو الظاہر واللہ اعلم ۱۲ منہ [عه] اسمین اشارہ ہی کہ بضرورت شراب پینا روا ہی اور ضرورت کے معنے یہ بیان کیے گئے ہین کہ حکیم حاذق جسکی حذاقت عام تمام مشہور ہو بتلاوے کہ سوائے شراب کے اسکا علاج نہین ہی اور حکیم مذکور ثقہ بھی ہو تو روا ہی اور امام محمدؒ نے فرمایا کہ تب بھی نہین جائز ہی وہو الاصح ۱۲ منہ [عه] نشہ سے مست ۱۲ [عه] کتاب الاشربہ مین دیکھو ۱۲ [عه] اجوائن خراسانی ۱۲ [عه] جمع شراب ۱۲

اور امام محمدؒ سے مروی ہی کہ اگر کسی نے نبیذ پی اور اُسکے مزاج کے موافق نہوئی اور ارتفاع بخارات سے اُسکے سر مین
درد پیدا ہوا اور شدت درد سے اُسکی عقل زائل ہوگئی نہ بوجہ نبیذ پینے کے نشہ کے پھر اُسنے طلاق دیدی تو
واقع نہ ہوگی اور اگر کسیکی عقل بوجہ صدمہ ضرب کے زائل ہوئی یا اُسنے خود اپنے سر مین مارا کہ جس سے عقل
زائل ہوئی پھر اُسنے طلاق دیدی تو طلاق واقع نہوگی یہ فتاوے قاضیخان مین ہی اور اس امر پر اجماع ہی کہ اگر
کوئی شخص اقرار طلاق پر باکراہ مجبور کیا گیا تو اُسکا اقرار نافذ نہوگا یہ شرح طحاوی مین ہی۔ ایک شخص کو سلطان
نے باکراہ مجبور کیا کہ اپنی جورو کے طلاق دینے کے واسطے کسی کو وکیل کرے پس اُسنے مارپیٹ وقید کے خوف سے
کہا کہ تو میرا وکیل ہی اور اس سے زیادہ کچھ نہ کہا پس وکیل نے اُسکی جورو کو طلاق دیدی پھر موکل نے کہا کہ مین نے
اُسکو اپنی جورو کے طلاق دینے کے واسطے وکیل نہین کیا ہی تو علما نے فرمایا ہی کہ یہ قول اُسکی طرف سے
مسموع نہوگا اور طلاق واقع ہوجائیگی یہ بحر الرائق مین ہی اور اگر ایک شخص نے اپنی جورو کی طلاق دینے کے
واسطے کسیکو وکیل کیا پھر وکیل نے شراب پی کر اسکی جورو کو طلاق دی تو بعض مشائخ نے فرمایا کہ طلاق
واقع نہوگی اور اکثر مشائخ کے نزدیک واقع ہوگی یہ تاتارخانیہ مین ہی۔ اور گونگے کی طلاق باشارہ ہوتی ہی
اور گونگے سے ایسا گونگا مراد ہی جو پیدائشی ہو یا بعد کو اسطرح گونگا ہوا کہ برابر ہمیشہ کے واسطے گونگا ہوگیا
حتے کہ اُسکا اشارہ مفہوم[ل] ہوا یہ مضمرات مین ہی چاہے اس گونگے کو لکھنے کی قدرت ہو یا نہو یہ معراج الدرایہ و فتح القدیر
مین ہی۔ اور اگر گونگے کا اشارہ معروف نہو جو اُسکی طرف سے معلوم ہو یا اشارہ ایسا ہو کہ جس سے یہ معلوم ہو کہ اس
غرض کے واسطے ایسا اشارہ کرتا ہی ولیکن قطعی معلوم نہو بلکہ شک ہو تو یہ باطل ہوگا یہ مبسوط مین ہے۔ اور
اگر کوئی شخص پیدائش کے بعد درمیان عمر مین گونگا ہوگیا مگر دائمی نہین تو ایسے گونگے کے اشارہ کا اعتبار نہین
ہے پھر جس صورت مین کہ گونگے کے اشارہ کا اعتبار ہوتا ہی اگر گونگے نے طلاق دی اور اشارہ سے تین طلاق
سے کم تعداد سمجھ مین آئی تو وہ رجعی ہوگی یہ مضمرات مین ہی اور آخر نہایہ مین امام تمرتاشی سے منقول ہے کہ جو
گونگا بعد پیدائش کے گونگا ہوا اور اُسکا اشارہ مفہوم قرار دیا جاتا ہی اُسکے واسطے گونگے ہونے کی مدت
ایک سال مقرر کیگئی ہے۔ (یعنے اگر ایک سال تک گونگا رہا تو اُسکا اشارہ مفہومہ ہوگا اور طلاق مثلاً واقع
ہوگی اگرچہ بعد ایک سال کے اچھا ہوجاوے) اور امام رحمہ اللہ سے مروی ہی کہ ایسے گونگے کا تا دم موت
گونگا رہنا[س] ضرور ہی اور مشائخ نے فرمایا کہ اسی پر فتوے ہی یہ نہر الفائق مین ہی۔ اور اگر اخرس تحریر کرسکتا ہو
تو تحریر سے اُسکی طلاق جائز ہوگی کذا فے الہدایہ فے مسائل شتے۔ بعضے مشائخ سے دریافت کیا گیا کہ ایک
شخص نے جو نشہ مین ہی اپنی جورو سے کہا کہ[ع] اے سرخ لب کہ باہ ماندر ویت[ص] کدبانوی من طلاق دادہ شوہیت[ہ]

سلہ یعنے معلوم ہوگیا کہ اس اشارہ سے اسکی یہ مراد ہوتی ہی یا اسطرح کا اشارہ کرتا ہی اور شاید یہ مراد ہو کہ اُسکے اشارہ مفہوم کا اعتبار ہوتا ہی اسواسطے کہ گونگے کا اشارہ مفہوم مثل کلام کے ہی اور غرض اعتبار اشارہ سے ہی ولیکن تأمل واجب ہی ۱۲ م ہے قال سلطان کی قید امر طلاق مین بغرض اتفاق ہی ولیکن حاجت نہین کیونکہ درصورت غیر سلطان کے بھی طلاق واقع ہوگی اگرچہ اکراہ نہو ۱۲ م ہے اور اگر قتل کے خوف سے وکیل کیا تو بھی واقع ہوگی ۱۲ ہے ورنہ حکم باطل ہوجائیگا ۱۲ للعہ اے سرخ لب چاند سے تیرا چہرہ مشابہ ہی ۱۲ ہے میری کدبانو تیرے شوہر نے تجھے طلاق دی

تو فرمایا کہ دیکھا جائیگا کہ اگر عورت مذکورہ ثیبہ ہو اور اس شوہر سے پہلے اسکا ایک شوہر تھا کہ جس نے اسکو طلاق دی تھی تو اس لفظ سے طلاق واقع نہوگی بشرطیکہ مرد مذکور کی نیت طلاق کی نہ ہو اور اگر اس سے پہلے عورت مذکورہ کا ایسا شوہر نہو تو طلاق واقع ہوگی خواہ نیت کی ہو یا نہ کی ہو یہ تاتارخانیہ مین ہے اور اگر شوہر مرتد ہو کر دار الحرب مین چلا گیا تو اسکی طلاق اسکی جورو پر واقع نہوگی لیکن اگر ایسی حالت مین دار الاسلام مین واپس آیا کہ عورت مذکورہ اسکی فرقت کی عدت مین ہے تو طلاق جو اسنے دار الحرب مین دی تھی واقع ہو جائیگی اور اگر عورت مرتدہ ہو کر دار الحرب مین چلی گئی تو شوہر کی طلاق اسپر واقع نہوگی پھر اگر وہ قبل عدت گذرنے کے واپس آئی تو بھی امام اعظم رح کے نزدیک طلاق مذکور اسپر واقع نہوگی اور امام ابو یوسف رح کے نزدیک واقع ہوگی یہ ذخیرہ مین ہے۔ اور اگر اپنی جورو کو خریدا پھر اسکو طلاق دی تو اسپر طلاق واقع نہوگی اور اسیطرح اگر عورت اپنے شوہر کی تمام مالک ہوئی یا کسی حصہ کی مالک ہوئی تو پھر شوہر کی طلاق اسپر واقع نہوگی اور اگر عورت نے شوہر کو خریدا پھر اسکو آزاد کر دیا پھر شوہر نے اسکو طلاق دی تو طلاق واقع ہوگی اور سے علے ہذا اگر اپنی زوجہ کو خریدا پھر اسکو آزاد کیا پھر اسکو طلاق دی درحالیکہ وہ عدت مین ہے تو بسبب زوال مانع کے طلاق واقع ہوگی یہ تبیین مین ہے۔ اور اگر غلام نے کسی عورت سے نکاح کیا تو غلام کی طلاق اس عورت پر واقع ہو سکتی ہے اور آقاے غلام کی طلاق اسکی عورت پر واقع نہ ہوگی یہ ہدایہ مین ہے۔ اور طلاق کا اعتبار ہمارے نزدیک عورت کے لحاظ پر ہوتا ہے چنانچہ باندی کی طلاق پوری دو ہونگی خواہ شوہر آزاد ہو یا غلام ہو اور آزاد عورت کی طلاق تین ہونگی خواہ شوہر آزاد ہو یا غلام ہو یہ کافی مین ہے۔

دوسرا باب ایقاع طلاق کے بیان مین اور اسمین سات فصلین ہین **فصل** اول طلاق صریح کے بیان مین۔ اور طلاق صریح اسطرح ہے کہ مثلاً کہا کہ تو طالقہ ہے یا مطلقہ ہے یا مین نے تجھے طلاق دی پس ایک طلاق رجعی واقع ہوگی اگرچہ اس نے ایک سے زیادہ کی نیت کی ہو یا بائنہ طلاق کی نیت کی ہو یا کچھ نیت نہو یہ کنز مین ہے اور اگر عورت سے کہا کہ تو طالقہ ہے اور نیت یہ کی کہ تو وثاق[1] سے چھوٹی تو قضاءً اسکے قول کی تصدیق نہوگی اور دیانۃً فیما بینہ وبین اللہ تعالے وہ مصدق ہوگا اور عورت کو مثل قاضی کے حلال نہین ہے کہ مرد مذکور کو اپنے اوپر قابو دے جبکہ اس سے یہ کلام سن لے یا کوئی گواہ عادل اسکے سامنے یہ گواہی دے۔ اور اگر عورت سے کہا کہ تو وثاق سے طالقہ ہے تو قضاءً کچھ واقع نہوگا اور اسیطرح اگر عورت سے کہا کہ تو اس قید سے طالقہ ہے تو بھی یہی حکم ہے اور اگر تو طالقہ ہے اس قول سے یہ نیت کی کہ تو کام[2] سے چھوٹی ہوئی ہے تو دیانۃً و قضاءً کسی طرح تصدیق نہوگی اور اگر کہا کہ تو اس عمل سے طالقہ یا فلان کام سے طالقہ ہے تو دیانۃً اسکے قول کی تصدیق ہوگی اور قضاءً تصدیق نہوگی یہ تبیین مین ہے۔ اور اگر عورت سے کہا کہ تو طالقہ از غل یا از قید ہے یہ مسئلہ منتقی مین دو جگہ مذکور ہے اور ایک جگہ یہ جواب مذکور ہے کہ قضاءً

[1] وثاق مضبوطی و بندش یعنی رسی وغیرہ جس مین بندھی ہوئی تھی ۱۲ منہ [2] تو کام سے الخ اسواسطے کہ کام سے چھوٹنا بمعنی طلاق معروف نہین مستعمل ہے اور حسن اتفاق سے ہمارے محاورہ مین بھی ایسا نہین ہے ۱۲ منہ [3] بلکہ خبر و حکایت ہو ۱۲ م [4] یعنے قاضی کو روا نہین ہے کہ کسی مرد سے ایسا سنکر اسکو اسکی جورو پاس رہنے دے بلکہ دونون کو جدا کر دے ۱۲ منہ رحمہ اللہ [5] یعنے بندش سے

چھٹکارا ہوا ۱۲

طلاق واقع نہوگی اور دوسری جگہ مذکور ہے قضاءً طلاق واقع ہوگی اور حسن بن زیاد نے امام اعظمؒ سے روایت کی ہے کہ اگر اپنی عورت سے کہا کہ تو اس قید یا اس غل سے طالقہ ہے تو وہ مطلقہ ہوجائیگی اور قضاءً مرد مذکور کا دعوے کہ مین نے سوائے طلاق کے بیڑی یا طوق سے رہا ہونا مراد لیا ہے تصدیق نہوگی یہ محیط مین ہے اور اگر عورت سے کہا کہ تو تین طلاق سے طالقہ اس عمل سے ہے تو اسپر تین طلاق واقع نہونگی اور قضاءً اُسکے دعوے کی کہ مین نے طلاق کی نیت نہین کی تھی تصدیق نہ کیجائیگی یہ اختیار شرح مختار مین ہے - ایک شخص نے اپنی جورو سے کہا کہ اے مطلقہ پس اگر اس عورت کا اس سے پہلا کوئی شوہر نہوا ہو مگر طلاق نہوئی ہو بلکہ مرگیا ہو اس عورت پر طلاق پڑجائیگی اور اگر اس عورت کا شوہر پہلا کوئی ہوا ور اُسنے اُسکو طلاق دی ہو پس اگر اس شوہر نے اس کلام سے پچھلے واقعہ کی خبر دینے کا قصد نہین کیا تو بھی مطلقہ ہوجائیگی - اور اگر شوہر نے کہا کہ مین نے اپنے کلام سے پچھلے اخبار کا قصد کیا ہے تو فیما بینہ و بین اللہ تعالےٰ متدین ہوسکتا ہے اور رہا یہ امر کہ قضاءً بھی اُس کی تصدیق ہوگی یا نہ ہوگی تو اس مین روایات مختلف ہین اور صحیح یہ ہے کہ اُس کی تصدیق ہوگی اور اگر کہا کہ مین نے اس کلام سے گالی دینے کا قصد کیا تھا تو قضاءً تصدیق نہوگی اور فیما بینہ و بین اللہ تعالےٰ متدین ہوسکتا ہے - اور اگر عورت سے کہا کہ مین نے تجھے اطلاق کیا (یا رہا کیا) تو یہ صریح نہین ہے پس اگر طلاق کی نیت کی تو واقع ہوگی ورنہ نہین یہ فتاوےٰ قاضیخان مین ہے - قال المترجم اطلاق کا اسم مفعول مونث مطلقہ بسکون طاء و فتح لام بلا تشدید یعنے رہا کردہ شدہ ہے قال اور اگر عورت سے کہا کہ تو مطلقہ ہے یا اے مطلقہ بسکون طاء و فتح لام بلا تشدید تو بدون نیت کے طلاق نہوگی یہ سراج الوہاج مین ہے - اور اگر عورت سے کہا کہ انت الطلاق یعنے تو طلاق ہے یا انت طالق الطلاق یعنے تو طالق الطلاق ہے یا انت طالق طلاقاً - یعنے تو طالق ہے طلاق ہونے کر پس اگر کچھ نیت نہو یا ایک یا دو طلاق کی نیت ہو تو ایک طلاق رجعی واقع ہوگی اور اگر تین طلاق کی نیت کی تو تین طلاق واقع ہونگی قال المترجم اول ایک صورت مین شاید اردو زبان مین جسطرح ان الفاظ کا ترجمہ مذکور ہے غالباً طلاق واقع نہوگی واللہ سبحانہ اعلم ہان دوسری و تیسری صورت مین حکم مذکور جاری ہوگا واللہ اعلم اور اگر کہا کہ انت طلاق تو طلاق ہے تو اس سے طلاق پڑجائیگی اور اسمین نیت ہونے کی حاجت نہین ہے مگر رجعی طلاق ہوگی اور تین طلاق کی نیت بھی صحیح ہے ولیکن اس صورت مین کہ جب طلاق خبر بدون الف و لام کے ہے دو طلاق کی نیت صحیح نہین ہے کذا فے الہدایہ مگر دو طلاق کی نیت صحیح نہ ہونا اُسوقت ہے کہ جب عورت حرہ ہو اور اگر باندی ہو تو دو طلاق واقع ہونگی (کہ یہی اُسکے حق مین کامل ہین) یا حرہ ہونے کی صورت مین اگر ایک طلاق اُسپر پہلے واقع ہوچکی ہو تو اسپر بھی دو طلاق پڑینگی بشرطیکہ ان دونون کی پہلی طلاق کے ساتھ نیت کی ہو یہ سراج الوہاج مین ہے - اور اگر عورت سے کہا کہ انت طالق الطلاق تو طالق الطلاق ہے اور کہا کہ مین نے لفظ طالق سے ایک طلاق اور لفظ الطلاق

ف یعنے بدبات کہنا ۱۲ ع مشہور دو لفظ بوقف آخر نہ باضافت ۱۲ منہ ف اور اگر دوسری صورت مین طالق الطلاق باضافت ہے تو بھی مثل اول صورت کے معلوم ہوتی ہے واللہ اعلم ۱۲ اللعہ الطلاق سے ایک طلاق مراد لیتا ۱۲

دوسری طلاق مراد لی ہے تو اسکی تصدیق ہوگی پس دو طلاق رجعی واقع ہونگی بشرطیکہ عورت مدخولہ ہو ورنہ دوسرا کلام لغو ہو جائیگا یہ کافی مین ہے۔ اور منتقی مین ہے کہ اگر ایک شخص نے اپنی جورو سے کہا کہ تیرے واسطے طلاق ہے تو امام ابو حنیفہؒ نے فرمایا کہ اگر اُس نے طلاق کی نیت کی ہو تو طلاق پڑجائیگی اور اگر کچھ نیت نہ ہو تو نہ پڑیگی قال المترجم یعنے اس عورت سے کہا کہ لک الطلاق اور یہ عربی مین محتمل ہے صریح نہین ہے ولیکن جس طور سے ترجمہ اردو مذکور ہے زبان اردو مین غالبًا اس سے طلاق پڑجائیگی اسواسطے کہ عرف مین قباحت یہی ہے پس زبان کے لحاظ سے صریح ہے نہ محتمل فلیتامل واللہ اعلم اور امام ابو یوسفؒ نے فرمایا کہ اگر اُس نے طلاق کی نیت کی تو واقع ہوگی ورنہ امر طلاق کا اختیار عورت کے ہاتھ ہوگا۔ اور اگر عورت سے کہا کہ علیک الطلاق تیرے اوپر طلاق ہے تو وہ طالقہ ہوگی بشرطیکہ نیت ہو قال المترجم زبان اردو مین بلاشرط مطلقہ ہوگی واللہ اعلم۔ اور اگر کہا کہ طلاقی علیک واجب یعنے میری طلاق تجھپر واجب ہے تو طلاق پڑیگی اسیطرح اگر کہا کہ الطلاق علیک واجب طلاق تجھپر واجب ہے تو بھی یہی حکم ہے یہ بقالی نے اپنے فتاوے مین ذکر فرمایا ہے اور اگر عورت سے کہا کہ طلاقک علی یعنے تیری طلاق مجھپر ہے تو واقع نہوگی۔ اور اگر کہا کہ طلاقک علی واجب او لازم او فرض او ثابت یعنے تیری طلاق مجھپر واجب یا لازم یا فرض یا ثابت ہے پس شیخ ابو اللیثؒ نے فتاوے مین اس مسئلہ مین متاخرین کا اختلاف نقل کیا ہے کہ بعض کے نزدیک ایک طلاق رجعی واقع ہوگی چاہے نیت ہو یا نہو اور بعض نے فرمایا کہ واقع نہوگی نیت کرے یا نہ کرے اور بعض نے فرمایا کہ واجب کہنے کی صورت مین بدون نیت واقع ہوگی اور لازم کہنے کی صورت مین واقع نہ ہوگی اگرچہ نیت ہو اور فرق ان دونون مین عرف کی راہ سے ہے قال المترجم یہی قول اخیر زبان اردو کے موافق ہے واللہ اعلم الا لفظ فرض محتمل ہے ولیکن فرض بتغیر حکم الٰہی غلط ہے لہذا اسوسطے واجب کے سب لفاظ مین موافق قول اخیر اردو مین بھی یہی حکم ہوگا فلیتامل اسیطرح اگر عورت سے کہا کہ اگر تو نے ایسا کیا تو تیری طلاق مجھپر واجب یا لازم یا ثابت ہے پس عورت نے یہ فعل کیا تو بھی ایسا ہی اختلاف ہے اور شیخ صدر الشہیدؒ نے یہ اختیار کیا ہے کہ سب صورتون مین طلاق واقع ہوگی کذا فی المحیط اور یہی صحیح ہے یہ محیط سرخسی مین ہے اور شیخ امام اجل ظہیر الدین حسن بن علی مرغینانی سب صورتون مین طلاق واقع نہ ہونے کا فتوے دیتے تھے یہ محیط مین ہے اور قاضی کے فتاوے کبرے مین ہے کہ مختار یہ ہے کہ سب صورتون مین واقع ہوگی یہ فتح القدیر مین ہے۔ ابن سماعہ نے امام محمدؒ سے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے اپنی جورو سے کہا کہ کونی طالقا یعنے ہوجا تو طالقہ یا کہا کہ اطلقی یعنے کونی طالقًا تو امام محمدؒ نے فرمایا کہ مین دیکھتا ہون کہ طلاق واقع ہوجائیگی۔ اور اگر کہا کہ انت طالق طالق یا انت طالق انت طالق یا قد طلقتک قد طلقتک یا انت طالق قد طلقتک تو دو طلاق واقع ہونگی درحالیکہ عورت مدخولہ ہو اور اگر کہا کہ دوسری سے میرا مقصود پہلی کی خبر دینا تھا تو قضاءً اسکی تصدیق نہوگی مگر فیما بینہ وبین اللہ تعالے تصدیق ہو سکتا ہے۔ اور اگر اپنی عورت سے کہا کہ تو طالقہ ہے پس اُس سے کسی نے پوچھا کہ تو نے کیا کہا پس اس نے کہا کہ مین نے اسکو طلاق دیدی یا کہا کہ مین نے یہ کہا کہ وہ طالقہ ہے تو قضاءً

سلہ قال المترجم ظاہر مراد یہ ہے کہ عورت مذکورہ نے اس مجلس مین اختیار قبول کر لیا ہو۔ واللہ اعلم ۱۲ منہ سلہ قال المترجم یا ہو طلاق ۱۲ منہ سلہ تو طالقہ ہے طالقہ ہے ۱۲ سلہ ضرور مین نے تجھے طلاق دی ضرور مین نے طلاق دی ۱۲ سلہ تو طالق ہے ضرور مین نے تجھے طلاق دی ۱۲

ایک طلاق پڑیگی یہ بدائع مین ہے - اور اگر اپنی جورو سے کہا کہ انت طالق وطالق وطالق یعنے تو طالقہ وطالقہ وطالقہ ہے اور اسکو کسی شرط پر معلق نہین کیا پس اگر عورت مدخولہ ہو تو تین طلاق واقع ہونگی اور اگر غیر مدخولہ ہو تو ایک ہی طلاق واقع ہوگی اور اسیطرح اگر کہا کہ انت طالق فطالق فطالق یا ثم طالق ثم طالق یا طالق طالق طالق یعنے تو طالقہ پس طالقہ پس طالقہ ہے یا تو طالقہ پھر طالقہ پھر طالقہ ہے یا تو طالقہ طالقہ طالقہ ہے تو بھی یہی حکم ہے یہ سراج الوہاج مین ہے اگر ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا کہ انت طالق انت طالق انت طالق یعنے تو طالقہ ہے تو طالقہ ہے تو طالقہ ہے پھر کہا کہ مین نے اول سے طلاق کا قصد کیا اور دوسری وتیسری سے فقط عورت کا سمجھانا مقصود تھا تو دیانۃً اُسکی تصدیق ہوگی اور قضاءً عورت پر تین طلاق واقع ہونگی یہ فتاوے قاضیخان مین ہے ہرگاہ طلاق دینے والے نے لفظ طلاق کو مکرر کہا خواہ بحرف واؤ یا بغیر حرف واؤ تو طلاق متعدد ہونگی اور اگر دوم سے اول ہی مراد لینے کا دعوے کیا تو قضاءً تصدیق نہ ہوگی جیسے اس قول مین کہ اے مطلقہ تو طالقہ ہے یا مین نے تجھے طلاق دی تو طالقہ ہے تو طلاق دو ہونگی اور اگر دوسری کو بحرف تفسیر یعنے حرف نا کے ساتھ ذکر کیا تو بدون نیت کے دوسری واقع نہوگی جیسے کہا کہ طلقتک فانت طالق یعنے مین نے تجھے طلاق دی پس تو طالقہ ہے یہ ظہیریہ مین ہے - اور اگر کہا کہ انت طالق واعتدی وانت طالق اعتدی اوانت طالق فاعتدی یعنے تو طالقہ ہے اور عدت اختیار کر یا تو طالقہ ہے عدت اختیار کر یا تو طالقہ ہے پس عدت اختیار کر پس اگر اُسنے ایک طلاق کی نیت کی تو ایک پڑیگی اور اگر دو طلاق کی نیت ہو تو دو طلاق پڑینگی اگر کچھ نیت نہو پس درصورتیکہ حرف فا کے ساتھ انت طالق فاعتدی کہا تو ایک واقع ہوگی اور اگر اعتدی یا واعتدی کہا تو دو طلاق پڑینگی یہ محیط سرخسی مین ہے اور اگر عورت کو طلاق دی پھر اُس سے کہا کہ طلاق دادمت یعنے مین نے تجھے طلاق دی تو دوسری طلاق پڑیگی اور اگر کہا کہ طلاق دادہ است طلاق ابھی دی ہے تو دوسری واقع نہوگی - اور اگر کہا کہ انت طالقۃ واحدۃ واحدۃ تو طالقہ واحدہ واحدہ ہے تو ایک واقع ہوگی اور کہا کہ انت طالق وانت (تو طالقہ ہے اور تو) تو دو طلاق واقع ہونگی اور فتاوے مین ہے کہ ایک طلاق واقع ہوگی یہ ظہیریہ مین ہے - اور اگر عورت سے کہا کہ تو طالقہ ہے پھر اُس سے کہا کہ اے مطلقہ تو دوسری طلاق واقع نہ ہوگی - ابن سماعہ نے اپنی نوادر مین امام ابو یوسفؒ سے روایت کی ہے کہ ایک شخص کی دو عورتین ہین اُنمین سے کسی کے ساتھ اُس نے دخول نہین کیا ہے پس اُس نے کہا کہ میری جورو طالقہ ہے میری جورو طالقہ ہے پھر کہا کہ مین نے ان دونون مین سے ایک کو مراد لیا تھا تو امام ابو یوسفؒ نے فرمایا کہ مین اسکے قول کی تصدیق نہ کرونگا اور دونون کو اُس سے بائنہ کردونگا اور اسیطرح اگر اُسنے کہا کہ میری جورو طالقہ ہے اور میری جورو طالقہ ہے تو بھی یہی حکم ہے اور اگر ان دونون کے ساتھ اُسنے دخول کرلیا ہو اور باقی مسئلہ بحالہ واقع ہو تو اسکو اختیار ہوگا کہ دونون کے قول کو ایک ہی پر واقع کرے یہ ذخیرہ مین ہے - ایک عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ تو مجھے طلاق دیدے اور تو مجھے طلاق دیدے اور تو مجھے طلاق دیدے پس شوہر نے کہا کہ ضرور مین نے تجھے طلاق دیدی تو عورت پر تین طلاق واقع ہونگی خواہ شوہر نے تین طلاق کی نیت کی ہو

بائنہ کی ہو۔ اور اگر عورت نے بغیر حرف عطف اور کے کہا کہ تو مجھے طلاق دے تو مجھے طلاق دے تو مجھے طلاق دے پس شوہر نے کہا کہ ضرور میں نے تجھے طلاق دی پس اگر شوہر نے تین طلاق کی نیت کی ہو تو تین طلاق واقع ہونگی اور اگر ایک طلاق کی نیت ہو یا کچھ نیت نہ کی تو ایک طلاق واقع ہوگی یہ محیط میں ہے اور شیخ ابو القاسم صفار نے فرمایا کہ اگر ایک شخص نے اپنی جورو سے کہا کہ طلقتک غیر مرۃ یعنی میں نے تجھے ایک بار سے سوائے طلاق دی تو اسپر دو طلاق واقع ہونگی اور واقعات ناطفی میں ہے کہ ایک شخص نے اپنی جورو سے کہا کہ انت طالق کذا کذا تو گویا اُسنے کہا کہ احد عشر یعنے گیارہ پس تین طلاق واقع ہونگی یہ تاتارخانیہ میں ہے ایک عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ تو مجھے طلاق دے اُسنے جواب میں کہا کہ تو میری جورو نہیں ہے تو مشائخ نے فرمایا کہ یہ ایسا جواب ہے کہ اس سے طلاق پڑ جائیگی اور نیت کی حاجت نہوگی۔ ایک عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ تو مجھے طلاق دیدے پس اُسنے جواب میں کہا کہ انت واحدۃ یعنے رہنا تجھے ایک ہے تو ایک طلاق واقع ہوگی ایک شخص نے اپنی جورو کو طلاق دی اور ایک طلاق یا دو طلاق دی تھیں پس عورت کی ماں اُسکے پاس آئی اور کہا کہ تو نے اُسکو طلاق دیدی اور اُسکے باپ کا حق کچھ ملحوظ نہ رکھا اور اس معاملہ میں اسپر عتاب کیا پس شوہر نے کہا یہ دوسری یا یہ تیسری ہے تو ایک اور طلاق واقع ہوگی۔ اور اگر عورت کی ماں نے آکر داماد کو عتاب کیا اور اسطرح طلاق کا ذکر زبان سے نہ کیا پھر شوہر نے یہی بات کہی کہ یہ دوسری یا تیسری ہے تو بدون نیت کے زیادتی واقع نہوگی یہ فتاوےٰ قاضیخان میں ہے منتقی میں ہے کہ ایک عورت نے شوہر سے کہا کہ مجھے طلاق دیدے پس شوہر نے کہا کہ میں نے ایسا کیا تو طلاق پڑ جائیگی پھر اگر اُسنے کہا کہ اور بڑھا دے اور شوہر نے کہا کہ میں نے ایسا کیا تو دوسری طلاق بھی واقع ہوگی ابراہیم نے امام محمدؒ سے روایت کی ہے کہ ایک شخص سے کہا گیا کہ کیا تو نے اپنی جورو کو تین طلاق دیدیں اُسنے کہا کہ ہاں ایک تو امام محمدؒ نے فرمایا کہ قیاس یہ ہے کہ تین طلاق واقع ہوں لیکن ہم استحسانًا قرار دیتے ہیں کہ ایک طلاق واقع ہوگی اور نیز منتقی میں ہے کہ ایک عورت نے شوہر سے کہا کہ مجھے تین طلاق دیدے پس شوہر نے کہا کہ میں نے تجھے بائنہ کر دیا تو یہ جواب ہے پس تین طلاق سے بائنہ ہوگی یہ محیط میں ہے اور اگر شوہر سے کہا کہ تو مجھے تین طلاق دیدے پس شوہر نے کہا کہ تو طالقہ ہے یا پس تو طالقہ ہے تو ایک طلاق واقع ہوگی اور اگر شوہر نے جواب دیا کہ ضرور میں نے تجھے طلاق دی تو یہ تین طلاق ہونگی یہ سراج الوہاج میں ہے اور اگر عورت نے کہا کہ میں طالقہ ہوں پس شوہر نے کہا کہ ہاں تو مطلقہ ہو جائیگی اور اگر عورت نے کہا کہ مجھے طلاق دیدے پس شوہر نے کہا کہ ہاں تو طلاق واقع نہوگی اگرچہ شوہر نے طلاق کی نیت کی ہو۔ ایک شخص سے کہا گیا کہ الست طلقت امراتک یعنی کیا تو نے اپنی جورو کو طلاق نہیں دی پس اُسنے کہا کہ بلے یعنے ہاں دی ہے تو عورت مطلقہ ہو جائیگی گویا اُسنے کہا کہ میں نے طلاق دی ہے اسواسطے کہ استفہام انکاری تقریری کا جواب لفظ بلے کے ساتھ

سلہ قال المترجم کذا زبان عرب میں کنایہ از عدد مبہم ہے جیسے اتنا و اُتنا اور چونکہ بغیر حرف عطف کے ہے اسواسطے اول کذا اکائی اور دوم کذا دہائی رکھی گئی اور بغیر حرف عطف الطلاق عرب میں گیارہ سے اُنیس تک ہیں اسواسطے قطعی گیارہ مراد ہونگے جو مقدار اختیار سے زائد ہیں پس بقدر اختیار تین طلاق واقع ہونگی ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالےٰ علیہ

اثبات ہوتا ہی اور اگر اُسنے جواب دیا کہ نعم یعنے ہاں نہین دی ہی تو مطلقہ نہوگی اسواسطے کہ نعم کے ساتھ ایسے استفہام کا جواب نفی ہوتا ہی پس گویا اُسنے کہا کہ مین نے طلاق نہین دی یہ خلاصہ مین ہی اور اگر طلاق سے قاف حذف کرکے یون کہا کہ تو طال لیس اگر لام کو کسر دیا (جو قاف محذوف ہونے پر دلالت کرے) تو طلاق بلا نیت واقع ہوگی ورنہ اگر طلاق کی گفتگو مین یا حالت غضب مین کہا تو بھی یہی حکم ہی ورنہ نیت پر موقوف ہوگا اور اگر فقط لام حذف کیا اور کہا کہ تو طاق ہی تو طلاق واقع نہوگی اگرچہ نیت کی ہو اور اگر قاف ولام دونون حذف کیے یعنے کہا کہ تو طا اور طلاق کہنے مین کسی نے اُسکا مُنھ بند کر لیا یا خود خاموش ہوگیا تو طلاق واقع نہوگی اگرچہ نیت کرے یہ بحر الرائق مین ہی۔ ایک شخص نے اپنی جورو سے کہا کہ تیرا تلاق اور یہان پانچ الفاظ ہین تلاق وتلاغ وطلاغ وتلاک و طلاک تو شیخ امام جلیل ابو بکر محمد بن الفضل رحمہ اللہ سے منقول ہی کہ طلاق واقع ہوگی اور اگر عمداً کہا اور قصد کیا کہ طلاق واقع ہو تو قضاءً اُسکی تصدیق نہوگی اور دیانۃً تصدیق ہوگی لیکن اگر قبل اسکے اُسنے گواہ کر لیے ہون بایں طور کہ اُس نے گواہون سے کہا کہ میری جورو مجھ سے طلاق مانگتی ہے اور مجھے اُسکو طلاق دینا گوارا نہین ہی پس مین اس لفظ کو زبان سے کہونگا کہ اُسکی گفتگو بند ہو جاوے پھر یہ لفظ کہا پھر گواہون مذکور نے حاکم کے پاس اس سب معاملے کی گواہی دی تو قاضی دونون مین طلاق واقع ہونیکا حکم نہ دیگا اور شیخ امام ابو بکر رحمہ اللہ ابتدا مین عالم وجاہل مین فرق کرتے تھے جیسا کہ امام شمس الائمہ حلوائی کا قول ہی پھر اس سے رجوع کرکے حکم دیا جو ہم نے بیان کیا ہے اور اسی پر فتوے ہی یہ خلاصہ مین ہی اور شیخ امام ابو بکر رحمہ اللہ نے ذکر فرمایا ہی کہ ایک ترکی کے معاملہ مین مجھ سے اُسکا فتوے طلب کیا گیا کہ اس ترکی نے اپنی جورو سے کہا تھا کہ تیرا تلاک یعنے بتاے فوقانی وکاف اور ترکی زبان مین تلاک تلی کو کہتے ہین پس ترکی مذکور نے کہا کہ مین نے تلی مراد لی تھی اور طلاق میری مراد نہ تھی پس مین نے فتوے دیا کہ قضاءً اُسکے قول کی تصدیق نہوگی یہ ذخیرہ مین ہی۔ ایک شخص نے دوسرے سے کہا کہ آیا تو نے اپنی عورت کو طلاق دیدی ہے اُسنے ہجے مین نعم یا بلے یعنے ہان کہا اگر زبان سے اُسکا تلفظ نہین کیا تو طلاق واقع ہوگی یہ فتاوے قاضیخان مین ہے۔ اور اگر عورت سے ہجے کیا کہ انت ط ا ل ق یعنے طالق تو طلاق واقع ہوگی یہ خلاصہ مین ہی اور اگر کہا کہ دنیا کی عورتین یا صوبہ رے کی عورتین طالقات ہین حالانکہ یہ شخص بھی رے کا رہنے والا ہی تو اُسکی جورو طالقہ نہوگی الا اس صورت مین ہوگی کہ اُسکی نیت کی ہو اسکو ہشام نے امام ابو یوسفؒ سے روایت کیا ہی اور اسی پر فتوے ہی اور لفظ جمیع یعنے سب عورتون کا لفظ ذکر کرنے یا نہ کرنے مین کچھ فرق نہین ہی اور یہی صحیح ہی اور اگر کہا کہ اس کوچہ کی یا اس دار کی عورتین طالقات ہین یا اس بیت کی عورتین طالقات ہین حالانکہ اُسکا گھر بھی اس کوچہ مین ہی یا وہ بھی اسی دار مین رہتا ہی اور اُسکی جورو وہین موجود ہی یا اس بیت مین ہی تو مطلقہ

---

[1] جس کو فارسی سپرز اور عرب طحال بولتے ہین ۱۲ [2] یعنے یون کہا ط ا ن یعنے ہے الف قاف اور یہی نعم وبلے مین تجھو ۱۲ منہ [3] یعنے پانچ مذکورین سے کوئی لفظ ۱۲

ہوجائیگی یہ فتح القدیر مین ہے اور اگر کہا کہ اس شہر کی عورتین یا اس گاؤن کی عورتین طالقات ہین اور اُنہی مین اُسکی جورو بھی ہے تو مطلقہ ہوجائیگی یہ فتاوئے قاضیخان مین ہے۔ اور اگر کہا کہ انت ثلاث تو بسبہتی تو تین طلاق پڑینگی اگر نیت ہو اور اگر اُسنے کہا کہ مین نے نیت نہین کی پس اگر مذاکرۂ[1] طلاق کی حالت مین اُس نے ایسا کہا ہو تو تصدیق نہ ہوگی ورنہ تصدیق ہوگی اور ایسا ہی فارسی (تو بسہ) کہنے سے یہی حکم ہے اور یہی فتوے کیلیے مختار ہے قال المترجم اردو مین اُسکے ترجمے سے طلاق واقع نہ ہونا چاہیے واللہ اعلم اور اگر اپنی عورت سے کہا کہ تو فلانہ سے اطلق ہے حالانکہ فلانہ مذکورہ مطلقہ یا غیر مطلقہ ہے بہر حال اگر اُسنے طلاق کی نیت کی ہو تو طلاق واقع ہوگی ورنہ نہین بخلاف اسکے اگر عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ مثلاً فلان نے اپنی جورو کو طلاق دی ہے پس شوہر نے اُس سے کہا کہ تو فلانہ سے اطلق ہے تو ایسی صورت مین طلاق واقع ہوگی اگرچہ اُس نے نیت نہ کی ہو یہ فتح القدیر مین ہے اور اگر اپنی جورو سے کہا کہ انت مني ثلاثا پس اگر طلاق کی نیت کی ہو تو مطلقہ ہوجائیگی اور اگر کہا کہ مین نے طلاق کی نیت نہین کی تھی پس اگر حالت تذکرۂ طلاق مین کہا ہو تو تصدیق نہ ہوگی اور اگر عورت نے شوہر سے کہا کہ مجھے[2] طلاق دیدے پس شوہر نے تین اُنگلیون سے اشارہ کیا اور مراد یہ ہے کہ تین طلاق تو جب تک زبان سے نہ کہیگا تب تک طلاق واقع نہ ہوگی یہ ظہیریہ مین ہے۔ اور منتقی مین بروایت ابن سماعہ رحمہ اللہ امام محمدؒ سے مروی ہے کہ اگر کسی نے کہا کہ زینب میری جورو طالقہ ہے پس زینب نے بعد طلاق ہونے کے اُسکے پاس رہنے سے انکار کیا اور قاضی کے سامنے طلاق ہونے کا مقدمہ پیش کیا پس شوہر نے کہا کہ فلان شہر مین زینب نام کی میری دوسری جورو ہے مین نے اُسکو مراد لیا تھا اور اسپر گواہ قائم نہین کیے تو قاضی اس طلاق کو اسی عورت پر محمول کرکے اگر اس سے بائنہ ہوگی تو عورت کو اس مرد سے جدا کردیگا پھر اگر شوہر نے اپنے دعوے والی عورت کو حاضر کیا اور اُسکا نام زینب ہے تو اگر قاضی کو معلوم ہوگیا تو قاضی یہ طلاق اُسی پر واقع کرکے پہلی عورت کو اُسکو واپس دیگا اور اُسکا طلاق باطل کردیگا اور امام ابو یوسفؒ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے کہا کہ میری جورو طالقہ ہے اور اُسکی جورو معروفہ ہے پس شوہر نے دعوے کیا کہ میری جورو دوسری ہے پھر ایک عورت دوسری کو لایا اور اُسنے دعوے کیا کہ مین اس مرد کی جورو ہون اور شوہر نے اُسکے قول کی تصدیق کی پس شوہر نے کہا کہ مین نے اُسکو مراد لیا تھا یا کہا کہ مین نے اپنے کلام سے یہ اختیار کیا کہ جورو کی طلاق کو اس جورو پر ڈالون پس اگر شوہر نے اس امر کے گواہ پیش کیے کہ قبل طلاق مذکور کے اس دوسری عورت سے نکاح کیا تھا تو اُسکی معروفہ جورو سے طلاق پھیر کر اس مجہولہ پر پڑیگی اور اگر اُسکے گواہ قائم نہ کیے اور قاضی نے اُسکی معروفہ جورو کی طلاق کا حکم دیدیا پھر اُسکو اس دوسری عورت مجہولہ کے ساتھ قبل طلاق مذکورہ اور قبل اُسکے کہ قاضی اس معروفہ جورو کی طلاق کا حکم کرے نکاح کرنے کے گواہ ملے اور اُسنے قائم کیے اور شوہر نے دعوے کیا کہ مین نے اس جورو دوسری کو مراد لیا تھا تو قاضی نے طلاق معروفہ کا جو حکم دیا ہے اُسکو باطل کرکے معروفہ جورو اس مرد کو واپس کردیگا اور طلاق اُسکا

[1] مذاکرہ جسوقت بابت طلاق کے دونوں مین گفتگو ہو رہی تھی ۱۲ منہ [2] یعنے زیادہ ۱۲ شدہ ۱۲ [3] مجھے میری طرف سے تین ہین ۱۲

مجہولہ پر واقع کریگا اور اسیطرح اگر معروفہ جورو نے دوسرا نکاح کرلیا ہو پھر ایسے گواہ قائم ہوئے تو بھی یہی حکم ہے۔ اور نیز منتقی
مین مذکور ہے کہ اگر دو عورتون سے ایک بنکاح صحیح اور دوسری سے بنکاح فاسد نکاح کیا اور دونون کا نام ایک ہی ہے
پس شوہر نے کہا کہ فلانہ عورت طالقہ ہے پھر کہا کہ مین نے اس عورت کو مراد لیا تھا جسکا نکاح فاسد واقع ہوا ہے تو
قضاءً اُسکے قول کی تصدیق نہوگی اور اسیطرح اگر کہا کہ میری دونون جورؤون مین سے ایک طالقہ ہے پھر کہا کہ
مین نے وہ جورو مراد لی تھی جسکا نکاح فاسد واقع ہوا ہے تو قضاءً تصدیق نہوگی یہ بارھوین فصل محیط مین ہے اور
اگر کہا کہ فلانہ طالقہ ہے اور اُسکا نسب اُسکے نام کے ساتھ بیان نہ کیا یا اُسکا نسب بیان کیا کہ اُسکے باپ کی جانب
نسبت کیا یا بیٹی یا اولاد کی جانب منسوب کیا حالانکہ اس نام و نسب کی اُسکی جورو ہے پھر دعوےٰ کیا کہ مین نے اپنی
جورو کے سوائے کسی اجنبیہ کو مراد لیا تھا تو قضاءً اُسکے قول کی تصدیق نہوگی اور اگر کہا کہ یہ عورت اجنبیہ جسکو مین نے
مراد لیا ہے سوائے معروفہ جورو کے یہ میری جورو ہے اور اس غیر معروفہ نے بھی اسکی تصدیق کی تو اُسپر طلاق واقع
ہو جائیگی ولیکن جو جورو اُسکی معروفہ ہے اُسکے اوپر سے طلاق دور ہونے مین اُسکے قول کی تصدیق نہوگی الا
اُس صورت مین دور ہوسکتی ہے کہ گواہ لوگ گواہی دین کہ اس نے قبل اس کلام طلاق کے اس غیر معروفہ سے
نکاح کیا تھا یا قبل اس کلام کے دونون کے اقرار نکاح کے گواہ ہون یا عورت معروفہ اسکے قول کی تصدیق کرے
یہ فتح القدیر مین ہے۔ ایک شخص نے کہا کہ مین نے ایک عورت کو طلاق دیدی یا ایک عورت طالقہ ہے پھر کہا کہ مین نے
اپنی جورو کی نیت نہین کی تھی تو اُسکے قول کی تصدیق کی جائیگی اور اگر کہا کہ زینب طالقہ ہے اور اُسکی جورو کا نام
زینب ہے پھر کہا کہ مین نے اپنی جورو کی نیت نہین کی تھی تو قضاءً اُسکے قول کی تصدیق نہ ہوگی یہ محیط مین ہے۔ اور
اگر کسی نے کہا کہ میری جورو طالقہ ہے حالانکہ اُسکی دو جورو ہین اور دونون معروفہ ہین تو اُسکو اختیار ہوگا کہ ان دونون
مین سے جسکی جانب چاہے طلاق کو پھیرے یہ فتاوےٰ قاضیخان مین ہے۔ جامع کبیر مین فرمایا کہ اگر کسی نے کہا کہ
میری ایک جورو تھی مین نے اُسکو طلاق دیدی تھی یا کہا کہ مین نے ایک عورت سے نکاح کرکے اُسکو طلاق دیدی
تھی یا کہا کہ مین نے ایک عورت کو طلاق دیدی جو میری جورو تھی پھر اُسکی معروفہ جورو نے دعوےٰ کیا کہ وہ مین
ہی ہون اور شوہر نے کہا کہ سوائے اس معروفہ کے میری ایک جورو تھی مین نے اُسی کو طلاق دیدی تھی تو قول
شوہر کا قبول ہوگا کیونکہ شوہر نے اس صورت مین فی الحال طلاق واقع کرنے کا اقرار نہین کیا ہے تاکہ عورت معروفہ
متعین ہو یہ ذخیرہ مین ہے۔ اور اگر کسی مرد نے کہا کہ میری ایک جورو تھی پس تم لوگ گواہ رہو کہ وہ طالقہ ہے پس
اُسکی معروفہ جورو نے دعوےٰ کیا کہ اُسنے مجھے ہی طلاق دی ہے تو قول معروفہ کا قبول ہوگا اسواسطے کہ اُسکا
یہ کہنا کہ تم لوگ گواہ رہو یہ فی الحال کے واسطے گواہ کرلینا ہے پس اسکا یہ کہنا کہ وہ طالقہ ہے یہ فی الحال کے
واسطے انشاء طلاق ہے کہ جسنے فی الحال طلاق کو اُسنے پیدا کیا۔ اور اگر کہا کہ مین نے اپنی جورو کو طلاق دی یا
میری ایک جورو طالقہ ہے یا کہا کہ میری جورؤون مین سے ایک عورت طالقہ ہے اور باقی مسئلہ بحالہا ہے تو اُسکی

سلہ قولہ بیٹی کی جانب جیسے کہا کہ فلان کی بیٹی یا فلان کی ماں ۱۲ و م عمہ فلانہ بنت فلان ۱۲

معروفہ جورو پر قضاءً طلاق واقع ہوگی اسواسطے کہ یہ کلام ایقاع طلاق فے الحال ہی یہ محیط مین ہی۔ ایک شخص کی دو جورو ہین ایک کا نام زینب ہے اور دوسری کا نام عمرہ ہی پس اُسنے عمرہ سے کہا کہ تو زینب ہے اُسنے کہا کہ ہان پس کہا کہ تو طالقہ ہے تو وہ مطلقہ نہوگی اصل مین لکھا ہے کہ ایک شخص کی دو جورو زینب و عمرہ ہین پس اُس نے پکارا کہ اے زینب پس عمرہ نے اُسکو جواب دیا پس مرد نے کہا کہ تجھکو تین طلاق ہین تو جواب دینے والی مطلقہ ہوجائیگی۔ اور اگر اُس نے کہا کہ مین نے زینب کی نیت کی تھی تو دونون مطلقہ ہوجائینگی عمرہ بالاشارہ اور زینب باقرار یہ خلاصہ مین ہے اور اگر اُسنے کہا کہ اے زینب تو طالقہ ہے پس اُسکو کسی نے جواب نہ دیا تو زینب مطلقہ ہوگی اور اگر ایسی عورت کو جسکو دیکھتا تھا اُسکی طرف اشارہ کرکے کہا کہ اے زینب تو طالقہ ہی پھر وہ عمرہ نام کی اُسکی دوسری جورو نکلی تو عمرہ پر طلاق واقع ہوجائیگی کہ اشارہ کا اعتبار ہوگا اور نام کا اعتبار نہوگا یہ فتاوےٰ قاضیخان مین ہی اور اگر کہا کہ اے زینب تو طالقہ ہی اور کسی کی طرف اشارہ نہین کیا مگر اُسنے ایک آدمی کی شکل دیکھکر اُسکو زینب گمان کیا تھا حالانکہ وہ زینب نہ تھی دوسری جورو تھی تو قضاءً زینب طالقہ ہوگی نہ دیانۃً یہ تاتارخانیہ مین ہی۔ ایک شخص نے کہا کہ میری جورو عمرہ بنت صبیح طالقہ ہی۔ حالانکہ اُسکی جورو عمرہ بنت حفص ہی اور اُس شخص کی کچھ نیت نہین ہی تو اُسکی جورو مطلقہ نہوگی اور اگر صبیح نے اُس شخص کی جورو کی ماں سے نکاح کیا ہو اور اُسکی جورو اُسکے حجر[1] مین ربیبہ ہوکر صبیح کی طرف منسوب ہوگئی ہو پس شخص مذکور نے بطور مذکور کہا حالانکہ یہ شخص اس عورت کا نسب حقیقی یعنے اُسکے پدر واقعی کا نام جانتا ہے یا نہین جانتا ہی تو ایسی صورت مین اُسکی جورو مطلقہ ہوجائیگی اور قضاءً تصدیق نہوگی ولیکن فیما بینہ وبین اللہ تعالےٰ طلاق واقع نہ ہوگی بشرطیکہ اُسکو اپنی جورو کے حقیقی نسب[2] سے آگاہی ہو اور اگر آگاہی نہو تو فیما بینہ وبین اللہ تعالےٰ بھی طلاق واقع ہوگی۔ اور اگر ان صورتون مین اپنی جورو کی نیت کی ہو تو قضاءً وفیما بینہ وبین اللہ تعالےٰ بہرحال اُسکی جورو مطلقہ ہوجائیگی یہ خزانۃ المفتین مین ہی۔ اور اگر ایک مرد نے کہا کہ میری حبشیہ جورو طالقہ ہے اور اُسکی نیت مین اپنی جورو کی طلاق نہین ہی اور اُسکی جورو حبشیہ نہین ہی تو اُسپر طلاق واقع نہ ہوگی اور اسیطرح اگر جورو کے نام کے سوائے دوسرا نام جو اُسکا نام نہین ہی اُس نام سے کہا اور اُسکی نیت اپنی جورو کی طلاق کی نہین ہے تو بھی مطلقہ نہوگی اور اگر ان صورتون مین اپنی جورو کی طلاق کی نیت ہو تو اُسکی جورو مطلقہ ہوجائیگی یہ ذخیرہ مین ہے۔ اور اگر ایک شخص کی عورت آنکھون والی ہو پس کہا کہ میری یہ اندھی جورو مطلقہ ہی حالانکہ اُسنے آنکھون والی کیطرف اشارہ کیا تو یہ طالقہ ہوجائیگی اور اشارہ کے ساتھ صفت[3] کا اور نیز نام کا اعتبار نہوگا یہ خزانۃ المفتین مین ہی اور اگر کہا کہ دہلی والی فاطمہ یا کانی فاطمہ طالقہ ہے حالانکہ اُسکی جورو کا نام فاطمہ ہے مگر وہ دہلی کی نہین ہے اور نہ کانی ہے تو اُسپر طلاق واقع نہوگی اور اگر فاطمہ بنت فلان بھی ذکر کیا یعنے اُسکا نسب صحیح بھی ذکر کیا ہو تو طلاق پڑجائیگی اگرچہ اُسنے ایسی صفت[4] سے اُسکو وصف کیا ہے کہ جو اُسمین نہین ہے اور وجہ طلاق پڑنے کی یہ ہے کہ

---

[1] گھر مین یا اُسکی حضانت مین علے اختلاف التفسیرین ۱۲ م [2] قولہ حقیقی نسب یعنے یہ جانتا ہو کہ اس عورت کا حقیقی باپ فلان ہے اور اس مرد کی طرف ربیبہ ہے ۱۲ [3] صفت کا اعتبار نہوگا ۱۲ م [4] صفت کا اعتبار ہوگا ۱۲

غائبہ کی تعریف و شناخت باسم و نسب ہوتی ہے یہ عتابیہ مین ہے اور اگر کہا کہ اے آگرہ والی تو طالقہ ہے اور اسکی طرف اشارہ کرکے کہا تو طلاق پڑجائیگی یہ محیط سرخسی مین ہے۔ اور اگر اپنی جورو کو اسکا نام و اسکے باپ کا نام لیکر بیان کیا بایں طور کہ میری جورو عمرہ بنت صبیح ابن فلان جسکے چہرہ پر تل ہے یا یون بیان کیا کہ اس لڑکی کی ماں جسکے چہرہ پر تل ہے طالقہ ہے حالانکہ اسکی جورو کے چہرہ پر تل نہ تھا یا تھا بہرحال مطلقہ ہوجائیگی یہ محیط میں ہے اسیطرح اگر کہا کہ میری جورو جو صبیح کی بیٹی ہے یا فلان کی بیٹی ہے جسکے چہرہ پر تل ہے طالقہ ہے تو مطلقہ ہوجائیگی خواہ اسکے چہرہ پر تل ہو یا نہ ہو یہ محیط سرخسی مین ہے۔ اور اگر کہا کہ میری جورو عمرہ جو میری ام ولد ہے جو یہ بیٹھی ہے طالقہ ہے اور اس مرد کی کچھ نیت نہیں ہے اور جو عورت بیٹھی ہے وہ عمرہ کے سوائے دوسری ہے اور وہ اسکی جورو بھی نہیں ہے تو وہ مطلقہ نہوگی یہ بحر الرائق مین ہے۔ ایک عورت نے ایک مرد سے کہا کہ میرا نام فلانہ بنت فلان الفلانیہ ہے پس اس مرد نے اس عورت سے نکاح کرلیا پھر کہا کہ میری ہر جورو تین بار طالقہ ہے الا فلانہ بنت فلان الفلانیہ حالانکہ اس عورت کا نام و نسب وہی درواقع یہ نہیں ہے جو اسنے بیان کیا تھا تو قضاءً مطلقہ ہوگی اور فیما بینہ و بین اللہ تعالے مطلقہ نہوگی یہ ظہیریہ مین ہے اور اگر عورت سے کہا کہ مین نے تیری طلاق تجھے قرض دی تو واقع نہوگی اور اگر کہا کہ مین نے تیری طلاق تجھے رہن دی تو مشائخ نے اسمین اختلاف کیا ہے مگر صحیح یہ ہے کہ واقع نہوگی ایک مرد نے اپنی جورو سے کہا کہ اپنی طلاق کو لے پس عورت نے کہا کہ مین نے لی تو طلاق پڑجائیگی مگر عیون مین نیت شرط لگی ہے اور اصح یہ ہے کہ نیت شرط نہیں ہے۔ ایک مرد نے اپنی جورو سے کہا کہ طلقک اللہ تعالیٰ یعنی تجھے اللہ تعالیٰ نے طلاق دی تو عورت پر طلاق پڑجائیگی اگرچہ نیت نہ کی ہو کذا فی الخلاصہ اور یہی اصح ہے یہ محیط مین ہے۔ اور منتقی مین ہے کہ اگر اپنی جورو سے کہا کہ تیری طلاق اللہ تعالے نے ضرور چاہی یا تیری طلاق کا اللہ تعالے نے حکم دیدیا یا مین نے تیری طلاق ضرور چاہی تو یہ طلاق نہوگی الا اس صورت مین کہ نیت کی ہو۔ اور اگر کہا کہ خواہش کی مین نے تیری طلاق کی یا دوست رکھا مین نے تیری طلاق کو یا راضی ہوا مین تیری طلاق سے یا ارادہ کیا مین نے تیری طلاق کو تو طالقہ نہوگی اگرچہ نیت ہو یہ خلاصہ مین ہے اور اگر کہا برئت من طلاقک یعنی تیری طلاق سے بری ہوگیا تو اسمین مشائخ نے اختلاف کیا ہے اور صحیح یہ ہے کہ طلاق واقع نہوگی یہ فتاوے قاضیخان مین ہے۔ اور اگر کہا کہ مین تیری طلاق سے بری ہون یا برئت الیک من طلاقک یعنی تجھ سے تیری طلاق سے بری ہوگیا تو صحیح یہ ہے کہ طلاق واقع نہوگی اگرچہ نیت کی ہو یہ محیط سرخسی مین ہے۔ اور اگر کہا کہ بری ہوا مین تیری طلاق سے پس اگر نیت کی ہو تو اسمین مشائخ نے اختلاف کیا ہے اور اگر نیت نہ کی ہو تو واقع نہوگی اور صحیح یہ ہے کہ واقع ہوگی یہ خلاصہ مین ہے۔ ایک شخص نے اپنی جورو سے کہا کہ مین نے تیری تطلیق تجھے ہبہ کی تو یہ تفویض طلاق ہے

سلہ قال المترجم بولتے ہین کہ برئت من دین فلان یعنے فلان کو اسکا قرضہ دیکر بری ہوگیا پس دوسرے کے حق مین وجوب ادا کرنے کے بعد برئت حقیقت مین صادق آتی ہے اب ان مسائل مین غور کرنا چاہیے ۱۲ منہ سلہ قال المترجم یہ اصح یا تو عدم نیت کے ساتھ متعلق ہے پس جمہور سے منفرد قول ہے کہ عدم نیت کی صورت مین بالاتفاق طلاق نہوگی حالانکہ اسمین کہا کہ اصح یہ ہے کہ واقع ہوگی اور یا یہ اصح کا قول دیگر کے اختلاف سے متعلق ہے جو نیت کی صورت مین ہے پس انکے نزدیک اصح یہ ہے کہ واقع ہوگی اور یہی حسب قرب ہے واللہ تعالیٰ اعلم اور اظہر یہ ہے کہ واقع نہوگی ۱۲ منہ سلہ یعنے قرینہ مثلاً یا اشارہ نسبت یا دلالت [illegible]

پس اگر عورت نے اُسی مجلس میں اپنے آپ کو طلاق دیدی تو واقع ہوگی ورنہ نہیں اور اگر کسی نے اپنی جورو سے کہا کہ تو طالقہ ہو اور مجھے تین روز تک خیار ہے تو طلاق واقع ہوگی اور خیار باطل ہوگا۔ ایک شخص نے اپنی جورو کا نام مطلقہ رکھا پھر کہا کہ میں نے تیرا نام مطلقہ رکھا تو اُسپر طلاق واقع نہ ہوگی نہ قضاءً و نہ دیانةً یہ فتاوے قاضیخان میں ہے۔ اور اگر کہا کہ میں نے تیری طلاق تجھے ہبہ کردی تو یہ صریح ہے حتے کہ قضاءً طلاق واقع ہوگی اگرچہ اُس سے طلاق کی نیت نہ کی ہو اور اگر اُسنے دعوے کیا کہ میری یہ نیت تھی کہ میں نے طلاق اس عورت کے اختیار میں دی تو قضاءً تصدیق نہ ہوگی و دیانةً تصدیق ہوگی۔ اور اگر کسی مرد نے اپنی جورو کو طلاق دینی چاہی پس عورت نے کہا کہ مجھے میری طلاق ہبہ کردے اور اس سے اعراض کر پس کہا کہ میں نے تیری طلاق تجھے ہبہ کردی تو قضاءً بھی اُسکی تصدیق کی جاویگی اور اگر کہا کہ میں نے تیری طلاق سے اعراض کیا اور نیت اُس سے طلاق کی تھی تو طلاق واقع نہ ہوگی یہ محیط میں ہے۔ اور اگر کہا کہ ترکت طلاقک اور اس سے طلاق کی نیت کی تو طلاق پڑجائیگی قال المترجم ترکت سے طلاقک یعنے ترکت طلاقک یعنے صیرت ایک یعنے تجھے دیدی بھی مستعمل ہے لہذا نیت کے ساتھ طلاق پڑجائیگی واللہ اعلم اور اگر اُس نے دعوے کیا کہ میں نے اس سے طلاق کی نیت نہیں کی تو قضاءً تصدیق ہوگی یہ خلاصہ میں ہے۔ اور اگر کہا کہ خلیت سبیل طلاقک میں نے تیری طلاق کی راہ خالی کردی اور نیت طلاق کی تو واقع ہوجائیگی یہ ظہیریہ میں ہے۔ اگر کسی نے اپنی جورو سے کہا کہ تو طالقہ ہے پھر رک گیا پھر کہا کہ تین طلاق کے ساتھ پس اگر اُسکی خاموشی بوجہ دم رک جانے کے ہو تو تین طلاق پڑینگی اور اگر سانس ٹوٹ جانے سے نہو تو تین طلاق نہ پڑینگی اور اگر کہا کہ تو طالقہ ہے پھر بعد سکوت کے اُس سے پوچھا گیا کہ کتنی اُس نے کہا کہ تین تو تین طلاق واقع ہونگی یہ خلاصہ میں ہے۔ ایک شخص سے دریافت کیا گیا کہ کسقدر طلاق دی ہیں اُسنے کہا کہ تین طلاق پھر دعوے کیا کہ وہ جھوٹا تھا تو قضاءً اُسکے قول کی تصدیق نہوگی یہ تاتارخانیہ میں ہے۔ اور اگر کہا کہ تو طالقہ ہے اور ثلثہ کہنا چاہتا تھا لیکن قبل اسکے کہ وہ ثلثہ کہے کسی دوسرے نے اُسکا منھ بند کرلیا یا وہ مرگیا تو ایک طلاق واقع ہوگی یہ محیط سرخسی میں ہے۔ اور اگر کسی شخص نے اُسکا منھ بند کرلیا پھر اُس نے کہا کہ تین طلاق سے تو تین طلاق واقع ہونگی اور یہ حکم ایسی صورت پر محمول ہے کہ جب اُس نے ہاتھ اُٹھاتے ہی فوراً کہا کہ تین طلاق سے یہ ظہیریہ میں ہے۔ اور اگر اپنے شوہر سے کہا کہ مجھے تین طلاق دیدے پس اُس نے طلاق دینی چاہی پس کسی نے اُسکا منھ بند کرلیا پھر جب ہاتھ ہٹایا تو اُسنے کہا کہ دادم یعنے میں نے دی تو عورت مذکورہ پر تین طلاق پڑینگی ایسا ہی شمس الاسلام کا فتوے منقول ہے یہ ذخیرہ میں ہے۔ اور جب طلاق کی نسبت پوری عورت کی طرف کی یا ایسے عضو کی طرف جس سے پوری سے تعبیر کی جاتی ہے تو طلاق واقع ہوگی اور اُسکی یہ صورت ہے کہ مثلاً کہے کہ تو طالقہ ہے یا کہے کہ تیرا رقبہ طالقہ ہے یا تیری گردن طالقہ ہے یا تیری روح طالقہ ہے یا تیرا بدن یا تیرا جسم یا تیری فرج یا تیرا سر یا تیرا چہرہ کذا فی الہدایہ یا کہا کہ تیرا نفس طالقہ ہے یہ صورت

[illegible] میں نے چھوڑی تیری طلاق ۱۲ [illegible] یعنے خود اس تین طلاق کے اظہار میں جھوٹا تھا ۱۲ دادم ۔ ۵ جیسے گردن وغیرہ ۱۲

مطلقہ ہوجائیگی یہ سراج الوہاج مین ہے اور اگر ایسے جزو کیطرف اضافت کی جس سے تمام بدن سے تعبیر نہین کیجاتی ہے جیسے کہا کہ تیرا ہاتھ یا تیرا پانٔون طالقہ ہے یا تیری اُنگلی طالقہ ہے تو طلاق واقع نہوگی یہ محیط سرخسی مین ہے اور اگر کہا کہ تیدک طالق اور اس سے تمام بدن سے تعبیر کا قصد کیا تو عورت پر طلاق ہوگی یہ سراج الوہاج مین ہے اور اسیطرح اگر کہا کہ تیری ناف یا زبان یا ناک یا کان یا پنڈلی یا ران طالقہ ہے تو ایسی صورت مین نیت سے طلاق پڑجائیگی یہ جوہرۃ النیرہ مین ہے اور اصح یہ ہے کہ پیٹھ و پیٹ و بضع کی صورت مین طلاق نہ پڑیگی یہ کافی مین ہے اور اگر طلاق کی نسبت کسی جزو شائع کی جانب کی مثلاً کہا کہ تیرا نصف طالق ہے یا ثلث طالق ہے یا ربع طالق ہے یا تیرے ہزار حصون مین سے ایک حصہ طالق ہے تو طلاق پڑجائیگی یہ فتاوےٰ قاضیخان مین ہے اور اگر کہا کہ تیرا خون طالق ہے تو اسمین دو روایتین ہین اور دونون مین سے صحیح روایت یہ ہے کہ طلاق پڑجائیگی یہ سراج الوہاج مین ہے مگر خلاصہ مین لکھا ہے کہ خون کی صورت مین مختار یہ ہے کہ طلاق نہ پڑیگی انتہےٰ اور اگر کہا کہ تیرے بال یا ناخن یا تھوک طالقہ ہے تو بالاجماع طلاق نہ پڑیگی یہ سراج الوہاج مین ہے اور اسیطرح دانت و رگ و حمل مین حکم ہے یہ فتح القدیر مین ہے۔ اور اگر کہا کہ تجھ مین سے تیرا سر یا کہا کہ چہرہ طالق ہے یا اپنا ہاتھ اُسکے سر یا گردن پر رکھا اور کہا کہ یہ عضو طالق ہے تو اصح یہ ہے کہ طلاق نہ پڑیگی یہ تبیین مین ہے۔ اور اگر کہا کہ یہ سر طالق ہے اور اپنی جورو کے سر کیطرف اشارہ کیا تو صحیح یہ ہے کہ طلاق پڑجائیگی جیسے کہ اگر کہا کہ تیرا سر یہ طالق ہے تو واقع ہوگی یہ فتاوےٰ قاضیخان مین ہے۔ اور اگر کہا کہ تیری دبر طالق ہے تو طلاق نہ پڑیگی اور اگر کہا کہ تیری است طالق ہے تو واقع ہوگی اور شیخ مرغینانی رحنے فرمایا کہ اگر کہا کہ تیری قبل طالق ہے تو اسمین کوئی روایت نہین ہے اور چاہیے کہ طلاق واقع ہو جاوے یہ غایۃ السروجی مین ہے۔ اور اگر کہا کہ تیرا اوپر کا آدھا ایک طلاق طالقہ ہے اور تیرا نیچے کا آدھا بدو طلاق طالقہ ہے تو متقدمین سے اس مسئلہ مین کوئی روایت نہین ہے اور نہ متاخرین سے اور یہ مسئلہ بخارا مین واقع ہوا تھا پس اسکا فتوےٰ طلب کیا گیا تو ہمارے بعضے مشائخ نے اُسکے نصف اعلےٰ کی جانب ایک طلاق کی اضافت کرنے سے ایک طلاق واقع ہونے کا فتوےٰ دیا اسواسطے کہ سر اُسکے نصف اعلےٰ مین ہے پس اُسکے سر کی جانب طلاق کی اضافت کرنے والا ہوا اور بعض نے دونون اضافتون کی جہت سے تین طلاق واقع ہونے کا فتوےٰ دیا اسواسطے کہ سر نصف اعلیٰ مین ہے اور فرج نصف اسفل مین ہے پس نصف اعلےٰ کی طرف اضافت سے اسکے سر کی جانب اضافت کرنے والا ہوا اور نیچے آدھے کی طرف اضافت سے فرج کی طرف اضافت کرنے والا ہوا یہ محیط مین ہے۔ اور اگر کہا کہ تو طالقہ بنصف تطلیقہ ہے تو پوری ایک طلاق واقع ہوگی۔ اور اگر کہا کہ تو طالقہ بدو نصف تطلیقہ ہے تو یہ مثل ایک طلاق دینے کے ہے یہ محیط سرخسی مین ہے اور اگر کہا کہ تین نصف طلاق ہین تو دو طلاق واقع ہونگی اور یہی صحیح ہے اور چار نصف طلاق صورت مین بھی یہی حکم ہے یہ عتابیہ مین ہے۔ اور اگر کہا کہ دو طلاق کی نصف تجھپر ہین تو ایک طلاق واقع ہوگی اور اگر کہا کہ دو نصف

عــہ تیرا ہاتھ طالقہ ہے ۱۲ عــہ یعنے غیر معین بحسب محل جو تمام بدن مین سے ہو سکتا ہو اور غیر مقسوم ۱۲ عــہ نیچے کا مقام ۱۲ عــہ پیشاب کا مقام ۱۲

دو طلاق کی تو دو طلاق واقع ہونگی اور اگر کہا کہ تین آدھے دو طلاق کے تو تین طلاق واقع ہونگی اور اگر کہا کہ انت طالق نصف تطلیقۃ وثلث تطلیقۃ وسدس تطلیقۃ یعنے تو طالقہ ہے ساتھ نصف ایک طلاق کے اور تہائی ایک طلاق کے اور چھٹے حصہ ایک طلاق کے تو تین طلاق واقع ہونگی اسواسطے کہ اُسنے ہر جزو کو ایک نکرہ طلاق کی جانب نسبت کی ہے اور جب نکرہ کی تکرار کی جاوے تو دوسرا پہلے کا غیر ہوتا ہے قال المترجم وہذا مشروح فے الاصول۔ اور اگر یون کہا کہ نصف تطلیقۃ وثلثہا وسدسہا یعنے نصف ایک طلاق کا اور تہائی اُسکی و چھٹا حصہ اُسکا تو ایک ہی طلاق واقع ہوگی اور اگر سب حصے ملکر ایک طلاق کامل سے بڑھ جاوین مثلاً یون کہا کہ نصف ایک طلاق کا اور تہائی اُسکی اور تہائی اُسکی تو بعض نے فرمایا کہ ایک ہی طلاق واقع ہوگی اور بعض نے فرمایا کہ دو طلاق پڑینگی اور یہی مختار ہے یہ محیط سرخسی مین ہے اور یہی صحیح ہے یہ ظہیریہ مین ہے۔ اور اگر عورت سے کہا کہ تو تین طلاق کی نصف کے ساتھ مطلقہ ہے تو دو طلاق واقع ہونگی اور اگر کہا کہ تو تین طلاق کی دو نصف کے ساتھ مطلقہ ہے تو تین طلاق پڑینگی یہ ذخیرہ مین ہے اور اگر عورت سے کہا کہ تو طالقہ بیک طلاق ونصف طلاق ہے یا کہا کہ بیک طلاق وچہارم طلاق ہے یا مثل[1] اسکے تو دو طلاق واقع ہونگی اور اگر کہا کہ ایک طلاق اور اُسکا نصف یا کہا کہ ایک طلاق و اُسکا چہارم تو ایک ہی طلاق واقع ہوگی کذا فی المحیط والبدائع مگر یہ بعض کا قول ہے اور مختار یہ ہے کہ دو طلاق واقع ہونگی یہ سراج الوہاج وجوہرۃ النیرہ مین ہے۔ اور اگر عورت کو تین چوتھائی طلاق یا چار چوتھائی طلاق دین پس اگر وہ طلاق جسکے چہارم حصے تین کیے ہین یا چار کیے ہین وہ معرفہ طلاق ہو تو ایک طلاق واقع ہوگی اور اگر طلاق نکرہ بیان کی تو دونون صورتون مین تین طلاق واقع ہونگی اور اگر کہا کہ پانچ چوتھائی تو طلاق معرفہ کی صورت مین دو طلاق پڑینگی اور نکرہ ہونے کی صورت مین تین طلاق پڑینگی اسیطرح مثل چوتھائی کے پانچوان حصہ و دسوان حصہ وغیرہ سب مین ایسا[2] ہی حکم ہے یہ تبیین مین ہے۔ اور اگر اپنی جورو کو ایک طلاق دیدی پھر دوسری جورو سے کہا کہ مین نے اُسکی طلاق مین تجھے شریک کیا تو دوسری پر بھی ایک طلاق پڑجائیگی اور اگر تیسری جورو سے کہا کہ مین نے تجھے ان دونون کی طلاق مین شریک کیا تو اُسپر دو طلاق واقع ہونگی اور اگر چوتھی جورو سے کہا کہ مین نے تجھے ان سب کی طلاق مین شریک کیا تو اُسپر تین طلاق واقع ہونگی اور اگر پہلی جورو کی طلاق بعوض مال[3] ہو پھر دوسری جورو سے کہا کہ مین نے تجھے اُسکی طلاق مین شریک کیا تو اُسپر طلاق پڑیگی مگر اُسکے ذمہ مال لازم نہ ہوگا اور اگر یون کہا کہ مین نے تجھے اُسکی طلاق مین بعوض اسقدر مال کے شریک کیا پس اگر دوسری جورو نے قبول کیا تو اُسپر طلاق پڑیگی اور مال بھی لازم ہوگا اور اگر قبول نہ کیا تو کچھ نہین یہ ظہیریہ

---

[1] قال المترجم واضح ہو کہ پانچوان حصہ اگر لیا اور طلاق معرفہ ہے تو ایک پانچوان اور دو پانچوان یہانتک کہ پانچ پانچوین تک ایک ہی طلاق رہیگی اور چھ پانچوین مین دو طلاق ہوجائینگی اور دسوین حصہ لینے مین دس دسوین تک ایک طلاق اور گیارہ دسوین مین دو طلاق ہونگی اور اگر طلاق نکرہ ہو تو دو پانچوین اور دو دسوین تک دو طلاق اور تین پانچوین و تین دسوین اور اس سے زیادہ جہانتک ہو تین طلاق پڑینگی فافہم ۱۲ منہ [3] قولہ عوض مال مثلاً عورت نے شوہر سے کہا کہ تو اسقدر مال مجھ سے لے اور مجھے طلاق دیدے اُس نے وہ مال لےکر طلاق دیدی ۱۲ [2] تہائی و چھٹا حصہ وغیرہ ۱۲ م

مین ہے۔ اور اگر کہا کہ فلانہ کو تین طلاق ہین اور فلانہ دیگر اُسکے ساتھ ہے یا کہا کہ فلانہ دیگر کو مین نے اُسکے ساتھ[1]
طلاق مین شریک کیا تو دونون پر تین تین طلاق پڑینگی یہ محیط سرخسی مین ہے۔ اور اگر کسی مرد کی تین جورو ہون
اور اُسنے ان عورتون سے کہا کہ انتن طوالق ثلثا یعنے تم لوگ طالقات بسہ طلاق ہو یا یون کہا کہ مین نے
تمکو تین طلاق دین تو ہر ایک عورت پر تین طلاق واقع ہونگی اور اس صورت مین تین طلاق کی تقسیم ان تینون پر
نہوگی بخلاف اسکے اگر کہا کہ مین نے تم سب کے درمیان تین طلاق دین تو تین طلاق ان تینون کے درمیان تقسیم
ہونگی پس ہر ایک پر ایک طلاق واقع ہوگی یہ غایۃ السروجی مین ہے۔ اور اگر اپنی عورتون سے کہا کہ مین نے
تم سب کو ایک طلاق مین شریک کیا تو یہ قول اور تم سب مین ایک طلاق ہے دونون یکسان ہین یہ فتاوے
قاضیخان مین ہے۔ اور اگر اپنی چار عورتون سے کہا کہ تم لوگ طالقات بسہ طلاق ہو تو ہر ایک عورت پر تین
طلاق واقع ہونگی اور اگر اپنی جورو سے کہا کہ تو طالقہ پانچ تطلیقات سے ہے پس عورت نے کہا کہ مجھے تین طلاق
کافی ہین پس شوہر نے کہا کہ اچھا تین طلاق تجھپر اور باقی تیری سوتون پر ہین تو تین طلاق اسپر واقع ہونگی اور
اُسکی سوتون پر کچھ واقع نہونگی اسواسطے کہ تین طلاق کے بعد جو کچھ باقی رہین وہ لغو ہوگئین پس اُس نے اس
عورت کی سوتون کی جانب لغو چیز کو پھیرا پس کچھ واقع نہوگی یہ محیط سرخسی مین ہے۔ اور اگر اُسنے چار جوروؤن سے
کہا کہ تم لوگ تین طلاق سے طالقہ ہو اور یہ نیت کی کہ تینون طلاق اُنکے درمیان مقسوم ہین تو فیما بینہ و بین اللہ
تعالے وہ متدین ہوگا پس ہر ایک عورت پر ایک ایک طلاق واقع ہوگی یہ فتح القدیر مین ہے۔ اور اگر اُسکی
دو عورتین ہون پس اُسنے کہا کہ تم دونون مین دو طلاق ہین تو ہر ایک پر ایک طلاق واقع ہوگی اور اسیطرح
اگر کہا کہ مین نے تم دونون کے درمیان دو طلاق مشترک کر دین تو بھی یہی حکم ہے اور اگر ایک عورت کو دو
طلاق دین پھر دوسری سے کہا کہ مین نے تجھکو اُسکی طلاق مین شریک کیا تو ایسا نہین ہے بلکہ دوسری پر بھی
دو طلاق واقع ہونگی یہ سراج الوہاج مین ہے۔ اور اگر اپنی عورتون مین سے ایک کو ایک طلاق دی اور دوسری
کو دو طلاق دین پھر تیسری سے کہا کہ مین نے تجھے ان دونون کے ساتھ مین شریک کیا تو تیسری پر تین طلاق
پڑینگی خواہ وہ مدخولہ ہو یا غیر مدخولہ ہو اور اگر ایسی صورت مین کہ دو کو یا تین کو مختلف طلاقین دین پھر
تیسری یا چوتھی کو مطلقات مین سے کسی ایک کے ساتھ شریک کیا مثلاً کہا کہ تجھ کو مین نے ان مین سے ایک کے
ساتھ شریک کیا اور جسکے ساتھ شریک کیا ہے اُسکو معین نہین کیا تو مرد کو اختیار ہوگا یعنے اُسکے بیان پر رہیگا
کہ جسکے ساتھ چاہے شریک کرے یہ عتابیہ مین ہے۔ اور فتاوے بقالی مین ہے کہ اگر اپنی جورو کو تین طلاق
دین پھر اپنی دوسری جورو سے کہا کہ مین نے تیرے واسطے اس طلاق مین حصہ قرار دیا تو شوہر کے بیان
نیت پر ہے پس اگر اُس نے ایک طلاق کی نیت کی تو ایک طلاق پڑیگی اور اگر تینون طلاقون مین سے ہر
ایک مین حصہ قرار دینے کی نیت کی تو تین طلاق پڑینگی۔ اور منتقی مین ہے کہ اگر اپنی ایک جورو کو طلاق دی

[1] پھر جسکے ساتھ شریک کیا جسقدر طلاق اُسپر پڑی اُتنی تعداد اُسپر واقع ہوگی ۱۲م

پھر اُس سے نکاح کیا پھر اپنی دوسری جورو سے کہا کہ مین نے تجھے فلانہ کی طلاق مین شریک کیا تو یہ مطلقہ ہو جائیگی۔
اور اگر زوجہ سے کہا کہ مین نے تجھکو طلاق فلانہ مین شریک کیا حالانکہ فلانہ مذکورہ کو اُسنے طلاق نہین دی ہے یا فلانہ
مذکورہ کسی مرد غیر کی جورو ہے خواہ غیر مرد مذکور نے اُسکو طلاق دی ہو یا نہین دی ہو ہر حال درصورتیکہ فلانہ مذکورہ
غیر مرد کی جورو ہے اُس شخص کی جورو پر طلاق نہ پڑیگی خواہ اُسنے نیت کی ہو یا نہ کی ہو اور نیز اگر وہ اُسی کی جورو
ہو ولیکن اُسکو طلاق نہین دی تھی تو بھی اُسکی زوجہ پر طلاق نہ پڑیگی اور ایسا کہنا اُسکی طرف سے فلانہ کی طلاق کا اقرار
نہوگا اسکو بشر نے امام ابو یوسف سے اور ابو سلیمان نے امام محمد سے مطلقاً روایت کیا ہے مگر بقالی مین اسکے
آگے یہ جملہ زائد ہے کہ ایسا کلام اس فلانہ کی طلاق کا اقرار نہوگا الا اس صورت مین کہ یون کہے کہ مین نے تجھے
فلانہ کی طلاق مین شریک کیا جسکو مین نے طلاق دیدی ہے اور نیز بقالی مین مذکور ہے کہ اگر اپنی جورو کو غیر کی
جورو کی طلاق مین شریک کیا تو نہین صحیح ہے الا اس صورت مین کہ یون کہے کہ مین اپنی جورو پر وہ طلاق واقع کرتا
ہون جو فلان غیر کی عورت پر واقع کیگئی ہے اور بشر نے امام ابو یوسف سے روایت کی ہے کہ اگر ایک
باندی آزاد کی گئی اور بخیار عتق اُسنے اپنے [ایک صفر] اختیار کیا پس اُسکے شوہر نے دوسری جورو سے کہا
کہ مین نے تجھے اُسکی طلاق مین شریک کیا تو دوسری پر طلاق نہ پڑیگی اور ایسا ہی ہر جدائی جو بغیر طلاق واقع
ہو اُسکے ساتھ شریک کرنے مین یہی حکم ہے۔ اور اگر کہا کہ مین نے تجھکو اُسکی فرقت مین شریک کیا یا کہا کہ مین نے
تجھے اُسکی بینونت مین جو میرے اور اُسکے درمیان واقع ہوئی شریک کر دیا تو اس جورو پر ایک طلاق بائن واقع
ہوگی اور اگر تین طلاق کی نیت کی ہو تو تین طلاق واقع ہونگی اور اگر اُسنے کہا کہ مین نے طلاق کی نیت نہین کی تھی
تو قضاءً تصدیق نہ ہوگی مگر فیما بینہ و بین اللہ تعالےٰ متدین ہو سکتا ہے یہ محیط مین ہے۔ اور اگر اپنی چار عورتون
سے کہا کہ تم چارون کے درمیان ایک طلاق ہے تو ہر ایک پر طلاق واقع ہوگی اور اسیطرح اگر کہا کہ تم چارون
مین دو طلاق ہین یا تین یا چار طلاق ہین تو بھی یہی حکم ہے لیکن اگر یہ نیت کی ہو کہ یہ طلاق ان سب کے درمیان
مشترک ہو کر تقسیم ہو تو دو طلاقون مین ہر ایک پر دو طلاق اور تین طلاق مین ہر ایک پر تین طلاق واقع ہونگی۔
اور اگر کہا کہ تم چارون مین پانچ طلاقین ہین اور اسکی کچھ نیت نہین ہے تو ہر ایک پر دو طلاق واقع ہونگی اور
اسیطرح پانچ سے زائد آٹھ تک یہی حکم ہوگا پھر اگر آٹھ سے زائد نو کہے تو ہر ایک پر تین طلاق واقع ہونگی یہ
فتح القدیر مین ہے اور اگر ایک عورت سے کہا کہ انت طالق وانت یعنی تو طالقہ ہے اور تو تو دو طلاق واقع ہونگی
فتاوے مین ہے کہ ایک واقع ہوگی اور اگر اخیر انت دوسری جورو سے کہا ہو تو ایک طلاق دوسری جورو پر پڑیگی
اور اگر کہا کہ انت طالق وانتما یعنی انت طالق ایک جورو سے کہا اور انتما اس جورو اور ایک دوسری جورو دونون
سے کہا تو پہلی پر دو طلاق پڑینگی اور دوسری جورو پر ایک طلاق پڑیگی۔ اور اگر کہا کہ انت طالق لا بل انت یعنی

سلہ قال المترجم یہ زیادت بھی مسئلہ دیگر ہے نہ منشاء تحقیقی ہو اسلئے کہ کلام مشترک مین ہی اور یہ مشترک نہوا ہو نظاہر ۱۲ م عہ اسلئے کہ معتقہ خود مطلقہ نہین ہے ۱۲ عہ
کہ طلاق نہوگی ۱۲ سہ اور چار طلاقین مین ایک طلاق زائد لغو ہے ۱۲ للعہ اور پہلی پر فقط ایک طلاق ۱۲ صہ تو طالقہ ہے اور تم دونون ۱۲ سہ ایک ہی جورو سے یہ کلام کہا ۱۲

تو طالقہ ہو نہین بلکہ تو۔ تو ایک طلاق پڑیگی اور اگر دوسرا لفظ انت یعنے تو کسی دوسری جورو سے کہا تو بدون نیت کے اسپر طلاق واقع نہوگی لیکن اگر وانت اور تو۔ یون کہا تو دوسری پر ایک طلاق پڑجائیگی جیسے ہذہ طالق وہذہ یعنے یہ طالقہ ہو اور یہ کہنے کی صورت مین ہوتا ہو کہ دونون پر طلاق واقع ہوتی ہو اور اگر یون کہا کہ ہذہ طالق ہذہ تو دوسری عورت پر بدون نیت کے طلاق نہ پڑیگی اور اگر کہا کہ یہ اور یہ طالقہ ہین تو دونون پر طلاق پڑجائیگی اور اگر کہا کہ یہ یہ طالق ہو تو پہلی پر یعنے جسکی طرف پہلے یہ سے اشارہ کیا ہو وہ طالقہ نہ ہوگی الا اُس صورت مین کہ یون کہے کہ دونون طالقہ ہین اور اگر تین عورتون سے کہا کہ تو پھر تو پھر پھر تو طالقہ ہو تو فقط اخیرہ مطلقہ ہوگی اور اسیطرح اگر بحرف واو کہا تو بھی یہی حکم ہو اور اگر اس صورت مین آخر مین کہا ہو کہ مطلقات ہو تو سب پر طلاق پڑجاویگی اور اگر لفظ طلاق پہلے کردیا مثلاً کہا کہ طلاق تجھپر پھر تجھپر پھر تجھپر ہی تو سب پر طلاق واقع ہوگی یہ ظہیریہ اور عتابیہ مین ہو۔ اور اسیطرح اگر اسکی چار جورو ہون پس اُسنے ایک جورو سے کہا کہ انت پھر دوسری جورو سے کہا کہ ثم انت پھر تیسری سے کہا کہ ثم انت پھر چوتھی جورو سے کہا کہ ثم انت طالق یعنے یون کہا تو پھر تو پھر تو پھر تو طالقہ ہو تو چوتھی مطلقہ ہوجائیگی یہ فتاوےٰ قاضیخان مین ہو اور اگر کہا تو طالق ہو اور تو اور تو نہین تو تو فقط پہلی دوسری یہ تینون مطلقہ ہونگی۔ اور اگر جورو سے کہا کہ تو طالقہ تین طلاق سے ہو اور یہ جورو تیرے ساتھ ہو یا تیرے مثل ہو یا کہا کہ یہ دوسری جورو تیرے ساتھ ہے پھر کہا کہ میری یہ مراد تھی کہ تیرے ساتھ بیٹھی ہوئی ہے تو اسکی تصدیق نہ ہوگی پس قضاءً دونون تین تین طلاق سے مطلقہ ہونگی اور اگر یون کہا کہ اگر مین نے تجھے طلاق دی تو یہ جورو تیرے مثل ہے یا تیرے ساتھ ہو پس اُسنے اول کو تین طلاق دین تو دوسری پر ایک طلاق پڑیگی اسواسطے کہ یہ کہنا کہ اگر مین نے تجھے طلاق دی یہ ایک طلاق کو بھی شامل ہو اور اگر شوہر نے ابتداءً کہا کہ تیرے ساتھ یہ طالقہ ہو تو مخاطبہ پر بدون نیت کے طلاق واقع نہ ہوگی یہ عتابیہ مین ہو۔ اور اصل مین مذکور ہو کہ اگر ایک مرد کی تین جورو ہین پس اس نے کہا کہ یہ طالقہ ہو یا یہ اور یہ تو تیسری فی الحال مطلقہ ہوگی اور اول و دوم مین شوہر مختار ہے جسکو چاہے موقع طلاق قرار دے یہ محیط مین ہو۔ ایک شخص کی چار عورتین ہین پس اُسنے کہا کہ یہ طالقہ ہو یا یہ اور یہ یا یہ تو اسکو پہلی دونون مین اور پچھلی دونون مین اختیار ہو کہ دو مین سے ایک جسکو چاہے موقع طلاق قرار دے یہ محیط سرخسی مین ہے۔ اور اگر کہا کہ یہ طالقہ ہو یا یہ اور یہ اور یہ تو تیسری و چوتھی مطلقہ ہوجائیگی اور اول و دوم مین اسکو خیار حاصل ہوگا اور اگر کہا کہ یہ طالق ہو اور یہ یا یہ اور یہ تو اول و چہارم مطلقہ ہوجاوینگی اور دوم و سوم مین اسکو خیار حاصل ہوگا یہ محیط مین ہو۔ اور اگر یون کہا کہ تو طالقہ ہے نہین بلکہ یہ یا یہ نہین بلکہ یہ تو اول و چہارم مطلقہ ہوجاوینگی اور دوم و سوم مین اسکو خیار حاصل ہوگا اور اگر کہا کہ عمرہ طالق ہو یا زینب بشرطیکہ گھر مین داخل ہو

ؔ قال المترجم وجہ قولہ ہذہ طالق او ہذہ وہذہ فہذا علے الاصول وظنی ان البحث الاصولی لایختلف فیما نحن فیہ بین التعبیر بالعربیۃ والہندیۃ فافہم واللہ اعلم ۱۲ منہ رح

ؔ قولہ موقع طلاق یعنے جس عورت کو چاہے محل طلاق قرار دے ۱۲ ؔ طلاق اسی پر واقع ہوگی ۱۲ منہ ؔ یعنے دو عورتون کیطرف اشارہ کیا ۱۲ منہ ؔ یہ طالقہ ہے ۱۲

پس دونون گھر مین داخل ہوئین تو اُسکو اختیار ہوگا کہ دونون مین سے جسپر چاہے طلاق واقع کرے اور اگر عورت سے کہا کہ تو تین طلاق سے طالقہ ہے یا فلانہ مجھپر حرام ہے اور اس لفظ سے قسم مراد لی تو جبتک چار مہینے نہ گذر جاوین تب تک وہ بیان کرنے پر مجبور نہ کیا جائیگا پھر اگر چار مہینے گذر گئے[1] اور اُسنے اس عورت سے جس کی نسبت قسم کھائی تھی قربت نہ کی تو وہ مجبور کیا جاویگا کہ چاہے طلاق ایلا دیدے یا طلاق صریح دیدے۔ اور اگر کسی نے کہا کہ اُسکی جورو طالقہ ہے یا اُسکا غلام آزاد ہے پھر قبل بیان کے مرگیا تو امام اعظمؒ کے نزدیک غلام آزاد ہوجائیگا اور اپنی نصف قیمت کے واسطے سعایت کریگا اور طلاق باطل ہوجائیگی مگر عورت کو نصف میراث مقررہ ملیگی اور تین چوتھائی مہر ملیگا اگر غیر مدخولہ ہو اور سعایت مذکورہ مین سے عورت کو کچھ حصہ میراث نہ ملیگا یہ محیط سرخسی مین ہے اور اگر عورت سے کہا کہ انت طالق لا بل طالق کہ تو طالقہ ہے نہین بلکہ تو طالقہ ہے تو عورت پر دو طلاق واقع ہونگی اسیطرح اگر کہا کہ تو طالقہ بیک طلاق ہے نہین بلکہ بیک طلاق ہے تو دو طلاق واقع ہونگی اور اسیطرح اگر کہا کہ تو طالقہ بیک طلاق ہے نہین بلکہ طالقہ بیک طلاق ہے تو بھی یہی حکم ہے اور نیز منتقی مین امام ابو یوسفؒ سے روایت ہے کہ اگر عورت سے کہا کہ تو طالقہ ہے نہین بلکہ تو۔ تو عورت مذکورہ پہلے کلام سے بیک طلاق مطلقہ ہوگی اور دوسرے کلام سے عورت پر کچھ لازم نہ ہوگی الا اُس صورت مین کہ شوہر نے نیت کی ہو اور اگر جورو سے کہا کہ تو طالقہ ہے نہین بلکہ تم دونون تو پہلی جورو پر دو طلاق واقع ہونگی اور دوسری جورو پر ایک طلاق پڑیگی۔ اور اصل مین مذکور ہے کہ اگر عورت سے کہا کہ مین تجھے کل کے روز ایک طلاق دیچکا ہون نہین بلکہ دو تو دو طلاق واقع ہونگی یہ محیط مین ہے۔ اور اگر مدخولہ سے کہا کہ تو طالقہ بیک طلاق ہے نہین بلکہ بدو طلاق تو تین طلاق واقع ہونگی اور اگر غیر مدخولہ سے ایسا کہا تو ایک طلاق واقع ہوگی اور اگر کہا کہ تو طالقہ ہے اور طالقہ ہے اور طالقہ ہے نہین بلکہ یہ۔ تو اخیرہ پر ایک طلاق پڑیگی اور پہلی پر تین طلاق واقع ہونگی اور اگر اُسنے تین عورتون سے کہا کہ تو طالقہ اور تو۔ نہین بلکہ تو۔ تو سب پر طلاق پڑجائیگی یہ محیط سرخسی مین ہے اور اگر غیر مدخولہ سے کہا کہ یہ طالقہ ہے بیک طلاق اور بیک طلاق اور بیک طلاق نہین بلکہ یہ دوسری جورو تو دوسری جورو پر تین طلاق واقع ہونگی اور پہلی جورو پر ایک طلاق پڑیگی اور اگر پہلی مدخولہ ہو تو اُسپر بھی تین طلاق واقع ہونگی یہ عتابیہ مین ہے۔ اور اگر اپنی جورو سے کہا کہ تو طالقہ ہے بیک طلاق نہین بلکہ آئندہ کل تو نے استحال اُسپر ایک طلاق واقع ہوگی پھر جب دوسرے روز پو پھٹے تب ہی عدت مین اُسپر دوسری طلاق واقع ہوگی یہ فتاوی قاضیخان مین ہے اور اگر ایک جورو سے کہا کہ تو مطلقہ بیک طلاق رجعی اور بدیگر طلاق بائن ہے نہین بلکہ یہ تو پہلی پر دو طلاق واقع ہونگی اور دوسری پر ایک طلاق اور اگر کہا کہ تو طالقہ بسہ طلاق ہے نہین بلکہ یہ۔ تو دونون پر تین طلاق واقع ہونگی اور اگر یون کہا کہ نہین بلکہ یہ طالقہ ہے تو دوسری جورو پر ایک طلاق پڑیگی یہ عتابیہ مین ہے۔ اور اگر اپنی جورو سے کہا کہ تو طالقہ بیک طلاق ہے یا نہین یا کچھ نہین تو امام محمدؒ نے فرمایا کہ ایک

---

[1] یعنے دوسری جورو ۱۲ منہ رحمہ اللہ علیہ فصل کنایات ۱۲ فصل کنایات ۱۲

طلاق رجعی واقع ہوگی اور اگر کہا کہ تو طالق ہی یا نہین یا کچھ نہین یا لاغیر طالق ہے تو بالاتفاق کچھ نہین واقع ہوگی یہ کافی مین ہی اور اگر کہا کہ تو طالقہ بسہ طلاق ہی یا نہین تو بعض نے فرمایا کہ اسمین بھی اختلاف ہی اور اصح یہ ہی کہ کچھ واقع نہ ہوگی یہ عتابیہ مین ہی۔ اور نوادر ابن سماعہ مین امام محمدؒ سے روایت ہے کہ اگر کسی کو شک ہوا کہ اُسنے ایک طلاق دی ہی یا تین طلاق تو وہ ایک طلاق رکھی جاوے گی یہان تک کہ اُسکو زیادہ کا یقین ہو یا اُسکا غالب گمان اُسکے برخلاف ہو پھر اگر شوہر نے کہا کہ مجھے مضبوطی حاصل ہوئی کہ وہ تین طلاق تھین یا وہ میرے نزدیک تین قرار پائی ہین تو جو امر رشد ہو اُسپر مدار کار رکھونگا۔ پھر اگر عادل لوگون نے جو اس مجلس مین حاضر تھے خبر دی اور بیان کیا کہ وہ ایک طلاق تھی تو فرمایا کہ اگر لوگ عادل ہون تو اُنکی تصدیق کرکے اُنکا قول لونگا یہ ذخیرہ فصل گیارہ مین ہی۔ اور اگر کہا کہ تو طالقہ بیک طلاق یا بدو طلاق ہی تو بیان کرنے کا اختیار شوہر کو ہی یعنے بیان کرے کہ دونون مین سے کون بات ہے اور اگر ایسا قول غیر مدخولہ سے کہا تو اُسپر ایک طلاق پڑیگی اور شوہر بیان کا مختار نہوگا یہ ظہیریہ مین ہی۔ اور امام قدوری نے ذکر کیا ہی کہ اگر اپنی جورو کے ساتھ ایسی چیز کو ملایا جسپر طلاق نہین ہوتی ہے جیسے پتھر و چوپایہ وغیرہ اور کہا کہ تم دونون مین سے ایک طالقہ ہی یا کہا کہ یہ طالقہ ہی یا یہ۔ تو امام ابوحنیفہ رح وامام ابویوسفؒ کے نزدیک اُسکی جورو پر طلاق پڑیگی اور اگر اپنی منکوحہ اور ایک مرد کو جمع کیا یعنے یون کہا کہ تم دونون مین سے ایک طالق ہی یا یون کہا کہ یہ عورت طالقہ ہی یا یہ مرد تو بدون نیت کے اُسکی جورو پر طلاق واقع نہ ہوگی یہ امام اعظمؒ کا قول ہی۔ اور اگر اپنی منکوحہ کے ساتھ اجنبیہ عورت کو جمع کیا یعنے کہا کہ تم دونون مین سے ایک طالقہ ہے یا کہا کہ یہ طالقہ ہے یا یہ تو بدون نیت کے اُسکی جورو مطلقہ نہوگی اسواسطے کہ اجنبیہ اس امر کی محل از روے خبر ہے یعنے خبر دے سکتا ہی کہ اجنبیہ طالقہ ہی اگرچہ انشاے طلاق اسپر نہین کرسکتا ہی اور یہ صیغہ طالقہ درحقیقت اخبار[1] ہے اور اگر ایسی صورت مین کہا کہ مین نے تم دونون مین سے ایک کو طلاق دیدی تو بدون نیت کے اُسکی عورت پر طلاق پڑجائیگی یہ طلاق الاصل مین مذکور ہی اور ہشام نے اپنی نوادر مین امام محمدؒ سے روایت کی ہی کہ اگر کسی نے اپنی جورو اور ایک اجنبیہ سے کہا کہ تم دونون مین سے ایک بیک طلاق طالقہ ہے اور دوسری بسہ طلاق تو ایک طلاق اُسکی جورو پر واقع ہوگی۔ اور امام محمدؒ نے زیادات مین فرمایا کہ ایک مرد کی دو عورتین دودھ پیتی ہوئی ہین پس اُسنے دونون سے کہا کہ تم دونون مین سے ایک بسہ طلاق طالقہ ہی تو دونون مین ایک مطلقہ ہوجاویگی اور بیان کرنا شوہر کے اختیار مین ہی پھر اگر ہنوز اُس نے بیان نہ کیا تھا کہ کسی عورت نے آکر ان دونون کو دودھ پلایا خواہ ایک ہی ساتھ یا آگے پیچھے تو دونون بائنہ ہوجاوینگی یہ محیط مین ہی اور اگر اپنی زندہ جورو کو اور مری پڑی کو طلاق مین جمع کیا یعنے کہا کہ تم دونون مین سے ایک طالقہ ہی تو زندہ[2] پر طلاق واقع نہوگی یہ فتاوے قاضیخان مین ہی۔ امام محمدؒ نے زیادات مین فرمایا کہ ایک مرد کی تحت مین ایک آزادہ

[1] اخبار یعنے جملہ خبریہ ہی جو سچ وجھوٹ کو محتمل ہوتا ہی ۱۲ [2] مترجم کہتا ہی کہ یہان خطاب کے لحاظ سے زندہ متعین ہوئی اور مردہ چونکہ لائق خطاب نہ تھی تو کلام اُس سے متعلق نہوا جیسے جورو و پتھر و چوپایہ کو جمع کرکے خطاب کیا تو یہی حکم ہی ۱۲

اور ایک باندی ہی اور اُسنے دونون سے دخول کر لیا ہے پس اُسنے کہا کہ تم دونون مین سے ایک بدو طلاق طالقہ ہے
پھر باندی آزاد کی گئی پھر شوہر نے بیان کیا کہ میری طلاق اسی معتقہ کے حق مین ہی تو یہ معتقہ بحرمت غلیظ مطلقہ
ہو جائیگی قال المترجم حرمت غلیظ یہ ہی کہ بدون دوسرے شوہر کے ساتھ نکاح کیے اور اُسکے وطی کیے ہوئے اول
شوہر پر حلال نہین ہو سکتی ہی سو آزادہ عورت پر تین طلاق کامل واقع ہونے کے بعد اور باندی پر دو طلاق کامل واقع
ہونے کے بعد ایسا ہو جاتا ہی اور چونکہ حالت طلاق مین یہ معتقہ باندی تھی لہذا بیان اُسی وقت سے متعلق ہو کر دو
طلاق سے حرمت غلیظ کے ساتھ حرام ہو جائیگی فافہم۔ اور اگر دونون باندی ہون اور شوہر نے کہا کہ تم دونون
مین سے ایک بدو طلاق طالقہ ہی پھر دونون آزاد کی گئین پھر شوہر بیمار ہوا یعنے مرض الموت کا مریض ہوا اور پھر اُسنے
دونون مین سے کسی کے حق مین طلاق کا بیان کر دیا تو وہ بحرمت غلیظہ حرام ہو جائیگی ولیکن میراث ان دونون
مین نصفا نصف ہوگی اسواسطے کہ میراث کے حق مین یہ بیان مثل عدم بیان کے ہی یہ محیط مین ہی ایک شخص کے
تحت مین کسی شخص کی دو باندیان ہین پس ہوتے نے دونون سے کہا کہ تم دونون مین سے ایک آزاد ہی پھر شوہر نے
کہا کہ تم مین سے جسکو مولے نے آزاد کیا ہی وہ بدو طلاق طالقہ ہی تو اسمین شوہر کو نہین بلکہ مولے کو حکم دیا جائیگا
کہ وہ بیان کرے کہ دونون مین سے کون آزاد ہی پھر جب مولے نے دونون مین سے ایک کا عتق بیان کیا
تو وہی بدو طلاق طالقہ ہو جائیگی ولیکن بحرمت غلیظ مطلقہ نہ ہوگی اور اُسکی عدت تین حیض سے ہوگی۔ اور
اگر مولے قبل بیان کے مرگیا تو عتق ان دونون مین پھیل جاویگا پس اب شوہر کو حکم بیان دیا جائیگا۔ پس
جب شوہر نے کسی ایک کے حق مین طلاق بیان کی تو امام اعظم رح کے نزدیک وہ بحرمت غلیظ مطلقہ ہو جاویگی
اسواسطے کہ وہ ہنوز مستسعاۃ یعنے سعایت کرنے والی باندی ہی اور جو باندی سعایت مین ہو اُسکی طلاق
کامل دو اور عدت دو حیض ہین۔ اور اگر مولے مرا نہین بلکہ غائب ہو گیا یعنے کہین چلا گیا تو شوہر کو بیان
کرنے کا حکم نہ دیا جائیگا۔ اور اگر مسئلہ مذکورہ مین شوہر نے پہل کی اور کہا کہ تم دونون مین سے ایک
بدو طلاق طالقہ ہی پھر مولے نے کہا کہ جسکو اُسکے شوہر نے طلاق دی ہے وہ آزاد ہے تو ایسی حالت مین شوہر
کو حکم دیا جائیگا کہ بیان کرے پھر جب شوہر نے ایک کی طلاق بیان کی تو وہ مطلقہ ہو جائیگی اور چونکہ بعد
طلاق کے ہی آزاد ہو گئی ہی لہذا بحرمت غلیظ حرام ہو جائیگی اور تین حیض سے عدت پوری کریگی اور بعضے
نسخون مین لکھا ہے کہ دو حیض سے عدت پوری کریگی یہ کافی مین ہی۔ امام محمد رح نے جامع مین فرمایا کہ اگر کسی مرد کی
دو عورتین ہون اور وہ دونون سے دخول کر چکا ہی پس دونون سے کہا کہ تم دونون طالقہ ہو تو ہر ایک بایک
طلاق رجعی مطلقہ ہو گی پھر اگر اُسنے دونون مین سے کسی سے مراجعت نہ کی یہانتک کہ دونون سے کہا کہ تم
دونون مین سے ایک بسہ طلاق طالقہ ہی تو بیان کا اختیار اُسکو حاصل ہوگا پھر اگر اُس نے بیان نہ کیا یہانتک
کہ دونون مین سے ایک کی عدت گذر گئی تو دوسری ان تین طلاق کے واسطے متعین ہو جائیگی۔ اور اگر دونون کی

ملکہ اور عدم بیان کی صورت مین میراث دونون مین نصفًا نصف ہوتی ہی پس یہ بیان بھی ایسا ہی ہے گویا بیان نہین ہوگا ۱۲ منہ۔ مثلاً آزاد ہو چکے ۱۲ قال المترجم و ہو الظاہر ۱۲ م

عدت ساتھ ہی گذر گئی تو تین طلاق دونوں میں سے ایک پر واقع ہونگی اور مشائخ نے فرمایا کہ امام محمدؒ کی یہ مراد ہے کہ تین طلاق کسی ایک معین پر واقع نہونگی مگر تین طلاق کسی ایک غیر معین پر واقع ہونگی پھر امام محمدؒ نے فرمایا کہ شوہر کو یہ اختیار نہوگا کہ دونوں میں سے ایک معین پر پھر سے طلاق واقع کرے اور مشائخ نے فرمایا کہ مراد یہ ہے کہ اُسکو یہ اختیار نہیں ہے کہ دونوں میں سے ایک معین پر بقصود ابیان[1] پھر سے طلاق واقع کرے مگر بحکم نکاح اُسکو ایسا اختیار ہے بایں طور کہ بعد انقضاے عدت کے دونوں میں سے ایک سے نکاح کرلے پس اگر دونوں کی عدت گذر جانے کے بعد پھر دونوں سے ساتھ ہی نکاح کرنا چاہا تو یہ نہیں جائز ہے اور اگر ایک سے نکاح کرلیا تو جائز ہے اور دوسری ان تین طلاق کے واسطے متعین ہوجائیگی۔ اور اگر اُسنے خود کسی سے دونوں میں سے نکاح نہ کیا یہانتک کہ دونوں میں سے ایک نے کسی دوسرے شوہر سے نکاح کیا اور دوسرے شوہر نے اُس سے دخول کیا پھر اُسکو طلاق دیدی یا مرگیا پھر اُسکی عدت گذر گئی پھر شوہر اول نے ان دونوں سے ساتھ ہی نکاح کرلیا تو جائز ہے اور اسیطرح اگر یہ ہوا کہ دونوں کی عدت گذر جانے کے بعد ایک مرگئی پھر اُس نے دوسری سے نکاح کرلیا تو یہ جائز ہے اسواسطے کہ میت میں ایسی بات نہیں پائی گئی ہے جو اس امر کی موجب ہو کہ وہی طلاق واحدہ کے ساتھ متعین ہوئی تاکہ زندہ تین طلاق کے واسطے متعین ہوجاوے بخلاف اسکے جب دونوں زندہ رہیں اور وہ ایک سے نکاح کرے تو حکم اسکے برعکس ہے اسواسطے کہ نکاح سوائے ایسی عورت کے جسپر ایک طلاق واقع ہوئی ہو صحیح نہیں ہے پس جس سے نکاح کرلیا وہی ایک طلاق کے واسطے متعین ہوگئی اور زیادات میں فرمایا کہ ایک مرد کے تحت میں کسی شخص کی دو باندیاں ہیں کہ جنکے ساتھ دخول نہیں کیا ہے پس اُسنے کہا کہ تم دونوں میں سے ایک بدو طلاق طالقہ ہے پھر اُن دونوں میں سے ایک کو خرید کیا تو دوسری طلاق کے واسطے متعین ہوجائیگی جیسے کہ ایک کے مرجانے کی صورت میں ہے اور اگر اُسنے دونوں کو ساتھ ہی خرید لیا تو طلاق دونوں میں مجمل رہیگی اور شوہر کو اختیار نہوگا کہ ان دونوں میں سے کسی کے حق میں بیان کرے ہاں اگر دونوں میں سے کسی ایک سے بملک یمین وطی کی تو دوسری طلاق کے واسطے متعین ہوجائیگی اسواسطے کہ شوہر کے فعل کو صلاح پر محمول کرنا واجب ہے اور یہ اسطرح ہوگا کہ اس باندی سے وطی کرنا حلال طور پر رکھا جاوے اور یہ اسطرح ہوگا کہ اسکے ذمہ سے طلاق دور کی جاوے اسوجہ سے کہ جو باندی بدو طلاق مطلقہ ہوجاوے وہ جسطرح بملک نکاح روا نہیں ہوسکتی ہے اُسیطرح بملک یمین بھی حلال نہیں ہوسکتی پس ضرور ہوا کہ سر سے طلاق ہی اُسکے سر سے دور کی جاوے اور اگر اپنی دو جورو ؤں مدخولہ سے کہا کہ تم دونوں میں سے ایک بیک طلاق طالقہ ہے اور دوسری بسہ طلاق اور شوہر کی نیت ان دونوں میں سے کسی کے حق میں نہیں ہے تو اُسکو اختیار ہوگا کہ دونوں میں سے جسکے حق میں چاہے تین طلاق واقع کرے تاوقتیکہ دونوں عدت میں ہیں اور جب دونوں کی عدت گذر گئی تو کسی ایک معین پر اپنے بیان سے تین طلاق واقع نہیں کرسکتا ہے اور اگر دونوں میں سے ایک کی عدت

[1] یہ بیان یعنی عمداً قصد کرے کہ اس بیان و اظہار کے ذریعہ سے ایک معینہ پر سہ طلاق واقع کرے ۱۲ [2] یعنی منکوحہ میں ایسی بات پائی گئی جو موجب اسکی ہوئی کہ وہ ایک طلاق کے واسطے معین ہو ۱۲ [3] ایک ساتھ ۱۲

پہلے گذری تو وہی بیک طلاق بائنہ ہو گئی اور دوسری مطلقہ بسہ طلاق ہو گی۔ اور اگر دونین سے کسی کے ساتھ دخول
نہ کیا ہوا ور باقی مسئلہ بحالہ ہو تو اسکو یہ اختیار نہوگا کہ تین طلاق کسی ایک معین پر واقع کرے اور اس صورت مین اگر اسنے
ایک کے ساتھ نکاح کر لیا تو جائز ہی ولیکن دونون سے نکاح کر لینا نہین جائز ہی یہ محیط مین ہی۔ اور اگر اپنی چار جورو دن
مین سے ایک کو تین طلاق دیدین پھر اسپر مشتبہ ہو گئین اور ہر ایک عورت نے اپنے مطلقہ ہونے سے انکار کیا تو
ان مین سے کسی سے قربت نہین کر سکتا ہی اسواسطے کہ ایک انہین سے ضرور اسپر حرام ہی اور یہ احتمال انہین سے
ہر ایک مین ہی اور ہمارے اصحاب نے فرمایا ہی کہ جو چیز بوقت ضرورت مباح نہین ہو جاتی ہے اسمین تحری[1] نہین روا
ہے اور فروج اسی باب مین داخل ہین اور اس سے ظاہر ہے کہ جو بوقت ضرورت مباح ہو اسمین تحری جائز ہی اسواسطے
فرمایا کہ اگر مردار جانور مذبوح کے ساتھ خلط ہو جاوے تو تحری کر سکتا ہی اسواسطے کہ مردار بوقت ضرورت مباح ہو جاتا
ہے۔ اور اگر ان عورتون نے حاکم کے یہان شوہر پر نفقہ وجماع کی نالش کی حاکم قبول کرکے اسکو قید کریگا یہانتک
کہ مطلقہ کو بیان کرے اور انکا نفقہ اسپر لازم کریگا۔ اور اسکو چاہیے کہ ہر ایک کو ایک طلاق دیدے پھر جب انہون
نے دوسرے شوہر سے نکاح کر لیا تو پھر وہ اُنسے نکاح کر سکتا ہے اور اگر انھون نے دوسرے سے نکاح نہ کیا تو
افضل یہ ہوگا کہ انہین سے کسی سے نکاح نہ کرے ولیکن اگر اسنے انہین سے تین عورتون سے نکاح کر لیا تو نکاح جائز
ہوگا اور چوتھی طلاق کے واسطے متعین ہو جائیگی اور ایسا ہی علماء نے وطی کے حق مین فرمایا کہ احتیاطاً اُسسے
قربت نہ کرے اور اگر اُسنے تین سے قربت کی تو چوتھی طلاق کے واسطے متعین ہو جائیگی۔ اور اسکو یہ اختیار نہین ہے
کہ ان سب سے نکاح کرے قبل اسکے کہ یہ دوسرے شوہر سے نکاح کرین اور اگر ان سب مین سے ایک نے کسی شوہر سے
نکاح کیا اور اُسنے اُسکے ساتھ دخول کرکے پھر طلاق دیدی پھر اس نے ان چارون سے نکاح کیا تو جامع مین مذکور
ہے کہ سب کا نکاح جائز ہوگا اور اگر ہر ایک عورت نے دعوے کیا کہ وہی مطلقہ بسہ طلاق ہی تو شوہر سے قسم لیجائیگی
پس اگر اُسنے قسم سے انکار کیا تو ہر ایک پر تین تین طلاق پڑینگی اور اگر وہ سب کے دعوے پر قسم کھا گیا تو حکم
وہی ہوگا جو ہم نے قسم لینے سے پہلے علیحدہ ہونا بیان کیا ہے یہ اختیار شرح مختار مین ہی۔ اور اسیطرح اگر دو
عورتین ہون اور ایسی صورت مین اُسنے ایک سے نکاح کر لیا تو دوسری طلاق کے واسطے متعین ہو جائیگی۔ اور یہ سب
اُس صورت مین ہی کہ جب تین طلاق دیدی ہون اور اگر ایک ہی طلاق بائن دی ہو تو یہ طریقہ ہے کہ سب سے نکاح
جدید کر لے اور طلاق دینے کی کچھ حاجت نہین ہی اور اگر طلاق رجعی ہو تو سب سے مراجعت کرے۔ اور اگر تین طلاق کی
صورت مین قبل بیان کے ایک انہین سے مر گئی تو احسن یہ ہی کہ باقیات سے وطی نہ کرے الا بعد بیان مطلقہ کے کہ وہ فلانہ
تھی ولیکن اگر قبل بیان کے وطی کر لی تو جائز ہی یہ بدائع مین ہی اور اگر اس نے اپنی دو عورتون سے کہا کہ تم مین سے
ایک طالقہ ہی اور ہنوز بیان نہ کیا تھا کہ دونون مین سے ایک مر گئی تو جو باقی رہی ہی وہی مطلقہ ہو گی اور اسیطرح
اگر مری نہین بلکہ شوہر نے دونون مین سے ایک سے جماع کیا یا بوسہ لیا یا اُسکے طلاق کی قسم کھائی یا اُس سے ظہار کیا

[1] قال المترجم تحری یعنے قصد قلب بر اعتبار ہی کہ کون تھی پس جانب قلب بہ اتی جسپر جمے وہی تحری سے ٹھہری ۱۲ م ۱۵ اور یہ اختیار نہین ہوگا کہ دوسری سے نکاح کرے

یا اُسکو طلاق دیدی تو دوسری جورو طلاق مبہم[١] کے واسطے متعین ہوجاویگی۔ اور اگر دونون مین سے ایک مرگئی پس شوہر نے کہا کہ مین نے اُسی کو مراد لیا تھا تو شوہر اُسکا وارث[٢] نہوگا اور دوسری جورو مطلقہ ہوجائیگی[٣] یہ خلاصہ مین ہے۔ اور اگر ایک معین کو طلاق دی پھر کہا کہ مین نے اس طلاق سے تعین کا قصد کیا تھا تو قول شوہر کا قبول ہوگا یہ ظہیریہ مین ہے۔ اور اگر کہا کہ تو طالقہ ایک سے دو تک ہے یا ایک سے دو تک کے درمیان طالقہ ہے تو یہ ایک طلاق ہوگی اور اگر کہا کہ ایک سے تین تک یا ایک سے تین تک کے درمیان تو دو طلاق ہونگی اور یہ امام اعظمؒ کے نزدیک ہے کذا فی الہدایہ اور اگر اپنے قول ایک سے تین تک یا ایک سے تین تک کے درمیان سے ایک طلاق کی نیت کی تو دیانۃً تصدیق ہوسکتی ہے مگر قضاءً[٤] تصدیق نہ ہوگی یہ غایۃ السروجی مین ہے اور اگر کہا کہ ایک سے دس تک تو امام اعظمؒ کے نزدیک دو طلاق واقع ہونگی یہ تبیین مین ہے۔ اور اگر کہا کہ تو طالقہ ما بین یک تا دیگر ہے یا ایک سے ایک تک تو یہ ایک طلاق ہوگی یہ سراج الوہاج مین ہے ہشام نے امام ابو یوسفؒ سے روایت کی ہے کہ اگر اُسنے کہا کہ تو طالقہ ما بین یک و سہ ہے تو یہ ایک طلاق ہے یہ محیط مین ہے اور اگر کہا کہ دو سے دو تک تو امام اعظمؒ کے نزدیک دو طلاق واقع ہونگی یہ عتابیہ مین ہے اور اگر کہا کہ تو طالق ہے رات تک یا کہا کہ ایک ماہ تک یا کہا کہ ایک سال تک تو اسمین تین صورتین ہین کہ یا تو اُسنے فی الحال واقع ہونے کی نیت کی اور وقت واسطے امتداد کے قرار دیا پس اس صورت مین طلاق فی الحال واقع ہوگی اور یا اُسوقت مضاف الیہ کے بعد واقع ہونے کی نیت کی پس ایسی صورت مین اُسوقت مضاف الیہ کے گذرنے کے بعد طلاق واقع ہوگی اور اگر اُسکی کچھ نیت نہو تو ہمارے نزدیک بدون وقت مضاف الیہ کے گذرنے کے طلاق واقع نہ ہوگی قال المترجم قولہ ایک ماہ تک اسکے معنے یہ ہوئے کہ مہینہ پر یعنے مہینہ بھر گذرنے پر تو طالقہ ہے فافہم۔ اور اسیطرح اگر کہا کہ گرمیون تک یا جاڑون تک تو طالقہ ہے تو یہ قول اور رات تک یا مہینہ تک تو طالقہ ہے دونون یکسان ہین اسیطرح اگر کہا کہ ربیع تک یا خریف تک تو طالقہ ہے تو بھی یہی حکم ہے یہ محیط مین ہے۔ اور اگر کہا کہ تو طالقہ ہے حین یا زمان ہے پس اگر اُسنے اپنی نیت مین کوئی وقت یا زمانہ مراد لیا مثلاً مہینہ یا جاڑے یا خریف تو اُسکی نیت پر ہوگا اور اگر کچھ نیت نہ کی ہو تو چھ مہینے پر رکھا جائیگا اور اگر کہا کہ تو طالقہ ہے قریب ہی اور کچھ نیت نہ کی تو یہ ایک مہینہ سے ایک دن کم پر رکھا جائیگا یہ شرح جامع صغیر قاضیخان مین ہے۔ اور اگر کہا کہ یہان سے ملک شام تک تو طالقہ ہے تو یہ ایک طلاق رجعی ہوگی یہ ہدایہ مین ہے۔ اور اگر کہا کہ تو طالقہ واحدۃ در دو ہے پس اگر اُس نے یہ نیت کی کہ ایک اور دو اور عورت مدخولہ ہے تو تین طلاق واقع ہونگی اور اگر غیر مدخولہ ہے تو ایک طلاق پڑیگی اور اگر ایک مع دو کے مراد لی تو تین طلاق پڑینگی خواہ مدخولہ ہو یا غیر مدخولہ ہو یہ فتح القدیر مین ہے اور اگر دو مین کہنے سے ظرفیت مراد لی تو ایک طلاق پڑیگی اسواسطے

---

[١] مبہم یعنے دونون مین مشتبہ و محتمل طلاق کے واسطے اب یہی جورو متعین ہوگئی ١٢ [٢] قضاءً کیونکہ قاضی پر بحسب ظاہر حکم کرنا لازم ہے اگرچہ نیت دوسری ہو جو مخفی ہے لہذا جب تک اُسکی کا ظہور نہ ہو تب تک قاضی اُسکو نہین لے سکتا ورنہ خود گنہگار ہوگا ١٢ [٣] بسبب اقرار کے ١٢ [٤] کیونکہ شوہر کی تصدیق نہ ہوگی ١٢ [٥] در صورتیکہ اُسکی کچھ نیت نہ ہو ١٢ م [٦] اگر دو ماہ رہ مین یہ ہوا یا حال یعنے مذکور الظہور ہے ١٢ م [٧] کسی وقت کو مراد لیا ہو یا نہین ١٢ [٨] وقت تک ١٢ [٩] زمانہ تک ١٢ [١٠] دو مین ایک ١٢ منہ رحمہ اللہ تعالےٰ علیہ

کہ طلاق ایسی چیز نہین ہے جو ظرف ہو سکے پس دو مین کہنا لغو ہوگا یہ سراج الوہاج مین ہے اور اسیطرح اگر کہا کہ تین مین ایک تو بھی یہی حکم ہے کہ اگر ایک اور تین مراد لی تو مدخولہ پر تین اور غیر مدخولہ پر ایک پڑیگی اور اگر ایک مع تین مراد لی تو بہر صورت تین طلاق پڑینگی اور اسیطرح اگر دو مین دو طلاق کا لفظ کہا اور دو اور دو مراد لی یا دو مع دو کے مراد لی تو مدخولہ پر تین طلاق پڑینگی اور اگر اُسکی کچھ نیت نہو یا اُسنے ضرب حساب مراد لی پس ایک در دو کہنے کی صورت مین فقط ایک ہی واقع ہوگی اور ایک در سہ کہنے کی صورت مین بھی یہی حکم ہے اور دو در دو کہنے کی صورت مین فقط دو طلاق واقع ہونگی یہ محیط مین ہے۔ اور اگر کہا کہ تو طالقہ بکہ یا در مکہ ہے یعنے مکہ مین یا مکہ کے اندر تو جہان ہو فے الحال اُسپر طلاق پڑیگی اسیطرح اگر اُسنے کہا کہ دار مین تو طالقہ ہے تو جہان ہو فی الحال مطلقہ ہوگی اور اگر اُسنے کہا کہ میری یہ مراد تھی کہ جب وہ مکہ مین آوے تب مطلقہ ہوگی تو قضاءً نہین بلکہ دیانۃً تصدیق کیجائیگی اور اگر صریح اُسنے یون کہا کہ جب تو مکہ مین داخل ہو تو تجھے طلاق ہے تو جبتک مکہ مین داخل نہو طلاق نہ پڑیگی اور اگر کہا کہ تیرے دار مین داخل ہونے پر طلاق ہے تو بالفعل طلاق معلق ہوگی یہ ہدایہ مین ہے اور اگر عورت سایہ مین بیٹھی ہے اُس سے کہا کہ تو دھوپ مین طالقہ ہے تو وہین مطلقہ ہوجائیگی اور اگر کہا کہ تو اپنی نماز مین طالقہ ہے تو جبتک رکوع اور سجدہ نہ کرے تب تک طالقہ نہوگی اور اگر کہا کہ تو اپنے روزہ مین طالقہ ہے تو صبح ہوجانے پر طالقہ ہوجائیگی یہ سراج الوہاج مین ہے۔ اور اگر کہا کہ تو اپنے مرض مین یا وجع مین طالقہ ہے تو جب تک مریضہ نہو تب تک طالقہ نہوگی یہ فتح القدیر مین ہے۔ اور اگر کہا کہ دخول دار پر تو طالقہ بیک طلاق ہے تو فے الحال واقع ہوگی یہ غایۃ السروجی مین ہے اور اگر کہا کہ تو اپنے حیض مین یا اپنے حیض کے ساتھ طالقہ ہے تو جب ہی خون دیکھے گی اُسی وقت سے طالقہ ہوگی بشرطیکہ یہ خون تین روز تک برابر رہے تو جب وہ طاہر رہیگی حیض نہ آویگا تب تک طالقہ نہوگی اور اگر سب صورتون مین حیض کی حالت مین ہو تو جبتک اس حیض سے پاک ہوکر پھر حائضہ نہو تب تک مطلقہ نہوگی یہ بدائع و شرح طحاوی مین ہے۔ اور اگر کہا کہ انت طالق بدخولک الدار او بحیضتک یعنے تو طالقہ ہے ساتھ داخل ہونے تیرے کے گھر مین یا ساتھ اپنے حیض کے تو جبتک داخل نہو یا حائضہ نہو تب تک طلاق نہ پڑیگی یہ بحر الرائق مین ہے اور اگر کہا کہ تو ایسے کپڑے مین طالقہ ہے حالانکہ اُسوقت عورت دوسرا کپڑا پہنے ہے تو فی الحال مطلقہ ہوجائیگی اسیطرح اگر کہا کہ تو طالقہ ہے درحالیکہ تو مریضہ ہو تو بھی یہی حکم ہے اور اگر مرد نے کہا کہ میری یہ مراد تھی کہ اگر ایسا کپڑا پہنے یا جب مریضہ ہو تب طالقہ ہے تو قضاءً نہین مگر دیانۃً اُسکی تصدیق کیجائیگی یہ فتح القدیر مین ہے۔ اور اگر کہا کہ تو اپنے مکہ جاتے مین یا ایسا کپڑا پہننے مین طالقہ ہے تو جبتک ایسا فعل نہ کرے تب تک طالقہ نہ ہوگی یہ محیط مین ہے۔ اور اگر کہا کہ تو میرے علم مین یا میرے حساب مین یا میری رائے مین طالقہ ہے تو طلاق پڑجائیگی بخلاف اسکے اگر کہا کہ اُس چیز مین جسکو مین جانتا ہون تو طالقہ ہے تو ایسا حکم نہین ہے یہ ظہیریہ مین ہے۔

سلہ قال المترجم یعنے بمنزلہ اس قول کے کہ اگر تو مکہ مین آوے تو تجھے طلاق ہے یا اگر تو دار مین جاوے تو تجھے طلاق ہے ۱۲ م سلہ قال المترجم طلاق اہلذ کے نزدیک بہر حالت یعنے ایسے امور کے ساتھ اور زیادہ بد ہوجائیگی ۱۲ منہ سلہ تاکہ حیض متحقق ہو ۱۲ سلہ یعنے ایسا کپڑا پہننے کی حالت مین ۱۲
سلہ یعنے بعد ایسے فعل کے طالقہ ہوجائیگی ۱۲

دوسری فصل زمانہ کی طرف طلاق کی اضافت کرنے اور اُسکے متعلقات کے بیان مین۔ اگر کہا کہ تو کل کے دن مین یا کل طالقہ ہے اور اُسکی نیت کوئی خاص نہین ہے تو کل کی فجر طلوع ہوتے ہی طلاق پڑجائیگی اور اگر اُسنے دعویٰ کیا کہ میری نیت یہ تھی کہ کل کے روز آخر وقت طالقہ ہے تو دونون صورتون مین دیانۃً اُسکی تصدیق ہوگی اور رہی قضاءً سو کل کے کہنے کی صورت مین بالاجماع اُسکی تصدیق نہ ہوگی اور کل کے روز مین کہنے کی صورت مین امام ابوحنیفہ رح نے فرمایا کہ قضاءً بھی تصدیق ہوگی اور صاحبینؒ نے فرمایا کہ تصدیق نہ کی جائیگی اور اسیطرح اگر رمضان یا رمضان مین طلاق کہا یا کہا کہ انت طالق شہرا او فی شہر یعنے تو طالقہ ماہ یا ماہ مین ہے تو بھی یہی حکم ہے اور اگر کسی وقت کہا کہ تو رمضان مین طالقہ ہے تو رمضان سے وہ رمضان مراد ہوگا جو پہلے آوے اور اسیطرح اگر کہا کہ تو جمعرات کو طالقہ ہے تو پہلی جمعرات جو آوے وہی قرار دیجائیگی اور اگر اُسنے کہا کہ مین نے اس رمضان کے سوائے دوسرا رمضان مراد لیا تھا تو قضاءً اُسکے قول کی تصدیق نہوگی مگر فیما بینہ وبین اللہ تعالےٰ سچا ہو سکتا ہے یہ محیط مین ہے۔ اور اگر جمعرات کے روز کہا کہ تو جمعرات کو یا جمعرات کے دن مین طالقہ ہے تو یہی جمعرات رکھی جائیگی جو ہے یہ ذخیرہ مین ہے۔ مجموع النوازل مین لکھا ہے کہ اگر کہا کہ تو جمعہ کو یا جمعہ کے دن مین طالقہ ہے اور یہ دن جمعہ کا ہے تو طلاق پڑجائیگی اور اگلے جمعہ پر نہین رکھا جائیگا الا اس صورت مین کہ اُسنے نیت کی ہو یہ محیط مین ہے۔ ایک شخص نے شعبان مین کہا کہ تو رمضان مین طالقہ ہے تو شعبان کے آخر روز جب آفتاب غروب ہوگا تو عورت پر طلاق پڑجائیگی اور اگر کہا کہ تو گرمی مین یا جاڑے مین یا ربیع مین یا خریف مین طالقہ ہے تو اُس وقت کے آنے ہی پر طلاق پڑیگی یہ فتاوےٰ قاضیخان مین ہے۔ ایک شخص نے بطور حلف اپنی جورو سے نصف رمضان مین کہا کہ تو لیلۃ القدر مین طالقہ ہے تو جبتک اگلے سال کا رمضان نہ گذرے تب تک طلاق واقع نہوگی اور صاحبینؒ کے قول پر جب اگلے رمضان کا نصف گذر جاوے تب ہی طلاق پڑیگی یہ فتاوےٰ قاضیخان مین ہے اور اگر قسم کھانے والا عوام مین سے ہو تو جس رمضان مین قسم کھائی ہے اُسکی ستائیسوین تاریخ گذرنے پر طلاق پڑجائیگی اسواسطے کہ عوام مین ستائیسوین رمضان لیلۃ القدر معروف مشہور ہے یہ حاوی مین ہے۔ اور اگر کہا کہ تو طالقہ بعد چھ روز کے ہے تو لوگون کے عرف کے موافق ساتوین روز آفتاب غروب ہونے پر طالقہ ہوجائیگی یہ تاتارخانیہ مین ہے اور اگر کہا کہ تو آج کل یا کل آج طالقہ ہے تو جن دو وقتون کا نام اُسنے زبان سے بکا ہے انمین سے پہلا وقت لیا جائیگا پس مثال مذکور مین اول صورت مین آج ہی طلاق پڑیگی اور دوسری صورت مین کل پڑیگی یہ ہدایہ مین ہے۔ اور اگر کہا کہ تو طالقہ آج و کل ہے تو فی الحال ایک طلاق پڑیگی اور سوائے اسکے کوئی طلاق واقع نہوگی اور اگر کہا کہ کل اور آج تو وہ آج بیک طلاق طالقہ ہوگی اور کل کے روز دوسری طلاق پڑیگی یہ سراج الوہاج مین ہے۔ اور اگر کہا کہ تو طالقہ ہے آج کے روز اور جب کل آوے تو ایک فی الحال واقع ہوگی اور جب کل کا روز ہو درحالیکہ وہ عدت مین ہو تو دوسری واقع ہوگی یہ فتاوےٰ قاضیخان

سلہ قال المترجم خالی رمضان بدون حرف ظرفیت اُردو مین اور یسے محاورہ مشکل ولیکن عربی مین بھی بدون تاویل حذف مستکرہ مستبعد لہذا ہر دو محاورہ قریب قریب ہوگئے ۱۲ م عہ پہلے رمضان کے سوائے ۱۲

مین ہی۔ اور اگر کہا کہ تو طالقہ ہی اُسی روز جبکہ کل آوے تو طلوع فجر ہوتے ہی اُسپر طلاق ہو گی یہ ذخیرہ مین ہی۔ اور اگر عورت سے رات مین کہا کہ تو اپنی رات مین نہ دن کو طالقہ ہی تو جسدم یہ قول کہا ہی اُسیوقت اُسپر طلاق واقع ہو گی پھر دن مین کچھ واقع نہ ہو گی۔ اور یہ اسوقت ہے کہ اُسکی کچھ نیت نہو اور اگر یہ نیت کی ہو کہ ہر دو وقت مین ایک ایک طلاق ہو تو اُسکی نیت پر رہیگا۔ اور اگر عورت سے رات مین کہا کہ تو اپنے دن کو اور رات کو طالقہ ہے تو ایک طلاق یہ قول کہتے ہی پڑجائیگی اور دوسری طلوع فجر ہونے پر پڑیگی اور اگر عورت سے رات مین کہا کہ تو طالقہ ہی اپنی رات مین اور اپنے دن مین یا دن مین کہا کہ تو اپنے دن مین اور اپنی رات مین طالقہ ہی تو ہر دو وقت مین اسپر ایک ایک طلاق واقع ہو گی۔ اور اگر کہا کہ تو اپنے کھانے اور اپنے پینے مین طالقہ ہی یا اپنے قیام وقعود مین تو جب تک دونون افعال پائے نجاوین طلاق نہ پڑیگی۔ اور اگر کہا کہ اپنے کھانے مین اور اپنے پینے مین اور اپنے کھڑے ہونے مین اور اپنے بیٹھنے مین طالقہ ہی تو جو فعل ان دونون مین سے پایا جاویگا طلاق پڑجائیگی۔ اور اگر اپنے قول رات مین اور دن مین کہنے سے اُس نے ایک ہی طلاق کی نیت کی ہو تو فیما بینہ وبین اللہ تعالے تصدیق ہو سکتی ہی اسواسطے کہ اُسنے ایسی بات کی نیت کی جو اُسکے لفظ سے نکل سکتی ہی اور نوادر ابن سماعہ مین امام محمدؒ سے مروی ہی کہ اگر اپنی جورو سے کہا کہ تو طالقہ ہر روز وشب ہے پس اگر اُسنے دن مین یہ لفظ کہا تو ایک ہی طلاق واقع ہو گی اور اگر رات مین کہا تو دو طلاق پڑینگی کذا فی المحیط اور اگر دوپہر کو اپنی جورو سے کہا کہ تو طالقہ اول اس روز و آخر اس روز ہی تو ایک طلاق ہو گی اور اگر کہا کہ آخر اُس روز اور اول اُس روز ہی تو دو طلاق پڑجائینگی اسواسطے کہ پہلی صورت مین جو طلاق پہلے وقت پڑیگی وہی آخر وقت ہو گی پس ایک ہی واقع ہو گی اور دوسری صورت مین جبکہ آخر روز پہلے کہا تو آخر روز کی طلاق پڑی ہوئی اول وقت نہین پڑیگی لہذا دو طلاق ہوجاوینگی یہ فتاوے قاضیخان مین ہی۔ اور اگر عورت سے کہا کہ تو طالقہ اسوقت کل ہے تو اسپر فی الحال ایک طلاق پڑیگی اور اگر اُسنے کہا کہ مین نے اسوقت سے کل کے روز کا یہی وقت مراد لیا تھا تو قضاءً اُسکے قول کی تصدیق نہو گی مگر فیما بینہ وبین اللہ تعالے اُسکی تصدیق ہو سکتی ہی یہ محیط مین ہے۔ اور منتقی مین لکھا ہی کہ کسی نے کہا کہ تو طالقہ ہی کل اور بعد کل کے تو فقط کل اُسپر طلاق واقع ہو گی اور اگر کہا کہ دیروز و امروز یعنی گذرے ہوئے کل اور آج کے روز تو ایک ہی طلاق پڑیگی اور اگر کہا کہ آج کے روز اور گذرے ہوئے کل کے روز تو دو طلاق پڑینگی اور باوجود اسکے یہ بھی کہا کہ دیروز سے ایک روز پہلے تو تین طلاق پڑجاوینگی یہ عتابیہ مین ہی۔ اور اگر کہا کہ تو طالقہ ہے آج کے روز اور کل کے بعد تو امام اعظمؒ و امام ابو یوسفؒ کے نزدیک دو طلاق واقع ہو نگی یہ فتاوے قاضیخان مین ہی اور اگر اُسنے کہا کہ تو طالقہ ہی کل یا بعد کل کے تو پرسون طلاق واقع ہو گی اسواسطے کہ اُسنے دونون وقتون مین سے ایک کو ظرف ٹھہرایا ہی اور یہ اصل قرار پائی ہے

ف قال المترجم یعنے آج کے روز کو مقدم کرکے کہا کہ آج کے روز و کل گذشتہ اور اس سے ایک روز پہلے ۱۲ منہ ف بطور محاورہ کہ طلاق کے واسطے تیسرے ایسے کوئی وقت خاص ذکر کا نہین ہی ۱۲ م ف نشست برخاست ۱۲ منہ ف اور وجہ اسکی مذکور ہوئی ہی ۱۲ ف گذرا ہوا کل ۱۲ ف طلاق پڑیگی

کہ جب طلاق کی اضافت دو وقتون مین سے کسی ایک کی طرف ہو تو دونون وقتون مین سے پچھلے وقت مین واقع ہوتی ہے یہ کافی مین ہے۔ اور اگر کہا کہ تو طالقہ ہے آج کے روز و کل و بعد کل کے اور اسکی کچھ نیت نہین ہے تو ایک طلاق واقع ہوگی کذا فے محیط السرخسی اور اگر اُسنے تین روز مین متفرق تین طلاق کی نیت کی تو سب واقع ہونگی یہ فتح القدیر مین ہے۔ اور اگر کہا کہ تو طالقہ ایسی ایک طلاق کے ساتھ ہے جو تجھپر کل واقع ہوگی تو طلوع فجر ہونے پر طلاق پڑجاویگی اور اگر کہا کہ ایسی طلاق کے ساتھ جو نہ واقع ہوگی مگر کل تو فی الحال طلاق پڑجائیگی یہ محیط سرخسی مین ہے۔ اور اگر کہا کہ تو شروع ہر ماہ مین طالقہ ہے تو اُسپر تین مہینہ تک شروع ہر ماہ مین ایک طلاق پڑیگی اور اگر کہا تو ہر مہینہ مین طالقہ ہے تو اُسپر ایک طلاق پڑیگی یہ ذخیرہ مین ہے اور اگر کہا کہ تو ہر جمعہ طالقہ ہے پس اگر اُسکی یہ نیت ہو کہ تو ہر جمعہ کو طالقہ ہے تو اُسپر ہر جمعہ کو برابر طلاق پڑتی رہیگی یہان تک کہ وہ تین طلاق سے بائنہ ہوجاوے اور اگر یہ نیت ہو کہ اُسکی زندگی بھر مین جتنے جمعہ کے دن گذرین سب مین طالقہ ہوگی تو عورت پر فقط ایک طلاق پڑیگی اور اسیطرح اگر کہا کہ تو طالقہ ہے آج اور شروع ماہ پر تو پہلے ہی حکم ہے اور اگر ان اوقات مذکورہ مین ہر روز طلاق واقع ہونے کی نیت کی تو موافق نیت واقع ہوگی۔ اور اگر کہا کہ تو طالقہ ہر روز مین بیک طلاق ہے تو ہر روز ایک طلاق واقع ہوگی اور اگر کہا کہ تو طالقہ ہے ہر روز یا عند کل یوم یا ہرگاہ کوئی روز گذرے تو ہر روز ایک طلاق کر کے تین طلاق واقع ہونگی یہ محیط سرخسی مین ہے اور بشر رح نے امام ابو یوسف رح سے روایت کی ہے کہ اگر اپنی جورو سے کہا کہ تو طالقہ بعد ایام[1] ہے تو یہی حکم ہے کہ بعد سات روز کے واقع ہوگی۔ اور معلّے رح نے امام ابو یوسف رح سے روایت کی ہے کہ اگر عورت سے کہا کہ جب ذوالقعدہ ہو تو تو طالقہ ہے حالانکہ یہ مہینہ ذیقعدہ ہی کا ہے جسمین سے کچھ دن گذر گئے ہین تو امام ابو یوسف رح نے فرمایا کہ کہتے ہی وہ طالقہ ہوجائیگی۔ اور اگر عورت سے کہا کہ تو آمد روز مین طالقہ ہے پس اگر یہ کلام رات مین کہا تو آئندہ روز کے فجر ہوتے ہی طالقہ ہوجائیگی اور اگر یہ امر دن مین کہا ہے تو دوسرے روز جب یہی گھڑی آویگی تب ہی طالقہ ہوگی اور اگر کہا کہ تو ایک روز گذرے پر طالقہ ہے پس اگر یہ کلام رات مین کہا ہے تو دوسرے روز جب آفتاب غروب ہوگا طالقہ ہوجائیگی اور اگر دن مین کہا ہو تو جب دوسرے روز کی یہی گھڑی آویگی جسمین یہ لفظ کہا ہے تو طالقہ ہوجائیگی۔ اور اگر کہا تو تین دن آنے پر طالقہ ہے پس اگر رات مین کہا تو تیسرے روز طلوع فجر ہوتے ہی طالقہ ہوجائیگی اور اگر دن مین کہا تو چوتھے روز طلوع فجر ہوتے ہی طالقہ ہوجائیگی اور اگر کہا کہ تو تین روز گذرنے پر طالقہ ہے پس اگر رات مین کہا تو تیسرے روز آفتاب غروب ہونے پر طالقہ ہوجائیگی اسواسطے کہ اسی پر شرط پوری ہوجائیگی اور ایسا ہی جامع کے بعض نسخوں مین ہے۔ اور دوسرے نسخون مین یون ہے کہ جب تک چوتھی رات کی ایسی ہی گھڑی جسمین یہ لفظ کہا ہے نہ آوے تب تک طالقہ نہوگی اور ایسا ہی امام قدوری نے اپنی شرح مین ذکر کیا ہے یہ محیط مین ہے۔ اگر عورت سے کہا کہ تو دیروز[3] طالقہ ہے حالانکہ اُس سے آج ہی نکاح کیا ہے تو کچھ واقع نہوگی اور اگر دیروز سے پہلے اُس سے

[1] یعنے تین جمعہ تک ۱۲ [2] یعنے چند روز ۱۲ [3] گذشتہ کل ۱۲

نکاح کیا ہو تو اُسوقت طلاق پڑیگی اور اگر کہا کہ تو قبل اسکے کہ مین تجھ سے نکاح کرون طالقہ ہی تو اُسپر کچھ واقع نہ ہوگی یہ ہدایہ مین ہی۔ اور اگر کہا کہ تو طالقہ ہی جبکہ مین تجھ سے نکاح کرون قبل اسکے کہ مین تجھ سے نکاح کرون یا کہا کہ تو طالقہ ہی قبل اسکے کہ مین تجھ سے نکاح کرون جسوقت مین تجھ سے نکاح کرون۔ یا کہا کہ جب مین تجھ سے نکاح کرون پس تو طالقہ ہی قبل اسکے کہ مین تجھ سے نکاح کرون تو پہلی دونون صورتون مین نکاح کرنے کے وقت باتفاق طلاق واقع ہوگی اور تیسری صورت مین امام اعظمؒ و امام محمدؒ کے نزدیک طلاق واقع نہوگی یہ فتح القدیر مین ہی۔ اور اگر اپنی جورو سے کہا کہ تو اپنے دار مین داخل ہونے سے ایک مہینہ پہلے طالقہ ہی یا کہا کہ تو فلان کے آنے سے ایک مہینہ پہلے طالقہ ہی پس اس قسم طلاق سے ایک مہینہ گذرنے سے پہلے فلان مذکور آگیا یا عورت مذکورہ دار مین داخل ہوگئی تو طلاق نہ پڑیگی اور اگر وقت قسم سے مہینے گذرنے پر فلان مذکور آیا یہ عورت دار مین داخل ہوئی تو طلاق پڑیگی۔ اور اگر کسی نے اپنی عورت سے کہا کہ تو اس سے ایک مہینہ پہلے طالقہ ہی تو فی الحال طلاق پڑجائیگی۔ پھر واضح رہے کہ ہمارے علمار ثلثہ رحمہم اللہ کے نزدیک داخل ہونے یا آنے کے ساتھ ہی ساتھ طلاق پڑیگی اور وقوع طلاق اسکے داخل ہونے و فلان کے آنے ہی پر مقصود ہوگا چنانچہ اگر مہینہ کے اندر بیچ مین کسی وقت عورت مذکورہ کو خلع دیدیا پھر وہ مہینہ پورا ہونے پر دار مین داخل ہوئی یا فلان مذکور آگیا درحالیکہ یہ عورت عدت مین ہی تو خلع باطل نہوگا یہ محیط مین ہی۔ اور اگر کہا کہ تو فلان شخص کی موت سے ایک مہینہ پہلے سے طالقہ ہی پس اگر فلان مذکور مہینہ پورا ہونے پر مرگیا تو امام اعظمؒ کے نزدیک شروع مہینہ سے طالقہ قرار دیجائیگی اور صاحبینؒ کے نزدیک فلان مذکور کی موت کے بعد طالقہ ہوگی اور اگر فلان مذکور پورا مہینہ ہونے سے پہلے مرگیا تو بالاجماع طالقہ نہوگی۔ اور اگر کہا کہ تو رمضان سے ایک مہینہ پہلے سے طالقہ ہی تو بالاتفاق شروع شعبان مین طلاق پڑجائیگی۔ اور اگر کہا کہ فلان کی موت سے ایک مہینہ پہلے تو بسہ طلاق طالقہ ہی یا بطلاق بائنہ طالقہ ہی پھر مہینے کے بیچ مین اُس سے خلع کرلیا پھر فلان مذکور مہینہ پورا ہونے پر مرگیا پس اگر وہ عدت مین ہی تو ایک ماہ پہلے سے اُسپر طلاق پڑیگی۔ اور خلع باطل ہونے کا حکم دیا جائیگا اور شوہر نے جو خلع کا معاوضہ لیا ہی وہ عورت کو واپس دیگا اور یہ امام اعظمؒ کا قول ہی اور صاحبینؒ کے نزدیک خلع باطل نہوگا مگر طلاق مع خلع کے تین طلاق ہوجاوینگی اور اگر عورت مذکورہ عدت مین نہ رہی ہو باینطور کہ اُسنے وضع حمل کیا ہو پھر فلان مذکور مرا یا عورت مدخولہ نہو کہ اسپر عدت واجب ہی نہوئی ہو پھر فلان مذکور مرا تو بالاجماع خلع باطل نہوگا یہ سراج الوہاج مین ہی اور اگر کہا کہ تو میری موت سے ایک مہینے پہلے یا کہا کہ اپنی موت سے ایک مہینہ پہلے طالقہ ہی پھر شوہر یا جورو مری تو امام اعظمؒ کے نزدیک زندگانی کے آخر جزو مین قبل موت کے طلاق پڑجائیگی اور اُسوقت سے ایک

سلہ قال المترجم یہ وہم نہو کہ یہ چاہیے کہ جب فلان مرے اُس سے ایک مہینہ کے پہلے سے اُسپر طالقہ ہونیکا حکم دیا جاوے اگرچہ دس برس کے بعد مرے کیونکہ طالقہ حکم جملہ خبریہ رکھتا ہی پس اگر خبر درست پڑے تو طلاق پڑیگی ورنہ نہیں چنانچہ اگر یون کہے کہ فلان کی موت کے ایک مہینہ پہلے سے تجھپر طلاق ہے یا مین نے تجھے فلان کی موت سے ایک مہینہ پہلے طلاق دی تو یہ حکم ہوگا فالہم ۱۲ منہ سلہ یعنے شرطیہ اسوقت طالقہ ہی کہ جب فلان کی موت کو ایک مہینہ رہا ہی گو یا یون کہا کہ تو اُسوقت طالقہ ہی بشرطیکہ فلان کی موت کا ایک مہینہ ہو ۱۲ م

مہینہ پہلے سے مطلقہ قرار دیجائیگی اور صاحبینؒ کے نزدیک طلاق نہ پڑیگی یہ محیط سرخسی مین ہی اور اگر کہا کہ تو فلان و فلان کی موت سے ایک مہینہ پہلے طالقہ ہی پھر ان دونون مین سے ایک شخص ایک مہینہ پہلے سے مرگیا تو عورت اس قسم سے کبھی طالقہ نہوگی اور اگر وقت قسم سے ایک مہینہ گذرنے پر دونون مین سے ایک مرا تو وہ وقت قسم سے طالقہ ہوجائیگی اور دوسرے کی موت کا انتظار نہ کیا جائیگا - اور اگر کہا کہ تو فلان و فلان کے آنے سے ایک مہینہ پہلے سے طالقہ ہی پھر قسم سے ایک مہینہ پورا ہونے پر ایک آگیا پھر اُسکے بعد دوسرا آیا تو طالقہ ہوجائیگی اسواسطے کہ دونون کا معًا آجانا عادتًا ممتنع ہی اسواسطے اسکا اعتبار ساقط ہوا - اور اگر کہا کہ تو یوم اضحیٰ اور فطر سے ایک مہینے پہلے طالقہ ہی تو جب رمضان کا چاند دکھائی دیگا تب ہی طالقہ ہوجائیگی اسواسطے کہ اضحیٰ و فطر دونون ساتھ ہی نہین ہوتے ہین پس وقوع طلاق کا متعلق بصفت تقدم ہوگا اور مہینہ کا اتصال ایک کے ساتھ معتبر ہوگا نہ دوسرے کے ساتھ یہ محیط مین ہی - اور اگر کہا کہ تو یوم اضحیٰ سے پہلے طالقہ ہی تو فی الحال طلاق واقع ہوگی اور اسیطرح اگر کہا کہ تو طالقہ ایسی طلاق سے ہی کہ قبل اسکے یوم اضحیٰ ہی تو فی الحال واقع ہوگی یہ ذخیرہ مین ہی اور اگر کہا کہ تو اپنے حیض آنے سے ایک مہینہ پہلے طالقہ ہی پس عورت مذکورہ ایک مہینہ ٹھہری پھر اُسنے فقط ایک یا دو روز خون دیکھا تو طالقہ نہوگی جب تک تین روز تک خون نہ دیکھے اور اگر اُسنے تین روز تک خون دیکھا تو بعض نے فرمایا کہ امام اعظمؒ کے نزدیک اس سے ایک مہینہ پہلے سے طالقہ ہوگی اور صحیح یہ ہی کہ اسیوقت سے طالقہ ہوگی یہ محیط سرخسی مین ہی - منتقی مین امام محمدؒ سے مروی ہی کہ اگر اپنی جورو سے کہا کہ تو کچھ پہلے کل کے یا کچھ پہلے آمد فلان کے طالقہ ہی تو کل سے یا فلان کے آنے سے پلک مارنے کی مقدار پہلے سے طالقہ ہوجائیگی اور حاکم نے فرمایا کہ فلان کے آنے سے کچھ پہلے کی صورت مین یہ حکم ٹھیک نہین ہی اور صحیح یہ ہی کہ فلان کے آنے پر طالقہ ہوجائیگی یہ محیط مین ہی اور اگر کہا کہ تو بعد یوم اضحیٰ کے طالقہ ہی تو رات گذرنے پر طالقہ ہوجائیگی اور اگر کہا کہ تو ایسے وقت طالقہ ہی کہ اُسکے بعد یوم اضحیٰ ہی تو فی الحال طالقہ ہوجائیگی اور اگر کہا کہ یوم اضحیٰ کے ساتھ طالقہ ہی تو یوم اضحیٰ کی فجر طلوع ہونے سے طالقہ ہوجائیگی اور اگر کہا کہ معہا یوم الاضحیٰ یعنے اُسکے ساتھ یوم اضحیٰ ہو تو فی الحال طالقہ ہوجائیگی یہ محیط سرخسی مین ہی - اور اگر کہا کہ تو طالقہ ہی میری موت کے ساتھ یا اپنی موت کے ساتھ تو کچھ واقع نہوگی یہ کافی مین ہی اور اگر کہا کہ تو طالقہ ہی پہلے ایسے روز سے جس سے پہلے روز جمعہ ہی یا کہا کہ بعد ایسے روز کے جسکے بعد یوم جمعہ ہی تو ہر دو مسئلہ مین جمعہ کے روز طلاق واقع ہوگی اور اگر کہا کہ انت طالقة بشهر غير هذا اليوم او سوى هذا اليوم یعنے تو طالقہ بماہ ہی سوائے اس روز کے یا غیر اس روز مین تو جیسا اُسنے کہا ہی ویسا ہی ہوگا اور بعد اس روز کے گذر جانے کے طالقہ ہوجائیگی اور یہ قول ایسا نہین ہی کہ جیسے اُسنے کہا کہ انت طالق بشهر الا هذا اليوم کہ تو طالقہ بماہ ہی الا یہ روز کہ اس صورت مین کہتے ہی طلاق پڑجائیگی یہ محیط مین ہی - اور اصل یہ ہی کہ جب طلاق متعلق بدو فعل ہو تو آخر فعل پر طلاق پڑتی ہی اسواسطے کہ اگر اول فعل پر پڑجائے تو اول ہی پر متعلق ہوگی الخ

عہ اسواسطے کہ کمتر حیض تین روز ہین ۱۲ عہ یعنے کم سے کم ۱۲ عہ یعنے قربانی کا دن گذر کے رات گذر جانے پر ۱۲

اگر دو فعلون مین سے کسی ایک پر معلق ہو تو جو فعل پہلے پایا جاوے اسی پر پڑجائیگی اور اگر معلق بفعل و وقت دونون ہو تو دو طلاق پڑینگی یعنے ہر ایک کے واسطے ایک طلاق واقع ہوگی اسواسطے کہ یہ دونون مختلف ہین اور اگر معلق کی بفعل یا بوقت پس اگر فعل واقع ہوا تو طلاق پڑجائیگی اور وقت کی آمد کا انتظار نہ کیا جائیگا اور اگر وقت پہلے آگیا تو فعل پائے جانے تک واقع نہوگی اور ایسا قرار دیا جائیگا کہ گویا یہ دونون وقت تھے جسمین سے ایک کی جانب طلاق کی اضافت کیگئی - اور اگر یون کہا کہ جب فلان آوے اور جب فلان دیگر آوے تو تو طالقہ ہے تو طالقہ نہوگی الا بعد ان دونون کے آجانے کے اور اگر جزا کو مقدم کیا کہ تو طالقہ ہے جبکہ فلان آوے اور جبکہ فلان دیگر آوے تو ان دونون مین سے جبکہ کوئی آجائیگا تب ہی وہ طالقہ ہوجائیگی اور اسیطرح اگر جزا اسکے بیچ مین بولا تو بھی یہی حکم ہے کذا فی محیط السرخسی پھر دوسرے کے آنے پر کچھ واقع نہوگی الا اس صورت مین واقع ہوگی کہ اُسنے نیت کی ہو یہ محیط مین ہے - اور اگر کہا تو طالقہ ہے جبکہ کل کا روز آوے اور بعد کل کے تو آخر وقت مین واقع ہوگی اور اگر عورت لیٹی ہوئی ہے اُس سے کہا کہ تو اپنے قیام و قعود مین طالقہ ہے تو جبتک یہ دونون[پرسون ۱۲] فعل نہ کرے تب تک طالقہ نہ ہوگی اور اگر عورت بیٹھی ہو اور برابر ایسی ہی بیٹھی رہے پھر وہ کھڑی ہوئی یا کھڑی تھی کہ برابر ایسی رہی پھر بیٹھ گئی تو مطلقہ ہوجائیگی اور اگر کہا کہ تو طالقہ ہے اپنے قیام مین اور اپنے قعود مین تو جو فعل ان دونون مین سے پایا جائیگا طالقہ ہوجائیگی اور اگر دونون پائے گئے تو اس سے ایک[عہ] ہی طلاق پڑیگی اور اگر ایسا کہا کہ تو طالقہ ہے جبکہ فلان روز آوے یا جبکہ فلان دیگر آوے تو دونون مین جسکا آیا جانا پایا جائیگا تب ہی طالقہ ہوجائیگی اور اسیطرح اگر کہا کہ تو بیک طلاق طالقہ ہے جبکہ شروع مہینہ آوے یا جبکہ فلان آوے تو دونون مین سے جو بابت پائی جائیگی طلاق پڑجائیگی - اور اگر کہا کہ تو شروع ماہ پر طالقہ ہے یا جبکہ فلان آوے پس اگر فلان کا آنا پہلے پایا گیا تو طلاق پڑجائیگی اور اگر شروع مہینہ پہلے ہوا تو طلاق نہ پڑیگی یہانتک کہ فلان آوے یہ محیط سرخسی مین ہے اور اگر کہا کہ تو طالقہ ہے شروع ماہ پر اور جبکہ فلان آوے تو ان دونون مین سے ہر ایک کے ساتھ ایک طلاق متعلق ہوگی پس بروقت مذکور ایک طلاق پڑیگی اور شرط پائے جانے پر دوسری طلاق پڑیگی یہ کافی مین ہے اور اگر اپنی جورو سے جو باندی ہے کہا کہ جب کل آوے تو تو بدو طلاق طالقہ ہے اور مولے نے اس باندی سے کہا کہ جب کل کا روز آوے تو تو کل کے روز مین آزاد ہے تو یہ جورو اس شوہر کو حلال نہوگی یہانتک کہ دوسرے خاوند سے نکاح کرکے حلالہ کرلے اور اُسکی عدت امام اعظمؒ و امام ابو یوسفؒ کے نزدیک تین حیض ہونگے یہ ہدایہ مین ہے اور اگر عورت سے کہا کہ جب مین تجھے طلاق دون تو تو طالقہ ہے اور جب مین تجھے طلاق نہ دون تو تو طالقہ ہے اور طلاق نہ دی یہانتک کہ مر گیا تو دو طلاق واقع ہونگی اور اگر کہا کہ جب مین تجھے طلاق نہ دون تو تو طالقہ ہے اور جب مین تجھے طلاق دون تو تو طالقہ ہے پھر طلاق دینے سے پہلے مر گیا تو ایک طلاق پڑیگی یہ تبیین مین ہے اور اگر کہا کہ انت طالق مالم اطلقک و متے مالم اطلقک و متی مالم اطلقک یعنی تو طالقہ ہے جبکہ[عہ] مین تجھے طلاق نہ دون[۱۲] الخ وایضا

عہ الا اس صورت مین کہ نیت کی ہو تو دو واقع ہونگی ۱۲ منہ عہ تو طالقہ ہو جبتک کہ مین تجھے طلاق نہ دون اور یہی معنے ان دونون اخیرین کے بھی مین ۱۲

پھر وہ یہ کہکر خاموش رہا تو عورت باتفاق علماء طالقہ ہو جائیگی اور اگر خاموش نہ رہا بلکہ ساتھ ہی ملا کر کہا تو
طالقہ ہے تو اسنے یمین کو پورا کیا ہے حتے کہ اگر اسنے یون کہا ہو کہ جب مین طلاق نہ دون تو تو بسہ طلاق طالقہ
ہے پھر ساتھ ملا کر کہا کہ تو طالقہ ہے تو ہمارے اصحاب نے فرمایا کہ اسنے یمین کو پورا کیا اور عورت پر ایک ہی طلاق
پڑیگی اور اگر کہا کہ حین لم اطلقک اور حین سے اسکی کچھ نیت نہین ہے تو جب ہی چپ ہوا وہ عورت
طالقہ ہو جائیگی اور اسیطرح اگر کہا کہ زمان لم اطلقک یا حیث لم اطلقک یا یوم لم اطلقک تو بھی یہی
حکم ہے کہ چپ ہوتے ہی طلاق پڑ جائیگی اور اگر زمان لا اطلقک اور حین لا اطلقک یعنے زمانہ کہ تجھے
اسمین طلاق نہ دون یا حین کہ تجھے طلاق نہ دون تو جبتک چھ مہینے نہ گذرین طلاق واقع نہ ہوگی بشرطیکہ
زمانہ یا حین سے ایسی صورت مین اسنے اپنی نیت کچھ نہ رکھی ہو یہ فتح القدیر مین ہے اور اگر کہا کہ یوم لا اطلقک
تو طلاق واقع نہوگی یہانتک کہ ایک دن گذر جائے یہ عتابیہ مین ہے اور اگر کسی نے ایک عورت سے کہا کہ جس
روز مین تجھ سے نکاح کرون پس تو طالقہ ہے پھر اس سے رات مین نکاح کیا تو طالقہ ہو جائیگی اور اگر اسنے دعوی کیا
کہ مینے خاصۃ روز روشن کی نیت کی تھی تو قضاءً بھی اسکی تصدیق ہوگی یہ ہدایہ مین ہے اور اگر کہا کہ جس رات تجھ سے
نکاح کرون پس تو طالقہ ہے پس اگر رات مین اس سے نکاح کیا تو طلاق پڑیگی یہ سراج الوہاج مین ہے۔ اور اگر کہا کہ
یوم اتزوجک فانت طالق یعنے میرے تجھے نکاح کر لینے کے روز تو طالقہ ہے اور اسکو تین مرتبہ کہا پھر اس
سے نکاح کیا تو تین طلاق واقع ہونگی یہ محیط سرخسی مین ہے۔ اور اگر کہا کہ ہر گاہ مین تجھے طلاق نہ دون پس تو طالقہ
ہے پھر خاموش رہا تو عورت پر پے در پے تین طلاق واقع ہونگی اور ایکبارگی تین طلاق نہونگی حتے کہ اگر
غیر مدخولہ ہو تو بس ایک ہی طلاق پڑیگی یہ تبیین مین ہے۔ اور اگر کہا کہ اذا لم اطلقک فانت طالق او اذا ما لم اطلقک
فانت طالق یعنے جب مین تجھے طلاق نہ دون پس تو طالقہ ہے یا بعد لفظ اذا کے ما زائد کہا بہر صورت یہ اسکی نیت پر
ہے پس اگر اسنے کہا کہ فی الحال طلاق واقع کرنیکی نیت کی تھی تو فوراً طالقہ ہوگی اور اگر کہا کہ میری نیت آخر عمر کی تھی تو
یہ بمنزلہ قولہ ان لم اطلقک فانت طالق کے ہے یعنے اگر مین تجھے طلاق نہ دون تو تو طالقہ ہے اور اگر اسکی کچھ نیت نہو
تو امام اعظم رح کے نزدیک طلاق واقع نہوگی یہانتک کہ دونون مین سے کوئی مر جائے اور صاحبین رح نے فرمایا کہ جب
ہی وہ چپ ہوا تب ہی واقع ہو جائیگی یہ مضمرات مین ہے۔ اور اگر کہا کہ تو طالقہ ہے جبکہ مین تجھے طلاق نہ دون تو مطلقہ
نہوگی یہانتک کہ دونون مین سے کوئی مر جائے بشرطیکہ اسنے شرط مراد لی ہو یعنے جبکہ بمعنے اگر مراد لیا ہو اور اگر
دوسرے معنے مراد لیے ہون یعنے وقت کے تو جب ہی ساکت ہوگا تب ہی طلاق پڑ جائیگی اور اگر اسکی کچھ نیت
نہو تو امام اعظم رح کے نزدیک طلاق نہ پڑیگی یہانتک کہ دونون مین سے کوئی مر جائے اور صاحبین رح کے نزدیک

۱؎ دن کہ تجھے اسمین طلاق نہ دون ۱۲ منہ ۲؎ یعنے چونکہ پے در پے طلاق واقع ہونگی اسوجہ سے اگر غیر مدخولہ ہوگی تو پہلے ایک واقع ہوگی پھر دوسری
و تیسری ولیکن چونکہ غیر مدخولہ محل وقوع طلاق واحد ہی ہوتی ہے اسواسطے ایک پڑیگی اور وہ بائنہ ہو جائیگی اور اگر اس لفظ سے ایکبارگی تین
طلاق پڑنے کا حکم ہوتا تو غیر مدخولہ پر بھی تین طلاق واقع ہو جاتین ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالے علیہ ۳؎ یعنے کہکر خاموش
ہوا طلاق نہ دی ۱۲ منہ رحمہ اللہ

خاموش ہوتے ہی طلاق پڑجائیگی یہ کافی مین ہے۔ اور اگر کہا کہ ہرگاہ مین تیرے پاس بیٹھون تو پاس بیٹھنے والے کی جورو طالقہ ہے پس اُسکے پاس ایک ساعت بیٹھا تو اُسکی جورو کو تین طلاق پڑینگی اور اگر کہا کہ ہرگاہ مین تجھے مارون پس تو طالقہ ہے پس اُسکو دونون ہاتھون سے مارا تو دو طلاق پڑینگی اور اگر ایک ہاتھ سے مارا تو ایک ہی طلاق پڑیگی اگرچہ انگلیاں متفرق پڑی ہون۔ ایک شخص نے اپنی جورو سے کہا کہ ہرگاہ مین تجھے طلاق دون پس تو طالقہ ہے پھر اُسکو ایک طلاق دی تو دو طلاق واقع ہونگی ایک طلاق تو بسبب طلاق دینے کے اور دوسری طلاق بسبب اس قول کے کہ ہرگاہ مین تجھے طلاق دون پس تو طالقہ ہے اور اگر کہا کہ ہرگاہ میری طلاق تجھپر واقع ہو پس تو طالقہ ہے پھر اُسکو ایک طلاق دی تو تین طلاق واقع ہونگی یہ فتاوے قاضیخان مین ہے۔ **تیسری فصل** تشبیہ طلاق و اُسکے وصف کے بیان مین۔ اور اگر عورت سے کہا کہ تو طالقہ مثل عدد اس چیز کے ہے حالانکہ ایسی چیز کا نام لیا جسکے واسطے عدد نہین ہے جیسے شمس و قمر وغیرہ تو امام اعظم رح کے نزدیک ایک طلاق بائنہ واقع ہوگی اور اگر کہا کہ بعدد اس چیز کے جو میرے ہاتھ مین ہے درمون سے حالانکہ اُسکے ہاتھ مین کچھ نہین ہے تو ایک طلاق واقع ہوگی اور اسیطرح اگر کہا کہ بعدد حوض کی مچھلیون کے حالانکہ حوض مین کوئی مچھلی نہین ہے تو بھی یہی حکم ہے یہ محیط مین ہے۔ اور اگر طلاق کی اضافت ایسے عدد کی جانب کی جسکا ہونا معلوم ہے جیسے کہا کہ بعدد میری ہتھیلی کے بالون کے یا اُسکا ہونا یا نہونا مجہول ہے جیسے کہا کہ بعدد شیطان کے بالون کے یا اُسکے مثل کسی چیز کو بیان کیا تو ایک طلاق واقع ہوگی اور اگر ایسے عدد کی طرف اضافت کی کہ اُسکی شان سے یہ ہے کہ موجود ہووے لیکن اس قسم کھانے کے وقت کسی وجہ پیش آنے سے زائل ہے جیسے بعدد میری پنڈلی یا تیری پنڈلی کے بالونکے حالانکہ دونون نے نورہ لگایا ہے تو بسبب شرط نہ پائی جانے کے طلاق نہ پڑیگی یہ فتح القدیر مین ہے اور اگر کہا کہ بعدد اُن بالون کے جو تیری فرج پر ہین حالانکہ عورت نے نورہ وغیرہ لگایا ہے کہ اُسکی فرج پر کوئی بال نہین ہے تو امام محمد رح نے فرمایا کہ طلاق نہ پڑیگی جیسے کہ اگر کہا کہ بعدد اُن بالون کے جو میری ہتھیلی کی پشت پر ہین حالانکہ خود طلا وغیرہ لگا چکا ہے جس سے کوئی بال موجود نہین ہے تو یہی حکم ہے یہ فتاوے قاضیخان مین ہے۔ اور اگر کہا کہ تو طالقہ ہے بعدد اُن بالون کے جو میرے سر پر ہین حالانکہ طلا کے استعمال سے سر پر کوئی بال نہین ہے تو کچھ واقع نہوگی۔ اور اگر کہا کہ تو طالقہ بعدد اُس ثرید کے جو اس پیالہ مین ہے پس اگر شوربا[1] ڈالنے سے پہلے اُسنے یہ کہا ہو تو تین طلاق واقع ہونگی اور اگر شوربا ڈالنے کے بعد کہا ہو تو ایک طلاق واقع ہوگی یہ مختار الفتاوے مین ہے۔ اور اگر اُسنے کہا کہ تو طالقہ مانند ہزار کے یا مثل ہزار کے ہے پس اگر تین طلاق کی نیت کی تو بالاجماع تین طلاق واقع ہونگی اور اگر ایک کی نیت کی یا کچھ نیت نہ کی تو امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ و امام ابو یوسف رح کے نزدیک ایک طلاق بائن واقع ہوگی اور اگر کہا کہ تو طالقہ بیک طلاق مثل ہزار کے ہے تو بالاتفاق سب کے نزدیک ایک طلاق بائنہ واقع ہوگی اور اگر کہا کہ تو طالقہ مثل عدد ہزار کے یا مثل عدد تین کے یا مانند عدد

---

[1] شوربا کیونکہ ثرید روٹی کے ٹکڑے شوربے مین مخلوط ہوتے ہین پس بعد شوربے کے ایک چیز ہو گئی اور پہلے متعدد ٹکڑے تھے ۱۲ عفی عنہ بنابرآنکہ

تین کے ہیں تو قضاءً وفیما بینہ وبین اللہ تعالیٰ تین طلاق واقع ہونگی اور اگر اسکے سوائے کچھ اور نیت کی ہو تو اُسکی نیت باطل ہوگی یہ ہدایہ میں ہے۔ اور اگر کہا کہ تو طالقہ مثل تین کے ہے پس اگر تین طلاق کی نیت کی ہو تو تین طلاق ہونگی اور اگر ایک کی نیت ہو یا کچھ نیت نہو تو امام ابوحنیفہؒ و امام ابو یوسفؒ کے نزدیک ایک طلاق بائنہ واقع ہوگی یہ محیط سرخسی میں ہے۔ اور اگر کہا کہ مثل ستاروں کے تو امام محمدؒ کے نزدیک ایک[1] طلاق واقع ہوگی لیکن اگر اُسنے عدد کی نیت کی ہو تو تین طلاق واقع ہونگی یہ اختیار شرح مختار میں ہے۔ اور امام محمدؒ سے روایت ہے کہ اگر شوہر نے کہا کہ تو طالقہ مثل عدد ستاروں کے ہے تو تین طلاق[2] واقع ہونگی یہ تبیین میں ہے۔ اور اگر کسی نے اپنی جورو سے کہا کہ تو طالقہ مثل عدد ستاروں یا عدد خاک یا عدد سمندروں کے ہے تو تین طلاق واقع ہونگی اور اگر کہا کہ تو طالقہ بیک طلاق مثل تین کے ہے تو ایک طلاق بائنہ واقع ہوگی اور اگر کہا کہ تو طالقہ مثل اساطین یا مثل جبال یا مثل بحار کے ہے تو امام ابوحنیفہؒ و امام زفرؒ کے نزدیک ایک طلاق بائنہ واقع ہوگی یہ فتاویٰ قاضیخان میں ہے اور اگر کہا کہ تو طالقہ مثل بڑائی پہاڑ کے ہے تو ایک طلاق بائنہ واقع ہوگی اور اگر تین کی نیت کی تو تین طلاق واقع ہونگی یہ فصل کنایات فتاویٰ قاضیخان میں ہے۔ اور اگر کہا کہ تو طالقہ مثل عدد ریگ کے ہے تو یہ بالاجماع تین طلاق ہیں یہ سراج الوہاج میں ہے۔ اور اگر کہا کہ تو طالقہ کوٹھری بھر کے ہے تو یہ ایک طلاق بائنہ ہے لیکن اگر تین کی نیت ہو تو تین واقع ہونگی یہ ہدایہ میں ہے۔ اور اگر کہا کہ تو طالقہ گھر بھر کے یا مشکا بھر کے ہے پس اگر تین کی نیت کی ہو تو تین طلاق واقع ہونگی اور اگر ایک یا دو کی نیت ہو یا کچھ نیت نہو تو ایک طلاق بائنہ واقع ہوگی۔ اور اگر کہا کہ تو طالقہ بیک طلاق مثل گھر کے ہے یا کہا گھر بھر کے ہے تو ایک طلاق بائنہ واقع ہوگی یہ محیط میں ہے۔ اور اگر کہا کہ تو طالقہ مثل بڑائی تل کے یا مثل بڑائی دانہ کے یا مثل بڑائی رائی کے ہے تو امام اعظمؒ کے نزدیک ایک طلاق بائنہ واقع ہوگی اور یہی حکم صاحبینؒ کے نزدیک بھی ہے یہ محیط سرخسی میں ہے۔ پھر واضح ہو کہ اصل امام اعظمؒ کے نزدیک یہ ہے کہ جب اُسنے طلاق کی تشبیہ کسی چیز کے ساتھ کی تو بائنہ طلاق واقع ہوگی خواہ یہ چیز چھوٹی ہو یا بڑی ہو اور خواہ اُسنے بڑائی کا لفظ ذکر کیا ہو یا نہ کیا ہو اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک اگر بڑائی کا لفظ کہا تو بائنہ ہوگی ورنہ رجعی ہوگی خواہ وہ چیز جسکے ساتھ تشبیہ کی ہے چھوٹی ہو یا بڑی ہو اور رہے امام محمدرحؒ سو بعض نے امام اعظمؒ کے ساتھ بیان کیا اور بعض نے امام ابو یوسفؒ کے ساتھ بیان کیا۔ اور اصل مذکور کا بیان اسطرح ہے کہ اگر عورت سے کہا کہ تو طالقہ مثل بڑائی سوئی کے سر کے ہے تو امام اعظمؒ و امام ابو یوسفؒ کے نزدیک ایک طلاق بائنہ واقع ہوگی اور اگر کہا کہ مثل سوئی کے سر کے یا مثل رائی کے دانہ کے تو امام اعظمؒ کے نزدیک طلاق بائنہ ہوگی اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک رجعی ہوگی اور اگر کہا کہ مثل پہاڑ کے تو امام اعظمؒ کے نزدیک طلاق بائنہ ہوگی اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک رجعی ہوگی اور اگر کہا کہ مثل بڑائی پہاڑ کے تو

---

[1] مترجم کہتا ہے کہ ایسا ہی امام اعظمؒ و ابو یوسفؒ کے قول کے موافق ہونا چاہیے ۱۲ [2] مترجم لہذا بہتر اگر سوائے تین طلاق کے اسنے کچھ اور نیت کی ہو جب بھی اسکے قول کی تصدیق نہ کیا جائیگی نہ قضاءً اور نہ دیانۃً ۱۲ لغات اساطین جمع اسطون بمعنی ستون جبال جمع جبل بمعنی پہاڑ۔ بحار جمع بحر بمعنی سمندر ۱۲

بالاجماع بائنہ ہوگی اور اگر ان الفاظ مذکورہ بالا سے تین طلاق کی نیت کی ہو تو تین طلاق واقع ہونگی یہ سراج الوہاج مین ہے اور اگر کہا کہ تو طالقہ مثل برف کے ہے تو امام اعظمؒ کے نزدیک طلاق بائن ہے اور صاحبینؒ کے نزدیک اگر برف سے سپیدی مراد ہے تو طلاق رجعی ہے اور اگر سردی مراد ہے تو بائن ہے اور اگر کہا کہ تو طالقہ مثل وزن ایک دانگ کے ہے تو ایک طلاق ہے یہ ظہیریہ مین ہے۔ اور اگر کہا کہ تو طالقہ نصف درم ہے یا مثل وزن[1] نصف درم کے ہے یا مثل وزن یکدرم ہے یا مثل وزن[2] پانچدرم کے ہے یا مثل پانچ دانگ کے ہے تو ایک طلاق پڑیگی مگر امام اعظمؒ و امام محمدؒ کے نزدیک وہ بائنہ ہوگی۔ اور اگر کہا کہ مثل وزن ایک دانگ و نصف دانگ کے یا مثل وزن دو دانگ کے تو دو طلاق واقع ہونگی اسیطرح اگر کہا کہ مثل تین درہون کے تو بھی یہی حکم ہے اسواسطے کہ اسمین دو وزن ہونگے۔ اور اگر کہا کہ مثل وزن دو دانگ و نصف دانگ کے یا مثل تین چوتھائی درم کے تو تین طلاق واقع ہونگی یہ عتابیہ مین ہے اور اگر کہا کہ مثل وزن دو تہائی درم کے تو دو طلاق واقع ہونگی اسواسطے کہ اسمین دو وزن ہوتے ہین اور اگر کہا کہ مثل وزن ہزار درم کے تو ایک ہی طلاق پڑیگی قال اسواسطے کہ یہ ایک وزن ہے یہ محیط سرخسی مین ہے اور حاصل کلام یہ ہے کہ اعتماد عدد اوزان مین لوگون کے عرف کا ہے کذا فی المحیط قال المترجم علے ہذا اگر ہندوستان مین تین چھٹانک کہے تو دو طلاق پڑینگی اور اگر چار چھٹانک کہے تو ایک طلاق پڑیگی علے ہذا القیاس فافہم۔ اور اگر کہا کہ انت طالق ہکذا یعنے تو اتنی طالق ہے اور اپنی انگلی سے ایک سے اشارہ کیا یعنے ایک انگلی اٹھا کر اشارہ کیا تو یہ ایک طلاق ہے اور اگر دو انگلی سے اشارہ کیا تو دو ہین اور اگر تین سے اشارہ کیا تو تین طلاق ہین اور اسمین معتبر وہ انگلیان ہونگی جو کھلی ہین اور وہ معتبر نہونگی جو بند ہین کذا فی فتاوے قاضیخان اور یہی قول معتبر ہے یہ بحر الرائق مین ہے پس اگر مرد نے دعوے کیا کہ میری مراد ہتھیلی یا بند انگلیان تھین تو قضاءً اسکے قول کی تصدیق نہوگی اور اگر کہا کہ تو طالقہ مثل اسکے ہے اور تین انگلیون سے اشارہ کیا اور تین طلاق کی نیت کی تو تین طلاق واقع ہونگی ولیکن اگر ایک طلاق کی نیت کی تو ایک ہی واقع ہوگی یہ فتاوے قاضیخان مین ہے اور اگر کہا کہ تو طالقہ مثل اسکے و اسکے ہے اور تین انگلیون سے اشارہ کیا پس اگر تین طلاق کی نیت کی تو تین طلاق واقع ہونگی اور اگر ایک طلاق کی نیت کی تو ایک طلاق بائنہ ہوگی اور اسیطرح اگر کچھ نیت نہ کی ہو تو بھی یہی حکم ہے یہ بدائع مین ہے۔ اور اگر کہا کہ تو طالقہ بائنہ یا البتہ یا افحش الطلاق یا طلاق شیطان یا طلاق بدعت یا اشد الطلاق یا مثل پہاڑ کے یا تطلیقہ شدیدہ یا عریضہ یا طویلہ ہے تو یہ ایک طلاق بائنہ ہوگی بشرطیکہ اُسنے تین طلاق کی نیت نہ کی ہو اور اگر تو طالقہ سے ایک طلاق کی اور بائنہ یا مثل اسکے دیگر الفاظ سے دوسری طلاق کی نیت کی ہو تو دو طلاق واقع ہونگی مگر بائنہ ہونگی۔

---

[1] وزن گرانی یعنے تولنے کا وزن ۱۲ منہ [2] قال المترجم واضح رہے کہ اس مقام پر درم و دانگ وغیرہ سے نقد مراد نہین ہے بلکہ وزن اور باٹ جن سے کوئی چیز تولی جاتی ہے اور وزن کی جاتی ہے مراد ہے ۱۲ منہ [3] قال المترجم فائدہ کلام یہ ہے کہ اگر ایک شخص نے کہا کہ تو اتنی طالقہ ہے اور دو انگلیان اُٹھا کر اشارہ کیا اور باقی بند رکھین پھر دعوے کیا کہ میری مراد طلاق کی تعداد بقدر بند انگلیون کے تھی یعنے تین طلاق تو اُسکے قول کی تصدیق نہوگی فافہم ۱۲ منہ

اور اصل یہ ہے کہ جب اُسنے طلاق کے ساتھ وصف بیان کیا پس اگر ایسا وصف ہو کہ جس سے طلاق موصوف نہین ہوتا ہے تو وصف لغو ہوگا اور طلاق رجعی واقع ہو گی چنانچہ اگر یون کہا کہ تو طالقہ ایسی طلاق سے ہے کہ تجھپر نہین واقع ہوئی یا بدین شرط کہ مجھے اسمین خیار ہے تو یہ وصف لغو اور طلاق رجعی واقع ہوگی اور جب ایسے وصف سے موصوف کیا کہ وہ طلاق کی صفت ہوتا ہے تو دو حال سے خالی نہین یا تو ایسا لفظ ہوگا کہ وہ زیادتی ہونے پر دال نہین ہے جیسے احسن الطلاق یا افضل الطلاق یا اسن یا اجمل یا اعدل یا خیر طلاق تو یہ ایک طلاق رجعی ہوگی اور یا ایسا وصف ہوگا جو زیادت پر دال ہے جیسے اشد طلاق وغیرہ تو یہ طلاق بائن ہو گی اور یہ ائمہ رحمہم اللہ تعالے کا اصول اتفاقی ہے اور اگر کہا کہ تو طالقہ اقبح الطلاق یا افحش یا اخبث یا اسوأ یا اغلظ یا اشر یا اطول یا اکبر یا اعرض یا اعظم الطلاق ہے اور کچھ نیت نہ کی یا ایک طلاق کی یا دو طلاق کی غیر باندی کی صورت مین نیت کی تو ایک ہی طلاق بائنہ واقع ہوگی اور اگر اسنے تین طلاق کی نیت کی ہو تو تین طلاق واقع ہونگی یہ تبیین مین ہے اور اگر کہا کہ تو طالقہ ہے جسکا طول و عرض اسقدر ہے تو یہ ایک طلاق بائنہ قرار دیجائیگی اور اگر اُسنے تین طلاق کی نیت کی تو واقع ہونگی یہ محیط سرخسی مین ہے۔ اور اگر کسی نے اپنی جورو سے کہا کہ تو طالقہ عامۃ الطلاق یا جل الطلاق ہے تو دو طلاق واقع ہونگی اور اگر کہا کہ تو طالقہ اکثر الطلاق ہے تو اصل مین مذکور ہے کہ تین طلاق واقع ہونگی اور اگر کہا کہ اقل الطلاق ہے تو ایک طلاق واقع ہوگی اور اگر کہا کہ تو طالقہ کل التطلیقہ ہے تو ایک طلاق پڑیگی اور اگر کہا کہ تو طالقہ کل تطلیقہ ہے تو تین طلاق واقع ہونگی خواہ اُسکے ساتھ دخول کیا ہو یا نہ کیا ہو اور اسیطرح اگر کہا کہ تو طالقہ بعد ہر تطلیقہ کے ہے یا مع ہر تطلیقہ ہے یا کہا کہ تو ہر تطلیقہ کے ساتھ طالقہ ہے تو بھی یہی حکم ہے کہ تین طلاق واقع ہونگی یہ فتاوے قاضیخان مین ہے۔ اور اگر اپنی جورو سے کہا کہ تو طالقہ نہ قلیل و نہ کثیر ہے تو تین طلاق واقع ہونگی اور یہی مختار ہے اور فقیہ ابو جعفر رح نے فرمایا کہ دو طلاق واقع ہونگی اور یہی اشبہ ہے اور اگر نہ کثیر کا لفظ پہلے کہا ہو تو ایک طلاق واقع ہوگی یہ خلاصہ مین ہے۔ اور اگر کہا کہ تو طالقہ کل الطلاق ہے تو یہ ایک طلاق قرار دیجائیگی اور اگر کہا کہ کثیر الطلاق ہے تو دو طلاق ہین اور اگر کہا کہ انت طالق الطلاق کلہ یعنے تو طالقہ طلاق کامل ہے تو یہ تین طلاق واقع ہونگی اور اگر کہا کہ انت طالق عددا من الطلاق یعنے طلاق مین سے چند عدد تو طالقہ ہے تو دو طلاق واقع ہونگی قال المترجم بنا برینکہ ایک عدد مین داخل نہین ہے اور چونکہ طلاق ہی کہا ہے اسواسطے تین پوری نہین ہوسکتی لامحالہ دو ہونگی فافہم اور اسیطرح اگر کہا کہ عدد الطلاق تو بھی یہی حکم ہے اور اگر کہا کہ عدۃ الطلاق تو یہ تین طلاق ہونگی۔ اور اگر کہا کہ تو طالقہ ہے اور دیگر تو یہ ایک طلاق ہوگی اور اگر کہا کہ تو طالقہ ہے بیک طلاق و دیگر تو یہ دو طلاق ہونگی اور اگر کہا کہ انت طالقۃ غیر واحدۃ یعنے تو طالقہ ہے سوائے ایک کے تو یہ دو طلاق ہونگی اور اگر کہا کہ تو طالقہ ہے سوائے دو کے تو تین طلاق ہونگی

سلہ مترجم کہتا ہے کہ کل التطلیقہ معرفہ واحدہ ہے اور کل تطلیقہ نکرہ تین طلاق تک پہونچی کیونکہ زائد اسکے وسعت سے خارج ہے اور یہ محاورہ ہماری عرف مین جاری ہونا چاہیے اسیواسطے ترجمہ پر اکتفا کیا گیا اگرچہ غور طلب ہے ۱۲ م سلہ سب سے زیادہ تعداد ۱۲ سلہ تعداد طلاق تین ہین جیسے تعداد نماز پنجگانہ ۱۲

یہ محیط مین ہے۔ اور اگر کہا کہ تو طالقہ ہے جو تین ہونگی یا تین ہوجاوینگی یا تین عود کرینگی یا تین پوری ہوجاوینگی یا تین کامل ہوجاوینگی تو یہ تین طلاق ہونگی یہ تمرتاشی مین ہے۔ اور اگر کہا کہ تو طالقہ تمام ثلث یا ثالث ثلاث ہے تو یہ تین طلاق ہونگی اور اگر کہا کہ تو طالقہ آخر تین طلاق ہے تو یہ ایک ہوگی اور اگر کہا کہ مین نے تجھے آخر تین تطلیقات کی طلاق دی تو تین طلاق پڑینگی یہ محیط[12] مین ہے۔ اور اگر کسی نے اپنی جورو سے کہا کہ تو طالقہ ایک سے زیادہ اور دو سے کم ہے تو شیخ امام ابو بکر محمد بن الفضل نے فرمایا کہ قیاساً دو طلاق واقع ہونی چاہیے ہین ولیکن اختلاف العلما مین مذکور ہے کہ تین طلاق واقع ہونگی یہ فتاوےٰ قاضیخان مین ہے۔ اور اگر کہا کہ تو طالقہ بتطلیقہ حسنہ یا جمیلہ ہے تو ایسی طلاق پڑیگی جس سے رجوع کرسکتا ہے خواہ عورت حائضہ ہو یا غیر حائضہ ہو اور یہ تطلیقہ سنت نہوگی یہ فتح القدیر مین ہے۔ اور اگر اپنی جورو سے کہا کہ تو طالقہ ایسی طلاق سے ہے جو تجھپر جائز نہین ہے یا جو تجھپر واقع نہوگی یا بدین شرط کہ مجھے تین روز تک خیار ہے تو ایک طلاق واقع ہوگی اور خیار باطل ہوگا اور اسیطرح اگر کہا کہ تو طالقہ ایسی تطلیق سے ہے جو ہوا مین اُڑتی ہے تو بھی یہی حکم ہے یہ ظہیریہ مین ہے۔ اور اگر کہا کہ تو طالقہ ہے بدین شرط کہ مجھے تجھسے رجعت کا اختیار نہین ہے تو شرط لغو ہے اور اسکو رجعت کا اختیار حاصل ہوگا یہ سراج الوہاج مین ہے۔ اور اگر کہا کہ تو طالقہ ہے بدو رنگ از طلاق تو یہ دو طلاق ہین اور اگر کہا کہ الوان یعنے رنگہا از طلاق تو تین طلاق واقع ہونگی اور اگر اُسنے کہا کہ میری مراد الوان سُرخ و زرد تھی تو فیما بینہ و بین اللہ تعالےٰ اُسکی تصدیق ہوگی اور اگر کہا کہ انواعاً یا ضروباً یا وجوہاً یعنے انواع از طلاق یا ضروب از طلاق یا وجوہ از طلاق تو بھی یہی حکم ہے یہ محیط مین ہے۔ اور اگر کہا کہ تو طالقہ اطلق الطلاق ہے تو بدون نیت کے طلاق واقع نہوگی یہ عتابیہ مین ہے۔ ایک شخص نے اپنی جورو کو بعد دخول کے ایک طلاق دی پھر اسکے بعد کہا کہ مین نے اس تطلیق کو بائنہ قرار دیا یا مین نے اسکو تین طلاق قرار دین تو اسمین روایات مختلف ہین اور صحیح یہ ہے کہ امام اعظمؒ کے قول پر یہ طلاق بنا بر اسکے قول کے بائنہ یا تین ہوجائیگی اور امام محمدؒ کے قول پر بائنہ یا تین کچھ نہوگی اور امام ابو یوسفؒ کے قول پر بائنہ ہوسکتی ہے اور تین طلاق نہین ہوسکتی ہے۔ اور اگر بعد دخول کے اپنی جورو کو ایک طلاق دیدی پھر عدت مین کہا کہ مین نے اس طلاق سے اپنی جورو پر تین تطلیقات لازم کردین یا کہا کہ مین نے اس تطلیقہ سے دو طلاقین لازم کردین تو یہ اُسکے کہنے کے موافق ہوگا اور اگر اُسکو ایک طلاق دیکر پھر رجوع کیا پھر کہا کہ مین نے اس تطلیقہ کو بائنہ قرار دیا تو بائنہ نہوگی اور اگر عورت سے بعد دخول کے کہا کہ جب مین تجھے ایک طلاق دوں تو یہ بائنہ ہے یا یہ تین طلاق ہین پھر اُسکو ایک طلاق دیدی تو اُسکو رجعت کرلینے کا اختیار ہوگا اور یہ طلاق مذکورہ بائنہ یا تین طلاق نہ ہوگی اسواسطے کہ اُسنے طلاق نازل ہونے سے پہلے قول مذکور کہا ہے اور اگر کہا کہ جب تو دار مین داخل ہو تو تو طالقہ ہے پھر کہا کہ مین نے

[1] قال یعنے یہ وصف لغو ہے اور ایک طلاق واقع ہوگی ۱۲ منہ [2] یعنے بر وفق سنت واقع ہونا ضرور نہ ہوگا ۱۲ [3] جمع نوع ۱۲ [4] جمع ضرب بمعنے قسم ۱۲ [5] تین طلاق واقع ہونگی ۱۲ [6] یعنے بعد وطی کر لینے کے ۱۲

اس تطلیقہ کو بائنہ قرار دیا یا کہا کہ مین نے اُسکو تین طلاق قرار دین و لیکن یہ مقولہ عورت کے دار مین داخل ہونے سے
پہلے کہا ہی تو یہ مقولہ بروقت واقع ہونے کے لازم نہ ہوگا یعنے ایک طلاق رجعی پڑیگی یہ فتاوے قاضیخان
مین ہی

چوتھی فصل طلاق قبل الدخول[1] کے بیان مین۔ اگر کسی شخص نے نکاح کے بعد اپنی عورت کو دخول
کرنے سے پہلے تین طلاق دین تو سب اُسپر واقع ہوجاوینگی اور اگر تین طلاق متفرق دین تو وہ پہلی ہی طلاق
سے بائنہ ہوجائیگی پس دوسری و تیسری اسپر واقع نہ ہوگی چنانچہ اگر عورت سے کہا کہ تو طالقہ طالقہ طالقہ ہے یا
کہا کہ تو طالقہ واحدہ واحدہ واحدہ ہے تو بہر صورت ایک طلاق واقع ہوگی یہ ہدایہ مین ہی اور اصل ایسے
مسائل مین یہ ہی کہ جو لفظ پہلے بولا ہی اگر وہ پہلے واقع ہوتا ہی تو وہی ایک واقع ہوگا اور اگر وہ آخر مین واقع
ہوتا ہو تو دو واقع ہونگی چنانچہ اگر کہا کہ تو طالقہ بیک طلاق قبل ایک طلاق کے ہی یا کہا کہ تو طالقہ ہی بیک
طلاق کہ بعد اُسکے ایک طلاق ہی تو ایک ہی طلاق واقع ہوگی اور اگر کہا کہ تو طالقہ ہی بیک طلاق کہ قبل اسکے
ایک طلاق ہی تو دو طلاق واقع ہونگی اور اگر کہا کہ واحد بعد واحد کے تو بھی دو واقع ہونگی اور اسیطرح
اگر کہا کہ واحدہ مع واحدہ کے یا بواحدہ کہ جسکے ساتھ واحدہ ہی تو بھی یہی حکم ہی اور اگر عورت مدخولہ ہو تو ان
سب صورتون مین دو طلاق واقع ہونگی یہ سراج الوہاج مین ہی۔ اور اگر کہا کہ تو طالقہ ایسی ایک طلاق کے
ساتھ ہی کہ اُس سے پہلے دو طلاق ہین تو تین طلاق واقع ہونگی جیسے اس قول مین کہ بواحدہ مع دو یا بواحدہ
کہ جسکے ساتھ دو ہین یہی ہوتا ہی کہ تین طلاق پڑتی ہین اسیطرح اگر کہا کہ بواحدہ کہ قبل اسکے دو ہین یا بواحدہ
بعد دو طلاق کے تو بھی یہی حکم ہی کہ تین طلاق واقع ہونگی یہ عتابیہ مین ہی۔ اور اگر کہا کہ انت طالق ثنتین مع
طلاقی ایاک یعنی تو طالقہ ہی بدو طلاق مع میری طلاق کے تجھکو پھر اُسکو ایک طلاق دی تو ایک واقع ہوگی
اور اگر کہا کہ تو طالقہ ہی بعدہ طالقہ ہی اگر تو دار مین داخل ہو تو داخل ہونے پر دونون طلاق واقع ہونگی یہ
ظہیریہ مین ہی۔ اور اگر غیر مدخولہ سے کہا کہ تو اکیس طلاق سے طالقہ ہی تو ہمارے علماء ثلثہ رح کے نزدیک
تین طلاق واقع ہونگی اور اگر کہا کہ گیارہ طلاق تو بالاتفاق تین طلاق واقع ہونگی اور اگر کہا کہ ایک اور دس تو ایک
واقع ہوگی اور اگر کہا کہ ایک و سو[2] یا ایک و ہزار تو ایک طلاق واقع ہوگی یہ امام اعظم رح سے حسن بن زیاد نے
روایت کی ہی اور امام ابو یوسف رح نے فرمایا کہ تین طلاق واقع ہونگی یہ محیط مین ہی اور منتقی مین لکھا ہے
کہ اگر غیر مدخولہ کو دو طلاق دین پھر کہا کہ مین اسکو دو طلاق سے پہلے ایک طلاق دیچکا ہون تو مین عورت
سے دو طلاق مذکور باطل نہ کرونگا اور جسکا شوہر نے اقرار کیا ہے وہ بھی عورت کے ذمہ لازم کرونگا پس
یہ عورت اس شوہر کے واسطے حلال نہ ہوگی یہانتک کہ اسکے سوائے کسی دوسرے شوہر سے نکاح
کرے یعنے حلالہ کرائے یہ ذخیرہ مین ہی۔ اور اگر کہا کہ ڈیڑھ[3] طلاق تو بالاتفاق دو طلاق واقع ہونگی اور

---

[1] یعنے وطی کرنے سے پہلے عورت کو طلاق دیدے ١٢ منہ [2] قال المترجم اگر ہمارے محاورہ کے موافق بولا کہ ایک سو ایک یا گیارہ سو یا ایک ہزار ایک سو تو بالاتفاق تین طلاق واقع ہونی چاہییں واللہ تعالی اعلم ١٢ منہ [3] اور اگر کہا کہ تجھپر تین طلاق ہین تو تین طلاق واقع ہونگی ١٢

اگر کہا کہ نصف و یک تو امام ابو یوسفؒ کے نزدیک دو طلاق واقع ہونگی اور امام محمدؒ کے نزدیک ایک ہی طلاق واقع ہوگی اور یہی صحیح ہے یہ جوہرۃ النیرہ میں ہے۔ اور اگر کہا کہ تو طالقہ بواحدہ و آخری ہے تو دو طلاق واقع ہونگی یہ بحر الرائق میں ہے۔ اور اگر یہ کہنے کا ارادہ کیا کہ تو طالقہ بسہ طلاق یا ایسے ہی کسی عدد کا نام لینا چاہا مگر انت طالق یعنے تو طالقہ کہکر مرگیا تین یا دو وغیرہ کچھ کہنے نہ پایا تو کچھ واقع نہوگی یہ تبیین میں ہے اور اگر کہا کہ تو طالقہ البتہ ہے یا طالقہ بائن ہے مگر البتہ یا بائن کہنے سے پہلے مرگیا تو کچھ واقع نہوگی یہ بحر الرائق میں ہے اور اگر کہا کہ انت طالق اشہدوا ثلثا یعنے تو طالقہ ہے تم گواہ رہو تین طلاق سے تو ایک طلاق واقع ہوگی اور اگر کہا کہ فاشہدوا تو تین طلاق واقع ہونگی یہ عتابیہ میں ہے اور اگر کہا کہ تو دار میں داخل ہو تو تو طالقہ ہے بیک طلاق و یک طلاق پھر وہ عورت دار میں داخل ہوئی تو اُسپر ایک طلاق واقع ہوگی اور یہ امام اعظمؒ کے نزدیک ہے اور صاحبینؒ کے نزدیک دو طلاق واقع ہونگی اور اگر اُسنے شرط کو موخر بیان کیا ہو تو بالاجماع دو طلاق واقع ہونگی یہ جوہرۃ النیرہ میں ہے اور اگر طلاق کو شرط کے ساتھ معلق کیا پس اگر شرط مقدم بیان کی اور کہا کہ اگر تو دار میں جاوے تو تو طالقہ ہے و طالقہ و طالقہ ہے اور یہ عورت غیر مدخولہ ہے تو شرط پائی جانے پر امام اعظمؒ کے نزدیک ایک طلاق سے بائنہ ہوجائیگی اور باقی لغو ہونگی اور صاحبینؒ کے نزدیک تین طلاق واقع ہونگی۔ اور اگر مدخولہ ہو تو بالاجماع تین طلاق سے بائنہ ہوگی ولیکن امام اعظمؒ کے نزدیک یہ تینوں طلاقیں ایک بعد دوسری کے آگے پیچھے واقع ہونگی اور صاحبینؒ کے نزدیک ایکبارگی تینوں طلاقیں واقع ہونگی۔ اور اگر شرط موخر ہو مثلاً کہا کہ تو طالقہ و طالقہ و طالقہ ہے اگر تو دار میں جاوے یا بجائے واؤ کے اور کوئی حرف عطف مثل پس وغیرہ کے ذکر کیا پھر عورت مذکورہ دار میں داخل ہوئی تو بالاجماع تین طلاق سے بائنہ ہوگی خواہ مدخولہ ہو یا غیر مدخولہ ہو۔ اور یہ سب اُسوقت ہے کہ الفاظ طلاق بحرف عطف بیان کیے ہوں اور اگر بغیر حرف عطف کے بیان کیے پس اگر شرط مقدم کی اور کہا کہ اگر تو دار میں داخل ہو تو طالقہ طالقہ طالقہ ہے اور عورت غیر مدخولہ ہے تو اول طلاق معلق بشرط ہوگی اور دوسری فی الحال واقع ہوگی اور تیسری لغو ہے پھر اگر اس سے نکاح کیا پھر وہ دار میں داخل ہوئی تو جو طلاق شرط پر معلق تھی وہ واقع ہوگی اور اگر عورت مذکورہ بعد بائن ہونیکے قبل نکاح میں آنیکے داخل ہوئی تو مرد مذکور حانث ہوگا اور کچھ واقع نہوگی اور اگر عورت مدخولہ ہو تو اول معلق بشرط اور دوسری و تیسری فی الحال واقع ہونگی۔ اور اگر اُسنے شرط کو موخر کیا اور کہا کہ تو طالقہ طالقہ طالقہ ہے اگر تو دار میں داخل ہو اور عورت غیر مدخولہ ہے تو اول طلاق فی الحال پڑجائیگی اور باقی لغو ہوجاوینگی اور اگر مدخولہ ہو تو اول و ثانی فی الحال پڑجاوینگی اور تیسری معلق بشرط رہیگی یہ سراج الوہاج میں ہے اور اگر عطف بحرف فا ہو مثلاً کہا کہ ان دخلت الدار فانت طالق فطالق فطالق یعنے اگر دار میں داخل ہو تو تو طالقہ پس طالقہ پس طالقہ ہے

عہ یعنے کہنا چاہا ۱۲ عہ پس گواہ رہو تم ۱۲ منہ عہ جھوٹی قسم والا ۱۲

اور عورت غیر مدخولہ ہی پھر وہ دار مین داخل ہوئی تو موافق ذکر امام کرخی رح کے اسمین اختلاف ہی کہ امام اعظم رح کے نزدیک بیک طلاق بائنہ ہو جائیگی اور باقی لغو ہونگی اور صاحبین رح کے نزدیک تین طلاق واقع ہونگی اور فقیہ ابو اللیث رح نے ذکر فرمایا کہ بالاتفاق ایک ہی طلاق واقع ہوگی اور یہی اصح ہی۔ اور اگر بلفظ ثم ذکر کیا اور شرط کو موخر کیا مثلاً کہا کہ انت طالق ثم طالق ثم طالق ان دخلت الدار یعنے تو طالقہ پھر طالقہ پھر طالقہ ہے اگر تو دار مین داخل ہو پس اگر عورت مدخولہ ہو تو امام اعظم رح کے نزدیک اول دو طلاق فے الحال واقع ہونگی اور تیسری معلق بشرط رہیگی اور اگر غیر مدخولہ ہو تو ایک فے الحال پڑ جائیگی اور باقی لغو ہونگی۔ اور اگر شرط کو مقدم کرکے کہا کہ اگر تو دار مین داخل ہو تو تو طالقہ پھر طالقہ پھر طالقہ ہی اور عورت مدخولہ ہی تو طلاق اول معلق بشرط ہوگی اور دوسری و تیسری فی الحال واقع ہوگی اور اگر غیر مدخولہ ہو تو پہلی معلق بشرط ہوگی اور دوسری فی الحال واقع ہوگی اور تیسری لغو ہوگی اور صاحبین رح کے نزدیک سب طلاقین معلق بشرط ہونگی خواہ شرط کو مقدم کرے یا موخر کرے لیکن شرط پائے جانیکے وقت اگر مدخولہ ہو تو تین طلاق واقع ہونگی اور اگر غیر مدخولہ ہو تو ایک ہی طلاق واقع ہو جائیگی خواہ شرط موخر ہو یا مقدم ہو یہ فتح القدیر مین ہے اور اگر کہا کہ تو طالقہ ہی اگر تو دار مین داخل ہو ولیکن ہنوز یہ کہنے نہ پایا تھا کہ اگر تو دار مین داخل ہو کہ عورت مرگئی تو وہ مطلقہ نہوگی اور اگر کہا کہ تو طالقہ ہی اور تو طالقہ ہی اگر تو دار مین داخل ہو پھر عورت اول فقرہ یا دوسرے فقرہ پر مرگئی تو طلاق واقع نہوگی یہ بحر الرائق مین ہی۔ اور اگر غیر مدخولہ سے کہا کہ تو طالقہ اور طالقہ ہے اگر تو دار مین داخل ہو تو وہ پہلی طلاق سے بائنہ ہو جائیگی اور دوسری طلاق معلق بشرط نہ رہیگی اور مدخولہ کی صورت مین اول فے الحال پڑ جائیگی اور دوسری معلق بشرط رہیگی چنانچہ اگر وہ عدت مین دار مین داخل ہوئی تو وہ بھی واقع ہوگی یہ ظہیریہ مین ہی منتقی مین ہی کہ امام ابو یوسف رح نے فرمایا کہ ایک شخص نے اپنی عورت غیر مدخولہ سے کہا کہ تو طالقہ ہی بیک طلاق جسکے بعد دوسری ایک ہے پس اگر وہ دار مین داخل ہوئی تو پہلی طلاق سے بائنہ ہو جائیگی اور جو شرطیہ قسم کے ساتھ معلق تھی وہ عورت کے ذمہ لازم نہ آویگی اسواسطے کہ یہ منقطع ہی[1] اور اگر کہا کہ تو طالقہ بیک طلاق قبل ایک طلاق ہی اگر تو دار مین داخل ہو تو عورت مطلقہ نہوگی جبتک دار مین داخل نہو پھر جب دار مین داخل ہوئی تو ایک طلاق پڑ جائیگی اور وہ مطلقہ ہو جائیگی اور اگر کہا کہ تو طالقہ ایسی طلاق سے ہی جسکے پہلے ایک طلاق ہی یا مع ایک طلاق کے یا ساتھ اُسکے ایک طلاق ہی اور اگر تو دار مین داخل ہو تو جبتک داخل نہو مطلقہ نہوگی پھر جب داخل ہوئی تو اُسپر دو طلاق واقع ہونگی۔ اور اگر کہا کہ تو طالقہ بیک طلاق ہی کہ جسکے بعد دوسری ایک طلاق ہی اگر تو دار مین داخل ہو تو جبتک داخل نہو طلاق نہ پڑیگی اور جب داخل ہوئی تو اُسپر دو طلاق واقع ہونگی یہ محیط مین ہی۔

پانچوین فصل کنایات کے بیان مین

قال المترجم واضح ہے کہ کنایات ہر زبان کے علیحدہ ہین لہذا مین متعذر ہون کہ اُسکا ترجمہ اپنی زبان مین نہین کرسکتا ہان تا امکان بعد نقل کلام ترجمہ کردونگا الا وہی الفاظ کہ جو باہم متحد نظر آوین واللہ تعالے ولی التوفیق۔

سلہ مرگئی یعنی نہین پایا ۱۲

[1] منقطع یعنے اول طلاق کے میل سے الگ ہے تو جبتک محل باقی تھی وہ نہین پڑی اور اب محل نہین ہی اور وہ اول سے ملحق نہ تھی تو باطل ہوگئی ۱۲

واضح رہے کہ کنایات[1] سے طلاق بدون نیت واقع نہیں ہوتی ہے پس اگر نیت ہو تو واقع ہوگی یا حال سے دال ہو تو واقع ہوگی یہ جوہرۃ النیرہ میں ہے۔ پھر کنایات کی تین قسمیں ہیں اول وہ جو فقط جواب ہونے کی صلاحیت رکھتے ہیں امرک بیدک۔ اختاری۔ اعتدی یعنے تیرا کام تیرے ہاتھ میں ہے۔ تو اختیار کر۔ تو عدت اختیار کر۔ دوم جو فقط جواب و رد کی صلاحیت رکھتے ہیں اخرجی۔ اذہبی۔ قومی۔ تقنعی۔ استری۔ تخمری یعنے تو نکل جا تو چلی جا۔ تو اٹھ کھڑی ہو۔ تو تقنع کر۔ تو ستر کر تو خمار اوڑھ۔ سوم آنکہ جواب و شتم کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ خلیہ بریہ۔ بتہ۔ بتلہ۔ بائن۔ حرام۔ اور احوال بھی تین ہیں حالت[1] رضا۔ حالت[2] مذاکرہ طلاق مثلاً عورت نے خود یا اُسکے سوائے دوسرے نے شوہر سے طلاق مانگی۔ حالت[3] غضب۔ پس حالت رضا میں ان سب الفاظ میں سے کسی سے طلاق نہ واقع ہوگی الا بہ نیت اور قسم کے ساتھ شوہر کا قول ترک نیت[1] میں قبول ہوگا اور حالت مذاکرہ طلاق میں قضاءً ان سب سوائے ان الفاظ کے جو جواب و رد ہونے کی صلاحیت رکھتے ہیں طلاق ہوجائیگی اور جو جواب و رد ہونے کی صلاحیت رکھتے ہیں ان الفاظ میں قضاءً طلاق نہ قرار دیجائیگی یہ کافی میں ہے۔ اور حالت غضب میں اگر ایسے الفاظ کہے تو ان سب میں اُسکے قول کی تصدیق ہوگی کہ کیا مراد تھی کیونکہ انمیں احتمال رد و شتم کا ہے لیکن جو رد و شتم ہونے کی صلاحیت نہیں رکھتے ہیں بلکہ طلاق کے واسطے صلاحیت رکھتے ہیں جیسے اعتدی و اختاری و امرک بیدک تو ایسے الفاظ میں شوہر کے قول کی تصدیق نہوگی یہ ہدایہ میں ہے اور امام ابو یوسف رح نے خلیہ و بریہ و بتہ و بائن و حرام کے ساتھ چار اور ملائے ہیں یعنے لاسبیل لی علیک میری تجھپر کوئی راہ نہیں ہے ولاملک لی علیک میری کوئی ملک تجھپر نہیں ہے اور خلیت سبیلک میں نے تیری راہ خالی کردی اور فارقتک میں نے تجھے الگ کردیا اور یہ امام سرخسی نے مبسوط میں و قاضیخان نے جامع صغیر میں اور اوروں نے ذکر فرمایا ہے اور خرجت من ملکی یعنے تو میری ملک سے نکل گئی اسکی کوئی روایت نہیں ہے اور مشائخ نے فرمایا کہ یہ بمنزلہ خلیت[2] سبیلک کے ہے اور ینابیع میں لکھا ہے کہ امام ابو یوسف رح نے پانچ کے ساتھ چھ الفاظ ملائے ہیں پس چار تو وہی ہیں جو ہمنے ذکر کر دیے ہیں اور باقی دو یہ ہیں خالعتک میں نے تجھے خلع کر دیا اور الحقی باہلک تو اپنے لوگوں میں جا مل کذا فے غایۃ السروجی اور اگر کہا حبلک[3] علے غاربک تو بدون نیت کے طلاق واقع نہوگی یہ فتاوائے قاضیخان میں ہے۔ اور اگر کہا کہ انتقلی یہاں سے دوسری جگہ جا یا کہا کہ انطلقی چل یہاں سے تو یہ مثل الحقی کے ہے اور بزازیہ میں لکھا ہے کہ اگر کہا کہ الحقی برفقتک یعنی اپنے رفیقوں میں جا مل تو طلاق پڑجائیگی اگر اُس نے نیت کی ہو یہ بحر الرائق میں ہے۔ اور اگر کہا کہ اعتدی یعنے عدت اختیار کر یا استبری رحمک یعنے اپنے رحم کو پاک کر یا انت واحدۃ یعنے تو واحدہ ہے ان صورتوں میں ایک طلاق رجعی واقع ہوگی اگرچہ اُسنے

---

[1] یعنے اگر طلاق مراد تھی تو وقوع میں کوئی تامل نہیں ہے کلام اسمیں ہے کہ طلاق مراد نہ تھی پس اگر اُسنے دعوی کیا کہ نہیں مراد تھی تو تصدیق ہوگی سوائے الفاظ مذکورہ کے جو رد و شتم کی صلاحیت نہیں رکھتے ہیں ۱۲ م [2] قولہ حبلک علے غاربک اے جہان جی چاہے چلی جا ۱۲ م

[3] یعنے اُسنے طلاق کی نیت نہیں کی تھی ۱۲ [4] میں نے تیری راہ خالی کردی ۱۲

دو یا تین طلاق کی نیت کی ہو اور اُنکے سوائے اور الفاظ مین ایک طلاق بائنہ واقع ہوتی ہی اگرچہ دو طلاق کی نیت کی ہو ولیکن تین طلاق کی نیت صحیح ہی مگر اختیار کی بینے تو اختیار کر اہمین تین طلاق کی نیت صحیح نہین ہی یہ تبیین مین ہے اور اگر کہا کہ ابتغی الازواج یعنے شوہرون کو ڈھونڈھ تو ایک بائنہ واقع ہوگی اگر نیت کی ہو اور اگر دو یا تین طلاق کی نیت کی ہو تو پڑینگی[1] یہ شرح وقایہ مین ہی اور اسیطرح باندی کی صورت مین دو کی نیت صحیح ہی یہ نہر الفائق مین ہی۔ اور اگر اپنی آزادہ منکوحہ کو ایک طلاق دیدی پھر اُس سے کہا کہ تو بائنہ ہی اور دو کی نیت کی تو ایک ہی طلاق ہوگی اور اگر تین طلاق کی نیت کی تو واقع ہوجاوینگی یہ محیط سرخسی مین ہی اور اگر کہا کہ مین نے نکاح فسخ کیا اور طلاق کی نیت کی تو واقع ہوگی اور امام اعظم رح سے مروی ہی کہ اگر تین طلاق کی نیت کی تو بھی صحیح ہی کہ تین طلاق واقع ہونگی یہ معراج الدرایہ مین ہی۔ اور اگر اپنی جورو سے کہا کہ تو میری عورت نہین ہی یا اُس سے کہا کہ مین تیرا شوہر نہین ہون یا اُس سے دریافت کیا گیا کہ تیری جورو ہی پس اُسنے جواب دیا کہ نہین پھر دعوے کیا کہ مین نے عمدًا جھوٹ کہا تھا تو حالت رضاء وغضب دونون مین اُسکے قول کی تصدیق ہوگی اور طلاق واقع نہوگی اور اگر کہا کہ میری نیت طلاق تھی تو امام اعظم رح کے نزدیک طلاق واقع ہوگی اور اگر کہا کہ مین نے تجھسے نکاح نہین کیا ہی اور طلاق کی نیت کی تو بالاجماع واقع نہ ہوگی یہ بدائع مین ہی اور اگر کسی نے کہا کہ میری جورو نہین ہی تو طلاق واقع نہ ہوگی اگرچہ نیت کی ہو اسیطرح اگر کہا علے حجۃ ان کانت لی امرأۃ یعنے مجھپر حج لازم ہی اگر میری جورو ہو تو بھی یہی حکم ہے اور یہ بالاجماع ہی چنانچہ امام سرخسی رح نے اپنے نسخہ مین اور شیخ نجم الدین نے شرح شافی مین ذکر فرمایا ہے یہ خلاصہ مین ہی اور اسپر اجماع ہی کہ اگر اُسنے کہا کہ واللہ تو میری جورو نہین ہی یا تو نہین ہی واللہ میری جورو تو کچھ واقع نہوگی اگرچہ نیت کی ہو اور اگر کہا کہ مجھے تجھسے کچھ حاجت نہین ہی اور طلاق کی نیت کی تو یہ طلاق نہین ہی۔ اور اگر کہا کہ چھٹے بند ہوجا اور طلاق کی نیت کی تو طلاق ہوجائیگی یہ سراج الوہاج مین ہی۔ اور اگر کہا کہ مین تجھے نہین ارادہ کرتا ہون یا تجھے نہین چاہتا ہون یا تیری خواہش نہین کرتا ہون یا میری کچھ رغبت تجھسے نہین ہی تو امام اعظم رح کے نزدیک طلاق نہ واقع ہوگی اگرچہ نیت کی ہو یہ بحر الرائق مین ہی۔ اور اگر کہا کہ تو میری جورو نہین ہی اور مین تیرا شوہر نہین ہون اور طلاق کی نیت کی تو امام اعظم رح کے نزدیک طلاق واقع ہوگی اور صاحبین رح کے نزدیک واقع نہوگی اور اگر شوہر نے کہا کہ مین تجھسے بائن ہون یا مین تجھپر حرام ہون اور طلاق کی نیت کی تو واقع ہوگی اور اگر کہا کہ مین حرام یا بائن ہون اور تجھسے اور تجھپر نہ کہا تو طلاق نہ پڑیگی اگرچہ نیت کی ہو یہ محیط سرخسی مین ہی اور اگر مذاکرہ طلاق مین عورت نے کہا کہ یا اُسکے مین نے اپنے سے تجھے بائن کر دیا یا مین نے تجھے بائن کر دیا یا مین تجھسے بائن ہوگیا یا لا سلطان لی علیک یعنے میرا تجھپر کوئی قابو نہین ہی یا مین نے تجھے سرح کر دیا یا عورت نے

[1] قولہ پڑینگی یعنے اگر دو کی نیت کی تو دو پڑینگی اور اگر تین کی نیت کی تو تین پڑینگی ۱۲ منہ قال المترجم اگرچہ طلاق واقع نہ ہوگی ولیکن ظاہرا اسمین یمین حانث ہوگا اور حج لازم ہوگا واللہ اعلم ۱۲ منہ چھٹا چھوڑ دینا ۱۲

کہا کہ میں نے تجھے تجھکو ہبہ کر دیا یا تیری راہ خالی کر دی یا تو سائبہ ہے یا تو حرہ ہے یا تو جان اور تیرا کام پس عورت نے
کہا کہ میں نے اپنے نفس کو اختیار کیا تو طلاق پڑ جاویگی پھر اگر مرد نے دعوی کیا کہ میں نے طلاق کی نیت نہیں کی تھی تو
قضاءً اُسکے قول کی تصدیق نہوگی۔ اور اگر عورت سے کہا کہ میرے تیرے درمیان نکاح نہیں ہے یا کہا کہ میرے
تیرے درمیان نکاح نہیں باقی رہا تو طلاق واقع ہوگی بشرطیکہ نیت ہو۔ اور اگر عورت نے شوہر سے کہا کہ تو
میرا شوہر نہیں ہے پس شوہر نے کہا کہ تو نے سچ کہا اور طلاق کی نیت کی تو امام اعظمؒ کے نزدیک واقع ہوگی
یہ فتاوی قاضیخان میں ہے۔ اور حسنؒ نے امام اعظمؒ سے روایت کی ہے کہ اگر شوہر نے عورت سے کہا کہ میں نے
تجھے تیرے لوگوں کو یا تیرے باپ کو یا تیری ماں کو یا شوہروں کو ہبہ کر دیا تو یہ نیت پر طلاق ہے اور اگر کہا کہ
میں نے تجھے تیرے بھائی کو یا تیرے ماموں کو یا تیرے چچا کو یا فلاں اجنبی کو ہبہ کیا تو طلاق نہوگی یہ سراج الوہاج
میں ہے اور اگر عورت سے کہا کہ میں نے تجھے تجھکو ہبہ کیا تو یہ بھی از جملہ کنایات ہے کہ اگر اس سے طلاق کی نیت ہو تو واقع
ہوگی ورنہ نہیں۔ اور اگر عورت سے کہا کہ میں نے تجھے مباح کر دیا تو طلاق واقع نہوگی اگرچہ نیت ہو یہ محیط میں ہے
اور اگر کہا کہ صرت غیر امرأتی یعنے تو غیر میری جورو کی ہو گئی خواہ رضامندی میں کہا یا غصہ میں تو مطلقہ ہو جاویگی
اگر نیت کی ہو یہ خلاصہ میں ہے۔ اور اگر عورت سے کہا کہ میرے تیرے درمیان میں کچھ نہیں رہا اور اس سے
طلاق کی نیت کی تو واقع نہوگی۔ اور فتاوی میں ہے کہ اگر کہا کہ میرے تیرے درمیان کوئی معاملہ نہیں رہا تو
نیت پر طلاق پڑ جاویگی یہ عتابیہ میں ہے اور اگر کہا کہ میں تیرے نکاح سے بری ہوں تو نیت پر طلاق پڑ جاویگی
اور اگر کہا کہ تو مجھ سے دور ہو اور طلاق کی نیت کی تو واقع ہوگی یہ فتاوی قاضیخان میں ہے اور تو مجھ سے
یکسو ہو اور تو نے مجھ سے چھٹکارا پایا یہ بھی جملہ کنایات ہے یہ فتح القدیر میں ہے اور اگر اپنی جورو سے کہا کہ
تجھ پر چاروں طرفین کھلی ہیں تو اس سے کچھ واقع نہوگی اگرچہ نیت کی ہو الا اگر اُسکے ساتھ یہ بھی کہا کہ جو راہ
تیرا جی چاہے اختیار کرے اور پھر کہا کہ میری نیت طلاق کی تھی تو طلاق ہوگی اور اگر کہا کہ میں نے طلاق کی
نیت نہیں کی تھی تو اسکی تصدیق کیجاویگی اور اگر عورت سے کہا کہ جس راہ تیرا جی چاہے جا اور کہا کہ میں نے
طلاق کی نیت کی تھی تو واقع ہوگی اور بدون نیت واقع نہوگی اگرچہ مذاکرہ طلاق کی حالت میں ہو۔ اور
منتقی میں ہے کہ اگر عورت سے کہا کہ تو ہزار بار چلی جا اور طلاق کی نیت کی تو تین طلاق واقع ہونگی۔ اور مجموع النوازل
میں ہے کہ اگر عورت سے کہا کہ تو جہنم کو جا اور طلاق کی نیت کی ہو تو طلاق پڑ جاویگی یہ خلاصہ میں ہے۔ اور اگر کہا کہ
میں نے تجھے آزاد کر دیا تو نیت سے طلاق پڑ جاویگی یہ معراج الدرایہ میں ہے۔ اور اگر کہا کہ تو حرہ ہو جا یا تو
آزاد ہو جا تو مثل تو آزاد ہے کے ہے یہ بحر الرائق میں ہے۔ اور اگر کہا کہ میں نے تیری طلاق فروخت کی
پس عورت نے کہا کہ میں نے خرید لی تو یہ طلاق رجعی ہے اور اگر مرد نے کہا ہو کہ بعوض تیرے مہر کے تو طلاق
بائنہ ہوگی اسیطرح اگر کہا کہ میں نے تیرے نفس کو فروخت کیا تو بھی ایسی صورت میں یہی حکم ہے۔ ایک
عورت سے اُسکے شوہر نے کہا کہ میں تجھ سے استنکاف کرتا ہوں پس عورت نے کہا کہ جیسے منھ میں تھوک سو اگر
ناگوار خاطر ہے

تو اس سے استنکاف کرتا ہی تو اسکو پھینک دے پس شوہر نے کہا کہ تھوک۔ تھوک اور منھ سے تھوک پھینک دیا اور کہا کہ مین نے پھینک دیا اور اس سے طلاق کی نیت کی تو واقع نہو گی یہ ظہیریہ مین ہی۔ ایک عورت کے شوہر کو گمان ہوا کہ میری عورت کا نکاح فاسد طور پر ہوا ہی پس اُسنے کہا کہ مین نے یہ نکاح جو میرے اور میری عورت کے درمیان ہی ترک کر دیا پھر ظاہر ہوا کہ نکاح بطور صحیح واقع ہوا ہے تو اُسکی جورو مطلقہ نہو گی۔ اور اگر اپنی جورو سے کہا کہ مین تیری تین تطلیقات سے بری ہون تو بعض نے کہا کہ نیت پر طلاق واقع ہو گی اور بعض نے فرمایا کہ طلاق نہو گی اگرچہ نیت کرے اور یہی ظاہر ہی۔ اور اگر عورت سے کہا کہ تو سراح ہی تو یہ ایسا ہی جیسے کہ تو خلیہ ہی یہ فتاوےٰ قاضیخان مین ہی۔ اور اگر عورت سے کہا کہ مین نے تجھے زوجہ ہونے سے بری کر دیا تو بلا نیت طلاق پڑ جائیگی خواہ غضب ہو یا کوئی اور حالت ہو یہ ذخیرہ مین ہی۔ مجموع النوازل مین لکھا ہے کہ ایک عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ مین تجھ سے بری ہون پس شوہر نے کہا کہ مین بھی تجھ سے بری ہون پس عورت نے کہا کہ دیکھ تو کیا کہتا ہے پس اُسنے کہا کہ مین نے طلاق کی نیت نہین کی تو بسبب عدم نیت کے طلاق واقع نہو گی یہ محیط مین ہی۔ اور اگر کہا کہ صفحت عن طلاقک مین نے تیری طلاق سے صفح کیا اور نیت طلاق کی تو طلاق نہ پڑیگی اور اسیطرح جو لفظ ایسا ہو کہ محتمل طلاق نہو اُس سے طلاق واقع نہو گی اگرچہ طلاق کی نیت ہو مثلاً کہا بارک اللہ علیک تجھے اللہ تعالےٰ برکت عطا فرماوے یا کہا مجھے کھانا کھلاوے یا پانی پلاوے ایسے الفاظ سے بہ نیت بھی طلاق نہ واقع ہو گی اور اگر ایسے الفاظ جمع کیے جو محتمل طلاق ہین اور نہین ہین مثلاً کہا یہان سے جا اور کھا یا کہا تو یہان سے جا اور کپڑا فروخت کر اور جہان سے جا کہنے سے طلاق کی نیت کی تو اختلاف زفرؒ و یعقوبؒ مین مذکور ہی کہ امام ابو یوسفؒ کے قول مین طلاق نہ واقع ہو گی اور امام زفرؒ کے قول مین طلاق ہو گی یہ بدائع مین ہی اور اگر کہا کہ یہان سے جا کر نکاح کر لے تو ایک طلاق واقع ہو گی اگر نیت کی ہو اور اگر تین طلاق کی نیت کی ہو تو تین طلاق واقع ہو نگی۔ اور فتاوےٰ مین مذکور ہی کہ اگر عورت سے کہا کہ یہان سے جا کر کپڑا فروخت کر یا یہان سے جا کر تقنع کر یا یہان سے اُٹھکر کھا اور یہان سے جا کر اور اُٹھکر سے طلاق کی نیت کی تو واقع نہو گی یہ خلاصہ مین ہی۔ اور اگر کہا کہ کسی شوہر سے نکاح کر تا کہ وہ میرے واسطے تجھے حلال کرے تو یہ تین طلاق کا اقرار ہی۔ اور اگر کہا کہ تو نکاح کر لے اور ایک طلاق کی نیت کی یا تین طلاق کی نیت کی تو صحیح ہی اور اگر کچھ نیت نہو تو واقع نہو گی یہ عتابیہ مین ہی۔ اگر ایک مرد نے دوسرے مرد سے کہا کہ اگر تو مجھے فلانہ عورت کیوجہ سے مارتا ہی جس سے مین نے نکاح کیا ہی تو مین نے اُسے چھوڑا تو اُسے لے اور طلاق کی نیت کی تو ایک طلاق بائنہ واقع ہو گی یہ خلاصہ مین ہی اور اگر عورت سے کہا کہ تو عدت اختیار کر تو عدت اختیار کر تو عدت اختیار کر تو اس مسئلہ مین کئی صورتون کا احتمال ہی اوّل ان الفاظ مین سے ہر ایک سے اُسنے ایک طلاق کی نیت کی دوّم فقط اول سے طلاق کی نیت کی سوّم اول سے فقط حیض کی نیت کی اور بس چہارم پہلی دونون سے طلاق کی نیت کی پنجم فقط پہلی و تیسری سے طلاق کی نیت کی ششم دوسری و تیسری سے

طلاق کی نیت کی اور اول سے حیض کی نیت کی۔ پس ان سب چھ صورتوں مین اسپر تین طلاق واقع ہونگی ہفتم آنکہ فقط اُس نے دوسری سے طلاق کی نیت کی اور بس ہشتم آنکہ اول وثانی سے فقط حیض کی نیت کی اور بس نہم آنکہ اول سے طلاق کی اور تیسری سے حیض کی نیت کی اور بس دہم دوسری وتیسری سے طلاق کی نیت کی اور بس یازدہم آنکہ پہلی دونون سے فقط حیض کی نیت کی اور بس دوازدہم اول وسوم سے فقط حیض کی نیت کی اور بس سیزدہم پہلی ودوسری سے طلاق کی اور تیسری سے حیض کی نیت کی چہاردہم اول وتیسری سے طلاق کی نیت کی اور دوسری سے حیض کی نیت کی پانزدہم اول ودوسری سے حیض کی اور تیسری سے طلاق کی نیت کی شانزدہم اول وتیسری سے حیض کی اور دوسری سے طلاق کی نیت کی ہفدہم دوسری سے حیض کی نیت کی اور بس تو ان سب گیارہ صورتوں مین اسپر دو طلاق واقع ہونگی ہیژدہم ان سب الفاظ مین سے ہر ایک سے حیض کی نیت کی ہو۔ نوزدہم تیسری سے طلاق کی نیت کی ہو اور بس بستم تیسری سے حیض کی نیت کی ہو اور بس بست ویکم دوسری سے طلاق کی اور تیسری سے حیض کی نیت کی ہو اور بس بست ودوم دوسری وتیسری سے حیض کی نیت کی ہو اور اول سے طلاق کی نیت کی ہو بست وسوم دوسری وتیسری سے حیض کی نیت کی ہو اور بس۔ پس ان سب چھ صورتون مین اسپر ایک طلاق واقع ہوگی بست وچہارم آنکہ اُس نے ان سب الفاظ مین سے کسی سے کچھ نیت نہین کی تو ایسی صورت مین عورت پر کوئی طلاق واقع نہوگی یہ فتح القدیر مین ہے۔ ایک شخص نے اپنی جورو سے کہا کہ تو عدت اختیار کر تو عدت اختیار کر تو عدت اختیار کر پھر کہا کہ مین نے ان سب سے ایک طلاق کی نیت کی تھی توفیما بینہ وبین اللہ تعالےٰ اُسکی تصدیق ہوگی مگر قضاءً تین طلاق واقع ہونگی یہ فتاوےٰ قاضیخان مین ہے اور اگر کہا کہ تو عدت اختیار کر تین۔ پھر کہا کہ مین نے عدت اختیار کرسے ایک طلاق کی نیت کی اور تین سے تین حیض کی نیت کی تو قضاءً بھی اُسکے کہنے کے موافق رکھا جائیگا یہ شرح جامع صغیر قاضیخان مین ہے۔ اور مبسوط مین لکھا ہے کہ اعتدی فاعتدی یعنے عدت اختیار کر توپس عدت اختیار کر تو۔ یا کہا کہ تو عدت اختیار کر تو عدت اختیار کر یا کہا کہ تو عدت اختیار کر اور تو عدت اختیار کر اور اُس نے طلاق کی نیت کی ہے تو قضاءً عورت پر دو طلاق واقع ہونگی یہ غایۃ السروجی مین ہے۔ اور منتقی مین ہے کہ اگر عورت سے کہا کہ تو عدت اختیار کرلے مطلقہ اور عدت اختیار کر کہنے سے ایک طلاق کی نیت کی تو عورت پر دو طلاق واقع ہونگی ایک طلاق اس قول سے کہ تو عدت اختیار کر اور دوسری لے مطلقہ سے اور اگر اُس نے کہا کہ مین نے اسے مطلقہ سے طلاق کی نیت نہین بلکہ یہ میری مراد تھی کہ تو عدت اختیار کر کہنے سے عورت کا مطلقہ ہونا لازم ہوگیا ہے پس مین نے اس وصف سے اُسکو پکارا ہے توفیما بینہ وبین اللہ تعالےٰ اُسکے قول کی تصدیق ہوگی اور اگر عورت سے کہا کہ بائن رہ کر تو طالقہ ہے پس اگر بائن رہ کہنے سے طلاق کی نیت نہ کی ہو تو ایک طلاق واقع ہوگی اور اگر عورت سے کہا کہ مین نے اپنے نفس کو تجھپر حرام کیا پس تو استبرا کر اور ان الفاظون سے

طلاق کی نیت کی تو عورت پر ایک طلاق بائنہ واقع ہوگی اسواسطے کہ بائنہ عورت پر بائنہ طلاق نہیں پڑ سکتی ہے اور اسیطرح اگر تولہ کہ مین نے اپنے نفس کو تجھپر حرام کیا کہنے سے ایک طلاق کی نیت کی اور تو استبرا کر کہنے سے تین طلاق کی نیت کی تو بھی ایک ہی طلاق بائنہ واقع ہوگی اور اگر کہا کہ مین نے اپنے نفس کو تجھپر حرام کیا کہنے سے کچھ مراد نہین لی اور تو استبرا کر کہنے سے ایک طلاق یا تین طلاق کی نیت کی تو یہ اسکی نیت کے موافق ہوگا یہ محیط مین ہے اور اگر عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ تو مجھے طلاق دیدے پس اُسنے کہا کہ اعتدی یعنے تو عدت اختیار کر پھر دعوے کیا کہ مین نے طلاق کی نیت نہین کی تھی تو اُسکے قول کی تصدیق نہ ہوگی یہ تاتارخانیہ مین ہے۔ واضح ہو کہ طلاق صریح دوسری طلاق صریح سے ملجاتی ہے مثلاً کہا کہ تو طالقہ ہے تو ایک طلاق پڑیگی اور پھر کہا کہ تو طالقہ ہے تو دوسری طلاق پڑیگی۔ اور نیز طلاق صریح طلاق بائن سے بھی ملجاتی ہے مثلاً کہا کہ تو بائنہ ہے یا کسی قدر مال پر عورت کو خلع کردیا پھر عورت سے کہا کہ تو طالقہ ہے تو ہمارے نزدیک یہ طلاق بھی پڑجائیگی۔ اور بائن کے ساتھ بائن نہین ملتی ہے مثلاً کہا کہ تو بائنہ ہے پھر عورت سے کہا کہ تو بائنہ ہے تو فقط ایک ہی طلاق بائنہ واقع ہوگی اسواسطے کہ دوسرے کا اول سے خبر قرار دینا ممکن ہے اور خبر سچ ہے پس اسکا انشاء قرار دینا غیر ضروری ہے اسواسطے کہ انشاء اقتضاء ضرورۃً ہوتا ہے ہان اگر یہ کہا کہ مین نے دوسری طلاق بائنہ سے بینونت غلیظہ چاہی تھی تو چاہیے کہ اعتبار کیا جائے اور اس سے حرمت غلیظہ ثابت کیجائے لیکن اگر بائن معلق ہو مثلاً کہا کہ اگر تو دار مین داخل ہو تو تو بائنہ ہے پھر اس سے کہا کہ تو بائنہ ہے پھر عدت مین وہ دار مین داخل ہوئی تو طلاق پڑیگی یہ عینی شرح کنز مین ہے۔ اور اگر عورت سے کہا کہ تو بائنہ ہے یا عورت کو خلع دیدیا پھر اس سے کہا کہ اگر تو دار مین داخل ہو تو تو بائنہ ہے اور طلاق کی نیت کی پھر اول کی عدت مین وہ دار مین داخل ہوئی تو طلاق واقع نہوگی۔ اور اگر کسی نے اپنی عورت سے کہا کہ واللہ مین تجھ سے قربت نہ کرونگا پھر چار مہینے گذرنے سے پہلے اس سے کہا کہ تو بائنہ ہے اور طلاق کی نیت کی یا اُسے خلع دیدیا تو طلاق پڑجائیگی پھر اگر چار مہینے گذرنے پھر اُس سے وطی نہ کی تو بھی طلاق واقع ہوگی۔ اور اگر پہلے اُسکو خلع دیدیا پھر اُس سے کہا کہ تو بائنہ ہے تو کچھ واقع نہوگی۔ اور جو حکم طلاق صریح کی صورت مین معلوم ہوا ہے ویسا ہی انت واحدۃ تو واحدہ ہے اور تو عدت اختیار کر اور تو اپنے رحم کا استبرا کر کا ہی ہی یہ سراج الوہاج مین ہے اور اگر عورت کو بائنہ کردیا یا خلع دیدیا پھر عدت مین اُس سے کہا کہ تو عدت اختیار کر اور طلاق کی نیت کی تو ظاہر الروایہ کے موافق دوسری طلاق واقع ہوگی یہ بحر الرائق مین ہے۔ ایک شخص نے اپنی جورو کو بعد خلع کے عدت مین کسی قدر مال لیکر طلاق دی تو طلاق واقع ہوگی اور مال واجب نہوگا اور طلاق اسوجہ سے واقع ہوگی کہ صریح ہے

سلہ قال المترجم یعنے تولہ اپنے نفس کو تجھپر حرام کیا جیسا اس سے طلاق کی نیت تھی تو کنایہ ہونے سے ایک طلاق بائن پڑی پھر دوسری کنایہ سے طلاق بائنہ نہین پڑ سکتی ہے اسواسطے ۱۲ منہ سلہ یعنے اگر پہر دو طلاق بائن مین سے ایک معلق ہوا اور دوسری نے انحال تو حال کی عدت مین اگر معلق پائی گئی تو واقع ہوگی اور ایک دوسری سے لاحق ہوگی ۱۲ منہ سلہ جس مین یہ دونون طلاق لیکے نکاح نہ کرے ۱۲ منہ سلہ جو سے انحال بائن واقع ہو چکی ہے ۱۲

پس طلاق بائن سے ملجا دیگی اور اگر بعد طلاق رجعی کے عورت کو خلع دیا یا کسی قدر مال لیکر طلاق دی تو صحیح ہے
اور اگر مال پر اُسکو طلاق دی پھر عدت مین اُسکو خلع دیا تو نہین صحیح ہے۔ اور اگر عورت سے بعد بینونت کے کہا کہ
مین نے تجھے خلع کر دیا اور نیت طلاق کی ہے تو کچھ واقع نہوگی یہ خلاصہ مین ہے اور اگر عورت سے کہا کہ تو بائنہ
کلُ ہے اور اس سے طلاق کی نیت کی پھر اُس کو آج ہی کے روز بائنہ کر دیا پھر کل کا روز آیا تو شرط کی تعلیق
آئندہ اسپر واقع ہوگی یہ ہمارے نزدیک ہے اور ہمارے مشائخ نے فرمایا کہ اس مسئلہ پر قیاس کرکے اگر عورت سے کہا
اگر تو دار مین داخل ہو تو تو بائن ہے اور طلاق کی نیت کی پھر اُس سے کہا کہ اگر تو فلان سے کلام کرے تو تو بائنہ
ہے اور طلاق کی نیت کی پھر وہ دار مین داخل ہوئی تو اسپر ایک طلاق واقع ہوگی پھر اُسنے فلان مذکور سے بھی کلام
کیا تو دوسری طلاق بھی واقع ہونا چاہیے یہ ذخیرہ مین ہے۔ اور اگر بائنہ سے کہا کہ تو طالقہ بائنہ ہے تو یہ بھی اُس کے
ساتھ لاحق ہوگی اور اگر کہا کہ تو بائنہ ہے تو واقع نہوگی اور اگر عورت سے کہا کہ مین نے تجھے بائن کر دیا بتعلیق تو واقع
نہوگی یہ خلاصہ مین ہے۔ اور ہر فرقت کہ جو ہمیشگی کی حرمت کی موجب ہو جیسے حرمت مصاہرہ و رضاع تو اُسکے ساتھ طلاق
لاحق نہین ہوتی ہے اگرچہ وہ عدت مین ہو۔ اسیطرح اگر اپنی عورت کو بعد دخول کے خرید کیا تو طلاق اُسکے ساتھ لاحق
نہوگی اسواسطے کہ عدت نہین ہے یہ بدائع مین ہے **چھٹی فصل طلاق بکتابت کے بیان مین**۔ کتابت دو طرح کی ہوتی ہے
کتابت مرسومہ و کتابت غیر مرسومہ۔ اور مرسومہ سے ہماری یہ مراد ہے کہ مصدر و معنون ہو جیسے غائب کو لکھی جاتی ہے
اور غیر مرسومہ سے یہ مراد ہے کہ وہ مصدر و معنون نہو پس وہ دو طرح کی ہوتی ہے مستبینہ و غیر مستبینہ پس مستبینہ کی
یہ صورت ہے کہ تختہ و دیوار وغیرہ پر ایسے لکھے کہ اسکا پڑھنا و سمجھنا ممکن ہو اور غیر مستبینہ یہ ہے کہ ہوا و پانی وغیرہ ایسی چیز پر لکھے کہ اسکا پڑھنا
سمجھنا ممکن نہو پس غیر مستبینہ کی صورت مین طلاق نہین پڑتی ہے اگرچہ نیت ہو اور اگر مستبینہ غیر مرسومہ ہو پس اگر طلاق کی نیت ہو تو واقع ہوگی
ورنہ نہین اور اگر مستبینہ مرسومہ ہو تو طلاق واقع ہوگی خواہ نیت ہو یا نہو پھر واضح ہو کہ مرسومہ کی صورت مین یا تو اُس نے
طلاق کو ارسال کیا اگر یا یون طور لکھا کہ اما بعد تو طالقہ ہے تو جیسے ہی لکھا ہے ویسے ہی طلاق پڑجائیگی اور اسی تحریر کے
وقت سے عورت پر عدت واجب ہوگی۔ اور اگر خط پہونچنے پر طلاق کو معلق کیا کہ لکھا کہ جب میرا خط تجھے
پہونچے پس تو طالقہ ہے تو جبتک عورت کو خط نہ پہونچیگا تب تک طلاق واقع نہوگی یہ فتاوےٰ قاضیخان مین ہے
اور اگر لکھا کہ جب یہ میرا خط تجھے پہونچے تو تو طالقہ ہے پھر اسکے بعد اور ضروری امور تحریر کیے پھر عورت
کو خط پہونچا اور اُسنے پڑھا یا نہ پڑھا تو طلاق پڑجاویگی یہ خلاصہ مین ہے۔ ایک شخص نے اپنی جورو کو امور ضروری
تحریر کیے اور اسکے آخر مین لکھا کہ اما بعد جب یہ خط میرا تجھے پہونچے پس تو طالقہ ہے پھر اُسکی بدلے مین آیا کہ اُسنے
طلاق کا فقرہ محو کر دیا پھر اُسکو خط پہونچا تو عورت پر طلاق واقع ہوگی اور اگر اُسنے باقی مضمون جو ضروریات کے
واسطے تحریر کیا تھا سب محو کر دیا اور طلاق کی تحریر باقی چھوڑی پھر اُسکو عورت کے پاس بھیجا تو طلاق نہ پڑیگی اسواسطے

ف۱ مصدر و معنون یعنی رسم کا شروع و عنوان موجود ہو مثلاً بسملہ و حمد و صلوٰۃ کے بعد فلان کیطرف سے فلانہ کو اما بعد تو و علیٰ ہذا القیاس ۱۲
ف۲ یعنی کنایہ صریح ہے ۱۲ منہ [illegible] واقع ہوگا اگر ۱۲ منہ یعنی تحریر کے ذریعہ سے ۱۲ واضح ہو کہ تحریر طلاق صریح کا یہ حکم ہے ۱۲ منہ

کہ جب اُسنے تمام مضمون ضروریات کو محو کردیا تو وہ خط نہ رہا پس شرط متحقق نہ ہوگی اور اگر اول تحریر مین لکھا کہ اما بعد جسوقت یہ میرا خط تجھے پہونچے پس تو طالقہ ہے پھر اسکے بعد اور ضروری امور تحریر کیے پھر طلاق کو محو کردیا اور باقی جو کچھ لکھا تھا رہنے دیا تو خط پہونچنے پر عورت مذکورہ پر طلاق نہ پڑیگی اور اگر طلاق کا مضمون چھوڑ دیا اور باقی سب محو کردیا اور عورت کو بھیجا تو طلاق پڑجائیگی یہ ظہیریہ مین ہے۔ اور اگر خط مین اول و آخر مین اپنی ضروریات کو تحریر کیا اور بیچ مین طلاق کو تحریر کیا پھر طلاق کو محو کردیا اور خط بھیجا تو عورت پر طلاق پڑجاویگی خواہ وہ جو طلاق سے اول تحریر کیا ہے قلیل ہو یا کثیر ہو یہ فتاویٰ قاضیخان مین ہے۔ اور اگر عورت کو لکھتے وقت ملاکر اسطرح لکھا کہ اما بعد تو طالقہ بسہ طلاق ہے انشاء اللہ تعالےٰ تو طلاق نہ پڑیگی اور اگر انشاء اللہ تعالےٰ کا لفظ عدا کرکے لکھتے وقت تحریر کیا تو طلاق پڑجائیگی یہ ظہیریہ مین ہے۔ اور اگر اپنی عورت کو لکھا کہ جب میرا یہ خط تیرے پاس پہونچے تو تو طالقہ ہے پھر یہ خط عورت کے باپ کے ہاتھ مین پہونچا پس باپ نے وہ خط لیکر چاک کر ڈالا اور عورت کو نہ دیا پس اگر اسکا باپ اُسکے تمام امور مین متصرف ہو اور عورت کے شہر مین یہ خط اُسکے باپ کے ہاتھ مین پہونچا تو طلاق واقع ہوگی اور اگر ایسا نہو تو طلاق واقع نہوگی تاوقتیکہ عورت کو وہ خط نہ پہونچے اور اگر باپ نے اُسکو اس خط کی اپنے پاس پہونچنے کی خبر دی پس اگر باپ نے وہ پھٹا ہوا خط عورت کو دیا پس اگر اس خط کا پڑھنا و سمجھنا ممکن تھا تو عورت پر طلاق پڑجاویگی ورنہ نہین یہ فتاویٰ قاضیخان مین ہے اور اگر طلاق کو حروف مین تحریر کیا مگر زبان سے انشاء اللہ تعالےٰ کہدیا یا زبان سے طلاق کہی اور انشاء اللہ تعالےٰ لکھا تو آیا یہ صحیح ہے پس اس مسئلہ کی کوئی روایت نہین ہے ولیکن صحیح ہونا چاہیے یہ ظہیریہ مین ہے۔ ایک شخص پیٹے جانے اور قید کیے جانے کے ڈراوے سے اس امر پر باکراہ مجبور کیا گیا کہ اپنی جورو فلانہ بنت فلان بن فلان کی طلاق تحریر کرے پس اُسنے لکھا کہ اسکی جورو فلانہ بنت فلان بن فلان طالقہ ہے تو اسکی جورو پر طلاق واقع نہوگی یہ فتاویٰ قاضیخان مین ہے۔ اور اگر کسی نے دوسرے سے کہا کہ تو میری جورو کو ایک خط لکھ کہ اگر تو اپنے گھر سے باہر نکلے تو تو طالقہ ہے پس اُسنے لکھا اور بعد تحریر کے قبل اسکے کہ یہ خط اُس مرد کو سُنایا جاوے اسکی عورت گھر سے باہر نکلی پھر یہ خط اس مرد کو سُنایا گیا پس اُسنے یہ خط اپنی جورو کو بھیجدیا تو عورت مذکورہ اس نکلنے سے جسکا بیان ہوا ہے مطلقہ نہوگی۔ اسیطرح اگر اُسنے اس طور سے خط تحریر کیا پھر جب شوہر کو سُنایا گیا تو اُسنے کاتب یعنے لکھنے والے سے کہا کہ مین نے یہ شرط کی تھی کہ ایک مہینہ تک نکلے یا بعد ایک ماہ کے نکلے تو بھی یہی حکم ہے اور اس شرط کا الحاق جائز ہوگا یہ جامع مین مذکور ہے یہ محیط سرخسی مین ہے۔ اور اگر اپنی عورت کو لکھا کہ ہر میری جورو جو سوائے تیرے و سوائے فلانہ کے ہے طالقہ ہے پھر اخیرہ کا نام محو کردیا پھر خط بھیجا تو وہ مطلقہ نہوگی یہ ظہیریہ مین ہے۔ اور منتقی مین لکھا ہے کہ اگر کاغذ مین ایک خط لکھا اور اسمین درج کیا کہ جب تجھے

سلہ یعنے جسوقت طلاق لکھی اُسیوقت متصلاً بدون وقفہ کے ملاکر انشاء اللہ تعالےٰ تحریر کیا اور اگر بیچ مین وقفہ کردیا تو طلاق واقع ہوگی

۱۲ منہ سلہ قولہ اس مرد یعنے جس نے کہا ہے کہ تو اس مضمون کا خط لکھ تو وہ عورت طلاق واقع نہوگی ۱۲

یہ خط میرا پہونچے تو تو طالقہ ہے پھر اُسکو ایک دوسرے کاغذ پر اُتار کر دوسرا خط تیار کیا یا کسی دوسرے کو حکم دیا
کہ ایک دوسری نقل اُتار کر ایک نسخہ تیار کرے اور خود نہیں لکھوایا پھر دونوں خط اس عورت کو بھیجے تو
توقضاءً اس عورت پر دو طلاق واقع ہونگی بشرطیکہ شوہر اقرار کرے کہ یہ دونوں میرے خط ہیں یا گواہ لوگ
اس امر کی شہادت ادا کریں اور فیما بینہ وبین اللہ تعالےٰ ایک طلاق عورت پر واقع ہوگی چاہیے کوئی خط
اُسکو پہونچے پھر دوسرا باطل ہو جائیگا اسواسطے کہ یہ دونوں ایک ہی نسخہ ہیں۔ اور نیز منتقی میں ہے کہ ایک مرد نے
دوسرے سے اپنی جورو کی طلاق کا خط لکھوایا اور اُسنے شوہر کو یہ خط پڑھ سُنایا پس شوہر نے اُسکو لیکر لپیٹا اور مہر کی
اور اسکا عنوان لکھکر اپنی عورت کو بھیجدیا پس وہ خط عورت کو پہونچا اور شوہر نے اقرار کیا کہ یہ میرا خط ہے تو عورت
پر طلاق واقع ہوگی اور اسیطرح اگر اس لکھنے والے نے جس سے خط لکھوایا یہ کہا کہ تو یہ خط اس عورت کو بھیجدے
یا اس سے کہا کہ تو ایک نسخہ لکھکر اس عورت کو بھیجدے تو بھی یہی حکم ہے اور اگر اس امر کے گواہ قائم نہ ہوے اور نہ شوہر
نے اس طور سے اقرار کیا ولیکن اُسنے جو بات تھی وہ اسی طور سے بیان کردی تو عورت پر طلاق لازم نہ ہوگی
نہ قضاءً نہ فیما بینہ وبین اللہ تعالےٰ اور اسیطرح جو خط اُسنے اپنے خط سے نہیں لکھا اور نہ بتلا کر لکھوایا اُس سے
طلاق واقع نہوگی جبکہ اُسنے یہ اقرار نہ کیا ہو کہ یہ میرا خط ہے یہ محیط میں ہے **ساتوین فصل الفاظ فارسیہ سے**
طلاق کے بیان مین جس اصل پر ہمارے زمانہ مین فارسی الفاظ سے طلاق پر فتوے ہے وہ یہ ہے کہ اگر فارسی لفظ ایسا
ہو کہ وہ فقط طلاق ہی مین استعمال کیا جاتا ہے تو وہ لفظ صریح ہوگا کہ اُس سے بدون نیت کے طلاق واقع ہوگی
جبکہ اُسنے عورت کی طرف اضافت کرکے کہا ہو اور جو الفاظ فارسی ایسے ہوں کہ وہ طلاق مین اور سوا ے
طلاق کے دوسرے معنے مین بھی استعمال ہوتے ہیں وہ کنایات ہونگے پس اُنکا حکم سب احکام مین وہی ہوگا جو
عربیہ الفاظ کنایات کا حکم ہے کذا فی البدائع وقال المترجم زبان اُردو مین جو مختلط زبان الفاظ عربی وفارسی
وہندی وترکی وغیرہ سے ہے دو قسم کے الفاظ کا حکم معلوم ہوگیا کہ اگر لفظ عربی کہا یا فارسی کہا تو صریح بطور صریح
وکنایہ بطور کنایہ رکھا جائیگا اور باقی زبانوں کے الفاظ کا حکم بھی یوں ہی ہونا چاہیے کیونکہ فارسی کی کوئی خصوصیت
نہیں ہے جیسا کہ تجویز امام اعظم رحمہ اللہ زبان فارسی کے جواز کی کوئی خصوصیت نہیں بلکہ ہر زبان مین بشرط جواز جائز ہوتی ہے نص علیہ بعض
المتاخرین فلذا ہذا فافہم واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب اگر کسی نے اپنی عورت سے کہا کہ ہشتم ترا از زنی مین نے تجھے اپنی جورو ہونے سے چھوڑ دیا
تو جاننا چاہیے کہ یہ لفظ اہل خراسان و اہل عراق طلاق مین استعمال کرتے ہیں اور یہ امام ابو یوسف رح کے نزدیک صریح ہے
پس اس سے جو طلاق واقع ہوگی وہ رجعی ہوگی اور بدون نیت کے واقع ہوگی اور خلاصہ مین لکھا ہے کہ اسی کو

سلہ واضح رہے کہ الفاظ فارسی سے یہ مراد ہے کہ مخصوص زبان فارسی ہوں کہ عرب مین وہ الفاظ مستعمل نہ ہوں ورنہ لفظ طلاق
ومطلقہ وطالقہ ایسے الفاظ سب عربی ہیں اگرچہ ترکیب بدل جاوے مثلاً انت طالق عربیہ ترکیب ہے اور طالقہ ہستی
فارسی اور تو طالقہ ہے اردو ترکیب ہے مگر لفظ ہر حال عربیہ سے خارج نہ ہوگا یعنے یہ طلاق صریح بطور عربیت
ہے اس پر کسی فتوے وغیرہ کی کوئی حاجت نہیں ہے ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالےٰ علیہ عہ یعنے نقل ۱۲ عہ اشارہ
ہے کہ فتوے عدم جواز پر ہے ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالےٰ علیہ۔

فقیہ ابو اللیثؒ نے لیا ہے اور تفرید میں لکھا ہے کہ اسی پر فتوے ہے یہ تاتارخانیہ میں ہے - اور اگر عورت سے
کہا کہ بہشتم ترا یعنے میں نے تجھے چھوڑا اور یہ نہ کہا کہ جورو ہونے سے پس اگر حالت غضب و مذاکرۂ طلاق
میں ہو تو ایک طلاق رجعی واقع ہوگی اور اگر ایک طلاق بائن یا تین طلاق کی نیت کی ہو تو نیت کے موافق
ہوگی اور امام محمدؒ کا قول اسمیں امام ابو یوسفؒ کے قول کے موافق ہے یہ محیط میں ہے اور اگر جورو سے کہا
کہ ترا چنگ باز داشتم یا بہشتم یا یلہ کردم ترا یا پائے کشادہ کردم ترا تو یہ سب عرف میں طلقتک کی تفسیر
ہے تا آنکہ طلاق رجعی واقع ہوگی اور بدون نیت واقع ہوگی یہ خلاصہ میں ہے - اور شیخ امام ظہیر الدین مرغینانی
بہشتم کہنے کی صورت میں بدون نیت واقع ہونے کا اور طلاق رجعی ہونے کا فتوے دیتے تھے اور اسکے
سوائے دوسرے الفاظ میں نیت شرط فرماتے تھے اور طلاق واقعہ کو بائنہ فرماتے تھے یہ ذخیرہ میں ہے -
ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا کہ بیک طلاق دست باز داشتم یعنے ایک طلاق سے میں نے تیرا ہاتھ
باز رکھا تو طلاق بائن واقع ہوگی اور اگر کہا کہ بیک طلاق دست باز داشتم ایک طلاق سے ہاتھ باز رکھا میں
تو طلاق رجعی واقع ہوگی یہ تجنیس و مزید میں ہے ایک عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ مرا طلاق دہ پس شوہر
نے کہا کہ دادہ گیر و کردہ گیر یا کہا کہ دادہ یا کردہ باد پس اگر نیت کی تو واقع ہوگی اور رجعی ہوگی اور اگر
نیت نہ کی تو واقع نہ ہوگی اور اگر کہا کہ دادہ است یا کردہ است یعنے دی ہے یا کی ہے تو واقع ہوگی خواہ
نیت ہو یا نہو اور اگر دعوے کیا کہ میری نیت نہ تھی تو قضاءً تصدیق نہ ہوگی اور اگر کہا کہ دادہ انگار یا
کردہ انگار تو واقع نہ ہوگی اگرچہ نیت کی ہو اور اگر عورت کی طلاق طلب کرنے کے بعد شوہر نے کہا کہ دادہ گیر
و بجز تو برو سے دوسری واقع نہ ہوگی الا اس صورت میں کہ دو کی نیت کی ہو - اور اگر عورت نے کہا
کہ میں ایک پر کفایت نہیں کرتی ہوں پس شوہر نے کہا کہ دو سے پس اگر اس سے دو طلاق کی نیت کی ہو
تو تین طلاق واقع ہونگی - اور اگر عورت کی طلاق مانگنے پر مرد نے کہا کہ گفتہ گیر تو طلاق واقع نہوگی اگرچہ
نیت کی ہو یہ خلاصہ میں ہے - اور اگر عورت نے کہا کہ دست از من باز دار یعنے ہاتھ مجھ سے باز رکھ پس مرد نے
کہا کہ باز داشتہ گیر تو طلاق واقع ہوگی بشرطیکہ نیت ہو اور بائنہ ہوگی یہ محیط میں ہے - اور اگر عورت نے کہا کہ مرا بدار یعنے
مجھے مت رکھ پس شوہر نے کہا نا داشتہ گیر تو نیت کرنے سے طلاق واقع ہوگی اور بائنہ ہوگی یہ ذخیرہ میں ہے - اور
اگر عورت نے کہا کہ مجھے طلاق دے پس مرد نے کہا کہ میں نہیں کرتا ہوں پس عورت نے کہا کہ اگر بدہی بدہم
شوے کنم پس مرد نے کہا کہ کن خواہی کے خواہی دہ یعنے کر چاہے ایک چاہے دس تو طلاق واقع نہوگی
یہ عتابیہ میں ہے - ایک عورت نے کہا کہ مجھے تین طلاق دے پس شوہر نے کہا کہ داشتہ باید سہ طلاق پس اگر
یہ لغت کسی شہر والوں کی ہو اور شوہر کے شہر کی زبان نہو تو اسکی تصدیق نہ ہوگی کہ میں نے اس سے

ف۱ دادہ گیر یعنے دی ہوئی لے اگرچہ یہ ایسے مقام پر بولتے ہیں کہ دی ہوئی فرض کر لے یا سمجھ لے و لیکن چونکہ گیر کا لفظ ہے یعنے لے
ہو جیسے دادہ انگار اور یہیں لفظا ترجمہ ۱۲ ف۲ ترا چنگ میں نے باز رکھا ۱۲ ف۳ تجھے کھولے پاؤں کر دیا ۱۲ ف۴ میں نے تجھے طلاق دی ۱۲
ف۵ مجھے طلاق دے ۱۲ ف۶ دی ہوئی جان لے ۱۲ ف۷ از فتن جانا ۱۲ ف۸ اگر دیوے تو جاؤں میں شوہر کروں ۱۲ ف۹ بجائے داوم ۱۲

جواب کا قصد نہین کیا اور اگر کسی شہر والون کی زبان نہ ہو تو یہ جواب نہ ہوگا یہ محیط سرخسی مین ہے۔ اور اگر عورت سے کہا کہ تو ایک طلاق واین طلاق اولین و آخرین است تو ایک طلاق ہوگی یہ خلاصہ مین ہے۔ اور اگر عورت سے کہا کہ تو سہ[3] دہ اور طلاق کی نیت کی تو واقع ہوگی یہ خزانۃ المفتین مین ہے۔ ایک مرد نے اپنی جورو سے کہا کہ دست از من باز دار پس عورت نے کہا کہ باز داشتم بسہ طلاق پس شوہر نے کہا کہ من نیز از تو باز داشتم پس اگر ایک طلاق کی نیت کی تو ایک اور اگر تین طلاق کی نیت کی تو تین طلاق واقع ہونگی اور اگر کچھ نیت نہ کی تو کچھ واقع نہ ہوگی ایک شخص نے اپنی جورو سے کہا کہ مرا بکار نیستی میرے کام کی نہین ہے اور اس سے طلاق کی نیت کی تو واقع ہوگی اور اگر کسی مرد نے اپنی جورو سے کہا کہ ہزار[4] طلاق ترا تو تین طلاق واقع ہونگی۔ ایک شخص نے اپنی جورو سے مذاکرۂ طلاق کی حالت مین کہا کہ ہزار[5] طلاق بدامنت درکردم تو تین طلاق پڑجاوینگی اور اگر اُسنے دعوے کیا کہ مین نے اُس سے ایقاع طلاق کی نیت نہین کی تھی تو قسم سے اُسی کا قول قبول ہوگا۔ اور اگر اپنی جورو سے کہا کہ تو سہ[6] طلاق باش پس اگر تین طلاق واقع کرنے کی نیت کی تو پڑینگی ورنہ نہین یہ ظہیریہ مین ہے اور اگر عورت نے کہا کہ تو مجھے طلاق دیدے اُس نے جواب دیا کہ سہ[7] طلاق بدامن تو درنہادم برو تو تین طلاق پڑینگی یہ عتابیہ مین ہے۔ اور اگر فارسی مین کہا کہ تو طلاقی تو واقع ہوگی جیسے اگر کہا کہ تو طالقی تو واقع ہوتی ہے اور اسیطرح اگر اُس سے کہا کہ تو طلاق باش یا سہ طلاق باش یا سہ طلاقہ باش یا سہ طلاقہ شو تو بدون نیت کے طلاقین پڑجائینگی اور یہی میرے استاد ظہیر الدین میرے مامون فتوے دیتے تھے اور رباب السنن مین ہے کہ بلانیت طلاق نہ پڑیگی یہ خلاصہ مین ہے ایک شخص سے اُسکی جورو سے لڑائی ہوئی پس عورت نے فارسی مین کہا کہ ہزار طلاق ترا اور اس سے زیادہ نہ کہا تو اُسپر تین طلاق واقع ہونگی۔ ایک عورت سے اُسکے شوہر نے کہا کہ انت طالق واحدۃ پس عورت نے اس سے کہا کہ ہزار پس شوہر نے کہا کہ ہزار تو اسمین دو صورتین ہین یا تو کچھ نیت ہوگی یا نہ ہوگی پس نیت ہونے کی صورت مین موافق اُسکی نیت کے ہوگی اور دوسری صورت مین واقع نہوگی۔ ایک عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ کیف لاتطلقنی کیونکر تو مجھے نہین طلاق دیتا ہے پس شوہر نے فارسی مین کہا کہ تو از سرتا پا طلاق کردہ تو شوہر سے دریافت کیا جائیگا کہ تیری کیا مراد ہے ایک عورت نے شوہر سے طلاق کی درخواست کی پس شوہر نے فارسی مین کہا کہ یک طلاق دادمت و دو طلاق دادمت تو تین طلاق پڑجاوینگی۔ ایک شخص نے اپنی جورو سے کہا کہ ترا[8] بسیار طلاق اور اُسکی کچھ نیت نہ تھی کہ کسقدر تو دو طلاق واقع ہونگی۔ ایک شخص نے دوسرے سے کہا کہ تو نے دوسری عورت سے نکاح کیا ہے اُسنے کہا کہ ہان پس اُسنے کہا کہ تو نے پہلی جورو کو کیون طلاق دی پس فارسی مین کہا کہ از بہر[9] لے ترا حالانکہ اُسنے کسی دوسری عورت سے نکاح نہین کیا ہے اور نہ پہلی جورو کو طلاق دی ہے

[1] قال یعنے دادم یعنے دادم سے مین نے دی اگر کسی شہر مین کسی ملک مین دادم کے معنے مین بولا جاتا ہو تو پڑجائیگی اور اگر اُسنے دعوی کیا کہ مین نے جواب نہین دیا ہے تو تصدیق نہوگی ۱۲ م [2] قلت ظاہر یہ معنے ہین کہ تیرے واسطے مگر یہ ترکیب مضمحل ہے ۱۲ م [3] تجھکو ہزار طلاق ہین ۱۲ [4] یعنے ہزار طلاق مین نے تیری گود مین بھر دین ۱۲ م [5] تو تین طلاق ہو ۱۲ [6] یعنے تین طلاق مین نے تیری گود مین بھر دین ۱۲ [7] تو طلاق ہے ۱۲

اور اس لفظ سے اُس نے طلاق کی نیت بھی نہین کی تو مطلقہ نہوگی۔ ایک شخص نے اپنی جورو سے کہا کہ من طلاق ترا دادم تو اسمین تین صورتین ہین کہ یا تو ایقاع طلاق کی نیت کی یا عورت کو سپرد کرنے کی یا کچھ نیت نہ کی پس اول صورت مین واقع ہوگی۔ اور دوسری صورت مین نہ واقع ہوگی اور تیسری صورت مین واقع نہوگی یہ تجنیس و مزید مین ہے۔ اور اگر کہا کہ دست باز داشتم ترا تو اسمین شیخین کا اختلاف ہے لیکن ویسا ہی اختلاف ہے جیسا کہ ہشتم کہنے کی صورت مین ہے۔ فتاوے نسفی مین ہے کہ اگر عورت نے کہا کہ دست باز داشتی مرا پس اُسنے کہا کہ داشتم تو بمنزلہ اُسکے ہے کہ یون کہا کہ دست باز داشتم اور اگر عورت نے کہا کہ مرا[1] در کار خدا کن پس شوہر نے کہا کہ ترا در کار خدا کردم یا عورت نے کہا کہ مرا[2] بخدا بخش پس شوہر نے کہا کہ بخشیدم پس اگر طلاق کی نیت کی تو واقع ہوگی اور اگر نہ کی تو نہ واقع ہوگی یہ ذخیرہ مین ہے۔ ایک عورت نے شوہر سے کہا کہ مجھے طلاق دیدے پس شوہر نے کہا کہ ترا کدام طلاق مانده است یا کدام نکاح یعنے تیرے لیے کونسی طلاق رہگئی ہے یا کون نکاح رہا ہے تو یہ تین طلاق کا اقرار ہے یہ قنیہ مین ہے۔ شیخ نجم الدین سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص سے اسکی جورو نے کہا کہ مجھے طلاق دیدے پس کہا کہ نہ ترا طلاق مانده است نہ نکاح برخیز و رہ گیر یعنے نہ تیرے لیے طلاق ہی ہے اور نہ نکاح تو اُٹھ اور اپنی راہ لے تو شیخ نے فرمایا کہ یہ اقرار ہے کہ وہ اُسکو تین طلاق دیچکا ہے یہ محیط مین ہے۔ ایک شخص نے اپنی جورو سے کہا کہ دست باز داشتمت بیک طلاق پس عورت نے کہا کہ پھر کہہ تا گواہ لوگ سُن لین پس شوہر نے کہا کہ دست باز داشتمت بیک طلاق اور جب دونون جدا ہوے تو ایک اجنبی عورت نے شوہر سے پوچھا کہ زن را دست باز داشتی اُسنے کہا کہ دست باز داشتمش بیک طلاق تو مشائخ نے فرمایا کہ اگر اُسنے دوسری و تیسری مرتبہ دست باز داشتم کہا تو یہ انشاے طلاق ہے پس عورت پر تین طلاق واقع ہونگی لیکن اگر اُسنے کہا کہ دوسری و تیسری مرتبہ مین سے نے پہلے واقعہ کی خبر دینے کا قصد کیا تھا تو ایسا نہوگا اور اگر دست باز داشتہ ام کہا تو یہ اخبار[3] ہوگا یہ فتاوے قاضیخان مین ہے۔ اگر عورت سے کہا کہ چہار راہ بر تو کشادم چار راہین مین نے تجھ پر کھول دین تو طلاق واقع ہوگی اگر اُسنے نیت کی ہو اگرچہ یہ نہ کہے کہ لے جسکو[4] چاہے۔ اور اگر عورت سے کہا کہ چار راہ بر تو کشادہ است تو طلاق واقع نہوگی اگرچہ نیت کی ہو تا وقتیکہ یون نہ کہے کہ لے جسکو چاہے اور یہ اکثر مشائخ کے نزدیک ہے اور یہی امام محمدؒ سے منقول ہے اور مجموع النوازل مین ہے اگر عورت نے کہا کہ دست از من بدار پس شوہر نے جواب دیا کہ جہنم کو جا تو طلاق پڑجائیگی۔ اور شیخ نجم الدینؒ سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا کہ وادست طلاق سر خویش گیر و روزی خویش طلب کن یعنے مین نے تجھے طلاق دی تو اپنی راہ لے اور اپنی روزی کی جستجو کر تو فرمایا کہ طلاق اول رجعی ہے اور سر خویش گیر سے اگر طلاق کی نیت نہ کی تو پہلی رجعی طلاق رہیگی اور اس سے کوئی طلاق واقع نہوگی اور اگر اس سے طلاق کی نیت کی تو طلاق بائن واقع ہوگی پس پہلی طلاق بھی اُسکے ساتھ ملکر دونون طلاق بائن ہوجائینگی یہ ذخیرہ مین ہے۔ اور اگر عورت نے کہا

[1] ظاہراً بحکم قضاء ہی ۱۲ [2] مجھے خدا کے کام میں کردے ۱۲ م [3] مجھے خدا کو بخشدے ۱۲ [4] پس ایک ہی طلاق واقع ہوگی ۱۲ م [5] یعنے جسکو چاہے اختیار کر ۱۲

کہ تو نے گران خریدی ہی بذریعہ عیب کے واپس دے پس شوہر نے کہا کہ بعیب باز دادمت یعنے بعیب مین نے تجھے واپس
دیا اور اُس سے طلاق کی نیت کی تو واقع ہو جائیگی اور اگر شوہر نے کہا کہ بعیب دادم یعنے بدون تلسے خطاب کے
تو واقع نہو گی اگرچہ نیت ہو یہ خلاصہ مین ہو اور اگر عورت کے باپ نے کہا کہ تو نے مجھ سے گران خریدی ہو۔ مجھے واپس کر دے
پس شوہر نے کہا کہ بتو باز دادم مین نے تجھے واپس دی تو نیت پر طلاق واقع ہو جائیگی یہ ظہیریہ مین ہو۔ اور اگر عورت نے
کہا کہ میرے فلان کام نہ کرنے پر میری طلاق کی قسم کھا پس شوہر نے کہا کہ خوردہ گیر تو شیخ الاسلام اوزجندی کا فتوے
منقول ہو تو عورت پر طلاق واقع نہو گی۔ ایک عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ من ہمچنین بیگوے تو بگیو سے پس شوہر نے
کہا کہ ہمچنین گیر تو طلاق نہ پڑیگی۔ ایک عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ تو میرے پاس کیون آیا ہو کہ مین تیری جورو
نہین ہون پس شوہر نے کہا کہ نے گیر یعنے لے نہین سہی تو طلاق نہ پڑیگی ایک شخص نے اپنی جورو کو اپنے بستر پر
بلایا اور اُسنے انکار کیا پس کہا کہ تو میرے پاس سے نکل جا پس عورت نے کہا کہ مجھے طلاق دیدے تاکہ مین چلی جاؤن
پس شوہر نے کہا کہ اگر آرزوے تو چنین است چنین گیر یعنے اگر تیری آرزو ویسی ہے تو ایسا ہی لے پس عورت نے
کچھ نہ کہا اور کھڑی ہو گئی تو طلاق نہ پڑیگی یہ محیط مین ہو۔ ایک شخص نے ایک عورت سے نکاح کیا پس اُس سے پوچھا گیا
تو نے ایسا کیون کیا پس اُسنے کہا کہ کردہ ناکردہ تری گیر یا ناکردہ گیر تو نیت پر طلاق واقع ہو گی اور بعض نے کہا
کہ نہین واقع ہو گی اگرچہ نیت بھی ہو اور اسی پر فتوے دیا جائیگا یہ خلاصہ مین ہو۔ ایک شخص نے روٹی کھائی اور
شراب پی پھر کہا کہ نان خوردیم و نبیذ زنان ما بسہ یعنے مین نے روٹی کھائی و شراب پی میری عورتون کو تین
پھر اسکے خاموش ہو جانے کے بعد کسی نے اُس سے کہا کہ تین طلاق پس اُسنے کہا کہ بسہ طلاق تو اُسکی جورو پر
طلاق واقع نہو گی یہ فتاوے قاضیخان مین ہو۔ فتاوے مین ہو کہ ایک شخص نے اپنی جورو سے کہا کہ اگر تو زن منی سہ
طلاق مع حذف یاء کے تو واقع نہو گی اگر اُسنے کہا کہ مین نے طلاق کی نیت نہین کی کیونکہ جب اُسنے حذف کیا تو
طلاق کی اضافت عورت کی جانب نہ کی۔ ایک عورت نے اپنے شوہر سے طلاق طلب کی پس شوہر نے کہا کہ سہ طلاق
بردار و رفتی تو واقع نہو گی اور یہ تفویض طلاق عورت کو ہو اور اگر نیت کی تو طلاق واقع ہو گی اور اگر عورت سے کہا
کہ سہ طلاق خود بردار و رفتی تو بدون نیت واقع ہو گی اور اگر عورت نے کہا کہ مجھے طلاق دیدے پس مرد نے اُسکو
مارا اور کہا کہ اینک طلاق تو واقع نہو گی اور اگر کہا کہ اینکت طلاق تو واقع ہو گی۔ اور مجموع النوازل مین ہے کہ
شیخ الاسلام سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے اپنی جورو کو مارا اور کہا کہ دار طلاق تو فرمایا ہو کہ واقع نہ ہو گی اور
شیخ احمد قلانسی سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے اپنی جورو کو گھونسا مارا اور کہا کہ اینک یک طلاق پھر اسکو دوسرا
گھونسا مارا اور کہا کہ اینک دو طلاق اور ایسا ہی تیسری مرتبہ بھی کرکے کہا کہ یہ تیسری طلاق تو فرمایا کہ تین طلاق واقع
ہونگی پس شیخ الاسلام فرماتے ہین کہ اُسنے ضرب کا نام طلاق رکھا پس واقع نہو گی اور امام احمد فرماتے ہین کہ طلاق کا

سلہ قال احتمال دو صورت کا ہی یعنے اگر تو فلان کام نہ کرے تو تجھے طلاق ہے یا تو فلان کام کرے تو تجھے طلاق ہی ۱۲ منہ سلہ یعنے کیا ہوا نہ کیا مانے یا خوب نہ کیا مان لے ۱۲ سلہ قولہ بردار اٹھا یعنے تین طلاق اُٹھا اور گئی قولہ خود بردار یعنے اپنی تین طلاقین اُٹھا اور گئی ۱۲ سلہ مین ایک طرف تو ایک طرف ۱۲ مین ایک راہ تو ایک راہ ۱۲ منہ سلہ ایسا ہی یعنے یون ہی سہی ۱۱ سلہ یعنے طلاق ۱۲ سلہ یہ تیرے لیے طلاق ۱۲ سلہ رکھ طلاق ۱۲

نام لیا ہو پس واقع ہو گی قال المترجم عرف اس دیار مین بھی واقع ہونا اشبہ ہو واللہ اعلم - ایک شخص نشہ مین ہو اُس سے اسکی عورت بھاگی اور وہ پیچھے دوڑا مگر اس مستی سے اُسے پکڑ نہ پایا پس فارسی مین کہا کہ بسہ طلاق پس اگر اُسنے کہا کہ مین نے اپنی جورو کو مراد لیا تھا تو واقع ہو گی اور اگر کچھ نہ کہا تو واقع نہ ہو گی یہ خلاصہ مین ہو - اور اگر عورت سے کہا کہ دار طلاق تو درصورت عدم نیت کے واقع نہ ہو گی کیونکہ جنس اضافت[1] مین اضافت چاہیے ہو اور یہان اضافت اس عورت کی جانب نہین پائی گئی اور بعض نے فرمایا کہ بغیر نیت واقع ہو گی اور یہی اشبہ ہو اسواسطے کہ عادت مین دار کہنا اور خذ یعنے بگیر لے سے کہنا یکسان ہین حالانکہ اگر کہے کہ خذی طلاقک یعنے اپنی طلاق لے تو بلا نیت واقع ہوتی ہو پس ایسا ہی اس صورت[2] مین بھی واقع ہو گی یہ محیط مین ہو اور شمس الائمہ اوزجندی سے دریافت کیا گیا کہ ایک عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ اگر طلاق میرے اختیار مین ہوتی تو مین اپنے آپ کو ہزار طلاق دیتی پس شوہر نے کہا کہ من نیز ہزار دادم مین نے بھی ہزار دیدین اور یہ نہ کہا کہ تجھے دیدین تو فرمایا کہ طلاق واقع ہو نگی - ایک عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ مجھے تین طلاق دیدے پس اُسنے کہا کہ اینک ہزار یہ ہزار ہین تو بلا نیت طالقہ ہو گی - ایک شخص نے اپنی جورو کو طلاق دیدی پس اُس سے اس معاملہ مین کہا گیا پس اُسنے کہا کہ دادم ہزار دیگر یعنے اور ہزار مین نے اُسکو دین تو بلا نیت تین طلاق سے مطلقہ ہو گی - ایک عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ من بر تو سہ طلاقم یعنے مین تیرے نزدیک سہ طلاقہ ہون پس شوہر نے کہا کہ بیشی یا کہا کہ سہ طلاقہ بیشی یا کہا کہ سہ[3] مگو چہ صد[4] گو تو یہ سب اُسکی طرف سے تین طلاق کا اقرار ہی پس عورت پر تین طلاق واقع ہو نگی - اور فقیہ ابو بکر سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے اپنی جورو سے کہا کہ ہزار طلاق تو یکے کردم یعنے مین نے تیری ہزار طلاق کو ایک کر دیا تو فرمایا کہ تین طلاق واقع ہو نگی اسیطرح اگر کہا کہ ہزار طلاق ترا یکے کنم اور طلاق کی نیت کی تو تین طلاق واقع ہو نگی یہ ذخیرہ مین ہو - اور شیخ نجم الدین سے دریافت کیا گیا کہ مین اپنے اور تیرے درمیان نکاح کی تجدید کر لون بغرض احتیاط کے پس عورت نے کہا کہ حرمت کی وجہ بیان کر اور مرد سے اس باب مین بڑا جھگڑا کیا پس شوہر نے کہا کہ سزائے[5] این زنگان اینست کہ ہمچنین حرام میداری تو شیخ نے فرمایا کہ یہ حرمت کا اقرار ہو اور اگر کہا کہ سزائے[6] این زنگان آنست کہ حرام داری اور یہ نہ کہا کہ ہمچنین یعنے ایسے ہی تو یہ اس عورت کی حرمت کا اقرار نہین ہو کیونکہ اضافت نہین ہو بخلاف پہلی صورت کے کہ اسمین این زنگان و ہمچنین سے اُنکی جانب سے تحقیق حرمت ہو یہ خلاصہ مین ہو شیخ الاسلام فقیہ ابو نصر سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے جو نشہ مین ہے اپنی جورو سے کہا کہ تو چاہتی ہو کہ مین تجھے طلاق دیدون پس اُسنے کہا کہ ہان پس فارسی مین کہا کہ اگر تو زن منی

---

[1] اضافت یعنے طلاق کسکی پس اضافہ ایسی بیان کرنا چاہیے اور یہان دار طلاق مین طلاقت یا طلاق خود وغیرہ سے اضافت نہین ہو تو عورت ہی کی طلاق ہو جیکے واسطے نیت ضرور ہوئی ۱۲ [2] مترجم کہتا ہو کہ اسمین تامل ہو کیونکہ طلاقک مین اضافت موجود ہی جو دار طلاق مین نہ موجود ہو پھر کہان سے یکسان ہوئے جواب یہ ہو کہ لینا دو تو صورتون مین اسی کی طلاق دلواتا ہو لیکن تامل سے خالی نہین اسلیے کہ دار طلاق اس معنی مین خاص نہین ہو فافہم ۱۲ [3] تو نے یہ کیا کیا برا کیا ۱۲ [4] یا مین تجھ پر تین طلاق والی ہون ۱۲ [5] تو زیادہ ہو ۱۲ [6] للعہ تین طلاقہ سے زیادہ ہے ۱۲ [7] تین نہ کہہ بلکہ سو کہہ ۱۲ [8] ایسی عورتون کی سزا یہ ہو کہ ایسا ہی انکو حرام رکھیے ۱۲ م [9] ایسی عورتون کی سزا وہ ہو کہ حرام رکھے ۱۲ م [10] اگر تو میری عورت ہے تو ایک طلاق دو طلاق تین طلاق ۱۲ م ۱۲

یک طلاق دو طلاق سہ طلاق برخیز واز نزد من بیرون شو پھر اسنے دعوے کیا کہ مین نے طلاق کی نیت نہین کی تھی تو قول اسی کا قبول ہوگا یہ محیط مین ہو اور شیخ ابو بکر سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے جو نشہ مین ہو اپنی جورو سے کہا کہ بیزارم بیزارم بیزارم تو مرا چیزے نباشی یعنے مین بیزار ہون مین بیزار ہون مین بیزار ہون تو میری کوئی نہوئیں عورت نے کہا کہ تو کہانتک سکے جائیگا مجھے ڈر معلوم ہوتا ہو کہ میرے تیرے درمیان کچھ باقی نہ رہا پس شوہر نے کہا کہ چنین خواہم ایسا ہی مین چاہتا ہون پھر جب وہ نشہ سے ہوش مین آیا تو کہا کہ مین اس مین سے کچھ نہین یاد رکھتا ہون تو شیخ نے فرمایا کہ مجھے امید ہو کہ عورت مذکورہ مطلقہ ہوگی اور اسکی جورو رہیگی یہ تاتارخانیہ مین ہو۔ فتاوے نسفی مین ہو کہ ایک شخص نے کہا کہ آن زن کہ مرا اینجاست بسہ طلاق حالانکہ اسکی جورو اسکے گھر مین طلاق کے وقت نہ تھی تو عورت مذکورہ مطلقہ ہوجاویگی اور اگر کہا کہ این زن کہ مرا باین خانہ اندر است بسہ طلاق یعنے یہ میری جورو کہ میرے اس گھر مین ہو تین طلاق حالانکہ طلاق کے وقت اس گھر مین یہ عورت نہین ہے تو طلاق نہ پڑیگی یہ خلاصہ و محیط مین ہو۔ فتاوے نسفی مین ہو کہ اگر اپنی مدخولہ جورو سے کہا کہ ترا یک طلاق ترا یک طلاق تو یہ بمنزلہ اسکے ہو کہ تجھکو ایک طلاق ہو تجھکو ایک طلاق ہو یہ ذخیرہ مین ہو۔ اور اگر عورت نے کہا کہ مرا طلاق دہ مرا طلاق دہ مرا طلاق دہ پس مرد نے کہا کہ دادم تو ایک طلاق واقع ہوگی اور اگر عورت نے کہا کہ مرا طلاق کن مرا طلاق کن مرا طلاق کن پس شوہر نے کہا کہ کردم کردم کردم تو تین طلاق واقع ہونگی اور یہی اصح ہو اگر اپنے شوہر سے کہا کہ مرا طلاق دہ پس اسنے کہا کہ الیت نیز دادہ وآن تو نیت کرنے پر واقع ہوگی اور بدون نیت واقع نہوگی یہ فصول عمادیہ مین ہو۔ ایک عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ مین تیری وکیل ہون پس شوہر نے کہا کہ ہان تو ہو پس اسنے کہا کہ مین نے اپنے تئین تین طلاق دین پس شوہر نے کہا کہ تو بر من حرام گشتی مرا جدا باید بود یعنے تو مجھپر حرام ہوگئی مجھے جدا ہونا چاہیے ہو پس اگر تو وکیل سے اسنے طلاق کی بدون عدد کے نیت کی ہو تو طلاق واقع ہوگی مگر ایک طلاق رجعی۔ اور اگر مفارقت کی بدون عدد کے نیت کی ہو تو ایک طلاق بائنہ واقع ہوگی اور یہ صاحبین رح کے نزدیک ہے اور امام اعظم رح کے قول کے موافق چاہیے کہ ایک طلاق بھی واقع نہو کیونکہ دیگر وکیل بخالف کا حکم ہو کہ ایک طلاق کے واسطے وکیل کیا تھا اور اسنے تین طلاق دیدین تو ایک بھی واقع نہین ہوتی ہو کذا فی الخلاصہ اور اسی پر فتوے ہو۔ اور شیخ نجم الدین سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے اپنی جورو کو خلع دیدیا پھر اسکی عدت مین اس سے کہا کہ دادمت سہ طلاق مین نے تجھے تین طلاق دیدین اور اس سے زیادہ کچھ نہ کہا تو فرمایا کہ اگر اسنے تین طلاق کی نیت کی ہو تو تین طلاق پڑجاوینگی ورنہ نہین۔ ایک شخص نے عورت سے کہا کہ ترا طلاق دادم مین نے تجھے طلاق دی پھر لوگون نے اسکو ملامت کی کہ یہ کیا کیا تب اسنے کہا کہ دیگر دادم

سلہ قال المترجم یعنے اگر تو وکیل سے طلاق کی نیت نہو تو ایک ہی طلاق واقع نہوگی ۱۲ منہ سلہ مترجم کہتا ہو کہ اسمین اشکال ہو اسواسطے کہ یہان بدون نیت کے تین طلاقین واقع ہونی چاہیین کیونکہ صریح لفظ طلاق مذکور ہو اور میرے نزدیک شاید طلاق کا لفظ کاتب کی غلطی ہو اور صحیح عبارت فقط دادمت سہ یعنے دین نے تجھے تین دین اور اس سے زیادہ نہین ہو فافہم ۱۲ منہ سلہ اسواسطے کہ صریح الفاظ سے طلاق نہوگی اور کنایات سے نیت کا اقرار نہین ہو پس کسی طور سے واقع نہوگی ۱۲ منہ سلہ وہ عورت کہ میرے گھر مین ہو تین طلاق کے ساتھ ۱۲ منہ سلہ اسواسطے کہ گھر مین ہونے کو م

مگر یہ نہ کہا کہ دیگر طلاق اور نہ یہ کہا کہ اس عورت کو تو فرمایا کہ اگر عدت مین ہی تو طلاق پڑیگی یہ فصول عمادیہ مین ہی ایک شخص سے کہا گیا کہ این فلانہ زن تو ہست کہا کہ ہان ہی پھر کہا گیا کہ این زن تو سہ طلاقہ ہست کہا کہ ہان ہی تو مشائخ نے کہا کہ طلاق پڑجائیگی اور اگر اُسنے دعوے کیا کہ مین نے سہ طلاقہ کا لفظ نہین سُنا ہی یہی سُنا کہ زن تو ہست تو قضاءً تصدیق نہ ہوگی اور یہ اُسوقت ہے کہ زن تو سہ طلاقہ ہست بلند آواز سے کہا ہو اور اگر ایسا نہو تو قضاءً اُسکے قول کی تصدیق ہوگی۔ ایک شخص نے دوسرے مرد سے کہا کہ زن از تو سہ طلاقہ کہ این کار تو کردہ یعنے تیری جورو کو تیری طرف سے تین طلاق ہین اگر تونے یہ کام کیا ہی اُس نے کہا کہ ہزار طلاقہ تو یہ جواب ہوگا حتے کہ اگر اُسنے یہ کام نہین کیا ہی تو طلاق واقع نہ ہوگی یہ ظہیریہ مین ہی۔ ایک عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ مین تیرے ساتھ نہین رہتی ہون اُسنے کہا کہ مت رہ تو عورت نے کہا کہ طلاق تیرے اختیار مین ہی مجھے طلاق کردے پس شوہر نے کہا کہ طلاق میکنم تین دفعہ کہا تو تین طلاق واقع ہونگی بخلاف اسکے اگر فقط کنم کہا تو ایسا نہوگا اسواسطے کہ کنم استقبال کے واسطے بھی بولا جاتا ہے پس شک کیوجہ سے فی الحال واقع ہونے کا حکم نہ دیا جائیگا اور محیط مین لکھا ہی کہ اگر عربی مین کہا کہ اطلق تو طلاق نہوگی لیکن اگر غالب اسکا استعمال برائے حال ہو تو طلاق ہوجائیگی۔ اور ایسا ہی مجموع النوازل مین ہی کہ شیخ نجم الدین سے دریافت کیا گیا کہ ایک عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ من بر تو سہ طلاقہ ام کہ مین تجھپر سہ طلاقہ ہون پس شوہر نے کہا کہ ہلا تو فرمایا کہ اگر شوہر نے نیت کی ہوئے تو تین طلاق واقع ہونگی ورنہ نہین۔ اور اگر عورت نے شوہر سے کہا کہ حلال خدا تعالےٰ کے تجھپر حرام ہی اُسنے کہا کہ آرے یعنے ہان تو بیک طلاق اسپر حرام ہوجائیگی۔ شیخ نجم الدینؒ سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے اپنی جورو سے کہا کہ تو اپنی مان کے یہان جا اُسنے کہا کہ تو مجھے طلاق دے تو چلی جاؤن اُسنے کہا کہ تو برو من طلاق دمادم فرستم یعنے تو جا مین طلاق دم بدم بھیجون تو فرمایا کہ اسکی عورت پر طلاق نہوگی اسواسطے کہ یہ وعدہ ہی یہ خلاصہ مین ہی اور اگر کہا کہ ترا طلاق یا کہا کہ طلاق ترا تو اس تقدیم وتاخیر مین کچھ فرق نہوگا طلاق واقع ہوگی یہ خزانۃ المفتین مین ہی۔ شیخ الاسلام نجم الدین نسفی سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے اپنی جورو سے کہا حالانکہ اُسکی دو جورو ہین کہ طلاق آن دیگر ترا دادم تو این سہ طلاق بوے وہ عورت نے کہا کہ مین نے یہ تین طلاقین اُسکو دیدین اور مین جانتی ہون کہ یہ عورت تین طلاقہ ہوگئی پس جس عورت سے گفتگو کرتا ہی اُسپر طلاق واقع ہوگی یا نہوگی تو شیخ نے فرمایا کہ نہ اسکو طلاق ہوگی اور نہ اُسکو۔ ایک شخص کی عادت تھی کہ جب وہ کسی لڑکے کو دیکھتا تو کہتا کہ اے مادرت شش طلاقہ پھر ایک روز اُسنے شراب پی اور نشہ مین ہوا کہ اتنے مین اُسکا لڑکا اُسکے روبرو آیا اُسنے اجنبی لڑکا سمجھکر اُس سے کہا کہ روسے مادرت شش طلاقہ اے تیری مان چھ طلاقہ تو یہان سے جا اور یہ نہ جانا کہ یہ میرا لڑکا ہی تو اُسکی جورو پر تین طلاق واقع ہونگی۔ ایک شخص نے اپنی جورو کو دو طلاق دین پس اُس سے کہا گیا کہ آ کہ ہم تم دونون مین صلح کرادین اُسنے کہا کہ میان ما دیوار آہنی

ف اس دوسری کی تین طلاقین مین نے تجھے دین تو اُنکو اسکو دیدے ۱۲ منہ

می باید یعنے ہم دونون کے درمیان لوہے کی دیوار چاہیے تو اُسکی جورو پر تین طلاق نہو جاویگی اور نہ یہ تین
طلاق کا اقرار ہوگا۔ ایک عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ مین تجھپر سہ طلاقہ ہون اُسنے جواب دیا کہ تو مجھپر سہ
طلاقہ و چہ ہزار طلاقہ تو اُسکی عورت مطلقہ نہو گی یہ ظہیریہ مین ہے۔ شیخ نجم الدین رح سے دریافت کیا گیا کہ ایک
عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ مرا برگ تو باشیدن نیست مرا طلاق دہ پس شوہر نے کہا کہ چون تو رفتے
طلاق دادہ شد پھر شوہر نے دعوے کیا کہ مین نے طلاق کی نیت نہین کی تھی تو فرمایا کہ قضاءً اُسکے قول کی
تصدیق ہوگی اور اس جواب سے بعض ائمہ دیگر نے بھی اتفاق کیا ہے یہ ذخیرہ مین ہے۔ ایک مرد نے اپنی جورو
کو کسی مرد سے متہم کیا پھر اس مرد کو اپنے گھر مین دیکھکر غضب و غصہ مین آیا اور کہا کہ زن غر را طلاق دادم تو
بعض نے فرمایا کہ نیت پر طلاق واقع ہوگی اور بعض نے فرمایا کہ بدون نیت کے طلاق واقع ہوگی۔ ایک شخص
نے اپنے دوستون کو جمع کیا اور اپنی جورو کو حکم دیا کہ انکے واسطے کھانا خود تیار کرے اور عورت مذکورہ شوہر کے
گھر سے چلی گئی پس شوہر نے کہا کہ زنیکہ دوست و دشمن مرا نہ نواز د از من بسہ طلاق تو مجموع النوازل مین
مذکور ہے کہ اُسکی جورو پر طلاق واقع ہوگی۔ ایک شخص کے لونڈی غلام اُسکی جورو کی بُرائیان اُس سے ذکر کیا
کرتے تھے پس ایک روز اُن سے کہا کہ چندان کردید کہ بسہ طلاق کردیدش یا چندان کردید کہ بسہ طلاقہ
کردیدش تو عورت پر طلاق واقع ہوگی یہ محیط مین ہے اور اگر عورت سے کہا کہ دادمت یک طلاق اور خاموش
ہو رہا پھر کہا دو و طلاق و سہ طلاق تو تین طلاقین واقع ہونگی اور اگر عورت سے کہا کہ ترا یک طلاق اور خاموش
ہو رہا پھر کہا دو و تو تین طلاق واقع ہونگی اور اگر کہا کہ دو بغیر واو کے پس اگر عطف کی نیت کی تو تین طلاق
واقع ہونگی اور اگر نہ نیت کی تو ایک واقع ہوگی یہ خلاصہ مین ہے۔ اور اگر عورت سے کہا کہ ترا طلاق دادم
خریدی عورت نے کہا کہ مین نے خریدی اور اپنے آپ کو تین طلاق دیدین شوہر نے کہا کہ رستی پس اگر رستی
کہنے سے اجازت مراد تھی تو تین طلاق پڑجاویگی ورنہ ایک ہی طلاق رجعی واقع ہوگی یہ عتابیہ مین ہے اور
اگر عورت سے کہا کہ از تو بیزار شدم تو بدون نیت کے واقع نہو گی۔ اور اگر عورت نے کہا کہ بیزار شو از من
و دست باز دار از من شوہر نے کہا کہ بیزار شدم تو طلاق واقع ہونے کے واسطے نیت شرط ہے اور عورت کے
اس قول سے حالت مذاکرہ طلاق مین مطلقہ نہو گی۔ اور اگر عورت سے کہا کہ مرا با تو کارے نیست و ترا با من نے
ہر چہ آن من است نزد تو مرا بدہ و برو ہر جا کہ خواہی تو بدون نیت کے طلاق واقع نہو گی یہ خلاصہ مین ہے
شیخ نجم الدین رح سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے اپنی جورو سے کہا کہ برخیز و بخانہ ما در رو و سہ ماہ عدت مین

سلہ قولہ مرا با تو الخ مجھے تجھسے کچھ کام نہین اور نہ تجھے مجھسے جو کچھ میرا تیرے پاس ہے مجھے دیدے اور جہان چاہے چلی جا۔ قولہ تو مرا نشاید الخ
یعنے قیامت تک تو مجھے نہین چاہیے یا کہا کہ عمر بھر تو الخ قولہ تو حیلہ الخ یعنے تو اپنا حیلہ کر یا عورتون کا حیلہ کر۔ قولہ میان ما الخ یعنے ہمارے تیرے
درمیان راہ نہین ہے قولہ این ساعت یعنے اسدم ہمارے تیرے بیچ مین راہ نہین ہے ۱۲ منہ عہ تو کیا سہ طلاقہ کیا ہزار طلاقہ ۱۲ منہ عہ مجھے تیرے
پاس رہنا نہین ہے مگر الفہیم واللہ اعلم ۱۲ منہ عہ جب تو جاوے تو طلاق دیگئی ۱۲ منہ للعہ جو عورت میرے دوست و دشمن سے موافقت نکرے
مجھ سے بسہ طلاق ہے ۱۲ منہ عہ تم نے یہان تک کیا کہ اسکو بسہ طلاق کردیا ۱۲ منہ عہ تم نے یہانتک کیا کہ سہ طلاقہ اسکو کردیا ۱۲ منہ عہ اسمین نیت

بدار پھر کہا کہ وا دست یک طلاق پھر کہا کہ یہ اخیر کا لفظ مین نے اسواسطے کہہ دیا کہ ایسا نہو کہ تجھکو اول لفظ کے معنے معلوم نہوئے ہون پس آیا پھر اس عورت سے نکاح کر سکتا ہی فرمایا کہ نہین اور عورت پر تین طلاق واقع ہوگئین یہ ظہیریہ مین ہی۔ اور اگر عورت سے کہا کہ تو مجھ سے ایسی دور ہی کہ جیسے مکہ مدینہ سے تو بدون نیت کے طلاق واقع نہوگی۔ ایک مرد نے دوسرے سے کہا کہ زن تو بر تو ہزار طلاقہ است پس اُسنے جواب دیا کہ زن تو نیز بر تو ہزار طلاقہ است تو شیخ امام نسفی نے فتوے دیا کہ اُسکی جورو پر طلاق پڑجائیگی اور فرمایا کہ یہ روایت ابن سماعہ ہی اور ظاہر الروایہ کے موافق طلاق نہ پڑیگی۔ ایک شخص نے اپنی جورو سے کہا کہ تو مرا نشائی تا قیامت یا کہا کہ تا ہمہ عمر تو بدون نیت طلاق واقع نہوگی اور اگر عورت کو کہا کہ ویرا شوہرے حلالہ می باید یعنے اُسکو حلالہ کرنے والا شوہر چاہیے ہی تو مطلقہ بسہ طلاق ہو جائیگی۔ یہ خلاصہ مین ہی۔ اور اگر عورت سے کہا کہ تو حیلہ خویشتن کن تو یہ اُسکی طرف سے تین طلاق کا اقرار نہوگا اور اگر کہا کہ حیلہ زنان کن تو یہ تین طلاق کا اقرار ہوگا بشرطیکہ نیت طلاق ہو اور اگر عورت سے کہا کہ میان ما راہ نیست اگر تین طلاق کی نیت کی تو تین طلاق واقع ہونگی ورنہ کچھ نہین۔ اور اگر کہا کہ این ساعت میان ما راہ نیست تو بلا نیت کچھ نہین ہی۔ اور اگر کہا کہ میان ما دیوار آہنی می باید تو واقع نہوگی یہ وجیز کردری مین ہی عورت نے شوہر سے کہا کہ مرا طلاق دہ ہرسہ پھر کہا کہ دادی پس شوہر نے کہا کہ دادم نہ پس اگر اُسنے سختی سے لثالت سے کہا تو یہ رد پر دلالت کرتا ہی تو طلاق واقع نہوگی اور اگر مخفف کہا تو واقع ہوگی اور اسیطرح اگر کہا کہ دادم اور نہ کا لفظ نہین کہا تو بھی واقع ہوگی یہ تاتارخانیہ مین حجتہ سے منقول ہی مجموع النوازل مین ہی کہ ایک عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ آخر زن توام پس شوہر نے کہا کہ نہ تو زنی تو۔ اس سے کچھ واقع نہوگی یہ محیط مین ہی۔ اور اگر کہا کہ تو زن من نئی تو طلاق واقع نہ ہوگی اگرچہ نیت کی ہو اور یہی مختار ہے یہ جواہر اخلاطی مین ہی۔ شیخ دبوسی سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے اپنی جورو سے کہا کہ ہشتہ ہشتہ حرامی حرامی تو فرمایا کہ تین طلاق واقع ہونگی اور اگر اُسنے دعوے کیا کہ میری طلاق کی نیت نہ تھی تو اُسکے قول کی تصدیق نہوگی یہ حاوی مین ہی اور نسفیہ مین لکھا ہی کہ شیخ رحمہ سے دریافت کیا گیا کہ ایک عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ تیرے ساتھ نہین رہتی ہون اُسنے کہا کہ نا باشیدہ گیر پس عورت نے کہا کہ یہ کیا بات کہتا ہی وہ کر جو خدا تعالے و اُسکے رسول نے فرمایا ہی اچھی طرح نہ کہہ کہ طلاق تاکہ مین چلی جاؤن پس اُسنے کہا کہ طلاق کردہ گیر برو تو شیخ نے فرمایا کہ اگر اُسنے ایقاع طلاق کی نیت کی ہو تو ایک طلاق واقع ہوگی پھر پوچھا گیا کہ کیا طلاق کردہ گیر ایک طلاق اور برو دوسری طلاق نہین ہی تو فرمایا کہ ان دونوں سے ایک ہی طلاق مراد لیجائیگی لیکن اگر مرد نے دو طلاق کی نیت کی ہو تو صحیح ہی یہ تاتارخانیہ مین ہی۔ شیخ الاسلام عطا بن حمزہ سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے اپنی جورو کو دو طلاق دیدین اور بظاہر یہ معلوم نہین ہوا کہ اسنے تین طلاق دین پھر اس سے کہا گیا

سلہ نہ تو اور نہ تیرا زوجہ ہونا ۱۲ سلہ دہو الاصح ۱۲ عہ مین آخر تیری عورت ہی تو ہون ۱۲ سلہ تو میری جورو نہین ہی ۱۲

کہ تو اس سے پھر نکاح کیون نہین کرلیتا ہی تو اُسنے کہا کہ وئے مرا نشاید تا روے دیگرے نہ بیند پھر اُسنے دعوے کیا کہ میری مراد یہ تھی کہ جبتک اپنے باپ یا بھائی و مان وغیرہ کا منھ نہ دیکھے اور مین نے اُسکو تین طلاق نہین دی ہین تو شیخ نے فرمایا کہ یہ عورت کے تین طلاقہ ہونے کا اقرار ہی پس قضاءً یہی حکم دیا جائیگا یہ ظہیریہ مین ہی۔ فتاوے نسفی مین لکھا ہی کہ ایک عورت نے اپنے مرد سے لڑائی مین کہا کہ مین تیرے ساتھ نہین رہتی ہون پس مرد نے کہا کہ اگر نباشی پس تو طالقہ واحدۃ وثنتین وثلثۃ ہستی پس عورت نے کہا کہ مین رہتی ہون تو تین طلاق واقع ہونگی اور عطے ہذا ایک شخص نے اپنے پسر کو اسکی جورو کی بابت کچھ ملامت کی تو اُسنے کہا کہ اگر ترا خوش نیست پس وادمش سہ طلاق پس باپ نے کہا کہ مرا خوش است تو بھی یہی حکم ہی اور یہ نظیر مسئلہ شتم ومجازات کی ہی اور اگر اس صورت مین لفظ پس نہ کہا ہو تو یہ تعلیق ہوگی قال المترجم یعنے اگر لفظ پس نہ کہے تو یہ شرطیہ ہوگا کہ اگر موافق شرط ہو تو طلاق پڑیگی ورنہ نہین۔ اور یہ دونون مسئلہ اس صورت کے مشابہ نہین ہین کہ مرد نے عورت سے کہا کہ اگر مرا نخواہی ترا طلاق پس عورت نے کہا کہ مین چاہتی ہون تو طلاق واقع نہوگی اسواسطے کہ یہ طلاق شرطیہ ہی کہ تعلیق بارادہ وخواہش ہی اور چاہنا ایک امر باطنی ہی جسپر وقوف نہین ہوسکتا پس تعلیق باختیار ہوگی چنانچہ عورت نے ظاہر کردیا کہ مین چاہتی ہون بخلاف اسکے کہ جب اُسنے کہا کہ پس وادمش تو یہ تعلیق نہین بلکہ تحقیق ہی کہ فی الحال اُسنے واقع کردی یہ خلاصہ مین ہی اور اگر اپنی جورو سے کہا کہ دور باش از من پس اگر نیت کی تو واقع ہوگی۔ اور اگر کہا کہ بیزارم از زن وخواستۂ آن پس اگر طلاق کی نیت کی ہو تو واقع ہوگی ورنہ نہین یہ تاتارخانیہ مین ہی۔ واللہ اعلم بالصواب۔

تیسرا باب۔ تفویض طلاق کے بیان مین۔ قال المترجم یعنے طلاق عورت کے سپرد کی کہ وہ چاہے تو دے لے اور اسمین تین فصلین ہین **فصل اول** اختیار کے بیان مین۔ اگر اپنی عورت سے کہا کہ تو اختیار کر اور اس سے طلاق کی نیت ہی یعنے طلاق اختیار کر یا کہا کہ تو اپنے نفس کو طلاق دیدے تو عورت کو اختیار حاصل ہوگا کہ جبتک اس مجلس تفویض پر ہے یعنے جس حالت پر ہی اس سے منتقل ہوا ور جگہ نہ چھوٹے تب تک اپنے آپ کو طلاق دے سکتی ہی اگرچہ مجلس دراز ہو جاوے کہ ایک دن یا زیادہ ہو پس یہی اختیار برابر رہیگا تاوقتیکہ اس مجلس سے اُٹھے نہین یا دوسرے کام کو شروع نہ کرے اور نیز اگر مجلس سے کھڑی ہو جاوے تب بھی جبتک اس مجلس کو جہان بیٹھی تھی نہ چھوڑے اختیار اسکے ہاتھ مین رہیگا اور شوہر کو اختیار نہوگا کہ اس سے رجوع کرے اور نہ عورت کو اس امر سے جو اُسکے سپرد کیا ہی ممانعت کر سکتا ہے اور نہ فسخ کر سکتا ہی یہ جوہرۃ النیرہ مین ہی اور اگر عورت مذکورہ قبل اسکے کہ وہ اپنے نفس کو اختیار کرے مجلس سے اُٹھ کھڑی ہوئی یا کسی ایسے دوسرے کام مین مشغول ہوگئی کہ معلوم ہو کہ وہ اپنے ماقبل کا قاطع ہی مثلاً کھانا طلب کیا تاکہ کھاوے یا سو رہی یا کنگھی کرنے لگی یا نہانے لگی یا خضاب یعنے مہندی وغیرہ لگانے لگی یا اسکے شوہر نے اس سے جماع کیا یا کسی شخص نے اس سے بیع یا خرید کرنا شروع کی تو یہ سب اسکے خیار کو باطل کرتے ہین یہ سراج الوہاج مین ہی

ملہ قال یعنے اپنے نفس کو تیرا جی چاہے اختیار کر یعنے طلاق سے ۱۲ منہ ملہ قال المترجم یعنے اگر رجوع وغیرہ کیا تو کچھ مفید نہوگا ۱۲ منہ ملہ وہ مجھے لائق نہین ہی جبتک دوسری کا منھ نہ دیکھے ۱۲ منہ ملہ اگر نہین رہیگی پس تو بیک طلاق و دو و تین طالقہ ہی ۱۲ ملہ اگر مجھے اچھی نہین معلوم ہوتی ہے پس مین نے اُسکو تین طلاق دین ۱۲ منہ ملہ اگر تو مجھکو نہین چاہے تو تجھکو طلاق ۱۲ ملہ مجھ سے دور ہو ۱۲ ملہ یعنے جگہ چھوڑ دی ۱۲

اور اگر عورت نے پانی پیا تو یہ اُسکے خیار کو باطل نہین کرتا ہی اسواسطے کہ پانی کبھی اس غرض سے پیا جاتا ہی کہ اچھی طرح خصومت کر سکے اور اسیطرح اگر کوئی ذراسی چیز کھالے تو بھی یہی حکم ہی بدون اسکے کہ اُسنے کھانا طلب کیا ہو تبیین مین ہی اور اگر بیٹھے ہوئے یا بغیر کھڑے ہوئے اُسنے کپڑے پہنے یا کوئی ایسا فعل قلیل کیا جس سے معلوم ہوتا ہی کہ یہ اعراض نہین ہی تو اسکا خیار باطل نہوگا۔ اور اگر اُسنے کہا کہ میرے واسطے گواہ بلادو کہ مین اپنے اختیار پر انکو گواہ کر لون یا میرے باپ کو مجھے بلا دو کہ مین اُس سے مشورہ لے لون یا کھڑی تھی پھر تکیہ لگا لیا یا بیٹھ گئی تو وہ اپنے خیار پر رہیگی اسیطرح اگر بیٹھی تھی پس تکیہ لگا لیا تو اصح قول کے موافق اپنے خیار پر رہیگی اور اگر کروٹ سے لیٹ گئی تو اسمین امام ابو یوسف رح سے دو روایتین ہین جنمین ایک روایت یہ ہی کہ اسکا خیار باطل ہوجائیگا اور یہی امام زفر رحمہ اللہ تعالیٰ کا قول ہی اور دوسری روایت یہ ہی کہ خیار باطل نہوگا اور اگر کھڑی تھی پھر سوار ہوگئی تو خیار باطل ہوجائیگا اور اسیطرح اگر سوار تھی پھر اُس جانور سے دوسرے جانور پر سوار ہوئی تو بھی اسکا خیار باطل ہوگا یہ سراج الوہاج مین ہی اور اگر عورت تکیہ دیے ہوئے ہو پھر سیدھی بیٹھ گئی تو اسکا خیار باطل نہوگا یہ ظہیریہ مین ہی۔ اور اگر سوار تھی پھر اُتری یا اُسکے برعکس کیا تو اُسکا خیار باطل ہوجائیگا یہ خلاصہ مین ہی۔ اور اگر جانور پر سوار جاتی تھی یا محمل مین سوار جاتی تھی پس ٹھہر گئی تو اپنے خیار پر رہیگی اور اگر چلی تو خیار باطل ہوجائیگا الا اس صورت مین کہ اگر شوہر کے اختیار دینے کا کلام بولکر چپ ہوتے ہی اُسنے اختیار کر لیا تو صحیح ہی اور وجہ بطلان کی یہ ہی کہ جانور سواری کا چلنا اور ٹھہرنا اس عورت کی طرف مضاف ہوگا یعنے گویا یہ عورت خود چلی یا ٹھہری ہی پس جب سواری روان ہوگی تو مثل دوسری مجلس بدل دینے کے ہی یہ اختیار شرح مختار مین ہی۔ اور اگر سواری کے جانور پر جو کھڑا ہوا ہے کھڑی ہو پھر روانہ ہوئی تو اسکا خیار باطل ہوگا اور کھڑی تھی پس شوہر کے اختیار دینے پر اپنے نفس کو اختیار کر کے پھر روانہ ہوئی یا روان تھی پھر جس قدم مین شوہر نے اختیار دیا ہی اُسی قدم مین اُسنے اپنے آپ کو اختیار کر لیا تو شوہر سے بائنہ ہوجائیگی اور اگر اپنے پانوان روان ہون تو اسمین بھی اسی تفصیل سے حکم ہی اور اگر اُسکے جواب سے اسکا قدم پہلے پڑا تو شوہر سے بائنہ نہوگی اور اگر جانور سواری روان ہو پس اُسکو ٹھہرا لیا تو اُسکا خیار باقی رہیگا اور اگر کوٹھری مین ہو پس ایک جانب سے دوسری جانب چلی گئی تو اُسکا خیار باقی رہیگا اور کشتی مثل کوٹھری کے ہے نہ مثل جانور سواری کے اور شمس الائمہ حلوائی نے فرمایا ہی کہ اسمین کچھ فرق نہین ہی کہ چاہے دونون دو جانورون پر سوار ہون یا ایک پر ہون یا عورت ایک جانور پر ہو اور مرد پانوان چلتا ہو اور چاہے دونون دو کشتیون مین ہون یا ایک ہی کشتی مین ہون اور خواہ دونون دو محملون مین ہون یا ایک ہی مین ہون یہان تک کہ اگر دونون ایک شخص کے کندھے پر سوار ہون اور عورت نے جس قدم مین شوہر نے اُسکو اختیار دیا ہی اُسی قدم مین اپنے نفس کو اختیار کر لیا تو بائنہ ہوجائیگی ورنہ نہین یہ فصول عمادیہ فصل تیئیس مین ہی اور جو محمل کہ اُسکو جمال آگے سے چلاتا ہو اور دونون اُسی محمل مین ہون عورت کا خیار باطل نہوگا یہ عتابیہ مین ہی۔ اور اگر گھٹنون کے

سلہ یعنے اگر کھانا منگا کر ذراسا کھایا تو خیار جاتا رہیگا ١٢ منہ سلہ محمل - بڑا کجاوہ جسمین دنٹون پر رکھکر سوار ہوتے ہین ١٢ م سلہ اونٹ چلانے والا ١٢

بل تھی پس چارزانو ہو بیٹھی یا چارزانو تھی پس گھٹنون کے بل ہو بیٹھی تو اسکا خیار باطل نہوگا یہ ظہیریہ مین ہے۔
ایک شخص نے اپنی جورو کو خیار دیا پھر قبل اسکے کہ عورت مذکور اپنے نفس کو اختیار کرے شوہر نے اسکا ہاتھ پکڑ کے اسکو طوعًا یا کرہًا کھڑا کر دیا یا اُس سے جماع کر لیا تو عورت کے ہاتھ سے اختیار نکل جائیگا اور مجموع النوازل مین اور اصل کے اس نسخہ مین جو امام خواہرزادہ کی شرح کا ہی یون لکھا ہی کہ اگر کسی عورت کو خیار دیا گیا اور اُسکے پاس کوئی نہ تھا پس وہ خود گواہون کے پکارنے کو اُٹھی تو دو حال سے خالی نہین یا تو اُسنے اپنی جگہ کو بدلا یا نہین بدلا پس اگر جگہ نہین بدلی تو بالاتفاق خیار باطل ہوگا اور اگر جگہ بدل گئی اور وہ دوسری جگہ ہو گئی تو اس مین مشائخ رحمہم اللہ تعالےٰ نے اختلاف کیا ہی اور بناے اختلاف اسپر ہے کہ بعض کے نزدیک بطلان خیار مین عورت کا اعراض کرنا یا مجلس جہان تھی اُسکا تبدیل ہونا معتبر ہی کہ اگر انہین سے کوئی بات پائی جاوے خیار باطل ہوگا اور بعض کے نزدیک فقط عورت کا اعراض معتبر ہی کہ اگر اعراض پایا گیا تو خیار باطل ہوگا اور یہی صحیح ہی سلّہ کہ اگر عورت نے کہا کہ مین نے اپنے تئین خریدا پس شوہر کھڑا ہوا اور عورت کی طرف ایک قدم یا دو قدم چلکر آیا اور کہا کہ مین نے فروخت کیا تو خلع صحیح اور یہ انہین بعض کے قول کے ساتھ موافق ہی یہ خلاصہ مین ہی اور اگر عورت نے نماز شروع کر دی تو خیار باطل ہو جائیگا خواہ نماز فرض ہو یا واجب یا نفل اور اگر عورت کے نماز مین ہونیکی حالت مین شوہر نے اُسکو اختیار دیا پس عورت نے نماز کو پورا کیا پس اگر عورت نماز فرض مین یا مثل وتر کے واجب مین ہو تو خیار باطل نہوگا اور اس نماز سے برآمد ہونے پر رہیگا اور اگر نماز نفل مین ہو پس اگر اُسنے دو رکعت پر سلام پھیر دیا تو وہ اپنے خیار پر رہیگی اور اگر دو رکعت سے بڑھایا تو اسکا خیار باطل ہو جائیگا اور اگر ظہر کے پہلے کی چار سنتین پڑھنے کی حالت مین اُسکو خیار دیا گیا اور اُسنے چارون پوری کین اور دو رکعتون کے بعد سلام نہ پھیرا تو اسمین مشائخ نے اختلاف کیا ہی بعض نے کہا کہ مثل مطلق نفل کی صورت کے اسکا خیار باطل ہو جائیگا اور بعض نے فرمایا کہ باطل نہوگا اور یہی صحیح ہی یہ بدائع مین ہی۔ اور اگر عورت سے کہا کہ تو اختیار کر تو اختیار کر تو اختیار کر اُسنے کہا کہ مین نے اول یا دوم یا سوم کو اختیار کیا یا کہا کہ اخترت اختیارۃ یعنے مین نے اختیار کیا حق اختیار کرنے کا تو بلانیت تین طلاق واقع ہونگی اور نیز ذکر نفس کی بھی ضرورت نہین ہی کہ عورت کہے کہ مین نے اپنے نفس کو اختیار کیا یا خیار اول یا دوم یا سوم یا حق اختیار کرنے کو اور یہ جامع کی روایت ہی اور زیادات کی روایت کے موافق نیت شرط ہی اگرچہ لفظ اختیار کر کو کئی مرتبہ کہا ہو پھر واضح رہے کہ عورت کے اس قول سے کہ مین نے اول یا دوم یا سوم کو اختیار کیا تین طلاق واقع ہونے کا مذہب امام اعظمؒ کا ہی اور صاحبینؒ کے نزدیک ایک ہی طلاق واقع ہوگی اور درصورتیکہ اُسنے یون کہا کہ اخترت اختیارۃً او الاختیارۃ او مرۃ او بمرۃ او دفعۃ او بدفعۃ او بواحدۃ او اختیارۃ واحدۃ یعنے اختیار کیا مین نے حق اختیار کرنے کا یا پورا اختیار یا ایکبارگی یا بیکبارگی یا دفعۃ یا بدفعۃ یا بیکبار یا اختیارہ واحدہ تو بالاتفاق تین طلاق واقع ہونگی۔ اور اسیطرح اگر مرد دونون ضمیر کے اختیار کو

سلّہ یہ گویا اصح ہونے کی دلیل ہے ۱۲ منہ

ہو اور ذکر کرے یا بغیر اسکے یعنی لفظ پس کر کرے یا بلفظ ثم یعنے پھر یا کوئی حرف عطف ذکر نہ کرے بہرحال کچھ فرق نہیں ہے حکم وہی ہوگا جو مذکور ہوا ہے کذا فی التبیین اور اگر عورت نے اسکے جواب میں یون کہا کہ مین نے اپنے نفس کو طلاق دی یا کہا کہ مین طالقہ ہون تو بھی یہ کل کا جواب ہے اور وہ تین طلاق سے طالقہ ہوگی یہ محیط میں ہے اور اگر عورت سے تین مرتبہ اختیار کر کہا پس عورت نے کہا کہ اخترت التطلیقۃ او اخترت التطلیقۃ الاولیٰ یعنے مین نے وہی پہلی تطلیق کو اختیار کیا یا اسی ایک تطلیق کو اختیار کیا تو بالاجماع ایک طلاق واقع ہوگی یہ ظہیریہ میں ہے۔ اور اگر عورت سے کہا اختیار کر اختیار کر اختیار کر یا اخیر دونوں کو حرف پس کے ساتھ ذکر کیا پس عورت نے جواب دیا کہ مین نے اپنے نفس کو ایک طلاق دی یا کہا کہ مین نے اپنے نفس کو بیک تطلیقہ اختیار کیا تو یہ ایک طلاق بائنہ ہے یہ بدائع میں ہے۔ اور اگر شوہر نے اختیار کر کئی بار کہنا چاہا تھا مگر ایک ہی بار کہا تھا کہ اسکے بعد دوسری بار کی نوبت نہ آئی تھی کہ عورت نے کہدیا کہ مین نے اپنے نفس کو اختیار کیا تو پہلی سب باطل ہوگی یہ عتابیہ میں ہے۔ اور اگر عورت سے کہا کہ تو اختیار کر تو اختیار کر تو اختیار کر پس عورت نے کہا کہ مین نے ایک کو باطل کردیا تو سب باطل ہوجاوینگی یہ محیط میں ہے اور اگر عورت سے کہا کہ اختیار کر اختیار کر اختیار کر پس عورت نے اپنے نفس کو اختیار کیا پس شوہر نے دعوے کیا کہ مین نے لفظ اول سے طلاق کی نیت کی تھی اور باقی دونوں سے صرف عورت کو سمجھانا مقصود تھا تو قضاءً تصدیق نہ ہوگی ولیکن فیما بینہ وبین اللہ تعالےٰ تصدیق ہوگی یہ سراج الوہاج میں ہے۔ اور اگر عورت سے کہا کہ اختاری اختاری اختاری بالف یعنے تو اختیار کر اختیار کر اختیار کر بعوض ہزار کے پس عورت نے کہا کہ مین نے سب اختیار کین تو پہلی دو طلاقین مفت واقع ہونگی اور تیسری بعوض ہزار کے واقع ہوگی۔ اسیطرح اگر عورت نے یون کہا کہ مین نے اپنے نفس کو اختیار کیا اختیار کرنے کرا کیا ریا یکبار تو بھی یہی حکم ہے یہ معراج الدرایہ میں ہے۔ اور اگر عورت نے کہا کہ مین نے اپنے نفس کو باول یا بدوم یا بسوم اختیار کیا تو بھی امام اعظمؒ کے نزدیک حکم مذکورہ بالا جاری ہے ولیکن صاحبینؒ کے نزدیک اگر اسنے اول یا دوم کو اختیار کیا تو مفت ایک طلاق واقع ہوگی اور اگر سوم کو اختیار کیا تو بعوض ہزار درم کے واقع ہوگی یہ کافی میں ہے۔ اور اگر عورت نے یون کہا کہ مین نے اپنے نفس کو طلاق دی بواحدہ یا اختیار کیا اپنے نفس کو بیک تطلیق تو یہ ایک طلاق بائنہ ہوگی پھر اسکے بعد عورت سے دریافت کیا جائیگا پس اگر اسنے کہا کہ مین نے پہلی یا دوسری مراد لی ہے تو مفت واقع ہوگی اور اگر کہا کہ تیسری مراد لی ہے تو بعوض ہزار درم کے واقع ہوگی یہ فتح القدیر میں ہے۔ اور اگر کہا کہ اختاری اختاری واختاری بالف پس عورت نے کہا کہ مین نے اختیار کی یا مین نے اختیار کی واحدۃ یا بواحدۃ تو بالاجماع تین طلاق بعوض ہزار درم کے واقع ہونگی اور اگر عورت نے کہا باول یا بدوم یا بسوم تو بھی امام اعظمؒ کے نزدیک یہی حکم ہے اور صاحبینؒ کے نزدیک کچھ واقع نہوگی یہ کافی میں ہے۔ اور اگر کہا کہ اختاری واختاری واختاری بالف پس عورت نے کہا کہ مین نے ایک تطلیقہ کو اختیار کیا یا مین نے اپنے نفس کو طلاق دی تو بالاجماع کچھ واقع نہوگی یہ محیط سرخسی میں ہے۔ اور اگر عورت نے کہا کہ مین نے ایک طلاق دی تو بالاتفاق واقع نہ ہوگی۔ اور اگر مرد نے ہر اختیار کرے کے ساتھ

کچھ کچھ مال علیحدہ علیحدہ ذکر کیا تو عورت کو اختیار ہوگا کہ جسکو چاہے اختیار کرے یہ عتابیہ مین ہے - اگر عورت سے کہا کہ تین طلاقون مین سے جتنی چاہے تو اختیار کر تو امام اعظمؒ کے نزدیک عورت کو یہ اختیار ہوگا کہ فقط ایک یا دو تک اختیار کرے اور صاحبینؒ کے نزدیک تین طلاق تک لے سکتی ہے یہ فتح القدیر مین ہے اور اگر مرد نے کہا کہ تو اختیار کر پس اُس نے کہا کہ مین نے تجھے نہین اختیار کرتی ہون یا مین تجھے نہین چاہتی ہون یا مجھے تیری کوئی حاجت نہین ہے تو یہ سب باطل ہے اور اگر کہا کہ مین طلاق نہین اختیار کرتی ہون تو یہ تفویض کا رد ہے اور اگر کہا کہ ہوت زوجی او اجبلہ یعنے مین نے اپنے شوہر کو چاہا یا اُسکو دوست رکھا تو عورت اپنے خیار پر رہیگی - اور اگر کہا کہ مجھے اپنے شوہر کا فراق گران گذرا تو یہ اُسکا اختیار کرنا ہے اور اگر یون کہا کہ مین نے یہ اختیار کیا کہ تیری جورو نہون تو اس سے بائنہ ہو جائیگی یہ محیط مین ہے - اور اگر کہا کہ تطلیقہ کو اختیار کر پس عورت نے کہا کہ مین نے اسکو اختیار کیا تو ایک طلاق رجعی واقع ہوگی اور اگر کہا کہ تطلیقتین کو اختیار کر پس اُسنے ایک کو اختیار کیا تو واقع[1] ہوگی - اور اگر کسی سے کہا کہ میری جورو کو تخییر[2] دے تو جب تک وہ تخییر نہ دے تب تک عورت کو اختیار حاصل نہوگا اور اگر دوسرے سے کہا کہ میری جورو کو خیار کی خبر دیدے پھر قبل خبر دینے کے عورت نے کسی طور سے سنکر اپنے نفس کو اختیار کر لیا تو طلاق واقع ہو جائیگی یہ محیط سرخسی مین ہے اور اگر کہا کہ اختیار کر اپنے نفس کو آج کے روز یا اس مہینہ مین یا اس مہینہ تک یا سال تک تو جبتک وقت مذکور باقی ہے تب تک عورت کو اختیار رہیگا خواہ وہ اس مجلس سے اعراض کرے یا دوسرے کام مین مشغول ہو جائے یا اعراض نہ کرے سب برابر ہین اور اس میعاد مقررہ تک اُسکو خیار رہیگا اور اگر کہا کہ اختیار کر آج کے روز یا اس مہینہ مین تو باقی روز مذکور یا باقی ماہ مذکور پھر اُسکو اختیار رہیگا اس سے زیادہ نہوگا اور اگر کہا کہ ایک روز تو جسوقت سے کہا ہے اُس گھڑی سے دوسرے دن کی اُسی گھڑی تک رکھا جائیگا اور اگر کہا کہ ایک مہینہ تو وہ اس کلام کی ساعت سے پورے تیس روز تک ہوگا - اور جب خیار کے واسطے وقت مقرر ہو تو وقت گذر جانے پر باطل ہو جاتا ہے خواہ عورت کو معلوم ہوا ہو یا نہ ہوا ہو - اور اگر غیر موقت ہو تو اُسکے برخلاف ہے یہ سراج الوہاج مین ہے - اور اگر کہا کہ آج اختیار کر اور کل اختیار کر پس عورت نے آج کا خیار رد کر دیا تو کل کا خیار رد نہوگا اور اگر کہا کہ آج اور کل تو اختیار کر پس عورت نے آج کا خیار رد کر دیا تو بالکل باطل ہو جائیگا یہ محیط سرخسی مین ہے -

دوسری فصل امر بالید کے بیان مین - قال المترجم امر بالید کے یہ معنی ہین کہ امر ہاتھ مین ہے اور مراد یہ ہے کہ امر طلاق عورت کے اختیار[3] مین دیا اور یہ بھی ایک الفاظ تفویض مین سے ہے چنانچہ کتاب مین فرمایا ہے اور واضح رہے کہ مترجم امرک بیدک کی جگہ تیرا کام تیرے ہاتھ مین ہے استعمال کرتا ہے قال فی الکتاب امر بالید بھی مثل تخییر کے ہے سب مسائل مین کہ ذکر نفس شرط ہے یا جو اسکے قائم مقام ہے اور نیز شوہر کو بعد امر بالید کے تفویض کی رجوع کا اختیار نہین رہتا ہے اور اسکے سوائے اور امور جو اختیار مین اوپر مذکور ہوئے ہین سوائے ایک امر کے کہ تخییر کی صورت فقط ایک

[1] قولہ واقع ہوگی یعنے ایک ہی واقع ہوگی نہ دو ۱۲ م [2] اختیار دینا ۱۲ [3] یعنے خیار دینا جسکا بیان اوپر کی فصل مین ہوا ہے ۱۲

خیار سے تین طلاق کی نیت نہین صحیح ہی اور امر بالید مین صحیح ہی یہ فتح القدیر مین ہی۔ اور اگر اپنی عورت سے کہا کہ تیرا کام
تیرے ہاتھ مین ہی اور اس سے طلاق کی نیت تھی پس اگر عورت نے سُنا ہی تو جبتک اس مجلس مین ہی امر طلاق اُسکے
اختیار مین رہیگا اور اگر عورت نے نہین سُنا ہی تو جبتک اُسکو معلوم ہو یا خبر ہوپنچے تب امر طلاق اُسکے ہاتھ مین
ہوجائیگا یہ محیط مین ہی اور اگر عورت غائبہ ہو یعنے سامنے حاضر نہو تو ایسا کہنے مین دو صورتین ہونگی کہ اگر شوہر
نے کلام کو مطلق کہا ہی تو عورت کو اُسی مجلس تک خیار مذکور رہیگا جسمین اُسکو یہ بات پہونچی اور اگر کسی وقت
تک موقت کیا پس اگر عورت کو وقت مذکور باقی ہونے کی حالت مین خبر پہونچی تو باقی وقت تک اُسکو خیار
حاصل ہوگا اور اگر وقت گذر جانے پر اُسکو علم ہوا تو اُسکو کچھ اختیار نہوگا یہ سراج الوہاج مین ہی اور اگر عورت سے
کہا کہ تیرا کام تیرے ہاتھ مین ہی درحالیکہ اُسنے تین طلاق کی نیت کی ہی پس عورت نے کہا کہ مین نے اپنے نفس کو
بیک طلاق اختیار کیا تو تین طلاق واقع ہونگی یہ ہدایہ مین ہی۔ اور اگر شوہر نے کہا کہ تیرا کام تیرے ہاتھ مین ہے
اور تین طلاق کی نیت کی اور عورت نے بھی تین طلاق اپنے آپ کو دیدین تو تین طلاق واقع ہونگی اور اگر
مرد نے دو طلاق کی نیت کی ہو تو ایک واقع ہوگی اور اسیطرح اگر عورت نے کہا کہ مین نے اپنے نفس کو طلاق دی
یا اپنے نفس کو اختیار کیا اور تین طلاق کا ذکر نہ کیا تو بھی تین طلاق واقع ہونگی۔ اور اسیطرح اگر کہا کہ مین نے
اپنے نفس کو بائنہ کر لیا یا اپنے نفس کو حرام کر دیا یا مثل اسکے اور الفاظ جو جواب ہونے کی صلاحیت رکھتے ہین
کہے تو بھی یہی حکم ہی۔ اور اگر عورت نے یون کہا کہ مین نے اپنے نفس کو طلاق دی واحدۃ یا مین نے اپنے
نفس کو بیک تطلیقہ اختیار کیا تو ایک طلاق بائنہ واقع ہوگی یہ بدائع مین ہی۔ اور اگر شوہر نے امر عورت اُسکے
ہاتھ مین دیا پس عورت نے جس مجلس مین اُسکو علم ہوا ہی اپنے نفس کو اختیار کیا تو ایک طلاق سے بائنہ ہوجائیگی
اور اگر شوہر نے تین طلاق کی نیت کی ہو تو تین طلاق واقع ہونگی اور اگر شوہر نے دو طلاق کی یا ایک طلاق کی
نیت کی ہو یا کچھ نیت عدد نہ ہو تو ایک واقع ہوگی یہ محیط مین ہی۔ اور اگر عورت سے کہا کہ ایک تطلیق مین تیرا کام
تیرے ہاتھ ہی تو یہ ایک طلاق رجعی قرار دیجائیگی اور منتقی مین ہی کہ اگر عورت سے کہا کہ تیرا کام تیرے ہاتھ مین تین
تطلیقات مین ہی پس عورت نے اپنے نفس کو ایک یا دو طلاق دین تو یہ رجعی ہوگی یہ ذخیرہ مین ہی۔ ایک
شخص نے اپنی جورو سے کہا کہ تیری تین تطلیق کا امر تیرے ہاتھ مین ہی پس عورت نے کہا کہ تو مجھے اپنی زبان سے
طلاق کیون نہین دیتا ہی تو یہ اس تفویض کا رد نہ ہوگا اور عورت کو اختیار رہیگا چاہے اپنے آپ کو طلاق دیدے
یہ فتاوےٰ قاضیخان مین ہی۔ اور اگر شوہر نے عورت کا کام اُسکے ہاتھ مین دیا پس اُسنے کہا کہ مین نے اپنے
نفس کو قبول کیا تو طلاق پڑجاویگی اور اسیطرح اگر امر عورت اسکے ہاتھ مین دیا پس عورت نے کہا کہ قبلتہا یعنے
مین نے اسکو قبول کیا تو طلاق پڑجائیگی یہ فصول استروشنی مین ہی اور اگر عورت سے کہا کہ تیرا کام تیرے ہاتھ مین
ہے یا تیری ہتھیلی مین ہی یا تیرے داہنے ہاتھ مین ہی یا تیرے بائین ہاتھ مین ہی یا کہا کہ جعلت الامر بیدک او فوضت الامر

ملہ یعنے کوئی وقت مقرر نہین کیا ہی ۱۲ م ملہ قرار دیا ہی ۱۲ امر بمعنی کام تیرے ہاتھ مین یا سپرد کیا مین نے امر معہود سے تیرے ہاتھ مین ۱۲ م ملہ یعنے اپنے نفس کو ۱۲ م

فی یدک اور طلاق کی نیت کی تو صحیح ہے اور اگر کہا کہ تیرا کام تیری آنکھ مین ہے یا تیرے پانؤن مین ہے یا تیرے سر مین ہے یا مثل اسکے کوئی عضو بیان کیا تو نہین صحیح ہے الا نیت کے ساتھ۔ اور امر بالید سپرد کرنے پر ایک طلاق کی نیت کی پھر نیت بدلکر تین طلاق کی نیت کرلی تو نہین صحیح ہے اور اسیطرح دو کی نیت نہین صحیح ہے الا باندی کی صورت مین یہ عتابیہ مین ہے۔ اور اگر کہا کہ تیرا کام تیرے منہہ مین یا زبان پر ہے تو یہ ایسا ہے جیسے تیرا کام تیرے ہاتھ مین ہے اور اگر عورت سے کہا کہ میرا امر تیرے ہاتھ مین ہے تو مختار یہ ہے کہ ایسا ہے جیسے کہا کہ تیرا امر تیرے ہاتھ مین ہے یہ خلاصہ مین ہے۔ اور اگر شوہر نے امر بالید سے طلاق کی نیت نہ کی تو یہ امر کچھ نہ ہوگا یعنے ایسی تفویض کچھ نہوگی لیکن اگر حالت غضب یا حالت مذاکرہ طلاق مین اُسنے بامر بالید سپرد کیا تو قضاءً ان دونون حالتون مین شوہر کے قول کی کہ مین نے طلاق کی نیت کی تھی تصدیق نہ ہوگی اور اگر عورت نے دعوے کیا کہ اسنے طلاق کی نیت کی تھی یا حالت غضب یا مذاکرہ طلاق مین ایسا کیا ہے تو قول شوہر کا قسم کے ساتھ قبول ہوگا اور گواہ عورت کے مقبول ہونگے مگر گواہ مقبول ہوتا صرف حالت غضب یا مذاکرہ طلاق مین ایسا واقع ہونے کے ثابت کرنے مین مقبول ہونگے اور نیت طلاق ہونے کے اثبات مین مقبول نہونگے ہان اگر گواہ لوگ یہ گواہی دین کہ شوہر نے یہ اقرار کیا ہے کہ میری نیت طلاق تھی تو مقبول ہونگے یہ ظہیریہ مین ہے۔ اور اگر امر عورت اسکے ہاتھ مین دیا اور عورت نے اپنے نفس کو طلاق دیدی اور شوہر نے دعوے کیا کہ تو نے اپنے نفس کو دوسرے کام یا کلام مین مشغول ہونے کے بعد طلاق دی ہے اور عورت نے کہا کہ مین نے اپنے نفس کو اسی مجلس مین بدون اسکے کہ دوسرے فعل یا کلام مین مشغول ہون طلاق دیدی ہے تو قول عورت کا قبول ہوگا اور طلاق واقع ہوگی یہ فصول استروشنی مین ہے۔ اور اگر عورت نے دعوے کیا کہ اس شوہر نے میرا امر میرے ہاتھ مین دیا ہے تو مسموع نہ ہوگا ولیکن اگر عورت نے بحکم امر بالید کے اپنے آپ کو طلاق دیدی پھر بنا بر اس امر مذکور کے وقوع طلاق و وجوب مہر کا دعوے کیا تو مسموع ہوگا۔ اور عورت اُس امر کے واسطے قاضی کے پاس مرافعہ نہین کر سکتی ہے کہ قاضی اُسکے شوہر پہ جبر کرے کہ امر عورت اُسکے ہاتھ مین دیدے یہ خلاصہ مین ہے۔ ایک شخص نے اس شرط پر کہ اگر مین کھڑا ہون تو جورو کا کام اُسکے ہاتھ مین قرار دیا پھر خود کھڑا ہوا[عہ] اور عورت نے اپنے نفس کو طلاق دیدی پھر شوہر نے دعوے کیا کہ جسوقت اس عورت کو علم ہوا ہے اُسنے اس مجلس مین اپنے آپ کو طلاق نہین دی اور عورت نے مجلس[عہ] علم مین طلاق دیدینے کا دعوے کیا تو قول عورت کا قبول ہوگا۔ اور حاکم نے ذکر فرمایا ہے کہ ایک مرد نے کہا کہ مین نے کل تیرا کام تیرے ہاتھ دیا تھا مگر تو نے اپنے نفس کو طلاق نہ دی پس عورت نے کہا کہ مین نے اپنے نفس کو اختیار کیا ہے تو قول شوہر کا قبول ہوگا یہ وجیز کردری مین ہے۔ میرے جدامجد رحمہ اللہ سے دریافت کیا گیا کہ ایک مرد نے اپنی جورو کا امر اُسکے ہاتھ مین دیا بشرطیکہ وہ جوا کھیلے پھر وہ جوا کھیلا پس عورت نے اپنے نفس کو طلاق دیدی پھر شوہر نے دعوے کیا کہ تو نے تین روز سے معلوم کیا تھا مگر معلوم ہونے کی مجلس مین تو نے اپنے آپ کو طلاق نہین دی اور عورت نے کہا کہ نہین بلکہ مین نے ابھی جانا

عہ یعنے شوہر کے کھڑے ہونے کا ۱۲ عہ معلوم ہونے کی مجلس مین ۱۲

اور فی الفور اپنے کو طلاق دیدی پس قول کس کا قبول ہوگا تو فرمایا کہ عورت کا قول قبول ہوگا یہ فصول عمادیہ مین ہی
ایک شخص نے اپنی جورو کا کام اُسکے ہاتھ مین دیا پس اُسنے شوہر سے کہا کہ تو مجھپر حرام ہی یا تو مجھ سے بائن ہے
یا مین تجھپر حرام ہون یا مین تجھ سے بائنہ ہون تو یہ سب طلاق ہین۔ اور اگر عورت نے کہا کہ تو حرام ہی اور یہ نہ کہا
کہ مجھ پر۔ یا کہا کہ تو بائن ہی اور یہ نہ کہا کہ مجھ سے. تو یہ باطل ہی۔ اور اگر کہا کہ مین حرام ہون اور یہ نہ کہا کہ تجھ پر یا
کہا کہ مین بائنہ ہون اور یہ نہ کہا کہ تجھ سے تو یہ سب طلاق ہین یہ محیط مین ہی اور اگر ایک شخص نے طلاق مین اپنی
جورو کا امر اُسکے ہاتھ مین دیا پس اُسنے اپنے شوہر سے کہا کہ مین نے تجھے طلاق دی تو یہ باطل ہی جیسے شوہر خود
اپنے آپ کو طلاق دیدے تو باطل ہوتی ہی یہ فتاوے قاضیخان مین ہی۔ اور اگر عورت سے کہا کہ تیرا امر تیرے
اختیار مین آج اور پرسون ہی تو اسمین رات وقت مین داخل نہ ہوگی چنانچہ اگر عورت نے رات مین طلاق دی
تو واقع نہ ہوگی اور اگر اُس روز کا تفویض کرنا اُسنے رد کر دیا تو آج کی تفویض باطل ہوگی اور عورت کو
پرسون کی بابت خیار رہیگا یہ ذخیرہ مین ہی اور اسیطرح اگر اُسنے یون کہا کہ آج کے روز مین سے یہ سب ذکر کیا تو
بھی یہی حکم ہی یہ فتاوے قاضیخان مین ہی۔ اور اگر عورت سے کہا کہ تیرا امر تیرے ہاتھ مین آج اور کل ہی تو تفویض مین
رات بھی داخل ہوگی اور اُسنے آج کی تفویض رد کر دی تو اُسکو کل بھی اختیار نہ رہیگا کذا فی الذخیرہ اور ولوالجیہ
مین لکھا ہی کہ اسی پر فتوے ہی یہ تاتارخانیہ مین ہی۔ ایک شخص نے اپنی جورو سے کہا کہ تیرا کام تیرے ہاتھ مین
آج و کل و پرسون ہی پس عورت نے آج کی تفویض رد کر دی تو سب باطل ہو جائینگی اور اسکے بعد پھر اُسکو یہ اختیار
رہیگا کہ اپنے نفس کو اختیار کرے اور یہی صحیح ہی یہ فتاوے قاضیخان مین ہی۔ اور امام ابو یوسفؒ سے املا مین روایت
ہے کہ اگر شوہر نے کہا کہ تیرا امر آج تیرے ہاتھ مین ہی اور تیرا امر کل کے روز تیرے ہاتھ مین ہی یہ دو امر ہین حتے کہ
اگر عورت نے آج کے روز اپنے شوہر کو اختیار کیا یعنے اُسکے ساتھ رہنا اختیار کیا تو جب کل کا روز ہوگا تو پھر
اختیار اُسکے ہاتھ مین ہو جائیگا اور یہی صحیح ہی یہ کافی مین ہی۔ اور اگر عورت نے آج اپنے نفس کو اختیار کیا پس مطلقہ ہوگئی
پھر کل کا روز آنے سے پہلے شوہر نے اُسکے ساتھ نکاح کر لیا پھر کل کے روز اُسنے چاہا کہ اپنے نفس کو اختیار کرے
تو اختیار کر سکتی ہی پس اگر اُسنے اپنے نفس کو اختیار کیا تو دوسری طلاق پڑ جائیگی یہ بدائع مین ہی۔ اور اگر عورت سے
کہا کہ تیرا امر تیرے ہاتھ مین اُس روز ہی کہ جسمین فلان آوے تو یہ دن ہی دن پر ہوگا رات اسمین داخل نہوگی اور اگر
فلان مذکور آیا اور عورت مذکورہ کو خبر نہ ہوئی یہانتک کہ آفتاب غروب ہو گیا تو اختیار عورت کے ہاتھ سے
نکل جائیگا یہ عتابیہ مین ہی اور اگر عورت سے کہا کہ تیرا کام تیرے ہاتھ مین آجکل ہی پس عورت نے آج رد کر دیا
تو یہ تفویض باطل ہو جائیگی یہ فتاوے قاضیخان مین ہی۔ اور اگر کہا کہ تیرا امر تیرے اختیار مین ایک دن یا ایک مہینہ
یا ایک سال ہی یا کہا آج کے روز یا اس مہینہ یا اس سال ہی یا عربی زبان مین یون کہا کہ امرک بیدک الیوم او الشہر
او السنۃ تو یہ تفویض مقید بمجلس نہ ہوگی بلکہ عورت کو اس پورے وقت مین اختیار رہوگا کہ جب چاہے اپنے نفس کو

یعنے اپنے نفس کو اختیار نہ کیا ۱۲

اختیار کرے اور اگر اس مجلس سے اُٹھ کھڑی ہوئی یا بدون جواب کے دوسرے کام مین مشغول ہوگئی تو بلا خلاف جب کچھ بھی وقت باقی رہیگا تب تک عورت کا خیار باطل نہوگا مگر فرق یہ ہی کہ اگر اُسنے دن یا مہینہ یا سال کو بطور نکرہ ذکر کیا تو عورت کو وقت کلام شوہر سے دوسرے دن یا مہینہ یا سال کی اُسی گھڑی تک خیار حاصل ہوگا اور اس صورت مین مہینہ بحساب دنون کے شمار ہوگا اور اگر بطور معرفہ ذکر کیا تو عورت کو باقی روز معلوم و ماہ معلوم و سال معلوم تک اختیار رہیگا اور اس صورت مین مہینہ بحساب چاند کے رکھا جائیگا اور جب عورت مذکورہ نے اسوقت مذکور مین ایک دفعہ اپنے نفس کو اختیار کیا تو پھر دوبارہ اپنے نفس کو اختیار نہین کر سکتی ہی اور اگر عورت نے کہا کہ مین نے اپنے شوہر کو اختیار کیا یا کہا کہ مین طلاق کو نہین اختیار کرتی ہون تو بعض جگہ مذکور ہی کہ بنا بر قول امام اعظمؒ و امام محمدؒ کے اب پورے وقت تک اختیار اُسکے ہاتھ سے نکل گیا حتے کہ بعد اُسکے پھر اپنے نفس کو اختیار نہین کر سکتی ہی اگرچہ وقت باقی ہو یہ بدائع مین ہی۔ اور اگر عورت سے کہا کہ تیرا کام تیرے اختیار مین اس ماہ مین ہی پس اُسنے اپنے شوہر کو اختیار کیا تو بنا بر قول امام اعظمؒ و امام محمدؒ کے عورت کے ہاتھ سے اختیار نکل گیا اور بنا بر قول امام ابو یوسفؒ کے اس مجلس میں اختیار نہ رہا اور یہ نہین ہی کہ دوسری مجلس مین بھی نہ رہا اور بعضی روایتون مین اختلاف اسکے برعکس مذکور ہے مگر صحیح روایت وہی ہی جو اول مذکور ہوئی ہی یہ قاضیخان کی شرح جامع صغیر مین ہی۔ اور اگر کہا کہ امرا مرا رتی فی ید فلان شہرا یعنے میری جورو کے امر کا اختیار فلان کے ہاتھ مین ایک مہینہ ہی تو یہ مہینہ وہ قرار دیا جائیگا جو اس گفتگو سے آگے آتا ہے پس اگر فلان کو اس اگلے مہینہ بھر خبر نہوئی یہانتک کہ مہینہ گذر گیا تو اختیار باطل ہوجائیگا یہ کافی مین ہی۔ اور اگر کہا کہ تیرا کام تیرے اختیار مین ہمیشہ ہے پس عورت نے ایک مرتبہ یہ اختیار رد کر دیا تو باطل ہوگا اور بکرؒ نے ذکر کیا ہی کہ اگر کہا کہ تیرا امر تیرے ہاتھ مین آج کے روز یا ایک مہینہ ہی پس عورت نے اُسکو رد کر دیا تو مابقی مدت مین امام اعظمؒ کے نزدیک اُسکا خیار باطل نہوگا یہ تمرتاشی مین ہے۔ ابن سماعہ نے امام محمدؒ سے روایت کی ہی کہ اگر شوہر نے اپنی جورو سے کہا کہ امرک بیدک راس الشہر یعنے تیرا امر تیرے ہاتھ مین سر ماہ ہے یا کہا کہ چاند دیکھے ہی تو عورت کو اُس رات خیار حاصل ہوگا جس رات چاند نظر آیا ہی اور اسکے دوسرے دن رات ہونے تک خیار رہیگا۔ اور اگر عورت سے کہا کہ سر ماہ مین تیرا امر تیرے ہاتھ ہے تو عورت کو اپنے جلسہ بھر آفتاب غروب ہونے تک اختیار رہیگا اور فرمایا کہ آیا تو نہین دیکھتا ہی کہ اگر عورت سے کہا کہ تیرا امر تیرے ہاتھ مین کل ہی تو اُسکو پورے کل بھر اختیار رہتا ہے اور اگر کہا کہ کل کے روز مین ہی تو اختیار اُسکے جلسہ پر ہوگا یہانتک کہ دوسرے روز آفتاب غروب ہوجاوے اور ابراہیم نے جو ذکر کیا ہی وہ اسکے برخلاف ہی چنانچہ امام محمدؒ سے روایت کی ہی کہ اگر عورت سے کہا کہ تیرا کام تیرے ہاتھ مین ہونے کا وقت رمضان ہی یا کہا کہ تیرا کام تیرے ہاتھ مین رمضان مین ہے تو یہ دونون یکسان ہین اور عورت کو پورے رمضان بھر اختیار رہیگا اسیطرح اگر کہا کہ تیرا امر تیرے ہاتھ مین کل یا کل مین ہی تو بھی عہ دونون یکسان ہین یہ محیط مین ہی۔ اور اگر کہا کہ تیرا کام تیرے ہاتھ مین آج کے روز ہے تو

عہ یعنے دوسرے روز پورے دن بھر خیار رہیگا ۱۲ منہ

پورے دن بھر خیار رہیگا اور اگر کہا کہ اس روز مین ہی تو یہ عورت کی مجلس پر رہیگا اور یہی صحیح ہی اور موافق اس قول کے کہ اگر کہا کہ انت طالق فی الغد تو مجلس پر طلاق ہو جائیگی یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اور اگر عورت سے کہا کہ تیرا امر تیرے ہاتھ مین دس روز تک ہی تو اسوقت سے دس روز گذرنے تک اُسکو اختیار رہیگا اور دس دن کا شمار ساعت سے ہوگا اور اگر شوہر نے دس روز گذرنے کے بعد ہی اختیار رہنے کی نیت کی ہو تو فیما بینہ و بین اللہ تعالے تصدیق ہوگی اور قضاءً اُسکی تصدیق نہوگی یہ ظہیریہ مین ہی۔ ایک شخص نے دوسرے سے کہا کہ میری جورو کا امر تیرے ہاتھ مین ایک سال تک ہے تو ایک سال تک یہ امر اُسکے اختیار مین رہیگا حتے کہ اگر شوہر نے اُس سے رجوع کرنا چاہا تو نہین کر سکتا ہی اور جب سال پورا ہو جائیگا تو اختیار اُسکے ہاتھ سے نکل جائیگا یہ تجنیس و مزید مین ہی۔ اور فتاوےٰ صغرےٰ مین لکھا ہی کہ اگر کسی اجنبی سے کہا کہ میری جورو کا امر تیرے ہاتھ مین ہی تو اُسکے اس جلسہ تک مقصور ہوگا اور شوہر اُس سے رجوع کرنیکا مختار نہوگا اور محیط مین فرمایا کہ یہی اصح ہی یہ خلاصہ مین ہی۔ اور واضح رہے کہ جس شخص غیر کو اپنی جورو کا امر سپرد کیا ہے اگر وہ سُنتا ہو تو جبتک وہ اپنی مجلس مین ہی امر مذکور کا مختار ہوگا اور اگر سُنتا نہو یا غائب ہو تو امر مذکور اُسکے قبضہ مین جب ہی ہوگا کہ جب اُسکو معلوم ہو یا خبر پہونچے پس بعد معلوم ہونے و خبر پہونچنے کے جس مجلس مین اُسکو آگاہی ہوئی جبتک جلسہ[1] مین ہی مختار رہیگا اور اس مجلس مین یہ تفویض قبول کرنا شرط نہین ہی لیکن اگر اُسنے رد کر دیا کہ مین اس اختیار کو نہین لیتا ہون تو اُسکے رد کرنے سے رد ہو جائیگا یہ ذخیرہ مین ہی۔ ایک شخص نے دوسرے سے کہا کہ تو میری جورو سے کہہ کہ تیرا امر تیرے ہاتھ مین ہی تو جب تک یہ شخص مامور اس عورت سے یہ کلام نہ کہے جب تک اختیار مذکور عورت کے ہاتھ مین نہوگا اسواسطے کہ یہ تفویض کر دینے کا امر ہے پس جبتک تفویض نہ کریگا تب تک تفویض متحقق نہ ہوگی [illegible] اور اگر دوسرے سے یون کہا کہ میری جورو سے کہہ کہ اُسکا کام اُسکے اختیار مین ہی تو اس غیر کے خبر دینے[2] سے پہلے عورت مختار ہو جائیگی یہ ظہیریہ مین ہی اور اگر غیر سے کہا کہ میری جوروکو طلاق دیدے کہ مین نے یہ کام تیرے [illegible] تو کہیگا اس غیر کی اس مجلس تک مقصور ہوگا اور شوہر کو اختیار ہوگا کہ چاہے اُس سے رجوع کرے اور اگر اُس [illegible] مطلقہ ہو گئی سے پہلے اس غیر نے اُسکو اپنی مجلس مین طلاق دیدی تو ایک رجعی طلاق واقع ہوگی۔ اور اسیطرح اگر کہا کہ مین نے عورت کی طلاق تیرے اختیار مین کر دی تو اسی مجلس تک یہ اختیار رہیگا اور اگر طلاق دیدی تو رجعی ہوگی۔ اور اگر غیر سے کہا کہ میری جورو کو طلاق دیدے اور حال یہ ہی کہ مین نے اسکا امر تیرے ہاتھ مین کر دیا یا کہا کہ اور مین نے اسکا کام تیرے ہاتھ مین کر دیا اور غیر مذکور نے طلاق دیدی تو دوسری طلاق پہلی کے سوائے اور ہوگی اسواسطے کہ واو واسطے عطف کے آتا ہی اور اگر حرف فاء ذکر کیا یعنے بلفظ پس یا بلفظ کہ ذکر کیا تو وہ ایسی صورتون مین بیان سبب کے واسطے ہوگا پس غیر مذکور کو فقط ایک طلاق کا اختیار ہوگا قال المترجم یعنے کہا کہ میری جورو کو طلاق دیدے تو یہ ایک طلاق ہے

---

[1] قال یعنے اس نشست کو ترک نہ کرے یعنے جگہ نہ بدلے اور نہ کسی کام و کلام مین سوائے اسکے مشغول ہو اور اگر ایسا کیا تو مجلس تبدیل ہو جائیگی اور یہی مراد ہر جگہ لفظ مجلس سے ہے ۱۲ منہ [2] قال المترجم اسمین اشارہ ہے کہ یہ تفویض کا امر نہین ہے بلکہ اس غیر کو خبر دہندہ قرار دیا ہے کہ عورت کو خبر کر دے کہ وہ مختار ہے پس عورت پہلے سے مختار ہوگی ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالے علیہ [3] جلسہ کے معنے سابق شروع مین بیان ہو چکے ہین ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالے علیہ۔

اور قولہ اور حال یہ ہی کہ مین نے اسکا امر تیرے اختیار مین دیا تو یہ دوسری طلاق ہی پس دو طلاق سپرد کین اور اگر یون کہا کہ میری جورو کو طلاق دیدے کہ مین نے اسکے امر کا اختیار تیرے ہاتھ مین دیا یا پس مین نے اسکے امر کا اختیار تیرے ہاتھ دیا تو یہ ایک ہی طلاق کا اختیار رہیگا فافہم۔ پھر جبکہ اُسنے بحرف واؤ ذکر کیا اور وکیل نے یعنے مامور نے عورت کو اپنی اسی مجلس مین طلاق دیدی تو عورت بدو طلاق بائنہ ہو جائیگی اسواسطے کہ معطوف فقرہ سے جسمین لفظ امر کے ساتھ اختیار دیا ہی ایک طلاق بائنہ ہوگی اور جب ایک بائنہ ہوئی تو دوسری بھی بالضرور بائنہ ہوگی اسواسطے کہ شوہر کو رجوع کرنے کا اختیار نہوگا۔ اور اگر وکیل مذکور نے اپنی مجلس سے اُٹھ کھڑے ہونے کے بعد طلاق دی تو ایک طلاق رجعی واقع ہوگی اور اسیطرح یون کہا کہ میری جورو کے امر کا اختیار تیرے ہاتھ مین ہی پس[1] تو اسکو طلاق[2] دیدے تو بھی یہی حکم ہی یہ فتاوے قاضیخان مین ہی۔ اور جامع مین ہے کہ اگر کسی سے کہا کہ میری جورو کا امر تیرے ہاتھ مین ہی پس تو اسکو طلاق دیدے پھر وکیل نے اپنی مجلس سے اُٹھنے سے پہلے اُسکو طلاق دیدی تو ایک طلاق بائنہ واقع ہوگی الا اگر شوہر نے تین طلاق کی نیت کی ہو تو تین طلاق واقع ہونگی اور اگر مرد مذکور مجلس سے اُٹھا قبل اسکے کہ عورت کو طلاق دے تو امر مذکور باطل ہوگیا اور اسیطرح اگر کہا کہ تو اس عورت کو طلاق دیدے کہ اسکا امر تیرے ہاتھ مین ہی پس تو یہ قول اور قول سابق دونون یکسان ہین یہ محیط مین ہی۔ اور مجموع النوازل مین ہی کہ اگر شوہر نے کسی لکھنے والے سے کہا کہ تو عورت کے واسطے یہ تحریر کردے کہ اس عورت کا امر اسکے اختیار مین بدین شرط ہی کہ مین ہرگاہ بدون اسکی اجازت کے سفر کرون پس یہ اپنے تئین ایک طلاق دیدے جسوقت چاہے پس عورت نے کہا کہ مین ایک نہین چاہتی ہون بلکہ تین طلاق کی درخواست کی اور شوہر نے اس سے انکار کیا اور دونون مین اتفاق نہوا پھر شوہر بدون اس کی اجازت کے باہر چلا گیا تو ایک طلاق کا اختیار عورت کو حاصل ہو جائیگا یہ فصول عمادیہ مین ہی اور اگر اپنی جورو کے امر کا اختیار جورو یا کسی اجنبی کے ہاتھ مین دیا پھر شوہر کو جنون مطبق ہوگیا تو یہ اختیار باطل نہوگا اور اگر اپنی جورو کے کام کا اختیار کسی طفل یا مجنون یا غلام یا کافر کے ہاتھ مین دیا تو جبتک وہ اپنی اس مجلس سے اُٹھ کھڑا نہو تب تک یہ اختیار اُسکے ہاتھ رہیگا جیسا کہ خود عورت کو سپرد کر دینے مین ہوتا ہے اور اگر اپنی صغیرہ جورو سے کہا کہ تیرا کام تیرے اختیار مین ہی درحالیکہ وہ طلاق کی نیت رکھتا تھا پس صغیرہ مذکورہ نے اپنے آپ کو طلاق دیدی تو صحیح ہے اور طلاق واقع ہو جائیگی یہ فصول استروشنی مین ہی اور اگر اپنی جورو کا کام کسی معتوہ کے ہاتھ مین دیا تو صحیح ہی اور یہ مقصور بمجلس ہوگا الا یہ کہ اگر یون کہدیا کہ جب چاہے اُسکو طلاق دیدے یا جب چاہے[3] اُسکے نفس کو طلاق دیدے تو ایسا نہین ہی۔ اور اگر امر عورت دو مردون کے ہاتھ مین دیا تو دونون مین سے ایک منفرد نہین ہو سکتا ہی یعنے ایک تنہا

---

[1] مترجم کہتا ہی کہ قولہ امرہا بیدک فطلقہا۔ اگر فطلقہا تفسیر ما قبل ہے تو حکم یہ ہوگا کہ اگر مجلس مین طلاق دی تو ایک بائنہ واقع ہوگی اور بعد مجلس وہ طلاق نہین دے سکتا کیونکہ اختیار اسکے قبضہ سے خارج ہوگیا۔ اگر یہ جملہ عطف ہی تو تصریح ہو چکی کہ یہان فا عطف نہین ہوتی پس محل تامل ہے ۱۲ ع

[2] قال المترجم صحیح ترجمہ میرے نزدیک یون ہی کہ اسکا امر تیرے اختیار مین ہی اور تو اُسکو طلاق دیدے تو بھی یہی حکم ہے فافہم ۱۲ منہ [3] اصل موجود مین اسطرح ہی الا ان یقول طلقہا متی شاءت او طلق نفسہا متی شاءت بنابرین ترجمہ یون ہے الا یہ کہ کہے کہ عورت کو طلاق دیدے جب عورت چاہے اور شاید جب عورت نے اپنے نفس کو سپرد کر دیا تو یہ عبارت کہے ۱۲ منہ وہو الاصح ۱۲ منہ یعنے تفویض صحیح ہے ۱۲

اُسکو طلاق نہین دے سکتا ہی پھر اگر دونون نے کہا کہ ہم نے عورت کو اپنی مجلس تفویض مین طلاق دی ہی اور شوہر نے
اُس سے انکار کیا تو اُس سے قسم لیجائیگی کہ واللہ مین نہین جانتا ہون کہ ایسی ہی بات ہے - اور اگر شوہر نے تین طلاق کی
نیت کی ہو پس دونون مین سے ایک نے اسکو ایک طلاق دیدی اور دوسرے نے دو طلاق یا تین طلاق دین
تو ایک طلاق واقع ہوگی اسواسطے کہ ایک پر دونون متفق ہوئے ہین یہ عتابیہ مین ہی - اور اگر کسی سے کہا کہ میری
جورو کے امر کا اختیار میرے ہاتھ و تیرے ہاتھ مین ہی یا کہا کہ مین نے اُسکے امر کا اختیار اپنے و تیرے ہاتھ مین
کر دیا پھر مخاطب نے عورت مذکورہ کو طلاق دی تو واقع نہوگی الا اُس صورت مین کہ شوہر اجازت دیدے
یہ محیط مین ہی - اور اگر کہا کہ میری جورو کا امر اللہ تعالےٰ اور تیرے اختیار[۵] مین ہی یا کہا کہ مین نے اپنی جورو کے
امر کا اختیار اللہ تعالےٰ اور تیرے ہاتھ مین دیا اور مراد امر سے طلاق ہے پس مخاطب نے طلاق دیدی تو
واقع ہوگی یہ کافی مین ہی - اور منتقی مین ہی کہ ایک شخص نے اپنی جورو کا امر اُسکے باپ کے ہاتھ مین دیا پس
اُسکے باپ نے کہا کہ مین نے اُسکو قبول کیا تو مطلقہ ہوجائیگی یہ محیط مین ہی - اجناس ناطفی مین مذکور ہی کہ دو
مردون نے ایک مرد پر گواہی دی اور دونون نے کہا کہ ہم دونون گواہی دیتے ہین کہ فلان نے ہمکو حکم دیا تھا
کہ ہم اُسکی جورو کو یہ بات پہونچا دین کہ اُسنے عورت کا امر اُسکے ہاتھ مین دیا ہی اور ہمکو خبر پہونچی کہ اسکے بعد
عورت نے اپنے نفس کو طلاق دیدی تو دونون کی گواہی جائز ہوگی - اور اگر دونون نے کہا کہ ہم گواہی دیتے
ہین کہ فلان نے ہمسے کہا کہ تم دونون میری جورو کا امر اُسکے ہاتھ مین کر دو پس ہم دونون نے اسکا امر اُسکے ہاتھ
مین کر دیا تو گواہی جائز نہین ہی یہ فصول استروشنی مین ہے - امام ابوحنیفہؒ سے روایت ہی کہ اگر ایک مرد کی دو
عورتین ہون پس اُسنے کہا کہ تم دونون کا امر تم دونون کے ہاتھ مین ہی تو جبتک دونون متفق نہونگی تب تک
دونون مین سے کوئی مطلقہ نہوگی - اور اگر ایک عورت سے کہا کہ تیرا امر تیرے ہاتھ مین ہی اور اس جورو کا امر تیرے
ہاتھ ہی پس اُسنے دوسری جورو کو طلاق دیدی پھر اپنے آپ کو طلاق دی تو طلاق واقع ہوگی اور اگر اپنی عورت سے
کہا کہ میری عورتون کا امر تیرے ہاتھ مین ہی یا کہا کہ میری جس عورت کو چاہے طلاق دیدے تو اُسکو یہ اختیار
نہوگا کہ اپنے آپ کو طلاق دیدے یہ محیط سرخسی مین ہی - اور اگر کہا کہ میری عورتون مین سے کسی ایک عورت کا امر
تیرے ہاتھ مین ہی اور طلاق کی نیت کی پس اُسنے ایک جورو کو طلاق دیدی پس شوہر نے کہا کہ مین نے اُسکی نہین
بلکہ دوسری کی نیت کی تھی تو قضاءً اُسکے قول کی تصدیق نہوگی یہ فتاوےٰ صغرےٰ مین ہی - اور اگر کہا کہ تیرا امر تیرے
ہاتھ ہی یا اُسکا امر اُسکے ہاتھ ہی پس اگر مخاطبہ نے یا دوسری نے اپنے آپ کو طلاق دیدی تو دوسرا اختیار باطل
ہوجائیگا اور اگر دونون نے معًا اپنے آپ کو طلاق دیدی تو دونون مین سے ایک مطلقہ ہوجائیگی اور اسکا بیان
شوہر کے ذمہ ہوگا یہ عتابیہ مین ہی - ایک فضولی نے دوسرے کی جورو سے کہا کہ مین نے تیرا امر تیرے اختیار مین

[۵] مترجم کہتا ہی کہ اس سے ظاہر ہوتا ہی کہ حکم سب ماموں کے نزدیک متفق ہی اور شاید کہ امامؒ کے نزدیک واقع نہو کیونکہ دونون نے مرد کے خلاف
مراد لیا تو حکم باطل ہوا اور شاید علم نہ ہونے سے ظاہر یہ حکم ہو تو اتفاق ہوگا اور یہی ظاہر ہے ۱۲ ع ۵ مینے دیدیا ۱۲

کر دیا پس عورت نے کہا کہ مین نے اپنے نفس کو اختیار کیا پھر شوہر کو اُسکی خبر پہونچی پس اُسنے اس سب کی اجازت دیدی تو عورت کے اختیار کر لینے سے طلاق واقع نہو گی لیکن جس مجلس مین اُسکو شوہر کی اجازت دینے کا حال معلوم ہوا ہی اُس مجلس تک اُسکو اختیار حاصل ہو جائیگا اور اسیطرح اگر عورت نے خود کہا کہ مین نے اپنے امر کو اپنے ہاتھ مین کر دیا اور اپنے نفس کو اختیار کر لیا پس شوہر نے اس سب کی اجازت دیدی تو طلاق واقع نہو گی ولیکن اجازت دینے پر عورت کا امر اسکے ہاتھ مین ہو جائیگا اور اگر عورت نے کہا کہ مین نے اپنا امر اپنے ہاتھ مین کر دیا اور اپنے نفس کو طلاق دیدی پھر شوہر نے اسکے بعد اجازت دی تو فے الحال ایک طلاق رجعی واقع ہو گی اور عورت کا امر اُسکے اختیار مین ہو جائیگا چنانچہ اگر اُسنے پھر اپنے نفس کو اختیار کیا تو دوسری طلاق بائنہ واقع ہو گی - اور اگر عورت نے کہا کہ مین نے اپنے نفس کو اختیار کیا اور شوہر نے اجازت دی تو طلاق واقع نہو گی اگرچہ شوہر نے طلاق کی نیت کی ہو - اور اگر عورت نے کہا کہ مین نے اپنے نفس کو بائنہ کر دیا اور شوہر نے اجازت دی تو شوہر کی نیت ہونے پر طلاق واقع ہو گی - اور اگر عورت نے کہا کہ مین نے اپنے نفس کو تجھپر حرام کیا اور شوہر نے اجازت دیدی تو شوہر ایلا کرنیوالا ہو جائیگا اسواسطے کہ حلال کا حرام کر لینا ایلاء ہی ولیکن ہمارے عرف مین یہ قول طلاق ہو گیا ہے پس عورت پر طلاق واقع ہو گی یہ ظہیریہ مین ہی وقال المترجم ہمارے عرف مین ایسا نہین ہی پس ایلا ہونے کا حکم اشبہ ہی واللہ اعلم اور اگر عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ مین نے اپنے نفس کو طلاق دیدی پس شوہر نے کہا کہ البتہ مین نے اُس کی اجازت دیدی تو یہ جائز ہی اور عورت پر ایک طلاق رجعی واقع ہو گی اور طلاق واقع ہونیکے واسطے اجازت کے وقت شوہر کی نیت طلاق ہونا شرط نہین ہی - اور اگر اجازت دینے کے وقت شوہر نے تین طلاق کی نیت کی ہو تو نیت صحیح نہو گی - اور اگر عورت نے کہا کہ مین نے اپنا امر اپنے ہاتھ مین کر دیا پس شوہر نے کہا کہ مین نے اُسکی اجازت دیدی اور شوہر کی نیت طلاق کی ہے تو امر عورت اُسکے ہاتھ مین ہو جائیگا اور اگر عورت نے کہا کہ مین نے خیار اپنی طرف کر لیا پس شوہر نے کہا کہ مین نے اُسکی اجازت دیدی اور شوہر کی نیت طلاق ہی تو خیار عورت کو حاصل ہو جائیگا یہ محیط مین ہی - ایک شخص کو خبر دیگئی کہ فلان نے تیری جورو کو طلاق دیدی ہی پس اُسنے کہا کہ جو اُسنے کیا اچھا ہے یا کہا کہ اُسنے بُرا کیا تو بعض نے فرمایا کہ اول صورت مین واقع ہو گی اور دوسری صورت مین نہین واقع ہو گی اور یہی ظاہر ہی اور یہی ماخوذ ہی یہ جواہر اخلاطی مین ہی - اگر عورت نے کہا کہ مین نے کل اپنا امر اپنے اختیار مین کیا پس اپنے نفس کو اختیار کر لیا ہے اور شوہر نے کہا کہ تو نے سچ کہا اور مین نے اُسکی اجازت دیدی تو اسوقت جورو کو اختیار حاصل ہو گا اور قبل اسکے جو اُسنے اپنے نفس کو اختیار کر لیا تھا وہ باطل ہی اور اگر عورت نے کہا کہ مین نے کل کہا تھا کہ آج کے روز میرا امر میرے اختیار مین ہی پس شوہر نے کہا کہ مین نے اجازت دیدی تو صحیح نہین ہی اسواسطے کہ وہ دن گذر گیا یہ عتابیہ مین ہی - اور اگر ایک شخص نے کہا کہ زید کی جورو طالقہ ہی پس زید نے کہا کہ مین نے اجازت دیدی یا مین راضی ہوا یا مین نے اُسکو اپنے نفس پر لازم کیا تو

ع۵ چنانچہ اب چاہے تو اپنے نفس کو اختیار کرے ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالےٰ علیہ

اُسپر طلاق لازم ہوگی یہ محیط مین ہے۔ اور اگر شوہر نے عورت سے کہا کہ مین نے تیرا امر تیرے اختیار مین کرنا تیرے ہاتھ
ہزار درم کو فروخت کیا پس اگر عورت نے اسی مجلس مین اپنے نفس کو اختیار کیا تو طلاق واقع ہوگی اور مال لازم آویگا یہ
خزانۃ المفتین مین ہے۔ اور اگر عورت سے کہا کہ تیرا امر تیرے ہاتھ ہے اور تیرا امر تیرے ہاتھ ہے یا کہا کہ مین نے تیرا امر
تیرے ہاتھ مین کردیا اور تیرا امر تیرے ہاتھ مین کر دیا تو یہ دو تفویض ہین اور اسیطرح اگر کہا کہ تیرا امر تیرے
ہاتھ ہے پس تیرا امر تیرے ہاتھ ہے اور اگر کہا کہ جعلت امرک بیدک فامرک بیدک یعنی مین نے تیرا امر تیرے ہاتھ کر دیا پس تیرا امر تیرے ہاتھ
ہے تو یہ ایک تفویض ہے یہ محیط سرخسی مین ہے۔ اور اگر شوہر نے چند الفاظ تفویض کو جمع کر دیا مثلاً کہا کہ امرک
بیدک اختاری طلقی پس اگر ان الفاظ کو بغیر حرف صلہ ذکر کیا تو ہر ایک کلام مبتدا قرار دیا جائیگا اور اگر بحرف فا ذکر کیا
تو جو لفظ بحرف فاء مذکور ہے تو وہ تفسیر قرار دیا جائیگا بشرطیکہ تفسیر ہونے کی صلاحیت رکھتا ہو اور امر بالید کی تفسیر
ہونے کی صلاحیت لفظ اختیار کو ہے اور اختیار کی تفسیر امر بالید سے نہین ہوسکتی ہے۔ اور نیز امر بالید کی تفسیر امر
بالید سے نہوگی اور اسیطرح اختیار کی تفسیر اختیار سے نہوگی اسواسطے کہ کوئی لفظ خود اپنی تفسیر نہین ہوسکتا ہے
اور جب تفسیر نہوسکا تو ماتقدم کی علت قرار دیا جائیگا اور اگر علت بھی نہ ہوسکا تو معطوف قرار دیا جائیگا۔ اور اگر
بحرف واو ذکر کیا تو واسطے عطف کے ہوتا ہے پس عطف ہوگا اور تفسیر نہوگا اسواسطے کہ معطوف اپنے معطوف
علیہ کی تفسیر ہونے کی صلاحیت نہین رکھتا ہے اور جب ایک دوسرے پر عطف کیے گئے تو جو تفسیر آخر مین مذکور
ہوگی تو وہ سب کی تفسیر قرار دیجائیگی یہ محیط مین ہے۔ اور اگر خیار وامر بالید کو مکرر بدون حرف واو کے ذکر کیا
(اگر مذکور ہو ۱۲)
اور آخر مین تفسیر ذکر کی تو یہ تفسیر فقط اُسی کی ہوگی جو اسکے متصل ہے اور اسکے ماقبل کی نہوگی یہ غایۃ السروجی مین
ہے اور اگر عورت سے کہا کہ امرک بیدک طلقی نفسک یا کہا کہ اختاری طلقی نفسک یعنے تیرا امر تیرے ہاتھ مین ہے
اپنے نفس کو طلاق دیدے یا کہا اختیار کر تو اپنے نفس کو طلاق دیدے پس عورت نے کہا کہ مین نے اپنے نفس کو اختیار کیا پس شوہر نے کہا کہ مین نے اس سے
طلاق کی نیت نہین کی تو اُسکے قول کی تصدیق ہوگی اور عورت پر کچھ نہ واقع ہوگی اور اگر عورت سے کہا کہ تیرا
امر تیرے ہاتھ ہے پس اختیار کر تو پس اپنے نفس کو طلاق دیدے اور جورو نے کہا کہ مین نے اپنے نفس کو اختیار کیا
اور شوہر نے کہا کہ مین نے انمین سے کسی سے طلاق کی نیت نہین کی تو اُسکے قول کی تصدیق نہوگی اور عورت پر ایک
طلاق بائنہ ہوگی اور یہ اس قول سے واقع ہوگی کہ تیرا امر تیرے ہاتھ مین ہے مگر شوہر سے قسم لیجائیگی کہ واللہ مین نے
اس سے تین طلاق کی نیت نہین کی تھی۔ اور اگر عورت سے کہا کہ اختیار کر تو پس تیرا کام تیرے ہاتھ ہے پس اپنے
نفس کو طلاق دیدے پس عورت نے کہا کہ مین نے اپنے نفس کو اختیار کیا یا کہا کہ مین نے اپنے نفس کو طلاق دی
تو امرک بیدک یعنے تیرا کام تیرے ہاتھ ہے اس قول سے اسپر ایک طلاق بائنہ واقع ہوگی یہ محیط مین ہے۔ اور اگر
عورت سے کہا کہ تیرا امر تیرے ہاتھ ہے پس تو اپنے نفس کو طلاق دے یا کہا کہ تو اختیار کر پس اپنے نفس کو طلاق
دیدے پس عورت نے کہا کہ مین نے اپنے نفس کو طلاق دی یا مین نے اپنے نفس کو اختیار کیا تو ایک طلاق بائنہ

طلاق یعنے مرد نے عورت سے کہا کہ تیرا کام تیرے ہاتھ ہے تو اپنے کو اختیار کر طلاق دیدے ۱۲

واقع ہوگی۔ اور اگر کہا کہ تیرا کام تیرے ہاتھ ہے اور اپنے نفس کو طلاق دے یا کہا کہ تو اختیار کر اور اپنے نفس کو طلاق دے پس عورت نے کہا کہ میں نے اپنے نفس کو اختیار کیا پس اگر شوہر نے طلاق کی نیت نہ کی ہو تو عورت پر کچھ واقع نہوگی اور اگر عورت نے کہا کہ میں نے اپنے نفس کو طلاق دی تو تصریح لفظ کی وجہ سے عورت پر ایک طلاق رجعی واقع ہوگی لیکن اگر شوہر نے اپنے اس قول سے کہ اپنے نفس کو طلاق دے تین طلاق کی نیت کی ہو تو تین طلاق واقع ہونگی۔ اور اگر کہا کہ تیرا امر تیرے ہاتھ ہے اور تو اختیار کر اور اپنے نفس کو طلاق دے پس عورت نے اپنے نفس کو اختیار کیا تو کچھ واقع نہوگی اور اسیطرح اگر کہا کہ تیرا کام تیرے ہاتھ ہے اور تو اختیار کر پس تو اختیار کر یا کہا کہ تو اختیار کر اور تیرا کام تیرے ہاتھ ہے پس تیرا کام تیرے ہاتھ ہے تو بھی یہی حکم ہے کہ کچھ واقع نہوگی۔ اور اگر کہا کہ تیرا کام تیرے ہاتھ ہے اور تو اختیار کر پس اپنے نفس کو طلاق دے پس عورت نے اپنے نفس کو اختیار کیا تو عورت پر دو طلاق واقع ہونگی مگر اسکے ساتھ شوہر سے قسم لیجائیگی کہ اُسنے امر بالید سے تین طلاق کی نیت نہیں کی تھی۔ اور اسی طرح اگر کہا کہ تو اختیار کر اور تو اختیار کر پس اپنے نفس کو طلاق دیدے یا کہا کہ تیرا امر تیرے ہاتھ ہے اور تیرا امر تیرے ہاتھ ہے پس تو اپنے نفس کو طلاق دیدے تو بھی یہی حکم ہے یہ غایۃ السروجی میں ہے اور اگر کہا کہ میں نے تیرا امر تیرے ہاتھ کر دیا پس تیرا امر تیرے ہاتھ ہے پس اپنے نفس کو طلاق دے تو امر ایک ہی ہوگا اور تیسرا جملہ اس امر کی تفسیر ہوگیا یہ عتابیہ میں ہے اور اگر کہا کہ اختیار کر تو پس اختیار کر تو پس تو اپنے نفس کو طلاق دے پس عورت نے کہا کہ میں نے اپنے نفس کو اختیار کیا تو دو طلاق بائن ہونگی اور اسیطرح اگر کہا کہ تیرا امر تیرے ہاتھ ہے پس تیرا امر تیرے ہاتھ ہے پس تو اپنے نفس کو طلاق دیدے تو بھی یہی حکم ہے۔ اور اگر کہا کہ تو اختیار کر پس تو اپنے نفس کو طلاق دے اور تیرا امر تیرے ہاتھ میں ہے پس عورت نے کہا کہ میں نے اپنے نفس کو اختیار کیا تو دو طلاق بائن واقع ہونگی۔ اور اگر کہا کہ تیرا امر تیرے ہاتھ ہے پس تو اختیار کر پس اپنے نفس کو طلاق دے پس عورت نے اپنے نفس کو اختیار کیا یا یوں کہا کہ تو اختیار کر پس تو اپنے نفس کو طلاق دے پس تیرا امر تیرے ہاتھ ہے پس عورت نے اپنے نفس کو اختیار کیا تو ایک طلاق بائنہ واقع ہوگی یہ کافی میں ہے اور اگر کہا کہ تو اختیار کر پس تیرا امر تیرے ہاتھ ہے اور اپنے نفس کو طلاق دے پس اُسنے اپنے نفس کو اختیار کیا تو کچھ واقع نہوگی اور اگر اپنے نفس کو طلاق دی تو ایک طلاق واقع ہوگی یہ محیط سرخسی میں ہے۔ اور اگر کہا کہ تیرا امر تیرے ہاتھ ہے پس تو اختیار کر اور اختیار کر اور اپنے نفس کو طلاق دے یا پس اپنے نفس کو طلاق دے پس اُسنے کہا کہ میں نے اپنے نفس کو اختیار کیا تو ایک بائنہ واقع ہوگی۔ اور اگر شوہر نے دعوے کیا کہ میں نے نیت نہ کی تھی تو اُسکی تصدیق نہ کیجائیگی۔ اور اگر کہا کہ تو اپنے نفس کو طلاق دے پس تیرا امر تیرے ہاتھ ہے یا میں نے خیار تیرے ہاتھ میں کر دیا پس تو اپنے نفس کو طلاق دے یا تو اپنے نفس کو طلاق دے پس میں نے خیار تیرے ہاتھ میں کر دیا پس اُسنے اپنے نفس کو طلاق دی تو ایک طلاق بائنہ واقع ہوگی اور اگر کہا کہ طلاق دے اپنے نفس کو پس اختیار کر پس عورت نے کہا کہ میں نے اختیار کیا تو ایک طلاق بائنہ واقع ہوگی

ایک رجعی طلاق ۱۲

اور اگر کہا کہ میں نے اپنے نفس کو طلاق دی تو دو طلاق بائنہ واقع ہونگی اور اگر کہا کہ تیرا امر تیرے ہاتھ ہے اختیار کر اختیار کر
اختیار کر پس اپنے نفس کو طلاق دے اور کچھ نیت عدد نہیں کی ہے پس عورت نے کہا کہ میں نے اپنے نفس کو اختیار کیا تو
ایک طلاق بائنہ واقع ہوگی اور اگر کہا کہ تیرا امر تیرے ہاتھ ہے پھر خاموش رہا پھر کہا کہ اپنے نفس کو طلاق دے
آیا تجھے کافی نہیں ہے کہ تو اپنے نفس کو طلاق دیدے اور امر بالید سے کچھ نیت نہیں کی پس عورت نے کہا
کہ میں نے اپنے نفس کو اختیار کیا تو واقع نہوگی حتے کہ اگر عورت نے کہا کہ میں نے اپنے آپ کو طلاق دی
تو ایک طلاق رجعی واقع ہوگی۔ اور اگر عورت سے کہا کہ تیرا امر تیرے ہاتھ ہے پس تو اختیار کر اختیار کر
یا کہا کہ تو اختیار کر پس تیرا امر تیرے ہاتھ ہے تیرا امر تیرے ہاتھ ہے یا کہا کہ تیرا کام تیرے ہاتھ ہے تو اختیار کر
پس تو اختیار کر یا کہا کہ تو اختیار کر تیرا امر تیرے ہاتھ ہے پس تیرا امر تیرے ہاتھ ہے یا کہا کہ تیرا امر تیرے ہاتھ ہے
تو اختیار کر اور تو اختیار کر اور کچھ نیت نہ کی تو سب صورتوں میں طلاق واقع نہوگی اور اگر کہا کہ میں نے تیرا
امر تیرے ہاتھ میں کر دیا پس تیرا امر تیرے ہاتھ میں ہے پس عورت نے اپنے نفس کو اختیار کیا تو ایک طلاق
بائنہ واقع ہوگی اگرچہ شوہر کی نیت ہو یا وہاں کوئی قرینہ ہو مثلاً حالت مذاکرہ طلاق ہو تو بھی ایک طلاق بائنہ
واقع ہوگی اور اگر شوہر نے تین طلاق کی نیت کی ہو تو تین طلاق واقع ہونگی اور اگر کہا کہ میں نے تیرا امر تیرے
ہاتھ میں کر دیا اور تیرا امر تیرے ہاتھ ہے پس عورت نے اپنے نفس کو اختیار کیا تو دو طلاق بائنہ واقع ہونگی۔
اور اگر مرد نے کہا کہ تو اپنے نفس کو طلاق ایسی طلاق دے کہ تین رجعت کا مالک رہوں پس میں نے تین تطلیقات
بائن میں تیرا امر تیرے ہاتھ میں کر دیا پس عورت نے اپنے نفس کو اختیار کیا یا طلاق دی تو تین طلاق واقع
ہونگی یہ کافی میں ہے۔ اور اگر عورت سے کہا کہ تو اپنے نفس کو طلاق دے اور تو اختیار کر پس عورت نے
اختیار کیا تو بائنہ طلاق واقع ہوگی اور اگر طلاق دی تو دو واقع ہونگی یہ محیط سرخسی میں ہے اور اگر اپنی جورو سے
کہا کہ تیرا امر تیرے ہاتھ میں بدین علت ہے کہ تو اپنے نفس کو طلاق دے یا تاکہ تو اپنے نفس کو طلاق دے پس (دونوں بائنہ ہونگی)
اُس نے اپنے نفس کو طلاق دی تو بائنہ ہوگی یہ فصول استروشنی میں ہے۔ اور اگر اپنی جورو سے کہا کہ تو طالقہ ہے یا تیرا
امر تیرے ہاتھ ہے تو جبتک اس اپنی مجلس میں وہ اپنے نفس کو اختیار نہ کرے تب تک طلاق واقع نہ ہوگی اور
جب اسی مجلس میں اختیار کیا تو شوہر کو اختیار دیا جائیگا چاہے ایک تطلیقہ سے طلاق واقع کرنا اختیار کرے
یا عورت کے اپنے نفس کو اختیار کرنے سے واقع کرے یہ محیط سرخسی میں ہے۔ اور اگر عورت سے کہا کہ تیرا امر
تیرے ہاتھ ہے پس تو اختیار کر یا کہا کہ تو اختیار کر پس تیرا امر تیرے ہاتھ ہے تو حکم امر بالید کا ہوگا چنانچہ اگر اُس نے
تین طلاق کی نیت کی ہو تو نیت مذکور صحیح ہوگی اور اگر شوہر نے تین طلاق کی نیت سے انکار کیا اور ایک کا اقرار
کیا تو اُس سے قسم لیجائیگی یہ غایۃ السروجی میں ہے اور اگر اپنی جورو سے کہا کہ تیرا امر تیرے ہاتھ ہے پس تو اپنے
نفس کو کل طلاق دے تو یہ قول کہ پس اپنے نفس کو کل طلاق دے یہ مشورہ ہے پس عورت کو اختیار ہے کہ فی الحال اپنے
آپ کو طلاق دیدے یہ فصول عمادیہ میں ہے اور اگر کہا کہ تیرا امر تیرے ہاتھ ہے پس تو اپنے آپ کو تین طلاق

باوقات سنت دیدے یا جب کل کا روز ہو تو دیدے تو ایسی صورت مین عورت کو اختیار ہوگا کہ اسی مجلس مین اپنے آپ کو تین طلاق دیدے اور سنت کی قید یا شرط مذکور لغو قرار پائیگی۔ اور اگر عورت سے کہا کہ تیرا امر تیرے ہاتھ ہے تو اپنے نفس کو تین طلاق باوقات سنت دے یا جسوقت کل کا روز آوے تو دے اور امر مذکور سے کچھ نیت نہین کی تو امر لغو ہوگا اور اُسکے سوائے جو کہگی وہ بھی صحیح ہوگا پس عورت کو اختیار ہوگا چاہے اپنے آپ کو تین طلاق سنت دے یا جب کل کا روز ہو تب دیدے یہ کافی مین ہے۔ جو تفویض معلق بشرط ہو یا تو وہ مطلق از وقت ہوگی یعنے وقت کی تقیید نہوگی یا موقت ہوگی پس اگر مطلق ہو مثلاً کہا کہ جب فلان آوے تو تیرا امر تیرے ہاتھ ہے پھر فلان شخص آیا تو جب[1] اُسکو فلان کے آنے کے وقت اُسکا حال معلوم ہووے تو جس مجلس مین معلوم ہوا ہے اُسی مجلس تک عورت کا امر اُسکے ہاتھ مین رہیگا۔ اور اگر تفویض شرطیہ موقت ہو مثلاً کہا کہ جب زید آوے تو تیرا امر تیرے ہاتھ مین ایک روز ہے یا کہا کہ اسی روز ہے کہ جس روز وہ آوے تو عورت کو اس پورے روز تک خیار رہیگا بشرطیکہ اُسکو زید کے آنے کا علم ہوجاوے لیکن بات اتنی ہے کہ جس صورت مین ایک روز بطور نکرہ ذکر کیا ہے عورت کو ایک روز کامل خیار رہیگا اور جس صورت مین بطور معرفہ ذکر کیا ہے یعنے اُس روز کہ جسمین زید آوے خیار ہے تو معرفہ کی صورت مین اس باقی روز تک خیار رہیگا اور عورت مذکورہ کے مجلس سے اُٹھنے سے خیار باطل نہوگا اور عورت کو یہ اختیار نہین ہے کہ اس تمام وقت مین ایک بار سے زیادہ اپنے نفس کو اختیار کرے اور اگر عورت کو زید کے آنے کا حال معلوم ہوا یہانتک کہ وقت گذر گیا تو اُسکو اس تفویض کی رو سے کبھی خیار نہوگا یہ بدائع مین ہے اور اگر کہا کہ میری جورو کا امر فلان کے ہاتھ ایک ماہ ہے تو جسوقت یہ لفظ کہا ہے اُس سے متصل اگلا جو مہینہ آتا ہے وہی یہ مہینہ قرار دیا جائیگا اور اس مہینے کے گذر جانے سے یہ تفویض باطل ہوجائیگی اگرچہ فلان کو اس تفویض کا علم نہوا ہو اور اگر کہا کہ جب یہ مہینہ گذر جاوے تو میری عورت کا امر فلان کے ہاتھ ہے پھر یہ مہینہ گذر گیا تو فلان کو اپنی مجلس علم مین یہ اختیار حاصل ہوگا اگرچہ دو مہینے گذرنے کے بعد اُسکو آگاہی ہو اسواسطے کہ تفویض مذکور اس مہینہ کے گذرنے پر معلق ہے اور جو امر معلق بشرط ہو وہ شرط پائی جانے کے وقت مثل مرسل کے ہوجاتا ہے اور اگر بطور مرسل بعد مہینہ گذرنے کے فلان کو تفویض کرے تو فلان کو اپنی مجلس بھر ہی اختیار رہیگا پس ایسا ہی اس صورت مین بھی ہے۔ اور اگر کہا کہ میری جورو کا امر بعد مہینہ گذرنے کے فلان و فلان کے اختیار مین ہے۔ پھر ایک مہینہ گذر گیا پھر دونون مین سے ایک کو معلوم ہوا اور وہ طلاق دینے سے پہلے مجلس سے اُٹھ کھڑا ہوا تو امر مذکور باطل ہوجائیگا اور اگر اُس نے طلاق دیدی تو موقوف رہیگی یہانتک کہ دوسرے کو اس تفویض کا علم ہو

---

[1] قال المترجم تو امر مذکور عورت کے ہاتھ مین ہوگا جبکہ عورت اپنی اس مجلس مین آگاہ ہوئی جسمین وہ آیا ہے کذا یفہم من النسخۃ الاصل الموجودۃ و کان فیہا تصحیف لبعض الالفاظ فتامل واللہ اعلم الا ان یترجم ہکذا تو عورت کو اپنی مجلس بھر اختیار رہیگا جبکہ اسی مجلس مین جسمین زید آیا ہے وہ آگاہ ہوگئی ہو اور مراد یہ ہے جسوقت زید آیا ہے اُسوقت جس مجلس مین عورت مذکورہ تھی اسی مجلس بھر عورت کو خیار رہیگا بشرطیکہ عورت آگاہ ہوئی ہو ۱۲ منہ [2] قال کیونکہ یہ تفویض کسی وقت خاص کے واسطے نہین ہے پس بعد مہینہ مذکور گذرنے کے اُسکو اختیار ملیگا لیکن جب آگاہی ہو اگرچہ بہت دن گذر جاوین ۱۲ منہ [3] جب کل آوے ۱۲ [4] یعنے یہ بھی اختیار ہوگا ۱۲ [5] دلیل اس امر کی کہ فلان کو فقط مجلس علم بھر ہی اختیار رہیگا ۱۲

پس اگر اُسنے اپنی مجلس علم مین طلاق دی تو واقع ہو جائیگی ورنہ باطل ہوگی یہ محیط سرخسی مین ہی - ایک شخص نے اپنے قرضدار سے کہا کہ اگر تو مجھے میرا قرضہ ایک مہینہ تک ادا نہ کرے تو تیری جورو کا امر میرے ہاتھ ہوگا پس قرضدار نے کہا کہ ایسا ہی ہو پھر شرط پائی گئی یعنے قرضدار نے ادا نہ کیا تو قرضخواہ کو اختیار حاصل ہوگا کہ اُسکی جورو کو طلاق دیدے یہ وجیز کردری مین ہی - اور اگر کہا کہ جب فلان مہینہ آوے تو اسمین سے ایک روز تیرا امر تیرے ہاتھ ہی یا کہا کہ روز جمعہ کے ایک گھڑی تیرا امر تیرے ہاتھ ہی اور اُسکی کچھ نیت[1] نہ تھی تو یہ کچھ نہین ہی لیکن جس مجلس مین یہ لفظ کہا ہی اگر اُسی مجلس مین یہ روز یا یہ ساعت بیان کردی تو اُسکے بیان پر رکھا جائیگا یہ عتابیہ مین ہی - منتقی مین لکھا ہی کہ اگر کہا کہ جب چاند ہو تو تیرا امر تیرے ہاتھ ہی پس اگر عورت کو معلوم ہوا کہ چاند ہوا ہی مگر اُسنے اپنے نفس کو اُس مجلس مین اختیار نہ کیا تو عورت کے ہاتھ سے اختیار نکل جائیگا اور اگر چاند کے چند روز بعد عورت آئی اور کہا کہ مجھے چاند کا حال معلوم نہین ہوا تھا پس اگر عورت کوئی ایسی بات لائی کہ میری رائے مین وہ سچی معلوم ہوئی تو مین اُسکو اُسپر قسم دلاؤنگا اور اسکا قول قبول کرونگا اور اختیار اُسکے ہاتھ مین ہوگا اور اگر ایسی بات لائی کہ مجھے اسمین جھوٹی معلوم ہوئی تو مین اُسکا قول قبول نہ کرونگا یہ محیط مین ہی - اور اگر اپنی جورو سے کہا کہ جسوقت مین دوسری عورت سے تیرے اوپر[2] نکاح کرون تو اُس عورت کے امر کا اختیار تیرے ہاتھ ہی پھر اُس عورت کو خلع دیدیا یا بائنہ طلاق دیدی یا تین طلاق دیدین پھر دوسری عورت سے نکاح کیا تو اس دوسری کا امر اُس عورت کے ہاتھ مین نہوگا - اور اگر یون کہا کہ جب مین دوسری عورت سے نکاح کرون تو اُسکا امر تیرے ہاتھ ہی اور یہ نہ کہا کہ تیرے اوپر پھر اس عورت کو خلع دیدیا یا طلاق بائن یا تین طلاق دیدین پھر دوسری عورت سے نکاح کیا تو اسکا امر پہلی عورت کے ہاتھ مین ہوگا - اور اگر عورت سے کہا کہ جسوقت مین اس نکاح مین تیرے اوپر دوسری عورت سے نکاح کرون تو اسکا امر تیرے ہاتھ مین ہوگا یا تیرا امر تیرے ہاتھ مین ہوگا پھر شوہر نے اس عورت کو ایک طلاق بائنہ دیدی پھر دوبارہ نکاح کیا پھر اسپر دوسری عورت بیاہ لایا تو امر مذکور اُسکے ہاتھ مین نہوگا یہ ذخیرہ مین ہی - اور اگر عورت سے کہا کہ ان تزوجت علیک مادمت فی نکاحی او کنت فی نکاحی فامرک بیدک اگر مین تجھپر دوسری عورت سے نکاح کرون مادامیکہ تو میرے نکاح مین ہی یا جبتک کہ تو میرے نکاح مین ہو پس تیرا امر تیرے ہاتھ ہی پھر اُسکو طلاق بائن دیدی یا خلع دیدیا پھر اس سے نکاح کیا پھر اسکے اوپر دوسرا نکاح کیا تو اس قول کی صورت مین کہ مادامیکہ تو میرے نکاح مین ہی عورت مذکورہ کے ہاتھ مین اسکا امر نہو جائیگا قال المترجم ظاہرا مادام مین معنے پیوستگی کا لحاظ کیا گیا کہ پھر چند اسوقت یہ عورت اُسکے نکاح مین ہی مگر پیوستہ نہین رہی بلکہ بیچ مین طلاق یا خلع پایا ہی فافہم اور اس قول کی صورت مین کہ جبتک تو میرے نکاح مین ہو بھی ایسا ہی ہی بنا بر روایت کتاب الایمان مختصر کرخی رحمہ اللہ کے کہ اس مختصر کی کتاب الایمان مین مذکور ہی کہ مادمت و ماکنت دونون یکسان ہین - اور مجموع النوازل مین ان دونون مین فرق کیا ہی اور اشارہ کیا ہی کہ ماکنت کی صورت مین جبکہ عورت کو خلع دینے کے بعد پھر اُس سے نکاح کرنیکے بعد

---

[1] کہ کون روز اور کون ساعت مراد ہی ۱۲ [2] تیرے ہوتے ہوئے ۱۲

اسپر دوسرا نکاح کیا تو عورت مذکور مختار ہوگی اسواسطے کہ کون بعد کون کے ہوسکتا ہے یعنے ایک ہونا اگر جاتا رہے تو پھر اسکے بعد ہونا متحقق ہوسکتا ہے اور دیموست بعد دیمومت کے نہین ہوسکتی ہے یعنے ہمیشگی اگر جاتی رہے اور منقطع ہوجاوے تو پھر ہمیشگی نہین پیدا ہوسکتی ہے یہ فصول استروشنی مین ہے وقال المترجم پوشیدہ نہین ہے کہ ماکنت مین مابمعنے مادام ہے اگرچہ لفظ دام نہین مذکور ہے پس ماکنت کو بمعنے مادام کنت ہونا چاہیے پس مادمت وماکنت معنے واحد ہوئے اگرچہ لفظاً فرق ہوا بنابرین فرق محل تامل ہے واللہ تعالےٰ اعلم بالصواب اور کمال فرق ترجمہ اسیقدر ہے کہ جو مترجم نے کیا ہے تا اینکہ یہ تامل اس ترجمہ مین بھی مرعی ہے بل ینبغي ان یراعی لیوافقہ من کل الوجوہ فلیتامل - ایک شخص نے اپنی جورو کا امر اسکے ہاتھہ مین کردیا بشرط آنکہ اسپر دوسری عورت سے نکاح کرے - پھر اُس عورت نے اپنے شوہر پر دعوےٰ کیا کہ تونے فلانہ سے مجھپر نکاح کیا ہے اور فلانہ مذکورہ حاضر ہے کہتی ہے کہ مین نے اپنے نفس کو اس مرد کے نکاح مین دیا ہے اور گواہون نے نکاح کی گواہی دی تو یہ عورت مختار ہوجائیگی - اور اگر فلانہ مذکورہ غائب ہو پس اس عورت نے شوہر پر گواہ قائم کیے کہ تونے مجھپر فلانہ بنت فلان بن فلان سے نکاح کیا ہے اور میرا امر میرے قبضہ مین ہوگیا پس آیا اس دعوے کی سماعت ہوگی یا نہوگی تو اسمین دو روایتین ہین اور صحیح یہ ہے کہ سماعت نہوگی اسواسطے کہ فلانہ مذکورہ پر اثبات نکاح کے واسطے یہ عورت مذکورہ خصم نہین ہے یہ فصول عمادیہ مین ہے - اور اگر عورت سے کہا کہ اگر تو دار مین داخل ہوئی تو تیرا امر تیرے ہاتھہ ہے پھر اُسکو ایک طلاق بائنہ دیدی یا دو طلاق بائنہ دیدین تو امر مذکور باطل نہوگا حتے کہ اگر پھر اُس سے نکاح کیا پھر وہ دار مین داخل ہوئی تو امر اسکے ہاتھہ مین ہوجائیگا خواہ عورت مذکورہ سے عدت مین نکاح کیا ہو یا بعد انقضائے عدت کے اور خواہ مدخولہ ہو یا غیر مدخولہ ہو چنانچہ اگر غیر مدخولہ سے بھی پھر نکاح کیا پھر اُسنے اپنے آپ کو طلاق دی تو واقع ہوگی یہ خلاصہ مین ہے - اور اگر اپنی عورت سے کہا کہ اگر تو فلان شخص کے دار مین داخل ہوئی تو تیرا امر تیرے ہاتھہ ہے پھر وہ فلان کے دار مین گئی پھر اپنے نفس کو طلاق دی پس اگر اس جگہ سے جہان دار مین داخل ہونے والی قرار دیگئی ہے دور ہونے سے پہلے اپنے نفس کو طلاق دی تو طلاق پڑجائیگی اور اگر دو قدم چلکر پھر اپنے نفس کو طلاق دیدی تو مطلقہ نہوگی یہ محیط مین ہے - منتقی مین لکھا ہے کہ اگر اپنی عورت سے کہا کہ اگر مین تجھہ سے غائب ہوا پس تو میری غیبت مین ایک دن یا دو دن ٹھہری تو تیرا امر تیرے ہاتھہ ہے تو فرمایا کہ اگر عورت مذکورہ ایک روز ٹھہری تو اُسکا امر اُسکے ہاتھہ مین ہوجائیگا اور ایسی صورت مین دونون باتون مین سے اول بات پر حکم لگایا جاتا ہے - ایک شخص نے اپنی جورو کے ہاتھہ مین اُسکا امر اس شرط سے دیا کہ اگر وہ اس عورت سے اتنی مدت غائب ہوجاوے تو عورت کا

۱؎ مترجم کہتا ہے کہ عورت کے قبضہ مین امر طلاق بھی حق مالی کو متضمن ہے مانند وجوب مہر وتاکد وغیرہ پھر عورت اگرچہ فلانہ عورت پر اثبات نکاح مین خصم نہین لیکن پہلے اپنے ذاتی حق مین خصم ہے تاکہ اُسکو تمام وکمال حاصل کرے پس مقام قابل تامل ہے اگر کہو کہ عورت کی سماعت سے فلانہ پر نکاح خود ثابت ہوگا اور تم بھی کہتے ہو کہ وہ نکاحی اثبات مین خصم نہین ہوتی جواب پایا جاوے کہ سماعت بحق عورت ہے نہ بنکاح دیگر اگر کہو کہ حق مذکور سے نکاح مستور خود ثابت ہوجائیگا جواب یہ کہ اگر تمہاری یہ مراد ہے کہ یہ بھی ایسے مواضع مین سے ہے کہ جہان متوقف اور متوقف علیہ سے وسط کا ثبوت لازم ہے تو تمنے تسلیم کیا جو ہم نے کہا تھا اور اگر تم بدون وسط کے لازم کہتے ہو تو ہمارے نزدیک ممنوع ہے فافہم واللہ تعالےٰ اعلم ۱۲ منہ ۲؎ اسواسطے کہ حیتک ہمارے محاورہ مین ہمیشگی پر دال ہے جیسے ماکنت محاورہ عرب مین فافہم ۱۲ منہ ۳؎ یعنے امر بالید کی مختار ہوگی ۱۲ ۴؎ یعنے بعد امر بالید حاصل ہونے کے ۱۲ ۵؎ یعنے نہین چلا گیا اور سفر کرگیا ۱۲ ۶؎ یعنے کہا کہ ایکدن یا دو دن

امر اُسکے ہاتھ ہی کہ اپنے نفس کو جب چاہے طلاق دیدے پھر اس مدت مذکورہ بھر غائب رہا مگر اس مدت کے آخر روز مین حاضر ہو گیا پھر آن کر دیکھا تو یہ عورت خود غائب ہو گئی یہان تک کہ یہ مدت مذکورہ پوری تمام ہو گئی تو شیخ امام استاد رحمہ اللہ نے فتوے دیا کہ عورت کا امر اُسکے اختیار مین رہیگا اور قاضی امام فخر الدین رحمہ اللہ نے فتوے دیا کہ اگر مرد مذکور اُس عورت کی جگہ جانتا ہو کہ کہان ہی تو عورت کا امر اُسکے ہاتھ نہوگا اور فرمایا کہ یہ اسوقت ہی کہ عورت مدخولہ ہو اور اگر غیر مدخولہ ہو تو غیر مدخولہ سے اتنی مدت تک غائب ہونے سے اسکا امر اُسکے ہاتھ نہوگا اور اگر مدخولہ ہوا اور اُس سے اتنی مدت تک غائب ہا لیکن وہ شہر مین ہا مگر اُسکے گھر نہین آتا تھا تو عورت کا امر اُسکے ہاتھ مین ہو جائیگا اور فرمایا کہ ایسا ہی شیخ قاضی امام نے فتوی دیا ہے۔ اور اگر کہا کہ اگر مین کورہ[1] بخارا سے غائب ہو جاؤن تو عورت کا امر اُسکے ہاتھ مین ہی تو جب ہی وہ شہر سے نکلکر اطراف و دیہات مین پہونچیگا تب ہی عورت کا امر اُسکے ہاتھ مین ہو جائیگا یہ خلاصہ مین ہی۔ فتاوے امام ظہیر الدین مین مذکور ہی کہ ایک شخص نے اپنی جورو کا امر اُسکے ہاتھ مین اس شرط سے دیا کہ جب وہ اس عورت سے بخارا سے اس مکان سے جسمین دونون رہتے ہین دو مہینہ تک غائب ہو تو عورت مذکورہ مختار ہی جب چاہے اپنے نفس کو طلاق دیدے پھر وہ بخارا سے دو مہینہ تک غائب رہا ولیکن یہ امر اس عورت سے دخول کرنے سے پہلے واقع ہوا اور عورت نے قبل اسکے مدخولہ ہونے کے اپنے نفس کو طلاق دیدی تو طلاق نہ پڑیگی اسواسطے کہ وہ عورت سے ایسے مکان سے غائب نہین ہوا جسمین دونون رہتے تھے اسلیے کہ ایسے مکان سے جسمین دونون رہتے ہون یہ مراد ہوتی ہی کہ مکان سکونت و ازدواج ہو یہ فصول استروشنی مین ہی قال المترجم ہمارے عرف مین مکان سے یہ معنے مراد نہین ہوتے ہین پس اگر یہی علت عدم طلاق ہو تو واقع ہونا چاہیے ہی فلیتامل۔ اور اگر کہا مین بخارا سے غائب ہون تو واضح رہے کہ بخارا[2] خاص قصبہ پر اطلاق ہوتا ہی یہ اکثر مشائخ کا قول ہی اور امام سرخسی نے فرمایا کہ کرمینہ سے فربر تک سب بخارا ہی یہ خلاصہ مین ہی اور اگر عورت سے کہا کہ اگر مین بلدہ بخارا سے تیری بلا اجازت نکلون تو تیرا امر تیرے ہاتھ ہی جب چاہے تو طلاق دیدے پھر خود کوک شرے[3] کو گیا اور وہان دو دن رہا تو عورت پر طلاق واقع[4] نہوگی یہ وجیز کردری مین ہی۔ شیخ نجم الدین نسفی سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے دوسرے سے کہا کہ اگر مین اس شہر سے غائب ہو جاؤن اور میرے غائب ہونے پر چھ مہینہ گذرین تو میری جورو کا امر تیرے ہاتھ ہی حتے کہ تو اُسکو اُسکے باقی مہر کے اور نفقہ عدت کے عوض خلع کردے پھر وہ غائب ہوا اور چھ مہینہ تک نہ آیا تو شیخ نجم الدین رحمہ اللہ نے فرمایا کہ یہ توکیل مطلق ہی حتے کہ اگر غیر[5] مذکور مجلس سے اُٹھ کھڑا ہوا تو باطل نہوگی اور انکے سوا اور مشائخ سمرقند و بخارا نے فتوے دیا کہ یہ تملیک[6] ہی حتے کہ مجلس سے اُٹھ کھڑے ہونے سے باطل ہوگی اور یہی صحیح ہی یہ ظہیریہ مین ہی۔ ایک شخص نے اپنی جورو کا امر اُسکے ہاتھ مین بدین شرط دیا کہ اگر وہ عورت کو اتنی چیز[7] ایسے وقت نہ دے تو عورت کو اختیار ہی جب چاہے اپنے نفس کو طلاق دیدے پھر وقت گذر گیا اور عورت نے

[1] صاحب فتاوے مشہورہ ۱۲ [2] یعنے خاص شہر ۱۲ [3] بخارا مین داخل ہی ۱۲ منہ [4] للعقد یعنے اگر عورت نے اپنے آپ کو طلاق دی ۱۲ [5] قبل قبول کے ۱۲ [6] یعنے اختیار دیا ہی ۱۲ م [7] مثلاً چار روپیہ ماہواری یا دس درم ماہ رمضان آئندہ مین ۱۲ منہ

اپنے تئین طلاق دیدی پھر دونون نے اختلاف کیا چنانچہ مرد نے کہا کہ مین نے اس عورت کو اسوقت پر چیز مذکور دیدی اور عورت نے اُس سے انکار کیا تو طلاق کے حق مین شوہر کا قول قبول ہوگا حتے کہ اسپر وقوع طلاق کا حکم نہ دیا جائیگا اور اس مسئلہ کی اصل وہ مسئلہ ہے جو منتقی مین مذکور ہے کہ ایک شخص نے اپنی جورو کے باپ سے کہا کہ اگر مین چالیس روز تک تیرے پاس نہ آؤن تو میری جورو کا امر تیرے ہاتھ ہے پھر جب اُسکی اس گفتگو کی گھڑی سے چالیس دن مع رات گذر گئے تو عورت کا امر اُسکے باپ کے ہاتھ ہوگا جب تک وہ اپنی اس مجلس مین ہے پھر اگر شوہر نے اسکے بعد دعوے کیا کہ مین تیرے پاس آیا تھا اور عورت کے باپ نے کہا کہ تو میرے پاس نہین آیا تو شوہر کا قول مقبول ہوگا یہ ذخیرہ مین ہے۔ اور اگر عورت کا امر اُسکے ہاتھ اس شرط سے دیا کہ اگر مرد اس عورت سے تین مہینہ غائب ہوگیا اور عورت کو اسکا نفقہ نہ پہونچا پس وہ اپنے کو جب چاہے طلاق دیدے پس مرد نے اُسکو بیچا س درم بھیجے تو شیخ نے فرمایا کہ اگر اسقدر مدت کا عورت کا یہ نفقہ پورا ہو تو عورت کا امر عورت کے ہاتھ ہو جائیگا اور اگر نفقہ کی کچھ مقدار مفروضہ ہو اور عورت نے اپنا نفقہ شوہر کو ہبہ کر دیا پھر مدت گذر گئی اور عورت کو اسکا نفقہ نہ پہونچا تو عورت کا امر اُسکے ہاتھ مین نہوگا اور امام اعظمؒ و امام محمد رحمہما اللہ تعالیٰ کے نزدیک قسم مرتفع ہوگی اور اگر عورت نے نفقہ ہبہ نہین کیا ہے مگر شوہر نے دعوے کیا کہ مین نے اسکو نفقہ بھیجدیا ہے اور اسکو پہونچ گیا اور عورت نے انکار کیا تو چاہیے کہ شوہر کا قول قبول ہو اور کہا کہ مین نے قاضی امام اُستاد فخر الدینؒ سے ایسا ہی سُنا ہے پھر بعد مدت کے اُنھون نے اس سے رجوع کیا اور فرمایا کہ شوہر کا قول قبول نہوگا اور ایسا ہی ہر جگہ جہان ایفاء حق کا مدعی ہو یہی حکم ہوگا اور فصول استروشنی مین ہے کہ عورت کا قول قبول ہوگا اور یہی اصح ہے یہ خلاصہ مین ہے اور ذخیرہ مین بحوالہ منتقی مذکور ہے کہ اگر اپنی جورو سے کہا کہ اگر مین اس مہینے مین تجھے تیرا نفقہ نہ بھیجون تو تو طالقہ ہے یا کہا کہ اگر مین تجھے اس مہینہ کا تیرا نفقہ نہ بھیجون تو تو طالقہ ہے پس اُسنے ایک آدمی کے ہاتھ اُسکا نفقہ روانہ کیا اور وہ ایلچی کے ہاتھ مین ضائع ہوگیا تو مرد مذکور حانث نہوگا اسواسطے کہ اُسنے ضرور روانہ کیا ہے یہ فصول استروشنی مین ہے۔ اور اگر عورت کا امر اُسکے ہاتھ دیا کہ جب چاہے ایک طلاق دیدے بشرطیکہ عورت کا نفقہ اُسکو نہ بھیجے یہانتک کہ یہ مہینہ گذر جائے پس اسکا نفقہ ایک مرد کے ہاتھ بھیجا مگر مرد مذکور نے اُس عورت کا مکان نہ پایا حتے کہ بعد مہینہ گذر جانے کے عورت کو دیا تو قاضی استروشنی نے جواب دیا ہے کہ عورت کو اختیار ہوگا کہ چاہے اپنے اوپر طلاق واقع کرے۔ وفیہ نظر یعنے اسمین اعتراض ہے اسواسطے کہ اگر نفقہ ایلچی کے ہاتھ مین ضائع ہوگیا تو عورت کا امر اُسکے اختیار مین نہین ہوتا ہے اسوجہ سے کہ شرط یہ تھی کہ ارسال نہ کرے اور یہان صورت یہ ہے کہ اُسنے بھیجدیا ہے۔ اور اگر عورت سے کہا کہ اگر مین تجھے بعد دس روز کے پانچ دینار نہ پہونچاؤن تو تیرا امر ایک طلاق مین تیرے ہاتھ ہے جب چاہے پھر یہ ایام گذر گئے اور شوہر نے نفقہ اُسکو نہ بھیجا

سلہ قال علے ہذا اگر یون کہا کہ اگر اس مہینے تجھے تیرا نفقہ نہ پہونچے تو دوسرے مہینے کے شروع ہوتے ہی تو طالقہ ہے پس اُسنے بھیجا اور ضائع ہوگیا تو چاہیے کہ طالقہ ہو جاوے ۱۲ منہ سلہ مرتفع یعنے تمام ہو جائیگی ۱۲

پس اگر شوہر نے اس سے فی الفور کی نیت کی ہو تو عورت کو اپنے آپ پر طلاق واقع کرنے کا اختیار رہوگا۔ اور اگر فی الفور کی نیت نہین کی تو عورت واقع نہین کر سکتی ہی یہان تک کہ دونون مین سے ایک مر جاوے یہ وجیز کردری مین ہی۔ ایک شخص نے سمرقند سے اپنی جورو کے پاس سے غائب ہونے کا قصد کیا پس عورت نے اس سے نفقہ کا مطالبہ کیا پس اُسنے کہا کہ اگر مین کش سے تیرا نفقہ دس روز تک نہ بھیجون تو تیرا امر تیرے ہاتھ مین ہی تاکہ تو جب چاہے اپنے نفس کو طلاق دیدے پھر دس روز گذرنے سے پہلے عورت کا نفقہ اُسکو روانہ کیا ولیکن کش سے نہین بلکہ کسی دوسرے موضع سے بھیجا پس آیا امر عورت اُسکے ہاتھ مین ہوجائیگا یا نہ ہوگا تو فتاوے ظہیر الدین مین ایسی بات مذکور ہی جو اس امر پر دلالت کرتی ہی کہ عورت کا امر اُسکے ہاتھ مین ہوجائیگا چنانچہ فتاوے مین ذکر کیا ہی کہ اگر مرد نے کہا کہ اگر مین تیرا نفقہ کرمینہ سے دس روز تک نہ بھیجدون تو تو طالق ہے پھر دس روز گذرنے سے پہلے دوسرے موضع سے روانہ کیا تو قسم مین حانث ہوجائیگا یہ فصول عمادیہ مین ہی اگر کہا کہ تجھے تیرا نفقہ دس روز مین نہ پہونچے تو تیرا امر تیرے ہاتھ ہی پھر اُن ایام مین عورت مذکورہ نے نشوز کیا یعنے سرکشی کی مثلاً بلا اجازت شوہر کے اپنے باپ کے یہان چلی گئی اور اُسکو نفقہ نہ پہونچا تو امر بالید کے حکم سے عورت پر طلاق واقع نہوگی یہ بحر الرائق مین ہی۔ اگر کہا کہ مین تجھ سے غائب ہوجاؤن تو تیرا امر تیرے ہاتھ ہے پھر کسی ظالم نے اُسکو قید کر لیا تو عورت کا امر اُسکے ہاتھ مین نہوگا اور شیخ نے فرمایا کہ اگر ظالم نے اسپر چلنے کے واسطے جبر کیا پس وہ خود چلا گیا تو عورت کے ہاتھ مین اسکا امر ہوجائیگا یہ وجیز کردری مین ہی۔ اور اگر عورت کے ہاتھ اسکا امر بدین شرط کر دیا کہ جب وہ اس عورت کو بلا جرم مارے تو وہ اپنے نفس کو طلاق دے پھر اُسکو مارا پھر دونون نے اختلاف کیا چنانچہ شوہر نے کہا کہ مین نے جرم پر مارا ہی تو قول شوہر کا قبول ہوگا یہ ذخیرہ مین ہی۔ ایک شخص نے اپنی جورو کا امر اُسکے ہاتھ مین بدین شرط دیا کہ جب اُسکو بغیر جرم مارے تو عورت جب چاہے اپنے نفس کو طلاق دے پھر عورت بغیر حکم و اجازت شوہر کے گھر سے باہر چلی گئی پس شوہر نے اُسکو مارا تو بعض نے فرمایا ہی کہ اگر شوہر اسکو اسکا مہر معجل ادا کر چکا ہی تو عورت کے اختیار مین اسکا امر نہوگا اور اگر مہر معجل اسکو ادا نہین کیا ہی تو عورت کو اختیار ہی کہ اُسکی بلا اجازت اپنے باپ کے گھر چلی جاوے اور مہر معجل وصول کرنے کیلیے اپنے نفس کو شوہر سے باز رکھے پس یہ خروج جرم نہوگا اور شیخ امام ظہیر الدین مرغینانی رح بلا تفصیل فتوے دیتے تھے کہ عورت کے ہاتھ مین اسکا امر نہوگا اور فرماتے تھے کہ عورت کا گھر سے باہر جانا مطلقاً جرم ہی اور اول اصح ہی یہ محیط مین ہی۔ عورت سے کہا کہ اگر مہینہ تک مین تجھے دو دینار نہ دون تو تیرا امر تیرے ہاتھ ہی پس عورت نے قرضہ لیا اور شوہر پر اُترا دیا پس اگر شوہر نے اس مدت گذرنے سے پہلے قرضخواہ کو یہ مال دیدیا تو عورت کو ایقاع طلاق کا اختیار نہوگا اور اگر ادا نہ کیا تو ایقاع کا اختیار رہوگا۔ عورت سے کہا کہ تیرا امر تیرے ہاتھ ہی بشرطیکہ مین شہر سے نکلون الا تیری اجازت سے نکلون پھر وہ شہر سے نکلا اور عورت بھی اُسکے پہونچانے کو باہر نکلی تو یہ امر

سے والثانی اصح عندنا ۱۲ ع سے یعنے بلا اجازت نکلون لیکن اگر تیری اجازت سے نکلون تو ایسا نہین ہی ۱۲ منہ

عورت کی طرف سے اجازت نہین ہی اور اگر عورت سے اجازت مانگی پس عورت نے اشارہ کیا تو اسکا حکم ذکر نہین فرمایا ہی یہ وجیز کردری مین ہی۔ اور میرے جد سے دریافت کیا گیا کہ اگر ایک شخص نے اپنی جورو کا امر اُسکے ہاتھ مین بدین شرط دیا کہ وہ جُوا[1] کھیلے پھر اُسنے جُوا کھیلا پس عورت نے اپنے نفس کو طلاق دیدی پھر شوہر نے دعوے کیا کہ تین روز ہوئے جب سے تجھے معلوم ہوا تھا اگر تو نے جس مجلس مین جانا تھا اُسمین اپنے نفس کو طلاق نہین دی اور عورت نے کہا کہ نہین بلکہ مجھے ابھی معلوم ہوا پس مین نے فی الفور طلاق دی ہی تو فرمایا کہ قول عورت کا قبول ہوگا یہ فصول عمادیہ مین ہی۔ ایک شخص نے کہا کہ اگر مین کوئی نشہ پیئون[2] یا تجھ سے غائب ہون تو تیرا امر تیرے ہاتھ ہی پھر ان دونون باتون مین ایک بات پائی گئی پس عورت نے اپنے آپ کو طلاق دی پھر دوسری بات پائی گئی تو اب عورت کو اختیار نہوگا کہ اپنے تئین دوسری طلاق دے۔ اور اگر کہا کہ اگر مین کبھی تجھ کو مارون یا تجھ سے غائب ہو جاؤن[3] تو جب ایسا کرون تو تیرا امر تیرے اختیار ہی چاہے اپنے نفس کو ایک طلاق دے اور اگر چاہے تو دو اور اگر چاہے تین طلاق دے پھر اگر شرط پائے جانے پر عورت نے اپنے نفس کو ایک طلاق دی تو اُسی مجلس مین دوسری طلاق اپنے آپ کو دے سکتی ہی یا نہین تو فرمایا کہ اُسکو یہ اختیار نہین ہی یہ فصول استروشنی مین ہے۔ اگر کہا کہ اگر مین تجھ سے چھ مہینہ غائب ہون اور تجھکو مین اور میرا نفقہ اس مدت مین نہ ملے تو تیرا امر طلاق تیرے ہاتھ ہی پھر مرد مذکور غائب ہوگیا اور اس مدت تک خود اس سے نہین ملا مگر نفقہ عورت کو پہونچگیا تو عورت کا امر اُسکے اختیار مین ہوگا اسواسطے کہ طلاق[4] اس مقام پر اس بات پر معلق ہی کہ دونون باتین نہ پائی جاوین اور ایسا نہوا بلکہ ایک بات پائی گئی پس مرد مذکور حانث ہوگا اور اگر کسی نے دو باتون کے پائے جانے پر معلق کیا تو جبتک دونون نہ پائی جاوین حانث نہوگا اور جب دونون پائی جاوینگی حانث ہوگا چنانچہ اگر کہا کہ واللہ مین ان دونون دارمین داخل ہونگا یا کہا کہ اگر تو اس دار مین اور اس دار مین داخل ہوئی تو تو طالقہ ہی خواہ طلاق کو مقدم کیا یا مؤخر بیان[5] کیا تو مطلقہ نہوگی الا دونون دار مین داخل ہونے سے مطلقہ ہوگی یہ جواہر اخلاطی مین ہی۔ ایک شخص نے اپنی زوجہ صغیرہ کا امر اُسکے اختیار مین بدین شرط دیا کہ جب وہ اُسکے پاس سے ایک سال غائب ہو جاوے تو وہ اپنے نفس کو طلاق دے مگر ایسی طرح کہ شوہر کو کوئی خسارہ لاحق نہو پھر شرط پائی گئی پھر عورت نے اُسکو مہر و نفقہ عدت سے بری کیا اور اپنے اوپر طلاق واقع کی تو طلاق رجعی واقع ہوگی اور مہر و نفقہ ساقط نہوگا یہ وجیز کردری مین ہے ایک شخص نے اپنی جورو کا امر اُسکے ہاتھ مین اس شرط سے کر دیا کہ جب وہ اُسکو بغیر جرم مارے تو وہ اپنے نفس کو طلاق دے سکتی ہی پھر عورت مذکورہ نے اُس سے نفقہ طلب کیا اور بہت اصرار کیا اور اُسکے پیچھے لگ گئی تو یہ جنایت نہین ہی لیکن اگر شوہر کے ساتھ بدزبانی کی یا اُسکے کپڑے پھاڑ ڈالے یا اُسکی ڈاڑھی پکڑی تو یہ جنایت ہے[6] اور اگر شوہر کو کہا کہ اے گدھے یا اے بیوقوف یا خدا تجھے موت دے تو یہ عورت کی طرف سے جنایت ہی۔ اور

---

[1] قال یعنے نشہ کی چیز پیئن نشہ یعنے منشی و مسکر ہے ١٢ منہ [2] یعنے اگر جوا کھیلے تو امر عورت کے ہاتھ ہے ١٢ [3] یعنے کہین چلا جاؤن ١٢

[4] یعنے طلاق ہونا ١٢ [5] یعنے جرم ١٢ [6] جیسے مذکور ہے ١٢ منہ رحمہ اللہ

عورت کا امر اُسکے ہاتھ مین بدین شرط دیا کہ جب وہ عورت کو بغیر جرم مارے تو وہ اپنے آپ کو طلاق دیدے پھر عورت نے غیر محرم کے سامنے مُنھ کھولا تو شیخ امام اُستاد نے فتوے دیا کہ یہ جنایت ہے اور قاضی امام فخر الدین نے کہا کہ یہ جنایت نہین ہے اور فرمایا کہ یہ قول قدوری رحمہ اللہ کے موافق ہے کہ اسکا چہرہ اور دونون ہتھیلیان محل پردہ نہین ہین کذا فے الخلاصہ اور صحیح یہ ہے کہ اگر اُسنے ایسے شخص کے سامنے مُنھ کھولدیا ہے کہ اس عورت سے متہم ہوا یا ہو تو یہ جنایت ہے یہ ظہیریہ مین ہے۔ اور اگر عورت نے اپنی آواز کسی اجنبی کو سُنائی تو یہ جرم ہے اور سُنانے کی یہ صورت ہے کہ کسی اجنبی سے باتین کین یا عمدًا اسطرح باتین کین تاکہ اجنبی آدمی سُنے یا اپنے شوہر سے اسطرح جھگڑے کے طور پر باتین کین کہ اُسکی آواز کسی اجنبی نے سُنی یہ خلاصہ مین ہے اور اگر کسی اجنبی کو گالی دی تو یہ جنایت ہے یہ بحر الرائق مین ہے۔ ایک شخص نے اپنی عورت کا امر اُسکے ہاتھ مین اس شرط سے دیا کہ اُسکو بغیر جرم[1] مارے۔ پھر عورت نے کوئی شرعی جنایت کی جس سے مستحق سزائے ضرب ہوئی پس مرد نے اُسکو نہین مارا پھر چند روز بعد اُسنے غیر شرعی جنایت کی پس مرد نے اُسکو مارا اور عورت نے بحکم امر بالید کے اپنے تئین طلاق دیدی پس شوہر نے کہا کہ مین نے تجھے پہلے جنایت پر مارا ہے پس تو اپنے آپ کو طلاق نہین دے سکتی ہے اور عورت نے کہا کہ نہین بلکہ تو نے دوسری جنایت پر مجھے مارا ہے اور مجھے اپنے تئین طلاق دینے کا اختیار حاصل ہوگیا تو قول شوہر کا قبول ہوگا یہ فصول عمادیہ مین ہے اگر عورت کا امر اُسکے ہاتھ مین بدین شرط دیا کہ جب اُسکو بغیر جرم مارے تو وہ اپنے نفس کو طلاق دے پس شوہر نے اسپر لعنت کی پھر عورت نے اسپر لعنت کی پس شوہر نے اسکو مارا تو اسمین اختلاف ہے بعض نے فرمایا کہ یہ جنایت نہین ہے اور عامہ مشائخ نے فرمایا کہ جنایت ہے اور یہی صحیح ہے اور اسیطرح اگر شوہر نے اپنی جورو کی ماں پر قذف کیا یعنے تہمت[2] زنا لگائی پھر عورت نے بھی شوہر کی ماں کو ایسا ہی کہا تو بھی یہی حکم ہے یہ ظہیریہ مین ہے۔ اور اگر عورت کا امر اُسکے ہاتھ مین بدین شرط دیا کہ اُسکو بغیر جنایت شرعی مارے۔ پھر عورت نے جھگڑے مین اپنے شوہر کو کہا کہ اے مزدور کے بچے یا اے اعرابی کے بچے پس شوہر نے اُسکو مارا حالانکہ شوہر ویسا ہی ہے جیسا عورت نے کہا ہے تو عورت کو اختیار ہے کہ اپنے نفس کو طلاق دیدے اور اگر عورت نے کہا کہ اے جولاہہ کے بچے پس اگر شوہر ایسا ہی ہے جیسا عورت نے کہا تو اسکا کچھ اعتبار نہین ہے اور یہ جنایت نہوگی کذا فی البحر الرائق قال المترجم اعتبار عرف کا ہے پس جو امور عرفًا تنابز القاب مین شمار ہین اور ممنوع ہین وہ جرم ہونگے اگرچہ شوہر ایسا ہی ہو جیسا عورت نے کہا ہے۔ اور اگر عورت سے کہا کہ اے پلید پس عورت نے بھی اُسکو یون ہی کہا تو یہ جنایت ہے اور یہ اُسوقت ہے کہ عورت نے اس لفظ کی جو شوہر نے کہا ہے تصریح کردی یعنے کہا کہ تو پلید ہے اور اگر تصریح نہ کی مثلاً یون کہا کہ تو ہی یعنے تو ہی ہے تو اسمین مشائخ کا اختلاف ہے اور اصح یہ کہ یہ بھی جرم ہے اور ایسا ہوا کہ گویا یون کہا کہ تو خود پلید ہے یہ خزانۃ المفتین مین ہے قال اگر کہا کہ تو ہی ہوگا تو عند المترجم یہ کچھ نہین ہے واللہ اعلم۔ اور اگر

[1] بغیر جرم یعنے عورت نے کہا کہ اگر مین تجھے بغیر جرم کے مارون تو تیرا امر طلاق تیرے اختیار مین ہوگا اسیطرح اگر نکاح مین یا عورت کے ولی سے یہ شرط کی تو بھی صحیح ہے ۱۲ [2] خواہ حقیقت مین عمدًا ایسا کیا یا ایسا لفظ کہا جس سے تہمت لازم آتی ہے مثلاً یون کہا کہ او زانیہ کی بچی مثلاً ۱۲ منہ [3] اور پھر شوہر نے مارا ۱۲

اپنی جورو کا امر اُسکے ہاتھ مین بدین شرط دیا کہ جب اُسکو بغیر جنایت مارے تو عورت جب چاہے اپنے آپ کو طلاق دیدے
پھر عورت نے قاضی کے پاس شوہر کی نالش کی اور کہا کہ اس نے مجھے بغیر جرم مارا پس مین نے اپنے نفس کو طلاق
دیدی ہے اور اپنے باقی مہر کی درخواست کی پس قاضی نے شوہر سے دریافت کیا کہ تو نے اسکو کیون مارا پس شوہر نے
کہا کہ مین نے قصد سے نہین مارا پس عورت نے قاضی سے کہا کہ اسنے مارنے کا اقرار کیا اور جو ایقاع طلاق صحیح
ہونے کی شرط تھی اُسکا مقر ہوا پس اُسکو حکم دے کہ مجھے میرا باقی مہر دیدے پھر شوہر اسکے بعد قاضی کے پاس آیا
اور دعوے کیا کہ مین نے اسکو بوجہ ایسے جرم کے جو عورت سے صادر ہوا تھا مارا ہے اور اسپر گواہ قائم کیے پس اسکے دعوی کی
صحت کا فتوے طلب کیا گیا تو سب نے بالاتفاق جواب دیا کہ دعوے فاسد ہے اسواسطے کہ ہر دو قول مین تناقض[ل۱]
ہے یہ ذخیرہ مین ہے۔ ایک شخص نے اپنی جورو کا امر ایک تطلیقہ کے ساتھ اُسکے اختیار مین بدین شرط دیا کہ اُسکو بغیر
جنایت مارے پھر عورت بدون چادر و پردہ چھت پر چڑھی پس اگر وہ دکھلانے کے واسطے چڑھی تھی تو جرم ہے
ورنہ نہین۔ اور اگر عورت کا امر اُسکے ہاتھ مین بدین شرط دیدیا کہ اُسکو بغیر جنایت مارے پھر اُس سے کہا کہ مجھے
خربزہ دے پس عورت نے بطور اہانت اُسکے پاس پھینکدیا پس شوہر نے اُسکو مارا تو یہ جنایت ہوگی اور اگر
پھینکا مگر بطور اہانت کے نہین پھینکا تو یہ جنایت نہوگی۔ اور اگر عورت نے ایسا کام شروع کیا جو معصیت ہے پس شوہر
نے اُس سے کہا کہ اسکو مت کر کہ یہ معصیت ہے پس عورت نے جواب دیا کہ میرا جی اس سے خوش ہوتا ہے پس شوہر
نے اُس کو مارا تو ایسا کہنا عورت کی طرف سے جنایت ہوگا اور اگر عورت نے ایسا فعل شروع کیا ہو جو معصیت
نہین ہے تو ایسی صورت واقع ہونے سے عورت کا جواب جنایت نہوگا یہ جواہر اخلاطی مین ہے۔ اور اگر اپنی جورو
کا امر اُسکے ہاتھ مین بدین شرط دیا کہ اُسکو مارے پھر اپنے سوائے دوسرے کو حکم کیا کہ جس نے عورت کو مارا
پس آیا عورت کا امر اُسکے ہاتھ مین ہو جائیگا یا نہین تو یہ مسئلہ حلف ہے کہ اس امر پر قسم کھائی کہ اپنی جورو کو نہ ماریگا
پس دوسرے کو حکم دیا کہ جس نے عورت کو مارا پس اس مسئلہ مین مشائخ کا اختلاف ہے چنانچہ بعضون نے فرمایا
کہ حانث ہو جائیگا جیسے کہ اگر یہ قسم کھائی کہ اپنے غلام کو نہ ماریگا پس غیر کو حکم دیا کہ اُسکو مارے اور اُسنے مارا تو
حانث ہوتا ہے اور بعض نے فرمایا کہ حانث نہوگا اور اگر عورت کو کوئی دُکھ پہونچایا یا اُسکے چٹکی لی یا اُسکے بال کھینچے
یا اُسکو کاٹ کھایا یا گلا گھونٹ دیا کہ جس سے اُسکو درد و رنج پہونچا تو عورت کا کام اُسکے اختیار مین ہو جائیگا اور
یہ سب اُسوقت ہے کہ دلگی مین ایسا نہ کیا ہو اور اگر دلگی کی حالت مین بطور دلگی ایسا کیا تو عورت کا امر اُسکے اختیار
مین نہوگا اگرچہ عورت کو درد و رنج پہونچا ہو اور اسیطرح اگر دلگی مین شوہر کا سر عورت کی ناک مین لگا جس سے
ناک سے خون نکلا تو بھی مرد حانث نہ ہوگا اور یہی صحیح ہے یہ فصول استروشنی مین ہے اور اگر عورت نے شوہر کے
گھر کی کوئی چیز بلا اجازت دیدی حالانکہ ایسی چیز دیدینے مین کچھ پروا نہ کرنے کی عادت نہین جاری ہے

[ل۱] یعنے پہلے کہا تھا کہ مین نے بقصد نہین مارا اور اب کہتا ہے کہ مین نے جنایت کیوجہ سے مارا ہے وقال المترجم اگر شوہر مدعی ہو کہ مین نے بقصد نہین مارا اسکے یہ
معنے ہین کہ بے قصد با وجود جنایت کے مارا ہے اور اب یہ دعوی ہے کہ اگرچہ مارا اور بے قصد مارا تاہم جنایت پر مارا ہے پس پہ تناقض غیر ظاہر ہے واللہ تعالے اعلم ۱۲م ۵ پس شوہر نے اُسکو مارا ۱۲

تو یہ عورت کی جنایت ہی اسیطرح شوہر کو بد دعا کرنا بھی جنایت ہی اور یہی طرح اگر عورت نے کہا کہ عورتون کے شوہر تو مرد ہوتے ہین مگر میرا شوہر ایسا نہین ہی تو یہ فعل بھی جنایت ہی اور اگر شوہر نے عورت کو روکھی روٹی کھانے کو بلایا پس عورت غصہ مین آگئی تو یہ عورت کی جنایت نہین ہی یہ بحر الرائق مین ہی۔ اگر عورت کا امر عورت کے اختیار مین بدین شرط دیا کہ اُسکو بغیر جنایت مارے پھر عورت سے کہا کہ مین نے تجھے اجازت دی کہ تو ہر دس روز مین ایک بار اپنے والدین کے یہان جایا کر پھر دس روز یا زیادہ گذرے کہ وہ اُنکے یہان نہین گئی پس اُسکا باپ اُسکو دیکھنے آیا پھر وہ عورت اپنے شوہر سے بدون اجازت لیے والدین کے یہان گئی پس شوہر نے اُسکو مارا تو عورت کا امر اُسکے اختیار مین ہوجائیگا۔ اگر عورت کی مان اُسکو دیکھنے اُسکے شوہر کے یہان آئی پس شوہر نے کہا کہ تیری مان کتنیا آئی ہی پس عورت نے کہا کہ کتنیا تیری مان اور بہن ہی پس شوہر نے اُسکو مارا تو عورت کا کام اُسکے اختیار مین نہوگا یہ وجیز کردری مین ہی۔ اور اگر شوہر کے یہان مہمان آیا پس شوہر نے عورت کو حکم دیا کہ مہمان کے سونے کے واسطے نہالی بچھا دے پس عورت نے ایسا نہ کیا پس مرد نے اُسکو مارا تو عورت کا کام اُسکے اختیار مین ہوجائیگا اور اگر عورت کو کپڑے نہ دھونے یا کھانا نہ پکانے پر مارا تو[1] یہ بلا جرم مارنا ہی یہ خزانۃ المفتین مین ہی۔ اور اگر عورت کا امر اُسکے ہاتھ مین اس شرط پر دیا کہ ہر گاہ اُسکو گالی دے تو وہ اپنے نفس کو طلاق دینے کی مختار ہوگی پھر عورت سے کہا کہ لا تمزقی حرک یعنے تو اپنی حر[2] کو مت پھاڑ یا گوہ مت کھا یا کھا یا دیوار[3] سے اپنا سر مار تو اس سے عورت کا امر اُسکے اختیار مین نہ ہوجائیگا یہ خلاصہ مین ہی۔ عورت کا امر اُسکے اختیار مین اس شرط پر دیا کہ جب اُسکو مارے تو وہ اپنے نفس کو ایسے طور سے طلاق دے کہ دونون مین ازدواج کی خصومت نہو پھر عورت نے شرط پائی جانے کے بعد اپنے نفس کو طلاق دی تو مہر واجب ہوگا اور اگر کہا کہ بغیر خسران[4] طلاق دے تو مہر واجب نہوگا یہ وجیز کردری مین ہی۔ ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا کہ تیرا امر تیرے ہاتھ ہی ہر بار جب تو چاہے تو عورت کو اختیار ہوگا کہ اپنے نفس کو اختیار کرے ہر بار جب چاہے خواہ اس مجلس مین یا دوسری مجلس مین یہان تک کہ وہ تین طلاق سے بائنہ ہوجاوے لیکن عورت مذکورہ اس مجلس مین اپنے آپ کو ایک سے زیادہ طلاق نہین دے سکتی ہی پس اگر عورت نے ایک طلاق چاہی تو ایک ہی واقع ہوگی اور اگر دوسری طلاق چاہی اور وہ عدت مین ہی تو دوسری بھی واقع ہوگی اور اسیطرح اگر تیسری طلاق چاہی اور وہ عدت مین ہی تو تیسری واقع ہوگی۔ و لیکن اگر عورت مذکورہ نے تین طلاق چاہنے کے بعد کسی دوسرے شوہر سے نکاح کیا پھر اُسکی طلاق کے بعد شوہر اول کے نکاح مین آئی اور پھر اُسنے کوئی طلاق چاہی تو اُسکے چاہنے سے ہمارے نزدیک کچھ بھی واقع نہوگی اور قسم سابق تین طلاق چاہنے سے

---

[1] قولہ بلا جرم الخ اس سے ظاہر ہوا کہ کھانا پکانا وغیرہ اُسپر بظاہر واجب نہین ہے ولیکن تصریح ہی کہ دیانۃً اُسپر واجب ہے جبتک معتاد سے زائد نہو تو دیانۃً طلاق نہ ہونی چاہیے فتامل ۱۲ منہ [2] حر بالکسر فرج زن و بالفتح گرمی و بالضم آزاد و بہتر ہر چیز و غیرہ ذلک من المعانی اگر حر سے مراد فرج عورت ہے تو یہان کے محاورہ کے موافق عورت کا امر اُسکے اختیار مین ہونا چاہیے ۱۲ م [3] بغیر خسران یعنے بے خسارہ یعنے کہا کہ وہ طلاق بے خسارہ دے سکتی ہی تو مہر نہوگا ۱۲ [4] عورت خود مختار ہوگئی ۱۲ [5] یعنے گوہ کھا ۱۲

باطل ہوچکی۔ اور اگر عورت مذکورہ نے ایک ہی طلاق چاہی اور وہ پڑ گئی پھر عدت گذر گئی پھر دوسرے شوہر سے نکاح کرنے کے بعد پہلے شوہر کے نکاح مین آئی تو امام اعظمؒ اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک پوری تین طلاق کے ساتھ واپس آئیگی۔ اور اگر عورت نے تین طلاقون کو تین مرتبہ کر کے چاہا تو ایک بعد دوسری کے اُسپر تین طلاق واقع ہونگی یہ فصول استروشنی مین ہے۔ اور اگر عورت مذکورہ نے فقط ایک مرتبہ چاہا پس اسپر ایک طلاق واقع ہوئی اور عدت گذر گئی پھر بدون دوسرے شوہر سے نکاح کرنے کے اُسی شوہر سے نکاح کیا تو عورت مذکورہ کو تین طلاق مین سے باقی کی بابت بھی چاہنے کا اختیار رہیگا یہ فتاوےٰ قاضیخان مین ہے۔ اور اگر عورت سے کہا کہ تیرا امر تیرے اختیار مین ہے اذا شئت او متی شئت یعنے جسوقت تو چاہے یا ہر وقت کہ تو چاہے تو اُسکو اختیار ہے کہ اپنے نفس کو ایک بار اختیار کرے چاہے اس مجلس مین یا دوسری مجلس مین جسوقت اُسکا جی چاہے۔ اور اگر اُسنے اپنے شوہر کو اختیار کیا تو امر مذکور اُسکے ہاتھ سے باہر ہو جائیگا اور اسیطرح اگر کہا کہ اذا ما[3] شئت او متے ما شئت تو بھی یہی حکم ہے یہ فصول استروشنی مین ہے۔ اور اگر عورت مذکورہ نے امر بالید کو رد کر دیا تو رد نہ ہوگا اور اگر مجلس سے کھڑی ہوگئی یا کسی کام مین مشغول ہوگئی یا کوئی اور بات شروع کر دی تو بھی عورت کو اختیار رہیگا کہ چاہے اپنے نفس کو طلاق دیدے مگر وہ اپنے نفس کو ایک ہی طلاق دےسکتی ہے یہ بدائع مین ہے۔ اور اگر عورت سے کہا کہ امرک بیدک کیف شئت تیرا امر تیرے ہاتھ ہے ہر کیف کہ تو چاہے تو اسکا چاہنا مجلس ہی تک مقصور ہوگا اسیطرح اگر کہا کہ ان[4] شئت او ما[5] شئت او کم[6] شئت او این[7] شئت او اینما شئت تو بھی یہی حکم ہے۔ اور اسیطرح اگر اپنی عورت سے کہا کہ امرک بیدک حیث[1] شئت تو بھی مجلس ہی تک اختیار مقصور رہیگا یہ فصول عمادیہ مین ہے۔ اور اگر عورت سے کہا کہ تو اختیار کر جب چاہے یا کہا کہ تیرا امر تیرے ہاتھ ہے تو جب چاہے پھر اُسکو ایک طلاق بائنہ دیدی پھر اُس سے نکاح کیا پھر عورت نے اپنے نفس کو اختیار کیا تو امام اعظمؒ کے نزدیک دوبارہ طلاق پڑ جاویگی اور امام ابو یوسفؒ نے فرمایا کہ دوبارہ مطلقہ نہوگی اور شمس الائمہ سرخسی نے فرمایا کہ امام ابو یوسفؒ کا قول ضعیف ہے یہ خلاصہ مین ہے۔ ایک شخص نے اپنی جورو سے کہا کہ فلانہ[2] کا امر تیرے ہاتھ ہے تاکہ تو اُسکو طلاق دے جبکہ تو چاہے تو یہ مشورہ ہے پس مخاطبہ کو اُسی مجلس تک اختیار رہیگا یہ منتقی مین مذکور ہے یہ محیط مین ہے۔ اور اگر عورت کا امر اُسکے ہاتھ دیدیا پھر اُسکو طلاق بائن دیدی تو ظاہر الروایہ کے موافق امر بالید عورت کے ہاتھ سے نکل جائیگا اور اگر عورت کو ایک طلاق رجعی دیدی تو امر مذکور اپنے حال پر رہیگا اور مشائخ نے فرمایا کہ یہ حکم اُسوقت ہے کہ امر بالید منجز ہو یعنے بالفعل اختیار دیا ہو کسی شرط پر معلق نہو اور اگر معلق ہو مثلاً کہا کہ اگر مین تجھے مارون[8] یا اُسکے مثل کسی امر پر معلق کیا کہ اگر ایسا واقع ہو تو تیرا امر تیرے ہاتھ ہے پھر عورت کو خلع دیدیا یا طلاق بائن دیدی تو امر بالید باطل نہوگا چنانچہ پھر اگر اُس عورت سے نکاح کیا پھر

---

[1] حیث واسطے زمانہ اور واسطے مکان کے اور علت کے بولا جاتا ہے اور ظاہرا ظرف مراد ہے ۱۲ [2] فلانہ یعنے میری دوسری جورو فلانہ کا امر طلاق تیرے اختیار مین ہے وہ تیری سوت ہے تو صرف اسی مجلس تک وہ مختار ہوگی ۱۲ [3] یعنے لفظ ما بعد اذا و متے کے زیادہ کہا ۱۲ [4] اگر تو چاہے ۱۲ [5] یا جو تو چاہے ۱۲ [6] جسقدر تو چاہے ۱۲ [7] جہان تو چاہے ۱۲ [8] یعنے اگر مارون تو تیرا امر تیرے اختیار ہے ۱۲

اُسکو مارا تو عورت کا امر اُسکے ہاتھ مین ہوگا خواہ عورت مذکورہ سے بعد انقضائے عدت نکاح کیا ہو یا عدت ہی
مین نکاح کر لیا ہو یہ ذخیرہ مین ہے۔ اور عتابیہ مین لکھا ہے کہ اگر عورت سے کہا کہ تیرا امر تیرے ہاتھ ہے ما دامیکہ تو میری
جورو ہے تو یہ اُسی نکاح تک کے واسطے ہوگا اور بعد بائنہ ہوجانے کے امر مذکور باطل[1] ہوجائیگا اور اگر طلاق رجعی
دیدی تو باطل نہوگا اور اگر عورت کا امر اُسکے ہاتھ مین مطلقاً دیدیا اور یہ نہ کہا کہ ما دامیکہ تو میری جورو ہے پھر
اُسکو بائنہ کر دیا پھر اُس سے نکاح کیا تو اسمین دو روایتین ہین اور اظہر روایت یہ ہے کہ امر مذکور باطل نہ ہوگا بلکہ
بحالہ رہیگا اور اسی پر فتوےٰ ہے یہ تاتارخانیہ مین ہے۔ ایک شخص سے اور اُسکی جورو سے جھگڑا ہوا پس جورو
نے کہا کہ اللہ پاک میرے تو مجھے اس سے نجات دے پس شوہر نے کہا کہ اگر تو مجھ سے نجات چاہتی ہے
تو تیرا امر تیرے ہاتھ ہے اور طلاق کی نیت[2] کی مگر تین طلاق کی نیت نہین کی پس عورت نے کہا کہ مین نے اپنے
آپ کو تین طلاق دین پس شوہر نے کہا کہ تو نے نجات پائی تو امام اعظمؒ کے قول مین عورت پر کچھ واقع نہوگی
یہ تجنیس و مزید مین ہے۔ ایک عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ تو چاہتا ہے کہ مین اپنے آپ کو طلاق دیدون اُسنے
کہا کہ ہان پس عورت نے کہا کہ مین نے اپنے آپ کو طلاق دی پس اگر شوہر نے عورت کو تفویض طلاق کی
نیت کی تھی تو عورت پر ایک طلاق واقع ہوگی اور اگر شوہر کی یہ نیت تھی کہ اگر تو طلاق دے سکتی ہو تو اپنے
آپ کو طلاق دے تو عورت پر طلاق واقع نہ ہوگی۔ ایک شخص نے دوسرے سے کہا کہ تو چاہتا ہے کہ مین تیری
عورت کو تین طلاق دیدون پس اُسنے کہا کہ ہان پس اُسنے کہا کہ مین نے تیری جورو کو تین طلاق دیدین تو
مشائخ نے کہا ہے کہ اُسکی جورو پر تین طلاق واقع ہونگی اور صحیح یہ ہے کہ یہ اور پہلی صورت دونون یکسان ہین
کہ طلاق جب ہی واقع ہونگی کہ جب شوہر نے اس اجنبی کو تفویض طلاق کی نیت کی ہو یہ فتاوےٰ قاضیخان مین
ہے زید نے عمرو سے کہا کہ تو اپنی دختر کا نکاح میرے ساتھ کر دے بدین شرط کہ میری جورو کا اختیار تیرے
ہاتھ ہے چاہے تو اُسکو طلاق دیدے اور چاہے اُسکو طلاق نہ دے پس عمرو نے زید کے ساتھ اپنی دختر کا
نکاح کر دیا پھر زید کی جورو کو طلاق دیدی تو فرمایا کہ اگر عمرو نے اسی مجلس مین اُسکی جورو کو طلاق دی ہے
تو واقع ہوجائیگی اور اگر کھڑے ہوجانے کے بعد طلاق دی ہے تو طلاق واقع نہوگی یہ حاوی مین ہے۔ اور
اگر عورت سے کہا کہ تیرا امر تین تطلیقات کے ساتھ تیرے ہاتھ مین بدین شرط ہے کہ تو مجھے اپنے مہر سے بری کر دے
پس عورت نے کہا کہ تو مجھے وکیل کر دے تاکہ مین اپنے نفس کو طلاق دون پس شوہر نے کہا کہ تو میری وکیل ہے
تاکہ تو اپنے نفس کو طلاق دے پس اگر عورت نے پہلے شوہر کو مہر سے بری کر کے پھر اُسی مجلس مین طلاق دی
تو واقع ہوگی اور اگر پہلے بری نہین کیا تو واقع نہ ہوگی۔ ایک عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ مین نے اپنا مہر
تجھے چھوڑ دیا بدین شرط کہ تو میرا امر میرے ہاتھ مین دیدے پس شوہر نے ایسا ہی کیا تو جبتک عورت اپنے
آپ کو طلاق نہ دیدے تب تک عورت کا مہر قائم رہیگا یہ محیط سرخسی مین ہے۔ اور اگر کوئی شخص باکراہ مجبور

[1] باطل اسکے معنے کہ اگر پھر نکاح کرے تو عورت کو اختیار نہوگا ۱۲ [2] یعنے اس لفظ سے عورت کو اختیار طلاق دیا ۱۲

کیا گیا کہ اپنی جورو کا امر اُسکے ہاتھ مین دیدے پس اُسنے ایسا ہی کیا تو صحیح ہی اور شیخ ابو نصر رہ سے روایت ہے
کہ اگر وہ باکراہ مجبور کیا گیا کہ کاغذ پر لکھے کہ اُسکی جورو طالقہ ہی یا اُسکی جورو کا امر اُسکے ہاتھ ہی تو صحیح نہین ہی
اِلّا اُس صورت مین کہ اُسکی نیت بھی ہو یہ عتابیہ مین ہی۔ ایک غلام نے اپنے موسلے سے کہا کہ میرے ساتھ اپنی
اس باندی کا نکاح بدین شرط کردے کہ اس باندی کا امر تیرے ہاتھ ہی پس اُسنے باندی مذکورہ کا نکاح اُسکے
ساتھ کردیا تو اسکا امر موسلے کے ہاتھ مین نہوگا اور اگر موسلے نے ابتدا کی اور کہا کہ مین نے یہ باندی تیرے
نکاح مین بدین شرط دی کہ اسکا امر میرے ہاتھ ہی پس غلام نے یہ نکاح قبول کیا تو باندی کا امر موسلے کے ہاتھ
ہوجائیگا یہ محیط سرخسی مین ہی۔ تیسری فصل مشیت کے بیان مین جب عورت سے کہا کہ تو اپنے نفس کو طلاق
دے خواہ اُس سے کہا کہ اگر تو چاہے یا یہ نہ کہا تو عورت کو اختیار رہیگا کہ اگر چاہے تو خاصۃً اسی مجلس مین اپنے آپ کو
طلاق دیدے اور شوہر کو یہ اختیار نہ رہیگا کہ اُسکو معزول کردے اور اگر کسی شخص سے کہا کہ میری جورو کو طلاق دیدے
اور اُسکے ساتھ مشیت کو ملا دیا یعنے یون کہا کہ میری جورو کو طلاق دے اگر تو چاہے تو اسکا بھی یہی حکم ہے کہ
فقط اسی مجلس تک رہیگا۔ اور اگر اُسکے چاہنے کو نہ ملایا یعنے فقط یون ہی کہا کہ تو میری جورو کو طلاق دیدے تو
یہ توکیل ہے اور اسی مجلس تک مقصور نہ ہوگی اور وکیل کے معزول کرنے کا بھی مختار رہیگا یہ جوہرۃ النیرہ مین ہی۔
اور اگر عورت سے کہا کہ تو اپنے نفس کو طلاق دے تو شوہر کو اس سے رجوع کرنے کا اختیار نہین ہی اور اگر اُس سے
کہا کہ تو اپنی سوت کو طلاق دے تو یہ اسی مجلس تک مقصور نہین ہی اسواسطے کہ یہ توکیل ہی یہ کافی مین ہی۔ اور اگر اپنی
جورو سے کہا کہ تو اپنے نفس کو طلاق دیدے اور تین طلاق کی نیت کی پس اُسنے اپنے نفس کو تین طلاق متفرقہ یا اکٹھا
دیدین یا کہا کہ مین نے اپنے نفس کو طلاق دی تو تین طلاق واقع ہونگی اور اگر عورت نے ایک یا دو طلاق دین تو واقع
ہونگی اور اگر ایک طلاق دیکر خاموش رہی پھر دو طلاق دین تو ایک ہی واقع ہوگی یہ تمرتاشی مین ہی اور اگر شوہر نے
دو طلاق کی نیت کی ہو تو ایک ہی واقع ہوگی اِلّا اس صورت مین کہ عورت باندی ہو یعنے تو دونون واقع ہونگی یہ
سراج الوہاج مین ہی اور اگر شوہر نے ایک کی نیت کی ہو تو عورت کے تین طلاق واقع کرنے سے امام اعظم رح کے
نزدیک کچھ واقع نہ ہوگی اور صاحبین رح کے نزدیک ایک واقع ہوگی۔ اور اگر عورت نے ایک طلاق دی حالانکہ
شوہر کی کچھ نیت تعداد نہین ہی یا ایک کی نیت ہی تو یہ ایک طلاق رجعی ہوگی اور اسیطرح اگر عورت نے اپنے تئین
یون کہا کہ مین نے اپنے نفس کو بائن کردیا یا مین حرام ہون یا بائن ہون یا بتہ ہون یا حریہ ہون تو بھی ایک ہی طلاق
رجعی واقع ہوگی۔ یہ تمرتاشی مین ہی۔ اور اگر درصورت مذکورہ عورت نے یون کہا کہ مین نے اپنے نفس کو اختیار کیا
تو طلاق نہ پڑیگی اور جو امر کہ عورت کو تفویض ہوا تھا اُسکے ہاتھ سے باہر ہوجائیگا یہ فتح القدیر مین ہی۔ اور اگر عورت سے

سلہ اُسکے یعنے مجبور کرنے والے کے یا مجبور کرنے والے نے جس شخص کو کہا ہو مثلاً زید نے عمرو کو مجبور کیا کہ اپنی جورو کا امر زید کے اختیار
مین یا خالد کے اختیار مین یا عمرو کی دوسری زوجہ کے اختیار مین سپرد کرے ۱۲ سلہ یعنے صرف طلاق کی نیت ہی بلکہ نیت کے اس معنے کرکچھ
حاجت نہین ہے کیونکہ لفظ صریح ہے فافہم ۱۲ منہ سلہ اور اگر مجلس گذر گئی تو عورت خود معزول ہوجائیگی اور شوہر کو یہ آہ ۱۲ سلہ یعنے
چاہے وکیل کو معزول کرے ۱۲ سلہ اور اُس سے رجوع بھی کرسکتا ہی چاہے معزول کرے ۱۲

کہاکہ تو اپنے نفس کو تین طلاق دے پس عورت نے ایک طلاق دی تو ایک ہی ہوگی اور اگر عورت سے کہاکہ اپنے آپ کو ایک طلاق دے پس اُسنے تین طلاق دیدین تو امام اعظمؒ کے نزدیک طلاق واقع نہوگی اور صاحبینؒ کے نزدیک واقع ہوگی یہ ہدایہ مین ہی۔ اور اگر عورت سے کہاکہ تو اپنے نفس کو ایک طلاق دے پس اُسنے کہاکہ مین نے اپنے نفس کو ایک ایک ایک[۱] طلاق دی تو ایک طلاق واقع ہوگی اور زیادت لغو ہوگی۔ اور اگر عورت سے کہاکہ تو اپنے نفس کو بتطلیقہ رجعیہ طلاق دے پس اُسنے بائنہ طلاق دی یا کہاکہ بائنہ طلاق دے اور اُسنے رجعیہ طلاق دی تو ویسی ہی طلاق واقع ہوگی جسکا شوہر نے حکم کیا ہی نہ وہ جو عورت نے ثابت کی ہی یہ بدائع مین ہی۔ اور اگر اُسنے اپنی دو عورتون سے کہاکہ تم دونون اپنے نفسون کو تین طلاق دو حالانکہ دونون اُسکی مدخولہ ہین پس ہر ایک نے اپنے نفس کو اور اپنی سوت کو آگے پیچھے طلاق دیدین تو ہر ایک دونون مین سے بتطلیق اول تین طلاقون سے مطلقہ ہوگی اور یہ نہوگا کہ دوسری کی تطلیق سے مطلقہ ہو اسواسطے اول کی تطلیق کے بعد دوسری کا اپنے نفس کو اور اپنی سوت کو طلاق دینا باطل ہی[۲] اور اگر پہلی نے ابتدا کر کے اپنی سوت کو تین طلاقین دیدین پھر اپنے نفس کو طلاق دی تو اُسکی سوت مطلقہ ہوگی خود نہوگی اسواسطے کہ وہ اپنے نفس کے حق مین مالکہ ہی اور تملیک مقصور بر مجلس ہے پس جب اُسنے اپنی سوت کو طلاق دینا شروع کیا تو جو اختیار اُسکو اُسکے نفس کے واسطے دیا گیا تھا وہ اُسکے ہاتھ سے نکل گیا اور اپنے نفس کو پہلے طلاق دینی شروع کرنے کے بعد دوسری کے طلاق دینے کا اختیار اُسکے ہاتھ سے خارج نہین ہو سکتا ہی اسواسطے کہ وہ دوسری کے حق مین وکیلہ ہی اور وکالت مقصور بر مجلس نہین ہوتی ہی یہ ظہیریہ مین ہی اور منتقی مین امام اعظمؒ سے روایت ہی کہ ایک شخص نے اپنی دو عورتون سے کہاکہ تم دونون اپنے نفسون کو طلاق دو پھر اسکے بعد کہاکہ تم دونون اپنے نفسون کو طلاق نہ دو تو ان دونون مین سے ہر ایک کو اپنے نفس کے طلاق دیدینے کا اختیار باقی ہے جبتک کہ دونون اُسی مجلس مین ثابت ہین مگر کسی کو یہ اختیار نہ رہیگا کہ بعد ممانعت کے اپنی سوت کو طلاق دے یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اور اگر اپنی دو عورتون سے کہاکہ تم دونون اپنے نفسون کو تین طلاق دو اگر تم دونون چاہو پس ان دونون مین سے فقط ایک نے اپنے نفس کو اور اپنی سوت کو اُسی مجلس مین تین طلاق دین تو دونون مین سے کوئی مطلقہ نہوگی پھر اگر قبل اس مجلس سے قیام کرنیکے دوسری نے بھی اپنے نفس کو اور اپنی سوت کو تین طلاق دیدین تو دونون تین تین طلاق سے مطلقہ ہوجائینگی اور دونون مین سے ایک کی تطلیق سے طلاق واقع نہوگی۔ اور اگر دونون مجلس سے اُٹھ کھڑی ہوئین پھر دونون مین سے ہر ایک نے اپنے نفس کو اور اپنی سوت کو تین طلاق دین تو دونون مین سے کوئی مطلقہ نہوگی یہ محیط مین ہی اور اگر عورت سے کہاکہ اپنے نفس کو تین طلاق دے اگر تو چاہے پس اُسنے اپنے نفس کو ایک یا دو طلاق دین تو بالاجماع کچھ واقع نہوگی یہ بدائع مین ہی۔ اور اگر اس مسئلہ مین عورت نے یون کہاکہ مین نے چاہی ایک اور ایک اور ایک پس اگر اُسنے ایک دوسرے سے متصل اسطرح کہا تو تین طلاق پڑجاوینگی خواہ مدخولہ ہو یا غیر مدخولہ ہو یہ تبیین مین ہی۔ اور اگر عورت سے

[۱] قلت یہ سبب ہے کہ لفظ طلاق مکرر نہ کہا یعنے ایک طلاق دی ایک طلاق دی ایک طلاق دی فافہم ۱۲ منہ [۲] یعنے اُسکا طلاق دینا باطل و بیکار ہوگا ۱۲

کہاکہ تو اپنے نفس کو ایک طلاق دے اگر تو چاہے پس اُسنے تین طلاق دیدین تو امام اعظمؒ کے نزدیک کچھ واقع نہ ہوگی اور صاحبینؒ کے نزدیک ایک طلاق واقع ہوگی یہ کافی مین ہے۔ اور اگر عورت سے کہاکہ تو اپنے نفس کو طلاق دے جب چاہے تو عورت کو اختیار ہوگا کہ جب چاہے اپنے نفس کو طلاق دیدے خواہ اس مجلس مین یا اُسکے بعد مگر اسکی مشیت ایک ہی بار ہوگی اسیطرح اگر متے ماشئت یا اذا ماشئت کہا تو مثل متے ماشئت یعنے جب چاہے کے ہے اور اگر کہاکہ کلما شئت یعنے ہر بار جب چاہے تو عورت کو برابر یہ اختیار رہیگا جتنی بار چاہے جب چاہے یہانتک کہ تین طلاق[۱] پوری ہوجاوین یہ سراج الوہاج مین ہے۔ اور اگر عورت سے کہاکہ طلقی نفسک کیف شئت یعنے تو اپنے نفس کو طلاق دے جس کیفیت سے تیرا جی چاہے تو عورت کو اختیار ہوگا کہ جس کیفیت سے چاہے بائنہ یا رجعیہ ایک یا دو یا تین اپنے تئین دیدے مگر مشیت مذکورہ مقصور[۲] بر مجلس ہوگی یہ تہذیب مین ہے۔ اور اگر عورت سے کہا کہ تو اپنے نفس کو طلاق دے اگر تو چاہے اور فلانہ جورو دوسری کو طلاق دے اگر تو چاہے پس اُسنے کہاکہ فلانہ طالقہ ہے اور مین طالقہ ہون یا کہاکہ مین طالقہ ہون اور فلانہ طالقہ ہے تو دونون پر طلاق واقع ہوجاویگی یہ فتاوے قاضیخان مین ہے۔ اور اگر عورت سے کہاکہ اپنے نفس کو طلاق دے تین طلاق اگر تو چاہے پس اُسنے کہاکہ مین طالقہ ہون تو کچھ واقع نہ ہوگی الا آنکہ کہے تین طلاق سے طالقہ ہون تو واقع ہونگی یہ تاتارخانیہ مین ہے۔ اور اگر عورت سے کہاکہ اپنے نفس کو طلاق دے اگر تو چاہے پس اُسنے کہاکہ قد شئت یعنے مین نے ضرور چاہا ہے کہ مین اپنے نفس کو طلاق دون تو یہ باطل ہے۔ ایک شخص نے اپنی جورو سے کہاکہ اپنے نفس کو طلاق دے جب تو چاہے پھر یہ شخص بجنون مطبق مجنون ہوگیا پھر عورت نے اپنے نفس کو طلاق[۳] دی تو امام محمدؒ نے فرمایا کہ جس بات سے شوہر رجوع کر سکتا ہے وہ اسکے ایسے مجنون ہوجانے سے باطل ہوجائیگی اور ایسی جس بات سے رجوع نہین کر سکتا ہے وہ اُسکے مجنون ہونے سے باطل نہوگی یہ فتاوے قاضیخان مین ہے۔ منتقی مین امام محمدؒ سے روایت ہے کہ اگر عورت سے کہاکہ اپنے نفس کو ایک طلاق بائنہ دیدے جب چاہے پھر اس سے کہاکہ اپنے نفس کو ایک ایسی طلاق دے کہ مین رجعت کر سکون جب تیرا جی چاہے پس عورت نے بعد چند روز کے کہاکہ مین طالقہ ہون تو یہ ایک ایسی طلاق ہوگی جسمین شوہر رجوع کر سکتا ہے اور عورت کا یہ قول شوہر کے دوسرے کلام کا جواب ہوگا یہ محیط مین ہے اور اگر کسی نے اپنی جورو سے کہاکہ طلقی نفسک عشرا ان شئت یعنے اپنے نفس کو طلاق دے دس اگر تو چاہے پس اُسنے کہاکہ مین نے اپنے نفس کو تین طلاق دیدین تو کچھ واقع نہوگی یہ فتاوے قاضیخان مین ہے قلت ینبغی ان یکون ہذا علے قول الاعظم رحمۃ اللہ علیہ واللہ اعلم۔ اور اگر عورت سے کہاکہ اپنے نفس کو طلاق دے اگر تو چاہے پس عورت نے کہاکہ مین نے چاہا تو کچھ واقع نہ ہوگی یہ بدائع مین ہے۔ اور زیادات مین لکھاہے کہ اگر اپنی جورو سے کہاکہ جب کل کا روز آوے تو اپنے نفس کو بعوض ہزار درم کے طلاق دے پھر شوہر نے کل کا روز

---

[۱] یعنے بعد تین طلاق پوری ہونے کے پھر مشیت بیکار رہی اور ہمارے نزدیک ختم ہوجاویگی ۱۲ منہ [۲] یعنے اسی مجلس مین جو چاہے کرے ۱۲ منہ

[۳] یعنے اُسی مجلس مین ۱۲ [۴] تو واقع ہوگی اسواسطے کہ ۱۲

آنے سے پہلے رجوع کر لیا تو رجوع کرنا کچھ کارآمد نہوگا اور اگر عورت نے کہا ہو کہ جب کل کا روز آوے تو مجھے بعوض ہزار درم کے طلاق دیدے پھر اُسنے کل کا روز آنے سے پہلے اُس سے رجوع کر لیا تو عورت کا رجوع کرنا کارآمد ہوگا یہ تاتارخانیہ مین ہے۔ اور اگر عورت سے کہا کہ تو طالقہ ہے اگر تو چاہے پس اُسنے کہا کہ مین نے چاہا تو واقع ہوگی اور مشیت مختص بمجلس ہوگی یہ تہذیب مین ہے۔ اور اگر عورت سے کہا کہ انت طالق ان اردت او رضیت او ہویت او احببت پس عورت نے اسی مجلس مین کہا کہ مین نے چاہی یا مین نے ارادہ کیا تو طلاق واقع ہوگی یہ حاوی مین ہے۔ اور اگر عورت سے کہا کہ تو طالقہ ہے اگر تجھے بھلا معلوم ہو یا تیرے موافق ہو پس عورت نے کہا کہ مین نے چاہی تو واقع ہوگی یہ تاتارخانیہ مین ہے۔ اگر کہا کہ انت طالق ان شئت یعنے تو طالقہ ہے اگر تو چاہے پس عورت نے کہا کہ احببت مین نے دوست رکھی تو واقع نہ ہوگی یہ غایۃ السروجی مین ہے اور اگر عورت سے کہا کہ شائی الطلاق اور اسکی طلاق کی نیت کی پس عورت نے کہا کہ مین نے چاہی ہے تو استحساناً واقع ہوگی اور اگر نیت نہو تو واقع نہ ہوگی اور اگر کہا کہ تو اپنی طلاق چاہ تو بلانیت واقع ہوگی۔ اور اگر عورت سے کہا کہ اگر تو چاہے تو تو طالقہ ہے پس عورت نے کہا ہان یا مین نے قبول کیا یا مین راضی ہوئی تو واقع نہ ہوگی اور اگر کہا کہ تو طالقہ ہے اگر تو قبول کرے پس عورت نے کہا کہ مین نے چاہی تو فقیہ ابو بکر بلخی سے منقول ہے کہ طلاق واقع ہوگی یہ محیط سرخسی مین ہے اور اگر عورت سے کہا کہ تو طالقہ ہے اگر تو چاہے پس اُسنے کہا کہ مین نے چاہی اگر تو چاہے پس شوہر نے کہا کہ مین نے چاہی حالانکہ اُسکی نیت طلاق کی تھی تو امر مشیت مذکور باطل ہوگیا حتےٰ کہ اگر شوہر نے یون کہا کہ مین نے تیری طلاق چاہی تو بشرط نیت واقع ہوگی یہ ہدایہ مین ہے۔ اور اگر عورت سے کہا کہ تو طالقہ ہے اگر تو چاہے پس اُسنے کہا کہ مین نے چاہی اگر ایسا ہو تو اسمین دو صورتین ہین یا تو اُسنے اپنے چاہنے کو ایسے امر پر معلق کیا جو زمانہ ماضی مین پایا گیا ہے پس ایسی صورت مین طلاق واقع ہو جائیگی یا اُسنے اپنی مشیت کو ایسے امر پر معلق کیا جو واقع نہین ہوا ہے تو ایسی صورت مین طلاق واقع نہ ہوگی اور امر مذکور عورت کے ہاتھ سے نکل جائیگا اور اسی سے ہم نے کہا ہے کہ اگر عورت نے یون کہا کہ مین نے چاہی اگر میرا باپ چاہے تو یہ باطل ہے اور اگر اسکے بعد اسکے باپ نے کہا کہ مین نے چاہی تو طلاق واقع نہوگی یہ محیط مین ہے۔ ایک شخص نے اپنی جورو سے کہا کہ تو طالقہ بسہ طلاق ہے اگر تو چاہے پس عورت نے کہا کہ مین طالقہ ہون تو یہ باطل ہے اور اگر کہا کہ مین بسہ طلاق طالقہ ہون تو تین طلاق واقع ہونگی یہ فتاوےٰ قاضیخان مین ہے اور اگر عورت سے کہا کہ تو طالقہ بیک طلاق ہے اگر تو چاہے پس عورت نے کہا کہ مین نے تین طلاق چاہین تو امام اعظمؒ کے نزدیک واقع نہوگی اور صاحبینؒ کے نزدیک ایک ایک طلاق واقع ہوگی یہ محیط سرخسی مین ہے۔ اور اگر کہا کہ تو طالقہ بسہ طلاق ہے اگر تو چاہے پس اُسنے ایک طلاق چاہی تو واقع نہ ہوگی اور اگر عورت نے ایک اور ایک اور ایک چاہی تو تین طلاق پڑ جاوینگی خواہ مدخولہ ہو یا غیر مدخولہ اور اگر عورت نے کہا کہ مین نے چاہی ایک پھر خاموش رہی تو اعراض ثابت ہوگیا حتےٰ کہ اگر اُسکے بعد اور چاہی

عه ارادہ کرے ۱۲ عه مرضی ہو ۱۲ سه خواہش کرے ۱۲ لله پسند کرے ۱۲ صه طلاق چاہ ۱۲ سه یعنے تفویض طلاق ۱۲ منہ

تو واقع ہوگی یہ تمرتاشی مین ہی - ایک شخص نے اپنی جورو سے کہا کہ تو طالقہ ہی اگر تو چاہے اور تو چاہے اور تو چاہے پس عورت نے کہا کہ مین نے چاہا تو واقع نہ ہوگی تاوقتیکہ تین مرتبہ نہ کہے یہ فتاوےٰ قاضیخان مین ہی - اور اگر کہا کہ تو طالقہ واحدہ ہی اگر تو چاہے پس عورت نے کہا کہ مین نے ایک کی نصف چاہی تو مطلقہ نہ ہوگی یہ محیط سرخسی مین ہی - داؤد بن رشید نے امام محمدؒ سے روایت کی ہی کہ اگر اپنی جورو سے کہا کہ تو طالقہ واحدہ ہی اگر تو چاہے تو طالقہ بدو ہی اگر تو چاہے پس عورت نے کہا کہ ہان البتہ مین نے ایک چاہی ہان البتہ مین نے دو چاہین تو فرمایا کہ اگر عورت مذکورہ نے ملاکر کہا ہی تو تین طلاق واقع ہونگی یہ محیط مین ہی - ایک شخص نے اپنی جورو سے کہا کہ تو طالقہ ہی اگر تو چاہے ایک اور اگر چاہے دو پس عورت نے کہا کہ مین نے چاہی تو تین طلاق سے مطلقہ ہوگی یہ فتاوےٰ قاضیخان مین ہی - قال المترجم اصل عبارت عربیہ یہ ہی انت طالق ان شئت واحدۃ وان شئت اثنین پس داو عاطفہ لیکر یہ حکم دیا گیا ہے اور ظاہراً معروف ایسے اسلوب مین واو بمعنے او بھی ہی اور یہ زبان اردو مین زیادہ اظہر ہے لہذا ایسی صورت مین ہماری زبان مین تین طلاق واقع ہونے مین نیت معتبر ہوگی واللہ تعالیٰ اعلم - اگر کسی نے کہا کہ اگر مین فلانہ سے نکاح کرون تو وہ طالقہ ہی اگر چاہے پھر اس سے نکاح کیا تو جس مجلس مین عورت کو اسکا علم ہوا ہی اس مجلس تک اسکو اپنی مشیت یعنے چاہنے کا اختیار ہی یہ محیط سرخسی مین ہی - اور اگر عورت سے کہا کہ تو طالقہ ہی اگر فلان چاہے تو فلان کو جس اپنی مجلس مین اسکا علم ہوا ہی اس مجلس تک مشیت کا اختیار ہوگا پس اگر اُسنے اس مجلس مین چاہا تو طلاق واقع ہوگی اور اسیطرح اگر فلان مذکور غائب ہو پھر اسکو خبر پہونچی تو اسی مجلس علم تک اُسکو اختیار رہوگا یہ بدائع مین ہی - اور اگر کہا کہ تو طالقہ و طالقہ و طالقہ ہی اگر زید چاہے پس زید نے کہا کہ مین نے تطلیقہ واحدہ چاہی تو کچھ واقع نہوگی اور اسیطرح اگر کہا کہ مین نے چار طلاقین چاہین تو بھی یہی حکم ہے یہ محیط سرخسی مین ہی - اور اگر کسی نے اپنی جورو سے کہا کہ اگر تو چاہے اور اگر تو نہ چاہے تو طالقہ ہی تو اس مسئلہ مین کئی صورتین ہین ازانجملہ ایک یہ کہ چاہنے کو مقدم کیا اور یون کہا کہ اگر تو چاہے اور اگر تو نہ چاہے پس تو طالقہ ہی اور دوم یہ کہ طلاق کو مقدم کیا اور کہا کہ تو طالقہ ہی اگر تو چاہے اور اگر تو نہ چاہے سوم آنکہ طلاق کو بیچ مین کیا کہ اگر تو چاہے پس تو طالقہ ہی اور اگر تو نہ چاہے اور ان سب تینون صورتون مین اول آنکہ کلمہ شرط کا اعادہ کیا اور کہا اگر تو چاہے اور اگر تو نہ چاہے پس تو طالقہ ہی یا حرف شرط کا اعادہ نہ کیا اور حرف عطف کے ساتھ ذکر کیا یعنے یون کہا کہ اگر تو چاہے اور تو نہ چاہے پس تو طالقہ ہی اور الفاظ تین ہین ایک چاہنا دوم انکار کرنا سوم مکروہ جاننا پس اگر اُس نے کلمہ شرط کا اعادہ نہ کیا اور عطف کے ساتھ ذکر کیا تو تینون صورتون مین طلاق واقع نہ ہوگی خواہ اُسنے طلاق کو مشیت پر مقدم کیا ہو یا آخر مین کہا ہو یا بیچ مین کہا ہو - اور اگر حرف شرط کو اعادہ کیا پس اگر مشیت کو مقدم کیا اور کہا کہ اگر تو چاہے اور اگر تو نہ چاہے پس تو طالقہ ہی تو کبھی طلاق واقع نہ ہوگی اسیطرح اگر کہا کہ اگر تو چاہے اور اگر تو انکار کرے پس تو طالقہ ہی یا کہا کہ اگر تو چاہے اور اگر تو مکروہ جانے پس تو طالقہ ہی

ملہ اور مراد مکروہ جاننے سے یہ ہی کہ اظہار ایسی حرکت کا کرے جو کراہت پر دلالت کرتی ہی ۱۲ منہ ؏ اگرچہ مین طلاق کسی چاہتی ہون ۱۲ ؏ یعنے علی الاختلاف ۱۲

ہر صورت یہی حکم ہے اور اگر طلاق کو مشیت پر مقدم کیا اور کہا کہ تو طالقہ ہے اگر تو چاہے اور اگر تو نہ چاہے پس تو طالقہ ہے پھر عورت نے اُسی مجلس میں کہا کہ میں نے چاہی تو طلاق واقع ہوگی اور اسیطرح اگر کچھ کہنے سے پہلے مجلس سے اُٹھ کھڑی ہوئی تو بھی نہ چاہنا پایا جائیگا جسکے سبب سے طلاق ہو جائیگی - اور اگر اُسنے طلاق کو بیچ میں کہا کہ اگر تو چاہے پس تو طالقہ ہے اور اگر تو نہ چاہے تو یہ بمنزلہ اسکے ہے کہ طلاق کو ہر دو شرط پر مقدم کیا قال المترجم ظاہرا ہماری زبان میں بلحاظ متبادر عرف کے درصورت تقدیم اثبات مشیت طلاق واقع ہوگی اور درصورت تاخیر کے واقع نہوگی فلیتامل واللہ تعالے اعلم پس ظاہر ہوا کہ یہ خاص بزبان عربی ہے یعنے قولہ ان شئت فانت طالق وان لم تشائی - اور اگر اُسنے اباء کو ذکر کیا اور طلاق کو شرط پر مقدم ذکر کیا یعنے یوں کہا کہ تو طالقہ ہے اگر تو چاہے اور تو انکار کرے پس عورت نے کہا کہ میں نے چاہی یا کہا کہ میں نے انکار کیا تو طلاق واقع ہوگی اور اگر کچھ کہنے سے پہلے مجلس سے اُٹھ کھڑی ہوئی تو طلاق واقع نہ ہوگی - اور کراہت بمنزلہ اباء کے ہے اور اگر اُسنے طلاق کو بیچ میں کیا کہ اگر تو چاہے پس تو طالقہ ہے اور تو انکار کرے تو یہ تقدیم طلاق کے مثل ہے - اور امام محمدؒ نے فرمایا کہ یہ سب اُسوقت ہے کہ کچھ نیت نہ کی ہو اور اگر اُسنے وقوع طلاق کی نیت کی اور تعلیق کی نیت نہیں کی ہے تو خواہ طلاق کو شرط پر مقدم کرے یا بیچ میں لاوے یا موخر کرے سب صورتوں میں طلاق واقع ہو جائیگی یہ فتاوے قاضیخان میں ہے قلت معنے یہ ہیں کہ گویا اُسنے یوں کہا کہ تو بہر حال طالقہ ہے چاہے یا نہ چاہے فافہم اور اگر عورت سے کہا کہ تو طالقہ ہے اگر تو چاہے یا نہ چاہے پس اُسنے اُسی مجلس میں چاہی تو بسبب چاہنے کے مطلقہ ہوگی اور اگر مجلس سے اُٹھ گئی تو بھی مطلقہ ہو جائیگی اور اگر عورت سے کہا کہ تو طالقہ ہے اگر تو چاہے یا انکار کرے تو یہاں دونوں میں سے ایک بات پر ہوگا کہ عورت اپنی مجلس میں دو باتوں میں سے کوئی ایک بات کرے پس اگر عورت نے مجلس میں چاہی تو مطلقہ ہوگی اور اگر اُسنے مجلس میں کہا کہ میں نے انکار کیا تو بھی مطلقہ ہو جائیگی - اور اگر چاہنے اور انکار کرنے دونوں سے پہلے اُٹھ کھڑی ہوئی تو مطلقہ نہوگی اور واضح رہے کہ انکار کرنا سوائے اُسکے کلام کے اور کسی صورت سے قرار نہ دیا جائیگا - اور یہ سب اُسوقت ہے کہ شوہر کی نیت نہو اور اگر اُسنے یہ نیت کی ہو کہ بہر حال عورت پر طلاق واقع ہو تو اُسکی نیت پر ہوگا پس لامحالہ عورت پر طلاق واقع ہوگی یہ محیط میں ہے اور اگر یوں کہا کہ اگر تو چاہے تو تو طالقہ ہے اور اگر تو نہ چاہے تو تو طالقہ ہے تو سنے الحال اُسپر طلاق واقع ہوگی اور اگر کہا کہ اگر تو طلاق کو محبوب رکھے تو تو طالقہ ہے اور اگر تو طلاق کو مبغوض رکھے تو تو طالقہ ہے تو مطلقہ نہوگی - اور اگر عورت سے کہا کہ تو طالقہ ہے اگر تو انکار کرے یا مکروہ رکھے اپنی طلاق کو پس عورت نے کہا کہ میں نے انکار کیا تو مطلقہ ہوگی - اور اگر عورت سے کہا کہ اگر تو نہ چاہے اپنی طلاق کو تو تو طالقہ ہے پس عورت نے کہا کہ میں نہیں چاہتی ہوں تو مطلقہ نہوگی یہ محیط سرخسی میں ہے - اور اگر عورت سے کہا کہ

ف انکار کرنا کسی کام یا کلام پر ۱۲ قال المترجم اسواسطے کہ انکار سے مراد نفی مشیت نہیں ہے بلکہ فعل مثبت یعنے وجود انکار ہے اور وہ پایا نہیں گیا ۱۲ م قال المترجم اصل کے نسخہ موجودہ میں یوں ہے ان لم تشائی طلاقک فانت طالق ثم قالت لا اشاء الا تعلق یعنے اگر تو نے اپنی طلاق نہ چاہی تو تجھے طلاق ہے پھر عورت نے کہا کہ میں نہیں چاہتی تو مطلقہ نہوگی فافہم ۱۲ ع یعنے طلاق لینے سے انکار کرتی ہوں نا گوار ۱۲ عکس اور دونوں کرے تو بیدار ہے اور سنے ہو ۱۲

اگر تو مجھے دوست رکھتی ہے یا مبغوض رکھتی ہو پس تو طالقہ ہو پس عورت نے کہا کہ مین تجھے دوست رکھتی ہون یا مبغوض رکھتی ہون تو طلاق واقع ہوگی اگرچہ اُسکے دل مین جو اُسنے ظاہر کیا ہو اُسکے برخلاف ہوا اور یہ جواب عورت کی طرف سے اس مجلس ہی تک کے واسطے ہوگا۔ اور اگر عورت سے کہا کہ اگر تو مجھے اپنے دل سے دوست رکھتی ہو تو تو طالقہ ہو پس عورت نے کہا کہ مین تجھے دوست رکھتی ہون حالانکہ وہ جھوٹی ہو تو امام اعظمؒ و امام ابو یوسفؒ کے نزدیک مطلقہ ہو جائیگی یہ سراج الوہاج مین ہے۔ اور اگر عورت سے کہا کہ تو طالقہ بواحدہ ہو پس اگر تجھے مکروہ معلوم ہو تو بدو پس اگر عورت نے ایک طلاق مکروہ ظاہر کی تو تین طلاق واقع ہونگی کہ ایک طلاق بقول اول اور دو طلاق بتعلیق ہونگی اور اگر عورت خاموش رہی تو ایک طلاق واقع ہوگی یہ عتابیہ مین ہے۔ بشر بن الولید رہ نے امام ابو یوسف رحمہ اللہ سے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے اپنی جورو سے کہا کہ تو طالقہ بسہ طلاق ہے الا یہ کہ تو ایک چاہے پھر وہ عورت قبل کسی چیز کے چاہنے کے مجلس سے اُٹھ کھڑی ہوئی تو تین طلاق سے مطلقہ ہو جائیگی اور اگر اُٹھنے سے پہلے اُسنے ایک طلاق چاہی تو اُسپر ایک طلاق لازم ہوگی۔ اسیطرح اگر اس سے کہا کہ تو طالقہ بسہ طلاق ہے الا یہ کہ تو ایک طلاق ارادہ کرے یا ایک کی خواہش کرے یا ایک کو دوست رکھے تو بھی یہی حکم ہے اور اسیطرح اگر کہا کہ تو طالقہ بسہ طلاق ہے الا آنکہ فلان مرد ایک طلاق چاہے یا ایک کا ارادہ کرے یا ایک کی خواہش کرے یا ایک کو دوست رکھے تو بھی یہی حکم ہے اور اگر فلان مذکور حاضر نہو تو جس مجلس مین اُسکو یہ حال معلوم ہو اُس مجلس تک اُسکو یہ اختیار ہوگا یہ محیط مین ہے۔ اور اگر عورت سے کہا کہ تو طالقہ بسہ طلاق ہے الا اینکہ فلان کی اُسکے سوائے رائے ہو تو فلان کو یہ اختیار اُسکی مجلس تک ہوگا پس اگر فلان مذکور اسکے سوائے رائے سے پہلے اُٹھ کھڑا ہوا تو عورت پر تین طلاق واقع ہونگی اور یہ صورت اور جبکہ عورت سے کہا کہ تو طالقہ بسہ طلاق ہے اگر فلان کی رائے اسکی سوائے دوسری نہو دونون یکسان ہین اور مجلس ہی تک مقصور ہونگی۔ اور اگر اپنی جورو سے کہا کہ تو طالقہ ہے اگر فلان چاہے یا اگر فلان محبوب رکھے یا اگر فلان کی رضا ہو یا اگر فلان خواہش کرے یا اگر فلان ارادہ کرے پھر جب یہ خبر فلان کو پہونچی تو اُسکو اپنی مجلس علم مین اسکا اختیار رہیگا بخلاف اسکے اگر یون کہا کہ اگر مین چاہون یا مین پسند کرون تو مجلس ہی تک مقصور نہوگا پھر واضح ہو کہ جب اسکا انحصار مجلس تک نہوا یعنے جبکہ شوہر نے کہا کہ تو طالقہ ہے اگر مین چاہون وغیرہ تو مجلس تک اسکا انحصار نہوگا اور جب مجلس تک انحصار نہوا تو شوہر کس طرح کہیگا کہ جس سے طلاق واقع ہوگی تو امام محمد رحمہ کی کسی کتاب مین یہ مسئلہ ذکر نہین ہے اور ہمارے مشائخ نے فرمایا ہے کہ شوہر کو یون کہنا چاہیے کہ جو مین نے اپنی طرف قرار دیا تھا وہ مین نے چاہا اور اس چاہا کہنے کے وقت طلاق کی نیت ہونا شرط نہین ہے اور یہ بھی شرط نہین ہے کہ یون کہے کہ مین نے تیری طلاق چاہی۔ اور اگر عورت سے کہا کہ تو طالقہ ہے اگر فلان نہ چاہے پس فلان نے مجلس مین کہا کہ مین نہین چاہتا ہون تو عورت مطلقہ ہو جائیگی۔ اور اگر شوہر نے اپنے نفس کے واسطے ایسا کہا ہو پھر کہا کہ مین نہین چاہتا ہون تو مطلقہ نہوگی یہانتک کہ شوہر مرجاوے یہ ذخیرہ مین ہے اور اگر اس نے اپنی

سلہ اقول ظاہراً یہ حکم قضاءً ہے وہ واللہ اعلم سلہ ہذا اختلاف بہ یک جہت مبدل بر ناقص ہوگا ۱۲ منہ سلہ یا بھلا سمجھون در غیرہ ۱۲

دو عورتوں سے کہا کہ اگر تم دونوں چاہو تو تم دونوں طالقہ ہو پھر ان دونوں میں سے ایک نے چاہا ہی تو طلاق نہ پڑیگی اور اگر دو مردوں سے کہا کہ اگر تم دونوں چاہو تو یہ عورت طالقہ بسہ طلاق ہے پھر ایک نے طلاق اور دوسرے نے دو طلاق چاہیں تو طلاق واقع نہوگی۔ اور اگر اپنی جورو سے کہا کہ اگر تو چاہے تو تو طالقہ ہے پھر دوسری جورو سے کہا کہ تیری طلاق اسکی طلاق کی معیت میں ہے تو پہلی عورت کے چاہنے سے دونوں پر طلاق واقع ہوگی بشرطیکہ شوہر نے اُس سے طلاق کی نیت کی ہو اور اگر نیت نہ کی ہو تو اُسکے قول کی تصدیق کیجاویگی یہ محیط سرخسی میں ہے۔ اور اگر اُسنے کہا کہ اگر تو چاہے اور فلان چاہے تو ان دونوں کے چاہنے پر طلاق معلق ہوگی یہ کافی میں ہے۔ اور اگر عورت سے کہا کہ تو طالقہ ہے جبکہ تو چاہے اور فلان چاہے پس عورت نے کہا کہ مین نے چاہی بشرطیکہ فلان چاہے پس فلان نے کہا کہ مین نے چاہی تو واقع نہوگی یہ محیط سرخسی میں ہے۔ اور اگر عورت سے کہا کہ تو طالقہ ہے کل کے روز اگر تو چاہے تو عورت کو کل کے روز چاہنے کا اختیار حاصل ہوگا اور اگر کہا کہ اگر تو چاہے تو کل کے روز تو طالقہ ہے تو عورت کو فی الحال چاہنے کا اختیار ہوگا۔ اور اس مسئلہ مین کوئی اختلاف ذکر نہین فرمایا اور مشائخ نے فرمایا کہ یہ امام ابو حنیفہ رح وامام محمد رح کا قول ہے اور امام ابو یوسف رح سے روایت ہے کہ عورت کو دونوں مسئلوں میں کل کے روز مشیت کا اختیار حاصل ہوگا اور علیٰ ہذا اگر عورت سے کہا کہ تو اختیار کر کل کے روز اگر تو چاہے۔ اختیار کر تو اگر چاہے کل کے روز۔ تیرا امر تیرے ہاتھ ہے کل کے روز اگر تو چاہے تیرا امر تیرے ہاتھ ہے اگر تو چاہے کل کے روز۔ دونوں حالتوں مین امام اعظم رح کے نزدیک عورت کو کل کے روز مشیت کا اختیار ہوگا اور علیٰ ہذا اگر عورت سے کہا کہ تو اپنے نفس کو طلاق دے کل کے روز اگر تو چاہے اپنے نفس کو طلاق دے اگر تو چاہے کل کے روز۔ اگر تو چاہے پس تو اپنے نفس کو طلاق دے کل کے روز تو امام اعظم رح کے نزدیک عورت کو فی الحال اپنے نفس کے طلاق دینے کا اختیار نہوگا یہانتک کہ کل کا روز آجاوے اور امام ابو یوسف رح وامام محمد رح نے فرمایا کہ اگر شوہر نے مشیت کو مقدم ذکر کیا تو عورت کو یہ اختیار ہوگا کہ فی الحال اپنے نفس کو طلاق دے اور کہے کہ مین نے اپنے نفس کو کل کے روز طلاق دی یہ محیط میں ہے۔ اور اگر کہا کہ تو طالقہ ہے کل کے روز اگر تو چاہے پس عورت نے کہا کہ مین نے ابھی چاہی تو واقع نہ ہوگی پھر اگر اسکے بعد اسنے کل کے روز چاہی تو واقع ہو جائیگی یہ محیط سرخسی میں ہے۔ اور اگر یون کہا کہ اگر تو ابھی چاہے تو کل کے روز طالقہ ہے یا شوہر نے اُسی دم کا زبان سے ذکر نہ کیا مگر نیت کی پس عورت نے کہا کہ مین نے یہ بات چاہی کہ مین کل کے روز طالقہ ہوں تو کل کے روز اُسپر طلاق پڑجائیگی اور اگر عورت نے کہا کہ مین نے چاہا کہ مین آج کے روز طالقہ ہوں تو طلاق واقع نہوگی اور امر طلاق جو اُسپر تفویض ہوا تھا اُسکے ہاتھ سے نکل جائیگا یہ محیط میں ہے۔ اور اگر عورت سے کہا کہ تو گذشتہ کل کے روز طالقہ ہے اگر تو چاہے تو عورت کو فی الحال مشیت کا اختیار ہوگا یہ محیط سرخسی میں ہے

سلہ اسطرح اختلاف بیان کرتے ہیں دونوں جگہ میں کسی ایک جگہ کاتب کی غلطی کا گمان ہے واللہ اعلم ۱۲ منہ سلہ یعنی اگر نہ چاہیگی تو اختیار جاتا رہیگا ۱۲ سلہ یعنی قول اگر چاہے تو اپنے نفس کو طلاق دے کل کے روز ۱۲ سلہ یعنی مشیت یعنی چاہنا ۱۲ م

اور اگر عورت سے کہا کہ تو سر ماہ طالقہ ہے اگر تو چاہے تو عورت کو شروع ماہ پر مشیت کا اختیار حاصل ہوگا۔ ایک شخص نے اپنی جورو سے کہا کہ تو طالقہ ہے اگر فلان نے آج کے روز تیری طلاق نہ چاہی پس فلان نے کہا کہ مین نہین چاہتا ہون تو طلاق واقع نہوگی اسواسطے کہ فلان کو اس تمام روز تک چاہنے کا اختیار ہے یہ فتاوئے قاضیخان مین ہے۔ اور اگر عورت سے کہا کہ جب کل کا روز آوے تو تو طالقہ اگر تو چاہے تو عورت کو کل کے روز مشیت کا اختیار حاصل ہوگا یہ محیط مین ہے۔ اور اگر عورت سے کہا کہ تو طالقہ ہے جب تو چاہے اگر تو چاہے یا کہا کہ تو طالقہ ہے اگر تو چاہے جب تو چاہے تو یہ دونون قول یکسان ہین کہ جسوقت عورت چاہے اپنے نفس کو طلاق دیدے اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک اگر اُسنے اپنا قول (اگر تو چاہے) موخر بیان کیا تو یہی حکم ہے اور اگر مقدم بیان کیا تو فے الحال کی مشیت کا اعتبار کیا جائیگا پس اگر عورت نے فی الحال اُسی مجلس مین چاہی تو پھر جب چاہے اپنے نفس کو طلاق دے سکتی ہے اور اگر کچھ کہنے سے پہلے مجلس سے اُٹھ کھڑی ہوئی تو امر تفویض باطل ہوگیا اور شمس الائمہ نے فرمایا کہ قولہ اگر تو چاہے پس تو طالقہ ہے جب تو چاہے اس قول مین دو مشیت ہین کہ پہلی مشیت اُسی مجلس تک مقصور ہے اور دوسری مطلق ہے کہ اسکا اختیار عورت کو ہے مگر وہ پہلی مشیت پر معلق ہے چنانچہ اگر اُسنے پہلی مشیت کے موافق فے الحال طلاق چاہی تو جب چاہے اپنے نفس کو اسکے بعد طلاق دے سکتی ہے اور فرمایا کہ اگر عورت نے یہ نہ کہا کہ مین نے چاہی یہانتک کہ مجلس سے اُٹھ کھڑی ہوئی تو پھر عورت کو مشیت کا اختیار نہ رہیگا اور اگر عورت نے مشیت کے ساتھ اُسی ساعت کا لفظ کہا یعنے مین نے اسی ساعت چاہی یا یہ لفظ نہ کہا تو انمین کچھ فرق نہین ہے یہ فتح القدیر مین ہے۔ اور اگر عورت سے کہا کہ انت طالق متے شئت او متی ما شئت او اذا شئت او اذا ما شئت یعنے تو طالقہ ہے ہر وقت کہ تو چاہے یا جب تو چاہے تو عورت کو اختیار ہے چاہے مجلس مین چاہے یا مجلس سے اُٹھنے کے بعد چاہے اور اگر عورت نے فی الحال یہ امر رد کر دیا تو رد نہوگا اور اس تفویض کے اختیار سے عورت فقط ایک طلاق اپنے آپ کو دے سکتی ہے یہ کافی مین ہے۔ اور اگر عورت سے کہا کہ انت طالق زمان مشیت خود او حین مشیت خود یعنے تو طالقہ ہے زمانہ مشیت یا حین مشیت خود تو یہ بمنزلہ اذا شئت یعنے جب چاہے کہنے کے ہے پس یہ مشیت اُسی مجلس تک مقصور نہوگی یہ غایۃ السروجی مین ہے۔ اور اگر عورت سے کہا کہ انت طالق کلما شئت یعنے تو طالقہ ہے ہر بار جب تو چاہے تو عورت کو برابر پورا اختیار رہیگا چاہے اُس مجلس مین چاہے یا غیر اس مجلس مین چاہے ایک طلاق چاہے ایک بعد دوسری کے تین طلاق تک اپنے آپ کو طلاق دیوے یہ محیط مین ہے۔ اور اگر عورت مذکورہ نے ایکبارگی تین طلاق دیدین تو امام اعظمؒ کے نزدیک کوئی طلاق واقع نہوگی اور صاحبینؒ کے نزدیک ایک طلاق واقع ہوگی۔ اور یہ تفویض عورت کے اُسکے رد کر دینے سے رد نہ ہوگی۔ اور اگر عورت سے کہا کہ تو طالقہ ہے ہر بار جب تو چاہے پس عورت مذکورہ نے ایک ایک کرکے اپنے آپ کو تین طلاق دیدین پھر دوسرے شوہر سے نکاح کیا پھر اسکے بعد اول شوہر کے نکاح مین آئی اور پھر اپنے نفس کو طلاق دی تو اس تفویض کے ساتھ

سلہ چاند رات ۱۲ ـ مترجم ـ عہ ـ صرف چاہنے کا لفظ کافی ہے ۱۲

حکم سے واقع نہوگی۔ اور اگر اُسنے اپنے نفس کو ایک یا دو طلاق دی ہون پھر عدت کے بعد دوسرے شوہر سے نکاح کیا پھر اسکی طلاق کے بعد اول شوہر کے نکاح مین آئی تو امام اعظمؒ و امام ابو یوسفؒ کے نزدیک از سر نو تین طلاق کا مالک ہوگا اور عورت کو اختیار ہوگا کہ بعد دوسری کے تین طلاق تک اپنے نفس کو دیدے اور اسمین امام محمدؒ کا خلاف ہے یہ تبیین مین ہے۔ اور اگر عورت سے کہا کہ کلما شئت فانت طالق ثلثا یعنے ہر بار جبکہ تو چاہے تو بسہ طلاق طالقہ ہے پس عورت نے ایک ہی طلاق چاہی تو یہ باطل ہے یہ محیط مین ہے۔ اور اگر کہا کہ انت طالق حیث شئت او این شئت یعنے تو طالقہ ہے حیث شئت یا این شئت تو مطلقہ نہ ہوگی یہانتک کہ چاہے اور اگر مجلس سے اُٹھ کھڑی ہوئی تو اسکا اختیار مشیت جاتا رہیگا۔ اور اگر عورت سے کہا کہ انت طالق کیف شئت تو عورت قبل اپنے چاہنے کے ایک رجعی طلاق سے طالقہ ہو جائیگی پھر اگر اُسنے کہا کہ مین نے ایک بائنہ طلاق یا تین طلاق چاہی ہین اور شوہر نے کہا کہ مین نے اسکی نیت کی تھی تو یہ شوہر کے قول کے موافق ہوگی اور اگر عورت نے تین طلاق چاہین اور شوہر نے ایک بائنہ کی نیت کی یا اُسکے برعکس تو ایک رجعی واقع ہوگی اور اگر شوہر کے اس قول کے وقت کچھ نیت نہو تو مشائخ نے فرمایا ہے کہ بربنائے موجب تخییر واجب[1] ہے آن عورت کی مشیت معتبر ہوگی کذا فے الہدایہ اور یہ امام اعظمؒ کے نزدیک ہے اور صاحبینؒ کے نزدیک جبتک نہ چاہے کچھ واقع نہوگی پس عورت نے چاہی تو ایک رجعی یا بائنہ یا تین طلاق اپنے اوپر واقع کر سکتی ہے بشرطیکہ ارادہ شوہر کے مطابق ہو۔ جو امام اعظمؒ فرمایا ہے وہ اولے ہے اور ثمرۂ خلاف دو مقام پر ظاہر ہوتا ہے ایک یہ کہ قبل چاہنے کے عورت مجلس سے اُٹھ کھڑی ہوئی اور دوم یہ کہ عورت غیر مدخولہ کے ساتھ ایسا ہوا تو امام اعظمؒ کے نزدیک ایک طلاق رجعی واقع ہوگی اور صاحبینؒ کے نزدیک کچھ نہین واقع ہوگی۔ اور عورت کا رد کر دینا مثل مجلس سے اُٹھ کھڑے ہونے کے ہے یہ تبیین مین ہے۔ اور اگر عورت سے کہا کہ انت طالق کم شئت او ما شئت یعنے تو طالقہ ہے جتنی چاہے تو جبتک عورت کوئی دوسرا کام شروع نہ کرے یا مجلس سے اُٹھ کھڑی نہ ہو تب تک اپنی مجلس مین اُسکو اختیار ہوگا کہ جسقدر چاہے ایک یا دو یا تین طلاق دیدے مگر اصل طلاق کو عورت کی مشیت پر موقوف ہے یعنے اگر چاہے تو دے۔ اور اگر عورت نے اس تفویض کو رد کر دیا تو رد ہو جائیگی۔ اور اگر عورت سے کہا کہ تو اپنے نفس کو تین مین سے جتنی چاہے طلاق دے یا تین مین سے جتنی چاہے اختیار کر تو عورت کو اختیار ہوگا کہ اپنے نفس کو ایک یا دو طلاق دیدے مگر پوری تین طلاق نہین دے سکتی ہے اور یہ امام اعظمؒ کے نزدیک ہے اور صاحبینؒ نے فرمایا کہ تین طلاق تک بھی دے سکتی ہے کذا فی الکافی اور بنا برین خلاف اگر کسی شخص سے کہا کہ میری عورتون مین سے جسکو چاہے طلاق دیدے تو اُسکو یہ اختیار نہین ہے کہ اسکی سب عورتون کو طلاق دیدے اور صاحبینؒ کے نزدیک اُسکو یہ اختیار ہے یہ غایۃ السروجی مین ہے۔ اور اگر شوہر نے کسی سے کہا کہ میری عورتون مین سے جو طلاق چاہے اُسکو طلاق دیدے پس سب عورتون نے طلاق چاہی

[1] قولہ بربنائے الخ یعنے یہان عدت کو تخییر دے جو مقتضی ہے کہ عورت کی نیت معتبر ہو پس اسی تخییر کی بنا پر جو حکم نکلا اور وہ جاری کیا گیا تو یہی نتیجہ نکلا کہ عورت کی خواہش پر حکم ہو ۱۲ منہ عفی عنہ قدر مرنا مفصلا ۱۲

تو وکیل کو اختیار ہے کہ ان سب کو طلاق دیدے یہ فتح القدیر میں ہے۔ اور اگر ولیا سے عورت نے اُسکے شوہر سے عورت کے طلاق کی درخواست کی پس شوہر نے عورت کے باپ سے کہا کہ تو مجھ سے کیا چاہتا ہے جو تو چاہتا ہو اور یہ کہکر باہر چلا گیا پس عورت کے باپ نے عورت کو طلاق دیدی تو اگر شوہر نے اپنے خسر کو تفویض طلاق کی نیت نہ کی ہوگی تو عورت مطلقہ نہوگی اور اگر شوہر نے کہا کہ مین نے اس سے تفویض کی نیت نہین کی تھی تو اُسی کا قول قبول ہوگا یہ خلاصہ مین ہے۔ اور اگر کسی مرد سے کہا کہ میری جورو کو طلاق دیدے تو اُسکو اختیار ہوگا چاہے اس مجلس مین طلاق دے یا اسکے بعد طلاق دے اور شوہر کو اختیار ہوگا کہ اُس سے رجوع کرے یہ ہدایہ مین ہے۔ اور اگر اپنی عورت سے کہا کہ تو اپنے آپ کو طلاق دے اور اپنی سوت کو طلاق دے تو عورت کو اپنے آپ کو طلاق دینے کا اختیار اُسی مجلس تک رہیگا اسواسطے کہ اُسکے حق مین یہ تفویض ہے اور عورت کو اپنی سوت کو طلاق دینے کا اختیار اُس مجلس مین اور اُسکے بعد بھی ہوگا اسواسطے کہ اُسکے حق مین یہ عورت وکیل ہے۔ اور اگر دو مردون سے کہا کہ تم دونون میری جورو کو طلاق دو اگر تم دونون چاہو تو جبتک دونون طلاق دینے پر متفق نہون تنہا کسی ایک کو اسکی طلاق کا اختیار نہوگا اور اگر دونون سے کہا کہ تم میری جورو کو طلاق دیدو اور یہ نہ کہا کہ اگر تم چاہو تو یہ توکیل ہے پس دونون مین سے ایک کو بھی اسکے طلاق دینے کا اختیار ہوگا یہ جوہرۃ النیرہ مین ہے۔ اور اگر دو مردون کو اپنی جورو کی طلاق کے واسطے وکیل کیا تو دونون مین سے ہر ایک کو اُسکے طلاق دینے کا اختیار ہوگا بشرطیکہ طلاق بعوض مال نہ ہو اور اگر دونون کو اپنی عورت کی طلاق کے واسطے وکیل کیا اور کہدیا کہ تم دونون مین سے ایک بدون دوسرے کے اُسکو طلاق نہ دے پس ایک نے اُسکو طلاق دی پھر دوسرے نے اُسکو طلاق دی یا ایک نے طلاق دی اور دوسرے نے اُسکے طلاق کی اجازت دی تو واقع نہوگی۔ اور اگر دو مردون سے کہا کہ تم دونونکے دونون اسکو تین طلاق دیدو پس ایک نے ایک طلاق دی پھر دوسرے نے دو طلاقین دین تو کچھ بھی واقع نہوگی تاوقتیکہ دونون مجتمع ہوکر تین طلاق نہ دین یہ فتاوےٰ قاضیخان مین ہے۔ اور اگر دو مردون سے کہا کہ تم میری جورو کو تین طلاق دیدو تو ہر ایک کو تنہا طلاق دینے کا اختیار ہوگا اور اسیطرح ایک کو ایک طلاق اور دوسرے کو دو طلاق دینے کا بھی اختیار ہوگا یہ عتابیہ مین ہے۔ اور اگر ایک شخص سے کہا کہ تو میری جورو کی طلاق دینے کے واسطے وکیل ہے اگر تو چاہے پس مرد مذکور نے اسی مجلس مین چاہا تو یہ جائز ہے اور اگر چاہنے سے پہلے مجلس سے اُٹھ کھڑا ہوا تو توکیل باطل ہوگئی یہ فتاوےٰ قاضیخان مین ہے اور اگر کسی سے کہا کہ تو میری جورو کو تین طلاق دیدے اور اگر جورو چاہے تو یہ شخص وکیل نہوگا جبتک عورت مذکورہ نہ چاہے اور عورت مذکورہ کو اُسی مجلس تک چاہنے کا اختیار ہوگا اور اگر مرد مذکور مجلس سے اُٹھ کھڑا ہوا تو توکیل باطل ہو جائیگی اور اسکی طلاق اسکے بعد واقع نہوگی اور شمس الائمہ حلوانی رح نے فرمایا کہ یہ مسئلہ یاد رکھنا چاہیے اسواسطے کہ اسمین عام طور پر [illegible] ہے

سلہ یعنی جس سے کہا ہے اسکو منع کردینے قبل اسکے کہ وہ طلاق دے اسواسطے کہ توکیل ہے ۱۲ منہ عہ یعنے ایک کی طلاق سے واقع نہوگی ۱۲ منہ عہ پھر جب چاہے طلاق دیدے ۱۲

کیونکہ اکثر خطوط طلاق جنکو عورتون کے شوہر پردیس سے لکھتے ہین انمین یون لکھتے ہین کہ تو میری جورو کی طلاق کے واسطے وکیل ہی اُس سے دریافت کر کہ وہ طلاق چاہتی ہی پس اگر عورت چاہے تو اُسکو طلاق دیدے پھر اکثر یہ ہوتا ہی کہ وکیل لوگ اس عورت کی مجلس مشیت کے بعد اُسکو طلاق دیتے ہین حالانکہ یہ نہین جانتے ہین کہ طلاق واقع نہین ہوتی ہی۔ اور اگر کسی شخص سے کہا کہ تو میری جورو کی طلاق کا وکیل ہی بدین شرط کہ مجھے اختیار ہی یا بدین شرط کہ عورت مذکورہ کو خیار ہی یا بدین شرط کہ فلان کو خیار ہی تو وکالت جائز ہی مگر یہ خیار کی شرط باطل ہی اور اگر کسی مرد نے کہا کہ تو میری عورتون مین سے ایک کو طلاق دیدے پس اُسنے کسی ایک عورت معین کو طلاق دیدی تو صحیح ہی اور شوہر کو یہ اختیار نہوگا کہ اس عورت کے سوائے دوسری عورت کی طرف طلاق مذکور پھیر دے اور اگر اُسنے کسی غیر معین ایک عورت کو طلاق دیدی تو بھی صحیح ہی ولیکن ان عورتون مین سے مطلقہ کا معین کرنا اور بیان کرنا شوہر کے اختیار مین ہوگا یہ محیط مین ہی۔ ایک شخص نے دوسرے سے کہا کہ مین نے تجھے اپنے تمام امور کا وکیل کیا پھر وکیل نے اُسکی جورو کو طلاق دیدی تو مشائخ نے آپس مین اختلاف کیا ہی اور صحیح یہ ہی کہ طلاق واقع نہوگی[١]۔ اور اگر کہا کہ مین نے تجھے اپنے تمام امور مین جنکے واسطے توکیل جائز ہی وکیل کیا تو وکالت عامہ ہوگی کہ خرید و فروخت و نکاحون وغیرہ ہر چیز کو شامل ہوگی یہ فتاوے قاضیخان مین ہی۔ اور اگر ایک شخص کو وکیل کیا کہ میری جورو کو تطلیقہ واحدہ دیدے پس وکیل نے اُسکو دو طلاق دیدین تو امام اعظمؒ کے نزدیک نہین جائز ہے اور صاحبینؒ کے نزدیک ایک طلاق واقع ہوگی یہ فتاوے صغرے مین ہی۔ ایک شخص نے دوسرے کو طلاق کے واسطے وکیل کیا پس وکیل نے عورت کو طلاق دیدی اور تین طلاق دین پس اگر شوہر نے توکیل سے تین طلاق کی نیت کی ہو تو واقع ہونگی۔ اور اگر تین طلاق کی نیت نہ کی ہو تو امام اعظمؒ کے نزدیک کچھ واقع نہوگی۔ ایک شخص نے دوسرے کو وکیل کیا کہ اُسکی عورت کو ایک طلاق رجعی دیدے اور وکیل نے اُسکی عورت کو ایک طلاق بائن دیدی یعنے کہا کہ مین نے تجھکو ایک طلاق بائن دی تو ایک طلاق رجعی واقع ہوگی اور اگر وکیل نے عورت سے کہا کہ مین نے تجھکو بائن کر دیا تو کچھ واقع نہوگی۔ اور اگر وکیل سے کہا کہ عورت کو طلاق بائن دیدے پس وکیل نے عورت سے کہا کہ تو طالقہ بتطلیقہ رجعیہ ہی تو ایک طلاق بائنہ واقع ہوگی[٢]۔ ایک شخص نے دوسرے سے کہا کہ میری جورو کو میرے بھائی کے سامنے طلاق دیدے پھر وکیل نے بدون موجودگی اُسکے بھائی کے اُسکی عورت کو طلاق دیدی تو طلاق واقع ہوگی[٣] جیسے کہ اگر کہا کہ عورت کو گواہون کے حضور مین طلاق دیدے اور وکیل نے بدون حضوری گواہون کے اُسکو طلاق دی تو واقع ہوتی ہی۔ ایک شخص نے دوسرے سے کہا کہ مین تجھے اپنی جورو کے طلاق دینے سے منع

[١] یعنے بلا اختیار وکیل طلاق دے سکتا ہی مگر شوہر کو یہ اختیار ہی کہ وکالت سے رجوع کرے ۱۲ م [٢] قال المترجم ہمارے عرف کے موافق طلاق دینا کوئی شوہر کا کام نہین کہ جسکی عرفاً حاجت موجود ہو پس ہرگز طلاق واقع نہوگی اور نیز صورت ذیل مین بھی یہی حکم ہی لیکن اگر اُسنے یون کہا کہ جو تو کرے وہ میری طرف سے قرار دیا جائیگا چاہے کوئی فعل ہو تو البتہ اسکے قول کیوجہ سے قضاءً تفریق لازم ہوگی اگرچہ موکل کی نیت طلاق کے واسطے سرے سے نہو فلیتامل واللہ اعلم ۱۲ منہ [٣] واقع الخ کیونکہ بھائی کی موجودگی کچھ اس فعل کے متعلق شرط نہین ہی بخلاف اسکے بجائے واحدہ رجعیہ کے اگر بائنہ یا تین دیدین تو موکل سے مخالفت کی اور مضرت پہونچائی کہ وہ رجوع نہین کر سکتا ہے ۱۲

نہین کرتا ہون تو یہ توکیل نہین ہی چنانچہ اگر کسی کو دیکھا کہ اُسکی عورت کو طلاق دیتا ہی پس اُسکو منع نہ کیا تو یہ طلاق دہندہ اُسکی طرف سے وکیل نہ ہوجائیگا اور طلاق واقع نہوگی پس ایسا ہی اس مقام پر بھی ہی یہ فتاوے قاضیخان مین ہے۔ ایک شخص نے زید سے کہا کہ میری جورو کو سنت طلاق بائن دیدے اور عمرو سے کہا کہ میری جورو کو سنت طلاق رجعی دیدے پھر دونون نے عورت کو ایک ہی طہر مین طلاق دی تو عورت پر ایک طلاق واقع ہوگی مگر اس طلاق کے حق مین شوہر کو اختیار[1] ہی چاہے بائنہ قرار دے یا رجعی یہ بحر الرائق مین ہی۔ اور اگر کسی غائب کو اپنی جورو کی طلاق کے واسطے وکیل کیا اور وکیل مذکور نے اپنی وکالت کا حال معلوم ہونے سے پہلے عورت مذکورہ کو طلاق دیدی تو یہ طلاق باطل ہوگی اسواسطے کہ جاننے سے پہلے وکالت بطلاق ثابت نہ ہوگی[تحقیق منہ کیجیے] یہ فتاوے قاضیخان مین ہی۔ اور اگر کسی شخص نے اپنی عورت سے کہا کہ تو فلان کے پاس جا تاکہ وہ تجھے طلاق دیدے پس عورت اُسکے پاس گئی اور اُسنے عورت کو طلاق دیدی تو صحیح ہی اور فلان مذکور وکیل طلاق ہوجائیگا اگرچہ اُسکو اپنے وکیل ہونے کا علم نہین ہوا ہی اور زیادات مین مسئلہ مذکور ہی جو اسپر دلالت کرتا ہی کہ فلان مذکور قبل اپنے آگاہ ہونیکے وکیل نہ ہوگا اور بعض نے فرمایا کہ اس مسئلہ مین دو روایتین ہین اور بعض نے فرمایا کہ جو زیادات مین مذکور ہی وہ قیاس ہی اور جو اصل مین مذکور ہی وہ استحسان ہی پھر بنابر روایت اصل کے جو بحکم استحسان ہی جبکہ فلان مذکور اگرچہ آگاہ نہین ہوا وکیل ہوگیا اور شوہر نے عورت کو فلان مذکور کے پاس جانے سے منع کردیا تو فلان مذکور اُس سے معزول نہوجائیگا درصورتیکہ فلان مذکور کو اپنے معزول ہونے سے آگاہی نہوا اور یہ حکم نظیر ایک دوسرے مسئلہ کی ہوگیا کہ ایک شخص نے اپنی جورو کو تین طلاق دینے کے واسطے ایک شخص کو وکیل کیا پھر عورت سے کہا کہ مین نے فلان کو تجھے طلاق دینے سے منع کردیا تو جبتک فلان مذکور کو اس ممانعت کا علم نہو وہ معزول نہوگا اسواسطے کہ اگر فلان مذکور معزول ہو تو مقصوداً[2] بالذات ممانعت سے معزول ہوگا عورت کی ممانعت کی تبعیت مین معزول نہوگا حالانکہ عورت کے سپرد کوئی بات نہین کی ہی تاکہ فلان مذکور کا اسکی تبعیت مین معزول ہونا صحیح ہو مگر فلان مذکور کا قبل علم کے مقصوداً بممانعت معزول ہونا متعذر ہے پس ثابت ہوا کہ وہ قبل علم کے معزول نہوگا۔ اور یہ اسوقت ہے کہ عورت کو اس فلان مذکور کے پاس جانے سے پہلے اُسکے پاس جانے سے منع کردیا ہو۔ اور اگر فلان مذکور کے پاس جانیکے بعد عورت کو منع کیا تو فلان مذکور معزول نہوگا اگرچہ اُسکو معزول ہونیکا حال معلوم ہوا ہوا ور عورت کے اُسکے پاس جانیسے پہلے اگر فلان کو ممانعت کا اور معزول ہونیکا حال معلوم ہوگیا تو معزول ہوجائیگا اور بخلاف ایسی صورت کے ہے کہ ایک اجنبی سے کہا کہ فلان کے پاس جا اور اُس سے کہہ کہ وہ میری جورو کو طلاق دیدے پھر اسکے بعد

[1] اختیار ہی اقول معاملہ فروج مین احتیاط یہ تھی کہ بائنہ واقع ہو مثلاً پہلے رجعیہ رہی پھر وکیل کیا کہ بائنہ دیدے تو کچھ تامل نہین کہ بائنہ واقع ہوگی اور اگر اول بائنہ ہو پھر رجعیہ کا وکیل کیا تو دوسری طلاق واقع ہوگی جبکہ غیر مدخولہ نہو تو یہان تامل ہے ۱۲ [2] مقصوداً الخ یعنے وکیل کو معزول کرنا صرف اسطرح ممکن ہی کہ اسکو ایسے فعل و قول سے معزول کرے جس سے اسکا معزول کرنا مقصود ہو اور ایسے قول و فعل سے نہین معزول ہوگا جس سے غرض دوسری ہو اور اسکے ضمن مین معزول کرنیکا بھی علم دیا اور یہان ایسے ہی کیا ہی تو معزول نہوگا ہان اگر عورت سے کہے کہ تو فلان کو اپنی طلاق دینے کی وکالت سے

معزول کرنا مقصود ہے [illegible] تو معزول ہوجائیگا ۱۲ منہ

اس اجنبی کو منع کردیا تو ممانعت صحیح ہی اور اگر جورو کو اسطرح منع کیا تو صحیح نہین ہی - اور یہ بخلاف ایسی صورت کے ہے کہ اگر کسی شخص سے کہا کہ اگر میری جورو تیرے پاس آوے تو تو اسکو طلاق دیدے یا کہا کہ اگر میری جورو تیری طرف نکلے تو تو اسکو طلاق دیدے پھر اسنے وکیل کو بعد عورت کے اُسکے پاس آنے اور نکلنے کے طلاق واقع کرنے سے منع کردیا تو صحیح ہی درحالیکہ وکیل آگاہ ہوجاوے جیساکہ عورت کے اُسکے پاس جانے یا اُسکی طرف نکلنے سے پہلے ممانعت کردینا بروجہ مذکور صحیح ہی یہ محیط مین ہی - ایک شخص نے دوسرے کو اپنی جورو کی طلاق کے واسطے وکیل کیا اور وکیل نے اسکو اپنے نشہ کی حالت مین طلاق دیدی تو اس مین اختلاف ہی اور صحیح یہ ہی کہ طلاق واقع ہوگی - ایک شخص نے دوسرے کو اپنی جورو کی طلاق کے واسطے وکیل کیا پھر موکل نے اس عورت کو بائن یا رجعی طلاق دیدی پھر وکیل نے اُسکو طلاق دی تو جبتک عورت مذکورہ عدت مین ہی وکیل کی طلاق اسپر واقع ہوگی اور موکل کے بائن کردینے سے وکیل مذکور معزول نہوگا بشرطیکہ طلاق وکیل بعوض مال نہو اور اگر وکیل نے طلاق نہ دی یہانتک کہ قبل انقضائے عدت کے موکل نے اُس عورت سے نکاح کرلیا پھر وکیل نے اُسکو طلاق دی تو وکیل کی طلاق اسپر واقع ہوگی - اور اگر موکل نے بعد انقضاے عدت کے اس سے نکاح کیا پھر وکیل نے اُسکو طلاق دی تو وکیل کی طلاق اسپر واقع نہ ہوگی اسیطرح اگر شوہر یا جورو مرتد ہوگئی نعوذ باللہ من ذلک پھر وکیل نے اس عورت کو طلاق دی تو جبتک عورت مذکورہ عدت مین ہی تب تک وکیل کی طلاق واقع ہوگی اور اگر موکل مرتد ہوکر دارالحرب مین جا ملا اور قاضی نے اُسکے جا ملنے کا حکم دیدیا تو وکالت باطل ہوجاویگی حتے کہ اگر موکل مذکور مسلمان ہوکر واپس آیا اور اُس عورت سے نکاح کیا پھر وکیل نے اس عورت کو طلاق دی تو طلاق وکیل واقع نہوگی اور اگر وکیل مذکور نعوذ باللہ مرتد ہوگیا تو وہ اپنی وکالت پر رہیگا اگرچہ دارالحرب مین جا ملے لیکن جب قاضی اُسکے جا ملنے[1] کا حکم دیدے تو معزول ہوگا یہ فتاوےٰ قاضیخان مین ہی - اور جو شخص وکیل طلاق ہو اُسکو یہ اختیار نہین ہی کہ کسی دوسرے کو وکیل کرے اور اگر طفل عاقل یا غلام کو وکیل کیا کہ طلاق دیدے تو صحیح ہی یہ سراجیہ مین ہی - اور اگر کسی کو وکیل کیا مگر اُس نے وکالت قبول نہ کی رد کردی پھر اُس نے طلاق دی تو واقع نہ ہوگی - اور اگر وہ بدون قبول کرنے کے خاموش رہا پھر اُسنے طلاق دیدی تو واقع ہوگی اور اگر وکیل سے کہا کہ توکل کے روز عورت کو طلاق دیدے پس وکیل نے عورت سے کہا کہ توکل کے روز طالقہ ہی تو یہ باطل ہی - اور اگر کسی وکیل سے کہا کہ تو عورت کو طلاق دیدے پس وکیل نے عورت سے کہا کہ تو طالقہ ہی اگر تو دار مین داخل ہو پھر عورت دار مین داخل ہوئی تو طلاق واقع نہ ہوگی - اور اگر کسی دوسرے سے کہا کہ تو میری جورو کو تین طلاق دیدے پس اُسنے ہزار طلاق دیدین تو صحیح نہین ہی اور اسیطرح اگر اُسنے کہا کہ میری جورو کو آدھی طلاق دیدے پس وکیل نے پوری

[1] جا ملنے یعنے قاضی نے حکم دیا کہ فلان شخص دارالحرب مین ملگیا تو اُسکا ترکہ اُسکے وارثون مین تقسیم ہو ۱۲ [2] یعنے فلان کے پاس جانے سے ۱۲م [3] یعنے فلان کے پاس جانے سے ۱۲

ایک طلاق دیدی تو کچھ واقع نہ ہوگی یہ بحر الرائق مین ہی اور جو شخص طلاق منجز[۱] کے واسطے وکیل ہو یعنے جو بلا تعلیق فی الحال واقع کرنے کے واسطے وکیل ہو اگر ایسے وکیل نے طلاق معلق دیدی تو صحیح نہ ہوگی یہ قنیہ مین ہے ایک شخص نے سفر کا ارادہ کیا پھر ایک شخص کو اپنی جورو کی طلاق کے واسطے وکیل کیا پھر بدون حضوری عورت کے اس وکیل کو معزول کر دیا پس اگر عورت[۲] کی درخواست سے یہ وکالت نہو تو معزول کرنا صحیح ہوگا اور اگر بدرخواست عورت ہو تو بدون حضوری عورت کے اسکا معزول کرنا صحیح نہ ہوگا۔ اور شمس الائمہ سرخسی نے فرمایا کہ صحیح یہ ہی کہ وکیل طلاق کا معزول کرنا مرد کے اختیار مین ہی اگرچہ وکیل مذکور بدرخواست عورت ہو۔ اور اگر کسی شخص کو طلاق کے واسطے وکیل کیا اور کہا کہ ہر بار جب مین تجھے معزول کرون تو تو میرا وکیل ہی پس بعض نے فرمایا کہ یہ توکیل صحیح نہین ہی اور بعض نے فرمایا کہ توکیل صحیح ہی اور اسکو معزول نہین کر سکتا ہی اسواسطے کہ وکالت متجدد ہوتی رہیگی اور شیخ شمس الائمہ سرخسی رح نے فرمایا کہ صحیح یہ ہی کہ موکل اُسکو معزول کر سکتا ہی پھر طریقہ عزل مین مشائخ نے اختلاف کیا ہی۔ شیخ امام رح نے فرمایا کہ اگر وکیل مذکور سے یون کہے کہ مین نے تجھ کو تمام سب وکالتون سے معزول کر دیا ہی تو وہ معزول ہو جائیگا اور یہ قول منجز و معلق سب کی طرف راجع ہوگا اور بعض نے فرمایا کہ یون کہے کہ مین نے تجھے معزول کیا جیسا کہ مین نے تجھے وکیل کیا یعنے جیسے تجھے وکیل کیا ہی ویسے ہی تجھے معزول کیا اور بعض نے فرمایا کہ یون کہے کہ مین نے تیری وکالت معلقہ سے رجوع کیا اور تجھکو وکالت مطلقہ سے معزول کیا یہ تاتارخانیہ مین ہی۔ اور اگر کسی سے کہا کہ میری جورو کو طلاق دے پس اُسکو بائن کر دے یا کہا کہ اُسکو بائن کر دے پس اُسکو طلاق دے تو یہ ایسی توکیل ہی کہ مجلس ہی تک مقصور نہین ہی اور شوہر کو اُس سے رجوع کرنے کا اختیار رہیگا اور جب وکیل نے اُسکو طلاق دی تو ایک طلاق بائنہ واقع ہوگی اور اس وکیل کو یہ اختیار نہین ہی کہ ایک سے زیادہ واقع کرے یہ فتاوے قاضیخان مین ہی۔ اور اگر وکیل سے کہا کہ میری جورو کو طلاق دے اس شرط پر کہ عورت گھر سے کوئی چیز نکال نہ لیجاوے پس وکیل نے اس سے کہا کہ مین نے تجھے طلاق دی اس شرط پر کہ تو گھر سے کوئی چیز نکال نہ لیجاوے پس عورت نے قبول کی تو مطلقہ ہو جائیگی خواہ کوئی چیز نکال لیجاوے یا نہ لیجاوے۔ اور اگر عورت سے کہا کہ مین نے اس شرط سے تجھے طلاق دی کہ تو گھر سے کچھ نکال نہ لیجاوے پھر اگر عورت نے کچھ نکالا تو مطلقہ نہ ہوگی اور اگر دونون نے اسمین اختلاف کیا تو قول شوہر کا قبول ہوگا کیونکہ وہ منکر ہی یہ عتابیہ مین ہی۔ ایک شخص نے دوسرے سے کہا کہ تو میری اس جورو کو طلاق دیدے اور وکیل نے وکالت قبول کی پھر موکل غائب ہو گیا تو وکیل مذکور طلاق دینے پر مجبور نہ کیا جائیگا۔ اور اگر اپنی جورو کا امر کسی مرد کے ہاتھ مین دیدیا پھر جسکو دیا ہی وہ مجنون ہو گیا پھر اُسنے طلاق دی تو امام محمد رح نے فرمایا کہ اگر وہ ایسا ہے کہ جو کہتا ہی اُسکو نہین سمجھتا ہی تو اُسکی طلاق واقع نہوگی۔ اور اگر موکل مجنون ہو گیا پس اگر ایک ساعت

---

[۱] منجز فی الحال اور معلق جو کسی شرط پر موقوف ہو ۱۲ [۲] درخواست مثلاً عورت نے کہا کہ نہین معلوم تو کب آوے اور کہان جاوے لہذا کسی کو وکیل کر دے کہ اگر فلان وقت تک نہ آوے یا نفقہ نہ بھیجے تو وہ مجھے طلاق دیدے ۱۲

مجنون رہا پھر افاقہ ہوگیا تو وکیل اپنی وکالت پر رہیگا اور اگر زمانہ[1] دائمی مجنون ہوگیا تو وکالت باطل ہوگئی - اور اگر کسی شخص سے کہا کہ جب میری عورت حائضہ ہو کر طاہر ہو تو تو اُسکو طلاق دیدے پھر وکیل نے اس عورت سے کہا کہ جب تو حائضہ ہو کر طاہر ہو تو تو طالقہ ہے تو یہ باطل[2] ہوگی یہ فتاویٰ قاضیخان میں ہے - اور اگر کسی شخص سے کہا کہ میرے ساتھ فلانہ کا نکاح کردے اور اُسکو تین طلاق دیدے پھر معلوم ہوا کہ اس وکیل نے قبل وکالت مذکورہ کے یا بعد اسکے اس عورت سے اپنے ساتھ نکاح کر لیا ہے تو چاہیے کہ وکیل مذکور اس موکل کی طرف سے وکیل طلاق باقی رہے یہ قنیہ میں ہے - طلاق کا وکیل و ایلچی دونوں برابر ہیں یہ تاتارخانیہ میں ہے - اور ایلچی بھیجنے کی یہ صورت ہے کہ شوہر اپنی عورت کو اُسکی طلاق کسی شخص کے ہاتھ بھیجدے پس ایلچی اُسکے شہر[3] میں اُسکے پاس پہونچکر ایلچی گری کو یعنے جو پیغام ہے اُسکو بدستور رسالت ٹھیک ٹھیک ادا کردے پس عورت پر طلاق واقع ہو جائیگی یہ بدائع میں ہے - اور فوائد نظام الدین میں ہے کہ ایک شخص نے اپنی عورت کا امر اُسکے ہاتھ میں دیا کہ اگر فلاں کام کروں تو تو جب چاہے اپنا پاؤں اس گرفتاری سے آزاد کرے پھر شوہر نے وہی کام کیا اور عورت نے اس امر کے موجب طلاق دینے سے پہلے شوہر سے خلع کیا پس اسکے بعد اپنا پاؤں اس گرفتاری سے چھڑا سکتی ہے یا نہیں تو شیخ رحمہ اللہ نے جواب دیا کہ ہاں اپنے آپ کو طلاق دے سکتی ہے - پھر دریافت کیا گیا کہ اگر عدت گذر گئی ہو پھر نکاح کر لیا ہو تو عورت اپنے آپ کو طلاق دے سکتی ہے یا نہیں تو فرمایا کہ نہیں - اور زیادات میں باب اول میں مذکور ہے کہ اگر ایک شخص کو وکیل کیا کہ اسکی عورت کو بعوض ہزار درم کے طلاق دیدے پھر اس عورت کو خود بائن کر دیا تو پھر وکیل کو یہ اختیار نہوگا کہ عورت مذکورہ کو طلاق دے اور اسیطرح اگر تجدید نکاح کر لی[4] ہو تو بھی یہی حکم ہے اور اگر اپنی عورت کو بائن طلاق دیدی پھر کسیکو وکیل کیا کہ میری جورو کو کسی قدر مال[5] پر طلاق دیدے پس وکیل نے اُسکو بعوض مال کے طلاق دیدی اور عورت نے قبول کی تو طلاق پڑیگی اور مال واجب نہوگا اور اگر شوہر نے عدت[6] میں اُس سے جدید نکاح کر لیا پھر وکیل نے مال پر طلاق دی اور عورت نے قبول کی تو طلاق پڑیگی اور مال واجب ہوگا اور اگر عدت گذر گئی پھر شوہر نے جدید نکاح کر لیا پھر وکیل نے مال پر طلاق دی اور عورت نے قبول کی تو طلاق بھی واقع نہوگی اور میرے جد رحمہ اللہ کے فوائد میں مذکور ہے کہ اگر عورت سے کہا کہ اگر تجھ پر عورت کروں[7] تو اسکا امر میں نے تیرے ہاتھ میں دیا پھر اُسکی جورو و اُسکے درمیان حرمت مصاہرت[8] محقق ہو گئی بایں طور کہ مثلاً اُس مرد نے اپنی جورو کی ماں کو شہوت سے چھوا[9] پھر اگر اُس مرد نے کوئی جورو کی پس آیا اُسکا اختیار پہلی عورت کے ہاتھ میں ہوگا یا نہوگا تو فرمایا کہ ہاں اُسکے اختیار میں ہوگا کیونکہ قضائے قاضی باین فعل مقصود ہے

---

[1] زمانہ دائمی اس سے مراد عرف خاص یہ ہے کہ ایک مہینہ تک افاقہ نہو اور اسی پر فتویٰ ہے ۱۲ منہ [2] اور اگر عورت سے کہا حائضہ ہو کر طاہر ہونیکے بعد طلاق دی تو واقع ہوگی ۱۲ منہ [3] شہر الخ کچھ مسافت شرط نہیں ہے بلکہ اگر اسی شہر میں دونوں موجود ہوں اور اُسنے ایلچی بھیجا تو بھی طلاق واقع ہوگی ۱۲ منہ [4] یعنے بعد بائنہ کرنیکے نکاح جدید کر لیا ہو ۱۲ م [5] عورت کروں یعنے دوسری عورت سے نکاح کروں ۱۲ [6] اصل میں لفظ لمس لکھا ہے اور تحقیق یہ ہے کہ ساس کے ساتھ وطی کر لی اور صورت یہ کہ زید نے زوجہ سے یوں کہا پھر زوجہ کی ماں سے وطی کی یا شہوت سے مساس کیا پس عورت حرام ہو کر علیحدہ ہوئی پھر زید نے دوسری عورت سے نکاح کیا تو کیا محرمہ عورت اُسکو طلاق دے سکتی ہے جواب دیا کہ ہاں کیونکہ اگر کوئی قاضی بنا بر قول حضرت علیؓ و ابن عباسؓ کے جو مذہب شافعی ہے حکم دے کہ وہ عورت بوجہ زنا کے حرام نہوئی تو ہو سکتا ہے اور حکم قضاء نافذ ہوگا ۱۲ منہ ح [7] یعنے معین کر دیا ۱۲ [8] یعنے عدت میں ۱۲ منہ

اسواسطے کہ قاضی نے اگر ایسی عورت کے نکاح کے جواز کا جسکی ماں یا بیٹی سے زنا کیا ہی حکم دیدیا تو امام محمدؒ کے نزدیک نافذ ہوگا بخلاف قول امام ابو یوسفؒ کے یہ فصول عمادیہ مین ہی۔ ایک شخص نے اپنی جورو کا امر اُسکے ہاتھ مین دیا بدینکہ اگر تو مہر بخشدے تو جب چاہے اپنے آپ کو طلاق دیدے اور حال یہ ہی کہ عورت مذکورہ اپنا مہر قبل اس تفویض کے شوہر کو ہبہ کر چکی ہی تو شیخ الاسلام نظام الدین و بعضے مشائخ نے کہا کہ عورت اپنے آپ کو طلاق دے سکتی ہی اور بعض مشائخ نے کہا کہ عورت اپنے آپ کو طلاق نہین دے سکتی ہی یہ وجیز کردری مین ہی۔ ایک شخص سفر کو جاتا تھا اُسنے اپنی جورو سے کہا کہ اگر میرے جانے سے ایک مہینہ گذر جائے اور مین تیرے پاس نہ آؤن اور تیرا نفقہ تیرے پاس نہ پہونچے تو مین نے تیرا امر تیرے اختیار مین دیا کہ جب تیرا جی چاہے اپنا پاؤن کشادہ کرے پھر مہینہ گذرنے سے پہلے نفقہ آگیا مگر وہ خود نہین آیا تو عورت کا امر اُسکے ہاتھ مین نہوگا اسواسطے کہ مختار ہونے کی شرط دو باتین ہین نفقہ نہ آنا اور مرد کا نہ آنا پس چونکہ ان دونون مین سے ایک بات پائی گئی تو شرط پوری نہ ہوئی بخلاف اُسکے اگر یون کہا کہ اگر مین و میرا نفقہ نہ پہونچے پھر دونون مین سے ایک چیز پہونچی تو عورت کا امر اُسکے اختیار مین ہوجائیگا۔ اور مین نے ایک فتوے دیکھا جسکی صورت یہ تھی کہ ایک شخص نے اپنی جورو سے کہا کہ اگر مین تجھ سے ایک مہینہ غائب ہون تو تیرا امر تیرے ہاتھ ہی پھر اس مرد کو کافر قید کر کے گئے پس آیا عورت کا امر اُسکے اختیار مین ہوگا تو اس فتوے پر شیخ الاسلام علاء الدین محمود الحارثی المروزی نے جواب دیا تھا کہ نہوگا۔ اور میرے والد فرماتے تھے کہ اگر کافرون نے اُسکو چلنے پر باکراہ مجبور کیا پھر وہ خود چلا گیا تو چاہیے کہ شرط متحقق ہوجاوے یعنے غائب ہوجانا اسواسطے کہ حانث ہونیکے واسطے خواہ وہ فعل بہ نسیان ہو یا باکراہ ہو یا عمداً ہو سب یکساں[1] ہین یہ خلاصہ مین ہی۔ اور مستفتیات صاحب المحیط مین ہی کہ شوہر نے جورو سے کہا کہ اگر دس روز مین تجھ سے غائب ہون اور تیرا نفقہ تجھے نہ پہونچے تو مین نے تیرا امر تیرے ہاتھ دیا پھر دس روز گذر گئے اور شوہر و زوجہ دونون نے نفقہ پہونچنے مین اختلاف کیا کہ شوہر کہتا ہی کہ مین نے پہونچا دیا ہے اور عورت انکار کرتی ہی تو شیخ رحمہ اللہ نے جواب دیا ہی کہ قول عورت کا قبول ہوگا یہانتک کہ اسکا امر اُسکے اختیار مین ہوجائیگا اور یہ کتاب الاصل کی روایت ہی اور منتقی کی روایت اسکے برعکس ہی یہ فصول عمادیہ مین ہی۔ ایک شخص نے دوسرے سے کہا کہ (اگر سیم من نہ دہی تا وقت کذا امر بدست من نہادی طلاق زن خواستنی[2] رافقال نہادم) پھر اُسکا مال قرضہ اُسکو نہ دیا یہانتک کہ یہ میعاد گذر گئی اور حال یہ ہوا کہ قرضدار نے ایک عورت سے نکاح کیا تو قرضخواہ کو یہ اختیار نہ ہوگا کہ اُسکو طلاق دیدے۔ اور اگر یون کہا کہ اگر میرا روپیہ تو فلان وقت تک نہ دے تو امر بدست من نہادی زنے را کہ بخواہی یعنے میرے ہاتھ مین امر ایسی عورت کا تو نے دیا جسکو تو چاہے یعنے نکاح مین لاوے اور باقی مسئلہ بحالہ ہی تو قرضخواہ کو اس عورت کے طلاق دینے کا اختیار ہوگا یہ محیط مین ہی۔ ایک شخص نے

[1] یکسان مترجم کہتا ہی ولیکن مرد کی مراد ایسی جب بے اختیاری نہین تو تصحیح قول شیخ الاسلام ہی واللہ تعالےٰ اعلم ۱۲ [2] زن خواستنی یعنے جس سے نکاح کرے ۱۲ ... یعنے طلاق کیلیے ۱۲ ... اور ایک نہین پائی گئی ۱۲ ... یعنے صاحب المحیط ۱۲ ... یعنے قرضخواہ نے قرضدار سے کہا ۱۲ م

اپنی جورو کا امر اُسکے ہاتھ مین دیدیا پس عورت نے کہا کہ دستؔ باز داشتم اور یہ نہ کہا کہ خویشتن را یعنے اپنے کو تو عورت مذکورہ مطلقہ بائنہ[۱۲] نہو گی۔ اور اگر عورت نے کہا کہ مین نے اپنے آپ کو مراد لیا تھا یعنے یہ مراد تھی کہ ہاتھ الگ کر دیا مین نے اپنا پس اگر مجلس موجود ہو تو اُسکی تصدیق کیجائیگی ورنہ نہین اور ہمارے بعضے مشائخ نے کہا کہ مسئلہ مذکورہ مین طلاق واقع ہونی چاہیئے یہ ظہیریہ مین ہے اور اگر عورت نے جواب دیا کہ افگندم یعنے مین نے ڈالی اور کہا کہ میری نیت طلاق نہ تھی تو عورت کی تصدیق کیجائیگی یعنے طلاق نہ پڑیگی اور اگر عورت نے کہا کہ میری طلاق کی نیت تھی تو طلاق پڑجائیگی اور اگر عورت نے کہا کہ طلاق افگندم تو بدون نیت طلاق واقع ہو گی یہ خلاصہ مین ہے اور شیخ الاسلام نے ذکر کیا کہ ایک شخص نے اپنی جورو سے کہا کہ امر بدستؔ تو نہادم شش ماہ را تو پورے چھ مہینہ ختم ہونے تک عورت کا امر اُسکے اختیار مین ہو گا یہ وجیز کردری مین ہے۔ اور فوائد صدر الاسلام طاہر بن محمود مین ہے کہ ایک شخص نے اپنی جورو سے کہا کہ اگر دس دن تک تیرا نفقہ مجھ سے تجھ کو نہ پہونچے تو بعد اسکے تو اپنا پاؤن کشادہ کر پھر عورت مذکورہ نے نشوز کیا یعنے نافرمان شوہر خلاف شرع ہو گئی یہانتک کہ مدت گذر گئی تو چاہیے کہ وہ اپنے نفس کو طلاق نہ دے سکے۔ اور استفتا کیا گیا تھا کہ ایک مرد نے اپنی جورو سے کہا کہ اگر ایک مہینہ تیرا نفقہ تجھ کو نہ پہونچاؤن تو تیرا امر تیرے ہاتھ ہے بعد اسکے یہ عورت بدون اجازت شوہر کے غصہ ہو کر اپنے باپ کے گھر چلی گئی اور مہینہ بھر رہی اور اُسکے شوہر نے اُسکو نفقہ نہ پہونچایا تو چاہیے کہ عورت کا امر اُسکے اختیار مین نہو اور یہ فتوے بھی آیا تھا کہ ایک شخص نے اپنی جورو سے کہا کہ اگر دس روز بعد پانچ اشرفیان تجھے نہ پہونچاؤن تو تیرا امر تیرے ہاتھ ہے کہ تو اپنے نفس کو طلاق دیدے جب چاہے پھر دس روز گذر گئے اور اُسنے اشرفیان نہ پہونچائین پس آیا عورت اپنے نفس کو طلاق دے سکتی ہے تو مین نے جواب دیا کہ ہان بشرطیکہ شوہر کی مراد یہ ہو کہ دس روز گذرتے ہی فے الفور درصورت اشرفیان نہ پہونچانے کے عورت کو اپنی طلاق دیدینے کا اختیار ہے اور اگر اسکی یہ مراد نہ تھی کہ فے الفور بعد دس روز کے ایسا کر سکے تو عورت کو یہ اختیار حاصل نہو گا جبتک کہ دونون مین سے کوئی مر نہ جاوے اور میرے والد نے اس جواب کو باصواب فرمایا ہے یہ فصول استروشنی مین ہے۔ میرے اُستادون مین سے بعض سے دریافت کیا گیا کہ اگر کسی نے اپنی جورو سے کہا کہ اگر تیری بلا اجازت اس شہر سے باہر جاؤن تو تیرا امر تیرے ہاتھ ہے کہ جب تو چاہے اپنے آپ کو طلاق دیدے پھر یہ شخص کوک سرائے[۲] چلا گیا اور وہان دو روز رہا حالانکہ عورت مذکورہ سے جانے کی اجازت نہین لی تھی پس آیا وہ طلاق دیسکتی ہے یا نہین تو جواب مین فرمایا کہ نہین۔ اللہ اعلم ایک استفتا آیا جسمین یہ واقعہ درج تھا کہ ایک شخص اپنی جورو کے پاس سے غائب ہو گیا یعنے سفر کر گیا اور بعد تین مہینہ کے اُس شخص کے پاس سے خط آیا اور اسمین لکھا تھا کہ اگر میرے تیرے پاس سے غائب ہو جانے سے دو مہینہ ہو جاوین اور اس مدت مین مین آن تیرے پاس نہ پہونچے تو تو اپنے

[۱] یعنے مین نے ہاتھ کھینچ لیا یعنے مجھ سے تجھ سے کچھ کام نہین ہے ۱۲ [۲] کوک سرائے شہر بخارا کے ملحق ایک گانؤن ہے کہ اکثر کے نزدیک وہ شہر کا ایک محلہ ہے ۱۲ منہ [۳] اور یہ عرف سے اقرب ہے ۱۲ [۴] چھ مہینے تک مین نے تیرا امر تیرے ہاتھ دیا ۱۲ م [۵] یہ جواب استفتا ۱۲ [۶] للعہ یعنے مین ۱۲

آپ کو جب چاہے طلاق دیدے اور بات یہ کھلی کہ اس مرد نے یہ خط اُسوقت لکھا ہے کہ جب اسکے غائب ہوجانے
ایک مہینہ سے زیادہ نہین گذرا تھا ولیکن خط لانے والے نے راہ مین دیر کردی اس صورت مین آیا عورت مذکورہ
اپنے آپ کو طلاق دے سکتی ہے چونکہ تین مہینہ گذر گئے اور اس عورت کو علم نہین ہوا ہے تو بعض نے جواب دیا کہ
آخر ابیان جامع کے باب مایجعل فیہ امر امرأتہ سلے غیرہ بالوقت کے موافق عورت کا امر اُسکے اختیار مین ہوگا - اور
فوائد شیخ الاسلام برہان الدین مین ہے کہ اگر کسی نے عورت سے کہا کہ اگر بے جرم شرعی تجھ کو مارون تو تیرا امر تیرے
اختیار مین ہے پھر اس عورت سے کہا کہ مین تجھے اجازت دیتا ہون کہ ہر ہفتہ[1] تو اپنے مان و باپ کے گھر جا یا کر پھر ہفتہ
گذر گیا اور دس روز ہوگئے اور اسکے باپ و مان اسکے یہان آئے اور انکے ساتھ یہ عورت انکے یہان گئی مگر
اجازت لیکر نہین گئی پس شوہر نے اس بے اجازت جانے پر اُسکو مارا پس آیا عورت کا امر اُسکے اختیار مین ہوگا
یا نہوگا تو جواب دیا کہ ہان ہوگا واللہ اعلم اور مین نے ایک فتوے دیکھا کہ جسکا جواب میرے چچا شیخ نظام الدین
نے لکھا تھا جسکی صورت یہ تھی کہ ایک شخص نے بغیر جرم شرعی مارنے پر اپنی جورو کا امر اُسکے ہاتھ دیا تھا اُسکی
مان اُسکے شوہر کے گھر آئی اُس مرد نے کہا کہ یہ کتیا[2] یہان کیون آئی ہے عورت نے کہا کہ مادر تست خواہر تو یعنے
تیری مان و بہن ہے پس مرد نے عورت کو مارا تو شیخ رحمہ اللہ نے جواب دیا تھا کہ عورت کا امر اُسکے اختیار مین
نہوگا یہ فصول عمادیہ مین ہے - اپنی عورت کا امر اُسکے اختیار مین بدین شرط دیا کہ اگر اُسکو بغیر جرم مارے تو عورت
اپنے آپ کو طلاق دیدے پھر شوہر نے اس عورت سے کہا کہ تجھ پر لعنت ہو اور عورت نے جواب دیا کہ لعنت خود
تجھپر ہو تو اسمین مشائخ نے اختلاف کیا ہے بعضون نے کہا کہ یہ عورت کی طرف سے جنایت نہین ہے اسواسطے
عورت نے اسمین پہل نہین کی ہے بلکہ اُسنے مرد کے کہنے پر کہہ دیا ہے اور عامہ مشائخ کے نزدیک عورت کی طرف سے
یہ جنایت ہے اور اصح یہی ہے اور علے ہذا اگر مرد نے کہا کہ اے تیری مان کلوٹی[3] دیا حبشن، پس عورت نے بھی
اُسکو کہا کہ تیری مان ہے کلوٹی تو پہلے مشائخ کے قول پر یہ جنایت نہین ہے اور عامہ مشائخ نے اس صورت مین باہم
اختلاف کیا ہے چنانچہ بعض نے کہا کہ اگر شوہر کی مان زندہ ہو تو یہ امر عورت کی طرف سے شوہر کے حق مین یہ جنایت
نہین ہے اور اگر مر گئی ہو تو یہ امر شوہر کے حق مین شوہر کی طرف سے جنایت ہوگا اور بعض نے کہا کہ عورت کا امر
عورت کے اختیار مین نہوگا خواہ شوہر کی مان زندہ ہو یا مر گئی ہو - اور اگر عورت نے شوہر کو کہا کہ خدا تجھے موت
دے تو یہ عورت کی طرف سے جرم ہے - اور اسیطرح اگر شوہر سے کہا کہ اے خدا ناترس کافر تو یہ بھی عورت کی
طرف سے جرم ہے - اور اگر شوہر کو کہا کہ اے بدخو پس اگر شوہر ایسا ہی ہو تو یہ جنایت نہین ہے اور اگر ایسا نہو
تو عورت خطاوار ہے اور اگر شوہر نے اُس سے کہا کہ تو ایسا نہ کر اُسنے جواب دیا کہ خوب کرونگی پس اگر ایسے
فعل کے حق مین کہا ہو جو خود معصیت ہے تو یہ عورت کا جرم ہے اور اگر ایسے فعل مین کہا جو معصیت نہین ہے تو
عورت کے حق مین یہ قول جنایت قرار نہ دیا جائیگا اور ملتقط مین ہے کہ اگر اپنے شوہر سے کہا کہ تو مجھے طلاق دیدے

---

[1] ہر ہفتہ سے مراد سنیچر کا دن نہین ہے بلکہ ایک سات دن مراد ہے ۱۲ [2] یعنے کتیا ۱۲ م [3] بہرحال جنایت ہے ۱۲

پس شوہر نے کہا کہ مین نے تیری طلاق تیرے ہاتھہ مین رکھدی اُسنے کہا کہ مین نے اپنے آپ کو طلاق دیدی پس شوہر نے کہا کہ مین نے بھی تجھے طلاق دی تو دو طلاق واقع ہونگی یہ محیط مین ہے۔ اور اگر عورت نے اپنے خاوند سے کہا کہ اے بے مزہ پس اگر شوہر شریف ہے تو اُسکے حق مین یہ امر جنایت ہوگا۔ ایسا ہی عمدہ مین مذکور ہے اور میرے والد رحمہ اللہ سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے عورت کا امر اُسکے ہاتھہ دیا کہ اسکو بے جرم نہ ماریگا پھر اس عورت نے اور عورتون کے سامنے کہا کہ اگر تمھارے خاوند مرد ہین تو میرا خاوند مرد نہین ہے پس شوہر نے اُسکو مارا تو میرے والد رحمہ نے جواب فرمایا کہ یہ عورت کی طرف سے جنایت ہے پس عورت کا امر اسکے اختیار مین نہوگا واللہ اعلم۔ اور فتاوےٰ دیناری مین مذکور ہے کہ ایک شخص نے اپنی جورو کا امر اسکے اختیار مین دیا بدینکہ اسکو کسی گناہ پر نہ ماریگا الا اسپر کہ شوہر کی بلا اجازت فلان شخص کے یہان جاوے پھر عورت فلان مذکور کے یہان بلا اجازت شوہر گئی پس شوہر نے جھگڑا کیا عورت نے گالیان دین تو شوہر نے مارا پس اُس عورت نے کہا کہ مین نے بحکم امر سپرد شدہ کے اپنے آپ کو طلاق دے لی پس شوہر نے کہا کہ مین نے تجھے اس جرم پر مارا ہے کہ تو میری بلا اجازت فلان کے یہان گئی تو فرمایا کہ شوہر کا قول قبول ہوگا اور طلاق نہوگی فتاوےٰ دیناری مین لکھا ہے کہ ایک عورت نے اپنے خاوند سے کہا کہ تو نے میری طلاق کی قسم کھائی تھی کہ تجھ کو بیگناہ نہ مارونگا پھر تو نے مجھے بیگناہ مارا اور اب مین تجھ پر طلاق ہون پس شوہر نے کہا کہ مین نے تجھے بیگناہ شرعی نہین مارا ہے تو فرمایا کہ قول شوہر کا قبول ہوگا۔ اور اگر شوہر نے اُسکے بعد یون کہا کہ مین نے تجھ سے یون کہا تھا کہ تو اپنی بہن کے یہان نہ جا کہ مجھے اسمین غصہ آتا ہے پھر تو نے نہ مانا اور تو گئی اور مین نے تجھے اس سبب سے مارا ہے اور عورت اپنی بہن کے یہان جانے سے منکر ہے تو قول کس کا قبول ہوگا اور گواہ کس پر لازم ہونگے تو شیخ نے جواب مین فرمایا کہ قول شوہر کا قبول ہوگا اور اسمین گواہون کی سماعت نہ ہوگی۔ ایک شخص نے دوسرے مرد سے مجلس شراب مین کہا کہ مین نے ہر جس عورت سے نکاح کیا ہے تیرے واسطے کیا ہے کہ اسکا رکھنا و چھوڑ دینا تیرے ہاتھ مین رہا ہے پس مخاطب نے کہا کہ اگر ایسا ہے تو مین نے تیری جورو کو ایک طلاق و دو طلاق و تین طلاق دین پس آیا واقع ہونگی تو شیخ رح نے فرمایا کہ نہین اسواسطے کہ یہ کہنا کہ تیرے ہاتھہ مین رہا ہے یہ زمانہ ماضی مین اسکے ہاتھ مین اختیار ہونے کی خبر دیتا ہے اور زمانۂ ماضی مین اختیار ہاتھہ مین ہونیسے اسکا ابتک باقی ہونا لازم نہین آتا ہے بلکہ مطلق امر تو مجلس تک مقصور رہوتا ہے حالانکہ مجلس بدل چکی پس باطل ہوجائیگا حتے کہ اگر یون کہا کہ تیرے ہاتھ مین ہے تو یہ اس امر کا اقرار ہے کہ اختیار امر اب بھی قائم ہے پس اسکا طلاق دینا صحیح ہوگا یہ فصول استروشنی مین ہے اور میرے جد رح کے فوائد مین ہے کہ ایک شخص نے عورت کا امر اُسکے ہاتھہ مین بدین شرط دیا کہ مہینہ تک اگر دو دینار عورت کو پہونچاوے تو عورت مختار ہے کہ اپنے آپ کو طلاق دیدے پھر مرد نے اس عورت کے ایک قرضخواہ کو دینے پر اُترائی قبول کر لی پس آیا عورت بعد مدت گذرنے کے خود مختار ہوسکتی ہے یا نہین تو جواب دیا کہ اگر شوہر نے مدت گذرنے سے پہلے قرضخواہ عورت کو دیدیے تو عورت مختار نہوگی اور اگر نہ دیے ہون تو ہوگی۔

ایک شخص نے اپنی عورت کا امر اُسکے اختیار مین دیا کہ بدون اُسکی اجازت کے شہر سے باہر نہ جائیگا پھر باہر جانے کا قصد کیا اور عورت نے اُسکی مشایعت[۱] کی پس آیا یہ عورت کیطرف سے اجازت ہے تو فرمایا کہ اجازت نہین ہے واقعہ فتوے[۲] ہے کہ ایک مرد نے عورت کا امر اُسکے ہاتھ مین دیا بدینکہ عورت کی بلا اجازت باندی نہین خریدیگا پھر یہ عورت اپنے شوہر کے ساتھ نخاس مین گئی اور وہان ایک باندی کو چھانٹا اور اُس باندی کو اُسکے شوہر نے خریدا پس آیا عورت کا یہ چھانٹنا اجازت ہوگا تو ہمارے بعضے اہل زمانہ نے اگرچہ وہ فتوے دینے کی لیاقت نہ رکھتا تھا جواب دیا کہ ہان عورت کیطرف سے اجازت ہوگی کہ عورت کا امر اُسکے اختیار مین نہو جائیگا اور مین نے جواب دیا کہ عورت کا امر اُسکے اختیار مین ہو جائیگا یہ فصول عمادیہ مین ہے۔ اور مجموع النوازل مین لکھا ہے کہ عورت نے اپنے خاوند سے کہا کہ مین تجھ سے ایک بات کہتی ہون تو نے روا رکھی یا کہا کہ ایک کام کرتی ہون تو نے اجازت دی پس شوہر نے کہا کہ ہان مین نے روا رکھا پس عورت نے کہا کہ مین نے اپنے نفس کو تین طلاق دیدین تو کچھ واقع نہوگی اور اگر شوہر نے کہا کہ مین نے اس سے طلاق کی نیت نہ کی تھی تو قول شوہر کا قبول ہوگا یہ محیط مین ہے ایک شخص نے بغیر جرم مارنے پر طلاق کو معلق کیا پھر عورت مذکورہ کوچہ مین جو کشادہ دوسری جانب سے نہین ہے آگ لینے گئی اور اُس کوچہ مین ایک مرد اجنبی رہتا تھا اور عورت کا یہ قصد نہ تھا کہ اس اجنبی کو دیکھے مگر شوہر نے اس عورت کو مارا تو عورت پر طلاق واقع نہوگی اسواسطے کہ شوہر نے اُسکو جرم پر مارا ہے یہ خزانۃ المفتین مین ہے ایک نے دوسرے سے کہا کہ جب کبھی بغیر میری اجازت کے تو اس شہر سے باہر جاوے تو تو نے اپنی عورت کا امر میرے ہاتھ مین دیا اُسنے کہا کہ ہان دیا پھر اُسنے ایکبار اُس شخص سے باہر جانے کی اجازت لے لی پس آیا اب بلا اجازت بھی جا سکتا ہے تو شیخ علاء الدین نے جواب دیا کہ ہان جا سکتا ہے اسواسطے کہ ہرگاہ بمعنی ہر وقت ہے اور ایکبار کا اجازت دینا ان اوقات کے واسطے شامل ہو جائیگا ایسا ہی مین نے اُنکے فوائد سے لکھ لیا ہے ایک شخص نے اپنی جورو سے کہا کہ اگر ہر چھ مہینے کے شروع پر تجھے تیرے مان باپ کے شہر نہ لیجاؤن تو مین نے تیرا امر تیرے ہاتھ دیا کہ تو ایک طلاق بائن جب چاہے آپ کو دیدے اور عورت مذکورہ نے اس تفویض کو اُسی مجلس تفویض مین قبول کیا پھر اسکے بعد ایک سال گذر گیا اور شوہر اُسکو اُسکے مان و باپ کے گھر نہ لے گیا پس آیا عورت مذکورہ اپنے آپ کو طلاق دے سکتی ہے یا نہین جاننا چاہیے کہ یہ واقعہ مرغینان مین واقع ہوا تھا چنانچہ وہان کے لوگون نے اسکا استفتا ہمارے پاس بھیجا پس مین نے لکھا کہ ہان عورت کو یہ اختیار حاصل ہے اور اُسوقت کے مفتیان سمرقند نے میرے جواب سے موافقت کی۔ اور میرے جد رح کے فوائد مین ہے کہ ایک نے کہا کہ مین شراب نہ پیونگا و جوا نہ کھیلونگا و زنا نہ کرونگا اور اگر کرون تو میری جورو کو مجھ سے تین طلاق ہین پس اگر اُسنے انھین سے کوئی کام بھی کیا تو عورت پر تین طلاق واقع ہونگی پھر لکھا کہ نفی کی صورت مین کچھ اختلاف نہین ہے مگر اثبات کی صورت مین

[۱] مشایعت مسافر کو رخصت کرنیکے لیے ساتھ جانا جیسے معمول ہے ۱۲ [۲] واقعہ فتوے یعنے صرف فرضی مسئلہ نہین بلکہ ایسا واقع ہوا تھا جسکا فتوے طلب کیا گیا تھا ۱۲ [۳] بشرطیکہ اجازت کے وقت دل مین شوہر کی نیت طلاق نہو اور اس بارہ مین اگر شوہر نے کہا کہ میری نیت نہ تھی تو اسی کا قول معتبر ہوگا ۱۲

اختلاف ہی یعنے اگر یہ کہا کہ اگر مین شراب پیون جوا کھیلون و زنا کرون تو مین نے اپنی جورو کا امر اُسکے ہاتھ دیا پھر اُسنے انہین سے ایک فعل کیا تو بعضون کے نزدیک عورت کا امر اُسکے اختیار مین نہوگا اور بعضون کے نزدیک ہوجائیگا اور شیخ رحمتہ نے فرمایا کہ ایسے الفاظ سے غرض یہ ہی کہ نفس کو روکے اور فعل حرام سے اُسکو باز رکھے اور ان افعال مین سے ہر فعل تنہا اُسکی غرض کے واسطے صالح ہی پس چاہیے کہ سب فعلون کے پائے جانے پر جزا موقوف نہ رہے اگرچہ لفظ واؤ یا او رجمع کے واسطے ہین ایسا ہی شیخ الاسلام برہان الدین نے ذکر فرمایا ہی اور فوائد علامہ مین مذکور ہی کہ ایک مرد نے اپنی جورو سے کہا کہ اگر مین مثلث پیون و جوشیدہ و عصیر و نگبنی تو مین نے تیرا امر تیرے ہاتھ دیا جب تو چاہے اپنے آپ کو طلاق دیدے عورت نے اسکو قبول کیا پھر اس مرد نے فقط نگبنی پی اور باقی نہین تو آیا اسکے پینے سے عورت مختار ہوجائیگی یا نہین سو علامہ نے جواب یا کہ ہان عورت مختار ہوگی کیونکہ حصول اختیار جدا جدا ہر ایک کے ساتھ معلق ہی نہ سب کے ساتھ مجموعہ ہوکر اور اسیطرح دلیل کے ساتھ علامہ نے جواب دیا ہی اور اُنکے ہمعصرون نے اُنسے اتفاق کیا ہی۔ ایک شخص نے اپنی جورو کا امر اُسکے ہاتھ مین دیا کہ اگر اسکو جرم یا بے جرم مارے تو جب چاہے وہ اپنے آپ کو طلاق دیدے اور عورت نے اُسی مجلس مین اسکو قبول کر لیا اسکے بعد اس مرد نے اس عورت کو جرم پر مارا پس آیا عورت اپنے کو طلاق دے سکتی ہی تو مین نے جواب دیا کہ ہان دے سکتی ہی۔ اور مسائل مذکورہ مین جو میرے جد امام و علامہ سمرقندی نے اختیار کیا ہی اور اُنکے اہل زمانہ نے اُنکی موافقت کی ہی یہی ان مسائل مین شیخ کبیر امام ابوبکر محمد بن الفضل بخاری کا مختار ہی یہ فصول عمادیہ مین ہی

چوتھا باب دربیان طلاق بالشرط و نحو ذلک اور اسمین چار فصلین ہین فصل اول بیان الفاظ شرط

(الفاظ شرط) ان - اذا - اذاما - کل - کلما - متے - متما - پس ان الفاظ مین جب شرط پائی جائیگی تو قسم منحل ہوجائیگی اور منتہی ہوجائیگی اسواسطے کہ یہ الفاظ عموم و تکرار پر دلالت نہین کرتے ہین پس ایکبار فعل پائے جانے پر شرط پوری ہوکر قسم منحل ہوجائیگی اور پھر اسکے بعد اس قول کے پائے جانے سے حنث نہوگا الا کلما مین کہ یہ لفظ کلما مقتضی عموم ہی پس اگر شرط پہ لفظ کلما ہوا اور اُسکی جزا طلاق قرار دیگئی ہو تو لفظ کلما سے ہر بار شرط متکرر ہوکر ہر بار حانث ہوگا اور جب حانث ہوگا تب ہی طلاق واقع ہوگی یہانتک کہ جسمین طلاق کی اسطرح قسم کھائی ہے اس ملک کی سب طلاق پوری ہوجاوین پھر اگر عورت نے کسی دوسرے شوہر سے نکاح کیا پھر اُس نے اس عورت سے نکاح کیا اور پھر شرط پائی گئی تو ہمارے نزدیک حانث نہوگا یہ کافی مین ہی اور اگر کلمہ کلما نفس تزوج پر داخل ہوا کہ یون کہا کہ کلما تزوجت امرأة فہی طالق اور کلما تزوجتک فانت طالق تو ہر بار اسکے ساتھ نکاح کرنیسے وہ طالقہ ہوگی اگرچہ دوسرے شوہر سے نکاح کے بعد اُس سے نکاح کیا ہو یہ غایۃ السروجی مین ہی۔ اور اگر کسی نے کہا کہ کل امرأة اتزوجہا فہی طالق ہر عورت کہ مین اُس سے نکاح کرون وہ طالقہ ہی پس اُس نے کئی عورتون سے

[1] خلاصہ یہ ہی کہ کلما سے ہر بار شرط مکرر ہونے پر طلاق واقع ہوتی ہو دلیکن ایک ہی نکاح کی ملک کی تین طلاق تک ایسا ہی ۱۲ [2] ہر بار جب مین کسی عورت سے نکاح کرون تو وہ طالقہ ہی یا ہر بار جب تجھسے نکاح کرون تو تو طالقہ ہی ۱۲ [3] یعنی اس مجلس مین ۱۲

نکاح کیا تو سب پر طلاق پڑیگی۔ اور اگر اُسنے ایک ہی عورت سے کئی بار نکاح کیا تو وہ فقط ایک ہی مرتبہ مطلقہ ہوگی یہ محیط میں ہے۔ اور اگر اُسنے بعضی عورتوں کی نیت کی ہو تو دیانۃً اُسکی نیت صحیح ہوگی مگر قضاءً تصدیق نہ کیجائیگی اور شیخ خصافؒ نے فرمایا کہ قضاءً بھی اُسکی نیت صحیح ہے اور فتوےٰ ظاہر المذہب پر ہے اور اگر قسم کھانیوالا مظلوم ہو اور موافق قول خصافؒ کے حکم دیا گیا تو کچھ مضائقہ نہیں ہے یہ بحر الرائق میں ہے۔ اور منجملہ الفاظ شرط کے لو۔ و متیٰ و اِذا و ایان و این و انی ہیں کذا فی التبیین۔ اور از انجملہ لفظ فی ہے جبکہ فعل پر داخل ہو مثلاً کہا کہ انت طالق فی دخولک الدار یعنے ان دخلت الدار) یہ عتابیہ میں ہے۔ اور الفاظ شرط جو فارسی میں ہیں اگر و ہمی و ہمیشہ و ہرگاہ و ہرزمان و ہر بار پس لفظ اگر بمعنے اِن ہے پس حانث نہوگا مگر ایک ہی مرتبہ اور دوم بمعنے متےٰ ہے کہ اسمین بھی ایک ہی مرتبہ حانث ہوگا اور سوم مثل دوم کے ہے اور دونوں کے معنے ایک ہیں اور چہارم و پنجم مین بھی ایک ہی مرتبہ حانث ہوگا اسواسطے کہ یہ لفظ بمعنے کل کے ہے اور یہی صحیح ہے اور ششم بمعنے کلما ہے پس ہر بار وہ حانث ہوگا یہ محیط سرخسی میں ہے۔ اور رہا لفظ کہ جیسے کہا کہ زن او طالقہ است کہ این کار می کند پس اگر عرف میں اس سے تعلیق کے معنے نہ لیے جاتے ہوں تو طلاق فے الحال واقع ہوگی اسواسطے کہ یہ تحقیق ہے اور اگر اُن لوگوں نے تعلیق فقط اسی لفظ سے اپنے عرف و محاورہ میں رکھی ہو تو جبتک شرط نہ پائی جاوے طلاق واقع نہ ہوگی۔ اور اگر انکے عرف میں تعلیق اس لفظ سے بھی ہو اور صریح حرف شرط سے بھی معروف ہو تو فضلیؒ نے اپنے فتاوےٰ میں ذکر کیا ہے کہ یہ طلاق فے الحال واقع ہوگی اور ہمارے بعضے مشائخ نے فرمایا کہ نہ واقع ہوگی اور یہی اصح ہے یہ محیط میں ہے۔ اور اگر قسم کھانے کے بعد ملک زائل ہو جاوے مثلاً عورت کو ایک یا دو طلاق دیدیں تو اس سے قسم باطل نہیں ہوتی ہے پھر اگر شرط ایسی حالت میں پائی گئی کہ ملک ثابت ہے تو قسم منحل ہوگی مثلاً عورت سے کہا کہ تو طالقہ ہے اگر تو اس دار میں داخل ہو پھر ایسی حالت میں داخل ہوئی کہ یہ اس مرد کی جورو تھی تو قسم منحل ہو جائیگی اور باقی نہ رہیگی اور اگر نکاح سے خارج ہو جانے کے بعد داخل ہوئی تو قسم منحل ہو جائیگی مثلاً اپنی عورت سے کہا کہ اگر تو دار میں داخل ہو تو تو طالقہ ہے پھر قبل وجود شرط کے اُسکو طلاق دیدی یہانتک کہ عدت گذر گئی پھر عورت دار میں داخل ہوئی تو قسم منحل ہوگی مگر طلاق کچھ نہ واقع ہوگی یہ کافی میں ہے۔ اور اگر اپنی جورو سے کہا کہ اگر تو دار میں داخل ہو تو تو طالقہ بسہ طلاق ہے پھر قبل دخول دار کے عورت کو ایک یا دو طلاق دیدیں پھر عورت نے کسی دوسرے شوہر سے نکاح کیا جس نے اُس سے دخول کیا پھر اسکی طلاق کے بعد شوہر اول کے نکاح میں آئی پھر دار میں داخل ہوئی تو امام ابو حنیفہؒ و امام ابو یوسفؒ کے قول کے موافق اسپر تین طلاق واقع ہونگی یہ بدائع میں ہے۔ اور اگر اپنی عورت پر تین طلاق یا کم کی تعلیق کی ہو تو پھر تین طلاق کی تنجیز اس تعلیق کو باطل کر دیتی ہے مثلاً تین طلاق یا کم کی تعلیق کی اور کہا کہ اگر تو دار میں داخل ہو تو تجھے تین طلاق ہیں پھر اس شرط کے پائے جانے سے پہلے اس عورت کو تین طلاق

ف یعنے فرد و مجموع دونوں کو شامل ۱۲ منہ ف قولہ لفظ اقول یہ عجیب محاورہ ہوگا ۱۲ ف قال المترجم ہمارے محاورہ میں واقع نہیں ہوگی ورنہ ایسا عرف ہے اور فارسی زبان میں بھی یہ محاورہ نہیں ہے اور اگر تعلیق کا محاورہ ہو تو بھی این کار میکند تنجیز ہے نہ تعلیق پس واقع ہوگی اور شاید کہ اصل میں بکند ہوگا ۱۲ ف یعنے ایک عقد میں ۱۲ م ف اول مرتبہ ۱۲ ف مثلاً یہ مراد ہو کہ لکھنؤ کی ہر عورت سے ۱۲ ف للعف اگر تو دار میں داخل ہو ۱۲ م ف اور کل میں یکبار حنث ہے ۱۲ ف

فی الحال دیدین پھر یہ عورت بعد حلالہ کرانیکے اُسی شوہر کے نکاح مین آئی پھر شرط پائی گئی تو کچھ بھی واقع نہوگی یہ شرح نقایہ برجندی مین ہے۔ اور جیسے تنجیزاً تین طلاق دینے سے تعلیق طلاق باطل ہوجاتی ہے اسیطرح شوہر کے دار الحرب[۱] مین جا ملنے سے بھی امام اعظمؒ کے نزدیک باطل ہوجاتی ہے مگر اسمین صاحبینؒ کا خلاف ہے چنانچہ اگر شوہر کے دار الحرب مین جا ملنے کے بعد عورت مذکورہ عدت ہی مین اس دار مین داخل ہوئی تو اسپر طلاق نہ پڑیگی اور اسمین صاحبینؒ کا خلاف ہے۔ اور اس خلاف کا فائدہ یہ ہے کہ اگر مرد مذکور تائب[۲] مسلمان ہوکر دار الحرب[۳] سے واپس آیا اور اس عورت[۴] سے دوبارہ نکاح کیا تو امام اعظمؒ کے نزدیک یہ نکاح تکمیل[۱] ہے کہ تعداد طلاق یعنے تین مین سے کچھ کمی نہ ہوگی اور صاحبینؒ کے نزدیک نقصان[۲] ہوسکتا ہے یہ فتح القدیر مین ہے۔ دوسری فصل کلمہ کل وکلما سے تعلیق طلاق کرنے کے بیان مین۔ اگر ایک شخص نے کہا کہ ہر بار جب مین اس دار مین داخل ہون تو میری جورو کو طلاق ہے حالانکہ اُسکی چار جورو ہین پھر یہ شخص اس دار مین چار مرتبہ داخل ہوا اور کسی جورو کو معین نہین کر چکا ہے تو ہر بار مین ایک طلاق واقع ہوگی پس چاہے ان طلاقون کو سب پر متفرق کردے اور چاہے ایک ہی پر جمع کردے اور اگر کہا کہ ہر بار جب تو اس دار مین داخل ہوئے پس ہر بار کہ تو فلان سے کلام کرے تو تو طالقہ ہے تو دوسری قسم معلق بدخول ہوگی پس جبکہ وہ عورت دار مین داخل ہوگی تب دوسری قسم منعقد ہوگی پھر جب فلان سے تین بار کلام کریگی تب تین طلاق سے طالقہ ہوگی یہ بحر الرائق مین ہے۔ اگر ایک مرد نے دو مردون سے کہا کہ ہر بار کہ مین تمہارے پاس کھانا کھاؤن تو میری جورو طالقہ ہے پھر اُسنے ایک روز انہین سے ایک کے پاس کھانا کھایا اور دوسرے روز دوسرے کے پاس کھایا تو اُسکی جورو پر تین طلاق پڑجائینگی اسواسطے کہ جب اُسنے اول کے پاس کھانا کھایا اور تین لقمہ کھائے یا زیادہ کھلائے تو گویا اُسکے پاس تین مرتبہ کھانا کھایا اور جب دوسرے کے پاس کھانا کھایا تو گویا اُسکے پاس بھی تین مرتبہ کھایا پس دونون کے پاس تین مرتبہ کھانا کھانا پایا گیا اور انکے پاس ہر بار کھانا شرط وقوع طلاق[۱] واحد ہے اور اسیطرح اگر دونون مین سے ایک سے کہا کہ ہر بار کہ مین نے تیرے پاس کھایا یا ہم اسکے پاس کھایا تو میری جورو طالقہ ہے تو اسمین بھی یہی حکم ہوگا جو ہم نے بیان کیا ہے یہ محیط مین ہے۔ ایک شخص نے اپنی جورو سے کہا کہ ہر بار جب مین اچھی بات کہون تو تو طالقہ ہے پھر بولا کہ سبحان اللہ والحمد للہ ولا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر تو عورت پر ایک طلاق واقع ہوگی اور اگر اُسنے یون کہا کہ سبحان اللہ الحمد للہ لا الٰہ الا اللہ اللہ اکبر تو عورت پر تین طلاق واقع ہونگی یہ خلاصہ مین ہے۔ ایک شخص نے اپنی دو جورؤن سے جنکے ساتھ دخول کرلیا ہے یا نہین کیا ہے یا ایک سے دخول کیا ہے نہ دوسری سے یون کہا کہ ہر بار جب مین تمھاری طلاق کی قسم کھاؤن تو تم دونون مین سے ایک طالقہ ہے یا کہا کہ ایک تم دونون کی طالقہ ہے اور مکرر دو مرتبہ کہا تو کچھ واقع نہ ہوگی اور اگر تیسری مرتبہ کہا تو یہ کتاب مین مذکور نہین ہے اور مشائخ نے فرمایا کہ واقع نہ ہوگی الا اگر اُسنے دو مرتبہ کہی[۵] ہر مرتبہ کی طلاق

[۱] تکمیل یعنے بالکل جدائی کے بعد جدید نکاح سے پوری تین طلاق کا اختیار حاصل ہوا اور پہلے نکاح کی کمی معدوم ہوگئی ۱۲ انسب ہے ۱۲ [۲] مثلاً پہلے ایک ایک طلاق دیدی ہو تو اب دو کا مالک ہوگا ۱۲ منہ [۳] مرتد ہوکر ۱۲ [۴] توبہ کرکے ۱۲ [۵] پس تین بار سے تین طلاق واقع ہونگی ۱۲ [۶] للعدہ بدون علف ۱۲

واحدہ کے سوائے تیسری مرتبہ مین طلاق واحدہ مراد لی تو ایسی صورت مین ان دونون کی طلاق پر قسم کھانیوالا ہوجائیگا پس ایک قسم اول مین حانث ہوجائیگا اور اگر یون کہا کہ ہر بار جب مین نے قسم کھائی تم دونون مین سے ایک کے طلاق کی تو یہ عورت طالقہ ہے ہر بار کہ قسم کھائی مین نے تم دونون مین سے ایک کے طلاق کی تو تم مین سے ایک طالقہ ہے تو ایک طلاق واقع ہوگی اور اختیار بیان کہ یہ کون عورت مطلقہ ہوئی شوہر کو ہے۔ اور اگر یون کہا کہ ہر بار کہ مین نے قسم کھائی تم دونون مین سے ایک کے طلاق کی تو ایک تم مین سے طالقہ ہے ہر بار کہ مین نے قسم کھائی تم دونون سے ایک کے طلاق کی تو وہ[1] طالقہ ہے تو دو طلاق واقع ہونگی اور اختیار شوہر کو ہوگا چاہے دونون طلاق کو ایک ہی پر ڈالے اور چاہے دونون پر تقسیم کرے۔ اور اگر شوہر کی ایک مدخولہ ہو اور دوسری مدخولہ نہو پس اُسنے کہا کہ ہر بار کہ مین نے تم دونون کے طلاق کی قسم کھائی تو تم دونون طالقہ ہو اور اسکو تین مرتبہ کہا تو پہلی قسم منعقد ہوکر دوسری قسم سے منحل ہوگی پس ہر ایک پر ایک ایک طلاق واقع ہوگی اور تیسری قسم مدخولہ کے حق مین منعقد ہوگی اور دوسری قسم تیسری قسم سے منحل نہ ہوگی کیونکہ شرط تمام نہین ہے یعنے دونون کے طلاق کی قسم پائی نہ گئی۔ اور اگر غیر مدخولہ سے نکاح کرکے اُس سے کہا کہ اگر مین دار مین داخل ہون تو تو طالقہ ہے تو دوسری و پہلی قسم منحل ہوگی اور دونون مین سے ہر ایک پر دو طلاق واقع ہونگی اسواسطے کہ تیسری دفع مدخولہ کے حق مین قسم کھانے پر کچھ شرط موجود تھی اور اب شرط پوری ہوگئی پس دونون مین سے ہر ایک بسہ طلاق بائنہ ہوجائیگی۔ اور اگر اُسنے غیر مدخولہ سے نکاح نہ کیا ولیکن اس سے یہ کہا کہ اگر مین نے تجھ سے نکاح کیا اور تو دار مین داخل ہوئی تو تو طالقہ ہے تو قسم صحیح ہوگی اور پہلی و دوسری قسم منحل ہوجاوینگی لیکن مدخولہ اسکی ملک مین ہے پس بسہ طلاق بائنہ ہوگی اور غیر مدخولہ اسکی ملک مین نہین ہے پس اسکے حق مین قسم لغو ہوگی اور اول و دوم دونون منحل تو ہونگی مگر کچھ جزا مترتب نہوگی لیکن قسم بکلمہ ہر بار منعقد ہوگی اور اثر انحلال ظاہر نہوا پس دونون قسمین باقی رہینگی پھر جب اسکے بعد اُس سے نکاح کیا اور اُسکی طلاق کی قسم کھائی تو اسپر دو طلاق واقع ہونگی۔ اور اگر اُسنے مدخولہ سے کہا کہ جب مین تجھ سے نکاح کرون تو تو طالقہ ہے تو صحیح نہ ہوگی اسواسطے کہ وہ بائنہ موجود ہے لیکن اگر یون کہا کہ جب مین تجھ سے بعد تیرے دوسرے شوہر سے نکاح کرنیکے نکاح کرون تو تو طالقہ ہے تو ایسی قسم صحیح ہوگی اسواسطے کہ اسمین اضافت بجانب ملک ہے یہ شرح جامع کبیر حصیری مین ہے اور اگر اُسنے اپنی کئی عورتون مین سے ایک سے کہا کہ ہر بار کہ مین نے تیری طلاق کی قسم کھائی تو باقیات طالقات ہین پھر دوسری عورت سے بھی ایسا ہی کلام کیا پھر تیسری سے بھی یہی کہا تو تیسری و چوتھی عورت تین تین طلاق سے طالقہ ہوجاوینگی اور دوسری عورت پر دو طلاق اور پہلی پر ایک طلاق واقع ہوگی اسواسطے کہ دوسرے کلام سے وہ پہلی عورت کے طلاق کی قسم کھانے والا ہوا اور تیسرے کلام سے پہلی و دوسری طلاق کی قسم کھانیوالا ہوا ہے۔ اور اگر بجائے لفظ ہر بار کے لفظ جب ہو تو تیسری و چوتھی عورت مین سے ہر ایک پر دو دو طلاق واقع ہونگی اور اول و دوم مین سے ہر ایک پر ایک طلاق واقع ہوگی یہ عتابیہ مین ہے۔ اور اگر کسی

---

[1] قولہ وہ یعنے تو عورت طالقہ ہے اور یہ ضمیر ہے اسم اشارہ نہین ہے ۱۲ ع یعنے دو سے زیادہ چار تک ۱۲

مرد نے کہا کہ ہر عورت میری عورتوں میں سے جو دار میں داخل ہو پس یہ طالقہ ہے اور فلانہ تو فلانہ مذکورہ سے فی الحال طالقہ ہو جائیگی اور اگر اسکی عدت میں وہ دار میں داخل ہوئی تو دوسری طلاق بھی اسپر واقع ہوگی یہ منتقی میں مذکور ہے اور شیخ ابو الفضل رح نے فرمایا کہ یہ حکم اسکے خلاف ہے جو جامع میں مذکور ہے یہ ذخیرہ میں ہے۔ نوازل میں ہے کہ شیخ نصیر رح نے فرمایا کہ میں نے حسن بن زیاد رح سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے اپنی جورو سے یوں کہا کہ ہر بار کہ میں داخل ہوں اس دار میں ایک دفعہ داخل ہونا تو تو طالقہ ہے ہر بار کہ میں اس دار میں دو دفعہ داخل ہوں تو تو طالقہ ہے پھر اس دار میں دو دفعہ کا داخل ہونا اس سے عمل میں آیا تو حسن بن زیاد نے فرمایا کہ عورت مذکورہ پر تین طلاق واقع ہونگی یہ تاتارخانیہ میں ہے اور اگر اسنے دو عورتوں سے کہا کہ ہر بار کہ میں نے تم دونوں سے نکاح کیا پس تم دونوں طالقہ ہو پھر اسنے ایک سے ایکبار اور دوسری سے دو بار نکاح کیا تو دونوں ایک ایک طلاق سے طالقہ ہونگی لیکن اگر اول سے بھی دوبارہ نکاح کیا تو دونوں پر ایک ایک طلاق دوسری بھی واقع ہوگی اور اگر کہا کہ ہر بار کہ میں نے دو عورتوں سے نکاح کیا پس دونوں طالقہ ہیں پھر اسنے تین عورتوں سے نکاح کیا تو سب پر طلاق پڑ جائیگی اسواسطے کہ ہر ایک کے حق میں یہ بات پائی گئی کہ اسنے دو عورتوں سے نکاح کیا ہے اور یہی شرط تھی اور اگر اسنے کہا کہ ہر بار کہ میں نے تم دونوں کے پاس کھایا پس میری جورو طالقہ ہے پھر اسنے ہر ایک کے پاس تین لقمہ کھائے تو اسکی عورت پر تین طلاق واقع ہونگی یہ عتابیہ میں ہے۔ اور اگر کہا کہ میری ہر عورت وہر بار کہ میں نے کسی عورت سے تیس برس تک نکاح کیا پس وہ طالقہ ہے اگر میں اس دار میں داخل ہوں اور اس شخص کے نکاح میں ایک عورت ہے پھر اسنے دوسری عورت سے نکاح کیا پھر اسنے ان دونوں کو طلاق دیدی پھر ان دونوں سے دوبارہ نکاح کیا پھر دار میں داخل ہوا تو دونوں میں سے ہر ایک پر تین طلاق واقع ہونگی جنمیں سے ایک طلاق بایقاع[1] اور دو بحلف واقع ہونگی اور اگر اسنے دونوں کو طلاق دینے کے وقت دونوں سے نکاح نہ کیا ہو یہانتک کہ دار میں داخل ہو گیا پھر دونوں سے نکاح کیا تو ہر ایک بسبب اسکے حانث ہو جانے کے مطلقہ بیک طلاق ہو جائیگی یہ محیط میں ہے۔ اور اگر کسی نے کہا کہ کلما دخلت ہذہ الدار وکلمت فلانا ثم[2] او فکلمت فلانا فامرأۃ من نسائی طالق یعنے ہر بار کہ میں اس دار میں داخل ہوا اور میں نے فلان سے کلام کیا یا پھر[3] میں نے فلان سے کلام کیا تو میری عورتوں میں سے ایک عورت طالقہ ہے پھر یہ شخص دار میں کئی مرتبہ داخل ہوا اور فلان سے اسنے ایک ہی دفعہ کلام کیا تو عورت پر ایک ہی طلاق واقع ہوگی۔ اور اگر یوں کہا کہ ہر بار کہ میں اس دار میں داخل ہوا اور اگر میں نے فلان سے کلام کیا تو تو طالقہ ہے۔ پھر وہ دار میں تین مرتبہ داخل ہوا اور فلان سے اسنے ایک ہی دفعہ کلام کیا تو عورت پر تین طلاق واقع ہونگی۔ اور اگر کہا کہ ہر بار کہ میں نے کسی عورت سے نکاح کیا اور میں دار میں داخل ہوا تو وہ طالقہ ہے پھر ایک عورت سے تین مرتبہ نکاح کیا اور دار میں ایک ہی دفعہ داخل ہوا تو ایک ہی طلاق واقع ہوگی اور اگر

---

[1] بایقاع یعنے ایک طلاق تو واقع کرنے سے پڑی اور دو طلاق بوجہ قسم کے پڑیں ۱۲ [2] قولہ اور یہی اصل میں ہے اور بظاہر لفظ واو ہے ۱۲ [3] قال المترجم قولہ نیز واضح رہے کہ پس کا ترجمہ یہاں اولی نہیں ہے اسواسطے کہ پس ہمارے محاورہ میں تعقیب ہے مع التفریع فتامل فیہ ۱۲ منہ

دوبارہ داخل ہوا تو دوسری طلاق واقع ہوگی اور اگر تیسری بار داخل ہوا تو تین طلاق واقع ہونگی - اور اسکی نظیر یہ مسئلہ ہی کہ اگر اپنی جورو سے کہا کہ ہر بار کہ مین نے چھوہارا اور اخروٹ کھایا تو تو طالقہ ہی پھر اُسنے تین چھوہارے اور ایک اخروٹ کھایا تو ایک ہی طلاق واقع ہوگی اور اگر دوسرا اخروٹ کھایا تو دوسری طلاق اور اگر تیسرا اخروٹ کھایا تو تیسری طلاق بھی واقع ہوگی یہ شرح تلخیص الجامع الکبیر مین ہی - ابن سماعہؒ کہتے ہین کہ مین نے امام ابویوسفؒ کو فرماتے سنا کہ اگر کسی شخص نے کہا کہ ہر بار کہ تو اس دار مین داخل ہوئی پس ہر بار کہ تو نے فلان سے کلام کیا تو تو طالقہ ہی تو یہ امر دونون باتون پر ہوگا اور لفظ تو جو ترجمہ فا ہی جزا پر داخل ہی پس اگر عورت مذکورہ ابتدا کرکے تین بار دار مین داخل ہوئی پھر اُسنے ایکبار فلان سے کلام کیا تو اسپر تین طلاق واقع ہونگی اور اگر وہ دار مین ایک دفعہ داخل ہوئی پھر اُسنے تین دفعہ فلان سے کلام کیا تو بھی اُسپر تین طلاق واقع ہونگی یہ بدائع مین ہی - اور اگر مرد نے کہا کہ ہر بار کہ مین دار مین داخل ہوا پس تو طالقہ ہی اگر مین نے فلان سے کلام کیا پھر مرد مذکور دار مین چند مرتبہ داخل ہوا اور پھر چند ہی مرتبہ اُسنے فلان سے کلام کیا تو سب قسمو نمین حانث[1] ہوگا - اور اگر کہا کہ ہر بار کہ مین نے عورت[2] سے نکاح کیا تو وہ طالقہ ہی اگر وہ دار مین داخل ہوئی پھر عورت[3] سے چند مرتبہ نکاح کیا اور وہ دار مین ایک مرتبہ داخل ہوئی تو بسبب طلاق طالقہ ہوجائیگی یہ بحر الرائق مین ہی - اور اگر کسی نے کہا کہ ہر عورت کہ مین اس سے نکاح کرون کبھی فلان قریہ مین تو وہ طالقہ ہی پھر اُسنے اُس گانون کی ایک عورت کو باہر نکالکر اُس سے نکاح کیا تو وہ مطلقہ نہوگی اور اسیطرح اگر اس عورت کو باہر نہ نکالا مگر دوسری جگہ سوائے اس گانون کے اُس سے نکاح کیا تو بھی یہی حکم ہی - اور اگر یون کہا کہ ہر عورت کہ مین اس سے نکاح کرون اس گانون مین سے تو وہ طالقہ ہی پھر اُسنے اُس گانون کی ایک عورت سے نکاح کیا تو چاہے جہان نکاح کرے حانث ہوگا یہ فتاوے قاضیخان مین ہی - اور اگر یون کہا کہ کل امرأة لی تکون ببخارا فہی طالق ثلثا ہر میری عورت جو بخارا مین ہوگی وہ بسہ طلاق طالقہ ہی تو صحیح یہ ہی کہ اس کلام سے یہ مراد رکھی جائیگی کہ جس عورت سے وہ بخارا مین نکاح کرے وہ طالقہ ہوگی اور اسی سے مشائخ نے فرمایا کہ اگر اُسنے سوائے بخارا کے دوسری جگہ کسی عورت سے نکاح کیا پھر اُسکو بخارا مین لے آیا اور خود اُسکے ساتھ بخارا مین رہا تو وہ مطلقہ نہوگی اور یہی صحیح ہی یہ خلاصہ مین ہی - ایک شخص کی ایک غیر مدخولہ عورت ہے اُسنے کہا کہ ہر میری جورو اور ہر عورت کہ جس سے تیس سال تک نکاح کرون وہ طالقہ ہی اور اگر مین دار مین داخل ہون پھر اُسنے ایک عورت سے نکاح کیا اور اُسکو طلاق دیدی اور پہلی عورت کو بھی طلاق دیدی پھر ان دونون سے تیس سال کے اندر نکاح کیا پھر دار مین داخل ہوا تو پہلی جورو قسم کیوجہ سے بہ دو طلاق طالقہ ہوگی سوائے اس طلاق کے جو اُسکو بہ تنجیز دیدی تھی پس جملہ اسپر تین طلاق پڑینگی اور رہی جدیدہ پس اسپر سوائے اس طلاق کے جو اُسکو بہ تنجیز دیدی تھی ایک طلاق بوجہ قسم کے واقع ہوگی چنانچہ جملہ دو طلاقون سے مطلقہ ہوگی - اور اگر مرد مذکور بعد ان دونون کے اول

[1] قال المترجم ہمارے عرف مین جو عورت اسکے پہلے سے بخارا مین نکاح کی ہوئی موجود ہو وہ بھی بنابر مختار مذکور کے مطلقہ ہوگی وار جو ان یکون ہکذا فی اسلوب العربیة ایضا ۱۲ منہ [2] اپنی جورو سے ۱۲ م [3] یعنے ہر بار حانث ہوگا ۱۲ م [4] اور عورت مطلقہ ہوجائیگی ۱۲ م

مرتبہ طلاق دینے کے دار مین داخل ہوا پھر ان دونون سے نکاح کیا تو عورت قدیمہ نکاح کرتے ہی بوجہ قسم حانث ہونیکے بیک طلاق طالقہ ہوگی اگرچہ اُسکے حق مین انعقاد دو قسمون کا ہوا ہی ایک قسم تزوج دوم قسم کو ان لیکن قسم کون بلا جزار ہوگی پس نفس تزوج کیوجہ سے ایک طلاق واقع ہوگی اور رہی جدیدہ سو اسپر حانث ہونے کیوجہ سے کوئی طلاق واقع نہ ہوگی یہ محیط مین ہی۔ اور اگر کہا کہ ہر عورت جس سے مین نکاح کرون پس وہ طالقہ ہی اور فلانہ یعنے اپنی ایک موجودہ جورو کا نام لیا یا یون کہا کہ ہر میری جورو جو دار مین داخل ہو وہ طالقہ ہے اور فلانہ تو فلانہ مذکورہ فے الحال طالقہ ہوجائیگی اور اُسکے حق مین انتظار تزوج و دخول دار نہوگا پھر اگر اسکے بعد اس عورت سے نکاح کیا یا یہ دار مین داخل ہوئی حالانکہ یہ عدت طلاق مین ہی تو اسپر دوسری طلاق واقع ہوگی یہ ظہیریہ مین ہی۔ اور اگر کہا کہ ہر عورت جس سے مین کبھی نکاح کرون یا کہا کہ تیس سال تک نکاح کرون وہ طالقہ ہے اگر مین نے فلان شخص سے کلام کیا پھر اُسنے اس مدت کے اندر قبل فلان سے کلام کرنے کے ایک عورت سے نکاح کیا اور ایک عورت سے بعد فلان سے کلام کرنے کے نکاح کیا تو جس سے اس مدت کے اندر نکاح کیا ہے وہ طالقہ ہوگی۔ اور اگر قسم موقت نہو یعنے اسمین کوئی وقت ہمیشہ کا یا تیس سال وغیرہ کا بیان نہ کیا ہو مثلاً یون کہا کہ ہر عورت جس سے مین نکاح کرون وہ بسہ طلاق طالقہ ہی اگر مین نے فلان سے کلام کیا پھر ایک عورت سے فلان سے کلام کرنے سے پہلے نکاح کیا اور ایک عورت سے فلان سے کلام کرنے کے بعد نکاح کیا تو جس سے کلام کرنے کے بعد نکاح کیا ہی وہ مطلقہ نہوگی۔ اور اگر یون کہا کہ اگر مین نے فلان سے کلام کیا تو جو عورت کہ مین اُس سے نکاح کرون وہ طالقہ ہی تو جس عورت سے قبل کلام کرنے کے نکاح کرے وہ طالقہ نہوگی خواہ قسم مطلق ہو یا موقت ہو۔ اور اگر اُسنے ایسی عورت کے طلاق کی نیت[ا] کی ہو جس سے قبل فلان سے کلام کرنیکے نکاح کیا ہی تو اسکی نیت صحیح ہوگی یہ فتاوے قاضیخان مین ہی۔ اور اگر یون کہا کہ ہر عورت جس سے مین نکاح کرون اگر مین دار مین داخل ہون تو وہ طالقہ ہی پس جس سے قبل دخول کے نکاح کیا ہی تو داخل ہونے سے[۲] مطلقہ نہوگی اور جس سے بعد داخل ہونیکے نکاح کیا ہی وہ مطلقہ ہوگی اور داخل ہونا بھی انعقاد قسم کی شرط قرار دیا جائیگا اور شرط اول شرط حنث ہوگی اور تقدیر کلام یون ہی کہ اگر مین دار مین داخل ہوا تو ہر عورت جس سے مین نکاح کرون وہ طالقہ ہی۔ اور اگر کہا کہ ہر عورت جسکا مین مالک[۳] ہون وہ طالقہ ہی اگر مین دار مین داخل ہون یا داخل ہونے کی شرط کو مقدم بیان کیا تو یہ ایسی ہی عورتون کو شامل ہوگا جو اسکی ملک مین ہون اور انکو شامل نہ ہوگا جو بعد اُسکے نکاح مین آوینگی اور اگر اُسنے استقبال کی نیت کی تو تغلیظ کے طور پر اُسکی تصدیق کیجائیگی پس جو عورت اسکی ملک مین ہی وہ باعتبار ظاہر مفہوم کلام کے مطلقہ ہوگی اور جو آئندہ اُسکے نکاح مین آئی وہ اُسکے اقرار پر مطلقہ ہوگی یہ کافی مین ہی۔ اور نوادر ابن سماعہ مین امام ابو یوسفؒ سے روایت ہی کہ ایک شخص نے کہا کہ کل امرأۃ اتزوجہا

[ا] یعنے قسم اُسنے کھائی ہی اسکے یہ معنی مراد ہون کہ عورت منکوحہ اس کلام کرنیسے طالقہ ہوجاوے ہر چند کہ کلام سے پہلے نکاح کیا ہووے تو یہ نیت بھی صحیح ہی اور لفظ سے بھی نکلتی ہی ۱۲ م [۲] قال المترجم ہمارے عرف کے موافق اسمین نظر ہے ۱۲ منہ [۳] یعنے دخول دار ۱۲ ع [۴] وہ مطلقہ ہوجائیگی ۱۲ س [۵] دار مین داخل ہونیسے ۱۲ م [۶] یعنے میری منکوحہ ہی ۱۲ [۷] یعنے خالی استقبال ہی تنہا ہونے پر تصدیق نہوگی ۱۲ م

تشرب السویق فہی طالق او قال کل امرأة اتزوجہا تلبس المعصفر فہی طالق سلہ ہر عورت جس سے مین نکاح کرون کہ ستو کھاوے (یا ستو کھاتی ہو) وہ طالقہ ہے یا کہا کہ ہر عورت جس سے مین نکاح کرون کہ کسم کا رنگا ہوا پہنے (یا پہنتی ہو) وہ طالقہ ہی تو اس قول سے یہ مراد رکھی جائیگی کہ بعد نکاح کرنے کے وہ ستو کھاوے یا کسم کا رنگا ہوا کپڑا پہنے لیکن اگر اُس نے یہ نیت کی کہ قبل نکاح مین آنے کے ایسا کرتی ہو تو اُسکی نیت پر ہی یہ ذخیرہ مین ہی۔ اور اگر ایک عورت سے کہا کہ ہر عورت جس سے نکاح کرون جب تک تو زندہ ہی تو وہ طالقہ ہی پھر خاص اُسی عورت سے نکاح کیا تو حانث نہوگا اور یہ کلام اس عورت کے سوائے دوسری عورتون کے حق مین رکھا جائیگا اور اسیطرح اگر یہ کلام اپنی جورو سے کہا پھر اسکو طلاق بائن دیکر اُس سے نکاح کیا تو وہ مطلقہ نہوگی یہ فصول استروشنی مین ہی اور اگر اپنی جورو سے کہا کہ تیرے نام کی ہر عورت جس سے مین نکاح کرون وہ طالقہ ہی پھر اس جورو کو طلاق دیکر پھر اس سے نکاح کیا تو مطلقہ نہوگی اگرچہ قسم کے وقت اُسکی نیت بھی کی ہو جیسے اگر کہا کہ ہر عورت جس سے مین نکاح کرون سوائے تیرے وہ طالقہ ہی تو یہ عورت قسم مین داخل نہوگی اگرچہ نیت کی ہو۔ ایک شخص کی چار عورتین ہین اُسنے ایک جورو سے کہا کہ میری ہر جورو طالقہ ہی اگر تو اس دار مین داخل ہو پھر اُسکو ایک طلاق بائنہ دیدی پھر اپنی عدت کی حالت مین یہ عورت دار مین داخل ہوگئی تو سب عورتین مطلقہ ہوجاوینگی ایک شخص نے کہا کہ میری ہر جورو طالقہ ہی اور اُسکی نیت یہ ہے کہ جو اسوقت موجود ہے اور جو آئندہ اپنے نکاح مین لاویگا تو اس کلام سے طلاق ایسی جورو کے حق مین نہوگی جو آئندہ اُسکے نکاح مین آوے یہ فتاوے قاضیخان مین ہی۔ اور اگر کہا کہ میری ہر جورو طالقہ ہی اگر مین ایسا کرون حالانکہ اسکی کوئی جورو موجود نہین ہی اور اُسنے یہ نیت کی کہ جس عورت سے اسکے بعد نکاح کرے تو اُسکی نیت صحیح ہوگی جیسے یون کہا کہ ہر عورت جو میری جورو ہوگی اور یہی شمس الاسلام محمود اوزجندی کا قول ہی اور شیخ نجم الدین رحمہ اللہ نے فرمایا کہ نیت نہین صحیح ہے اور سید امام ابو شجاع بلخی نے فرمایا کہ ہم پہلے قول کو لیتے ہین یہ فصول استروشنی مین ہی۔ امام محمدؒ سے مروی ہے کہ اگر کسی نے اپنے والدین سے کہا کہ ہر عورت جس سے مین نکاح کرون جبتک تم دونون زندہ ہو تو وہ طالقہ ہی پھر دونون مرگئے تو قسم باطل ہوجائیگی اور یہی صحیح ہی یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اور اگر کہا کہ ہر عورت جو میرے نکاح مین داخل ہو وہ طالقہ ہی تو یہ بمنزلہ اس قول کے ہے کہ ہر عورت جس سے مین نکاح کرون وہ طالقہ ہی اور اسیطرح اگر کہا کہ ہر عورت جو میرے واسطے حلال ہو وہ طالقہ ہی تو بھی ایسا ہی ہی یہ خلاصہ مین ہی۔ ایک شخص جانتا ہے کہ مین نے یہ قسم کھائی تھی کہ ہر عورت جس سے مین نکاح کرون وہ طالقہ ہی مگر یہ نہین معلوم کہ وقت قسم کے وقت بالغ تھا یا نہ تھا پھر اُس نے ایک عورت سے نکاح کیا تو حانث نہوگا اسواسطے کہ اُسنے صحت قسم مین شک کیا ہی پس شک کے ساتھ حانث نہوگا یہ فتاوے قاضیخان مین ہے۔ اور اگر کہا کہ جبتک مین فاطمہ سے نکاح نکرون ہر عورت جس سے نکاح کرون وہ طالقہ ہی پھر فاطمہ مرگئی یا

سلہ قال فے الاصل پھر ایک معین کو ایک طلاق بائنہ دیدی تمام ۱۲ منہ رحمہ اللہ عــہ مترجم کہتا ہے کہ قول دوم کو لینا بنظر نفقہ اولی ہے ۱۲

غائب ہو گئی پس اُسنے دوسری عورت سے نکاح کیا تو درصورت فاطمہ کے غائب ہونیکے وہ مطلقہ ہو گی اور
درصورت مرجانے کے مطلقہ نہ ہو گی۔ اور اگر اپنی جورو سے کہا کہ ہر عورت جس سے مین نکاح کرون اُسکی طلاق
مین نے ایک درم کو تیرے ہاتھ فروخت کی پھر اُسنے ایک عورت سے نکاح کیا پھر اُسکی پہلی جورو نے اُس
دوسری کے نکاح کے آگاہی کے وقت بھی کہا کہ مین نے قبول کی یعنی بیع مذکور یا کہا کہ مین نے اس عورت کو
طلاق دی یا کہا کہ مین نے اسکی طلاق خریدی تو جس عورت سے نکاح کیا ہے وہ مطلقہ ہو جائیگی۔ اور اگر دوسری
عورت سے نکاح کرنے سے پہلے موجودہ جورو نے کہا کہ مین نے بیع قبول کی تو اسکا قبول کرنا صحیح نہین ہے
اسواسطے کہ یہ قبول قبل ایجاب ہے (بحر الرائق) اور اگر کہا کہ ہر عورت جس سے نکاح کیا ہے وہ طالقہ ہے پس
بنکاح فاسد ایک عورت سے نکاح کیا پھر بنکاح صحیح اس سے نکاح کیا تو وہ مطلقہ ہو جائیگی یہ فتاوے کبرے
مین ہے۔ اور ملتقط مین ہے کہ اگر کسی نے کہا کل امرأة اتزوجہا علیک فھی طالق یعنے علی رقبتک یعنے
ہر عورت جس سے مین نکاح کرون تجھپر وہ طالقہ ہے یعنے تیرے رقبہ[1] پر تو دوسری عورت سے نکاح کرنے پر
حانث نہوگا یہ تاتارخانیہ مین ہے۔ اور اگر کہا کہ ہر عورت جس سے مین نکاح کرون وہ طالقہ ہے پھر ایک فضولی
نے اُسکے ساتھ ایک عورت کا نکاح کر دیا اور اُسنے اپنے فعل سے نہ قول سے اُسکی اجازت دیدی جیسے
مہر بھیجدیا تو یہ مطلقہ نہوگی بخلاف اسکے اگر نکاح کے واسطے وکیل کیا تو مطلقہ ہو جائیگی اسواسطے کہ قول وکیل
اُسی کا قول ہوگا۔ اور منتقی مین ہے کہ اگر مین نے فلانہ سے نکاح کیا تو یہ طالقہ ہے اور اگر مین نے ایسے کو حکم کیا جو
میرے ساتھ اُسکا نکاح کر دے تو یہ طالقہ ہے پھر اُسنے ایک شخص کو حکم دیا جسنے اُسکے ساتھ اسکا نکاح کر دیا تو
مطلقہ ہو گی۔ اور اگر اُسنے خود اس سے نکاح کیا بدون اُسکے کہ کسی کو وکیل کرے تو مطلقہ نہوگی پھر اگر اسکے
بعد کسی کو حکم دیا کہ میرے ساتھ فلانہ عورت کا نکاح کر دے حالانکہ وہ اُسکے نکاح مین موجود ہے تو مطلقہ ہو جائیگی
اور اگر کہا کہ اگر مین نے فلانہ سے نکاح کیا یا کسی شخص کو حکم دیا کہ میرے ساتھ نکاح کر دے تو یہ طالقہ ہے پھر
کسی دوسرے کو حکم دیا جسنے اسکے ساتھ اسکا نکاح کر دیا تو مطلقہ نہوگی اور امام ابو یوسفؒ سے روایت ہے
کہ اگر کسی نے کہا کہ اگر مین نے فلانہ سے نکاح کیا یا اسکا خطبہ کیا تو وہ طالقہ ہے پھر اسکا خطبہ کیا پھر اس سے
نکاح کیا تو مطلقہ نہوگی اور اگر مسئلہ سابق مین قبل حکم دینے کے خود عورت سے نکاح کیا اور اس مسئلہ مین
قبل خطبہ کرنے کے نکاح کیا تو طلاق واقع ہو گی مثلاً دو گواہون کے حضور مین ابتداءً کہا کہ مین نے تجھ سے
ہزار درم پر نکاح کیا اور اُسنے قبول کیا تو مطلقہ ہو جائیگی یہ فتح القدیر مین ہے تیسری فصل کلمات اقرار وغیرہ
تعلیق طلاق کے بیان مین۔ اگر نکاح کی طرف طلاق کی اضافت کی تو نکاح کے پیچھے ہی طلاق واقع ہو گی مثلاً
کسی عورت سے کہا کہ اگر مین تجھ سے نکاح کرون تو تو طالقہ ہے یا کہا کہ ہر عورت جس سے نکاح کرون طالقہ ہے

---

[1] قال المترجم یعنے تیرا رقبہ اسکا مہر قرار دیکر نکاح کرون حالانکہ یہ عورت اسکی مالک نہین ہے کہ وہ مہر ہو سکے ۱۲ منہ [illegible] ہمارے عرف کے موافق اس
حکم مین تامل ہے ۱۲ م [illegible] سفر وغیرہ پردیس کو چلی گئی ۱۲ م [illegible] کہ ہنوز دوسری عورت ہی نہین ہے جسکی طلاق شوہر کے اختیار مین ہو ۱۲ م [illegible]

اور ایسی ہی لفظ اذا و متٰی یعنے جب کہ ساتھ کہا کہ جب نکاح کرون تو بھی یہی حکم ہی اور اسمین کچھ فرق نہین ہی خواہ اُسنے کسی شہر یا قبیلہ یا وقت کی تخصیص کردی ہو یا نہ کی ہو حکم یکسان ہی۔ اور اگر اُسکو شرط کی طرف مضاف کیا تو شرط کے پیچھے ہی اتفاقاً واقع ہو جائیگی مثلاً اپنی عورت سے یون کہا کہ اگر تو دار مین داخل ہو تو تو طالقہ ہی اور اضافت طلاق صحیح نہین ہی الا اس صورت مین کہ قسم کھانیوالا یا فعل مالک ہو یا ملک کی طرف مضاف کرے اور اگر کسی اجنبیہ عورت سے کہا کہ اگر تو دار مین داخل ہو تو تو طالقہ ہی پھر اُس عورت سے نکاح کیا پھر وہ دار مین داخل ہوئی تو مطلقہ نہوگی یہ کافی مین ہی۔ اور اگر یون کہا کہ ہر عورت جسکے ساتھ مین ایک فراش پر جمع ہون وہ طالقہ ہی پھر ایک عورت سے نکاح کیا تو وہ طالقہ نہ ہوگی۔ اور اگر کہا کہ نصف اس عورت کا جسکا تو میرے ساتھ نکاح کردے طالقہ ہی پھر اُسنے ایک عورت کا اُسکے ساتھ بدون اُسکے حکم کے یا اُسکے حکم سے نکاح کردیا تو مطلقہ نہ ہوگی اور اگر کسی عورت سے نکاح کیا برینکہ وہ طالقہ ہی تو طالقہ نہ ہوگی یہ فتح القدیر مین ہے واضح ہو کہ تعلیق بصریح شرط یعنے جبکہ حرف شرط کو ذکر کرے ایسی تعلیق عورت معینہ و غیر معینہ دونون کے حق مین موثر ہوتی ہے اور تعلیق بمعنے الشرط غیر معینہ کے حق مین کارآمد ہوتی ہی چنانچہ اگر کہا کہ جو عورت کہ مین اُس سے نکاح کرون وہ طالقہ ہی تو کارآمد ہی اور معینہ کے حق مین کارآمد نہین ہوتی ہی چنانچہ یہ قول کہ یہ عورت کہ جس سے مین نکاح کرونگا طالقہ ہی پھر اُس سے نکاح کیا تو طالقہ نہ ہوگی یہ معراج الدرایہ مین ہی۔ پھر واضح ہو کہ شرط اگر جزا سے متاخر ہو تو تعلیق صحیح ہی اگرچہ صرف فاء ذکر نہ کیا ہو بشرطیکہ شرط و جزا کے بیچ مین سکوت نہ آگیا ہو آیا تو نہین دیکھتا ہی کہ جسنے اپنی عورت سے کہا کہ تو طالقہ ہی اگر تو دار مین داخل ہو تو طلاق کا واقع ہونا دخول دار سے متعلق ہوگا اگرچہ حرف فا ذکر نہین کیا اسواسطے کہ شرط و جزا کے بیچ مین سکوت واقع نہین ہوا ہی۔ اور اگر شرط جزا پر مقدم ہو پس اگر جزا اسم ہو تو جزا کا تعلق شرط سے جب ہی ہوگا کہ جب حرف فا ذکر کیا ہو چنانچہ اگر کسی نے اپنی جورو سے کہا کہ ان دخلت الدار فانت طالق یعنے اگر تو دار مین داخل ہو تو تو طالقہ ہی اور اگر یون کہا کہ ان دخلت الدار انت طالق یعنے اگر تو دار مین داخل ہو تو طالقہ ہی تو طلاق فی الحال واقع ہوگی لیکن اگر اُسنے دعوے کیا کہ میری مراد یہ تھی کہ طلاق معلق بدخول ہو تو فیما بینہ و بین اللہ تعالے اُسکی تصدیق ہوگی مگر قضاءً تصدیق نہوگی قال المترجم اُردو مین اگرچہ اصل یہی ہی کہ حرف فا کا ترجمہ لفظ تو یا پس بولا جاوے لیکن بسا اوقات حذف کر کے بھی بولتے ہین اگرچہ جزا اسم ہو لہذا قضاءً بھی تصدیق ہونی چاہیے واللہ تعالے اعلم۔ اور اگر جزا فعل مستقبل یا فعل ماضی ہو تو جزا بدون حرف فا کے شرط سے متعلق ہوگی اور یہی اصل مبنی ہے اور اگر عورت سے کہا کہ اگر تو دار مین داخل ہو تو تو طالقہ ہو تو وہ فی الحال مطلقہ ہو جائیگی اور اگر اُسنے دعوے کیا کہ مین نے تعلیق کی نیت کی تھی تو ہرگز کسی طور سے اُسکی تصدیق نہوگی ایسا ہی جامع مین مذکور ہی اور بعضے مشائخ نے فرمایا کہ شوہر سے دریافت کیا جائیگا کہ تونے تعلیق کی

ل اقول ہماری بان مین یہ بالکل مہمل ہے پس صحیح وہی ہی جو جامع مین مذکور ہی ۲ یعنے لیس وغیرہ ۱۲ نقل ہو ۱۲ یعنے اُردو مین جو ذکر کیا ہی ۱۲

نیت کیونکر کی ہے پس اگر اُسنے کہا کہ باضمار حرف فاؔ تو اُسکی نیت کسیطرح صحیح نہوگی اور اگر اُسنے کہا کہ بتقدیم و تاخیر تو فیما بینہ و بین اللہ تعالے اُسکی نیت صحیح ہوگی اور اسیطرح اگر کہا کہ پس اگر تو دار مین داخل ہو تو طالقہ ہے تو فے الحال طالقہ ہوجائیگی اور اگر اُسنے تعلیق کی نیت کی تو فیما بینہ و بین اللہ تعالے اُسکی تصدیق کیجائیگی اور اسیطرح اگر کہا کہ تو طالقہ ہے اور اگر تو دار مین داخل ہو تو فے الحال طالقہ ہوگی اور قضاءً یا دیانۃً کسی طور پر اسکی تصدیق بدعوے تعلیق نہ ہوگی کہ مین نے تعلیق کی نیت کی تھی اور اگر اُسنے اس قول سے کہ انت طالق وان دخلت الدار سے بیان حال کی نیت کی یعنے یہ مراد لی کہ واؤ حالیہ ہے اور معنے یہ ہین کہ تو درحالت دخول دار کے طالقہ ہے تو اسکو امام محمدؒ نے ذکر نہین فرمایا اور شیخ ابو الحسن کرخی رحمہ سے نقل کیا جاتا ہے کہ اُنھون نے فرمایا کہ اُسکی نیت صحیح ہونی چاہیے اسواسطے کہ ایسی صورتون مین واؤ حال کے واسطے بولا جاتا ہے یہ محیط مین ہے وقال المترجم یہ مخصوص بعربیت ہے فارسی و اردو وغیرہ مین ایسا نہین ہے فافہم۔ اور اگر کہا کہ انت طالق ان۔ اور اس سے زیادہ کچھ نہ کہا تو امام محمدؒ کے قول مین فی الحال مطلقہ ہوجائیگی اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک نہوگی اور اسیطرح اگر کہا کہ انت طالق لولا۔ او الا او ان کان او ان لم یکن تو بھی امام ابو یوسفؒ کے نزدیک طالقہ نہوگی اور اسی کو محمد بن سلمہؒ نے اختیار کیا ہے یہ فتاوے قاضیخان مین ہے۔ اور اگر یون کہا کہ انت طالق دخلت یعنے تو طالقہ ہے تو داخل ہوئی سے فے الحال طلاق پڑیگی اسواسطے کہ اسمین تعلیق نہین ہے اور اگر کہا کہ انت طالق أن یعنے بفتح ہمزہ کہا تو طلاق فے الحال پڑجاویگی اور یہی جمہور کا قول ہے اور اگر کہا کہ ادخلی الدار و انت طالق یعنے تو دار مین داخل ہو درحالیکہ تو طالقہ ہے تو طلاق متعلق بدخول ہوگی اسواسطے کہ حال شرط ہے جیسے ادی الی الفا و انت طالق کہنے کی صورت مین یعنے مجھے ہزار درم ادا کرے درحالیکہ تو طالقہ ہے چنانچہ جبتک ادا نکرے طالقہ نہوگی یہ فتح القدیر مین ہے۔ اور اگر کہا کہ انت طالق ثم ان دخلت الدار تو فے الحال طلاق واقع ہوگی اور اگر اُسنے تعلیق کی نیت کی تو اُسکی نیت بالکل صحیح نہ ہوگی اور اگر اُسنے مقارنت کی نیت کی یعنے دخول دار کے مقارن طلاق واقع ہونے کی نیت کی تو عامہ مشائخ کے نزدیک یہ نیت بھی نہین صحیح ہے یہ محیط مین ہے۔ اور اگر اُسنے اپنی جورو سے کہا کہ تو طالقہ ہے اگر آسمان ہمارے اوپر ہو یا دن مین کہا کہ تو طالقہ ہے اگر یہ دن ہو یا رات مین کہا کہ تو طالقہ ہے اگر یہ رات ہو تو فے الحال طلاق پڑجاویگی اسواسطے کہ یہ تحقیق ہے تعلیق بشرط نہین ہے اسواسطے کہ شرط وہ ہوتی ہے جو بالفعل معدوم ہو ولیکن اسکے موجود ہونے کا خطر ہو بخلاف صورت مذکورہ کے کہ یہ موجود ہین اور اگر عورت سے کہا کہ اگر اونٹ سوئی کے ناکے سے نکل جاوے تو تو طالقہ ہے تو طلاق واقع نہوگی اسواسطے کہ اس شخص کی غرض اس کلام سے تحقیق نفی ہے کہ اُسکو ایک امر محال پر معلق

سلہ قال المترجم یہ اصل مقصود لکھنی چاہیے ورنہ بدون اسکے عقل کو خلجان ہوتا ہے ۱۲ منہ سلہ قال المترجم اگر کہا جاسکتا کہ یہ تعلیق بشرط نہین ہے جبکہ مقصود امر محال ہے اسواسطے کہ شرط وہ ہے جو بالفعل معدوم ہو مگر موجود ہونا محتمل ہو حالانکہ سوئی کے ناکے سے اونٹ نکلنا محال ہے تو طلاق فی الحال واقع ہونی چاہیے جواب یہ ہے کہ ایسی شرط پر معلق کیا جو محال ہے تو غرض اس سے یہ کہ نفی قطعی ہے پس طلاق محال ہے فافہم ۱۲ سلہ یعنے پہلے یا تو وغیرہ ۱۲ سلہ نہین سے کچھ لفظ کہا ۱۲ م سلہ تو طالقہ ہے پھر اگر تو دار مین داخل ہوئی ۱۲ سلہ ملی پہلی ۱۲ سلہ وجہ الاظہر الاتم ۱۲ سلہ موجود ہو

کیا ہی یہ بدائع مین ہی۔ ایک شخص نے اپنی جورو سے کہا کہ اگر تو مجھے وہ دینار جو تو نے میری تھیلی سے نکال لیا ہی واپس نہ کرے تو تو طالقہ ہی پھر معلوم ہوا کہ دینار مذکور اُسکی تھیلی مین موجود تھا تو اُسکی جورو پر طلاق واقع نہوگی یہ فتاوےٰ قاضیخان مین ہی۔ ایک شخص نشہ مین تھا اُسنے دروازہ بجایا مگر دروازہ کھولا نہ گیا پھر اُسنے کہا کہ اگر تو نے دروازہ اس رات کو نہ کھولا تو تو طالقہ ہی اور حال یہ ہی کہ اس دار مین کوئی نہ تھا پس رات گذر گئی اور دروازہ نہ کھلا تو اُسکی جورو پر طلاق واقع نہ ہوگی یہ نہر الفائق مین ہی۔ اور اگر اپنی جورو سے جو حائضہ ہی کہا کہ اگر تو حائضہ ہووے تو تو طالقہ ہی یا بیمار تھی اس سے کہا کہ اگر تو بیمار ہووے تو تو طالقہ ہی تو یہ آئندہ کے حیض و مرض پر قرار دیا جائیگا اور اگر اُسنے یہی حیض و مرض مراد لیا ہی تو اُسکی نیت کے موافق ہوگا۔ اور اگر یون کہا کہ اگر کل کے روز بھی تجھے حیض آوے تو تو طالقہ ہی حالانکہ اسکو معلوم ہی کہ یہ حائضہ ہی تو یہ قول اسی حیض کے واسطے قرار دیا جائیگا چنانچہ اگر حیض جاری رہا یہانتک کہ دوسرے روز کی صبح ہوگئی تو طالقہ ہوجائیگی بشرطیکہ یہ گھڑی تین روز پورے کرتی ہو یا تین سے زائد مین ہو۔ اور اگر اُسکو عورت کے حائضہ ہونیکا حال معلوم نہو تو یہ جدید از سر نو کل کے روز حیض آنے پر قرار دیا جائیگا۔ اسیطرح اگر عورت سے کہا کہ اگر تجھے بخار ہوجاوے حالانکہ اسکو بخار ہی یا کہا کہ اگر تیرے سر مین درد ہوجاوے حالانکہ اسکے درد سر ہی تو اسمین بھی ایسی ہی تفصیل ہی جو حیض و مرض مین مذکور ہوئی ہی۔ اور اگر اُسکی عورت صحت مین ہو پس اُس سے کہا کہ اگر تو چنگی ہوئی تو تو طالقہ ہی تو چُپ ہوتے ہی طلاق واقع ہوگی یعنے فی الحال واقع ہوگی اور اسیطرح اگر کہا کہ اگر تو بینا ہوئی یا کہا کہ اگر تو نے سُنا تو تو طالقہ ہی حالانکہ عورت مذکورہ دیکھتی و سُنتی ہے تو طلاق فی الحال واقع ہوگی۔ اور قیام و قعود و رکوب و سکنیٰ اگر ان چیزون کے ساتھ قسم کھائی تو انمین حانث ہونیکے واسطے یعنے طلاق پڑنے کے واسطے اتنا چاہیے کہ قسم کے بعد ایک ساعت تک ایسا پایا جاوے۔ اور رہا دخول و خروج تو قسم کے بعد پھر جو دخول یا خروج آئندہ پایا جاوے وہی مراد رکھا جائیگا۔ اور ایسا ہی حمل مین ہی چنانچہ اگر حاملہ سے کہا کہ اگر تو حاملہ ہوئی تو مراد وہ حمل رکھا جائیگا جو قسم کے بعد حادث ہو اور ایسا ہی مارنا دکھانا بھی آئندہ پر رکھا جائیگا جو قسم کے بعد پیدا ہووے یہ محیط مین ہی۔ اور اگر اپنی جورو سے کہا کہ انت طالق مالم تحیضی او مالم تحبلی یعنے تو طالقہ ہی جبتک تجھے حیض نہ آوے یا جبتک تجھے حمل نہو حالانکہ قسم کے وقت وہ حائضہ یا حاملہ ہی تو خاموش ہوتے ہی طلاق پڑجاویگی اور اگر اُسنے کہا کہ مین نے یہی حیض و حمل مراد لیا تھا جو بالفعل موجود ہی تو حیض کی صورت مین دیانۃً اُسکی تصدیق ہوگی اور حمل کی صورت مین بالکل تصدیق نہوگی یہ سراج الوہاج مین ہی۔ اور اگر کہا کہ تو طالقہ ہی جبکہ تو ایک روز روزہ رکھے تو جس روز روزہ رہے اُسدن غروب آفتاب ہوتے ہی طالقہ ہوجائیگی یہ کافی مین ہی۔ اور اگر یون کہا کہ جب تو روزہ رکھے پس عورت کی

سلہ مراد لیا یعنے اگر بالفعل تجھ میں یہ کیفیت موجود ہو ۱۲ سلہ یعنے یہی قیام و قعود وغیرہ مراد ہوگا مگر قسم سے ایک ساعت تک اگر ایسا ہی رہے تو طلاق پڑیگی ۱۲ م سلہ عورت کو کہا ۱۲ سلہ اسواسطے کہ تین روز سے کم حیض نہین ہوتا ہی ۱۲ م سلہ یعنے کا نونین سنا ۱۲ م سلہ کھڑا ہونا ۱۲ سلہ

نیت کے ساتھ روزہ ایک ساعت گذرا تو طالقہ ہو جائیگی یہ نہایہ میں ہے - اور اگر عورت سے کہا کہ جس وقت تو حائضہ ہو تو تو طالقہ ہے پھر اُسنے خون دیکھا تو جبتک تین روز تک برابر خون جاری نہ رہے تب تک طالقہ[1] نہو گی اسواسطے کہ جو خون تین روز سے پہلے ہی منقطع ہو جاوے وہ حیض نہیں ہوتا ہے پھر جب تین روز پورے ہوئے تو جس وقت سے اُسنے خون دیکھا ہے اُس وقت سے اُسکے طالقہ ہونیکا حکم دیا جائیگا یہ ہدایہ میں ہے - اور اگر عورت سے کہا کہ اذا حضت حیضۃ فانت طالق یعنے جب تجھکو حیض کامل آجاوے تو تو طالقہ ہے تو جبتک حیض منقطع ہو کر طہر میں داخل[2] نہو جاوے تب تک طالقہ[3] نہ ہو گی اور حیض منقطع ہو کر طہر میں داخل ہونا اس طور سے ہے کہ دس روز گذر جاویں اور طاہر ہو جاوے یا اگر خون برابر ودوام جاری ہو گیا تو دس روز پورے گذر جاویں یا اگر دس روز سے کم ہوں تو خون منقطع ہو کر غسل کرے یا خون ہونے کے ساتھ ایسی بات پائی جاوے جو قائم مقام غسل کر لینے کے ہے یہ غایۃ السروجی میں ہے - اور اگر عورت نے بعد دس روز کے کہا کہ میں حائضہ ہو کر طاہر ہو گئی اور مرد نے اُسکی تکذیب کی تو طالقہ[4] ہو گی - اور اگر ایک مہینہ گذرنے کے بعد اُسنے کہا کہ میں حائضہ ہو کر طاہر ہو گئی اور پھر اب میں حائضہ ہوں تو اُسکی خبر مقبول نہو گی اسواسطے کہ اُسنے اپنے وقت سے خبر کی تاخیر کر دی ہے پس اسوجہ سے متہم ہو گئی یہ کافی میں ہے - اور اگر کہا کہ اگر تو نصف حیضہ حائضہ ہووے تو تو طالقہ ہے تو طالقہ نہو گی جبتک حائضہ ہو کر طاہر[5] نہو جاوے اور اسیطرح اگر کہا جب تو تہائی حیضہ حائضہ ہو یا چھٹا حصہ ایک حیض کامل کا حائضہ ہو تو بھی یہی حکم ہے اور اگر کہا کہ جب تو نصف حیضہ حائضہ ہو تو تو طالقہ ہے پھر جب تو نصف حیضہ دیگر حائضہ ہو تو تو طالقہ ہے تو جب تک حائضہ ہو کر طاہر نہو جاوے وقوع طلاق کا حکم نہ دیا جائیگا پھر جب حائضہ ہو کر طاہر ہو گئی تو اُسپر دو طلاق واقع ہونگی یہ بدائع میں ہے - اور اگر کہا کہ جب تو نصف حیضہ حائضہ ہو تو تو طالقہ ہے اور جب تو بحیضہ کامل حائضہ ہو تو تو طالقہ ہے تو جب وہ حیض کے بعد طاہر ہو جائیگی تو معًا اسپر دو طلاق واقع ہونگی یہ جامع کبیر میں ہے - اور اگر کہا کہ اگر تو نصف یوم حائضہ ہو تو تو طالقہ ہے تو نصف ہی یوم کے حائضہ ہونے پر طلاق واقع ہو گی یہ عتابیہ میں ہے - اور اگر کہا کہ جب تو تمام دو حیض سے حائضہ ہو تو تو طالقہ ہے پھر اس عورت کو پہلا حیض اس مرد کی ملک میں نہیں آیا اور دوسرا اُسکی ملک میں آیا تو طلاق واقع ہو جائیگی اور اسیطرح اگر دوسرے حیض گذرنے و طاہر ہونے سے ایک ساعت پہلے اُسکے ساتھ نکاح کیا تو بھی یہی حکم ہے اور نیز اگر دس روز سے کم کی صورت میں خون منقطع ہو جانے کے بعد نکاح کیا اور ہنوز وہ نہیں نہائی تھی تو جب نہاویگی یا نماز کا وقت گذر جائیگا تو طالقہ ہو جائیگی یہ بحر الرائق میں ہے - اور اگر اپنی جورو سے کہا کہ جب تو بحیض کامل حائضہ ہو تو تو طالقہ ہے اور جب تو بدو حیض تمام حائضہ ہو تو تو طالقہ ہے پھر اُسکو دو حیض پورے آگئے تو اُسپر دو طلاق واقع ہونگی اور پہلا حیض تمام پہلے قول میں شرط[6] کامل ہو گا اور دوسرے قول میں شرط کا

---

[1] یعنے خون حیض دیکھتے ہی اُسپر طلاق پڑنے کا حکم نہ دیا جائیگا یہانتک کہ تین روز دیکھا جاوے ۱۲ [2] طالقہ کیونکہ قول یہاں قول عورت ہے ۱۲ [3] اسواسطے کہ بدون اسکے نصف و ثلث وغیرہ ہونا معلوم نہیں ہو سکتا ہے ۱۲ م [4] خواہ حقیقۃً یا حکمًا ۱۲ [5] پھر جب ایسا ہو جاوے طالقہ ہو گی ۱۲

جزا قرار دیا جائیگا۔ اور اگر یون کہا کہ جب تو بحیضہ تمام حائضہ ہو تو تو طالقہ ہے پھر جب تو بدو حیضہ تمام حائضہ ہو تو تو
طالقہ ہے پھر اس عورت کو ایک حیض پورا آیا تو اسپر پہلی قسم کیوجہ سے ایک طلاق واقع ہوگی پھر جبتک اسکے بعد
اسکو دو حیض تمام نہ آجاوین تب تک دوسری قسم کی وجہ سے طلاق واقع نہ ہوگی اسوجہ سے کہ لفظ پھر جو اُسنے
دونون قسمون کے بیچ مین کہا ہے اُسکے موافق عملدرآمد اسی طور سے ہے۔ اور اگر شوہر نے دعوے کیا کہ مین
نے اس سے پہلا مراد لیا تھا تو دیانۃً اسکی تصدیق ہو سکتی ہے قضاءً تصدیق نہ ہوگی۔ بقالی مین لکھا ہے کہ اگر
شوہر نے جورو سے کہا کہ جب تو حائضہ ہو تو تو طالقہ ہے پھر کہا کہ ہر بار کہ تو بدو حیض تمام حائضہ ہو تو تو طالقہ ہے
تو حیضہ اول کے شروع ہوتے ہی طلاق واقع ہوگی اور اسکے گذرنے اور اسکے بعد دوسرے حیض تمام ہونے
پر دوسری طلاق واقع ہوگی یہ محیط مین ہے۔ اگر شوہر و زوجہ نے وجود[1] شرط مین اختلاف کیا تو قول شوہر کا قبول
ہوگا لیکن اگر عورت نے گواہ قائم کیے تو عورت کا دعوے ثابت ہوگا۔ اور جو باتین ایسی ہین کہ وہ عورت
ہی کے قول سے معلوم ہو سکتی ہین تو عورت کا قول عورت ہی کے حق مین قبول ہوگا جیسے کہا اگر تو حائضہ ہو
تو تو و فلانہ طالقہ ہے یا کہا کہ اگر تو مجھے چاہتی ہے تو تو اور فلانہ طالقہ ہے پس عورت نے کہا کہ مین حائضہ ہوئی
یا مین تجھے چاہتی ہون تو فقط یہی عورت طالقہ ہو جاویگی لیکن حیض کے بارہ مین عورت کا قول جبھی مقبول
ہوگا کہ جب حیض موجود ہونے کی حالت مین اُسنے خبر دی ہو اور بعد منقطع ہو جانیکے اسکی خبر کی تصدیق نہوگی
اور اگر یون کہا کہ اگر تو بحیض تمام حائضہ ہو جاوے تو تو و فلانہ طالقہ ہے تو اس حیض کے بعد جو طہر آتا ہے اُس طہر مین
اُسکا قول قبول[2] ہوگا اسواسطے کہ وہی شرط ہے پس اس سے پہلے یا اسکے بعد قول قبول نہوگا۔ اور یہ حکم
اُسوقت ہے کہ شوہر نے اسکے قول کی تکذیب کی ہو اور اگر تصدیق کی تو اس عورت کے ساتھ اُسکی سوت بھی
طالقہ ہو جائیگی یہ تبیین مین ہے۔ اور یہ حکم بھی اُسیوقت ہے کہ اس عورت کے حائضہ ہونے کا علم نہ ہو فقط اسی عورت کی زبانی
ظاہر ہوا ہو اور اگر اسکے حائضہ ہونیکا علم یقینی ہو گیا تو اسکے ساتھ اسکی سوت بھی طالقہ ہو جائیگی یہ جوہرۃ النیرہ مین ہے
اور اگر عورت[3] سے کہا کہ اگر تو حائضہ ہو تو میرا غلام آزاد ہے اور تیری سوت طالقہ ہے پھر عورت نے کہا کہ مین حائضہ ہوئی
اور شوہر نے تکذیب کی تو طلاق و عتق ثابت نہوگا اور اگر شوہر نے اسکی تصدیق کی اور تین روز تک برابر خون
موافق عادت کے رہا تو غلام آزاد ہوگا اور جسوقت سے خون دیکھا ہے اُسیوقت سے اُسکی سوت پر طلاق پڑیگی
اور اس تین روز کے اول مین شوہر سے منع کر دیا جائیگا کہ اس عورت کی سوت سے وطی نہ کرے اور نہ اس غلام
سے خدمت لے اور اسیطرح اگر عورت کی سوت شوہر کی غیر مدخولہ ہو پس عورت کے اس قول کے بعد سوت نے
کسی دوسرے شوہر سے نکاح کر لیا پھر یہ خون تین روز رہا تو سوت کا نکاح مذکور جائز ہوگا اور تین روز سے پہلے
خون منقطع ہو جانے یا باقی رہنے مین عورت ہی کا قول قبول ہوگا چنانچہ اگر تین روز کے اندر اُسنے کہا کہ میرا خون
منقطع ہو گیا ہے اور شوہر نے اسکی تصدیق کی تو نہ غلام آزاد ہوگا اور نہ سوت پر طلاق پڑیگی اور سوت کے نکاح

---

[1] وجود یعنے شرط پائی گئی یا نہین پائی گئی ۱۲ [2] مگر مخصوص اسی عورت کے ساتھ ہوگا ۱۲ منہ [3] خواہ شوہر تصدیق کرے یا نہ کرے ۱۲

مذکور کا باطل ہونا ظاہر ہوگا اور اگر عورت نے[1] تین روز کے بعد دعوے کیا کہ تین روز کے اندر میرا خون منقطع ہوگیا ہے اور شوہر نے اسکی تصدیق کی مگر غلام نے اور سوت نے تکذیب کی تو قول غلام و سوت کا قبول ہوگا اور سوت کا نکاح صحیح ہوگا اور اگر اُسنے کہا کہ مین حائضہ ہوئی اور شوہر نے اُسکی تصدیق کی پھر عورت نے کہا کہ قبل خون کے طہر دس روز کا تھا تو اُسکے قول کی تصدیق[2] نہوگی۔ اور اگر عورت مذکورہ نے کہا کہ اب مین نے خون دیکھا پھر اسکے بعد دعوے کیا کہ اس خون سے پہلے طہر دس روز کا تھا تو تصدیق کیجائیگی۔ اور اگر شوہر نے کہا کہ اس خون سے پہلے تیرا طہر دس روز تھا اور عورت نے کہا کہ نہین بلکہ بیس روز تھا تو قول عورت کا قبول ہوگا یہ کافی مین ہے اور اگر اپنی دو عورتون سے کہا کہ جب تم حائضہ ہو تو تم طالقہ ہو پھر دونون نے کہا کہ ہم دونون حائضہ ہوے پس اگر شوہر نے دونون کی تصدیق کی تو دونون طالقہ ہوجاوینگی اور اگر دونون کی تکذیب کی تو دونون طالقہ نہونگی اور اگر اُسنے ایک کی تصدیق کی اور دوسری کی تکذیب کی تو جسکی تکذیب کی ہے وہ مطلقہ ہوگی اور جس کی تصدیق کی ہے وہ مطلقہ نہوگی اور وجہ یہ ہے کہ مکذبہ یعنے جسکی تصدیق نہین کی ہے اُسکے حق مین شرط کامل پائی گئی اسواسطے کہ دونون مین سے ہر ایک اپنے نفس کی مخبر اور اپنے سوت کے حق مین شاہد ہے اور اپنے حق مین اُسکی تصدیق ہوتی ہے اور غیر کے حق مین تکذیب ہوتی ہے پس جب شوہر نے اسکی تصدیق کی اور دوسری کی تکذیب کی تو جسکی تکذیب کی ہے اُسکے حق مین دونون شرطین پوری پائی گئین یعنے اپنے نفس کا اخبار اور سوت کے قول کی شوہر نے خود تصدیق کی اور رہی وہ عورت جسکی شوہر نے تصدیق کی ہے اُسکے حق مین دونون شرطون مین سے فقط ایک ہی بات پائی گئی ہے۔ اور اگر دونون سے کہا کہ جب تم بحیض کامل حائضہ ہو تو تم دونون طالقہ ہو یا کہا کہ جب تم ایک بچہ جنو تو تم طالقہ ہو تو یہ ایسے حیض پر قرار دیا جائیگا جو دونون مین سے کسی کی طرف سے پایا جاوے یا ایسے بچہ پر قرار دیا جائیگا جو دونون مین سے کسی سے پیدا ہو پھر جب دونون مین سے کسی نے کہا کہ مین حائضہ ہوئی پس اگر شوہر نے تصدیق کی تو دونون مطلقہ ہوجاوینگی اور اگر اُسکی تکذیب کی تو فقط یہی طالقہ ہوگی اُسکی سوت طالقہ نہوگی۔ اور اگر دونون مین سے ہر ایک نے کہا کہ مین حائضہ ہوئی تو دونون طالقہ ہوجاوینگی خواہ شوہر انکی تصدیق کرے یا تکذیب کرے یہ سراج الوہاج مین ہے۔ اور اگر تین عورتین ہون اور شوہر نے کہا کہ اگر تم سب حائضہ ہو تو سب طالقہ ہو پس سب نے کہا کہ ہم سب حائضہ ہوئے تو اسمین سے کوئی طالقہ نہوگی مگر ایسی صورت مین کہ شوہر انکی تصدیق کرے اور اسیطرح اگر انمین سے ایک کی تصدیق کی تو بھی یہی حکم ہے اور اگر اُسنے دو عورتون کی تصدیق کی ایک عورت کی تکذیب کی تو جسکو جھٹلایا ہے وہ طالقہ ہوجائیگی۔ اور اگر چار عورتین ہون اور مسئلہ کی باقی صورت یہی ہے تو کوئی طالقہ نہوگی الا اُس صورت مین کہ شوہر سب کی تصدیق کرے اور اسیطرح اگر ایک کی یا دو کی تصدیق کی تو بھی یہی حکم ہے۔ اور اگر تین عورتون کی تصدیق کی اور ایک کی تکذیب کی تو تصدیق کی ہوئی عورتون کے

[1] تصدیق نہوگی اسواسطے کہ حیض کا اقرار صحیح تھا تو یہ قول باطل ہے ورنہ وہ حیض نہوتا ہان اگر حیض نہین بلکہ فقط یہ کہے کہ مین نے خون دیکھا تو حیض نہین اور تصدیق بھی ہوگی ۱۲ [2] دوسرے شوہر سے ۱۲ [3] کہ ہم دونون حائضہ ہوئے ۱۲

سوا وہ ایک عورت جسکی تکذیب کی ہے وہ مطلقہ ہوجائیگی یہ تبیین مین ہے۔ اپنی چار عورتون سے کہاکہ اگر تم ایک حیض سے حائضہ ہو تو تم طالقہ ہو پھر انمین سے ایک نے کہاکہ مین ایک حیض سے حائضہ ہوگئی اور شوہر نے اسکی تصدیق کی تو سب طالقہ ہوجاوینگی۔ اور اگر شوہر نے کہاکہ ہر بار کہ تم ایک حیض[۵] سے حائضہ ہو تو تم سب طالقہ ہو پس ایک نے انمین سے کہاکہ مین ایک حیض سے حائضہ ہوئی اور شوہر نے اسکے قول کی تصدیق کی تو سب طالقہ ہوجاوینگی۔ اور اگر کہاکہ ہر بار کہ تم بیک حیض حائضہ ہو تو تم سب طالقہ ہو پس انمین سے ہر ایک نے کہاکہ مین بیک حیض حائضہ ہوئی پس اگر اُسنے ہر ایک کی تکذیب کی تو ہر ایک انمین سے بیک طلاق مطلقہ ہوگی اور اگر اُسنے فقط ایک عورت کی تصدیق کی تو باقی تین عورتون مین سے ہر ایک بدو طلاق طالقہ ہوگی اور جسکی تصدیق کی ہے اُسپر ایک طلاق پڑیگی اور اگر اُسنے دو عورتون کی تصدیق کی تو ان دونون مین سے ہر ایک پر دو طلاق پڑینگی اور باقی دونون جنکو جھٹلایا ہے ہر ایک پر تین طلاق پڑینگی۔ اور اگر اُسنے تین عورتون کی تصدیق کی تو چارون مین سے ہر ایک پر تین طلاق پڑینگی کیونکہ جنکی تصدیق کی ہر ایک کے حق مین تین طلاق ثابت ہوئین اور جسکو جھٹلایا اُسکے حق مین چار طلاق ثابت ہوئین یہ بحر الرائق مین ہے۔ اگر اپنی مدخولہ جورو سے کہاکہ ہر بار کہ تو بدو حیض حائضہ ہو تو تجھے طلاق ثابت ہے پھر وہ دو حیض سے حائضہ ہوچکی تو اُسپر ایک طلاق واقع ہوگی پھر جب اسکے بعد دو حیض سے حائضہ ہوجاوے تو اُسپر دوسری طلاق پڑیگی پھر اسکے بعد اگر دو حیض سے حائضہ ہوئی تو کچھ واقع نہوگی اسلیے کہ تیسری بار کے پہلے ہی حیض آنے پر وہ عدت پوری ہوکر عدت سے باہر ہوچکی۔ اگر یون کہاکہ جب تو بیک حیض حائضہ ہو تو تو طالقہ ہے پھر کہاکہ ہر بار کہ تو حائضہ ہو پس تو طالقہ ہے تو اگر مین نے حیض کا خون دیکھا تو بیک طلاق طالقہ ہوگی اور جب اس سے پاک ہو تو دوسری طلاق پڑیگی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہے اگر جورو سے کہاکہ اگر مین تجھ سے تیرے حیض مین مجامعت نہ کرون یہان تک کہ تو پاک ہوجاوے تو تو طالقہ ہے پھر اس عورت کے پاک ہوجانے کے بعد دعویٰ کیاکہ مین نے اس عورت سے حیض مین مجامعت کی تھی تو قول شوہر کا قبول ہوگا اور عورت پر کوئی طلاق واقع نہوگی یہ تاتارخانیہ مین ہے۔ اگر کہاکہ جب تو حائضہ ہو تو تو طالقہ ہے پھر وہ بولی کہ مین حائضہ ہوئی تو بعد اس واقعہ کے اگر وہ بچہ جنے تو دیکھا جاوے کہ اگر اسوقت سے پورے چھ مہینہ پر اور تین روز پورے ہونے سے پہلے جنی تو اُسپر کچھ واقع نہوگا کیونکہ تین روز پورے ہونے سے پہلے چھ مہینہ پر جننے سے ظاہر ہوا کہ اسوقت پر وہ حاملہ تھی اور اگر تین روز پورے ہونے کے بعد سے چھ مہینہ پورے پر وہ بچہ جنی تو بائنہ ہوجائیگی اور یہ بچہ اس مرد کو جو اسکا شوہر ہے لازم ہوگا یعنے بچہ کے نسب سے انکار نہین کر سکتا ہے۔ اگر جورو حالت حیض مین ہو اور شوہر نے کہاکہ اگر تو پاک ہو تو تو طالقہ ہے پس عورت نے کہاکہ مین

[۵] قال المترجم ضرور یون کہنا چاہیے کہ ایسے حیض مین جو تعلیق کے بعد پایا گیا اگرچہ کتاب مین مذکور نہین ہے پھر واضح ہو کہ مسئلہ کا جواب ایسی صورت مین مختلف ہوگا جب اُسنے کہا ہو حتے کہ تو خوب پاک ہوجاوے) اور درصورتیکہ جماع قبل غسل کے دس روز سے کم مین خون منقطع ہونے مین ہو یا وقت نماز گذر جاوے ہان پورے دس روز پر خون منقطع ہونے مین جدا سب متفق ہے ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالےٰ علیہ۔

پاک ہوگئی اور شوہر نے اُسکی تکذیب کی تو اس عورت کا قول خود اسکی ذات کے بارہ مین قبول ہوگا اور اسکی سوت کے بارہ مین اگر سوت کی طلاق بھی اسکے طاہرہ ہونے پر معلق کی ہو اسکے قول کی تصدیق نہوگی اور اگر شوہر نے اسکی تصدیق کی اور اسکی سوت بھی مطلقہ ہوگئی پھر اس عورت نے دعوے کیا کہ یہ خون اس کو دس روز مین دو بار آیا تھا تو اُسکے دعوے کی تصدیق نہوگی۔ اسیطرح اگر کہا کہ اگر مین نے تجھے بطور سنت طلاق دی تو فلانہ عورت بھی طالقہ ہے پھر اس عورت سے کہا کہ تو طالقہ بسنت ہے پھر عورت کو ایک حیض آیا پھر وہ طاہر ہوئی پس شوہر نے[سوت ۱۲] دعوے کیا کہ مین نے تجھ سے حیض مین جماع کر لیا یا تجھے طلاق دیدی ہے تو اُسکی سوت پر کچھ واقع نہوگی اور عورت پر البتہ واقع ہوگی اور اسیطرح اگر اسکی طلاق معلق کی ہو تو دوسری واقع ہوگی۔ اور اگر شوہر نے اسکے ایام حیض مین ایسا کیا ہو تو اسپر بھی واقع نہوگی یہ عتابیہ مین ہے۔ اگر کہا کہ تو چاہتی ہے کہ اللہ تعالے تجھ کو آتش دوزخ سے عذاب کرے تو تو طالقہ ہے اور فلانہ عورت اور میرا غلام آزاد ہے وہ بولی کہ مین چاہتی ہون تو وہ طالقہ ہوجائیگی اور فلانہ عورت پر طلاق نہوگی اور نہ غلام آزاد ہوگا اور یہ شرط مذکور بمنزلہ اس کہنے کے ہے کہ اگر تو مجھے چاہتی ہو یا تو مجھے چاہتی ہو یا تو مجھے مبغوض رکھتی ہو۔ اگر عورت سے کہا کہ اگر تو مجھے اپنے دل سے چاہتی ہو تو تو طالقہ ہے اُسنے کہا کہ مین تجھے چاہتی ہون حالانکہ جھوٹی ہے تو بھی امام ابوحنیفہ رح و امام ابو یوسف رح کے نزدیک قضاءً و دیانۃً وہ مطلقہ ہوجائیگی۔ اگر جورو سے کہا کہ تو طالقہ ہے اگر مین فلان چیز کو پیار کرتا ہون۔ پھر کہا کہ مین نہین چاہتا ہون حالانکہ وہ اس قول مین جھوٹا ہے تو یہ عورت اُسکی جورو رہیگی اور از راہ دیانت اُسکو گنجائش ہے کہ اس عورت سے وطی کرے۔ پھر واضح ہو کہ محبت کی شرط پر تعلیق کرنا جیسے حیض کی شرط پر تعلیق کرنا دونون یکسان ہین مگر فقط دو باتون مین فرق ہے ایک یہ کہ محبت کی تعلیق فقط اسی مجلس تک جسمین شرط لگائی ہے مقصور رہتی ہے کیونکہ وہ تخییر ہے حتےکہ اگر عورت نے اس مجلس سے کھڑے ہوجانے کے بعد کہا کہ مین تجھے چاہتی ہون تو طلاق نہ پڑیگی بخلاف تعلیق بحیض کے کہ وہ مجلس بدلنے سے مانند اور تعلیقات کے باطل نہین ہوتی ہے۔ دوم یہ کہ تعلیق بمحبت مین اگر عورت اپنی حالت سے خبر دینے مین جھوٹی ہو تو طالقہ ہوجاویگی اور تعلیق بحیض کی شرط مین فیما بینہ وبین اللہ تعالے وہ ایسی صورت مین طالقہ نہوگی یہ تبیین مین ہے۔ اگر اپنی دو عورتون سے کہا کہ جب تم دونون جنو۔ یا۔ کہا کہ جب تم دونون دو فرزند جنو تو تم طالقہ ہو پس انمین سے ایک کے بچہ پیدا ہوا تو جبتک دونون مین سے ہر ایک کے فرزند نہ پیدا ہو تب تک انمین سے کوئی طالقہ نہوگی۔ اسیطرح اگر دونون سے کہا کہ جب تم دونون کو دو حیض آوین تو تم طالقہ ہو تو بھی یہی حکم ہے۔ اگر دونون سے کہا کہ جب تم دونون دو فرزند جنو تو تم طالقہ ہو پھر انمین سے ایک کے دو فرزند پیدا ہوئے۔ یا کہا کہ جب تم دونون کو دو حیض آوین تو تم طالقہ ہو پھر انمین سے ایک کو دو حیض آگئے تو انمین سے کوئی جورو مطلقہ نہوگی اور اگر دونون مین سے ہر ایک کو

سلہ مثلاً کہا کہ جب تجھے حیض ہو کر پاکی ہو عورت نے جھوٹ کہا کہ یہ ہوگیا تو حکم قضاء مین طالقہ ہوئی ولیکن دیانۃً وہ اُس کے نکاح مین ہے ۱۲

ایک حیض آیا یا دونون مین ہر ایک سے ایک بچہ پیدا ہوا تو دونون طالقہ ہوجاوینگی اور یہ شرط نہین کہ دونون مین سے ہر ایک کے دو فرزند پیدا ہون یہ محیط مین ہے۔ اگر اپنی جورو سے کہا کہ جب تو بچہ جنے تو تو طالقہ ہے پھر اُسنے کہا کہ مین بچہ جنی اور شوہر نے جھٹلایا اور اسوقت تک شوہر اسکے حاملہ ہونے کا اقرار نہین کرچکا اور نہ حمل ظاہر تھا مگر دائی نے ولادت کی گواہی دی تو امام اعظمؒ کے نزدیک دائی کی گواہی پر قاضی حکم نہ دیگا اور صاحبینؒ کے نزدیک جنانے والی دائی کی گواہی پر وقوع طلاق کا قاضی حکم دیگا یہ شرح جامع صغیر قاضیخان مین ہے۔ اگر کہا کہ جب تو ایک بچہ جنے تو تو طالقہ ہے پس وہ مردہ بچہ جنی تو طالقہ ہوجائیگی یہ جوہرۃ النیرہ مین ہے۔ حاکمؒ نے کافی مین لکھا کہ اگر جورو نے کہا کہ جب تو ایک فرزند جنے تو تو طالقہ ہے پھر اسکا پیٹ گرا جسکی بعضی خلقت ظاہر ہوگئی تھی تو مطلقہ ہوجائیگی اور اگر فقط خون کا لوتھڑا ہو کچھ خلقت ظاہر نہوئی ہو تو اس سے طلاق نہ پڑیگی یہ غایۃ البیان مین ہے اگر کہا کہ اگر تو دو فرزند جنے تو تو طالقہ ہے پھر ایک فرزند تو اس شوہر کی ملک نکاح مین جنی اور دوسرا فرزند ایسی حالت مین جنی کہ اسکے سوائے کسی اور کے نکاح مین تھی پھر یہ عورت کسی وقت مین اُسی شوہر کے نکاح مین آئی تو شرط مذکور کی وجہ سے اسپر طلاق نہ پڑیگی۔ اور اگر پہلا فرزند دوسرے شوہر کے ملک مین جنی اور دوسرا فرزند اس شوہر کی ملک مین جنی تو طالقہ ہوجائیگی یہ محیط سرخسی مین ہے۔ جورو سے کہا کہ اگر تو لڑکا جنے تو طالقہ بیک طلاق ہے اور اگر لڑکی جنے تو طالقہ بدو طلاق ہے۔ پھر وہ لڑکا و لڑکی دونون جنی اور یہ دریافت نہین ہوتا کہ پہلے کس کو جنی ہے تو قضاءً اسپر ایک ہی طلاق پڑیگی اور تنزہ و احتیاط کی راہ سے اسپر دو طلاق پڑینگی اور عدت گذر چکی کہ اگر سوائے ان دو طلاق کے کوئی اور طلاق بھی اُسکو دی ہو یا عورت باندی ہو جسکے حق مین پوری طلاق دو ہی ہوتی ہین تو جبتک یہ عورت دوسرے شوہر سے حلالہ نہ کرائے تب تک اُسکو اپنے نکاح مین نہین لاسکتا ہے کیونکہ یہ احتمال ہے کہ پہلے لڑکی پیدا ہوئی ہو اور عدت گذر چکی ہے۔ یہ سب اس صورت مین ہے کہ یہ معلوم نہو کہ لڑکا و لڑکی مین سے کون پہلے پیدا ہوا ہے اور اگر دونون مین سے پہلا معلوم ہوجاوے تو اسمین کچھ دقت و شبہہ نہین یعنے اگر لڑکا ہے تو ایک اور اگر لڑکی ہو تو دو طلاق پڑینگی اور چونکہ ولادت ہی سے عدت گذر چکی لہذا دوسرے بچہ کی مشروطہ طلاق نہ پڑیگی۔ پھر اگر جورو و شوہر نے اختلاف کیا تو قول شوہر کا قبول ہوگا کیونکہ وہی منکر ہے کذا فی التبیین۔ اور اگر اس صورت مین عورت ایک خنثیٰ جنی یعنے اسکے لڑکا و لڑکی دونون کا نشان ہے تو ایک[۱] طلاق پڑیگی اور دوسری طلاق مین توقف ہوگا پھر اگر بچہ کے بڑھنے کے بعد کھلا کہ وہ لڑکا ہے تو ایک ہی طلاق رہی اور اگر کھُلا کہ لڑکی ہے تو دوسری بھی واقع ہوگی کذا فی البحر الزاخر اور اگر ایک لڑکا اور دو لڑکیان جنی اور پہلا معلوم نہین ہوتا تو قضاءً دو طلاق پڑینگی اور تنزہ و احتیاط سے تین طلاق پڑینگی۔ اور اگر دو لڑکے اور ایک دختر جنی تو ایسی صورت مین قضاءً ایک طلاق اور احتیاطًا تین طلاق ہونگی۔ اگر جورو سے کہا کہ اگر تیرا حمل لڑکا ہو تو تو طالقہ بیک طلاق اور اگر لڑکی ہو تو بدو طلاق ہے پھر وہ ایک لڑکا و ایک لڑکی جنی تو

---

[۱] ایک طلاق اسواسطے کہ خواہ مخواہ وہ لڑکا ہے یا لڑکی ہے اگرچہ ہم اُسکو نہ پہچانین ۱۲ [۵] یا دو حیض ہون ۱۲

طالقہ نہوگی کیونکہ حمل تو تمام پیٹ کا نام ہی پس جبتک تمام پیٹ لڑکا یا لڑکی نہو تب تک طالقہ نہوگی اسیطرح اگر یون کہا کہ جو کچھ تیرے پیٹ مین ہی اگر لڑکا ہو الے آخرہ یعنے باقی مسئلہ اپنے حال پر ہے تو بھی یہی حکم ہے کیونکہ جو کچھ تو عام ہی جیسے عربی مین ان کان ما فی بطنک غلاما۔ کہنے مین لفظ ما عام ہی۔ اور اگر یون کہا کہ اگر تیرے پیٹ مین لڑکا ہو تجھے ایک طلاق اور اگر لڑکی ہو تو دو طلاق ہین اور باقی صورت مسئلہ بحال خود رہی تو تین طلاق واقع ہونگی یہ تبیین مین ہی۔ اور اگر جورو سے کہا کہ ہربار کہ تو ایک فرزند جنے پس تو طالقہ ہے پھر ایک ہی پیٹ مین وہ دو فرزند جنی باین طور کہ دونون کی ولادت مین چھ مہینے سے کم مدت ہوئی تو فرزند اول سے طالقہ ہوگی اور فرزند دوم سے اسکی عدت گذر جائیگی اور دوسری طلاق نہ پڑیگی اور اگر وہ تین اولاد جنی تو دو طلاق واقع ہونگی اور مراد آنکہ اسطرح جنی کہ ہر دو فرزند کے درمیان چھ ماہ سے کم فاصلہ ہی اور اگر تین اولاد اسطرح جنی کہ ہر دو فرزند کے درمیان چھ مہینہ کا فاصلہ ہوا تو تین طلاق پڑجاوینگی اور پھر تین حیض سے عدت پوری کریگی۔ اگر اپنی دو عورتون سے کہا کہ ہربار کہ تم دونون ایک فرزند جنو تو تم طالقہ ہو پھر دونون مین سے ایک کے بچہ پیدا ہوا پھر دوسری جورو کے پیدا ہوا پھر پہلی کے ایک اور پیدا ہوا پھر دوسری کے دوسرا پیدا ہوا اگر ہر ایک کے دونون فرزند ایک ہی پیٹ سے ہوئے تھے کہ یہ صادق آیا کہ ہر ایک جورو دو فرزند جنی ہے تو پہلی جورو بدو طلاق طالقہ ہوگی اور دوسرے فرزند سے اسکی عدت پوری ہوجائیگی اور دوسری جورو تین طلاق سے طالقہ ہوگی اور دوسرے فرزند سے اسکی عدت بھی پوری ہوجائیگی۔ اور اگر دونون مین سے ہر ایک کے دونون فرزند کے درمیان چھ مہینہ یا اس سے زائد دو برس تک کا فاصلہ ہو تو پہلی جورو دو طلاق سے طالقہ ہوگی اور دوسرے فرزند سے اسکی عدت پوری ہوگی مگر دونون فرزند کا نسب اس مرد سے ثابت ہوگا اور دوسری عورت پر ایک طلاق پڑیگی اور پہلے فرزند سے اسکی عدت پوری ہوجائیگی اور اسکے دوسرے فرزند کا نسب اسکے شوہر سے ثابت نہ ہوگا اگر کسی نے اپنی حاملہ جورو سے کہا کہ جب تو کوئی فرزند جنے تو تو بدو طلاق طالقہ ہی پھر اس سے کہا کہ جو فرزند تو جنے اگر وہ لڑکا ہو تو تو طالقہ ہی پھر اُس عورت کے لڑکا پیدا ہوا تو تین طلاق سے طالقہ ہوگی۔ اور اگر جورو سے کہا کہ تیرے پیٹ مین جو بچہ ہی اگر وہ لڑکا ہو الخ یعنے باقی مسئلہ بحال خود رہے تو اسپر ایک طلاق پڑیگی کیونکہ شرط قسم یہ کہ اُسکے پیٹ مین ہو اور ولادت سے کھلا کہ اُسکے پیٹ مین لڑکا تھا پس ظاہر ہوا کہ طلاق اُسیوقت سے ہے نہ وقت ولادت سے حالانکہ وضع حمل سے عدت گذر گئی پس ولادت سے کچھ واقع نہوگی یہ محیط سرخسی مین ہی۔ کتاب الاصل مین ہے کہ اگر جورو سے کہا کہ ہربار کہ تو کوئی فرزند جنے تو تو طالقہ ہی اور اس عورت سے کہا کہ جب تو کوئی لڑکا جنے تو تو طالقہ ہی پھر وہ ایک لڑکا جنی تو دونون قسم کیوجہ سے اُسپر دو طلاق واقع ہونگی یہ محیط مین ہی۔ اگر عورت کی طلاق کو اسکے حاملہ ہونے پر معلق کیا تو جبتک قسم کے وقت سے اسپر[1] دو برس سے زیادہ مین نہ جنے تب تک طالقہ نہوگی اور یہ مندوب ہی کہ اس سے وطی کرنے سے پہلے اسکا استبراء کرلے کیونکہ احتمال ہی کہ اُسوقت وہ حاملہ نہو تو

[1] یعنے بعد دن وطی کے حیض سے اسکے رحم کا حمل سے پاک ہونا دریافت کرے ۱۲ منہ [2] کیونکہ اُسکے پیٹ مین دونون ہین ۱۲ منہ [3] اگرچہ ایک روز زائد ہو ۱۲

قسم آئندہ حمل پر واقع ہوگی کذا فی النہر الفائق۔ اگر جورو سے کہا کہ اگر تو حاملہ نہو تو تو طالقہ بسہ طلاق ہی پھر قسم کے وقت سے دو برس سے کم مین اسکے بچہ پیدا ہوا تو حکم قضائً مین اسپر طلاق نہو گی۔ اور اگر دو برس سے زائد مین اگرچہ ایک ہی روز زیادہ ہو بچہ جنے تو طالقہ ہوگی۔ اگر قسم کے بعد اسکو حیض آیا اس سے قربت نہ کرے بسبب اس احتمال کے کہ وہ حاملہ نہو۔ اسیطرح اگر حائضہ نہوئی تو بھی اس سے قربت نہ کرنا چاہیے یہانتک کہ وضع حمل ہو یہ فتاوےٰ قاضیخان مین ہی۔ اگر عورت سے کہا کہ اگر مین تجھے خطبہ[منگنی ۱۲] کرون یا تجھے نکاح مین لون تو تو طالقہ ہی پھر پہلے اُسکو خطبہ کیا پھر اُس سے نکاح کر لیا تو طالقہ[۵۱] نہوگی۔ اور اگر خطبہ سے پہلے اس سے نکاح کیا بایطور کہ کسی فضولی درمیانی نے اس عورت کو اس مرد سے بیاہ دیا اور مرد نے قبول کیا اور عورت کو خبر پہونچی تو اُسنے درمیانی کے کام کی اجازت دیدی تو عورت مذکورہ طالقہ ہوگی یہ خلاصہ مین ہی۔ امام ابو یوسفؒ سے مروی ہی کہ ایک مرد نے دو عورتون سے جو اُسکے نکاح مین نہین ہین یون کہا کہ اگر مین تم دونون سے خطبہ کرون یا تم سے نکاح کرون تو تم دونون طالقہ ہو۔ پھر ان دونون سے خطبہ کیا پھر دونون سے نکاح کر لیا تو دونون مین سے کوئی طالقہ نہو گی۔ اور اگر بدون خطبہ کرنے کے دونون سے ایک عقد مین یا دو عقدون مین نکاح کر لیا تو دونون طالقہ ہوجاوینگی۔ اور اگر ایک کو خطبہ کیا پھر اُس سے نکاح کر لیا پھر دوسری کو خطبہ کیا پھر اُس سے نکاح کر لیا تو دونون مین سے کوئی طالقہ نہو گی۔ اور اگر ایک کو خطبہ کیا پھر دونون سے نکاح کر لیا تو دونون طالقہ ہوجاوینگی۔ اور اگر ایک سے نکاح کرکے اُسکو طلاق دی پھر دونون سے نکاح کیا تو بھی دونون طالقہ ہونگی یہ محیط مین ہی۔ اگر زبان فارسی مین قسم کھائی مثلاً یون کہا۔ اگر فلانہ را بخواہم پس او طالقہ است۔ یا کہا۔ ہر زنے را کہ بخواہم۔ تو جن مقامات مین یہ لفظ ان لوگون کی زبان مین خطبہ یعنے منگنی کی تفسیر ہوتا ہی وہان قسم منعقد نہو گی یعنے خطبہ سے طلاق نہین ہوسکتی بسبب عدم ملک نکاح کے پس قسم لغو ہے اور جہان کہین اس لفظ خواہم سے نکاح مراد ہوتا ہی تو قسم منعقد ہوجائیگی بشرطیکہ قسم سے اُسکی مراد بھی یہی ہو۔ پس اگر نکاح کیا تو طلاق واقع ہوجائیگی اور ہمارے دیار کے عرف مین ان لوگون کی مراد اس سے نکاح ہی ہوا کرتی ہی پس قسم منعقد ہوجائیگی اور خطبہ کرنے سے حانث نہوگا پس جب نکاح کریگا تو طلاق واقع ہوجائیگی۔ اور اگر کوئی شخص اس لفظ کی حقیقت سے واقف ہو کہ یہ منگنی کے واسطے ہی اور اُسنے اسطرح قسم کھائی پھر کہا کہ مین نے اس لفظ سے منگنی مراد رکھی تھی تو حکم قضاءً[۵۲] مین اسکی تصدیق نہو گی اور دیانت مین اسکی تصدیق کیجائیگی کذا فی الذخیرہ۔ فارسی مین کہا۔ اگر فلانہ را خواہندگی کنم۔ تو یہ منگنی پر رکھا جائیگا۔ اور یون کہا کہ۔ اگر فلانہ را زن کنم۔ تو یہ بمنزلہ اس قول کے ہی کہ اگر فلانہ عورت سے نکاح کرون۔ اگر یون کہا کہ۔ اگر زن ارم یعنے اگر عورت لاؤن۔ تو اسمین مشائخ نے اختلاف کیا اور فتوےٰ اس قول پر ہی کہ یہ قول زفاف پر رکھا جائیگا۔ قال المترجم یعنے منگنی کرنے و نکاح کرنے سے طلاق نہو گی جب اُسکو اپنے گھر رخصت کرا لاوے تو طلاق وغیرہ جو کچھ جزائے قسم ہو واقع ہوگی۔ اگر فارسی مین کہا کہ

---

[۵۱] کذا فی النسخۃ ۱۲ م [۵۲] کیونکہ قسم خطبہ سے منحل ہوگئی اور اسوقت محل طلاق نہ تھی ۱۲ م [۵۳] شاید اپنے دیار مین حکم قضا کا اعتبار کیا ہے اور ہندوستان مین عرف مذکور معتبر نہین لہذا اصل محاورہ فارسی پر حکم کا مدار قضاءً و دیانۃً دونون طرح ہوگا فافہم واللہ اعلم ۱۲ منہ

اگر دختر فلان مرا دہند وے را طلاق ۔ یعنے اگر فلان کی دختر مجھے دین تو اُسکو طلاق ہے۔ پھر اس عورت سے نکاح کیا تو
طلاق نہ پڑیگی قال المترجم یعنے جب اپنے بیان لاوے تو طلاق پڑجاویگی ولیکن ہمارے محاورہ مین ملک نکاح پر
واقع ہونا صواب ہے فافہم۔ اگر کہا کہ۔ اگر دختر فلان را بزنی دہند مین۔ یا کہا۔ بزنے دادہ شود مین اور باقی مسئلہ اپنے
حال پر ہے تو بھی مختار یہ ہے کہ اسپر طلاق نہ پڑیگی۔ قال المترجم ہمارے بیان پڑتا اقرب ہے واللہ اعلم۔ فتاوے
نسفی مین ہے کہ فارسی مین کہا۔ اگر فلان کار کنم ہر زنے کہ بخواہم خواستن از من بطلاق۔ پھر اُس شخص نے یہ فعل کیا
پھر ایک عورت سے نکاح کیا تو وہ طالقہ نہوگی۔ فتاوے صغرے مین ہے کہ اگر اپنی منکوحہ سے فارسی مین کہا کہ اگر ترا بزنی کنم
پس تو طالقہ ہستی۔ یا عربی مین تزوجتک کہا اور مترجم کہتا ہے یا اُردو مین یہ کہا کہ اگر مین تجھ سے نکاح کرون تو تو طالقہ ہے
تو اس صورت مین نکاح کرنا اُسکے ساتھ عقد کرنے پر رکھا جائیگا اور وطی کرنے پر نہین ہوگا اسیطرح اگر فارسی مین کہا
کہ اگر ترا نکاح کنم پس تو طالقہ ہستی۔ اور وہ منکوحہ ہے تو اس سے وطی کرنے سے طلاق نہوگی ہان اگر اسکو طلاق دیکر
جدا کرکے پھر اس سے نکاح کرے تو طالقہ ہوجائیگی۔ اور اگر اپنی منکوحہ یا ایسی عورت سے جس سے نکاح حلال نہین
ہے یون کہا کہ ان نکحتک فانت طالق تو وطی کیطرف منصرف ہوگا حتے کہ اگر اپنی جورو کو طلاق دیکر پھر اُس سے
عقد کرلیا تو وہ طالقہ نہوگی کذا فی الخلاصۃ۔ اگر کسی نے کہا اگر مین ایسی عورت سے نکاح کرون جسکا شوہر تھا تو وہ
طالقہ ہے پھر اپنی جورو کو ایک طلاق بائنہ دیکر اُس سے نکاح کرلیا تو وہ طالقہ نہوگی یہ تجنیس و مزید مین ہے اگر کہا کہ
اگر مین نے فلانہ عورت سے زنا کیا یا اُسکو مخاطب کرکے کہا کہ اگر مین نے تجھ سے زنا کیا تو میری ہر جورو جس سے
مین نکاح کرون وہ طالقہ ہے پھر اُس عورت سے زنا کرکے اُسی سے نکاح کرلیا تو طالقہ نہوگی یہ خلاصہ مین ہے
اور اگر اپنے والدین سے کہا کہ اگر تم نے میری کسی عورت سے تزویج کردی تو وہ تین طلاق سے طالقہ ہے پھر اُنھون
نے بدون اسکے حکم کے کسی عورت سے اُسکی تزویج کردی تو طالقہ نہوگی یہ فتح القدیر مین ہے۔ اگر اپنے والدین سے
کہا کہ اگر تم نے میری کسی عورت سے تزویج کردی تو وہ عورت طالقہ ہے پھر اُنھون نے اسکے حکم سے کسی عورت سے
اسکی تزویج کردی تو مشائخ نے فرمایا کہ یہ قسم صحیح نہین اور وہ عورت طالقہ نہوگی اور شیخ ابوبکر محمد بن الفضل نے
فرمایا کہ قسم صحیح اور عورت طالقہ ہوگی اور یہی صحیح ہے۔ ایک نے کہا کہ اگر مین نے فلان شخص کی دختر کے سوا کسی عورت
سے نکاح کیا تو وہ طالقہ ہے حالانکہ فلان شخص مذکور کی کوئی دختر نہین ہے پھر اسکے ایک دختر پیدا ہوئی پھر قسم کھانیوالے
نے اُس سے نکاح کیا تو مشائخ نے فرمایا کہ قسم مین حانث نہوگا اور اس قسم مین شرط ہے کہ قسم کھانے کے وقت دختر
موجود ہو اور بعد قسم کے جو پیدا ہو وہ قسم کے تحت مین داخل نہوگی۔ ایک نے کہا کہ اگر مین نے کسی عورت سے
نکاح کیا جبتک مین کوفہ مین ہون تو وہ طالقہ ہے۔ پھر کوفہ چھوڑ دیا پھر دوبارہ اسمین عود کر آیا پھر کسی عورت سے
نکاح کیا تو وہ طالقہ نہوگی یہ فتاوے قاضیخان مین ہے۔ ایک نے کہا کہ اگر مین نے فلانہ عورت سے نکاح کیا ابد تک

---

[1] یعنے تزوج و بزنے گرفتن دونون بمعنے مین آتا ہے پس یہان قرینہ سے عقد ہوگا نہ وطی ۱۲ م [2] نسخہ اصل مین عبارت
مبہم ہے اور یہ انتہائے توجیہ ہے واللہ تعالےٰ اعلم ۱۲

تو وہ طالقہ ہی پھر اُس سے ایک مرتبہ نکاح کیا اور وہ طالقہ ہوگئی پھر اُس سے دوسری بار نکاح کیا تو طالقہ نہو گی۔ ایک نے اجنبیہ عورت سے کہا کہ جبتک تو میرے نکاح مین ہی تب تک ہر عورت جس سے مین نکاح کرون وہ طالقہ ہی پھر اُس اجنبیہ سے نکاح کیا پھر اسپر دوسری عورت سے نکاح کیا تو اسپر طلاق نہ پڑیگی۔ اور اگر یون کہا کہ اگر مین تجھ سے نکاح کرون پھر جبتک تو میرے نکاح میں ہی تب تک ہر عورت جس سے نکاح کرون طالقہ ہی اور باقی مسئلہ مذکور بحالہ واقع ہو تو دوسری عورت پر طلاق پڑیگی یہ دجیز کردری مین ہی۔ ایک عورت کسی مرد کی مطلقہ ہی اُس مرد نے کہا کہ اگر مین اس عورت سے نکاح کرون تو حلال الٰہی مجھپر حرام ہی پھر اُس عورت سے نکاح کیا تو اسپر طلاق واقع ہوگی۔ اپنی جورو سے کہا کہ اگر مین نے تیرے اوپر جبتک زندہ ہون کوئی نکاح کیا تو حلال الٰہی مجھپر حرام ہی پھر کہا کہ اگر مین نے تجھپر کوئی نکاح کیا تو مجھپر طلاق واجب ہے پھر اسپر ایک عورت سے نکاح کیا تو پہلی قسم کیوجہ سے دونون عورتون مین سے ہر ایک پر ایک طلاق واقع ہوگی اور دوسری قسم کیوجہ سے دوسری ایک طلاق واقع ہوگی مگر انمین سے کسی ایک پر واقع ہوگی پس شوہر کو اختیار رہے کہ دونون مین سے جسکی طرف چاہے پھیرے یہ فتح القدیر مین ہی۔ ایک نے کہا کہ اگر مین نے پانچ برس تک کسی عورت سے نکاح کیا تو وہ طالقہ ہی پھر پانچوین برس مین ایک عورت سے نکاح کیا تو وہ طالقہ ہوجائیگی یہ تجنیس و مزید مین ہے ایک عورت سے کہا کہ اگر مین نے تجھ سے نکاح کیا تو اس سے پہلے تو طالقہ ہی پھر اُس سے نکاح کیا تو امام ابو یوسف رح نے فرمایا کہ طلاق پڑجائیگی اور امام ابو حنیفہ رح و امام محمد رح نے فرمایا کہ نہین پڑیگی یہ فتح القدیر مین ہی۔ کسی نے جورو سے کہا کہ اگر مین نے تجھپر کسی عورت سے نکاح کیا تو جس سے نکاح کرون وہ طالقہ ہی پھر جورو کو طلاق بائن دیدی پھر اسکی عدت مین دوسری عورت سے نکاح کیا تو وہ طالقہ نہو گی۔ ایک نے کہا کہ اگر مین ہندہ کے بعد زینب سے نکاح کرون تو دونون طالقہ ہین پھر دونون سے اسیطرح نکاح کیا۔ یا یون کہا کہ ہندہ سے زینب کے ساتھ نکاح کرون پھر دونون سے ساتھ ہی نکاح کیا یا یون کہا تھا کہ ہندہ سے زینب کے اوپر نکاح کرون پھر زینب کے ہوتے ہوئے اُسکے اوپر ہندہ سے نکاح کیا تو ان سب صورتون مین دونون پر طلاق پڑجائیگی۔ اگر دونون سے نکاح کرنے مین شرط کی ترتیب نہ رکھی بلکہ اسکے برخلاف ترتیب سے نکاح کیا تو دونوںمین سے کوئی طالقہ نہو گی۔ ایک نے کہا کہ اگر مین نے زینب سے قبل ہندہ کے نکاح کیا تو دونون طالقہ ہین پھر زینب سے نکاح کیا تو وہ بھی طالقہ ہوجائیگی اور ہندہ کے نکاح تک توقف ہوگا پھر جب ہندہ سے نکاح کرے تو وہ طالقہ نہو گی۔ اور اگر یون کہا ہو کہ اگر مین نے زینب سے کچھ پہلے ہندہ سے نکاح کیا تو دونون طالقہ ہین پھر زینب سے نکاح کیا تو وہ طالقہ نہوگی جبتک کہ اسکے بعد ہی فی الفور ہندہ سے نکاح نہ کرے لیکن اگر فی الفور ہندہ سے نکاح کرلیا تو زینب طالقہ ہوگئی اور ہندہ طالقہ نہو گی۔ ایک نے دوسرے کی باندی سے نکاح کیا پھر باندی سے کہا کہ اگر تیرا مالک مرگیا تو تو دو طلاق سے طالقہ ہی پھر اسکا مالک مرگیا اور یہی مرد اسکا وارث ہے تو باندی پر طلاق پڑجاویگی اور امام ابو یوسف رح و امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک اس مرد کے

ا امام شافعی وغیرہ نے کہا کہ کسی کے کہنے سے حلال الٰہی کبھی حرام نہین ہو سکتا پس قول باطل ہی امام ابو حنیفہ رح وغیرہ نے کہا کہ ہان لیکن وہ اس کلام کے حکم مین ماخوذ ہوگا کہ قسم کا کفارہ ادا کرے اور تمام کلام مترجم کے مین الہدایہ و تفسیر مین ہی ۱۲ ہ حتے کہ اگر نہ کیا تو طالقہ نہو گی ۱۲

واسطے حلال نہوگی جبتک کہ کسی دوسرے مرد سے نکاح کر کے حلالہ نہ کرائے یہ کافی مین ہے۔ منتقی مین امام ابو یوسفؒ سے روایت ہے کہ کسی نے کہا کہ اگر مین ایک عورت کے بعد دوسری عورت سے نکاح کرون تو وہ طالقہ ہے پھر اُسنے ایک عورت سے نکاح کیا پھر اسکے بعد دو عورتون سے ایک ہی عقد مین نکاح کیا تو دوسری دونون مین سے ایک طالقہ ہوگی اور اختیار اسی کو ہوگا کہ جسپر چاہے واقع کرے اور اگر دو عورتون سے ایک عقد مین نکاح کیا پھر ایک عورت سے نکاح کیا تو بھی اخیر والی طالقہ ہوگی۔ ایک نے کہا کہ اگر مین دو عورتون سے ایک عقد مین نکاح کرون پھر ایک عورت سے تو وہ دونون طالقہ ہین پھر اُسنے تین عورتون سے نکاح کیا تو انمین سے دو طالقہ ہونگی اور اُسکو اختیار رہوگا کہ جن دو کے حق مین چاہے بیان کرے یہ محیط سرخسی مین ہے ایک مرد کی تین عورتین ہین اُسنے اُنمین سے ایک عورت سے کہا کہ اگر مین تجھے طلاق دون تو دوسریان دونون طالقہ ہین پھر انمین سے دوسری عورت سے بھی یون ہی کہا پھر تیسری عورت سے بھی یون ہی کہا۔ پھر اُسنے پہلی عورت کو ایک طلاق دیدی تو دوسری دونون پر بھی ایک ایک طلاق پڑیگی اور اگر پہلی کو نہین بلکہ درمیانی کو ایک طلاق دی تو پہلی پر ایک طلاق اور درمیانی و تیسری مین سے ہر ایک پر دو دو طلاق پڑینگی۔ اور اگر اُسنے تیسری کو ایک طلاق دی تو تیسری پر تین طلاق اور درمیانی پر دو طلاق اور پہلی پر ایک طلاق ہوگی۔ ایک مرد کی چار عورتین ہین اُسنے انمین سے ایک عورت سے کہا کہ اگر مین اس رات تیرے پاس نہ سوؤن تو تینون[1] طالقہ ہین پھر اُسنے دوسری عورت سے بھی مثل قول مذکور کے کہا پھر تیسری سے مثل اسکے پھر چوتھی سے مثل اسکے کہا۔ پھر وہ پہلی عورت کے پاس سویا تو اسپر تین طلاق پڑینگی اور باقیات مین سے ہر ایک پر جنکے ساتھ اس رات مین نہین رہا ہے دو دو طلاق پڑینگی۔ اور اگر دو عورتون کے ساتھ رات کو رہا تو انمین سے ہر ایک پر دو طلاق پڑینگی اور باقی دونون جنکے ساتھ نہین رہا ہے ہر ایک پر ایک ایک طلاق پڑیگی۔ اور اگر تین عورتون پاس رہا تو انمین سے ہر ایک پر ایک طلاق پڑیگی اور جسکے پاس نہین رہا ہے اُسپر کچھ واقع نہوگی۔ ایک شخص کی چار جورو ہین اُسنے ان عورتون سے کہا کہ تم مین سے ہر عورت کہ جس سے مین نے آج کی رات جماع نہ کیا تو دوسریان طالقہ ہین پھر اسنے انمین سے ایک سے جماع کیا پھر فجر طلوع ہوگئی تو جس سے جماع کیا اُسپر تین طلاق واقع ہونگی اور جنسے جماع نہین کیا انمین سے ہر ایک پر دو دو طلاق پڑینگی یہ فتاوے کبرے مین ہے۔ ایک مرد کی تین عورتین ہین اُسنے ان عورتون سے دخول کر لیا پھر یہ سب مرتدہ ہوگئین پھر سب اسلام لائین[2] پھر اس مرد نے کہا کہ اگر مین نے ایک عورت سے نکاح کیا تو وہ طالقہ ہے اور اگر دو عورتون سے نکاح کیا تو دونون طالقہ ہین اور اگر تین عورتون سے نکاح کیا تو تینون طالقہ ہین پھر عدت مین ان سب سے متفرق عقدون مین نکاح کیا تو جس عورت سے پہلے نکاح کیا اُسپر تین طلاق پڑینگی کیونکہ وہ تینون قسم مین شامل ہوئی ہے اور دوسری بار والی پر دو طلاق پڑینگی کیونکہ جسوقت اُس سے نکاح کیا ہے اُسوقت پہلی قسم اُٹھ چکی تھی پس وہ دو ہی قسمون مین شامل رہی اور تیسری عورت پر ایک طلاق پڑیگی کیونکہ اس سے نکاح کرنیکے

---

[1] اصل مین ہے فا نتلث طوالق شاید الف لام سے مراد باقیات ہین لہذا مین نے اشارہ کر دیا ۱۲ [2] اسلام سے پھر گئین ۱۲

وقت پہلی و دوسری دونون قسمین اُسکی تفصیل یہ عتابیہ مین ہے۔ ایک مرد نے کہا اگر مین فلان مکان مین داخل ہون تو ہر عورت
جس سے مین نکاح کرون وہ طالقہ ہے اور فلانہ عورت یہ جو سامنے ہے۔ اُسنے اپنی ایک جورو کی طرف اشارہ کیا جو اسوقت
اسکے نکاح مین موجود تھی پھر وہ اس مکان مین داخل ہوا حتے کہ فلانہ عورت مذکورہ پر طلاق پڑگئی پھر اُسنے اُسی عورت
مذکورہ سے نکاح کرلیا تو پھر وہ طالقہ ہوجائیگی۔ ایک مرد نے کہا کہ اگر مین ایسا کام کرون تاوقتیکہ فاطمہ سے نکاح نہ کرلون
تو ہر عورت جس سے مین نکاح کرون وہ طالقہ ہے پھر اُسنے یہ کام کیا پھر فاطمہ مذکورہ سے نکاح کیا تو وہ طالقہ[1] ہوجائیگی
یہ ذخیرہ مین ہے۔ **قاعدہ**۔ جب شرط دو وصف والی ہو تو وقوع طلاق کے واسطے یہ شرط ہے کہ دوسرا وصف اسکی ملک
مین پایا جاوے مثلاً جورو سے کہا کہ اگر تو زید کے گھر مین گئی اور عمرو کے گھر مین گئی تو تو طالقہ ہے یا کہا کہ اگر تو نے
کلام کیا عمرو سے اور زید سے تو تو طالقہ ہے تو وقوع طلاق جب ہی ہوگی کہ دوسری شرط اسکے ملک نکاح مین پائی
جاوے چنانچہ اگر دو وصف والی شرط پر عورت کی طلاق معلق کرکے پھر اُسکو طلاق منجز دیدی یعنے بدون تعلیق شرط کے
اسکو طلاق دیدی[2] اور اسکی عدت گذر گئی پھر دونون شرطون مین سے ایک شرط ایسے حال مین پائی گئی کہ جب وہ
عورت بائنہ تھی پھر اُسی عورت سے نکاح کرلیا پھر دوسری شرط پائی گئی تو پہلے نکاح مین جو طلاق اُسپر معلق کی تھی وہ
واقع ہوجائیگی۔ اور امام زفرؒ نے کہا کہ نہین واقع ہوگی۔ اور عقل کی راہ سے اس مسئلہ کی چار قسمین ہوسکتی ہین
اوّل آنکہ دونون شرطین اُسکی ملک نکاح مین پائی جاوین تو بالاتفاق[3] طلاق واقع ہوگی۔ دوّم آنکہ دونون شرطین اسکی
ملک مین نہ پائی جاوین تو بھی اتفاقی ہے کہ طلاق نہین ہوگی۔ سوّم آنکہ شرط اول اسکی ملک مین پائی جاوے اور دوسری اسکی
ملک مین نہو تو طلاق واقع[4] نہوگی۔ چہارم آنکہ اول اسکی ملک مین نہ پائی جاوے اور دوسری اسکی ملک مین پائی جاوے
پس اسی صورت مین وہ اختلاف ہے جو اوپر مذکور ہوا کذا فی التبیین۔ جورو سے کہا کہ اگر تو داخل ہوئی اس دار اور اُس دار
مین تو تو طالقہ ہے۔ یا یون کہا کہ۔ تو طالقہ ہے اگر تو داخل ہوئی اس دار مین اور اُس دار مین۔ یا یون کہا کہ۔ اگر تو داخل ہوئی
اس دار مین تو تو طالقہ ہے اور اُس دار مین۔ تو سب صورتون مین جب ہی طالقہ ہوگی کہ دونون دار مین داخل ہووے
قال المترجم تیسری صورت مین اگر بزبان عربی کہا کہ ان دخلت ہذہ الدار فانت طالق وہذہ الدار تو حکم مذکور مروی ہے
اور بنا بر ترجمہ مذکور کے محل تامل ہے فلیتامل۔ اسیطرح اگر مرد مذکور نے حرف پس کے ساتھ جو عربی زبان کے حرف فا کا
ترجمہ ہے اور ہندی مین بجاے اسکے پھر[5] بولتے ہین یون کہا کہ اگر تو داخل ہوئی اس دار مین پس اُس دار مین تو بھی یہی حکم ہے
یا یون کہا کہ تو طالقہ ہے اگر تو داخل ہوئی اس گھر مین پس اُس گھر مین۔ یا یون کہا کہ اگر تو داخل ہوئی اس گھر مین تو تو
طالقہ ہے پس اُس گھر مین۔ تو بھی یہی حکم ہے اور واؤ یا اور کے ساتھ عطف ہونا اور پس کے ساتھ عطف ہونا دونون یکسان
ہین جبتک دونون گھر وںنین داخل نہون تب تک طلاق واقع نہوگی لیکن اسقدر فرق ہے کہ صورت اول یعنے عطف بواؤ
ہوتے مین دونون گھرون کے داخل ہونےمین ترتیب کی کچھ رعایت نہین بخلاف دوسری صورت یعنے عطف بحرف

[1] مترجم کہتا ہے کہ شاید یہ حکم بطور قضا ہے وہ دیانتاً اللہ تعالیٰ اعلم ۱۲ [2] ظاہر آنکہ مراد اس سے ایک طلاق بائنہ یا رجعی ہے ورنہ تین طلاق کی صورت مین امام زفرؒ سے اتفاق
واجب ہے فافہم ۱۲ [3] یعنے زبان اُردو مین شاید یہ حکم ہوتا ہو ۱۲ [4] یعنے مع امام زفرؒ ۱۲ [5] یعنے بالاتفاق واللہ اعلم ۱۲

پس کے کہ یہان رعایت ترتیب ہوگی اور وہ یون کہ دوسرے گھر مین بعد پہلے گھر مین جاتے کے جاوے اسیطرح اگر عربی زبان مین حرف ثم سے عطف ہو جسکے معنے مانند پھر کے ہین لیکن ذرا دیر کے بعد ہونا چاہیے چنانچہ اگر کہا کہ ان دخلت ہذہ الدار ثم ہذہ الدار فانت طالق مع دیگر صور مذکورۂ بالا کے تو حکم وہی ہے جو حرف پس کے عطف مین مذکور ہوا لیکن اتنا فرق ہے کہ ترتیب سے داخل ہونے کے باوجود حرف ثم مین یہ بھی ہووے کہ دوسرے گھر مین پہلے گھر کے داخل ہونے کے کچھ دیر بعد داخل ہوئی ہو یہ بدائع مین ہے۔ مترجم کہتا ہے کہ اردو مین حرف پس اور پھر دونون مستعمل ہین پس اگر دونون مین یہ فرق صحیح ہو جاوے کہ فا کا ترجمہ پس ہے اور ثم کا ترجمہ پھر ہے تو حکم بھی اسی کے موافق ہوگا اور مترجم کے نزدیک یہ فرق صحیح ہے واللہ اعلم والرجع الے المقدمة۔ ایک مرد نے اپنی جورو سے کہا کہ اگر تو اس گھر مین داخل ہوئی تو تو طالقہ ہے جبکہ تو دوسرے گھر مین داخل ہو۔ پھر اس عورت کو طلاق سے بائنہ کر دیا اور اسکی عدت گذر گئی پھر وہ پہلے گھر مین داخل ہوئی پھر مرد مذکور نے اس عورت سے نکاح کر لیا پھر وہ دوسرے گھر مین داخل ہوئی تو طالقہ ہوگی کیونکہ پہلے گھر مین داخل ہونا یہان معتبر ہے اور وہ پایا نہ گیا کذا فی التمرتاشی مترجم کہتا ہے کہ دوسری شرط بحرف ظرف قید دخول اول کی ہے پس دونون ملک نکاح مین ضرور ہین تاکہ متصل ہون اور اول پائی نہ گئی کیونکہ اسوقت بائنہ تھی تو دوسری لغو ہوئی اور یہ مثال درحقیقت تعلیق بشرط مقید بشرط دیگر ہے فافہم۔ ایک نے اپنی دو عورتون سے کہا کہ اگر تم دونون اس گھر مین داخل ہوئین تو دونون طالقہ ہو تو جبتک دونون اس گھر مین داخل نہو جائین تب تک انمین سے کوئی ایک طالقہ نہوگی اگرچہ وہ داخل ہو گئی ہو یہ محیط سرخسی مین ہے ایک نے اپنی دو عورتون سے کہا کہ اگر تم ان دونون گھرون مین داخل ہو تو تم طالقہ ہو پھر انمین سے ایک عورت ایک گھر مین اور دوسری عورت دوسرے گھر مین داخل ہوئی تو استحسانًا دونون مین سے ہر ایک طالقہ ہو جائیگی اسیطرح اگر دونون سے کہا کہ اگر تم دونون اس مکان مین اور اس مکان دیگر مین داخل ہو تو دونون طالقہ ہو پھر ایک عورت ایک مکان مین اور دوسری عورت دوسرے مکان مین داخل ہوئی تو بھی استحسانًا دونون طالقہ ہو جائینگی۔ اور اگر یون کہا کہ اگر تم دونون اس مکان مین داخل ہو اور تم دونون اس مکان دیگر مین داخل ہو تو تم دونون طالقہ ہو تو ایسی صورت مین قیاسًا و استحسانًا دونون دلیل سے یہ حکم ہے کہ جبتک دونون اس مکان مین اور دونون اس مکان دیگر مین داخل نہون تب تک انمین سے کوئی طالقہ نہوگی یہ محیط مین ہے۔ اگر اپنی دو عورتون سے کہا کہ اگر تم نے یہ گردہ روٹی کھائی تو دونون طالقہ ہو تو جبتک دونون نہ کھاوین تب تک طلاق واقع نہوگی۔ اور اگر دونون مین سے ایک نے بہ نسبت دوسری کے زیادہ کھائی ہو تب بھی دونون طالقہ ہو جائینگی کیونکہ شرط مطلقًا یہ تھی کہ ہر ایک اسمین سے تھوڑی کھاوے حتے کہ اگر ایک نے دونون مین سے اس روٹی مین سے اسقدر رکھا یا جسپر اس روٹی کے تھوڑے ٹکڑے ہونیکا اطلاق نہین ہو سکتا مثلاً کوئی کھرچ گر پڑی تھی وہ منہ مین ڈال لی تو اسوجہ سے دونونمین سے کسی پر طلاق نہ پڑیگی یہ ذخیرہ مین ہے۔ ایک نے اپنی دو عورتون سے کہا کہ اگر تم اس گھر مین داخل ہوئین یا تم نے فلان شخص سے کلام کیا

---

۵۱ اگر تو اس دار مین گئی پھر اس دار مین تو تو طالقہ ہے ۱۲ م ۵۲ وہ کھانیوالی اس روٹی سے نہ کہلاویگی پس دونون تم ۱۲ ع ۵ یون کہا ۱۲

یا تم نے یہ کپڑا پہنا۔ یا تم اس جانور پر سوار ہوئین یا تم نے اس طعام مین سے کھایا یا تم نے اس پینے کی چیز مین سے پیا تو تم طالقہ ہو۔ تو جبتک دونون کی طرف سے یہ فعل نہ پایا جاوے تب تک کسی پر طلاق نہ پڑیگی یہ تاتارخانیہ مین ہے اگر جورو سے کہا کہ اگر تو اس گھر مین داخل ہوئی اور اسمین سے نکلی تو تو طالقہ ہے پھر اس عورت کو زبردستی کوئی شخص لادکر اس گھر مین لے گیا پھر وہ اسمین سے نکلی اور پھر اس گھر مین داخل ہوئی تو طالقہ ہوجائیگی۔ اسیطرح اگر عورت سے کہا کہ اگر تو نے وضو کیا اور نماز پڑھی تو تو طالقہ ہے پھر اُسنے نماز پڑھی کیونکہ وضو سے تھی پھر وضو کیا تو طالقہ ہوجائیگی۔ اور یہی حکم بیٹھنے و اُٹھنے اور روزہ رکھنے اور افطار[ف۱] کرنے وغیرہ اسکے مانند افعال مین ہے یہ محیط سرخسی مین ہے۔ عورت سے کہا کہ اگر تو نے سوت کاتا اور اسکو بنا تو تو طالقہ ہے پھر اُسنے دوسری عورت کا سوت کاتا ہوا بنا پھر اُسنے خود سوت کاتا مگر اُسکو نہین بنا تو طالقہ نہوگی جبتک کہ خود سوت کات کر اس سے کپڑا نہ بُنے یہ ذخیرہ مین ہے۔ ایک [ف۲] نے جورو سے کہا کہ اگر تو اس گھر مین داخل ہوئی اگر تو اس گھر مین داخل ہوئی تو تو طالقہ ہے اور یہ بات مکرر ایک ہی گھر کے ساتھ کہی ہے پھر عورت اس گھر مین ایک بار داخل ہوئی تو استحساناً طالقہ ہوگی یہ فتاوے قاضیخان مین ہے۔ ایک نے کہا کہ اگر مین نے فلانہ عورت سے نکاح کیا اگر مین نے فلانہ عورت سے نکاح کیا تو وہ طالقہ ہے۔ تو طلاق کا تعلق بشرط دوم ہوگا اور شرط اول لغو ہے۔ اسیطرح اگر کہا کہ تو طالقہ ہے اگر مین نے تجھ سے نکاح کیا اگر مین نے تجھ سے نکاح کیا تو شرط اول معتبر ہے اور دوم شرط لغو ہے۔ اور اگر اسنے جزا کو دونون شرطون کے بیچ مین کردیا مثلاً کہا کہ اگر مین نے تجھ سے نکاح کیا تو تو طالقہ ہے اگر مین نے تجھ سے نکاح کیا تو اول سے انعقاد قسم ہوگا اور دوم لغو ہے۔ اگر یون کہا کہ جب مین تجھ سے نکاح کرون تو تو طالقہ ہے اگر تجھ سے نکاح کرون تو قسم کا انعقاد بشرط دوم ہوگا اور اول لغو ہے یہ محیط سرخسی مین ہے۔ اگر شرط کو بحرف عطف مکرر کیا۔ مثلاً کہا کہ اگر مین نے تجھ سے نکاح کیا اور اگر مین نے تجھ سے نکاح کیا تو تو طالقہ ہے یا کہا کہ اگر مین نے تجھ سے نکاح کیا بس اگر مین نے تجھ سے نکاح کیا یا جب مین نے تجھ سے نکاح کیا یا ہرگاہ کہ مین نے تجھ سے نکاح کیا تو حکم یہ ہے کہ طلاق واقع نہوگی جبتک کہ اس سے دو مرتبہ نکاح نہ کرے۔ اور اگر جزا کو مقدم کیا ہو مثلاً کہا کہ تو طالقہ ہے اگر مین نے تجھ سے نکاح کیا اور اگر مین نے تجھ سے نکاح کیا تو یہ ایک ہی مرتبہ نکاح کرنے پر ہوگا۔ اور اگر درمیان مین لایا مثلاً کہا کہ اگر مین نے تجھ سے نکاح کیا تو تو طالقہ ہے اور اگر مین نے تجھ سے نکاح کیا تو ایسی صورت مین دونون دفعہ ہر بار کے نکاح پر طلاق واقع ہوگی یہ بدائع مین ہے۔ اگر یون کہا کہ تو طالقہ ہے اگر مین نے تجھ سے نکاح کیا پس اگر مین نے تجھ سے نکاح کیا۔ یا جزا کو وسط مین لایا بایںطور کہ اگر مین نے تجھ سے نکاح کیا تو تو طالقہ ہے پس اگر مین نے تجھ سے نکاح کیا تو طلاق واقع نہوگی جبتک کہ اس سے دو مرتبہ نکاح نہ کرے قال المترجم عربی زبان مین اگر کہا کہ انت طالق ان تزوجتک فان تزوجتک یا

ف۱ افطار سے مراد روزہ نہ رکھنا مثلاً تو اگر روزہ نہ رکھے تو تجھے طلاق ہے ۱۲ ف۲ یعنے مکرر شرط مین جو جزا اسے ملحق ہے وہ معتبر ہے اور جسکی جزا محذوف ہے وہ لغو ہے ۱۲ ف حرف آور واؤ پر اسے مطلق جمع ہے خواہ آگے پیچھے ہو یا ساتھ ہو ہر حال یہ مضمون جمع ہوجاوے اور داخل ہونا عورت کے فعل سے معتبر ہے نہ زبردستی ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالے علیہ ف۲ تکرار شرط بلا حرف ف۳ تکرار بحرف۔

جزا کو وسط مین لایا تو حکم مذکور صحیح ہے کیونکہ فا تعقیب[1] پر دلالت کرتی ہے اور اسکا تحقق دونون چیزون مین ہوگا پس شرط دوم کو اعادہ شرط اول قرار دینا ممکن نہوگا اور رہی اُردو مین پس ان سب صورتون مین طلاق واقع ہونا اقرب و اشبہ ہے کیونکہ اہل زبان کے نزدیک شرط دوم لغو ہے لیکن بنظر تصحیح کلام اگر محذوف مانا جائے تو حکم زبان عربی سے اتفاق ہوگا پس فتوے کے وقت تامل ضرور ہے فافہم واللہ اعلم اگر زبان عربی مین بحرف ثم لایا مثلاً کہا کہ انت طالق ان تزوجتک ثم ان تزوجتک۔ تو طالقہ ہے اگر مین نے تجھ سے نکاح کیا پھر اگر تجھ سے نکاح کیا تو پہلے تزوج پر طلاق واقع ہوگی۔ اگر یون کہا کہ ان تزوجتک ثم ان تزوجتک فانت طالق۔ اگر مین نے تجھ سے نکاح کیا پھر اگر مین نے تجھ سے نکاح کیا تو تو طالقہ ہے تو اخیرہ پر قسم منعقد ہوگی اسلیے کہ حرف ثم برائے فصل ہے پس شرط دیگر اس کی جزا سے منفصل ہوئی یہ شرح جامع کبیر حصیری مین ہے۔ ایک نے کہا کہ تو طالقہ ہے اگر تو نے کھایا اور اگر تو نے پیا یا یون کہا۔ اگر تو نے کھایا تو تو طالقہ ہے اور اگر پیا تو دونون فعل مین سے جو کوئی پایا جائیگا طلاق واقع ہوجائیگی اور قسم باقی نہ رہیگی۔ اسیطرح اگر کہا کہ تو طالقہ ہے اپنے کھانے اور اپنے پینے مین۔ تو بھی یہی حکم ہے قال المترجم عربی زبان یعنے انت طالق فی اکلک وفی شربک۔ اور فارسی زبان تو طالقہ ہستی در خوردنت و در نوشیدنت سب یکسان ہین فافہم۔ اگر یون کہا کہ اگر تو نے کھایا تو تو طالقہ ہے اور اگر تو نے پیا تو طالقہ بدین تطلیقہ[2] ہے تو شیخ نے فرمایا کہ طلاق واحد معلق بہر واحد از فعل ہوگی یعنے اگر کھاوے یا پیوے ایک ہی طلاق پڑیگی اور اگر بدین تطلیقہ کا لفظ نہ کہا ہو تو ہر ایک فعل سے علیحدہ ایک ایک طلاق پڑیگی حتے کہ دونون فعل سے دو طلاق واقع ہونگی۔ جورو سے کہا کہ اگر تو نے کھایا اور اگر تو نے پیا تو تو طالقہ ہے تو جبتک دونون فعل نہ کرے تب تک طالقہ نہوگی۔ اسیطرح اگر سجائے تو نے کے مین نے ہو تو بھی یہی حکم ہے۔ اگر کہا کہ اگر مین اس دار مین داخل ہوا تو تو طالقہ ہے اگر مین نے فلان شخص سے کلام کیا تو کلام کرنا وہ معتبر ہوگا جو دار مذکور مین داخل ہونیکے بعد ہو یہ عتابیہ مین ہے۔ کہا کہ تو طالقہ ہے اگر مین اس گھر مین داخل ہوا اور اگر مین اُس گھر مین داخل ہوا یا جزا کو درمیان مین کر دیا اور کہا کہ اگر مین اس گھر مین داخل ہوا تو تو طالقہ ہے اور اگر مین اُس دوسرے گھر مین داخل ہوا تو ان دونون گھرونمین سے کسی مین داخل ہو وہ طالقہ ہوجائیگی اور قسم باطل ہوجائیگی۔ اگر اُسنے جزا کو مؤخر کر دیا اور کہا کہ اگر مین اس گھر مین داخل ہوا اور اگر مین اُس دوسرے گھر مین داخل ہوا تو تو طالقہ ہے تو جبتک دونون گھرون مین داخل نہ ہووے تب تک طالقہ نہوگی یہ فتاوے کرخی رح مین ہے۔ قال المترجم ہذا علے اصل ان تقدیم الشرط و تاخیرہا یوثر فی اختلاف الحکم فے المتکلم فتذکر۔ جورو[3] سے کہا کہ اگر مین نے فلان شخص سے کلام کیا تو تو طالقہ ہے۔ اور یہ بھی اُس سے کہا کہ اگر مین نے کسی انسان سے کلام کیا تو تو طالقہ ہے پھر اُسنے فلان شخص مذکور سے بات کی تو دو طلاق سے طالقہ ہوجائیگی۔ اور اگر اپنی عورت کے حق مین کہا کہ اگر مین فلانہ عورت سے نکاح کرون تو وہ طالقہ ہے پھر یون قسم

[1] تعقیب یعنے پیچھے مترتب ہونا ۱۲ [2] بدین تطلیقہ یعنے اسی طلاق سے جو اول مذکور ہوئی تو یہ دونون مین ایک ہی رہی بخلاف اسکے جب یہ لفظ نہو ۱۲ [ ] یعنے دوسرے کیطرف اشارہ کیا ۱۲ [3] یعنے جورو موجودہ ۱۲

کھائی کہ ہر عورت جس سے مین نکاح کرون تو وہ طالقہ ہی پھر فلانہ مذکورہ سے نکاح کیا تو موجودہ جورو دو طلاق سے طالقہ ہوجائیگی یہ محیط مین ہی۔ اور اگر قسم کھائی کہ میری جورو طالقہ ہی اگر مین فلان گھر مین جاؤن اور میرا غلام آزاد ہی اور مجھپر پیدل حج یا عمرہ واجب ہے اگر مین فلان شخص سے بات کرون۔ تو حکم یہ ہی کہ جورو پر طلاق پڑنا تو فلان گھر مین داخل ہونے پر ہی اور غلام کا آزاد ہونا اور پیدل خانہ کعبہ کو جانا فلان شخص سے بات کرنے پر معلق ہی یہ تاتارخانیہ مین ہی۔ فتاوےٰ مین ہی کہ اگر جورو سے کہا کہ اگر تو نے مجھے چھوڑا کہ مین تیرے گھر مین داخل ہوجاؤن پس مین نے تیرے لیے زیور نہ خریدا تو تو طالقہ ہی۔ پھر عورت مذکورہ نے اسکو اپنے گھر مین آنے دیا پھر اسنے عورت کیلیے زیور فی الفور نہ خریدا تو امام ابو یوسفؒ و امام محمدؒ کے درمیان اختلاف ہے کہ فی الفور طلاق پڑجائیگی یا آخر عمر تک انتظار ہوگا اور مختار یہ ہی کہ بالفعل حانث ہوگا۔ شیخ رح نے کہا کہ اسی جنس کا ایک واقعہ ہوا تھا جسکی صورت یہ تھی کہ ایک مرد نے اپنی جورو سے کہا کہ اگر تو نے اپنی گائے بیچی پس مین نے اسکو قتل نہ کیا تو تو طالقہ ہی پھر عورت نے گائے بیچ ڈالی پھر مرد مذکور نے فی الفور اسکو قتل نہ کیا تو علماے زمانہ نے فتوے دیا کہ عورت طالقہ نہوگی۔ قال المترجم افتوا علی خلاف المختار فافہم۔ زیادات مین ہی کہ ایک نے کہا کہ میری جورو طالقہ ہی اگر مین فلان شخص کو آگاہ نہ کرون اس فعل سے جو تو نے کیا ہی تاکہ تجھکو مارے پس اسنے فلان شخص کو خبر دیدی مگر اسنے اسکو نہین مارا تو قسم کھانیوالا قسم مین سچا ہوگیا اور یہ قسم فقط خبر دینے پر ہوگی یہ خلاصہ مین ہی۔ جورو سے کہا کہ تو طالقہ ہی اگر تو اس کوچہ مین داخل ہوئی۔ پھر وہ عورت اس کوچہ کے گھرون مین سے ایک گھر مین چھت کی راہ سے گئی اور اس کوچہ مین نہین نکلی تو طلاق واقع نہوگی۔ ایک نے اپنی جورو کے بھائی سے کہا کہ اگر تو میرے گھر مین داخل نہوا جیسا تو کیا کرتا تھا تو میری جورو طالقہ ہی۔ تو دیکھا جاوے کہ اگر دونون مین گفتگو ایسی ہو رہی تھی کہ جو دلالت کرتی ہی کہ فی الفور داخل ہونا مقصود ہی تو فی الفور داخل ہونے پر رکھا جائیگا کیونکہ دلالت الحال موجب تقیید ہوئی ورنہ قسم آمد پر ہوگی اور قسم سے پہلے جسطرح اسکے آنے جانے کی عادت تھی اسی پر قسم واقع ہوگی حتے کہ اگر عادت مذکور کی موافقت سے ایک مرتبہ بھی اسکے سالے نے انکار کیا تو قسم ٹوٹ جائیگی یعنے جورو پر طلاق پڑجائیگی یہ خزانۃ المفتین مین ہی۔ ایک نے کہا کہ اگر مین آج کے روز ان دونون گھرون مین نہ گیا تو میری جورو طالقہ ہی۔ یا کہا کہ اگر مین نے فلان شخص کو آج کے دن دو کوڑے نہ مارے تو میری جورو طالقہ ہی پھر وہ دونون گھرون مین سے ایک ہی مین داخل ہوا یا ایک ہی کوڑا مارا اور دوسرے گھر مین نہ گیا یا دوسرا کوڑا نہ مارا یہانتک کہ دن گذر گیا تو قسم ٹوٹ جائیگی اور طلاق پڑجائیگی اسواسطے کہ قسم پوری ہونے کی شرط یہ تھی کہ دونون گھرون مین داخل ہونا یا دونون کوڑے مارنا پایا جاوے اور وہ پائی نہ گئی پس جب پورے ہونے کی شرط نہوئی تو حانث ہونا ضروری ہوا اسیطرح اگر کہا کہ اگر مین نے آج کے روز فلان و فلان سے کلام نہ کیا تو میرا غلام آزاد ہی پھر فقط ایک سے کلام کیا اور دن گذر گیا تو قسم مین حانث ہوگیا پس قاعدہ یہ قرار پایا کہ جب

سلہ قال فی الاصل لم یحنث۔ تو ترجمہ موافق ہی ہان اگر لا یحنث ہو تو ترجمہ یہ کرا اور مختار یہ ہی کہ وہ حانث نہوگا یعنے فی الفور طلاق نہ پڑیگی قال المترجم اول ہی صحیح نظر اسکا ہی اسواسطے کہ تاخیر پر دلیل نہین ہی ہان عرف کی راہ سے کہہ سکتے ہین کہ بعد الفور کو مقتضی نہین ہی ۱۲ ـه مترجم کہتا ہی کہ یہ اس اصل پر ہی کہ شرط کی تقدیم و تاخیر سے حکم مین اختلاف ہوتا ہی ۱۲ ـه یعنے جورو موجودہ ۱۲ ـه یعنے واجب ۱۲ ـه یعنے طلاق پڑجائیگی ۱۲ ـه یعنے فی الفور کی ضد پر ہوگی ۱۲ ـه یعنے

دو محل مین عدم[1] فعل پر قسم معقود ہو تو قسم مین سچے ہونے کے واسطے دونون کا لحاظ ضرور ہوگا اور جب شرط البر نہ پائی جاوے تو حانث ہونا متعین ہوگا۔ اگر کہا کہ اگر مین آج کی رات شہر مین نہ گیا اور فلان سے ملاقات نہ کی تو میری جورو پر طلاق ہے پھر شہر مین گیا مگر فلان مذکور سے ملاقات نہوئی وہ اپنے گھر پر نہ تھا پس اُس سے نہ ملا یہان تک کہ صبح ہوگئی پس اگر قسم کے وقت جانتا تھا کہ وہ اپنے مکان پر نہین ہے تو قسم مین حانث ہوجائیگا اور اگر قسم کے وقت یہ نہ جانتا تھا تو قسم مین حانث نہوگا۔ ایسا ہی فتاوے ابو اللیث رحمہ اللہ مین مذکور ہے اور مسئلہ متقدمہ کے قیاس پر یہان بھی حانث ہونا چاہیے بوجہ معنی مذکورہ بالا کے لہذا فتوے کے وقت تامل کرنا ضروری ہے۔ قدوری مین امام ابو یوسف رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ اگر کسی نے اپنی جورو سے کہا کہ اگر تو اس گھر مین داخل ہوئی اور تو نے مجھے فلان کپڑا نہ دیا تو تو طالقہ ہے پھر کپڑا دینے سے پہلے وہ عورت اُس گھر مین چلی گئی تو طالقہ ہوجائیگی خواہ اسکے بعد کپڑا اُسکو دے یا نہ دے۔ اور اگر کپڑا دینے کے بعد گھر مین گئی ہو تو طالقہ نہوگی کیونکہ ایسے محاورہ مین لفظ اور یا واؤ واسطے حال کے ہوتا ہے جیسے عربی مین ان دخلت الدار وانت راکبۃ یعنے اگر تو گھر مین گئی درحالیکہ تو سوارہ ہے۔ کسی نے جورو سے عربی مین کہا کہ ان لم تعطینی ہذا الثوب ودخلت الدار فانت طالقۃ یعنے اگر تو نے یہ کپڑا مجھے نہ دیا اور گھر مین چلی گئی تو تو طالقہ ہے تو جبتک دونون باتین جمع نہون یعنے گھر مین جانا اور کپڑا نہ دینا تب تک طالقہ نہوگی اور کپڑا نہ دینا جب ہی متحقق ہوگا کہ دونون مین سے کوئی مرجاوے یا یہ کپڑا تلف ہوجاوے پھر اگر دونون مین سے کوئی مر گیا یا کپڑا تلف ہوگیا اور وہ گھر مین گئی ہے تو دونون باتین مجتمع ہونگی پس طالقہ ہوجائیگی یہ ذخیرہ مین ہے۔ قال المترجم ہمارے محاورہ مین اگر کہا کہ اگر تو نے مجھے یہ کپڑا نہ دیا اور گھر مین چلی گئی تو تو طالقہ ہے تو بدون کپڑا دیے اگر عورت گھر مین چلی جاوے تو طالقہ ہوجائیگی کیونکہ عرف مین مقصود بالفعل ہوتا ہے اور یہان اور کا لفظ حالیہ ہی لیا جاتا ہے مانند صورت اول کے بلکہ صورت اول مین واؤ حالیہ ہونا متعین نہین ہے پس علے ہذا دونون محاورہ مین حکم برعکس ہے فتامل واللہ اعلم۔ اگر کسی نے باندی خریدنی چاہی اور اپنی جورو سے کہا کہ اگر مین نے باندی خریدی پس اس سے تجھ کو غیرت آئی تو تو بسہ طلاق طالقہ ہے پھر اُسنے باندی خریدی اور جورو مین غیرت آئی تو دو حال ہین ایک یہ کہ اگر خریدنے سے بعد ہی اُسمین غیرت آئی تو اُسپر طلاق واقع ہوجائیگی اور اگر خریدنے سے ایک زمانہ کے بعد اُسمین غیرت آئی تو طلاق واقع نہوگی۔ اور یہ حکم اُسوقت ہے کہ عورت کیطرف سے کسی قبیح بات کہنے یا جھگڑا لوپن کرنے وغیرہ سے غیرت ظاہر ہوئی ہو۔ اور اگر عورت کے دل مین غیرت چھائی اور اُسنے زبان سے یا فعل سے کچھ ظاہر نہ کیا تو طالقہ نہوگی یہ فتاوے کبریٰ مین ہے اور اگر اپنی جورو سے کہا کہ اگر تو گھر مین داخل ہوئی تو تو طالقہ و طالقہ و طالقہ ہے اگر تو نے فلان سے کلام کیا تو طلاق اول و دوم تو گھر مین داخل ہونے سے متعلق ہے اور تیسری طلاق متعلق بشرط دوم یعنے فلان شخص سے کلام کرنے سے متعلق ہے پس اگر وہ گھر مین داخل ہوئی تو دو طلاق سے طالقہ ہوگی اور اگر فقط فلان شخص سے کلام کیا تو ایک طلاق سے طالقہ ہوگی یہ فتاوے قاضیخان مین ہے۔ اور اگر شرط کو درمیان مین کردیا اور کہا کہ تو طالقہ ہے اگر تو

---

[1] عدم فعل یعنے دو جگہ مین اپنا کام یا کسی شخص کا کام نہونے پر قسم کھائی ہو ۱۲

گھر مین داخل ہوئی تو تو طالقہ ہے اگر تو گھر مین داخل ہوئی تو تو طالقہ ہے اگر تو گھر مین داخل ہوئی تو تو طالقہ ہے یا اُسنے شرط کو مقدم کیا یعنے اگر تو گھر مین داخل ہوئی تو تو طالقہ ہے الخ تو جبتک گھر مین داخل نہو تب تک طلاق واقع نہو گی پھر جب گھر مین داخل ہوئی تو بالاتفاق تین طلاق واقع ہونگی یہ خلاصہ مین ہے - ایک نے دوسرے سے کہا کہ اگر مین بشرط استطاعت کل تیرے پاس نہ آیا تو میری جورو طالقہ ہے پھر دوسرے روز نہ وہ بیمار ہوا اور نہ سلطان وغیرہ کسی نے اُسکو روکا اور نہ کوئی ایسی بات ہوئی جس سے وہ آنے پر قادر نہو مگر اُس شخص کے پاس نہ گیا تو قسم مین جھوٹا ہو جائیگا - یہ حکم اُسوقت ہے کہ جب اُسکی کچھ نیت نہو یا استطاعت سے مراد از راہ اسباب ہو اور اگر اُسنے وہ استطاعت حقیقیہ مراد لی جو فعل کے ساتھ حادث ہوتی ہے اور استطاعت[1] از راہ قضا و قدر ہوتی ہے تو دیانۃً اسکی تصدیق کیجائیگی مگر قضاءً تصدیق نہوگی اور دوسری روایت مین ہے کہ قضاءً بھی اُسکی تصدیق ہوگی یہ شرح جامع صغیر قاضیخان مین ہے - ایک نے کہا کہ اگر مین آج کے روز اس گھر سے نہ نکلون تو میری جورو طالقہ ہے پھر اُسکے پانؤن مین بیڑیان ڈالدی گئین اور چند روز تک نکلنے سے ممنوع ہوا تو قسم مین جھوٹا ہو جائیگا اور یہی صحیح ہے ایک نے قسم کھائی کہ اس گھر مین نہ رہونگا پھر وہ بیڑیان ڈالکر نکلنے سے ممنوع ہوا تو قسم مین جھوٹا ہوگا یہ خزانۃ المفتین مین ہے - ایک نے اپنی جورو سے کہا کہ اگر مین نے اُس ہانڈی سے جسکو تو پکاوے کچھ کھایا تو تو طالقہ ہے پس اگر آگ اُسی عورت نے جلائی ہو تو وہ پکانیوالی ہوگئی خواہ چولھے پر یا تنور مین ہانڈی رکھنے کے بعد اُسنے آگ جلائی ہو یا اُس سے پہلے جلائی ہو اور خواہ چولھے پر ہانڈی اُسی عورت نے رکھی ہو یا کسی دوسری نے رکھی ہو اور اگر اُس عورت کے سوائے کسی دوسرے نے آگ جلائی تو یہ پکانیوالی نہوگی خواہ اس عورت کے ہانڈی چڑھانیکے بعد دوسرے نے آگ جلائی ہو یا اس سے پہلے جلائی ہو اور اسی طرف قدوری رحمۃ نے اشارہ کیا ہے چنانچہ فرمایا کہ پکانیوالی وہ عورت ہے جو آگ جلاوے نہ وہ عورت جو ہانڈی چڑھاوے اور پانی ڈالے اور مصالحہ ڈالے - اور فقیہ ابو اللیث رحمہ اللہ نے اختیار کیا کہ اگر اس عورت نے تنور مین ہانڈی رکھی یا چولھے پر چڑھائی تو وہی پکانیوالی ہوگی اگرچہ آگ کسی اور نے روشن کر دی ہو اور صدر الشہید رحمۃ نے اپنے واقعات مین کہا کہ اسی پر فتوے ہے یہ محیط مین ہے - ایک نے اپنی جورو سے کہا کہ تو ہر طعام کو خراب کر ڈالتی ہے اگر مین ایک مہینہ تک تیرے پاس طعام لایا تو تو طالقہ ہے پھر یہ شخص گوشت اسواسطے لایا کہ پارچہ بنا کر لوگون کو بھیجدیے جاوین تو قسم مین جھوٹا نہوگا کیونکہ از راہ دلالت اُسکی قسم اسطرح طعام اُسکے پاس لانے پر واقع ہوئی جو گھر کے کام مین آنے کے واسطے ہو یہ ظہیریہ مین ہے - فتاوے ابو اللیث رحمۃ مین لکھا ہے کہ ایک نے اپنی عورت سے جماع کرنا چاہا پس اُس سے کہا کہ اگر تو میرے ساتھ کوٹھری مین نہ گئی تو تو طالقہ ہے پھر اُس مرد کی شہوت ٹھنڈی ہو جانیکے بعد عورت اسکے ساتھ کوٹھری مین گئی تو عورت پر طلاق پڑجائیگی اور اگر ٹھنڈی ہونے سے پہلے گئی تو طلاق نہ پڑیگی یہ محیط مین ہے - اور اگر عربی مین جورو سے کہا کہ - ان لم اطاک کالدر فانت طالق ثلثا یعنے اگر بتشدید الراء تجھ سے جماع نہ کرون تو تو طالقہ ہے تو یہ کلام جماع مین مبالغہ کرنے پر واقع ہوگا پس اگر جماع مین مبالغہ کیا

[1] استطاعت یعنے تقدیر جو کچھ جاری ہوئی ہے وہی واقع ہوگا پس اگر یہ مراد ہو کہ اگر تقدیر کے موافق مجھے قدرت حاصل ہوئی ۱۲ منہ

توقسم مین سچا رہا۔ ایک نے اپنی جورو سے کہا کہ تو طالقہ ہی اگر مین نے فلانہ عورت سے ہزار بار جماع نہ کیا تو یہ قسم تعداد کثیر پر واقع ہوگی اور پورے ہزار ہونا ضرور نہین ہی اور اسمین کوئی مقدار معین نہین ولیکن مشائخ نے فرمایا کہ ستر تعداد کثیر ہی یہ فتاوی کبری مین ہی۔ ایک نے اپنی جورو سے کہا کہ اگر مین تجھ کو جماع سے سیر نہ کردون تو تو طالقہ ہی تو شیخ نے فرمایا کہ سیر ہو جاتا اور کسی طرح نہین پہچانا جائیگا سوائے اس عورت کے قول کے۔ اور فقیہ ابو اللیث اور امام حفص بخاری رح نے فرمایا کہ اگر اُس مرد نے اس عورت سے جماع شروع کیا اور برابر کرتا رہا یہانتک کہ اُس عورت کو انزال ہوگیا تو اُسنے اُس عورت کو سیر کردیا پس وہ طالقہ نہوگی اور فقیہ نے فرمایا کہ ہم اسی کو اختیار کرتے ہین یہ محیط مین ہی ایک نے اپنی جورو سے کہا کہ اگر تو آج کی رات میرے پاس نہ آئے تو تو طالقہ ہی پھر عورت کوٹھری کے دروازہ تک آئی اور اندر داخل نہوئی تو طالقہ ہوجائیگی اور اگر کوٹھری کے اندر داخل ہوئی مگر مرد سوتا تھا تو طالقہ نہوگی کیونکہ شرط یہی تھی کہ اُسکے پاس آجاوے اسطرح کہ اگر وہ ہاتھ بڑھاوے تو اس عورت تک پہونچ جاوے یہ خلاصہ مین ہی۔ ایک عورت اپنے بچھونے پر سوتی تھی اُسکو اُسکے شوہر نے اپنے بستر پر بلایا مگر عورت نے انکار کیا پس اُس نے عورت سے کہا کہ اگر آج کی رات تو میرے بستر پر نہ آئی تو تو طالقہ ہی پھر اس عورت کو اسکا شوہر زبردستی اپنے بچھونے پر اسطرح اُٹھا لایا کہ عورت نے زمین پر اپنا پاؤن بھی نہین رکھا پھر رات مین شوہر کے ساتھ سوتی رہی تو طالقہ نہوگی۔ ایک مرد ایک گھڑی کے واسطے رات مین اپنے گھر سے باہر گیا پھر لوٹ آیا اور یہ گمان کیا کہ اُسکی جورو گھر مین نہین ہی پس کہا کہ اگر مین اسی رات اپنی جورو کو اپنے گھر مین نہ لایا تو وہ تین طلاق سے طالقہ ہی پھر صبح ہوئی تو اُسکی جورو نے کہا کہ مین تو اسی گھر مین تھی تو وہ شخص حانث نہوگا اور عورت پر طلاق نہ پڑیگی یہ خزانۃ المفتین مین ہی ایک نے اپنی جورو سے کہا کہ مین تیرے کپڑے پر سویا تو تو طالقہ ہی پھر عورت کے وسادہ پر اضطجاع کیا یا اُسکے مرفقہ پر سر رکھا یا اُسکے بچھونے پر اضطجاع کیا یا اپنا پہلو یا اکثر بدن اُسکے کسی کپڑے پر رکھا تو قسم ٹوٹ جائیگی کیونکہ اسطرح سونیوالا شمار ہوتا ہی اور اگر عورت کے تکیہ سے تکیہ لگایا یا اُسپر بیٹھا تو قسم مین جھوٹا نہوگا جبتک کہ ایک کروٹ یا اکثر بدن اُسپر نہ رکھے۔ ایک شخص چند آدمیون کے ساتھ ایک چھت پر تھا وہان سے جانا چاہا اور ساتھیون نے اُسکو منع کیا پس اُسنے چھت کے ایک کنارہ پر کسی طرف اپنا پاؤن رکھکر کہا کہ اگر مین اس رات یہان سویا یا یہان کھانا کھایا تو میری جورو طالقہ ہی اور اُسنے اپنی نیت مین وہ جگہ مراد لی جہان اُسنے پاؤن رکھا ہی پھر اس جگہ کے سوائے دوسری جگہ اسی چھت پر اُسنے کھایا یا سویا تو حکم قضا مین اُسکی جورو پر طلاق پڑجائیگی مگر دیانۃً طلاق نہوگی یہ خلاصہ مین ہی۔ ایک نے اپنی جورو سے کہا کہ اگر مین آج کی رات تیرے ساتھ مع تیری اس قمیص کے نہ سویا تو تو تین طلاق سے طالقہ ہی۔ اور عورت نے قسم کھائی کہ اگر مین مع اپنی اس قمیص کے تیرے ساتھ سوئی تو میری باندی آزاد ہی پھر مرد نے جورو کی وہ قمیص پہنی اور دونون ساتھ سوئے تو دونون سے کوئی قسم مین جھوٹا نہین

سلہ آسودہ پیٹ بھری ہوئی ۱۲ منہ سلہ قال المترجم یہ بھی بدون قول اس عورت کے نہین معلوم ہوسکتا اسواسطے کہ منزل عورت کی شناخت اطبا مین مختلف بلکہ صحیح یہ ہی کہ بدون قول عورت کے معلوم نہین ہوسکتی ۱۲ منہ

نہوگا اسواسطے کہ عورت کیطرف سے قسم مین جھوٹا ہونا اسطرح تھا کہ اس قمیص کو پہنے ہوئے شوہر کے ساتھ سووے وہ نہ پایا گیا اور شوہر کیطرف سے سچّا ہونا اسطرح ہوا کہ عورت کے ساتھ اس حال مین سویا کہ مع قمیص تھا یعنے خود پہنے تھا۔ ایک نے اپنی جورو سے کہا کہ اگر مین نے تجھ سے نہ وطی کی مع اس مقنعہ کے تو تو تین طلاق سے طالقہ ہی پھر یون کہا کہ اگر مین نے تجھ سے مع اس مقنعہ کے وطی کی تو تو تین طلاق سے طالقہ ہی تو اسمین حیلہ یہ ہی کہ اس عورت بغیر اس مقنعہ کے وطی کرے پس جبتک یہ مقنعہ موجود رہیگا اور دونون زندہ رہینگے تب تک قسم مین جھوٹا نہوگا پھر اگر انمین سے کوئی مرگیا یا مقنعہ تلف ہوگیا تو وہ اپنی قسم مین جھوٹا ہوجائیگا یہ فتاوے قاضیخان مین ہی۔ ایک نے قسم کھائی کہ اگر مین نے تجھ سے اس نیزہ کی نوک پر وطی نہ کی تو تو طالقہ ہی تو اسکا حیلہ یہ کہ چھت مین سوراخ کرکے اسمین سے نیزہ کی نوک نکالے اور چھت پر جاکر عورت سے اس نوک پر وطی کرے۔ اگر عورت سے کہا کہ اگر مین نے دوپہر کو بیچ بازار مین تجھ سے وطی نہ کی تو تو طالقہ ہی تو اسمین حیلہ یہ ہی کہ عورت کو عماری مین بٹھلا کر بازار مین لیجاوے اور خود عماری کے اندر گھسکر اس سے وطی کرے۔ جورو سے عربی مین کہا کہ۔ ان بت اللیلۃ الافی حجری فانت طالق۔ یعنے اگر تونے رات گذاری سوائے اس صورت کے کہ میری گود مین ہو تو تو طالقہ ہی۔ پھر عورت اسکے بچھونے پر سوئی بدون اسکے کہ حقیقۃً اُسنے گود مین لیا ہو تو طلاق واقع نہوگی۔ اور اگر اُسنے فارسی مین کہا کہ۔ الا درکنار من۔ اور باقی مسئلہ بحال خود رہا تو طلاق پڑنا واجب ہے کذا فی المحیط مترجم کہتا ہی کہ اُردو مین بھی گود مین کہنے کی صورت مین طلاق پڑنا واجب ہے اور اگر بغل مین کہا ہو تو طلاق نہونا صحیح ہی فافہم۔ ایک عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ تو اپنی اس باندی کے ساتھ سویا ہی اور شوہر نے کہا کہ اگر مین اس باندی کے ساتھ سویا تو تو تین طلاق سے طالقہ ہی پس جورو نے کہا کہ اگر تیری اس قسم مین کچھ معنی ہون تو مین طالقہ ہون پس شوہر نے کہا کہ ہان۔ تو حکم یہ ہی کہ اگر شوہر نے کچھ اور معنی مراد نہین رکھے سوائے انکے جو زبان سے بولا ہی تو جورو طالقہ نہوگی ورنہ طالقہ ہوجائیگی یہ فتاوے کبرے مین ہے ایک نے اپنی جورو سے کہا کہ اگر مین نے تجھ سے وطی کی مادامیکہ تو میرے ساتھ ہی تو تو تین طلاق سے طالقہ ہے پھر پشیمان ہوکر حیلہ ڈھونڈھا تو امام محمدؒ نے فرمایا کہ حیلہ یہ ہی کہ اُسکو ایک طلاق بائنہ دیکر اسوقت اُس سے پھر نکاح کرلے پھر اُس سے وطی کرے تو حانث نہوگا یہ فتاوے قاضیخان مین ہی۔ زید نے اپنے پڑوسی خالد سے کہا کہ کل گذری رات مین میری جورو تیرے پاس تھی پس خالد نے کہا کہ اگر تیری جورو اس گذری رات مین میرے پاس ہو تو میری جورو طالقہ ہی پھر سکوت کرکے کہا اور یا اور کوئی عورت ہو۔ پھر ظاہر ہوا کہ اسکے پاس دوسری عورت تھی تو شیخ نصیرؒ نے فرمایا کہ وہ قسم مین حانث ہوگا اور اُسکی جورو پر طلاق پڑجائیگی۔ اور محمد بن سلمہؒ نے فرمایا کہ حانث نہوگا یہ اختلاف اس قاعدہ پر ہی کہ قسم کھانے والے نے جب قسم معقود کے ساتھ کوئی شرط لاحق کی پس اگر ایسی شرط ہو کہ جسمین قسم کھانیوالے کا نفع ہی تو بالاجماع وہ شرط اس قسم معقودہ سے لاحق نہوگی اور اگر ایسی شرط ہو کہ اسمین قسم کھانیوالے پر ضرر ہی تو اسمین یہ اختلاف مذکور ہی پس جو شیخ نصیرؒ نے کہا ہی وہ امام ابوحنیفہؒ کے قول سے اقرب ہے

سلہ کیونکہ ایسا صریح ہوا کہ اگر اسمین کچھ دوسرے معنے ہون تو تو طالقہ ہی ۱۲

کیونکہ امام اعظمؒ کے نزدیک جو عقود دبیع کہ تمام ہو گئے انکے ساتھ شرط فاسد ملحق ہو جاتی ہے - اور مختار اس مقام پر محمد بن سلمہؒ کا قول ہے اور اسی پر فتوے ہے کیونکہ ساتھ پڑجانے سے جزا متعلق باول نہین ہوتی ہے پس دوم سے متعلق ہونا اولیٰ ہے اور شیخ رح نے کہا کہ میرے ماموں امام ظہیر الدینؒ فتوے بقول محمد بن سلمہؒ دیتے تھے یہ خلاصہ مین ہے - ایک نے عربی مین کہا کہ ان غسلت ثیابی فانت طالق یعنے اگر تو نے میرے کپڑون کو دھویا تو تو طالقہ ہے پس عورت نے اسکی آستین و دامن کو دھویا تو طالقہ نہوگی یہ تجنیس مین ہے - ایک نے اپنی جورو سے کہا کہ اگر تو نے یہ پیالہ نہ دھویا ہو تو تو طالقہ ہے اور حال یہ تھا کہ عورت نے خادمہ کو حکم دیا تھا کہ پیالہ دھوئے اُسنے دھویا تھا پس اگر عادت یہ ہو کہ عورت ہی یہ پیالہ دھویا کرتی تھی اور کوئی نہین دھوتا تھا تو طلاق پڑجائیگی اور اگر عادت یہ تھی کہ خادمہ ہی دھویا کرتی تھی خود عورت نہ دھوتی تھی اور شوہر اسکو جانتا تھا تو طلاق واقع نہ ہوگی اور اگر عادت یہ تھی کہ عورت کبھی خود دھوتی تھی اور کبھی اسکی خادمہ دھوتی تھی تو ظاہر یہ ہے کہ طلاق واقع ہوگی لیکن اگر شوہر کی یہ نیت ہو کہ اگر خادمہ کو تو نے دھونے کا حکم نہ دیا ہو الخ تو ایسی صورت مین طلاق واقع نہوگی یہ فتاوے کبرلے مین ہے - ایک نے عربی مین یون قسم کھائی کہ ان غسلت امرأتہ ثیابہ فھی طالق - یعنے اگر میری جورو نے میرے کپڑے دھوئے تو وہ طالقہ ہے پھر عورت نے اسکا لفافہ[1] دھویا تو مشائخ نے فرمایا کہ وہ حانث نہوگا الا آنکہ ثیاب کے لفظ سے اُسکی یہ بھی نیت ہو ایک نے اپنی جورو سے کہا کہ اگر مین نے تیرے واسطے پانی خریدا تو تو طالقہ ہے پھر ایک سقے کو ایک درم دیا کہ مٹکے مین پانی ڈالدے تو اسمین کلام ہے کہ وہ قسم مین جھوٹا ہوا یا نہین تو بعض نے فرمایا کہ سقے کو درم دیتے وقت اگر کوزون[2] مین پانی ہو تو حانث ہوگا اور اگر نہو تو حانث نہوگا اسواسطے کہ جب درم دیتے وقت کوزون مین پانی ہو تو وہ پانی خریدنے والا ہو جائیگا اور اگر نہو تو وہ اجارہ پر لینے والا ہوگا یہ ظہیریہ مین ہے - ایک نے اپنی جورو سے کہا کہ اگر تو نے اپنے بھائی سے میرا شکوہ کیا تو تو طالقہ ہے پھر عورت کا بھائی آیا اور عورت کے سامنے ایک بے عقل بچہ تھا پس عورت نے کہا کہ اے بچہ میرے شوہر نے میرے ساتھ ایسا ایسا کیا ہے یہانتک کہ اُسکا بھائی سن لے تو اس عورت پر طلاق نہ پڑیگی کیونکہ اس عورت نے طفل مذکور کو مخاطب کیا ہے اپنے بھائی کو خطاب نہین کیا - ایک نے اپنی جورو سے کہا کہ اگر تو چپ نہ رہی تو تو طالقہ ہے وہ بولی کہ مین نہین چپتی پھر خاموش رہی تو طلاق واقع نہین ہوگی کیا تو نہین دیکھتا کہ اگر کسی نے اپنی جورو سے کہا کہ اگر تو آواز سے بڑبڑائے جاوے تو تو طالقہ ہے وہ بولی کہ مین تو زور سے بڑبڑاؤنگی حالانکہ وہ خاموش ہے تو طلاق نہین پڑتی ہے اور عورت کا یہ کہنا کہ مین تو زور سے بڑبڑاؤنگی کچھ نہین ہے جبکہ وہ خاموش ہے - اسیطرح اگر عورت نے کسی شخص معین کے بارہ مین کچھ کلام کیا پھر شوہر نے کہا کہ اگر تو نے مجھ سے فلان شخص کا ذکر دوبارہ کیا تو تو طالقہ ہے وہ بولی کہ مین تجھ سے پھر اُس شخص کا ذکر نہ کرونگی یا بولی کہ جب تو نے مجھے فلان شخص کے ذکر سے منع کیا تو مین فلان شخص کا ذکر نہ کرونگی تو وہ قسم مین حانث نہوگا اور طلاق نہ پڑیگی کیونکہ اسقدر ذکر

[1] طالقہ نہوگی مترجم کہتا ہے کہ ہماری زبان مین طلاق پڑجائیگی ہان اگر یون کہے کہ اگر تو نے میرے جامہائے لباس دھوئے تو البتہ خالی آستین و دامن سے یہ نہین کہا جاتا کہ اُسنے بار لباس دھوئے ہین ۱۲ [2] لپیٹنے کی چادر یا غلاف ۱۲ [3] کوزون قول ہمارے عرف کے موافق مشک کہنا چاہیے کیونکہ ہمارے یہان سقے مشک رکھتے ہین ۱۲

قسم سے مستثنے ہی اور اگر عورت نے کہا کہ تمنے کیون فلان شخص کے ذکر سے منع کیا۔ یا کہا کہ اگر تو نے مجھے فلان شخص کے ذکر سے منع کیا تو مین اسکا ذکر کرونگی۔ تو ایسی صورت مین حانث ہوگا اور طلاق نپڑجائیگی۔ اور اگر فلان شخص کا ذکر ہجو [1] مین کیا تو طلاق نہ پڑیگی یہ خلاصہ مین ہی فتاوے مین لکھا ہی کہ شیخ ابو القاسم سے دریافت کیا گیا کہ ایک عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ مجھے بھوک کے تیرے ساتھ رہنے کی طاقت نہین ہی وہ بولا کہ اگر تو میرے گھر مین بھوکی رہی تو تو طالقہ ہی۔ تو شیخ نے فرمایا کہ سوائے روزہ کے اگر وہ عورت اسکے گھر مین ایسی نہین رہی تو طالقہ نہوگی یہ محیط مین ہی۔ ایک نے اپنی جورو کو خلع دیدیا پھر عدت مین اُس عورت سے کہا کہ اگر تو ہی میری جورو ہی تو تین طلاق سے طالقہ ہے اور اس کلام سے طلاق واقع کرنے کی نیت نہین کی تو طلاق واقع نہوگی کیونکہ علی الاطلاق وہ اُسکی جورو نہین ہی یہ تاتارخانیہ مین ہی۔ فتاوے ابو اللیث مین ہی کہ ایک نے اپنی جورو سے فارسی مین کہا کہ اگر تو فردا زن من باشی پس تو طالقہ بسہ طلاق ہستی پھر دوسرے دن کی فجر طلوع ہونیکے بعد اُس عورت کو خلع دیدیا تو شیخ نے فرمایا کہ اگر شوہر کی مراد پہلے کلام سے یہ تھی کہ دوسرے روز کے کسی جزو مین بھی یہ عورت اُسکی جورو نہوگی تو فجر طلوع ہونے تک خلع مین تاخیر کرنے سے وہ عورت تین طلاق سے طالقہ ہوجائیگی اور اگر اُسکی کچھ نیت نتھی تو دوسرے روز غروب آفتاب سے پہلے جب خلع دیدے تو قسم مذکور کیوجہ سے عورت پر کچھ طلاق نہوگی پھر اگر دوسرے روز غروب آفتاب سے پہلے اُسکو خلع دیدیا پھر آفتاب ڈوبنے سے پہلے اُس سے نکاح کرلیا تو قسم کیوجہ سے تین طلاق سے طالقہ ہوجائیگی۔ اور اگر آفتاب ڈوبنے سے پہلے خلع دیدیا پھر آئندہ روز یعنے پرسون یا اسکے بعد اس سے نکاح کرلیا تو قسم مذکور کیوجہ سے طالقہ نہوگی یہ محیط مین ہی۔ ایک مرد نے قسم کھائی کہ اپنی جورو کو طلاق نہ دیگا پھر کسی شخص نے اُس مرد کی طرف سے بدون اسکے حکم و آگاہی کے اُسکی جورو کو خلع دیدیا پھر اُس مرد کو خبر پہونچی اور اُسنے اجازت دیدی پس اگر زبان سے اجازت دی مثلاً یون کہا کہ مین نے اجازت دیدی تو قسم مین جھوٹا ہوگیا اور اگر کسی فعل سے اجازت دی اور زبان سے کچھ نہ کہا مثلاً خلع کے عوض کا مال لے لیا تو حانث نہوگا اور طلاق پڑجائیگی یہ تجنیس و مزید مین ہی۔ ایک نے اپنی جورو سے کہا کہ اگر مین نے تجھ سے کہا کہ تو طالقہ ہی تو تو طالقہ ہی پھر اُس عورت سے کہا کہ مین نے تجھے طلاق دیدی تو قضاءً اُسپر دوسری طلاق پڑیگی اور اگر اُسنے اسی قول سے طلاق کی نیت کی ہو تو از راہ دیانت اُسکی تصدیق ہوگی یہ فتاوے قاضیخان مین ہی۔ ایک نے اپنی جورو سے رات مین بزبان فارسی کہا کہ اگر ترا امشب بدارم تو سہ طلاق ہستی یعنے اگر مین تجھے آج کی رات رکھون تو تو تین طلاق والی ہی پھر اُسی رات مین اُسکو ایک طلاق بائن دیدی پھر رات گذر گئی پھر اُس سے جدید نکاح کرلیا تو اب طالقہ نہوگی۔ اسیطرح اگر کہا کہ اگر ترا امروز بدارم تو طالقہ ہستی پھر اُس دن اُسکو طلاق بائن دیدی تو صورت مسئلہ مین یہ حکم ہوگا یہ تجنیس و مزید مین ہی۔ قلت فی الاصل جزا امروز آہ و فیہ نظر ایکبارگی [illegible] اُسکے شہر کے عالمون مین سے ایک فقیہ کا ذکر کیا گیا پس اُسنے کہا کہ اگر وہ شخص فقیہ ہو تو میری جورو طالقہ ہی پس اگر

---

[1] ہجو مین مثلاً کہا کہ الف ح اد ہم د پھر اسکو ملا کر نہین کہا ۱۲ منہ [2] اگر تو کل میری زوجہ رہی تو تین طلاق سے طالقہ ہی ۱۲ [3] اگر میں تجھے آج رکھون تو تو طالقہ ہے ۱۲ [4] یعنے بھوکی ۱۲ [5] یعنے خلع کی طلاق ۱۲

فقیہ سے اسکی مراد وہ ہو جسکو لوگ اپنے عرف مین فقیہ کہتے ہین یا کچھ نیت نہ کی تو طلاق واقع ہوگی - اور اگر اُسنے حقیقی فقیہ مراد لیا تو بھی قضاءً یہی حکم ہی اور دیانۃً یعنے فیما بینہ وبین اللہ تعالیٰ طلاق واقع نہوگی اسواسطے کہ وہ فقیہ نہین ہی کیونکہ شیخ حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ سے مروی ہی کہ ایک شخص نے اُنکو فقیہ کہا تو اُس سے فرمایا کہ تو نے کبھی کوئی فقیہ نہین دیکھا فقیہ وہی ہوتا ہی جو دنیا سے مُنھ پھیرے ہوئے آخرت کا راغب اپنے نفس کے عیوب پر واقف ہو یہ فتاوے کبرے مین ہی - ایک مرد نے کہا کہ اگر میرا بیٹا ختنہ کی عمر پر پہونچا اور مین نے اُسکا ختنہ نہ کیا تو میری جورو طالقہ ہی تو ختنہ کا وقت دس برس ہی اور اگر اُسنے اول وقت کی نیت کی ہو تو جبتک سات برس کا نہو وہ حانث نہوگا اور اگر اُسنے آخر وقت کی نیت کی ہو تو شیخ صدر الشہید رح نے فرمایا کہ مختار یہ ہی کہ بارہ برس ہی یعنے انتہائے مدت بارہ برس ہی یہ خلاصہ مین ہی - ایک مرد نے کہا کہ اگر میرا بیٹا ختنہ کی عمر کو پہونچا اور مین نے اُسکا ختنہ نہ کیا تو میری جورو طالقہ ہی تو فقیہ ابو اللیث رح نے فرمایا کہ جب اُسنے دس برس سے تاخیر کی تو چاہیے کہ حانث ہوجاوے اور انکے سوائے دیگر مشائخ نے فرمایا کہ حانث نہوگا تاوقتیکہ بارہ برس سے تجاوز نہ کرے او اسی پر فتوے ہی یہ فتاوے قاضیخان مین ہی - عورت سے کہا کہ اگر مین تیرے ساتھ خدمت پر معاملہ کرون جیسا کہ مین معاملہ کیا کرتا تھا تو تو طالقہ ہی پس اگر عورت کے لیے کوئی خدمت ہو تو یہ کلام اسی خدمت پر رکھا جائیگا ورنہ مرد کی نیت پر مرجع ہوگا یہ بزازیہ مین ہے - اور کہا کہ اگر مین سلطان سے خوف کرتا ہون تو میری جورو طالقہ ہی پس اگر قسم کے وقت اُسکو سلطان سے کوئی خوف نہو اور نہ اُسکے ذمہ کوئی ایسا جُرم ہو جس سے سلطان کے خوف کی راہ نکلتی ہو تو وہ حانث نہوگا - ایک مرد ایک طفل سے متہم کیا گیا پس اس سے کہا گیا کہ فلان کہتا ہی کہ مین نے اسکو طفل مذکور سے خفیہ باتین کرتے دیکھا ہے پس اُسنے کہا کہ اگر اُسنے مجھے اس طفل سے کانا پھوسی کرتے دیکھا ہو تو میری جورو طالقہ ہی حالانکہ فلان مذکور نے اسکو درواقع طفل مذکور سے خفیہ باتین کرتے دیکھا تھا مگر کسی دوسرے معاملہ مین یہ باتین تھین تو شیخ نے فرمایا کہ مجھے امید ہی کہ وہ حانث نہوگا - ایک مرد نے کہا کہ اگر میرے گھر مین آگ ہو تو میری جورو طالقہ ہی حالانکہ اسکے گھر مین چراغ جلتا ہی پس اگر اُسنے اسوجہ سے قسم کھائی ہی کہ اُسکے کسی پڑوسی نے اُس سے آگ مانگی تھی تاکہ اُس سے آگ جلاوے تو اُسکی جورو طالقہ ہوجائیگی اور اگر قسم اسوجہ سے تھی کہ پڑوسیون نے اُس سے روٹی وغیرہ ایسی چیز مانگی تھی یا وہان کوئی سبب نہو تو حانث نہوگا - یہ خلاصہ مین ہی - ایک مرد کسی طفل کے ساتھ متہم کیا گیا پس اُسنے فارسی مین کہا کہ اگر من بادے ناحفاظے کنم زن مرا طلاق است حالانکہ اُس شخص نے اس طفل کو گھورا اور اُسکا بوسہ لیا تھا تو اُسکی جورو طالقہ ہوجائیگی یہ فتاوے کبرے مین ہی - جورو سے کہا کہ اگر مین نے کوئی باندی خریدی یا تجھ پر دوسری عورت سے نکاح کیا تو تو بیک طلاق طالقہ ہی پس عورت نے کہا کہ مین ایک طلاق سے راضی نہین ہوتی پس مرد نے کہا کہ پس تو بسہ طلاق طالقہ ہی اگر تو ایک سے راضی نہین ہی تو فرمایا کہ اس کلام کے ساتھ بھی شرط مراد ہوگی یعنے

سلہ کیونکہ عرفی فقیہ یا اُسکی نیت کے موافق وہ فقیہ ہے ۱۲ سلہ مین کہتا ہون کہ زمانہ توبندگان صالحین سے خالی نہین ہوتا پھر شاید وہ شخص فقیہ صالح ہو اور لوگون کی شناخت نہو ۱۲ عہ یعنے تصدیق نہوگی ۱۲ عہ یعنے عمر دس برس کی ۱۲

فی الحال کوئی طلاق واقع نہوگی۔ عورت سے کہا کہ اگر اللہ تعالے موحدین کو عذاب دے تو تو طالقہ ہے تو فرمایا کہ حانث نہوگا جبتک ظہور نہو اور فقیہ نے کہا کہ وجہ یہ ہے کہ بعضے موحدین کو عذاب دیا جائیگا اور بعضے کو نہ دیا جائیگا پس اشتباہ ہو پس شک کے ساتھ حکم نہ دیا جائیگا یہ حاوی مین ہے۔ ایک مرد نے کہا کہ اگر اللہ تعالے مشرکین کو عذاب دے تو اُسکی جورو طالقہ ہے تو مشائخ نے کہا کہ اُسکی جورو پر طلاق نہوگی اسواسطے کہ بعضے مشرکین پر عذاب نہوگا پس وہ حانث نہوگا کذا فی فتاوے قاضیخان وقال المترجم فیہ نظر۔ ایک نے اپنی جورو سے کہا کہ اگر تو فلان دار مین داخل ہوئی جبتک کہ فلان مذکور اسمین ہے تو تو طالقہ ہے پھر فلان مذکور نے اس دار کو تحویل کر دیا اور ایک زمانہ تک ایسا رہا پھر وہ عود کر کے اسی دار مین آیا پھر عورت داخل ہوئی تو بعض نے فرمایا کہ طلاق واقع نہوگی اور اسی کو فقیہ ابو اللیث رہ نے لیا ہے اور بعض نے کہا کہ حانث ہوگا اور صحیح یہ ہے کہ طلاق واقع نہوگی یہ جواہر اخلاطی مین ہے۔ اور اگر حالت غضب مین اپنی جورو سے کہا کہ اگر تو نے پانچ برس تک ایسا کیا تو تو مجھ سے مطلقہ ہو جائیگی اور مرد نے اس سے تخویف کی نیت کی پھر اس مدت گذرنے سے پہلے عورت نے یہ فعل کیا تو شوہر سے دریافت کیا جاوے کہ آیا تو نے اسکے طلاق کی قسم کھائی تھی پس اگر اُسنے خبر دی کہ ہان یہ قسم کھائی تھی تو اُسکی خبر پر عملدرآمد ہوگا اور عورت پر طلاق واقع ہونیکا حکم دیا جائیگا اور اگر اُسنے خبر دی کہ مین نے یہ قسم نہین کھائی تھی تو اسکا قول قبول ہوگا یہ محیط مین ہے۔ ایک مرد نشہ مین ہے اُسنے اپنی جورو کو بستر پر بُلایا پس عورت نے انکار کیا پس اُسنے عورت سے کہا کہ اگر تو نے فرمانبرداری کی اور میری مساعدت کی تو خیر ورنہ تو طالقہ ہے پھر قسم کے بعد آئندہ اُسکے بُلانے پر عورت نے مساعدت و فرمانبرداری کی تو حانث نہ ہوگا اور اگر قسم کے بعد بُلانے پر اُسنے فرمانبرداری نہ کی تو حانث ہو جائیگا یعنے طلاق واقع ہو گی اور مولانا رح نے فرمایا کہ اگر اُسنے از سر نو نہ بُلایا تو عدم مساعدت کی صورت مین بھی حانث ہونا چاہیے اسواسطے کہ لوگ اپنے عرف مین اس سے حکم سابق کی فرمانبرداری مراد رکھتے ہین۔ ایک مرد نشہ مین ہے اُسنے اپنی جورو کو ایک درم عطا کیا پس عورت نے کہا کہ جب تو ہوش مین ہوگا تو مجھ سے لیگا پس مرد نے کہا کہ اگر مین تجھ سے لون تو تو طالقہ ہے پھر اُسنے نشہ کی حالت مین لے لیا تو قسم مین حانث نہوگا اسواسطے کہ بعد افاقہ کے لے لینا شرط حنث ہے۔ ایک مرد نے جو نشہ مین ہے اپنی جورو سے کہا کہ مین نے اپنا یہ دار تجھے ہبہ کیا پھر کہا کہ اگر مین نے اپنے دل سے یہ بات نہ کہی تو تو طالقہ بسہ طلاق ہے پھر اسکو افاقہ ہوا اور اُسکو اسمین سے کچھ بھی یاد نہ آیا تو مشائخ نے فرمایا کہ اُسکی جورو طالقہ نہوگی اسواسطے کہ ظاہر یہ ہے کہ اس حالت مین جو کہتا ہے وہ دل سے کہتا ہے یہ فتاوے قاضیخان مین ہے۔ ایک مرد نے اپنی جورو سے کہا کہ اگر تو دار فلان مین داخل ہوئی تو تو طالقہ ہے پھر فلان مرگیا اور دار مذکور میراث ہو گیا پھر عورت داخل ہوئی پس اگر میت پر ایسا قرضہ نہو جو تمام ملک کو گھیرے ہوئے ہو تو وہ حانث نہوگا اور اگر ایسا قرضہ ہو تو فقیہ ابو اللیث رح نے فرمایا کہ اس صورت مین بھی حانث نہوگا اور اسی پر فتوے ہے۔ ایک مرد منزل کی کوٹھری مین بیٹھا تھا اُسنے کہا کہ اگر مین اس بیت مین داخل ہوا تو میری جورو طالقہ ہے تو قسم اس بیت کے اندر داخل ہونے پر ہوگی اور یہ عربی زبان پر ہے

عــه کہ کون موحدین مراد ہین ۱۲ عــه یعنے گنہگارون کو ۱۲ ســه یعنے مسلمان ہو جاوینگے ۱۲ للعــه یعنے پانچ برس ۱۲

قال المترجم اور ہماری زبان مین بھی یہی ہے۔ اور اگر اُسنے فارسی مین کہا کہ اگر من باین خانہ اندر آیم تو میری جورو طالقہ ہے تو قسم اس منزل کے اندر داخل ہونے پر ہوگی اور اگر اُسنے کہا کہ مین نے اس کوٹھری کے اندر داخل ہونیکی نیت کی تھی تو دیانۃً تصدیق ہوگی قضاءً تصدیق نہوگی اور اگر اسنے اس کوٹھری کیطرف اشارہ کیا تو بھی بہرحال ایسا ہی حکم ہے یہ خلاصہ مین ہے۔ ایک مرد نے اپنی جورو سے کہا کہ اگر تو میرے بھائی کے گھر مین گئی تو تو طالقہ ہے پھر اسکا بھائی اس گھر کو چھوڑکر دوسرے گھر مین گیا اور وہان رہنے لگا پھر عورت اس دوسرے گھر مین داخل ہوئی تو بعض نے فرمایا کہ اگر مرد کو پہلے دار کی نسبت کچھ ملال ہوا تھا جس سے اُسنے ایسی قسم کھائی تھی تو اب حانث نہوگا اور اگر اسکی قسم اپنے بھائی کیوجہ سے تھی تو حانث ہوجائیگا اور اگر اسکی کچھ نیت نہو تو امام اعظم رح و امام محمد رح کے قول پر حانث ہوجائیگا۔ اور اگر عورت اسی دار مین داخل ہوئی جسمین پہلے بھائی رہتا تھا اور قسم کے وقت اسکی ملک تھا پس اگر وہ دار بھائی کی ملک مین باقی ہو مگر وہ اسمین نہ رہتا ہو تو قسم کھانیوالا عورت کے اسمین جانے سے حانث ہوجائیگا اور اگر قسم کھانے کے بعد یہ دار اسکے بھائی کی ملک سے بوجہ بیع یا ہبہ وغیرہ کے نکل گیا تو حانث نہوگا یہ فتاویٰ قاضیخان مین ہے۔ اگر عورت سے کہا کہ اگر تو گرد آستانہ فلان گردی پس طالقہ ہستی پھر وہ عورت اسکے گرد پھری مگر دار مین داخل نہوئی اور شوہر نے کہا کہ میری نیت یہ تھی کہ داخل ہو تو عورت طالقہ ہوجائیگی۔ اور اگر اپنی جورو سے کہا کہ بخانہ فلان اندر آئی ترا طلاق اور یہ نہ کہا کہ اگر اور نہ لفظ چون کہا تو فی الحال طالقہ ہوجائیگی۔ ایک مرد نے اپنی جورو سے کہا کہ اگر تو دار مین داخل ہوئی تو میری جورو ئین طالقات ہین پھر وہ دار مین داخل ہوئی تو طلاق اسپر اور دوسری عورتون سب پر واقع ہوگی اور مولف رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اسی قول پر اعتماد ہے یہ خلاصہ مین ہے۔ ایک مرد نے اپنی جورو کو ایک مرد کے ساتھ متہم کیا پھر شوہر اپنے دار مین آیا اور اس مرد کو جسکے ساتھ متہم کرتا تھا گھر کے ایک کونے مین بیٹھا دیکھا اور عورت دوسرے کونے مین پڑی سوتی تھی پھر جب شوہر نکلا اور وہ مرد بھی نکلا جسکے ساتھ وہ اپنی جورو کو متہم کرتا تھا تو سلطان نے عورت کے شوہر سے قسم لی کہ تو نے فلان کو اپنی جورو کے ساتھ نہین پکڑا پس مرد نے اپنی جورو کی طلاق کی قسم کھائی کہ اُسنے فلان کو اپنی جورو کے ساتھ نہین پکڑا تو وہ اپنی قسم مین جھوٹا نہوگا۔ ایک مرد نے اپنی جورو سے کہا کہ اگر تو نے میرے جو مین سے لیکر نانوائی کے یہان بھیجے تو تو طالقہ ہے اور شوہر کے گھر مین ایک جو پایہ تھا جسکو جو دیے جاتے تھے پس اُسکے چارہ مین سے ایک مٹھی جو بچے تھے پس عورت نے ان جو کو اپنے ذاتی جو کے ساتھ نانوائی کو بھیجا پس اگر شوہر اسکو مکروہ نہ جانتے یعنے دلالۃ اسحال سے یہ بات معلوم ہو تو وہ اپنی قسم مین حانث نہوگا اسواسطے کہ اسقدر قسم مین عادۃ مراد نہین ہوتے ہین اور اگر وہ اسقدر کا بھی بخل کرتا ہے تو وہ اپنی قسم مین حانث ہوگا اور امام اعظم رح کے نزدیک صحیح یہ ہے کہ اگر عورت نے اپنے جو مین ملا کر بھیجے ہون تو وہ حانث نہوگا یہ ظہیریہ مین ہے۔ ایک مرد کو ایک جورو نے حرام کی تہمت دی پس اُسنے کہا کہ اگر ایک سال تک حرام کروں تو تو طالقہ ہے تو یہ لفظ جماع پر رکھا

سلہ قال المترجم پہلے میری رائے اسکے برخلاف تھی پھر مجھے ظاہر ہوا کہ اردو وعربی کا حکم یکسان ہے بخلاف فارسی کے اور اللہ تعالیٰ علیم ہے ۱۲ م

سلہ کیونکہ غلہ کرنے سے ملک منقطع ہوگئی پس شوہر کے جو نہ رہے اگرچہ عورت غاصبہ ہوگئی ۱۲ منہ

جائیگا کہ عورت کی آنکھ کے روبرو بتداخل فرجین جماع کرے اور عورت جانتی ہو کہ یہ عورت اسکی مملوکہ نہیں ہو اور نہ اسکی جورو ہی یا اس فعل کے بتداخل فرجین واقع ہونیکے چار نفر گواہی دین یا شوہر خود ایک مرتبہ اقرار کرے اسواسطے کہ یہ فعل بزنا ہی یعنے لفظ حرام اُسکی قسم مین بمعنے زنا قرار پایا اور زنا فقط انھین صورتون سے ثابت ہوتا ہی اور اگر وہ حاکم قاضی کے سامنے اس سے انکار کر گیا کہ مین نے نہین کیا ہی اور عورت کے پاس گواہ نہین ہین تو وہ حاکم کے پاس قسم لے پس اگر وہ قسم کھا گیا تو عورت کو اُسکے ساتھ رہنے کی گنجائش ہی۔ اور اگر عورت سے کہا کہ اگر تو کسی سے حرام کرے تو تو بسہ طلاق طالقہ ہی پھر مرد نے اُسکو طلاق بائن دیدی پھر عدت مین اُس سے جماع کیا تو امام اعظمؒ و امام محمدؒ کے نزدیک طالقہ ہوگی اسواسطے کہ ان دونون اماموں کے نزدیک عموم لفظ کا اعتبار ہی اور امام ابو یوسفؒ غرض کا اعتبار کرتے ہین پس انکے قول کے قیاس پر طالقہ نہوگی اور اسی پر فتوے ہی۔ اور اگر عورت سے کہا کہ اگر تو نے کسی کا بوسہ لیا تو تو طالقہ بسہ طلاق ہی پس اُسنے اسی مرد کا بوسہ لیا تو طالقہ ہوجائیگی یہ خلاصہ مین ہی۔ ایک مرد نے اپنی جورو سے کہا کہ اگر تیرا کمر بند حرام پر کھلا جب[1] تو میری جورو ہی تو تو طالقہ ہی پس عورت نے کہا کہ مجھے ایک مرد نے پکڑ لیا اور زبردستی باکراہ مجھ سے جماع کر لیا ہی تو مشائخ نے فرمایا کہ اگر حالت ایسی ہو کہ عورت منع کرنے پر قادر نہوئی ہو تو یہ حانث نہوگا اور اگر عورت روکنے و باز رکھنے پر قادر تھی تو مرد حانث ہوجائیگا بشرطیکہ شوہر نے اُسکے قول کی تصدیق کی ہو۔ ایک مرد نے کہا کہ اگر مین حرام سے غسل کرون تو میری جورو طالقہ ہی یعنے غسل بوجہ حرام کرنیکے ہو پھر اُسنے ایک اجنبیہ عورت کو لپٹا لیا حتے کہ اُسکو انزال ہوگیا اور اُسنے غسل کیا تو مشائخ نے فرمایا کہ اُمید ہی کہ وہ حانث نہو اور اُسکی قسم فعل جماع پر ہوگی۔ ایک مرد نے کہا کہ اگر مین فلان کو اپنے گھر مین لایا تو میری جورو طالقہ ہی تو جبتک اسکو داخل نہ کرے تب تک حانث نہوگا یعنے جبتک فلان مذکور اُسکے حکم سے اندر نہ آوے تب تک حانث نہوگا۔ اور اگر کہا کہ اگر فلان میری کوٹھری مین داخل ہو تو میری جورو طالقہ ہی پھر فلان اُسکی کوٹھری مین داخل ہوا خواہ قسم کھانیوالے سے اجازت لیکر یا بدون اجازت اور خواہ اُسکی آگاہی مین یا بغیر آگاہی کے تو قسم کھانیوالا اپنی قسم مین حانث ہوجائیگا یہ فتاوے قاضیخان مین ہی۔ اور اگر کہا کہ مین نے آواز سے پاداتو میری جورو طالقہ ہی پھر اُسکے بدون قصد کے آواز سے پاد نکل گیا تو عورت طالقہ نہوگی اور یہ مسئلہ نظیر ہے اس مسئلہ کی کہ قسم کھائی کہ اس دار مین داخل نہونگا پھر زبردستی باکراہ داخل کیا گیا یا قسم کھائی کہ نہ نکلونگا پھر زبردستی باکراہ نکالا گیا یہ محیط مین ہی۔ اگر اپنی جورو سے کہا کہ اگر مین تجھے خوش کرون تو تو طالقہ ہی پھر اُسکو مارا پس اُسنے کہا کہ مجھے تو نے خوش کیا تو طالقہ نہوگی اسواسطے کہ ہم جانتے ہین کہ وہ جھوٹی ہی اور اگر عورت کو ہزار درم دیئے اور عورت نے کہا کہ مجھے خوش نہین کیا تو قول عورت کا قبول ہوگا اسواسطے کہ احتمال ہی کہ اُسکی درخواست دو ہزار درم کی ہو پس ایک ہزار درم سے خوش نہوگی یہ محیط سرخسی مین ہی۔ ایک مرد نے اپنی جورو سے کہا کہ اگر تیرا قریب[2] میرے دار مین آیا تو تو طالقہ ہی پھر عورت و شوہر کا قریب[2] دار مین داخل ہوا تو بعض نے فرمایا کہ حانث ہوگا اسواسطے کہ

[1] قال المترجم دفی نسخۃ اور اگر تو نے ازار بند حرام پر کھولا آہ وہو الاصح عندی واللہ اعلم ۱۲ منہ [2] یعنے ناتے دار ۱۲ [2] یعنے دونوں کا رشتہ دار ناتے کا

قرابت متجزی[1] نہین ہوتی ہی پس دونون مین سے ہر ایک کا پورا قریب ہوگا اور بعض نے کہا کہ دیکھا جاوے کہ اگر وہ ایسے کام سے داخل ہوا کہ شوہر کے ساتھ مختص ہی تو مرد حانث نہوگا اور اگر ایسے کام کے واسطے آیا جو عورت سے مختص ہی تو حانث ہوجائیگا۔ ایک عورت اپنے شوہر کے کپڑون مین سے کوئی کپڑا اُٹھا لے گئی پس شوہر نے کہا کہ اگر تو نے مجھے میرا کپڑا آج کے روز واپس نہ دیا تو تو طالقہ ہی پس عورت گئی تاکہ لاکر واپس دے پھر شوہر اُسکے پاس پہونچا اور وہ گٹھری مین سے شوہر کو واپس دینے کو نکالتی تھی پس شوہر نے عورت کے واپس دینے سے پہلے خود گٹھری مین سے لے لیا یا عورت سے چھین لیا تو استحساناً حانث نہوگا اور اسی کو شیخ زاہد فقیہ ابو اللیث رح نے اختیار کیا ہی یہ ظہیریہ مین ہے۔ ایک مرد نے اپنی جورو سے کہا کہ ان لم یکن فرجی احسن من فرجک فانت طالق یعنے اگر میرا آلہ تناسل تیری فرج سے اچھا نہو تو تو طالقہ ہی اور عورت نے کہا کہ اگر میری فرج تیرے آلہ تناسل سے اچھی نہو تو میری باندی آزاد ہی تو شیخ امام ابو بکر محمد بن الفضل نے فرمایا کہ اگر اس گفتگو کے وقت دونون کھڑے ہون تو عورت قسم مین سچی ہوگی اور مرد حانث ہوجائیگا اور اگر دونون بیٹھے ہون تو شوہر سچا ہوگا اور عورت حانث ہوجائیگی اسواسطے کہ عورت کی فرج حالت قیام مین مرد کے آلہ تناسل سے بہتر ہی اور بیٹھنے کی حالت مین امر برعکس ہے اور اگر مرد کھڑا ہوا اور عورت بیٹھی ہو تو فقیہ ابو جعفر رح نے فرمایا کہ مین اسکو نہین[4] جانتا ہون اور فرمایا کہ دونون مین سے ہر ایک کا حانث ہونا چاہیے اسواسطے کہ دونون قسمون مین سے ہر ایک کا سچا ہونا اسی طور پر ہی کہ دونون مین سے کوئی بہتر ہو اور تعارض کے وقت دونون مین سے کوئی بہ نسبت دوسرے کے احسن نہوگی پس دونون مین سے ہر ایک حانث ہوگا۔ ایک شخص نے جو نشہ مین ہی اپنی جورو سے کہا کہ اگر فلان شخص تجھ سے مقعد وسیع نہ رکھتا ہو تو تو طالقہ ہی تو شیخ ابو بکر اسکاف رح نے فرمایا ہی کہ یہ ایسی چیز ہی کہ غیر مقدور[2] و غیر معلوم ہی پس وہ حانث نہوگا یہ فتاوے قاضیخان مین ہی۔ اور اگر مرد نے اپنی دو عورتون سے کہا کہ تم مین سے جسکی فرج وسیع ہی وہ طالقہ ہی تو دونون مین سے دُبلی عورت پر طلاق واقع ہوگی اور شیخ امام ظہیر الدین نے فرمایا کہ دونون مین سے جو ارطب ہو یعنی بلغمی مرطوب ہو اُسپر طلاق واقع ہوگی یہ خلاصہ مین ہی۔ اور اگر ایک مرد اور اُسکی جورو مین جھگڑا ہوا پس عورت نے کہا کہ من بار خدای توام یعنے تجھ سے افضل ہون پس شوہر نے کہا کہ اگر ایسا ہی تو تو طالقہ ہی پس اگر عورت اس سے افضل نہو تو طالقہ نہوگی اسواسطے کہ علو و تفوق جب ہی ہوتا ہی کہ علم و فضل و حسب و نسب مین بڑھکر ہو یہ محیط سرخسی مین ہی۔ دو مردون مین سے ہر ایک نے دوسرے سے کہا کہ اگر میرا سر تجھ سے بھاری نہو تو میری جورو طالقہ ہی تو اسکی پہچان کا یہ طریقہ ہی کہ جب دونون سو جاوین تو دونون جگائے جاوین پس جو جلدی جواب دے اُس سے دوسرے کا سر بھاری ہوگا یہ فتاوے قاضیخان مین ہی۔ ایک مرد نے اپنی جورو سے کہا کہ اگر میرا ذکر یعنے آلہ تناسل لوہے سے زیادہ شدید نہو تو تو طالقہ ہی تو عورت طالقہ نہوگی اسواسطے کہ آلہ تناسل استعمال سے ناقص نہین[5] ہوتا ہی یہ خلاصہ مین ہی و قال المترجم[3] وفیہ نظر۔

---

[1] متجزی ٹکڑ ٹکڑے یعنے مادہ قرابت تمام ساری ہوتا ہی ۱۲ [2] یعنے اسکا اندازہ و علم غیر ممکن ہی جیسے انشاء اللہ تعالے مین ہی فعلے ہذا مسئلہ فرج وسیع مین بھی کسی پر طلاق نہونی چاہیے ۱۲ [3] مترجم کہتا ہے کہ اسمین تامل ہی لیکنے کہ اگر سہ طلاقہ کہا ہو تو احتیاط مشکل ہی اور واضح ہو کہ قاضی ہمیشہ ایسے مہمل کہنے والون کو سزا لے تعزیر سے ادب کریگا اور یہ عبارات بنظر عوام جاہلون کے ہین کہ آخر حکم شرعی تو ضرور متعلق ہوگا ۱۲ [4] یعنے اُسکا حکم ۱۲ [5] بخلاف لوہے کے ۱۲

ایک مرد نے ضیافت کا سامان کیا اور تیاری کی پھر ایک شخص دوسرے گانون سے آیا پس اُسنے کہا کہ اگر مین نے اس آنیوالے کے واسطے اپنے گانون مین سے ایک گائے ذبح نہ کی تو میری جورو طالقہ ہے پس اگر اس آنیوالے کے لوٹنے سے پہلے اُسنے ایک گائے اسکے لیے ذبح کی تو سچا رہا ورنہ حانث ہوگیا اور اگر اُسنے اپنی جورو کی گایون مین سے ایک گائے ذبح کی تو اپنی قسم مین سچا نہوگا الا آنکہ اسکے اور اسکی جورو کے درمیان ایسی اُلفت و انبساط ہو کہ دونون مین سے کوئی اپنے مال کو دوسرے سے تمیز و فرق نہ کرتا ہو اور دونون مین ہر ایک دوسرے کا مال لے لیتا ہو تو باہم انمین مجادلہ و جھگڑا نہوتا ہو تو ایسی صورت مین مجھے امید ہے کہ وہ سچا رہیگا اور اگر اُسنے اپنی گائے اس آنیوالے کے واسطے ذبح کی لیکن بعد ذبح کے اُسکے گوشت سے اس آنیوالے کی ضیافت نہ کی پس اگر یہ گانون جس سے یہ آنیوالا آیا ہے اُس گانون سے قریب ہو تو قسم مین سچا رہیگا اسواسطے کہ شرط بر کی متحقق ہوگئی ہے اور اگر یہ گانون اس گانون سے دور ہو کہ وہان سے آنا سفر شمار کیا جاتا ہو تو مجھے خوف ہے کہ وہ قسم مین سچا نہوگا اسواسطے کہ جب ایسا آدمی سفر کرکے آتا ہے تو اسکے واسطے ضیافت تیار کرتے ہین پس قسم مذکورہ ذبح کرکے ضیافت کرنے پر واقع ہوگی یہ فتاوے کبریٰ مین ہے۔ اور اگر کہا کہ اگر مین نے فلان کو اس دار مین داخل ہونے دیا تو میری جورو طالقہ ہے پس اگر قسم کھانیوالا اس دار کا مالک ہو تو قسم سچی ہونے کی شرط یہ ہے کہ فلان مذکور کو قول و فعل سے اس دار مین آنے سے مانع ہو ایسا ہی صدر الشہید نے اپنے واقعات مین ذکر کیا ہے اور نوازل مین ہے کہ قسم سچی ہونے کی شرط ملک منع[۱] ہے اور ملک دار سے تعرض نہ کیا اور فرمایا کہ اگر قسم کھانے والا فلان کے داخل ہونیکے روکنے پر قادر ہو تو روکنا و منع کرنا دونو واجب ہین تاکہ سچا ہو اور اگر روکنے کا مالک نہو تو یہ قسم ممانعت کرنے پر ہوگی روکنے پر نہوگی۔ اور شیخ امام ظہیر الدین ملک منع کو اعتبار کرتے تھے کہ روک سکے اور اسی پر فتوے ہے۔ اور اگر اپنی جورو سے کہا کہ تو طالقہ ہے اگر مین تجھ سے جماع کرون الا بعذر یا علیہ یا ضرورت۔ پھر اس قسم کے بعد مرد مذکور اس عورت سے سوائے فرج کے مباشرت رکھتا تھا پھر ایک روز چوک گیا اور اسکی فرج مین داخل کر دیا پس اگر خطا سے ایسا ہوا تو یہ عذر ہے درحالیکہ اُسکا یہ ارادہ نہو یہ ذخیرہ مین ہے۔ ایک عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ تو غائب ہو جاتا ہے اور میرے لیے نفقہ کچھ نہین چھوڑ جاتا ہے پس شوہر غصہ مین آگیا پس عورت نے کہا کہ یہ تو مین نے کوئی بڑی بات نہین کہی کہ جسمین غصہ کی ضرورت ہو پس شوہر نے کہا کہ اگر یہ بڑی بات نہ تھی تو تو طالقہ ہے پس اگر اس سے شوہر کی نیت مجازات[۲] ہو یعنے بلا تعلیق تو وہ فی الحال طالقہ ہو جائیگی اور اگر اُسنے مجازات نہین بلکہ تعلیق طلاق کا قصد کیا تو مشائخ نے فرمایا کہ اگر شوہر محترم صاحب قدر ہو کہ ایسی شکایت اُسکے حق مین اہانت ہو تو وہ طالقہ نہوگی اور اگر ایسا محترم ذی قدر نہو تو طالقہ ہو جائیگی[۳]۔ ایک شخص نے اپنی جورو سے کہا کہ اگر تو اسی دم نہ کھڑی ہوئی اور میرے والد کے گھر کیطرف نہ گئی تو تو طالقہ ہے پس عورت اُسیوقت کھڑی ہوگئی اور شوہر ہنوز نہین نکلا ہے اور اُسنے نکلنے کے واسطے کپڑے پہنے اور نکلی اور پھر لوٹ کر آکر بیٹھ گئی یہانتک کہ شوہر نکلا تو وہ طالقہ نہو جائیگی اور شوہر حانث نہوگا۔ اور اگر عورت کو پیشاب زور سے لگا اور اُسنے پیشاب کیا پھر جانیکے

[۱] یعنے منع کرنے کی قدرت رکھتا ہو ۱۲ م [۲] یعنے طلاق دیدی اور تعلیق کرنا منظور نہین ہے ۱۲ منہ [۳] یعنے کلام عظیم ۱۲

واسطے کپڑے پہنے تو بھی حانث نہوگا۔ اور اگر دونوں میں سخت کلامی رہی اور کلام طول ہوا تو اُس سے فی الفور ساقط
ہوگا یعنے اگر بعد اسکے ختم کے اُٹھی اور کپڑے پہنکر چلی تو گویا فی الفور چلی۔ اور اگر عورت کو خوف نماز جاتی رہنے کا
ہوا پس اُسنے نماز پڑھی تو شیخ نصیرؒ نے فرمایا کہ مرد حانث ہوجائیگا اور بعضوں نے کہا کہ حانث نہوگا کذا فی
الظہیریہ اور اسی پر فتوے دیا جاتا ہے یہ فتاوے کبرے میں ہے۔ ایک مرد نے اپنی جورو سے کہا کہ اگر تو نے آج کے
روز دو رکعتیں نماز نہ پڑھیں تو تو طالقہ ہے پھر وہ نماز شروع کرنے سے پہلے یا ایک رکعت پڑھنے کے بعد حائضہ ہوگئی
تو شمس الائمہ حلوائی سے منقول ہے کہ وہ فرماتے تھے اگر قسم کے وقت سے حائضہ ہونیکے وقت تک اتنا وقت ہو کہ وہ
دو رکعت نماز پڑھ سکتی ہو تو سب کے نزدیک قسم منعقد ہوجائیگی اور عورت طالقہ ہوجائیگی اور اگر اتنا وقت نہو تو
امام اعظمؒ و امام محمدؒ کے نزدیک قسم منعقد نہوگی اور وہ طالقہ نہوگی۔ اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک قسم منعقد ہوگی اور
وہ طالقہ ہوگی۔ اور صحیح یہ ہے کہ یہاں یعنے قسم سب کے نزدیک ہر حال میں منعقد ہوگی اور طلاق واقع ہوگی یہ تاتارخانیہ
میں ہے۔ مرد نے اپنی جورو سے کہا کہ تو میرے دراہم چُراتی ہے اُسنے کہا کہ میں نے توبہ کرلی ہے پس مرد نے کہا کہ اگر تو نے
میرے درموں میں سے کچھ اُٹھالیا تو تو طالقہ ہے پھر عورت نے گھر میں جھاڑو دیتے وقت ایک درموں کی تھیلی گری ہوئی پائی
پس اُسنے اُٹھاکر ایک کونے میں رکھدی اور شوہر کو خبر دیدی کہ میں نے اُٹھائی نہ اس غرض سے کہ تجھکو نہ دوں تو
امید ہے کہ وہ طالقہ نہوگی۔ مرد نے جورو سے کہا کہ اگر تو نے میری تھیلی میں سے درم اُٹھالیے تو تو طالقہ ہے پس عورت نے
تھیلی کا مُنہ کھولدیا اور اپنی دختر کو کہا پس اُسنے درم نکال لیے تو کتاب میں مذکور ہے کہ مجھے خوف ہے کہ وہ طالقہ
ہوجائیگی۔ ایک مرد نے اپنی جورو کو درم نکال لینے کی تہمت لگائی پھر اُس سے فارسی میں کہا کہ اگر از درم من تو برداشتی[1]
پس تو طالقہ بسہ طلاق ہستی پھر عورت نے شوہر کے درم ایک رومال میں پاکر رومال کو اُٹھایا اور ایک عورت کو دیا اور
اُس سے کہا کہ اسمیں سے کچھ درم نکال لے پس اُسنے اسمیں سے درم نکالکر زوجہ کو دیدیے تو طلاق واقع ہوجائیگی۔
عورت سے کہا کہ اگر تو نے سال بھر تک میرے درموں سے درم چُرالئے تو تو طالقہ ہے پھر عورت کو درم دیے تاکہ اُنکو دیکھے
پھر عورت نے بغیر علم شوہر کے اُسمیں سے کچھ نکالے پھر شوہر نے اُس سے کہا کہ تو نے اسمیں سے کچھ درم نکالے ہیں
اُسنے کہا کہ ہاں مگر چوری کے طور پر نہیں اور شوہر کو واپس دیے پس اگر شوہر کے اسکے پاس سے جدا ہوجانے کے بعد
اُسکو واپس دیے تو طالقہ ہوگی اور اگر قبل شوہر کے جدا ہونیکے واپس دیے ہیں تو طالقہ نہوگی اور اگر عورت نے انکار
کیا تو بھی طالقہ ہوجائیگی۔ ایک عورت نے اپنے شوہر کی تھیلی سے درم نکال لیے اور گوشت خریدا اور قصاب نے
یہ درم اپنے درموں میں مخلوط کردیے پس شوہر نے کہا کہ اگر تو نے مجھے یہ درم آج کے روز واپس نہ دیے تو تو بسہ طلاق
طالقہ ہے پھر دن گذر گیا تو عورت پر تین طلاق واقع ہونگی۔ اور اسکا حیلہ یہ ہے کہ عورت پوری تھیلی قصاب کی لے کر
شوہر کے سپرد کردے تو شوہر اپنی قسم میں سچا ہوجائیگا یہ فتاوے کبرے میں ہے۔ شوہر نے عورت سے کہا کہ تو نے درم
کیا کیا اُسنے کہا کہ میں نے گوشت خریدا پس شوہر نے کہا کہ اگر تو نے مجھے یہ درم نہ دیا تو تو طالقہ ہے حالانکہ یہ درم

---

[1] اگر تو میرے درموں سے اُٹھائے تو تو بسہ طلاق طالقہ ہے۔ واضح ہو کہ اُٹھانے سے یہاں ہاتھ سے اُٹھانا مقصود نہیں بلکہ خرچ کے طور پر لینا مراد

قصاب کے ہاتھ سے جاتا رہا تھا تو فرمایا کہ جبتک یہ معلوم نہو کہ یہ درم گلا ڈالا گیا یا سمندر مین گر گیا ہی تب تک مرد مذکور حانث نہوگا۔ عورت نے شوہر کے درم اُسکی ہتھیلی سے چُرا لیے پھر اُن کو غیر کے درمون مین ملا دیا پس شوہر نے کہا کہ اگر تو نے یہی درم مجھے واپس نہ دیے تو تو طالقہ ہی پس اگر عورت نے ایک ایک کر کے اُسکو واپس دیے تو بعینہ یہی درم دیدیے یہ حاوی مین ہی۔ شوہر نے اپنے درم عورت کے ہاتھ رکھے پھر واپس لینے کے وقت اُسکو تہمت لگائی پس فارسی مین کہا کہ اگر تو درم بر داشتی سہ طلاق ہستی بطور استفہام کہا پس عورت نے کہا کہ ہستم پھر کھلا کہ عورت مذکورہ نے اُٹھائے تھے پس اگر شوہر نے حانث ہونیکے وقت ایقاع طلاق کی نیت کی ہو تو طلاق واقع ہوگی اور اگر صرف تخویف منظور ہو تاکہ عورت اقرار کر دے تو طلاق واقع نہوگی یہ فتاوے کبرے مین ہی۔ ایک مرد نے اپنے پسر سے کہا کہ اگر تو نے میرے مال سے کچھ چُرایا تو تیری مان طالقہ ہی پھر پسر مذکور نے باپ کے گھر سے انگلین چُرائین تو مروی ہی کہ امام ابو یوسفؒ سے یہ مسئلہ پوچھا گیا تو فرمایا کہ اگر باپ اپنے بیٹے سے اسکا بھی تحمل کرتا ہو تو اُسکی مان طالقہ ہوجائیگی اور امام محمدؒ سے یہ مسئلہ پوچھا گیا تو اُنھون نے کچھ جواب نہ دیا تو اُنسے کہا گیا کہ امام ابو یوسفؒ نے اسطرح جواب دیا ہی تو فرمایا کہ سوائے ابو یوسفؒ کے ایسی اچھی بات کون کہہ سکتا ہی۔ ایک مرد نے اپنی جورو سے کہا کہ اگر مین نے تجھے درم دیا کہ تو نے اُس سے کچھ خریدا تو تو طالقہ ہی پھر عورت کو ایک درم دیا اور حکم دیا کہ فلان کو دیدے تاکہ وہ تیرے لیے کوئی چیز خرید دے پھر شوہر کو اپنی قسم یاد آئی پس اُسنے عورت سے درم واپس مانگا پس اگر عورت خود چیزین خریدتی ہو تو حانث نہوگا اور اگر خود نہ خریدتی ہو تو حانث ہوجائیگا۔ ایک مرد نے اپنی جورو سے کہا کہ اگر تو نے اس دار سے اُس دار مین کوئی چیز بھیجی تو تو طالقہ ہی پھر قسم کھانیوالے نے اپنی باندی کو حکم دیا کہ اُس دار والے لوگ جو چیز مانگین اُنکو دے پھر اُس دار کا ایک آدمی آیا اور اُسنے کوئی چیز مانگی پس باندی نے دیدی پھر مولے کو معلوم ہوا اور اُسکو بُرا معلوم ہوا اور غصہ مین ہو گیا پس قسم کھانے والے کی جورو نے باندی سے کہا تو جا اور مولے کے گھر سے اس سے اچھی چیز لیکر اُس دار مین پہونچا دے پس باندی نے پہونچا دی تو مشائخ نے فرمایا کہ اگر بدلیل یہ بات معلوم ہو جائے کہ باندی نے یہ فعل اپنے مولے کے واسطے کیا ہی مولی کی جورو کی اطاعت مین نہین ہی تو مرد مذکور حانث نہوگا اور اگر معلوم ہو کہ باندی نے مولی کی جورو کی اطاعت مین کیا ہی تو مولے حانث ہوجائیگا اور اگر اس معاملہ مین کوئی دلیل نہو تو باندی سے دریافت کیا جائیگا اور جو کچھ اُسنے کہا کہ مین نے مولے کے واسطے کیا ہی یا مولی کی جورو کی اطاعت کی ہی وہ قبول کیا جائیگا ایسا ہی کتاب مین مذکور ہی اور مولانا رحمہ اللہ نے فرمایا کہ احتمال ہی کہ صورت مسئلہ کی یون ہو کہ اس دار کے لوگون نے باندی سے کوئی چیز مانگی مگر اُسنے نہ دی پھر مولے کو اسکی خبر دیگئی تو اُسنے بُرا مانا پس اُسکی جورو نے باندی سے کہا کہ مولے کے گھر سے اس سے اچھی چیز اُٹھا کر اس دار مین پہونچا دے پھر باقی مسئلہ وہی ہی جو آخر تک مذکور ہی یہ فتاوے قاضیخان مین ہی۔ ایک دھوبی کی دکان سے کسی غیر کا کپڑا جاتا رہا پس دھوبی نے اپنے نوکر کو تہمت لگائی پس نوکر نے

سلہ یعنے درصورتیکہ اس درم کی چیز خریدی گئی ۱۲ منہ سلہ قولہ باندی نے دیدی اقول یون ہی نسخہ مین ہی اور میرے نزدیک یہ غلطی کاتب ہی اور صواب فابت الجاریۃ یعنے باندی نے انکار کیا فاعلمہ ۱۲ ع سلہ تا آخر عمر ۱۲ ع سلہ یعنے کہا اگر تو نے درم اُٹھائے ہون تو تجھے تین طلاق ہین ۱۲ منہ سلہ یعنے نکال لیے تھے ۱۲ اللغات یعنے بقدر کا ۱۲

کہا کہ اگر من ترا زیان کردہ ام زن من سہ طلاق یعنے اگر مین نے تیرا نقصان کیا ہے تو میری جورو کو تین طلاق ہین حالانکہ نوکر ہی اسکے لیے گیا تھا تو اُسکی جورو پر تین طلاق پڑجاوینگی۔ ایک شخص راہ مین جاتا تھا اُسکو چورون نے پکڑا اور اُسکے پاس جو درم تھے وہ چھین لیے اور اُس سے اُسکی جورو پر تین طلاق کی قسم لی کہ اسکے پاس سوائے ان درمون کے جو لیے ہین اور درم نہین ہین پس اُسنے قسم کھائی پس اگر اسکے پاس تین درمون سے کم ہون تو قسم مین جھوٹا نہوگا اور اگر اُسکے پاس تین درم یا زیادہ ہون پس اگر اُس سے جورو کی طلاق کی قسم لی ہو تو جورو پر طلاق پڑجائیگی اگرچہ وہ نہ جانتا ہو اور اگر اللہ تعالیٰ کی قسم ہو تو اُسپر کفارہ لازم نہوگا اسواسطے کہ اگر وہ جانتا ہوگا تو یہ یمین غموس[1] ہے اور اگر نہ جانتا ہوگا تو قسم لغو ہے۔ اور اگر فارسی مین قسم کھائی کہ اگر با من درمے ہست پس تو طالقہ ہستی پس اگر اُسکے پاس ایک درم یا زیادہ ہون تو اسمین وہی تفصیل ہے جو مذکور ہوئی۔ اور اگر کہا کہ اگر با من سیم ست پس اگر اُسکے پاس ایسی چیز ہو کہ اگر وہ جاتین تو چھین لین تو حانث ہوگا اور اگر ایسی چیز چاندی کی نہو تو حانث نہوگا۔ ایک مرد کو چورون نے لوٹ لیا پھر اُس سے جورو کی طلاق کی قسم لی کہ ہمارے فعل سے کسی کو خبر نہ کرے پھر قافلہ اُسکے سامنے آیا پس اُس نے قافلہ والون سے کہا کہ راستہ پر بھیڑیے ہین پس قافلہ والے سمجھ گئے اور لوٹ پڑے پس اگر اُسنے بھیڑیے کہنے سے چورون کو مراد لیا تو حانث ہوجائیگا اور اگر اُسنے حقیقت مین بھیڑیے مراد لیے اور اس غرض سے کہا کہ یہ لوگ بھیڑیون کے خوف سے واپس ہوجاوین تو حانث نہوگا۔ اور اگر ایک نے کہا کہ اس رات میرے یہان جماعت یعنے گروہ آیا اور سب چیزین لیگئے اور مجھسے قسم لی کہ مین انکے نامون سے خبر نہ دون اور وے میرے ساتھی کوچہ مین ہین پس اگر اُسنے اُنکے نام تحریر کردیے تو بھی حانث ہوجائیگا تو اسکا حیلہ یہ ہے کہ اسکے پڑوسیون کے نام لکھکر اُسکے سامنے پیش کیے جاوین اور کہا جاوے کہ یہ تھا تو وہ کہے کہ نہین پھر دوسرا پیش کیا جاوے یہانتک کہ جب اُن لٹیرون مین سے کسی کا نام آوے تو وہ خاموش رہے یا کہے کہ مین کچھ نہین کہتا پس بات ظاہر ہوجائیگی اور یہ مرد بھی حانث نہوگا یہ فتاوے کبرےٰ مین ہے۔ ایک مرد کا ایک کپڑا تھا اُس سے کسی چور نے چرا لیا یا غاصب نے غصب کر لیا پھر کپڑے کے مالک نے قسم کھائی کہ اگر کپڑا میرا ہو یعنے وہی کپڑا جو مذکور ہوا ہے اسیطرف اشارہ ہے تو میری جورو طالقہ ہے تو اس مسئلہ مین تین صورتین ہین۔ اول آنکہ یہ بات معلوم ہوجاوے کہ وہ کپڑا موجود ہے تو اُسکی جورو طالقہ ہوجائیگی۔ دوم آنکہ یہ بات معلوم ہوجاوے کہ نابود ہوگیا تو طالقہ نہوگی۔ سوم آنکہ دونون مین سے کوئی بات معلوم نہین ہوئی تو بھی جورو طالقہ ہوجائیگی اسواسطے کہ موجود ہونا اصل ہے یہ تجنیس و مزید مین ہے اور اگر فارسی مین کہا کہ اگر کسے را نبیذ دہم زن من طلاق یعنے اگر کسی کو شراب دون تو میری جورو[2] کو طلاق تو قسم اُسکی نیت پر ہوگی یعنے اگر دینے سے ہدیہ دینے کی نیت کی تو پلانے سے حانث نہوگا اور اگر پلانے کی نیت کی تو ہدیہ دینے سے حانث نہوگا اور اگر اسکی کچھ نیت نہو تو اگر دیگا یا پلا دیگا بہرحال حانث ہوجائیگا یہ خزانۃ المفتین مین ہے اور فتاوے مین ہے کہ ایک

---

[1] ہمارے نزدیک یمین غموس یعنے جان بوجھکر گذشتہ بات پر جھوٹی قسم کھانا بہت بڑا سخت گناہ ہے اور وہ کفارہ سے معاف نہین ہوتا سوائے توبہ و استغفار کے ۱۲ منہ [2] یعنے اسکی جورو ۱۲

مرد کو اسکی جورو نے شراب پینے پر عتاب کیا پس اُسنے کہا کہ اگر مین نے اسکا پینا ہمیشہ چھوڑ دیا تو تو طالقہ ہے پس اگر اسکا عزم ہو کہ اسکا پینا نہ چھوڑیگا تو حانث نہوگا اگرچہ نہ پیتا ہو یہ خلاصہ مین ہے۔ ایک مرد نے جو برسام کی بیماری مین تھا اپنے چنگے ہونیکے بعد کہا کہ مین نے اپنی عورت کو طلاق دی پھر کہا کہ مین نے یہ اسیواسطے کہا کہ مجھے یہ وہم ہوا کہ برسام مین جو لفظ مین نے اپنی زبان سے نکالاہے وہ واقع ہو گیا ہے پس اگر اُسکے ذکر و حکایت کے بیچ مین ایسا لفظ کہا ہو تو تصدیق کیجائیگی ورنہ نہین۔ ایک طفل نے بچپن مین کہا کہ اگر مین نے سکر کو پیا تو میری جورو طالقہ ہے پھر اُسنے لڑکپن ہی مین اُسکو پیا تو طلاق واقع نہوگی اور اگر اُسکے خسر نے یہ بات سُنی اور کہا کہ میری لڑکی تجھپر حرام ہوگئی بوجہ اس قسم کے تو اُسنے جواب دیا کہ ہان حرام ہوگئی تو یہ قول اس طفل بالغ شدہ کی طرف سے حرمت کا اقرار ہے اور ایک طلاق یا تین طلاق ہونے مین اُسی طفل کا قول قبول ہوگا اور امام ظہیر الدین وغیرہ نے اس مسئلہ مین اور مسئلہ برسام مین فتوے دیا ہے کہ طلاق نہین پڑیگی اسواسطے کہ یہ قول جس سے طلاق واقع ہونے کا حکم دیا جاوے بربناے غیر واقع ہے یہ وجیز کردری مین ہے۔ اور اگر قسم کھائی کہ اگر تو میری بلا اجازت باہر نکلی تو تو طالقہ ہے پس عورت کو غصہ آیا اور اُسنے نکلنے کا قصد کیا پس لوگون نے اُس کو روکا پس شوہر نے کہا کہ چھوڑدو اسکو نکل جانے دو اور شوہر کی کچھ نیت نہین ہے تو یہ اجازت نہوگی۔ اور اگر اجازت دینے کی نیت ہو تو بدلالت اجازت ثابت ہو جائیگی۔ اور اگر غصہ مین عورت سے کہا کہ تو نکل اور اُسکی کچھ نیت نہین ہے تو یہ اجازت دینے پر محمول کیا جائیگا لیکن اگر اُسنے نیت کی کہ تو نکل تاکہ تو طالقہ ہو جاوے تو ایسا ہی ہوگا یہ خلاصہ مین ہے۔ اور اگر عورت سے کہا کہ اگر تو دار مین سے نکلی الا باجازت میری تو تو طالقہ ہے پھر اُسنے کسی بھیک مانگنے والے کو سُنا کہ وہ صدا دیتا ہے پس عورت سے کہا کہ سائل کو یہ ٹکڑا دیدے پس اگر سائل ایسی جگہ ہو کہ عورت بدون گھر سے نکلے اُسکو نہین دے سکتی ہے تو نکلنے سے طالقہ نہوگی اور اگر بغیر باہر نکلے دیسکتی تھی پھر باہر نکلی تو طالقہ ہو جائیگی۔ اور اگر شوہر کے اجازت دینے کے وقت سائل ایسی جگہ ہو کہ عورت اُسکو بدون باہر نکلے دیسکتی ہے پھر وہ سائل رستہ پر چلا گیا پس عورت نے نکلکر اُسکو ٹکڑا دیدیا تو حانث ہوگا اور طلاق واقع ہوگی۔ قال المترجم فی المسئلۃ نوع تشدد فافہم۔ عورت سے کہا کہ اگر تو میری بلا اجازت اس دار سے نکلی تو تو طالقہ ہے پس اُسکی عورت نے اُس سے کہا کہ تو چاہتا ہے کہ مین نکلون تاکہ مطلقہ ہو جاؤن پس شوہر نے کہا کہ ہان پس وہ نکلی تو طالقہ ہو جائیگی اسواسطے کہ یہ تہدید ہے اجازت نہین ہے۔ اور اگر عورت دروازہ کی دہلیز پر کھڑی ہوئی اور کچھ قدم اُسکا ایسا تھا کہ اگر دروازہ بند کر دیا جاتا تو وہ باہر رہتا پس اگر عورت کا پورا سہارا و اعتماد اسقدر قدم پر جو داخل مین ہے یا دونون قدمون پر تھا تو طالقہ نہوگی اور اگر اُسقدر حصۂ قدم پر ہو جو باہر رہتا ہے تو طالقہ ہو جائیگی یہ فتاوے کبرے مین ہے۔ اور اگر عورت سے کہا کہ اگر تو اس دار سے بغیر میری اجازت نکلی تو تو طالقہ ہے پھر عربی زبان مین مرد نے اُسکو اجازت دی حالانکہ وہ عربی نہین جانتی ہے پھر وہ نکلی تو طالقہ ہو جائیگی اور اسکی نظیر یہ ہے کہ اگر عورت سوتی تھی یا کہین غائب تھی اور اس حال مین اُسکو اجازت دی تو نکلنے سے طالقہ ہوگی اور ایسا ہی نوازل مین مذکور ہے اور ایمان الاصل مین لکھا ہے

سلہ خلاصہ اینکہ اُسکے گمان مین برسام کی طلاق واقع ہو گئی تھی لہذا اب بھی اُسنے کہا اور پچھلے واقعہ کی خبر دی ۱۲ منہ سلہ قسم شراب عسلہ جو بالغ ہو گیا ہے ۱۲

اگر ایسی طرح اسکو اجازت دی کہ وہ سُنتی نہین تھی تو یہ اجازت نہوگی اور اگر اسکے بعد نکلی تو طالقہ ہو جائیگی یہ امام اعظم و امام محمد رحمہا اللہ کا قول ہے۔ اور منتقی مین لکھا ہے کہ اگر اپنی جورو سے کہا کہ تو طالقہ ہے اگر تو باہر نکلی الا میری اجازت سے تو اجازت یون ہے کہ خود مرد اس سے اسطرح کہے کہ وہ سُنے یا ایلچی بھیجکر سُنا دے اور اگر اُسنے اجازت دینے پر ایک قوم کو گواہ کر لیا تو یہ اجازت[1] نہوگی پھر اگر اُنھین لوگون نے جنکو شوہر نے اجازت دینے پر گواہ کیا ہے عورت کو پہونچا دیا کہ شوہر نے تجھ کو باہر نکلنے کی اجازت دیدی ہے تو اگر شوہر نے ان لوگون کو حکم نہین دیا تھا کہ تم پہونچا دو تو عورت کے نکلنے سے عورت پر طلاق پڑ جائیگی اور اگر شوہر نے انکو حکم دیا ہو کہ تم اسکو یہ پیام پہونچا دو تو پھر عورت کے نکلنے سے عورت پر طلاق واقع نہوگی۔ اور اگر شوہر نے کہا کہ اگر تم میرے بلا ارادہ یا بلا خواہش یا بلا رضامندی اس دار سے باہر نکلی تو تو طالقہ ہے تو واضح رہے کہ ارادہ و خواہش و رضامندی ان الفاظ مین عورت کے سُننے کی ضرورت نہین ہے کہ اُسکی رضامندی و ارادہ کو سُنے چنانچہ اگر شوہر نے کہدیا کہ مین راضی ہوا یا مین چاہتا ہون پھر وہ عورت نکلی تو طالقہ نہوگی۔ اگرچہ عورت نے شوہر کا اسطرح کہنا نہ سُنا ہو اور یہ بلا خلاف ہے۔ اور نوازل مین لکھا ہے کہ عورت سے کہا کہ اگر تو میری بلا اجازت نکلی تو تو طالقہ ہے پس عورت نے شوہر سے اپنے بعضے قرابت والون کے یہان جانے کی اجازت مانگی اور مرد نے اجازت دیدی مگر عورت وہان تو نہ گئی لیکن گھر مین جھاڑو دینے مین دروازے کے باہر نکل گئی تو طلاق واقع ہو جائیگی۔ اور اگر شوہر کے اجازت دینے کے وقت تو نہ گئی پھر دوسرے وقت انھین رشتہ دارون کے یہان گئی جنکے یہان جانے کی مرد نے اجازت دی تھی تو فرمایا کہ مجھے خوف ہے کہ اسپر[2] طلاق واقع ہوگی اسواسطے کہ عادت کے موافق یہ اجازت اُسیوقت کے واسطے تھی یہ محیط مین ہے۔ اگر اُسنے قسم کھائی کہ شہر سے باہر نہ جائیگا اور اگر جاوے تو اُسکی جورو مسماۃ عائشہ طالقہ ہے حالانکہ اُسکی جورو کا نام فاطمہ ہے تو نکلنے سے اسپر طلاق واقع نہوگی یہ وجیز کردری مین ہے۔ اور اگر عورت نے کہا کہ مجھے میرے بعض اہل کے یہان جانے کی اجازت دیدے پس اُسنے اجازت دی تو عورت کے بعض اہل اس عبارت مین اُسکے والدین قرار دیے جاوینگے اور اگر وہ زندہ نہون تو اُسکے اہل مین اُسکا ہر ذی رحم محرم ہے جس سے نکاح کبھی جائز نہین ہے۔ اور اگر اُسکے والدین زندہ ہون مگر ہر ایک کا گھر علیحدہ ہو یعنے یہ صورت ہو کہ باپ نے اُسکی ماں کو طلاق دی اور ماں نے دوسرا شوہر کیا اور باپ نے دوسری جورو کی تو ایسی حالت مین اس عورت کا اہل باپ کا گھر ہے۔ عورت سے کہا کہ اگر تو نکلی تو طلاق واقع ہوگی پھر وہ نکلی تو طلاق واقع نہوگی اسواسطے کہ اُسنے اضافت[3] چھوڑ دی ہے یہ قنیہ مین ہے۔ عورت سے کہا کہ اگر تو دار مین سے نکلی سوائے میری اجازت کے تو تو طالقہ ہے پس اس دار مین آگ لگنا یا غرق ہونا واقع ہوا پس عورت نکل بھاگی تو مرد حانث نہوگا یہ قنیہ مین ہے ایک نے اپنی جورو سے کہا کہ اگر تو اس کوٹھری سے بغیر میری اجازت کے نکلی تو تو طالقہ ہے اور عورت نے اپنی املاک مین سے کوئی محدود رہن کی تھی پس شوہر سے کہا کہ اجازت دیدے تو اُسنے کہا کہ اچھا جا اور درم دے کر مرہون پر قبضہ دلا دے پھر وہ نکلی اور گئی اور مرتہن کو نہ پایا چنانچہ اُسکو چند بار آمد و رفت کی ضرورت پڑی تو وہ

[1] قال المترجم یہ عادت پر ہے جہان جیسی عادت ہو ۱۲ منہ [2] حالانکہ عورت نے نہین سُنا ۱۲ [3] یعنے یون نہین کہا کہ تجھپر طلاق واقع ہوگی ۱۲

طالقہ نہوگی ایسا ہی امام نسفی نے فتوے دیا ہی یہ خلاصہ مین ہی۔ اگر عورت سے کہا کہ تو طالقہ ہی اگر تو اس دار سے نکلی الا میری اجازت سے یا کہا کہ الا میری رضامندی سے یا کہا کہ الا میری آگاہی سے یا عورت سے کہا کہ تو طالقہ ہی اور اگر تو اس دار سے نکلی بغیر میری اجازت کے تو یہ سب یکسان ہین اسواسطے کہ کلمہ الا و غیر استثنا کے واسطے ہین چنانچہ دونون مین یہی حکم ہی کہ ایکبار اجازت دینے سے قسم منتہی نہ ہوجائیگی چنانچہ اگر ایکبار اسکو نکلنے کی اجازت دیدی اور وہ نکلی پھر دوبارہ بلا اجازت لیے نکلی تو طالقہ ہوجائیگی اور یہ نظیر اس مسئلہ کی ہی کہ عورت سے کہا کہ اگر تو اس دار سے نکلی الا بچادر تو تو طالقہ ہی پھر وہ بغیر چادر نکلی تو طالقہ ہوجائیگی یہ محیط مین ہی۔ اور اگر عورت کو ایکبار نکلنے کی اجازت دیدی پھر نکلنے سے پہلے اُسکو نکلنے سے ممانعت کردی پھر اسکے بعد وہ نکلی تو طلاق پڑجاویگی یہ بدائع مین ہی۔ اور اگر اُسنے کہا کہ اگر تو اس دار سے نکلی الا میری اجازت سے تو تو طالقہ ہی اور الا میری اجازت کہنے سے اس نے اجازت ایکبار کی نیت کی تو قضاءً اُسکی تصدیق نہوگی اور اسی پر فتوے ہی اسواسطے کہ یہ خلاف ظاہر ہی یہ وجیز کردری مین ہی حانث نہونے کا حیلہ یہ ہی کہ عورت سے کہدے کہ مین نے تجھکو ہر بار نکلنے کی اجازت دیدی یا کہے کہ ہر بار کہ تو نکلی تو مین نے تجھے اجازت دیدی ہی تو ایسی صورت مین عورت کے نکلنے سے حانث نہوگا اور اسیطرح اگر کہدیا کہ ہر بار کہ تو نے نکلنا چاہا تو مین نے تجھکو اجازت دیدی یا مین نے تجھے ہمیشہ نکلنے کی اجازت دی یا یون کہا کہ اذنت لک الدہر کلہ۔ تو بھی یہی حکم ہی اور اسپر اگر اسکے بعد یہ نہی عام منع کردیا تو امام محمدؒ کے نزدیک اسکا نہی کردینا صحیح ہی یہ سراج الوہاج مین ہی اور یہی امام فضلیؒ کا مختار ہی اور اسی پر فتوے ہی۔ اگر کہا کہ مین نے تجھے دس روز اجازت دی تو وہ انہین جب چاہے نکلے جائز ہی۔ اور اگر عورت سے کہا کہ اگر مین نے ایسا کیا یا تو نے ایسا کیا تو مین نے اجازت دی تو یہ اجازت نہوگی یہ وجیز کردری مین ہی۔ اور اگر کہا کہ تو طالقہ ہی اگر تو اس دار سے نکلی حتے کہ مین تجھے اجازت دون یا حکم دون یا راضی ہون یا آگاہ ہون تو اسمین ایک مرتبہ اجازت دینا کافی ہوگا کہ اگر اُسنے ایک مرتبہ اجازت دیدی اور وہ نکلی پھر واپس آئی پھر بلا اجازت نکلی تو حانث نہوگا اور اگر اُسنے اپنے قول سے کہ یہانتک کہ مین تجھے دون ہر بار اجازت دینے کی نیت کی تو بالاجماع اُسکی نیت کے موافق رہیگا یہ بدائع مین ہی۔ اور اگر عورت سے کہا کہ تو طالقہ ہی اگر تو اس دار سے باہر نکلی الا آنکہ مین تجھے اجازت دون تو یہ قول اور یہانتک کہ مین تجھے اجازت دون دونون یکسان ہین چنانچہ ایک مرتبہ اجازت دینے سے قسم تمام ہوجائیگی یہ محیط مین ہی۔ اور اگر اپنی باندی کے باہر[1] نکلنے پر اپنی جورو کی طلاق کی قسم کھائی کہ وہ باہر نہ نکلے پھر باندی سے کہا کہ ان درمون کا گوشت خرید لا تو یہ نکلنے کی اجازت ہے یہ خلاصہ مین ہی۔ اور اگر عورت سے کہا کہ اگر تو کسی کی جانب نکلی الا میری اجازت سے تو تو طالقہ ہی پس عورت نے اپنے باپ کے پاس جانے کی اجازت مانگی پس اُسنے اجازت دی پھر وہ اپنے بھائی کے پاس گئی تو طالقہ ہوجائیگی یہ خزانۃ المفتین مین ہی اور منتقی مین ہی کہ اگر عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ مجھے میرے باپ کے گھر جانے کی اجازت دے پس اُسنے کہا کہ اگر مین نے تجھے اسکی اجازت دی تو تو طالقہ ہی

[1] مثلاً کہا کہ میری جورو طالقہ ہی اگر میری باندی باہر نکلے الا آنکہ مین اُسے اجازت دون ۱۲ منہ ع‍ہ تمام زمانہ ۱۲

پھر عورت سے کہا کہ مین نے تجھے نکلنے کی اجازت دی اور یہ نہ کہا کہ کہان تو اپنی قسم مین حانث نہ ہوگا اور یہ بخلاف اسکے ہی کہ ایک غلام نے اپنے مولی سے کسی کی باندی سے نکاح کر لینے کی اجازت مانگی پس مولے نے اُس سے کہا کہ اگر مین نے تجھے باندی کے تزوج کی اجازت دی تو میری جورو طالقہ ہی پھر اسکے بعد اُس سے کہا کہ مین نے تجھے جورو کر لینے کی اجازت دی یا مین نے تجھے عورتون سے نکاح کر لینے کی اجازت دی تو اپنی قسم مین حانث ہوجائیگا - اور اگر اپنے غلام سے کہا کہ اگر تو نے یہ غلام میری اجازت سے خریدا تو میری جورو طالقہ ہی پھر اُس غلام کو تجارت کی اجازت دی پس اُسنے یہی غلام خریدا تو مولے کی جورو پر طلاق پڑجائیگی اور اگر غلام سے کہا کہ مین نے تجھے کپڑے کی تجارت کی اجازت دی اور اُسنے یہ غلام خریدا تو مولے کی جورو طالقہ نہوگی - ایک مرد نے کہا کہ میری جورو طالقہ ہی اگر مین اس دار مین داخل ہوا الا آنکہ مجھے فلان اجازت دے تو یہ قسم ایک مرتبہ کی اجازت پر واقع ہوگی - اور اگر کہا کہ الا آنکہ مجھے اسکے واسطے فلان اجازت دیا کرے تو یہ ہر بار کی اجازت پر واقع ہوگی - اور اگر اپنی جورو سے کہا کہ اگر تو اس دار سے نکلی الا میری اجازت سے تو تو طالقہ ہی پھر عورت سے کہا کہ تو فلان کے ہر امر مین جسکا وہ تجھے حکم کرے اطاعت کر پس فلان نے اسکو باہر نکلنے کا حکم دیا تو وہ طالقہ ہوجائیگی اسوجہ سے کہ شوہر نے اُسکو نکلنے کی اجازت نہین دی تھی - اور اسیطرح اگر شوہر نے کسی سے کہا کہ تو اس عورت کو نکلنے کی اجازت دے پس اُسنے اجازت دی اور وہ نکلی تو طالقہ ہوجائیگی اور اسیطرح اگر اس شخص نے عورت سے کہا کہ تیرے شوہر نے تجھے نکلنے کی اجازت دی ہی پس وہ نکلی تو بھی طالقہ ہوجائیگی اور اسیطرح اگر شوہر نے عورت سے کہا کہ جو تجھے فلان حکم کرے وہ مین نے تجھے حکم کیا پھر فلان نے اسکو نکلنے کی اجازت دی پس نکلی تو طالقہ ہوجائیگی - اور اگر مرد نے کسی شخص سے کہا کہ مین نے ابھی اس جورو کو نکلنے کی اجازت دیدی پس عورت کو خبر پہونچا دی پس وہ نکلی تو طالقہ نہوگی یہ محیط مین ہی اور فتوے اصل مین ہی کہ اگر اپنی جورو سے کہا کہ تو اس گھر سے بغیر میری اجازت کے مت نکل کہ مین نے طلاق کی قسم کھائی ہی پھر وہ بغیر اجازت کے اس دار سے باہر نکلی تو طالقہ نہوگی یہ تاتارخانیہ مین ہی - مرد نے عورت سے کہا کہ اگر تو اس دار سے نکلی الا ایسے کام کے واسطے کہ اس سے چارہ نہین ہی تو تو طالقہ ہی پس عورت نے کسی پر اپنے حق کا دعوے کرنا چاہا پس اگر عورت وکیل کر سکتی ہو تو اگر نکلی تو مرد حانث ہوگا اور عورت پر طلاق پڑجائیگی اور اگر عورت وکیل نہ کر سکتی ہو تو نکلنے سے طالقہ نہوگی اور مرد حانث نہوگا ایک مرد نے اپنی جورو کی طلاق کی قسم کھائی کہ اسکی جورو بغیر اسکے علم کے نہ نکلیگی پھر اسکی عورت نکلی درحالیکہ وہ اسکو دیکھتا تھا پس اسکو منع کیا یا منع نہ کیا تو مرد حانث نہوگا - ایک مرد نے اپنی جورو پر اپنے پڑوسی کے ساتھ تہمت لگائی پس عورت سے کہا کہ اگر تو میرے گھر سے بلا اجازت نکلی تو تو طالقہ ہی پھر عورت سے کہا کہ مین نے تجھے ہر کام کے واسطے جو تجھے ظاہر ہو سوائے امر باطل کے اجازت نکلنے کی دی پھر عورت مذکورہ نکلی اور اُس پڑوسی کے گھر مین جسکے ساتھ

سلہ یہ کلام اسی وجہ پر موجبہ ہونا صحیح ہے واللہ تعالے اعلم ۱۲ سلہ یعنے کہا کہ اگر میری جورو بدون میری آگاہی کے نکلے تو وہ طالقہ ہے ۱۲ سلہ اگرچہ گنہگار ہوگی ۱۲

شوہر متہم کرتا تھا داخل ہوئی پس اگر اُسنے نکلنے کے وقت اس پڑوسی کے گھر جانے کی نیت نہین کی ہے اور نہ کسی امر
باطل کی نیت کی تھی تو شوہر حانث نہوگا اگرچہ بعد نکلنے کے عورت سے کوئی امر باطل صادر ہوگیا ہو اسواسطے کہ وہ
امر باطل کے واسطے نہین نکلی تھی - اور اگر اُسنے نکلنے کے وقت کسی امر باطل کی نیت کی ہو تو طلاق پڑجاویگی یہ فتاوےٰ
کبریٰ مین ہے اور اگر اپنی عورت کی طلاق پر قسم کھائی بدین شرط کہ وہ گھر سے باہر نہ جائیگی الا میری اجازت سے یا سلطان
نے کسی مرد سے قسم لی کہ وہ اپنی جورو کی طلاق کی قسم کھاوے کہ شہر سے باہر نہ جائیگا الا میری اجازت سے یا قرضخواہ
نے قرضدار سے اُسکی جورو کی طلاق کی قسم لی کہ شہر سے باہر جائیگا الا میری اجازت سے تو یہ قسم قیام زوجیت و
سلطنت و قرضہ کی حالت کے ساتھ مقید ہوگی چنانچہ اگر عورت اس سے بائنہ ہوگئی یا سلطان معزول ہوگیا یا قرضہ
ساقط ہوگیا تو قسم بھی ساقط ہوجائیگی اور پھر کبھی عود نہ کریگی اگرچہ پھر شوہر کو ولایت حاصل ہوجاوے اور سلطان
والی ہوجاوے اور قرضہ عود کرے - ایک شخص سلطان کے ساتھ نکلا اور اپنی جورو کی طلاق کی قسم کھائی کہ واپس نہوگا
الا اُسکی اجازت سے پھر رستہ مین اُسکی کوئی چیز گر گئی وہ اُسکے لینے کو واپس ہوا تو حانث نہوگا اور اُسکی جورو طالقہ
نہوگی اور اگر ایک مرد نے کہا کہ میری جورو طالقہ ہے اگر مین اس دار سے نکلا الا باجازت فلان کے - پھر فلان مذکور
قبل اجازت دینے کے مرگیا تو امام اعظمؒ و امام محمدؒ کے قول پر قسم باطل ہوجائیگی یہ محیط مین ہے - ایک مرد نے اپنی
جورو سے کہا کہ اگر تو بغیر حق نکلی تو تو طالقہ ہے پھر وہ اپنے والد یا بھائی کے جنازہ مین نکلی تو طالقہ نہوگی اور اسیطرح
ہر ذی رحم محرم کا حکم ہے اور اسیطرح عروس کیطرف اُسکے نکلنے یا جو امر اُسپر واجب ہے اُسکے واسطے نکلنے کا بھی یہی حکم
ہے یہ بدائع مین ہے - ایک شخص سے اُسکی جورو سے جھگڑا ہوا پس عورت سے کہا کہ اگر تو آج یہان سے نکلی پھر اگر
ایک سال تک واپس آئی تو تو بسہ طلاق طالقہ ہے پھر وہ اُس روز نماز وغیرہ کسی حاجت کے واسطے نکلی پھر واپس آئی
اگر قسم کا سبب اسکا بطور نقل مکان یا سفر کے نکلنا[1] ہو تو طالقہ نہوگی اسواسطے کہ قسم ایسے طور کے نکلنے کے ساتھ مقید
ہوگی یہ فتاوےٰ کبریٰ مین ہے - جورو سے کہا کہ اگر تو نے اس طفل کو چھوڑ دیا کہ وہ دار سے باہر نکلجاوے تو تو طالقہ ہے
پس وہ اس طفل سے غافل ہوگئی اور طفل مذکور نکل گیا یا نماز پڑھنے لگی اور وہ نکلگیا تو عورت نے اسکو نہین چھوڑا پس
طالقہ نہوگی یہ تاتارخانیہ مین ہے - ایک مرد بغداد مین ہے اُسنے کہا کہ میری جورو طالقہ ہے اگر مین نکلکر لے الکوفہ اگر ابھی
کوفہ کیطرف نہ نکلجاؤن پھر وہ ایک ساعت ٹھہر اکہ کرایہ والے کے ساتھ کمی کرایہ کی بابت گفتگو کرتا رہا تو مشائخ نے
فرمایا کہ وہ اپنی قسم مین جھوٹا نہوگا اور اسی پر فتوےٰ ہے اور اگر وہ نماز فرض کے واسطے وضو کرنے مین مشغول ہوا یا
مثل اسکے کسی کام مین تو یہ عذر ہے اور اگر صلوٰۃ نفل کے واسطے وضو مین مشغول ہوا یا کھانے پینے مین مشغول ہوا تو
یہ عذر نہین ہے پس حانث ہوگا یہ ظہیریہ مین ہے - ایک نے اپنی جورو سے کہا کہ اگر تو اپنے والدین کے گھر کیطرف نکلی یعنے
وہان جانے کو نکلی[2] تو تو طالقہ بسہ طلاق ہے تو یہ قسم اس قصد سے نکلنے پر ہوگی خواہ وہان پہونچے یا نہ پہونچے - اور اگر کہا

---

[1] یہ نسخہ موجودہ کی عبارت ہے اور اسکے معنے یہ کہ جبتک کوفہ کو نہ نکلون - حالانکہ حکم مسئلہ کو اس سے کچھ مناسبت نہین ہے پس مترجم نے جو ترجمہ کیا وہ اس سے ظاہر ہے فافہم ۱۲ [2] مثلاً پھر اس عورت سے نکاح کرے ۱۲ [3] یعنے مراد ہو ۱۲

کہ اگر تو اپنے والدین کے گھر مین آئی تو یہ قسم وہان پہونچ جانے پر ہے خواہ اُنکے مکان کیطرف جانے کا قصد کیا ہو یا نہ کیا ہو یہ فتاوے کبرے مین ہے۔ اور امام محمد بن سلمہ رح نے فرمایا کہ جانا بمنزلہ خروج کے ہے یعنی اگر کہا کہ اگر تو اپنے والدین کے گھر کیطرف گئی تو بمنزلہ نکلی کہنے کے ہے اور یہی صحیح ہے اور یہ اسوقت ہے کہ مرد نے کچھ نیت نہ کی ہو اور اگر اس لفظ سے آنے یا نکلنے کی نیت کی تو موافق اسکی نیت کے ہوگا یہ قاضیخان کی شرح جامع صغیر مین ہے۔ شیخ ابو القاسم سے دریافت کیا گیا کہ ایک عورت ضیافت مین نکلی یعنے وہان جانے کے واسطے نکلی پس شوہر نے کہا کہ اگر وہان تو تین روز سے زیادہ رہی تو تو طالقہ ہے پھر وہ تیسرے روز وہان سے اپنے شوہر کے گانوٗن کیطرف واپس ہوئی مگر وہ شوہر کے گانوٗن مین داخل نہوئی بلکہ پھر لوٹ کر وہین چند روز جا کر رہی تو شیخ نے فرمایا کہ مین طلاق واقع ہونیکا فتوے تو نہین دیتا ہون مگر بات یہ ہے کہ اسمین احتیاط اولی ہے اور فقیہ ابو اللیث رح نے فرمایا کہ اگر وہ شوہر کے گانوٗن کی آبادی مین داخل ہو کر پھر لوٹ گئی تو طالقہ نہوگی اور اگر آبادی مین داخل نہین ہوئی تھی تو طالقہ ہو جانا چاہیئے یہ محیط مین ہے اگر عورت سے کہا کہ اگر تو میری کوٹھری سے نکلی تو تو طالقہ ہے پھر عورت کوٹھری سے باہر فقط احاطہ تک نکلی تو طلاق واقع ہوگی اور فقط اگر تو نکلی ہو کہا ہو تو واقع نہوگی الا محلہ مین نکلنے سے واقع ہوگی اور فتوے اسپر ہے کہ دونون صورتون مین واقع نہوگی الا جبکہ محلہ مین نکلے اگرچہ بزبان فارسی بولا ہو اور اسی پر فتوے ہے یہ وجیز کردری مین ہے اور اگر اپنی جورو سے کہا کہ اگر تو اس دار کے دروازہ سے نکلی تو تو طالقہ ہے پس وہ چھت پر چڑھی اور پڑوسی کے گھر اُتری تو حانث نہوگا یعنے طلاق واقع نہوگی اور یہی اصح ہے یہ خلاصہ مین ہے۔ ایک نے اپنی جورو سے کہا کہ اگر تو اس سیڑھی پر چڑھی یا اپنا پانوٗن اسپر رکھا تو تو طالقہ ہے پس عورت نے اپنا ایک پانوٗن اسپر رکھا تھا کہ اُسکو یاد آگیا پس وہ لوٹ پڑی تو طالقہ ہو جائیگی اور اگر مرد نے کہا کہ اگر مین نے اپنا قدم اس دار مین رکھا تو تو طالقہ ہے پس اپنا ایک قدم اسمین رکھا تو حانث نہوگا اسواسطے کہ دار مین قدم رکھنا یہ کنایہ داخل ہونے سے ہو گیا ہے بخلاف ما تقدم کے یہ ظہیریہ مین ہے اور اگر اپنی جورو سے کہا کہ اگر تو اس دار سے نکلی تو تو طالقہ ہے اگر تو نے اپنا قدم کوچہ مین رکھا تو تو طالقہ ہے پس عورت نے کوچہ مین اپنا قدم رکھا تو طالقہ ہو جائیگی۔ ایک مرد نے اپنی جورو سے کہا کہ اگر تو اس چھت پر چڑھی تو تو طالقہ ہے پھر وہ سیڑھی کے فقط چند ادنون پر چڑھی تو طالقہ نہوگی اور یہی مختار ہے اسواسطے کہ وہ چھت پر نہین چڑھی ہے یہ تجنیس و مزید مین ہے۔ ایک عورت اپنے دار سے پڑوسی کی چھت پر نکلجاتی ہے پس اُسکے شوہر کو غصہ آیا اور کہا کہ اگر تو اس دار سے پڑوسی کے گھر کی چھت پر نکلگئی یا دروازہ سے نکلی تو تو طالقہ ہے پھر وہ دوسرے پڑوسی کی چھت کیطرف نکلی تو حانث نہوگا اور اگر یہ بقدر سے پہلے نہوچکا ہو تو حانث ہو جائیگا اسواسطے

۵۱ اقول شاید اس صورت مین کہ شوہر کی کچھ نیت نہو اور اگر مراد یہی تھی کہ تین روز مین شوہر کے گھر آجائے تو ہر حال مین مطلقہ ہونی چاہیے جبکہ شوہر کے گھر مین نہ آئی ہو اور ہمارے عرف مین یہ شئے متعین ہین جبکہ عرف مقدم ہو اور بغلظ ہر لفظ تو قول ابو اللیث رح اظہر ہے واللہ اعلم ۱۲ ۵۲ قال المترجم زبان فارسی مین کہنے سے تو کسی صورت مین طلاق واقع نہوگی الا جبکہ محلہ مین نکلے پس یہ لفظ کچھ ترقی کے واسطے نہوگا بلکہ محقق بیان ہے ہان اُردو و عربی دونون یکسان ہین علے ما اری واللہ اعلم ۱۲ منہ ۵۳ قال المترجم ظاہر معلوم ہوتا ہے کہ مراد یہ ہے کہ خواہ اُس نے نکلنے کے قصد سے رکھا یا یون ہی رکھا کہ دروازہ کے اندر سے بڑھا دیا بہر حال طالقہ ہوگی مگر ہمارے عرف مین اول صورت مین واقع ہوگی ۱۲ منہ ۵۴ و ہذا علے خلاف ما العرف ۱۲

کہ لفظ عام ہی یہ فتاوی کبریٰ مین ہی۔ ایک عورت کوٹھری مین بیٹھی روتی تھی پس شوہر نے اپنے خسر سے کہا کہ اگر
تیری بیٹی اس کوٹھری سے نکلکر باہر جاکر وہان نہ روئی تو وہ طالقہ ہی پھر عورت نکلی اور پھر اُسی کوٹھری مین جاکر رونے لگی
تو فقیہ ابو اللیث رح نے فرمایا کہ اگر اسکا کوٹھری مین رونا کوئی سُنتا ہو تو رونے پر طالقہ ہوجائیگی اسواسطے کہ شوہر نے
اُسکو رونے سے اسی واسطے منع کیا تھا اور اگر ایسا نہو تو امید اسکے وہ اپنے رونے پر طالقہ نہوگی یہ فتاوی قاضیخان
مین ہی نوازل مین ہی کہ شیخ ابو جعفر رح سے دریافت کیا گیا کہ ایک مرد نے اپنی عورت کی طلاق کی قسم کھائی اگر وہ اس
دار سے نہ نکلے اور اس دار کے پہلو مین ایک کھنڈل تھا کہ اسکا راستہ شارع عام کیطرف کھلا تھا اور مرد نے اس
کھنڈل کا شارع عام کا راستہ بند کرکے اپنے دار مین ایک کھڑکی اس کھنڈل کیطرف پھوڑ دی تھی بغرض منفعت کے
پھر یہ عورت اس کھڑکی سے باہر نکلی تو شیخ نے فرمایا کہ اگر یہ کھنڈل اسکے دار سے چھوٹا ہو تو مجھے امید ہی کہ وہ
حانث نہوگا یہ تاتارخانیہ مین ہی۔ عورت سے کہا کہ اگر تو اس دار سے نکلی تو تو طالقہ ہی پھر عورت اس دار کے اندر باغ انگور
مین جسکے چارون طرف دیوار ہی داخل ہوئی پس اگر یہ باغ اس دار مین شمار ہو کہ دار کے بیان کرنیسے باغ مذکور فہم مین آجاتا
ہو تو حانث نہوگا اور اگر شمار نہوا ور نہ مفہوم ہوتا ہو تو حانث ہوگا اسواسطے کہ پہلی صورت مین باغ مذکور اسی دار مین
سے ہی اور دوسری صورت مین نہین ہی۔ اور دار مین جب ہی شمار ہوگا اور جب ہی دار کے ذکر سے مفہوم ہوگا کہ جب
وہ بڑا نہو یا اسکا دروازہ غیر دار مذکور کیطرف نہو یہ فتاوی کبریٰ مین ہی۔ ایک عورت اپنے والد کے گھر کیطرف
گئی جسکا گھر دوسرے گانوُن مین ہی اور اسکا شوہر اسکے پیچھے گیا اور جاکر عورت سے کہا کہ میرے گھر لوٹ چل پس اُسنے
انکار کیا پس شوہر نے قسم کھائی کہ اگر تو اس رات میرے گھر نہ گئی تو تجھے طلاق ہی پس عورت شوہر کے ساتھ نکلی
اور شوہر اسکو فجر طلوع ہونیسے پہلے اپنے گھر لے آیا تو علماء نے فرمایا کہ اگر اکثر رات وہ اُسی گانوُن مین تھا
تو اُسکے حانث ہونے کا خوف ہی اور اگر اکثر رات گذرنے سے پہلے چلی ہو تو امید ہی کہ وہ حانث نہوگا اور صحیح یہ ہی
کہ اگر رات گذرنے سے پہلے وہ شوہر کے ساتھ چلی آئی تو وہ حانث نہوگا۔ ایک عورت اپنے باپ کے گھر شوہر کے
ساتھ تھی پس شوہر نے اُس سے کہا کہ تو میرے ساتھ چل پس عورت نے انکار کیا پس شوہر نے اُس سے کہا کہ اگر تو
میرے ساتھ نہ گئی تو تو بسہ طلاق طالقہ ہی پس شوہر نکلا اور عورت بھی اُسکے پیچھے نکلی اور شوہر سے پہلے اسکے
گھر پہونچی تو علماء نے فرمایا کہ اگر شوہر سے اتنی دیر بعد نکلی کہ یہ اسکے ساتھ نکلنا نہین شمار کیا جاتا ہی تو مرد حانث
ہوجائیگا۔ ایک مرد نے اپنی جورو سے اسکے نکلتے وقت کہا کہ اگر تو میرے گھر واپس آئی تو تو بسہ طلاق طالقہ ہی
پس عورت بیٹھ گئی اور دیر تک نہ نکلی پھر نکلی پھر واپس آئی پس شوہر نے کہا کہ مین نے فی الفور نیت کی تھی تو بعض
نے فرمایا کہ قضاءً اسکی تصدیق نہ ہوگی اور بعض نے کہا کہ تصدیق ہوگی اور یہی صحیح ہی یہ فتاوی قاضیخان مین ہی
ایک شخص نے اپنی جورو کو جماع کے واسطے بُلایا اور اُسنے انکار کیا پس شوہر نے کہا کہ ایسا کب ہوگا اُسنے کہا کہ
کل کے روز پس شوہر نے کہا کہ اگر تو نے یہ امر جو مراد ہی کل کے روز نہ کیا تو تو طالقہ ہی پھر دونون اسکو بھول گئے
یہانتک کہ کل کا روز گذر گیا تو وہ حانث نہوگا اگر عورت سے اسکے باپ کے گھر ہونے کی حالت مین کہا کہ اگر تو آج کی

رات میرے گھر حاضر نہوئی تو تو طالقہ ہے پھر اُسکے باپ نے اُسکو حاضر ہونے سے روکا تو طالقہ ہو جائیگی اور یہی مختار ہے یہ بحر الرائق مین ہے۔ ایک مرد کے سامنے ایک عورت چادر مین لپٹی ہوئی تھی پس اُس سے کہا گیا کہ یہ لپیٹی ہوئی عورت تیری جورو ہے پھر اُس سے کہا کہ تو تین طلاق کی قسم کھا اگر تیری کوئی جورو اسکے سوا ہے ہو پس اُسنے تین طلاق کی قسم کھائی کہ میری کوئی جورو سوائے اسکے نہین ہے یعنے اگر ہو تو اُسپر تین طلاق ہین حالانکہ یہ لپیٹی ہوئی عورت ایک اجنبیہ عورت تھی اسکی جورو نہ تھی تو اسمین مشائخ نے اختلاف کیا ہے اور فتوے اس امر پر ہے کہ قضاءً اسکی جورو پر طلاق واقع ہوگی۔ اور اسیطرح اگر بلخ مین ایک عورت سے نکاح کیا پھر یہ عورت بغیر اسکے علم کے ترمذ کو چلی گئی پھر عورت کے شوہر نے قسم کھائی کہ اگر ترمذ مین اسکی کوئی جورو ہو تو وہ طالقہ ہے تو اُسکی جورو طالقہ ہو جائیگی یہ فتاوے قاضیخان مین لکھا ہے۔ ایک مرد نے چاہا کہ ایک عورت سے نکاح کرے اور اس عورت کے لوگون نے اس مرد کے ساتھ نکاح کرنے سے انکار کیا اسواسطے کہ اسکی دوسری جورو موجود تھی پھر یہ مرد اپنی پہلی جورو کو اپنے ساتھ مقبرہ مین لیجا کر بٹھلا آیا پھر اس عورت کے لوگون سے کہا کہ میری ہر جورو سوائے اُسکے جو مقبرہ مین ہے بسہ طلاق طالقہ ہے پس ان لوگون نے گمان کیا کہ اسکی کوئی جورو زندہ نہین ہے پس اسکے ساتھ نکاح کر دیا تو نکاح صحیح ہوگا اور وہ حانث بھی نہوگا یہ فتاوے کبرے مین ہے۔ اگر ایک شخص نے اپنی جورو سے کہا کہ اگر تو کل کے روز میرا انگرکھا نہ لائی تو تو طالقہ ہے پس عورت نے دوسرے روز یہ انگرکھا ایک آدمی کے ہاتھ بھیجکر پہونچا دیا پس اگر شوہر نے اپنے پاس پہونچ جانے کی نیت کی ہو تو حانث نہوگا اور اگر یہ نیت کی ہو کہ عورت خود لاوے یا کچھ نیت نہ ہو تو حانث ہو جائیگا یہ تمرتاشی مین لکھا ہے کہ ایک شخص نے اپنے قرضدار سے کہا کہ تیری جورو پر طلاق ہے اگر تو نے میرا قرضہ ادا نہ کیا پس قرضدار نے کہا کہ ناعم پس قرضخواہ نے اُس سے کہا کہ یون کہہ نعم یعنے ہان پس اُسنے کہا کہ نعم یعنے ہان اور اُسکے جواب کا قصد کیا تو قسم لازم ہوگی اگرچہ قول و اُسکے جواب کے درمیان انقطاع پایا گیا ہے یہ خزانۃ المفتین مین ہے۔ ایک مرد نے دوسرے پر ہزار درم کا دعوے کیا پس مدعا علیہ نے کہا کہ میری جورو طالقہ ہے اگر تیرے مجھپر ہزار درم ہون پس مدعی نے کہا کہ اگر تیرے اوپر میرے ہزار درم نہون تو میری جورو طالقہ ہے پھر مدعی نے اپنے حق پر گواہ قائم کیے اور قاضی نے موافق شرع اُسکے گواہون پر ہزار درم ہونیکا حکم دیدیا تو مدعا علیہ اور اُسکی جورو کے درمیان تفریق کر دیجائیگی اور یہ قول امام ابو یوسفؒ کا ہے اور امام محمدؒ سے دو روایتون مین سے ایک روایت یہی ہے اور اسی پر فتوے ہے پھر اگر مدعا علیہ نے اسکے بعد گواہ قائم کیے کہ مین نے مدعی مذکور کے دعوے سے پہلے اسکو ہزار درم ادا کر دیے ہین تو مدعا علیہ و اُسکی جورو کے درمیان قاضی کا تفریق کرنا باطل ہو جائیگا اور مدعی کی جورو طالقہ ہو جائیگی بشرطیکہ مدعی کے زعم مین یہ ہو کہ مدعا علیہ پر ان ہزار درمون کے سوا اسکے اور کچھ نہ تھے۔ اور اگر مدعی نے اس امر کے گواہ قائم کیے کہ مدعا علیہ نے ہزار درم کا اقرار کیا ہے تو مشائخ نے فرمایا کہ قاضی اس مدعا علیہ و اُسکی جورو کے درمیان تفریق نہین کریگا اور ہمارے مولانا رحمہ اللہ نے فرمایا کہ یہ مشکل ہے اسواسطے کہ جو امر گواہون سے ثابت ہو وہ مثل آنکھون کے مشاہدہ سے

ثابت ہونیکے ہے اور قاضی آنکھون سے مدعا علیہ کا ہزار درم کا اقرار مدعی کیلیے معاینہ کرتا تو مدعا علیہ و اُسکی جورو کے درمیان تفریق کرتا و اللہ اعلم یہ فتاوئے قاضیخان مین ہے - اور اگر عورت سے کہا کہ اگر تو نے مجھے گالی کی یعنی ! تین کہین تو تو طالقہ ہے پس عورت نے اُسپر لعنت کی تو ایک طلاق واقع ہوگی یہ فتاوئے کبریٰ مین ہے - اور نوازل مین لکھا ہے کہ فقیہ ابو اللیث رح نے فرمایا کہ ہم اسی کو لیتے ہین یہ تاتارخانیہ مین ہے - اور اگر عورت نے کہا کہ اللہ تعالےٰ تجھ مین برکت نہ دے تو طالقہ نہوگی اور اسیطرح اگر کہا کہ اے گدھے واسے جاہل واے بیوقوف تو طالقہ نہوگی اسواسطے کہ یہ گالی نہین ہے یہ محیط مین ہے - اور اگر عورت سے کہا کہ اگر تو نے مجھے شتم کیا تو تو طالقہ ہے پس عورت نے اُسپر لعنت کی تو طالقہ ہوجائیگی یہ ظہیریہ مین ہے - عورت سے کہا کہ اگر تو نے میری[بیوفا] مان کو شتم کیا یا بدی کے ساتھ اُسکا ذکر کیا تو تو طالقہ ہے پھر عورت نے کہا کہ تیری مان سلام علیک تھی پس عورت نے کہا کہ نہین بلکہ تیری مان پس اگر یہ قسم بلخ مین یا ور ایسے شہر مین تھی جہان سوال کرنیوالے و مانگنے والے کو سلام علیک کہتے ہین تو عورت پر طلاق پڑجائیگی اور شہرہاے ماوراءالنہر وغیرہ جنمین اس لفظ کو شتم نہین سمجھتے ہین اور نہ بدی سے یاد کرنا جانتے ہین وہان ایسے لفظ سے حانث نہوگا - عورت و مرد کے درمیان مرد کی بہن کی بابت کچھ جھگڑا ہوا پس شوہر نے عورت سے کہا کہ اگر تو نے میری بہن کو میرے سامنے گالی دی تو تو بسہ طلاق طالقہ ہے پھر ایک روز آیا تو دیکھا کہ اُسکی جورو اُسکی بہن سے جھگڑتی اور اُسکو گالی دیتی ہے پس شوہر نے اسکی گالی سُنی کہ اُسنے شوہر کی بہن کو دی اور عورت اپنے شوہر کو دیکھتی تھی تو طالقہ ہوجائیگی اسواسطے کہ شوہر کے سامنے اُسکو گالی دی ہے یہ فتاوئے کبرےٰ مین ہے - ایک مرد نے کہا کہ اگر مین نے کسی کو گالی دی تو میری جورو طالقہ ہے پھر اُسنے ایک مردے کو گالی دی تو اُسکی جورو طالقہ ہوجائیگی - ایک مرد نے اپنی جورو سے کہا کہ اگر مین نے تجھکو قذف کیا یعنے زنا کی تہمت لگائی تو تو طالقہ ہے پھر اُسکو کہا کہ اے چھنال کی بچی تو طالقہ ہوجائیگی اسواسطے کہ عرف مین اسکو اسی عورت کا قذف کرنا شمار کرتے ہین اگرچہ درحقیقت یہ اسکی مان کا قذف کرنا ہوتا ہے یہ فتاوئے قاضیخان مین ہے - اور اگر بولا کہ تو نے مجھے قذف کیا تو تو طالقہ ہے پس عورت نے مرد کو کہا کہ اے چھنال کے بچے تو طلاق نہ پڑیگی اور فقیہ نے فرمایا کہ لیکن ہمارے زمانہ مین واقع ہوگی[۱] یہ تاتارخانیہ مین ہے - مرد کو اُسکی جورو نے کہا کہ اے سفلہ پس مرد نے کہا کہ اگر مین سفلہ ہون تو تو طالقہ ہے اور اُس سے مرد کی مراد تعلیق ہے یعنے اگر ایسا ہو تو ایسا ہے اور اُسکے کہنے کا بدلہ دینا نیت مین نہ تھا تو اگر وہ سفلہ نہو تو طالقہ نہوگی اور مشائخ نے سفلہ کے معنی مین گفتگو کی ہے اور امام ابو حنیفہ رح سے مروی ہے کہ مسلمان سفلہ نہین ہوتا ہے اور سفلہ کافر ہی ہوتا ہے اور اسی پر فتوےٰ[۲] ہے یہ فتاوئے کبرےٰ مین ہے - اور امام ابو یوسف رح سے مروی ہے کہ سفلہ وہ آدمی ہے کہ اپنے قول مین کچھ مبالات[۳] نہ کرے اور جو اُسکو کہا جاوے اُسکی بھی کچھ

[۱] اور ایسا ہی مترجم کے نزدیک ہماری زبان مین بھی واقع ہوگی ۱۲ م [۲] فتوےٰ ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَمَنْ يَّرْغَبُ عَنْ مِّلَّةِ اِبْرٰهٖمَ اِلَّا مَنْ سَفِهَ نَفْسَهٗ - یعنے جو کوئی دین حق سے منحرف ہو وہی سفیہ ہے تو ایمان دار سفیہ نہوگا لیکن اشکال یہ ہے کہ کیونکر معلوم ہوا کہ یہ شخص ایماندار ہے کیونکہ ایمان تو قول مین ہوتا ہے ہان بظاہر مسلمان ہے جواب یہ ہے کہ اول تو اُسنے دین حق سے منہ نہین موڑا پس سفیہ نہوا اور دوم یہ کہ حقیقت سوائے حق تعالیٰ کے معلوم نہین تو بھی طلاق نہ پڑیگی فافہم ۱۲ ع [۳] یعنے جھوٹ سچ جو چاہے سو بکے ۱۲ م بنا برین طلاق نہ پڑیگی ۱۲

پروا نہ کرے اور اسی پر فتوے ہی یہ تجنیس و مزید مین ہی۔ عورت نے مرد کو کہا کہ اے کشخان پس مرد نے کہا کہ اگر
مین کشخان ہون تو تو طالقہ ہی اور تعلیق کی نیت کی تو شیخ ابو عصمہ مروزی نے فرمایا کہ کشخان اُسکو کہتے ہین کہ یہ سنے
کہ کسی نے اُسکی عورت کیطرف بدی کے ساتھ دست درازی کی اور پھر کچھ پروا نہ کرے اور اگر اُسنے عورت کو سزا
دی تو کشخان نہین ہی۔ عورت نے اپنے مرد کو کہا کہ اے بغاک یا اے قلتبان پس کہا کہ اگر مین بغاک ہون یا اگر مین
قلتبان ہون تو تو بسہ طلاق طالقہ ہی پس اگر شوہر نے اس سے عورت کی گفتگو کے بدلہ دینے کی نیت کی ہو کہ
جسکو فارسی مین خشم راندن کہتے ہین تو کہتے ہی طلاق واقع ہوجائیگی خواہ شوہر ایسا ہو جیسا عورت نے کہا ہی یا نہو
اور اگر شوہر نے اس سے تعلیق طلاق کی نیت کی ہو تو تا وقتیکہ شوہر ایسا نہوگا طلاق واقع نہوگی اور بغاک یا
قلتبان ایسے مرد کو کہتے ہین جو اپنی جورو کی بدکاری پر واقف ہوا اور اُسپر راضی ہو۔ اور اگر شوہر کی اس سے کچھ
نیت نہو تو بعض مشائخ نے اسکو مکافات یعنی بدلہ دینے پر محمول کیا ہی اور بعض نے اسکو تعلیق پر محمول کیا ہی
اور بعض نے فرمایا کہ اگر حالت غضب مین اُسنے کہا تو مکافات پر محمول ہوگا اسواسطے کہ یہی ظاہر ہی۔ اور اگر غیر حالت
غصہ مین کہا تو تعلیق پر محمول ہوگا اسواسطے کہ یہی ظاہر ہی۔ اور اگر عورت نے مرد کو کہا کہ تو قرطبان ہی پس شوہر نے
کہا اگر تو نے جانا کہ مین قرطبان ہون تو تو بسہ طلاق طالقہ ہی تو طالقہ نہوگی جبتک یہ نہ کہے کہ مین نے جانا کہ تو قرطبان ہی
یہ فتاوے کبرے مین ہی۔ عورت نے خاوند کو کہا کہ اے کوسج پس اُسنے کہا کہ اگر مین کوسہ ہون تو تو طالقہ ہی اور اس سے
تعلیق کی نیت کی تو مختار یہ ہی کہ اگر اُسکی داڑھی خفیف غیر متصل ہو تو طالقہ ہوگی ورنہ نہین اسواسطے کہ اسی کو
عرف مین کوسہ کہتے ہین یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اور کوسہ کی تفسیر مین اختلاف ہی اور اصح یہ ہی کہ اگر اسکی داڑھی خفیف
ہو تو وہ کوسج ہی یہ خلاصہ و جیز کردری مین ہی وقال المترجم ہمارے عرف مین مشہور یہ ہی کہ کوسہ وہ ہی جسکی داڑھی
نہ نکلے والامر مثلے العرف فافہم۔ اور معلے نے امام ابو یوسفؒ سے روایت کی کہ اگر اپنی جورو سے کہا کہ اگر تو
مجھ سے اسفل یعنی نیچی نہو تو تو طالقہ ہی یہ حسب پر ہی وقال المترجم ہماری زبان مین تامل ہی ہان اگر یون کہا
جائے کہ اگر تو مجھ سے گھٹ کے نہو تو محتمل ہی کہ حسب پر قرار دیا جائے واللہ تعالے اعلم۔ پس اگر مرد بہ نسبت
عورت کے حسب مین بڑھکر ہو تو حانث نہوگا اور اگر عورت بڑھکر ہوگی تو طالقہ ہوجائیگی اور اگر امر مشتبہ ہو تو قسم سے
شوہر کا قول قبول ہوگا کہ مین اس سے حسب مین بڑھکر ہون یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اور اگر عورت نے کہا کہ اگر تو نے
مجھے شتم کیا تو تو طالقہ ہی پس عورت نے اپنے صغیر بچہ کو جو اس خاوند سے ہی کہا کہ اے ولد الزنا تو دیکھا جائیگا کہ
اگر عورت نے یہ لفظ بچہ سے کراہت کر کے کہا ہی تو طالقہ نہوگی اور اگر بچہ کے والد سے کراہت کر کے کہا ہی
تو طالقہ ہوجائیگی یہ محیط مین ہی۔ ایک عورت نے اپنے بچہ کو کہا کہ اے بلایہ زادہ پس شوہر نے کہا کہ اگر وہ بلایہ زادہ
ہی تو تو بسہ طلاق طالقہ ہی تو اسمین تین صورتین ہین یعنے شوہر نے اسکے کلام کا بدلہ دینے کا ارادہ کیا یا کچھ نیت نہ کی

ماہ قال المترجم القرطبان والقلتبان واحد وقلتبان فارسی اور ترکیہ واللہ اعلم ۱۲ منہ سلہ بلایہ زنا کی بیماری الشعر اور بلایہ بچہ
اسکی تصغیر ہی ۱۲ منہ ساہ پس طلاق پڑجائیگی ۱۲ ساہ معرب کوسہ جسکی داڑھی نہ نکلے ۱۲ ساہ یعنے اُسکی نیچا ہوری ۱۲

یا تعلیق کی نیت کی پس اگر وجہ اول ہو یا ثانی ہو تو اسکا حکم گذرا یعنے فوراً طلاق واقع ہو جائیگی اور اگر تیسری صورت ہو تو قضاءً طالقہ ہو گی کیونکہ شرط نہ پائی گئی اور اگر عورت جانتی ہو کہ یہ زنا کی پیدائش ہے تو اسپر طلاق واقع ہو جائیگی اسواسطے کہ یہ اسکے حق میں تحقق شرط ہو گیا اور اسکو پھر اس مرد کے ساتھ رہنے کی گنجائش نہیں ہے اسواسطے کہ وہ مطلقہ بہ طلاق ہو گئی یہ تجنیس میں ہے۔ اور اگر عورت نے ایسا لفظ اس وجہ سے کہا کہ طفل مذکور کی کوئی بات اسکو بری معلوم ہوئی ہے تو طلاق واقع نہو گی یہ محیط سرخسی میں ہے قلت یہ جملہ اس مقام پر اچھے موقع سے نہیں ہے فافہم۔ ایک مرد نے اپنی جورو سے کہا کہ اگر میں نے تیرے بھائی سے تیرا حال ہر قبیح کے ساتھ جو دنیا میں ہے نہ کہا یعنے دنیا بھر کے قبیح تجھ میں تیرے بھائی سے نہ کہے تو تو طالقہ ہے تو یہ قسم تین قسم کی قبیح و فواحش پر واقع ہو گی پس اگر عورت کے تین نوع کے قبیح بیان کر دیے تو قسم میں سچے ہونے کی شرط متحقق ہو گئی پس چاہیے کہ اسکے بھائی سے بعد بیان کرنیکے اسوقت کہدے کہ میں نے اسواسطے تجھ سے بیان کر دیے کہ میں نے قسم کھائی تھی ورنہ وہ ان باتون سے بری ہے یہ خلاصہ میں ہے۔ اور نوازل میں لکھا ہے کہ اور اگر اُس نے قبل اس سے کہا ہو تو نہیں جائز ہے اسواسطے کہ اسکے بعد کوئی قول قبیح نہو گا یہ تاتارخانیہ میں ہے۔ ایک شخص نے اپنے بھائی و بہن سے جھگڑا کیا اور پھر فارسی میں دونون سے کہا کہ اگر من شما را گون خر اندر نہ کنم زن مرا طلاق یعنے اگر میں تم دونو کو گدھے کی گانڈ میں نہ کر دون تو میری جورو پر طلاق ہے تو مشائخ نے اسمین اختلاف کیا ہے اور اصح یہ ہے کہ ایسے لفظ سے قہر وغلبہ مراد ہوتا ہے پس وہ حانث نہو گا تاوقتیکہ وہ دونون نہ مر جاوین یا یہ قسم کھانیوالا نہ مرے یہ فتاوے قاضیخان میں ہے۔ اور بعض نے کہا کہ فی الحال حانث ہو جائیگا اور اسی پر فتوے ہے جیسا کہ مس السماء کے مسئلہ میں ہے یہ محیط سرخسی میں ہے اور بعض نے فرمایا کہ فی الحال حانث ہو جائیگا اسواسطے کہ عجز متحقق ہے الا آنکہ اسنے اس کلام سے قہر وغلبہ دونون کے تنگ کرنے کی نیت کی ہو تو ایسی حالت میں اسکی نیت صحیح ہو گی اور حانث نہو گا یہانتک کہ قسم کھانیوالا یا وہ دونون مر جاوین قبل اسکے کہ جو اُسنے نیت کی ہے وہ کرے اور اسی پر فتوے ہے یہ فتاوے کبرے اور محیط و تجنیس و فتاوے قاضیخان و خلاصہ میں ہے۔ اپنی جورو سے کہا کہ اگر میں نے تجھے غصہ میں کر دیا تو تو طالقہ ہے پس عورت کے کسی بچہ کو مارا پس عورت غصہ میں آئی تو دیکھنا چاہیے کہ اگر اُسکو کسی ایسے فعل پر مارا ہے کہ ایسے فعل پر مارنا و ادب دینا چاہیے تو طالقہ نہو گی اور اگر ایسے فعل پر مارا کہ اُسپر مارنا و تادیب کرنا نہ چاہیے تو طالقہ ہو جائیگی یہ محیط میں ہے اور میرے والد سے دریافت کیا گیا کہ ایک مرد نے حالت غضب میں اپنی جورو سے کہا کہ اگر میں نے تیری ہڈیان نہ توڑ دین اور تیرا گوشت نہ پھاڑا تو تو بسہ طلاق طالقہ ہے تو فرمایا کہ اگر اسکو ایسا مارا کہ قریب تھا کہ وہ اپنی جگہ سے نہ ہل سکے تو حانث نہو گا اور یہ کلام کنایہ و مجاز ضرب شدید سے ہے اور نیز سوال کیا گیا

ف۱ یعنے اگر عورت کے بھائی سے پہلے ہی کہدیا کہ عورت سب قبیحوں سے بری ہے مگر میں قسم کی وجہ سے بیان کرتا ہوں تو نہیں جائز ہے ۱۲ منہ رح

ف۲ قولہ مس السماء یعنے آسمان چھوتا اور صورت یہ کہ ایک شخص نے جورو سے کہا کہ اگر میں آسمان نہ چھوؤن تو تو طالقہ ہے یا مثل اسکے جسمین آسمان چھونے کی شرط ہو اور یہ کتاب الایمان میں مذکور ہے جہان بمناسبت طلاق ایسی صورت ذکر کی گئی ۱۲ م منہ یعنے فی الفور واقع ہونا ضرور نہیں بلکہ آخر عمر تک کسی وقت ہونا ضرور ہے پس وہ حانث نہوگا الخ ۱۲ م

کہ ایک نے اپنی جورو سے کہا کہ ان لم ازن منک السنجات[1] فانت طالق ثلثا یعنے اگر تجھسے سنجرے[1] تلاؤں تو تو طالقہ بسہ طلاق ہی تو فرمایا کہ اگر اسکو سخت اذیت دی اور ہر امر مین اس سے مناقشہ کیا تو حانث نہوگا یہ تاتارخانیہ مین ہی۔ ایک مرد نے اپنی جورو سے کہا کہ اگر مین آج کے روز تیرے بچے کو ایسا نہ مارون کہ وہ دو ٹکڑے ہو جاوے تو تو بسہ طلاق طالقہ ہی پھر اسکو زمین پر دے مارا مگر وہ نہ پھٹا تو بسہ طلاق طالقہ ہو جائیگی یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اور اگر اپنی جورو سے کہا کہ اگر مین تجھے ایسا نہ مارون کہ تجھے نہ زندہ و نہ مردہ چھوڑون تو تو طالقہ ہی تو امام ابو یوسف رح نے فرمایا کہ یہ قسم سخت شدید تکلیف دہ مارنے پر واقع ہوگی پس اگر ایسا کیا تو قسم سچی ہو جائیگی اور اگر یہ قید لگادی کہ یہانتک کہ تو موت لے یا بیمار پڑ جاوے یا تو فریاد مانگے تو جبتک حقیقۃً یہ باتین نہ پائی جاوین تب تک قسم مین سچا نہوگا۔ اور اگر عورت سے کہا کہ اگر مین نے تجھے بغیر جرم مارا تو تو طالقہ ہی پس عورت نے دسترخوان کی روٹی پر پیالہ رکھدیا کہ وہ جھکا اور مرد کے پاؤن پر شوربا گرا جس سے اسکو ضرر پہونچا پس مرد نے اسکو مارا تو حانث نہوگا اگرچہ عورت سے بغیر قصد ایسا واقع ہوا ہی اسواسطے کہ عورت احکام دنیویہ مین اپنی خطا پر ماخوذ ہی مگر ہان گناہ اسکے ذمہ سے ساقط ہی یہ خلاصہ مین ہی۔ ایک مرد نے کسی دوسرے مرد کو بہت سخت درد ناک ماری پس مار کھانیوالے نے کہا کہ اگر مین اسکی سزا نہ کرون تو میری جورو طالقہ ہی پھر ایک زمانہ گذر گیا اور اُسنے بدلہ نہ لیا تو مشائخ نے فرمایا کہ یہ قسم شرعی بدلے قصاص و ارش و تعزیر وغیرہ پر واقع نہوگی بلکہ فقط بُرائی پہونچانے پر واقع ہوگی خواہ کسی طرح ہو پس اگر بفور بُرائی پہونچانیکی نیت کی ہو تو فی الفور پر اور اگر یہ نیت نہ کی ہو تو مطلقاً کسی وقت بُرائی پہونچانے پر واقع ہوگی یہ فتاوی قاضیخان مین ہی اور مجموع النوازل مین لکھا ہی کہ اگر دوسرے سے یون کہا کہ اگر مین آج تجھسے وہ نہ کرون جو کرنا چاہیے تو میری جورو طالقہ ہی پھر یہ روز گذر گیا حالانکہ اُسکے حق مین کچھ نیکی و بدی نہ کی تو حانث نہوگا اسواسطے کہ اسکے حق مین اُسنے وہ کیا جو کرنا چاہیے اور وہ عفو ہی لیکن اگر اُسنے کہا کہ میری مراد اس سے ضرب[2] قسم تھی تو ایسا نہ کرنیکی صورت مین وہ حانث ہو جائیگا۔ اور اگر اپنی عورت سے کہا کہ اگر تجھکو خون کے اندر[3] نہ کرون تو تو طالقہ ہی پس اسکی ناک مین مارا کہ خون جاری ہوا اور اُسکے کپڑے بھر گئے تو قسم سچی ہوگئی بشرطیکہ اتنی ہی اُسکی مراد ہو اسواسطے کہ ظاہر یہ ہی کہ بالکل خون مین ڈبو دینا مراد نہین ہی۔ اور اگر کہا کہ اگر اس کوچہ کو ترکستان نہ کر دون تو تو طالقہ ہی تو فرمایا کہ اسطرح سچا ہو سکتا ہی کہ اس کوچہ والون پر بہت سے ترک مسلط کر دے۔ اور اگر عورت سے کہا کہ اگر کل مین تیرے ساتھ وہ نہ کرون جو کتا اپنے کی بھیلی سے کرتا ہی تو تو طالقہ ہی تو جس سے کہا ہی اسکے کپڑے کچھ تو علاوہ اسکو کھینچکر زمین پر ڈالدے تو قسم مین سچا ہو جائیگا یہ خلاصہ مین ہی معلی نے کہا کہ مین نے امام محمد رح سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے قسم کھائی کہ ضرور مین تجھکو مارونگا جسے کہ تجھکو قتل کر دونگا یا تو مر دہ اُٹھائی جائیگی ورنہ تو طالقہ ہی اور اسکی کچھ نیت نہین ہی تو فرمایا کہ اگر عورت کو سخت شدید ضرب[4] سے مارا تو قسم مین سچا ہو جائیگا یہ بدائع مین ہی۔ ایک شخص[5] نے جورو سے کہا کہ اگر تو مجھسے تردیکت[6] ہوئی تو

[1] جمع سنجہ معرب سنگ یعنی باٹ ۱۲ م [2] یعنے تجھکو تلا ہوا نہ رکھون ۱۲ م [3] یعنے تجھے خون مین نہ لتھاڑون بشرطیکہ یہ مراد ہو ۱۲ منہ [4] جیسے کہتے ہین کہ اگر تجھے لوہے کے چنے نہ چبواؤن ۱۲ [5] یا کسی دوسرے سے یہ کہا ۱۲ [6] اور اگر حقیقۃً یہی نیت ہو تو کوئی صورت نہین ہی ۱۲

تو طالقہ ہے پس اُسکے بچہ کو مارا پس عورت نزدیک آئی تاکہ مار سے بچالے پس اگر اتنا قریب ہو گئی کہ اگر اپنا ہاتھ بڑھاتی تو دونوں کو الگ کر دیتی تو حانث ہو جائیگا یہ خلاصہ میں ہے۔ اپنے غلام سے کہا کہ اگر مجھے تجھ سے لقاء حاصل ہوئی پس میں نے تجھے نہ مارا تو میری جورو طالقہ ہے پھر غلام کو میل بھر پر دیکھا یا کسی کوٹھے کی چھت پر دیکھا کہ اُس تک پہونچ نہیں سکتا ہے تو حانث نہوگا یہ فتاوےٰ کبریٰ میں ہے۔ شیخ ابو الحسنؒ سے دریافت کیا گیا کہ ایک مرد اپنی جورو کو مارتا تھا پس چند عورتوں نے اسکو بچانا چاہا پس اُسنے کہا کہ اگر تم مجھے اسکے مارنے سے روکو تو یہ بسہ طلاق طالقہ ہے پس عورتوں نے اُسکو روکا مگر وہ باز نہ آیا اور عورتوں کو روکا گیا تو فرمایا کہ وہ بسہ طلاق طالقہ ہو جائیگی اور یہی صحیح ہے یہ محیط میں ہے۔ عورت سے کہا کہ اگر میں نے تجھے ایذا دی تو تو طالقہ ہے پھر ایک باندی خرید کر اُسکو اپنے تصرف میں لایا پس اگر قسم کے وقت ایسی کوئی حالت ہو جو ایسی ایذا کے معنی پر دلالت کرے جو اس فعل کے علاوہ طور پر ہو تو طالقہ نہوگی اسواسطے کہ ایذا اور معنی پر ہوگی ورنہ طالقہ ہو جائیگی اسواسطے کہ عورت اسکو ایذا شمار کرتی ہے حتّٰے کہ اگر یہ عورت اسکو ایذا شمار نہ کرتی ہو تو طلاق نہ واقع ہوگی۔ عورت سے کہا کہ تو مجھے دوست نہیں رکھتی ہے عورت نے کہا کہ اگر میں تجھے دوست نہیں رکھتی ہوں تو تو بسہ طلاق طالقہ ہے پس شوہر نے فارسی میں کہا کہ خود توئی یعنے خود تو ہی ہے پس اگر دونوں کے الگ ہونیسے پہلے عورت نے کہا کہ میں تجھے دوست نہیں رکھتی ہوں تو طلاق واقع ہو جائیگی اور اگر عورت کچھ کہنے سے پہلے مرد کو چھوڑکر الگ ہو گئی تو طلاق واقع نہوگی اسواسطے کہ قولہ خود توئی اسی طلاق معلق بشرط کی جانب راجع ہوگا پس شوہر نے گویا یہ کہا کہ بلکہ تو طالقہ بسہ طلاق ہے اگر تو مجھے دوست نہ رکھتی ہو۔ مرد نے اپنی جورو کو اپنے بستر پر بلایا پس عورت نے کہا کہ تو مجھے کیا کریگا تجھے فلانہ عورت کافی ہے ایک عورت اجنبیہ کا نام لیا پس شوہر نے کہا کہ اگر میں اُسکو چاہتا ہوں تو تو طالقہ ہے تو مشائخ نے اسمیں اختلاف کیا ہے اور مختار یہ ہے کہ جبتک شوہر یہ نہ کہے کہ میں اُسکو چاہتا ہوں تب تک اسکی جورو طالقہ نہوگی اگرچہ اُسکو دوست رکھتا ہو اسواسطے کہ طلاق اسکی محبت کی خبر دینے[1] پر معلق ہے۔ عورت سے کہا کہ اگر تو میرے نزدیک خاک سے زیادہ اہون نہو تو تو بسہ طلاق طالقہ ہے پس اگر عورت سے ایسی اہانت کی جو بہت اہانت شمار کی جاتی ہے تو حانث نہوگا اسواسطے کہ عورت اسکے نزدیک خاک سے زیادہ اہون ہوئی یہ فتاوےٰ کبریٰ میں ہے۔ شیخ ابو القاسم سے دریافت کیا گیا کہ کچھ عورتیں متفق ہوئیں کہ اپنے واسطے اور دوسرے کے واسطے بھی سوت کاتتی تھیں پس ایک عورت کا شوہر غصہ ہو گیا اور کہا کہ اگر تو نے کسی کے واسطے سوت کاتا یا تیرے واسطے کسی نے کاتا تو تو طالقہ ہے پھر انمیں سے ایک عورت نے اس عورت کے گھر روئی بھیجی تاکہ سوت کات دے پس اس عورت کی ماں نے اُسکو کاتا تو فرمایا کہ اگر ان عورتوں کی عادت ہو کہ ہر ایک خود ہی سوت کاتتی ہو تو جبتک خود نہ کاتے تب تک طالقہ نہوگی یہ محیط میں ہے۔ ایک مرد نے اپنی عورت سے کہا کہ اگر تیرا سوت اپنے کام میں لاؤں یا میرے کام میں آوے تو تو طالقہ ہے پس عورت نے اپنا سوت کسی دوسری عورت کے سوت سے

[1] قولہ خبر دینے پر اقول اسنے یوں نہیں کہا کہ میں اسکی محبت اظہار کروں بلکہ دل سے چاہنا مقصود ہے پھر اس جواب میں تردد ہے لیکن قضاءً جبتک ظاہر نہ کرے تب تک حکم نہیں ہو سکتا فافہم ۱۲

بدل لیا یا اپنے سوت کا کپڑا دوسری عورت کے سوت کے کپڑے سے بدل لیا پس شوہر نے اُسکو پہنا تو ابو بکر بلخی نے فرمایا کہ وہ اپنی قسم مین حانث نہوگا یہ ظہیریہ مین ہی اور اگر شوہر نے اسکے سوت کا جال بنایا اور اس سے شکار کیا تو صحیح یہ ہی کہ وہ حانث ہو جائیگا اسواسطے کہ اُسکو اُسنے اپنے لائق کام مین استعمال کیا ہی یہ خزانۃ المفتین مین ہی اگر کہا کہ اگر تیرا سوت کام مین لاؤن تو تو طالقہ ہی پھر اسکے کاتے سوت کا کپڑا پہنا تو شیخ ابو بکر نے فرمایا کہ حانث نہوگا پھر پوچھا گیا کہ اگر اُسنے یون کہا کہ میرے کام مین آوے تو فرمایا کہ مجھے خوف ہی کہ حانث ہو جائیگا - ایک مرد نے اپنی جورو سے کہا کہ اگر تیرا کاتا سوت میرے بدن پر آوے تو تو طالقہ ہی پھر اُسنے اپنا ہاتھ عورت کے کاتے ہوئے سوت پر رکھا یا اُسکے سوت سے کپڑا سی کر پہنا یا اُسکے سوت کے مرفقہ سے تکیہ لگایا یا اُسکے سوت کے بچھونے پر سویا تو مشائخ نے فرمایا کہ اسکی قسم خاصۃً پہننے پر واقع ہوگی اور ان صورتون مین وہ حانث نہوگا - اور اگر کہا اگر یہ میرا کپڑا میرے تن پر آوے تو میری جورو طالقہ ہی اور یہ کپڑا ایک قمیص تھی پس اُسکو اپنے کندھے پر ڈال لیا تو مشائخ نے فرمایا کہ اُسکی قسم بطور عادت[1] اسکے پہننے پر واقع ہوگی یہ ظہیریہ مین ہی - عورت سے کہا کہ اگر ریسمان تو بکار آید یعنے تیرا سوت کام مین آوے یا بسود و زیان من اندر آید یعنے میرے نفع و نقصان مین آوے تو تو طالقہ ہے پس عورت نے اس سوت کو بیچکر دام ون سے پالودہ خریدا اور اپنے شوہر کو پلایا تو حانث نہوگا اسواسطے کہ خود سوت یا اُسکا ثمن مرد کے سود و زیان مین نہین آیا اسواسطے کہ سود و زیان مین آنا اسکی ملک مین داخل ہونے سے عبارت ہے اور یہ بات پائی نہ گئی یہ فتاوے قاضیخان مین ہی - فارسی مین عورت سے کہا کہ اگر رشتہ تو با کار کردہ تو بسود و زیان من اندر آید تو سہ طلاق طالقہ ہستی پس عورت نے سوت کات کر خود پہنا اور اپنے بچون کو پہنایا تو طالقہ نہوگی اور اگر اپنے شوہر کا قرضہ ادا کیا تو بھی طالقہ نہوگی اسواسطے کہ وہ ملک شوہر مین داخل نہوا اور اگر عورت اسکے گھر کی روٹی و سالن وغیرہ کے کام مین لائی تو بھی طالقہ نہوگی اسواسطے کہ حانث ہونے کی شرط نہ پائی گئی یہ فتاوے کبری مین ہی - اور اگر مرد نے کہا کہ اگر من ترا بپوشانم از کار کردہ خویش تو طالقہ ہستی پھر عورت اپنے شوہر کے پاس سوت لے گئی کہ اُجرت پر اسکو بُن دے پس شوہر نے اُجرت لے لی اور بُن دیا پھر عورت نے اُسکو پہنا تو حانث نہوگا اسواسطے کہ یہ خود عورت کی کمائی ہی نہ شوہر کی اور اگر روئی شوہر کی ہو تو بھی یہی حکم ہے اسواسطے کہ حانث ہونے کی شرط یہ ہی کہ پہناوے اور یہ پائی نہ گئی - اور اسیطرح اگر کپڑا مرد کا ہو اور بدون اُسکی اجازت کے عورت نے پہنا تو بھی حانث نہوگا اسواسطے کہ پہنانا پایا نہ گیا یہ فتاوے قاضیخان مین ہی - اور اگر اپنی جورو سے کہا کہ اگر تو نے اپنا ہاتھ تکلے پر رکھا تو تو طالقہ ہی پس عورت نے اپنا ہاتھ تکلہ پر رکھا مگر کاتا نہین تو طالقہ نہوگی - اور اگر جورو سے کہا در حالیکہ وہ عورت کا کاتا کپڑا خود پہنے تھا آن جامہ کہ پوشیدہ ام در بدو گذشت اگر از غزل تو بپوشم پس تو طالقہ ہستی یعنے جو کپڑا مین پہنے تھا وہ پھٹ گیا اور جاتا رہا اگر مین تیرے کاتے ہوئے سوت سے پہنون تو تو طالقہ ہے پھر جو پہنے تھا وہ نہ اُتارا تو اُسکی جورو طالقہ ہوگی اور اگر یون کہا کہ اگر اسکے سوا سے پہنون تو تو طالقہ ہی

---

[1] عادت الخ اور کندھے پر ڈال لینا اسکا پہننا نہین ہے ۱۲ [2] پس طلاق نہ پڑیگی ۱۲

پھر نہ اُتارا تو حانث نہوگا یہ خلاصہ مین ہے۔ اور اگر کہا کہ اگر مین تیرا سوت فروخت کرون تو تو طالقہ ہے پھر مرد نے لوگون کا سوت فروخت کیا جسمین اُسکی جورو کا بھی سوت تھا تو حانث ہوجائیگا اگرچہ وہ اس بات کو نہ جانتا ہو یہ فتاوےٰ صغرےٰ مین ہے۔ ایک عورت اپنے شوہر کے واسطے قبا قطع کرنا چاہتی تھی پس شوہر نے فارسی مین کہا کہ اگر این قبا کہ تو قطع میکنی اکنون من بپوشم پس تو طالقہ ہستی پھر عورت نے ایک سال کے بعد اُسکو قطع کیا اور شوہر نے پہنی تو طالقہ ہوجائیگی اسواسطے کہ اُسکی قسم بفور پہننے پر نہ تھی یہ خزانۃ المفتین مین ہے۔ ایک عورت اپنے شوہر کا مال اُٹھا لیجاتی اور ایک عورت کو دیتی تاکہ اُسکے واسطے روئی کات دے پس شوہر نے اُس سے کہا کہ اگر تو نے میرے مال سے کچھ لیا تو تو طالقہ ہے پھر عورت نے اُسکے مال سے کچھ لیکر بقال سے گھر کی ضرورت کی کوئی چیز خریدی یا اُسنے گردہ روٹی قرض دی یا اُسکی پڑوسن اُسکے یہان روٹی پکاتی تھی اُسکا کچھ آٹا کم پڑا تو عورت نے اُسکو آٹا دیا اور شوہر اسکو مکروہ نہین جانتا تھا بلکہ وہی مکروہ جانتا تھا جو وہ سوت کاتنے کے واسطے دیتی تھی پس اگر عادت یہ نہ تھی کہ شوہر کی اجازت سے اُسکے مال سے عورت ضروریات کی چیزین خود خریدے تو شوہر حانث ہوجائیگا اور اگر خریدتی ہو تو حانث نہ ہوگا اسواسطے کہ یہ اتفاق ہے یہ فتاوےٰ کبرےٰ مین ہے۔ اور اگر کہا کہ اگر مین نے ان گیہون سے نفع اُٹھایا تو میری جورو طالقہ ہے پھر بیچ کر اُنکے ثمن سے نفع اُٹھایا تو اپنی قسم مین حانث[1] نہوگا یہ خزانۃ المفتین مین ہے۔ ایک مرد نے ایک سیر گوشت خریدا اُسکی جورو نے کہا کہ یہ سیر بھر سے کم ہے اور اسپر قسم کھا گئی پس شوہر نے کہا کہ اگر سیر بھر نہو تو تو طالقہ ہے تو یہ گوشت تولنے سے پہلے پکا لیا جاوے تو مرد و عورت کوئی حانث نہوگا یہ خلاصہ مین ہے۔ ایک مرد نے کہا کہ اگر مین نے اس کوٹھری کی عمارت بنائی تو میری جورو طالقہ ہے پس اس کوٹھری کی دیوار جو اس کوٹھری اور پڑوسی کے درمیان ہے گر پڑی پس اُسکو بنوایا اور قصد یہ کیا کہ پڑوسی کی کوٹھری کی دیوار بنواتا ہے نہ اس کوٹھری کی تو مشائخ نے فرمایا کہ حانث ہوجائیگا اور اُسکی نیت باطل ہے۔ ایک مرد نے کہا کہ اگر مین جھوٹ بولا تو میری جورو طالقہ ہے پھر اُس سے کوئی بات دریافت کی اور اُسنے اپنا سر ہلایا مگر جھوٹ[2] پر تو اپنی قسم مین جھوٹا نہوگا تاوقتیکہ جھوٹ زبان سے نہ بولے یہ فتاوےٰ قاضیخان مین ہے۔ ایک مرد نے اپنی جورو کی طلاق کی قسم کھائی کہ مسکر نہ پیئیگا پھر اُسنے نشہ کی چیز اپنی حلق مین ریختہ کی اور وہ اُسکے پیٹ مین چلی گئی پس اگر بغیر اُسکے فعل کے پیٹ مین چلی گئی ہے تو حانث نہوگا اور اگر وہ اپنے مُنھ مین لیے رہا پھر اُسکے بعد پی گیا تو حانث ہوجائیگا۔ اور اگر عورت سے کہا کہ اگر مین نے خمر[3] پی تو تو طالقہ ہے پھر اُسکے خمر پینے پر ایک مرد و دو عورتون نے گواہی دی تو حد مارنے کے واسطے یہ گواہی قبول نہوگی اور نہ حق طلاق مین مقبول ہوگی اور بعض نے کہا کہ جورو پر طلاق واقع ہونے کے حق مین مقبول ہوگی اور یہی فتوےٰ کے واسطے مختار ہے یہ خزانۃ المفتین مین ہے۔ ایک مرد نے قسم کھائی کہ ایک سال تک کوئی چیز نشہ کی[4] نہ پیئیگا پھر اُسنے غیر مجلس شراب مین

[1] حانث نہ ہوگا کیونکہ ان گیہون کی ذات سے نفع اُٹھایا جاتا ہے پس یہ قسم خود گندم سے متعلق ہوگی اور اسکی قیمت سے متعلق نہ ہوگی ۱۲
[2] یعنے سر کے اشارہ سے اُس نے جھوٹ بات تلائی اور زبان سے نہ کہی ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالےٰ [3] خمر شراب انگوری بنا بر مشہور قول امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ و جملہ قسم شراب جو مخامر عقل ہو بنا بر قول دیگر علماء رحمہم اللہ ۱۲ [4] یعنے ایسی چیز جو نشہ کرتی ہے ۱۲

نشہ کی چیز پی اور لوگون نے اسکو نشہ مین دیکھا حالانکہ وہ نشہ کی چیز پینے سے منکر تھا پس ان لوگون نے قاضی کے
یہان گواہی دی مگر قاضی نے حکم نہ دیا تو شیخ ابو القاسم نے فرمایا کہ قاضی یہ احتیاط کرے کہ جسنے آنکھ سے پیتے نہین
دیکھا ہے اُسکی گواہی قبول نہ کرے اور عورت اپنے نفس کے واسطے یہ احتیاط کرے کہ خلع کرا لے۔ ایک مرد نے
دوسرے سے جو کچھ بات کہتا تھی کہا کہ یہ نشہ کی بات ہے اُسنے کہا کہ میری جورو طالقہ ہے اگر مین نے اُسکو نشہ سے
کہا ہو اور مین نشہ مین نہین ہون تو مشائخ نے فرمایا کہ اگر اسکا کلام مختلط ہو اور لوگون کے نزدیک وہ مست نشہ
شمار کیا جاتا ہو تو اپنی قسم مین حانث ہو جائیگا ایک مرد نے اپنی جورو سے کہا کہ اگر فلان مرد اپنی جورو کو طلاق دے
تو تو بسہ طلاق طالقہ ہے پھر فلان مذکور کہین چلا گیا پھر قسم کھانے والے کی جورو نے گواہ قائم کیے کہ فلان مذکور نے
اپنی جورو کو میرے شوہر کے قسم کھانے کے بعد طلاق دی ہے تو شیخ ابو نصر الدبوسی نے فرمایا کہ ایسے گواہ قبول
نہونگے اور یہی صحیح ہے۔ ایک مرد نے اپنی جورو سے کہا کہ تو فلان کے پاس جا کر اُس سے قالین واپس لیکر ابھی میرے
پاس اُٹھا لا اور اگر تو نہ اُٹھا لائی تو تو طالقہ ہے پھر وہ عورت گئی مگر واپس لینے پر قادر نہوئی پھر اُس سے دوسرے روز
واپس لیا اور شوہر کے پاس اُٹھا لائی تو مشائخ نے فرمایا کہ اپنی قسم مین حانث ہو جائیگا اسواسطے کہ قولہ ابھی میرے
پاس اُٹھا لا فی الفور لانے پر تنصیص ہے۔ ایک مست نے اپنی جورو کو مارا پس وہ گھر سے باہر نکلی پس کہا کہ اگر تو میرے
پاس واپس نہ آئی تو تو طالقہ ہے اور قضیہ عصر کے وقت واقع ہوا پس عورت عشاء کے وقت واپس آئی تو مشائخ نے
فرمایا کہ اپنی قسم مین جھوٹا ہو جائیگا اسواسطے کہ اسکی قسم فی الفور واپس آنے پر واقع ہوگی اور اگر اُسنے کہا کہ مین نے
فی الفور کی نیت نہین کی تھی تو قضاءً اُسکی تصدیق نہوگی اگر ایک عورت نکلنے کے واسطے کھڑی ہوئی پس شوہر نے
کہا کہ اگر تو نکلی تو تو طالقہ ہے پس وہ بیٹھ گئی پھر ایک ساعت کے بعد نکلی تو حانث نہوگا۔ مرد نے کہا کہ اگر مین نے ایسا
کیا ہو تو یہ میری عورت جو گھر مین ہے اُسپر طلاق حالانکہ اُسنے یہ فعل تو کیا تھا مگر قسم کے وقت اُسکی جورو گھر مین نہ تھی
تو اپنی قسم مین حانث ہوگا اسواسطے کہ اس کلام سے مراد منکوحہ ہوتی ہے اور اگر کہا کہ این زن کہ مراد رین خانہ است
یعنے یہ عورت میری کہ اس گھر مین ہے اور اسکی جورو اس گھر مین جسکو معین کیا ہے نہ تھی تو اُسکی جورو پر طلاق نہوگی اسواسطے
کہ گھر کو اسطرح معین کرنے کی صورت مین منکوحہ مراد نہین ہوتی ہے۔ ایک طفل نے کہا کہ اگر مین نے شراب پی تو ہر عورت
کہ جس سے مین نکاح کرون تو وہ طالقہ ہے پس اس طفل نے ایام طفولیت مین شراب پی پھر اُسنے بالغ ہونیکے بعد نکاح
کیا پھر اُسکے خسر نے گمان کیا کہ طلاق واقع ہوگئی ہے پس اس طفل بالغ شدہ نے بھی کہا کہ ہان مجھپر حرام ہے تو مشائخ نے
فرمایا کہ یہ طفل مذکور کیطرف سے حرمت کا اقرار ہے پس ابتداءً اُسکی جورو حرام ہو جائیگی اور بعض نے کہا کہ اسکی جورو
حرام نہوگی اور یہی صحیح ہے۔ ایک مرد نے اپنی جورو سے فارسی مین کہا کہ اگر تو امشب بدین خانہ درباشی پس تو طالقہ ہستی
پس اس وقت سے وہ اپنے شوہر کے ساتھ نکلی اور شوہر کے گھر سوئی تو مشائخ نے فرمایا کہ اگر شوہر کی مراد یہ تھی کہ
اپنا اسباب کپڑے وغیرہ لیکر یہان سے اُٹھ چلے تو اگر اسباب وغیرہ وہان چھوڑ آئی ہو تو مرد حانث ہو جائیگا اور اگر

۱۵ یعنے مطلقاً منکوحہ کے معنے نہین ہوتے بلکہ خاص وہ جورو جو اس معین گھر مین ہو اپنے حقیقی معنے پر رکھی جاتی ہے فافہم ۱۲ منہ ۱۶ یعنے بالغ نہ تھا ۱۲ ۱۷ یعنی از نہم

یہی مراد ہو کہ فقط خود چلے تو حانث نہوگا اور اگر عورت پر یہ امر مشتبہ رہا تو وہ مرد سے حلف لے پس اگر وہ قسم کھا گیا تو
اسکا حساب اللہ تعالیٰ پر ہے اور یہ امر ایسی صورت میں ظاہر ہے کہ اُسنے یوں کہا ہو کہ اگر تو دو روز بیان رہی -
اور اگر سال بھر کا وقت مقرر کیا تو یہ قسم عورت مع اسباب غیرہ کے اُٹھ آنے پر ہوگی - اور اگر اُسنے کوئی وقت
مقرر نہ کیا اور نہ اُسکی قسم کے وقت کچھ نیت تھی تو یہ قسم فقط عورت کے آنے پر محمول ہوگی - ایک مرد نے سفر کا
ارادہ کیا پس اُسکے خسر نے اس سے قسم لی کہ اگر اسکے بعد تو غائب رہا اور تو شروع ماہ میں عورت کے پاس
واپس نہ آیا تو تیری جورو طالقہ ہے پس داماد نے کہا کہ ہشت یعنی ہے - اور اس سے زیادہ کچھ نہ کہا پھر مہینہ بھر
سے زیادہ غائب رہا تو اسکی جورو طالقہ ہوجائیگی اسواسطے کہ اُسنے خسر کے کلام کے جواب کا قصد کیا ہے اور جواب
متضمن اعادہ ما فی السوال ہوتا ہے پس عورت طالقہ ہوجائیگی یہ فتاوے قاضیخان میں ہے - ایک مرد نے اپنے مُنہ میں لقمہ رکھا
پس ایک مرد نے اُس سے کہا کہ اگر تو نے اسکو کھایا تو میری جورو طالقہ ہے اور دوسرے نے اس سے کہا کہ اگر
تو نے اسکو نکال دیا تو میرا غلام آزاد ہے تو مشائخ نے فرمایا کہ تھوڑا کھا جائے اور تھوڑا پھینکدے تو دونوں میں
کوئی حانث[1] نہوگا یہ خزانۃ المفتین میں ہے - ایک نے اپنی جورو سے کہا کہ اگر تو چڑیا رکھے تو تو طالقہ ہے پس عورت نے
کسی دوسرے کو وہ چڑیا دیدی تاکہ وہ پکڑے رہے پس اگر مرد نے اسوجہ سے قسم کھائی تھی کہ لوث نہ رہے تو
حانث نہوگا اور اگر اسوجہ سے کہ عورت چڑیون میں مشغول نہ رہے تو حانث ہوجائیگا یہ خلاصہ میں ہے - اگر اپنی جورو
زینب سے کہا کہ تو طالقہ ہے جب میں عمرہ کو طلاق دوں اور عمرہ سے کہا کہ تو طالقہ ہے جب میں زینب کو طلاق دوں
پھر زینب کو طلاق دی تو عمرہ پر طلاق واقع ہوگی اور زینب پر واقع نہوگی اور اگر زینب کو طلاق نہ دی بلکہ عمرہ کو
طلاق دی تو زینب پر ایک طلاق واقع ہوگی اور عمرہ پر دوسری بھی[2] واقع ہوگی اور بعض نے فرمایا کہ صورت
اولی میں واجب ہے کہ زینب پر دوسری طلاق بھی واقع ہو اور دوسری صورت میں واجب ہے کہ عمرہ پر دوسری
طلاق[3] واقع نہو اور یہی صحیح ہے یہ محیط سرخسی میں ہے - اگر اپنی جورو سے کہا کہ انت طالق لو دخلت الدار تو طالقہ
نہوگی یہانتک کہ داخل ہو[4] یہ محیط میں ہے - اور اگر عورت سے کہا کہ انت طالق لو حسن خلقک سوف اراجعک یعنی تو طالقہ
ہے اگر تیرے خلاق اچھے ہوگئے تو عنقریب تجھ سے رجعت کر لونگا تو طلاق اسی دم واقع ہوجائیگی اور یہ قسم نہیں ہے
بلکہ فقط وعدہ ہے یہ فتاوے کرخی میں ہے اور اگر عورت سے کہا کہ انت طالق لما دخلت الدار تو یہ مثل اس قول کے ہے
انت طالق ان دخلت الدار پس جبتک داخل نہو طالقہ نہوگی اسواسطے کہ لا حرف نفی ہے کہ بخلاف اسکی تاکید کی ہے
پس گویا اُسنے نفی دخول کی اسوجہ سے طلاق معلق بدخول دار ہوئی یہ بدائع میں ہے - ایک مرد نے اپنی جورو سے
کہا انت طالق لو دخلت الدار لطلقتک[5] تو یہ قسم اُسکی طلاق کی ہے جبکہ عورت کے دار میں داخل ہونے پر اسکو طلاق نہ
دے گویا اُسنے یوں کہا کہ جب تو دار میں داخل ہوگی تو تجھے طلاق دونگا پس اگر تجھکو طلاق نہ دوں تو تو طالقہ ہے

[1] قال المترجم یہ مشکل ہے کیونکہ ضمیر تو کل پر متعین ہوتی ہاں اگر کہا ان اکلت ما فی فمک الخ وکان الحکم کذلک یعنی دوسرے نے اس سے کہا کہ اگر تو نے جو کچھ تیرے منہ میں ہے کھا لیا الخ تو حکم مذکور مستقیم ہے واللہ اعلم ۱۲ منہ [2] ہمارا مراد یہ ہے کہ طلاق متعلق واقع نہوگی کیونکہ صریح طلاق دیدی ہے ۱۲
[3] یعنے تخفیف وقت مقرر کیا ۱۲ [4] کیونکہ تعلیق میں ترتیب ہے ۱۲ [5] یعنے داخل ہوتے طالقہ ہوگی ۱۲

پس اگر وہ دار مین داخل ہوئی تو اُسکو لازم ہی کہ عورت کو طلاق دیدے پس اگر عورت کو طلاق نہ دی یہانتک کہ شوہر مرگیا یا عورت مرگئی تو طلاق پڑجائیگی اور یہ بمنزلہ اُس قول کے ہی کہ اگر تو دار مین داخل ہوئی تو میرا غلام آزاد ہی اگر مین تجھے نہ ماردن - ایک مرد نے اپنی جورو سے کہا کہ ادخلی الدار وانت طالق پس دار مین گئی تو طالقہ ہوگی اسواسطے کہ صیغہ امر کا جواب بحرف واؤ مثل جواب شرط بحرف فا کے ہی یہ فتاوے قاضیخان مین ہے ایک مرد نے کہا کہ ایۃ امراۃ اتزوجہا فہی طالق یعنے کوئی عورت کہ مین اُس سے نکاح کرون تو وہ طالقہ ہے تو یہ قسم ایک عورت پر واقع ہوگی الا آنکہ اُسنے تمام عورتون کی نیت کی ہو اور اگر فارسی مین کہا کہ ہر کدام زن کہ بزنی کنم الخ تو یہ قسم ہر عورت پر واقع ہوگی اور صدر الشہید نے فرمایا کہ مختار یہ ہی کہ ایک ہی عورت پر واقع ہوگی اور اگر یون کہا کہ ایۃ المرأۃ زوجت نفسہا منی فہی طالق یعنے جو کوئی عورت کہ اپنے آپ کو میرے نکاح مین دے وہ طالقہ ہی تو یہ سب عورتون کو شامل ہوگی اور اگر کہا کہ ہر چہ زن بزنے کنم تو یہ قسم ہر عورت پر ایکبار واقع ہوگی الا آنکہ اُسنے تکرار کی نیت کی ہو اور اگر کہا کہ ہر چگاہ زن بزنی کنم تو یہ قسم ہر عورت پر ایک بار کے واسطے واقع ہوگی اور جب ایک بار اُس سے نکاح کیا تو وہ طالقہ ہوجائیگی اور قسم منحل ہوجائیگی اور اگر کہا کہ ازین روز تا ہزار سال ہر زنے کہ ویرا ست پس طالقہ است حالانکہ اُسکی کوئی جورو نہین ہے پس اُسنے کسی عورت سے نکاح کیا تو طالقہ نہوگی یہ خلاصہ مین ہی - اور اگر زید سے کہا کہ ایۃ نسائی کلمتک یعنے جو میری جورؤن مین سے تجھ سے کلام کرے وہ طالقہ ہی پھر سب نے اُس سے کلام کیا تو سب طالقہ ہوجاوینگی - اور اگر کہا کہ جس سے میری جوروون مین سے تونے اُس سے کلام کیا وہ طالقہ ہی پس زید نے ان سب سے معاً کلام کیا تو ایک طالقہ ہوگی اور بیان کا خیار شوہر کو ہوگا کہ وہ طالقہ کون ہی یہ حصیری کی شرح جامع کبیر مین ہی - اگر اپنی دو جوروؤن سے کہا کہ تم مین سے جسنے یہ انار کھایا وہ طالقہ ہے پس دونون نے اسمین سے کھایا تو دونون مین سے کوئی طالقہ نہوگی یہ خزانۃ المفتین مین ہی - اگر مرد نے اپنی جورو سے کہا کہ تو طالقہ ہی اے زانیہ اگر تو دار مین داخل ہوئی تو طلاق معلق بدخول ہوگی اور حد واجب نہوگی اور نہ لعان لازم ہوگا اسواسطے کہ قولہ یا زانیہ ندا ہے اور ندا فاصل نہین ہوتا ہی جیسے یون کہا کہ تو طالقہ ہی یا زینب اگر تو دار مین داخل ہوئی اور اسیطرح اگر کہا کہ تو طالقہ ہی اے زانیہ بنت الزانیہ اگر تو دار مین داخل ہوئی تو بھی یہی حکم ہی اور اگر ندا کو مقدم کیا اور کہا کہ اے زانیہ تو طالقہ ہی اگر تو دار مین داخل ہوئی تو مرد مذکور عورت کا قذف[1] کرنیوالا ہوگیا جبکہ ایسی گفتگو کی پس عورت سے ملاعنہ[2] کریگا اور جب قذف صحیح ہوا تو دیکھا جائیگا کہ اگر اولاً اس سے ملاعنہ کیا پھر وہ دار مین داخل ہوئی حالانکہ وہ لعان کی عدت مین ہی تو طلاق معلق بھی واقع ہوگی کیونکہ محل طلاق باقی ہے اور اگر پہلے دار مین داخل ہوئی پھر مرد سے اُسنے مخاصمہ قذف کیا پس اگر طلاق رجعی ہو تو ملاعنہ کرے اور اگر بائن ہو تو نہین - اور اگر کہا کہ تو طالقہ ہی اے طالقہ اگر تو دار مین داخل ہوئی تو فے الحال طالقہ نہوگی بلکہ طلاق معلق[3] ہوگی

---

[1] قذف زنا کی نسبت کرنا پھر اگر چار گواہون سے ثابت کردے تو جرم نہین ہی مخاصمہ یہ کہ عورت نالش کرے اور ملاعنہ یہ کہ مرد کے پاس گواہ نہون تو لعنت کی قسمین کھاوین دیکھو کتاب اللعان ۱۲ م [2] یعنے ہر بار کہ نکاح کرے ۱۲ منہ [3] یعنے بدخول ۱۲

اور اگر کہا کہ اے زانیہ بنت الزانیہ تو طالقہ ہے اگر تو دار میں داخل ہو تو فی الحال اس عورت اور اسکی مان دونون کا قذف کرنے والا ہوگا اور طلاق معلق بدخول ہوگی یہ حصیری کی شرح جامع کبیر مین ہے - اور اگر ندا سے طلاق سے شروع کیا پس کہا کہ اے طالقہ تو طالقہ ہے اگر تو دار مین داخل ہوئی تو ایک طلاق اے طالقہ کہنے سے واقع ہوگی اور دوسری طلاق معلق بدخول دار ہوگی اور اگر ندا کو آخر کلام مین لایا یعنے کہا کہ تو طالقہ ہے اگر تو دار مین داخل ہوئی اے زانیہ تو طلاق معلق بدخول ہوگی اسواسطے کہ اُسنے طلاق کو دخول پر معلق کیا ہے پھر اسکے بعد عورت کو منادی کیا ہے پس عورت کا قذف کرنیوالا ہوا - اور اس قول مین کہ تو طالقہ ہے اگر تو دار مین داخل ہوئی اے طالقہ تو اول معلق بدخول ہوگی اور یا طالقہ کہنے سے ایک طلاق واقع ہوگی یہ بدائع مین ہے - ایک مرد نے اپنی جورو عمرہ سے کہا کہ اگر تو دار مین داخل ہوئی اے عمرہ تو تو طالقہ ہے اور اے زینب پھر عمرہ دار مین داخل ہوئی تو وہ طالقہ ہوجائیگی اور شوہر سے اے زینب کہنے کی نیت پوچھی جائیگی اگر اُسنے کہا کہ مین نے اسکے طلاق کی نیت کی تھی تو وہ طالقہ ہوجائیگی - اور اگر اُسنے بغیر حرف آور ایسا کہا ہو پھر بیان کیا کہ مین نے زینب کی طلاق کی بھی عمرہ کے ساتھ نیت کی تھی تو دونون طالقہ ہوجائینگی اور اگر طلاق کو مقدم کیا اور کہا کہ اے عمرہ تو طالقہ ہے اور اگر تو دار مین داخل ہوئی اور اے زینب پھر عمرہ دار مین داخل ہوئی تو دونون طالقہ ہوجائینگی اور اگر اُسنے کہا کہ مین نے طلاق زینب کی نیت نہ کی تھی تو اُسکا قول قبول نہوگا اور اگر کہا کہ اے عمرہ تو طالقہ ہے اور اے زینب تو زینب طالقہ نہوگی الا آنکہ اُسکی نیت کی ہو آیا تو نہین دیکھتا کہ اگر اُسنے کہا کہ تیرے لے فلان مجھپر ہزار درم ہین اور اے فلان تو مال مذکور اول ہی کا ہوگا اور اگر مال مقدم کیا یعنے کہا کہ تیرے ہزار درم مجھپر ہین اے زید و اے سالم تو مال مذکور اُن دونون کا ہوگا اور اگر کہا کہ اے عمرہ تو طالق ہے اے زینب تو عمرہ طالقہ ہوگی نہ زینب الا آنکہ زینب کی نیت کی ہو اور اگر کہا کہ تو طالقہ ہے اے عمرہ اے زینب تو زینب طالقہ نہوگی الا آنکہ اسکی نیت کی ہو اور اگر دونون کا نام مقدم کرکے کہا کہ اے عمرہ اے زینب تو طالقہ ہے تو پہلی طالقہ نہوگی الا آنکہ اُسکی نیت کی ہو یہ فتاوے قاضیخان مین ہے - اور اگر کہا کہ اول عورت کہ مین اس سے نکاح کرون پس "وہ طالقہ ہے" یعنے عمرہ پھر ایک عورت سے نکاح کیا تو وہ طالقہ ہوجائیگی خواہ اسکے بعد دوسری کسی سے نکاح کرے یا نہ کرے یہ محیط مین ہے - اگر کہا کہ اول عورت کہ جس سے مین نکاح کرون وہ طالقہ ہے پس دو عورتون سے نکاح کیا پھر ایک عورت سے نکاح کیا تو اسپر طلاق واقع نہوگی اور اگر دو عورتوں سے ایک عقد مین نکاح کیا کہ جنمین سے ایک کا نکاح فاسد ہے تو جسکا نکاح صحیح ہے وہ طالقہ ہوجائیگی - اور اگر کہا کہ اخیر عورت جس سے مین نکاح کرون وہ طالقہ ہے پس اُسنے ایک عورت سے نکاح کیا پھر دوسری سے نکاح کیا تو دوسری پر طلاق واقع نہوگی یہانتک کہ شوہر مرجاوے پس جب شوہر مرگیا تو یہی اخیرہ متعین ہوئی پس امام اعظم رح کے نزدیک وقت تزوج سے اسپر طلاق واقع ہوگی حتے کہ اگر اسکے ساتھ دخول ہوگیا تو ڈیڑھ مہر لازم ہوگا نصف بوجہ طلاق قبل دخول کے اور ایک مہر بربنائے عقد فاسد یعنی وطی کا عقر اور تین حیض سے اپنی عدت پوری کریگی اور صاحبین رح کے نزدیک فی الحال پر مقصور ہوگی یعنے طلاق ابھی واقع ہوگی اور شوہر متوفی پر مہر مثل لازم ہوگا اور عورت پر امام محمد رح کے نزدیک عدت

وفات وطلاق واجب ہوگی اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک فقط عدت طلاق واجب ہوگی یہ محیط سرخسی مین ہے۔ جامع مین فرمایا کہ اگر کسی مرد نے کہا کہ آخر عورت کہ مین اُس سے نکاح کرون وہ طالقہ ہے پھر اُسنے عمرہ سے نکاح کیا پھر زینب سے نکاح کیا پھر عمرہ کو قبل دخول کے طلاق دیدی پھر عمرہ سے دوبارہ نکاح کیا پھر یہ مرد مرگیا تو زینب طالقہ ہوگی عمرہ طالقہ نہوگی۔ اور اگر اُسنے دس عورتون کو دیکھکر کہا کہ آخر عورت جسکو مین تم مین سے نکاح مین لاؤن وہ طالقہ ہے پھر انمین سے ایک سے نکاح کیا پھر دوسری سے نکاح کیا پھر پہلی کو طلاق دیدی پھر اس سے دوبارہ نکاح کیا پھر مرگیا تو طلاق اسپر واقع ہوگی جس سے ایکبار نکاح کیا ہے نہ اسپر جس سے دوبارہ نکاح کیا ہے اور یہ مسئلہ اور پہلا مسئلہ دونون یکسان ہین درصورتیکہ دوسری سے نکاح کرنیکے بعد شوہر مرگیا۔ اور فرق جب ہوجائیگا کہ شوہر نہ مرا یہانتک کہ اُسنے دسوین عورت سے نکاح کیا بایطور کہ مثلاً اُسنے چار سے اولاً نکاح کرکے اُنکو طلاق دیکر جدا کردیا پھر دوسری چار سے نکاح کرکے اسیطرح جدا کیا پھر نوین سے نکاح کیا پھر دسوین سے نکاح کیا تو دسوین نکاح کرتے ہی طالقہ ہوجائیگی خواہ شوہر مرے یا نہ مرے اور مسئلہ اولی مین یعنے جبکہ عورتین معینہ نہ تھین تو اگر دس عورتون سے بتفریق نکاح کیا تو دسوین طالقہ نہوگی جبتک کہ شوہر نہ مرجائے۔ اور اگر یون کہا کہ آخر تزوج کہ مین اسکو عمل مین لاؤنگا تو جس عورت کو اس تزوج سے نکاح مین لاؤن وہ طالقہ ہے پھر اُسنے ایک عورت سے نکاح کیا اور اُسکو طلاق دیدی پھر دوسری سے نکاح کرکے بعد اسکے پہلی سے جسکو طلاق دی تھی نکاح کیا پھر شوہر مرگیا تو جس سے دو مرتبہ نکاح کیا ہے وہ طالقہ ہوگی نہ وہ جس سے ایک مرتبہ نکاح کیا ہے۔ اور اسیطرح اگر دس عورتون کو دیکھکر کہا کہ آخر تزوج کہ جس سے مین تم مین سے کوئی عورت نکاح مین لاؤن تو جس عورت کو نکاح مین لاؤن وہ طالقہ ہے پھر اُسنے ایک سے نکاح کرکے اُسکو طلاق دیدی پھر دوسری سے نکاح کیا پھر پہلی جسکو طلاق دی تھی اُس سے دوبارہ نکاح کیا پھر شوہر مرگیا تو جس سے دو مرتبہ نکاح کیا ہے وہ طالقہ ہوگی اور اگر دسوین سے نکاح کیا تو وہ طالقہ نہوگی یہانتک کہ شوہر مرجائے یہ محیط مین ہے اور اگر کہا کہ اول عورت کہ مین نکاح مین لاؤن وہ طالقہ ہے پس قسم کے بعد ایک عورت سے نکاح کرنیکا اقرار کیا[1] پس اس عورت نے طلاق کا دعوے کیا اور نیز دعوے کیا کہ وہ پہلی جورو ہے پس مرد نے کہا کہ مین نے تجھ سے پہلے فلانہ عورت سے نکاح کیا تھا اور فلانہ مذکورہ نے اُسکی تصدیق کی یا تکذیب کی تو قضاءً اُسکے حق مین تصدیق نکیجائیگی جسکے نکاح کا اُسنے اقرار کیا ہے اور دونون طالقہ ہونگی اسوجہ سے کہ اُسنے وجود شرط کا اقرار کیا ہے یعنے اول تزوج پس وہ مقر وقوع طلاق ہوا اور طلاق واقع نہین ہوتی ہے الا منکوحہ پر اور اس عورت مدعیہ کا نکاح ظاہر ہوا ہے نہ اسکے سوائے دوسری عورت کا پس اسپر طلاق واقع ہونیکا مقر بظاہر ہوا پھر جب اُسنے اس سے طلاق پھیر کر اسکے سوائے دوسری پر ڈالنا چاہا تو پھیرنے مین اسکے قول کی تصدیق نکیجائیگی پس قول اسکا نہوگا مگر گواہ ایسے مقدم ہونگے چنانچہ اگر اس مرد نے اپنے دعوے پر گواہ پیش کیے تو اُسکے گواہ مقبول ہونگے اور یہ غیر معروفہ مطلقہ

[1] کیونکہ اسکے مرنے پر معلوم ہوگا کہ یہی آخر عورت تھی ورنہ غیر معین ہو جیسے احتمال ہے کہ شاید آخر کوئی اور ہو ۱۲ منہ [2] قال یعنے اقرار کیا تو قسم کے بعد اول اُس سے نکاح کیا ہے ۱۲ منہ [3] فعل نکاح کرنے کا ۱۲ [4] اسواسطے کہ شاید کسی اور گروہ سے نکاح کرے کہ وہ آخر تزوج ہو ۱۲ [5] اس عورت سے ۱۲

ہو جائیگی نہ وہ جو معروفہ ہی اسواسطے کہ یہی غیر معروفہ پہلی جورو ثابت ہوئی اور دوسری بھی طالقہ ہو جائیگی کیونکہ اُسنے اپنے اوپر اس دوسری کے حرام ہونے کا اقرار کیا ہی۔ پھر دوسری نے اگر شوہر کے قول کی تصدیق کی ہوگی تو اسکو نصف مہر ملیگا اور اگر نکاح واقع ہونے مین تکذیب کی ہوگی تو اُسکو کچھ نہ ملیگا۔ اور اگر معروفہ جورو نے شوہر کی تصدیق کی کہ عورت مجہولہ وہی پہلی منکوحہ تھی تو ظاہر الروایۃ کے موافق معروفہ پر طلاق واقع نہوگی۔ اور اگر شوہر نے یون کہا کہ مین نے اسکو وفلانہ کو ایک عقد مین اپنے نکاح مین لیا ہی اور عورت نے اسکی تکذیب کی تو قول مرد ہی کا قبول ہوگا اور دونون مین سے کسی پر طلاق واقع نہوگی اور فلانہ مذکورہ نے اگر اُسکے قول کی تصدیق کی ہو تو اسکا نکاح ثابت ہوگا ورنہ نہین اور اگر کہا کہ فلانہ اگر پہلی عورت ہو جس سے مین نکاح کرون تو وہ طالقہ ہی پھر اس سے نکاح کیا پھر اس عورت نے طلاق کا دعوےٰ کیا پس مرد نے کہا کہ مین نے اس سے پہلے دوسری عورت سے نکاح کیا ہی تو قسم[1] سے شوہر کا قول قبول ہوگا۔ اور اگر کسی مرد نے دو عورتون سے کہا کہ اول عورت تم دونون مین سے کہ مین اُسکو نکاح مین لاؤن وہ طالقہ ہی یا کہا کہ اگر مین تم دونون مین سے ایک پہلے دوسری سے نکاح مین لایا تو وہ طالقہ ہی پھر اُسنے ایک سے نکاح کیا پس اُسنے طلاق واقع ہونیکا دعوےٰ کیا پس شوہر نے کہا کہ مین نے اس سے پہلے دوسری سے نکاح کیا ہی تو بدون گواہون کے اُسکے قول کی تصدیق نہوگی اور اگر یون کہا کہ مین نے ان دونون سے ایک ہی عقد مین نکاح کیا ہی تو شوہر کا قول قبول ہوگا اور طلاق واقع نہوگی اور اگر کہا کہ اگر مین نے عمرہ سے قبل زینب کے نکاح کیا تو وہ طالقہ ہی پھر عمرہ سے نکاح کیا اور اُسنے طلاق کا دعوےٰ کیا پس مرد نے کہا کہ مین نے اس سے پہلے زینب سے نکاح کیا ہی تو قول شوہر کا قبول ہوگا۔ اور اگر کہا[2] کہ اگر مین نے تم دونون مین سے ایک سے قبل دوسری کے نکاح کیا تو وہ طالقہ ہی پھر ان دونون مین سے ایک سے نکاح کیا اور کہا کہ دوسری سے اس سے پہلے نکاح کیا ہے تو تصدیق نہوگی اور اگر کہا کہ دونون سے ایک ساتھ نکاح کیا ہی تو قول شوہر کا قبول ہوگا یہ شرح جامع کبیر از حصیری مین ہی۔ اور اگر کہا کہ آخر عورت جسکو مین نکاح مین لاؤن وہ طالقہ ہی پھر اُسنے ایک عورت سے دوبار نکاح کیا پھر مرگیا تو وہ طالقہ نہوگی اور اگر کہا کہ آخر تزوج کہ اُسکو عمل مین لاؤن اُسکی منکوحہ طالقہ ہی اور باقی مسئلہ بحالہ ہی تو یہی عورت جس سے دوبارہ نکاح کیا ہے وہ طالقہ ہو جائیگی یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اور اگر ایک عورت سے نکاح کیا پھر اُسکو طلاق دیدی پھر دوسری سے نکاح کیا پھر جسکو طلاق دی تھی اُس سے دوبارہ نکاح کیا پھر اُسنے طلاق کی اضافت فعل ماضی کیطرف[3] کی یعنے یون کہا کہ آخر عورت جس سے مین نے نکاح کیا ہی وہ طالقہ ہی اور اُسکی نیت کچھ نہین ہی تو وہ طالقہ ہوگی جس سے ایک مرتبہ نکاح کیا ہی اور اگر کہا کہ آخر تزوج جسکو مین عمل مین لایا ہون جو اس تزوج سے منکوحہ ہی وہ طالقہ ہی تو جس سے دوبارہ نکاح کیا ہی وہ طالقہ ہوگی یہ شرح جامع کبیر از حصیری مین ہی۔ ایک مرد کی دو عورتین عمرہ و زینب ہین پس اُسنے کہا کہ عمرہ طالقہ ہی اسدم یا زینب طالقہ ہی جبکہ مین اس گھر مین داخل ہون تو ایمین سے

[1] یعنے یہ اول جورو نہین ہی ۱۲ منہ [2] یون ہی اس مقام پر عبارت مذکور ہی ۱۲ منہ [3] یعنے نکاح ہونے کی ۱۲

کسی پر طلاق واقع نہوگی یہانتک کہ وہ دار مین داخل ہو پھر جب وہ دار مین داخل ہوا تو اُسکو ختیار ہوگا کہ دونون مین سے جسپر طلاق واقع کرنا چاہے اختیار کرے ایک مرد نے اپنی جورو سے کہا کہ تو طالقہ ہی یا مین مرد نہین ہون یا عربی مین کہا کہ وانا غیر رجل تو عورت طالقہ ہوگی اسواسطے کہ وہ ضرور مرد ہی اور اپنے کلام مین کاذب ہے اور اگر کہا کہ تو طالقہ ہی یا مین مرد ہون تو سچا ہوگا اور اسکی جورو پر طلاق نہ پڑیگی یہ فتاوے قاضیخان مین ہی ایک نے اپنی جورو سے کہا کہ تو طالقہ ہی اگر تو دار مین داخل ہوئی نہین بلکہ یہ دوسری عورت تو یہ قسم پہلی ہی عورت کے داخل ہونے پر واقع ہوگی پھر اگر پہلی عورت دار مین داخل ہوگئی تو دونون طالقہ ہوجاوینگی اور اگر دوسری داخل ہوئی تو دونون مین سے کوئی طالقہ نہوگی۔ اور اگر مرد نے اس کلام مین شرط سے رجوع کرنے کی نیت کی ہو تو صحیح ہی پس اگر دوسری دار مین داخل ہوئی تو پہلی عورت دیانۃً وقضاءً دونون طرح طالقہ ہوجائیگی اور اگر پہلی داخل ہوئی تو بھی وہ دیانۃً وقضاءً طالقہ ہوگی مگر دوسری فقط قضاءً طالقہ ہوگی۔ اور اسیطرح اگر کہا کہ تو طالقہ ہی اگر تو چاہے نہین بلکہ یہ دوسری تو یہ پہلی عورت کی مشیت[1] پر تفویض ہوگی اور دونون کی مشیت دونون کی طلاق کے واسطے ہونا شرط نہین ہے حتے کہ اگر اُسنے صرف اپنی طلاق کو چاہا اپنی سوت کی طلاق کو نہ چاہا تو خاصۃً وہی مطلقہ ہوگی اور اگر اپنی طلاق نہین بلکہ فقط سوت کی طلاق چاہی تو سوت ہی خاصۃً مطلقہ ہوگی اور اگر اُسنے دونون کی طلاق چاہی تو دونون طالقہ ہوجاوینگی۔ اور اگر مرد نے کہا کہ مین نے فقط دوسری عورت کی جانب مشیت راجع کرنے کی نیت کی تو دیانۃً اُسکی تصدیق ہوگی اور قضاءً ایسی صورت مین کہ جسمین اس سے تخفیف ہوتی ہو تصدیق نہوگی یہ حصیری کی شرح جامع کبیر مین ہی۔ اور اگر بولا کہ تو طالقہ ہی اگر تو دار مین داخل ہوئی نہین بلکہ فلانہ طالقہ ہی تو دوسری پر طلاق تنجیزاً واقع ہوگی یعنے یہ کلام کہتے ہی دوسری پر ایک طلاق پڑجائیگی مگر پہلی عورت کی طلاق معلق بدخول باقی رہیگی اور اگر شرط کو موخر کردیا اور کہا کہ تو طالقہ ہی نہین بلکہ فلانہ طالقہ ہی اگر دار مین داخل ہوئی تو حکم برعکس ہوجائیگا کہ پہلی عورت پر فی الحال طلاق واقع ہوگی اور دوسری عورت کی طلاق معلق بدخول رہیگی یہ شرح تلخیص جامع کبیر مین ہی۔ اور اگر کہا کہ اگر تو داخل ہوئی اس دار مین نہین بلکہ اس دوسرے دار مین تو تو طالقہ ہی تو جبتک دوسرے دار مین داخل نہو طالقہ نہوگی بخلاف اسکے اگر کہا کہ اگر تو اس دار مین داخل ہوئی تو تو طالقہ ہی نہین بلکہ اُس دار مین تو حکم یہ ہی کہ دونون مین سے جسمین داخل ہوگی طالقہ ہوجائیگی یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اور اگر اپنی جورو سے کہا کہ تو طالقہ ہی اگر فلان اس دار مین داخل ہوا نہین بلکہ فلان[2] تو دونون مین سے جو شخص داخل ہوگا عورت طالقہ ہوجائیگی اور اگر دونون داخل ہوئے تو بھی ایک ہی طلاق واقع ہوگی اور اگر شوہر نے ردجزا کی نیت کی ہو تو اُسکی نیت یہ ہوگی پس اگر دوسرا فلان مذکور داخل ہوا تو فیما بینہ وبین اللہ تعالے طالقہ نہوگی مگر قضاءً طالقہ ہوجائیگی۔ اور اسیطرح اگر کہا کہ تو طالقہ ہے اگر تو اس دار مین داخل ہوئی نہین بلکہ فلان تو بھی یہی حکم ہی۔ اور اگر کہا کہ مین نے فلانہ سے نکاح کیا تو وہ طالقہ ہی نہین بلکہ فلانہ اور یہ دوسری فلانہ بھی اُسکی جورو ہی تو یہ اسی دم طالقہ نہوگی اسواسطے کہ دوسرا کلام غیر مستقل ہی

[1] وہ چاہے تو واقع ہوگی ۱۲ ع [2] اور یہ ختیار نہین ہی کہ کسی پہ واقع نہ کرے ۱۲ ع [3] اور اگر سختی زیادہ ہوتی جاتی ہو تو تصدیق ہوگی ۱۲ [4] یعنی دوم ۱۲

پس وہ معلق بشرط ہوگا یہ شرح جامع کبیر حصیری مین ہے۔ اور اگر کہا کہ اگر تو دار مین داخل ہوئی تو تو بسہ طلاق طالقہ ہے نہین بلکہ فلانہ پھر پہلی عورت دار مین داخل ہوئی تو دونون مین سے ہر ایک پر تین طلاق واقع ہونگی اور اگر اسی مسئلہ مین یون بولا ہو کہ نہین بلکہ فلانہ طالقہ ہے تو دوسری پر فے الحال ایک طلاق واقع ہوگی اور پہلی کے حق مین تین طلاق معلق رہینگی۔ اور اگر عورت سے کہا کہ اگر تو داخل ہوئی تو تو حرام ہے نہین بلکہ فلانہ تو پہلی کے داخل ہونے پر دونون مین سے ہر ایک بیک طلاق بائن طالقہ ہو جائیگی۔ اور اگر اس صورت مین کہا کہ نہین بلکہ فلانہ طالقہ ہے تو دوسری فے الحال بیک طلاق رجعی طالقہ ہوگی اور پہلی جورو بوقت دخول کے بیک طلاق بائن طالقہ ہوگی یہ شرح تلخیص جامع کبیر مین ہے۔ اور قدوری مین ہے کہ اگر عورت سے کہا کہ اگر تو دار مین داخل ہوئی تو تو طالقہ و طالقہ و طالقہ ہے نہین بلکہ یہ دوسری عورت پھر پہلی جورو دار مین داخل ہوئی تو دونون پر تین تین طلاق واقع ہونگی۔ اور اگر اپنی جورو سے کہا کہ تو طالقہ واحدہ ہے نہین بلکہ بسہ اگر تو دار مین داخل ہو تو ایک طلاق فے الحال واقع ہوگی اور دو طلاقین بوقت دخول دار کے واقع ہونگی بشرطیکہ عورت مدخولہ ہو اور اگر یون کہا کہ اگر تو دار مین داخل ہوئی تو تو طالقہ بواحدہ ہے بلکہ بسہ تو کوئی طلاق واقع نہوگی یہانتک کہ وہ دار مین داخل ہو پھر جب دار مین داخل ہوئی تو بسہ طلاق طالقہ ہو جائیگی خواہ مدخولہ ہو یا غیر مدخولہ ہو یہ محیط مین ہے۔

چوتھی فصل استثنا[1] کے بیان مین ہے۔ اگر اپنی جورو سے کہا کہ تو طالقہ ہے انشاء اللہ تعالے یعنے اگر اللہ تعالے چاہے اور تو طالقہ ہے کے ساتھ ملا کر انشاء اللہ تعالے کہا تو طلاق واقع نہوگی اور اسی طرح اگر انشاء اللہ تعالے کہنے سے پہلے عورت مر گئی تو بھی یہی حکم ہے کذا فی الہدایہ بخلاف اسکے اگر انت طالق یعنے تو طالقہ ہے کہنے کے بعد انشاء اللہ تعالے کہنے سے پہلے شوہر مر گیا حالانکہ وہ استثنا کہنا چاہتا تھا تو طلاق واقع ہو جائیگی اور یہ بات جب ہی معلوم ہو سکتی ہے کہ اسنے طلاق دینے سے پہلے یہ کہا ہو کہ مین اپنی جورو کو طلاق دونگا اور استثنا کرونگا یہ کفایہ مین ہے۔ اور اگر کہا کہ تو طالقہ ہے الا ان یشاء اللہ تعالے یا اذا شاء اللہ تعالے تو یہ مثل انشاء اللہ تعالے کے ہے یہ سراج الوہاج مین ہے۔ اور اگر کہا کہ تو طالقہ ہے ما شاء اللہ کان تو واقع نہوگی اور اسیطرح اگر کہا کہ تو طالقہ ہے الا ما شاء اللہ تو بھی یہی حکم ہے یہ فتاوے قاضیخان مین ہے۔ اور اگر کہا کہ تو طالقہ ہے فیما شاء اللہ تعالے پس اگر متصل کہا تو طلاق واقع نہوگی یہ فتح القدیر مین ہے اور اگر کہا کہ تو طالقہ ہے ان لم یشاء اللہ تعالی تو واقع نہوگی الا آنکہ ان لم یشاء اللہ تعالے کو موقت کر دے مثلاً کہدے کہ آج کے روز تو یہ دن گذر جانیکے بعد طلاق واقع ہو جائیگی یہ عتابیہ مین ہے۔ اور اگر کہا کہ تو طالقہ ہے ما لم یشاء اللہ تعالی تو کچھ واقع نہوگی یہ اختیار شرح مختار مین ہے۔ اور اگر کہا کہ تو طالقہ ہے کیف شاء اللہ تعالے تو فی الحال طالقہ ہو جائیگی یہ محیط سرخسی مین ہے۔ اور منتقی مین لکھا ہے کہ اگر عورت سے کہا کہ تو طالقہ بسہ طلاق ہے الا ما شاء اللہ تعالی تو اسپر ایک طلاق واقع ہوگی اور اس مقام پر فرمایا کہ ہم استثناء کو اکثر پر قرار دینگے اور اسکے بعد یہ مسائل ذکر فرمائے کہ اگر کہا کہ تو طالقہ بسہ طلاق ہے الا ما شاء اللہ تعالی یا تو طالقہ بسہ طلاق ہے الا ان یشاء اللہ تعالے اور اسکا حکم یہ ذکر فرمایا کہ اصلاً طلاق واقع نہوگی یہ محیط مین ہے

[1] قولہ استثناء یعنے طلاق دینے مین کوئی ایسا لفظ لاحق کرنا جس سے حکم متعلق نہو اور تعریف اسکی اصول مین صحیح ہے ۱۲ منہ اور یہ خلاف قول سابق ہے ۱۲

اور اگر کہا کہ تو طالقہ ہے اگر اللہ تعالےٰ نے پسند فرمایا یا راضی ہوا یا ارادہ فرمایا یا تقدیر فرمایا تو طلاق واقع نہوگی یہ فتاوےٰ قاضیخان مین ہے۔ اور اگر کہا کہ تو طالقہ ہے بمشیۃ اللہ تعالیٰ یا بارادۃ اللہ تعالیٰ یا بمحبۃ اللہ تعالیٰ یا برضاء اللہ تعالےٰ تو واقع نہوگی اسواسطے کہ یہ ابطال ہے یا تعلیق ہے ایسے امر کے ساتھ جسپر وقوف نہین ہوسکتا ہے جیسے انشاء اللہ تعالیٰ کہنے مین ہے اسواسطے کہ حرف با موحدہ واسطے الصاق کے ہے اور تعلیق کی صورت مین الصاق جزا بشرط ہوتا ہے۔ اور اگر ان الفاظ کو کسی بندہ کیطرف مضاف کیا تو یہ اسکی طرف سے اس بندہ کو تملیک ہے یا مالک و مختار کر دیا پس یہ تملیک مقصور بمجلس ہوگی جیسے کہا کہ تو طالقہ ہے اگر فلان چاہے اور اگر کہا کہ تو طالقہ ہے بامر اللہ تعالیٰ یا بامر فلان یا بحکم اللہ تعالےٰ یا بحکم فلان یا بقضاء یا باذن یا بعلم یا بقدرت اللہ تعالےٰ یا فلان تو دونون صورتون مین خواہ اللہ تعالےٰ کی جانب اضافت کرے یا بندہ کیطرف عورت فی الحال طالقہ ہو جائیگی اسواسطے کہ عرفاً ایسے طور سے کہنے سے تنجیز مراد ہوتی ہے جیسے کہا کہ تو طالقہ ہے بحکم قاضی اور اگر عربی زبان مین کہا کہ انت طالق لامر اللہ تعالیٰ او لامر فلان آخر تک سب الفاظ مذکورہ بحرف لام ذکر کیے تو سب صورتون مین طلاق واقع ہوگی خواہ بندہ کیطرف اضافت کرے یا اللہ تعالیٰ کیطرف۔ اور اگر اُسنے بحرف فی ذکر کیا پس اگر اللہ تعالیٰ کیطرف اضافت کی تو سب صورتون مین طلاق واقع نہوگی الا فی علم اللہ تعالےٰ کی صورت مین کہ اسمین سے فی الحال واقع ہوگی اسواسطے کہ یہ معلوم کا ذکر ہے اور وہ واقع ہے اور قدرت مین یہ بات نہین لازم ہے اسواسطے کہ قدرت سے اس مقام پر مراد تقدیر ہے اور اللہ تعالیٰ کبھی کسی چیز کو مقدر فرماتا ہے اور کبھی نہین فرماتا ہے پس معلوم نہوا اور اگر حقیقۃً قدرت مراد ہو تو فی قدرۃ اللہ تعالیٰ کہنے سے بھی فی الحال واقع ہوگی اور اگر بندہ کیطرف اضافت کی تو پہلی چار لفظون مین تملیک ہوگی کہ اگر فلان نے مثلاً اس مجلس مین دی تو واقع ہوگی ورنہ نہین اور باقی مین تعلیق ہوگی یہ تبیین مین ہے۔ اور اگر کہا کہ تو طالقہ ہے اگر اللہ تعالےٰ نے مجھے اعانت دی یا بمعونۃ اللہ تعالےٰ اور اُسنے استثنا کی نیت کی تو یہ استثنا فیما بینہ وبین اللہ تعالیٰ ہوگا یہ سراج الوہاج مین ہے۔ اور اگر طلاق ایسے شخص کی مشیت پر معلق کی جسکی مشیت معلوم نہین ہوسکتی ہے جیسے کہا کہ اگر جبرئیل علیہ السلام نے چاہا یا ملائکہ نے یا جن نے یا شیاطین نے تو یہ بمنزلہ تعلیق بمشیۃ اللہ تعالےٰ ہے۔ اور اگر مشیۃ اللہ تعالےٰ و مشیۃ العباد جمع کر کے مثلاً یون کہا کہ تو طالقہ ہے اگر اللہ تعالےٰ نے چاہی و زید نے چاہی پھر زید نے چاہی تو واقع نہوگی اسواسطے کہ اُسنے دو شرط پر معلق کی ہے کہ دونون سے ایک کا وجود معلوم نہوا اور جو دو شرطون پر معلق ہو وہ ایک ہی شرط کے پائے جانے پر نازل نہین ہوتی ہے یہ بدائع مین ہے۔ اگر کسی سے کہا کہ میری جورو کو طلاق دے اگر اللہ تعالےٰ نے چاہی اور تو نے چاہی یا ماشاء اللہ تعالیٰ و شئت پھر اس مخاطب نے اسکو طلاق دی تو واقع نہوگی اور اگر کہا کہ تو میری جورو کو طلاق دے بما شاء اللہ تعالیٰ و شئت یعنے بعوض اسکے کہ خدا چاہے اور تو چاہے پس مخاطب نے اسکو کچھ مال پر طلاق دی تو ناجائز ہے اسواسطے کہ یہان مشیت بدل پر واقع

سلہ اگر کہا جاوے کہ طلاق مبغوض شرعی ہے تو شیطان کو پسند ہے جواب یہ ہے کہ شاید یہان کسی عارض سے پسند نہو فافہم ۱۲ سلہ و فی نسخۃ بحیوۃ یعنے واقع ہ

ھ ہوگی وہو الاظہر نظرا الی التعلیل الآتی فافہم ۱۲ منہ ع؎ فی الفور واقع ہونا ۱۲ ع؎ یعنے قضاءً طلاق واقع ہوگی ۱۲

ہوئی ہے نہ طلاق پر پس ذکر بدل لغو ہوگیا اور امر طلاق مطلقًا باقی رہگیا یہ محیط مین ہے - اور اگر طلاق دیوار کی مشیت پر معلق کی تو واقع نہوگی یہ نہر الفائق مین ہے - ایک مرد نے اپنی جورو کو تین طلاقین دین اور ساتھ ہی[۱] انشاء اللہ تعالیٰ کہدیا حالانکہ وہ نہین جانتا ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ کیا ہے تو طلاق واقع نہوگی یہ تجنیس و مزید مین ہے - اور یہی فتوی کے واسطے مختار ہے یہ مختار الفتاوے مین ہے - اور اگر اپنی جورو سے کہا کہ تو طالقہ ہے الّا آنکہ فلان اُسکے سوائے[۲] کچھ چاہے یا الّا آنکہ فلان اسکے سوائے اور کچھ ارادہ کرے یا الّا آنکہ فلان اسکے سوائے کچھ اور پسند کرے یا الّا آنکہ فلان اسکے سوائے کچھ اور بات پر رضی ہو یا خواہش کرے یا اسکی رائے مین آئے یا الّا آنکہ فلان کو اسکے سوائے کوئی اور دوسری بات ظاہر ہو پس اگر فلان نے اپنی مجلس مین اسکے سوائے کچھ اور نہ چاہا یا نہ ارادہ کیا آخر تک سب الفاظ مذکورہ کو یون ہی سمجھنا چاہیے تو طلاق واقع ہوگی اور واضح رہے کہ فلان مذکور کی زبانی خبر کا اعتبار ہے نہ اسکا جو اسکے دل مین ہے کہ وہ پوشیدہ ہے حتے کہ اگر فلان نے کہا کہ مین نے اسکے سوائے دوسری بات چاہی یا ارادہ کی ہے تو طلاق واقع نہوگی اگرچہ اُسنے دل سے اسکے سوائے کوئی اور بات نہ چاہی اور نہ ارادہ کی ہو اور اگر اُسنے اپنے دل سے اسکے سوائے کوئی اور بات چاہی ہو مگر خبر نہ دی تو طالقہ ہو جائیگی - اور اگر شوہر نے الّا آن کہنے سے کسی اپنے فعل کا استثناء کیا مثلًا کہا کہ تو طالقہ ہے الّا آنکہ مین اسکے سوائے کچھ اور چاہون یا اسکے سوائے کچھ اور ارادہ کرون تو اسکی تمام عمر مین اسکے سوائے اور بات نہ چاہنے پر طلاق پڑیگی اور یہ نہوگا کہ اسی مجلس مین اور بات نہ چاہنے پر واقع ہو جاوے اور یہی حکم چاہنے وارادہ کرنے کے ساتھ جو الفاظ مذکور ہوئے ہین مثل خواہش و رضا و پسند وغیرہ انمین بھی ہے - پھر اگر مرد مذکور مر گیا اور آخر عمر تک اُسنے اسکے سوائے کچھ اور بات نہ چاہی تو اُسکی آخر زندگی مین یعنے متصل موت اسکی یہ جورو طالقہ ہو جائیگی اسواسطے کہ اسکے سوائے دوسرے امر کا نہونا متحقق ہوگیا پھر اگر یہ عورت غیر مدخولہ ہو تو اُسکی وارث بھی نہوگی کیونکہ عدت نہین ہے اگرچہ شوہر اسمین فار[۳] قرار پایا ہے یہ شرح تلخیص جامع کبیر مین ہے - معلّٰے نے کہا کہ امام محمدؒ نے فرمایا ہے کہ اگر مرد نے اپنی جورو سے کہا کہ انت طالق لولا دخولک الدار یا کہا کہ انت طالق لولا مہرک یعنی تو طالقہ ہے اگر تیرا اس دار مین داخل ہونا نہوتا یا تو طالقہ ہے اگر تیرا مہر نہوتا یا کہا کہ تو طالقہ ہے اگر تیرا شرف نہوتا تو یہ سب استثناء ہین اور طلاق واقع نہوگی اور اسیطرح اگر کہا کہ تو طالقہ ہے اگر اللہ تعالےٰ نہوتا یہ شرح جامع کبیر حصیری مین ہے - اور مجموع النوازل مین ہے کہ اگر عورت سے کہا کہ تو طالقہ ہے اگر تیرا باپ نہوتا یا تیرا حسن نہوتا یا تیرا جمال نہوتا یا مین تجھے چاہتا نہوتا تو عورت پر طلاق واقع نہوگی اور یہ سب الفاظ بمعنی استثناء ہین یہ خلاصہ مین ہے اور مشیت اللہ تعالےٰ کے ساتھ معلق کرنا امام اعظمؒ و امام محمدؒ کے نزدیک اعدام و ابطال ہے یعنی جب طلاق کو اللہ تعالیٰ کی مشیت پر معلق کیا تو طلاق دینے کو باطل و معدوم کر دیا اور امام ابویوسفؒ کے نزدیک یہ تعلیق بشرط ہے پس باطل و معدوم نہین کیا مگر شرط ایسی لگائی کہ اسپر وقوف نہین ہو سکتا ہے جیسے کسی غائب کی

[۱] مثلًا [۲] یعنے یہ نہین اسکے غیر ۱۲ [۳] فار بھاگنے والا اور جو شخص اپنے مرض الموت یا آخر عمر مین ایسے طور سے عورت کو جدا کرے جس سے میراث دینے سے بھاگتا نظر آوے وہ فار کہلاتا ہے ۱۲ منہ

عسہ مثلًا تو طالقہ ہے ۱۲

مشیت پر معلق کیا کہ درصورت اسکے غائب ہونیکے سر دست[1] اسکی مشیت پر موقوف نہین ہو سکتا ہی اسیواسطے اسمین شرط ہی کہ متصل ہو جیسے اور شروط مین ہی - اور بعض نے کہا کہ امام ابو یوسفؒ و امام محمدؒ کے نزدیک اختلاف اسکے برعکس ہی اور خلاف کا ثمرہ چند مقامات پر ظاہر ہوتا ہی ازانجملہ یہ ہی کہ اگر شرط کو مقدم کیا اور جواب مین بزبان عربی عربیت حرف فا رنہ لایا مثلاً کہا کہ انشاء اللہ تعالےٰ انت طالق یعنے اگر چاہا اللہ تعالےٰ نے تو طالقہ ہے تو امام اعظمؒ و امام محمدؒ کے نزدیک واقع نہوگی اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک واقع ہوگی اور اسیطرح اگر کہا کہ انشاء اللہ تعالےٰ وانت طالق یا کہا کہ مین نے تجھے کل طلاق دیدی ہی انشاء اللہ تعالےٰ تو طرفین کے نزدیک واقع نہوگی اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک واقع ہوگی اور ازانجملہ اگر ایک نے دو قسمون کو جمع کیا اور کہا کہ تو طالقہ ہی اگر تو دار مین داخل ہوئی اور میرا غلام آزاد ہی اگر تو نے زید سے کلام کیا انشاء اللہ تعالیٰ تو یہ استثناء امام ابو یوسفؒ کے نزدیک راجع بجملہ ثانیہ ہوگا اور طرفینؒ کے نزدیک پورے سے متعلق ہوگا - اور اگر اُسنے دو ایقاعون کو جمع کیا کہ تو طالقہ ہی اور میرا غلام آزاد ہی انشاء اللہ تعالیٰ تو یہ استثنا بالاجماع دونون سے متعلق ہوگا ازانجملہ یہ ہی کہ اگر کسی نے قسم کھائی کہ مین شرطیہ طلاق کی قسم نہ کھاؤنگا تو انشاء اللہ تعالےٰ کے ساتھ طلاق دینے سے امام ابو یوسفؒ کے نزدیک حانث ہو جائیگا اسواسطے کہ اسمین شرط موجود ہی اور طرفین کے نزدیک حانث نہوگا یہ تبیین مین ہی - اور ایمان الجامع مین لکھا ہی کہ دو قسم کے بعد جو انشاء اللہ تعالیٰ بولا جاوے وہ دونون قسمون کیطرف راجع ہوتا ہے یہ ظاہر الروایۃ ہی یہ غایۃ السروجی مین ہی - اور اگر کہا کہ انشاء اللہ تعالیٰ فانت طالق یعنے اگر اللہ تعالےٰ نے چاہا تو تو طالقہ ہی تو بالاتفاق طلاق واقع نہوگی اور اگر کہا کہ تو طالقہ ہی وانشاء اللہ تعالےٰ یا فان شاء اللہ تعالےٰ تو یہ شخص استثناء کرنیوالا نہوگا یعنے طلاق واقع ہوگی یہ سراج الوہاج مین ہی - اور اگر کہا کہ تو طالقہ ہی انشاء اللہ تعالیٰ اگر تو اس دار مین داخل ہوئی تو دار مین داخل ہونیسے طلاق واقع نہوگی اور جزا[2] و شرط کے درمیان استثناء فاصل ہے یہ وجیز کردری مین ہی - اور اگر کہا کہ تو طالقہ ہی انشاء اللہ تعالےٰ تو طالقہ ہی تو استثنا راجع باول ہوگا اور دوسری طلاق ہمارے نزدیک واقع ہوگی اور اسیطرح اگر کہا کہ تو طالقہ بسہ طلاق ہی انشاء اللہ تعالیٰ تو طالقہ ہی تو ایک طلاق فے الحال[3] واقع ہوگی یہ بحر الرائق مین ہی - اگر کہا کہ تو طالقہ بواحدہ ہی اگر چاہا اللہ تعالےٰ نے اور تو طالقہ بدو طلاق ہی اگر نہ چاہا اللہ تعالےٰ نے تو مشائخ نے فرمایا کہ کوئی واقع نہوگی یہ فتاوےٰ قاضیخان مین ہی - نوازل مین ہی کہ اگر جورو سے کہا کہ تو طالقہ ہی آج کے روز بیک طلاق انشاء اللہ تعالےٰ اور اگر نہ چاہا اللہ تعالےٰ نے تو تو بدو طلاق طالقہ ہے پھر دن گذر گیا اور اُسکو طلاق نہ دی تو دو طلاق واقع ہونگی اور اگر دن گذرنے سے پہلے اُسکو ایک طلاق دیدی تو اسپر فقط یہی ایک طلاق واقع ہوگی یہ محیط مین ہی - اور اگر کہا کہ تو طالقہ ہی انشاء اللہ تعالےٰ نہین بلکہ یہ دوسری جورو[4]

---

[1] مین کہتا ہون کہ یہ سمجھانے کے طور پر ہی اور ٹھیک دلیل یہ کہ جو کوئی غائب ہو اور نہ معلوم ہو تو عادت نہین کہ اسکی مشیت پر موقوف ہو جیسے باری تعالیٰ کی مشیت مین ہی کیونکہ غائب سے جو صادر ہو آئندہ اُسکی مشیت سے ہی پس یہ لغو ہوا ۱۲ [2] یہ بطور فائدہ کے ہی ورنہ استثناء کی وجہ سے طلاق نہوگی نہ اسوجہ سے کہ وہ فاصل ہی فافہم ۱۲ منہ [3] اس سے وہم ہوتا ہی کہ شاید تعلیق سے کچھ واقع ہوگا حالانکہ اسکے بعد کبھی کچھ واقع نہوگی کیونکہ ائمہ کی رائے پر یہ معدوم یا باطل ہی ۱۲ [4] اور اردو مین تو دلیل نہ لایا ۱۲ [5] یعنے گذشتہ کل کے روز ۱۲ [6] یعنے بالفعل واقع کرنا بدون تعلیق

تو استثنا دونون پر ہوگا اور نہین مشیت ہے دوسری کے واسطے اسلیے کہ اُسنے اول سے رجوع قرار دیا ہے پس گویا یون کہا کہ تو طالقہ ہے انشاء اللہ تعالےٰ نہین بلکہ یہ طالقہ ہے انشاء اللہ تعالےٰ اور اگر اُسنے شرط یعنے مشیت سے رجوع کا قصد کیا ہے تو اُسکی نیت صحیح ہوگی اسواسطے کہ اُسکے کلام مین یہ احتمال ہے اور تخفیف بھی نہین ہے بلکہ تغلیظ ہے یہ حصیری کی شرح جامع کبیر مین ہے۔ اور اگر کہا کہ تو طالقہ بسہ طلاق ہے الا ایک طلاق تو دو طلاق واقع ہونگی اور اگر کہا کہ الا دو طلاق تو ایک واقع ہوگی یہ ہدایہ مین ہے۔ اور مصنف نے اپنی زیادات مین ذکر فرمایا کہ کل سے کل کا استثناء جب ہی نہین صحیح ہوتا ہے کہ جب بعینہ اسی لفظ سے ہو اور اگر بغیر اس لفظ کے استثناء کیا تو صحیح ہے اگرچہ از راہ معنی کل کا کل سے استثناء کیا ہے چنانچہ اگر اُسنے کہا کہ میری کل عورتین طالقات ہین الا کل میری عورتین تو استثناء صحیح نہوگا بلکہ سب عورتین طالقہ ہوجاوینگی اور اگر کہا کہ میری کل عورتین طالقات ہین الا زینب[1] و عمرہ و بکرہ و سلمیٰ تو انمین سے کوئی طالقہ نہوگی اگرچہ یہ کل سے کل کا استثناء ہے یہ عتابیہ مین ہے۔ اور اگر کہا کہ میری عورتین طالقات ہین الا یہ عورتین یعنے اشارہ کیا حالانکہ جنکی طرف اشارہ کیا ہے انکے سوائے اسکی کوئی عورت نہین ہے تو استثناء صحیح ہے اور کوئی انمین سے طالقہ نہوگی یہ بدائع مین ہے اور اگر کہا کہ میری عورتین طالقات ہین فلانہ و فلانہ و فلانہ الا فلانہ[2] تو استثناء جائز ہے اور اگر کہا کہ فلانہ طالقہ ہے و فلانہ طالقہ ہے و فلانہ طالقہ ہے الا فلانہ تو استثناء نہین صحیح ہے اور اسیطرح اگر کہا کہ یہ اور یہ الا یہ تو بھی استثناء باطل ہوگا یہ محیط مین ہے۔ اور اگر کہا کہ میری عورتین طالقات ہین الا زینب تو زینب طالقہ نہوگی اگرچہ سوائے زینب کے اسکی کوئی جورو نہو یہ غاتیہ السروجی مین ہے۔ اور اگر کہا کہ تو طالقہ ہے بسہ طلاق الا واحدہ و واحدہ و واحدہ تو استثناء باطل ہوگا اور امام اعظمؒ کے نزدیک تین طلاق واقع ہونگی اور صاحبینؒ کے نزدیک ایسا نہین ہے اور صاحبینؒ کے نزدیک دو طلاق واقع ہونگی۔ اور امام اعظمؒ کا قول ارجح ہے پس امام ابو حنیفہؒ کی رائے مین یہ تھا کہ اولیٰ کی صحت مین توقف ہو یہانتک کہ ظاہر ہو کہ وہ مستغرق[3] ہے یا نہین اور صاحبینؒ کی رائے مین اسکی صحت کا اقتصار[4] اولیٰ پر ہے یہ فتح القدیر مین ہے۔ اور اگر کہا کہ تو طالقہ ہے بواحدہ و واحدہ و واحدہ الا بسہ طلاق تو تین طلاق واقع ہونگی اور استثناء باطل ہوگا اسمین سب تینون اماموں کا اتفاق ہے یہ بدائع مین ہے۔ اور اگر کہا کہ تو طالقہ بواحدہ و دو ہے الا دو یا دو و یک ہے الا دو تو تین طلاق واقع ہونگی اور اسیطرح اگر کہا کہ دو و یک ہے الا ایک تو بھی تین طلاق واقع ہونگی یہ فتح القدیر مین ہے۔ اور اگر کہا کہ انت طالق واحدۃ و ثنتین الا واحدۃ یعنے تو طالقہ بیک و دو ہے الا ایک تو دو طلاق واقع ہونگی یہ ذخیرہ مین ہے۔ اور اگر کہا کہ تو طالقہ دو و چار ہے الا پانچ تو تین طلاق واقع ہونگی یہ ظہیریہ مین ہے۔ اور اگر مدخولہ سے کہا کہ تو طالقہ ہے تو طالقہ ہے الا واحدہ تو تین طلاق واقع ہونگی یہ بحر الرائق مین ہے اور منتقی مین ہے کہ عورت سے کہا کہ تو طالقہ بسہ و سہ ہے الا چار تو امام اعظمؒ کے نزدیک تین طلاق واقع ہونگی اور یہی امام محمدؒ سے مروی ہے اور اسکا قول وسہ جو اُسنے دوبارہ کہا ہے وہ فاصل ہوجائیگا

[1] یہی کل اسکی عورتین ۱۲ منہ [2] قولہ الا فلانہ یعنے تینون مذکورہ مین سے ایک نکالی ۱۲ م [3] پس استثناء صحیح ہوگا بنفس اولیٰ فقط اور باقی خواہ مستغرق ہون یا نہون باطل ہونگی وفیہ تامل ۱۲ منہ [4] کہ طلاق واقع ہوگی ۱۲ [5] اے استثناء ۱۲

اور امام ابو یوسفؒ نے کہا کہ بدو طلاق طالقہ ہوگی اور امام محمدرح کا ظاہر قول یہی ہے یہ محیط میں ہے۔ اور اگر کہا کہ تو طالقہ بدۃ و دۃ ہے الا بدۃ و پس اگر اُسنے ایک ہی دو سے استثنار کی نیت کی ہو تو نہیں صحیح ہے اور اگر پہلے دو سے ایک کی اور دوسرے دو سے ایک کی استثنار کی نیت کی ہو تو صحیح ہے اور اگر اسکی کچھ نیت نہو تو استثنار صحیح اور دو طلاق واقع ہونگی یہ ظہیریہ و غایۃ السروجی میں ہے۔ اور اگر کہا کہ تو طالقہ بدۃ و دۃ ہے الاثنین تو تین طلاق واقع ہونگی اور اگر کہا کہ تو طالقہ بچہار طلاق ہے الاثنین تو ایک طلاق واقع ہوگی۔ اور اگر کہا کہ تو طالقہ ثلث ہے الا واحدہ و ثنتین تو امام ابو حنیفہ رح سے روایت ہے کہ اُنھوں نے فرمایا کہ تین طلاق واقع ہونگی اور امام ابو یوسفؒ نے فرمایا کہ دو طلاق یعنی دو واقع ہونگی اور ایک کا استثنار صحیح ہوگا اور باقی کا استثنار باطل ہوگا یہ فتاوے قاضیخان میں ہے۔ اور اگر مستثنیٰ منہ سے مستثنیٰ زائد ہو تو استثنار باطل ہوگا چنانچہ یعنی جو باقی ہوگی اگر کہا کہ تو طالقہ بسہ ہے الا چار تو باطل ہے اور اگر ایک تطلیق کا کوئی جزو مستثنیٰ ہو تو بھی باطل ہے جیسے تو طالقہ ہے الا نصف طلاق یہ خلاصہ میں ہے اور اگر کہا کہ دو و نصف الا النصف تو استثنار نہیں صحیح ہے اور تین طلاق واقع ہونگی۔ اور اگر کہا کہ تو طالقہ ہے بدو و نصف الا دو و نصف تو امام محمدؒ کے نزدیک ایک طلاق واقع ہوگی اسواسطے کہ بعد استثنار کے آدھی طلاق باقی رہتی ہے۔ اور اگر کہا کہ ایک و نصف الا ایک تو ایک واقع ہوگی یہ عتابیہ میں ہے۔ اور اگر کہا کہ تو طالقہ بسہ ہے الا واحدۃ و نصف تو اسپر دو طلاق واقع ہونگی یہ بدائع میں ہے۔ ایک مرد نے اپنی جورو سے کہا کہ تو طالقہ بسہ طلاق ہے الا اسکی نصف تو دو طلاق واقع ہونگی اور اگر کہا کہ الا انکے انصاف یعنی ہر ایک طلاق کی نصف تو تین طلاق واقع ہونگی یہ فتاوے قاضیخان میں ہے۔ اور اگر کہا کہ تو طالقہ بسہ طلاق ہے الا نصف تطلیقہ تو تین طلاق واقع ہونگی اور یہ قول امام محمدؒ کا ہے اور یہی مختار ہے یہ فتح القدیر میں ہے۔ اور اگر کہا کہ تو بائنہ ہے الا بائنہ پس اگر اول بائنہ سے تین طلاق کی اور دوسری سے ایک کی نیت کی تو استثنار صحیح ہے اور دو طلاق واقع ہونگی اور اسیطرح اگر کہا کہ تو طالقہ بواحدہ البتہ ہے الا واحدہ اور اُسنے البتہ سے تین طلاق کی نیت کی ہے تو بھی استثنار صحیح ہے اور یہی حکم ہے یہ عتابیہ میں ہے۔ ایک مرد نے اپنی جورو سے کہا کہ تو بائنہ ہے الا واحدہ اور بائنہ سے اُسنے تین طلاق کی نیت کی تو عورت پر دو طلاق بائنہ واقع ہونگی۔ اسیطرح اگر کہا کہ تو بسہ طلاق بائنات طالقہ ہے الا واحدہ تو دو طلاق بائنہ واقع ہونگی۔ اور اگر کہا کہ تو طالقہ بسہ طلاق بائنہ ہے الا واحدہ یا کہا کہ بسہ طلاق البتہ الا واحدہ تو دو طلاق رجعی واقع ہونگی۔ اور اسیطرح اگر کہا کہ تو طالقہ ثلث ہے الا واحدہ بائنہ یا واحدہ البتہ تو بھی دو طلاق رجعی واقع ہونگی یہ فتاوے قاضیخان میں ہے۔ اور اگر کہا کہ تو طالقہ ہے دو طلاقون بائنون سے الا واحدہ تو ایک طلاق بائنہ واقع ہوگی یہ کافی میں ہے۔ اور اگر کہا کہ تو طالقہ ثلث ہے الا واحدہ بائنہ یا واحدہ البتہ تو دو طلاق رجعی واقع ہونگی۔ اور زیادات میں فرمایا کہ اگر کہا کہ تو طالقہ بدو طلاق البتہ ہے الا واحدہ تو اسپر ایک طلاق بائنہ واقع ہوگی۔ اور اسیطرح اگر کہا کہ تو طالقہ بدو طلاق ہے الا واحدہ البتہ تو ایک بائنہ واقع ہوگی یا کہا کہ الا بائنہ واحدہ تو ایک طلاق رجعی واقع ہوگی پھر فرمایا کہ الا یہ کہ اسکی نیت یہ ہو کہ بائن صفت دو کی ہے تو بیک طلاق بائنہ طالقہ ہوگی اسواسطے کہ اُسنے اپنے محتمل لفظ کو مراد لیا ہے یہ محیط میں ہے۔ اور اگر کہا کہ تو طالقہ بائن ہے اور تو طالقہ غیر بائن ہے

رالا ہی بائن تو استثنا صحیح نہین ہی یہ ظہیریہ مین ہی۔ اور اگر کہا کہ تو طالقہ بسہ طلاق ہی الا ایک یا دو تو اس سے معین کرکے
بیان کرنے کا مطالبہ کیا جائیگا اور اگر قبل بیان کے مر گیا تو ابن سماعہ نے جو امام ابو یوسفؒ سے روایت کی ہی
اُسکے موافق ایک طلاق سے طالقہ ہوگی اور یہی امام محمدؒ کا قول ہی اور یہی صحیح ہی یہ فتح القدیر مین ہی۔ اور اگر کہا کہ
ثلثا الا شیئاً یعنے تو طالقہ بسہ طلاق ہی الا کچھ تو دو واقع ہونگی اسیطرح اگر کہا کہ الا بعضہا تو بھی یہی حکم ہی اور اگر کہا
کہ دو والا نصف تطلیقہ یا الا کچھ تو دو واقع ہونگی اور یہ امام محمدؒ کے نزدیک ہے اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک نصف
کا استثنا کرنا ایک پورے کا استثنا ہی یہ عتابیہ مین ہی۔ اور منتقی مین ہی کہ اگر عورت سے کہا کہ تو طالقہ ثلث ہی الا واحدہ
یا الا شئے تو اس سے کچھ استثنا نہ کیا اور عورت پر تین طلاق واقع ہونگی یہ محیط مین ہی اور اگر عورت سے کہا کہ تو طالقہ
ہی بچہار طلاق الا واحدہ تو امام ابو حنیفہؒ وامام محمدؒ نے فرمایا کہ تین طلاق واقع ہونگی اور نیز امام محمدؒ سے مروی ہی
کہ دو ہی واقع ہونگی اور اول اصح ہی یہ حاوی مین ہی۔ اگر کہا کہ تو طالقہ بچہار ہی الا بسہ تو ایک واقع ہوگی اور اگر کہا کہ پانچ
الا ایک تو تین طلاق واقع ہونگی یہ فتح القدیر مین ہی۔ اور اگر کہا کہ پانچ الا تین تو دو واقع ہونگی یہ عتابیہ مین ہی۔ اور اگر کہا
کہ تو طالقہ عشر ہی الا نو تو ایک طلاق واقع ہوگی اور اگر کہا کہ الا آٹھ تو دو طلاق واقع ہونگی اور اگر کہا کہ الا سات تو تین
واقع ہونگی اور اسیطرح اگر کہا کہ الا چھ یا پانچ یا چار یا تین یا دو یا ایک تو سب صورتون مین تین ہی طلاق واقع
ہونگی یہ بدائع مین ہی اور اگر کہا کہ تو طالقہ ثلث ہی الا دو الا ایک تو دو طلاق واقع ہونگی یہ ظہیریہ مین ہی۔ اور اگر
کہا کہ تو طالقہ ثلث ہی الا ثلث الا واحدہ تو ایک طلاق واقع ہوگی اسواسطے کہ ہر عدد اس سے استثنا قرار دیا جائیگا
جس سے متصل ہی چنانچہ جب ایک عدد تین سے مستثنے کیا گیا تو دو باقی رہے پس جب انکو تین سے استثنا کیا تو ایک
رہا یہ جوہرۃ النیرہ مین ہی۔ اور اگر کہا کہ تو طالقہ عشر ہی الا نو الا آٹھ تو نو مین سے آٹھ استثنا کیے تو ایک رہا وہ دس سے
استثنا کیا تو نو رہے پس گویا اُسنے کہا کہ تو نو طلاق سے طالقہ ہی پس تین طلاق واقع ہونگی اور اگر کہا کہ دس الا نو
الا ایک تو نو مین سے ایک نکالا آٹھ رہے انکو دس سے نکالا تو دو رہے پس دو طلاق واقع ہونگی یہ سراج الوہاج
مین ہی۔ ابن سماعہ سے مروی ہی کہ اگر عورت سے کہا کہ تو طالقہ چہار ہی الا تین الا دو فرمایا کہ تین طلاق واقع ہونگی
گویا اُسنے کہا کہ تو طالقہ چہار ہی الا ایک کذا فی الحاوی۔ اور اگر کہا کہ تو طالقہ بسہ طلاق ہی الا واحدہ والا واحدہ تو
دو طلاق واقع ہونگی اور استثنا اخیر باطل ہی یہ غایۃ السروجی مین ہی۔ اور اگر کہا کہ تین الا تین الا دو الا ایک تو ایک
واقع ہوگی اور اگر کہا کہ دس الا نو الا آٹھ الا سات تو دو باقی رہینگی یعنے دو طلاق واقع ہونگی یہ اختیار شرح مختار
مین ہی۔ اور اگر جورو سے کہا کہ تو طالقہ ثلث ہی غیر تین غیر دو تو امام محمدؒ نے فرمایا کہ دو طلاق واقع ہونگی یہ فتاوی
قاضیخان مین ہی۔ قال المترجم اصل عبارت عربی یون ہی انت طالق ثلثا غیر ثلث غیر ثنتین قال محمد یقع ثنتان
انتہی والاحسن ترجمۃ الاعداد بالفارسیہ فنقول اگر کہا کہ تو طالقہ ثلث ہے غیر سہ غیر دو تو دو طلاق واقع ہونگی والالتزام
فان المقصود للمعنے لا العبارۃ۔ خانیہ مین لکھا ہی کہ ایک مرد نے اپنی جورو سے کہا کہ انت طالق ابدا ما خلا الیوم تو طالقہ

ــــــــــــــ

سلہ اعداد کا نحو بصورت ترجمہ فارسی مین اسطرح ممکن ہی ۱۲ سہ کچھ نہین ۱۲

ہی ہمیشہ ماسوائے آج کے روز کے تو فی الحال واقع ہوگی گویا اُسنے کہا کہ تو طالقہ ایسی طلاق سے ہے کہ آج تجھپر واقع
نہوگی یہ تاتارخانیہ مین ہے اور اگر کہا کہ تو طالقہ ثلث ہے الا غیر واحدہ تو مستثنٰے دو ہونگی یعنے ایک واقع ہوگی یہ
عتابیہ مین ہے۔ اور اگر اپنی جورو سے کہا کہ تو طالقہ ہے اگر تو نے زید سے کلام کیا قبل آنے عمرو کے تو زید سے
قبل آنے عمرو کے کلام کرنے سے طلاق واقع ہوگی خواہ پھر عمرو آوے یا نہ آوے اور بعد آنے عمرو کے کلام
کرنے سے طالقہ نہوگی۔ اور اگر کہا کہ تو طالقہ ہے الا آنکہ عمرو آجائے تو تمام عمر مین جب عمرو نہ آوے تو طلاق واقع
ہوگی یعنے اگر عمرو نہ آیا یہانتک کہ یہ قسم کھانیوالا مر گیا تو اُسکے آخر جزو حیات مین طلاق پڑجائیگی اور اگر عمرو آگیا
تو طالقہ نہوگی یہ شرح تلخیص جامع کبیر مین ہے۔ اور اگر کہا کہ تو طالقہ ثلث ہے الا واحدہ کل کے روز یا کہا کہ الا واحدہ اگر
تو نے فلان سے کلام کیا تو کل کا روز آنے یا فلان سے کلام واقع ہونے سے پہلے کچھ واقع نہوگی اور کلام واقع ہونے
یا کل کا روز آنے کے بعد دو واقع ہونگی۔ ایک مرد نے اپنی جورو کی طلاق کی قسم کھائی کہ فلان سے کلام نہ کریگا الا
ناشیا پھر فلان سے بھولے سے کلام کیا پھر جان بوجھکر کلام کیا تو حانث ہوجائیگا۔ اور اگر کہا کہ تو طالقہ ہے اگر مین نے
فلان سے کلام کیا الا یہ کہ مین بھول جاؤن پھر بھول کر اُس سے کلام کیا پھر جان بوجھکر کلام کیا تو حانث نہوگا ہو اسطے
کہ کلمہ الا یہ کہ واسطے غایت کے آتا ہے ایک مرد نے دوسرے سے کہا کہ مین دسوین روز تک تیرے پاس آؤنگا الا
یہ کہ مین مرجاؤن اور اپنے دل سے یہ نیت کی کہ اگر کبھی نہ مرونگا پس اگر اسکی قسم بنام اللہ تعالےٰ ہوگی تو حانث
نہوگا اور اگر بطلاق و عتاق ہوگی تو قضاءً اسکی تصدیق نہوگی۔ ایک مرد نے جورو سے کہا کہ اگر تو دار مین داخل ہوئی
تو تو طالقہ ثلث ہے کہ تجھپر واقع نہوگی الا بعد فلان سے کلام کرنے کے پھر عورت دار مین داخل ہوئی تو بسہ طلاق
طالقہ ہوجائیگی اور تذکرہ کلام فلان باطل ہے یہ فتاوے قاضیخان مین ہے۔ اور اگر کہا کہ تو طالقہ ثلث ہے الا واحدہ اگر
تو حائضہ ہوا اور طاہر ہو یا کہا کہ اگر تو دار مین داخل ہو تو شرط مستثنٰے منہ کیطرف راجع ہوگی گویا اُسنے کہا کہ تو طالقہ
ثلث ہے اگر تو نے ایسا کیا یا ایسا ہوا الا واحدہ تو وجود شرط کے وقت دو طلاق واقع ہونگی یہ شرح زیادات
عتابی مین ہے۔ اور ولوالجیہ مین ہے کہ اگر کہا تو طالقہ ثلث الا واحدہ بسنت ہے تو بطریق سنت دو طلاق سے طالقہ
ہوگی کہ ہر طہر پر ایک طلاق واقع ہوگی یہ بحر الرائق مین ہے۔ اور استثنار کی شرط یہ ہے کہ تکلم بحروف ہو خواہ وہ
مسموع ہون یا نہون یہ شیخ امام ابو الحسن کرخی کے نزدیک ہے اور شیخ امام ابو جعفر فقیہ فرماتے تھے کہ خود اسکا سُننا
ضرور ہے اور شیخ امام ابو بکر محمد بن الفضل اسی پر فتوے دیتے تھے کذا فی المحیط اور صحیح وہی ہے جو فقیہ ابو جعفرؒ نے
ذکر فرمایا ہے یہ بدائع مین ہے۔ اور بہرے کا استثنار کرنا صحیح ہے یہ فتاوے قاضیخان مین ہے۔ اور ملتقط مین ہے کہ اگر عورت نے
طلاق کو سُنا اور استثناء کو نہین سُنا تو اسکو شرعاً گنجائش نہین ہے کہ اپنے ساتھ وطی کرنے دے یہ تاتارخانیہ مین ہے۔
اور استثناء صحیح ہونے کی شرط یہ ہے کہ اپنے ماقبل کے کلام سے موصول ہو در صورتیکہ فصل کی کوئی ضرورت داعی نہو
چنانچہ اگر طلاق و استثناء کے درمیان سکوت وغیرہ سے بدون ضرورت فصل پایا گیا تو استثناء صحیح نہین اور اگر مثلاً

لہ یعنے عمرو کے آنے سے پہلے زید سے کلام کرے ۱۲ اہ سہ یعنے بھولے سے ۱۲ عہ انتہا ہونے کے ۱۲ م سہ یعنے جب آؤنگا کہ جب کبھی نہ مرونگا

سانس اُکھڑ گئی اور اُسنے دم لینے کی ضرورت سے سکوت کیا تو مانع صحت نہوگا اور یہ فصل شمار نہ کیا جائیگا الّا اس صورت مین کہ سکتہ ہوا ایسا ہی ہشام نے امام ابو یوسف رح سے روایت کیا ہی یہ بدائع مین ہی اور اگر اُسنے چھینک لی یا ڈکار لی یا اُسکی زبان مین لکنت تھی کہ دیر تک تردد کے بعد انشاء اللہ تعالےٰ کہا تو استثناء صحیح ہوگا یہ اختیار شرح مختار مین ہی۔ اور اگر اُسنے کہا کہ تو طالقہ ہی مگر اسکے ساتھ انشاء اللہ تعالےٰ بھی بلا قصد اسکی زبان سے نکل گیا تو واقع نہوگی یہ وجیز کردری مین ہی اور یہی ظاہر المذہب ہے یہ فتح القدیر مین ہی۔ ایک شخص نے طلاق کی قسم کھائی اور اسکے آخر مین انشاء اللہ تعالےٰ کہنے کا قصد کیا کہ استنے مین کسی نے اُسکا مُنہ بند کر لیا پھر اگر مُنہ پر سے ہاتھ اُٹھاتے ہی اُسنے علے الاتصال استثناء کہدیا تو استثناء صحیح ہوگا جیسے استثناء و طلاق کے درمیان چھینک یا ڈکار آنے مین حکم ہی یہ فتاوےٰ قاضیخان مین ہی۔ اور اگر کہا کہ تو طالقہ ثلث و ثلث ہی انشاء اللہ تعالیٰ یا ثلث و واحدہ انشاء اللہ تعالیٰ ہی یا کہا کہ تو طالقہ و طالقہ و طالقہ انشاء اللہ تعالےٰ ہی تو استثناء صحیح نہوگا اور امام علیہ الرحمہ کے نزدیک تین طلاق واقع ہونگی اور صاحبینؒ کے نزدیک استثناء صحیح ہوگا اور وہ طالقہ نہوگی یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اور اگر کہا کہ تو طالقہ واحدہ و ثلث انشاء اللہ تعالیٰ ہی تو بالاجماع استثناء صحیح ہی اور اسیطرح اگر کہا کہ تو طالقہ و طالقہ و طالقہ انشاء اللہ تعالےٰ ہی تو بھی صحیح ہی اسواسطے کہ ان دونون کے درمیان کوئی کلام لغو فاصل نہین ہی یہ اختیار شرح مختار مین ہی اور اگر کہا کہ تو طالقہ بچہار ہی انشاء اللہ تعالیٰ تو یہ استثناء بالاجماع صحیح ہی یہ محیط مین ہی۔ اور اگر کہا کہ تو طالقہ بسہ طلاق بائنات یا کہا بسہ طلاق البتہ ہی انشاء اللہ تعالیٰ تو استثناء صحیح نہوگا یہ غایۃ السروجی مین ہی۔ اور مجتبیٰ مین کتاب الایمان مین ہی کہ اگر کہا کہ تو طالقہ رجعی ہی انشاء اللہ تعالیٰ تو واقع ہوگی اور اگر کہا کہ بائنہ ہی تو واقع نہوگی یہ بحر الرائق مین ہی۔ ایک مرد نے اپنی جورو سے کہا کہ تو طالقہ ثلث ہی پس تو آگاہ رہ انشاء اللہ تعالیٰ تو استثناء صحیح ہی اور اگر کہا کہ تو طالقہ ثلث ہے تو آگاہ رہ انشاء اللہ تعالےٰ یا کہا کہ تو جا انشاء اللہ تعالےٰ تو تین طلاق واقع ہونگی اور استثناء باطل ہوگا یہ فتاوےٰ قاضیخان مین ہی۔ اور اگر کہا کہ تو طالقہ ہی اے عمرہ انشاء اللہ تعالےٰ تو طلاق نہوگی یہ بدائع مین ہی۔ اور منتقی مین ہی کہ اگر کہا کہ تو طالقہ ثلث ہی اے عمرہ بنت عبد اللہ انشاء اللہ تعالےٰ تو طالقہ نہوگی اور اگر کہا کہ تو طالقہ ثلث ہی اے عمرہ بنت عبد اللہ بن عبد الرحمن انشاء اللہ تعالےٰ تو طالقہ ہو جائیگی یہ محیط مین ہی۔ اور اگر کہا کہ تو طالقہ ثلث ہی یا طالقہ انشاء اللہ تعالےٰ تو طالقہ نہوگی اور اگر کہا کہ اے طالقہ تو طالقہ ثلث ہی انشاء اللہ تعالےٰ تو استثناء مذکور تین طلاق سے متعلق ہوگا وہ واقع نہونگی مگر ایک طلاق فی الحال واقع ہوگی۔ اور نیز امام ابو حنیفہ رح سے مروی ہی کہ تو طالقہ ثلث ہی یا طالقہ انشاء اللہ تعالیٰ کی صورت مین تین طلاق واقع ہونگی مگر روایت اول ہی صحیح ہی اسکو فخر الاسلام نے ذکر فرمایا ہی یہ شرح تلخیص جامع کبیر مین ہی۔ اور اگر کہا کہ اے زانیہ تو طالقہ ہی انشاء اللہ تعالےٰ تو استثناء مذکور خاصتہ طلاق کے ساتھ ہوگا اور عورت سے لعان کریگا یہ شرح جامع کبیر حصیری مین ہی۔ اور اگر کہا کہ تو طالقہ ہی یا زانیہ انشاء اللہ تعالےٰ تو استثناء صحیح ہی یہ فتاوےٰ قاضیخان مین ہی اور اگر کہا کہ تو طالقہ ہی اے چھنال انشاء اللہ

ف۱ کیونکہ ایک کلام لغو فاصل ہوا ۱۲ منہ ع ف۲ یعنے یا طالقہ کی ۱۲

تو یہ استثنا سب سے متعلق ہے پس نہ طلاق واقع ہوگی اور نہ مرد پر حد لازم ہوگی اور نہ لعان یہ تاتارخانیہ میں ہے۔ اور اگر کہا کہ تو طالقہ ثلث ہے سوائے فلانہ الّا واحدہ تو دو واقع ہونگی اور یا فلانہ کہنا فاصل قرار نہ دیا جائیگا یہ فتاوے صغریٰ میں ہے۔ اور اگر کہا کہ تو طالقہ ہے ستے کہ تیرا قلب خوش ہو انشاء اللہ تعالےٰ تو اسمین فاصلہ موجود ہے پس طلاق واقع ہوگی اور استثنا صحیح نہوگا یہ فتاوے قاضیخان میں ہے۔ جورو کو طلاق دی یا خلع دیدیا پھر استثنا یا شرط کا دعوےٰ کیا اور کوئی منازع موجود نہیں ہے تو کچھ اشکال نہیں ہے کہ مرد کا قول قبول ہوگا یہ فتح القدیر میں ہے اور اگر عورت نے طلاق کا دعوےٰ کیا اور شوہر نے کہا کہ مین نے استثنا کے ساتھ یون کہا کہ تو طالقہ انشاء اللہ تعالےٰ ہے اور عورت نے استثنا میں اسکی تکذیب کی تو روایات ظاہرہ میں مذکور ہے کہ قول شوہر کا قبول ہوگا یہ فتاوے قاضیخان میں ہے۔ پھر اگر گواہون نے گواہی مین خلع یا طلاق بغیر استثنا کی گواہی دی یعنے یون کہا کہ ہم گواہی دیتے ہین کہ اسنے بغیر استثنا کے خلع دیدیا ہے یا کہا کہ بغیر استثنا کے طلاق دی ہے یا کہا کہ اسنے طلاق دی اور استثنا نہین کیا تو شوہر کا قول قبول نہوگا اور اگر گواہون نے یون کہا کہ ہم نے اس مرد کے مُنھ سے کوئی کلمہ سوائے کلمہ خلع یا طلاق کے نہین سُنا تو قول شوہر کا قبول ہوگا اور قاضی ان دونون مین تفریق نہ کریگا الّا یہ کہ شوہر کیطرف سے کوئی ایسی بات ظاہر ہو جو صحت خلع پر دلالت کرتی ہو جیسے بدل الخلع پر قبضہ کر لینا یا کوئی دوسری وجہ ایسی ہی ہو تو ایسی صورت مین عورت کا قول قبول ہوگا یہ فتاوے صغریٰ میں ہے اور شیخ نجم الدین نسفی سے مروی ہے کہ اُنھون نے شیخ الاسلام ابو الحسن رحمہ اللہ سے روایت کی ہے کہ اُنھون نے فرمایا کہ ہمارے مشائخ نے باستحسان فرمایا ہے کہ مرد نے اگر طلاق مین استثناء کا دعوےٰ کیا تو بدون گواہون کے اُسکے قول کی تصدیق نہوگی اسواسطے کہ یہ خلاف ظاہر ہے اور زمانہ مین فساد[۱] پھیل گیا ہے پس تلبیس و جھوٹ سے امن نہین ہے یہ فتاوے غیاثیہ میں ہے۔ اور اگر شوہر نے کہا کہ مین نے گذرے ہوئے کل کے روز طلاق دیدی پس مین نے کہا انشاء اللہ تعالیٰ تو ظاہر الروایہ کے موافق شوہر کا قول قبول ہوگا اور نوازل مین اس مسئلہ مین اختلاف صاحبین باہم ذکر کیا ہے کہ بر بناء قول امام ابو یوسف رح شوہر کا قول قبول ہوگا اور بقول امام محمدؒ طلاق واقع ہوگی اور شوہر کا قول نامقبول ہوگا اور احتیاطاً اسی پر فتوےٰ و اعتماد ہے ایک مرد نے اپنی جورو کو تین طلاق دیدین پھر اس مرد کے سامنے دو عادل گواہون نے گواہی دی کہ تو نے اپنے کلام طلاق مین استثناء موصول کیا تھا حالانکہ خود اس مرد کو یہ بات یاد نہین آتی ہے تو مشائخ نے فرمایا کہ اگر مرد مذکور نے حالت غضب مین طلاق دی ہے بحالیکہ جو وہ نہین چاہتا ہے وہ اُسکی زبان سے نکل سکتا ہو اور جو بکتا ہے وہ یاد نہین رہ سکتا ہو تو اُسکو ان دونون کے قول پر اعتماد کر لینا جائز ہے ورنہ نہین یہ فتاوے قاضیخان میں ہے

پانچوان باب۔ طلاق مریض کے بیان میں ہے۔ شیخ خجندیؒ نے فرمایا کہ اگر کسی مرد نے اپنی جورو کو طلاق رجعی دیدی خواہ اپنی صحت مین یا مرض مین خواہ برضامندی عورت یا بغیر رضامندی پھر عورت کے عدت مین ہونیکی حالت مین مرگیا تو بالاجماع یہ دونون باہم ایک دوسرے کے وارث ہونگے اور اسیطرح اگر عورت وقت طلاق کے

---

[۱] فساد یعنے اس زمانہ کے لوگون مین دیانت جاتی رہی تو دعوےٰ بغیر گواہون کے تصدیق نہوگا ۱۲ منہ [۲] قال المترجم اور اگر اسنے ایک طلاق یا دو یا بائنہ دی ہو اور ایسا واقع ہوا تو اسکا حکم مذکور نہین اور بربناے قول صاحبینؒ اظہر یہ کہ گواہونکے قول پر اعتماد کرے اور احوط یہ کہ جدید نکاح کرے فافہم ۱۲ منہ [۳] اولیٰ یہ ہے کہ یون کہا جائے کہ اسکی عدت مین دونون مین سے کوئی مرگیا ۱۲ م [۴] ستے کہ تیرا قلب آئے ۱۲ [۵] ایسی حالت ہو ۱۲

کتابیہ ہو یا کسی کی مملوکہ ہو پھر وہ عدت مین مسلمان ہوگئی یا آزاد کی گئی تو بھی وہ وارث ہوگی یہ سراج الوہاج مین ہے۔ اور اگر اُسکو طلاق بائن دیدی یا تین طلاق دیدین پھر عورت کو عدت مین چھوڑکر مرگیا تو بھی اسیطرح ہمارے نزدیک عورت وارث ہوگی اور اگر عدت گذر جانے کے بعد مرا تو وارث نہوگی۔ اور یہ اُسوقت ہے کہ بدون درخواست عورت کے طلاق دی ہو اور اگر بدرخواست عورت طلاق دی تو بعد طلاق کے پھر یہ عورت وارث نہوگی یہ محیط مین ہے۔ اگر عورت درخواست طلاق پر باکراہ مجبور کیگئی ہو تو بھی وارث ہوگی یہ معراج الدرایہ مین ہے۔ اور اس مقام پر اہلیت کا وقت طلاق کے ہونے اور اسوقت سے برابر تا وقت موت باقی رہنا معتبر ہے یہ بدائع مین ہے۔ اور مبسوط مین ہے کہ جسوقت عورت کو مریض نے مرض مین بائن کیا ہے اُسوقت اگر وہ باندی ہو یا کتابیہ ہو پھر وہ باندی آزاد کیگئی یا عورت کتابیہ مسلمان ہوگئی تو اُسکو میراث نہ ملیگی یہ حصیری کی شرح جامع کبیر مین ہے۔ اور اگر مریض نے اپنی جورو کو تین طلاق دیدین پھر وہ مرتدہ ہوگئی پھر مسلمان ہوگئی پھر شوہر مرگیا درحالیکہ وہ عدت مین ہے تو وارث نہوگی یہ محیط سرخسی مین ہے اور اگر مرد مرتد ہوگیا نعوذ باللہ دائماً ابداً پھر وہ قتل کیا گیا یا دارالحرب مین جا ملا یا حالت ارتداد مین دارالاسلام مین مرگیا تو اُسکی جورو اُسکی وارث ہوگئی۔ اور اگر عورت مرتدہ ہوگئی پھر مرگئی یا دارالحرب مین جا ملی پس اگر اپنی صحت مین مرتدہ ہوگئی ہو تو شوہر اسکا وارث نہوگا اور اگر مرض مین مرتد ہوئی ہے تو استحساناً اسکا شوہر اسکا وارث ہوگا اور اگر جورو مرد دونون ساتھ ہی مرتد ہوگئے پھر دونون مین سے ایک مسلمان ہوا پھر ایک مرگیا پس اگر مسلمان ہونیوالا مرا ہے تو مرتد اُسکا وارث نہوگا خواہ عورت ہو یا مرد ہو اور اگر مرتد مرا ہے پس اگر یہ مرتد شوہر ہو تو جورو اسکی وارث ہوگی اور اگر جورو مرتد مری ہے پس اگر وہ مرض مین مرتدہ ہوئی تھی تو شوہر مسلمان اسکا وارث ہوگا اور اگر صحت مین مرتدہ ہوئی تھی تو وارث نہوگا یہ فتاوئے قاضیخان مین ہے اور اگر مریض کے پسر نے اپنے باپ کی جورو سے زبردستی باکراہ جماع کر لیا تو عورت وارث نہوگی اور اصل مین مذکور ہے کہ لیکن اگر باپ نے پسر کو اس فعل کا حکم دیا ہو تو فرقت کے حق مین یہ فعل پسر کا اُسکے باپ کیطرف منتقل ہوگا کہ گویا باپ نے خود جدا کر دیا ہے پس فار قرار دیا جائیگا یہ محیط مین ہے یعنے جورو مذکورہ وارث ہوگی فاعلم۔ اور اگر مریض نے اپنی جورو کو تین طلاق دیدین پھر اسکے پسر نے اس سے جماع کیا یا شہوت سے اُسکا بوسہ لیا تو عورت اسکی وارث ہوگی یہ محیط سرخسی مین ہے اور اگر عورت کو تین طلاق دیدین اور مریض ہونے کی حالت مین یہ طلاق دین پھر عورت نے اپنے شوہر مذکور کے پسر کا بوسہ لیا پھر اُسکی عدت مین شوہر مرگیا تو اُسکو میراث ملیگی یہ محیط مین ہے۔ اور اگر عورت نے اپنے مرض کی حالت مین اپنے شوہر کے پسر کی مطاوعت کی پھر عدت مین مرگئی یعنے بعد اس مطاوعت کے چونکہ جدائی واقع ہوئی اور عورت اپنے شوہر پر حرام ہوگئی اور عدت بیٹھی پھر عدت مین مرگئی تو استحساناً شوہر اسکا وارث ہوگا یہ فتاوئے قاضیخان مین ہے۔ اور اگر شوہر نے مرض مین اپنی جورو کو بائن کر دیا پھر اچھا ہوگیا پھر مرگیا تو عورت وارث نہوگی یہ نہایہ مین ہے اور اگر عورت نے اس سے کہا ہو کہ تو مجھے رجعت کی طلاق

ل خصوصیت عورت کی نہین قید اتفاقی ہے ۱۲ ع اگرچہ عورت عدت مین ہو ۱۲ م یعنے طلاق مریض مین ۱۲ ص یعنے سوتیلی مان سے ۱۲ اللعنة اللہ علیہ ۱۲ منہ ص یعنے مریض کی ۱۲ منہ س یعنے جورو دوسری جورو سے ہی ۱۲ ع یعنے شہوت سے ۱۲ ل یعنے اُس نے بدحرکت کرائی مثل جماع وغیرہ

دیدے پس شوہر نے اسکو تین طلاق دیدین یا بائنہ طلاق دی پھر مرگیا تو عورت مذکورہ اسکی وارث ہوگی یہ غایۃ السروجی مین ہی۔ اور اگر اپنے مرض مین عورت سے کہا کہ تیرا امر تیرے ہاتھ ہی یا تو اختیار کر پس عورت نے اپنے نفس کو اختیار کیا یا عورت سے کہا کہ تو اپنے نفس کو تین طلاق دیدے اُسنے ایسا ہی کیا یا عورت نے اپنے شوہر سے خلع لے لیا پھر اسکی عدت مین شوہر مرگیا تو اسکی وارث نہوگی یہ بدائع مین ہی۔ اور اگر عورت نے اپنے نفس کو خود بخود تین طلاقین دیدین پس مرد نے اُسکو جائز رکھا تو مرد کے مرنے پر اپنی عدت مین عورت اُسکی وارث ہوگی اسواسطے کہ میراث کی مٹانے والی شوہر کی اجازت ہوئی ہی یہ تبیین مین ہی۔ اور مشائخ نے فرمایا کہ اگر مرض مین زوجہ کو طلاق دی اور برابر دو برس سے زیادہ بیمار رہکر مرگیا پھر عورت کے اس شوہر کے مرنے کے بعد چھ مہینے سے کم مین بچہ پیدا ہو تو امام اعظم و امام محمدؒ کے قول مین عورت کو میراث نہ ملیگی یہ بدائع مین ہی قال المترجم مرد طلاق دینے سے جب ہی فار کہلاتا ہی جب وہ اس غرض سے طلاق دے کہ میراث کا مال عورت کو نہ ملنے پاوے یا ایسا اسکی طرف سے گمان ظاہر ہو تو وہ فار ہی گویا اُسنے میراث دینے سے فرار کیا تو حق میراث مین ایسی طلاق کا کچھ اعتبار نہین ہی بلکہ میراث ملیگی اگر شرائط موجود ہون مگر فرار کا حکم جب ہی ثابت ہوتا ہی کہ جب عورت کا حق اُسکے مال سے متعلق ہوجاوے اور اسکے مال سے جب ہی متعلق ہوتا ہی کہ جب وہ ایسا مریض ہو جس سے غالبًا ہلاکت کا خوف ہو بایںطور کہ وہ بستر پر پڑ گیا ہو کہ وہ گھر کے ضروری امور کا اقدام مثل تندرست آدمیون کی عادت کے موافق نہ کرسکتا ہو اور اگر وہ بتکلف ان امور کا سرانجام کرسکتا ہو کہ گھر ہی مین اپنی ضروریات کو ادا کرتا ہو حالانکہ بیمار ہو تو وہ فار نہ قرار دیا جائیگا اسواسطے کہ آدمی کمتر اس سے خالی ہوتا ہی اور صحیح یہ ہی کہ جو شخص اپنی حاجات کو جو گھر کے باہر سرانجام پاتی ہین ادا نہ کرسکے وہ مریض ہی اگرچہ گھر کے اندر حاجات کو ادا کرسکے اسلیے کہ ایسا نہین ہی کہ ہر مریض گھر مین حاجات کے انجام دینے سے عاجز ہوجاوے جیسے پیشاب پائخانہ کے واسطے قیام کرنا یہ تبیین مین ہی اور عورت اگر ایسی ہو کہ بیماری سے چھت پر نہ چڑھ سکتی ہو تو وہ مریضہ ہی ورنہ نہین۔ اور ایسے امور کے ساتھ بھی حکم فرار ثابت ہوا ہی جو مرض مہلک کے معنی مین ہوتے ہین کہ جن مین ہلاکت کا احتمال غالب ہے پس اگر انمین سلامتی کا احتمال غالب ہو تو اُنکا حکم مثل صحیح کے ہوگا اور وہ فار قرار نہ دیا جائیگا پس جو شخص محصور ہو یا صف قتال مین ہو یا درندون کے جنگل مین اُترا ہو یا کشتی مین سوار ہو یا قصاص یا رجم کے واسطے مقید ہو تو عیانًا وہ سلیم البدن ہی اور غالب اسکے حال مین سلامتی ہی اسواسطے کہ قلعہ دشمن کی بدی دور کرنیکے واسطے ہوتا ہی اور ایسا ہی منعہ بھی ہوتا ہی اور بیشتر آدمی قید و درندون کے جنگل سے نوع حیلہ سے خلاص پاجاتا ہے۔ اور اگر وہ صفون کے بیچ سے نکلا تاکہ کسی دشمن سے قتال کرے یا قید سے نکالا گیا ایسے قتل کے واسطے پیش کیا گیا جسکا وہ مستحق ہوچکا ہی یا کشتی ٹوٹ گئی اور وہ ایک تختہ پر رہگیا یا درندہ کے منھ مین ہی تو ایسی حالت مین غالب گمان اسکے حق مین ہلاکت کا ہی پس اگر ایسی حالت مین اُسنے طلاق دی تو فرار کرنیوالا قرار دیا جائیگا۔ اور

سلہ یعنے اگر اجازت نہ دیتا تو طالقہ ہوتی پس گویا مرض مین خود جدا کیا ۱۲ منہ سکہ یعنے دشمن نے گھیرا ہوا ہو ۔ قلعہ مین محصور ہو مثلاً ۱۲

جسکے ہاتھ پاؤن رہ گئے ہین یعنے گٹھیا ہوگئی ہی اور جسکو فالج نے مارا ہی جبتک اسکا مرض بڑھنے پر ہو تب تک وہ مریض ہی
اور جب ایک حالت پر ٹھہر جاوے اور نہ بڑھے اور پرانا ہو جاوے تو طلاق وغیرہ کے حق مین وہ مثل صحیح کے ہی کذا
فی الکافی اور یہی حکم مدقوق کا ہی اور اسی کو بعضے مشائخ نے لیا ہی اور صدر کبیر برہان الدین اور صدر شہید حسام الدین
اسی پر فتوے دیتے تھے یہ محیط مین ہی۔ اور جسکو سل[ؔ۱] ہوا اگر اس مرض مین اسکو زمانہ دراز گذرا تو وہ صحیح کے حکم مین ہی لیکن اگر
اس مرض مین اسکی حالت متغیر ہوئی تو جو زمانہ تغیر کا ہی یعنے ایک حالت سے تغیر شروع ہوا تو اسوقت سے مرض الموت کا
زمانہ قرار دیا جائیگا اور یہی حال لیجے اور ایسے مریض کا ہی جسکا ایک طرف کا دھڑ خشک ہوگیا ہو یہ بدائع مین ہی
اور زمانۂ دراز کی تفسیر ہمارے اصحاب نے یون فرمائی ہی کہ ایک سال گذرے پس اگر اس مرض مین ایک سال باقی رہا
تو بعد سال کے اسکا جو تصرف ہوگا وہ مثل تندرست آدمی کے تصرف کے ہوگا یہ تمرتاشی مین ہی۔ اور زخمی آدمی
اور جسکے درد ہو بشرطیکہ اس تکلیف نے اسکو صاحب فراش نہ کر دیا ہو تو وہ مثل صحیح کے ہی یہ فتاوے قاضیخان مین ہی
اور جو شخص قتل کے واسطے قیدخانہ سے نکالا گیا تھا اگر وہ پھر قید مین واپس لایا گیا یا جو صف سے لڑنے کے واسطے نکلا تھا
وہ صف مین واپس آگیا تو وہ صحیح کے حکم مین ہوگیا جیسے مریض کہ وہ مرض سے اچھا ہوگیا یہ بدائع مین ہی۔ اور اگر
شوہر پر طلاق دینے کے واسطے اکراہ کیا گیا پس اگر اسکی جان یا عضو تلف کرنے کی وعید پر اکراہ کیا گیا ہو تو وہ
طلاق دینے مین فار نہ قرار دیا جائیگا اور اگر قید کرنے یا مارپیٹ کی وعید پر اکراہ ہو تو فار ہوگا یہ عتابیہ مین ہی
اور اگر اپنے مرض مین جورو کو تین طلاق دین پھر وہ قتل کیا گیا یا اس مرض کے سوائے کسی وجہ سے مر گیا مگر ہان وہ
اچھا نہین ہوگیا تھا تو اسکی عورت کو میراث ملیگی یہ کافی مین ہی۔ اور اگر مریض نے مرض مین اپنی جورو کو طلاق دی پھر
عورت نے اسکو قتل کر دیا تو عورت کو میراث نہ ملیگی اسواسطے کہ قاتل کو میراث نہین[ؔ۲] ملتی ہی یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اور
عورت اسباب فرار مین مثل مرد کے ہی چنانچہ اگر عورت نے بخیار بلوغ اپنے نفس کو اختیار کر لیا یا بخیار عتق اختیار کر لیا
یا شوہر کے پسر کو اپنے اوپر کسی حرکت بد کا قابو دیدیا یا مرتدہ ہوگئی یا مثل اسکے اسباب جدائی مرد سے کسی سبب کو
عمل مین لائی بعد اسکے کہ عورت کو ان امور مین سے جو ہمنے مرض وغیرہ کے ذکر کیے ہین کوئی پیش آیا اور عارض ہوا ہی
تو وہ فارہ قرار دیجائیگی اور شوہر اسکا وارث ہوگا اور حاملہ فارہ نہین قرار پاتی ہی یعنے فقط حمل کے سبب سے نہین اگر امور
فراق مین سے کوئی امر کرے تو فارہ نہوگی لیکن اگر دردزہ شروع ہونے پر اسنے ایسا کیا تو فارہ ہوسکتی ہی یہ تبیین مین
ہے۔ اور اگر مریضہ عورت و اسکے شوہر کے درمیان بسبب عنین ہونیکے جدائی کر دیگئی بایںطور کہ شوہر عنین نکلا اور اسکو
ایک سال کی مدت دیگئی مگر اس عرصہ مین بھی اسنے عورت سے وطی نہین کی کہ اسکو قدرت حاصل نہوئی پس عورت کو خیار
دیا گیا پس اسنے اپنے نفس کو اختیار کیا درحالیکہ وہ مریضہ ہی پھر عدت مین مر گئی یا بسبب جب کے یعنی آلہ تناسل
کٹے ہونے کے جدائی ہوئی بایںطور کہ عورت سے دخول کے بعد اسکو طلاق بائن دی پھر مجبوب ہوا پھر عدت مین اس سے

ر[ؔ۱] یعنے اسکے پھیپھڑے مین قرحہ پیدا ہوجاوے کہ آخر مین اسکو دق لازم ہوجاتی ہے نعوذ باللہ تعالے من تلک الامراض ۱۲

ع[ؔ۲] یعنے اس سے پہلے کا فعل اسکا مثل صحیح ہوئیگا ۱۲ ع[ؔ۳] یعنے مقتول کی ۱۲

نکاح کیا پھر عورت کو یہ معلوم ہوا حالانکہ وہ مریضہ ہے پس اُسنے اپنے نفس کو اختیار کیا پھر عدت مین مرگئی تو دونون
مسئلون مین شوہر اسکا وارث نہوگا یہ شرح تلخیص جامع کبیر مین ہے۔ اور اگر عورت کو قذف کیا پھر دونون باہم لعان
واقع ہوئی درحالیکہ عورت مریضہ تھی پھر قاضی نے دونون تفریق کردی پھر وہ عدت مین مرگئی تو شوہر اسکا وارث
نہوگا یہ سراج الوہاج مین ہے۔ اور اگر مرض کی طلاق دی ہوئی[۱] عورت مستحاضہ ہوا اور اُسکے حیض کے ایام مختلف ہون
توہم میراث کے واسطے اقل مدت جو اُسکی ہے وہ لینگے۔ اور اگر اسکا حیض معلوم ہو پھر آخری حیض عدت مین اسکا خون
منقطع ہوگیا حالانکہ اُسکے ایام دس روز سے کم ہین پس اگر عورت کے غسل کرلینے یا وقت نماز گذر جانے سے
پہلے شوہر مریض مرگیا تو عورت وارث ہوگی اور اسیطرح اگر عورت نے غسل کیا مگر کوئی عضو باقی رہا کہ وہان پانی نہین
پہونچا تو بھی اس صورت مین یہی حکم ہے یہ ظہیریہ مین ہے اور اگر بسبب عنین ہونے یا مجبوب ہونے شوہر کے شوہر کے مرض
مین دونون مین تفریق کردیگئی اور عورت کی عدت مین شوہر مذکور مرگیا تو عورت اسکی میراث نہ پاویگی اسواسطے کہ وہ
فرقت پر راضی تھی یہ تمرتاشی مین ہے۔ اور اگر مرض مین اپنی عورت کو قذف کیا اور مرض مین اس سے لعان کیا تو بالاجماع
یہ عورت اُسکی وارث ہوگی اور اگر صحت مین عورت کو قذف کیا ہو اور باہم لعان مرض مین واقع ہوا تو امام ابوحنیفہؒ
وامام ابویوسفؒ کے قول مین اسکی وارث ہوگی یہ بدائع مین ہے۔ اور اگر مرض مین عورت سے ایلا کیا اور مدت ایلا مرض
مین گذر گئی تو جبتک عدت مین ہے اگر شوہر مرا تو وارث ہوگی اور اگر ایلا حالت صحت مین کیا اور مدت ایلا مرض
مین تمام ہوگئی تو پھر وارث نہوگی۔ اور اگر عورت سے اپنے مرض مین کہاکہ مین نے تجھے اپنی صحت مین طلاق مغلظہ دیدیا
ہے اور تیری عدت گذر گئی ہے پس عورت نے اسکی تصدیق کی پھر اس عورت کے واسطے کچھ قرضہ کا اقرار کیا یا کچھ
وصیت کی تو امام اعظمؒ کے نزدیک عورت مذکورہ کو اسکے حصہ میراث کی مقدار اور اس مقدار مقرہ یا موصی بہا سے
جو کم ہو وہ ملیگی اور صاحبینؒ کے نزدیک شوہر کا اقرار و وصیت صحیح ہے اور اگر عورت کے حکم سے عورت کو اپنے مرض مین
تین طلاق دیدین پھر اسکے واسطے کچھ قرضہ کا اقرار کیا یا کچھ وصیت کی تو بالاجماع عورت کو اس مقدار اور اُسکے
حصہ میراث دونون سے جو کم ہو وہ ملیگی یہ سراج الوہاج مین ہے۔ اور ہمارے نزدیک عورت کو اس مقدار اور مقدار
حصہ میراث دونون کمتر مقدار جب ہی ملیگی جب عورت کی عدت مین شوہر مذکور مرگیا ہو اور اگر عدت گذر نیکے
بعد مرا ہے تو عورت کو تمام وہ مقدار ملیگی جسکا اسکے واسطے اقرار کیا ہے یہ فصول عمادیہ مین ہے۔ اور اگر کوئی آدمی مرگیا اور
اسکی جورو نے کہاکہ مجھے وہ اپنے مرض موت مین تین طلاق دیچکا ہے پھر وہ ایسی حالت مین مرا کہ مین عدت مین ہون
پس مجھے میراث چاہیے ہے اور وارثون نے کہاکہ تجھے اسنے اپنی صحت مین طلاق دی ہے اور تجھے میراث نہین چاہیے
ہے تو قول عورت کا قبول ہوگا یہ ذخیرہ مین ہے۔ اور اگر وارثون نے کہاکہ تو باندی تھی اور تو اسکے مرنیکے بعد
آزاد کیگئی ہے اور وہ کہتی ہے کہ مین برابر آزادہ چلی آتی ہون تو قول عورت کا قبول ہوگا یہ غایۃ السروجی مین ہے۔ اور اگر
عورت باندی ہو پس وہ آزاد کیگئی اور اُسکا شوہر مرگیا پس عورت نے شوہر کی زندگی مین آزاد کیے جانیکا دعویٰ کیا

---

[۱] یعنے مریض نے مرض مین طلاق دی ۱۲ منہ [۵] اور وصیت مین یہ حکم نہین ہے ۱۲

اور وارثون نے اُسکے مرنیکے بعد آزاد کیے جانے کا دعوے کیا تو وارثون کا قول قبول ہوگا اور اگر باندی کے
مولے نے کہا کہ مین نے اسکو اسکے شوہر کی زندگی مین آزاد کیا تھا تو مولے کا قول قبول نہوگا اور اسیطرح اگر
عورت کتابیہ کسی مسلمان کے تحت مین ہو پس وہ مسلمان ہوگئی اور اسکا شوہر مرگیا پس کتابیہ مذکورہ نے کہا کہ مین شوہر کی
زندگی مین مسلمان ہوئی ہون اور وارثون نے کہا کہ نہین بلکہ بعد موت شوہر کے تو قول وارثون کا قبول ہوگا یہ فتاوئے
قاضیخان مین ہے۔ اور اگر عورت نے کہا کہ مجھے اسنے طلاق دی درحالیکہ وہ سوتا تھا اور وارثون نے کہا کہ تجھے جاگتے
مین طلاق دی ہے تو قول عورت کا قبول ہوگا یہ تاتارخانیہ مین ہے۔ اور اگر اپنی جورو سے اپنے مرض مین کہا کہ مین
تجھے اپنی صحت مین تین طلاق دے چکا ہون یا کہا کہ مین نے تیری مان یا تیری بیٹی سے جماع کر لیا ہے یا کہا کہ مین نے
اس سے بغیر گواہون کے نکاح کیا ہے یا کہا کہ میرے اور اُسکے درمیان قبل نکاح کے رضاعت متحقق ہو چکی ہے
یا کہا کہ مین نے اس سے ایسی حالت مین نکاح کیا کہ یہ غیر کی عدت مین تھی اور عورت نے اس سے انکار کیا تو مرد سے
بائنہ ہو جائیگی مگر اسکو میراث ملیگی اور اگر عورت نے اسکی تصدیق کی تو میراث نہ ملیگی یہ فصول عمادیہ مین ہے۔ اور اگر
اپنے مرض الموت مین جورو کو تین طلاق دیدین پھر مرگیا اور اُسکی مطلقہ جورو کہتی ہے کہ میری عدت ابھی نہین گذری
ہے تو اسکا قول قسم سے قبول ہوگا اگرچہ زمانہ دراز گذر گیا ہو پس اگر عورت نے قسم کھالی تو میراث لیگی اور اگر
نکول[1] کیا تو اسکو میراث نہ ملیگی جیسے عدت گذر جانے کے اقرار کرنے کی صورت مین ہے اور اگر عورت نے کچھ نہین کہا
ولیکن کسی دوسرے شوہر سے نکاح کیا اور مدت اتنی گذری ہے کہ اتنی مدت مین عدت تمام ہو سکتی ہے پھر عورت نے
کہا کہ پہلے خاوند سے میری عدت نہین گذری تھی تو عورت کے قول کی تصدیق نہ کیجائیگی چنانچہ دوسرے شوہر کے حق مین
اُسکا قول مضر نہوگا اور وہ اُسکی جورو رہیگی اور اول شوہر کی میراث بھی اُسکو نہ ملیگی اور دوسرے شوہر سے اسکا نکاح
کرنا یہ دلالۃً اس عورت کی طرف سے عدت گذر جانے کا اقرار ہے اور اگر اُسنے کسی سے نکاح نہین کیا بلکہ اُسنے کہا کہ مین حیض
سے مایوس ہوگئی ہون اور اُسنے تین مہینہ عدت پوری کی پھر شوہر مرگیا اور وہ میراث سے محروم ہوئی پھر اُسکے بعد
اُسنے کسی شوہر سے نکاح کیا اور اُسکے بچہ پیدا ہوا یا حائضہ ہوئی تو اُسکو پہلے خاوند سے میراث ملیگی اور دوسرے
شوہر کے ساتھ نکاح فاسد ہوگا یہ محیط مین ہے۔ اور اگر کسی مرد نے جو تندرست ہے اپنی جورو سے کہا کہ جب شروع ماہ
ہو یا جب تو دار مین داخل ہو یا جب فلان شخص ظہر کی نماز پڑھے یا جب فلان شخص اس دار مین داخل ہو تو تو طالقہ
ہے پھر شوہر کے مریض ہونے کی حالت مین یہ باتین پائی گئین تو طالقہ ہو جائیگی اور شوہر کی میراث نہ پاویگی اور اگر
شوہر نے ایسا کلام مرض مین کہا ہو تو وارث ہوگی سوائے اس صورت کے کہ جب تو دار مین داخل ہو کہ اس صورت مین
وارث نہوگی یہ ہدایہ مین ہے۔ اور اگر طلاق کو شرط پر معلق کیا پس اگر اپنے ذاتی فعل پر معلق کیا تو حانث ہونیکا وقت
معتبر ہوگا چنانچہ اگر حانث ہونیکے وقت مریض تھا اور مرگیا اور عورت عدت مین تھی تو وارث ہوگی خواہ تعلیق حالت
صحت مین کی ہو یا مرض مین خواہ ایسا فعل ہو جسکے کرنے پر وہ مجبور[2] ہو یا نہو اور اگر اجنبی آدمی کے فعل پر معلق کیا

---

[1] انکار ۱۲

[2] یعنے نہ کرنے کا کوئی چارہ نہو جیسے پیخانہ و پیشاب ۱۲ منہ [3] مرض الموت ۱۲

توقسم کھانے اور حانث ہونے دونون کا وقت معتبر ہوگا پس اگر دونون حالتون مین قسم کھانیوالا مریض ہو تو عورت وارث ہوگی ورنہ نہین خواہ یہ فعل جسپر معلق کیا ہے ایسا ہو کہ اس سے چارہ ہو یا نہو جیسے یون کہا کہ جب فلان آوے تو تو طالقہ ہے یہ سراج الوہاج مین ہے۔ اور اسیطرح اگر کوئی فعل آسمانی پر تعلیق کی جیسے کہا کہ جب چاند ہو تو تو طالقہ ہے تو بھی ایسا ہی حکم ہے یہ محیط مین ہے۔ اور اگر فعل عورت پر تعلیق کی پس اگر ایسا فعل ہو کہ عورت کو اُسکے نہ کرنیکا چارہ ہے یعنے چاہے نکرے تو حانث ہونے پر عورت وارث نہوگی خواہ قسم اور حانث ہونا دونون مرض مین واقع ہوئے یا تعلیق صحت مین اور حانث ہونا مرض مین ہوا ہو اور اگر ایسے فعل پر معلق کیا جس سے عورت کو کوئی چارہ نہین ہے جیسے کھانا[1] پینا نماز روزہ و والدین سے کلام کرنا و قرضدار سے قرضہ وصول کرنا وغیرہ پس اگر تعلیق و فعل مشروط دونون مرض مین واقع ہون تو بالاجماع وارث ہوگی اور اگر تعلیق صحت مین اور وجود شرط مرض مین ہو تو بھی امام اعظم و امام ابو یوسف رح کے نزدیک یہی حکم ہے جیسے کہ اپنے فعل پر تعلیق طلاق کرنیکا حکم ہے یہ سراج الوہاج مین ہے اگر اپنی صحت مین اپنی جورو سے کہا کہ اگر مین بصرہ کے اندر نجاؤن تو تو بسہ طلاق طالقہ ہے پس وہ بصرہ مین نہ آیا حتے کہ مرگیا تو عورت اُسکی وارث ہوگی اور اگر جورو مرگئی اور شوہر زندہ رہا تو اُسکا وارث ہوگا اور اگر عورت سے کہا کہ اگر تو بصرہ مین نہ آئی تو تو طالقہ ثلث ہے پھر وہ عورت نہ آئی یہانتک کہ شوہر مرگیا تو اُسکی وارث ہوگی اور اگر یہ عورت مرگئی اور شوہر باقی رہا تو اُسکا وارث نہوگا یہ بدائع مین ہے۔ اور اگر مریض نے اپنی جورو کو بعد دخول کے طلاق بائن دیدی پھر اُس سے کہا کہ جب مین تجھ سے نکاح کرون تو تو بسہ طلاق طالقہ ہے پھر عدت مین اُس سے نکاح کرلیا تو طالقہ ثلث ہوجائیگی پھر اگر اُسکی عدت مین مریض مرگیا تو یہ جدید عدت مین اسکی موت قرار دیجائیگی اور نکاح کرنے سے حکم فرار باطل ہوگیا اگرچہ اسکے بعد طلاق واقع ہوئی ہے کیونکہ تزوج عورت کے فعل سے واقع ہوا ہے پس شوہر مریض فرار کرنیوالا نہوگا یہ امام اعظم رح و امام ابو یوسف کے نزدیک ہے یہ فتاوےٰ قاضیخان مین ہے۔ ایک مریض نے اپنی جورو سے کہا کہ کل کے روز تو طالقہ ثلث ہے حالانکہ یہ عورت باندی ہے اور اُسکے مولےٰ نے اس سے کہا کہ کل کے روز تو حرہ ہے پھر کل کا روز ہوا تو طلاق و عتاق ساتھ ہی واقع ہونگے اور یہ عورت اپنے شوہر کی میراث نہ پاویگی اور اسیطرح اگر مولےٰ نے عتق کا کلام پہلے کہا ہو پھر شوہر نے اسکے بعد کہا ہو کہ تو کل کے روز طالقہ ہے تو بھی یہی حکم ہے اور اگر شوہر نے یون کہا کہ جب تو آزاد کیگئی تو تو طالقہ بسہ طلاق ہے تو شوہر مریض مذکور فرار کنندہ قرار دیا جائیگا پس اگر مولےٰ نے اس باندی سے کہا کہ کل کے روز تو حرہ ہے اور شوہر نے کہا کہ پرسون تو بسہ طلاق طالقہ ہے پس اگر اسکو گفتگوے مولی سے آگاہی ہو تو وہ فار ہوگا اور اگر آگاہ نہو تو فار نہوگا یہ ظہیریہ مین ہے ایک مرد نے اپنی جورو سے کہا کہ جب مین مریض ہون تو تو بسہ طلاق طالقہ ہے پھر بیمار ہوا اور اسی مرض مین مرگیا درحالیکہ وہ عدت مین تھی تو عورت اُسکی وارث ہوگی اور شیخ ابو القاسم صفار نے فرمایا کہ وارث نہوگی و قول اول ہی صحیح ہے یہ فتاوےٰ قاضیخان مین ہے۔ ایک باندی ایک غلام کے تحت مین ہے کہ دونون سے اُنکے مولی نے کہا کہ کل کے روز تم دونون آزاد ہو اور شوہر نے اُس سے کہا کہ تو کل کے روز بسہ طلاق طالقہ ہے تو اُس باندی کو اپنے شوہر کی میراث نہ ملیگی اور اگر

[1] تو کھانا پینا سونا انسے بالطبع نا جائز ہے اور نماز روزہ انسے شرعًا ناچاری ہے ۱۲ منہ [2] یا جب فلان پیشاب کرے تو تو طالقہ ہے ۱۲ منہ

شوہر نے کہا کہ تو پرسون طالقہ ثلث ہے تو قیاساً عورت کے واسطے میراث نہوگی اور استحساناً اگر اسکو گفتگو سے مولیٰ سے آگاہی تھی تو وارث ہوگی اور اگر نہ تھی تو نہوگی۔ ایک عورت نے اپنے شوہر مریض پر دعوے کیا کہ اسنے مجھکو تین طلاق دیدین مگر وہ انکار کر گیا اور قاضی نے اس سے قسم لی تو قسم کھا گیا پھر عورت نے اسکی تصدیق کی کہ سچا ہی اور شوہر مر گیا پس اگر شوہر کے مرنیکے بعد عورت نے اسکی تصدیق کی ہو تو اسکی تصدیق صحیح نہین ہے۔ مریض نے اپنی دو جورؤن سے کہا کہ اگر تم اس دار مین داخل ہوئین تو تم طالقہ ثلث ہو پھر دونون معًا دار مین داخل ہوئین پھر وہ مر گیا درحالیکہ دونون عدت مین تھین تو اُسکی وارث ہونگی اور اگر ایک پہلے داخل ہوئی پھر دوسری تو پہلی وارث ہوگی نہ دوسری۔ ایک مرد نے اپنی صحت مین اپنی جورو سے کہا کہ جب مین چاہون و فلان تو تو بسہ طلاق طالقہ ہے پھر بیمار ہوا پھر شوہر اور فلان دونون نے معًا طلاق چاہی یا پہلے شوہر نے پھر اجنبی نے چاہی پھر شوہر مر گیا تو عورت وارث نہوگی اور اگر پہلے اجنبی نے چاہی پھر شوہر نے تو عورت وارث ہوگی یہ ظہیریہ مین ہے۔ اور اگر مسلمان مریض نے اپنی کتابیہ جورو سے کہا کہ جب تو مسلمان ہو تو تو بسہ طلاق طالقہ ہے پھر وہ مسلمان ہوگئی پھر شوہر مر گیا تو فرار کنندہ قرار دیا جائیگا یہ فتاوےٰ قاضیخان مین ہے۔ اور اگر جورو کتابیہ آزادہ ہوا اور اُس سے کہا کہ کل کے روز تو طالقہ ثلث ہے پھر وہ کل سے پہلے مسلمان ہوگئی یا بعد کل کے مسلمان ہوئی تو اس عورت کو میراث نہ ملیگی اور اگر مسلمان ہوگئی پھر شوہر نے اسکو تین طلاق دیدین حالانکہ مرد کو اسکے مسلمان ہونے کا علم نہین ہے تو عورت کو میراث ملیگی۔ اور اگر کافر کی جورو مسلمان ہوگئی پھر کافر نے اپنے مرض کی حالت مین اُسکو تین طلاق دیدین پھر خود مسلمان ہوگیا پھر مر گیا درحالیکہ وہ عدت مین تھی تو عورت کو میراث نہ ملیگی۔ اور اسیطرح غلام نے اگر مرض مین اپنی جورو کو طلاق دی پھر آزاد کیا گیا اور اُسنے کچھ مال پایا تو عورت کو میراث نہ ملیگی۔ اور اگر اُسنے یون کہا کہ جب مین آزاد کیا جاؤن تو تو طالقہ ثلث ہے تو فار قرار دیا جائیگا۔ اور اگر جورو بھی باندی مملوکہ ہو پس غلام نے اپنے مرض مین کہا کہ جب مین اور تو آزاد کیے جاوین تو تو طالقہ ثلث ہے پھر دونون آزاد کیے گئے تو عورت کو اُسکی میراث ملیگی اور اگر بولا کہ تو کل کے روز طالقہ ثلث ہے پھر دونون آج ہی کے روز آزاد کیے گئے تو وارث نہوگی یہ شرح جامع کبیر حصیری مین ہے۔ ایک مرد نے اپنی باندی کو آزاد کر دیا درحالیکہ یہ عورت کسی مرد کے تحت مین ہے یعنے منکوحہ ہے پھر شوہر نے اپنے مرض مین اُسکو تین طلاق دیدین خواہ وہ باندی کے آزاد ہونیسے آگاہ تھا یا نہ تھا بہرحال فرار کنندہ قرار پائیگا یہ فتاوےٰ قاضیخان مین ہے۔ ایک باندی مرد آزاد کے تحت مین ہے وہ آزاد کیگئی اور اُسکو کچھ مال ہبہ کیا گیا پس عورت مذکور نے اپنے نفس کو ختیار کیا بخیار عتق حالانکہ وہ مریضہ ہے پھر عدت مین مر گئی تو شوہر اُسکا وارث ہوگا۔ ایک مرد نے اپنے مرض مین دو جورؤن سے کہا کہ تم اپنے نفسون کو تین طلاق دیدو حالانکہ دونون اسکی مدخولہ ہین پھر ہر ایک نے اپنے نفس کو اور سوت کو آگے پیچھے طلاق دیدی تو پہلی طلاق دینے والی عورت کی طلاق سے دو تونین سے ہر ایک بسہ طلاق طالقہ ہوجائیگی۔ اور اسکے بعد دوسری جورو کا طلاق دینا اپنے کو اور اپنی سوت کو باطل ہے اور شوہر کی دوسری

ؔ۵ خواہ شوہر کی زندگی مین یا اُسکے مرنے کے بعد ۱۲ منہ

وارث ہوگی نہ پہلی بخلاف اسکے اگر پہلی نے اولاً اپنی سوت کو طلاق دی نہ اپنے آپ کو حتے کہ سوت پر طلاق واقع ہوئی اور اسپر واقع نہوئی تو دونون وارث ہونگی اور اسیطرح اگر ہر ایک نے پہلے اپنی سوت کو طلاق دی تو بھی یہی حکم ہے اور اگر ہر ایک نے اپنے آپ کو اور اپنی سوت کو معًا طلاق دی یعنے ایک ہی ساتھ دونون مین سے ہر ایک نے ایسا کیا تو دونون مطلقہ ہونگی اور کوئی وارث نہوگی اور اگر یون ہوا کہ ایک نے کہا کہ مین نے اپنے نفس کو طلاق دی اور دوسری نے کہا کہ مین نے اپنی سوت کو طلاق دی اور دونون کلام ساتھ ہی نکلے تو بھی اکیلی طالقہ ہوجائیگی اور وارث نہوگی۔ اور اگر ایک نے اپنے آپ کو طلاق دی پھر اسی کو اسکی سوت نے طلاق دی تو طالقہ ہوجائیگی اور وارث نہوگی اور اگر اسکے برعکس واقع ہوا تو وارث ہوگی۔ اور یہ سب اسوقت ہے کہ دونون عورتین اسی مجلس تفویض پر برقرار ہون اور اگر دونون اس مجلس سے اٹھ گئی ہون پھر ہر ایک نے اپنے آپ کو اور اپنی سوت کو ایک ساتھ ہی یا آگے پیچھے تین طلاقین دیدین یا ہر ایک نے اپنی سوت کو طلاق دی تو دونون وارث ہونگی۔ اور اگر دونون مین سے ہر ایک نے اپنے آپ کو طلاق دی تو کوئی طالقہ نہوگی۔ اور اگر مرد نے اپنے مرض مین دونون سے کہا کہ تم اپنے آپ کو تین طلاق دو اگر تم چاہو پس ایک نے اپنے آپ کو اور اپنی سوت کو طلاقین دین تو جبتک دوسری بھی اپنے آپ کو اور اپنی سوت کو طلاق نہ دے تب تک کوئی طالقہ نہوگی ہان اگر اسکے بعد دوسری نے اپنے آپ کو اور سوت کو تین طلاقین دین تو دونون طالقہ ہوجاوینگی اور پہلی وارث ہوگی نہ دوسری اور اگر دونون کے کلام ساتھ ہی منھ سے نکلے تو دونون بائنہ ہونگی اور دونون وارث ہونگی اور اگر دونون مجلس سے کھڑی ہوگئین پھر ہر ایک نے دونون کو ساتھ یا آگے پیچھے طلاقین دین تو واقع نہونگی۔ اور اگر اپنے مرض مین دو جوروؤن سے کہا کہ تمھارا امر تمھارے ہاتھ ہے اور اس سے طلاق کا قصد کیا تو دونون کی طلاق بطریق تملیک دونون کے سپرد ہوگی حتے کہ اکیلی کوئی دونون مین سے متفرداً[1] بطلاق نہین ہوسکتی ہے اور یہ تفویض مقصور بر مجلس ہوگی جیسے تعلیق بمشیت مین ہوتا ہے مگر ان دونون صورتون مین ایک بات کا فرق ہے اور وہ یہ ہے کہ اگر دونون کسی ایک کی طلاق پر متفق ہوئین تو دونون مین سے جسکی طلاق پر متفق ہوئی ہین تفویض کی صورت مین اسپر واقع ہوگی اور مشیت کی صورت مین واقع نہوگی۔ اور اگر کہا کہ تم اپنے آپ کو ہزار درم پر طلاق دیدو پس ہر ایک نے ساتھ ہی یا آگے پیچھے کہا کہ مین نے اپنے آپ کو اور اپنی سوت کو ہزار درم پر طلاق دیدی تو ہزار درم معاوضہ مین دونون پر لازم ہونگے اور دونون کے مہر پر تقسیم ہونگے پس جسقدر جسکا مہر ہے اسیقدر حصہ ہزار درم کا اسکو دینا پڑیگا اور کسی حال مین دونون مین سے کوئی وارث نہوگی اور اگر ایک نے طلاق دی تو اپنے حصہ ہزار درم کے عوض طالقہ ہوگی اور وارث نہوگی اور جونسی مجلس سے کھڑی ہوگئی اسکے حق مین یہ امر تفویض باطل ہوگیا یہ کافی مین ہے امام محمدؒ نے فرمایا کہ ایک مرد نے اپنی دو جوروؤن سے حالانکہ دونون اسکی مدخولہ ہین کہا کہ تم مین سے ایک پر طلاق طالقہ ہے پھر اسنے اپنے مرض الموت مین بیان کیا کہ وہ یہ ہے تو میراث سے محروم[2] نہوگی اور اس بیان مین شوہر فرار کرنے والا قرار دیا جائیگا پس اگر ان دونون کے سوائے اسکی کوئی اور جورو ہو تو اسکو نصف[3] میراث ملیگی۔

[1] متفرداً الخ یعنے تنہا ایک کی طلاق واقع نہوگی اور دونون ملکر بھی صرف اسی مجلس تک دے سکتی ہین ۱۲
[2] نہوگی کیونکہ بیان ہے اسنے بالفعل طلاق دی ۱۲
[3] یعنے حصہ وراثت مین سے نصف ملیگا نہ کل میراث سے ۱۲

اور اگر شوہر کی موت سے پہلے وہ عورت مرگئی جسکے حق مین طلاق واقع ہونا بیان کیا ہی تو اُسکے واسطے میراث نہوگی اور بیان بھی اسکے حق مین صحیح ہوجائیگا اور دوسری کو میراث ملیگی اور اگر شوہر کی کوئی دوسری جورو بھی ہو تو میراث ان دونون مین نصفا نصف ہوگی - اور اگر وہ عورت جسکے حق مین طلاق واقع ہونا بیان کیا ہی زندہ رہی اور دوسری مرگئی پھر شوہر مرگیا تو اس عورت کو نصف میراث ملیگی اسواسطے کہ اسکے حق مین بیان طلاق اس نصف حصہ کے واسطے صحیح ہوگا جو اسکا نہ تھا اور نہ صحیح ہونا فقط اسی نصف حصہ کے حق مین ہی جسکی یہ مستحق تھی پس وہ من وجہ منکوحہ ہوگی - پس فقط نصف ہی کی مستحق ہوگی حتےکہ اگر اس مرد کی کوئی اور جورو بھی ہو تو اس طالقہ کو فقط چوتھائی ملیگی اور تین چوتھائی دوسری جورو پاویگی - اور اگر ان دونون مین سے ایک عورت قبل شوہر کے بیان کرنے اور شوہر کے مرنیکے مرگئی تو دوسری جو زندہ رہی ہی طلاق کے واسطے متعین ہوجائیگی اور اُسکو میراث نہ ملیگی - اور اگر شوہر نہین مرا اور نہ اُسنے کچھ بیان کیا یہانتک کہ دونون مین سے ایک عورت وقت طلاق سے چھ مہینے سے زیادہ اور دوبرس سے کم مین ایک بچہ جنی تو یہ امر مثل بیان کے نہوگا اور شوہر کو اپنا اختیار باقی ہی پھر اگر شوہر نے اس بچہ کی نفی کی کہ میرا نہین ہی تو اُسکو حکم کیا جائیگا کہ بیان کرے پس اگر اسنے کہا کہ مین نے ایقاع[۱] طلاق کے وقت وہ عورت مراد لی تھی کہ جسکے بچہ نہین ہوا ہی تو جسکے بچہ ہوا ہی اُسکے اور شوہر کے درمیان لعان کیا جائیگا اور بعد لعان کے بچہ کا نسب اس مرد سے منقطع کرکے فقط مان کیطرف ملحق کیا جائیگا اور اگر اُسنے کہا کہ مین نے یہ عورت جو بچہ جنی ہی مراد لی تھی تو شوہر پر حد[۲] واجب ہوگی اور بچہ کا نسب ثابت ہوگا اور اگر اُسنے کہا کہ مین نے ایقاع کے وقت کسی کو مراد نہین لیا تھا ولیکن مین اس عورت کو مراد لیتا ہون جو بچہ جنی ہی تو ایسی صورت مین حد ولعان کچھ نہین ہی اور بچہ کا نسب اس مرد سے ثابت ہوگا اور اگر وقت ایقاع طلاق سے دوبرس سے زیادہ کے بعد بچہ جنی تو دوسری عورت طلاق کے واسطے متعین ہوجائیگی اسواسطے کہ ایسی صورت مین ہمکو بیقین معلوم ہی کہ وطی بعد طلاق کے واقع ہوئی ہے اور جو بچہ جنی ہی وہ نکاح کے واسطے متعین ہوگئی تاکہ مرد مذکور طالقہ کے ساتھ وطی کرنیسے حرام کرنیوالا نہوجاوے اور نہ بچہ ضائع ہوجاوے - اور اگر اس مرد نے اس بچہ کے نسب سے انکار کیا تو دونون مین لعان کرایا جائیگا مگر اس مرد سے اسکا نسب قطع نہ کیا جائیگا اسلیے کہ ہرگاہ شرع نے حکم دیدیا کہ اسکا نطفہ اسی مرد سے قرار پایا ہی اور اس سے ایک حکم متعلق کیا یعنے اس مرد سے وطی واقع ہونے کو بیان طلاق قرار دیا تو یہ بات اسکے نسب قطع ہونے سے مانع ہی - اور اگر دونون مین سے ایک کے وقت ایقاع سے دوبرس سے کم مین اور دوسری کے وقت ایقاع سے دوبرس سے زیادہ مین بچہ پیدا ہوا تو جسکے دوبرس سے کم مین ہوا ہی وہی طلاق کے واسطے متعین ہوگی پس جب اُسپر طلاق واقع ہونی یعنے واقع ہونا معلوم ہوگیا تو اُسکی عدت کے واسطے دیکھا جائیگا کہ اگر اسکے بچہ جننے اور اُسکی سوت کے بچہ جننے مین چھ مہینے سے کم مدت ہو تو وضع حمل سے اُسکی عدت منقضی ہوجائیگی اور اگر دونون کے درمیان چھ مہینے یا اس سے زیادہ ہون تو اس مطلقہ کی عدت حیض پر ہوگی اور اگر دوبرس سے کم مین بچہ جننے والی سے وطی کرنے کا شوہر نے

[۱] جسکے حق مین چاہے طلاق بیان کرے ۱۲ [۲] یعنے حد قذف ۱۲

اولاً اقرار کیا تو اسکے اقرار سے دوسری جو دو برس سے زیادہ مین جنی ہی طالقہ ہو جائیگی ولیکن دو برس سے کم مین جننے والی سے طلاق دور کرنے مین شوہر کے قول کی تصدیق نہوگی پس دونون مطلقہ ہو جاوینگی اور اگر وقت طلاق سے دو برس سے زیادہ مین دونون کے بچہ پیدا ہوا اور دونون کے جننے مین ایک روز یا زیادہ کا تفاوت ہی تو پہلی عورت کا جننا دوسری کے حق مین طلاق کا بیان ہوگا پھر جب دوسری بھی اسکے بعد جنی تو جو طلاق اسپر پڑچکی ہی وہ دوسری کیطرف پھیری نجائیگی اور ایسا ہوگیا کہ گویا اُسنے دونون مین سے ایک سے جماع کیا پھر دوسری سے جماع کیا تو دوسری جس سے آخر مین جماع کیا ہی طالقہ ہوگی پس ایسا ہی یہان ہوگا اور مطلقہ کی عدت وضع حمل سے تمام ہو جائیگی اور بچہ کا نسب اس مرد سے ثابت ہوگا یہ شرح زیادات عتابی مین ہی۔ اور اگر بیان سے پہلے دونون مین سے ایک مرگئی پس شوہر نے کہا کہ مین نے اسی کو مراد لیا تھا تو شوہر اُسکا وارث نہوگا اور دوسری مطلقہ ہو جائیگی اور اسیطرح اگر دونون ایک بعد دوسری کے مرگئین پھر شوہر نے کہا کہ جو پہلے مری ہی مین نے اُسی کو مراد لیا تھا تو دونون مین سے کسی کا وارث نہوگا۔ اور اگر دونون ساتھ ہی مرگئین مثلاً دونون پر دیوار گر پڑی یا دونون غرق ہوگئین تو دونون مین سے ہر ایک سے نصف[1] میراث کا وارث ہوگا اور اسیطرح اگر دونون ایک بعد دوسری کے مرین ولیکن مقدم و موخر معلوم نہین ہی تو یہ بھی بمنزلہ ساتھ ہی مرنیکے ہی۔ اور اگر دونون ساتھ ہی مرگئین پھر اُسنے دونون کی موت کے بعد ایک کو معین کیا اور کہا کہ مین نے اسی کو مراد لیا تھا تو اُسکا وارث نہوگا اور دوسری کا وارث ہوگا اور نصف میراث پاویگا اور اگر قبل بیان کے دونون مرتد ہوگئین پھر دونون کی عدت گذر گئی اور شوہر سے بائن ہوگئین تو شوہر کو یہ اختیار نہ رہیگا کہ دونون مین سے کسی ایک کے حق مین طلاق بیان کرے یہ بدائع مین ہی۔ اور اگر اپنی جورو کی طلاق کسی اجنبی کے سپرد کی اور حالت صحت مین سپرد کی پھر اجنبی نے اُسکے مرض مین اُسکی عورت کو طلاق دی پس اگر سپرد کرنا ایسے طور پر ہو کہ اُسکو معزول نہ کر سکتا ہو تو عورت وارث نہوگی مثلاً اجنبی کو طلاق کا مالک کر دیا تو معزول نہین کر سکتا ہی اور اگر تفویض ایسے طور پر ہو کہ اُسکو معزول کر سکتا ہو مثلاً طلاق کے واسطے وکیل کیا ہو اور وکیل نے موکل کے مرض الموت مین طلاق دیدی تو عورت اُسکی وارث ہوگی یہ سراج الوہاج مین ہی۔

چھٹا باب۔ رجعت اور جس سے مطلقہ حلال ہو جاتی ہی اور اُسکے متعلقات کے بیان مین۔ مطلقہ جبتک عدت مین ہی اُسکے نکاح کے بدستور سابق باقی رکھ لینے کو رجعت کہتے ہین یہ تبیین مین ہی اور رجعت دو طرح کی ہی سنّی و بدعی پس سنّی رجعت یہ ہی کہ قول سے عورت سے مراجعت کرلے اور اپنی مراجعت پر دو گواہون کو گواہ کرلے اور عورت کو اس سے آگاہ کردے۔ اور رجعت بدعی یہ ہی کہ عورت سے قول سے رجوع کیا مثلاً کہا کہ مین نے تجھ سے رجعت کرلی یا مین نے اپنی جورو سے مراجعت کرلی مگر گواہ نہ کیے یا گواہ کرلیے مگر عورت کو اس سے آگاہ نہ کیا تو یہ مخالف سنت ہے اور بدعت ہی مگر جبر رجعت صحیح ہو جائیگی اور اگر عورت سے اپنے فعل سے مراجعت کی مثلاً اُس سے وطی کرلی یا شہوت سے اُسکا بوسہ لیا یا شہوت سے اُسکی فرج کو دیکھا تو ہمارے نزدیک اس سے بھی مراجعت ہو جائیگی مگر یہ فعل اسکا

---

[1] یعنے شوہر کی جو میراث ہوتی ہے یعنے نصف یا چہارم ۱۲ منہ

مکروہ ہے پس اسکے بعد مستحب ہے کہ گواہ کرے یہ جوہرۃ النیرہ مین لکھا ہے۔ اور الفاظ رجعت دو طرح کے صریح و کنایہ ہین پس صریح جیسے عورت سے خطاب کرکے کہا کہ مین نے تجھ سے مراجعت کر لی یا عورت کی غیبت مین یا سامنے کہا کہ مین نے اپنی جورو سے مراجعت کر لی تو یہ صریح ہے اور یہ کہنا کہ مین نے تجھ سے ارتجاع کر لیا یا تجھ سے رجوع کر لیا یا تجھے لوٹا لیا یا تجھے رکھ لیا یہ بھی الفاظ صریح مین سے ہین اور مسکتک بمنزلہ امسکتک کے ہے یعنے تجھے رکھ لیا پس ان الفاظ سے بلا نیت رجعت کرنیوالا ہو جائیگا اور کنایات جیسے کہا کہ تو میرے نزدیک جیسی تھی ویسی ہی ہے یا تو میری جورو ہے تو ایسے الفاظ مین بدون نیت کے مراجعت کرنیوالا نہوگا یہ فتح القدیر مین ہے۔ اور اگر کہا کہ اے رفتہ باز آور دست یعنے اے گئی ہوئی مین تجھے پھیر لایا اگر رجعت کی نیت کی تو مراجع ہو جائیگا یہ خلاصہ مین ہے۔ اور اگر بلفظ تزویج اس سے رجوع کیا تو امام محمدؒ کے نزدیک جائز ہے اور اسی پر فتوے ہے اور اسیطرح اگر اس سے نکاح پڑھ لیا تو بھی بنا بر مختار مراجع ہو جائیگا یہ جوہرۃ النیرہ مین ہے۔ اور اگر اس سے کہا کہ مین نے تجھے اپنے نکاح مین لے لیا تو ظاہر الروایہ کے موافق یہ رجعت ہے یہ بدائع مین ہے۔ اور اگر عورت سے کہا کہ مین نے تجھ سے ہزار درم مہر پر رجوع کر لیا پس اگر عورت نے اسکو قبول کیا تو یہ زیادتی صحیح ہوگی ورنہ نہین اسواسطے کہ یہ مہر مین زیادتی ہے پس عورت کا قبول کرنا شرط ہے اور یہ بمنزلہ تجدید نکاح کے ہے یہ محیط مین ہے۔ اور رجعت جیسے[1] قول سے ثابت ہوتی ہے ویسے ہی فعل سے ثابت ہوتی ہے جیسے وطی کر لینا و شہوت سے مساس کرنا کذا فے النہایہ اور ایسے ہی دہن پر شہوت سے بوسہ لینے سے بالاجماع رجعت ثابت ہوتی ہے اور اگر گال یا ٹھوڑی یا پیشانی پر بوسہ لے لیا سر چوم لیا تو اسمین اختلاف ہے اور عیون کی عبارت کے اطلاق سے ظاہر ہے کہ بوسہ چاہے جس جگہ کا ہو موجب حرمت مصاہرۃ[2] ہے اور یہی صحیح ہے یہ جوہرۃ النیرہ مین ہے۔ اور عورت کی داخل فرج مین شہوت سے نظر کرنا رجعت ہے یہ فتح القدیر مین ہے اور سوائے فرج کے اور کہین اسکے بدن پر نظر کرنے سے رجعت نہین ہوتی ہے یہ تبیین مین ہے۔ اور ہر چیز جس سے حرمت مصاہرہ ثابت ہوتی ہے اس سے رجعت ثابت ہوتی ہے یہ تاتارخانیہ مین ہے۔ اور بغیر شہوت بوسہ لینا و مساس کرنا مکروہ[3] ہے جبکہ اس سے رجعت کا قصد نہو اور اسی طرح عورت کو ننگے دیکھنا بغیر شہوت مکروہ ہے ایسا ہی امام ابو یوسفؒ نے فرمایا ہے یہ بدائع مین ہے۔ اور جب مساس و نظر بغیر شہوت ہو تو یہ بالاجماع رجعت نہین ہے یہ سراج الوہاج مین ہے اور واضح رہے کہ جیسے مرد کے بوسہ لینے و چھونے و نظر کرنے سے رجعت ہوتی ہے ویسے ہی عورت کیطرف سے بھی ایسے فعل سے رجعت ہو جاتی ہے کچھ فرق نہین ہے بشرطیکہ جو فعل عورت سے صادر ہوا ہے وہ مرد کی دانست مین ہوا اور مرد نے اسکو منع نہ کیا اور اسمین اتفاق ہے اور اگر عورت نے ایسا فعل باختلاس کیا یعنے مثلاً مرد سوتا تھا اور عورت نے شہوت سے بوسہ لے لیا اور یہ نہین ہوا کہ مرد نے اسکو قابو دیا ہو کہ اسکا بوسہ لے لے یا عورت نے زبردستی کر لیا یا مرد معتوہ ہے تو شیخ الاسلام و شمس الائمہ نے ذکر کیا کہ بقول امام اعظمؒ و امام محمدؒ کے رجعت ثابت ہو جائیگی اور یہ اسوقت ہے کہ شوہر نے

---

[1] رجعت بدعی مین یہ بیان گذرا لیکن یہان فائدہ کے لیے یہ اعادہ کیا گیا ہے ۱۲ م [2] اس سے حرمت مصاہرہ ثابت ہوتی اور جس سے حرمت مصاہرہ ثبوت ہو اس سے رجعت ثبوت ہوتی ہے تو دونون حرمت و رجعت ثبوت ہوگئی اور یہی مراد ہے ۱۲ [3] یعنے رجعت کرنے والا ۱۲ [4] اگر شہوت ہو تو رجعت ہو جائیگی ۱۲

اس امر کی تصدیق کی کہ شہوت کی حالت مین عورت نے ایسا کیا ہی اور اگر عورت کے شہوت مین ہونے سے انکار کیا
تو رجعت ثابت نہوگی اور اسیطرح اگر شوہر مرگیا اور اُسکے وارثون نے تصدیق کی یعنے عورت حالت شہوت
مین تھی تو بھی یہی حکم ہی اور اگر شہوت مین ہونے کے گواہ پیش ہوے تو مقبول نہونگے یہ فتح القدیر مین ہی اور اگر گواہون
نے جماع واقع ہونے کی گواہی دی تو بالاجماع مقبول ہونگے یہ سراج الوہاج مین ہی - اور اگر مرد سوتا ہو یا وہ مجنون
ہو اور عورت مطلقہ رجعی نے مرد کے آلہ تناسل کو اپنی فرج مین داخل کرلیا تو بالاتفاق یہ رجعت ہوگی یہ فتح القدیر
مین ہی اور اگر عورت نے مرد سے کہا کہ مین نے تجھ سے مراجعت[۱] کی تو صحیح نہین ہی یہ بدائع مین ہی - خلوت کرنا رجعت نہین
ہے اسواسطے کہ خلوت مختص بملک نہین ہی اور جب شوہر نے اپنی معتدہ کے ساتھ ایسا فعل کیا جو مختص بملک
نہین ہوتا ہی تو ہر ایسے فعل سے رجعت ثابت ہوگی یہ محیط مین ہی - اور اگر اپنی عورت سے کہا کہ جب مین تجھ سے جماع
کرون تو تو طالقہ ثلث ہے پھر اس سے جماع کیا پس جب دونون کے ختانین باہم ملگئے اور وہ طالقہ ہوگئی اور کچھ دیر ٹھہرا
رہا تو اُسپر مہر واجب نہوگا اور اگر نکالکر پھر داخل کردیا تو اسپر مہر واجب ہوگا قال المترجم یعنے قسم مذکور پر التقاء[۱]
ختانین ہونے سے طلاق واقع ہوگی پھر اگر وہ اسی حال پر ٹھہرا رہا تو مرد پر بعد طلاق کے وطی کرنیکا عقر واجب نہوگا اور
یہ مراد نہین ہی کہ مہر جسپر نکاح قرار پایا تھا اگر وہ ادا نہین کیا ہی تو واجب نہوگا بلکہ وہ بعد طلاق کے متاکد ہوگیا کہ
سب ادا کردینا واجب ہوچکا فافہم - اور اگر طلاق رجعی ہو یعنے کہا ہو کہ تو طالقہ بطلاق رجعی ہی تو بعد طلاق واقع ہونیکے
اگر نکالکر پھر داخل کیا تو مراجعت کرنیوالا ہوجائیگا اور اسپر اتفاق ہی اور اگر فقط ٹھہرا رہا تو امام ابویوسفؒ کے نزدیک
مراجع ہوجائیگا - اور امام محمدؒ نے اسمین اختلاف کیا ہی یہ ہدایہ مین ہی - اور اگر اپنی عورت سے کہا کہ اگر مین نے تجھ سے لمس
کیا یعنے چھوا ہاتھ سے تو تو طالقہ ہی پھر عورت کو چھوا پھر اپنا ہاتھ اُسپر سے اُٹھا لیا پھر دوبارہ ہاتھ لگا کر اُسکو چھوا تو
یہ رجعت ہی - اور اگر اپنی منکوحہ جورو سے کہا کہ جب مین تجھ سے رجعت کرون تو تو طالقہ ہی تو یہ قسم حقیقی رجعت پر ہوگی نہ
عقد نکاح پر حتے کہ اگر اُسنے جورو کو طلاق دیکر پھر اُس سے نکاح کرلیا تو طالقہ نہوگی اور اگر اُس سے رجعت کی تو طالقہ
ہوجائیگی - اور اگر کسی اجنبی عورت سے کہا کہ اگر مین نے تجھ سے مراجعت کی تو تو طالقہ ہی تو اُسکی قسم نکاح پر قرار دیجائیگی -
اور اگر رجعی طلاق کی مطلقہ سے کہا کہ اگر مین نے تجھ سے رجعت کی تو تو بسہ طلاق طالقہ ہی پھر اس مطلقہ کی عدت گذر گئی
پھر اُس سے دوبارہ نکاح کیا تو وہ طالقہ نہوگی اور اگر طلاق بائنہ کی صورت مین ایسا کہا ہو تو نکاح کرنے پر طالقہ ہوجائیگی
یہ محیط مین ہی اور اگر عورت کی دُبر یعنے پائخانہ کے مقام کو شہوت سے دیکھا تو یہ بالاجماع رجعت نہین ہی یہ جوہرۃ النیرہ
مین ہی - اور مشائخ نے دُبر مین وطی کرنے مین اختلاف کیا ہی کہ رجعت ہوگی یا نہوگی تو بعض نے فرمایا کہ یہ رجعت
نہین ہی اور اسیطرف قدوری نے اشارہ کیا ہی اور فتوے اس امر پر ہی کہ یہ رجعت ہے یہ تبیین مین ہی - اور مجنون کی
رجعت بالفعل ہوگی اور بقول نہین صحیح ہی یہ فتح القدیر مین ہی اور اگر مرد پر جسنے طلاق رجعی دی ہی اکراہ کیا گیا کہ وہ
رجعت کرے پس اُسنے باکراہ رجعت کی یا کسی نے ہزل[۴] کے طور پر رجعت کی یا بطور لعب[۵] رجعت کی یا بخطا رجعت کی

۱ التقاء الخ یعنے عورت و مرد کے ختنہ کا مقام ملجاوے یعنی مدیہ موقت کہ حشفہ غائب ہو ۱۲ ۲ یعنے رجعت ۱۲ ۳ یعنے عورت سے اعلام کیا ۱۲ ۴ ٹھٹھول ۱۲ ۵ کھیل ۱۲

تو یہ رجعت صحیح ہوگی جیسے نکاح ان صورتون مین صحیح ہوجاتا ہی اور اگر مرد طلاق دہندہ کی معتدہ سے اُسکی طرف سے
کسی فضولی نے رجعت کی اور مرد مذکور نے اُسکی رجعت کی اجازت دیدی تو قنیہ مین لکھا ہی کہ رجعت صحیح ہوگی یہ
بحر الرائق مین ہی۔ اور حاکم شہید رحہ نے فرمایا کہ اگر عورت کو طلاق دی مگر اُس سے چھپائی اور نیز اُس سے رجعت کی اور
وہ بھی چھپائی تو یہ عورت اُسکی جورو رہیگی مگر بات یہ ہی کہ اُسنے اس حرکت مین اسارت کی اور یہ اسوجہ سے فرمایا
کہ اسارت کی کہ اُسنے استحباب کو ترک کیا ہی یعنے گواہ کر لینے اور آگاہ کرنے کو یہ غایۃ البیان مین ہی۔ رجعت کو کسی
شرط پر معلق کرنا نہین جائز ہی چنانچہ اگر یون کہا کہ جب کل کا روز آوے تو مین نے تجھسے رجعت کی یا جب تو
دار مین داخل ہو یا جب مین ایسا فعل کرون تو مین نے تجھسے رجعت کی تو یہ بالاجماع رجعت نہین ہی یہ جوہرۃ النیرہ
مین ہی۔ اور اگر رجعت مین خیار کی شرط کی تو صحیح نہین ہی اور اگر شوہر نے بعد طلاق کے کہا کہ مین نے تجھسے کل کے
روز رجعت کی یا عید کا چاند دیکھے رجعت کی تو بالاجماع یہ رجعت نہین صحیح ہی یہ بدائع مین ہی۔ اور اگر مرد نے
کہدیا کہ مین نے اپنی رجعت کو باطل کر دیا یا میرے واسطے تجھپر رجعت کا کچھ اختیار نہین ہی تو اس سے کچھ نہ ہوگا
اور مرد کو رجعت کا اختیار باقی رہیگا یہ نہر الفائق مین ہی۔ اور اگر کسی مرد نے اپنی جورو کو ایک طلاق رجعی یا دو طلاق
رجعی دین تو اُسکو اختیار ہی کہ عدت مین اس عورت سے رجوع کرے خواہ وہ عورت راضی ہو یا نہو یہ ہدایہ مین ہی اور اگر
مرد نے اس عورت کے ساتھ دخول کا دعوے کیا حالانکہ اُسکے ساتھ خلوت مین رہا تھا تو اُسکو رجعت ثابت ہی اور
اگر خلوت مین نہ رہا ہو تو اُسکو رجعت کا اختیار نہوگا یہ محیط مین ہی۔ روضہ مین لکھا ہی کہ اگر دونون نے انقضاے عدت
پر اتفاق کیا اور رجعت مین اختلاف کیا تو صحیح یہ ہی کہ عورت کا قول قبول ہوگا اور یہی جمہور کا قول ہی یہ غایۃ السروجی
مین ہی۔ اور عورت پر امام اعظم رح کے نزدیک قسم واجب نہوگی کذا فی الہدایہ اور اگر عدت باقی ہو تو صحیح یہ ہی کہ قول
شوہر کا قبول ہوگا یہ غایۃ السروجی مین ہی اور اگر عدت گذر جانے کے بعد شوہر نے گواہ قائم کیے کہ شوہر نے
عورت کی عدت مین کہا تھا کہ مین نے اس سے رجوع کیا ہی یا شوہر نے کہا کہ مین نے اس سے جماع کر لیا ہی تو یہ
رجعت ہی یہ بحر الرائق مین ہی اور اگر عدت گذر گئی ہی پھر مرد نے کہا کہ مین اس سے عدت مین رجوع کر چکا ہون اور
عورت نے اسکی تصدیق کی تو رجعت صحیح ہی یہ ہدایہ مین ہی۔ اور اگر دونون نے بروز جمعہ رجعت کرنے پر اتفاق کیا اور
عورت نے کہا کہ میری عدت جمعرات ہی کو گذر گئی ہی اور شوہر نے کہا کہ سنیچر کو گذری ہی پس آیا قسم سے شوہر کا قول
قبول ہوگا یا عورت کا یا جسکا دعوی پہلے ہو تو اسمین یہ تین صورتین ہین اور صحیح صورت اول ہی یعنے قسم سے شوہر
کا قول قبول ہوگا یہ معراج الدرایہ مین ہی اور شرح طحاوی مین مذکور ہی کہ اگر مرد نے کہا کہ مین نے تجھسے رجوع
کیا پس عورت نے اسی دم شوہر کے کلام سے ملے ہوے کہا کہ میری عدت گذر گئی ہی تو امام اعظم رح کے نزدیک رجعت
نہین صحیح ہی اور صاحبین رح کے نزدیک رجعت صحیح ہی یہ نہایہ مین ہی اور صحیح امام اعظم رح کا قول ہی یہ مضمرات مین ہی مگر
واضح رہے کہ یہ ایسی صورت مین ہی کہ جب طلاق سے اتنی مدت گذری ہو کہ انقضاے عدت کو محتمل ہو اور اگر محتمل نہو

سلہ وفی الاصل انہ قال قد جامعتہا اور مراد یہ کہ عدت مین ایسے فعل کے اقرار کی گواہی دی فتامل ۱۲ منہ سلہ رجعت پر ۱۲ سلہ عورت کو ۱۲ سلہ یعنے مطلقہ

تو رجعت ثابت ہوگی یہ نہر الفائق مین ہے۔ اور ایسی صورت مین بالاجماع عورت سے یہ قسم لیجائیگی کہ جسوقت اُسنے خبر دی ہے اُسوقت اُسکی عدت گذر چکی تھی یہ فتح القدیر مین ہے۔ اور اس بات پر اجماع ہے کہ اگر عورت ایک ساعت چپ رہی پھر اُسنے کہا کہ میری عدت گذر گئی تو رجعت صحیح ہوگی اور اگر عورت نے پہل کر کے یون کہا کہ میری عدت گذر گئی ہے پھر شوہر نے اسکے جواب مین فوراً ملا کر کہا کہ مین نے تجھ سے رجوع کیا تو رجعت صحیح نہوگی یہ نہایہ مین ہے۔ اور اگر باندی کے شوہر نے اسکی عدت منقضی ہونے کے بعد کہا کہ مین تجھ سے رجعت کر چکا ہون اور مولے نے اس کی تصدیق کی اور باندی نے تکذیب کی تو امام اعظمؒ کے نزدیک باندی کا قول قبول ہوگا اور صاحبینؒ نے فرمایا کہ مولے کا قول قبول ہوگا کذا فے الہدایہ اور قول امام اعظمؒ کا صحیح ہے یہ مضمرات مین ہے۔ اور اگر امر برعکس ہوا کہ مولی نے تکذیب کی اور باندی نے تصدیق کی تو بالاجماع صحیح روایت کے موافق رجعت ثابت نہوگی اور قول مولے کا قبول ہوگا یہ تبیین مین ہے۔ اور اگر مولی و باندی دونون نے تصدیق کی تو بالاجماع رجعت ثابت ہوگی اور اگر دونون نے تکذیب کی تو بالاتفاق رجعت ثابت نہوگی یہ نہر الفائق مین ہے۔ اور اگر باندی نے کہا کہ میری عدت گذر گئی اور مولے اور شوہر نے کہا کہ نہین گذری ہے تو قول باندی کا قبول ہوگا یہ ہدایہ مین ہے۔ اور اگر عورت نے کہا کہ بولادت میری عدت گذر گئی تو بدون گواہون کے اُسکا قول قبول نہوگا یا اسکے ایسا پیٹ گر گیا ہو کہ اُسکی بعض خلقت ظاہر ہوگئی ہو پس شوہر کو اختیار ہے کہ عورت سے اس امر پر قسم لے کہ اسکے ایسا پیٹ گر گیا ہے اور یہ بالاتفاق ہے اور عورت خواہ باندی ہو یا آزادہ ہو کچھ فرق نہین ہے یہ فتح القدیر مین ہے۔ مولےؔ نے اگر شوہر سے کہا کہ تو اس سے رجعت کر چکا ہے مگر شوہر نے کہا کہ نہین تو باندی کے مولیٰ کا قول باندی کے شوہر کے حق مین قبول نہوگا یہ جوہرۃ النیرہ مین ہے۔ اور اگر عورت نے کہا کہ میری عدت گذر گئی پھر اسکے بعد اُسنے کہا کہ ہنوز نہین گذری ہے تو مرد کو اس سے رجعت کر لینے کا اختیار ہوگا اور اگر مرد نے اپنی مطلقہ سے رجعت کر لی اور عورت کو معلوم نہوا پھر اُسکی عدت گذر گئی اور اُسنے دوسرے مرد سے نکاح کر لیا تو وہ اول کی جورو ہوگی خواہ دوسرے نے اُس سے دخول کر لیا ہو یا نہ کیا ہو اور اس عورت اور دوسرے کے درمیان تفریق کر دیجائیگی اور مغنی مین لکھا ہے کہ یہی صحیح ہے یہ غایۃ السروجی مین ہے اور رجعت کا حکم منقطع ہو جاتا ہے اور اگر حرہ کے تیسرے حیض سے خارج ہو جانیکا حکم دیدیا گیا یا باندی کے دوسرے حیض سے وقت تمام ہو جانے دس روز کے مطلقاً اگرچہ ہنوز خون بند نہوا ہو یہ بحر الرائق مین ہے اور اگر دس روز سے کم مین منقطع ہوا تو رجعت کا حکم منقطع نہوگا یہانتک کہ عورت مذکور غسل کر لے یا اسپر ایک نماز کا وقت گذر جاوے یہ ہدایہ مین ہے اور اگر طہر آخر وقت مین ہو تو اسکا یہی خفیف وقت ہے کہ جتنے مین غسل کر کے تحریمہ تکبیر کی نیت کر سکتی ہو اور اس سے کم نہین ہے اور اگر اول وقت ہو تو ثبوت نہوگا یہانتک کہ یہ پورا وقت گذر جاوے اسواسطے نماز تو قضاے لازم بذمہ بندہ جب ہی ہو جاتی ہے کہ جب پورا وقت گذر جاوے یہ بحر الرائق مین ہے اور اگر وقت مین سے فقط اتنا وقت رہگیا کہ خالی غسل کر سکتی ہے یا اتنا بھی نہین ہے تو اسوقت کے گذر جانے پر اسکی طہارت کا حکم نہ دیا جائیگا یہانتک کہ اُس سے اگلی نماز کا پورا وقت گذر جاوے یہ شاہان شرح ہدایہ مین ہے۔ اور اگر وقت مہمل

عہ یعنی بالاتفاق ۱۲ عہ باندی کے مولے نے ۱۲

ظاہر ہوئی جیسے وقت شروق یعنے ٹھیک دوپہر تو رجعت تا دخول وقت عصر منقطع نہوگی یہ بحر الرائق مین ہے اور جس عورت کی عادت کبھی پانچ روز رہا اور کبھی چھ روز حیض کی ہو پھر وہ حائضہ ہوئی یعنے آخر حیض عدت آیا تو ہم رجعت کے واسطے اقل مدت عادت معتبر رکھینگے یعنے پانچ روز کے اندر رجعت کرے تو صحیح ہے اور دوسرے شوہر سے نکاح کرنے کے حق مین اکثر مدت یعنی چھ روز مثلاً گذر جانے معتبر رکھینگے یہ عتابیہ مین ہے۔ اور اگر مطلقہ عورت کتابیہ ہو تو مشائخ نے فرمایا کہ اس رجعت کا استحقاق خون منقطع ہوتے ہی قطع ہو جائیگا یہ بدائع مین ہے۔ اور اگر عورت سے بعد ہی غسل کے جس مین ہم نے کہا ہے کہ اس سے رجعت منقطع ہو جائیگی رجوع کیا تو ظاہر ہے کہ صرف رجعت صحیح نہونے کا حکم دیا جائیگا ولیکن اگر دس روز پورے ایام حیض نہ گذرنے پائے تھے کہ خون نے پھر عود کیا تو رجعت صحیح ہوگی اور ایسا ہی کلام تیمم مین ہے کذا فی النہر الفائق اور اگر اُسنے غسل نہ کیا اور نہ اُسپر ایک نماز کا وقت کامل گذر گیا بلکہ اُسنے تیمم کیا مثلاً وہ مسافر تھی تو امام اعظمؒ و امام ابو یوسفؒ کے نزدیک مجرد تیمم سے رجعت[۵۱] منقطع نہوگی یہ محیط مین ہے۔ مگر ہان اگر اُسنے اس تیمم سے نماز فرض یا نفل ادا کرلی تو امام اعظمؒ و امام ابو یوسفؒ کے نزدیک رجعت منقطع ہو جائیگی یہ فتح القدیر مین ہے۔ اور اگر اُسنے اس تیمم سے نماز شروع کی تو شیخینؒ کے نزدیک انقطاع رجعت کا حکم نہ دیا جائیگا جبتک کہ وہ نماز سے فارغ نہو جاوے اور یہی شیخینؒ کے مذہب کی صحیح روایت ہے یہ محیط مین ہے۔ اور اگر اُسنے تیمم کر کے قرآن شریف کی تلاوت کی یا اُسکو چھوا یا مسجد مین داخل ہوئی تو شیخ کرخیؒ نے فرمایا کہ اس سے رجعت منقطع ہو جائیگی اور شیخ ابو بکر رازیؒ نے فرمایا کہ منقطع نہوگی یہ غایۃ السروجی مین ہے۔ اور اگر گدھے کے جھوٹے پانی سے غسل کیا تو بالاجماع نفس غسل سے رجعت منقطع ہو جائیگی ولیکن دوسرے شوہر[۵۲] کے واسطے وہ حلال نہوگی اور نہ ایسے غسل سے نماز پڑھ سکتی ہے تاوقتیکہ تیمم نہ کرے یہ بدائع مین ہے۔ اور اگر عورت نے غسل کیا اور اُسکے بدن مین کوئی جگہ باقی رہگئی کہ وہان پانی نہ پہونچا پس اگر عضو کامل یا اس سے زیادہ رہگیا تو رجعت منقطع نہوگی اور اگر عضو سے کم ہو تو منقطع ہو جائیگی اور ینابیع مین فرمایا کہ اسکی مقدار ایک انگشت دو انگشت ہے اور یہ استحسان ہے یہ سراج الوہاج مین ہے اور اسیطرح اگر ساعد یا بازو مین سے کسیقدر حصہ ایک دو انگل سے زائد یا عضو کامل مثل ہاتھ یا پاؤن کے چھوٹ گیا تو بھی یہی حکم ہے یہ فتح القدیر مین ہے اور اگر اُسنے تیسرے حیض سے دس روز سے کم مین غسل کر لیا مگر اُسنے کلی کرنا یا ناک مین پانی ڈالنا چھوڑ دیا تو امام ابو یوسفؒ سے دو روایتین ہین روایت ہشام مین مذکور ہے کہ رجعت منقطع نہوگی اور دوسری روایت مین ہے کہ منقطع ہو جائیگی یہ غایۃ البیان مین ہے۔ اور امام محمدؒ نے فرمایا کہ وہ اپنے شوہر سے بائنہ ہو جائیگی ولیکن کسی دوسرے شوہر کے واسطے حلال نہین ہو سکتی ہے یہ بدائع مین ہے۔ اور اگر پورا ایک نتھنا[۵۳] باقی رہا ہو تو بالاتفاق رجعت باقی رہیگی یہ محیط مین ہے۔ اور اگر اسکے وضع حمل شروع ہوا تو امام محمدؒ نے فرمایا کہ اگر آدھا بچہ باہر نکل آیا سوائے سر کے یعنے چوتڑ سے دونون کندھون تک تو عدت پوری ہو جائیگی اور ایسی حالت مین رجعت

---

[۵۱] یعنی بعد اسکے رجعت کر سکتا ہے پس مراد آنکہ استحقاق رجعت منقطع نہوگا ۱۲ م [۵۲] یعنے کسی دوسرے نکاح نہین کر سکتی ہے ۱۲ م [۵۳] اصل مین ہے کہ احد المنخرین اور اس سے ظاہر ہے کہ نتھنون مین سے ایک پورا باقی رہا کہ اسکو پانی نہین پہونچا تو غسل پورا نہوا ۱۲

صحیح نہوگی یہ سراج الوہاج مین ہے۔ ایک مرد نے اپنی عورت سے خلوت کی پھر اُسکو طلاق دیدی پھر کہا کہ مین نے اس سے جماع نہین کیا تھا اور عورت نے اسکی تصدیق کی یا تکذیب کی تو اُسکو رجعت کا استحقاق حاصل نہوگا اور اگر باوجود اسکے اُسنے رجعت کر لی پھر یہ عورت دو برس سے ایک دن کم مین بھی بچہ جنی قبل اسکے کہ وہ اپنی عدت گذر جانیکی خبر دیوے تو یہ رجعت صحیح ہوگی یہ تمرتاشی مین ہے اور اگر اپنی جورو کو طلاق دیدی اور وہ حاملہ ہے یا بعد ازانکہ اُسکی عصمت مین بچہ جنی اور اُسنے کہا کہ مین نے اس سے جماع نہین کیا ہے تو مرد کو اس سے رجعت کا اختیار ہے اسواسطے کہ جب حمل ایسی مدت مین ظاہر ہوا کہ اُسی کا نطفہ ہونے کا احتمال رکھتی ہے مثلاً وہ یوم نکاح سے چھ مہینہ یا زیادہ مین بچہ جنی تو وہ اسی کا قرار دیا جائیگا اور اسیطرح اگر وہ ایسی مدت مین بچہ جنی کہ یہ متصور ہو سکتا ہے کہ اسیکا ہو مثلاً روز نکاح سے چھ مہینہ یا زیادہ مین جنی تو اُسیکا قرار دیا جائیگا حتے کہ ہر دو صورت مین بچہ کا نسب اس مرد سے ثابت ہوگا۔ اور اگر اپنی جورو سے کہا کہ اگر تو جنی تو تو طالقہ ہے پس وہ جنی پھر دوسرا بچہ جنی مگر پہلے بچہ کی ولادت سے چھ مہینے کے بعد جنی تو مرد مذکور اس سے مراجعت کرنیوالا ہو جائیگا اور اگر وہ دو برس سے زیادہ مین جنی ہو تو بھی یہی حکم ہے تاوقتیکہ عورت نے اپنی عدت گذر جانیکا اقرار نہ کیا ہو بخلاف اسکے اگر ہر دو بچون کی ولادت مین کچھ مہینہ سے کم فرق ہو تو رجعت کرنیوالا قرار نہ دیا جائیگا یہ تبیین مین ہے۔ مطلقہ بطلاق رجعی اگر دو برس سے زیادہ مین بچہ جنی تو یہ رجعت ہوگی اور اگر دو برس سے کم مین جنی تو رجعت نہوگی یہ محیط مین ہے۔ اگر کہا کہ ہر بار کہ تو جنی تو تو طالقہ ہے پھر تین بچہ جنی پس اگر ہر دو بچون کے درمیان چھ مہینہ کا فرق ہو تو اول بچہ کی پیدائش پر طالقہ ہوگی اور دوسرے کا نطفہ قرار پانے پر مرد مراجعت کرنیوالا ہو جائیگا پھر دوسرے کی پیدائش پر طالقہ ہوگی یعنے دوسری طلاق واقع ہوگی اور تیسرے کا نطفہ قرار پانے پر مراجع ہو جائیگا اور اسکی پیدائش پر تیسری طلاق واقع ہوگی پھر وہ عدت پوری کریگی یہ تمرتاشی مین ہے۔ مطلقہ رجعیہ کو زینت و آرایش کے ساتھ سنوارنا مستحب ہے اور اُسکے شوہر کے حق مین مستحب ہے کہ اُسکے پاس داخل نہو یہانتک کہ اُسکی اجازت لے لے یا اپنے جوتون سے یا پاؤن کی آہٹ اُسکو سنا دے بشرطیکہ اُسکے دل مین رجعت کا قصد نہو اور مرد کو یہ اختیار نہین ہے کہ اُسکو لیکر سفر مین جاوے یہانتک کہ اس رجعت کر لینے پر گواہ کرے یہ ہدایہ مین ہے اور اسیطرح سفر کی مسافت سے کم مسافت پر بھی باہر لیجانا حلال نہین ہے یہ نہر الفائق مین ہے اور جیسے اسکو سفر مین لیجانا مکروہ ہے ویسے ہی اُسکے ساتھ تخلیہ کرنا بھی مکروہ ہے اور سرخسی نے فرمایا کہ خلوت مکروہ ہے جبکہ اسکے ساتھ وطی کر لینے سے مامون نہو یہ فتح القدیر مین ہے۔ اور طلاق رجعی وطی کو حرام نہین کرتی ہے حتے کہ اگر اس سے وطی کر لی تو عقر لازم نہ آویگا یہ کفایہ مین ہے۔ اور اگر اپنی جورو کو جو کسیکی باندی ہے طلاق رجعی دیدی پھر حرہ عورت سے نکاح کیا تو اسکو اختیار ہے کہ باندی سے رجوع کر لے یہ بحر الرائق مین ہے۔

فصل۔ اُن امور کے بیان مین جنسے مطلقہ حلال ہو جاتی ہے اور اُسکے متعلقات کے بیان مین ہے۔ اگر تین طلاق سے کم طلاق بائن دیدی ہو تو مرد کو اختیار ہے کہ چاہے اس عورت سے عدت کے اندر نکاح کر لے یا بعد عدت کے اور اگر آزاد عورت کو تین طلاق اور باندی کو دو طلاق دیدی ہو تو یہ عورت جبتک دوسرے خاوند سے نکاح نہ کرے

عہ یعنی کم سے کم ۱۲ عہ تاوان وطی ۱۲

اور نکاح صحیح ہوا اور دوسرا خاوند اس سے دخول بھی کرے پھر اسکو طلاق دیدے یا مرجائے تب تک پہلے خاوند کے
واسطے حلال نہوگی یہ ہدایہ میں ہی خواہ یہ عورت مطلقہ مدخولہ ہو یا غیر مدخولہ ہو کچھ فرق نہیں ہی یہ فتح القدیر میں ہی اور
یہ شرط ہی کہ دوسرے شوہر کا اسکے ساتھ دخول کرنا ایسا ہو کہ اسکے کرنے سے غسل واجب ہوتا ہی یعنی کم سے کم
اتنا ہو کہ ختانین عورت و مرد کی ملجاوین یہ عینی شرح کنز میں ہی اور حلالہ کے واسطے انزال شرط نہیں ہی۔ اور اگر
ایسی عورت سے کسی نے زنا یا بشبہہ وطی کرلی تو بسبب عدم نکاح کے پہلے خاوند کے واسطے حلال نہوگی
اسیطرح اگر باندی سے اسکے مولے نے بملک یمین وطی کرلی مثلاً باندی اپنے شوہر پر بحرمت غلیظہ حرام
ہوگئی اور بعد عدت پوری ہونیکے اسکے مولے نے اس سے وطی کرلی تو اس سے اپنے شوہر کے واسطے
حلال نہوجائیگی یہ بدائع میں ہی۔ اور اگر دوسرے شوہر نے اسکے ساتھ حیض یا نفاس یا احرام یا روزہ میں وطی کرلی
تو بھی اپنے اول شوہر کے واسطے حلال ہوجائیگی یہ محیط سرخسی میں ہی۔ اور جس عورت کے ہر دو سوراخ مقعد و
فرج ایک ہوگئے ہوں اگر اس سے وطی کی تو حلالہ نہوگا جبتک کہ وہ حاملہ نہو اور اگر صغیرہ ہو کہ ایسی عورت سے
جماع نہیں کیا جاتا ہی تو بھی اسکے جماع سے حلالہ نہوگا اور اگر ایسی ہو کہ لائق جماع کے ہی تو اسکے جماع سے وہ حلال
ہوجائیگی اگرچہ جماع سے اسکا مقام مقعد و فرج پھٹکر ایک ہوگیا ہو یہ نہر الفائق میں ہی۔ اور واقع میں ہی کہ جو
طفل قریب بہ بلوغ ہو اگر اسنے وطی کی تو حلالہ کے واسطے اسکی وطی مثل بالغ مرد کی وطی کے ہی کہ اگر اس نے
قبل بلوغ کے وطی کرلی اور طلاق بعد بالغ ہونے کے دی تو حلالہ ہوجائیگا اور طلاق بعد بلوغ کے ضرور ہے
اسواسطے کہ قبل بلوغ کے اسکی طلاق واقع نہوگی یہ تاتارخانیہ میں ہی اور جامع صغیر میں مراہق یعنی قریب بہ بلوغ
لڑکے کی یہ تفسیر مذکور ہی کہ ایسا لڑکا کہ ہنوز بالغ نہیں ہوا مگر ویسے لڑکے جماع کرنے کے قابل ہیں اسنے اپنی
جورو سے وطی کی تو عورت پر غسل واجب ہوگا اور یہ عورت اپنے پہلے شوہر کے واسطے حلال ہوجاویگی
اور اس کلام کے معنی یہ ہیں کہ ایسا لڑکا ہو کہ اسکا آلہ تناسل شہوت سے استادہ ہوتا ہو یہ ہدایہ میں ہی۔ اور اگر دوسرا
شوہر مجنون ہو تو اول کے واسطے حلال ہوجائیگی یہ خلاصہ میں ہی۔ اور اگر دوسرا شوہر غلام یا مدبر یا مکاتب ہو اور
اسنے اپنے مولی کی اجازت سے نکاح کیا اور اسکے ساتھ دخول کیا تو اول شوہر کے واسطے حلال ہوجائیگی یہ محیط
میں ہی اور اگر کسی غلام نے جسکو اسکے مولے نے اجازت نہیں دی ہی نکاح کیا اور اسنے عورت سے دخول کیا پھر
مولے نے نکاح کی اجازت دی پھر اسنے وطی نہیں کی یہانتک کہ اسکو طلاق دیدی تو اول کے واسطے حلال نہوگی
جبتک کہ بعد اجازت کے وطی نکرے یہ فتح القدیر میں ہی۔ اور اگر شوہر ثانی مجبوب ہو تو اول کے واسطے حلال نہوگی
یہ محیط سرخسی میں ہی۔ اور اگر دوسرا شوہر مسلول ہو یعنی اسکو سل کی بیماری ہو تو اول کے واسطے حلال ہوجائیگی یہ
محیط میں ہی۔ اور فتاوے صغری میں ہی کہ اگر اپنے ذکر کو کپڑے میں لپیٹ کر عورت کی فرج میں داخل کیا پس اگر شوہر ثانی کو
فرج کی حرارت محسوس ہوئی تو عورت مذکورہ شوہر اول کے واسطے حلال ہوجائیگی ورنہ نہیں یہ خلاصہ میں ہی اور بہت

سلہ یعنے مجنون ہونا کچھ مضر نہیں ہی بلکہ شرط دخول ہی اگر مجنون سے یہ پایا گیا تو اول کے واسطے حلال ہوگی ۱۲ م عہ جو پہلے تھا ۱۲

بوڑھے آدمی نے جو جماع کرنے پر قادر نہین ہے اپنی قوت سے نہین بلکہ ہاتھ کے ذریعہ سے اپنا آلہ اُسکی فرج مین ٹھونس دیا تو شوہر اول کے واسطے حلال نہوگی لیکن اگر اُسکا آلہ خود کھڑا ہوکر کام کرے تو البتہ حلال ہوجائیگی یہ بحر الرائق مین ہے اور اگر نصرانیہ کسی مسلمان کے تحت مین ہو جسنے اُسکو تین طلاق دیدین پھر اس عورت نے کسی نصرانی سے نکاح کیا جسنے اس عورت کے ساتھ دخول کرلیا تو وہ شوہر اول یعنے مسلمان کے واسطے حلال ہوجائیگی اور اگر کسی مرد نے اپنی جورو کو تین طلاق دیدین پس اُسنے دوسرے شوہر سے نکاح کیا اور اُسنے قبل دخول کرنیکے اسکو تین طلاق دیدین پھر اُسنے تیسرے شوہر سے نکاح کیا جسنے اُسکے ساتھ دخول کیا تو یہ عورت پہلے دونون شوہرونکے واسطے حلال ہوجائیگی کہ دونون سے جو اس سے نکاح کریگا جائز ہے یہ محیط مین ہے۔ اور اگر ایسی عورت جسکو اُسکے شوہر نے تین طلاق دیدی ہین مرتد ہوکر دار الحرب مین جا ملی پھر وہ گرفتار ہوکر اُسی شوہر کے حصہ مین آئی[1] یا اپنی زوجہ یا باندی کو دو طلاق دیدین پھر کسی وجہ سے اُسکا مالک ہوگیا[2] تو دونون صورتون مین اس مرد کو اس عورت سے وطی کرنا جائز نہین ہے تا وقتیکہ دوسرے شوہر سے حلالہ واقع نہو۔ یہ نہر الفائق مین ہے۔ اور اگر عورت کو تین طلاق دیدین پھر اُسنے کہا کہ میری عدت گذر گئی اور مین نے دوسرے شوہر سے نکاح کیا اور اُسنے میرے ساتھ دخول کیا پھر اُسنے مجھے طلاق دیدی اور میری عدت گذر گئی اور اتنی مدت گذری ہے کہ جسمین یہ باتین ہوسکتی ہین پس اگر شوہر اول کے گمان غالب مین یہ عورت سچی معلوم ہو تو جائز ہے کہ اسکی تصدیق کرے یہ ہدایہ مین ہے۔ اور ہمارے اصحاب رحمہم اللہ نے اسمین اختلاف کیا ہے کہ اس مدت کی کیا مقدار ہے چنانچہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اگر یہ عورت حرہ ہو ایسی کہ اسکو حیض آتا ہو تو ساٹھ روز سے کم مدت ہونے کی صورت مین اسکی تصدیق نہوگی اور اگر عورت حاملہ ہو اور بیچ ولادت اُسپر طلاق واقع ہوئی پھر عورت نے دعوے کیا کہ میری عدت گذر گئی تو امام اعظم رحمہ اللہ نے فرمایا کہ پچاسی روز سے کم مین اسکی تصدیق نہوگی یہ امام محمد رحمہ اللہ کی روایت ہے اور حسن بن زیاد نے امام اعظم رحمہ اللہ سے روایت کی کہ سو روز سے کم مین اسکی تصدیق نہوگی اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ نے فرمایا کہ (۶۵) روز سے کم مین تصدیق نہوگی اور امام محمد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ایک ساعت اوپر (۵۴) روز سے کم مین تصدیق نہوگی۔ اور یہ سب اُس وقت ہے کہ عورت مذکورہ آزاد ہو اور اگر باندی ہو اور اسکو حیض آتا ہو تو بنا بر روایت امام محمد رحمہ اللہ کے امام اعظم رحمہ اللہ سے چالیس روز سے کم مین تصدیق نہوگی اور بنا بر روایت امام حسن بن زیاد کے امام اعظم رحمہ اللہ سے (۴۵) روز سے کم مین تصدیق نہوگی اور بنا بر قول صاحبین رحمہما اللہ کے (۳۲) روز سے کم مین تصدیق نہوگی اور اگر باندی بیچ ولادت طلاق واقع ہوئی ہو تو امام اعظم رحمہ اللہ کا قول بنا بر روایت امام محمد رحمہ اللہ کے یہ ہے کہ (۶۵) روز سے کم مین تصدیق نہوگی اور بنا بر روایت حسن بن زیاد کے (۷۵) روز سے کم مین تصدیق نہوگی اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک (۴۷) روز سے کم مین تصدیق نہوگی اور امام محمد رحمہ اللہ کے قول پر ایک ساعت اوپر (۳۶) روز سے کم مین تصدیق نہوگی۔ اور اگر مطلقہ مذکورہ ایسی عورت ہو کہ مہینون سے اُسکی عدت لگائی جاتی ہو[3] اور وہ آزاد ہو تو ایک ساعت اوپر (۹۰)

[1] یعنے مثلاً شوہر مذکور نے جہاد مین اُسکو پکڑا یا غنیمت سے ملی یا خفیہ پکڑ لایا ۱۲ منہ [2] مثلاً شوہر نے کہا ہو کہ جب تو بچہ جنے تو تو طالقہ ہے ۱۲ [3] یعنے اُسکو تین طلاق دی تھین ۱۲ [4] جو کسی غیر کی باندی ہو ۱۲ [5] چنانچہ اُس سے نکاح کرے ۱۲

روز سے کم میں اُسکی تصدیق نہوگی اور اگر باندی ہو تو ڈیڑھ مہینہ سے کم میں اُسکی تصدیق نہوگی اور یہ بالاجماع ہی یہ مضمرات میں ہی۔ مجموع النوازل میں لکھا ہی کہ اگر ایسی عورت جسکو تین طلاق دیگئی ہیں بعد چار مہینہ کے بچہ جنی حالانکہ اُسنے اس درمیان میں کسی دوسرے شوہر سے نکاح کیا ہی اور کہتی ہی کہ دوسرے شوہر سے میری عدت گذر گئی اور چاہتی ہے کہ شوہر اول کے نکاح میں واپس جاوے پس آیا امام اعظمؒ کے نزدیک اُسکی تصدیق ہوگی یا نہوگی تو شیخ امام نجم الدین نسفیؒ نے جواب دیا کہ اسکی تصدیق نہوگی اور یہی صحیح ہی یہ ذخیرہ میں ہی اور اگر مطلقہ ثلث نے اپنے شوہر اول سے کہا کہ میں تیرے واسطے حلال ہوگئی ہون پس اُسنے اس عورت سے نکاح کر لیا پھر عورت مذکورہ نے کہا کہ شوہر ثانی نے میرے ساتھ دخول نہین کیا تھا پس اگر عورت مذکورہ شرائط حلت سے واقف ہو تو اُسکے قول کی تصدیق نہوگی کہ شوہر ثانی نے میرے ساتھ دخول نہین کیا تھا ورنہ تصدیق ہوگی یہ نہایہ میں ہی اور یہ اُسوقت ہے کہ عورت کیطرف سے پہلے ایسا اقرار نہ پایا گیا ہو کہ شوہر ثانی نے میرے ساتھ دخول کیا ہی یہ تاتارخانیہ میں ہی۔ اور اگر عورت نے صرف اتنا کہا کہ مین حلال ہوگئی ہون تو جبتک اس سے استفسار نہ کرے کہ کیونکر تب تک شوہر اول کو اُس سے نکاح کر لینا حلال نہین ہی اسواسطے کہ اسمین لوگون مین اختلاف ہی کذا فی الذخیرہ اور شیخ مولف نے فرمایا کہ یہی صواب ہے یہ قنیہ مین ہی اور جنایس کی کتاب النکاح مین مذکور ہی کہ اگر عورت نے خبر دی کہ شوہر ثانی نے مجھسے جماع کیا ہی مگر شوہر مذکور نے اس سے انکار کیا تو شوہر اول کے واسطے حلال ہوجائیگی اور اگر اسکے برعکس ہو کہ شوہر ثانی نے اسکی جماع کا اقرار کیا اور عورت نے انکار کیا تو حلال نہوگی۔ اور اگر عورت نے کہا کہ مجھسے دوسرے شوہر نے جماع کیا ہی اور شوہر اول نے بعد اسکے ساتھ تزوج کرنے کے کہا کہ تجھسے دوسرے شوہر نے وطی نہین کی ہی تو دونون مین تفریق کر دیجائیگی اور شوہر اول پر عورت کے واسطے نصف مہر مسمّےٰ واجب ہوگا اور فتاوے مین لکھا ہی کہ اگر شوہر اول سے نکاح کرنے کے بعد عورت نے کہا کہ مین نے کسی دوسرے خاوند سے نکاح نہین کیا اور شوہر اول نے کہا کہ تو نے دوسرے شوہر سے نکاح کیا اور اُسنے تیرے ساتھ دخول کیا ہی تو عورت کے قول کی تصدیق نہوگی اور اگر دوسرے شوہر نے دعویٰ کیا کہ میرا نکاح اسکے ساتھ فاسد ہوا تھا اسلیے کہ مین نے اسکی مان کے ساتھ وطی کی تھی تو قاضی امامؒ نے جواب دیا کہ اگر عورت نے اسکے قول کی تصدیق کی تو شوہر اول پر حلال نہوگی اور اگر تکذیب کی تو حلال ہوگی یہ خلاصہ میں ہی اور اگر کسی عورت سے بنکاح فاسد نکاح کیا اور اُسکو تین طلاق دیدین تو اس سے پھر نکاح کر لینا جائز ہی اگرچہ اُسنے دوسرے شوہر سے نکاح نہ کیا ہو یہ سراج الوہاج میں ہی زید نے ہندہ سے بہنیت حلالہ نکاح کیا یعنے تاکہ اُسکے پہلے خاوند پر حلال کرے مگر دونون نے یہ شرط نہین لگائی تو ہندہ اپنے پہلے خاوند پر حلال ہوجائیگی اور کچھ کراہت نہوگی اور نیت مذکورہ کوئی چیز نہین ہی اور اگر دونون نے یہ شرط لگائی ہو تو مکروہ ہی اور باوجود اسکے امام اعظمؒ و امام زفرؒ کے نزدیک عورت اپنے پہلے خاوند پر حلال ہوجائیگی کذا فی الخلاصہ اور یہی صحیح ہی یہ مضمرات مین ہی۔ اور اگر اپنی عورت کو

سلہ یعنے اول شوہر کے واسطے حلال ہوجانا کن کن شرطون سے ہوتا ہی ۱۲ م سلہ یعنے علماء مین بعضے کہتے ہین کہ فقط نکاح ہی سے حلال ہوجاتی ہے ۱۲ منہ سلہ یعنے تصدیق ہونا ۱۲ سلہ یعنے دعوے پیش کیا ۱۲ سلہ یعنے حلالہ کی ۱۲

ایک یا دو طلاق دیدیں اور اُسکی عدت گذر گئی اور اُسنے دوسرے شوہر سے نکاح کیا اور اُسنے عورت سے دخول کیا پھر اُسکو طلاق دیدی اور اُسکی عدت گذر گئی پھر اُس سے شوہر اول نے نکاح کیا تو اُسکو پھر اس عورت پر تین طلاق کا اختیار حاصل ہو جائیگا اور دوسرا شوہر جیسے تین طلاق کو نابود کر دیتا ہے ویسے ہی ایک یا دو طلاق کو جو شوہر اول نے دی تھیں نابود کر دیگا یہ اختیار شرح مختار میں ہے اور یہی صحیح ہے یہ مضمرات میں ہے۔ اور نوازل میں لکھا ہے کہ اگر عورت کے سامنے دو گواہوں نے گواہی دی کہ تیرے شوہر نے تجھ کو تین طلاق دیدیں حالانکہ اسکا شوہر غائب ہے تو اس عورت کو دوسرے سے نکاح کر لینے کی گنجائش ہے اور اگر شوہر حاضر ہو تو ایسی گنجائش نہیں ہے یہ خلاصہ میں ہے۔ اور اگر تین طلاق کسی شرط پر معلق کیں پھر شرط پائی گئی اور عورت خوف کرتی ہے کہ اگر وہ شوہر کے سامنے پیش کرتی ہے تو وہ انکار کریگا اور عورت نے فتوے طلب کیا تو علماء نے تین طلاق واقع ہونے کا فتوے دیا اور عورت کو خوف ہے کہ اگر شوہر کو معلوم ہوا تو وہ سرے سے طلاق معلق کرنے سے انکار کر جائیگا تو عورت کو گنجائش ہے کہ شوہر سے پوشیدہ دوسرے مرد سے نکاح کر کے حلالہ کرا لے جب وہ کہیں سفر کو جائے پھر جب وہ واپس آئے تو اس سے التماس کرے کہ میرے قلب میں نکاح کیجانب سے کچھ شک ہے جس سے دل کو خلجان ہے لہذا تجدید نکاح کر لے تا بایکہ شوہر سے بالکل طلاق ہو گا۔ یہ وجیز کردری میں ہے۔ شیخ الاسلام ابو یوسف بن اسحق شاذلی سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے اپنی جورو کو تین طلاق دیں اور اُس سے چھپایا اور اُس سے وطی کرتا رہا پس تین حیض گذر گئے پھر عورت کو اس بات سے آگاہ کیا پس آیا عورت کو یہ اختیار ہے کہ ابھی دوسرے خاوند سے نکاح کر لے فرمایا کہ نہیں اسواسطے کہ وطی جو دونوں میں واقع ہوئی وہ بشبہہ نکاح تھی اور وہ موجب عدت ہے لہذا عدت تک توقف کریگی لیکن اگر آخری وطی سے تین حیض گذر گئے ہوں تو دوسرے سے فی الحال نکاح کر سکتی ہے پھر اُنسے دریافت کیا گیا کہ اگر دونوں حرمت کو جانتے ہوں اور حرمت غلیظہ واقع ہونے کے مقر ہوں ولیکن مرد اس سے وطی کیے جاتا ہے اور تین حیض گذر گئے پھر عورت نے دوسرے خاوند سے بفور نکاح کرنا چاہا تو شیخ نے فرمایا کہ نکاح جائز ہے کیونکہ جب دونوں حرمت کے مقر تھے تو یہ وطی زنا ہوئی اور زنا موجب عدت نہیں ہے اور دوسرے سے نکاح کرنے سے مانع نہیں ہوتا ہے اور ہم اسی کو لیتے ہیں لیکن اگر عورت مذکورہ پیٹ سے ہو تو صاحبین رح کے قول پر تو وضع حمل تک توقف کریگی اور امام اعظم رح کے قول پر ابھی نکاح جائز ہے یہ تاتارخانیہ میں ہے۔ اور شیخ الاسلام ابو القاسم سے دریافت کیا گیا کہ ایک عورت نے اپنے خاوند سے سنا کہ اُسنے اس عورت کو تین طلاق دیدی ہیں اور عورت کو یہ قدرت نہیں ہے کہ اپنے نفس کو مرد سے باز رکھ سکے پس آیا عورت مذکورہ کو مرد مذکور کے قتل کر ڈالنے کی گنجائش ہے تو فرمایا کہ جسوقت اُس سے قربت کرنیکا ارادہ کرے اُسوقت عورت کو اُسکے قتل کر ڈالنے کی گنجائش ہے درحالیکہ اُسکو کسی اور طور سے نہ روک سکتی ہو سوائے قتل کے اور ایسا ہی شیخ الاسلام عطا بن حمزہ نے فتوے دیا ہے اور ایسا ہی امام سید ابو شجاع کا فتوی ہے اور قاضی اسیجابی رح فرماتے تھے کہ قتل نہیں کر سکتی ہے کذا فی المحیط اور ملتقط میں لکھا ہے کہ اسی پر فتوے ہے اور شیخ نجم الدین رحمہ اللہ سے جواب سید امام ابو شجاع رحمہ اللہ کا حکایت کیا گیا کہ وہ فرماتے ہیں کہ عورت قتل کر سکتی ہے تو فرمایا کہ وہ بڑا شخص ہے

اور اسکے مشائخ بڑے بڑے مرتبہ کے ہین وہ سوائے صحت کے نہین کہتا ہی پس اسکے قول پر اعتماد ہی یہ تاتارخانیہ مین ہی اور اگر عورت کے پاس دو عادل گواہون نے گواہی دی کہ تیرے شوہر نے تجھ کو تین طلاق دیدی ہین اور شوہر اس سے منکر ہی پھر قبل اسکے کہ دونون گواہ قاضی کے سامنے یہ گواہی دین مر گئے یا غائب ہو گئے تو عورت کو اس مرد کے ساتھ قربت کرنے کی اور ساتھ رہنے کی گنجائش نہین ہی اور اگر شوہر اپنے انکار پر قسم کھا گیا اور گواہ لوگ مر چکے ہین اور قاضی نے اس عورت کو اس مرد کے پاس واپس کیا تو بھی عورت کو اُسکے ساتھ رہنے کی گنجائش نہین ہے اور عورت کو چاہیے کہ اپنا مال دیکر اُس سے اپنی جان چھڑا وے یا اس سے بھاگ جاوے اور اگر عورت اس بات پر قادر نہو تو جب جانے کہ مجھ سے قربت کریگا اسکو قتل کر ڈالے مگر چاہیے کہ اُسکو دوا سے قتل کرے اور عورت کو یہ گنجائش نہین ہی کہ اپنے آپ کو قتل کر ڈالے اور اگر مرد مذکور کے پاس سے بھاگ گئی تو اُسکو یہ اختیار نہوگا کہ عدت پوری کرکے دوسرے شوہر سے نکاح کرے اور شیخ شمس الائمہ حلوانی نے شرح کتاب الاستحسان مین فرمایا کہ یہ جواب قضاءً ہی اور فیما بینہا و بین اللہ تعالیٰ اگر بھاگ جاوے تو اُسکو اختیار ہی کہ عدت پوری کرکے دوسرے شوہر سے نکاح کرے یہ محیط مین ہی۔ فتاوے نسفیہ مین ہی کہ ایک عورت اپنے شوہر پر حرام ہو گئی مگر شوہر اس کے پھندے سے نہین چھوڑتا ہی اور اگر اُسکے پاس سے غائب ہو جاتا ہی تو وہ جادو کرکے اُسکو پھر واپس کرا لیتی ہی پس آیا مرد مذکور کو اختیار ہی کہ زہر وغیرہ سے اُسکو قتل کر ڈالے تاکہ اُسکے پھندے سے چھوٹ جاوے فرمایا کہ نہین جائز ہی مگر جس طور سے ہو سکے اس عورت سے دور ہو جاوے یہ تاتارخانیہ مین ہی۔ اور حلالہ کے لطیف حیلون مین سے یہ ہی کہ مطلقہ کسی غلام صغیر سے نکاح کرے جسکے آلہ تناسل کو حرکت ہوتی ہو پھر جب یہ غلام اُس سے وطی کر چکے تو کسی سبب ملک سے اس غلام مذکور کی مالک ہو جاوے پس دونون مین نکاح فسخ ہو جائیگا یہ تبیین مین ہی۔ ایک مرد نے کہا کہ اگر مین نے کسی عورت سے نکاح کیا تو وہ طالقہ ثلث ہی تو اسمین حیلہ یہ ہی کہ اس قسم کھانیوالے مرد اور کسی عورت کے درمیان ایک فضولی نکاح باندھے اور یہ مرد اپنے قول سے اجازت نہ دے بلکہ اپنے فعل سے اجازت دے پس حانث نہوگا اور اگر اپنے قول سے اجازت دی تو حانث ہو جائیگا اور اسی پر اعتماد ہی یہ ظہیریہ مین ہی۔ اور اگر عورت مطلقہ کو خوف ہوا کہ محلل اُسکو طلاق نہ دیگا پس عورت نے کہا کہ مین نے اپنے نفس کو تیرے نکاح مین بدین شرط دیا کہ ہر بار جب مین چاہونگی اپنے نفس کو طلاق دیدونگی اور محلل نے اسکو قبول کیا تو نکاح جائز ہی اور عورت مذکورہ مختار ہو جائیگی کہ جب چاہیگی اپنے نفس کو طلاق دیدیگی یہ تبیین مین ہی اور اگر عورت نے چاہا کہ محلل کی طمع قطع کرے تو اس سے کہے کہ مین تیری مطاوعت نہ کرونگی یہانتک کہ تو قسم کھاوے کہ تجھ پر تین طلاق ہین اگر مین تیری درخواست کو قبول نہ کرون تو جب وہ قسم کھا جاوے تو اُسکو اپنے ساتھ وطی کرنے دے پس جب ایک مرتبہ وطی کر چکے تو اس سے طلاق طلب کرے پس اگر اُسنے طلاق دیدی تو خیر مطلقہ ہو جائیگی اور اگر نہ دی تو بھی یہی ہوگا کہ تین طلاق واقع ہو جائینگی یہ سراجیہ مین ہے

سلہ بحرمت غلیظہ ظاہر اصورت مذکورہ مین خواہ حرمت غلیظہ ہو یا خفیفہ ہو ۱۲ منہ عہ زہر وغیرہ ۱۲ عہ دوسرا شوہر جس سے حلالہ کرایا ہے ۱۲

ساتوان باب۔ ایلاء کے بیان مین ہے۔ اپنے نفس کو اپنی منکوحہ کی قربت سے روکنا بتاکید قسم خواہ اللہ تعالیٰ کی یا طلاق وعتاق وحج وصوم وغیرہ کی مطلقاً یا مقید بچہار ماہ آزادہ حرہ مین اور دو ماہ باندی کی صورت مین بدین کسی ایسے وقت کے بیچ مین سے نکلنے کے کہ اسمین بدون حانث ہونیکے قربت ممکن ہوسکے ایلاء کہتے ہین یہ فتاویٰ قاضیخان مین ہے۔ پس اگر اس مدت کے اندر عورت مذکورہ سے قربت کی تو حانث ہوجائیگا پس اگر اللہ تعالیٰ کی ذات یا صفات مین سے کسی صفت کی جس سے عرفاً قسم کھائی جاتی ہے قسم کھائی ہو تو کفارہ واجب ہوگا اور اگر سوائے اسکے دوسری بات کی مثل طلاق وعتاق وغیرہ کے قسم کھائی ہے تو جس جزا کی قسم کھائی ہے وہ جزا واقع ہوگی اور پھر بعد وطی کر لینے کے ایلاء ساقط ہوجائیگا اور اگر اس مدت مین اس سے وطی نہ کی تو بیک طلاق[1] بائنہ ہوجائیگی یہ برجندی شرح نقایہ مین ہے پس اگر قسم چار مہینہ کی ہو تو قسم ساقط ہوجائیگی اور قسم ہمیشہ کی ہو یا بنطور کہ اسنے یون کہا کہ واللہ مین تجھ سے تا ابد قربت نہ کرونگا یا کہا کہ واللہ مین تجھ سے قربت نہ کرونگا یعنے مطلقاً کہا بدون کسی وقت کی قید کے تو قسم باقی رہیگی ولیکن قبل دوبارہ نکاح کے مکرر طلاق واقع نہوگی اگرچہ چار مہینہ سے زیادہ گذر جاوین اور اگر دوبارہ نکاح کیا تو ایلاء عود کریگا پھر اگر اس سے وطی کر لے تو خیر ورنہ چار مہینہ گذرنے پر دوسری طلاق واقع ہوگی اور اس ایلاء کی ابتدا نکاح سے قرار دیجائے پھر اگر تیسری بار اُس سے نکاح کیا تو پھر ایلاء عود کریگا پھر اگر اُس سے قربت نہ کی تو چار مہینہ گذرنے پر تیسری طلاق واقع ہوجائیگی یہ کافی مین ہے۔ پھر اگر بعد دوسرے شوہر سے نکاح کرنیکے اس عورت سے نکاح کیا تو ایلاء مذکور کچھ نہیں یعنے اب طلاق واقع نہوگی مگر قسم باقی ہے چنانچہ اگر اس سے وطی کی تو اپنی قسم کا کفارہ ادا کریگا یہ ہدایہ مین ہے۔ اور اگر ایلاء سے ایک مرتبہ یا دو مرتبہ بائن ہوگئی اور اسنے دوسرے شوہر سے نکاح کیا پھر شوہر اول کے نکاح مین آئی تو تین طلاقون کے ساتھ عود کریگی اور جب چار ماہ گذر جائینگے طالقہ ہوگی یہانتک کہ تین طلاق سے بائن ہوجائیگی اور ایسے ہی دوبارہ وسہ بارہ جہانتک ہوتا جاوے یہی ہوتا رہیگا یہ تبیین مین ہے۔ اور اگر ذمی نے بنام ذات پاک اللہ تعالیٰ یا بصفتے از صفات اللہ تعالیٰ ایلاء کیا تو امام اعظم رح کے نزدیک وہ مولی یعنے ایلاء کرنے والا ہوگا اور صاحبین کے نزدیک وہ مولی نہوگا اور اگر اسنے طلاق یا عتاق کے ساتھ ایلاء کیا تو بالاجماع مولی ہوگا اور اگر اسنے حج یا عمرہ یا صوم یا صدقہ سے ایلاء کیا تو بالاجماع مولی نہوگا اور اسیطرح اگر اسنے کہا کہ اگر مین تجھ سے قربت کرون تو تو مجھ پر میری ماں کی پشت کے مثل ہے یا فلانہ عورت میری مجھ پر مثل میری ماں کی پشت کے ہے تو مولی نہوگا پھر جس صورت مین ذمی کا ایلاء ٹھیک ہوتا ہے اسکے احکام مین وہ مثل مسلمان کے ہے لیکن اگر اللہ تعالیٰ کی قسم کھائی اور اسنے وطی کی تو اسپر کفارہ لازم نہوگا یہ سراج الوہاج مین ہے اور جن لفظون سے ایلاء واقع ہوتا ہے وہ دو قسم کے ہوتے ہین صریح وکنایہ پس صریح ہر ایسا لفظ ہے جسکے بولنے سے جماع کے معنے فقط دریافت ہون جیسے تجھ سے قربت نہ کرونگا یا تجھ سے جماع نہ کرونگا یا تجھ سے وطی نہین کرونگا یا تجھ سے مباضعت[2] نہ کرونگا

---

[1] مثلاً میری بیوی پر [illegible] طلاق ہے اگر مین تجھ سے قربت کرون [illegible] چار ماہ یا زیادہ [illegible] برابر ہے اور کوئی لفظ ایسا کہا جو متصل ہو دلالت کرے یا غلام آزاد ہے [illegible] کی یا حج [illegible] یا روزہ [illegible]
[2] [illegible]
[illegible]

یا تجھ سے جنابت کا غسل نہ کرونگا اسوجہ سے کہ جو مباضعت اس عورت کیطرف مضاف کیگئی اُس سے محاورہ مین عادت کے موافق جماع کے معنے مقصود ہوتے ہین اور عورت سے جنابت کا غسل کرنا یون ہی ہوسکتا ہی کہ عورت سے فرج مین جماع کرے اور اسیطرح اگر باکرہ سے کہا کہ مین تجھے رسیدہ نہ کرونگا اسواسطے کہ عرف مین اسکا رسیدہ کرنا یون ہی ہی کہ اس سے مجامعت کرے یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اور اگر عورت سے کہا کہ مین تجھ سے تیری دُبر مین یا فرج کے علاوہ وطی نہ کرونگا تو مولی نہوگا اور اگر اس سے کہا کہ مین تجھ سے جماع نہ کرونگا الا برا جماع تو اسکی نیت دریافت کیجائیگی پس اگر اُسنے کہا کہ مین نے دُبر مین وطی کرنی مراد لی ہی تو مولی ہوجائیگا اور اگر اُسنے کہا کہ مین نے خفیف جماع مراد لیا ہی کہ التقائے ختانین جیسی حالت سے زائد نہوگا تو وہ مولی نہوگا اور اسیطرح اگر اسکی کچھ نیت نہو تو بھی یہی حکم ہی اور اگر اُسنے کہا کہ مین نے اس سے بھی کم مراد لیا ہی تو وہ مولی ہوجائیگا یہ فتح القدیر مین ہی۔ اور ینابیع مین لکھا ہی کہ اگر ان الفاظ کے کہنے کے بعد اُسنے دعوے کیا کہ مین نے جماع مراد نہین لیا تھا تو قضاءً اُسکی تصدیق نہوگی اور فیما بینہ و بین اللہ تعالے تصدیق ہوگی یہ تاتارخانیہ مین ہی۔ اور کنایہ ہر ایسا لفظ ہی کہ اُسکے بولنے سے جماع کے معنے خیال مین آوین مگر احتمال اور کا بھی ہو پس جبتک وہ اس سے معنی جماع کی نیت نہ کریگا تو ایلاء نہوگا جیسے کہا کہ تیرے آگے پیش نہونگا یا تیرے پاس نہ آؤنگا لا ادخل بہا و لا اغشاہا اپنا و تیرا سر اکیجا نہ کرونگا اور تیرے ساتھ بستر پر نہ سوؤنگا تیرے ساتھ مصاحبت نہونگا یا تیرے بستر کے قریب نہونگا یا تجھے غمناک کرونگا یا تجھے جلا دونگا یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اور اگر کہا کہ اگر مین تیرے ساتھ سوؤن تو تو بسہ طلاق طالقہ ہی اور اسکی نیت کچھ نہین ہی تو یہ ایلاء ہی اور عرف کے موافق جماع کے معنی پر قرار دیا جائیگا یہ ظہیریہ مین ہی اور از انجملہ اصابت و مضاجعت دونو ہی یہ عینی شرح کنز مین ہی۔ اور ینابیع مین لکھا ہی کہ ہر لفظ جس سے قسم منعقد ہوجاتی ہی ایلاء بھی منعقد ہوگا جیسے واللہ و باللہ و جلال اللہ و عظمۃ اللہ و کبریاء اللہ و باقی سب الفاظ جنسے قسم منعقد ہوتی ہی منعقد ہوگا اور ہر لفظ جس سے قسم منعقد نہین ہوتی ہی جیسے و علم اللہ لا اقربک یعنی قسم علم الٰہی کی کہ مین تجھ سے قربت نہ کرونگا یا کہا کہ مجھ پر خدا کا غضب یا خشم یا مثل اسکے کوئی لفظ کہا جس سے قسم منعقد نہین ہوتی ہی تو ایلاء منعقد نہوگا اور ینابیع مین لکھا ہی کہ ایلاء کی لیاقت اُسکو ہی جو طلاق کی اہلیت رکھتا ہی یہ امام اعظم رحنے اعتبار فرمایا ہی اور صاحبین کے نزدیک جو وجوب کفارہ کی اہلیت رکھتا ہی وہ ایلاء کی اہلیت رکھتا ہی یہ تاتارخانیہ مین ہی۔ اور ایلاء کرنے والا یون ہی ہوتا ہی کہ فرج مین جماع نہ کرنے پر قسم کھائی ہو پس اگر بدون فرج مین وطی کرنے کے حانث ہوتا ہو وہ تو سزائے ایلاء کا مستوجب نہوگا۔ ایک مرد نے اپنی جورو سے کہا کہ واللہ میرے بدن کی کھال تیرے بدن کی کھال سے نہ چھوویگی تو یہ شخص مولی نہوگا اسواسطے کہ اس قسم مین بدون جماع فرج کے فقط کھال چھونے سے حانث ہوجاتا ہی اور اگر کہا کہ واللہ میرا آلہ تناسل تیری فرج کو نہ چھوویگا تو یہ شخص مولی ہوگا اسوجہ سے کہ ایسے کلام سے عرفاً جماع مراد ہوتا ہی اور اگر کہا کہ اگر با تو خسپم پس تو طالقہ ہستی اور کچھ نیت نہین کی تو وہ

ع یا تجھ سے مصاحبت نہ کرونگا ۱۲ ع کیونکہ وہ مولی نہ تھا ۱۲

مولی ہوگا اسواسطے کہ اس سے لوگون کی مراد جماع ہوتی ہی اور اگر اُسنے صرف ساتھ سورہنے کی نیت کی ہو تو مولی نہوگا چنانچہ اگر اسکے ساتھ سویا اور جماع نہ کیا تو قسم مین جھوٹا ہو جائیگا۔ اور اگر کہا کہ اگر من دست بزن فراز کنم تا یکسال پس بر من چنین وچنان است پھر چار مہینہ عورت سے جماع نہ کیا تو وہ بیک طلاق بائنہ ہو جائیگی اسواسطے کہ عرف مین اس سے جماع مراد ہوتا ہی اسیواسطے اگر اُسنے سال کے اندر سوائے فرج کے اس سے جماع کیا تو قسم مین حانث نہوگا۔ یہ فتاوے قاضیخان مین ہی۔ اور اگر عورت سے کہا کہ انا منک مولی یعنے مین تجھسے ایلاء کنندہ ہون پس اگر اس سے جھوٹ خبر دینے کی نیت کی ہو تو فیما بینہ وبین اللہ تعالے مولی نہوگا ولیکن قضاءً اسکی تصدیق نہوگی۔ اور اگر اُسنے ایجاب کی نیت کی ہو یعنے تحقیق ایلاء کی نیت کی ہو تو قضاءً وفیما بینہ وبین اللہ تعالے دونون طرح مولی ہوگا یہ فتح القدیر مین ہی اور اگر کہا کہ جب مین تجھ سے قربت کرون تو مجھپر نماز واجب ہی تو اس سے مولی نہوگا یہ کافی مین ہی۔ ابن سماعہ نے امام ابو یوسفؒ سے روایت کی ہی کہ اگر کہا کہ اللہ تعالی کے واسطے مجھ پر واجب ہی کہ مین اپنا یہ غلام اپنے کفارہ ظہار سے آزاد کرون اگر مین اپنی جورو فلانہ سے قربت کرون حالانکہ اُسنے اس عورت سے ظہار کیا ہی یا نہین کیا ہی تو اس سے وہ ایلاء کرنیوالا نہوگا۔ اور اگر کہا کہ میرا یہ غلام میرے کفارۂ ظہار سے آزاد ہے اگر مین اپنی جورو سے قربت کرون تو وہ ایلاء کرنیوالا ہوگا خواہ اُسنے ظہار کیا ہو یا نہ کیا ہو اور آزاد کرنا اُسکے کفارہ ظہار سے کافی ہوگا اور اس کلام سے مراد یہ ہے کہ درصورتیکہ وہ مظاہر ہو پھر اُسنے بعد قسم مذکور کے عورت مذکورہ سے قربت کرلی ہو تو یہ عتق اسکے کفارہ ظہار سے کافی ہوگا۔ پھر ذکر فرمایا کہ جو بردہ جورو سے قربت کرنے پر آزاد ہو جاتا ہو تو ایسی قسم مین وہ مولی ہوگا اور جو بردہ کہ بدون دوسرے فعل کے آزاد نہوتا ہو تو ایسی قسم مین وہ مولی نہوگا یہ محیط مین ہی۔ اور اگر اپنی جورو سے کہا کہ اگر مین تجھ سے قربت کرون یا تجھے اپنے بستر پر بلاؤن تو تو طالقہ ہی تو وہ مولی نہوگا یہ فتاوے قاضیخان مین ہی۔ اگر عورت سے کہا کہ اگر تونے میری جنابت سے غسل کیا مادامیکہ تو میری جورو ہی تو تو طالقہ ثلث ہی اور اس قول کا اعادہ کیا اور اس قول کو نہ جانا اور یہ عورت حاملہ تھی اور قبل وضع حمل کے اس سے جماع نہ کیا پھر اس گفتگو سے چار مہینہ یا زیادہ کے بعد اسکے بچہ پیدا ہوا تو ایک طلاق بائنہ اُسپر چار مہینے گذرنے کے باعث سے واقع ہوگی اور بسبب وضع حمل کے اُسکی عدت گذر جائیگی پھر اگر اسکے بعد اس سے نکاح کیا تو جائز ہی اور پھر حانث نہوگا یہ فتاوے کبرے مین ہی۔ اور اسطرح قسم کھائی کہ اگر مین نے تجھ سے قربت کی تو مجھ پر حج یا عمرہ یا صدقہ یا صوم یا ہدی یا اعتکاف یا قسم یا کفارہ قسم واجب ہی تو وہ مولی ہوگا اور اگر کہا کہ مجھ پر اتباع جنازہ یا سجدۂ تلاوت یا قرأت قرآن یا بیت المقدس مین نماز یا تسبیح واجب ہی تو وہ مولی نہوگا اور اگر کہا کہ مجھپر سو رکعت نماز یا مثل اسکے جو عادۃً نفس پر شاق ہوتی ہی واجب ہین تو واجب ہی کہ ایلاء صحیح ہو اور

سلہ کہ مین نے جھوٹ خبر کی نیت کی تھی بلکہ وہ ایلاء کرنیوالا قرار دیا جائیگا ہان جبکہ گواہ اقراری ہوت تو نہین فافہم ۱۲ منہ عـہ یعنے ایکسال تک جورو کی طرف ہاتھ نہ بڑھاؤن ولیکن اُردو مین اس معنے پر ایلاء نہوگا ۱۲ م عـہ بلکہ فقط قسم ہوگی ۱۲ م

اگر کہا کہ مجھپر واجب ہے کہ اس مسکین کو یہ درم صدقہ دیدون یا میرا مال مسکینون پر صدقہ ہی تو ایلاء صحیح نہوگا الا آنکہ اسکی تصدق کی نیت ہو اور اگر کہا کہ ہر عورت کہ مین اس سے نکاح کرون تو وہ طالقہ ہی تو امام اعظمؒ و امام محمدؒ کے نزدیک مولی ہو جائیگا یہ فتح القدیر مین ہی۔ اور اگر کہا کہ اگر مین تجھ سے قربت کرون تو مجھپر روزہ ماہ محرم مثلاً واجب ہین پس اگر وقت قسم سے چار مہینے سے پہلے یہ مہینہ گذرتا ہو تو ایلاء کرنیوالا نہوگا اور اگر چار مہینے سے پہلے نہ گذرتا ہو تو مولی ہوگا یہ بدائع مین ہی۔ اور اگر کہا کہ اگر مین تجھ سے قربت کرون تو مجھپر ایک مسکین کا کھانا یا ایک روزہ واجب ہی تو بالاتفاق وہ مولی ہوگا یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اور اگر قسم کھائی کہ جورو سے فلان زمانہ معین یا فلان مقام معین مین قربت نہ کریگا تو وہ مولی نہوگا۔ اگر عورت کے حائضہ ہونے کی حالت مین قسم کھائی کہ اس سے قربت نہ کریگا تو مولی نہوگا یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اور اگر کہا کہ تو مجھپر مثل جورو فلان شخص کے ہے حالانکہ فلان مذکور نے اپنی جورو سے ایلاء کیا ہی پس اگر اسنے ایلاء کی نیت کی ہو تو مولی ہو جائیگا ورنہ نہین اور اگر کہا کہ تو مجھپر مثل مردار کے ہی اور قسم کی نیت کی تو مولی ہو جائیگا اور اگر اپنی جورو سے کہا کہ مین نے تجھ سے قربت کی تو تو مجھپر حرام ہی اور قسم کی نیت کی تو امام اعظمؒ کے نزدیک مولی ہو جائیگا اور صاحبین رحمہما اللہ کے نزدیک جبتک اس سے قربت نہ کرے تب تک مولی نہوگا۔ اور اگر اپنی جورو سے ایلاء کیا پھر اپنی دوسری جورو سے کہا کہ مین نے تجھ کو اسکے ایلاء مین شریک کر دیا تو اس سے ایلاء کرنیوالا نہوگا اور شیخ کرخیؒ نے ذکر فرمایا کہ اگر اپنی جورو سے کہا کہ تو مجھپر حرام ہی پھر دوسری جورو سے کہا کہ مین نے تجھے اسکے ساتھ شریک کرا دیا تو دونون سے ایلاء کرنیوالا ہو جائیگا اور دونون مین تفریق کر دیجائیگی یہ ظہیریہ مین ہی۔ اور اگر اپنی دو عورتون سے کہا کہ جب مین تم دونون سے قربت نہ کرونگا تو دونون سے ایلاء کرنیوالا ہو جائیگا پھر اگر چار مہینے گذر گئے اور ان دونون سے قربت نہ کی تو دونون بائنہ ہو جاوینگی اور اگر کسی ایک سے قربت کر لی تو اسکا ایلاء ساقط ہو گیا اور دوسری کا ایلاء اپنے حال پر باقی رہا اور اس مرد پر کفارہ واجب نہوگا اور اگر دونون سے قربت کر لی تو دونون کا ایلاء ساقط ہو گیا اور مرد مذکور پر کفارہ قسم واجب ہوگا اور اگر چار مہینے گذرنے سے پہلے ایک مر گئی تو دونون کا ایلاء ساقط ہو جائیگا اور مرد مذکور پر کفارہ قسم واجب نہوگا اگرچہ اسکے بعد زندہ کے ساتھ قربت کرے اور یہ بالاتفاق ہی اور اگر دونون مین سے ایک کو طلاق دیدی تو ایلاء باطل نہوگا یہ سراج الوہاج مین ہی۔ ایک مرد نے اپنی چار عورتون سے کہا کہ واللہ مین تم چارون سے قربت نہ کرونگا تو فی الحال ان چارعورتون سے ایلاء کرنیوالا ہو جائیگا چنانچہ اگر اسنے انسے قربت نہ کی یہانتک کہ چار مہینے گذر گئے تو سب کی سب بائنہ ہو جاوینگی اور یہ ہمارے اصحاب ثلثہ رحمہم اللہ کا قول ہی اور یہ استحسان ہی یہ بدائع مین ہی۔ اور اگر چار جورؤن سے کہا کہ مین تم سے قربت نہ کرونگا الا فلانہ یا فلانہ سے تو وہ ان دونون سے مولی نہوگا چنانچہ انکے ساتھ قربت کرے

سلہ اقول مراد یہ ہے کہ چار مہینے سے کم زمانہ ہو پس لہذا قبل وفیہ تامل ۱۲ سلہ یعنے اگر جورو سے چار مہینہ تک قربت کرون تو مجھپر

عورت آئمہ ۱۲ منہ سلہ یعنے جورو دو مردین ۱۲ سلہ یعنے قسم سے ۱۲

حانث نہوگا اور بدون وطی کرنیکے چار مہینہ گذرنے سے اس مرد اور ان دونون عورتون کے درمیان مباینت واقع نہوگی یہ فصول عمادیہ مین ہے۔ اور اگر ایک ہی جلسہ مین اپنی جورو سے تین مرتبہ ایلاء کیا تو صاحبین کے نزدیک استحساناً ایک ہی طلاق واقع ہوگی اور اگر مجلس متعدد ہون تو طلاق بھی متعدد ہوجاوینگی یہ ظہیریہ مین ہے۔ اور اگر اپنی دو عورتون سے کہا کہ واللہ مین تم مین سے ایک سے قربت نہ کرونگا تو وہ ان دونون مین سے ایک سے ایلاء کرنیوالا ہوگا چنانچہ اگر اُسنے انمین سے ایک سے وطی کی تو یہی ایلاء کے واسطے متعین ہوگی اور مرد پر کفارہ واجب ہوگا اور ایلاء ساقط ہوجائیگا اور اگر اسنے ایک کو تین طلاق دیدین یا وہ مرگئی یا مرتد ہوکر بائنہ ہوگئی تو زوال مزاحمت کے باعث سے دوسری جورو ایلاء کے واسطے متعین ہوگی۔ اور اگر اسنے دونون مین سے کسی سے قربت نہ کی یہانتک کہ چار مہینہ گذر گئے تو دونون مین سے ایک غیر معین بائنہ ہوجائیگی اور مرد مذکور کو اختیار ہوگا کہ جسپر چاہے دونون مین سے طلاق واقع ہونا اختیار کرے اور اگر چار مہینے گذرنے سے پہلے اُسنے ان دونون مین سے ایک کے حق مین ایلاء متعین کرنا چاہا تو اُسکو یہ اختیار نہوگا چنانچہ اگر اُسنے ایک کو معین کیا اور پھر چار مہینہ گذر گئے تو اسی معینہ پر طلاق واقع نہوگی بلکہ دونون مین سے ایک غیر معین پر واقع ہوگی پھر مرد مذکور مختار ہوگا جسپر چاہے جسکو معین کرے پھر اگر مرد مذکور نے دونون مین سے کسی ایک پر طلاق واقع نہ کی یہانتک کہ اور چار مہینے گذر گئے تو دوسری پر بھی طلاق واقع ہوگی اور دونون اس مرد سے بیک طلاق بائنہ ہوجاوینگی اور یہ ظاہر الروایہ کا حکم ہے یہ بدائع مین ہے اور اگر دونون عورتین دونون مدتون کے گذرنے پر بائنہ ہوگئین پھر دونون سے ساتھ ہی نکاح کرلیا تو دونون مین سے ایک سے مولی ہوگا اور اگر دونون سے آگے پیچھے نکاح کیا تو دونون مین سے ایک سے مولی ہوگا اور پہلی جس سے نکاح کیا ہے وہ بسبب سبقت[1] نکاح یا بوجہ متعین کرنے کے متعین نہوگی لیکن جب اول کے نکاح کے روز سے چار مہینہ گذر جائینگے تو وہ بسبب سبقت مدت ایلاء کے پہلے بائنہ ہوجائیگی پھر جب اسکے بائنہ ہونے سے چار مہینہ اور گذر جائینگے تو دوسری بھی بائنہ ہوجائیگی یہ کافی مین ہے۔ اور اگر اُسنے کہا کہ قسم دونون مین سے کسی سے قربت نہ کرونگا تو دونون سے مولی ہوجائیگا پھر اگر چار مہینہ گذر گئے اور اسنے کسی سے قربت نہ کی تو دونون بائنہ ہوجائینگی اور اگر دونون مین سے ایک سے قربت کی تو دونون کا ایلاء باطل ہوجائیگا اور کفارہ قسم واجب ہوگا یہ سراج الوہاج مین ہے اور اگر قسم کھائی کہ اپنی زوجہ یا اپنی باندی سے یا اپنی زوجہ و اجنبیہ سے قربت نہ کرونگا تو جبتک کہ اجنبیہ یا باندی سے قربت نہ کرے تب تک مولی نہوگا اور جب اُنسے قربت کرلی تو مولی ہوجائیگا اسواسطے کہ بعد اسکے زوجہ سے قربت کرنا بدون کفارہ کے ممکن نہوگا یہ اختیار شرح مختار مین ہے۔ ایک شخص نے اپنی جورو و اپنی باندی سے کہا کہ واللہ مین تم سے ایک سے قربت نہ کرونگا تو مولی نہوگا الا اُس صورت مین کہ اُسنے اپنی جورو کو مراد لیا ہو اور اگر کسی ایک سے قربت کی تو حانث ہوجائیگا اور اگر اُسنے باندی کو آزاد کرکے اس سے نکاح کرلیا تو بھی مولی نہوگا۔ اور اگر کہا کہ واللہ مین تم مین سے کسی سے قربت نہ کرونگا تو استحساناً وہ حرہ زوجہ سے مولی ہوگا یہ شرح جامع کبیر حصیری مین ہے

[1] یعنے نکاح مین سابق ہونے سے یا خود اسکے معین کرنیسے وہ متعین نہین ہوسکتی ۱۲ [2] یعنے وقت گذرنے پر ۱۲

اور اگر کسی کی دو جورو ہین جنمین سے ایک باندی ہو اور اُسنے کہا کہ واللہ مین تم دونون سے قربت نہ کرونگا تو دونون سے مولی ہوجائیگا پھر جب دو مہینہ گذرے اور اُسنے کسی سے قربت نہ کی تو باندی بائنہ ہوجائیگی پھر جب اور دو مہینے گذرے بدون قربت کے تو حرہ بھی بائنہ ہوجائیگی۔ اور اگر کہا کہ واللہ مین تم سے ایک سے قربت نہ کرونگا تو ایک غیر معین سے ایلاء کرنیوالا ہوجائیگا اور اگر اُسنے دو مہینہ گذرنے سے پہلے کسی ایک کو معین کرنا چاہا تو نہین کرسکتا ہی اور اگر دو مہینہ بلا قربت گذر گئے تو باندی جورو بائنہ ہوجائیگی اور از سر نو حرہ کی مدت ایلاء شروع ہوگی پھر اگر چار مہینے گذرے اور اُسنے قربت نہ کی تو حرہ بائنہ ہوجائیگی۔ اور اگر دو مہینہ گذرنے سے پہلے باندی مرگئی تو قسم کے وقت سے ایلاء کے واسطے حرہ متعین ہوجائیگی یہ بدائع مین ہی اور اگر قبل مدت کے باندی آزاد ہوگئی تو اُس کی مدت مثل مدت حرہ کے ہوجائیگی پس جب وقت قسم سے چار مہینہ گذر گئے تو دونون مین سے ایک بائنہ ہوجائیگی اور اُسکو اختیار ہوگا کہ جسکو چاہے متعین کرے اور اگر باندی بعد بائنہ ہونے کے آزاد ہوئی پھر اُس سے نکاح کیا تو باندی کے بائنہ ہونے کے وقت سے چار مہینہ گذرنے پر حرہ بائنہ ہوجائیگی اور باندی آزاد شدہ کے ایلاء سے بائنہ ہونیکے وقت سے حرہ کی مدت ایلاء قرار دیجائیگی اس سے پہلے سے قرار نہ دیجائیگی اور اگر باندی کو دو مہینہ گذرنے سے پہلے خرید لیا تو قسم کے وقت سے چار مہینہ گذرنے پر حرہ بائنہ ہوجائیگی اور اگر باندی کے آزاد ہونیکے بعد پھر ان دونون سے نکاح کیا تو ان دونون مین سے ایک سے مولی ہوگا لیکن جب وقت قسم سے مدت ایلاء گذر جاویگی تو حرہ بائنہ ہوجاویگی اور اگر قبل مدت کے حرہ مرگئی تو آزاد شدہ اپنے نکاح کے وقت سے مدت ایلاء گذرنے پر بائنہ ہوگی۔ اور اگر حرہ مری نہین بلکہ اُسکو طلاق بائن دیدی اور ہنوز اسکی عدت نہ گذری تھی کہ قسم کے وقت سے ایلاء کی مدت گذر گئی تو اُسپر ایک اور طلاق بائنہ واقع ہوگی یہ کافی مین ہے اور اگر ایلاء کیوجہ سے حرہ بائنہ ہوگئی تو معتقہ از سر نو ایلاء کے واسطے متعین ہوجائیگی اور حرہ کے بائنہ ہونیکے وقت اسکی ایلاء کی مدت شمار ہوگی اور اگر حرہ کی عدت گذر گئی یا اُسکو تین طلاق دیدین تو معتقہ کے تزوج سے جب چار مہینے گذرینگے تو وہ بائنہ ہوجائیگی اسواسطے کہ وہ ایلاء کے لیے اسیوقت سے متعین ہوئی تھی یہ شرح جامع کبیر حصیری مین ہی اور اگر اُسنے یون کہا کہ مین تم مین سے ایک سے قربت کرون تو دوسری مجھپر مثل پشت میری مان کے ہی تو وہ انمین سے ایک سے مولی ہوگا پھر جب دو مہینہ گذرینگے تو باندی بائنہ ہوجائیگی اور حرہ کا ایلاء باطل ہوجائیگا اور اگر دونون عورتین حرہ ہون اور اُسنے کہا کہ اگر مین نے تم مین سے ایک سے قربت کی تو دوسری مجھپر مثل پشت میری مان کے ہی تو وہ ایک سے مولی ہوگا پھر اگر چار مہینے گذر گئے تو انمین سے ایک بسبب ایلاء کے بائنہ ہوجائیگی اور اسکے تعیین کا اختیار اس مولی کو ہوگا پھر اگر اُسنے ان دونون مین سے کسی ایک کے حق مین طلاق کی تعیین نہ کی یا ایک کے حق مین تعیین کی اور دوسرے چار مہینہ گذر گئے تو اور کوئی طلاق واقع نہوگی اور اگر کہا کہ اگر مین نے تم دونون مین سے ایک سے قربت کی تو وہ میرے اوپر مثل پشت میری مان کے ہی تو ایلاء باقی رہیگا اور اسیطرح اگر اُسنے کہا کہ اگر مین نے تم مین سے ایک سے قربت کی تو تم مین سے ایک مجھپر مثل پشت میری مان کے ہو تو یہی حکم ہی یہ کافی مین ہی۔ اور اگر اُسنے

کہا کہ اگر مین نے تم دونون مین سے ایک سے قربت کی تو تم مین سے ایک مجھپر مثل پشت میری مان کے ہے پھر دو مہینے گذرنے سے انمین جو باندی جورو ہے وہ بائنہ ہوگئی تو آزادہ عورت سے ایلاء ہنوز باقی رہیگا چنانچہ اگر باندی کے بائنہ ہونیکے وقت سے کہا اور چار مہینے گذر گئے تو آزادہ بھی بائنہ ہوجائیگی۔ اور اگر باندی جورو و آزادہ جورو دونون سے کہا کہ اگر مین نے تم مین سے ایک سے قربت کی تو دوسری طالقہ ہے تو ایلاء کرنیوالا ہوجائیگا پھر جب دو مہینے گذر جاوینگے تو باندی بائنہ ہوجائیگی اور حرہ سے ایلاء ساقط نہوگا مگر حرہ کے حق مین ایلاء کی مدت باندی کے بائنہ ہونیکے وقت سے معتبر ہوگی چنانچہ اگر باندی کے بائنہ ہونیکے وقت سے اور چار مہینے گذرے اور ہنوز باندی عدت مین ہے تو حرہ بائنہ ہوجائیگی اسواسطے کہ حرہ سے قربت کرنا بدون باندی کے طلاق دیے ممکن نہین ہے لیکن اگر اس مدت کے گذرنے سے پہلے باندی کی عدت گذر گئی تو آزادہ سے ایلاء ساقط ہوجائیگا کیونکہ باندی چونکہ محل طلاق نہین رہی اسواسطے بدون کسی امر کے لازم آنے کے وہ حرہ سے قربت کر سکتا ہے اور اگر دونون عورتین آزاد ہون تو چار مہینے گذرنے پر ایک بائنہ ہوجائیگی اور شوہر کو بیان کا اختیار دیا جائیگا اور دوسری جو باقی رہی اُس سے ایلاء کرنیوالا ہوجائیگا پھر اگر چار مہینے دوسرے گذرے اور ہنوز پہلی عورت عدت مین ہے تو دوسری مطلقہ ہوجائیگی ورنہ نہین اور اگر شوہر نے کسی کے حق مین بیان نہ کیا یہانتک کہ اور چار مہینے گذر گئے تو دونون بائنہ ہوجاوینگی۔ اور اگر باندی و آزادہ دو جورؤن سے کہا کہ اگر مین نے تم دونون مین سے ایک سے قربت کی ایک طالقہ ہے تو وہ ایک سے مولی ہوگا اور دو مہینے گذرنے پر باندی بائنہ ہوجائیگی پھر اسکے بائنہ ہونے کے وقت سے اگر اور چار مہینے گذر گئے تو آزادہ بھی بائنہ ہوجائیگی چاہے باندی مذکورہ عدت مین ہو یا نہو اسواسطے کہ بدون کسی چیز کے لازم آئے وہ حرہ سے وطی نہین کر سکتا ہے اسواسطے کہ جزا ان دونون مین سے ایک کی طلاق ہے اور پہلی کی عدت گذرنے پر طلاق اسی کے حق مین متعین ہوگئی جو محل طلاق باقی ہے اور اسیطرح اگر دونون عورتین آزادہ ہون تو بھی یہی حکم ہے ہان اتنا فرق ہے کہ بائنہ ہونیکی مدت چار مہینے ہوگی اور اگر دونون سے کہا کہ اگر مین نے تم مین سے ایک سے قربت کی تو دوسری طالقہ ہے تو دونون سے ایلاء کرنیوالا ہوگا اور انمین جو باندی ہے وہ دو مہینے گذرنے پر طالقہ ہوجائیگی اور اگر پھر دو مہینے گذر گئے اور ہنوز باندی عدت مین ہے تو آزادہ طالقہ ہوجائیگی اور اگر باندی کی عدت اس سے پہلے گذر گئی تو حرہ پر کچھ طلاق واقع نہوگی۔ اور اگر دونون آزادہ ہون تو چار مہینے گذرنے کے بعد دونون بائنہ ہوجاوینگی اور اگر اُسنے یون کہا کہ اگر مین نے تم مین سے کسی ایک سے قربت کی تو ایک تم مین سے طالقہ ہے تو وہ دونون سے ایلاء کرنیوالا ہوجائیگا اور باندی بعد دو مہینے گذرنے کے طالقہ ہوجائیگی پھر جب دو مہینے اور گذر جاوینگے تو آزادہ بھی طالقہ ہوجائیگی چاہے باندی ہوقت عدت مین ہو یا نہو۔ اور اگر دونون آزادہ ہون تو چار مہینے گذر جانے سے ہر ایک بیک طلاق بائنہ ہوجاویگی اور اگر اُسنے دونون مین سے کسی سے قربت کر لی تو حانث ہوجائیگا لیکن طلاق فقط ایک واقع ہوگی اور وہ غیر معین طور پر کسی ایک پر واقع ہوگی اور قسم باطل ہوجائیگی یعنے آئندہ اسکا اثر نہوگا لیکن اگر

سلہ وقت پر اُسکی تعیین کا اختیار شوہر کو ہوگا ۱۲ م عـہ سے فی الحال کفارہ دینا پڑیگا ۱۲

اُسنے یون کہا کہ اگر مین نے تم مین سے ایک سے قربت کی تو وہ طالقہ ہے تو ایسی صورت مین اگر کسی سے قربت کی تو وہ طالقہ ہو جائیگی اور ہنوز قسم باطل نہو گی چنانچہ اگر اُسنے دوسری عورت سے قربت کی تو وہ بھی طالقہ ہو جائیگی یہ شرح جامع کبیر حصیری مین ہے۔ اگر کسی نے اپنی دو جورؤن سے کہا کہ واللہ مین اس سے یا اُس سے قربت نکرونگا پھر مدت گذر گئی تو دونون بائنہ ہو جائینگی یہ فصول عمادیہ مین ہے۔ اور اگر یون کہا کہ اگر مین نے اس سے قربت کی اور اُس سے تو یہ بمنزلہ اس قول کے ہے کہ اگر مین نے تم دونون سے قربت کی یعنے ان دونون سے ایلاء کرنیوالا ہوگا اور اگر اُسنے یون کہا کہ اگر مین نے اس سے قربت کی پھر اُس سے تو ایلاء کرنیوالا نہوگا یہ معراج الدرایہ مین ہے۔ ایک شخص نے اپنی جورو سے ایلاء کیا پھر اُسکو ایک طلاق بائن دیدی پس اگر وقت ایلاء سے چار مہینے گذرے اور ہنوز وہ عدت طلاق مین ہے تو بسبب ایلاء کے اُسپر دوسری طلاق واقع ہو گی اور اگر ایلاء کی مدت گذرنے سے پہلے وہ عدت سے خارج ہو گئی ہو تو بسبب ایلاء کے کوئی طلاق واقع نہو گی۔ ایک مرد نے اپنی جورو سے ایلاء کیا پھر اُسکو طلاق دیدی پھر اُس سے نکاح کر لیا پس اگر ایلاء کی عدت گذرنے سے پہلے اس سے نکاح کیا ہے تو ایلاء ویسا ہی باقی رہیگا چنانچہ اگر وقت ایلاء سے چار مہینے بلا وطی گذر گئے تو ایلاء کیوجہ سے اسپر ایک طلاق واقع ہو گی۔ اور اگر بعد انقضاے عدت کے اس سے نکاح کیا تو ایلاء تو رہیگا ولیکن مدت ایلاء وقت نکاح سے معتبر ہو گی۔ ایک مرد نے اپنی جورو سے ایلاء کیا مگر قبل اسکے اسکو ایک طلاق بائن دے چکا تھا تو ایلاء کرنیوالا نہوگا یہ فتاوےٰ قاضیخان مین ہے اور اگر مطلقہ رجعیہ سے ایلاء کیا تو مولی ہو جائیگا ولیکن اگر مدت گذرنے سے پہلے اسکی عدت طلاق گذر گئی تو ایلاء ساقط ہو جائیگا یہ سراج الوہاج مین ہے۔ اور اگر کسی نے اپنی جورو سے ایلاء کیا پھر مرتد ہو کر دار الحرب مین جا ملا پھر چار مہینے گذر گئے تو بسبب ایلاء کے بائنہ نہو گی کیونکہ بسبب مرتد ہونیکے ملک زائل اور بینونت واقع ہو چکی اگرچہ مرتد ہونے کیوجہ سے ایلاء وظہار باطل ہونے مین دو روایتین ہین مگر مختار یہی روایت ہے جو ہمنے ذکر کی ہے۔ ایک مرد نے اپنی جورو کی طلاق کی قسم کھائی کہ مین اُسکو طلاق نہ دونگا پھر اُس عورت سے ایلاء کیا اور مدت ایلاء گذر گئی تو مرد مذکور حانث ہوگا اور اسپر ایک طلاق بوجہ ایلاء کے اور دوسری طلاق بوجہ قسم کے واقع ہو گی۔ اور اگر اُسنے قسم کھائی حالانکہ وہ عنین ہے پس قاضی نے دونون مین تفریق کر دی تو مختار قول کے موافق بوجہ قسم مذکورہ کے عورت پر طلاق واقع نہو گی یہ تاتارخانیہ مین ہے۔ ایک غلام نے اپنی آزاد جورو سے ایلاء کیا پھر یہ آزاد جورو اس غلام کی مالک ہو گئی تو ایلاء باقی نہ رہیگا۔ اور اگر اس عورت نے اس غلام کو بیع کر دیا یا آزاد کر دیا پھر اس غلام نے اس عورت سے دوبارہ نکاح کیا تو ایلاء سابق عود کریگا یہ ظہیریہ مین ہے۔ اور اگر اپنی جورو سے کہا کہ واللہ مین تجھسے دو مہینہ و دو مہینہ قربت نہ کرونگا تو ایلاء کرنیوالا ہو جائیگا۔ اور اسیطرح اگر کہا کہ واللہ مین تجھسے قربت نہ کرونگا دو مہینہ و دو مہینہ بعد ان دو مہینون کے تو بھی یہی حکم ہے اور اگر عورت سے کہا کہ واللہ مین تجھسے دو مہینہ قربت نہ کرونگا پھر

سلہ قولہ اس سے اور قولہ اُس سے یعنے دو عورتون کیطرف اشارہ کیا اول اس عورت کیطرف پھر اُس دوسری کیطرف ۱۲ سلہ یعنے یون قسم کھائی کہ اگر میری طرف سے اسپر طلاق واقع ہو تو یہ طالقہ ہے ۱۲ منہ سلہ ایک بائن ۱۲ منہ سلہ کسی سبب ملک سے ۱۲

ایک روز ٹھہر کر کہا کہ واللہ مین تجھ سے دو مہینہ بعد پہلے دونون مہینون کے قربت نہ کرونگا تو ایلاء کنندہ نہوگا اور اسیطرح اگر کہا کہ واللہ مین تجھ سے دو مہینہ قربت نہ کرونگا پھر ایک ساعت توقف کر کے کہا کہ واللہ مین تجھسے دو مہینے قربت نہ کرونگا تو ایلاء کرنیوالا نہوگا۔ اور اگر کہا کہ واللہ مین تجھ سے قربت نہ کرونگا دو مہینہ اور نہ دو مہینہ تو ایلاء کرنیوالا نہوگا یہ سراج الوہاج مین ہی۔ اور منتقی مین لکھا ہی کہ اگر کہا کہ مین تجھ سے چار مہینہ وطی نہ کرونگا بعد چار مہینہ کے تو وہ ایلاء کرنیوالا ہوگا گویا اُسنے یون کہا کہ واللہ مین تجھ سے آٹھ مہینہ وطی نہ کرونگا اور اگر کہا کہ واللہ مین تجھ سے دو مہینہ قبل دو مہینہ کے قربت نہ کرونگا تو یہ بھی ایلاء ہی۔ اور ابن سماعہ نے امام ابو یوسفؒ سے روایت کی ہی کہ ایک مرد نے کہا کہ واللہ مین تجھ سے قربت نہ کرونگا چار مہینہ الا ایک روز پھر اسی دم کہا کہ واللہ مین تجھ سے اس روز قربت نہ کرونگا تو وہ ایلاء کرنیوالا ہوگا یہ محیط مین ہی۔ اور اگر اپنی جورو سے کہا کہ میرے تجھ سے قربت کرنیسے ایک مہینہ پہلے تو طالقہ ہی تو جبتک ایک مہینہ نہ گذرے وہ ایلاء کرنیوالا نہوگا پھر جب ایک مہینہ گذرے اور وہ قربت نہ کرے تو اُسوقت سے ایلاء ہوگا پھر اگر مہینہ گذرجانے کے بعد مدت ایلاء تمام ہونے سے پہلے اُس سے جماع کیا تو قسم مین حانث ہونے کیوجہ سے طالقہ ہوجائیگی اور اگر چار مہینہ گذرگئے اور اُس سے جماع نہ کیا تو ایک طلاق بائنہ سے بسبب ایلاء کے بائن ہوگی اور اسیطرح اگر یون کہا کہ میرے تیرے ساتھ قربت کرنیسے ایک مہینہ تو طالقہ ہی اگر مین تجھ سے قربت کرون تو بھی یہی حکم ہی یہ شرح تلخیص جامع کبیر مین ہی۔ اور شرح طحاوی مین لکھا ہی کہ میرے تیرے ساتھ قربت کرنیسے کچھ پہلے تو طالقہ ہی تو وہ ایلاء کرنیوالا ہوجائیگا پھر اگر اس سے قربت کرلی تو قربت کرتے ہی بلا فصل طلاق واقع ہوجائیگی اور اگر اُسکو چار مہینہ چھوڑ دیا تو بسبب ایلاء کے بائنہ ہوجائیگی یہ تاتارخانیہ مین ہی اور اگر اپنی دو عورتون سے کہا کہ تم دونون بسہ طلاق طالقہ ہو ایک مہینہ قبل اسکے کہ مین تم سے قربت کرون تو مہینہ گذرنے سے پہلے وہ دونون سے ایلاء کنندہ نہوگا پھر مہینہ گذرجانے پر دونون سے مولی ہوجاویگا پھر اگر دونون کو چار مہینہ چھوڑ دیا تو دونون بائنہ ہوجاوینگی اور اگر دونون سے قربت کی تو ہر ایک بسہ طلاق بائنہ ہوجاویگی اور اگر اسنے ان دونون مین سے ایک سے قبل مہینہ گذرنے کے قربت کی یا دونون سے قربت کی تو ایلاء باطل ہوگیا اور اگر بعد مہینہ گذرنے کے ایک سے قربت کی تو اُسی سے ایلاء ساقط ہوگا اور دوسری سے ایلاء باقی رہیگا پھر اگر اُسنے دوسری سے بھی قربت کی تو دونون بسہ طلاق طالقہ ہوجاوینگی اور اسیطرح اگر یون کہا کہ تم دونون طالقہ ثلث ہو ایک مہینہ قبل اسکے کہ مین تم سے قربت کرون تو بھی یہی حکم ہی یہ شرح جامع کبیر حصیری مین ہی۔ اور اگر اپنی جورو کے ساتھ قربت کرنے پر اپنے غلام آزاد ہونیکی قسم کھائی پھر اس غلام کو فروخت کیا تو ایلاء ساقط ہوجائیگا پھر اگر قبل قربت کرنیکے وہ غلام اسکی ملک مین عود کر آیا تو پھر ایلاء منعقد ہوجائیگا اور اگر بعد قربت کرنیکے اسکی ملک مین آگیا تو ایلاء منعقد نہوگا۔ اور اگر یون کہا کہ اگر مین نے تجھ سے قربت کی تو میرے یہ دونون غلام آزاد ہین پھر دونون مین سے ایک مرگیا یا اُسنے ایک کو فروخت کر دیا تو ایلاء

سلہ اقول اسمین تامل ہی اصل عبارت یہ ہی واللہ لا اقربک اربعۃ اشہر بعد اربعۃ اشہر اور وجہ تامل یہ ہی کہ ہمارے محاورہ مین اسکے معنی یہ ہین کہ چار مہینہ کے بعد ایلاء یعنے قسم ہی اور اس تامل کا دفع یہ ہی کہ ابھی سے ایلاء شروع ہوجائیگا اور اضافت مذکور باطل ہے کما مر ۱۲

باطل نہوگا اور اگر اُسنے دونون کو فروخت کر دیا یا دونون مر گئے خواہ ساتھ ہی یا آگے پیچھے تو ایلاء ساقط ہو جائیگا پھر اگر قبل قربت کرنے کے انمین سے ایک غلام اسکی ملک مین آگیا خواہ کسی وجہ سے ملک مین آیا ہو تو ایلاء منعقد ہو جائیگا۔ پھر اگر دوسرا بھی اسکی ملک مین آگیا تو پہلے غلام کے ملک مین آنیکے وقت سے ایلاء کا اعتبار ہوگا۔ اور اگر کہا کہ اگر مین نے تجھ سے قربت کی تو مجھپر اپنے فرزند کی قربانی[1] واجب ہے تو وہ ایلاء کرنیوالا قرار دیا جائیگا یہ سراج الوہاج مین ہے۔ اور اگر دو غلامون مین سے ایک غیر متعین کے آزاد ہونے پر ایلاء کیا پھر دونون مین سے ایک کو فروخت کر دیا پھر اُسکو خرید کر لیا پھر دوسرے کو فروخت کر دیا تو مدت ایلاء اُسوقت سے ہوگی جسوقت سے پہلے فروخت کردہ غلام کو خرید لیا ہے اور اگر پہلے فروختہ غلام کے خریدنے سے پہلے دوسرے کو فروخت کر دیا ہو تو ایلاء ساقط ہو جائیگا۔ اور اگر کہا کہ مین نے تجھ سے قربت کی تو میرا غلام آزاد ہے چاند دیکھے یا ہر مملوک جسکو مین نے خریدا ہے وہ آزاد ہے تو ایلاء کرنیوالا ہوگا اور اگر کہا کہ یہ غلام آزاد ہے اگر مین اُسکو خریدون یا فلانہ طالقہ ہے اگر مین اس سے نکاح کرون یا کہا کہ ہر عورت طالقہ ہے جسکو مین عرب مین سے نکاح مین لاؤن یا کہا کہ ہر عورت مسلمہ یا کہا کہ یہ درم صدقہ ہین اگر مین انکا مالک ہو جاؤن تو ایلاء کرنیوالا نہوگا اسواسطے کہ یہ قربت کرنیسے مانع نہین ہے یہ عتابیہ مین ہے۔ اگر اپنی جورو سے کہا کہ اگر مین نے تجھ سے قربت کی تو میرا یہ غلام آزاد ہے پھر چار مہینے گذر گئے[2] (یعنے بالفعل ۱۲) اور عورت نے قاضی کے پاس نالش کی اور قاضی نے دونون مین تفریق کرا دی پھر غلام نے گواہ قائم کیے کہ مین اصلی آزاد ہون تو اُسکی آزادی کا حکم دیا جائیگا اور ایلاء باطل ہوگا اور عورت مذکورہ اپنے خاوند کو واپس دیجائیگی اسواسطے کہ ظاہر ہوا کہ وہ ایلاء کنندہ نہ تھا کہ بدون کوئی بات لازم آنیکے وہ وطی کر سکتا تھا یہ ظہیریہ مین ہے اور ینابیع مین لکھا ہے کہ اگر اُسنے کہا کہ واللہ مین تجھ سے قربت نہ کرونگا پھر ایک روز گذرا پھر کہا کہ واللہ مین تجھ سے قربت نہ کرونگا پھر ایک روز گذرا پھر مرد مذکور نے کہا کہ واللہ مین تجھ سے قربت نہ کرونگا تو یہ تین قسمین اور تین ایلاء ہونگے چنانچہ اگر چار مہینے گذر گئے تو بیک طلاق بائنہ ہو جائیگی پھر جب ایک روز گذریگا تو دوسری طلاق واقع ہوگی پھر جب ایک روز اور گذریگا تو تیسری طلاق پڑکر عورت مذکورہ بسہ طلاق بائنہ ہو جائیگی پھر جبتک وہ دوسرے خاوند سے نکاح کرکے حلالہ[3] نہ کرائے تب تک اُسکے واسطے حلال نہین ہوسکتی ہے اور اگر اُسنے بعد ان قسمون کے عورت سے قربت کی تو اُسپر تین کفارے لازم آوینگے یہ تاتارخانیہ مین ہے۔ اور اگر کسی نے ایک جلسہ مین تین مرتبہ اپنی جورو سے ایلاء کیا یعنے کہا کہ واللہ مین تجھ سے قربت نہ کرونگا واللہ مین تجھ سے قربت نہ کرونگا واللہ مین تجھ سے قربت نہ کرونگا پس اگر اُسنے ایک ہی لفظ کی تکرار کا قصد کیا ہے تو ایلاء واحد اور قسم بھی ایک ہی ہوگی اور اگر اُسنے کچھ نیت نہین کی تو ایلاء ایک اور قسم تین ہونگی اور اگر تشدید و تغلیظ کی نیت کی ہو تو ایلاء ایک[4] اور قسم تین ہونگی یہ امام اعظمؒ و امام ابو یوسفؒ کا قول ہے[5]۔ پھر واضح ہو کہ ایلاء چار طرح پر ہے ایک ایلاء اور ایک قسم جیسے واللہ مین تجھ سے قربت نہ کرونگا اور ایلاء دو اور قسم دو اور اُسکی یہ صورت ہے کہ اپنی عورت سے دو جلسہ مین

[1] قربانی اقول لیکن سوائے قسم کے اسیر فرزند کا قربانی کرنا کبھی واجب نہوگا بلکہ محض باطل ہے تو ہمنے اسکو قسم کے معنے مین رکھکر ایلاء ٹھہرایا اور دیگر ائمہ رحمہم نے باطل ٹھہرایا ۱۲ [2] ... [3] حلالہ مشہور ہے کہ عورت سہ طلاقہ کسی دوسرے مرد سے نکاح کرکے بعد وطی کے حلال یعنے اس لائق ہوتی ہے کہ خالی ہو کر مرد اول اس سے نکاح کر سکتا ہے ۱۲ [4] قولہ ایک ایلاء یعنے ایک قسم یہ ہے کہ ایلاء مع قسم جمع ہو لیکن دونون مین سے ہر ایک کی تعداد ایک ہی ہو وعلےٰ ہذا القیاس ما بقی اقسام سمجھو ۱۲ [5] بخلاف قول امام محمدؒ کے ۱۲

ایلاء کیا یا کہا کہ جب کل کا روز آوے تو واللہ مین تجھ سے قربت نہ کرونگا اور جب پرسون کا روز آوے تو واللہ مین
تجھ سے قربت نہ کرونگا اور ایلاء واحد اور قسم دو ہوا اور یہی مسئلہ اختلافی ہے چنانچہ اگر اُسنے ایک ہی مجلس مین کہا کہ واللہ مین
تجھ سے قربت نہ کرونگا واللہ مین تجھ سے قربت نہ کرونگا اور تغلیظ کی نیت کی تو امام اعظمؒ و امام ابو یوسفؒ کے نزدیک
ایلاء ایک اور قسم دو ہونگی حتے کہ اگر اُسنے چار مہینہ گذرنے تک قربت نہ کی تو بائنہ بیک طلاق ہوگی اور اگر قربت کرلی تو
دو کفارے لازم آوینگے۔ اور دو ایلاء اور ایک قسم جیسے اپنی عورت سے کہا کہ ہر بار کہ تو ان دو گھرون مین داخل ہوئی تو واللہ
مین تجھ سے قربت نہ کرونگا پس عورت ان دونون مین سے ایک دار مین دو بار داخل ہوئی یا دونون مین ایکبار داخل ہوئی
تو یہ دو ایلاء اور ایک قسم ہے چنانچہ ایلاء اول پہلے داخل ہونے پر اور دوسرا دوسرے داخل ہونے پر منعقد ہوگا یہ
سراج الوہاج مین ہے۔ اور اگر کہا کہ واللہ مین تجھ سے قربت نہ کرونگا ایک سال الا ایک یوم کم تو یہ روز آخر سال مین
سے کم کیا جائیگا اور اسپر اتفاق ہے پس وہ مولی ہوگا ایک مرد نے اپنی جورو سے کہا کہ واللہ مین ایک سال تجھ سے
قربت نہ کرونگا پھر جب چار مہینے گذرے اور وہ بیک طلاق بائنہ ہوئی پھر اس سے نکاح کیا پھر جب چار مہینہ گذرے
اور وہ بائنہ ہوئی تو پھر نکاح کیا تو پھر آپ بائنہ نہوگی اسواسطے کہ سال مین سے چار مہینہ سے کم باقی رہگئے ہین یہ
غایۃ البیان مین ہے۔ اور اگر اپنی عورت سے کہا کہ واللہ مین تجھ سے قربت نہ کرونگا ایک سال تک الا ایک یوم تو ہمارے
اصحاب ثلثہ رحمہم اللہ کے قول مین وہ فے الحال مولی نہوگا اور امام زفرؒ کے نزدیک فے الحال مولی ہوجائیگا پس ہمارے
نزدیک اگر سال گذر گیا اور کسی دن اُسنے اس عورت سے قربت نہ کی تو اسپر کفارہ لازم نہوگا اور اگر ایسا کیا پھر اس سے
کسی ایک روز قربت کی تو دیکھا جائیگا کہ اگر سال مذکور مین سے چار مہینہ یا زیادہ باقی رہگئے ہین تو مولی ہوجائیگا اور اگر
کم باقی رہے ہون تو مولی نہوگا اور ایسا ہی اختلاف اس مسئلہ مین ہے۔ کہ اگر اپنی جورو سے کہا کہ واللہ مین تجھ سے
قربت نہ کرونگا ایک سال تک الا ایکبار پس حکم اختلافی مذکور اسمین بھی جاری ہے مگر اتنا فرق ہے کہ الا ایک روز کہنے کی
صورت مین جب اُسنے سال کے اندر عورت سے کسی روز قربت کی اور سال مین سے چار مہینہ یا زائد باقی رہگئے ہین
تو جبتک اس روز آفتاب غروب نہوجائے تب تک وہ مولی نہوگا اور ایلاء کی مدت اس روز غروب آفتاب کے وقت سے
معتبر ہوگی اور الا ایکبار کہنے کی صورت مین ایکبار جماع سے فارغ ہونیکے بعد ہی سے بلافصل[1] مولی ہوجائیگا اور وطی
سے فارغ ہوتے ہی ایلاء کی مدت شروع ہوجائیگی یہ بدائع مین ہے اور اگر اُسنے کوئی مدت معینہ بیان نہ کی مطلق چھوڑ دی
مثلاً کہا کہ واللہ مین تجھ سے قربت نہ کرونگا الا ایک روز تو جبتک اس سے ایک روز قربت نہ کرے تب تک مولی نہوگا پھر
جب قربت کرلیگا تو مولی ہوجائیگا اور اگر کہا کہ ایک سال الا ایک روز کہ جسمین مین تجھ سے قربت کرونگا تو کبھی مولی
نہوگا اور اسیطرح اگر ایسے استثناء کے ساتھ مدت مطلق چھوڑی تو بھی یہی حکم ہے یہ فتح القدیر مین ہے۔ اور اگر اپنی دو عورتون
سے کہا کہ واللہ مین تم سے قربت نہ کرونگا الا ایک روز کہ جسمین مین تم سے قربت کرونگا تو اس قسم سے وہ کبھی مولی نہوگا
پس اگر اُسنے ان دونون سے دو روز جماع کیا تو دوسرے روز آفتاب غروب ہونے پر حانث ہوجائیگا اور اگر کہا کہ

[1] بلافصل یعنی فارغ ہوتے ہی بدون اسکے کہ کچھ وقت گذرے ۱۲

واللہ مین تم سے قربت نہ کرونگا الا ایک روز یا الا روز واحد کہ جسمین مین تم سے قربت کرونگا یا الا روز واحد مین کہ جسمین مین تم سے قربت کرونگا تو مولی نہوگا یہانتک کہ ایک روز ان دونون سے قربت کرے پھر جب یہ روز گذریگا تو دونون سے ایلاء کرنیوالا ہوجائیگا بسبب ایلاء کی علامت پائی جائیگی اور اگر دونون سے دو روز متفرق مین قربت کی مثلاً ایک سے بروز جمعرات اور دوسری سے بروز جمعہ قربت کی تو حانث ہوجائیگا اور قسم ساقط ہوجائیگی اور اسیطرح اگر دونون سے بروز جمعرات پھر دونسے بروز جمعہ قربت کی تو بھی یہی حکم ہے اور اگر دونون سے بروز جمعرات قربت کی پھر ایک سے بروز جمعہ قربت کی تو جس سے بروز جمعہ قربت نہین کی ہے اُس سے ایلاء کرنیوالا ہوجائیگا اور جس سے قربت کی ہے اُس سے ایلاء ساقط ہوجائیگا۔ اور اگر بروز جمعرات ایک سے قربت کی اور بروز جمعہ دونون سے قربت کی تو جس سے جمعرات کو قربت نہین کی ہے اُس سے ایلاء کرنیوالا ہوجائیگا جبکہ بروز جمعہ آفتاب غروب ہوجاوے اور جس سے جمعرات کو قربت کی ہے اُس سے ایلاء ساقط ہوجائیگا پھر جس سے جمعرات کو قربت کی تھی اگر اسکے بعد اس سے پھر قربت کی تو حانث نہوگا اور اگر دوسری سے قربت کی تو حانث ہوجائیگا اور دونون سے ایلاء ساقط ہوجائیگا اور اگر دونون مین سے ایک سے چہارشنبہ کے روز قربت کی اور دونون سے جمعرات کے روز وطی کی تو جمعرات کا روز استثناء کیواسطے متعین ہوگا پھر اگر دوسری جورو سے جمعہ کے روز قربت کی تو حانث ہوجائیگا اور قسم ساقط ہوجائیگی اسواسطے کہ سوائے روز استثناء کے دونون سے قربت کرنا پایا گیا اور اگر روز جمعہ کے اسی عورت سے قربت کی جس سے چہارشنبہ کو قربت کی تھی تو حانث نہوگا اسواسطے کہ شرط یہ تھی کہ دونون سے قربت کرے نہ یہ کہ ایک سے حالانکہ اُسنے ایک ہی سے دو مرتبہ قربت کی پس ایلاء اس عورت کے ساتھ جس سے چہارشنبہ کو قربت نہین کی تھی باقی رہیگا۔ اور اگر اپنی دو عورتون سے کہا کہ واللہ مین تم سے قربت نہ کرونگا الا بروز جمعرات تو جبتک جمعرات کا روز گذر نہ جاوے تب تک ایلاء کنندہ نہوگا پھر بعد جمعرات کے وہ مولی ہوگا اور اگر اُسنے یون کہا کہ الا کسی جمعرات کو تو وہ کبھی مولی نہ ہوگا یہ شرح جامع کبیر حصیری مین ہے۔ اور اگر ایک شخص کی جورو کوفہ مین ہے اور وہ بصرہ مین ہے پس اُسنے کہا کہ واللہ مین کوفہ مین داخل نہونگا تو وہ ایلاء کنندہ نہوگا یہ ہدایہ مین ہے اور اگر کسی نے قربت نہ کرنے کیواسطے کوئی غائت مقرر کی پس اگر ایسی چیز ہو جسکی مدت ایلاء کے اندر پائی جانے کی امید نہو مثلاً کسی نے رجب کے مہینے مین کہا کہ واللہ مین تجھ سے قربت نہ کرونگا یہانتک کہ مین محرم کے روزے رکھون یا کہا کہ واللہ مین تجھ سے قربت نہ کرونگا الا فلان شہر مین حالانکہ اس شہر مین پہونچنے تک چار مہینہ یا زیادہ ضرور گذرتے ہین تو یہ شخص ایلاء کنندہ ہوجائیگا اور اگر چار مہینہ سے کم مدت گذرتی ہووے تو ایلاء کنندہ نہوگا۔ اور اسیطرح اگر کہا کہ واللہ مین تجھ سے قربت نہ کرونگا یہانتک کہ تو اپنے بچہ کا دودھ چھڑاوے حالانکہ دودھ چھڑانے کی مدت چار مہینہ یا زیادہ ہے تو بھی مولی ہوجائیگا اور اگر چار مہینہ سے کم مدت ہو تو مولی نہوگا۔ اور اگر کہا کہ واللہ مین تجھ سے قربت کرونگا یہانتک کہ آفتاب مغرب سے طلوع کرے یا یہانتک کہ وہ جانور جو قریب قیامت نکلیگا وہ نکلے یا دجال نکلے تو قیاس یہ ہے کہ وہ مولی نہ ہو اور استحساناً مولی ہوگا اور اسی طرح اگر کہا کہ یہانتک کہ قیامت برپا ہو یا یہانتک کہ اونٹ سوئی کے ناکے مین گھسکر پار ہوجاوے تو بھی وہ مولی ہوگا۔ اور اگر ایسی غائت مقرر کی ہو کہ مدت ایلاء کے اندر اُسکے

پائے جانے کی اُمید ہو[1] نہ بقاء نکاح تو بھی وہ مولی ہوگا جیسے یون کہا کہ واللہ مین تجھ سے قربت نہ کرونگا یہانتک کہ تو مرجاوے یا مین مرجاؤن یا یہانتک کہ تو مجھے قتل کرے یا مین تجھے قتل کرون یا یہانتک کہ مین قتل کیا جاؤن یا تو قتل کیجائے یا یہانتک کہ مین تجھے تین طلاق دیدون تو باتفاق وہ مولی ہوگا اور اسیطرح اگر جورو باندی ہو اور اُس سے کہا کہ واللہ مین تجھ سے قربت نہ کرونگا یہانتک کہ مین تیرا مالک ہون یا تیرے کسی ٹکڑے کا مالک ہون تو بھی وہ مولی ہوگا اور اگر کہا کہ یہانتک کہ مین تجھے خرید کرون تو وہ مولی نہوگا اور نکاح فاسد نہوگا - اور اگر ایسی غایت ہو کہ باوجود بقائے نکاح کے مدت ایلاء کے اندر اُسکے پائے جانے کی اُمید ہو پس اگر ایسی چیز ہو کہ اُسکے ساتھ قسم کھائی جاتی ہی اور نذر کی جاتی ہی اور اُسنے اپنے اوپر واجب کرلی تو مولی ہوجائیگا جیسے کہا کہ اگر مین نے تجھ سے قربت کی تو میرا غلام آزاد ہی تو مولی ہوگا یہ سراج الوہاج مین ہے - اور اگر باندی جورو سے کہا کہ واللہ مین تجھ سے قربت نہ کرونگا یہانتک کہ مین تجھ کو اپنے واسطے خرید کرون تو صحیح یہ ہی کہ وہ مولی نہ ہوگا جبتک یون نہ کہے کہ یہان تک کہ مین تجھ کو اپنے واسطے خرید کر تجھپر قبضہ کرلون یہ غایۃ السروجی مین ہے - اور اگر کہا کہ واللہ مین تجھ سے قربت نہ کرونگا یہانتک فلان مجھے اجازت دے یا فلان شخص سفر سے آجاوے تو وہ مولی نہوگا مگر قسم ہوجائیگی حتے کہ اگر اسکے بعد اُس سے قربت کی تو اُسپر کفارہ لازم آجائیگا لیکن اگر فلان مرگیا تو اب امام ابو یوسف رح کے نزدیک وہ مولی ہوگا اور طرفین کے نزدیک قسم باطل ہوجائیگی چنانچہ اگر اسکے بعد عورت سے قربت کی تو حانث نہوگا پس جب قسم ہی باطل ہوگئی تو مولی نہوگا یہ شرح تلخیص جامع کبیر مین ہے - اور اگر کہا کہ واللہ مین تجھ سے قربت نہ کرونگا یہانتک کہ مین اپنے فلان غلام کو آزاد کرون یا یہانتک کہ اپنی فلانہ جورو کو طلاق دون یا یہانتک کہ ایک مہینہ روزہ رکھ لون تو بقول امام اعظم رحمہ اللہ و امام محمد رح کے مولی ہوجائیگا اور اگر کہا کہ مین تجھ سے قربت نہ کرونگا یہانتک کہ اپنے غلام کو قتل کرون یا یہانتک کہ اپنے غلام کو مارون یا یہانتک کہ فلان کو قتل کرون یا فلان کو مارون یا گالی دون یا اسکے مانند اور کوئی بات کہی تو مولی نہوگا اسواسطے کہ عرف و عادت مین ان چیزون کی قسم نہین کھائی جاتی ہی یہ بدائع مین ہی اور اگر اُسنے جورو صغیرہ یا آئسہ[2] سے کہا کہ واللہ مین تجھ سے قربت نہ کرونگا یہانتک کہ تجھے حیض آوے تو مولی ہوگا اگر جانتا ہی کہ چار مہینہ تک وہ حائضہ نہوگی یہ محیط سرخسی مین ہے - اور اگر جورو سے کہا کہ واللہ مین تجھ سے قربت نہ کرونگا ما دامیکہ تو میری جورو ہی پھر اُسکو بائنہ[3] طلاق دیکر اُس سے نکاح کرلیا تو اُس سے ایلاء کنندہ نہوگا جب چاہے اُس سے قربت کرے اور حانث نہوگا - اور اگر کہا کہ واللہ مین تجھ سے قربت نہ کرونگا درحالیکہ تو میری جورو ہوگی پھر اسکو بائنہ[4] کرکے اُس سے نکاح کرلیا تو مولی رہیگا - اور اگر قسم کھائی کہ اس سے قربت نہ کریگا یہانتک کہ یہ بات کرے حالانکہ وہ جانتا ہی کہ اس بات کے کرنے پر قادر نہوگا جیسے آسمان چھولینا وغیرہ تو وہ مولی ہوگا یہ تاتارخانیہ مین ہے - اور اگر کہا کہ

---

[1] یعنے باوجودیکہ اس غائت کی مدت ایلاء کے اندر پائی جانے کی امید ہو مگر اسطرح کہ نکاح باقی نہ رہیگا تو مولی ہوگا اور اگر نکاح باقی رہے تو نہوگا ۱۲

[2] بسبب بڑھی ہونے کے مایوس از حیض ہو ۱۲ منہ [3] بائنہ کرکے مثلاً اسکو ایک طلاق بائنہ دیدی یا مطلق طلاق دیدی پھر بعد عدت کے ہمرہ دوبارہ نکاح کیا اور یہان بائنہ طلاق کا یہ فائدہ ہے کہ بے اختیاری کسی فعل شہوت سے بدون جماع کے رجعت والا نہین ہوسکتا ۱۲

[4] یہ قید اسوجہ سے کہ قسم صحیح ہو ۱۲ منہ [5] وفیہ نظر ۱۲ منہ [6] یعنے بائنہ کرکے ۱۲

واللہ مین تجھ سے قربت نہ کرونگا مادامیکہ یہ نہر جاری ہے پس اگر ایسی نہر ہو کہ اُسکا پانی منقطع نہین ہوتا ہے تو وہ مولی ہوگا ورنہ نہین یہ ظہیریہ مین ہے۔ اور اگر ایسے مرد نے جسنے ایلاء کیا ہے مجنون ہو کر وطی کر لی تو قسم منحل ہو جائیگی اور ایلاء ساقط ہو جائیگا یہ فتح القدیر مین ہے۔ اور ہر گاہ کہ ایلاء مرسل ہوا اور ایلاء کنندہ تندرست ہو جماع کرنے پر قادر ہو تو اُسکا رجوع کرنا بجماع ہوگا نہ زبانی کذا فی محیط السرخسی۔ اور اگر شہوت سے عورت کا بوسہ لے لیا یا شہوت سے اُسکا مساس کیا یا شہوت سے اُسکی فرج کو دیکھا یا فرج سے سوائے اس سے مباشرت کی تو یہ رجوع نہین ہے یہ تاتارخانیہ مین ہے۔ اور اگر ایلاء کرنیوالا مریض ہو کہ جماع کرنے پر قادر نہو یا عورت مریضہ ہو تو رجوع کر لینے کی یہ صورت ہے کہ کہے کہ مین نے اس عورت کی طرف رجوع کر لیا پس ایسا کہنا قسم پوری کرنے کا حکم باطل کرنے مین مثل وطی سے رجوع کرنے کے ہے مادامیکہ وہ مریض ہے یہ کافی مین ہے اور جب رجوع کرنا بقول پایا جاوے یعنے مرد نے کہا کہ مین نے اس عورت کیطرف رجوع کیا تو مدت ایلاء گذرنے سے عورت پر طلاق واقع نہوگی اور رہی قسم پس اگر مطلق ہو تو وہ بحالہ باقی رہیگی چنانچہ اگر عورت سے وطی کی تو اسپر کفارہ قسم لازم آئیگا اور اگر قسم چار مہینہ کے واسطے ہو اور اس مدت مین مولی نے جورو سے رجوع کر لیا پھر بعد چار مہینہ کے عورت سے وطی کی تو مولی پر کفارہ لازم نہ آویگا یہ سراج الوہاج مین ہے۔ اور جوامع الفقہ مین مذکور ہے کہ اگر مولی اپنی جورو کے ساتھ جماع کرنے سے اسوجہ سے عاجز ہوا کہ عورت رتقا[1] یا قرناء ہے یا صغیرہ ہے یا مرد مجبوب ہے یا عنین ہے یا دار الحرب مین مقید ہے یا عورت جماع نہین کرنے دیتی ہے یا عورت ایسی جگہ مختفی ہے کہ یہ مرد کو نہین معلوم ہے درحالیکہ عورت مذکورہ سرکشی کیے ہوے ہے یا عورت اتنی دور ہے کہ اس دوری جلد سے جلد چال پر کم سے کم چار مہینہ کی راہ ہے اگرچہ دوسرا آدمی اس سے جلدی پہونچ سکتا ہو یا تین طلاق دینے کے گواہ گذرنے پر قاضی نے ان دونون مین حائل کر دیا ہو تو اسکا رجوع کرنا زبانی ہوگا بایطور کہ کہے کہ مین نے اس عورت کیطرف رجوع کر لیا یا اس سے مراجعت کر لی یا ارتجاع کر لیا یا اسکا ایلاء باطل کر دیا بشرطیکہ مدت پوری ہونے تک برابر عاجز رہے اور اسی کے مثل بدائع مین ہے اور فرمایا کہ نیز اگر محبوس ہو یعنے قید خانہ مین ہو اور قاضی نے شرح مختصر طحاوی مین ذکر کیا ہے کہ اگر اپنی جورو سے ایلاء کیا اور عورت محبوس ہے یا خود محبوس ہے یا دونون مین چار ماہ سے کم کی راہ ہے مگر دشمن یا سلطان اُس شخص کو مانع آتا ہے تو اسکا رجوع کرنا زبانی نہوگا اور فرمایا کہ قید خانہ مین مقید ہونے کی صورت مین دونون قولون مین توفیق دینا اسطرح ممکن ہے کہ جو قاضی نے ذکر کیا ہے وہ اس صورت پر محمول کیا جاوے کہ دونون مین سے ایک کا قید خانہ مین پہونچنا ممکن ہے اور دشمن یا سلطان کا روکنا نادر و زائل ہونیکے کنارے لگا ہے اور جو[2] قید بحق[3] ہو اسمین زبانی رجوع کا اعتبار نہین ہے اور جو بظلم ہو اسمین اعتبار ہے مثل غائب کے یہ غایۃ السروجی مین ہے۔ آیا مریض کیطرف سے فقط دلی رضامندی کافی ہے تو بعض نے فرمایا کہ ہان کافی ہے حتے کہ اگر عورت نے اسکی تصدیق کی تو رجوع صحیح ہوگا اور بعض نے فرمایا کہ نہین کافی ہے اور یہی وجہ ہے پھر واضح رہے کہ یہ اُسوقت ہے کہ وقت ایلاء سے چار مہینہ تک عاجز رہے اور اگر ایسا نہوا بلکہ یون ہوا کہ عورت سے ایلاء کیا درحالیکہ وہ جماع کرنے پر قادر تھا پھر اُسنے اتنا توقف کیا کہ اسمین جماع کرتا تو کر سکتا تھا پھر

[1] رتقاء وہ عورت جسکو رتق ہو یعنے فرج کے دونون لب ایسے چپٹ گئے کہ دخول غیر ممکن ہے اور فتق اسکے برعکس نہایت کشادگی ہے اور قرناء وہ عورت جسکے دونون طرف کی ہڈیان ایسی راز ہون کہ دخول غیر ممکن ہو اور یہ لاعلاج ہے ۱۲ [3] بحق ہو یعنے حق شرعی سے قید ہو ۱۲ [2] یعنے کچھ لازم نہ آویگا ۱۲ [2] وجہ اگرچہ در توفیق ۱۲ [5] یعنے عاجز کی زبانی رجوع کرنا

اُسکو مرض یا دوری مسافت یا قید یا محبوب ہونا یا کفار کے ہاتھ مین اسیر ہونا وغیرہ عاجز ہوجانے کے امور مین سے کوئی امر پیش آیا جس سے وہ عاجز ہوگیا یا ایلاء کرنے کے وقت عاجز تھا پھر درمیان مدت مین اسکا عجز زائل ہوگیا تو اسکا زبانی رجوع کرنا صحیح نہوگا یہ فتح القدیر مین ہے۔ اور اگر مانع از جماع کوئی امر شرعی ہو مثلاً وہ احرام مین ہو کہ اُسوقت سے تا ادائے حج چار مہینہ ہین تو ایسے شخص کا رجوع کرنا فقط جماع ہی سے ہوسکتا ہے زبانی رجوع صحیح نہوگا یہ تاتارخانیہ مین ہے۔ اور مریض جس نے ایلاء کیا ہے اگر اپنی جورو سے جس سے ایلاء کیا ہے فرج کے سوائے جماع کیا تو یہ امر اسکی طرف سے رجوع قرار نہ دیا جائیگا اور اگر حالت حیض مین اُس سے وطی کی تو یہ رجوع[1] کرنا ہے یہ ظہیریہ مین ہے۔ اور اگر ایلاء کرنے کے وقت شوہر مریض ہو پھر عورت بیمار ہوگئی پھر چار مہینہ گذرنے سے پہلے شوہر اچھا ہوگیا تو امام زفرؒ کے نزدیک اسکا رجوع کرنا زبانی ہوگا اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک فقط جماع سے ہوسکتا ہے یہ شرح جامع کبیر حصیری مین ہے۔ اور اگر ایلاء معلق بشرط ہو تو زبانی رجوع کرنا صحیح ہونے کیلیے شرط پائی جانے کی حالت مین مرض وصحت کا اعتبار ہوگا وقت تعلیق کے انکا اعتبار نہوگا۔ اور اگر مریض نے اپنی جورو سے کہا کہ مین تجھ سے کبھی قربت نہ کرونگا اور اُسنے رجوع نہ کیا یہانتک کہ عورت بائنہ ہوگئی پھر بعد بائنہ ہونے کے وہ اچھا ہوگیا پھر بیمار ہوکر اُس سے نکاح کیا تو امام اعظمؒ و امام محمدؒ کے نزدیک اُسکا رجوع فقط جماع سے ہوگا یہ محیط سرخسی مین ہے۔ ایک مریض نے اپنی جورو سے کہا کہ واللہ مین تجھ سے قربت نہ کرونگا پھر وہ دس روز ٹھہرا رہا پھر کہا کہ واللہ مین تجھ سے قربت نہ کرونگا تو وہ دو ایلاء سے ایلاء کنندہ ہوجائیگا اور دو مدتون کا شمار کیا جائیگا کہ ایک مدت پہلی قسم سے اور دوسری مدت دوسری قسم کے وقت سے شمار ہوگی اور اگر ان دونون مدتون مین سے کسی کے گذرنے سے پہلے اُسنے بقول رجوع کیا تو صحیح ہے اور دونون مدتین مرتفع ہوجاوینگی جیسے جماع کر لینے مین ہوتا ہے پھر اگر مرض برابر رہا یہانتک کہ دونون مدتین پوری ہوگئین تو یہ رجوع کرنا متاکد ہوجائیگا اور اگر پہلی مدت گذرنے سے پہلے اچھا ہوگیا تو یہ رجوع کرنا باطل ہوگیا اور جماع کے ساتھ رجوع کرے۔ اور اگر اُسنے زبانی رجوع نہ کیا تو دونون مدتون کے گذرنے پر دو طلاق واقع ہونگی کہ ایک طلاق پہلی قسم سے چار مہینہ گذرنے پر اور دوسری طلاق دوسری قسم سے چار مہینہ گذرنے پر یعنے پہلی سے دس روز بعد۔ اور اگر اُسنے جماع کر لیا تو دونون قسمون مین حانث ہوگا پس دو کفارہ اسپر لازم آوینگے۔ اور اگر مرض سے اچھا ہوا اور زبانی رجوع نہ کیا یہانتک کہ ایلاء اول سے مدت چار ماہ گذر گئی تو ہیک طلاق بائنہ ہوجائیگی پھر اگر دوسری ایلاء کی مدت پوری ہونے مین جو دس روز باقی ہین اگر انمین اچھا ہوگیا تو ایلاء ثانی سے رجوع کرنا بجماع ہوگا اگرچہ وہ کبھی جماع پر قادر نہوا اور اگر دوسری ایلاء سے دس روز باقی مدت مین اچھا نہوا پس اگر دس روز کے اندر زبانی رجوع کیا تو ایلاء دوم باطل ہوجائیگا اور اگر رجوع نہ کیا تو دس روز گذرنے پر دوسری ایک طلاق سے بائنہ ہوجائیگی اور اگر ایلاء اول کی مدت مین زبانی رجوع کیا تو حق اول مین صحیح ہے حتے کہ اول کی مدت گذرنے پر طلاق واقع نہوگی پھر اگر دوسری ایلاء کے دس روز باقی مین اچھا ہوگیا تو رجوع زبانی جو سابق مین کیا ہے اُسکا حکم جاتا رہا چنانچہ اب اُسکا رجوع کرنا جماع سے ہوگا اور اگر

---

[1] رجوع اگرچہ صحیح ہے لیکن فعل حرام ہے ۱۲ ع ۵ یعنے خوب صحیح ۱۲

اُسنے جماع سے رجوع نہ کیا یہانتک کہ وہ بائنہ ہوگئی پھر اُس سے نکاح کیا درحالیکہ وہ مریض ہے تو اسی ایلاء ثانی کا مولی رہیگا۔ اور اگر عورت مذکورہ سے قربت کی تو دونون قسمون مین حانث ہوجائیگا اور اسپر دو کفارہ لازم آوینگے یہ شرح جامع کبیر حصیری مین ہے۔ اور واضح رہے کہ مریض کے زبانی رجوع کرنیکا اعتبار جب ہی تک ہوتا ہے کہ نکاح قائم ہو اور اگر بینونت واقع ہوگئی تو کچھ اعتبار نہین ہے چنانچہ اگر مریض نے اپنی عورت سے ایلاء کیا اور چار مہینہ گذر گئے اور اُس سے رجوع نہ کیا یہانتک کہ بیک طلاق اُس سے بائنہ ہوگئی پھر بعد اسکے اُس سے زبانی رجوع کیا تو بیکار ہے ایلاء باطل نہوگا حتےٰ کہ اگر اس سے نکاح کیا اور ہنوز وہ ویسا ہی مریض ہے پھر چار مہینے گذر گئے کہ اُس سے رجوع نہ کیا تو بیک طلاق دیگر بائنہ ہوجائیگی اور بجماع[1] رجوع کرنا جیسا قیام زوجیت کی حالت مین معتبر ہے ویسا ہی بعد بائنہ ہونے کے بھی معتبر ہے چنانچہ اگر تندرست مرد نے اپنی جورو سے ایلاء کیا اور چار مہینہ گذر گئے اور بیک طلاق بائنہ ہوگئی پھر اسکے بعد اس سے جماع کیا تو یہ ایلاء باطل ہوجائیگا چنانچہ اگر اسکے بعد اس عورت سے نکاح کیا اور چار مہینہ بلا جماع گذر گئے تو اُسپر دوسری طلاق واقع نہوگی یہ محیط مین ہے۔ اور اگر مدت کے اندر مدت مین دونون نے اختلاف کیا تو قول شوہر کا قبول ہوگا لیکن اگر عورت جانتی ہو کہ یہ جھوٹ کہتا ہے تو اُسکو اس مرد کے ساتھ رہنے کی گنجائش نہوگی بلکہ گناہ سے بچنے کے واسطے اسکے پاس سے بھاگ جاوے یا اپنا مال دیکر اپنی جان چھڑا لے۔ اور اگر مدت گذر جانیکے بعد دونون نے اختلاف کیا اور شوہر نے دعوے کیا کہ مین نے چار مہینہ کے اندر اُس سے جماع کر لیا ہے تو اُسکے قول کی تصدیق نہوگی الّا اس صورت مین کہ عورت اسکی تصدیق کرے یہ تاتارخانیہ مین ہے اور اگر عورت سے کہا کہ اگر مین نے تجھ سے قربت کی تو واللہ مین تجھ سے قربت نہ کرونگا تو ایک مرتبہ قربت کرنیکے وقت سے ایلاء کرنیوالا ہوجائیگا یہ محیط سرخسی مین ہے۔ اور اگر کہا کہ اگر تو چاہے تو واللہ مین تجھ سے قربت نہ کرونگا پس اگر عورت نے اسی مجلس مین چاہا تو ایلاء کنندہ ہوجائیگا۔ اور اسیطرح اگر کہا کہ اگر فلان چاہے تو فلان کو بھی اپنی مجلس تک اختیار رہیگا یہ عتابیہ مین ہے۔ اگر کسی مرد نے اپنی جورو سے کہا کہ تو مجھپر حرام ہے اور یہ امر غیر مذاکرہ طلاق کی حالت مین واقع ہوا پس اگر اُسنے طلاق کی نیت کی تو طلاق بائن واقع ہوگی اور اگر تین طلاق کی نیت کی تو تین طلاق واقع ہونگی اور اگر دو طلاق کی نیت کی تو نہین صحیح ہے الّا آنکہ جورو کسیکی باندی ہو اور اگر ظہار کی نیت کی تو امام اعظمؒ و امام ابو یوسفؒ کے نزدیک ظہار ہوگا اور اگر قسم کی نیت کی یا کچھ نیت نہ کی تو یہ ایلاء ہے اور اگر کذب کی نیت کی تو یہ کذب ہوگا یہ ظاہر الروایہ کے موافق ہے۔ اور اسیطرح اگر عورت سے کہا کہ مین نے تجھکو اپنے اوپر حرام کیا یا اپنے اوپر نہ کہا یا کہا کہ تو مجھپر حرام کردہ شدہ ہے یا حرام ہے مجھپر یا مجھپر نہ کہا یا کہا کہ مین تجھپر حرام ہون یا حرام کردہ شدہ ہون یا مین نے اپنے نفس کو تجھپر حرام کیا تو بھی یہی حکم ہے اور واضح رہے کہ اپنے نفس کے حرام کرنے کی صورتون مین لفظ تجھپر کہنا شرط ہے چنانچہ اگر یون کہا کہ مین نے اپنے نفس کو حرام کیا اور یہ نہ کہا کہ تجھپر اور طلاق کی نیت کی تو طالقہ نہوگی اور یہی حکم بینونت مین ہے بخلاف عورت کے نفس کے حرام کرنے کے کہ اسمین مجھپر ذکر کرنا شرط نہین ہے اور فرمایا کہ یہ متقدمین کا قول ہے یہ خلاصہ مین ہے۔ اور اگر اپنی جورو سے کہا کہ تو مجھپر حرام ہے تو اُسکی نیت دریافت کیجائیگی پس اگر اُسنے کہا کہ میری نیت کذب تھی یعنی دروغگوئی

[1] بجماع یعنے جماع کے ذریعہ سے رجوع کرنا ۱۲ ۔ بائنہ ہوگئی ۱۲ ۔ دروغ ۱۲

تو اُسکے قول کے موافق رکھا جائیگا اور بعض نے فرمایا کہ محکمہ قضا مین اُسکے اس دعوے کی تصدیق نہوگی اسواسطے کہ یہ قسم ظاہرہ[1] ہی اور اگر اُسنے کہا کہ مین نے طلاق کی نیت کی تھی تو یہ طلاق بائنہ ہوگی لیکن اگر اُسنے کہا کہ مین نے تین طلاق کی نیت کی تھی تو تین طلاق ہونگی اور اگر اُسنے کہا کہ مین نے تحریم کی نیت کی یا کچھ نیت نہین کی تھی تو یہ قسم ہوگی کہ اس سے ایلاء کرنیوالا ہو جائیگا اور بعضے مشائخ اسکو بدون نیت مرد مذکور کے طلاق کیجانب راجع کرتے ہین کیونکہ یہی عرف ہے اور صاحب کتاب نے فرمایا کہ باب الایمان مین اسکا ذکر آیا ہی اور اسی پر فتوے ہی یہ غایۃ السروجی مین ہی۔ اپنی جورو سے کہا کہ تو مجھپر مثل مردار کے یا مثل خون کے یا مثل سور کے گوشت کے یا مثل خمر کے ہی تو اُسکی نیت دریافت کیجائیگی پس اگر اُسنے دروغ کی نیت کی ہو تو دروغ ہوگا اور اگر تحریم کی نیت کی تو ایلاء ہوگا اور اگر طلاق کی نیت کی تو طلاق ہے یہ سراج الوہاج مین ہی۔ اور اگر کہا کہ اگر مین نے تجھ سے قربت کی تو تو مجھپر حرام ہی پس اگر اُسنے طلاق کی نیت کی تو بالاتفاق اماموں کے نزدیک ایلاء کرنیوالا ہو جائیگا اور اگر قسم کی نیت کی تو امام اعظمؒ کے نزدیک فی الحال ایلاء کرنیوالا ہو جائیگا اور صاحبینؒ کے نزدیک جبتک قربت نہ کرے تب تک ایلاء کنندہ نہوگا یہ بدائع مین ہی۔ اور اگر کہا کہ اگر مین نے تجھ سے قربت کی تو تو طالقہ ہے پھر مدت گذر گئی پس اُسنے کہا کہ مین نے اس مدت کے اندر قربت کی تھی تو اُسکے قول کی تصدیق نہوگی مگر اسکے اقرار سے دوسری طلاق واقع ہوگی یہ فتاوےٰ عتابیہ مین ہی۔ اور اگر کہا کہ دونون تم مجھپر حرام ہو تو دونون مین سے ہر ایک سے ایلاء کرنیوالا ہوگا اور عورت کے ساتھ وطی کرنے سے حانث ہوگا یہ فتح القدیر مین ہی اور اگر دو عورتون سے کہا کہ تم مجھپر حرام ہو اور ایک کے واسطے ایک طلاق کی اور دوسری کے واسطے تین طلاق کی نیت کی تو امام ابو یوسفؒ نے فرمایا کہ دونون پر تین تین طلاق واقع ہونگی اور امام اعظمؒ کے نزدیک اُسکی نیت کے موافق ہوگا اور امام محمدؒ کے قول پر بھی ایسا ہی ہونا واجب ہے اور فتوے امام اعظمؒ و امام محمدؒ کے قول پر ہے اور اگر اُسنے کہا کہ مین نے ایک کے واسطے طلاق کی اور دوسری کے واسطے ایلاء کی نیت کی تھی تو امام ابو یوسفؒ کے نزدیک دونون پر طلاق واقع ہوگی اور طرفین کے نزدیک اسکی نیت کے موافق ہوگا۔ اور اگر اُسنے تین عورتون سے کہا کہ تم سب مجھپر حرام ہو اور ایک کے واسطے طلاق کی اور دوسری کے واسطے قسم کی اور تیسری کے واسطے دروغ کی نیت کی تو سب طالقہ ہو جاوینگی اور ایسا ہی کتاب مین مذکور ہی اور لازم ہی کہ یہ بنا بر قول امام ابو یوسفؒ ہو اور بقیاس قول طرفین کے اُسکی نیت کے موافق ہونا چاہیے یہ فتاوےٰ کبرےٰ مین ہی۔ اور اگر اپنی عورت سے کہا کہ تو مجھ پر حرام ہی پھر مکرر اسکو کہا کہ تو مجھپر حرام ہی اور اول قول سے طلاق کی اور دوسرے سے قسم کی نیت کی تو بالاتفاق اُسکی نیت کے موافق ہوگا اور اگر کہا کہ تو مجھ پر مثل متاع فلان کے ہی تو حرام نہوگی اگرچہ نیت کی ہو یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اور اگر عورت نے اپنے شوہر کو کہا کہ وہ مجھ پر حرام ہے یا کہا کہ مین تجھ پر حرام ہون تو یہ قسم ہوگی اگرچہ نیت نہ کی ہو جیسے شوہر کیطرف سے کہنے مین ہوتا ہی چنانچہ اگر اسکے بعد عورت نے اپنے شوہر کو اپنے ساتھ وطی کرنے دی تو قسم مین حانث ہو جائیگی اور اسپر کفارہ لازم آویگا یہ ذخیرہ مین ہی

[1] ظاہرہ یعنے ظاہر قسم ہے اور قاضی پر موافق ظاہر کے حکم دینا شرعًا واجب ہے تو وہ عدول نہین کر سکتا ۱۲ اس ۵ تو طلاق ایلاء واقع ہوگی ۱۲

آٹھوان باب ۔ خلع اور جو اُسکے حکم مین ہی اُسکے بیان مین ۔ اور اسمین چند فصلین ہین **فصل اوّل** شرائط خلع اور اُسکے حکم کے بیان مین ۔ ملک نکاح کو بعوض بدل کے بلفظ خلع زائل کرنیکو خلع کہتے ہین یہ فتح القدیر مین ہی اور گاہے بلفظ خرید و فروخت صحیح ہوتا ہی اور گاہے بلفظ زبان فارسی صحیح ہوتا ہی یہ ظہیریہ مین ہی ۔ اور خلع کی شرط وہی ہی جو طلاق کی ہی اور خلع کا حکم یہ ہی کہ طلاق بائن واقع ہوگی یہ تبیین مین ہی ۔ اور خلع مین تین طلاق کی نیت صحیح ہی ۔ اور اگر عورت سے کئی بار نکاح کیا اور کئی بار اُسکو خلع دیدیا تو ہمارے نزدیک تین بار کے بعد بدون[2] دوسرے شوہر کے ساتھ نکاح کیے یہ عورت اس مرد کو حلال نہ رہیگی یہ شرح جامع صغیر قاضیخان مین ہی ۔ اور عامہ علماء کے نزدیک خلع جائز ہونیکے واسطے سلطان کا حاضر ہونا شرط نہین ہی اور انھین کا قول صحیح ہی یہ بدائع مین ہی ۔ اور جب شوہر و جورو مین رنجش پیش آئی اور دونون کو اسکا خوف ہوا کہ ہمسے حدود[1] اللہ کی پاسداری نہوگی تو مضائقہ نہین ہی کہ عورت اتنا مال دیکر کہ شوہر اسپر عورت کو خلع دیدے اپنے نفس کو چھڑا لے پس جب دونون نے ایسا کیا تو ایک طلاق بائن واقع ہوگی اور عورت پر مال لازم ہوگا یہ ہدایہ مین ہی ۔ اور اگر سرکشی مرد کی جانب سے ہو تو خلع پر اُسکو کچھ عوض لینا حلال نہین ہی اور یہ حکم براہ دیانت ہی اور اگر اُسنے لے لیا تو قضاءً جائز ہوگا اور عورت پر لازم ہوگا حتے کہ عورت اسکو مرد سے واپس لینے کی مختار نہوگی یہ بدائع مین ہی ۔ اور اگر سرکشی عورت کی جانب سے ہو تو ہمارے نزدیک جسقدر مہر مرد نے اُسکو دیا ہی اُس سے زیادہ لینا مرد کو مکروہ ہی اور باوجود اسکے اگر اُسنے زیادہ لیا تو قضاءً جائز ہی یہ غایۃ البیان مین ہی اور اگر مرد نے کہا کہ تونے اپنے نفس کو مجھ سے اسقدر کے عوض خلع مین لیا پس عورت نے کہا کہ مین نے خلع مین لیا تو بعض نے کہا کہ صحیح ہی اور بعض نے کہا کہ نہین صحیح ہی مطلقًا اور مختار یہ ہی کہ نہین صحیح ہی لیکن اگر اُسنے تحقیق و تقریر کی نیت کی ہو تو صحیح ہی اسواسطے کہ یہ ظاہر سوئم[a] ہی یہ محیط سرخسی مین ہی ۔ اور اگر مرد نے کہا کہ مین نے تجھے اتنے مال پر خلع دیدیا پس عورت نے کہا کہ ہان تو یہ کچھ نہین ہی گویا عورت نے کہا کہ ہان تونے مجھے خلع دیدیا اور اگر عورت نے کہا کہ مین راضی ہوئی یا مین نے اجازت دیدی تو صحیح ہی اسیطرح اگر عورت نے کہا کہ تو مجھے اتنے مال کے عوض طلاق دیدے پس مرد نے کہا کہ ہان تو یہ کچھ نہین ہے اسواسطے کہ یہ وعدہ ہی بخلاف اسکے اگر عورت نے کہا کہ مین بعوض ہزار درم کے طالقہ ہون پس مرد نے کہا کہ ہان تو طلاق واقع ہوگی گویا اُسنے یون کہا کہ ہان تو ہزار کے عوض طالقہ ہی یہ غایۃ السروجی مین ہی ۔ اور خلع اور مبارات ہر حق کو جو ہر ایک کا دوسرے پر تھا مگر وہی جو نکاح سے متعلق ہی ساقط کر دیتا ہی یہ کنز الدقائق مین ہی ۔ اور مال پر جو طلاق ہوتی ہی وہ موجب برات نہین ہی اور یہی صحیح ہی یہ خلاصہ مین ہی ۔ اور جب خلع بلفظ خلع ہو تو سوائے مہر کے اور قرضہ سے امام اعظمؒ کے نزدیک برات ثابت نہین ہوتی ہی یہ ظاہر الروایۃ ہی اور یہی صحیح ہی یہ فتاوےٰ قاضیخان مین ہی ۔ اور اسیطرح مبارات مین باقی قرضون سے برات حاصل نہین ہوتی ہی اور یہی صحیح ہی اگرچہ اسمین مشائخ کا اختلاف ہی ۔ اور لفظ بیع و خرید مین مشائخ کا اختلاف ہی اور صحیح یہ ہی کہ اسکا حکم مثل لفظ خلع و مبارات کے ہی یہ فتاوےٰ صغریٰ مین ہی اور خلع و مبارات اور طلاق علے المال مین نفقہ

[1] حدود اللہ تعالےٰ یعنے اللہ تعالےٰ نے جو حدود مقرر کیے کہ اُنسے تجاوز کرنا روا نہین ہی اور ان حدود کا پہچاننا کتاب النکاح کے شرعی حقوق شوہر اور زوجہ سے معلوم ہے ۱۲

[2] یعنے بدون حلالہ کے ۱۲

عدت سے برات حاصل نہین ہوتی ہی الا بشرط اور یہ اتفاقی مسئلہ ہی اور اسیطرح بدون شرط کیے نفقہ اولاد و رضاع سے برات حاصل نہین ہوتی ہی پھر اگر اس سے برات کی شرط کی پس اگر اسکے واسطے کوئی وقت میعادی مقرر کردے تو صحیح ہی ورنہ نہین۔ اور جبکہ بیان وقت و شرط سے برات جائز ٹھہری پھر اگر اسوقت سے پہلے بچہ مرگیا تو پوری مدت تک جو ایام رہگئے ہین اسقدر حصہ اجرت شوہر اس عورت سے واپس لے سکتا ہی یہ فتاوے قاضیخان مین ہی۔ اور اگر سوائے مہر کے کسیقدر مال مسمے معروف پر خلع کیا پس اگر عورت مدخولہ ہوا اور اُسنے اپنا مہر وصول کرلیا ہو تو وہ شوہر کو مال عوض خلع دیدیگی اور کوئی دونون مین سے بعد طلاق کے دوسری کا پیچھا نہ کریگا اور اگر اُسنے مہر وصول نہ پایا ہو تو عورت بدل الخلع مرد کو دیدیگی اور شوہر سے کچھ مہر کے واسطے مطالبہ نہ کریگی یہ امام اعظمؒ کا قول ہی اور اگر عورت غیر مدخولہ ہوا اور اُسنے مہر وصول پایا ہو تو شوہر اس سے بدل الخلع لے لیگا اور طلاق قبل دخول واقع ہونے کیوجہ سے نصف مہر مقبوضہ واپس نہ لیگا یہ امام اعظمؒ کا قول ہی۔ اور اگر مہر مقبوضہ نہو تو شوہر اس سے بدل الخلع لے لیگا اور وہ شوہر سے نصف مہر نہین لے سکتی ہی یہ امام اعظمؒ کا قول ہی۔ اور اگر عورت سے کسیقدر مال معلوم پر سوائے مہر کے مبارات[۱] کی تو امام اعظمؒ و امام ابو یوسفؒ کے نزدیک اسکا حکم ویسا ہی ہی جیسا امام اعظمؒ کے نزدیک خلع مین مذکور ہوا ہی یہ محیط مین ہی۔ اور اگر عورت کو اسکے مہر پر خلع دیا پس اگر عورت مدخولہ ہوا اور مہر اُسکا مقبوضہ ہو تو شوہر اس سے اسکا مہر واپس لیگا اور اگر مقبوضہ نہو تو شوہر سے تمام مہر ساقط ہو جائیگا اور دونون مین سے کوئی دوسرے کا کسی چیز کے واسطے دامنگیر نہین ہو سکتا ہی۔ اور اگر مدخولہ نہو پس اگر اُسنے مہر پر قبضہ کرلیا مثلاً ہزار درم ہین تو استحساناً شوہر اس سے ہزار درم واپس لیگا اور اگر اُسنے مہر وصول نہ کیا ہو تو استحساناً شوہر اس سے کچھ واپس نہ لیگا اور شوہر کے ذمہ سے مہر ساقط ہو جائیگا اور اگر عورت سے دسوین حصہ مہر پر خلع کیا اور مہر ہزار درم ہی پس اگر عورت مدخولہ ہوا اور مہر مقبوضہ ہو تو شوہر اس سے سو درم واپس لیگا اور باقی عورت کے قبضہ مین مسلم رہیگا اور یہ بالاتفاق سب علماء کا قول ہی۔ اور اگر مہر مقبوضہ نہو تو شوہر کے ذمہ سے کل مہر ساقط ہو جائیگا اور یہ امام اعظمؒ کا قول ہی۔ اور اگر عورت مدخولہ نہو پس اگر مہر مقبوضہ ہو تو شوہر اس سے نصف مہر کا دسوان حصہ واپس لیگا یعنے پچاس درم اسواسطے کہ طلاق کے وقت اسکا مہر نصف مہر مسمے ہوگا پس نصف مہر کا دسوان حصہ واپس لیگا اور باقی مہر عورت کو مسلم رہیگا اور اگر مہر مقبوضہ نہو تو شوہر پورے مہر سے امام اعظمؒ کے نزدیک بری ہوگا یہ ظہیریہ مین ہی اور یہ سب اسوقت ہے کہ عورت کو تمام یا بعض مہر پر خلع دیا ہو اور اگر عورت سے تمام مہر یا بعض مہر پر مبارات کی تو امام اعظمؒ و امام ابو یوسفؒ کے نزدیک اسکا حکم وہی ہی جو امام اعظمؒ کے نزدیک خلع کی صورت مین مذکور ہوا ہی یہ محیط مین ہی۔ ایک شخص نے اپنی عورت کو اس مال مہر پر جو عورت کا شوہر پر آتا ہی خلع دیدیا پھر ظاہر ہوا کہ عورت کا شوہر پر کچھ مہر نہین آتا ہی تو عورت پر مہر واپس کردینا واجب ہوگا جیسے اس کہنے مین کہ عورت سے کہا کہ مین نے تجھے تیرے غلام پر جو میرے قبضہ مین ہی یا تیری متاع پر جو میرے ہاتھ مین ہی خلع دیا پھر ظاہر ہوا کہ عورت کی کوئی چیز اسکے قبضہ مین نہ تھی تو خلع عورت کے مہر پر ہوگا چنانچہ اگر شوہر پر باقی ہو تو ساقط ہوگا اور اگر عورت شوہر سے وصول کرچکی ہو تو شوہر کو

[۱] مبارات باہم ایک دوسرے سے برات کرلینا ۱۲ م [۲] یعنے ہر سہ علماء ۱۲

تمام واپس کردیگی۔ اور اگر عورت کو مہر پر خلع دیا یا مال مہر پر جو شوہر پر ہے ایک طلاق دی اور عورت نے قبول کیا حالانکہ شوہر جانتا ہے کہ عورت کا کچھ مہر شوہر پر نہیں ہے تو خلع کی صورت مین بلا عوض ایک طلاق بائن واقع ہوگی اور طلاق مہر مین ایک طلاق رجعی واقع ہوگی یہ فتاوئے قاضیخان مین ہے۔ اور اگر عورت نے کچھ مہر وصول کیا اور شوہر کو بعض مہر ہبہ کردیا ہو پھر مجہول چیز کے عوض خلع لے لیا تو شوہر اسقدر مہر کو واپس لیگا جو عورت نے وصول کیا ہے زیادہ کچھ نہین لے سکتا ہے یہ محیط سرخسی مین ہے۔ ایک مرد نے اپنی جورو کو اس قرار پر خلع دیا کہ جو اُسنے شوہر سے وصول کیا ہے سب واپس دے حالانکہ عورت نے جو شوہر سے وصول کیا تھا اُسکو فروخت کیا یا ہبہ کردیا اور مشتری یا موہوب لہ کو سپرد کردیا جسسے کہ عورت یہ چیز شوہر کو واپس کرد ینے مین معذور ہے پس اگر یہ چیز قیمتی چیزون مین سے ہے تو اسکی قیمت واپس دے اور اگر مثلی چیزون مین سے ہے تو مثل واپس دے یہ فتاوئے قاضیخان مین ہے۔ ایک مرد نے ایک عورت سے مہر مسمّےٰ پر نکاح کیا پھر اُسکو طلاق بائن دیدی پھر اُس سے دوبارہ دوسرے مہر پر نکاح کیا پھر عورت نے اس سے اپنے مہر پر خلع لے لیا تو شوہر دوسرے مہر سے بری ہوگا نہ اول سے یہ سراج الوہاج مین ہے۔ عورت کو قبل دخول کے خلع دیدیا حالانکہ نکاح کے وقت اسکا مہر مسمّےٰ نہین کیا تھا تو بدون بیان کے شوہر کے ذمہ سے متعہ ساقط ہوجائیگا یہ وجیز کردری مین ہے۔ ایک مرد نے اپنی جورو کو کچھ مال پر خلع دیا پھر عورت نے بدل خلع مین بڑھا دیا تو زیادتی باطل ہے یہ تجنیس و مزید مین ہے۔ اپنی عورت کو اس قرار پر خلع دیا[۱] کہ عورت اسکے ساتھ کسی عورت کو بیاہ[۲] دے تو عورت پر فقط یہ بات واجب ہوگی کہ جو مہر شوہر نے اسکو دیا ہے پس وہی واپس کردے یہ حاوی قدسی مین ہے۔ اور اگر جورو کو اُسکے مہر پر اور اپنے پسر کو دو سال تک دودھ پلانے پر خلع دیا تو جائز ہے اور عورت مذکورہ جسنے ایسا خلع قبول کرلیا ہے دودھ پلانے پر مجبور کیجائیگی پس اگر اُسنے ایسا نہ کیا یا بچہ دو برس سے پہلے مرگیا تو عورت مذکورہ پر اس رضاعت کی قیمت واجب ہوگی یہ محیط سرخسی مین ہے۔ ایک عورت نے اپنے شوہر سے اپنے مہر پر اور اپنے نفقہ عدت پر اور اس امر پر کہ اس شوہر سے جو اسکا بچہ ہے اسکو تین سال یا دس سال تک اپنے پاس یہ اسے نفقہ دیکر اپنے پاس رکھیگی خلع لیا تو خلع صحیح ہوگا اور عورت مذکورہ ایسا کرنے پر مجبور کیجائیگی اگرچہ یہ امر مجہول ہے پھر اگر عورت مذکورہ اس بچہ کو شوہر کے پاس چھوڑکر بھاگ گئی تو شوہر کو اختیار ہوگا کہ عورت مذکورہ سے نفقہ کی قیمت لے لے۔ اور عورت کو اختیار ہوگا کہ شوہر سے بچہ کے کپڑے کا مطالبہ کرے لیکن اگر خلع مین بچہ کو نفقہ کے ساتھ کپڑا دینا بھی شرط کیا ہو تو کپڑے کا مطالبہ نہین کرسکتی ہے اگرچہ لباس مذکور مجہول ہے اور بچہ خواہ دودھ پیتا ہو یا دودھ چھوٹ گیا ہو کچھ فرق نہین ہے یہ خلاصہ مین ہے۔ اور اگر کسیقدر دراہم پر خلع کیا پھر عورت مذکورہ کو بدل الخلع کے عوض طفل شیرخوارہ کے دودھ پلانے پر اجیر کیا یعنے نوکر رکھا تو جائز ہے اور اگر عورت کو دودھ چھوٹے ہوئے بچہ کو اس بدل الخلع پر نفقہ و کپڑا اپنے پاس سے دیکر اپنے پاس رکھنے پر اجارہ لیا تو نہین جائز ہے یہ فتح القدیر مین ہے۔ اور اگر عورت نے اس شرط پر خلع لیا کہ بدل خلع یہ ہے کہ بچے کو تا بلوغ اپنے پاس رکھیگی

[۱] یعنے واجب ہے کہ واپس دے وکذا فی الثانی ۱۲ [۲] قال چونکہ ہندوستان مین مہر معجل وغیرہ کی رسم نہین ہے لہذا اس حکم مین شامل ہے بلا لفظ تزویج ہاں خلع بلا ذکر بدل سے مہر واپس دینا واجب ہوگا پس حکم مذکور مین کوئی خلل نہین ہے ۱۲ منہ

تو صحیح ہی اور یہ اسوقت ہے کہ بچہ لڑکی ہو اور اگر لڑکا ہو گا تو نہین صحیح ہی اسواسطے کہ لڑکا مردون کے آداب و اخلاق سیکھنے کا
محتاج ہی پس اگر اس دراز مدت تک اپنی مان کے ساتھ رہیگا تو اسمین عورتونکے اخلاق پیدا ہو جاوینگے اور اُسکی خرابی پوشیدہ
نہین ہی۔ پھر اگر بچہ کی مان نے دوسرا نکاح کر لیا تو باپ کو اختیار ہو گا کہ بچہ اُس سے لے لیوے۔ اور اگر دونون نے
اسپر اتفاق کیا تو بچہ عورت کے پاس نہ چھوڑا جائیگا اسواسطے کہ یہ بچہ کا حق ہی اور دیکھا جائیگا کہ اتنی مدت رکھنے کی اجرت
کیا ہوتی ہی اسیقدر شوہر اس عورت سے لیگا اور بچہ اپنے پاس رکھنے پر خلع جب ہی صحیح ہوتا ہی کہ مدت بیان کر دی
ہو اور اگر بیان نہ کی ہو تو صحیح نہین ہی خواہ بچہ دودھ پیتا ہو یا دودھ چھوٹ گیا ہو۔ اور منتقی مین لکھا ہی کہ اگر بچہ
دودھ پیتا ہو تو صحیح ہی اگرچہ مدت بیان نہ کی ہو اور دو برس تک دودھ پلا دیگی یہ خلاصہ مین ہی اور ابن سماعہ نے
امام محمد رح سے روایت کی ہی کہ ایک عورت نے اپنے شوہر سے خلع لیا اس قرار پر کہ اسکا جو مہر شوہر پر آتا ہی وہ اُسکا
اور جو اُسکا بچہ اس عورت کے پیٹ مین ہی جب اسکو جنے تو دو برس تک دودھ پلا دیگی تو یہ خلع جائز ہی پس اگر بچہ
ہو کر مر گیا یا اُسکے پیٹ مین بچہ نہ تھا تو رضاعت کی قیمت شوہر کو دیگی اور اگر بچہ ایک سال کے بعد مر گیا تو ایکسال کی
قیمت رضاعت دیدیگی اور اسیطرح اگر عورت خود مر گئی تو اُسپر رضاعت کی قیمت واجب ہو گی اور اگر عورت نے دس برس
تک مدت بیان کی ہو تو شوہر دو برس تک کی اجرت رضاعت اور باقی آٹھ برس کا نفقہ لے لیگا لیکن اگر عورت نے
خلع کے وقت کہا ہو اور اگر بچہ مر گیا یا عورت عہ مر گئی تو عورت پر کچھ نہو گا تو عورت کی شرط کے موافق رکھا جائیگا یہ امام
ابو یوسف رح نے فرمایا ہی یہ فتح القدیر مین ہی۔ عورت کو اس قرارداد پر خلع دیا کہ میرے فرزند کو دس برس تک نفقہ دے اور
یہ عورت تنگدست ہے پس اُس نے بچہ کا نفقہ اُسکے باپ سے مانگا تو مرد مذکور پر نفقہ دینے کے واسطے جبر کیا جائیگا اور یہ جو اُسنے
عورت پر شرط کر لیا تھا وہ عورت پر قرضہ رہا اور اسی پر اعتماد ہی یہ غایۃ السروجی مین ہی۔ ایک مرد نے اپنی جورو کو اس شرط
پر خلع دیا کہ یہ بچہ جو ان دونون سے پیدا ہوا ہی چند سال معلومہ تک باپ کے پاس رہے تو خلع صحیح ہی اور شرط باطل ہے
اسواسطے کہ ایسے صغیر بچہ کا مان کے پاس رہنا بچہ کا حق ہی کہ جو ان دونون کے باطل کرنیسے باطل نہو گا۔ اسیطرح اگر
جورو کو اس شرط پر طلاق دی کہ بچہ کو اُسکے بالغ ہونے تک اپنے پاس سے نفقہ دیکر اپنے پاس رکھے اور بدین شرط کہ
عورت کا جو مہر شوہر پر ہی اُسکو چھوڑ دے اور عورت نے اسکو قبول کر لیا پھر عورت نے لڑکے کو اپنے پاس رکھنے سے انکار کیا
تو وہ اس امر پر مجبور کیجائیگی اور اگر اُسنے ایسا نہ کیا تو لڑکے کے بالغ ہونے تک جو اجرت ہوتی ہو وہ اسپر واجب ہو گی۔
ایک عورت نے اس شرط سے خلع لیا کہ وہ نفقہ و سکنی سے بری ہی تو خلع پورا ہو جائیگا اور شوہر نفقہ سے بری ہو گا مگر سکنی
باطل نہو گا اور اگر عورت نے اس شرط سے خلع لیا کہ سکنی کا خرچہ عورت کے ذمہ ہی تو عورت پر واجب ہو گا کہ شوہر سے یا
کسی دوسرے سے کوئی مکان کرایہ لیکر اسمین عدت پوری کرے۔ ایک عورت نے اپنے شوہر سے اس شرط پر خلع لیا کہ شوہر کے
بچہ کو جو اس عورت کے پیٹ سے ہے جبتک نہ رہیگا اپنے پاس سے نفقہ دیگی تو امام اعظم رح نے فرمایا کہ عورت پر واجب ہو گا کہ جو
کچھ اُسنے مہر وصول پایا ہی وہ واپس دے۔ ایک عورت نے اپنے شوہر سے اس شرط پر خلع لیا کہ اپنا مہر جو شوہر پر ہی اپنے
اپنے فرزند کے واسطے ملک قرار دے یا اس شرط سے اپنا مہر مذکور واسطے فلان اجنبی کے قرار دیگی تو امام محمد رح نے فرمایا

عہ یعنی [illegible] ۱۲

کہ خلع جائز ہے اور فرزند یا اجنبی کو کچھ نہ ملیگا جو کچھ مہر ہے وہ شوہر کا ہوگا یہ فتاوےٰ قاضیخان میں ہے۔ اور اگر عورت سے کہا کہ تو اپنے نفس کو خلع دے پس عورت نے کہا کہ میں نے اپنے نفس کو تجھ سے خلع دیا اور شوہر نے اجازت دی تو بغیر مال جائز ہے اور امام ابو یوسف رح نے فرمایا کہ اگر کسی نے جورو سے کہا کہ تو اپنے آپ کو خلع دیدے تو واقع نہوگا یہ خلع الابعوض مال لیکن اگر شوہر نے بغیر مال کی نیت کی ہو تو بغیر مال ہوگا اور اگر کسی غیر سے کہا کہ میری جورو کو خلع دیدے تو وہ بغیر مال خلع نہیں دے سکتا ہے یہ وجیز کردری میں ہے۔ اور اگر عورت سے کہا کہ تو اپنے نفس کو خلع دیدے پس عورت نے کہا کہ میں نے اپنے آپ کو طلاق دی تو عورت پر مال لازم ہوگا لیکن اگر شوہر نے بغیر مال کی نیت کی ہو تو ایسا[1] نہوگا یہ محیط سرخسی میں ہے ایک عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ مجھے بعوض ہزار درم کے خلع دیدے پس شوہر نے کہا کہ تو طالقہ ہے تو اسمیں اختلاف ہے بعضوں نے کہا کہ شوہر کا کلام جواب ہوگا اور خلع تمام ہوجائیگا اور بعضوں نے کہا کہ طلاق ہوگی خلع نہوگا اور مختار یہ ہے کہ یہ کلام جواب قرار دیا جائیگا پھر اگر شوہر نے دعوے کیا کہ میں نے اس سے جواب کا قصد نہیں کیا تھا تو اسکا قول قبول ہوگا اور طلاق بغیر مال واقع ہوگی اور اسیطرح اگر عورت نے شوہر سے کہا کہ میں نے اپنے نفس کو تجھ سے خلع کر دیا پس شوہر نے کہا کہ میں نے تجھکو طلاق دیدی تو بعض نے کہا کہ یہ جواب ہوگا اور خلع پورا ہوجائیگا اور بعض نے فرمایا کہ ایک طلاق رجعی واقع ہوگی اور بعض نے فرمایا کہ شوہر کی نیت دریافت کیجائیگی پس اگر اُسنے کہا کہ میں نے جواب کی نیت کی تھی تو جواب ہوگا۔ اور مسئلہ اولی میں بھی شوہر کی نیت دریافت کرنی چاہیے یہ فتاوےٰ قاضیخان میں ہے۔ عورت نے کہا کہ تو مجھے اتنے کے عوض خلع دیدے پس شوہر نے جواب دیا کہ میں نے تجھے البتہ طلاق دیدی یعنے طلاق بتہ دی تو بلا خلاف یہ ابتدائے طلاق ہے یہ غایۃ السروجی میں ہے ایک عورت نے شوہر سے کہا کہ تو مجھے خلع دیدے یا خویشتن خریدم پس شوہر نے اسکے جواب میں کہا کہ تو طالقہ ہے تو یہ بمنزلہ اس قول کے ہے کہ میں نے تجھے خلع دیا ایسا ہی نوازل میں مذکور ہے اور فتوے اسپر ہے کہ اگر اسنے جواب کی نیت کی ہو تو جواب ہوگا۔ اور اگر شوہر نے کہا کہ فروختم بیک طلاق تو بدون نیت جواب ہوگا۔ امام استاد ظہیر الدین رح نے فرمایا کہ یہ کہنا کہ تو طالقہ ہے یا بیک طلاق پلے توکشادہ کردم بدون نیت جواب ہوگا۔ اور محیط میں مذکور ہے کہ فتوے شمس الاسلام اوزجندی میں بھی ایسا ہی ہے اور یہی صحیح ہے یہ خلاصہ میں ہے۔ اور اسمیں باہم اختلاف ہے کہ آیا شوہر مہر سے بری ہوجائیگا یا نہیں اور فتوے اسپر ہے کہ بری نہوگا اور یہی اصح ہے یہ ذخیرہ میں ہے۔ اور اگر مرد نے عورت سے کہا کہ تو نے مجھ سے بیع لیے یا خریدے تین طلاق بعوض اپنے مہر و نفقہ عدت کے پس عورت نے کہا کہ میں نے خریدے تو صحیح یہ ہے کہ طلاق واقع نہوگی جبتک کہ عورت کے کلام کے بعد شوہر یوں نہ کہے کہ میں نے فروخت کیے کذا فی فتاوےٰ قاضیخان۔ لیکن اگر شوہر نے اس کلام سے تحقیق طلاق کی نیت کی ہو نہ مساومت (چکانا ۱۲) کی تو طلاق واقع ہوجائیگی یہ محیط سرخسی میں ہے۔ اور اگر عورت سے کہا کہ تو تین طلاق اپنے مہر و نفقہ عدت کے عوض خریدے پس[2] عورت نے کہا کہ میں نے خریدیں تو دونوں میں خلع پورا ہوجائیگا یہ فتاوےٰ قاضیخان میں ہے۔ اور اگر اپنی جورو سے کہا کہ میں نے تین طلاق تیرے ہاتھ تیرے مہر و نفقہ عدت کے عوض فروخت کیں پس عورت نے جواب دیا کہ بعتُ میں نے بیچی اور احتمال ہے کہ بعتُ سے خریدی ہو اور یہ نہ کہا کہ میں نے خریدی تو فقیہ ابو اللیث نے فرمایا کہ طلاق واقع نہوگی اور اسی پر فتوے ہے۔

[1] یعنے ایسا ہی اختلاف ہے ۱۲ م [2] اسمیں تامل ہے اور ضرور یوں کہنا چاہیے کہ "مجھسے" فافہم ۱۲ [3] یعنے اگر بغیر مال خلع دیا تو بعوض مال ہوگا ورنہ باطل ۱۲

اور اگر عورت نے کہا کہ مین نے تیرے ہاتھ اپنا مہر و نفقہ عدت فروخت کیا پس شوہر نے کہا کہ مین نے خریدا تو اُٹھ چلی جا پس وہ
اُٹھکر چلی گئی تو ظاہر یہ ہے کہ اسپر طلاق واقع نہوگی لیکن احوط یہ ہے کہ اگر اس سے پہلے دو طلاق[1] ہو چکی ہوں تو تجدید نکاح کرے
اور اگر عورت سے کہا کہ مین نے تیرے ہاتھ ایک طلاق بعوض تیرے مہر و نفقہ عدت کے فروخت کی پس عورت نے
فارسی مین کہا کہ بجان خریدم تو طلاق واقع ہوگی یہ فتاوےٰ کبرےٰ مین ہے۔ ایک عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ مین نے
اپنی طلاق فروخت کی یا ہبہ کی یا تیری ملک مین کر دی پس شوہر نے کہا کہ مین نے قبول کی اور طلاق کی نیت کی تو کچھ
واقع نہوگی ایک عورت سے اسکے خاوند نے کہا کہ مین نے تیرے ہاتھ ایک طلاق بعوض تیرے مہر و نفقہ عدت کے بمثل
آنکہ جبرئیلؑ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کیطرف لائے فروخت کر دی پس عورت نے کہا کہ مین نے قبول کی تو مشائخ نے
فرمایا کہ اگر عورت مذکورہ طاہرہ ہوا ور مرد نے اس طہر مین اس سے جماع نہ کیا ہو تو طالقہ ہو جائیگی یہ فتاوےٰ قاضیخان مین ہے
اور اگر کہا کہ مین نے تیرے ہاتھ ایک طلاق بعوض تیرے مہر کے فروخت کی پس عورت نے کہا کہ مین طالقہ ہو گئی تو شوہر
سے بعوض اپنے مہر کے بائنہ ہو جائیگی گویا یون کہا کہ مین نے خریدی اور بعض نے فرمایا کہ ایک طلاق رجعی واقع ہوگی مگر
اول صحیح ہے اور اگر شوہر نے کہا کہ مین نے تیرے ہاتھ ایک تطلیقہ فروخت کی پس عورت نے کہا کہ مین نے خریدی تو مفت ایک
طلاق رجعی واقع ہوگی اسواسطے کہ یہ صریح طلاق ہے یہ محیط سرخسی مین ہے۔ اور اگر شوہر نے کہا کہ مین نے تیرے ہاتھ تیرے
نفس کو فروخت کیا پس عورت نے کہا کہ مین نے خریدا تو طلاق بائن واقع ہوگی یہ فتاوےٰ قاضیخان مین ہے۔ ایک مرد نے
اپنی جورو سے کہا کہ مین نے تیرے ہاتھ ایک تطلیقہ بعوض تین ہزار درم کے فروخت کی۔ اسکو اُسنے تین بار کہا۔ اور عورت نے
ہر کلام کے بعد کہا کہ مین نے خریدی پھر شوہر نے دعوےٰ کیا کہ مین نے دوم و سوم کلام سے تکرار کی اور اولی کے خبار[2] کی
نیت کی تھی تو قضاءً اُسکے قول کی تصدیق نہوگی پس تین طلاق واقع ہونگی مگر عورت پر تین ہزار درم لازم ہونگے یہ
فتاوےٰ قاضیخان و خلاصہ و جیز کردری مین ہے اور اسی کو فقیہ نے اختیار کیا ہے یہ عتابیہ مین ہے۔ اور اگر عورت سے کہا کہ
مین نے تجھے خلع کر دیا اور طلاق کی نیت کی تو یہ ایک طلاق واقع ہوگی اور اگر عورت سے کہا کہ مین نے تجھے تیرے اس
مال مہر پر جو مجھپر آتا ہے خلع دیدیا اور اسکو تین بار کہا[3] پس عورت نے کہا کہ مین نے قبول کیا یا کہا کہ راضی ہوئی تو تین طلاق سے
مطلقہ ہو جائیگی اسواسطے کہ اسکے قبول ہی سے واقع ہوئی ہین اور اگر مرد نے کہا کہ مین نے تجھ سے مبارات کی مین نے
تجھ سے مبارات کی مین نے تجھ سے مبارات کی اور کچھ مال بیان نہ کیا پس عورت نے کہا کہ مین راضی ہوئی یا مین نے اجازت
دی تو مفت تین طلاق واقع ہونگی۔ اور اگر عورت نے کہا کہ مین نے تجھ سے اپنے نفس کو بعوض ہزار درم کے خلع کیا مین نے تجھ سے
اپنے نفس کو بعوض ہزار درم کے خلع کیا مین نے تجھ سے اپنے نفس کو بعوض ہزار درم کے خلع کیا پس شوہر نے کہا کہ مین نے
اجازت دی یا مین راضی ہوا تو تین ہزار درم کے عوض تین طلاق واقع ہونگی یہ خلاصہ مین ہے۔ اور اگر شوہر نے کہا کہ مین نے
تیرے ہاتھ[4] تیرا امر بعوض ہزار درم کے فروخت کیا پس عورت نے مجلس مین کہا کہ مین نے اپنے نفس کو اختیار کیا تو ہزار
درم کے عوض طلاق واقع ہوگی ایک مرد نے اپنی جورو کے ہاتھ ایک تطلیقہ بعوض اسکے تمام مہر کے اور تمام اُس چیز کے

[1] یعنے زمانہ سابق مین ۱۲ منہ [2] یعنے ہر بار کہا یا ایک بار فافہم ۱۲ منہ [3] ... [4] یعنے تیرے ہاتھ ۱۲

جو گھر مین عورت کی ملک ہے سوائے اسکے تن پر کے کپڑے کے فروخت کی پس عورت نے کہا کہ مین نے خریدی حالانکہ عورت کے تن پر بہت سے کپڑے اور زیور ہین تو طلاق بائن اُس مال پر واقع ہوگی جو گھر مین اسکا معہ مہر ہے اور تمام وہ سب جو اُسکے تن پر ہے کپڑے و زیور سے عورت ہی کی ملک ہوگا۔ مرد نے اپنی جورو کے ہاتھ ایک طلاق بعوض اُس مہر کے جو اُسکا شوہر پر آتا ہے فروخت کی حالانکہ شوہر جانتا ہے کہ عورت کا مجھپر کچھ نہین آتا ہے تو ایک طلاق رجعی واقع ہوگی یہ فتاوے قاضیخان مین ہے۔ ایک عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ اشتریت نفسی منک با اعطیت یعنی مین نے اپنے نفس کو تجھ سے بعوض اس چیز کے جو تو نے عطا کی ہے خریدا یا کہا اشتری نفسی منک بما اعطیت یعنی خریدتی ہون یا خریدونگی اپنے نفس کو تجھ سے بعوض اس مال کے جو تو نے مجھے عطا کیا ہے اور اگرچہ لفظ اشتری ان دونون معنون کو محتمل ہے مگر عورت نے ایجاب ہی کی نیت کی نہ وعدہ کی پس شوہر نے کہا کہ مین نے عطا کیا تو طلاق واقع ہوگی۔ اور یہ اسوقت ہے کہ عورت نے عربی زبان مین لفظ اشتری کہا ہو اور اگر اُردو مین کہا یا فارسی مین کہا پس اگر فارسی مین کہا کہ خرمی اور مسئلہ بحالہ ہو تو صحیح ہے اور نیت یہ نہوگی اور اگر اُسنے کہا کہ خرم تو صحیح نہین ہے اور نہ نیت کرنگی اسواسطے کہ فارسی مین ایجاب کے واسطے لفظ خرمی علیحدہ ہے اور وعدہ کے واسطے لفظ خرم علیحدہ ہے پس نیت کچھ موثر نہوگی اور عربی زبان مین دونون کے واسطے ایک ہی لفظ اشتری ہے پس نیت معتبر ہوگی قال المترجم فارسی محاورہ شاید توران کے نواح کا ہو ورنہ ظاہر فصیح یہ ہے کہ خریدم ایجاب ہے اور خرمی خرم ہر دو ایجاب نہین ہے واللہ اعلم۔ ایک عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ مین نے تجھے اپنا مہر ہبہ کیا پھر کہا کہ مجھے کچھ عوض دے پس شوہر نے کہا کہ مین نے تجھے تین طلاق عوض دین تو بسبب طلاق طالقہ ہو جائیگی یہ تجنیس و مزید مین ہے۔ ایک مرد نے اپنی جورو کو حکم دیا کہ اُسنے ایک سری بھنی ہوئی خریدی پس شوہر نے اُس سے کہا کہ سر خریدی پس عورت نے زعم کیا کہ یہ مجھ سے سری خریدی ہوئی کا حال پوچھتا ہے پس اُسنے کہا کہ خریدم پس شوہر نے کہا کہ فروختم تو خلع صحیح نہو جائیگا ولیکن اگر شوہر نے طلاق کی نیت کی ہو تو واقع ہوگی یہ خلاصہ مین ہے اور اگر جلسہ کے لوگون نے عورت سے کہا کہ تو نے اپنے نفس کو بیک طلاق بعوض اپنے کل حق کے جو عورتون کا مردون پر ہوتا ہے مہر و نفقہ عدت سے خرید کیا پس اُسنے کہا کہ ہان مین نے خریدا پھر شوہر سے پوچھا گیا کہ تو نے فروخت کیا پس اُسنے کہا کہ ہان تو خلع صحیح ہو جائیگا اور شوہر تمام حقوق مذکورہ سے بری ہو جائیگا اگرچہ جلسہ کے گواہون نے عورت سے یہ نہین کہا ہے کہ تو نے اس سے خریدا اسواسطے کہ عورت کا اپنے نفس کو خریدنا سوائے شوہر کے اور کسی سے ممکن نہین ہے کذا فی الفتاوے الکبرے اور اسی پر فتوے دیا جائیگا یہ خلاصہ مین ہے۔ اور اگر عورت نے اپنے شوہر سے خلع لینے کا ارادہ کیا اور قوم کے لوگ جمع ہوئے اور پہلے اُنھون نے عورت سے کہا کہ تو نے اپنے نفس کو بعوض ان تمام حقوق کے جو تیرے شوہر پر آتے ہین خرید کیا پس عورت نے کہا کہ مین نے خرید کیا پھر ان لوگون نے شوہر سے کہا کہ تو نے فروخت کیا اُسنے جواب دیا کہ مین نے فروخت کیا حالانکہ شوہر کے دل مین یہ تھا کہ اسباب خانہ مین سے کوئی مال فروخت کیا تو قضاءً طلاق واقع ہونیکا حکم دیا جائیگا۔ ایک مرد نے بطلاق واحد اپنی جورو کو خلع دیدیا پس اُسکے رفیقون نے کہا کہ تو نے

[1] مترجم کہتا ہے کہ نسخہ مین یونہی مذکور ہے اور شاید یہ کاتب کی غلطی ہے اور صحیح یا کہ مین نے فروخت کیا تا فہم ہو منہ [2] واقع ہوگی اگر وہم ہو کہ مرد نے اس شرط پر طلاق دی کہ عورت منظور کرے جواب یہ کہ طلاق واقع کرنے مین عورت کی رضامندی شرط نہین ہے جیسے ابتدا مین تھا تو یہی سبھی ہاں پس طلاق مین مرد خود مختار ہے ۱۲

ایسا کیون کیا پس اُسنے کہا کہ ر ؔ (بزبان فارسی ۱۲) سہ بار یعنے جا تین بار تو اس کلام سے کچھ واقع نہو گی اسواسطے کہ یہ ایجاب نہین ہی۔ ایک مرد نے اپنی جورو کو خلع دیا پس اُس سے دریافت کیا گیا کہ تو نے کتنی طلاق کی نیت کی تھی اُسنے کہا کہ جتنی ہمنے چاہی پس اگر شوہر نے کچھ نیت نہ کی ہو تو بیک طلاق طالقہ ہوگی ایک عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ تو مجھے خلع دیدے اور فارسی مین کہا کہ سہ خواہم پس شوہر نے کہا کہ سہ بار پھر اسکے بعد اُسکو خلع دیدیا بیک طلاق تو ایک طلاق واقع ہوگی اسواسطے کہ سہ بار کہنے سے کوئی واقع نہین ہوئی تھی یہ فتاوے کبرے مین ہی **فصل دوم** جس چیز کا بدل خلع ہونا جائز ہے اور جسکا نہین جائز ہی اُسکے بیان مین۔ جس چیز کا مہر ہونا جائز ہی اُسکا بدل خلع ہونا بھی جائز ہی یہ ہدایہ مین ہی۔ اور اگر باہم رضامندی سے خلع شراب یا سور یا مردار یا خون پر واقع ہوا اور شوہر نے اسکو عورت سے قبول کیا تو فرقت ثابت ہو جائیگی اور عورت پر کچھ مال واجب نہوگا اور نہ وہ اپنے مہر مین سے کچھ واپس کریگی یہ حاوی قدسی مین ہی۔ اور اگر جورو کو اپنے ذاتی غلام پر خلع دیدیا یا اپنے ذاتی غلام پر اُسکو طلاق دیدی تو عورت کے ذمہ کچھ لازم نہوگا ولیکن وقوع طلاق کے واسطے قبول ضروری ہی۔ پھر ہر جس صورت مین مال لازم نہین ہوتا ہی اور خلع بلفظ خلع یا بیع واقع ہوا تو ایک طلاق بائنہ واقع ہوگی اور جس صورت مین خلع بلفظ طلاق واقع ہوا تو مدخولہ ہونے کی صورت مین ایک طلاق رجعی واقع ہوگی چنانچہ اگر شراب پر یا عورت کے شوہر کو سوائے مہر کے دوسرے قرضہ سے جو عورت کا شوہر پر آتا ہی بری کر دینے پر یا شوہر کو کفالت نفس جو اُسنے اس عورت کے واسطے قبول کی تھی اُس سے بری کر دینے پر یا جو قرضہ عورت کا شوہر پر آتا ہے اسمین تاخیر و مہلت دے دینے پر عورت کو طلاق دی تو بری کرنا صحیح ہی اور مہلت دینا اگر تا وقت معلوم ہو تو صحیح ہے اور یہ طلاق رجعی واقع ہوگی یہ عتابیہ مین ہی۔ اور اگر خلع مین ایسی چیز بیان کی جسمین احتمال ہی کہ مال ہو یا نہو مثلاً جو چیز اسکے گھر مین ہی یا جو اسکے ہاتھ مین ہی اُسپر خلع لیا تو دیکھا جائیگا کہ اگر اسکے ہاتھ مین یا گھر مین اسدم کوئی چیز ہو تو وہ شوہر کی ہوگی اور اگر نہوگی تو شوہر کو کچھ نہ ملیگا۔ اسیطرح اگر عورت نے جو اُسکی بکریون کے پیٹ مین ہی یا اُسکی باندی کے پیٹ مین ہی اُسپر خلع لیا اور بچہ کا نام صریح نہ لیا تو بھی یہی حکم ہی۔ اور اگر عورت نے خلع مین ایسی چیز بیان کی جو مال تو ہی مگر وہ فی الحال موجود نہین ہی اور ثانی الحال مین ملسکیگی مثلاً خلع لیا اسپر کہ جو اُسکے درختان خرما مین امسال پھل آوین یا جو وہ امسال کمائے تو اسپر واجب ہوگا کہ جو مہر اُسنے وصول پایا ہی واپس کر دے خواہ یہ چیز پائی جاوے یا نہین۔ اور اگر عورت نے خلع مین ایسی چیز بیان کی جو مال ہی اور اُسکے وجود کے واسطے زمانہ درکار نہین ہی لیکن اسکی مقدار مجہول ہی کہ اسکی مقدار پر وقوف نہین ہوسکتا ہی مثلاً خلع لیا اس متاع پر جو اُسکے گھر مین یا اُسکے ہاتھ مین موجود ہی یا خلع لیا ان پھلون پر جو اُسکے درختان خرما مین موجود ہین یا خلع لیا اُن بچون پر جو اُسکی بکریون کے پیٹ مین ہین یا اُس دودھ پر جو اُس کی بکریون کے تھنون مین ہی پس اگر وہ چیز جو اُسنے بیان کی ہی وہان موجود ہو تو شوہر کو وہی ملیگی اور اگر وہان کچھ نہو تو عورت پر مہر مقبوضہ واپس کر دینا لازم ہوگا۔ اور اگر خلع مین ایسی چیز بیان کی جو مال ہی اور اُسکی مقدار معلوم ہوسکتی ہے مثلاً یون کہا کہ خلعنی علی ما فی یدی من الدراہم او الدنانیر او الفلوس جو میرے ہاتھ مین درمون یا دینارون یا فلوس سے ہین تو اُسنے مقدار جسپر دراہم کا اطلاق ہوتا ہی تین ہین پس اُسکی مقدار معلوم ہوئی پس اگر عورت کے ہاتھ مین تین یا زیادہ ہون

تو شوہر کو یہ ملینگے اور اگر عورت کے ہاتھ مین اسمین سے کچھ نہو تو درم یا دینار کی صورت مین وزن کے حساب سے تین درم یا دینار ملینگے اور فلوس کی صورت مین گنتی کے تین پیسے ملینگے اور اگر اُسکے ہاتھ مین دو درم یا دینار ہون تو عورت کو حکم دیا جائیگا کہ تین درم پورے کر دے۔ قال المترجم یہ اُسوقت ہے کہ اُسنے عربی زبان مین دراہم وغیرہ لفظ جمع کا اطلاق کیا اور اگر فارسی یا اُردو مین کہا تو اقل جمع دو ہی پس صور مذکورہ دو پر جاری ہونگی فافہم واللہ اعلم۔ اور اگر عورت نے عقد خلع مین ایسی چیز بیان کی جو مال ہے اور اشارہ ایسی چیز کی طرف کیا جو مال نہین ہے مثلاً اُسنے اس مٹکہ سرکہ پر خلع لیا یعنے اشارہ کیا مگر اسمین شراب نکلی پس اگر شوہر کو معلوم تھا کہ اسمین شراب ہے تو اُسکو کچھ نہ ملیگا اور اگر یہ معلوم نہ تھا تو جو کچھ مہر اُسنے عورت کو دیا ہے واپس لیگا اور یہ امام اعظمؒ کا قول ہے یہ محیط مین ہے۔ اور اگر عورت کو ایک غلام معین پر خلع دیا پھر ظاہر ہوا کہ وہ آزاد ہے یا مرگیا ہے تو شوہر نے جو کچھ اُسکو دیا ہے واپس کر دیگی اور اگر وہ غلام استحقاق مین لیا گیا تو عورت سے اسکی قیمت لے لیگا اور اگر ظاہر ہوا کہ یہ غلام ایسا ہے کہ اسکا خون حلال ہے یعنے مباح الدم تو بعض نے فرمایا کہ امام اعظمؒ کے نزدیک اسکی قیمت واپس لیگا اور صاحبینؒ کے نزدیک بقدر نقصان واپس لیگا۔ اور اگر عورت کو ایک غلام معین پر خلع دیا جسکی قیمت ہزار درم ہے بدین شرط کہ شوہر اُسکو ہزار درم واپس دے پھر غلام استحقاق مین لے لیا گیا تو شوہر عورت سے ہزار درم واپس لیگا اور غلام کی نصف قیمت لیگا اسواسطے کہ نصف غلام بعوض ہزار کے بیع ہے پس جس قدر بیع ہے وہ استحقاق مین لیا گیا تو اسکا ثمن واپس لیگا اور وہ ہزار درم ہین اور نصف غلام بدل الخلع ہے پس اسکی قیمت لے لیگا یہ تبیین مین ہے۔ ایک عورت نے اپنے شوہر سے اس قرار داد پر خلع لیا کہ مہر و نفقۂ عدت بدل الخلع ہے بشرطیکہ شوہر اسکو بیس درم واپس کر دے تو صحیح ہے اور شوہر کے ذمہ بیس درم لازم ہونگے یہ ذخیرہ کبریٰ مین ہے۔ اگر عورت نے بھاگے ہوے غلام پر خلع لیا بدین شرط کہ عورت اسکی ضمان سے بری ہے تو بری نہوگی پس اگر عورت اسپر قابو پاوے تو بعینہ اُسکے سپرد کریگی اور اگر بعینہ اُسکے سپرد کرنے سے عاجز ہو تو اُسکی قیمت سپرد کرے یہ سراج الوہاج مین ہے۔ اور اگر عورت نے خلع لیا ایک حیوان پر جسکا وصف بیان کر کے اپنے ذمہ لیا ہے جیسے گھوڑا خچر گدھا وغیرہ تو خلع جائز ہے اور شوہر کو اس جنس سے وسط ملیگا مگر عورت کو اختیار ہے چاہے وسط جانور دیدے یا اُسکی قیمت دیدے اور اگر عورت کو حیوان غیر موصوف پر خلع دیا تو طلاق واقع ہوگی اور عورت پر واجب ہوگا کہ جس چیز کا استحقاق عورت کا بسبب نکاح کے مرد پر ہوا ہے مرد کو واپس دے یہ ینابیع مین ہے۔ اور اگر عورت کو دراہم معینہ پر خلع دیا پھر انکو ستوقہ پایا تو کھرے درم عورت سے لیگا۔ اسیطرح اگر کپڑے پر بدین شرط کہ ہروی ہے خلع دیا پھر وہ مروی نکلا تو درمیانی ہروی کپڑا لیگا یہ محیط سرخسی مین ہے۔ اور اگر مرد نے کہا کہ مین نے تجھے خلع دیا اور عورت نے کہا کہ مین نے قبول کیا تو مہر مین سے کچھ ساقط نہوگا اور مرد کے اس قول سے عورت پر طلاق بائن واقع ہوگی بشرطیکہ مرد نے نیت کی ہو اور عورت کے قبول کو اسمین کچھ دخل نہین ہے چنانچہ اگر مرد نے اس قول سے طلاق کی نیت کی اور عورت نے قبول نہین کیا ہے تو بھی ایک طلاق بائن واقع ہوگی اور اگر اُسنے کہا کہ مین نے طلاق کی نیت نہین کی تھی تو واقع نہوگی اور قضاءً و دیانۃً دونون طرح اسکے قول کی تصدیق ہوگی۔ اور اگر عورت سے باہم خلع کر دیا اور مال عوض کا بیان نہ کیا تو صحیح یہ ہے کہ ہر ایک دوسرے کے حق سے بری ہو جائیگا اور اگر

ھ۱ فارسی مثلاً کہا کہ انچہ در دست من ست از زر ہا جو کچھ میرے ہاتھ مین ہے یعنے دیرون سے ۱۲ ھ۲ یعنے درمیانی درجہ کا ۱۲ ھ۳ اگرچہ عورت نے قبول کیا ہے ۱۲

شوہر پر مہر باقی نہو تو جو مہر مرد نے اُسکو دیا ہی وہ واپس کردیگی اسواسطے کہ عرف مین خلع کے ذکر مین مال گویا مذکور ہوتا ہی پس حکم مین معتبر ہوگا یہ وجیز کردری مین ہی اور یہی خلاصہ مین ہی۔ اور اگر عورت سے کہا کہ مین نے تجھے اسقدر پر خلع دیدیا یعنے مال معلوم ذکر کیا تو جبتک عورت قبول نہ کرے تب تک طلاق واقع نہوگی اور اگر عورت کے قبول کے بعد مرد نے کہا کہ مین نے اس سے طلاق کی نیت نہین کی تھی تو قضاءً اُسکے قول کی تصدیق نہوگی یہ فتاوے قاضیخان مین ہی۔ اور اگر عورت و مرد نے باہم خلع کا عقد کیا مگر بدل الخلع یہ قرار پایا کہ شوہر حکم ہی جو کہدے یا عورت حکم ہی یا اجنبی حکم ہی تو مانند مہر کی صورت کے جائز ہی لیکن مہر کی صورت مین معیار مہر المثل ہی اور یہان معیار وہ ہی جو مرد نے اُسکو دیا ہی چنانچہ اگر عورت نے حکم شوہر پر خلع لیا اور شوہر نے بعد کو یہ حکم کیا کہ مین نے جو دیا ہی اسقدر واپس کردے یا اُس سے کم مقدار کا حکم دیا تو صحیح ہی اور اگر اس سے زیادہ کا حکم دیا تو عورت پر زیادتی لازم نہو گی الا آنکہ عورت اسپر راضی ہوجاوے اور اگر عورت کے حکم پر ہو پس اگر عورت نے اسقدر کا حکم دیا جسقدر شوہر نے اُسکو دیا ہی یا اُس سے زیادہ کا حکم دیا تو جائز ہی اور اگر اس سے کم کا حکم دیا تو کمی ثابت نہوگی الا آنکہ شوہر اسپر راضی ہوجاوے یہ مبسوط مین ہی۔ اور اگر حکم کوئی اجنبی ہو پس اگر اُسنے بقدر مہر حکم دیا تو جائز ہے اور اگر اُسنے زیادتی یا کمی کا حکم دیا تو زیادتی جائز نہوگی الا آنکہ عورت راضی ہوجاوے اور کمی جائز نہوگی الا آنکہ شوہر راضی ہوجاوے یہ بدائع مین ہی۔ اور اگر عورت نے مرد سے اس شرط پر خلع لیا کہ شوہر کے باپ کو جو عورت کی ملک مین ہی عورت آزاد کردے پس عورت نے ایسا کیا تو یہ آزاد کرنا عورت کیطرف سے ہوگا اور ولا عورت کی ہوگی اور اگر اس شرط پر خلع دیا کہ شوہر کے باپ کو شوہر کیطرف سے آزاد کردے اور عورت نے ایسا کیا تو عتق شوہر کیطرف سے ہوگا پھر صورت اول مین آیا شوہر عورت سے جو عورت کو اُسنے مہر دیا ہی واپس لیگا یا نہین تو مشائخ نے اسمین اختلاف کیا ہی بعض نے کہا کہ واپس لیگا اور اصح یہ ہی کہ عورت سے کچھ واپس نہ لیگا یہ تاتارخانیہ مین ہی

تیسری فصل طلاق بر مال کے بیان مین۔

اگر شوہر نے عورت کو کسیقدر مال پر طلاق دی اور اُسنے قبول کی تو طلاق واقع ہوگی اور مال عورت کے ذمہ لازم ہوگا اور طلاق بائنہ ہوگی یہ ہدایہ مین ہی۔ ایک شخص نے اپنی عورت کو قبل دخول کے ہزار درم پر طلاق دی اور عورت کے مرد پر تین ہزار درم مہر کے ہین تو اسمین سے ڈیڑھ ہزار درم بسبب طلاق قبل دخول واقع ہونیکے ساقط ہوجاوینگے اور باقی رہے ڈیڑھ ہزار درم کہ اسمین ایک ہزار کا باہم مقاصہ ہوجائیگا پھر عورت اپنے شوہر سے شیخ بلخی رحمہ اللہ کے نزدیک پانچسو درم نہین لے سکتی ہے اور باقی مشائخ رحمہم کے نزدیک لے سکتی ہی اور اسی پر فتوے ہی یہ وجیز کردری مین ہی مرد نے عورت کے مہر کے تین حصہ برابر کیے اور ایک تہائی مہر پر اسکو طلاق دی اور پھر دوسری و تیسری طلاق بھی اسیطرح دی تو تین طلاق واقع ہونگی اور تہائی مہر ساقط ہوگا اور شوہر اسکے دو تہائی مہر کا ضامن ہوگا یہ فتاوے کبرے مین ہی۔ اور اگر عورت نے کہا کہ مجھے تین طلاق ہزار درم عوض دیدے پس شوہر نے اسکو ایک طلاق دی تو عورت پر ہزار کی تہائی واجب ہوگی۔ اور اگر عورت نے کہا کہ مجھے تین طلاق ہزار درم پر دیدے پس اُسنے ایک طلاق دی تو امام اعظم رح کے نزدیک عورت پر کچھ لازم نہ آویگا اور شوہر کو رجوع کرنیکا اختیار رہیگا۔ اور اگر شوہر نے کہا کہ تو اپنے نفس کو تین طلاق بعوض ہزار درم کے یا ہزار درم پر دیدے پس عورت نے اپنے آپ کو ایک طلاق دی تو کچھ واقع نہوگی یہ ہدایہ مین ہی ایک عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ تو مجھے

تین طلاق بعوض ہزار درم کے دیدی حالانکہ شوہر اُسکو دو طلاق دیچکا ہے پس اُسنے ایک طلاق دیدی تو ہزار درم عورت پر واجب ہونگے یہ ظہیریہ مین ہے۔ ایک عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ تو مجھے ایک طلاق بعوض ہزار درم کے دے پس شوہر نے کہا کہ تو طالقہ واحدہ و واحدہ و واحدہ ہے تو بالاتفاق تین طلاق واقع ہونگی ایک بعوض ہزار درم کے اور دو طلاقین مفت بلا عوض یہ فتاوے قاضیخان مین ہے۔ شوہر نے کہا کہ تو طالقہ چہار طلاق بعوض ہزار درم کے ہے پس عورت نے قبول کیا تو عورت سہ طلاق بعوض ہزار درم کے مطلقہ ہو جائیگی اور اگر عورت نے تین طلاق بعوض ہزار درم کے قبول کین تو کوئی واقع نہو گی۔ اور اگر عورت نے کہا کہ تو مجھے چار طلاق بعوض ہزار درم کے دیدے پس مرد نے اسکو تین طلاق دین تو یہ بعوض ہزار درم کے ہونگی اور اگر ایک طلاق دی تو بعوض تہائی ہزار کے ہوگی یہ فتح القدیر مین ہے۔ اور اگر اپنے شوہر سے کہا کہ تو مجھے ایک طلاق بعوض ہزار درم دیدے یا ہزار درم پر دیدے پس مرد نے کہا کہ تو طالقہ ثلث ہے اور ہزار کا ذکر نہ کیا تو امام اعظمؒ کے نزدیک مفت مطلقہ ہو جائیگی اور صاحبینؒ کے نزدیک مطلقہ ثلث ہو جائیگی اور سہ ہزار درم واجب ہونگے جو بمقابلہ ایک طلاق کے ہونگے اور اگر عورت نے کہا کہ مجھے ایک طلاق بعوض ہزار درم کے یا ہزار درم پر دیدے پس مرد نے کہا کہ تو طالقہ ثلث بعوض ہزار درم ہے تو امام اعظمؒ کے نزدیک جبتک عورت اسکو قبول نہ کرے کوئی واقع نہو گی اور جبکہ عورت نے سب کو قبول کر لیا تو تین طلاق بعوض ہزار درم کے واقع ہونگی اور صاحبینؒ کے نزدیک اگر عورت نے قبول نہ کیا تو ایک طلاق واقع ہوگی اور باقی دو طلاق واقع نہونگی اور اگر اُسنے قبول کیا تو مطلقہ ثلث ہوگی جسمین سے ایک بعوض ہزار کے ہوگی اور دو طلاق مفت واقع ہونگی یہ کافی مین ہے اور ابو الحسنؒ نے امام ابو یوسفؒ سے حکایت کی ہے کہ اُنھون نے امام اعظمؒ کے قول کیطرف رجوع کیا اور ابن سماعہ نے امام محمدؒ سے روایت کی ہے کہ اُنھون نے بھی اس مسئلہ مین امام اعظمؒ کے قول کیطرف رجوع کیا ایسا ہی جامع مین مذکور ہے یہ غایۃ السروجی مین ہے۔ اور اگر عورت سے کہا کہ تو طالقہ ہزار درم پر ہے پس عورت نے قبول کیا تو طالقہ ہو جائیگی اور اسپر ہزار درم واجب ہونگے اور یہ مثل اس قول کے ہے کہ تو طالقہ بعوض ہزار درم کے ہے اور ان دونون صورتون مین عورت کا قبول کرنا ضرور ہے یہ ہدایہ مین ہے۔ اور اگر عورت سے کہا کہ تو طالقہ ہے اور تجھپر ہزار درم ہین پس عورت نے قبول کیا یا عورت نے کہا کہ مجھے طلاق دے اور تیرے واسطے ہزار درم ہین پس مرد نے اسکو طلاق دی تو امام اعظمؒ کے نزدیک عورت بلا مال مطلقہ ہو جائیگی اور صاحبینؒ کے نزدیک بعوض مال مطلقہ ہوگی یہ محیط سرخسی مین ہے اور اگر شوہر نے جواب مین بڑھایا اور کہا کہ مین نے تجھے تین طلاق بعوض ہزار درم کے دین تو امام اعظمؒ کے نزدیک عورت کے قبول کرنے پر موقوف ہے پس اگر عورت نے قبول کیا تو طلاق واقع ہوگی اور عورت پر ہزار درم واجب ہونگے اور اگر عورت نے قبول نہ کیا تو باطل ہو گیا اور صاحبینؒ کے نزدیک تین طلاق بعوض ہزار درم کے واقع ہونگی خواہ عورت قبول کرے یا نہ کرے یہ شرح جامع صغیر قاضیخان مین ہے۔ اور اگر عورت نے کہا کہ مجھے طلاق دے اور تیرے واسطے ہزار درم ہین پس مرد نے کہا کہ مین نے تجھے ان ہزار درمون پر جنکو تو نے بیان کیا طلاق دیدی پس اگر عورت نے قبول کیا تو طلاق واقع ہوگی اور مال واجب ہوگا اور اگر قبول نہ کیا تو واقع نہو گی اور مال واجب نہوگا یہ امام اعظمؒ کا قول ہے اور صاحبینؒ کے نزدیک طلاق واقع اور مال واجب ہوگا یہ محیط سرخسی مین ہے۔ اور اگر عورت نے کہا کہ تو مجھے بعوض ہزار درم کے طلاق دیدے پس شوہر نے کہا کہ تو طالقہ ہے اور تجھپر ہزار درم ہین تو ہزار درم کے عوض طلاق واقع ہوگی اور اگر مرد نے کہا

کہ تو طالقہ ثلث بعوض ہزار درم کے ہے پس عورت نے کہا کہ مین نے قبول کی ایک طلاق بعوض ہزار درم کے تو تینون طلاق بعوض ہزار درم کے واقع ہونگی اور اگر عورت نے کہا کہ مین نے بعوض دو ہزار درم کے قبول کین تو طلاق واقع ہوگی اور ہزار درم عورت کے ذمہ لازم نہونگے اور اگر مرد نے کہا کہ اگر تو نے مجھے ہزار درم دیئے تو تو طالقہ ہے پس عورت نے اسکو دو ہزار درم دیے تو طالقہ ہو جائیگی اور اسیطرح اگر عورت نے کہا کہ مین نے بعوض دو ہزار درم کے قبول کیا تو بھی یہی حکم ہے یہ غایۃ السروجی مین ہے۔ ایک اجنبی عورت سے کہا کہ تو طالقہ ہزار درم پر ہے اگر مین نے تجھ سے نکاح کیا اور اس عورت نے قبول کیا پھر اسنے اس عورت سے نکاح کیا تو قبول کرنا وہی معتبر ہوگا جو بعد نکاح کرنے کے ہو یہ نہر الفائق مین ہے۔ اور اگر عورت نے کہا کہ تو مجھے تین طلاق دیدے بعوض ہزار درم کے تو تجھے تین طلاق دیدے بعوض سو دینار کے پس مرد نے اسکو تین طلاق دیدیں تو بعوض سو دینار کے طالقہ ہو جائیگی اور اگر شوہر کیطرف سے ایجاب دونون باتون کا ہو تو عورت پر دونون مال لازم ہونگے یہ ظہیریہ مین ہے۔ عورت نے شوہر سے کہا کہ تو مجھے اور میری سوت کو ہزار درم پر طلاق دیدے پس مرد نے اسکو یا اسکی سوت کو طلاق دیدی تو ہزار درم کا نصف واجب ہوگا بشرطیکہ دونون کا مہر مثل برابر ہو جیسے اگر کہا کہ تو مجھے اور میری سوت کو بعوض ہزار درم کے طلاق دیدے تو یہی حکم ہے اور اگر دونون کے مہر مثل مین تفاوت ہو تو ہزار مین سے اسقدر حصہ واجب ہوگا جو مطلقہ کے مہر مثل کے پرتہ مین پڑتا ہے بعضے مشائخ نے فرمایا کہ یہ بنا بر قول صاحبین رح کے ہے اور امام اعظم رح کے قول پر کچھ واجب نہوگا اور بعضون نے کہا کہ یہ سب کا قول ہے لیکن اول ہی اصح ہے۔ اور اگر ایک مرد کی دو جورو ہین کہ دونون نے اس سے درخواست کی کہ دونون کو ہزار درم پر یا ہزار درم کے عوض طلاق دیدے پس اسنے ایک کو طلاق دیدی تو مطلقہ پر ہزار درم مین سے جو اسکے پرتے مین پڑتا ہو واجب ہوگا پھر اگر اسنے دوسری کو بھی طلاق دیدی تو اسکے ذمہ اسکا حصہ بھی واجب ہوگا بشرطیکہ اسی مجلس مین اسکو بھی طلاق دی ہو یہ ذخیرہ مین ہے۔ اور اگر یہ سب قبل اسکے کہ شوہر ان مین سے کسی کو طلاق دے متفرق ہوگئین تو بسبب افتراق کے ان دونون کا ایجاب مذکور باطل ہو گیا چنانچہ اگر اسکے بعد اسنے طلاق دی تو طلاق بدون معاوضہ واقع ہوگی یہ مبسوط مین ہے۔ اور اگر اپنی جورو سے کہا کہ تو طالقہ واحدہ بعوض ہزار درم ہے پس عورت نے کہا کہ مین نے اس تطلیقہ کی نصف قبول کی تو بلا خلاف وہ بیک طلاق بعوض ہزار درم کے طالقہ ہوگی اور اگر عورت نے کہا کہ مین نے نصف اس تطلیقہ کی بعوض پانچسو درم کے قبول کی تو باطل ہے۔ اور اگر عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ مجھے ایک طلاق بعوض ہزار درم کے دیدے پس شوہر نے کہا کہ تو طالقہ نصف تطلیقہ ہے تو بیک طلاق بعوض ہزار درم کے طالقہ ہوگی اور اگر کہا کہ تو طالقہ نصف تطلیقہ بعوض پانچسو درم ہے تو پانچسو درم کے عوض بیک طلاق طالقہ ہوگی یہ محیط مین ہے۔ اور اگر عورت سے کہا کہ تو طالقہ ثلث ہے بوقت سنت بعوض ہزار درم کے حالانکہ اسوقت عورت طاہرہ موجود ہے تو ایک طلاق بعوض تہائی ہزار کے واقع ہوگی پھر دوسری طلاق دوسرے طہر مین مفت واقع ہوگی الا آنکہ اس سے پہلے عورت سے نکاح کرے پھر تیسری بھی اسیطرح واقع ہوگی۔ اور اگر کہا کہ تین طلاق بوقت سنت جسمین سے ایک بعوض ہزار درم ہے تو ہزار درم کے عوض تیسری طلاق واقع ہوگی۔ اور اگر ہنوز دخول واقع نہوا ہو تو ایک طلاق مفت واقع ہوکر بائنہ ہو جائیگی پھر اگر اس سے نکاح کیا تو طلاق واقع ہوگی۔ اور اگر کہا کہ تو طالقہ ہے بر سوت بعوض ہزار درم کے اور کل بعوض ہزار درم کے اور

عہ یعنی ہزار ... [illegible]

آج بعوض ہزار درم کے پس عورت نے قبول کیا تو فی الحال ایک طلاق بعوض ہزار درم کے واقع ہوگی پھر جب کل کا روز آویگا تو واقع نہوگی الا آنکہ اس سے پہلے نکاح کرلے تو دوسری واقع ہوگی اور یہی حال پرسون کے دن کا ہے کہ طلاق تیسری واقع نہوگی الا آنکہ پہلے تیسرے دن سے نکاح کرلے تو تیسری طلاق واقع ہوگی اور اگر کہا کہ تو طالقہ ہے دو طلاق ہی کہ انمین سے ایک بعوض ہزار درم ہے تو ایک فی الحال واقع ہوگی اور دوسری طلاق عورت کے قبول پر معلق رہیگی اور اگر عورت نے کہا کہ اگر تو نے مجھے طلاق دی تو تیرے واسطے ہزار درم ہین یا شوہر نے کہا کہ اگر تو میرے پاس لادے یا تو نے مجھے دیے یا اداکیے ہزار درم تو تو کذا ہے تو یہ مجلس ہی تک کے واسطے ہوگا یہ عتابیہ مین ہے۔ اور اگر عورت سے کہا کہ تو طالقہ ثلث ہے جبکہ تو نے مجھے ہزار درم دیے یا ہرگاہ تو نے مجھے ہزار درم دیے تو وہ اسکی مجبور رہیگی یہانتک کہ اسکو ہزار درم دے پھر جب اسکو ہزار درم دیگی خواہ مجلس مذکور مین یا اسکے بعد تو اسپر طلاق واقع ہوگی اور جب لاوے تو شوہر کو اس سے انکار کا اختیار نہوگا نہ یہ کہ اسکے قبول پر مجبور کیا جائیگا لیکن جب عورت اسکو لاکر مرد کے سامنے رکھدیگی تو طالقہ ہو جاویگی اور یہ استحسان ہے یہ مبسوط مین ہے۔ اصل یہ ہے کہ ہرگاہ مرد نے دو طلاق ذکر کین اور دونون کے بعد ہی مال ذکر کیا تو وہ دونونکے مقابلہ مین ہوگا الا آنکہ اُسنے اول کے ساتھ ایسا وصف بیان کیا جو منافی وجوب مال ہے تو ایسی صورت مین مال بمقابلہ دوم ہوگا اور یہ کہ عورت پر وجوب مال کی شرط یہ ہے کہ بینونت حاصل ہو پس اگر عورت سے کہا کہ تو طالقہ ہے اسدم بیک طلاق اور کل کے روز بطلاق دیگر بعوض ہزار درم کے یا بدین شرط کہ تو طالقہ ہے کل کے روز بطلاق دیگر بعوض ہزار درم کے یا کہا کہ آج کے روز طلاق واحدہ اور کل کے روز طلاق دیگر رجعیہ بعوض ہزار درم کے پس عورت نے قبول کیا تو ایک طلاق فی الحال بعوض پانچسو درم کے واقع ہوگی اور کل کے روز دوسری طلاق مفت واقع ہوگی الا آنکہ قبل اسکے نکاح کر کے ملک کا اعادہ کرلے یہ فتح القدیر مین ہے۔ اور اگر عورت سے کہا کہ تو طالقہ ہے اسدم ایسی ایک طلاق کے ساتھ کہ مجھے رجعت کا اختیار ہے بدین شرط کہ تو طالقہ ہے کل کے روز بیک طلاق بعوض ہزار درم کے پس عورت نے قبول کیا تو عورت پر ایک طلاق فی الحال مفت واقع ہوگی پھر جب کل کا روز ہوگا تو عورت پر دوسری طلاق بعوض ہزار درم کے واقع ہوگی اور اگر کہا کہ تو طالقہ ہے امروز بیک طلاق بائن بدین شرط کہ تو طالقہ ہے کل کے روز بطلاق دیگر بعوض ہزار درم کے تو فی الحال ایک طلاق مفت واقع ہوگی پھر جب کل کا روز ہوگا تو دوسری طلاق مفت واقع ہوگی اور اگر کل کا روز ہونے سے پہلے اُسنے نکاح کرلیا پھر کل کا روز ہوا تو دوسری طلاق بعوض ہزار درم کے واقع ہوگی۔ اور اگر عورت سے کہا کہ تو طالقہ واحدہ ہے اور تو طالقہ طلاق دیگر ہے بعوض ہزار درم کے پس عورت نے اسکو قبول کیا تو دو طلاق بعوض ہزار درم کے واقع ہونگی اور معاوضہ مذکور دونون کیطرف منصرف ہوگا۔ اور اسیطرح اگر کہا کہ تو طالقہ ہے امروز بواحدہ اور کل کے بدیگر بعوض ہزار درم کے پس عورت نے قبول کیا تو آج کے روز ایک طلاق بعوض نصف ہزار کے واقع ہوگی اگر کل کا روز ہو تو اس سے پہلے نکاح کرلیا تو کل کے روز دوسری طلاق بعوض پانچسو درم یعنے نصف ہزار کے واقع ہوگی۔ اور اگر کہا کہ تو طالقہ ہے اس ساعت ایسی ایک طلاق سے کہ مجھے اسمین رجعت کا اختیار ہے اور کل کے روز بیک طلاق دیگر کہ اسمین رجعت کا اختیار ہے بعوض ہزار درم کے

---

[1] قولہ کذا یعنے طالقہ بیک طلاق یا بسہ طلاق ۱۲ منہ

یا کہا کہ تو طالقہ ہے اس ساعت بیک طلاق بائنہ اور کل کے روز بطلاق دیگر بائنہ بعوض ہزار درم کے یا کہا کہ تو طالقہ ہے اس ساعت بیک طلاق بدون کچھ عوض کے اور کل کے روز بطلاق دیگر بدون کچھ عوض کے بعوض ہزار درم کے تو معاوضہ ہزار درم مذکور دونوں طلاقوں کی جانب منصرف ہوگا چنانچہ ایک طلاق بمقابلہ نصف ہزار کے ہوگی پس ایک طلاق فی الحال بعوض نصف ہزار کے واقع ہوگی اور کل کے روز دوسری طلاق مفت واقع ہوگی الا آنکہ کل کے روز آنیسے پہلے دوبارہ نکاح کر لیا ہو تو پھر کل کے روز آنے پر دوسری طلاق بھی بعوض نصف ہزار کے واقع ہوگی۔ اور اگر عورت سے کہا کہ تو طالقہ ہے اس ساعت بیک طلاق کہ مجھے اسمین رجعت کا اختیار ہے یا کہا کہ بائنہ یا کہا کہ مفت اور کل کے روز بطلاق دیگر بعوض ہزار درم کے تو معاوضہ مذکور منصرف بطلاق بائنہ ہوگا۔ اور اگر کہا کہ تو طالقہ ہے امروز بیک طلاق اور کل کے روز بطلاق دیگر کہ مجھے اسمین رجعت کا اختیار ہے بعوض ہزار درم کے تو معاوضہ مذکور ہر دو طلاق کی جانب منصرف ہوگا یہ محیط مین ہے۔ اگر کسیکی دو جورو ہین پس اُس نے کہا کہ تم مین سے ایک طالقہ ہے بعوض ہزار درم کے اور دوسری بعوض پانسو درم کے پس دونون نے قبول کیا تو دونون مطلقہ ہوجاوینگی اور ہر ایک پر پانسو درم واجب ہونگے اسواسطے کہ اسکے سوائے جو زائد مذکور ہے وہ ہر ایک کی نسبت کرکے مشکوک ہے کہ کس پر واجب ہوا۔ اور اگر اُس نے کہا کہ اور دوسری بعوض سو دینار کے تو دونون پر کچھ واجب نہوگا۔ اسواسطے کہ دونون مین سے ہر ایک کے حق مین شک پڑ گیا یہ عتابیہ مین ہے۔ اور اگر عورت کو طلاق دی اس شرط پر کہ عورت اُسکو کفالت نفس فلان سے بری کر دے تو طلاق رجعی ہوگی۔ اور اگر عورت کو طلاق دی اس شرط پر کہ اُسکو اُن ہزار درم سے بری کر دے کہ جنکی کفالت اُسنے عورت کے واسطے فلان کیطرف سے قبول کی تھی تو طلاق بائنہ ہوگی یہ تاتارخانیہ مین ہے عورت نے درخواست کی کہ تو مجھے طلاق دیدے اس شرط سے کہ جو میرا تجھپر آتا ہے مین اسمین تاخیر دون پس مرد نے طلاق دیدی پس اگر تاخیر کی مدت معلومہ ہو تو تاخیر صحیح ہے اور اگر مدت معلومہ نہو تو نہین صحیح ہے اور طلاق بہرحال رجعی ہوگی یہ خلاصہ مین ہے۔ اور بدل خلع کا اُدھار میعادی کرنا صحیح ہے باوجود جہالت مدت کے لیکن ایسی جہالت ہو کہ وہ قریب قریب ریافت کے ہو جیسے آوان حصاد و دیاس[1] اور اگر ایسی جہالت ہو کہ محض فاحش ہے جیسے عطا[1] و ہبوب الریاح وغیرہ تو نہین صحیح ہے اور جس صورت مین کہ مدت میعادی نہین صحیح ہوتی ہے مال فی الحال واجب ہوگا اور عورت کو خلع دینا اسکی زمین زراعت کرنے پر یا اسکے جانور سواری کے سواری پر یا خود عورت سے خدمت لینے پر اسی طرح کہ اس خدمت سے اسکے ساتھ خلوت لازم نہ آوے اور ایسے ہی بخدمت اجنبی[2] صحیح ہے یہ فتح القدیر مین ہے اور مرد کیطرف سے خلع کا ایجاب یون قرار دیا جاتا ہے کہ گویا اُسنے طلاق کو عورت کے قبول پر معلق کر دیا ہے حتے کہ مرد کو اس سے رجوع کرنیکا اختیار نہین ہوتا ہے اور مجلس سے مرد کے کھڑے ہوجانیسے باطل نہین ہوتا ہے اور جبکہ عورت سامنے نہو غائبہ ہو تو بھی صحیح ہے اور جبکہ عورت کو خبر پہونچی تو اُسکو اپنی مجلس تک خیار قبول یا عدم قبول حاصل رہیگا اور خلع کی تعلیق شرط کے ساتھ جائز ہے اور نیز وقت کیطرف اضافت بھی صحیح ہے جیسے جبکہ کل کا روز آوے یا جب فلان شخص سفر سے آوے تو مین نے تجھے ہزار درم پر خلع دیا تو قبول کا اختیار عورت کو کل کا روز آنے یا فلان مرد کے آجانے پر ہے۔ اور عورت کی جانب سے اعتبار کیا جاتا ہے

[1] عطا یادشاہ کیطرف سے انعام ملنا وہبوب ریاح کی رسا آنا ۱۲ م [2] اجنبی یعنے کسی اجنبی کی خدمت یہان جو کوئی اس عقد سے الگ ہو وہ اجنبی ہے اگرچہ عورت کا چچا یا مون ہو اور یہی فقہا کا عرف ہے ۱۲ [1] کھیتی کاٹنے کا وقت ۱۲ [1] دائین کا وقت ۱۲ ہدایہ

کہ بالعوض اسکو مالک کر دیا مثل بیع کے پس قبول کرنے سے پہلے عورت کا اس سے رجوع کرنا صحیح ہے اور عورت کے مجلس سے اُٹھ
کھڑے ہونے سے باطل ہو جائیگا اور بحالت غیبت متوقف نہوگا اور تعلیق[1] بشرط و اضافت بجانب وقت نہیں جائز ہے یہ محیط سرخسی
میں ہے۔ اور خلع میں عورت کے واسطے شرط خیار جائز ہے نہ مرد کے واسطے یہ کنز الدقائق میں ہے۔ اور طلاق بمال احکام میں بمنزلہ
خلع کے ہے لیکن فرق یہ ہے کہ جس صورت میں بدل خلع باطل ہو تو طلاق بائن رہجائیگی اور عوض طلاق جب باطل ہو تو طلاق
رجعی رہیگی اور جب واجب ہو تو بائن واقع ہوگی یہ محیط سرخسی میں ہے۔ شوہر نے اپنی جورو سے کہا کہ تو طالقہ ہے ہزار درم پر
اس شرط سے کہ مجھے تین روز خیار ہے پس عورت نے قبول کیا تو خیار باطل ہوگا اور طلاق واقع ہوگی۔ اور اگر عورت کہا کہ
تو طالقہ ہے ہزار درم پر بشرطیکہ تجھے تین روز تک خیار ہے پس عورت نے قبول کیا پس اگر عورت نے تین روز کے اندر رد کر دیا
تو طلاق باطل ہو جائیگی اور اگر اُسنے تین روز کے اندر طلاق اختیار کی تو طلاق واقع ہوگی اور شوہر کے واسطے ہزار درم
واجب ہونگے یہ کافی میں ہے۔ اور اگر دونوں نے خلع کا عقد باندھا اور وہ دونوں پیدل چلے جاتے تھے پس اگر ہر ایک کا کلام
دوسرے سے متصل واقع ہوا تو خلع صحیح ہوگا اور جو متصل نہوا تو صحیح نہوگا اور طلاق بھی واقع نہوگی یہ خلاصہ میں ہے۔ عورت نے
دعوے کیا کہ میں نے تجھ سے تین طلاق کی بعوض ہزار درم کے درخواست کی مگر تو نے ایک طلاق مجھے دی اور شوہر نے کہا
کہ تو نے ایک طلاق کی درخواست کی تھی تو قول عورت کا اور گواہ مرد کے قبول ہونگے۔ اور اگر شوہر نے کہا کہ میں نے تجھے
کل کے روز گذشتہ میں ہزار درم پر طلاق دی تھی مگر تو نے قبول نہیں کی اور عورت نے کہا کہ میں نے قبول کی تھی تو قسم سے
قول شوہر کا قبول ہوگا یہ غایۃ السروجی میں ہے۔ اور اگر شوہر نے کہا کہ میں نے تیری طلاق بعوض ہزار کے کل کے روز گذشتہ میں
فروخت کی مگر تو نے قبول نہیں کی تھی اور عورت نے کہا کہ میں نے قبول کی تھی تو قول عورت کا قبول ہوگا اسواسطے کہ بیع کا اقرار
قبول کا اقرار ہے اسواسطے کہ وہ جزو[2] بیع ہے یہ عنایہ میں ہے۔ اور اگر عورت نے کہا کہ میں نے تجھ سے درخواست کی تھی تو مجھے
سو درم کے عوض طلاق دیدے اور شوہر نے کہا کہ نہیں بلکہ بعوض ہزار درم کے تو قول عورت کا قبول ہوگا اور اگر دونوں نے
گواہ قائم کیے تو گواہ شوہر کے قبول ہونگے۔ اور اسیطرح اگر عورت نے کہا کہ تو نے مجھے مفت خلع دیدیا اور شوہر نے کہا کہ
نہیں بلکہ بعوض ہزار درم کے تو قول عورت کا قبول ہوگا اور اگر دونوں نے گواہ قائم کیے تو گواہ شوہر کے مقبول ہونگے
یہ مبسوط میں ہے۔ اور اگر عورت نے شوہر سے کہا کہ میں نے تجھ سے درخواست کی تھی کہ تو مجھے تین طلاق بعوض ہزار درم کے
دیدے پس تو نے مجھے خالی ایک طلاق دی اور مرد نے کہا کہ نہیں بلکہ میں نے تجھے تین طلاق دیں پس اگر دونوں مجلس درخواست
ہی میں موجود ہوں تو قول مرد کا قبول ہوگا اور اگر مجلس مذکور سے متفرق ہو کر ایسا اختلاف کیا تو قول عورت کا قبول ہوگا۔
اور مرد کے واسطے ایک[3] ہزار کی تہائی واجب ہوگی اور عورت پر تین طلاق واقع ہونگی بشرطیکہ ہنوز عدت میں ہو۔ اور اسیطرح
اگر عورت نے کہا کہ میں نے تجھ سے درخواست کی تھی کہ تو مجھے اور میری سوت کو بعوض ہزار درم کے طلاق دیدے پس تو نے
فقط مجھے طلاق دی اور شوہر نے کہا کہ نہیں بلکہ میں نے تم دونوں کو طلاق دیدی ہے تو اگر دونوں اسی مجلس میں ہوں تو [illegible]

[1] یعنے عورت کا قبول کرنا معلق بشرط یا مضاف بوقت صحیح نہیں ہے ۱۲ منہ [2] ہذا اگر مرد نے کہا کہ میں نے ایجاب کیا تھا مگر تو نے
قبول نہ کی تو اس صورت میں مرد کا قول قبول ہوگا ۱۲ منہ [3] یعنے جز و دو مرد ۱۲

ایجاب واقع ہوا ہی تو قول شوہر کا قبول ہوگا اور اگر دونون مجلس سے متفرق ہو چکے ہون تو قول عورت کا قبول ہوگا اور عورت پر ہزار درم مین سے اُسی کا حصّہ واجب ہوگا کیونکہ وہ اسکی معترف ہے یہ سراج الوہاج مین ہی۔ اور اسیطرح اگر اُسنے کہا کہ پس تو نے اس مجلس مین مجھے طلاق نہین دی ہی اور نہ میری سوت کو طلاق دی تو قسم سے عورت کا قول قبول ہوگا اور شوہر پر لازم ہی کہ اپنے مال کو گواہون سے ثابت کرے ولیکن عورت پر طلاق واقع ہوگی اسوجہ سے کہ شوہر نے اقرار کیا ہی یہ مبسوط مین ہی۔ عورت نے اگر شوہر سے مال پر خلع لیا پھر اُسنے گواہ قائم کیے کہ اُسنے یعنے شوہر نے مجھے قبل خلع کے تین طلاق یا طلاق بائن دیدی تھی تو گواہ قبول ہونگے اور بدل الخلع مسترد کر دیا جائیگا اور اس مقام پر تناقض ہونا گواہون کے مقبول ہونے سے مانع نہین ہی یہ خلاصہ مین ہی۔ اور اگر عورت نے گواہ قائم کیے کہ میرے شوہر مجنون نے اپنی صحت مین مجھے خلع دیا ہے اور شوہر کے ولی نے یا خود شوہر نے بعد افاقہ کے گواہ دیے کہ مین نے حالت جنون مین اسکو خلع دیا ہی تو گواہ عورت کے مقبول ہونگے یہ قنیہ مین ہی۔ اور اگر شوہر نے کہا کہ مین نے اس عورت کو تین طلاق بعوض ہزار درم کے دیدین پس عورت نے کہا کہ یہ تیری جانب سے اقرار ماضی ہی اور مین قبول کر چکی ہون اور شوہر نے کہا کہ یہ میری طرف سے اقرار مستقبل ہی جبکہ مین نے یہ کلام کیا ہی پس تو نے قبول نہین کیا تو قول شوہر کا قبول ہوگا اور اگر دونون نے گواہ قائم کیے تو عورت کے گواہ لیے جاوینگے یہ تاتارخانیہ مین ہی۔ اور اگر شوہر نے کہا کہ تو طالقہ ہی کل کے روز اپنے اس غلام پر پس عورت نے فی الحال قبول کیا اور وہ غلام فروخت کیا پھر کل کا روز ہوا تو عورت پر اس غلام کی قیمت واجب ہوگی اور اگر کل کا روز ہونے سے پہلے اسکو تین طلاق دیدین تو یہ باطل ہوگیا یہ عتابیہ مین ہی۔ شیخ الاسلام علی بن محمد اسبیجابی سے دریافت کیا گیا کہ ایک جورو و مرد نے باہم خلع کیا پھر شوہر سے کہا گیا کہ کتنی بار تم دونون مین خلع ہوا اُسنے کہا کہ دو بار پس عورت نے کہا کہ نہین بلکہ خلع ہم دونون مین تین بار ہوا ہی تو فرمایا کہ قول شوہر کا قبول ہوگا اور شیخ نجم الدین نسفی نے فرمایا کہ مجھ سے بھی یہ مسئلہ دریافت کیا گیا تو مین نے کہا کہ اگر یہ اختلاف دونون مین بعد نکاح واقع ہونے کے پیش آیا چنانچہ عورت نے کہا کہ یہ نکاح صحیح نہوا اسواسطے کہ یہ نکاح تیسرے خلع کے بعد ہی اور شوہر نے کہا کہ نہین بلکہ صحیح ہی اسواسطے کہ دوسرے خلع کے بعد ہی تو دونوں مین یہ نکاح جائز ہوگا اور قول شوہر کا قبول ہوگا اور اگر عورت کی عدت گذر جانے کے بعد قبل نکاح کے یہ امر پیش آیا تو دونون مین نکاح جائز نہوگا اور نہ لوگون کو حلال ہی کہ عورت کو نکاح پر برانگیختہ کرکے دونون مین نکاح کرا دین یہ ظہیریہ مین ہے عورت نے اپنے شوہر سے درخواست کی کہ مال پر مجھے خلع دیدے پس مرد نے دو عادل گواہون کو گواہ کر لیا کہ جب میری جورو مجھے کہیگی کہ من از تو خویشتن خریدم با وندی تو مین کہونگا فروختم اور یہ نہ کہونگا کہ فروختم پھر خلع کے واسطے یہ سب قاضی کے حضور مین جمع ہوئے اور قاضی کے پاس یہ معاملہ گیا اور قاضی نے اسکو سُن لیا پھر اسکے بعد شوہر نے دعوے کیا کہ مین نے فروختم نہین کہا بلکہ فروختم کہا ہی اور یہ دو گواہ اسکے گواہی دیتے ہین پس اگر قاضی نے سُنا ہو کہ اُس نے فروختم کہا ہی تو خلع صحیح ہونیکا حکم دیدیگا اور گواہون کی گواہی پر التفات نہ کریگا اور ایسے اشہاد کا کچھ اعتبار نہین ہی

گواہ کر لینا ۱۲

اور اگر قاضی نے کہا کہ مجھے یقین نہین ہی نہین معلوم اُسنے فروختم کہا کہ فروختم کہا یعنے بجا معجمہ یا لفا اور دونون گواہ شاہد ہین کہ اُسنے لفا کہا ہی تو انکی گواہی کی سماعت کریگا اور خلع باطل کر دیگا اور اگر حاضرین مجلس مین سے بعض نے گواہی دی کہ اُسنے

فروختم کہا ہی تو صحت خلع کا حکم دیگا یہ فصول عمادیہ مین ہی۔ اور اگر خلع کسیقدر بدل مسمےٰ پر واقع ہوا اور عورت نے یہ مقدار مسمےٰ شوہر کو دی اور کہا کہ یہ بدل خلع ہی اور شوہر نے سوائے جہت خلع کے اور جہت سے اسپر قبضہ کر لیا تو بعض نے فرمایا کہ قول شوہر کا قبول ہوگا اور ظہیر الدین مرغینانی یہی فتوےٰ دیتے تھے اور بعض نے فرمایا کہ قول عورت کا قبول ہوگا کیونکہ تملیک از جانب عورت صادر ہوئی ہی تو وجہ تملیک بیان کرنیمین قول عورت کا قبول ہوگا اور شرع مین یہ اصل کبیر ہی یہ محیط مین ہی۔ اور جسپر خلع واقع ہوا ہی اگر اسکی جنس یا نوع یا مقدار یا صفت مین دونون نے اختلاف کیا تو قول عورت کا قبول ہوگا اور گواہ مرد کے مقبول ہونگے یہ بدائع مین ہی۔ اور اسیطرح اگر عورت نے کہا کہ مین نے مفت خلع لیا ہی تو قول عورت کا اور گواہ مرد کے قبول ہونگے یہ فتح القدیر مین ہی۔ اور اگر دونون نے اسطرح اختلاف کیا کہ عورت نے کہا کہ خلع ہم دونون مین صحیح واقع ہوا اور مرد نے کہا کہ مین کھڑا ہوگیا پھر مین نے تجھے خلع دیا ہی تو قول مرد کا قبول ہوگا اور یہ خلع سے انکار ہے یہ خلاصہ مین ہی اور اگر اپنی جورو سے فارسی زبان مین خریدم و فروختم کے ساتھ خلع کیا پس شوہر نے کہا کہ میرے دل مین یہ بات تھی کہ فروختم یعنے بکری کی سری مین نے فروخت کی یا کہا کہ مین نے فروختم مخفف از افروختم یعنے روشن کرنا کہا ہی یا کہا کہ مین نے فروختم لنبار کہا ہی تو بعض نے فرمایا کہ اسمین قسم سے شوہر کا قول قبول ہوگا لیکن اگر اُسنے بدل الخلع پر قبضہ کر لیا ہو تو اُسکا قول قبول نہوگا اسواسطے کہ ظاہر حال اس مرد کی تکذیب کرتا ہی اور بعض نے فرمایا کہ شوہر کا قول قضاءً قبول نہوگا اگرچہ اُسنے بدل الخلع پر قبضہ نہ کیا ہو اسواسطے کہ مرد کا کلام جواب کی راہ پر نکلا ہی اور جواب متقید بسوال ہوتا ہی اور سوال تملیک نفس کا تھا تو جواب اسیطرف منصرف ہوگا اور علےٰ ہذا اگر مرد نے کہا کہ میرے دل مین تھا کہ مین نے اپنی قبا فروخت کی تو بھی بعضے مشائخ کے نزدیک اسکا قول قبول نہوگا اور اسی پر فتوےٰ ہی اور اگر فروختم کہتے کے وقت شوہر نے بکری کی سری کیطرف یا قبا کیطرف اشارہ کیا ہو تو بربنائے قول ان بعضے مشائخ کے کچھ چیز نہین ہے اور خلع صحیح ہوگا لیکن اگر اُسنے تصریح کردی کہ مین نے اپنی قبا فروخت کی تو ایسی صورت مین خلع صحیح نہوگا اور اگر شوہر نے گواہ قائم کیے کہ اسنے بکری کا سر فروخت کیا ہی اور گواہون نے گواہی دی کہ اُسنے کہا کہ مین نے بکری کا سر فروخت کیا تو اُسکے گواہ مقبول ہونگے اور اسیطرح اگر گواہ قائم کیے جنھون نے گواہی دی کہ اسنے فروختم از افروختن کہا ہے تو اسکے گواہ مقبول ہونگے۔ اور اگر اسکے معاوضہ مین عورت نے گواہ قائم کیے کہ اسنے نفس عورت کو فروخت کیا یا عورت کو فروخت کیا ہی تو عورت کے گواہ اولے ہونگے یعنے وہی مقبول ہونگے اور ایسا ہی بعض نے کہا ہی اور اسمین میرے نزدیک نظر ہی اور لازم یہ ہی کہ شوہر کے گواہ اولے ہون یہ محیط مین ہی اور اگر کسی مرد سے کہا کہ تو میری عورت کو خلع دیدے تو اُسکو سوائے بعوض مال کے اور کسیطرح خلع دینے کا اختیار نہوگا یہ عتابیہ مین ہی۔ ایک عورت نے ایک مرد کو وکیل کیا کہ مجھے میرے شوہر سے خلع کرا دے بعوض ہزار درم کے پس اگر وکیل نے بدل الخلع کو مطلق رکھا مثلاً کہا کہ اپنی جورو کو ہزار درم پر خلع دیدے یا کہا کہ ان ہزار درم پر خلع دیدے یا بدل خلع کو اپنی طرف مضاف کیا باضافت ملک

---

۵۱ اصل یعنے یہ قاعدہ بہت جگہ معمول ہی کہ ملکیت دینے مین جب اختلاف پڑے اور گواہ نہون تو قول اسی شخص کا قبول ہوگا جسکی طرف سے ملکیت دیگئی ہی ۱۲

۵۲ قول ظاہر مراد یہ ہی کہ عورت نے یون کہا کہ طلاق مجھ پر مفت واقع ہوئی ہی ورنہ خلع خود مال کے مقابلہ مین ہوتا ہی یا یہان بعض کی رائے پر ہو ۱۲ منہ

۵۳ قولہ مطلق رکھا یعنے بدل الخلع کے ساتھ کوئی قید نہین لگائی اور یہی مرسل ہی ۱۲ منہ ۵۴ یعنے نفس خلع مین ۱۲ ۵۵ مجلس سے ۱۲

یا اضافت ضمان مثلاً یون کہا کہ اپنی جورو کو خلع دیدے ہزار درم پر میرے مال سے یا ہزار درم پر بدین شرط کہ مین ضامن ہون تو وکیل کے
قبول سے خلع پورا ہوجائیگا پھر اگر بدل خلع اُسنے مرسل رکھا ہے تو وہ عورت پر ہوگا کہ اُسی سے اُسکا مطالبہ کیا جائیگا اور اگر
بدل خلع مضاف بجانب وکیل ہو خواہ باضافت ملک یا باضافت ضمان تو عورت سے مطالبہ نہوگا بلکہ وکیل ہی سے مطالبہ
بدل ہوگا پھر جو کچھ وکیل نے ادا کیا ہے از جانب عورت وہ عورت سے واپس لیگا۔ اور اگر عورت نے کسی کو وکیل کیا کہ مجھے
میرے شوہر سے خلع کرادے پھر وکیل نے اپنے کسی اسباب پر عورت کا خلع کرادیا اور شوہر کو سپرد کرنے سے پہلے وہ اسباب
وکیل کے ہاتھ مین تلف ہوگیا تو وکیل اسکی قیمت کا عورت کے شوہر کے واسطے ضامن ہوگا یہ محیط مین ہے۔ اور اگر مرد نے کسی
غیر سے کہا کہ میری جورو کو طلاق دیدے پس اُسنے عورت کو مال پر خلع کردیا یا مال پر طلاق دیدی تو صحیح یہ ہے کہ عورت
اگر مدخولہ ہو تو جائز نہین اور اگر مدخولہ نہو تو جائز ہے واسطے ہذا وکیل بخلع نے اگر مطلقاً طلاق دیدی تو جائز ہونا چاہیے اور
بعض نے فرمایا کہ یہی اصح ہے اسواسطے کہ خلع بعوض و بغیر عوض متعارف ہے پس دونون کا وکیل ہوگا یہ ظہیریہ و محیط سرخسی مین ہے
ایک عورت نے کسیکو خلع کے واسطے وکیل کیا پھر اس سے رجوع کرلیا پس اگر وکیل کو اسکا علم نہوا تو عورت کا رجوع کرنا
کچھ کارآمد نہوگا اور اگر خلع کیلیے اپنے شوہر کے پاس ایلچی بھیجا پھر پیغام پہونچانے سے پہلے عورت نے اُس سے رجوع کرلیا
تو اُسکا رجوع کرنا صحیح ہوگا اگرچہ ایلچی کو یہ بات معلوم نہوئی ہو۔ اور اگر دو مردون سے کہا کہ تم دونون میری جورو
کو بلا بدل خلع دیدو پس ایک نے اسکو خلع دیا تو طلاق واقع نہوگی۔ اور اگر دو مردون سے کہا کہ تم دونون میری عورت کو
ہزار درم پر خلع دیدو پس دونون مین سے ایک نے کہا کہ مین نے اس عورت کو ہزار درم پر خلع دیا اور دوسرے نے کہا کہ مین نے
اسکی اجازت دی تو امام ابو یوسف رح نے فرمایا کہ یہ نہین جائز ہے اور اگر ایک نے کہا کہ مین نے اس عورت کو خلع دیا اور دوسرے
نے کہا کہ مین نے اس عورت کو ہزار درم پر خلع دیا تو یہ جائز ہے یہ فتاویٰ قاضیخان مین ہے۔ اور اگر ایک مرد کو وکیل کیا کہ اتنے
مال پر خلع دیدے پس وکیل نے کہا کہ مین نے فلانہ عورت کو اُسکے شوہر سے اتنے مال پر خلع کردیا تو جائز ہے اگرچہ
وکیل مذکور اس عورت کے حضور مین نہو۔ اور اسکے بعد ذکر فرمایا کہ ایک ہی آدمی کا دونون طرف سے وکیل ہونا نہین جائز ہے
حالانکہ یہ مسئلہ اس امر کی دلیل ہے کہ یہ جائز ہے اور حاکم ابو الفضل نے فرمایا کہ یہ روایت اصل کے موافق ہے اور یہی صحیح ہے یہ عتابیہ
مین ہے۔ ایک مرد نے دوسرے کو وکیل کیا کہ میری جورو کو خلع دیدے جبکہ وہ میری قبا دیدے اور عورت نے قبا وکیل کو دی
اور دونون خلع جاری ہوگیا پھر جب مرد مذکور نے قبا کو دیکھا تو ظاہر ہوا کہ اسکا استر نہین ہے تو خلع غیر صحیح ہے اور
اسیطرح اگر اُسکا استر ہو مگر کھلا کہ آستینین نہین ہین تو بھی خلع صحیح نہوا اور اگر ایک ہی آستین نہو تو خلع صحیح ہوجائیگا یہ
خلاصہ مین ہے۔ اور اگر چند آدمی کسی مرد کے پاس آئے اور اُنھون نے کہا کہ تیری عورت نے ہمکو تجھ سے خلع لینے کے واسطے
وکیل کیا ہے پس مرد مذکور نے اُنسے دو ہزار درم پر عورت مذکورہ کا خلع کردیا پھر عورت مذکورہ نے وکیل کرنے سے
انکار کیا پس اگر ان لوگون نے شوہر کیواسطے مال کی ضمانت کرلی ہو تو طلاق عورت پر واقع ہوگی اور مال ان لوگون پر
ہوگا اور اگر ان لوگون نے ضمانت نہ کی ہو پس اگر شوہر نے یہ دعوی نہ کیا کہ عورت مذکورہ نے انکو وکیل کیا تھا تو طلاق
واقع نہوگی اور اگر شوہر نے دعوی کیا کہ عورت مذکورہ نے ان لوگون کو وکیل کیا تھا تو طلاق واقع ہوگی ولیکن مال واجب نہوگا

اور یہ اُسوقت ہے کہ شوہر نے خلع دیدیا ہو اور اگر اُسنے ان لوگون کے ہاتھ ایک تطلیقہ بعوض دو ہزار درم کے فروخت کی تو شیخ ابو بکر اسکاف نے فرمایا کہ یہ اور خلع دونون یکسان ہین اور اسی پر فتوے ہے یہ فتاوےٰ کبرے مین ہے اور اصل مین مذکور ہے کہ اگر مرد نے کسی غیر سے کہا کہ میری جورو کو خلع دیدے اور اگر وہ انکار کرے تو اُسکو طلاق دیدے پھر عورت نے خلع سے انکار کیا پس وکیل نے اُسکو طلاق دیدی پھر عورت نے کہا کہ مین خلع لیے لیتی ہون پس وکیل نے اُسکو خلع دیا تو خلع جائز ہوگا بشرطیکہ طلاق رجعی ہو یہ محیط مین ہے۔ ایک مرد نے دوسرے سے کہا کہ تو اپنی جورو کو اس غلام پر یا ان ہزار درم پر یا اس دار پر خلع دیدے پس اُسنے ایسا ہی کیا تو قبول کا اختیار عورت کو حاصل ہوگا پس اگر عورت نے قبول کیا تو طالقہ ہوجائیگی اور اسپر واجب ہوگا کہ جو بدل بیان ہوا ہے وہ شوہر کو سپرد کردے اور اگر بدل مذکور استحقاق مین لے لیا گیا تو عورت ضامن ہوگی۔ اور اگر اجنبی نے شوہر سے کہا کہ اپنی جورو کو میرے اس غلام پر یا اس میرے دار پر یا میرے اس ہزار درم پر خلع دیدے اور اُسنے ایسا ہی کیا تو خلع واقع ہوگا اور عورت کے قبول کی حاجت نہ رہیگی اور نیز شوہر کے خالی اس کہنے سے کہ مین نے خلع دیدیا خلع تمام ہوجائیگا اور اجنبی کے (قبول کیا مین نے) کہنے کی حاجت نہ رہیگی۔ ایک عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ تو مجھے خلع دیدے فلان کے گھر یا فلان کے غلام پر پس شوہر نے ایسا کیا تو عورت کے ساتھ خلع واقع ہوگا اور مالک غلام یا مکان کے قبول کی احتیاج نہ رہیگی اور عورت پر واجب ہوگا کہ شوہر کو یہ دار یا غلام سپرد کردے اور اگر سپرد کرنا متعذر ہو تو عورت پر شوہر کو اسکی قیمت دینی واجب ہوگی۔ اور اگر شوہر نے ابتدا کی اور کہا کہ مین نے تجھے طلاق دی یا خلع کردیا فلان کے دار پر تو قبول کرنا عورت کے اختیار مین ہوگا نہ مالک دار کے۔ اور اگر شوہر نے مالک غلام کو مخاطب کیا اور عورت مذکورہ حاضر ہے پس کہا کہ مین نے اپنی عورت کو تیرے اس غلام پر خلع دیا اور عورت نے قبول کیا تو خلع واقع نہوگا جبتک کہ مالک غلام قبول کرے۔ اور اگر اجنبی نے ابتدا کی اور بدل الخلع اس اجنبی کا نہین ہے بلکہ کسی اور اجنبی کا ہے پس اُسنے کہا کہ اپنی عورت کو فلان کے اس غلام پر یا فلان کے اس دار پر یا فلان کے ان ہزار درم پر خلع دیدے تو قبول کا اختیار مالک دار و غلام و دراہم کو ہے نہ عورت کو۔ اور اگر اجنبی نے کہا کہ تو اپنی عورت کو ہزار درم پر خلع دیدے بدین شرط کہ فلان اسکا ضامن ہے تو قبول کرنا اُسی ضامن کے اختیار مین ہے مخاطب یا عورت کے اختیار مین نہوگا۔ اور اگر عورت ہی مخاطبہ ہو مثلاً عورت نے کہا کہ مجھے ہزار درم پر خلع دیدے بدین شرط کہ فلان ضامن ہے پس شوہر نے خلع دیدیا تو خلع واقع ہوگا پھر اگر فلان مذکور نے مال کی ضمانت کرلی تو شوہر کو اختیار ہوگا کہ عورت یا فلان جسکو چاہے مال کے واسطے ماخوذ کرے اور اگر فلان نے ضمانت سے انکار کیا تو عورت ہی کو مال کے واسطے ماخوذ کریگا۔ اور اگر اجنبی نے شوہر سے کہا کہ اپنی جورو کو اس غلام پر خلع دیدے پس اُسنے کہا کہ مین نے خلع دیدیا پھر یہ غلام کسی دوسرے شخص کا نکلا ولیکن اس دوسرے شخص نے قبول کیا تو اسکے قبول کرنے پر التفات نہ کیا جائیگا بلکہ قبول کا اختیار عورت کو ہوگا یہ شرح جامع کبیر حصیری مین ہے۔ اور اگر جورو و شوہر نے کسی طفل یا معتوہ یا مملوک کو خلع دینے یا خلع لینے مین اپنے قائم مقام وکیل کیا تو یہ جائز ہے یہ مبسوط مین ہے اور اگر شوہر نے عورت سے کہا کہ خلع دے اپنے نفس کو یا کہا کہ خلع کرلے اپنے نفس کو تو مسئلہ مین تین صورتین ہین اول آنکہ یون کہا کہ

ؔ خلع دینا مرد کا وکیل خلع لینا عورت کا وکیل بطور لف و نشر ۱۲ منہ

خلع کر دے اپنے نفس کو بمال اور اس مال کی کوئی مقدار نہین بیان کی پس عورت نے کہا کہ مین نے اپنے نفس کو تجھ سے
ہزار درم کے عوض خلع کر دیا تو اس صورت مین جبتک شوہر یون نہ کہے کہ مین نے اجازت دی تب تک طلاق واقع
نہوگی یہ فتاویٰ قاضیخان مین ہے اور یہی ظاہر الروایۃ ہے اور ابن سماعہ نے روایت کی کہ خلع صحیح ہوگا اور اسی کو بعضے
مشائخ نے لیا ہے کذا فی الفصول العمادیہ دوم اس جگہ عورت سے کہا کہ اپنے نفس کو ہزار درم کے عوض خلع کر دے
پس عورت نے کہا کہ مین نے خلع کر دیا تو ایک روایت مین ہے کہ خلع بعوض ہزار درم پورا ہو جائیگا اگرچہ شوہر نے یہ نہ کہا ہو
کہ مین نے اجازت دی اور یہی صحیح ہے۔ سوم آنکہ یون کہا کہ اپنے نفس کو خلع کر دے اور اس سے زیادہ کچھ نہ کہا پس عورت
نے کہا کہ مین نے خلع دے لیا تو منتقی مین امام ابو یوسف رح سے مروی ہے کہ یہ خلع نہوگا۔ اور ابن سماعہ نے امام محمد رح سے
روایت کی کہ اگر عورت سے کہا کہ تو اپنے نفس کو خلع کر دے پس عورت نے کہا کہ مین نے خلع کر لیا تو بلا بدل ایک طلاق
بائن واقع ہوگی گویا اسنے کہا کہ اپنے نفس کو بائنہ کر دے اور اسیکو اکثر مشائخ نے لیا ہے اور اگر خطاب از جانب عورت ہو کہ اسنے
کہا کہ تو مجھے خلع کر دے یا مبارات[۱] کر دے پس شوہر نے کہا کہ مین نے ایسا کیا تو مرد کیطرف سے خطاب ہوتا اور عورت کی
طرف سے ایسا خطاب ہوتا سب صورتوں مین یکسان ہین یہ فتاویٰ قاضیخان مین ہے اور اگر عورت سے کہا کہ تو خلع کر دے سلینے
نفس کا بغیر مال پس عورت نے کہا کہ مین نے خلع کر دیا تو عورت کے قول ہی سے خلع پورا ہو گیا۔ عورت نے کہا کہ مجھے بغیر مال خلع
کر دے پس شوہر نے کہا کہ مین نے خلع کر دیا تو کہتے ہی طلاق واقع ہو جائیگی یہ محیط مین ہے۔ اور اگر مرد نے کہا کہ تو اپنے نفس کا
خلع بعوض اسقدر مال کے لے پھر عورت کو عربی زبان مین سکھلایا کہ اسنے کہا کہ مین نے خلع لے لیا یعنے یون کہا کہ اختلعت
حالانکہ عورت مذکورہ اسے جانتی نہین ہے تو صحیح یہ ہے کہ خلع پورا نہوگا جبتک کہ عورت اسکو نہ جانے یہ محیط سرخسی مین ہے۔ ایک مرد نے
دعویٰ کیا کہ مین تیری جورو کیطرف سے تیرے پاس آیا ہون تو اسکو طلاق دے یا اسکو رکھ پس شوہر نے کہا کہ مین اسکو نہین رکھونگا بلکہ طلاق دیدونگا
پس ایلچی نے کہا کہ مین نے تجھے تمام اس سے جو اسکا تجھپر ثابت ہے بری کر دیا پس مرد نے اس عورت کو طلاق دیدی پھر عورت نے
انکار کیا کہ مین نے ایلچی کو بری کرنے کا اختیار نہین دیا تھا اور ایلچی اسکا دعویٰ کرتا ہے پس اگر شوہر نے دعوے کیا کہ
عورت نے اس ایلچی کو ایلچی کر کے بھیجا اور جسطرح ایلچی کہتا ہے اسکو وکیل بھی کیا تو طلاق واقع ہوگی مگر عورت کا حق ویسا ہی
رہیگا۔ اور اگر شوہر نے ایسا دعویٰ نہ کیا پس اگر ایلچی نے یون کہا کہ مین نے تجھے عورت کے حق سے بری کیا بدین شرط کہ تو
اسکو طلاق دیدے تو طلاق واقع نہوگی اور اگر ایلچی نے یہ نہ کہا ہو کہ بدین شرط کہ تو اسکو طلاق دیدے تو طلاق واقع ہوگی
اور عورت اپنے حق پر ہوگی یہ فتح القدیر مین ہے۔ اور اگر فضولی نے کہا کہ اپنی جورو کو ہزار درم پر طلاق دیدے پس شوہر نے
کہا کہ مین نے طلاق دی تو متوقف رہیگی چنانچہ اگر عورت نے اجازت دی تو طلاق واقع ہوگی ورنہ نہین یہ عتابیہ مین ہے۔
ایک مرد نے اپنی بیٹی کا اپنے داماد سے خلع کرا لیا پس اگر دختر بالغہ ہو اور باپ نے بدل الخلع کی ضمانت کر لی تو خلع پورا ہو گیا یہ
فتاویٰ قاضیخان مین ہے۔ ایک مرد نے اپنی بیٹی بالغہ کا اسکے شوہر سے اسکے مہر پر جو شوہر پر باقی ہے اسکی اجازت سے
خلع کرا لیا تو یہ اس دختر بالغہ پر نافذ ہوگا اور اگر دختر مذکورہ کی اجازت نہ تھی اور اسکی بھی اسنے اجازت نہ دی پس اگر باپ نے

[۱] مبارات یعنے ہر طرح کے تعلق وحقوق سے ایک دوسرے سے بری ہو ۱۲

بدل الخلع کی ضمانت نہ کی ہو سوائے براءت مہر کے تو خلع جائز نہو گا اور طلاق واقع نہو گی اور اگر دختر مذکورہ نے اجازت دیدی
تو خلع واقع ہوگا اور طلاق پڑ گئی اور شوہر اُسکے مہر سے جو اُسپر آتا ہے بری ہو گیا اور اگر باپ نے بدل الخلع کی ضمانت کرلی ہو تو طلاق
واقع ہو جائیگی پھر جب عورت کو خبر پہونچے گی پس اگر اُسنے اجازت دیدی تو خلع مذکور اس دختر پر نافذ ہوگا اور شوہر اسکے
مہر سے بری ہو جائیگا اور اگر اُسنے اجازت نہ دی تو دختر مذکورہ اپنا مہر مذکور شوہر سے واپس لیگی اور شوہر بدل الخلع کو اُسکے
باپ سے لیگا کیونکہ وہ ضامن ہوا ہی یہ وجیز کردری میں ہے۔ اور اگر باپ نے اپنی صغیرہ کا بعوض مال دختر کے خلع کرا لیا تو یہ
صغیرہ پر جائز نہوگا پس اسکا مہر اسکے شوہر کے ذمہ سے ساقط نہوگا اور شوہر اسکے مال کا مستحق نہوگا اور رہا یہ امر کہ طلاق
واقع ہو گی یا نہیں سو اسمین دو روایتین ہین اور اصح یہ ہے کہ واقع ہو گی یہ ہدایہ مین ہے۔ اور اگر باپ نے دختر صغیرہ کا ہزار درم پر
خلع کرا یا بدین شرط کہ باپ ان ہزار درم کا ضامن ہے تو خلع جائز ہوگا اور ہزار درم باپ پر ہونگے اور اگر صغیرہ پر ہزار
درم کی شرط کی ہو تو دختر مذکورہ کے قبول پر موقوف رہیگا بشرطیکہ وہ قبول کی اہلیت رکھتی ہو یعنے واقف ہو کہ
خلع سلب کنندہ[۱] ہوتا ہے اور نکاح جلب کنندہ ہوتا ہے اور روئے شرع کے یون مشروع ہے پس اگر اُسنے قبول کیا تو بالاتفاق
طلاق واقع ہو گی ولیکن مال واجب نہوگا اور اگر باپ نے اسکی طرف سے قبول کیا تو ایک روایت مین صحیح ہے اور ایک روایت
مین نہین صحیح ہے اور یہی اصح ہے یہ کافی مین ہے۔ اور اگر زوجہ صغیرہ کو خلع دیا اور مہر کی ضمانت نہ لی تو عورت کے قبول پر موقوف
ہوگا پس اگر عورت مذکورہ نے قبول کیا تو طالقہ ہو جائیگی اور مہر ساقط نہوگا اور اگر اسکی طرف سے اُسکے باپ نے قبول
کیا تو اسمین دو روایتین ہین اور اگر باپ نے مہر کی ضمانت کی اور وہ ہزار درم ہین تو عورت مذکورہ مطلقہ ہو جائیگی اور
استحساناً اُسکے ذمہ پانچسو درم لازم ہونگے یہ ہدایہ مین ہے۔ اور یہ اُسوقت ہے کہ وہ مدخولہ تھا اور اگر مدخولہ ہو تو عورت کے
واسطے پورا مہر لازم ہوگا اور شوہر کے واسطے اُسکا باپ ضامن ہوگا یعنے باپ تاوان دیگا یہ فصول عمادیہ مین ہے۔
صغیرہ کے شوہر اور صغیرہ کی مان کے درمیان خلع کی گفتگو واقع ہوئی پس اگر زوجہ صغیرہ کی مان نے بدل خلع کو اپنے
ذاتی مال کیطرف مضاف کیا یا اُسکی ضامن ہوئی تو خلع پورا ہو جائیگا جیسے اجنبی کے ساتھ اسطرح گفتگو مین ہوتا ہے
اور اگر مان نے اپنے مال کیطرف مضاف نہ کیا اور نہ ضامن ہوئی پس آیا طلاق واقع ہو گی جیسے باپ کے ساتھ خلع کی
ایسی گفتگو مین واقع ہوتی ہے تو اُسکی کوئی روایت نہین ہے اور صحیح یہ ہے کہ واقع نہو گی۔ اور اگر خلع کا عقد کرنیوالا اجنبی ہوا اور
وہ بدل کا ضامن نہوا پس آیا خلع متوقف رہیگا تو بعض نے فرمایا کہ اگر زوجہ صغیرہ ہو کہ وہ خلع کو سمجھتی ہو اور تعبیر کر سکتی ہو تو خلع اسکے قبول
کرنے پر موقوف[۲] رہیگا اور بعض نے کہا کہ موقوف نہ رہیگا اور اگر صغیرہ نے جو خلع کو سمجھتی اور تعبیر کر سکتی ہے اپنے شوہر سے اپنے مہر پر خلع لیا تو طلاق
بائن واقع ہو گی اور مہر ساقط نہوگا۔ اور اگر صغیرہ نے خلع کے واسطے کوئی وکیل کیا پس وکیل نے یہ کام کیا تو اسمین دو روایتین ہین ایک روایت مین
وکیل کرنا صحیح ہے اور وکیل کے قبول سے مثل صغیرہ کے خود قبول کرنیکے خلع پورا ہو جائیگا اور ایک روایت مین اگر وکیل بدل خلع کا ضامن نہوا تو طلاق
واقع نہو گی جیسے اجنبی کے خلع کرانے مین ہوتا ہے۔ اور اگر باپ نے اپنے پسر صغیر کیطرف سے خلع دیا تو صحیح نہین ہے اور صغیرہ مذکورہ کی

---

[۱] سلب کنندہ یعنے نابود کرنے والا اور جدا کرنے والا مثلاً نکاح نابود ہوا اور عورت سے مال مہر جو عوض خلع ہے جدا کیا ۱۲ [۲] یعنے حق
طلاق ہے نہ حق مال ہے یعنے مال بہرحال واجب ہوگا اور طلاق ابھی اسکے قبول پر توقف مین رہیگی ۱۲ منہ [۳] کسی سے ۱۲ [۴] یعنے طلاق پڑ جائیگی ۱۲ [۵] اسکی زوجہ

اجازت پر بھی موقوف نہ رہیگا۔ یہ فتاوے قاضیخان مین ہی۔ جو شخص نشہ مین ہی یا زبردستی مجبور کیا گیا ہی اُسکا خلع دینا ہمارے نزدیک جائز ہی اور طفل کا خلع دینا باطل ہی اور جو شخص معتوہ یا مرض کے سبب سے اسپر اغما طاری ہوا وہ اسمین بمنزلہ طفل کے ہی یہ مبسوط مین ہی۔ اگر باندی نے اپنے شوہر سے خلع لیا یا طلاق بمال لی تو طلاق واقع ہوگی مگر مالی عوض کے واسطے وہ فی الحال ماخوذ نہوگی ہان بعد آزاد ہونیکے اس سے مواخذہ کیا جائیگا اور اگر باندی نے مولے کی اجازت سے ایسا کیا ہو تو معاوضہ کے واسطے فی الحال ماخوذ ہوگی اور معاوضہ کے واسطے فروخت کیجائیگی الا آنکہ مولے اسکی طرف سے دیکر بچاوے اور اگر باندی مذکورہ کسیکی مدبرہ یا ام ولد ہو تو اس حکم مین مثل محض باندی کے ہی الا یہ بات ہی کہ وہ بیع نہین کیجا سکتی ہی پس وہ بدل کو اپنی کمائی سے ادا کریگی بشرطیکہ اسنے مولے کی اجازت سے ایسا کیا ہو۔ اور اگر مکاتبہ باندی ہو تو وہ بدل خلع کیواسطے ماخوذ نہوگی الا بعد آزاد ہونیکے چاہے اُسنے مولی کی اجازت سے خلع لیا ہو یا بلا اجازت۔ اور اگر باندی نے اپنے شوہر سے اپنے مہر کے عوض بدون اجازت مولے کے خلع لیا تو طلاق واقع ہوگی ولیکن مہر ساقط نہوگا یہ محیط مین ہی۔ اور اگر باندی کے مولے نے باندی کے رقبہ پر باندی کا خلع کرا لیا اور شوہر مرد آزاد ہی تو مفت طلاق واقع ہوگی اور اگر شوہر مکاتب یا مدبر یا غلام ہو تو خلع جائز ہوگا اور یہ باندی اس مدبر یا غلام کے مالک کی ہوجائیگی اور رہا مکاتب سو اسکا اس باندی مین حق ملک ثابت ہوگا دو باندیان ایک مرد آزاد کے تحت مین ہین اور دونون باندیون کے مولے نے شوہر سے ان دونون کا خلع انہین خاص ایک کے رقبہ پر کرا لیا تو معینہ خاص کا خلع باطل اور دوسری کا خلع صحیح ہوگا اور ثمن ان دونون کے مہر پر تقسیم کیا جائیگا پس جو کچھ اس باندی کے پرتے مین واقع ہوا جسکے حق مین خلع صحیح ہوا ہے اسقدر شوہر کا حق دوسری باندی مین ثابت ہوگا۔ اور اگر مولے نے ہر ایک کا دونون مین سے خلع بعوض دوسری رقبہ کے کرایا تو ہر ایک پر ایک ایک طلاق بائن مفت واقع ہوگی اور اگر دونون مین سے ہر ایک کو اُسنے دوسری کے رقبہ پر طلاق دی تو طلاق رجعی واقع ہوگی یہ اختیار شرح مختار مین ہی۔ ایک باندی کسی غلام کی جورو ہی پس باندی کے مولے نے ایک غلام مقبوض پر اس باندی کا اسکے شوہر غلام سے خلع کرایا اور غلام نے اس کو قبول کیا تو جائز ہے خواہ غلام نے اپنے مولی کی اجازت سے ایسا کیا ہی یا بلا اجازت اور باندی کا قبول کرنا شرط نہین ہی پھر اگر وہ غلام جو خلع مین بدل قرار دیا گیا کسی نے اپنا استحقاق ثابت کر کے لے لیا تو خلع ویسا ہی صحیح رہیگا اور باندی کے مولے پر تاوان واجب نہوگا مگر جو غلام استحقاق مین لیا گیا ہی اُسکی قیمت باندی کی گردن پر ہوگی کہ اگر مولے باندی پر سے یہ قیمت فدیہ دیدے تو خیر ورنہ باندی مذکورہ اسکے واسطے فروخت کیجائیگی۔ اور اگر مولے نے وقت خلع کے اس غلام بدل الخلع کی بابت ضمان درک کر لی ہو تو بسبب ضمانت کر لینے کے اس سے قیمت غلام مستحق شدہ لی جاویگی اور اگر باندی پر قرضہ ہو جو خلع سے پہلے کا ہی تو باندی فروخت کیجائیگی اور پہلے قرضداروں کا قرضہ ادا کیا جائیگا پھر اسکے ثمن مین سے کچھ باقی رہا تو اسکے شوہر کے مولے کا ہوگا اور اگر باقی بچا ہوا ثمن اس غلام کی پوری قیمت نہو جو استحقاق مین لے لیا گیا ہی تو جسقدر کمی ہی وہ باندی مذکورہ بعد اپنے آزاد ہونے کے پوری کر دیگی۔ اور اگر باندی کے قرضخواہون نے باندی کو بیع سے پہلے یا بعد بیع کے اپنے قرضہ سے بری کر دیا تو اس سے قیمت غلام مستحق کا مواخذہ کیا جائیگا جیسا کہ

عہ یعنی دو [illegible] دوسری کے رقبہ پر ۱۲ [illegible] صراحت کر دیا ۱۲

قبل بری کردینے کے تھا اور یہ نہوگا کہ رقبہ باندی مذکورہ اسکے شوہر کے مولے کو دیدیا جاوے اور اگر باندی کے مولے نے غلام بدل الخلع کی بابت ضمان[1] درک کرلی ہو تو باندی مذکورہ اپنے قرضہ کے واسطے فروخت ہو سکتی ہی اور غلام مستحق کی قیمت باندی کا مولے اُسکے شوہر کے مولے کو بسبب ضامن ہونیکے تاوان دیگا اور باندی کی گردن پر اسکی ضمان واجب نہوگی اگرچہ آزاد کردیجاوے اور اگر باندی کے مولی نے باندی کو اسکے رقبہ پر خلع کرالیا اور باندی پر قرضہ نہین ہی اور مولے ضامن نہوا تو باندی مذکور شوہر کے مولے کو سپرد کردیجائیگی اور اگر باندی پر قرضہ ہو تو وہ قرضہ مین فروخت کیجائیگی پھر اگر کچھ باقی رہا تو اُسکو مولاے شوہر لیگا اور باندی کے مولی پر ضمان واجب نہوگی اگر بیچا ہو الثمن اس باندی کی قیمت کاملہ نہو۔ اور اگر بیع ہونے سے پہلے باندی کے قرضخواہوں نے باندی کو اپنے قرضہ سے بری کردیا تو رقبہ باندی اُسکے شوہر کے مولے کو دیا جائیگا اور باندی کے مولی کو کچھ نہ ملیگا اور اگر بری کرنا بعد بیع کے ہو تو اُسکا ثمن مولاے شوہر کو دیدیا جائیگا اور اگر ثمن مین بہ نسبت قیمت کے زیادتی ہو تو زیادتی مولے کی ہوگی اور اگر کچھ کمی ہو پس اگر مولاے باندی نے ضمان درک کرلی ہو تو یہ کمی مولاے باندی پر ہوگی اور اگر ضمان درک نہ کی ہو تو باندی پر ہوگی کہ بعد آزاد ہونیکے اس سے مواخذہ کیا جائیگا یہ شرح جامع کبیر حصیری مین ہی۔ اور اگر عورت نے اپنے مرض الموت مین اپنے مہر کے عوض جو اسکا شوہر پر آتا ہی خلع لے لیا پھر وہ عدت مین مرگئی تو شوہر کو اپنی عورت کی میراث کی مقدار و مہر مذکور کی مقدار دونون مین سے کم مقدار ملیگی بشرطیکہ مہر اسکے تہائی مال سے برآمد ہوتا ہو اور اگر عورت کا کچھ مال سوائے اسکے نہو تو شوہر کو عورت کے مال کی اپنی حصہ میراث اور تہائی سے جو کم مقدار ہو وہ ملیگی اور اگر وہ انقضائے عدت کے بعد مری تو مرد مذکور کو عورت کے تہائی مال مین سے مہر مذکور ملیگا۔ اور اگر عورت غیر مدخولہ ہو کہ اُسنے اپنے مرض مین بعوض اپنے مہر کے اس سے خلع لے لیا تو ہم کہتے ہین کہ نصف مہر تو شوہر کے ذمہ سے بسبب طلاق قبل دخول کے ساقط ہو گیا نہ از جانب عورت اور باقی نصف مہر مذکور کو عورت کے تہائی مال سے ملیگا اور اسیطرح اگر عورت نے اپنے مہر سے زائد پر خلع لیا ہو تو نصف مہر بسبب طلاق قبل دخول کے ساقط ہو گیا اور باقی نصف مع زیادتی کے شوہر کو اُسکے تہائی مال سے ملیگا۔ اور اگر عورت کا مرض موت نہو بلکہ وہ مرض سے اچھی ہو گئی تو مرد کو تمام مہر مسمے ملیگا۔ اور اگر عورت نے اپنی صحت کی حالت مین شوہر کی بیماری کی حالت مین خلع لیا تو خلع جائز ہی جو کچھ بدل قرار پاوے خواہ قلیل ہو یا کثیر ہو اور عورت کو اس مرد کی کچھ میراث نہ ملیگی۔ اور اگر کسی اجنبی نے تبرعًا شوہر کے مریض ہونے کی حالت مین شوہر سے اسکی جورو کا خلع کرالیا کسیقدر مال مسمے کے عوض جسکا وہ شوہر کیواسطے ضامن ہو گیا پس اگر شوہر اس مرض سے مرگیا تو یہ خلع اُسکے تہائی مال سے جائز ہوگا۔ اور اگر اجنبی نے یہ فعل بدون رضامندی عورت کے شوہر کے مرض کی حالت مین کیا پس اگر قبل انقضائے عدت کے شوہر مرگیا تو عورت کو اسکی میراث ملیگی یہ مبسوط مین ہی۔ اور اگر شوہر اس عورت کا چچازاد بھائی ہو اور عورت اسکی مدخولہ ہو چکی ہو پس اگر شوہر اس سے میراث قرابت نہ پاسکتا ہو بدینوجہ کہ مثلاً اسکا کوئی اور عصبہ موجود ہے جو بہ نسبت شوہر کے اقرب ہے تو یہ اور درصورتیکہ شوہر محض اجنبی ہی دونون یکسان ہین اور اگر شوہر اس سے میراث قرابت

---

[1] ضمان درک یعنے اس معاملہ مین جو نقصان پیش آئے کہ یہ چیز تجھے نہ ملے تو مین ضامن ہون کہ نقصان پورا کردون ۱۲ مسئلہ اقول جو ضمان اس مقام پر ۔۔۔ قولہ اور باندی پر قرضہ نہین ہی ۱۲ منہ ۔۔۔ یعنے اگر مولی اسکا ندیہ نہ دے ۱۲ ۔۔۔ اگر برآمد ہو ۱۲ ۔۔۔ یا جو مبلغ ہو ۱۲ ۔۔۔ اگر مرگیا ۱۲

پاسکتا ہو اور وہ بعد انقضاے عدت کے مرگئی تو دیکھا جائیگا کہ مقدار بدل الخلع کیا ہے اور جو اُسکو عورت مذکورہ کی میراث بحق
قرابت پہونچتی ہے وہ کیا ہے پس اگر بدل الخلع مقدار میراث کے مساوی یا کم ہو تو شوہر کو بدل الخلع دیا جائیگا اور اگر زیادہ ہو تو مقدار
میراث سے جسقدر زائد ہو وہ شوہر کو نہ دیا جائیگا الا باجازت باقی وارثون کے۔ اور اگر عورت غیر مدخولہ ہو تو نصف مہر
بسبب طلاق قبل دخول کے ساقط ہو گیا پس اس نصف کے حق مین عورت تبرع کرنیوالی شمار نہوگی ہان باقی نصف کی بابت
وہ تبرع کرنیوالی شمار ہوسکتی ہے اور باوجود اسکے وہ وارث کے حق مین متبرع ہوئی تو اس نصف کی مقدار دیکھی جائیگی اور
عورت کے مال سے اسکی میراث کی مقدار پر لحاظ کیا جائیگا پس جو دونون سے کم ہو وہ شوہر کو دیجائیگی اور یہ سب اُس وقت ہے
کہ عورت اس مرض سے مرگئی ہو اور اگر اچھی ہو گئی تو جو کچھ اُسنے بدل بیان کیا ہے وہ سب پورا شوہر کو دیا جائیگا گویا ایسا
ہوا کہ عورت نے اسکو کچھ ہبہ کیا پھر وہ مرض سے اچھی ہو گئی یعنے پورا ہبہ صحیح ہوا یہ محیط مین ہے۔ ایک عورت کے دو چچازاد بھائی
ہین اور دونون اُسکے وارث ہین پھر ایک نے اُس سے نکاح کیا اور دخول کر لیا پھر عورت مذکورہ نے اپنے مرض الموت
مین اپنے مہر پر خلع لے لیا اور اس عورت کا کچھ مال سوائے اسکے نہین ہے پھر وہ عدت مین مرگئی تو مہر مذکور ان دونون بھائیون کے
درمیان نصفا نصف ہوگا۔ اور اگر شوہر نے اسکے مہر پر طلاق دیدی پھر وہ عدت مین مرگئی تو یہ طلاق رجعی ہوگی پس شوہر کو نصف مہر بسبب
حق میراث زوجیت کے ملیگا اور باقی دونون بھائیون مین نصفا نصف مشترک ہوگا یہ کافی مین ہے۔

نوان باب ظہار کے بیان مین۔ قال المترجم ظہار کی تعریف مین کہ کسکو کہتے ہین فرمایا کہ ظہار تشبیہ دینا اپنی زوجہ کا یا اُسکے
کسی جزو کا جو شائع ہے[۱] یا اسکے ساتھ کل بدن سے تعبیر کیجاتی ہے محرمات ابدیہ کی ایسی چیز کے ساتھ جسکی طرف نظر حلال نہین
ہے اگرچہ حرمت ابدی بسبب رضاعت یا رشتہ صہریت کے پیدا ہوئی ہو یہ فتح القدیر مین ہے چاہے زوجہ حرہ ہو یا باندی یا مکاتبہ
یا مدبرہ یا ام ولد یا کتابیہ یہ سراج الوہاج مین ہے۔ اور شرط صحت ظہار عورت مین یہ ہے کہ وہ زوجہ ہو اور مرد مین یہ ہے کہ وہ
اہل کفارہ مین سے ہو پس ذمی کا ظہار مثل طفل و مجنون کے نہین صحیح ہے یہ فتح القدیر مین ہے۔ پس اگر کسی ایسی عورت سے نکاح کیا
جسنے نکاح کی اجازت نہین دی ہے پھر اسکے ساتھ ظہار کیا پھر اُسنے نکاح کی اجازت دی تو ظہار باطل ہے اور اگر غلام
یا مدبر یا مکاتب نے اپنی عورت سے ظہار کیا تو اسکا ظہار صحیح ہوگا یہ سراج الوہاج مین ہے۔ پس اگر کسی نے اپنی باندی سے
ظہار کیا خواہ وہ موطوءہ ہو یا غیر موطوءہ ہو تو نہین صحیح ہے یہ فتح القدیر مین ہے۔ اور اسیطرح اگر جورو کو ایسی عورت کے ساتھ تشبیہ
دی جسکی حرمت ابدی نہین ہے بلکہ موقت کسی وقت تک ہے جیسے مطلقہ ثلثہ تو ظہار صحیح نہوگا یہ ملتقط المحیط مین ہے۔ رکن ظہار
اپنی جورو سے یہ کہنا کہ انت علی کظہر امی تو مجھپر مثل پشت میری مان کے ہے یا جو لفظ اسکے قائم مقام باین طور ہو کہ اسکے
معنے اس سے حاصل ہون یہ نہایہ مین ہے۔ اور اگر جورو سے کہا کہ تیرا سر مجھپر مثل ظہر میری مان کے ہے یا تیرا چہرہ یا تیری گردن

---

۱ قال الفقیر عام ہی چاہے کل کے ساتھ تشبیہ ہو یا کسی ایسے جزو کے ساتھ ۱۲ منہ ۲ قلت اسمین لطیف بلاغت ظاہر ہے ۱۲ منہ ۳ قال المترجم سر ایسا جزو ہے کہ تمام بدن سے اسکی تعبیر کیجاتی ہے چنانچہ بولتے ہین کہ ایک اس کا ڈیڑھ یعنے ایک بھینس اور ایسا ہی چہرہ چنانچہ بولتے ہین کہ تیرے چہرہ پر لعنت یعنی تجھپر یا مدت کے بعد یہ صورت نظر آئی اور صورت یعنے چہرہ طلاق فارسی بھی ہے چنانچہ طغرا نے مرثیہ مین کہا ہے شعر نخوردہ ہیچ گہ خورشید تابان زخم بر صورت ۔ ز دوریت از چہ تیر آسمانی خونچکان رفتہ ۔ اور گردن کی مثالین معروف ہین والفرق قبی الظہار ۱۲ منہ ۴ یعنے تمام بدن مین ۱۲ ۵ صہریہ رشتہ خسر و داماد ی از مذکر و مونث ۱۲ ۶ یونت ظہار ۱۲ اللغۃ ۷ یعنے کفارہ ظہار کی اہلیت رکھتا ہو ۱۲ ۸ وطی کردہ شدہ ۱۲

یا تیری فرج تو مظاہر[۵۰] ہو جائیگا یعنے ظہار کرنیوالا ہو جائیگا۔ اور اسیطرح اگر جورو سے کہا کہ تیرا بدن مجھپر مثل ظہر میری
ماں کے ہی یا تیرا چوتھائی یا تیرا نصف حصہ یا اسکے مثل کوئی جزو شائع بیان کیا تو بھی یہی حکم ہی یہ بدائع مین ہی۔ اور اگر ایسا
جزو ذکر کیا جس سے تمام بدن سے تعبیر نہین کیجاتی ہی جیسے ہاتھ یا پاؤن تو ظہار ثابت نہوگا یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اگر کہا
کہ تیری پیٹھ مجھپر مثل میری ماں کی پیٹھ کے ہی یا مثل اسکے پیٹ[۵۱] یا مثل اسکی فرج کے ہی تو یہ ظہار نہین ہی یہ جوہرۃ النیرہ
مین ہی۔ قال المترجم وفیہ نظر ظاہر فافہم اور اگر کہا کہ تو مجھپر مثل گھٹنے میری ماں کے ہی تو قیاساً وہ مظاہر ہوگا اور اگر کہا کہ تیری ران
مجھپر مثل ران میری ماں کے ہی تو یہ ظہار نہین ہی یہ فتاوے قاضیخان مین ہی۔ اور اگر عورت کو اپنی ماں کے ایسے عضو سے
تشبیہ دی جسکی طرف نظر کرنا اُسکو حلال نہین ہی تو یہ مثل پشت کے ساتھ تشبیہ کے ہی اور اسیطرح اگر سوائے ماں کے
اور کسی عورت سے جس سے اُسکو کبھی نکاح کرنا حلال نہین ہی اپنی جورو کو تشبیہ دی جیسے بہن و پھوپھی و رضاعی ماں و رضاعی
بہن وغیرہ تو بھی یہی حکم ہی یہ جوہرۃ النیرہ مین ہی قال[۵۲] المترجم الا تری کیف صرح ہہنا بان التشبیہ الی عضو من امہ لا یحل لہ النظر
الیہ من الظہار والفرج من تلک الاعضاء فانتظر منی لا یدفع لہ علے ما مر فافہم۔ اور اگر عورت کو ایسی چیز سے تشبیہ دی جسکی
طرف اُسکو نظر حلال ہی جیسے بال و چہرہ و ہاتھ و پاؤن تو یہ ظہار نہین ہی یہ فتاوے قاضیخان مین ہی۔ اور اگر مرد نے کہا کہ
تو مجھپر مثل پشت میری ماں کے ہی تو مظاہر ہو جائیگا خواہ عورت مدخولہ ہو یا نہو اور اگر کہا کہ مثل پشت تیری دختر کے ہی
پس اگر مدخولہ ہو تو مظاہر ہوگا ورنہ نہین یہ سراج الوہاج مین ہی۔ اور اگر اپنی جورو کو اپنے باپ یا بیٹے کی جورو سے تشبیہ
دی تو ظہار ہی خواہ باپ یا بیٹے نے اپنی جورو سے دخول کیا ہو یا نہ کیا ہو۔ اور اگر اپنی جورو کو ایسی عورت سے تشبیہ دی
جس سے اسکے باپ یا بیٹے نے زنا کیا ہی تو امام ابو یوسف رح نے فرمایا کہ یہ ظہار ہوگا اور یہی صحیح ہی قال المترجم اگر فتوے دیا جاوے
کہ ظہار نہوگا تو مفتی کی نقاہت کی دلیل ہی بنظر زمانہ موجودہ واللہ اعلم۔ اور اگر اپنی جورو کو ایسی عورت کی ماں یا بیٹی سے
تشبیہ دی جس سے زنا کیا ہی تو ظہار ہوگا یہ ظہیریہ مین ہی۔ اور اگر شہوت سے کسی اجنبیہ کا بوسہ لیا یا شہوت سے اُسکی
فرج کو دیکھا پھر اپنی جورو کو اُسکی دختر سے تشبیہ دی تو امام اعظم رح کے نزدیک یہ شخص مظاہر نہوگا اور افعال مذکورہ وطی کے
مشابہ نہین ہین یہ محیط مین ہی اور ظہار کا حکم یہ ہی کہ تا وقت ادائے کفارہ تمام و کمال وطی و اسکی دواعی[۵۳] حرام ہین یہ فتاوے
قاضیخان مین ہی۔ اور اگر قبل کفارہ ادا کرنے کے اس عورت سے وطی کی تو اللہ تعالے سے استغفار کرے اور کچھ اسپر
واجب نہین ہی سوائے پہلے کفارہ کے اور معاودت نہ کرے یہانتک کہ کفارہ ادا کرے یہ سراج الوہاج مین ہی اور
اگر عورت سے ظہار کیا پھر اُسکو طلاق بائن دیدی پھر اس سے نکاح کر لیا تو اسکی وطی و استمتاع حلال نہوگی یہانتک کہ کفارہ
ادا کرے اور اسیطرح اگر اسکی زوجہ باندی ہو اور اس سے ظہار کیا پھر اُسکو خرید کیا حتے کہ بسبب ملک یمین کے نکاح
باطل ہو گیا تو بھی اسکی وطی و استمتاع جبتک کہ کفارہ نہ ادا کرے حلال نہین ہی۔ اسیطرح اگر عورت حرہ ہو پھر وہ
اسلام سے مرتد ہو گئی اور دار الحرب مین جا ملی پھر قید ہو کر دار الاسلام مین آئی پھر مرد مذکور نے اسکو خرید کیا تو بھی

[۵۰] ظاہراً صحیح عبارت یون ہی کہ تو یہ ظہار ہوگا واللہ اعلم ۱۲ م [۵۲] مترجم کہتا ہی کہ یہان صریح کہا کہ ماں کے کسی ایسے عضو کیطرف جسکا دیکھنا حلال نہین ہی تشبیہ دینا ظہار ہی اور فرج ضرور ایسا عضو ہی تو میرا اعتراض کامل ہو گیا کہ ظہار ہوگا ۱۲ [۵۳] جو چیزین وطی کیطرف بلا نیوالی ہون جیسے مساس وغیرہ ۱۲ [۵۱] مجھپر مثل ظہر میری ماں کے ہی ۱۲ [۵] تہائی و پانچوان و چھٹا و ساتوان وغیرہ ۱۲ [۵] مظاہر ظہار کرنے والا ۱۲ منہ

یہی حکم ہے اور اسیطرح اگر عورت سے ظہار کیا پھر خود اسلام سے مرتد ہوگیا تو بھی امام اعظمؒ کے نزدیک یہی حکم ہے اور اسیطرح اگر
عورت کو تین طلاق دیدین پھر اُسنے دوسرے شوہر سے نکاح کیا پھر وہ اول شوہر کے نکاح مین آئی تو پہلے کفارہ ادا
کر دینے کے بغیر اُسکی وطی جائز نہین ہے یہ بدائع مین ہے۔ اور اگر ایک ساتھ دونون مرتد ہوگئے پھر دونون اسلام لاسے
تو امام ابوحنیفہؒ کے قول مین وہ دونون اپنے ظہار پر ہونگے یہ فتاوےٰ قاضیخان مین ہے۔ اور یہ سب ظہار مطلق اور ظہار
مؤبد مین ہے اور رہا ظہار مؤقت جیسے کسیقدر مدت معلومہ مثل ایک روز یا ایک مہینہ یا ایک سال کے واسطے ظہار کیا تو
ایسے ظہار مؤقت مین اگر اُسنے اس مدت کے اندر اس سے قربت کی تو اسپر کفارہ لازم آویگا اور اگر اُس سے قربت نہ کی
یہانتک کہ یہ مدت گذر گئی تو اُسکے ذمہ سے کفارہ ساقط ہوجائیگا اور ظہار باطل ہوگا یہ جوہرۃ النیرہ مین ہے اور عورت
کو اختیار ہے کہ ظہار کرنیوالے سے وطی کا مطالبہ کرے اور عورت پر واجب ہے کہ اپنے ساتھ استمتاع سے اُسکو مانع ہو
یہانتک کہ وہ کفارہ ادا کرے یہ فتح القدیر مین ہے۔ اور اگر ظہار کرنیوالے نے کفارہ ادا نہ کیا اور یہ معاملہ قاضی کے سامنے
بطور نالش پیش ہوا تو قاضی اُسکو قید کریگا تاکہ کفارہ ادا کرے یا عورت کو طلاق دے یہ ظہیریہ مین ہے۔ اور اگر ظہار کرنیوالے
نے کہا کہ مین نے کفارہ ادا کردیا ہے تو اسکی تصدیق کیجائیگی جبتک اسکا دروغ معلوم نہو یہ نہر الفائق مین ہے۔ اور اگر اپنی
جورو سے کہا کہ تو مجھپر مثل ظہر میری مان کے ہے تو مظاہر ہوجائیگا چاہے اُسنے ظہار کی نیت کی ہو یا اُسکی کچھ نیت
اصلا نہو اور نیز اگر اُسنے کرامت یا منزلت یا طلاق یا تحریم بقسم کی نیت کی ہو تو بھی ظہار کے سوا کچھ نہوگا۔ اور
اگر اُسنے کہا کہ مین نے زمانہ ماضی کے اخبار دروغ کی نیت کی تو قضاءً اُسکے قول کی تصدیق نہوگی اور عورت کو بھی
روا نہین ہے کہ اُسکے قول کی تصدیق کرے جیسے قاضی کو تصدیق کرنا روا نہین ہے۔ اور فیما بینہ و بین اللہ تعالےٰ
اُسکے قول کی تصدیق ہوگی اور اسیطرح اگر اُسنے کہا کہ مین تجھ سے مظاہر ہون یا ظاہرتک یعنے مین نے تجھ سے
مظاہرت کی تو وہ مظاہر ہوگا خواہ اُسنے ظہار کی نیت کی ہو یا اُسکی کچھ نیت نہو اور جو کچھ وہ نیت کریگا سوا سے
ظہار کے اور کچھ نہوگا اور اگر اُسنے زمانۂ ماضی کے خبر دروغ کی نیت کی ہو تو قضاءً تصدیق نہوگی اور دیانۃً تصدیق
ہوگی اور اسیطرح اگر اُسنے کہا کہ تو مجھپر مثل پیٹ میری مان کے ہے یا مثل ران میری مان کے ہے یا مثل فرج میری
مان کے ہے تو یہ قول اور تو مجھپر مثل پشت میری مان کے ہے دونون یکسان ہین یہ بدائع مین ہے۔ اور اگر کہا کہ انت منی
کظہر امی او عندی او معی یعنے تو مجھ سے یا میرے نزدیک یا میرے ساتھ مثل ظہر میری مان کے ہے تو وہ مظاہر ہوگا یہ
جوہرۃ النیرہ مین ہے۔ اور اگر عورت سے کہا کہ تو میری مان ہے تو مظاہر نہوگا مگر لائق ہے کہ مکروہ ہو (یعنے مکروہ تحریمی ۱۲)۔ اور اسیطرح اگر کہا کہ
اے میری دختر یا اے میری بہن یا مثل اسکے تو بھی یہی حکم ہے اور اگر کہا کہ تو مجھپر مثل میری مان کے ہے یا مانند میری مان کے
ہے پس نیت کر کے کہا اور طلاق کی نیت کی تو طلاق بائن واقع ہوگی اور اگر کرامت یا ظہار کی نیت کی تو اُسکی نیت کے
موافق ہوگا یہ فتح القدیر مین ہے۔ اور اگر اسکی کچھ نیت نہو تو امام اعظمؒ کے قول پر اسپر کچھ لازم نہوگا بسبب لفظ کو معنی
کرامت پر محمول کرنے کے یہ جامع صغیر مین ہے۔ قال المترجم اسمین اشارہ ہے کہ اس حکم مین صاحبینؒ کا خلاف ہے لہذا غایۃ البیان
مین کہا کہ صحیح قول امام اعظمؒ ہے انتہیٰ اور اگر تحریم کی نیت کی تو اسمین روایات مختلف ہین اور صحیح یہ ہے کہ یہ سب کے نزدیک

ظہار ہوگا اور اگر اُسنے یون کہا کہ تو مثل میری مان کے ہی اور یہ نہ کہا کہ مجھپر یا میرے نزدیک اور کچھ نیت نہین کی تو بالاتفاق
اُسپر کچھ لازم نہ آویگا یہ فتاوے قاضیخان مین ہی۔ اور اگر کہا کہ اگر مین تجھسے وطی کی تو اپنی مان سے وطی کی تو
اُسپر کچھ لازم نہ آویگا یہ غایۃ السروجی مین ہی۔ اور اگر اپنی عورت سے کہا کہ تو مجھپر حرام ہی مثل میری مان کے اور طلاق یا
ظہار یا ایلار کی نیت کی تو اُسکی نیت کے موافق ہوگا اور اگر کچھ نیت نہ کی تو امام محمد رح کے قول مین ظہار ہوگا اور شیخ خصاف
نے ذکر فرمایا کہ امام ابوحنیفہ رح کے مذہب کے موافق بھی صحیح وہی ہی جو امام محمد رح نے فرمایا یہ فتاوے قاضیخان مین ہی۔ اور
اگر کہا کہ تو مجھپر حرام ہی مثل پشت میری مان کے اور طلاق یا ایلار کی نیت کی تو امام اعظم رح کے نزدیک ظہار کے سوائے کچھ
نہوگا اور صاحبین رح کے نزدیک طلاق ہوگی اور اگر اُسنے تحریم کی نیت کی یا کچھ نیت نہین کی تو بالاجماع ظہار ہوگا۔ اور اگر
اپنی عورت سے کہا کہ تو مجھپر مثل پشت میرے باپ کے ہی یا مثل پشت میرے قریب کے ہی یا مثل پشت کسی مرد اجنبی کے
بیان کیا تو مظاہر نہوگا یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اور اگر کہا کہ کفرج ابی وکفرج ابنی مثل فرج میرے باپ یا مثل فرج میرے
پسر کے ہی تو مظاہر ہوگا قال المترجم فرج کا لفظ عرب مین شرمگاہ مرد و عورت دونون پر اطلاق ہوتا ہی فافہم اور عورت
اپنے شوہر سے مظاہرہ نہین ہوتی ہی یہ امام محمد رح کا قول ہی اور اسی پر فتویٰ ہی اور یہی صحیح ہی یہ سراج الوہاج مین ہی۔
اور ظہار کی شرط یہ ہی کہ شوہر اہل کفارہ مین سے ہو پس ذمی کا ظہار مثل طفل و مجنون کے صحیح نہوگا۔ اور اگر ظہار کیا پھر
مجنون ہوگیا پھر اسکو افاقہ ہوا تو اپنے ظہار پر برابر رہیگا یہ نہین ہی کہ افاقہ حاصل ہونیکے سبب سے ظہار نے عود کیا ہو یہ
فتح القدیر مین ہی۔ اور منجملہ شرائط ظہار کے یہ ہی کہ معتوہ نہو اور مدہوش نہو اور برسام کا مریض نہو اور مغمی[سلہ] علیہ نہو اور
خواب مین سویا ہوا نہو پس ان لوگون کا ظہار صحیح نہین ہی اور یہ شرط نہین ہی کہ اسنے بجد[سلہ] ظہار کیا ہو حتے کہ ہزل کے ساتھ
ظہار کرنیوالا مظاہر ہوگا اسیطرح طوعًا و عمدًا ہونا صحت ظہار کے واسطے ہمارے نزدیک شرط نہین ہی پس مکرہ کا ظہار
یعنے جسنے باکراہ ظہار کیا اور خطا سے کرنیوالا مظاہر ہوگا جیسے کہ اسکی طلاق صحیح ہوتی ہی ظہار بھی صحیح ہوگا۔ اسیطرح شرط
خیار سے خالی ہونا بھی ہمارے نزدیک شرط نہین ہی پس جسنے شرط خیار کے ساتھ ظہار کیا اُسکا ظہار صحیح ہوگا یہ بدائع مین
ہی۔ قال المترجم یعنے شرط باطل اور ظہار صحیح ہوگا فافہم۔ اور جو شخص نشہ مین ہی اُسکا ظہار لازم ہوگا اور گونگے کا ظہار اگر
بذریعہ تحریر ہو یا بذریعہ اشارہ کہ سمجھ مین آوے اور اُسنے نیت کی ہو نیز لازم ہی جیسے طلاق مین حکم ہی یہ تاتارخانیہ مین ہی
مجوسیہ کا شوہر مسلمان ہوگیا اور قبل اسکے کہ اسکی جورو پر اسلام پیش کیا جاوے اُسنے مجوسیہ سے ظہار کر لیا تو صحیح ہوگا اسواسطے
کہ وہ اہل کفارہ مین سے ہوگیا ہی یہ بحر الرائق مین ہی۔ اور واضح رہے کہ ظہار موجب نقصان عدد اور موجب بینونت نہین
ہوتا ہی اگرچہ مدت طویل ہوجاوے یہ تاتارخانیہ مین ہی۔ اور اگر جورو صغیرہ ہو یا رتقاء[سلہ] ہو یا قرناء ہو یا حائض ہو یا نفاس
مین ہو یا مجنونہ ہو یا غیر مدخولہ ہو انمین سے ظہار ہر ایک سے صحیح ہی یہ غایۃ السروجی مین ہی۔ اور اگر عورت کو طلاق رجعی دیدی
پھر اُس سے عدت کے اندر ظہار کیا تو ظہار صحیح ہوگا یہ سراج الوہاج مین ہی اور جس عورت کو تین طلاق دیچکا ہی اور جسکو بائنہ

سلہ جد مقابلہ ہزل یعنے ٹھٹھول سے نہ کہنا ۱۲ م سلہ یعنے تین طلاق کا اختیار جو عورت پر حاصل ہی اُس کی کمی نہین ہوتی ہی ۱۲ م سلہ رتقاء عضو شرم کے دونون
کنارے ایسے چسپیدہ ہون کہ دخول ممکن نہو قرناء وہ جو نطرفت سے ہڈیان ایسی ملی ہون کہ دخول ممکن نہو ۱۲ م سلہ اگرچہ مکروہ ہی ۱۲ م سلہ استغفار کرے مکروہ ہی ۱۲ م سلہ مغمی علیہ

کرچکا ہی اور جسکو خلع دیدیا ہی اس سے ظہار نہین صحیح ہی اگرچہ عدت مین ہو یہ بدائع مین ہی۔ اور ظہار کے ساتھ ملاکر اپنی جورو کو طلاق دیدی تو بالاجماع اسپر کفارہ لازم نہوگا کیونکہ عود منتفی ہی یہ غیاثیہ مین ہی۔ اور اگر اپنی عورت سے یون کہا کہ تو مجھپر مثل ظہر میری مان کے ہی کل کے روز یا بعد کل کے روز کے تو یہ ایک ہی ظہار ہی اور اگر یون کہا کہ تو مجھپر مثل ظہر میری مان کے ہی کل کے روز اور جب پرسون کا روز آوے تو یہ دو ظہار ہین پس اگر آج کے روز کفارہ دیدیا تو یہ پرسون کے واسطے کافی نہوگا یہ محیط مین ہی اور اگر کہا کہ تو مجھپر مثل پشت میری مان کے ہی ہر روز تو یہ ایک ہی ظہار ہوگا کہ ایک ہی کفارہ سے باطل ہوجائیگا۔ اور اگر عورت سے کہا کہ تو مجھپر مثل پشت میری مان کے ہی ہر دن مین تو ہر دن آنے پر ظہار جدید ہوتا جاویگا پھر جب ایک روز گذریگا تو اس روز کا ظہار باطل ہوجائیگا اور دوسرے روز مین مظاہر ہوجائیگا اور یہ جدید ظہار ہوگا اسیطرح دن ہی دن مین ہر روز ایسا ہی ہوتا رہیگا مگر اُسکو اختیار ہوگا کہ رات مین عورت سے قربت کرے یہ کافی مین ہی۔ اور اگر کہا کہ تو مجھپر مثل پشت میری مان کے ہی ہر روز اور نیت ظہار کے تو ہر روز ظہار جدید پیدا ہوگا پس ہر روز وہ مظاہر ہوگا اور ہر روز جب نیا دن آویگا تو ظہار جدید پیدا ہوگا پھر جب یہ روز گذر جائیگا تو اس روز کا ظہار باطل ہوجائیگا اور دوسرے دن پھر وہ مظاہر ہوجائیگا یعنی ظہار جدید مگر اسکو اختیار رہیگا کہ چاہے رات مین عورت سے قربت کرے اور اگر اُسنے ایک روز کفارہ دیدیا تو اُسی روز کا ظہار باطل ہوگا اور دوسرے روز پھر جدید ظہار آجائیگا۔ اور اگر کہا کہ تو مجھپر مثل پشت میری مان کے ہی ہر بار جبکہ روز آوے تو جب کوئی دن آویگا تو مرد مذکور اس عورت سے مظاہر ہوجائیگا اور اس روز کا ظہار اس روز کے گذرنے سے منتہی نہوجائیگا اور اسیطرح جب دن آتا جائیگا تو وہ جدید ظہار دیگر سے بھی مظاہر ہوتا جائیگا یعنے باوجود اول ظہار کے باقی رہنے کے اور سوائے کفارہ کے اسکو کوئی باطل نہین کرسکتا ہی یہ شرح تلخیص جامع کبیر مین ہی۔ منتقی مین لکھا ہی کہ اگر اپنی عورت سے کہا کہ تو مجھپر مثل پشت میری مان کے ہی ماہ رمضان پورا اور پورا رجب۔ پھر اُسنے رجب مین کفارہ دیدیا تو اُس سے رجب کا ظہار اور رمضان کا ظہار استحساناً ساقط ہوجائیگا اور یہ ایک ہی ظہار ہوگا اور اگر اُسنے شعبان مین کفارہ دیا تو جائز نہین ہی اور فرمایا کہ آیا تو نہین دیکھتا ہی کہ اگر عورت سے کہا کہ تو مجھپر مثل پشت میری مان کے ہی ہمیشہ الا بروز جمعہ پھر کفارہ دیا پس اگر روز استثنا مین کفارہ دیا تو کافی نہوگا اور اگر ایسے روز دیا جس روز وہ مظاہر ہی تو سب ایام کے واسطے کافی ہوگا اور اگر کسی مرد نے اپنی جورو سے ظہار کیا پھر دوسرے مرد نے اپنی جورو سے کہا کہ تو مجھپر ایسی ہی جیسے فلان کی جورو فلان پر ہے تو وہ اپنی جورو سے مظاہر ہوجائیگا یہ محیط مین ہی۔ اور اگر اپنی جورو سے ظہار کیا پھر اس عورت کیساتھ دوسری جورو کو شریک کردیا یا کہا کہ تو مجھپر ایسی ہی جیسی یہ حالانکہ اسکی نیت ظہار تھی تو صحیح ہی اسیطرح اگر مظاہرہ عورت کے مرنیکے بعد یا کفارہ دینے کے بعد کہا تو بھی بہ نیت مذکور دوسری سے مظاہر ہوجائیگا یہ عتابیہ مین ہی۔ اور اگر اُسنے تیسری جورو سے کہا کہ مین نے تجھکو ان دونون کے ظہار مین شریک کیا تو وہ تیسری جورو سے بدو ظہار مظاہر ہوجائیگا یہ تہذیب مین ہی اور اگر کسی نے اپنی چور جورؤن سے کہا کہ تم مجھپر مثل ظہر میری مان کے ہو تو وہ سب سے مظاہر ہوجائیگا۔ اور اسپر ہر ایک کے واسطے ایک کفارہ واجب ہوگا یہ کافی مین ہی۔ اور اپنی عورت سے کئی بار ایک مجلس مین یا کئی مجلسون مین ظہار کیا تو اسپر

حاشیہ ۵ یعنے کل کے روز کے واسطے ۱۲ ۵ جو ظہار پرسون واقع ہو ۱۲ ۵ یعنے جمعہ جیسا کہ سب مذکور ہوا مین ہی ۱۲

ہر ظہار کے واسطے کفارہ لازم ہوگا الا آنکہ وہ پہلے ہی ظہار کو مراد لے جیسا کہ اسبیجابی وغیرہ نے ذکر کیا ہے اور بعض نے کہا کہ مجلس واحد اور مجالس متعددہ مین فرق ہے لیکن اعتماد قول اول پر ہے یہ بحر الرائق مین ہے۔ اور ظہار کی تعلیق اپنی جورو کے ساتھ صحیح ہے چنانچہ اگر کہا کہ اگر تو اس دار مین داخل ہوئی یا تو نے فلان سے کلام کیا تو تو مجھپر مثل پشت میری مان کے ہے تو بطور تعلیق صحیح ہے یہ بدائع مین ہے۔ اور اگر کسی اجنبیہ سے کہا کہ جب مین تجھ سے نکاح کرون تو تو مجھپر مثل پشت میری مان کے ہے پھر اس سے نکاح کیا تو مظاہر ہو جائیگا اور اگر اجنبیہ عورت سے کہا کہ جب مین تجھ سے نکاح کرون تو تو طالقہ ہے اور کہا کہ جب مین تجھ سے نکاح کرون تو تو مجھپر مثل پشت میری مان کے ہے پھر اس سے نکاح کیا تو طلاق و ظہار دونون لازم آوینگے اسواسطے کہ ان دونون کا وقوع ایک ہی حالت مین ہو سکتا ہے۔ اور اسیطرح اگر کہا کہ جب مین تجھ سے نکاح کرون تو تو مجھپر مثل پشت میری مان کے ہے اور تو طالقہ ہے پھر اُس سے نکاح کیا تو دونون لازم آوینگے۔ اور اگر کہا کہ جب مین تجھ سے نکاح کرون تو تو طالقہ ہے اور تو مجھپر مثل پشت میری مان کے ہے پھر اُس سے نکاح کیا تو طلاق لازم آویگی اور ظہار لازم نہ آویگا یہ امام اعظم رحمہ کے نزدیک ہے، یہ فتاوے قاضیخان مین ہے۔ اور اگر اجنبیہ عورت سے کہا کہ تو مجھپر مثل ظہر میری مان کے ہے اگر تو اس دار مین داخل ہوئی تو صحیح نہین ہے حتٰے کہ اگر اس سے نکاح کیا اور وہ اس دار مین داخل ہوئی تو بالاجماع قول مذکور کی وجہ سے مظاہر نہوگا۔ اگر ظہار کو کسی شرط پر معلق کیا پھر قبل شرط پائی جانے کے عورت کو بائنہ کر دیا پھر اسکی عدت مین یہ شرط پائی گئی تو ظہار واقع نہوگا یہ بدائع مین ہے۔ اور اگر کہا کہ تو مجھپر مثل پشت میری مان کے ہے انشاء اللہ تعالیٰ تو ظہار نہوگا۔ اور اگر کہا کہ تو مجھپر مثل ظہر میری مان کے ہے اگر فلان نے چاہا یا یون کہ تو مجھپر مثل پشت میری مان کے ہے اگر تو نے چاہا تو یہ چاہنا اسی مجلس تک کے واسطے ہوگا یہ فتاوے قاضیخان مین ہے۔ اور اگر کہا کہ اگر مین نے تجھ سے قربت کی تو تو مجھپر مثل ظہر میری مان کے ہے تو ایلاء کرنیوالا ہوگا پس اگر اسکو چار مہینے تک چھوڑ دیا تو بوجہ ایلاء کے بائنہ ہو جائیگی اور اگر چار مہینے کے اندر اُس سے وطی کی تو ظہار لازم ہو جائیگا۔ اور جس صورت مین کہ بوجہ ایلاء کے بائنہ ہو گئی پھر اُس سے نکاح کیا پھر قربت کی تو بھی مظاہر ہوگا یہ مبسوط مین ہے

دسوان باب۔ کفارہ کے بیان مین۔ مظاہر پر کفارہ جب ہی واجب ہوتا ہے جب بعد ظہار کے عورت سے وطی کا قصد کیا اور اگر اس امر پر راضی ہوا کہ عورت مذکورہ مظاہر پر محرمہ باقی رہے بسبب ظہار کے اور اسکی وطی کا عزم نہ کیا تو اسپر کفارہ واجب نہوگا۔ اور جب اُسنے عورت کی وطی کا عزم کیا اور اسپر کفارہ واجب ہوا تو وہ کفارہ دینے پر مجبور کیا جائیگا پھر اگر اسکے بعد اُسنے عزم کیا کہ اُس سے وطی نہ کریگا تو کفارہ اسکے ذمہ سے ساقط ہو جائیگا اور اسیطرح اگر بعد عزم کے دونون مین سے کوئی مر گیا تو بھی ساقط ہو جائیگا یہ ینابیع مین ہے۔ کفارہ ظہار یہ ہے کہ ایک بردہ جو محض مملوک ہو جو اسکی ملک ہو اور جو منافع چاہیے ہین اسکی جنس کے موجود ہون نیت کفارہ کے ساتھ بلا عوض آزاد کرے کذا فی الجوہرۃ النیرۃ خواہ یہ بردہ کافر ہو یا مسلمان ہو خواہ مذکر ہو یا مونث ہو خواہ صغیر ہو یا کبیر ہو یہ شرح نقایہ برجندی مین ہے اور جب نصف بردہ آزاد کیا پھر قبل جماع کے باقی نصف بھی آزاد کر دیا تو اُسکے کفارہ سے جائز ہوگا اور اگر جماع کے بعد باقی

---

[1] یعنے اگر وہ دار مین داخل ہوئی یا فلان سے کلام کیا تو مرد مذکور اُس سے مظاہر ہو جائیگا ۱۲ م [2] یعنے فرق نہین ہے ۱۲

نصف آزاد کیا تو امام اعظمؒ کے نزدیک اسکے کفارہ سے جائز نہوگا۔ اور اگر ایک غلام دو آدمیون مین مشترک ہو اور انمین سے
ایک نے اپنا حصہ اپنے کفارہ سے آزاد کیا تو امام اعظمؒ کے نزدیک کفارہ سے روا نہوگا خواہ یہ شریک موسر ہو یا معسر ہو
اور اگر اپنا غلام آزاد کیا اور اپنے کفارہ سے آزاد کرنے کی نیت نہ کی یا بعد آزاد کرنے کے نیت کی تو کفارہ سے جائز
نہوگا یہ سراج الوہاج مین ہے۔ اور اگر دو برد دو ن مین سے نصف آزاد کیا مثلاً اسکے اور اسکے شریک کے درمیان دو غلام
مشترک ہین انمین سے نصف اپنا حصہ آزاد کیا تو نہین جائز ہے یہ مبسوط مین ہے۔ اور بہرا کفارہ ظہار سے جائز ہے اگر کچھ سُنتا
ہو اور اگر کچھ بھی نہ سُنتا ہو تو نہین جائز ہے یہی مختار ہے یہ غایۃ البیان مین ہے۔ اور گونگے کا آزاد کرنا کفارہ ظہار سے نہین جائز
ہے اسواسطے کہ ایک جنس منفعت یعنی بولنا فوت ہے یہ کافی مین ہے اور اگر منفعت مین خلل ہو تو وہ جائز ہو نیسے مانع نہین ہے حتے کہ عور اور جسکا ایک
ہاتھ اور دوسری طرف کا ایک پانون کٹا ہوا ہو جائز ہے بخلاف اسکے اگر ایک ہاتھ اور ایک پانون ایک ہی طرف سے کٹا ہوا ہو وہ نہین جائز ہے یہ ہدایہ
مین ہے۔ اور جسکے دونون ہاتھ شل ہون وہ نہین روا ہے کیونکہ اس عقبس کی منفعت معدوم ہے یہ مبسوط مین ہے۔ اور مجبوب کا آزاد کرنا جائز
ہے۔ اور اندھے کا یا جسکے دونون ہاتھ یا دونون پانون کٹے ہوے ہون آزاد کرنا نہین جائز ہے اور مدبر و ام ولد کا تحریر کرنا نہین جائز ہے
اسواسطے کہ یہ ایک وجہ سے آزاد ہین اور ایسے مکاتب کا آزاد کرنا جسنے کچھ بدل کتابت ادا کیا ہے نہین جائز ہے اور اگر مکاتب نے کچھ بدل کتابت
ہنوز ادا نہ کیا ہو آزاد کرنے تو جائز ہے یہ کافی مین ہے۔ اور اگر مکاتب ادا ے بدل کتابت سے عاجز ہو گیا پھر اُس کو کفارہ
ظہار سے آزاد کیا تو جائز ہے خواہ اُسنے کچھ بدل کتابت ادا کیا ہو یا نہ کیا ہو یہ شرح طحاوی مین ہے۔ اور اگر خصی ہو یا اُسکے ہر دو
کان کٹے ہوئے ہون یا ذکر کٹا ہوا ہو تو ہمارے نزدیک اسکا آزاد کرنا جائز ہے اور جسکا انگوٹھا دونون ہاتھون کا کٹا ہوا ہو
وہ نہین جائز ہے اسیطرح اگر ہر ہاتھ مین سے تین انگلیان کٹی ہوئی ہون تو نہین جائز ہے یہ نہایہ مین ہے۔ اور اگر سوا ے
دونون انگوٹھون کے اور دو انگلیان کٹی ہون تو جائز ہے اگرچہ ہر ہاتھ مین سے سوا ے انگوٹھے کے دو انگلیان کٹی
ہون۔ اور جسکے دانت گر گئے ہون کہ وہ کھانے سے عاجز ہو تو نہین جائز ہے یہ فتح القدیر مین ہے۔ رتقاء و قرناء و عمشاء
و برصاء و رمداء و خنثی و نکٹا جائز ہے یہ بحر الرائق مین ہے اور عشواء و سحر زدہ و عنین جائز ہے یہ غایۃ السروجی مین ہے۔ اور جسکی پلکین
جاتی رہی ہون اور داڑھی کے بال نابود ہون وہ جائز ہے اور نیز ہونٹھ کٹا جائز ہے بشرطیکہ کھانے پر قادر ہو اور مجنون و معتوہ
نہین جائز ہے اور اگر کبھی جنون ہو جاتا ہو اور کبھی افاقہ پس حالت افاقہ مین اُسکو آزاد کر دیا تو جائز ہے اور اسیطرح جو مریض
کہ بحد مرض الموت پہونچا ہو نہین جائز ہے اور اگر ایسا ہو کہ اسکی موت کا بھی خوف ہو اور امید زندگی بھی ہو یعنے شاید
اچھا ہو جاوے تو جائز ہے اور مرتد بعضے مشائخ کے نزدیک جائز اور بعض کے نزدیک نہین جائز ہے اور مرتدہ بلا خلاف جائز
ہے یہ محیط مین ہے اور ابراہیم نے امام محمدؒ سے روایت کی ہے کہ اگر ایسا غلام کفارہ ظہار سے آزاد کیا جسکا خون حلال ہے
کہ اسکا حکم ہو گیا ہے پھر اس سے خون عفو کر دیا گیا تو جائز نہوگا یہ فتح القدیر و نہایہ مین ہے۔ اور کرخی نے مختصر مین ذکر فرمایا کہ
کہ اگر غلام جسکا خون حلال ہے کفارۂ ظہار سے آزاد کیا تو جائز ہے یہ شرح مبسوط سرخسی مین ہے۔ اور اگر کچھ مال پر اپنا غلام بہ نیت

---

[۱] یعنے خوشحال یا تنگدست ۱۲ [۲] یعنے بہرا غلام آزاد کرنا نہین کافی ہے ۱۲ [۳] یعنے کفارہ ظہار سے ۱۲ [۴] کانی یا کانا ۱۲ [۵] آزاد کرنا ۱۲ [۶] امراض مخصوص بہ باندی ہین ۱۲ [۷] وہو الاصح عندی ۱۲ م [۸] یعنے قصاص کا ۱۲ [۹] ہان اب اگر آزاد کرے تو روا نہوگا ۱۲

کفارہ آزاد کیا تو کافی نہوگا اگرچہ مال عوض ساقط کر دیا ہو۔ اور جو غلام بھاگ گیا ہی اگر معلوم ہو کہ وہ زندہ ہی تو اُسکا آزاد کرنا کفارہ سے جائز ہی یہ محیط مین ہی اور نہایت بڈھا جو عاجز ہو گیا ہی کفارہ سے نہین جائز ہی اور جو غائب کہ اُسکی خبر منقطع ہو نیز نہین جائز ہی یہ غایۃ السروجی مین ہی۔ اور اگر دودھ پیتے ہوئے کو اپنے کفارہ سے آزاد کر دیا تو جائز ہی اور اگر وہ جو اسکی باندی کے پیٹ مین ہی کفارہ سے آزاد کیا تو کفارہ سے جائز نہوگا یہ سراج الوہاج مین ہی۔ اور مفلوج جسکا ایک طرف کا دھڑ رہ گیا ہو کفارہ سے نہین جائز ہی اور نیز لُنجا اور جسکو گٹھیا مارگئی ہو نہین جائز ہی۔ اور اگر کفارہ ظہار سے اپنا غلام آزاد کیا درحالیکہ وہ مریض ہی اور یہ غلام اسکے تہائی مال سے برآمد نہین ہوتا ہی پھر خود مر گیا تو غلام مذکور اسکے کفارہ سے جائز نہوگا اگرچہ وارثون نے اسکی اجازت دیدی ہو اور اگر مرض سے اچھا ہو گیا تو جائز ہی یہ تاتارخانیہ مین ہی۔ اور اگر غلام حربی کو دار الحرب مین اپنے کفارہ ظہار سے آزاد کیا تو جائز نہوگا اور اگر دار الاسلام مین اسکو آزاد کیا تو کافی ہی یہ شرح مبسوط سرخسی مین ہی۔ اور اگر بدون اسکے فعل و دخل کے کوئی ذی رحم محرم اسکا اسکی ملک مین داخل ہوا جیسے وہ کسی ذی رحم محرم کا وارث ہوا تو بالاجماع اُسکے کفارہ ظہار سے اسکا آزاد کرنا جائز نہوگا۔ اور اگر اسکے فعل سے اُسکی ملک مین داخل ہوا پس اگر اپنے فعل کے ساتھ اُسنے یہ نیت کی ہو کہ یہ میرے کفارہ سے آزاد ہوگا تو ہمارے نزدیک جائز ہی یہ سراج الوہاج مین ہی۔ اور اگر اُسنے ایسا غلام آزاد کیا جسکو کسی نے غصب کر لیا تھا تو وہ اُسکے کفارہ سے جائز ہو جائیگا جبکہ وہ اُس کو وصول ہو جاوے۔ اور اگر غاصب نے دعویٰ کیا کہ اُسنے مجھے یہ غلام ہبہ کر دیا تھا اور جھوٹے گواہ قائم کئے اور حاکم نے اسکے واسطے غلام مذکور کا حکم دیدیا تو کفارہ سے اُسکا آزاد کرنا کافی نہوگا یہ بحر الرائق مین ہی اور اگر غلام مقروض کو کفارہ سے آزاد کیا تو جائز ہی اگرچہ اسپر قرضہ کے واسطے سعایت واجب ہی اسیطرح اگر غلام مرہون کو اپنے کفارہ سے آزاد کیا تو جائز ہی اگرچہ راہن مذکور تندرست ہو اور غلام مذکور قرضہ کے واسطے سعایت کریگا یہ شرح مبسوط سرخسی مین ہے۔ اور اگر کسی نے اپنا غلام کسی دوسرے کے کفارہ سے بدون اُسکے حکم کے آزاد کیا تو بالاتفاق نہین جائز ہی اور اس غلام کا عتق اس آزاد کرنیوالے کی طرف سے واقع ہوگا اور اگر غیر نے اسکو اس کام کا حکم کیا ہو پس اگر یون کہا کہ اپنا غلام میری طرف سے آزاد کرے اور کچھ معاوضہ کا ذکر نہین کیا تو اسکا آزاد ہونا آزاد کرنیوالے کیطرف سے واقع ہوگا یہ امام اعظم و امام محمدؒ کا قول ہی اور اگر یون کہا کہ اپنے غلام کو میری طرف سے ہزار درم پر آزاد کرے تو اس غیر کیطرف سے عتق واقع ہوگا یہ سراج الوہاج مین ہی۔ اور اگر کسی کو وکیل کیا کہ میرے باپ کو میرے واسطے خرید کرے پس اُسکو بعد ایک ماہ کے میرے کفارہ ظہار سے آزاد کرے پس وکیل نے اُسکو خریدا تو آزاد ہو جائیگا جیسے اسکو خود خریدنے کی صورت مین ہی مگر موکل کے کفارہ ظہار سے جائز ہو جائیگا یہ فتاوےٰ قاضیخان مین ہی۔ اور جس شخص پر دو کفارے دو ظہار کے واجب ہوئے پس اُسنے دو بردے آزاد کیے اور کسی کو کسی خاص کفارہ کے واسطے متعین نہین کیا تو یہ اُسکے دونون کفارون سے جائز ہونگے اور اسیطرح اگر اُسنے چار ماہ کے روزے رکھے یا ایکسو بیس مسکینون کو کھانا دیدیا تو جائز ہی اور اگر اُسنے

سلہ فعل لکھا اور اگر اُسنے اس نیت سے خریدا تو کفارہ ادا ہو جائیگا ۱۲ سلہ مگر یعنی ایک ماہ کی تاخیر لغو ہی لیکن کفارہ بوجہ نیت کے ادا ہوگا ۱۲ سلہ فالج زدہ ۱۲ سلہ کیونکہ وہ خود بخود آزاد ہو جائیگا ۱۲ سلہ یعنی اسکے ہاتھ آجاوے ۱۲ سلہ یعنی جس مال کے عوض رہن ہو ۱۲

دونون ظہارون سے ایک بردہ آزاد کیا یا دو مہینے کے روزہ رکھے یا ساٹھ مسکینون کو کھانا دیا تو اُسکو اختیار ہوگا کہ دونون ظہارین سے جسکا کفارہ چاہے قرار دے۔ اور اگر اُسنے ایک ظہار سے بردہ آزاد کیا اور وہ قتل کیا گیا تو دونون مین سے کسی سے جائز نہوگا یہ ہدایہ مین ہے۔ اور یہ اسوقت ہے کہ رقبہ مومنہ ہو اور اگر کافرہ ہو تو اُسکے ظہار سے جائز ہوجائیگا یہ فتح القدیر مین ہے اور اگر اپنی چار عورتون سے ظہار کیا پس اُسنے ایک بردہ آزاد کیا اور اُسکی ملک مین اور نہین ہے پھر چار مہینے کے پے درپے روزے رکھے پھر بیمار ہوگیا اور اُسنے ساٹھ مسکینون کا کھانا دیا اور اُسنے کسی ایک کی خصوصیت کسی ظہار سے نہین کی تو سب عورتون کیطرف سے یہ تمام کفارہ استحسانًا صحیح ہوجائیگا اور اگر مظاہر سے اسکی عورت بائنہ ہوگئی پھر اُسنے اسکا کفارہ ادا کیا حالانکہ وہ دوسرے شوہر کے تحت مین ہے یا مرتد ہوکر دار الحرب مین چلی گئی ہے تو کفارہ اسکے ظہار سے ادا ہوجائیگا۔ اور اگر شوہر مرتد ہوگیا پھر اُسنے اپنا ایک غلام اپنے کفارۂ ظہار سے آزاد کیا پھر وہ مسلمان ہوگیا تو یہ عتق اُسکے کفارہ سے جائز ہوجائیگا اور یہ اصح ہے یہ شرح مبسوط مین ہے۔ اور اگر کسی غلام سے کہا کہ اگر مین نے تجھے خرید کیا تو تو آزاد ہے پھر اُسکو بہ نیت کفارۂ ظہار خرید کیا تو وہ ظہار سے جائز نہوگا اور اگر اُسنے قسم کے وقت یون کہا کہ تو میرے کفارہ ظہار سے آزاد ہے تو ایسی صورت مین کفارہ ظہار سے جائز ہوگا۔ اور اگر اُسنے کسی غلام سے کہا کہ اگر مین نے تجھے خریدا تو تو میرے کفارہ قسم سے آزاد ہے یا کہا کہ تطوعًا آزاد ہے پھر اُسکو بہ نیت کفارہ ظہار خریدا تو وہ ظہار سے آزاد نہوگا اور اسیطرح اگر کہا کہ اگر مین نے اسکو خریدا تو یہ تطوعًا آزاد ہے پھر کہا کہ اگر مین نے اسکو خریدا تو یہ میرے کفارۂ ظہار سے آزاد ہے پھر اُسکو خرید کیا تو وہ تطوعًا آزاد ہوگا اور عتق کے واسطے وہی جہت متعین ہوگی جو اُسنے پہلے بیان کی ہے اور وہ کسی گفتگو کے لاحق کرنیسے فسخ نہوگی اور علےٰ ہذا اگر یون کہا کہ اگر مین نے اسکو خریدا تو یہ میرے کفارہ ظہار سے آزاد ہے پھر کہا کہ اگر مین نے اسکو خریدا تو یہ میرے کفارۂ قسم سے آزاد ہے پھر اسکو خرید کیا تو وہ کفارۂ ظہار سے آزاد ہوگا اور اسیطرح اگر کہا کہ اگر مین نے اس غلام کو خریدا تو یہ میرے کفارۂ ظہار فلانہ عورت سے آزاد ہے پھر کہا کہ اگر مین نے اسکو خریدا تو یہ میرے کفارۂ ظہار فلانہ عورت دیگر سے آزاد ہے پھر اسکو خرید کیا تو وہ پہلی عورت کے کفارہ سے آزاد ہوگا یہ محیط مین ہے۔ اگر زید نے گمان کیا کہ مین نے ہندہ اپنی جورو سے ظہار کیا ہے پس اسکا کفارہ دیا پھر ظاہر ہوا کہ اسنے سلمےٰ سے ظہار کیا تھا تو کفارہ مذکور اسکے واسطے کافی نہوگا یہ عتابیہ مین ہے۔ اگر مظاہر نے آزاد کرنے کیواسطے بردہ نہ پایا تو اسکا کفارہ یہ ہے کہ دو مہینے پے درپے روزہ رکھے جسمین ماہ رمضان نہو اور روز فطر و روز نحر و ایام تشریق[1] درمیان مین نہ پڑین یہ غایۃ البیان مین ہے اور اگر کفارہ روزے سے ادا کرتا تھا اور اسنے دن مین اپنی اس عورت سے جس سے ظہار کیا ہے بھولے سے جماع کر لیا یا رات مین عمدًا یا بھولے سے جماع کر لیا تو امام اعظم رح و امام محمد رح کے نزدیک از سر نو روزے شروع کرے اور اگر دن مین عمدًا جماع کر لیا تو بالاتفاق از سر نو روزے شروع کرے یہ شرح طحاوی مین ہے۔ اور اگر اس عورت سے جس سے ظہار کیا ہے جماع نہ کیا بلکہ دوسری جورو سے جماع کیا پس اگر اس سے جماع اس طور سے واقع ہوا کہ روزے کے پے درپے ہونے مین بسبب فساد صوم کے خلل واقع ہوا

[1] روز فطر یعنے یوم عید اور روز نحر یعنے بقر عید اور ایام تشریق تین روز بعد دسوین ذی الحجہ کے یعنے گیارھوین و بارھوین و تیرھوین ذی الحجہ ۱۲

تو بالاتفاق از سر نو شروع کرے اور اگر صوم مین فساد نہوا کہ جس سے پے درپے ہونے مین خلل پڑے مثلاً دن مین اُسنے بھولے سے یا رات مین عمداً یا بھولے سے جماع کیا تو بالاتفاق اُسپر از سر نو شروع کرنا لازم نہوگا یہ غایۃ البیان مین ہی اور اگر روزے سے کفارہ ادا کرنا شروع کیا پھر کسی روز بسبب عذر مرض یا سفر کے افطار کیا تو از سر نو روزے شروع کرے اور اسیطرح اگر روز عید فطر یا روز قربانی اور ایام تشریق درمیان مین آگئے تو بھی از سر نو شروع کریگا اور اگر اُسنے ان دنونمین بھی روزہ[1] رکھا اور افطار نہ کیا تو بھی از سر نو شروع کریگا یہ جوہرۃ النیرہ مین ہی۔ اور جب مظاہر نے دو مہینہ چاند کے حساب سے روزہ رکھ لیے تو کافی ہوگئے اگرچہ ہر چاند انتیس[۲۹] روز کا ہوا اور اگر اُسنے چاند کے حساب سے نہین بلکہ ایام کے حساب سے رکھے اور ایک مہینہ تیس[۳۰] کا اور ایک انتیس[۲۹] کا قرار دیکر اُنسٹھ[۵۹] روز کے بعد افطار کیا تو اُسپر از سر نو روزے رکھنا لازم ہوگا اور اگر اُسنے پندرہ روز روزہ رکھکر چاند دیکھکر ایک مہینہ چاند کے حساب سے انتیس[۲۹] روزہ رکھے اور پھر پندرہ روزہ اور رکھے تو کافی ہین اور یہ بربناے قول صاحبین رح ہی اور امام اعظم رح کے نزدیک نہین کافی ہی یہ مبسوط مین ہی۔ اور اگر سفر مین شعبان مع رمضان اپنے کفارہ ظہار سے روزہ رکھا تو امام اعظم رح کے نزدیک جائز ہی یہ تاتارخانیہ مین ہی۔ اور اگر روزہ ظہار مین بھولے سے کھا لیا تو روزے کے واسطے کچھ مضر نہین ہی یہ نہایہ مین ہی۔ اور اگر دو مہینہ پے درپے روزہ رکھنے کے بعد آخر روز مین آفتاب غروب ہونے سے پہلے وہ بردہ آزاد کرنے پر قادر ہوگیا تو اُسپر آزاد کرنا واجب ہوگا اور اُسکے روزے نفل ہوجاوینگے اور اُسکے حق مین یہ افضل ہی کہ یہ روزہ بھی پورا کرے[2]۔ اور اگر اُسنے تمام نہ کیا بلکہ افطار کر ڈالا تو ہمارے نزدیک اُسپر قضا واجب نہوگی اور اگر آخر روز آفتاب غروب ہونیکے بعد وہ بردہ آزاد کرنے پر قادر ہوا تو اُسکے روزے اُسکے کفارہ کے واسطے کافی ہوگئے یہ شرح طحاوی مین ہی۔ اور کفارہ دہندہ کی تنگی و خوشحالی کا تکفیر[3] کے وقت مین اعتبار ہی نہ وقت ظہار مین چنانچہ اگر ظہار کے وقت وہ خوشحال ہو اور کفارہ دینے کے وقت تنگدست ہوگیا ہی تو روزے سے کفارہ اُسکے حق مین کافی ہی اور اگر اُسکے برعکس ہو تو نہین کافی ہی یہ سراج الوہاج مین ہی۔ اور اگر وہ ایک بردہ کا مالک ہوگیا تو اُسپر اعتاق لازم ہی اگرچہ اُسکی احتیاج رکھتا ہو اور اسیطرح اگر ایک بردہ کے ثمن کا درم یا دینار سے مالک ہوگیا تو بھی یہی حکم ہی اور گھر جسمین رہتا ہو اور جو اُسکے اندر اسباب کپڑے وغیرہ ضروری ہین اُنکا کچھ اعتبار نہین ہی اعتبار اُسی کا ہی جو زائد از ضرورت ہے یہ محیط مین ہی۔ ایک تنگدست کا لوگون پر بہت قرضہ ہی پس اگر وہ لوگون سے وصول کر لینے پر قادر نہو تو وہ عاجز ہی تو مال سے کفارہ دینے سے عاجز ہوگا پس روزے سے کفارہ جائز ہی اور اگر وہ لوگون سے وصول کر لینے پر قادر ہو تو اُسکو روزے کافی نہونگے۔ اور اگر اُسکے پاس مال ہو اور اُسپر بھی اسیقدر قرضہ ہو تو قرضہ دیدینے کے بعد اُسکو روزے سے کفارہ ادا کرنا کافی ہی یہ بحر الرائق مین ہی

[1] قال المترجم اگر اعتراض ہو کہ ہمارے نزدیک ان ایام مین روزہ مشروع ہی اگرچہ مکروہ ہی تو روزہ ہوجائیگا جواب یہ کہ واجب صوم کامل ہی اور ادا ناقص ہوا تو ایسا ہوگیا جیسے گونگا غلام آزاد کیا پس جائز نہین ہی ۱۲ [2] اگر کہا جائے کہ غروب سے کچھ پہلے قادر ہوا ہے کہ اُسپر اعتاق واجب ہوا پھر بعد غروب کے عاجز ہوگیا تو کیا روزے اعادہ کرے یہ حکم کتاب مین مذکور نہین ہی اور مشائخ سے دونون قسم کی روایتے اور اصح یہ کہ اعتاق اگر بقدرت نہ کیا تو قیاس یہ کہ اعادہ کرے اور استحسان یہ کہ عاجزی بے اختیاری مین یہ قدرت کالعدم ہے بس کفارہ ہوچکا کیونکہ اُسنے امکان مین قصور نہ کیا بخلاف اُسکے عاجزی میں اُسکا دخل ہو تو قدرت حاصل تھی ۱۲ منہ [3] یعنے روزہ نہ رکھا ۱۲ [4] اگرچہ حرام ہی ۱۲ [5] کفارہ ادا کرنا ۱۲ [6] یعنے اعتاق ضروری ہی ۱۲

اور غلام کے واسطے کچھ جائز نہین ہی سوائے روزہ کے پس وہ روزہ ہی سے کفارہ ادا کرے اگرچہ وہ مکاتب ہو یا
سعایت کنندہ ہو اور اگر اسکے مولے نے اسکی طرف سے بردہ آزاد کیا یا مسکینون کو کھانا دیدیا اگرچہ اسکے حکم سے ایسا کیا ہو
نہین جائز ہی یہ نہر الفائق مین ہی۔ بخلاف فقیر کے کہ اگر اسکی طرف سے دوسرے نے بردہ آزاد کیا یا مسکینون کو کھانا دیدیا
تو جائز ہی یہ بدائع مین ہی۔ اور اگر غلام قبل کفارہ ادا کرنیکے آزاد ہو گیا پھر وہ مال کا مالک ہوا تو اُسکا کفارہ بردہ آزاد کرنیسے
ادا ہوگا یہ مبسوط مین ہی۔ اور اگر غلام نے کفارہ ظہار کے روزے شروع کیے تو مولے کو یہ اختیار نہین ہی کہ اُسکو ان روزون
سے منع کرے یہ نہر الفائق مین ہی بخلاف نذر و کفارہ قسم کے روزون کے کہ مولے ان روزون سے اسکو منع کر سکتا ہی
یہ بدائع مین ہی۔ اور غلام کے واسطے بھی کفارہ ظہار کے روزے پے درپے دو مہینہ کے ہین یہ تبیین مین ہین۔ اور اگر
ظہار کنندہ روزے رکھنے کی استطاعت نہ رکھتا ہو تو ساٹھ مسکینون کو کھانا کھلاوے یہ سراج الوہاج مین ہی اور فقیر و
مسکین یکسان ہین یہ بحر الرائق مین ہی۔ اور جن لوگون کو زکوٰۃ دینا روا نہین ہی انکو اس کفارہ سے بھی دینا روا نہین ہی
الا ذمی فقیر کہ امام اعظمؒ و امام محمدؒ کے نزدیک ذمی فقیرون کو کفارہ ظہار مین سے دیسکتا ہی مگر فقرائے اسلام ہمارے
نزدیک دینے کے واسطے محبوب تر ہین اور یہ روا نہین ہی کہ حربی فقیرون کو اسمین سے دیوے اگرچہ وہ امان لیکر دار الاسلام
مین آئے ہون یہ شرح مبسوط مین ہی۔ اور اگر اُسنے تحری کر کے کفارہ ظہار مین سے کسی کو دیا پھر ظاہر ہوا کہ وہ مصرف نہ تھا
تو امام اعظمؒ و امام محمدؒ کے نزدیک اسکے سر سے ادا ہو جائیگا یہ بحر الرائق مین ہی۔ اور اگر کسی غیر کو حکم دیا کہ میری طرف سے میرے
کفارہ ظہار سے کھانا کھلاوے پس مامور نے ایسا ہی کیا تو جائز ہی و لیکن مامور کو یہ اختیار نہوگا کہ حکم دہندہ سے اُسکو واپس
لے یہ ظاہر الروایہ مین ہی اور وجہ یہ ہی کہ اسمین احتمال قرض و ہبہ دونون کا ہی پس شک کے ساتھ واپس لینے کا استحقاق حاصل
نہوگا یہ کافی مین ہی۔ اور اگر حکم دہندہ نے یہ کہدیا ہو کہ بدین شرط کہ تو مجھسے واپس لینا تو مامور اُس سے واپس لے سکتا ہی
یہ تاتارخانیہ مین ہی۔ اور اگر مظاہر کیطرف سے غیر نے بدون اسکے حکم کے صدقہ دیدیا تو مظاہر کے حق مین کافی نہین ہی
یہ شرح مبسوط مین ہی۔ اور ہر مسکین کو نصف صاع گیہون یا ایک صاع چھوہارے یا جو اسکی قیمت ہو دیوے اور اگر کسی نے
ایک صاع گیہون اور دو صاع چھوہارے یا جو دیدیے تو مقصود حاصل ہونیکی وجہ سے جائز ہی یہ کافی مین ہی۔ اور
گیہون کا آٹا اور اسکے ستو اسکے مثل معتبر ہونگے یعنے نصف صاع دینا چاہیے اور جو کا آٹا اور اسکے ستو بھی جو کے
مثل ہین یعنے ایک صاع دینا چاہیے یہ جوہرۃ النیرہ مین ہی۔ اور اگر عمدہ چھوہارے نصف صاع دیے جو نصف صاع گیہون کی
قیمت کو پہونچتے ہین تو نہین جائز ہی اور اسیطرح اگر نصف صاع سے کم گیہون ایسے دیے جو قیمت مین ایک صاع جو یا چھوہارے
تک پہونچتے ہین تو نہین جائز ہی۔ اور اصل یہ ہی کہ جو جنس طعام منصوص علیہ ہی وہ دوسری جنس منصوص علیہ کا بدل نہین ہو سکتی
ہے اگرچہ قیمت مین زیادہ ہو۔ اور اگر تین سیر ذرہ یعنے چینہ دانہ و قتیل یا جیرہ جسکی قیمت دو سیر گیہون کے مساوی ہی دیے
تو جائز ہی اور ہشام نے فرمایا کہ جب ہی جائز ہی کہ جب اُسنے یہ ارادہ کیا ہو کہ ذرہ کو بدل گیہون کا قرار دے اور اگر یہ
ارادہ کیا کہ گیہون کو بدل ذرہ کا قرار دے تو نہین جائز ہی یہ محیط مین ہی اور اگر کفارہ ظہار سے ایک ہی مسکین کو ساٹھ روز

سلہ منصوص علیہ قرآن مین اسپر نص آ گئی ۱۲ ع سلہ یعنے اسکے حکم سے ۱۲ ع سلہ دکاکن دجوار ۱۲

ہر روز نصف صاع دیا تو جائز ہے یہ فتاوےٰ سراجیہ مین ہے۔ اور اگر یہ سب ایک ہی مسکین کو ایک ہی روز دیدیا تو فقط
اسی روز کے سوا ے جائز نہوگا اور یہ حکم متفق علیہ اسی صورت مین ہے کہ اُسنے ایک ہی دفعہ دیدیا اور ایک ہی دفعہ
مباح کردیا اور اگر اُسنے ایک ہی روز مین ساٹھ دفعہ کرکے دیا تو بعض نے فرمایا کہ کافی ہوگیا اور بعض نے فرمایا کہ
اسی روز کے سوا ے کافی نہوگا اور یہی صحیح ہے یہ تبیین مین ہے۔ اور اگر اُسنے تیس مسکینون کو ہر مسکین کو ایک صاع گیہون
حساب سے دیا تو سوا ے تیس مسکینون کے کافی نہوگا اور اسپر واجب ہے کہ اور تیس مسکینون کو بھی نصف صاع گیہون ہر
مسکین کو دیدے یہ سراج الوہاج مین ہے۔ اور اگر اُسنے ساٹھ مسکینون کو ہر مسکین کو ایک مد گیہون کے حساب سے دیا
تو کافی نہوگا اور اسپر واجب ہوگا کہ ہر مسکین کو اور ایک مد کے حساب سے دیدے اور اگر اُسنے پہلے مسکینون کو نہ پایا
اور دوسرے ساٹھ مسکینون مین سے ہر ایک کو ایک مد گیہون کے حساب سے دیدیا تو کفارہ ادا نہوا یہ محیط مین ہے۔ اور اگر اُسنے ساٹھ
مکاتبون کو ایک ایک مد گیہون کے حساب سے دیا پھر یہ سب عاجز ہوکر رقیق کردیے گئے اور انکے مولے لوگ غنی ہین پھر یہ دوبارہ
مکاتب کیے گئے پس کفارہ دہندہ نے دوبارہ اُنکو باقی ایک ایک مد کے حساب سے دیا تو اسکا کفارہ ادا نہوا اسوجہ سے کہ یہ
غلامان مکاتب عاجز ہوکر ایسے ہوگئے تھے کہ انکو یہ کفارہ دینا جائز نہ تھا پس گویا دوسری جنس ہوگئے یہ بحر الرائق مین ہے
اور اگر کسی نے ساٹھ مسکینون مین سے ہر ایک مسکین کو ایک صاع گیہون اپنے دو ظہارون کے واسطے خواہ ایک ہی عورت
سے تھے یا دو عورتون سے تھے دیے تو امام اعظمؒ و امام ابو یوسفؒ کے نزدیک دونون ظہارون سے کافی نہین ہے فقط
ایک ظہار کا کفارہ ادا ہوگا یہ کافی مین ہے۔ اور اگر اُسنے ہر مسکین کو نصف صاع گیہون ایک ظہار کے واسطے دیے اور پھر
نصف صاع دیگر دوسرے کفارہ ظہار سے دیے تو بالاتفاق جائز ہے یہ غایۃ البیان مین ہے۔ اور اگر دو کفارہ دو جنس مختلف سے
ہون تو ایسی صورت بالاجماع جائز ہے اور اگر اُسنے نصف بردہ آزاد کیا اور ایک مہینہ روزہ رکھے یا تیس مسکینون کو
کھانا دیا تو اُسکا کفارہ ادا نہوگا یہ شرح طحاوی مین ہے۔ اور اگر اُسنے ساٹھ مسکینون کو صبح و شام دونون وقت پیٹ بھر کے
کھانا دیا تو کفارہ ادا ہوگیا خواہ سیری مقدار مذکور سے کم مین حاصل ہوئی ہو یا زیادہ مین یہ شرح نقایہ ابو المکارم مین ہے۔ اور
اگر اُسنے ساٹھ مسکینون کو دو دن ایک وقت صبح یا شام کا کھانا دیا یا صبح کا کھانا اور سحری کا کھانا دیا یا دو دن سحری کا
کھانا دیا تو کفارہ ادا ہوگیا یہ بحر الرائق مین ہے۔ مگر اوفق و اعدل یہ ہے کہ صبح و شام دونون وقت کھلاوے یہ غایۃ البیان مین ہے
اور اگر اُسنے صبح ساٹھ مسکینون کو کھانا دیا اور شام دوسرے ساٹھ مسکینون کو انکے سوا ے کھانا دیا تو کفارہ ادا
نہوگا الا آنکہ ان دونون فریقون مین سے کسی ایک فریق ساٹھ مسکین کو پھر صبح یا شام کسی وقت کھلاوے یہ تبیین مین ہے
اور مستحب یہ ہے کہ صبح و شام دونون وقت کے کھلانے کے ساتھ روکھی روٹی نہو بلکہ اُسکے ساتھ کے واسطے حسب مقدور[1]
ہو یہ شرح نقایہ ابو المکارم مین ہے اور جو یا ذرہ کی روٹی کے ساتھ ادام[1] ہونا ضرور ہے تاکہ سیر ہوکر روٹی کھا سکین بخلاف گیہون کی
روٹی کے اور اگر ان ساٹھون مین کوئی دودھ چھوڑا ہوا بچہ ہو تو جائز نہین ہے اسیطرح اگر کھانے سے پہلے ان مین سے
بعضے پیٹ بھرے ہون تو بھی جائز نہین ہے یہ تبیین مین ہے۔ اور اگر اطفال ہون کہ ایسون کا مزدوری مین لینا جائز ہے

[1] ادام روٹی کے ساتھ کی چیز سالن دال وغیرہ ہو روکھی روٹی نہو ۱۲ منہ [1] دال سالن وغیرہ ۱۲

تو روا ہی یہ محیط مین ہی۔ اور اگر ایک ہی مسکین کو ساٹھ روز تک دو وقتہ پیٹ بھر کے کھانا دیا تو جائز ہی اور اگر اُسنے ساٹھ ساٹھ کے دو فریق یعنے ایکسو بیس مسکینون کو ایک دفعہ کھانا کھلادیا یعنے ایک وقت تو اُسپر واجب ہوگا کہ انمین سے ایک فریق کو دوسرے وقت بھی سیر کر کے کھانا کھلاوے یہ سراج الوہاج مین ہی۔ اور اگر ساٹھ مسکینون کو صبح کھانا کھلایا اور شام کے واسطے شام کے کھانے کی قیمت انکو دیدی یا شام کو کھلایا اور صبح کے کھانے کی قیمت ہر ایک کو دیدی تو جائز ہے ایسا ہی اصل مین مذکور ہی اور رقیات[۱] مین لکھا ہی کہ اگر ساٹھ مسکینون کو صبح کھانا کھلادیا اور ہر ایک کو ایک مد یعنی چہارم صاع دیدیا تو اسمین دو روایتین ہین یہ محیط مین ہی۔ اور واضح رہے کہ جس عورت سے ظہار کیا ہی اُس سے قربت کرنے سے پہلے کھانا کھلانا واجب ہے اور اگر کھانا کھلانے کے درمیان مین قربت کر لی تو از سر نو اعادہ کرنا واجب نہوگا یہ فتح القدیر مین ہے

گیارھوان باب۔ لعان کے بیان مین۔ لعان ہمارے نزدیک شہادت موکدات بقسم از ہر دو جانب مقرون بلعن و غضب ہین جو مرد کے حق مین قائم مقام حد قذف ہین اور عورت کے حق مین قائم مقام حد زنا ہین یہ کافی مین ہی قال المترجم اگر کسی مرد نے اپنی جورو کو زنا کیطرف منسوب کیا کہ اسنے زنا کیا ہی اور اُسکے پاس گواہ نہین ہین تو موافق حکم کلام باریتعالے کے دونون سے لعان لیا جائیگا جسکی صورت آگے مذکور ہی فاحفظہ۔ اور اگر کسی نے اپنی جورو کو چند بار زنا کیطرف منسوب کیا تو اسپر ایک ہی لعان واجب ہوگا یہ مبسوط مین ہی۔ اور اسپر اجماع ہی کہ جورو و مرد کے درمیان فقط ایک ہی مرتبہ تلاعن ہوگا یہ تحریر شرح جامع کبیر حصیری مین ہی۔ اور لعان محتمل عفو و ابرا و صلح نہین ہی اور اسیطرح اگر عورت نے قبل مرافعہ کے عفو کیا یا کسیقدر مال پر اس سے صلح کر لی تو صحیح نہین ہی اور عورت پر بدل صلح واپس کرنا واجب ہے اور اُسکے بعد عورت کو اختیار ہوگا کہ اس سے لعان کا مطالبہ کرے اور اسمین نیابت نہین جاری ہو سکتی ہی چنانچہ اگر جورو یا مرد کسی نے لعان کے واسطے کسی کو وکیل کیا تو توکیل صحیح نہین ہی اور توکیل بگواہان امام اعظمؒ و امام محمدؒ کے نزدیک جائز ہی یہ بدائع مین ہی۔ اور لعان کا سبب یہ ہی کہ مرد اپنی عورت کو ایسا قذف کرے جو اجنبیون مین موجب حد ہوتا ہے پس جورو و مرد مین اس سے لعان واجب ہوگی یہ نہایہ مین ہی۔ اور اگر اپنی عورت سے کہا کہ اے زانیہ یا تو نے زنا کیا ہی یا مین نے تجھے زنا کرتے دیکھا تو لعان واجب ہوگی یہ سراج الوہاج مین ہی۔ اور اگر مرد نے اپنی جورو کو قذف کیا حالانکہ یہ عورت ایسی ہی کہ اسکے قذف کرنیوالے پر حد واجب نہین ہوتی ہی بایطور کہ یہ عورت ایسی ہو کہ شبہہ مین اس سے وطی کیگئی ہو یا قبل اسکے اسکا زنا کرنا لوگون مین ظاہر ہوگیا ہو یا اسکا کوئی بچہ ہو کہ اسکا باپ معروف نہو تو ایسی جورو و مرد مین لعان جاری نہوگی یہ غایۃ البیان مین ہی۔ اور اگر جورو سے کہا کہ تو بجماع حرام جماع کیگئی یا کہا کہ تو بحرام وطی کیگئی تو لعان و حد کچھ واجب نہوگی اور اگر عورت کو عمل قوم لوط کا قذف کیا یعنے اغلام کرانیکا قذف کیا تو امام اعظمؒ کے نزدیک لعان و حد کچھ واجب نہوگی یہ بدائع مین ہی۔ اور لعان جاری ہونے کی شرط یہ ہی کہ دونون جورو و مرد ہون اور نکاح دونونکے درمیان صحیح ہو خواہ عورت مدخولہ ہوئی ہو یا نہ ہوئی ہو حتے کہ اگر اسکو قذف کیا پھر اسکو تین طلاق دیدین یا ایک طلاق بائن دیدی تو حد و لعان کچھ واجب نہوگی اور اسیطرح اگر نکاح دونون مین فاسد ہو تو بھی لعان واجب نہوگی اسواسطے

[۱] شاید صاحب محیط کی غرض بیان اختلاف نہین بلکہ مسئلہ جداگانہ ہی کیونکہ اصل مین درم اور رقیات مین طعام ہی اور دونونکا فرق ظاہر ہی ۱۲ م [۲] یعنے جنمین فرقت جورو و خصم کا نہین ہے ۱۲ منہ

کہ وہ زوج مطلق نہین ہی یہ غایۃ البیان مین ہی۔ اور اگر بعد طلاق کے پھر اس عورت سے نکاح کیا پھر عورت نے اُس سے
اس قذف سابق کا مطالبہ کیا تو حد و لعان کچھ واجب نہوگی یہ سراج الوہاج مین ہی۔ اور اگر عورت کو طلاق رجعی یدی
تو لعان ساقط نہوگا یہ ظہیریہ مین ہی۔ اور اگر اپنی جورو کو طلاق بائن یا تین طلاق دیدین پھر اُسکو زنا کے ساتھ قذف کیا
تو بسبب عدم زوجیت کے لعان واجب نہوگی۔ اور اگر اُسکو طلاق رجعی دیدی پھر اُسکو قذف کیا تو لعان واجب ہوگی اور
اگر اپنی جورو کو جورو کی موت کے بعد قذف کیا تو ہمارے نزدیک ملاعنت نہ کیجائیگی یہ بدائع مین ہی۔ اہل لعان ہمارے
نزدیک وہ لوگ ہین جو اہل شہادت ہین چنانچہ ایسے جورو و مرد کے درمیان لعان جاری نہوگی جو دونون محدود القذف
ہون یا انمین سے ایک ہو یا دونون رقیق ہون یا ایک ہو یا دونون کافر ہون یا ایک ہو یا دونون اخرس ہون یا ایک
ہو یا دونون نابالغ ہون یا ایک ہو اور انکے ماسوا مین جاری ہوگا یہ محیط مین ہی۔ اور اگر کسی مرد کو قذف کیا پس اُسکو
تھوڑی حد ماری گئی پھر اُسنے اپنی جورو کو قذف کیا تو اسپر لعان واجب نہوگی اور اسپر پوری حد واسطے مرد مقذوف کے
واجب ہوگی یہ مبسوط مین ہی۔ اور اگر دونون فاسق یا دونون اندھے ہون تو لعان واجب ہوگی اسواسطے کہ یہ دونون
فی الجملہ اہل شہادت مین سے ہین یہ مضمرات مین ہی۔ اور اگر بہرے نے اپنی جورو کو قذف کیا تو لعان واجب ہوگا یہ عتابیہ مین
ہے۔ اور ہرگاہ لعان بوجہ شرط شہادت نہ پائی جانیکے ساقط ہوئی تو دیکھا جائیگا کہ اگر مرد کیجانب سے خلل واقع ہوا ہی تو
اسپر حد واجب ہوگی اور اگر عورت کی جانب سے خلل ہی تو حد و لعان کچھ واجب نہوگی یہ شرح طحاوی مین ہی۔ اور اگر مرد و عورت
دونون محدود القذف ہون تو مرد پر حد واجب ہوگی یہ ہدایہ مین ہی۔ اور اگر مرد غلام ہو اور جورو محدود القذف ہو تو غلام
پر اگر اُسنے قذف کیا تو حد قذف واجب ہوگی۔ عورت نے اگر زنا کا اقرار کر لیا تو وہ اہل لعان ہونے سے خارج ہو گئی
یہ مبسوط مین ہی۔ اور حکم لعان یہ ہی کہ جب ہی دونون لعان سے فارغ ہون تو باہم وطی و استمتاع حرام ہوگیا ولیکن نفس
لعان سے دونون مین فرقت واقع نہوگی حتیٰ کہ اگر ایسی حالت مین مرد نے اسکو طلاق بائن دیدی تو واقع ہوگی اور اسیطرح
اگر مرد نے اپنے نفس کی تکذیب کی تو بدون تجدید نکاح کے وطی حلال ہوجائیگی یہ نہایہ مین ہی۔ امام اعظم ابو حنیفہ رح و
امام محمد رح نے فرمایا کہ لعان سے جو فرقت واقع ہوتی ہی وہ بیک طلاق بائنہ ہوتی ہی پس ملک نکاح زائل ہوجاتی ہی
اور جبتک اس حالت لعان پر باقی ہین دونون مین حرمت اجتماع و تزوج ثابت ہوتی ہی یہ بدائع مین ہی۔ اور لعان
کیواسطے شرط یہ ہی کہ عورت مطالبہ کرے پس اگر مرد نے اس سے انکار کیا تو حاکم اُسکو قید کریگا یہانتک کہ وہ لعان کرے
یا اپنی تکذیب کرے کذا فی الہدایہ پس اگر اُسنے اپنی تکذیب کی تو اسکو حد قذف ماریجائیگی یہ سراج الوہاج مین ہی
اور اگر مرد نے لعان کیا تو عورت پر لعان کرنا واجب ہوگا اور اگر عورت نے اس سے انکار کیا تو حاکم اسکو قید کریگا
یہانتک کہ لعان کرے یا مرد کی تصدیق کرے یہ ہدایہ مین ہی۔ اور عورت کے واسطے افضل یہ ہی کہ خصومت و مطالبہ
ترک کرے اور اگر اُسنے ترک نہ کیا اور قاضی کے حضور مین مخاصمہ کیا تو قاضی اُسکو فہمایش کریگا کہ تو اسکو چھوڑ دے
اور اُس سے اعراض کر پس اگر عورت نے اسکو ترک کیا اور اعراض کر کے چلی گئی پھر اسکی رسلے مین آیا کہ مرد سے مخاصمہ

ف۵ یعنی گونگے ۱۲ ف۵ جسکے واسطے تھوڑی حد مارا گیا ہے ۱۲

کرے تو اُسکو یہ اختیار ہے اگرچہ مدت گذر گئی ہو اسواسطے کہ یہ اسکا حق ہے اور حق العبد بسبب تمادی زمانہ دراز گذر جانے کے ساقط نہین ہوتا ہے یہ بدائع مین ہے۔ صفت لعان یہ ہے کہ قاضی پہلے شوہر سے لعان کرا دے پس شوہر چار مرتبہ یون کہے کہ اشہد باللہ انی لمن الصادقین فیما رمیتہا بہ من الزنا یعنے مین گواہی دیتا ہون بقسم اللہ تعالےٰ کی کہ مین البتہ ضرور سچا ہون اس بات مین جو مین نے اس عورت کی نسبت لگائی ہے زنا سے۔ اور پانچوین مرتبہ یون کہے لعنۃ اللہ علیہ ان کان من الکاذبین فیما رماہا بہ من الزنا یعنے مرد مذکور اپنے تئین کہے کہ اسپر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے اگر وہ جھوٹون مین سے ہو اس امر مین جو اُسنے اس عورت کو لگایا ہے زنا سے۔ اور مرد ان سب پانچون مین اس عورت کیطرف اشارہ[ف۱] کرے۔ پھر یہ عورت چار مرتبہ شہادت ادا کرے اور ہر بار یون کہے کہ اشہد باللہ انہ لمن الکاذبین فیما رمانی بہ الزنا یعنے مین گواہی دیتی ہون بقسم اللہ تعالےٰ کی کہ یہ مرد البتہ ضرور جھوٹون مین سے ہے اس بات مین جو اُسنے مجھے لگائی ہے زنا سے۔ اور پانچوین مرتبہ عورت یون کہے کہ غضب اللہ علیہا ان کان من الصادقین فیما رمانی بہ الزنا یعنے عورت اپنے آپکو کہے کہ اللہ تعالےٰ کا غضب ہے مجھپر اگر یہ مرد سچون مین سے ہو اس امر مین جو اُسنے مجکو لگایا ہے زنا سے کذا فی الہدایہ اور وقت لعان کے عورت کا کھڑا ہونا شرط نہین ہے لیکن مندوب ہے یہ بدائع مین ہے اور لعان ہمارے نزدیک لفظ شہادت پر موقوف ہے حتےٰ کہ اگر مرد نے کہا کہ مین قسم کھاتا ہون اللہ تعالیٰ کی کہ مین البتہ سچون مین سے ہون یا عورت نے اسطرح قسم کھا کر لعان کیا تو لعان صحیح نہوگا یہ سراج الوہاج مین ہے۔ اور جب عورت و مرد دونون لعان کر چکے تو حاکم ان دونون مین تفریق کر دیگا اور فرقت واقع نہوگی یہانتک کہ قاضی شوہر پر فرقت کا حکم دیدے پس شوہر اسکو طلاق کے ساتھ جدا کر دے پھر اگر اُسنے انکار کیا تو قاضی دونون مین تفریق کر دیگا اور قبل اسکے کہ حاکم تفریق کرے فرقت واقع نہوگی اور زوجیت قائم ہے شوہر کی طلاق اسپر واقع ہوگی اور اسکا ظہار و ایلاء درست ہوگا اور اگر دونون مین کوئی مر گیا تو باہم دونون مین میراث جاری ہوگی۔ اور دونون ہرگاہ لعان سے فارغ ہون دونون نے قاضی سے درخواست کی کہ دونون مین تفریق نہ کرے تو قاضی دونون کی درخواست کو قبول نہ کریگا اور دونون مین تفریق کر دیگا یہ جوہرۃ النیرہ مین ہے۔ اور اگر قاضی نے خطا کر کے لعان پوری ہونے سے پہلے دونون مین تفریق کر دی تو دیکھا جائیگا کہ اگر دونون باہم اکثر حصہ لعان کر چکے ہین تو تفریق مذکور نافذ ہو جائیگی اور اگر دونون نے باہم اکثر حصہ لعان نہ کیا ہو یا دونون مین سے ایک نے اکثر حصہ لعان نہ کیا ہو تو تفریق مذکور نافذ نہوگی یہ بدائع مین ہے اور اگر قاضی نے بعد لعان شوہر کے قبل لعان عورت کے تفریق کر دی تو اسکا حکم نافذ ہو جائیگا اسواسطے کہ یہ صورت مجتہد فیہا[ف۲] ہے یہ ظہیریہ مین ہے۔ اور اگر قاضی نے خطا کر کے پہلے عورت سے لعان شروع کی پھر مرد سے لعان لی تو عورت لعان کا اعادہ کر لے اور اگر اُسنے ایسا نہ کیا بلکہ دونون مین تفریق کر دی تو فرقت واقع ہو جائیگی یہ فتاوےٰ کرخی مین ہے اور قاضی نے اسمین اسا،ت[ف۳] کی یہ ینابیع مین ہے۔ اور اگر مرد و عورت نے کسی حاکم کے پاس لعان کیا پھر اُسنے ہنوز دونون

ف۱ یعنی جہان اس عورت کے لفظ پر پہونچے تو اسکی طرف اشارہ کرے ۱۲ م ف۲ مجتہد فیہا یعنے اسمین اجتہاد جاری ہوتا ہے تو قطعیت کے قابل نہین ہے اگرچہ مترجم کو یہ معلوم نہوا کہ اسمین کیونکر اجتہاد واقع ہوا ہے لہذا محل اجتہاد ہونا کافی ہے ۱۲ اعلے ف۳ برا کیا جو شرعًا مذموم ہے ۱۲

تفریق نہ کی تھی کہ مر گیا یا معزول ہو گیا تو دوسرا قاضی ان دونون سے از سر نو لعان کرائیگا یہ امام ابو حنیفہؒ و امام ابو یوسفؒ کا قول ہے یہ فتاوےٰ کرخی مین ہے۔ اور اگر بعد لعان کے قبل قاضی کے تفریق کرنے کے دونون مین یا ایک مین ایسی بات پیدا ہو گئی جو مانع لعان ہے تو لعان باطل ہو جائیگا اور اسکی صورت یہ ہے کہ بعد لعان کے فارغ ہونے کے قبل حاکم کے تفریق کر دینے کے دونون گونگے ہو گئے یا ایک گونگا ہو گیا یا دونوں مین سے ایک مرتد ہو گیا یا دونون مین سے ایک نے اپنی تکذیب کی یا دونون مین سے کسی نے کسی کو قذف کیا یعنے زنا کی تہمت لگائی جس سے اسکو حد قذف[1] ماری گئی یا عورت سے حرام وطی کیگئی تو لعان باطل ہو گیا اور حد بھی واجب نہ رہی اور دونوں مین تفریق نہ کیجائیگی اور اگر لعان سے فارغ ہوتے ہی دونوں مین سے ایک مجنون ہو گیا تو قاضی دونون مین تفریق کر دیگا یہ سراج الوہاج مین ہے ایک مرد اور اسکی جورو نے باہم لعان کیا اور قاضی نے دونون مین ہنوز تفریق نہ کی تھی کہ دونون مین ایک معتوہ ہو گیا تو قاضی ان دونون مین تفریق کر دیگا اگرچہ معتوہ ہو جانا اہلیت لعان کے واسطے مخل ہے۔ اور اگر مرد نے لعان کیا اور عورت نے ہنوز لعان نہ کی تھی کہ وہ معتوہہ ہو گئی یا عورت لعان سے فارغ ہونے سے پہلے معتوہہ ہو گئی یا مرد اپنی لعان سے فارغ ہو کر قبل لعان عورت کے معتوہ ہو گیا تو دونون مین تفریق نہ کریگا اور عورت کو لعان کرنے کا حکم نہ دیا جائیگا اور اگر دونون نے باہم لعان کیا پھر مرد یا عورت نے فرقت کے واسطے وکیل کیا اور موکل خود غائب ہو گیا یعنے سفر کو چلا گیا مثلاً تو قاضی ان دونون مین تفریق کر دیگا اسواسطے کہ لعان تمام ہونے کے بعد تفریق کی حاجت ہے اور یہ ایسی چیز ہے کہ اسمین نیابت جاری ہوتی ہے یہ شرح جامع کبیر حصیری مین ہے۔ اور اگر دونون نے باہم لعان کیا پھر دونون غائب ہو گئے پھر دونون نے فرقت کے واسطے وکیل کیا تو دونون مین تفریق کر دیجائیگی یہ سراج الوہاج مین ہے زید نے بکر کی جورو کو زنا کے ساتھ قذف کیا پس بکر نے کہا کہ تو سچا ہے یہ عورت ایسی ہی ہے جیسا تو کہتا ہے تو بکر اپنی جورو کا قذف کرنیوالا ہو گا حتے کہ باہم لعان واجب ہوگی اور اگر بکر نے صرف اسیقدر کہا کہ تو سچا ہے اس سے زیادہ کچھ نہین کہا تو قاذف نہو گا یہ ظہیریہ مین ہے اور اگر کہا کہ تو طالقہ ہے سہ طلاق ہے اے زانیہ تو حد واجب ہوگی نہ لعان اور اگر کہا کہ اے زانیہ تو طالقہ ثلث ہے تو حد و لعان کچھ واجب نہو گا یہ غایۃ السروجی مین ہے۔ امام ابو حنیفہؒ نے فرمایا کہ اگر اپنی عورت غیر مدخولہ سے کہا کہ تو طالقہ ہے یا زانیہ بسہ طلاق تو تین طلاق واقع ہونگی اور حد و لعان لازم نہ آویگی یہ بدائع مین ہے۔ اور اگر مرد نے جورو سے کہا کہ اے زانیہ پس عورت نے کہا کہ تو مجھ سے زیادہ زانی ہے تو مرد پر لعان واجب ہوگی اسواسطے کہ عورت کا کلام قذف[2] نہین ہے اسواسطے کہ اسکے معنے یہ ہین کہ تو مجھ سے زیادہ زنا کرنے پر قادر ہے اسیواسطے اگر کسی اجنبی کو اس لفظ سے قذف کیا تو مستوجب حد نہین ہوتا ہے اور نیز اگر اپنی جورو کو کہا کہ تو فلانہ عورت سے زیادہ زانی ہے یا تو ازنی الناس ہے یعنے سب لوگون سے زیادہ زنا کنندہ ہے تو حد و لعان واجب نہین یہ مبسوط مین ہے۔ اور اگر عورت سے کہا کہ اے زانی[3] تو یہ قذف ہے اسواسطے کہ تا کبھی حذف ہوتی ہے بخلاف اسکے اگر عورت نے مرد کو کہا کہ اے زانیہ تو نہین صحیح ہے اور اگر عورت سے کہا کہ اے زانیہ بنت زانیہ یا یون کہا کہ اے چھنال کی چھنال تو یہ اسکا اور اسکی مان دونون کا قذف ہے یہ عتابیہ مین ہے۔ پس اگر عورت

---

[1] حد قذف مین مارا جانا شرط ہے جیسے عورت سے زنا کیا جانا شرط ہے ۱۲ [2] مرد کے حق مین ہے ۱۲ [3] یعنے زانیہ نہین کہا ۱۲

و اسکی ماں دونوں نے حد کے مطالبہ پر اتفاق کیا تو مرد مذکور سے پہلے عورت کی ماں کے واسطے حد لیجائیگی پس لعان ساقط ہو جائیگا اور اگر عورت کی ماں نے حد قذف کا مطالبہ نہ کیا بلکہ عورت نے فقط مطالبہ کیا تو جورو و مرد میں باہم لعان کرایا جائیگا پھر اگر عورت کی ماں نے اس کے بعد مطالبہ کیا تو ظاہر الروایہ کے موافق اسکے واسطے حد قذف مرد مذکور پر واجب ہوگی۔ اور اسیطرح اگر عورت کی ماں مرگئی ہو پس اس نے کہا کہ اسلئے چھنال کی چھنال تو اسکو مطالبہ کا استحقاق ہے پس اگر عورت نے دونوں قذفوں کی بابت مطالبہ و مخاصمہ ایک ساتھ کیا تو مرد مذکور پر اس عورت کی ماں کے واسطے حد قذف ماری جاویگی حتےکہ جورو و مرد کے درمیان لعان ساقط ہو جائیگا اور اگر اُسنے اپنی ماں کے قذف کا مطالبہ و مخاصمہ نہ کیا بلکہ فقط اپنے قذف کی نالش کی تو دونوں میں لعان واجب ہوگی یہ شرح طحاوی میں ہے۔ اور اگر کسی مرد نے ایک اجنبیہ عورت کو قذف کیا پھر اس سے نکاح کیا پھر اُسکو قذف کیا پس عورت نے حد و لعان کا مطالبہ کیا تو مرد مذکور کو حد ماری جائیگی اور لعان نہ کرایا جائیگا اور اگر عورت مذکورہ نے فقط لعان کا مطالبہ کیا نہ حد کا پس دونوں میں لعان کرایا گیا پھر عورت مذکورہ نے حد کا مطالبہ کیا تو حد ماری جائیگی اسواسطے کہ حد و لعان میں جمع کرنا مشروع ہے یہ محیط سرخسی میں ہے۔ اور اگر کسی کی چار جورو ہوں اور اُسنے ان سب کو بیک کلام واحد قذف کیا یا ہر ایک کو زنا کے ساتھ بکلام علیحدہ قذف کیا پس اگر شوہر اور یہ عورتیں اہل لعان سے ہوں تو مرد مذکور سے ہر قذف کیواسطے ہر عورت کیساتھ علیحدہ لعان کرایا جائیگا اور اگر شوہر اہل لعان سے نہو تو اُسکو حد قذف کی سزا دیجائیگی پس ایک ہی حد سب کیطرف سے کافی ہوگی۔ اور اگر شوہر اہل لعان سے ہو اور ان عورتوں میں سے بعض اہل لعان سے نہو تو جو عورت انمیں سے اہل لعان سے ہے اُسی کے ساتھ ملاعنت کرائی جائیگی اور بس یہ بدائع میں ہے اور اگر مرد آزاد نے اپنی ذمیہ جورو یا[عـــه] باندی جورو کا قذف کیا پھر یہ ذمیہ مسلمان ہوگئی یا یہ باندی آزاد کیگئی تو مرد مذکور پر حد یا لعان کچھ واجب نہوگی۔ اور اگر باندی جورو آزاد کیگئی پھر اُسکے خاوند نے اُسکو قذف کیا تو مرد مذکور پر لعان واجب ہوگا کیونکہ وقت آزاد کیے جانے باندی مذکورہ کے دونوں میں نکاح قائم تھا پھر اگر اس معتقہ نے اپنے نفس کو اختیار کیا یعنے بخیار عتق تو لعان باطل ہوگیا اور مرد مذکور پر مہر بھی واجب نہوگا بشرطیکہ اسکے ساتھ دخول نہ کیا ہو اور اگر معتقہ مذکورہ نے اپنے نفس کو اختیار نہ کیا یہانتک کہ باہم لعان واقع ہوا اور دونوں میں تفریق کیگئی تو مرد مذکور پر نصف مہر واجب ہوگا۔ اور اسیطرح اگر اس عورت سے دخول کیا ہو پھر دونوں میں بسبب لعان کے تفریق کردیگئی تو اس عورت کو عدت کا نفقہ و سکنی[عـــه] ملیگا یہ مبسوط میں ہے۔ جورو و خاوند دونوں کافر ہیں انمیں سے زوجہ مسلمان ہوگئی اور شوہر مسلمان نہوا اور ہنوز قاضی نے شوہر پر اسلام پیش نہ کیا تھا کہ اُسنے عورت کو زنا کے ساتھ قذف کیا یا اسکے بچہ کے نسب کی نفی کی یعنے کہا میرا نہیں ہے تو مرد مذکور پر حد واجب ہوگی اور اگر اسپر تھوڑی حد ماری گئی تھی کہ پھر وہ مسلمان ہوگیا پھر عورت مذکورہ کو دوبارہ قذف کیا تو امام ابو یوسف رح نے فرمایا کہ اسپر باقی حد پوری کرنیکے بعد دونوں میں باہم لعان کرایا جائیگا یہ ینابیع میں ہے۔ اور اگر قذف کو کسی شرط سے معلق کیا تو حد و لعان کچھ واجب نہوگا۔ اور اسیطرح اگر یوں کہا کہ اگر میں نے تجھ سے نکاح کیا تو تو زانیہ ہے یا تو زانیہ ہے اگر فلاں چاہے تو یہ سب باطل ہے۔ اور اگر اپنی جورو سے کہا کہ تو نے زنا کیا قبل اُسکے کہ میں تجھ سے نکاح کروں یا میں نے تجھے زنا کرتے دیکھا

عـــه یعنی جورو یا باندی ۱۲ عـــه یعنی [illegible] واجب ہوگا ۱۲

قبل اسکے کہ مین تجھ سے نکاح کرون تو وہ آج کے روز قذف کرنیوالا ہوگا اور اسپر لعان واجب ہوگی بخلاف اسکے اگر اُسنے کہا کہ مین نے تجھے زنا کے ساتھ قذف کیا قبل اسکے کہ مین تجھ سے نکاح کرون تو اسپر حد واجب ہوگی اسواسطے کہ اسکے اقرار سے ظاہر ہوا کہ اسنے نکاح کرنے سے پہلے اسکو قذف کیا ہی تو یہ ایسا ہی جیسے یہ امر گواہون سے ثابت ہوا اور اگر عورت سے کہا کہ تیری فرج زانی ہی یا تیرا جسد زانی ہی یا تیرا بدن زانی ہی تو یہ قذف ہی بخلاف ہاتھ پاؤن کے اور جس زبان مین عورت کو زنا کی تہمت لگاوے قذف ہی پس اگر نو برس کی لڑکی ہو تو وہ مطالبہ کریگی جب بالغ ہو اور مرد پر حد ماری جاویگی اور اگر نو برس سے چھوٹی ہو تو قاذف کو تعزیر دیجائیگی یہ عینی مین ہی۔ اور اگر اپنی جورو سے کہا کہ مین نے تجھے باکرہ نہین پایا تو کچھ حد و لعان واجب نہوگی یہ جمہور کا قول ہی اور یہی چارون اماموں و اُنکے اصحاب کا قول ہے اور یہی اصح ہی یہ غایۃ السروجی مین ہی اور اگر کہا کہ وجدت معک رجلا یجامعہا یعنے پایا مین نے عورت کے ساتھ ایک مرد کہ اُسکے ساتھ مجامع[1] تھا تو اس قول سے وہ قاذف نہوگا اور اگر کہا کہ تیرے ساتھ زبردستی زنا کیا گیا یا تیرے ساتھ طفل نے زنا کیا تو قاذف نہوگا یہ مبسوط مین ہی۔ اور اگر عورت سے کہا کہ تونے زنا کیا درحالیکہ تو صغیرہ تھی یا مجنونہ تھی اور حال یہ ہے کہ اسکا جنون معہود ہی تو حد و لعان کچھ واجب نہوگی اور مرد مذکور فی الحال قاذف قرار نہ دیا جائیگا یہ غایۃ السروجی مین ہی اور اگر عورت سے کہا کہ تونے زنا کیا اور یہ حمل زنا سے ہی تو دونون مین باہم لعان واجب ہوگی بسبب قذف پائی جانے کے کیونکہ اُسنے زنا کو صریح ذکر کیا ہی مگر بعد لعان کے قاضی اس حمل کی نفی نہ کریگا یعنے یہ نہوگا کہ اس بچہ کا نسب منقطع کرکے صرف اسکی ماں کیطرف منسوب کرے یہ ہدایہ مین ہی۔ اور اگر شوہر نے کہا کہ تیرا حمل مجھ سے نہین ہی تو لعان واجب نہوگی اور یہ امام ابوحنیفہؒ و امام زفرؒ کا قول ہی اور صاحبینؒ نے کہا کہ اگر چھ مہینہ سے کم مین بچہ پیدا ہوا تو دونون لعان کرینگے اور اگر اس سے زیادہ مین پیدا ہوا تو لعان نہین ہی اور یہی صحیح ہی یہ مضمرات مین ہی اور ایسا ہی متون مین مذکور ہی۔ اور اگر کسی مرد نے اپنی جورو کے بچہ کے بعد ولادت کے پیدا ہوتے ہی یا جس حال مین کہ قبول مبارکباد یا سامان ولادت کی خریداری کا وقت ہے نفی کی تو نفی صحیح ہی اور باہم لعان واقع ہوگا اور اگر اسکے بعد نفی کی تو لعان واقع ہوگا مگر بچہ کا نسب ثابت ہوگا۔ اور اگر مرد اپنی جورو کے پاس سے غائب ہوا اور اُسکو ولادت طفل سے آگاہی نہوئی یہانتک کہ وہ سفر سے آیا (اسی مرد سے کہا) تو جس مقدار مین تہنیت قبول ہوتی ہی اس عرصہ تک اُسکو امام اعظمؒ کے نزدیک بچہ کی نفی کا اختیار ہی اور صاحبینؒ نے کہا کہ بعد آجانے کے مقدار مدت نفاس تک نفی کرسکتا ہی اسواسطے کہ نسب لازم نہین ہوتا ہی الا بعد اسکے علم کے پس آنیکی حالت بمنزلہ حالت ولادت کے ہوئی یہ کافی مین ہی۔ اور اگر صریحاً یا دلالۃً بچہ کے نسب کا اقرار کرلیا تو پھر اسکے بعد اسکی نفی صحیح نہین ہی خواہ بحضور ولادت ہو یا اسکے بعد اور صریح کی صورت یہ ہی کہ یون کہے کہ یہ میرا بچہ ہی اور دلالت کی صورت یہ ہی کہ مبارکباد دینے کے وقت ساکت ہوجاوے ولیکن اس سے لعان کرادیا جائیگا یہ غایۃ البیان مین ہی۔ کسی مرد کی جورو کے بچہ پیدا ہوا پس مرد مذکور نے اسکی نفی کی اور کہا کہ یہ بچہ میرا

---

[1] مجامع جیسے کنایہ وطی سے ہی ویسے ہی لغت مین یکجا ہونے کے محاورہ مین ہی اور مترجم کہتا ہی کہ زبان اُردو مین اگر جماع کہا تو قذف متعین ہی کیونکہ یہان لغت متروک ہی فافہم ۱۲ [2] یعنے جس و زکہا ہی ۱۲ [3] یا قبل میرے تجھ سے نکاح کرنیکے ۱۲ [4] امام مالکؒ و شافعیؒ و احمدؒ و امام اعظمؒ ۱۲

نہین ہے یا کہا کہ یہ بچہ زنا کا ہے اور لعان کسی وجہ سے ساقط ہے تو نسب منتفی نہوگا خواہ مرد مذکور پر حد واجب ہو یا واجب
نہو اسیطرح اگر مرد مذکور و اسکی جورو دونون اہل لعان سے ہون مگر دونون نے باہم لعان نہ کیا تو نسب منتفی نہوگا
یہ شرح طحاوی مین ہے۔ اور اگر اپنی زوجہ حرہ کے بچہ کی نفی کی پس عورت نے اسکی تصدیق کی تو حد و لعان کچھ لازم نہوگی اور
یہ بچہ ان دونون سے ثابت النسب ہوگا اسکی نفی پر ان دونون کے قول کی تصدیق اس بچہ کے حق مین نہوگی یہ اختیار
شرح مختار مین ہے۔ اور اگر اپنی زوجہ کے بچہ کی نفی کی اور یہ دونون ایسی حالتمین ہین کہ دونون پر لعان واجب نہین
ہوتی ہے تو بچہ کا نسب منتفی نہوگا اور اسیطرح اگر بچہ کا نطفہ ایسے حال مین قرار پایا ہو کہ دونون پر لعان واجب نہوتا ہو
پھر دونون ایسی حالت مین ہوگئے کہ لعان کر سکتے ہین مثلاً عورت کسی کی باندی یا عورت کتابیہ کافرہ تھی اسوقت بچہ کا
علوق ہوا پھر باندی آزاد کیگئی یا کافرہ مسلمان ہوگئی تو نفی کرنیکی صورت مین دونو نمین لعان نہ کرایا جائیگا اور بچہ کا
نسب منتفی نہوگا یہ محیط سرخسی مین ہے۔ اور اگر زوجہ کے بچہ پیدا ہوا پھر وہ مرگیا پھر شوہر نے اسکی نفی کی تو بچہ کا نسب اس مرد
کو لازم ہوگا بعد لعان کے بھی اور دونون سے لعان کرایا جائیگا اور اسیطرح اگر عورت کے دو بچہ پیدا ہوے کہ انمین سے
ایک مردہ ہے پس شوہر نے دونون کی نفی کی تو باہم لعان کرایا جائیگا اور دونون بچہ اس مرد کو لازم ہونگے اور اسیطرح اگر
عورت کے بچہ پیدا ہوا پھر شوہر نے اسکی نفی کی پھر قبل لعان کے بچہ مرگیا تو شوہر سے لعان کرایا جائیگا اور بچہ اسکے ساتھ
لازم ہوگا یہ بدائع مین ہے۔ ایک عورت ایک ہی پیٹ سے دو بچہ جنی یعنے آگے پیچھے پس شوہر نے اول بچہ کا اقرار کیا اور
دوسرے بچہ کی نفی کی تو دونون بچہ اسکو لازم ہونگے اور عورت سے لعان کریگا اور اگر اول کی نفی کی اور دوسرے کا اقرار
کیا تو دونون بچہ اُسکو لازم ہونگے اور اسپر حد قذف واجب ہوگی اور اگر دونون کی نفی کی پھر دونون مین سے ایک
قبل لعان کے مرگیا تو زندہ بچہ کی بابت لعان کریگا اور یہ دونون اُسی کے بچہ قرار دیے جاوینگے۔ اور اسیطرح اگر عورت
دو بچہ جنی جنمین سے ایک مردہ ہے پس شوہر نے دونون کی نفی کی تو دونون اسکو لازم ہونگے اور زندہ بچہ کی بابت
لعان کریگا یہ فتاوے قاضیخان مین ہے۔ اور اگر عورت ایک بچہ جنی پس شوہر نے اسکی نفی کی اور اسکی بابت لعان کیا پھر
دوسرے روز عورت دوسرا بچہ جنی تو دونون بچہ اس مرد کو لازم ہونگے اور لعان ہوچکا پس اگر اُسنے کہا کہ یہ دونون
میری اولاد ہین تو سچا ہوگا اور اسپر حد واجب نہوگی اور اگر کہا کہ یہ دونون میری اولاد نہین ہین تو اسکی اولاد ہونگے اور
اُسپر حد واجب نہوگی اور اگر مرد مذکور نے کہا کہ مین نے دروغ لعان کی اور جو کچھ مین نے عورت مذکورہ کو قذف مین کہا
جھوٹی تہمت لگائی تو مرد مذکور پر حد واجب ہوگی یہ مبسوط مین ہے۔ اور اباحت نکاح کے واسطے عورت کی تصدیق چار مرتبہ
شرط ہے اور حد و لعان ساقط ہونے کے واسطے ایک ہی مرتبہ کافی ہے یہ سراج الوہاج مین ہے۔ اور اگر اپنی جورو کو
طلاق رجعی دیدی پھر دو برس سے ایک روز کم مین اسکے بچہ پیدا ہوا پس مرد نے اسکی نفی کی پھر دو برس سے ایک
روز بعد دوسرا بچہ پیدا ہوا کہ اُسکے نسب کا اقرار کیا تو عورت مذکورہ اس سے بائنہ ہوگئی اور حد و لعان کچھ واجب

سلہ نفی سے یہ غرض ہے کہ مرد نے بچہ کے نسب سے انکار کیا کہ یہ میرا نہین ہے قولہ لازم ہوگا یعنے ثابت النسب بچہ کے جو احکام پرورش وغیرہ
شرعاً ثابت ہین وہ مرد کے ذمہ لازم ہونگے ۱۲ حہ یعنے حمل سے ۱۲

ہوگی یہ امام اعظمؒ و امام ابو یوسفؒ کا قول ہے اور اگر طلاق بائن ہو اور باقی مسئلہ بحالہا ہو تو مرد مذکور پر حد ماری جائیگی اور دونوں بچوں کا نسب اس سے ثابت ہوگا یہ امام اعظمؒ و امام ابو یوسفؒ کا قول ہے یہ ایضاح میں ہے۔ اور حسنؒ نے ذکر کیا امام اعظمؒ سے کہ اگر ایک عورت تین بچہ ایک ہی پیٹ سے جنی پس شوہر نے اول کا اقرار کیا اور دوسرے کی نفی کی اور تیسرے کا اقرار کیا تو لعان کرایا جائیگا اور یہ سب بچے اسکی اولاد ہونگے اور اگر اُسنے پہلے و تیسرے کی نفی کی اور دوسرے کا اقرار کیا تو اُسکو حد ماری جائیگی اور یہ سب اسکی اولاد ثابت النسب ہونگی اور اسیطرح اگر ایک ہی بچہ کی نسبت اُسنے پہلے اقرار کیا پھر نفی کی پھر اقرار کیا تو باہم لعان کرایا جائیگا اور بچہ اس سے ثابت النسب اسکو لازم ہوگا اور اگر پہلے اسکی نفی کی پھر اقرار کیا تو اُسکو حد ماری جائیگی اور بچہ اسکو لازم ہوگا یہ محیط سرخسی میں ہے۔ اور اگر کسی مرد نے ایک عورت سے نکاح کیا اور اُسکے ساتھ دخول نہ کیا اور نہ اُسکو دیکھا یہانتک کہ اُسکے ایک بچہ پیدا ہوا پس مرد نے اسکی نفی کی تو وہ عورت سے لعان کریگا اور بعد لعان کے بچہ مذکور اُسکی ماں کو لازم کیا جائیگا اور شوہر پر مہر کامل واجب ہوگا یہ تحریر شرح تلخیص جامع کبیر حصیری میں ہے۔ اور اگر اپنی دو عورتوں سے کہا کہ تم میں ایک بسہ طلاق طالقہ ہے اور وہ دونوں سے دخول کر چکا ہے اور اُسنے دونوں میں سے کسی کو بیان نہ کیا یہانتک کہ دونوں میں سے ایک عورت وقت طلاق سے دو برس زیادہ میں بچہ جنی تو دوسری عورت طلاق کے واسطے متعین ہوجائیگی اور دوسری عورت جو بچہ جنی ہے نکاح کے واسطے متعین ہوجائیگی پس اگر اُسنے بچہ کی نفی کی تو قاضی ان دونوں میں لعان کرادیگا کیونکہ سبب لعان موجود ہے اور بچہ کا نسب منقطع نہوگا۔ اور اگر عورت کے بچہ پیدا ہوا اور اُسکا شوہر غائب ہے پھر اُسنے بچہ کا دودھ اپنے وقت پر چھڑایا اور قاضی سے درخواست کی کہ اسکا اور اُسکے بچہ کا نفقہ مقدر کر دے اور گواہ قائم کر دیے پس قاضی نے دونوں کا نفقہ مقدر کر دیا پھر شوہر آیا اور اُسنے بچہ کی نفی کی تو قاضی ان دونوں میں لعان کراکے بچہ کا نسب اس مرد سے منقطع کر دیگا اور اگر نسب محکوم بہ ہو تو بحکومت قاضی دونوں سے باہم لعان کرائیگا۔ اور اگر عورت کے ایک بچہ پیدا ہوا اور یہ بچہ دائی کے بچہ پر لوٹ کر گرا جس سے وہ دودھ پیتا بچہ مر گیا اور اسکی دیت کا حکم اس بچہ کے باپ کی مددگار برادری پر کیا گیا پھر اسکے باپ نے اسکے نسب کی نفی کی تو قاضی اس بچہ کے ماں و باپ میں لعان کرائیگا اور اس بچہ کا نسب قطع نہ کریگا یہ تحریر شرح تلخیص جامع کبیر میں ہے۔ ایک مرد نے ایک عورت سے نکاح کیا پس وقت نکاح سے چھ مہینے پورے ہونیکے بعد اس عورت کے بچہ پیدا ہوا تو قاضی اس بچہ کے ثبوت نسب و دعورت مذکورہ کے ساتھ دخول واقع ہونیکا حکم دیگا حتے کہ عورت کے واسطے پورے مہر و نفقہ عدت کا حکم کریگا اور اگر مرد نے اس بچہ کی نفی کی تو ان دونوں میں باہم لعان کرایا جائیگا اور بچہ کا نسب مرد سے منقطع کیا جائیگا اگرچہ وہ اس بات کا محکوم بہ ہو گیا ہے کہ اس مرد کا ہے کیونکہ پورے مہر و نفقہ عدت کا حکم دیا گیا ہے۔ اسیطرح اگر مطلقہ طلاق رجعی دو برس سے زیادہ میں بچہ جنی تو یہ رجعت ہوگی اور اگر مرد نے اس بچہ کی نفی کی تو قاضی دونوں میں لعان کرائیگا اور بچہ کو اسکی ماں کے ساتھ لاحق کر دیگا یہ تحریر شرح جامع کبیر حصیری میں ہے۔ اگر قذف[1] بولد ہو تو قاضی اس ولد کا نسب منقطع کرکے اسکی ماں کے ساتھ لاحق کر دیگا اور اس لعان کی صورت یہ ہے کہ حاکم اس مرد کو حکم دے کہ یون قسم کھاوے اشہد باللہ انی لمن الصادقین

[1] یعنے زنا کی تہمت کسی کلام سے نہیں لگائی بلکہ اسطرح کہ بچے کے نسب سے انکار کیا بایں طور کہ میرا نہیں ہے بلکہ اجنبی مرد کا ہے ۱۲ منہ

فیما رمیتہا بہ من نفی الولد یعنے شہادت دیتا ہون مین قسم اللہ تعالے کی کہ مین البتہ ضرور سچون مین سے ہون اس بات مین جو مین نے اس عورت کو لگائی ہے ولد کی نفی سے۔ اور اسیطرح عورت کیجانب سے بھی عورت یون کہے کہ اشہد باللہ انہ لمن الکاذبین فیما رمانی بہ من نفی الولد یعنے مین قسم اللہ تعالی کی گواہی دیتی ہون کہ اس مرد نے نفی ولد کی بات جو مجھے لگائی ہے اسمین یہ جھوٹا ہے۔ اور اگر مرد نے اسکو زنا اور نفی ولد دونون سے قذف کیا ہو تو لعان مین دونون باتین ذکر کرے یعنے مرد یون کہے کہ اشہد باللہ انی لمن الصادقین فیما رمیتہا بہ من الزنا ونفی الولد اور عورت یون کہے کہ اشہد باللہ انہ لمن الکاذبین فیما رمانی بہ من الزنا ونفی الولد یہ کافی مین ہے۔ اور جب قاضی نے بعد لعان کے ان دونون مین تفریق کردی تو یہ بچہ اپنی مان کو لازم ہوگا۔ اور بشرؒ نے امام ابو یوسفؒ سے روایت کی کہ ضرور ہے کہ قاضی یون کہے کہ مین نے تم دونون مین تفریق کردی اور اس بچہ کا نسب اس مرد سے قطع کردیا حتے کہ اگر قاضی نے یہ بات نہ کہی تو مرد مذکور سے اسکا نسب قطع نہوگا اور یہ صحیح ہے یہ مبسوط و نہایہ مین ہے پھر قاضی اس بچہ کا نسب نفی کرکے اسکی مان کے ساتھ لاحق کردیگا اور امام ابو یوسفؒ سے روایت ہے کہ قاضی دونون مین تفریق کریگا اور کہیگا کہ مین نے یہ بچہ اسکی مان کے ساتھ لاحق کیا اور اس مرد کو اسکے نسب (اس بچہ کے ۱۲) سے خارج کردیا چنانچہ اگر قاضی نے یہ نہ کہا تو نسب قطع نہوگا یہ کافی مین ہے اور مبسوط مین لکھا ہے کہ یہی صحیح ہے یہ شرح مجمع البحرین ابن الملک مین ہے۔ اور اگر بعد لعان کے جورو و مرد دونون سے یا ایک سے ایسی کوئی بات پائی گئی کہ اگر قبل لعان کے پائی جاتی تو لعان سے مانع ہوتی تو دونون باہم لعان کنندہ باقی نہ رہینگے پس مرد مذکور کو حلال ہوگا کہ اس عورت سے نکاح کرے اور اسکی صورت یہ ہے کہ مثلاً مرد نے اپنی تکذیب کی پس اسکو حد ماری گئی یا عورت نے اپنی تکذیب کی یا دونون مین سے کسی نے کسی آدمی کو قذف کیا جسکے سبب سے اسپر حد قذف ماری گئی یا دونون مین سے کوئی گونگا ہوگیا یا عورت مجنونہ ہوگئی یا بوطی حرام اسکے ساتھ وطی کیگئی یا دونون مین کوئی مرتد ہوکر مسلمان ہوگیا پس ان امور مذکورہ مین سے اگر کوئی بات پائی گئی تو امام اعظمؒ و امام محمدؒ کے نزدیک مرد مذکور کو اس عورت سے نکاح کرلینا حلال ہوجائیگا یہ ینابیع و سراج الوہاج مین ہے۔ اور اگر دونون مین تفریق کردیگئی پھر عورت معتوہہ ہوگئی تو مرد کو اس سے نکاح کرلینا جائز نہین ہے کیونکہ معتوہ ہونے مین اہلیت لعان باقی رہتی ہے یہ تحریر شرح جامع کبیر حصیری مین ہے۔ اور اگر مرد مجبوب یا خصی ہو تو اسکے نفی ولد کی صورت مین لعان مشروع نہین ہے یہ بحر الرائق مین ہے۔ ملاعنہ عورت کا بچہ یعنے جسکا نسب مرد ملاعن سے قطع کرکے اسکی مان کے ساتھ لاحق کیا گیا ہے بعضے احکام مین وہ نسب کے ساتھ لاحق کیا گیا ہے چنانچہ علماء نے فرمایا ہے کہ اگر ملاعنہ کے بچہ نے اپنے باپ کے واسطے گواہی دی تو قبول نہوگی اسیطرح اگر اسکے باپ نے یعنے جسنے نفی کی ہے اور لعان کیا ہے اس بچہ کے واسطے گواہی دی تو مقبول نہوگی۔ اور اسیطرح اگر مرد نے اپنے مال کی زکوٰۃ اپنی ملاعنہ جورو کے اس بچہ کو دی جسکی نسبت لعان کیا ہے یا اسنے اپنے مال کی زکوٰۃ اس مرد کو دی تو نہین جائز ہے اور اسیطرح اگر ملاعنہ کے اس بچہ کا پسر پیدا ہوا اور اس مرد ملاعن کی دختر (یعنے اس بچہ سے ۱۲) کسی دوسری جورو سے ہے اور دونون مین نکاح ہوا یا ملاعنہ کے ولد کی دختر اور اس مرد کی دوسری جورو سے بیٹا ہوا اور اس پسر نے اس دختر سے نکاح کیا تو نکاح جائز نہین ہے اور اسیطرح اگر اس ولد ملاعنہ کا کسی شخص نے دعوے کیا یعنے اپنے نسب کا دعوے کیا تو صحیح نہین ہے اگرچہ ولد نے اسکے قول کی تصدیق کی ہو۔ اور بعضے احکام مین ولد ملاعنہ

اجنبیون کے ساتھ لاحق کیا جاتا ہے حتے کہ ملاعنہ کا ولد اس مرد ملاعن کا وارث نہوگا اور اسیطرح مرد ملاعن اسکا وارث نہوگا اور اسیطرح ان دو نون مین سے کوئی دوسرے پر نفقہ کا مستحق نہین ہے یہ ذخیرہ مین ہے۔ اور اگر عورت نے شوہر پر نالش کی اور دعوی کیا کہ اُسنے مجھکو قذف کیا ہے اور شوہر نے اس سے انکار کیا تو قذف ثابت کرنیکے واسطے عورت کی طرف سے سواے دو عادل مردون کی گواہی کے اور گواہی قبول نہوگی اور عورتون کی گواہی قبول نہوگی اور نہ شہادۃ علی الشہادۃ قبول ہوگی یعنے گواہون نے اپنی گواہی پر اور گواہ قائم کر دیے جنھون نے گواہی دی تو نامقبول ہوگی اور قاضی کا خط بجانب قاضی دیگر اس اثبات کے واسطے بھی مقبول نہوگا جیسے اجنبی پر قذف ثابت کرنیکے واسطے نامقبول ہے یہ بدائع مین ہے۔ اور اگر عورت نے دو مرد گواہ قائم کیے پھر مرد نے بھی دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتین اس امر کی گواہی دین کہ عورت مدعیہ نے مرد مذکور کے قذف کرنے کی تصدیق کی تھی تو لعان ساقط ہو گیا اور مرد پر حد بھی لازم[1] نہوگی۔ اور اگر عورت کے پاس گواہ نہون اور اُسنے چاہا کہ شوہر کو اس امر پر قسم دلاوے تو عورت کو قسم دلانے کا اختیار نہین ہے یہ شرح طحاوی مین ہے۔ اور اگر شوہر نے عورت کے تصدیق کرنے کا یعنے اسنے میری تصدیق کی تھی دعوی کیا اور چاہا کہ عورت کو اس بات پر قسم دلاوے تو عورت پر قسم لازم نہوگی یہ مبسوط مین ہے۔ اور اگر عورت پر زنا کے چار گواہ قائم ہوے تو لعان واجب نہوگی اور عورت پر حد زنا جاری کی جائیگی۔ اور اگر چار گواہ قائم ہوے مگر انمین سے ایک گواہ اسکا شوہر ہے پس اگر قبل اسکے مرد مذکور کیطرف سے قذف نہوا ہو تو ان گواہون کی گواہی قبول ہوگی اور ہمارے نزدیک عورت پر حد زنا جاری کیجائیگی۔ اور اگر شوہر اس سے پہلے اسکو قذف کر چکا ہو پھر اپنے سواے زنا کے اور تین گواہ لایا تو یہ گواہ قذف کنندہ قرار دیے جاوینگے کہ انپر حد قذف جاری کیجائیگی اور چوتھے شوہر پر عورت کے ساتھ لعان کرنی واجب ہوگی۔ اور اگر شوہر اور تین گواہ اور آئے اور ان سب نے گواہی دی کہ اس عورت نے زنا کیا ہے مگر ان گواہون کی تصدیق نہوئی تو عورت پر حد زنا واجب نہوگی اور نہ ان گواہون پر حد قذف واجب ہوگی اور نہ شوہر پر لعان واجب ہوگی یہ بدائع مین ہے اور اگر شوہر کے ساتھ تین اندھون نے عورت پر زنا کی گواہی دی تو ان اندھون کو حد قذف ماری جائیگی اور شوہر پر لعان واجب ہوگا۔ اور اگر عورت کے واسطے اُسکے دو لڑکون نے اُسکے شوہر پر گواہی دی کہ اس مرد نے اس عورت کو قذف کیا ہے تو ان دونون کی گواہی جائز نہوگی اور اسیطرح اگر عورت کے باپ اور عورت کے پسر نے اسطرح گواہی دی تو بھی ناجائز ہے۔ اور اگر عورت کے دو گواہون مین سے ایک نے گواہی دی کہ اس مرد یعنے عورت کے شوہر نے اس عورت کو زنا کے ساتھ قذف کیا اور دوسرے نے گواہی دی کہ اس مرد نے اس عورت کے بچہ کو کہا کہ یہ زنا سے پیدا ہے تو یہ گواہی جائز نہوگی یعنے قذف کرنا ثابت نہوگا اور اگر ایک گواہ نے کہا کہ اس مرد نے اسکو عربی زبان مین قذف کیا اور دوسرے نے گواہی دی کہ اسنے فارسی زبان مین قذف کیا تو یہ گواہی قبول نہوگی۔ اور اگر ایک گواہ نے گواہی دی کہ اس مرد نے اس عورت کو کہا کہ تیرے ساتھ زید نے زنا کیا اور دوسرے گواہ نے گواہی دی کہ اسنے اس عورت سے کہا کہ تیرے ساتھ عمرو نے زنا کیا ہے تو مرد مذکور پر لعان واجب ہوگا۔ اور اگر کسی مرد نے اپنی جورو کو زید کے ساتھ قذف کیا پھر زید آیا

---

[1] قولہ حد الخ کیونکہ مرد کے گواہ اگرچہ مثبت نہین ہین لیکن موجب اشتباہ ہوے اور حد تندرا با شبہات ۱۲

اور اُسنے اس مرد سے اپنے قذف کرنے کا مطالبہ کیا تو اس مرد کو حد قذف ماری جائیگی اور لعان ساقط ہو جائیگا۔ اور جب دو گواہوں نے کسی عورت کے شوہر پر اسکے قذف کرنے کی گواہی دی تو قاضی اسکو قید کریگا یہانتک کہ ان گواہونکی عدالت دریافت کرے اور مرد مذکور سے کفیل نفس قبول نہ کریگا اور اگر دونون گواہون نے کہا کہ ہم گواہی دیتے ہین کہ اس مرد نے اپنی جورو کو اور باندی کو ایک ہی کلمہ سے قذف کیا تو یہ گواہی جائز نہوگی۔ اور اگر زید کے دو بیٹون نے جو ہندہ اسکی جورو کے سوائے دوسری جورو کے پیٹ سے ہین زید پر یہ گواہی دی کہ زید نے اس ہندہ کو قذف کیا ہی اور ان دونون کی مان زید کے پاس ہی تو ان دونون کی گواہی جائز نہوگی لیکن اگر زید غلام ہو یا محدود القذف ہو تو ضرب حد کی گواہی ان دونون کی زید پر قبول ہوگی اور اگر زید پر دو گواہون نے دی کہ اُسنے اپنی جورو کو قذف کیا ہے پھر دونون گواہون کی تعدیل ہوگئی پھر قبل اسکے کہ قاضی اُنکی گواہی پر کچھ حکم دے یہ دونون گواہ مر گئے یا کہین چلے گئے تو قاضی لعان کا حکم دیدیگا اسواسطے کہ مر جانا یا غائب ہو جانا اُنکی عدالت مین قادح نہین ہی بخلاف اسکے اگر دونون اندھے ہوگئے یا مرتد یا فاسق ہوگئے تو ایسا نہین ہی یہ مبسوط مین ہی۔ اور اگر عورت نے چار گواہ قائم کیے جنمین سے دو گواہون نے گواہی دی کہ اسکے شوہر زید نے اسکو جمعرات کے روز قذف کیا ہی اور باقی دو گواہون نے گواہی دی کہ اسنے جمعہ کے روز قذف کیا ہی تو امام اعظمؒ کے نزدیک دونون جورو و مرد مین باہم لعان کرنیکا حکم دیا جائیگا یہ تاتارخانیہ مین ہی۔ اور اگر شوہر نے دعوےٰ کر دیا کہ میرے اسکو قذف کرنے کے روز یہ باندی یا ذمیہ تھی تو لعان واجب نہوگا الا آنکہ عورت مذکورہ قاضی کے نزدیک حریت یا اسلام کی راہ سے معروف ہو اور اگر شوہر نے گواہ قائم کیے کہ بروز قذف کرنیکے یہ عورت رقیقہ یا کافرہ تھی اور عورت نے اپنے آزاد ہونے یا مسلمان ہونیکے گواہ قائم کئے تو گواہ عورت کے اَولیٰ ہونگے لیکن اگر شوہر کے گواہون سے یہ بات بھی ثابت ہوتی ہو کہ یہ عورت بعد اسلام کے مرتد ہو گئی تھی تو یہ حکم نہین ہی یہ عتابیہ مین ہی۔ اگر مرد قاذف نے دو مرد گواہ اس مضمون کے قائم کیے کہ عورت نے خود زنا کا اقرار کیا ہی تو شوہر کے ذمہ سے لعان ساقط ہو جائیگا اور عورت کے ذمہ حد زنا لازم نہ آویگی جیسے کہ اسکے ایک مرتبہ اقرار کر دینے سے لازم نہین آتی ہی۔ اور اگر ایک مرد اور دو عورتون نے عورت پر اس مضمون کی گواہی دی تو بھی استحساناً لعان ساقط ہونے کا حکم ہوگا۔ اور اگر مرد نے یہ دعویٰ کیا کہ یہ عورت زانیہ ہی یا وطی حرام اس سے وطی کیگئی تو مرد پر لعان واجب ہوگی پھر اگر شوہر نے دعویٰ کیا کہ میرے پاس اس امر کے گواہ ہین کہ مین جسطرح کہتا ہون کہ یہ عورت ایسی ہی ہی تو مجلس سے قاضی کے اُٹھنے تک اُسکو مہلت دیجائیگی بس اگر وہ گواہ لے آیا تو خیر ورنہ ضرورت ہی لعان کریگا۔ اور اگر شوہر نے کہا کہ مین نے اسکو قذف کیا درحالیکہ یہ صغیرہ تھی اور عورت نے کہا کہ اسنے وقت بلوغ کے قذف کیا ہی تو قول شوہر کا قبول ہوگا اور گواہ اگر دونون نے قائم کیے تو عورت کے گواہ مقبول ہونگے۔ اور اگر عورت نے قذف متقادم کا دعوےٰ کیا یعنے ایسے قذف کا جسکو زمانہ دراز گذر گیا ہی اور اسپر گواہ قائم کیے تو جائز ہی پھر اگر شوہر نے گواہ قائم کیے کہ مین نے اس عورت کو اسکے بعد طلاق بائن دیدی اور خطبہ کرکے اسکے ساتھ نکاح کر لیا تو دونون مین لعان و حد کچھ واجب نہوگی یہ مبسوط مین ہے

ف۱ اس گواہی پر حکم نہ دیگا ۱۲ ف۲ دیا جائیگا کیونکہ شاید اسنے دونون گواہونپر قذف کیا ہو اور نصاب دونون فریق کا پورا ہی ۱۲ ف۳ یعنے وہی مقبول ہونگے

بارھوان باب۔ عنین کے بیان مین۔ عنین اُسکو کہتے ہین جو باوجود قیام آلہ کے عورتون سے وصل نہو سکے پس اگر وہ ایسا ہو کہ ثیبہ عورتون تک پہونچتا ہو اور باکرہ عورتون تک نہ پہونچتا ہو یا بعضی عورتون تک پہونچتا ہو اور بعضی تک نہ پہونچتا ہو اور یہ امر کسی مرض یا ضعف خلقت یا بڑھاپے یا سحر کی وجہ سے ہو تو جن عورتون کیطرف یہ نہین پہونچ سکتا ہے اُنکے حق مین یہ عنین ہوگا یہ نہایہ مین ہے۔ اور اگر اُسنے حشفہ یعنے ذکر کا سر اندر کر دیا تو وہ عنین نہین ہے۔ اور اگر سر ذکر کٹا ہوا ہو تو ضرور ہے کہ باقی ذکر کو اندر کرے یہ بحر الرائق مین ہے۔ اور اگر عورت اپنے شوہر کو قاضی کے پاس لے گئی اور اُسپر دعوی کیا کہ یہ عنین ہے اور فرقت کی درخواست کی تو قاضی اسکے شوہر سے دریافت کریگا کہ تو اس عورت تک پہونچا ہے یا نہین پہونچا پس اگر اُسنے اقرار کیا کہ مین نہین پہونچا تو اُسکو ایک سال کی مہلت دیگا خواہ عورت باکرہ ہو یا ثیبہ ہو۔ اور اگر شوہر نے اسکے دعوے سے انکار کیا اور کہا کہ مین اس تک پہونچا ہون پس اگر یہ عورت ثیبہ ہو تو قول مرد کا معتبر ہوگا مگر قسم کے ساتھ کہ مین اس تک پہونچا ہون یہ بدائع مین ہے۔ پس اگر مرد مذکور نے قسم کھالی تو عورت کا حق باطل ہو گیا اور اگر اُسنے قسم سے انکار کیا تو قاضی اسکو ایک سال کی مہلت دیگا یہ کافی مین ہے۔ اور اگر عورت نے کہا کہ مین ویسی ہی باکرہ موجود ہون تو عورتین اسکو دیکھین اور ایک عورت کافی ہے اور دو ہون تو احوط و اوثق ہے پس اگر عورتون نے کہا کہ یہ ثیبہ ہے تو قسم سے شوہر کا قول قبول ہوگا یہ سراج الوہاج مین ہے پس اگر مرد نے قسم کھالی تو عورت کا کچھ حق نہین ہے اور اگر اُسنے قسم سے انکار کیا تو اُسکو ایک سال کی مہلت دیجائیگی یہ ہدایہ مین ہے۔ اور اگر عورتون نے کہا کہ یہ باکرہ ہے تو بدون قسم کے عورت کا قول قبول ہوگا اور اگر عورتون کو اسکے معاملہ مین شک پیدا ہوا تو اس عورت کا امتحان کیا جائیگا پس بعض نے فرمایا کہ اسکو حکم دیا جائیگا کہ دیوار پر پیشاب کرے پس اگر وہ دیوار پر دھار پھینک سکے تو باکرہ ہے ورنہ ثیبہ ہے اور بعض نے فرمایا کہ مرغی کے انڈے سے اسکا امتحان کیا جاوے پس اگر مرغی کا انڈا اس کے اندام نہانی مین چلا جاوے یعنے سما جاوے اس سوراخ سے تو ثیبہ ہے اور اگر نہ سماوے تو باکرہ ہے یہ سراج الوہاج مین ہے اور اگر بعضی عورتون نے کہا کہ باکرہ ہے اور بعض نے کہا کہ ثیبہ ہے تو ان عورتون کے سوا دوسری عورتون کو دکھلاوے پس جب ثابت ہو جاوے کہ مرد مذکور اس عورت تک نہین پہونچا ہے تو اُسکو ایک سال کی مہلت دے خواہ یہ مرد درخواست کرے یا نہ کرے اور مہلت مذکور دینے پر گواہ کرے اور اسکی تاریخ لکھدے یہ فتاوے قاضیخان مین ہے۔ اور ابتدائے مدت مذکورہ وقت مخاصمہ سے ہوگی یہ محیط مین ہے۔ اور یہ مہلت سوائے قاضی مصر یا مدینہ کے اور کیطرف سے نہوگی پس اگر عورت نے خود اسکو مہلت دی یا قاضی کے سوائے دوسرے نے مہلت دی تو اس مہلت کا اعتبار نہوگا یہ فتاوے قاضیخان مین ہے۔ اور اس مدت مین سال قمری معتبر ہے یہی ظاہر الروایہ ہے کذا فی التبیین اور یہی صحیح ہے یہ ہدایہ مین ہے اور حسنؒ نے امام اعظمؒ سے روایت کی ہے کہ سال شمسی معتبر ہے اور وہ سال قمری سے چند روز زیادہ ہوتا ہے اور شمس الائمہ سرخسی شرح کافی مین روایت حسنؒ کیطرف گئے ہین کہ اسکے اختیار کرنے مین احتیاط ہے اور یہی مذہب صاحب تحفہ کا ہے اور یہی میرے نزدیک مختار ہے یہ غایۃ البیان مین ہے اور اسی کو شمس الائمہ نے اختیار کیا ہے یہ مبسوط مین ہے اور امام قاضیخان و

ف احوط زیادہ احتیاط ہے اوثق زیادہ معتمد ہے ۱۲ ف جادو ۱۲ ف ورنہ عنین ہوگا ۱۲ ف یعنے قاضی شہر کلان یا خرد ۱۲

امام ظہیر الدین نے مدت مہلت میں یہ اختیار کیا ہے کہ سال شمسی کی مہلت دیجاوے کہ اسکے اختیار کرنے میں احتیاط ہے یہ کفایہ میں ہے اور اسی پر فتوے ہے یہ خلاصہ میں ہے۔ شمس الائمہ حلوائی سے منقول ہے کہ سال شمسی تین سو پینسٹھ روز اور ایک چوتھائی روز اور ایکسو بیسوان حصہ روز کا ہوتا ہے اور سال قمری تین سو چون روز کا ہوتا ہے یہ کافی میں ہے۔ اور مجتبے میں لکھا ہے کہ اگر تاجیل درمیان مہینہ سے واقع ہوئی تو بالاجماع سال کا اعتبار دنون کے شمار سے ہوگا یہ بحر الرائق میں ہے اور ان ایام میں سے عورت کے ایام حیض و ماہ رمضان محسوب کر دیا جائیگا یہ شرح جامع کبیر قاضیخان میں ہے اور مرد کے مرض یا عورت کے مرض کے ایام محسوب نہ کیے جاوینگے یہ ہدایہ میں ہے۔ پس اگر اس سال میں مرد مذکور مریض ہوگیا تو بقدر مدت مرض کے امام محمدؒ کے نزدیک اسکو اور مہلت دیجائیگی اور اسی پر فتوے ہے یہ فتاوئے کبریٰ میں ہے۔ اور اگر مرد نے حج کیا یا کہین غائب ہوگیا تو یہ ایام مرد کے ذمہ محسوب ہونگے اور اگر عورت نے حج کیا یا کہین غائب ہوگئی تو یہ ایام مرد کے حساب مدت میں شمار نہونگے یہ تبیین میں ہے۔ اور اگر مخاصمہ کرنیکے وقت عورت احرام میں ہو تو قاضی مرد کے واسطے مدت مہلت مقرر نہ کریگا یہانتک کہ حج سے فارغ ہوجاوے یہ نہایہ میں ہے۔ اور امام محمدؒ نے فرمایا کہ اگر عورت نے مرد سے ایسے وقت میں قاضی کے یہان مخاصمہ پیش کیا کہ وہ محرم تھا تو قاضی بعد اسکے حلال ہوجانیکے مہلت ایک سال تک قرار دیگا۔ اور اگر ایسی حالت میں عورت نے خصومت کی کہ مرد مذکور مظاہر تھا پس اگر وہ بردہ آزاد کرنیکی قدرت رکھتا ہو تو قاضی اسکو میعاد ایک سال کی مہلت وقت خصومت سے دیگا اور اگر وہ اعتاق پر قادر نہو تو اسکے لیے چودہ مہینہ کی مہلت مقرر کر دیگا اور اگر قاضی نے ایک سال کی مدت مقرر کر دی حالانکہ مرد مظاہر نہ تھا پھر سال کے اندر اُسنے اس عورت سے ظہار کر لیا تو مدت میں کچھ بڑھایا نہ جائیگا یہ بدائع میں ہے۔ اور اگر عورت کا شوہر ایسا مریض پایا گیا کہ وہ جماع پر قادر نہین ہے تو اُسکو تاجیل و مہلت ابھی سے نہ دیجائیگی بلکہ جب اچھا ہو جاوے تب سے مہلت دیجائیگی اگرچہ مرض طول پکڑے اور اگر معتوہ کے ساتھ اسکے ولی نے کسی عورت کا نکاح کیا مگر معتوہ مذکور اس عورت تک نہ پہونچا تو معتوہ کیطرف سے کسی خصم کے مقابلہ مین قاضی معتوہ کو ایک سال کی مہلت دیگا یہ فتاوئے قاضیخان میں ہے اور اگر شوہر قید کیا گیا اور عورت نے قید خانہ میں اُسکے پاس آنے سے انکار کیا تو یہ ایام مرد کی مہلت میں محسوب نہونگے۔ اور اگر عورت نے انکار نہ کیا اور قید خانہ مین کوئی جگہ خلوت کی بھی ہے تو یہ ایام مرد کے ایام مہلت میں محسوب ہونگے اور اگر کوئی جگہ خلوت کی نہو تو محسوب نہونگے۔ اور اسیطرح اگر عورت کے مہر کے واسطے قید کیا گیا تو بھی اسی تفصیل سے حکم ہے یہ تبیین میں ہے۔ اور اگر عورت کسی حق کے واسطے قید کی گئی اور شوہر اس تک جا سکتا ہے اور خلوت میں اسکے ساتھ رہ سکتا ہے اور رات گذار سکتا ہے تو یہ ایام شوہر کی میعاد مہلت مین محسوب ہونگے ورنہ نہین یہ فتاوئے قاضیخان میں ہے۔ اور اگر میعاد مہلت گذر جانیکے بعد عورت قاضی کے پاس آئی اور دعوے کیا کہ میرا شوہر مجھ تک نہین پہونچا ہے اور شوہر نے پہونچنے کا دعوے کیا پس اگر عورت پہلے سے ثیبہ ہو تو قسم سے شوہر کا قول قبول ہوگا پس اگر شوہر نے قسم کھالی تو عورت کا حق باطل ہوگیا اور اگر اُسنے قسم سے نکول کیا تو قاضی اس

سلہ قال المترجم یعنے تین سو چون روز شمار کیے جاوینگے اور یہ مراد نہین ہے کہ ہر مہینہ تیس روز کا قرار دیا جائیگا ورنہ سال قمر کہ (۳۶۰) روز قمری ہوئے کما فی العدۃ اور موافق مختار کے سال شمسی سکے ۳۶۵ روز شمار ہونگے فافہم ۱۲

عورت کو اختیار دیگا کہ چاہے اسکے ساتھ رہنا اختیار کرے یا تفریق کرے۔ اور اگر عورت نے کہا کہ مین ویسی ہی باکرہ موجود ہون تو عورتین اسکو دیکھین اور ایک عورت کافی ہے اور دو ہون تو احتیاط زیادہ ہے پس اگر ان عورتون نے کہا کہ یہ ثیبہ ہے تو قسم سے مرد کا قول قبول ہوگا اور اگر ان عورتون نے کہا کہ یہ باکرہ ہے یا شوہر نے خود اقرار کیا کہ مین اس تک نہین پہونچا ہون تو قاضی اس عورت کو درباب فرقت اختیار دیگا کذا فی شرح الجامع الصغیر لقاضیخان پس اگر عورت نے شوہر کے ساتھ رہنا اختیار کیا یا مجلس سے اُٹھ کھڑی ہوئی یا قاضی کے پیادون نے اسکو اُٹھا دیا یا اُسکے اختیار کرنے سے پہلے قاضی اُٹھ کھڑا ہوا تو اُسکا خیار باطل ہو جائیگا کذا فی المحیط اور ایسا ہی امام محمدؒ سے مروی ہے اور اسی پر فتوی ہے یہ تاتارخانیہ مین واقعات سے منقول ہے اور اگر عورت نے فرقت کو اختیار کیا تو قاضی اُسکے شوہر کو حکم دیگا کہ اسکو ایک طلاق بائنہ دیدے اور اگر شوہر نے انکار کیا تو قاضی ان دونون مین تفریق کر دیگا ایسا ہی امام محمدؒ نے اصل مین ذکر فرمایا ہے یہ تبیین مین ہے اور فرقت ایک طلاق بائنہ ہے یہ کافی مین ہے اور عورت کے واسطے مہر کامل واجب ہوگا اور عورت پر عدت واجب ہوگی بشرطیکہ شوہر نے اُسکے ساتھ خلوت کی ہو یہ بالاجماع ہے اور اگر عورت سے خلوت نہ کی ہو تو عورت پر عدت واجب نہوگی۔ اور اسکو نصف مہر ملیگا اگر مسمے ہوا ہو اور اگر مہر مسمے نہو تو اسکے واسطے متعہ واجب ہوگا یہ بدائع مین ہے اور اگر میعاد مہلت ایکسال گذر گئی اور بعد اسکے عورت نے ایک زمانہ تک مخاصمہ نہ کیا تو اسکا حق باطل نہو جائیگا اگرچہ اُسنے اس درمیان مین ساتھ سونے مین مرد کی مطاوعت کی ہو یہ فتاوے قاضیخان مین ہے اور اسی پر فتوے ہے یہ فتاوے کبری مین ہے اور اگر بعد مہلت گذرنیکے شوہر نے قاضی سے درخواست کی کہ مجھے ایک سال دیگر یا ایک مہینہ یا زیادہ کی مہلت اور دے تو قاضی کو ایسا کرنا نہین چاہیے الا برضامندی عورت اور اگر عورت پہلے اسپر راضی ہوئی پھر اسنے رجوع کر لیا تو اسکو یہ اختیار ہے پس مہلت باطل ہو جائیگی اور عورت کو خیار حاصل ہوگا یہ نہایہ مین ہے۔ اور اگر مہلت کا سال گذرنے پر قاضی مر گیا یا معزول کیا گیا قبل اسکے کہ عورت اپنے امر مین کچھ اختیار کرے اور بجاے اس قاضی کے دوسرا مقرر کیا گیا پس عورت اپنے شوہر کو دوسرے قاضی کے پاس لائی اور گواہ قائم کیے کہ فلان قاضی اول نے میرے اس شوہر کو ایک سال کی مہلت میرے بارہ مین دی تھی اور وہ سال گذر گیا تو قاضی دوم اس مقدمہ کو قاضی اول کی روداد پر مبنی کریگا یہ فتاوے قاضیخان مین ہے۔ اور اگر قاضی کے تفریق کرنیکے بعد دو گواہون نے گواہی دی کہ اس عورت نے قبل تفریق قاضی کے یہ اقرار کیا تھا کہ مرد مذکور اس تک پہونچا ہے تو قاضی کی تفریق باطل ہوگی اور اگر عورت نے بعد تفریق قاضی کے اقرار کیا کہ یہ مرد مجھ تک پہونچا تھا تو اُسکے قول کی تصدیق نہوگی یہ ظہیریہ مین ہے۔ اور اگر عورت کا مرد ایکبار اس تک پہونچا ہو پھر عاجز ہو گیا تو عورت کے واسطے کچھ خیار نہوگا یہ تبیین مین ہے۔ اور اگر عورت کو وقت نکاح کے یہ معلوم ہو کہ یہ مرد عنین ہے عورتون تک نہین پہونچتا ہے تو عورت کو حق خصومت حاصل نہوگا اور اگر عورت کو اسوقت معلوم نہ تھا پھر اسکے بعد معلوم ہوا تو اسکا حق خصومت اسکو حاصل رہیگا اور ترک خصومت سے اسکا حق باطل نہوگا اگرچہ زمانہ دراز تک وہ خصومت نہ کرے جبتک کہ وہ اس امر پر راضی نہو جاوے یہ فتاوے قاضیخان مین ہے۔

[۱] یعنے از سر نو نہین شروع کریگا بلکہ جسقدر کام اس مقدمہ کا ہو چکا اسکے بعد سے پورا کریگا ۱۲ منہ [۲] یعنے وطی کر لی ہے ۱۲ [۳] تفریق کرانے کا ۱۲

اگر عنین اور اسکی جورو کے درمیان قاضی نے تفریق کر دی پھر اس عورت کے ساتھ اس عنین نے نکاح کیا تو عورت کو اپنا خیار حاصل نہوگا اور اگر عنین نے کسی دوسری عورت سے نکاح کیا جو اُسکے حال سے آگاہ ہے تو اصل میں مذکور ہے کہ اسکو خیار حاصل نہوگا اور اسی پر فتوےٰ ہے یہ محیط سرخسی میں ہے اور یہ صحیح ہے کہ دوسری عورت کو حق خصومت حاصل ہوگا اگر مرد مذکور اس تک نہ پہونچا ہو یہ فتاوےٰ قاضیخان میں ہے اور ایسا ہی غایۃ السروجی میں ہے۔ اور اگر عورت سے نکاح کیا اور ایک مرتبہ اس تک پہونچا پھر عنین ہو گیا پھر اس عورت کو جدا کر دیا یعنے طلاق دیدی پھر اس عورت سے نکاح کیا اور اُس تک نہ پہونچا تو اس عورت کو خیار حاصل ہوگا یہ محیط سرخسی میں ہے۔ ایک مرد نے ایک عورت سے نکاح کیا اور اس سے فرج کے سوائے مباشرت کرتا تھا یہانتک کہ اُسکو اور عورت کو انزال ہو جاتا تھا اور اس سے فرج میں دخول نہیں کر سکتا تھا اور یہ عورت اسکے ساتھ یوں ہی مدت تک رہی اور یہ عورت باکرہ ہے یا ثیبہ ہے پھر اُسنے قاضی کے پاس نالش کی تو قاضی اس مرد کو ایک سال کی مہلت دیگا یہ فتاوےٰ قاضیخان میں ہے۔ اور اگر عورت کی دبر یعنے پاخانہ کے سوراخ میں دخول کرے تو وہ عنین ہونے سے خارج نہ ہوگا یہ معراج الدرایہ میں ہے۔ اور اگر مرد کی منی نہو اور وہ جماع کرتا ہے پس منزل نہیں ہوتا ہے تو عورت کو حق خصومت حاصل نہوگا یہ نہایہ میں ہے اور اگر بالغہ عورت نے اپنے شوہر صغیر کو عنین پایا تو اُسکے بالغ ہونے تک انتظار کرے اور اگر عورت صغیرہ ہو تو اُسکا ولی بھی تفریق نہیں کر اسکتا ہے اور اگر عورت نے اپنے شوہر معتوہ کو عنین پایا تو معتوہ کے ولی سے مخاصمہ کریگی اور بمخاصمت ولی اس معتوہ کو ایکسال کی مہلت دیجائیگی یہ کافی میں ہے۔ اور اگر باندی کا شوہر عنین نکلا تو امام اعظمؒ کے قول میں خیار اسکے مولےٰ کو ہوگا اور اسی پر فتوےٰ ہے یہ فتاوےٰ کبریٰ میں ہے۔ اور جیسے عنین کو ایک سال کی مہلت دیجاتی ہے ویسے ہی خصی کو بھی مہلت دیجائیگی اور یہی حکم بڈھے آدمی کا ہے اگرچہ وہ خود کہے کہ مجھے امید نہیں ہے کہ میں اس عورت تک پہونچ سکونگا یہ فتاوےٰ قاضیخان میں ہے۔ خنثےٰ اگر مردوں کے آلہ سے پیشاب کرتا ہو یعنے جس سے مرد پیشاب کرتے ہیں تو وہ مرد ہے اُسکو نکاح کرنا جائز ہے پس اگر اُسنے نکاح کیا اور عورت تک نہ پہونچا تو مثل عنین کے اُسکو بھی مہلت دیجائیگی یہ مبسوط میں ہے اور خنثےٰ مشکل کا حکم مثل عنین کے ہے یعنے اگر عورت نے اپنے شوہر کو خنثےٰ مشکل پایا تو وہی حکم ہوگا جو عنین کے ساتھ ہوتا ہے یہ سراج الوہاج میں ہے۔ اور اگر عنین کی عورت رتقا یا قرنا ہو تو وہ مہلت نہ دیا جائیگا یہ بدائع میں ہے۔ اور اگر عورت نے اپنے شوہر کو مجبوب پایا تو عورت کو قاضی فی الحال اختیار دیگا اور اس مرد کو مہلت ایکسال کی نہ دیگا یہ فتاوےٰ قاضیخان میں ہے اور جسکا ذکر بہت چھوٹا ہو جیسے گھنڈی تو وہ بھی مجبوب کے ساتھ لاحق کیا جائیگا نہ وہ شخص جسکا آلہ چھوٹا ہو کہ داخل فرج تک نہ پہونچا سکے یہ بحر الرائق میں ہے۔ اور اگر عورت نے کہا کہ یہ مجبوب ہے اور مرد نے کہا کہ میں مجبوب نہیں ہوں اور حال یہ ہے کہ میں اس تک پہونچا ہوں تو قاضی اس مرد کو کسی مرد کو دکھلائیگا پس اگر چھونے اور ٹٹولنے سے کپڑے کے باہر سے معلوم کر سکے بدون بے پردہ کرنیکے تو اُسکو بے پردہ نہ کریگا اور اگر بدون کشف ستر کیے ہوئے اور ٹٹولے ہوئے معلوم نہ کر سکے تو کسی غیر کو حکم دیگا کہ اسکو دیکھے کیونکہ ضرورت ہے۔ اور اگر مرد اس عورت تک پہونچ گیا پھر مجبوب ہو گیا

تو عورت کو خیار حاصل نہوگا یہ غایۃ السروجی مین ہے۔ اور اگر مجبوب کی عورت وقت نکاح کے اسکو جانتی ہو تو اُسکو خیار حاصل نہوگا
یہ شرح طحاوی مین ہے۔ اور اگر شوہر مجبوب ہو اور عورت نہ جانتی ہو پھر عورت کے بچہ پیدا ہوا اور مجبوب مذکور نے اُسکے
نسب کا دعوے کیا اور قاضی نے اسکا نسب اس مجبوب سے ثابت کر دیا پھر عورت اسکے حال سے آگاہ ہوئی اور
اُسنے فرقت کی درخواست کی تو عورت کو اس امر کا اختیار ہوگا اسواسطے کہ بچہ اس شخص مجبوب کو بغیر جماع کے لازم ہوا
ہے یہ محیط مین ہے۔ اور اگر قاضی نے مجبوب اور اسکی جورو کے درمیان بعد خلوت واقع ہونے کے تفریق کر دی پھر دو برس
تک مین اس عورت کے بچہ پیدا ہوا تو اسکا نسب اس مجبوب سے ثابت[1] ہوگا اور قاضی کا تفریق کرنا باطل نہوگا اور عنین کی
صورت مین نسب ثابت ہوگا اور قاضی کی تفریق باطل ہو جائیگی بشرطیکہ شوہر دعوے کرتا ہو کہ مین اس عورت تک پہونچا
ہون یہ ظہیریہ مین ہے۔ اور اگر عورت نے اپنے شوہر صغیر کو مجبوب پایا تو قاضی عورت کی خصومت پر فی الحال تفریق
کر دیگا اور شوہر کے بلوغ تک انتظار نہ فرمائیگا اور طفل کو حکم دیگا کہ اسکو طلاق دیدے اور بعض مشائخ نے فرمایا کہ یہ
فرقت بغیر طلاق ہوگی اور اول اصح ہے لیکن قاضی دونون مین تفریق نہ کریگا جبتک کہ اس طفل کیطرف کوئی خصم قرار نہ
پاوے جیسے اسکا باپ یا باپ کا وصی اور اگر اس طفل کا کوئی ولی و وصی نہو تو اسکا دادا یا دادا کا وصی اسکی طرف سے
خصم ہوگا اور اگر وہ بھی نہو تو قاضی اُسکی طرف سے کوئی خصم قرار دیدیگا اور اگر ایسے گواہ پیش ہوے جنسے حق عورت باطل
ہوتا ہے مثلاً گواہون نے گواہی دی کہ یہ عورت اسکے حال پر راضی ہو چکی ہے یا وقت عقد کے اسکے حال سے واقف تھی
تو قاضی دونون مین تفریق نہ کریگا اور اگر گواہ نہون اور عورت سے قسم طلب کی تو عورت سے قسم لیجائیگی پس اگر عورت نے قسم سے
نکول کیا تو دونون مین تفریق نہ کیجائیگی اور اگر عورت نے قسم کھالی تو قاضی تفریق کر دیگا یہ غایۃ السروجی مین ہے۔ اور اگر
عورت صغیرہ ہو کہ اُسکے باپ نے اسکا نکاح کر دیا ہو اور اُسنے اپنے شوہر کو مجبوب پایا تو اس صغیرہ کے باپ کی خصومت سے
قاضی ان دونون مین تفریق نہ کریگا یہانتک کہ یہ عورت خود بالغ ہو اور اگر عورت بالغہ ہو اور باقی مسئلہ بحالہ ہو پس
عورت نے کسی کو وکیل کیا کہ اسکے شوہر سے خصومت کرے اور خود یہ عورت غائب ہے پس آیا وکیل کی خصومت سے
قاضی ان دونون مین تفریق کریگا یا نہین تو اس صورت کو امام محمدؒ نے کتاب مین ذکر نہین فرمایا ہے اور مشائخ نے
اسمین اختلاف کیا ہے بعض نے فرمایا کہ تفریق نہین کریگا بلکہ اس عورت کے حاضر ہونیکا انتظار کریگا اور بعض نے فرمایا کہ
قاضی دونون مین تفریق کر دیگا یہ محیط مین ہے۔ اور اگر باندی کا شوہر مجبوب ہو تو تفریق کی بابت اختیار اسکے مولے
کو ہوگا یہ امام اعظمؒ و امام زفرؒ کا قول ہے یہ فتاوے قاضیخان مین ہے۔ اور اگر معتوہ کو جسکی صحت کی امید نہین ہے اسکے ولی
نے کوئی بالغہ عورت بیاہ دی پھر وہ مجبوب نکلا تو اُسکے ولی کی حضوری مین قاضی ان دونون مین فی الحال تفریق
کر دیگا۔ اور اگر وہ مجبوب نہو بلکہ وہ اس عورت تک نہین پہونچتا ہے پس اگر اسکا کوئی ولی نہو تو قاضی اسکی طرف سے ایک
خصم مقرر کریگا اور اُسکو مہلت ایک سال کی دیگا پھر اگر اس مدت کے اندر وہ اس عورت تک نہ پہونچا تو قاضی ان دونون

[1] ثابت ہوگا جبکہ بغیر زنا و بغیر شوہر پیدا ہوا تو طفل کا حق فرض ہے کہ اسی مجبوب سے رکھا جاوے ورنہ قتل کرنا لازم آتا ہے کیونکہ بے باپ
رکھنا قتل ہے پس حکم قضا باطل ہوا ۱۲ منہ یعنے تفریق وغیرہ ۱۲

تفریق کردیگا یہ ذخیرہ میں ہے۔ اور اگر زوجہ میں کوئی عیب ہو تو شوہر کو درباب نکاح کوئی خیار[1] حاصل نہوگا۔ اور اگر شوہر کو جنون یا برص یا جذام ہو تو عورت کو کوئی اختیار نہیں ہے یہ کافی میں ہے۔ اور امام محمدؒ نے فرمایا کہ اگر جنون پیدا ہوگیا ہو تو مثل عنین ہونے کی صورت میں قاضی شوہر کو ایک سال کی مہلت دیگا پھر اگر وہ سال کے اندر اچھا ہوگیا اور سال پورا ہوگیا تو عورت کو اختیار دیگا اور اگر جنون مطبق ہو تو وہ مثل مجبوب ہونیکے ہے اور ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں یہ حاوی قدسی میں ہے

تیرھواں باب۔ عدت کے بیان میں۔ عدت کہتے ہیں انتظار مدت معلومہ تک جو عورت کو لازم ہوا ہے بعد زوال نکاح کے حقیقۃً ہو یا شبہۃً جو متأکد ہو بدخول یا موت یہ شرح نقایہ برجندی میں ہے۔ ایک مرد نے ایک عورت سے نکاح جائز نکاح کیا پھر بعد دخول یا بعد خلوت صحیحہ کے اسکو طلاق دی تو عورت پر عدت واجب ہوگی یہ فتاوے قاضیخان میں ہے۔ اور اگر نکاح فاسد ہو اور قاضی نے دونوں میں تفریق کردی پس اگر قبل دخول کے تفریق کردی تو عدت واجب نہوگی اور اسیطرح اگر بعد خلوت کے تفریق کی تو بھی یہی حکم ہے اور اگر بعد دخول واقع ہونے کے تفریق کی تو وقت تفریق سے عورت پر عدت واجب ہوگی اور اسیطرح اگر فرقت[2] بغیر قضا واقع ہوئی تو بھی عدت لازم ہے یہ ظہیریہ میں ہے۔ اور فضولی کے نکاح کرنے میں وطی واقع ہونے سے عدت واجب نہیں ہوتی ہے یہ محیط سرخسی میں ہے اور زانیہ پر عدت واجب نہیں ہوتی ہے یہ امام اعظمؒ و امام محمدؒ کا قول ہے یہ شرح طحاوی میں ہے۔ ایک مرد نے کہا کہ ہر عورت جس سے میں نکاح کروں تو وہ طالقہ ہے پھر جو اسنے کہا تھا وہ بھول گیا اور ایک عورت سے نکاح کیا اور اسکے ساتھ دخول کیا تو وہ طالقہ ہوگی اور ایک مہر کامل و نصف مہر[3] واجب ہوگا اور اسپر عدت واجب ہوگی اور اگر بچہ پیدا ہو تو اسکا نسب اسکے شوہر سے ثابت ہوگا یہ خلاصہ میں ہے۔ ایک مرد نے ایک عورت سے نکاح کیا اور اسکے ساتھ دخول کیا پھر کہا کہ میں قسم کھا چکا تھا کہ اگر میں کسی ثیبہ سے نکاح کروں تو وہ طالقہ ثلث ہے اور مجھے یہ معلوم نہ تھا کہ یہ ثیبہ ہے تو طلاق بوجہ اقرار مرد مذکور کے واقع ہوگی پھر اگر عورت نے اسکی تصدیق کی تو عورت مذکورہ کو نصف مہر بوجہ طلاق قبل دخول کے ملیگا اور مہر مثل کامل بوجہ دخول کے ملیگا اور عورت پر بوجہ ایسی وطی کے عدت واجب ہوگی مگر اسکو نفقہ عدت نہ ملیگا۔ اور اگر عورت نے اس مرد کی تکذیب کی کہ اسنے قسم نہیں کھائی تھی تو عورت کو ایک ہی مہر ملیگا اور اسکو نفقہ و سکنی بھی ملیگا یہ فتاوے قاضیخان میں ہے۔ چار عورتیں ایسی ہوتی ہیں کہ انپر عدت واجب نہیں ہوتی ہے ایک وہ عورت جسکو قبل دخول کے طلاق دیگئی ہے۔ دوم حربیہ عورت جو ہمارے ملک میں امان لیکر داخل ہوئی حالانکہ وہ دار الحرب میں اپنا شوہر چھوڑ آئی ہے[5]۔ سوم دو بہنیں جنسے ایک ہی عقد میں نکاح کیا گیا پس نکاح فسخ کیا گیا۔ (پھر عدت واجب نہیں ۱۲) چہارم چار عورتوں سے زیادہ جمع کیں پس انکا نکاح فسخ کردیا گیا یہ تاتارخانیہ میں ہے۔ عورتوں پر عدت واجب ہوتا بالاجماع ثابت ہے یہ تمرتاشی میں ہے۔ اگر کسی مرد نے اپنی جورو کو طلاق بائن دیدی یا رجعی یا تین طلاق دیں یا دونوں میں بغیر طلاق فرقت واقع ہوئی اور عورت آزاد ایسی ہے کہ اسکو حیض آتا ہے تو اسکی عدت تین حیض ہیں خواہ یہ عورت

۱؎ یعنی طلاق کا اختیار ہے ۱۲ م ۲؎ یعنی تفریق وغیرہ ۱۲ ۳؎ یعنی مہر مثل ۱۲ الاحد ۴؎ بوجہ طلاق قبل دخول کے ۱۲ ۵؎ یعنی یہاں آکر مسلمان ہوگئی تو بلا عدت نکاح کرسکتی ہے ۱۲

آزادہ مسلمان ہو یا کتابیہ ہو یہ سراج الوہاج میں ہے۔ اور جو عورت کہ بسبب نابالغ ہونے یا بڈھی ہونیکے حائضہ
نہوتی ہو یا اسکا سن اسقدر ہوگیا ہو جو بالغہ کا ہوتا ہے مگر اسکو حیض نہ آتا ہو تو ایسی عورت کی عدت تین مہینہ ہے یہ
نقایہ میں ہے۔ اسیطرح جس عورت نے خون دیکھا پھر نہ دیکھا تو اسکی عدت بھی مہینوں کے حساب سے تین مہینہ ہوگی
اور یہی صحیح ہے۔ اور اگر عورت نے تین روز تک خون دیکھا ہو پھر اسکا خون منقطع ہوگیا تو اسکی عدت کا حساب
حیض سے ہوگا اگرچہ زمانہ دراز گذر جاوے یہانتک کہ وہ بڈھی ہو کر آئسہ[۱] ہو جاوے یہ عتابیہ میں ہے۔ اور جوامع الفقہ
میں لکھا ہے کہ جس عورت نے تین روز سے کم خون دیکھا اسکی عدت مہینوں کے شمار سے ہوگی اور یہی صحیح ہے اور جسنے
تین روز دیکھا ہو اسکی عدت حیض سے شمار ہوگی یہ غایۃ السروجی میں ہے۔ اور اگر نابالغہ مہینوں کے شمار سے ابھی
عدت پوری کرتی ہو کہ اس درمیان میں اسنے خون حیض دیکھا تو اگلا شمار باطل ہوگیا اور از سر نو حیض کے حساب سے عدت
کا شمار کرے یہ سراج الوہاج میں ہے۔ اور جب طلاق یا وفات کی عدت مہینوں کے شمار سے واجب ہوئی پس اگر
اتفاقاً غرہ ماہ میں ایسا واقع ہوا تو مہینوں کا شمار چاند سے ہوگا اگرچہ تیس یوم سے کم میں چاند نکل آوے اور اگر یہ
واقعہ درمیان ماہ میں ہوا تو امام اعظمؒ کے نزدیک اور دو روایتوں سے ایک روایت کے موافق امام ابو یوسفؒ کے نزدیک
مہینوں کا پورا کرنا دنوں کے شمار سے ہوگا چنانچہ طلاق کی عدت نوّے روز میں اور وفات کی عدت ایکسو تیس روز
میں پوری ہوگی یہ محیط میں ہے اور اگر چاند کی اول تاریخ میں عصر کے وقت اپنی عورت کو طلاق دی اور یہ عورت
ایسی ہے کہ مہینوں سے اسکی عدت کا شمار ہوتا ہے تو اسکی عدت کا حساب چاند سے لگایا جائیگا اور ایک روز میں سے
کچھ حصہ گذر جانا اس امر کا موجب نہوگا کہ دنوں سے اسکی عدت کا حساب لگایا جاوے بخلاف اسکے اگر دوسری یا
تیسری تاریخ کو طلاق دی تو یہ حکم نہیں ہے یہ فتاوے صغرے میں ہے اور اگر اپنی جورو کو حالت حیض میں طلاق دیدی تو
اسپر عدت کے تین حیض کامل واجب ہونگے اور یہ حیض جسمیں طلاق دی ہے عدت میں حساب نہ کیا جائیگا یہ ظہیریہ میں ہے
باندی و مدبرہ و ام ولد و مکاتبہ کی طلاق و فسخ کی عدت دو حیض ہیں اور اگر ایسی عورت ہو کہ اسکو حیض نہیں آتا ہے
تو طلاق و فسخ میں اسکی عدت ڈیڑھ مہینہ ہے یہ کافی میں ہے۔ جو مملوکہ آزاد ہوگئی ہو مگر اسپر سعایت واجب ہو[۲] اسوجہ
سے وہ مستسعاۃ ہو تو امام اعظمؒ کے نزدیک وہ مثل مکاتبہ کے ہے اور صاحبینؒ کے نزدیک وہ مثل حرہ کے ہے یہ سراج الوہاج
میں ہے۔ اگر کسی مرد نے کسی عورت سے بطور شبہہ یا نکاح فاسد کے دخول کیا تو اس مرد پر اسکا مہر[۳] واجب ہوگا اور عورت پر
عدت واجب ہوگی اگر حرہ ہو تو تین حیض اور اگر باندی ہو تو دو حیض خواہ یہ مرد اس عورت کو چھوڑ کر مر گیا ہو یا دونوں
میں تفریق کردیگئی ہو اور عورت زندہ ہو اور اگر یہ عورت بسبب صغر یا کبر کے حائضہ نہوتی ہو تو حرہ کی عدت تین مہینہ
اور باندی کی عدت ڈیڑھ مہینہ ہے یہ غایۃ البیان میں ہے۔ اور اگر کسی مرد نے اپنی جورو کو جو غیر کی باندی ہے خرید لیا حالانکہ
اسکے ساتھ دخول کرچکا ہے تو نکاح فاسد ہوگیا اور اس مرد کے حق میں اس عورت پر عدت واجب نہوگی حتیٰ کہ اس سے

ف۱ یعنے تمام عمر گذر جاوے اور اسکو پھر حیض نہ آوے یہانتک کہ وہ بڈھی ہو کر مایوس از حیض ہو جاوے ۱۲ ف۲ جسپر سعایت واجب ہے وہ اگر
مال سعایت ادا نکرے تو رقیق نہیں ہو سکتی ہے بلکہ اسپر سعایت کے واسطے جبر کیا جائیگا بخلاف مکاتبہ کے کہ اگر اسنے ادائے کتابت سے
انکار کیا یا عاجز ہوئی تو رقیق کردیجائیگی ۱۲ ف۳ یعنے مہر مثل ۱۲ م ف۴ یعنے عورت ایسی ہے کہ حیض نہیں آتا ہے ۱۲ م

وطی کرنا اس مرد کو حرام نہین ہی مگر غیر مرد کے حق مین یہ باندی مثل معتدۃ الغیر کے ہوگی حتے کہ اس مرد کو یہ اختیار نہین ہے کہ کسی دوسرے مرد سے اس باندی کا نکاح کر دے تاوقتیکہ اُسکو دو حیض نہ آجاوین یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اور اگر زید نے اپنی جورو کو خریدا اور اس عورت کا زید سے ایک لڑکا ہی پس زید نے اُسکو آزاد کر دیا تو اسپر تین حیض واجب ہونگے جنمین سے دو حیض مین جن امور کا منکوحہ سے اجتناب ہوتا ہی اجتناب ہوگا اور ایک حیض عتق ہی کہ اسمین جن امور کا منکوحہ سے اجتناب ہوتا ہی نہوگا یہ ظہیریہ مین ہی اور اگر اپنی جورو کو خریدا اور اُسکو ایک حیض آگیا پھر اُسکو آزاد کر دیا تو بعد عتق کے وہ دو حیض دیگر سے اپنی عدت پوری کریگی اور انھین امور سے اجتناب کیا جائیگا جنسے حرہ سے اجتناب کیا جاتا ہی اور اگر اُسکو بیک طلاق بائنہ بائن کرکے خرید کیا تو بملک یمین اس سے وطی کر سکتا ہی بخلاف اسکے اگر دو طلاق دیکر اُسکو بائن کر دیا ہو پھر خرید لیا تو اُسپر حلال نہوگی یہانتک کہ وہ غیر شوہر سے حلالہ کر لیوے اور اگر اسکو دو حیض آگئے پھر اُسکو آزاد کر دیا تو اُسپر عدت نکاح واجب نہوگی ولیکن اسپر عدت عتق واجب ہوگی کہ اسمین ایک گونہ سختی ہی بشرطیکہ اس مرد سے اسکے کوئی اولاد ہو یہ عتابیہ مین ہی۔ مکاتب نے اپنی منکوحہ کو خرید کیا تو نکاح فاسد نہوگا پھر اگر مکاتب مذکور ادائے کتابت سے عاجز ہوگیا تو دونون اپنے نکاح پر بدستور باقی رہینگے اور اگر ادا کرکے آزاد ہوگیا تو نکاح فاسد ہو جائیگا اور اس عورت پر عدت واجب نہوگی یہ فتاوےٰ قاضیخان مین ہی۔ اور اگر مکاتب نے اپنی زوجہ کو خریدا پھر مرگیا اور اسقدر مال چھوڑا جو ادائے کتابت کے واسطے کافی ہی پس مال کتابت ادا کر دیا گیا تو حکم دیا جائیگا کہ مکاتب کے آخر جزو واجزاے حیات مین یعنے دم واپسین نکاح فاسد ہوگیا اور اس عورت پر فساد نکاح کی عدت واجب ہوگی اور وہ دو حیض ہین بشرطیکہ مکاتب مذکور سے اُسکی اولاد نہوئی ہو اگرچہ اُسنے اسکے ساتھ دخول کیا ہو اور اگر اولاد ہوئی ہو تو عورت مذکورہ پر پورے تین حیض عدت واجب ہونگے اور مکاتب مذکور نے ادائے کتابت کے واسطے مال کافی نہ چھوڑا ہو اور اس عورت کے اس مکاتب سے کوئی اولاد نہین ہوئی تو اسپر دو مہینہ پانچ روز[1] کی عدت واجب ہوگی خواہ مکاتب نے اس سے دخول کیا ہو یا نہ کیا ہو پس اگر عورت مذکورہ مکاتب سے کوئی اولاد جنی ہو تو یہ عورت اور اسکا بچہ مکاتب کیطرف سے اسکے اقساط کے موافق سعایت کرینگے اور اگر دونون سعایت سے عاجز ہوئے یعنے ادا نہ کر سکے تو اُسکی عدت دو مہینہ پانچ روز ہوگی اور اگر دونون نے مال کتابت ادا کر دیا تو آزاد ہو جاوینگے اور مکاتب بھی آزاد ہو جائیگا یعنے حکم دیا جائیگا کہ وہ آخر جزو اجزائے حیات مین آزاد ہو کر مرا ہی پس اگر ادائے مال کتابت اثناے عدت مین واقع ہوا اور اس عورت پر تین حیض از سر نو اُسکے آزاد ہونیکے روز سے واجب ہونگے کہ اسمین دو مہینہ پانچ روز مکاتب کے مرنے کے روز سے پورے کر دیگی یہ بدائع مین ہی۔ اور اگر مکاتب نے اپنے مولیٰ کی دختر سے اُسکی اجازت سے نکاح کیا پھر مکاتب بعد وفات مولیٰ کے بقدر ادائے بدل کتابت کے کافی مال چھوڑکر مرگیا تو اس عورت کی عدت چار مہینہ دس دن ہوگی خواہ مکاتب نے اس سے دخول کیا ہو یا نہ کیا ہو اور اس عورت کو مہر اور میراث ملیگی اسواسطے کہ مکاتب مذکور آزاد مرا ہی اور اگر مکاتب مذکور بدون مال کافی چھوڑے مرگیا تو اسکا نکاح فاسد ہوگیا اسواسطے کہ عورت مذکورہ اُسکی زندگی کے آخر جزو مین اُسکی مالک ہوگئی ہی[2]

[1] بعض نے کہا کہ شاید مراد یہ کہ آخر جزو حیات مین رقیق ہوکر عورت کا مملوک ہوا جواب یہ کہ نہین بلکہ مولیٰ کے مرنے سے بوجہ میراث کے اسکا مالک ہوا تھا ۱۲
[2] یعنے نصف عدت وفات ۱۲

پس اگر مکاتب نے اسکے ساتھ دخول کرلیا ہو تو مہر مین سے اسقدر کہ جتنی اسکی مالک ہوئی ہو ساقط ہو جائیگا اور وہ عورت تین حیض سے عدت پوری کریگی اور اگر مکاتب نے دخول نہ کیا ہو تو مہر و عدت کچھ نہوگی یہ محیط سرخسی مین ہے۔ اور جو عورت کہ حائضہ ہوتی ہے وہ اپنی عدت حیض سے پوری کریگی اگر اُسکا حیض دس روز کا ہو تو اُسکے غسل کرنے مین جو وقت صرف ہوگا وہ اُسکے حیض مین داخل نہوگا اور اگر دس روز سے کم اُسکو حیض آتا ہو تو غسل کرنے کا وقت ایام حیض مین داخل ہوگا اور اگر عورت کافرہ ہو تو یہ وقت دونون صورتون مین سے کسی صورت مین حیض مین داخل نہوگا اور شوہر کو اُس سے وطی کرنا حلال ہوگا اور اُسکو دوسرے شوہر سے نکاح کرلینا حلال ہوگا جبکہ یہ وقت آخری عدت کا ہو یہ سراج الوہاج مین ہے حاملہ کی عدت[1] یہ ہے کہ وضع حمل کرے یہ کافی مین ہے۔ اور جو عورت حیض سے اپنی عدت گذارتی ہے اگر اسکے حیض کے ایام پورے دس روز ہون تو اُسکے غسل کا وقت حیض مین داخل نہین ہے پس تیسرے حیض مین خون منقطع ہوتے ہی رجعت کا حکم باطل ہوگا اور اگر شوہر نے اُسکو طلاق نہ دی ہو تو اُس سے قربت کر سکتا ہے اور اگر طلاق دیدی ہو تو عورت کو دوسرے شوہر سے نکاح کر لینے کا اختیار حاصل[2] ہوگا اور اگر اُسکے ایام حیض دس روز سے کم ہون پس اُسنے غسل نہ کیا یا ایک نماز کا وقت کامل نہ گذر گیا تو رجعت باطل نہوگی اور عورت کے واسطے یہ جائز نہوگا کہ دوسرے شوہر سے نکاح کرلے۔ اور یہ حکم اُسوقت ہے کہ عورت مسلمان ہو اور اگر عورت کتابیہ ہو تو خون منقطع ہوتے ہی رجعت کا حکم باطل ہو جائیگا اور اُسکے شوہر کو اس سے وطی کرنا حلال ہوگا اور عورت کو دوسرے شوہر سے نکاح کر لینا جائز ہوگا خواہ اُسکے ایام حیض دس روز کے ہون یا کم ہون یہ سراج الوہاج مین ہے۔ حاملہ کی عدت وضع حمل ہے کذا فے الکافی خواہ وجوب عدت کے وقت حاملہ ہو یا بعد وجوب کے حاملہ ہو گئی ہو کذا فی فتاوے قاضیخان اور خواہ عورت حرہ ہو یا مملوکہ کسی طور کی ہو قنہ یا مدبرہ یا مکاتبہ یا ام ولد یا مستسعاۃ[3] خواہ مسلمہ ہو یا کتابیہ ہو کذا فے البدائع خواہ عدت از طلاق ہو یا وفات یا متارکت یا وطی بشبہہ کذا فے النہر الفائق اور خواہ حمل ثابت النسب ہو یا نہو اور نہونے کی صورت یہ ہے کہ کسی نے زنا سے[4] حاملہ کے ساتھ نکاح کیا یہ سراج الوہاج مین ہے۔ اور اگر شوہر کی موت کے بعد عدت مین حمل پیدا ہو گیا تو شیخ کرخی نے ذکر کیا ہے کہ انقضاے عدت بوضع حمل ہوگی اور صحیح یہ ہے کہ ایسی صورت مین انقضاے عدت وضع حمل پر نہوگی اور تاویل مسئلہ یہ ہے کہ قرار نطفہ مضاف ہوتا ہے قبل موت کے وقت کیطرف اور اسیوجہ سے میت سے نسب ثابت ہوتا ہے اور جب یہ فرض مسئلہ ہے کہ علوق نطفہ بعد موت کے حادث ہوا تو انقضاے عدت ایسے حمل کے وضع پر بلا خلاف نہوگی یہ عتابیہ مین ہے معتدہ بحمل کے واسطے کوئی مدت مقرر نہین ہے چاہے طلاق یا موت سے ایک روز یا اُس سے کم کے بعد وضع حمل ہو تو عدت تمام ہو جائیگی یہ جوہرۃ النیرہ مین ہے۔ اور اصل مین مذکور ہے کہ اگر شوہر مرگیا اور ہنوز وہ تختہ پر نہلایا جاتا ہے یا کفنایا جاتا ہے اور اُسکی عورت نے وضع حمل کیا تو عدت پوری ہو گئی اور ایسی عدت کی انقضاء کی شرط یہ ہے کہ جو وضع ہوا ہے اسکی خلقت ظاہر ہوگئی ہو اور اگر بالکل ظاہر نہوئی ہو مثلاً خون کا تھکا یا گوشت کا لوتھڑا اگر گیا تو اُس سے عدت پوری نہوگی یہ بدائع مین ہے۔ اور اگر معتدہ عورت

---

[1] قال المترجم یہ مسئلہ اصل ہے اور ہم عنقریب اسکا اعادہ کرینگے ظاہرا یہ خلط و خبط ناسخ سے واقع ہوا ہے ۱۲م [2] یعنے پوری ہونا ۱۲
[3] یعنے بجواز شرع ۱۲ [4] اگر طلاق نہ دی ہو ۱۲ [5] یعنے نکاح کرنے والے سے زنا کا حمل تھا ۱۲ [6] سعایت کرتی ہو ۱۲

حاملہ ہوا ور اُسکے دو بچہ پیدا ہوئے تو آخری بچہ کی پیدائش پر عدت منقضی ہوگی یہ محیط مین ہے۔ اور اگر عورت کے پیٹ سے بچہ کا اکثر حصہ نکل آیا تو علماء کا قول ہے کہ اسیوقت سے رجعت منقطع ہو جائیگی اگر طلاق رجعی ہو ولیکن عورت کو دوسرے شوہر سے اسیوقت نکاح کر لینا احتیاطاً حلال نہوگا یہ فتاوےٰ قاضیخان مین ہے۔ ہشام نے امام محمد رحمۃ اللہ سے روایت کی ہے کہ اگر اپنی عورت کو طلاق دی حالانکہ وہ حاملہ ہے تو جب بچہ اسکے پیٹ سے سر کے بل یا پاؤن کے بل آدھا بدن اسکا سوائے سر و ٹانگون کے نکل آیا تو عدت پوری ہوگئی اور امام محمدؒ نے فرمایا کہ اسکا بدن چوتڑون سے لیکر کندھون تک ہے یہ ذخیرہ مین ہے اور اگر آئسہ عورت ہوا ور وہ حرہ ہے تو اُسکی عدت تین مہینہ ہے یہ فتاوےٰ قاضیخان مین ہے۔ اور اگر عورت آئسہ ہو اور اُسنے مہینون کے شمار سے عدت شروع کی پھر اُسنے خون دیکھا تو جسقدر ایام اسکی عدت مین سے گذر چکے ہین وہ سب باطل ہوگئے اور اسپر واجب ہوا کہ از سر نو حیض سے اپنی عدت پوری کرے اور اسکے معنے یہ ہین کہ اُسنے اپنی عادت کے موافق خون دیکھا کیونکہ عادت کے موافق خون دیکھنے سے اُسکا آئسہ ہونا باطل ہوگیا اور یہی صحیح ہے کذا فی الہدایہ اور صدر شہیدؒ نے ذکر فرمایا ہے کہ حکم بایاس کے بعد جو خون اُسکو دکھلائی دیا ہے اگر وہ خون خالص ہو تو وہ حیض ہے اور حکم بایاس باطل ہو جائیگا لیکن آئندہ زمانہ کے واسطے نہ زمانہ ماضی کے احکام کے حق مین۔ اور اگر دیکھا ہوا خون خالص نہو بلکہ مکدر یا سبز ہو تو یہ حیض نہوگا اور فساد منبت پر محمول کیا جائیگا اور یہی قول مختار ہے اور اسی پر فتوےٰ ہے اور جب عورت مدت ایاس تک پہنچ گئی ہو اور وہ خون نہین دیکھتی ہے پس آیا اُسکے گذشتہ وقت عدت کے نہ باطل ہونیکے واسطے حکم حاکم بایاس[1] شرط ہے یا نہین شرط ہے تو اسمین مشائخ نے اختلاف کیا ہے اور اولےٰ یہ کہ شرط ہے کہ حاکم حکم دیدے کہ یہ آئسہ ہے یہ سراج الوہاج مین ہے۔ مجموع النوازل مین لکھا ہے آئسہ عورت نے اگر مہینون سے اپنی عدت پوری کر کے کسی مرد سے نکاح کیا پھر اُسنے خون دیکھا تو بعض کے نزدیک نکاح فاسد ہوگا اور اگر قاضی نے جواز نکاح کا حکم دیدیا ہو پھر اُسنے خون دیکھا تو نکاح فاسد نہوگا اور اصح یہ ہے کہ نکاح جائز ہے اور قضائے قاضی شرط نہین ہے ہان آئندہ عدت بحیض ہوگی یہ خلاصہ مین ہے۔ آئسہ نے اگر کچھ عدت مہینون کے شمار سے گذاری تھی کہ اتنے مین وہ حاملہ ہوگئی تو وضع حمل سے عدت کی تکمیل کریگی یہ فتاوےٰ قاضیخان مین ہے۔ حرہ کی عدت وفات چار مہینہ دس دن ہے مدخولہ ہو یا غیر مدخولہ مسلمان ہو یا مسلمان مرد کے تحت مین کتابیہ ہو خواہ صغیرہ ہو یا بالغہ یا آئسہ ہو خواہ اُسکا شوہر آزاد ہو یا غلام خواہ اس مدت مین اُسکو حیض آوے یا نہ آوے مگر حمل ظاہر نہو یہ فتح القدیر مین ہے۔ یہ عدت فقط نکاح صحیح مین واجب ہوتی ہے یہ سراج الوہاج مین ہے۔ اور جمہور کے نزدیک دس دن مع دس راتون کے معتبر ہین یہ معراج الدرایہ مین ہے اور اگر منکوحہ باندی ہو پس اُسکا شوہر اُسکو چھوڑ کر مر گیا تو اُسکی عدت دو مہینہ پانچ روز ہے اور مدبرہ و مکاتبہ و ام ولد و مستسعاۃ کا بھی امام اعظمؒ کے قول پر یہی حکم ہے یہ غایۃ البیان مین ہے۔ ایک مرد سفر مین دور ہے اسکی جورو کو ایک مرد نے خبر دی کہ وہ مر گیا اور دو مردون نے خبر دی کہ وہ زندہ ہے پس جسنے اسکے موت کی خبر دی ہے اگر عورت کو اُسپر خبر دے

[1] یعنے قاضی نے اُسکے آئسہ ہونے کا حکم دیدیا ۱۲ [2] یعنے پیدا ہونے کی جگہ مین کچھ مرض ہے ۱۲ [3] صورت مسئلہ قابل امتحان ہے ۱۲ منہ [4] اور اُسنے مہینون سے عدت گذارنی شروع کی ۱۲

کہ مین نے اسکی موت کو یا جنازہ کو اپنی آنکھ سے معاینہ کیا اور یہ شخص عادل ہی تو اس عورت کو گنجائش ہی کہ عدت پوری کرکے دوسرا نکاح کرے۔ اور یہ حکم اُسوقت ہے کہ خبر دینے والون نے تاریخ بیان نہین کی اور اگر تاریخ بیان کی مگر جن لوگون نے اسکے زندہ ہونے کی تاریخ بیان کی ہی انکی تاریخ بہ نسبت موت کے خبر دہندہ کے پیچھے ہے تو انھین دونون کی شہادت اولی ہوگی یہ فتاوئے قاضیخان مین ہی۔ شیخ رح سے دریافت کیا گیا کہ ایک عورت کا شوہر سفر مین غائب ہے پس ایک مرد اس عورت پاس آیا اور اُسکے شوہر کے مرنیکی خبر دی پس اس عورت اور اُسکے اہلخانہ نے مثل اہل مصیبت کے تعزیت کی اور عدت پوری کرکے دوسرے شوہر سے نکاح کرلیا اور اُسنے اسکے ساتھ دخول کیا پھر ایک شخص دوسرا آیا اور اُسنے اس عورت کو خبر دی کہ اسکا شوہر زندہ ہی اور کہا کہ مین نے اُسکو فلان شہر مین دیکھا پس اُسکے نکاح ثانی کی کیا کیفیت ہے اور آیا اُسکو دوسرے شوہر کے ساتھ قیام کرنا حلال ہی یا نہین اور یہ اور شوہر ثانی کیا کرے تو شیخ نے فرمایا کہ اگر اُسنے اول مخبر کی تصدیق کی تھی تو اُس سے یہ ممکن نہین ہی کہ دوسرے مخبر کی تصدیق کرے اور ان دونون مین دوسرا نکاح باطل نہوگا اور ان دونون کو اختیار ہی کہ اس نکاح پر برقرار رہین یہ تاتارخانیہ و بحر الرائق مین نسفیہ سے منقول ہی۔ اور اگر کسی مرد نے اپنی دو جورون مین سے ایک معین کو بعد ان دونون کے ساتھ دخول کرنیکے طلاق دیدی اور یہ دونون حائضہ ہوتی ہین پھر مرگیا اور یہ معلوم نہین ہوتا ہی کہ مطلقہ کون ہی تو انھین سے ہر ایک پر عدت وفات واجب ہوگی کہ اس عدت مین تین حیض کی تکمیل کریگی۔ اسیطرح اگر اُسنے ہر دو جورو مین سے ایک غیر معین کو تین طلاق دیدین اور یہ اپنی صحت کی حالت مین کیا پھر قبل بیان کے مرگیا تو انھین سے ہر ایک پر عدت وفات واجب ہوگی جنمین وہ تین حیض کی تکمیل کریگی یہ فتاوئے قاضیخان مین ہی۔ اگر اپنی جورو سے کہا کہ اگر مین اس دار مین داخل نہوا آج کے روز تو تو طالقہ ثلث ہے پھر یہ دن گذرنیکے بعد مرگیا اور یہ معلوم نہین ہوتا ہے کہ وہ داخل ہوا تھا یا نہین تو اس عورت پر عدت وفات واجب ہوگی اور عدت بحیض اسپر لازم نہین ہی یہ مبسوط مین ہی۔ اور اگر طفل[1] اپنی جورو کو چھوڑ کر مرگیا پھر طفل کی موت کے بعد اُسکے حمل ظاہر ہوا تو مہینون کے شمار سے عدت پوری کریگی اور اگر حاملہ ہونے کی حالت مین طفل مذکور مرگیا تو استحساناً وضع حمل سے عدت پوری کریگی کذا فی محیط السرخسی اور ہر دو صورت مین بچہ کا نسب اس طفل سے ثابت نہوگا یہ ہدایہ مین ہی۔ اور بروز موت حمل موجود ہونیکا علم اسطرح ہوسکتا ہی کہ عورت مذکورہ طفل کی موت سے چھ مہینے سے کم مین بچہ جنے اور بعد موت کے حادث ہونیکے شناخت اسطرح ہوسکتی ہی کہ روز موت سے چھ مہینہ یا زیادہ مین بچہ جنے یہ جامع صغیر مین ہی۔ اور اگر خصی اپنی جورو کو چھوڑ کر مرگیا درحالیکہ وہ حاملہ تھی یا بعد موت کے حمل پیدا ہوا تو اسکی عدت وضع حمل ہی اور مجبوب اگر جورو کو حاملہ چھوڑ کر مرگیا یا اُسکی موت کے بعد حمل حادث ہوا تو دو روایتون مین سے ایک روایت مین ہی کہ اُسکا حکم مثل فحل کے ہی کہ بچہ کا نسب اس مجبوب سے ثابت ہوگا اور انقضاے عدت بوضع حمل ہوگی اور دوسری روایت مین یہ ہی کہ وہ مثل طفل کے ہی یہ جوہرۃ النیرہ مین ہی۔ اور اگر مجنون اپنی جورو کو چھوڑ مرا تو نسب ولد و عدت مین اسکا حکم مثل مرد تندرست کے ہی یہ بحر الرائق

[1] قال المترجم ہمارا مراد طفل سے ایسا طفل ہے جو مراہق نہو فتامل ۱۲ منہ

مین ہی۔ اگر اپنی جورو کو طلاق دیدی پھر مرگیا پس اگر طلاق رجعی ہو تو اُسکی عدت منتقل بعدت وفات ہوجائیگی خواہ مرد مذکور نے اُسکو حالت مرض مین طلاق دی ہو یا صحت مین اور عدت طلاق منہدم ہوجائیگی اور اگر طلاق بائنہ یا تین طلاق ہون پس اگر وہ وارث نہو سکتی ہو بایطور کہ اسکو حالت صحت مین طلاق دی ہو تو اُسکی عدت طلاق منتقل بعدت وفات نہوگی اور اگر وہ وارث ہوتی ہو بایطور کہ اسکو حالت مرض مین طلاق دی ہو پھر عدت گذرنے سے پہلے مرگیا پس عورت وارث ٹھہری تو چار مہینہ دس روز عدت وفات پوری کریگی جنمین تین حیض کی تکمیل کا لحاظ رکھیگی حتے کہ اگر چار مہینہ دس روز مین اُسکو تین حیض نہ آئے تو اُسکے بعد تک پورے کریگی اور یہ امام اعظمؒ و امام محمدؒ کا قول ہے یہ بدائع مین ہے۔ اور اگر مرد مرتد اپنی ردت پر قتل کیا گیا حتے کہ اسکی جورو اسکی وارث ٹھہری تو اُسکی عدت ہر دو مدت مین سے دراز ہوگی یہ امام اعظمؒ و امام محمدؒ کا قول ہے۔ اور اگر ام ولد کا مولے اُسکو چھوڑ کر مرگیا یا اُسکو آزاد کر دیا تو اُسکی عدت تین حیض ہوگی اور یہ اُسوقت ہے کہ ام ولد مذکورہ عدت کسی کے اندر نہو اور نہ کسی شوہر کے تحت مین ہو۔ اور ام ولد مذکورہ کو نفقہ عدت نہ ملیگا۔ اور اگر وہ حائضہ نہوتی ہو تو اُسکی عدت تین مہینہ ہین۔ اور اگر ایسی باندی کو چھوڑ مرا جس سے وطی کیا کرتا تھا یا ایسی مدبرہ کو چھوڑ مرا جس سے وطی کیا کرتا تھا یا ایسی باندی یا مدبرہ کو آزاد کر دیا تو اسپر کچھ واجب نہین ہے یہ سراج الوہاج مین ہے۔ اور اگر اپنی ام ولد کا کسی سے نکاح کر دیا پھر خود مرگیا درحالیکہ ام ولد مذکورہ اپنے شوہر کے تحت مین تھی یا کسی شوہر کی عدت مین تھی تو مولے کے موت کی عدت اُسپر واجب نہوگی۔ اور اگر مولے نے اُسکو آزاد کر دیا پھر شوہر نے اُسکو طلاق دیدی تو اُسپر آزادہ عورتون کی عدت واجب ہوگی اور اگر شوہر نے اُسکو پہلے طلاق دی پھر مولے نے اُسکو آزاد کر دیا پس اگر طلاق رجعی ہو تو اُسکی عدت منقلب بعدت حرائر ہوجائیگی اور اگر طلاق بائن ہو تو عدت منقلب نہوگی پھر اگر اسکی عدت منقضی ہوگئی پھر مولے مرگیا تو اُسپر موت مولے سے تین حیض کی عدت واجب ہوگی۔ اور اگر مولی و شوہر دونون مرگئے پس اگر یہ معلوم ہو کہ شوہر پہلے مرا ہے اور یہ معلوم ہو کہ دونون کی موت کے درمیان دو مہینہ پانچ روز کا تفاوت ہے تو اسپر دو مہینہ پانچ روز کی عدت واجب ہوگی جیسے باندیون پر اپنے شوہر کے مرنے مین واجب ہوتی ہے پھر مولی کے مرنے کی اُسپر تین حیض کی عدت ہوگی اور اگر دونون کی موت مین دو مہینہ پانچ روز سے کم فرق ہو تو بھی اُسپر شوہر کی وفات کی دو مہینہ پانچ روز کی عدت واجب ہوگی پھر مولے کے موت کی اُسپر کچھ عدت لازم نہوگی یہ بدائع مین ہے۔ اور اگر ام ولد کا شوہر و مولے دونون اسکو چھوڑ کر مرگئے اور یہ معلوم نہین ہوتا ہے کہ دونو نمین سے کون پہلے مرا ہے اور دونون کی موت مین دو مہینہ پانچ روز سے کم فرق ہے تو اُسپر چار مہینہ دس روز کی عدت احتیاطاً دونو نمین سے آخر کی موت سے واجب ہوگی اور اسمین حیض کا اعتبار نہین ہے اور اگر معلوم ہو کہ دونون کی موت مین دو مہینہ پانچ روز یا زیادہ ہین تو اسپر چار مہینہ دس روز کی عدت واجب ہوگی جسمین تین حیض کی بھی تکمیل کریگی اور اگر یہ معلوم نہو کہ دونون کی موت مین کتنے دنون کا فرق ہے اور نیز معلوم نہو کہ دونو نمین سے کون پہلے مرا ہے تو امام اعظمؒ کے نزدیک عدت چار مہینہ دس روز ہوگی جسمین حیضون کی تکمیل معتبر نہین ہے اور صاحبینؒ کے نزدیک اسمین تین حیض کی

ف یعنی عدت بینونت و عدت وفات ہر دو کی عدت ۱۲ منہ ف یعنے اس سے کوئی اولاد نہین ہوئی ۱۲ منہ ف یعنی عدت ۱۲ ف یا زیادہ کا ۱۲

تکمیل بھی کریگی اور اسیطرح اگر شوہر نے اسکو طلاق رجعی دیدی ہو تو بھی ان صورتون مین یہی حکم ہے اور اس عورت کو اپنے شوہر سے کچھ میراث نہ ملیگی یہ مبسوط مین ہے۔ اگر صغیرہ کو جو حائضہ نہین ہوتی ہے طلاق دیگئی اور شوہر نے اُس سے دخول کرلیا ہے اور یہ صغیرہ ایسی ہے کہ اسکی مثل سے جماع کیا جاتا ہے تو اُسکی عدت تین مہینہ ہوگی اور شیخ ابو علی نسفی رحمہ نے فرمایا کہ یہ حکم اُسوقت ہے کہ یہ صغیرہ ایسی ہو کہ مراہقہ یعنے قریب بہ بلوغ نہوا اور اگر قریب بہ بلوغ ہو تو شیخ ابو الفضل نے فرمایا کہ اُسکی عدت مہینون کے شمار سے منقضی نہوگی بلکہ توقف کیا جائیگا یہانتک کہ کھلجاوے کہ اُسکو اس وطی سے حمل رہا ہے یا نہین رہا ہے یہ تمرتاشی مین ہے۔ صغیرہ کو اُسکے شوہر نے طلاق دیدی پھر اسپر ایک روز کم تین مہینہ گذرے پھر اُسکو حیض آیا تو جبتک اُسکو تین حیض نہ آجاوین تب تک اُسکی عدت منقضی نہوگی۔ ایک مرد نے اپنی جورو کو طلاق رجعی دیدی پس اُسنے تین حیض سے عدت پوری کی مگر ایک روز کم رہا تھا پس شوہر مرگیا تو اُسکے اوپر چار مہینہ دس روز کی عدت واجب ہوگی یہ غایۃ البیان مین ہے۔ اور اگر مطلقہ نے اپنی عدت حیض سے پوری کرنی شروع کی اور ایک حیض یا دو حیض آچکے تھے کہ پھر اسکا حیض مرتفع ہوکر بند ہو گیا تو وہ عدت سے خارج نہوگی یہانتک کہ آئسہ ہوجاوے پھر اگر بند رہا یہانتک کہ وہ آئسہ[1] ہوگئی تو از سر نو مہینون سے عدت پوری کریگی یہ فتاوے قاضیخان مین ہے۔ منکوحہ باندی کو اگر اُسکے شوہر نے طلاق رجعی دیدی پھر اُسکی عدت مین مولے نے اُسکو آزاد کردیا تو وقت طلاق سے اُسکی عدت منتقل بعدت حرائر ہوجائیگی پس اسپر تین حیض کی عدت پوری کردینی واجب ہوگی اگر اسکو حیض آتا ہو یا تین مہینہ سے پوری کرنی لازم ہوگی اگر حیض نہ آتا ہو۔ اور اگر اُسکے شوہر نے ایک طلاق بائن یا تین طلاق دیدی یا اُسکو چھوڑکر مرگیا پھر وہ عدت مین آزاد کردیگئی تو اسکی عدت منتقل بعدت حرائر نہوگی پس اسپر واجب ہوگا کہ دو حیض سے عدت پوری کرے یا ایک مہینہ ونصف مہینہ سے پوری کرے یا دو مہینہ پانچ روز سے عدت پوری کریگی بحسب اختلاف احوال عورت کذا فے غایۃ البیان۔ صغیرہ باندی کو بعد دخول کے طلاق دیگئی تو اُسکی عدت ڈیڑھ[2] مہینہ ہوگی اور اگر عدت منقضی ہونیکے قریب پہونچکر اُسکو حیض آگیا تو اسکی عدت منتقل بحیض ہوجائیگی پس دو حیض سے عدت پوری کریگی پھر جب حیض کی عدت پوری ہونیکے قریب ہوئی تو آزاد کردیگئی تو اُسکی عدت تین حیض ہوجائیگی پھر جب اُسکی عدت گذرنیکے قریب پہونچی تو اُسکا شوہر مرگیا تو اُسپر چار مہینہ دس روز کی عدت لازم ہوگی یہ عتابیہ مین ہے۔ طلاق کی صورت مین ابتداے عدت بعد طلاق سے ہوگی اور وفات مین بعد وفات سے۔ اور اگر عورت کو طلاق یا وفات کا حال معلوم نہوا یہانتک کہ مدت عدت گذر گئی تو اُسکی عدت پوری ہوگئی یہ ہدایہ مین ہے۔ اور اگر عورت کو شوہر کی موت مین شک ہوا تو جسوقت سے اُسکو یقین ہوجاوے اُسوقت سے عدت شروع کریگی یہ عتابیہ مین ہے۔ اور نکاح فاسد مین ابتداے عدت وقت تفریق سے ہوگی یا جسوقت سے وطی کنندہ نے اس عورت سے وطی ترک کرنے پر عزم کرلیا ہو یہ ہدایہ مین ہے اور اگر مرد نے اقرار کیا کہ مین نے اپنی اس جورو کو فلان وقت سے طلاق دی ہے تو عدت اسیوقت اقرار سے ہوگی

[1] یعنے اس مطلقہ کی عدت تا وقت مایوسی کے منقطع نہوگی ولیکن مخفی نہین کہ اس حکم شدید مین اسپر زنا کا خوف شدید ہے کیونکہ وہ نکاح نہین کرسکتی پس فقیہ مفتی پر اسکی حفاظت لازم ہے تاکہ حرج دور ہو واللہ تعالیٰ ہو الموفق ۱۲ منہ [2] یعنے ڈیڑھ مہینہ ۱۲ اعلم [3] یعنے ایک دو روز باقی رہے ۱۲

کیا ہے عورت نے اس مرد کے قول کی تصدیق کی یا تکذیب کی یا کہا کہ مجھے معلوم نہیں ہے مگر اس اسناد میں شوہر کے قول کی تصدیق نہوگی۔ اور یہی مختار ہے اور امام محمدؒ نے کتاب میں یوں جواب دیا ہے کہ درصورتیکہ عورت نے اسکے قول کی تصدیق کی تو عدت اُسیوقت سے ہوگی جسوقت سے طلاق دی ہے مگر متاخرین مشائخ نے وجوب عدت کو وقت اقرار سے اختیار کیا ہے حتے کہ اس مرد کو یہ حلال نہوگا کہ اس عورت کی بہن سے نکاح کرے یا اسکے سوائے چار عورتوں کو نکاح میں لاوے اور یہ مرد مذکور کی زجر ہے کہ اُسنے عورت مذکورہ کی طلاق کو پوشیدہ رکھا ولیکن عورت کے واسطے نفقہ و سکنی واجب نہوگا اور شوہر پر دوبارہ مہر دیگر واجب ہوگا اگر اُسنے دخول کیا ہو کیونکہ اُسنے خود اقرار کیا اور عورت نے اسکی تصدیق کی ہے یہ غایۃ البیان میں نقلاً عن التتمہ و الفتاوے الصغرے ہے۔ اور اگر عورت کو تین طلاق دیدیں حالانکہ وہ اس عورت کے ساتھ رہتا ہے پس اگر وہ مقر طلاق ہو تو عدت گذر جائیگی اور اگر منکر طلاق ہو تو ان دونوں کی زجر کی غرض سے اُسوقت اقرار سے عدت واجب ہوگی اور یہی مختار ہے یہ عتابیہ میں ہے۔ ایک مرد نے اپنی جورو کو تین طلاق دیدیں اور اُسکی طلاق لوگوں سے چھپائی پھر جب اُسکو دو حیض آ چکے تو اُس سے وطی کی پس عورت مذکورہ کو حمل رہ گیا پھر مرد مذکور نے اُسکے طلاق دینے کا اقرار کیا تو جبتک عورت مذکورہ کو وضع حمل نہو اُسکے لیے نفقہ واجب ہوگا اسواسطے کہ اُسکی عدت جب ہی منقضی ہوگی جب وضع حمل ہو یہ فتاوے کبرے میں ہے۔ ایک مرد نے اپنی مدخولہ جورو سے کہا کہ ہر بار کہ تجھے حیض آوے اور تو طاہر ہو جاوے تو تو طالقہ ہے پس عورت مذکورہ کو تین حیض آئے تو عدت کا شمار طلاق اول واقع ہونیکے وقت سے ہوگا یہ فتاوے قاضیخان میں ہے اگر مرد نے اپنی جورو کو طلاق دی پھر طلاق سے انکار کر گیا پس اُسپر گواہ قائم کیے گئے اور قاضی نے دونوں میں تفریق کرنے کا حکم دیا تو عدت وقت طلاق سے ہوگی نہ وقت قضائے قاضی سے یہ خلاصہ میں ہے۔ دو عدتیں ہمارے نزدیک مدت واحدہ میں منقضی ہوتی ہیں خواہ جنس واحد سے ہوں یا دو جنس سے ہوں چنانچہ اول کی صورت یہ ہے کہ مطلقہ کو ایک حیض آیا پھر اُسنے دوسرے شوہر سے نکاح کر لیا اور دوسرے شوہر نے اُس سے وطی کی اور دونوں میں تفریق کر دیگئی اور پھر اُسکو دو حیض آئے تو اسلیں دوسرے شوہر کو اختیار ہوگا چاہے اُس سے نکاح کرلے کیونکہ شوہر اول کی عدت اب گذر گئی مگر دوسرے کسی شخص کو یہ اختیار نہیں ہے کہ اس عورت سے نکاح کر سکے جبتک کہ وقت تفریق سے اسکے تین حیض پورے نہو جاویں کیونکہ غیر کے حق میں دوسرے شوہر کی عدت ابھی باقی ہے اور اگر شوہر اول نے اسکو طلاق رجعی دی ہو تو جبتک کہ بعد تفریق از نکاح ثانی کے عورت کو دو حیض تین آئے ہیں تبتک شوہر اول کو اختیار ہوگا کہ اس عورت سے مراجعت کر لے۔ اور اگر نکاح ثانی کی تفریق کے بعد سے اس عورت کے تین حیض آ گئے تو دونوں عدتیں گذر جاوینگی۔ اور دوم کی صورت یعنے دونوں عدتیں دو جنس کی ہوں یہ صورت ہے کہ ایک عورت کا شوہر اُسکو چھوڑ کر مر گیا پھر اس عورت سے بشبہہ وطی کیگئی تو پہلی عدت وفات چار مہینے دس روز گذرنے پر تمام ہو جائیگی اور دوسری عدت وطی بشبہہ بھی اگر ان مہینوں میں اُسکو تین بار حیض آیا ہو تو منقضی ہو جائیگی یہ فتاوے قاضیخان میں ہے۔ اور اگر عورت کو ایک طلاق بائنہ یا دو طلاق بائنہ دی پھر

سلہ یعنے اگر اُسنے ایسے وقت سے طلاق کا اقرار کیا کہ حساب سے اسوقت سے اب تک اُسکی عدت پوری ہوگئی ولیکن اُسکے اقرار کے وقت سے عدت شمار ہوگی اور اُسکے قول کی تصدیق نہوگی کہ اسیوقت سے طلاق دی ہے ۱۲ م سلہ اگرچہ شوہر تصدیق کرے ۱۲ م سلہ یعنے درصورت تصدیق قول شوہر ۱۲ م سلہ یعنے ہنوز

اس عورت سے عدت مین باوجود اقرار بحرمت کے وطی کی تو عورت پر واجب ہوگا کہ ہر وطی کے واسطے وہ از سر نو عدت گذارے اور یہ عدت پہلی عدت کے ساتھ متداخل ہوجائیگی یہانتک کہ پہلی منقضی ہوجاوے تو متداخل نہ رہیگی پھر جب پہلی عدت گذر گئی اور دوسری وتیسری باقی رہین تو دوسری وتیسری عدتین وطی کی عدت ہونگی چنانچہ اگر عورت کو اس حالت مین طلاق دی تو دوسری طلاق واقع نہوگی پس اصل یہ ہے کہ جو عورت کہ طلاق کی عدت مین ہو اسکو طلاق دیگر لاحق ہوتی ہے اور جو معتدہ بعدت وطی ہو اُسکو طلاق دیگر لاحق نہین ہوتی ہے۔ اور مطلقہ ثلثہ کے ساتھ اگر اسکے شوہر نے اسکی عدت مین وطی کی باوجود علم اس امر کے کہ یہ مجھپر حرام ہے اور باوجود اقرار بحرمت کے تو یہ عدت جدید نہ گذاریگی ولیکن شوہر و عورت دونون رجم[1] کیے جاوینگے اور اسیطرح اگر عورت نے کہا کہ مین حرمت سے آگاہ تھی اور جو شرائط احصان کے ہین وہ پاے گئے تو بھی یہی حکم ہے۔ اور اگر مرد نے شبہہ کا دعوے کیا بایطور کہ یون کہا کہ مجھے گمان تھا کہ یہ میرے واسطے حلال ہے تو عورت مذکورہ ہر وطی کے واسطے عدت جدید پوری کریگی اور پہلی عدت مین متداخل ہوجائیگی الا اسوقت مین متداخل نہ رہیگی کہ عدت اول گذرجاوے اور جب عدت اول گذر گئی اور دوسری[2] تیسری باقی رہی تو یہ وطی کی عدت ہوگی کہ ایسی حالت مین عورت نفقہ کی مستحق نہوگی۔ اور یہ جو ہمنے بیان کیا ہے اسوقت ہے کہ عورت سے اسکو طلاق دینے کے اقرار کے باوجود وطی کی ہو اور اگر عورت سے درحالیکہ اسکی طلاق دینے سے منکر تھا وطی کی تو عورت جدید پوری کریگی یہ ذخیرہ مین ہے۔ ایک شخص نے اپنی عورت کو تین طلاق دیدین پس عورت نے اسی دم ایک مرد سے نکاح کیا اور اُسنے اس عورت سے دخول کیا پھر دونون مین تفریق کردی گئی تو عورت مذکورہ پر ان دونون کیوجہ سے تین حیض کی عدت گذارنی واجب ہوگی اور اس عورت کا نفقہ وسکنی شوہر اول پر واجب ہوگا یہ فتاوے قاضیخان مین ہے۔ اور اگر عورت نے عدت وفات مین دوسرے مرد سے نکاح کرلیا اور اُسنے اُس سے دخول کیا پھر دونون مین تفریق کردیگئی تو عورت پر شوہر متوفی کی باقی عدت چار مہینہ دس روز تک پوری کرنی ہوگی اور دوسرے شوہر کی عدت وطی کے تین حیض واجب ہونگے اور انکین وہ حیض بھی محسوب ہوگا جو عورت کو بقیہ عدت وفات کے اندر آیا ہو یہ معراج الدرایہ مین ہے۔ عورت کو بعوض مال کے یا بغیر مال کے خلع کردیا پھر عدت مین اُس عورت سے باوجود اس کی حرمت کے آگاہی کے اُس سے وطی کرلی تو ہر وطی کے واسطے وہ جدید عدت پوری کریگی اور عدت خلع اور عدت وطی متداخل ہوگی یہانتک کہ عدت اول منقضی ہوجاوے پھر اسکے بعد دوسری تیسری عدت وطی ہوگی نہ عدت طلاق حتے کہ اس عورت پر طلاق دیگر واقع نہین ہوسکتی اور عورت کے واسطے نفقہ بھی واجب نہوگا یہ وجیز کردری مین ہے۔ اور اگر عورت کتابیہ کسی مسلمان کے تحت مین ہو تو اُسپر وہی واجب ہوگا جو مسلمان عورت پر واجب ہوتا ہے پس اگر یہ کتابیہ عورت آزادہ ہو تو مثل مسلمہ آزادہ کے اور اگر باندی ہو تو مثل مسلمان باندی کے احکام کا برتاؤ لازم ہوگا اور اگر کتابیہ کسی کافر کے تحت مین ہو تو موت و فرقت کسی صورت مین اسپر عدت نہوگی بشرطیکہ اُنکے[3] مذہب مین ایسا ہی ہو یہ امام اعظمؒ کا قول ہے اور صاحبینؒ کے نزدیک عورت پر عدت واجب ہوگی یہ سراج الوہاج مین ہے

---

[1] قولہ رجم یعنے پتھروں سے یہانتک مارنا کہ دونون مرجاوین ۱۲ [2] یعنے رجم کی جاوے ۱۲ عہ یعنے یہ جانکر کہ یہ مجھپر حرام ہے ۱۲ [3] یعنے ذمی ۱۲

چودھوان باب ۔ حداد کے بیان مین ۔ عورت مبتوتہ یا جسکا شوہر چھوڑکر مرگیا ہو اگر وہ بالغہ مسلمہ ہو تو اُسپر ایام عدت مین سوگ واجب ہی یہ کافی مین ہی ۔ اور سوگ سے یہ مراد ہی کہ خوشبو و تیل و سرمہ وحنا وخضاب و خوشبو دادہ کپڑے کے پہننے اور کسم کے رنگے و سُرخ کپڑے کے پہننے سے اجتناب کرے اور نیز جو زعفران سے رنگا ہوا ہو اسکے پہننے سے اجتناب کرے لیکن اگر وہ دھویا گیا ہو کہ اُسکی خوشبو نہ اُڑتی ہو تو مضائقہ نہین ہی اور قصب و خز و حریر کے پہننے سے اجتناب کرے اور زیور پہننے سے اجتناب کرے اور اپنی زینت کرنے اور کنگھی سے سر کے بال سنوارنے سے اجتناب کرے یہ تاتارخانیہ مین ہی ۔ اور شمس الائمہ نے فرمایا کہ ان کپڑون سے مراد یہ ہی کہ نئے ایسے کپڑے جنسے زینت حاصل ہو نہ پہنے اور اگر پُرانے ہون کہ اُنسے زینت نہین ہوتی ہی تو پہننے مین کچھ مضائقہ نہین ہی یہ محیط مین ہی ۔ اور اگر عورت نے اپنے سر مین کنگھی ایسی طرف سے کری جسطرف دندانہ موٹے کھلے ہوئے ہوتے ہین تو کچھ مضائقہ نہین ہی اور کنگھی کرنا دوسری طرف سے مکروہ ہی جدھر کے دندانہ باریک ہوتے ہین کیونکہ اسطرف سے زینت کیواسطے ہوتی ہی یہ فتاوے قاضیخان مین ہی ۔ اور عورت پر اجتناب کرنا اسکی حالت اختیاری تک واجب ہی اور حالت اضطرار مین کچھ مضائقہ نہین ہی مثلاً اسکے سر مین درد وغیرہ کوئی بیماری ہوئی کہ جسکی وجہ سے اُسنے سر مین تیل ڈالا یا آنکھ مین کوئی بیماری ہوئی کہ اُسنے سرمہ لگایا بغرض معالجہ کے تو کچھ مضائقہ نہین ہی یہ محیط مین ہی اور اگر سر مین تیل ڈالنے کی عورت کی عادت پڑگئی ہو کہ اُسکو نہ ڈالنے کی صورت مین کسی بیماری درد وغیرہ کے بیٹھ جانے کا خوف ہو تو تیل ڈالنے مین کچھ مضائقہ نہین ہی بشرطیکہ اس بیماری کے بیٹھ جانیکا غالب گمان ہو یہ کافی مین ہی ۔ اور حریر کا لباس نہ پہنے کیونکہ اسمین زینت ہے الا بضرورت مثلاً اسکے بدن مین خارشت ہو یا جلین پڑگئی ہون اور دمشق کا رنگا ہوا کپڑا پہننا اسکو حلال نہین ہی اور سیاہ رنگا ہوا پہننے مین کچھ مضائقہ نہین ہی یہ تبیین مین ہی ۔ اور اگر عورت ایسی فقیر ہو کہ اسکے پاس سوائے ایک رنگین کپڑے کے نہو تو کچھ مضائقہ نہین ہی کہ اسکو بغیر ارادہ زینت کے پہنے یہ شرح طحاوی مین ہی ۔ اور صغیرہ پر اور مجنونہ پر اگرچہ بالغہ ہو اور کتابیہ پر اور جو عورت نکاح فاسد کی عدت مین ہو اُسپر اور مطلقہ بطلاق رجعی پر حداد یعنے سوگ واجب نہین ہی اور یہ ہمارے نزدیک ہے کذا فی البدائع ۔ اور اگر کافرہ عورت عدت مین مسلمان ہوگئی تو اُسپر باقی عدت تک سوگ کرنا لازم ہوگا یہ جوہرۃ النیرہ مین ہی اور باندی پر جبکہ منکوحہ ہو تو شوہر کی وفات یا طلاق بائن دینے کی عدت مین سوگ لازم ہی اور یہی حکم مدبرہ و ام ولد و مکاتبہ و مستسعاۃ کا ہے اور اگر ام ولد کو اسکے مولے نے آزاد کر دیا یا چھوڑکر مرگیا تو اُسپر سوگ نہین ہی اور یہی حکم ایسی عورت کا ہی جس سے شبہہ سے وطی کیگئی ہو یہ فتح القدیر مین ہی ۔ اور اجنبی کو روا نہین ہی کہ معتدہ غیر کو صریح خطبہ کرے خواہ وہ طلاق کی عدت مین ہو یا شوہر کی وفات کی عدت مین ہو یہ بدائع مین ہی اور رہا تعریض کرنا سو اسپر اجماع ہی کہ رجعی مطلقہ سے تعریض ممنوع ہی اور ایسے ہی ہمارے نزدیک جسکو طلاق بائن دیگئی ہو اور تعریض ایسی عورت سے جائز ہی جو شوہر کی وفات کی عدت مین ہو یہ غایۃ السروجی مین ہی ۔ اور تعریض کی صورت یہ ہی کہ اُس سے یون کہے کہ مین بھی نکاح کرنا چاہتا ہون یا کہے کہ مین ایسی عورت پسند کرتا ہون جسمین یہ صفت ہو پھر ایسی صفتین بیان کرے جو اس عورت مین ہین یا یون کہے کہ تو ماشاء اللہ حسینہ یا

ع۵ یعنے قطعی جدا کی ہوئی مثلاً تین طلاق دی ہوئی ۱۲ منہ ع۵ بسائے ہوئے ۱۲ س۵ ایک قسم کا ریشمی کپڑا ۱۲ المعہ۵ یعنے یون کہکر تجبر سے ۱۲

جمیلہ ہی یا تو مجھے خوش معلوم ہوتی ہی یا میرے پاس تجھ ایسی کوئی نہین ہی یا امید ہی کہ اللہ تعالےٰ مجھے تجھے یکجا کردے یا اگر اللہ تعالےٰ نے میرے حق مین ایک امر مقدر کیا ہوگا تو ہوگا یہ سراج الوہاج مین ہی۔ اور اگر عورت معتدہ از نکاح صحیح ہو اور یہ عورت مطلق حرہ بالغہ عاقلہ مسلمہ ہی اور حالت اختیاری ہی تو یہ عورت نہ رات مین باہر نکلیگی نہ دن مین خواہ طلاق تین دیگئی ہون یا ایک بائنہ یا رجعی یہ بدائع مین ہی۔ اور جس عورت کو اسکا شوہر چھوڑ کر مرگیا وہ دن مین نکل سکتی ہی اور کچھ رات تک مگر اپنی منزل کے سوائے دوسری جگہ رات بسر نہ کریگی یہ ہدایہ مین ہی۔ اور جو عورت نکاح فاسد کی عدت مین ہو وہ نکل سکتی ہی الا اس صورت مین نہین نکلسکتی ہی کہ اسکے شوہر نے اسکو ممانعت کردی ہو یہ بدائع مین ہی۔ اور اگر معتدہ باندی ہو تو وہ اپنے مولےٰ کی خدمت کیواسطے نکل سکتی ہی خواہ عدت وفات ہو یا عدت خلع یا طلاق خواہ طلاق رجعی ہو یا بائن اور اگر وہ عدت کے اندر آزاد کر دیگئی تو باقی عدت مین اسپر وہی امور واجب ہونگے جو حرہ بائن کردہ شدہ پر واجب ہوتے ہین اور قدوری مین لکھا ہی کہ اگر مولےٰ نے باندی کو اسکے شوہر کے ساتھ رہنے کیواسطے کوئی جگہ دیدی ہو جبتک وہ اس حال پر ہی یہان سے خارج نہوگی الا آنکہ مولی اسکو یہان سے نکال لے۔ اور مدبرہ باندی و ام ولد و مکاتبہ کا حکم باہر نکلنا مباح ہونیکے حق مین مثل باندی کے ہی یہ محیط مین ہی۔ اور جو مستسعاۃ ہی یعنے سعایت کرتی ہی وہ امام اعظم رح کے نزدیک مثل مکاتبہ کے ہی اور کتابیہ عورت کو عدت مین باجازت شوہر کے باہر نکلنا حلال ہی اور بدون اجازت شوہر کے حلال نہین ہی خواہ طلاق رجعی ہو یا بائنہ ہو یا تین طلاق ہون اور اسیطرح عدت وفات مین اسکو اختیار ہی کہ منزل شوہر کے سوائے دوسری منزل مین رات گذارے یہ مبسوط مین ہی۔ اور اگر کتابیہ عدت کے اندر مسلمان ہوگئی تو باقی مدت عدت مین اسپر وہی احکام لازم ہونگے جو مسلمہ عورت پر واجب ہوتے ہین۔ اور حرہ مسلمہ نہین نکل سکتی ہی نہ باجازت شوہر کے اور نہ بغیر اجازت شوہر کے اور رہی لڑکی نابالغہ پس اگر طلاق رجعی ہو تو باجازت شوہر کے نکل سکتی ہی اور اسکو یہ اختیار نہین ہی کہ بغیر اجازت شوہر کے نکلے جیسے قبل طلاق کے حکم تھا۔ اور اگر طلاق بائنہ ہو تو اسکو بغیر اجازت شوہر کے اور باجازت شوہر کے دونون طرح نکلنے کا اختیار ہی الا آنکہ یہ لڑکی قریب بلوغ ہو تو بدون اجازت شوہر کے نہین نکل سکتی ہی ایسا ہی مشائخ نے اختیار کیا ہی یہ محیط مین ہی۔ اور اگر مولےٰ نے اپنی ام ولد کو آزاد کردیا تو اسکو اختیار ہی کہ عدت مین نکلے یہ ظہیریہ مین ہی اور مجنونہ و معتوہہ کا حکم مثل کتابیہ کے ہی کہ نکل سکتی ہی یہ غایۃ السروجی مین ہی۔ اور مجوسیہ عورت کا شوہر اگر مسلمان ہوگیا اور اس عورت نے اسلام سے انکار کیا یہانتک کہ دونون مین تفریق ہوگئی اور عورت پر عدت واجب ہوئی باینطور کہ شوہر نے اس سے دخول کیا تھا تو اسکو نکلنے کا اختیار ہی لیکن اگر شوہر نے اپنے نطفہ کی حفاظت کی غرض سے اس عورت سے چاہا کہ نہ نکلے اور اس سے مطالبہ کیا تو اسپر لازم ہوگا کہ نہ نکلے۔ اور اگر مسلمان عورت نے اپنے شوہر کے پسر کا شہوت سے بوسہ لیا یہانتک کہ دونون مین تفریق واقع ہوئی اور چونکہ بعد مدخولہ ہونیکے ایسا ہوا ہی عورت پر عدت واجب ہوئی تو اسکو اپنی منزل سے نکلنے کا اختیار نہین ہی یہ بدائع مین ہی۔ ایک عورت نے اپنے نفقہ عدت پر اپنے شوہر سے خلع لیا پس اس عورت کو اپنے

سلہ قال المترجم مسئلہ مین قید آزادہ ہے ولیکن اسکو ترک کرنا چاہیے کیونکہ کتابیہ اگر باندی ہو تو اسپر آزادہ مسلمات کے احکام نہین بلکہ باندیون کے لازم ہونگے بلکہ یعنے نکلے پس واضح ہو کہ قید آزادی ترک کیجاوے ۱۲ منہ سلہ ۵ اچھی لگتی ہی ۱۲ سلہ ۵ یعنے ہر حیہ سے ۱۲ سلہ ۵ یعنے شاید کہ نطفہ رہا ہو ۱۲

نفقہ کے واسطے ضرورت ہوئی کہ باہر نکلے تو مشائخ نے اسمین اختلاف کیا ہی بعض نے کہا کہ وہ نکل سکتی ہی جیسے وہ عورت جسکو شوہر چھوڑ مرا ہی اور بعض نے کہا کہ نہین نکل سکتی ہی اور یہی مختار ہی یہ فتاوئے قاضیخان مین ہی۔ اور یہی اصح ہے یہ محیط سرخسی مین ہی۔ معتدہ پر واجب ہی کہ اسی مکان مین عدت گذارے جو حالت وقوع فرقت یا وقوع وفات شوہر مین اُسکے رہنے کا مکان کہلاتا تھا یہ کافی مین ہی اور اگر وہ اپنے کنبے والون کو دیکھنے گئی یا کسی دوسرے گھر مین کسی سبب سے تھی کہ اُسوقت اسپر طلاق واقع ہوئی تو اُسیوقت بلا تاخیر اپنے رہنے کے مکان کو چلی جاوے اور یہی حکم عدت وفات مین ہی یہ غایۃ البیان مین لکھا ہی۔ اور اگر اپنے رہنے کے مکان سے نکلنے پر مضطر ہوئی یعنی مجبور ہوئی بایین طور کہ اس مکان کے گر پڑنے کا خوف ہوا یا عورت کو اپنے مال کا خوف ہوا یا یہ مکان کرایہ پر تھا اور عورت ایسا کچھ نہین پاتی ہی کہ عدت وفات اگر یہان پوری کرے تو اسکا کرایہ اس سے دیدے تو ایسی حالت مین اُسکو مکان منتقل کر لینے مین کچھ مضائقہ نہین ہی اور اگر وہ کرایہ دیسکتی ہو تو منتقل نہ کریگی۔ اور اگر حویلی اُسکے شوہر کی ہو اور وہ اُسکو چھوڑ کر مر گیا تو عورت اپنے حصہ مین رہے اگر اُسکا حصہ اُسمین سے اسقدر ہو کہ اُسکے رہنے کے لائق کافی ہو۔ اور باقی وارثون سے جو اُسکے محرم نہون اُنسے پردہ کریگی یہ بدائع مین ہی۔ اور اگر شوہر متوفی کے گھر مین سے جو اُسکا حصہ ہی وہ اُسکے رہنے بھر کو کافی نہو اور باقی وارثون نے اپنے حصہ سے اُسکو نکال دیا تو مکان منتقل کرے یہ ہدایہ مین ہی۔ اور اگر وارثون نے اپنے حصہ مین اُسکو اجرت پر رہنے دیا اور یہ کرایہ دیسکتی ہی تو مکان منتقل نہ کریگی یہ شرح مجمع البحرین ابن الملک مین ہی۔ اور جب عورت عذر کے ساتھ دوسری جگہ منتقل کر گئی تو جسمین منتقل کر گئی عدت گذارے وہ شوہر کی حرمت باقی رکھنے مین ایسا ہی کہ گویا اُسنے وہین عدت گذاری ہی جہان سے منتقل ہو آئی ہی یہ بدائع مین ہی۔ اور اگر عورت سواد شہر مین ہو اور اُسکو سلطان وغیرہ کیطرف سے خوف پیدا ہوا تو اُسکو شہر مین منتقل ہو جانیکے واسطے گنجائش ہی یہ مبسوط مین ہی۔ اور اگر عورت معتدہ ایسے گھر مین ہو کہ وہان اسکے ساتھ کوئی بھی نہین ہی اور اُسکو چورون یا ٹرسیون کسی سے خوف نہین ہی ولیکن اُسکو مردہ کیطرف سے دل مین ڈر بیٹھ گیا ہی پس اگر خوف شدید نہین ہی تو مکان منتقل نہین کر سکتی ہی اور اگر خوف شدید ہے تو مکان منتقل کر سکتی ہی یہ فتاوئے قاضیخان مین ہی۔ اور اگر کوٹھری جسمین عدت بیٹھی ہی منہدم ہو گئی تو دوسرے گھر کی تعیین کرنا عدت وفات کی صورت مین اور طلاق بائن کی صورت مین درحالیکہ شوہر غائب ہو اُسکے اختیار مین ہی اور طلاق بائن یا رجعی مین درصورتیکہ شوہر حاضر ہو تدبیر کا اختیار شوہر کو ہی یہ محیط مین ہی۔ اور اگر عورت کو تین طلاق یا ایک طلاق بائن دیدی اور اس مرد کے سوائے ایک کوٹھری کے اور مکان نہین ہی تو چاہیے کہ اُسکے اور اپنے درمیان ایک پردہ ڈالدے تاکہ اُسکے اور اجنبیہ کے درمیان خلوت واقع نہو اور اگر مرد فاسق ہو کہ اُسکی طرف سے عورت کے حق مین خوف ہو تو عورت وہان سے نکلکر دوسری جگہ رہنا اختیار کرے اور اگر شوہر وہان سے نکل گیا اور عورت وہین رہی تو یہ بہتر ہی اور اگر قاضی اس عورت کے ساتھ کوئی ثقہ عورت کر دے کہ وہ ان دونون کے درمیان حائل ہونے کی قدرت رکھتی ہو تو یہ اچھا ہی یہ محیط مین ہی۔ اور اگر جنگل مین اپنی عورت کو طلاق دی حالانکہ جنگل ہی مین اُسکا خیمہ ہی اور عورت اسکے ساتھ اسکے خیمہ مین ہی اور مرد مذکور جہان گھاس یا پانی دیکھتا ہی وہان اُسکو ضرور منتقل ہونا پڑتا ہی پس آیا اُسکو روا ہی کہ اس عورت کو بھی وہان منتقل

کر لیجاوے تو دیکھنا چاہیے کہ اگر اس جگہ رہنے مین عورت کے جان و مال کے حق مین ضرر ظاہر ہوتا ہی تو تحویل روا ہی ورنہ نہین یہ ظہیریہ مین ہی۔ معتدہ عورت سفر نہ کریگی نہ حج کیلیے اور نہ کسی اور کام سے اور اُسکا شوہر بھی اُسکو لیکر اُسکو سفر نہ کرے یہ ہمارے نزدیک ہے اور اگر اسکو سفر مین ساتھ لیگیا حالانکہ اُسکی نیت رجعت کی نہین ہی تو اس سے وہ رجعت کرنے والا نہوجائیگا یہ فتاوےٰ قاضیخان مین ہی۔ معتدہ کو روا ہی کہ بڑے گھر کے صحن مین نکلے اور اس گھر کی جس منزل مین چاہے رات کو رہے لیکن اگر اس دار مین غیرون کی حویلیان ہون تو اپنی کوٹھری سے ان حویلیون کیطرف نہ نکلے گی۔ اور اگر عورت کو ساتھ سفر مین لیگیا پھر اُسکو طلاق بائن یا تین طلاق دیدین یا اُسکو چھوڑکر مرگیا حالانکہ اس عورت اور اسکے شہر کے اور منزل مقصود کے درمیان سفر کی مقدار سے کم ہی تو عورت کو اختیار ہی کہ چاہے چلی جاوے اور چاہے واپس چلی آوے خواہ کسی شہر مین نزول ہو یا غیر شہر مین اور خواہ اُسکے ساتھ کوئی محرم ہو یا نہو ولیکن واپس آنا بہتر ہی تاکہ عدت گذارنا شوہر کے گھر مین واقع ہو اور اگر اس مقام سے جہان طلاق یا وفات واقع ہوئی ہی منزل مقصود یا اُسکا شہر ان دونون مین سے ایک بقدر سفر کے ہو اور دوسرا کم تو جو کم ہی[1] اُسی کو اختیار کرے اور اگر دونون طرف مقدار سفر ہو پس اگر یہ عورت جنگل مین ہو تو چاہے آگے چلی جاوے جہان مقصود تھا یا کسی محرم یا غیر محرم کے ساتھ واپس آوے ولیکن واپس آنا بہتر ہی اور اگر کسی شہر مین نزول ہو تو بغیر محرم وہان سے خارج نہو اور اسکے ساتھ محرم ہو تو بھی امام اعظمؒ کے نزدیک خارج نہو اور صاحبینؒ نے فرمایا کہ نکل سکتی ہی اور یہ امام اعظمؒ کا پہلا قول ہی اور انکا دوسرا قول ظاہر ہی اور اگر شوہر نے اسکو طلاق رجعی دیدی ہو تو شوہر کے ساتھ رہیگی خواہ وہ آگے چلے یا واپس آوے اور اُس سے جدا نہوگی یہ کافی مین ہے۔

پندرھوان باب۔ ثبوت نسب کے بیان مین۔ ہمارے اصحاب نے فرمایا کہ ثبوت نسب کیواسطے تین مراتب ہین اول نکاح صحیح اور جو اسکے معنے مین ہی یعنے نکاح فاسد۔ اور اسکا حکم یہ ہی کہ نسب بغیر دعوۃ[2] کے ثابت ہوتا ہی اور مجرد نفی کرنے سے نسب منتفی نہین ہوتا ہی ہان لعان سے منتفی ہوتا ہی پس اگر جورو مرد مین ایسی بات ہو کہ انمین لعان واجب نہین ہوتا ہے تو نسب ولد منتفی نہوگا یہ محیط مین ہی۔ دوم ام ولد اور اُسکے ولد کا حکم یہ ہی کہ بدون دعوے مولے کے نسب ثابت ہوتا ہی اور مجرد نفی کرنیسے منتفی ہوجاتا ہی یہ ظہیریہ مین ہی اور نہایہ مین بحوالہ مبسوط نقل کیا کہ مولے کو نفی کا اختیار جب ہی تک ہے کہ قاضی نے اُسکے نسب کے ثبوت کا حکم نہ دیا ہو اور نیز زمانہ دراز نہ گذرا ہو اور اگر قاضی نے اسکا حکم دیدیا تو نسب مولے کیطرف لازم ہوگا کہ پھر وہ اُسکو باطل نہین کرسکتا ہی اور اسیطرح اگر زمانہ دراز گذر گیا ہو تو بھی یہی حکم ہی یہ تبیین مین ہی اور مشائخ نے فرمایا کہ ام ولد کے بچہ کا نسب مولے سے بدون دعوت کے جب ہی ثابت ہوگا کہ جب مولے کو اُس سے وطی کرنی حلال ہو اور اگر حلال نہو تو نسب بدون دعوے کے ثابت نہوگا جیسے مولے نے اپنی ام ولد کو مکاتبہ کردیا یا دو شریکون کی باندی سے ایک شریک نے وطی سے استیلاد کیا پھر اسکے بعد اُسکے بچہ ہوا تو بدون دعوے کے نسب ثابت نہوگا یہ ظہیریہ مین ہی۔ اسیطرح اگر اسپر اسکی وطی کرنی حرام ہوگئی بسبب اسکے کہ اُسکے باپ نے یا بیٹے نے اس سے وطی کرلی یا اُسنے اس باندی ام ولد کی مان یا بیٹی سے وطی کرلی تو پھر اُسکے بعد اگر اُسکے بچہ پیدا ہوا تو بدون دعوی کے

[1] یعنے اگر منزل مقصود سفر سے کم ہو تو چلی جاوے اور اگر شہر اپنا کم ہو تو واپس چلی جاوے ۱۲ م [2] دعوۃ بالکسر دعوی نسب ۱۲ [3] دالان کوٹھری وغیرہ ۱۲

اسکا نسب ثابت نہوگا یہ اختیار شرح مختار مین ہے۔ سوم باندی کہ اگر اُسکے بچہ پیدا ہوا تو ہمارے نزدیک[1] بدون دعوے کے اسکا نسب ثابت نہوگا یہ ظہیریہ مین ہے۔ اور مدبرہ باندی کا حکم مثل باندی کے ہے کہ مدبرہ کے بچہ کا نسب بھی بدون دعوے مولے کے ثابت نہین ہوتا ہے یہ نہایہ مین ہے۔ اور اگر باندی سے وطی کرتا ہوا اور اُس سے عزل نہ کرتا ہو یعنے وقت انزال کے جدا نہو جاتا ہو تو فیما بینہ وبین اللہ تعالے اُسکو حلال نہین ہے کہ اُسکے بچہ کی نفی کرے اُسپر لازم ہے کہ اعتراف کرے کہ میرا ہے اور اگر اس سے عزل کرتا ہوا اور اسکی تحصین نہ کی ہو تو اُسکو نفی کرنا روا ہے بوجہ اسکے کہ دو امر ظاہری متعارض ہین یہ اختیار شرح مختار مین ہے۔ اور اگر اپنی باندی کا نکاح ایک صبی سے کر دیا پھر اسکے بچہ پیدا ہوا اور مولی نے دعوے کیا کہ یہ میرے نسب سے ہے تو ثابت ہوگا اسواسطے کہ وہ مولے کا غلام ہے اور اسکا کچھ نسب نہین ہے۔ اور اگر شوہر مجبوب ہو تو مولے کے دعوے پر مولے سے نسب ثابت نہوگا اسواسطے کہ اگرچہ وہ مولے کا غلام ہے مگر اُسکا نسب معلوم ہے یہ فتاوے کبری مین ہے۔ اگر کسی نے ایک عورت سے نکاح کیا اور روز نکاح سے چھ مہینہ سے کم مین اُسکے[یعنے بچہ ۱۲] بچہ پیدا ہوا تو اسکا نسب اس مرد سے ثابت نہوگا اور اگر چھ مہینہ پورے یا زیادہ مین پیدا ہوا تو اُسکا نسب اس مرد سے ثابت ہوگا خواہ اس مرد نے اقرار کیا ہو یا ساکت رہا اور اگر اُسنے ولادت سے انکار کیا تو ایک عورت کی گواہی سے جو ولادت مین شہادت دے ولادت ثابت ہو جائیگی یہ ہدایہ مین ہے۔ اور اگر وقت نکاح سے ایک روز کم چھ مہینہ مین ایک بچہ جنی اور چھ مہینے سے ایک روز بعد دوسرا بچہ جنی تو دونون سے کسی کا نسب ثابت نہوگا یہ عتابیہ مین ہے۔ اور اصل یہ ہے کہ ہر عورت جسپر عدت واجب نہین ہوئی تو اُسکے بچہ کا نسب شوہر سے ثابت نہوگا الا اس صورت مین کہ یقینا[یعنے] معلوم ہو جاوے کہ یہ بچہ اس شوہر کا ہے اور اسکی یہ صورت ہے کہ چھ مہینہ سے کم مین پیدا ہوا اور ہر عورت جسپر عدت واجب ہوئی اسکے بچہ کا نسب شوہر سے ثابت ہوگا الا اُس صورت مین کہ یقینا معلوم ہو جاوے کہ یہ اسکا نہین ہے اور اسکی یہ صورت ہے کہ دو برس بعد پیدا ہوا اور جب یہ اصل معلوم ہوگئی تو ہم کہتے ہین کہ ایک مرد نے قبل دخول کے اپنی جورو کو طلاق دیدی پھر وقت طلاق سے چھ مہینہ سے کم مین بچہ پیدا ہوا تو شوہر سے اسکا نسب ثابت ہوگا اور اگر چھ مہینے کے بعد یا پورے چھ مہینے پر پیدا ہوا تو نسب ثابت نہوگا۔ اور اگر ایک اجنبی عورت سے کہا کہ جب مین تجھے نکاح مین لاؤن تو تو طالقہ ہے پھر اُس سے نکاح کیا تو طلاق واقع ہو جائیگی پھر اگر وقت نکاح سے پورے چھ مہینہ پر بچہ پیدا ہوا تو اسکا نسب ثابت ہوگا اور اگر وقت نکاح سے چھ مہینہ سے کم مین پیدا ہوا تو نسب ثابت نہوگا اور اگر بعد دخول کے اُسکو طلاق دی پھر اُسکے بچہ پیدا ہوا تو دو برس تک پیدا ہونے مین نسب ثابت ہوگا اور اُسکے پیدا ہونے پر عدت پوری ہو جائیگی یعنے اب عدت پوری ہونیکا حکم ثابت ہوگا۔ اور اگر دو برس کے بعد بچہ پیدا ہوا پس اگر طلاق رجعی ہو تو نسب ثابت اور مرد مذکور اُس عورت سے مراجعت[٥] کرنیوالا قرار دیا جائیگا اور اگر طلاق بائن ہو تو نسب ثابت نہوگا جبتک کہ شوہر دعوے نہ کرے اور جب دعوے کیا تو اُس سے نسب ثابت ہو جائیگا اور آیا عورت کی تصدیق کی بھی ضرورت ہے یا نہین تو اسمین دو روایتین ہین ایک مین ہے

[1] قال بیان نفی کا ذکر نہ کیا اسواسطے کہ نفی فرع ثبوت ہے یعنے آنکہ ثابت ہو تو اسکی نفی کیجائیگی اور یہان سرے سے ثابت نہین بدون دعوے کے ۱۲ م [illegible] دودھ پیتا لڑکا ۱۲ [illegible] یعنے رضیع کا بچہ ہونا متصور نہین ۱۲ [illegible] بلکہ مطلقًا ثابت ہوگا ۱۲ [illegible] بطریق شرعی ۱۲ [illegible] وقت فرقت سے ۱۲ [٥] کیونکہ بعد راجعت کے پیدا ہوا ہے ۱۲

کہ حاجت ہے اور دوسری یہ ہی کہ نہین ہے اور یہ اسوقت ہے کہ مرد نے اسکو طلاق دی ہو اور اگر قبل دخول کے یا بعد دخول کے اُسکو چھوڑکر مرگیا پھر وقت وفات سے دو برس تک مین عورت کے بچہ پیدا ہوا تو نسب اس متوفی سے ثابت ہوگا اور اگر وقت وفات سے دو برس بعد ہوا ہو تو نسب ثابت نہوگا۔ اور یہ سب اُسوقت ہے کہ عورت نے قبل اسکے انقضاے عدت عدت کا اقرار نہ کیا ہو۔ اور اگر عورت نے انقضاے عدت کا اقرار کیا خواہ طلاق کی عدت ہو یا وفات کی اور اتنی مدت گذرنے پر اقرار کیا ہی کہ ایسی مدت مین یہ عدت گذر سکتی ہی پھر وقت اقرار سے چھ مہینہ سے کم مین بچہ جنی تو ثابت النسب ہوگا ورنہ نہین۔ اور یہ سب اُسوقت ہی کہ یہ عورت کبیرہ ہو خواہ اُسکو حیض آتا ہو یا نہ آتا ہو۔ اور اگر صغیرہ ہو کہ اُسکے شوہر نے اُسکو طلاق دیدی ہو پس اگر قبل دخول طلاق سے چھ مہینہ سے کم مین بچہ جنی تو نسب ثابت ہوگا اور اگر چھ مہینہ سے زیادہ مین جنی تو نسب ثابت نہوگا۔ اور اگر بعد دخول کے اسکو طلاق دی پس اگر اُسنے حمل کا دعوے کیا تو طلاق رجعی کی صورت مین ستائیس مہینہ تک بچہ ہونے مین نسب ثابت ہوگا اور طلاق بائن کی صورت مین دو برس تک ثابت ہوگا۔ اور اگر اُسنے انقضائے عدت کا اقرار کیا پھر وقت اقرار سے چھ مہینہ سے کم مین بچہ جنی تو نسب ثابت ہوگا اور اگر چھ مہینہ سے زیادہ مین بچہ جنی تو نسب ثابت نہوگا۔ اور اگر اُسنے دعوے سے سکوت کیا ہو تو امام اعظمؒ و امام محمدؒ کے نزدیک سکوت بمنزلہ اقرار کے ہی اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک سکوت بمنزلہ دعوی حمل کے ہی یہ شرح طحاوی مین ہے ایک عورت نے عدت وفات مین کہا کہ مین حاملہ نہین ہون پھر اُسنے دوسرے روز کہا کہ مین حاملہ ہون تو قول اُسی کا قبول ہوگا۔ اور اگر اُسنے چار مہینہ دس روز گذر جانیکے بعد کہا کہ مین حاملہ نہین ہون پھر کہا کہ مین حاملہ ہون تو اس کا قول قبول ہوگا الا اس صورت مین سچی سمجھی جاویگی کہ شوہر کی موت کے وقت سے چھ مہینہ سے کم مین اُسکے بچہ پیدا ہوا پس اُسکا اقرار انقضاے عدت باطل ہوگا یہ فتاوے قاضیخان مین ہی۔ اگر صغیرہ کو چھوڑکر اُسکا خاوند مرگیا پس اگر اُسنے حمل کا اقرار کیا تو وہ مثل کبیرہ کے ہی کہ دو برس تک اُسکے بچہ کا نسب ثابت ہوگا کیونکہ اس بارہ مین قول اُسی کا مقبول ہی اور اگر چار مہینہ دس روز گذرنیکے بعد اُسنے انقضاے عدت کا اقرار کیا پھر چھ مہینہ یا زیادہ گذرنے پر اُسکے بچہ پیدا ہوا تو اُسکے شوہر متوفی سے نسب ثابت نہوگا اور اگر اُسنے حمل کا دعوے نہ کیا اور نہ انقضاے عدت کا اقرار کیا تو امام اعظمؒ و امام محمدؒ کے نزدیک اگر دس روز سے کم مین بچہ جنی تو نسب ثابت ہوگا ورنہ ثابت نہوگا یہ تبیین مین ہی۔ مبتوتہ کے اگر دو بچے پیدا ہوئے ایک دو برس سے کم مین اور دوسرا دو برس سے زیادہ مین اور ہر دو ولادت مین ایک روز کا فرق ہی تو امام ابو حنیفہؒ و امام ابو یوسفؒ نے فرمایا کہ دونون کا نسب ثابت ہوگا یہ ظہیریہ مین ہی اور اگر بچہ کا بعض بدن دو برس سے کم مین خارج ہوا یعنے پیٹ سے نکلا پھر تمام متولد ہوا یہانتک کہ باقی بچہ دو برس بعد نکلا تو اُسکے شوہر کو لازم نہوگا جبتک کہ دو برس کے اندر اُسکا آدھا بدن نہ نکلا ہو یا ٹانگون کی جانب سے زیادہ بدن دو برس سے کم مین نکل آیا ہو اور باقی دو برس بعد نکلا ہو اُسکو امام محمدؒ نے ذکر کیا ہی یہ فتح القدیر مین ہی۔ اور اگر طلاق بائنہ یا وفات کی عدت مین ہو اور دو برس تک مین اُسکے بچہ پیدا ہوا پس شوہر نے ولادت سے انکار کیا یا شوہر کے وارثون نے بعد وفات شوہر کے اس سے انکار کیا اور اس عورت نے دعوے کیا

سلہ جسکو طلاق بتہ دیگئی یعنے بائنہ دغیرہ ۱۲ م سلہ یعنے ایک پیٹ ۱۲ م عسہ یعنے دعوی حمل سے ۱۲ عسہ یعنے اسکے بعد ۱۲ سہ یعنے اسکا قول قبول ہوگا

پس اگر اُسکے شوہر نے حمل کا اقرار نہ کیا ہو اور نہ حمل ظاہر ہو تو نسب ثابت نہو گا الا بگواہی دو مردون یا ایک مرد و دو عورتون کے یہ امام اعظمؒ کا قول ہے اور اگر شوہر حمل کا اقرار کر چکا ہے یا حمل ظاہر تھا تو ولادت کے ثبوت مین عورت کا قول قبول ہو گا اگرچہ اُسکے ثبوت مین کوئی قابلہ گواہی نہ دے یہ امام اعظمؒ کا قول ہے اور اگر وہ طلاق رجعی کی عدت مین ہو تو بھی یہی حکم ہے یہ بدائع مین ہے۔ اور اگر شوہر نے کہا کہ جو تو جنی ہے وہ اسکے سوائے دوسرا ہے تو اسکا قول قبول نہ کیا جائیگا یہ امام اعظمؒ کا قول ہے یہ غایۃ السروجی مین ہے۔ اور اگر وفات کی عدت مین ہوا اور وارثون نے ولادت مین یعنی شوہر کی اُسکے قول کی تصدیق کی اور ولادت پر کسی نے گواہی نہ دی تو یہ بچہ اُسکے شوہر متوفی کا بیٹا ہو گا اور اسپر اتفاق ہے اور یہ بیٹا اسکا وارث ہو گا اور یہ حق میراث مین ظاہر ہے اسواسطے کہ ارث ان وارثون کا خالص حق ہے۔ اور رہا حق نسب پس اگر یہ وارث لوگ اہل شہادت سے ہون پس اگر انمین سے دو مردون یا ایک مرد و دو عورتون نے گواہی دی تو اس بچہ کے اثبات نسب کا حکم واجب ہوا حتے کہ یہ بچہ تصدیق کرنیوالون اور تکذیب کرنیوالون سب کے ساتھ شریک ہو گا اور بعض کے نزدیک مجلس حکم مین لفظ شہادت سے گواہی دینا شرط ہے اور صحیح یہ ہے کہ لفظ شہادت شرط نہین ہے یہ کافی مین ہے۔ اور اگر معتدہ نے دوسرے شوہر سے نکاح کر لیا پھر اُسکے بچہ پیدا ہوا پس اگر اول شوہر کی وفات یا طلاق دینے کے وقت سے دو برس سے کم مین اور دوسرے شوہر کے نکاح سے چھ مہینہ سے کم مین بچہ پیدا ہوا ہے تو بچہ اول شوہر کا ہو گا اور اگر اول کی وفات یا طلاق دینے سے دو برس سے زیادہ مین اور دوسرے شوہر کے نکاح سے چھ مہینے سے کم مین پیدا ہوا ہے تو یہ بچہ نہ اول شوہر کا ہو گا اور نہ دوسرے کا۔ اور آیا دوسرا نکاح جائز ہوا تو امام اعظمؒ و امام محمدؒ کے قول مین جائز ہے اور یہ اُسوقت ہے کہ مرد کو وقت نکاح کے یہ معلوم نہو کہ عورت نے عدت مین نکاح کیا ہے اور اگر شوہر دوم کو وقت نکاح کے یہ بات معلوم تھی چنانچہ یہ نکاح فاسد واقع ہوا ہے پھر اس عورت کے بچہ پیدا ہوا تو نسب شوہر اول سے ثابت کیا جائیگا اور اگر اثبات ممکن ہو بایں طور کہ اول کے طلاق دینے یا مرنے سے دو برس سے کم مین پیدا ہوا اگرچہ دوسرے شوہر کے نکاح کرنیسے چھ مہینہ یا زیادہ کے بعد پیدا ہوا ہو اسواسطے کہ دوسرا نکاح فاسد واقع ہوا ہے تو جتبک نسب کا احالہ فراش صحیح کیطرف ممکن ہو اولےٰ ہے اور اگر شوہر اول سے اسکا اثبات نسب ممکن نہوا اور ثانی سے ممکن ہوا تو ثانی سے نسب ثابت کیا جائیگا مثلاً اول کے طلاق دینے یا مرنیسے دو برس بعد بچہ جنی اور دوسرے کے نکاح سے چھ مہینہ یا زیادہ کے بعد جنی تو نسب دوسرے سے ثابت رکھا جائیگا اسواسطے کہ دوسرا نکاح اگرچہ فاسد واقع ہوا ہے لیکن ہرگاہ نکاح صحیح سے اسکا نسب ثابت کرنا متعذر ہوا تو زنا پر محمول کرنیسے یہ بہتر ہے کہ نکاح فاسد سے اسکا نسب ثابت کیا جاوے یہ بدائع مین ہے۔ ایک مرد نے ایک عورت سے نکاح کیا پس اُسکا پیٹ گرا جسکی خلقت ظاہر ہو گئی پس اگر نکاح سے چار مہینہ پر ایسا پیٹ گرا ہے تو نکاح مذکور جائز ہوا اور اُسکا نسب شوہر نکاح کنندہ سے ثابت ہو گا اور اگر ایک دن کم چار مہینہ پر ایسا پیٹ گرا ہے تو نکاح جائز نہوا یہ بحر الرائق مین ہے۔ ایک مرد نے ایک عورت سے نکاح کیا اور اُسکے ایک بچہ پیدا ہوا پھر دونون مین اختلاف ہوا چنانچہ شوہر نے دعوے کیا کہ مین نے تجھے ایک مہینہ سے اپنے نکاح مین لیا ہے اور عورت نے کہا کہ نہین بلکہ ایک سال سے تو یہ بچہ اس شوہر سے ثابت النسب ہو گا یہ ظہیریہ مین ہے۔ اور صاحبینؒ کے نزدیک واجب ہے کہ شوہر سے قسم لیجاوے بخلاف قول امام اعظمؒ کے یہ کافی مین ہے اور اگر دونون نے

اتفاق کیا کہ ہاں شوہر نے ایک مہینہ سے اپنے نکاح مین لیا ہی تو اس بچہ کا نسب اس شوہر سے ثابت نہوگا پھر اگر بعد باہمی اتفاق کے گواہ قائم ہوئے کہ اس مرد نے اس عورت کو ایک سال سے اپنے نکاح مین لیا ہی تو یہ گواہ قبول ہونگے۔ اور یہ جواب صحیح و مستقیم ہی درصورتیکہ اس بچہ نے بعد بڑے ہونیکے ایسے گواہ قائم کیے ہون۔ اور اگر گواہ قائم ہوتا اس بچہ کی صغرسنی مین ہو تو اسمین مشائخ نے اختلاف کیا ہی بعضون نے کہا کہ گواہ قبول نہونگے تاوقتیکہ قاضی اس صغیر کیطرف سے کوئی خصم مقرر نہ کرے اور بعضون نے کہا کہ اس تکلف کی کچھ حاجت نہین ہی بلکہ بدون خصم مقرر کرنیکے قاضی ایسی گواہی کی سماعت کریگا یہ ظہیریہ مین ہی۔ ایک مرد نے ایک عورت سے نکاح کیا اور پانچ مہینہ گذرنے پر اسکے بچہ پیدا ہوا پس شوہر نے کہا کہ یہ بچہ میرا بیٹا ہی ایسے سبب سے کہ وہ اسکا موجب ہے کہ یہ بچہ میرا ہوا اور عورت نے کہا کہ نہین بلکہ زنا کا ہی تو ایک روایت مین قول شوہر کا قبول ہوگا اور دوسری روایت مین ہی کہ جو کچھ عورت کہتی ہی وہی قبول کیا جائیگا اور اگر نکاح سے دو برس کے بعد بچہ پیدا ہوا اور باقی مسئلہ بحالہا ہی تو شوہر کا قول قبول ہوگا یہ تاتارخانیہ مین ہی اور اگر ایک باندی سے نکاح کیا پھر اسکو طلاق دیدی پھر اسکو خرید لیا پھر وقت خرید سے چھ مہینے سے کم مین بچہ جنی تو اسکو لازم ہوگا ورنہ لازم نہوگا الا بدعوے نسب اور یہ اسوقت ہے کہ بعد دخول کے ایسا واقع ہوا اور اسمین کچھ فرق نہین ہی کہ طلاق کیسی ہو خواہ طلاق بائن ہو یا رجعی ہو بہرحال یہی حکم ہی۔ اور اگر قبل دخول کے ایسا ہو پس اگر وقت طلاق سے چھ مہینہ سے زیادہ مین بچہ جنی تو اسکو لازم[ع] نہوگا اور اگر اس سے کم مدت مین جنی ہو تو بچہ اس مرد کو لازم ہوگا بشرطیکہ وقت نکاح سے چھ مہینہ یا زیادہ مین جنی ہو اور اگر وقت نکاح سے اس سے کم مدت مین جنی ہو تو لازم نہوگا۔ اور اسیطرح اگر اُسنے طلاق دینے سے پہلے اپنی زوجہ کو خرید ا ہو تو بھی احکام مذکورہ بالا مین یہی حکم ہی یہ تبیین مین ہی۔ اور اگر اپنی زوجہ باندی کو دو طلاق دیدین حتے کہ اُسپر بحرمت غلیظہ حرام ہوگئی تو وقت طلاق سے دو برس تک اسکے بچہ کا نسب اس مرد سے ثابت ہوگا۔ اور اگر اپنی مدخولہ زوجہ کو خریدا پھر اسکو آزاد کردیا پھر خریدنے کے وقت سے چھ مہینہ سے زیادہ مین بچہ جنی تو نسب ثابت نہوگا الا آنکہ شوہر اسکا دعوے کرے اور امام محمدؒ کے نزدیک وقت خرید سے دو برس تک بدون دعوی کے اسکا نسب ثابت ہوگا۔ اور اسیطرح اگر اُسکو آزاد نہین کیا بلکہ اُسکو فروخت کردیا پھر وقت فروخت سے چھ مہینے سے زیادہ مین بچہ جنی تو امام ابو یوسفؒ کے نزدیک بچہ کا نسب اس سے ثابت نہوگا اگرچہ اسکا دعوے کرے الا بتصدیق مشتری۔ اور امام محمدؒ کے نزدیک بدون تصدیق مشتری کے نسب ثابت نہوگا یہ کافی مین ہی۔ اگر ام ولد کو اسکا مولی چھوڑ کر مرگیا یا آزاد کردیا تو آزاد کرنے یا مرنیکے وقت سے دو برس تک اُسکے بچہ کا نسب مولی سے ثابت ہوگا یہ عتابیہ مین ہی۔ اگر ایک شخص نے اپنی باندی سے کہا کہ اگر تیرے پیٹ مین بچہ ہو تو وہ میرا ہی پھر ایک عورت نے ولادت پر گواہی دی تو یہ باندی اسکی ام ولد ہو جائیگی اور مشائخ نے فرمایا کہ یہ حکم اُسوقت ہے کہ وقت اقرار سے چھ مہینہ سے کم مین جنی ہو اور اگر چھ مہینہ یا زیادہ مین جنی تو مولی کے ذمہ لازم نہوگا ولیکن تجھے معلوم کر لینا چاہیے کہ یہ حکم اُسی صورت مین ہی کہ جب

---

[۱] کیونکہ اثبات نسب بحق شرع ہے ۱۲ منہ [۲] اور ظاہر یہ ہی کہ اس صورت مین یہ بچہ مولاے اول کا غلام ہوئے ۱۲ منہ رحمہ اللہ

[ع] یعنے اس مرد کو ۱۲

مولی نے بلفظ شرط و تعلیق کہا کہ اگر تیرے پیٹ مین بچہ ہو یا اگر تجھے حمل ہو تو وہ میرا ہی اور اگر مولی نے یون کہا کہ یہ مجھ سے حاملہ ہی تو اسکا بچہ مولی کو لازم ہوگا اگرچہ چھ مہینے سے زیادہ دو برس تک مین پیدا ہو ولیکن اگر مولی نے اسکی نفی کردی تو لازم نہوگا چنانچہ کتاب الاجناس کی کتاب الاعتاق مین اسکی تصریح ہی یہ غایۃ البیان مین ہی۔ ایک مرد نے غلام[1] کو کہا کہ یہ میرا بیٹا ہی پھر مر گیا پھر غلام کی مان آئی اور وہ آزاد ہی اور کہا کہ مین اس مرد میت کی جورو ہون تو یہ اسکی جورو ہوگی اور دونون اسکے وارث ہونگے اور نوادر مین ذکر کیا ہی کہ یہ استحسان ہی۔ اور یہ اسوقت ہے کہ یہ معلوم ہو کہ یہ عورت حرہ ہی اور اگر یہ معلوم نہوا اور میت کے وارثون نے دعوی کیا کہ یہ میت کی ام ولد ہی اور یہ عورت نکاح کا دعوے کرتی ہی تو یہ عورت وارث نہوگی یہ شرح جامع صغیر قاضیخان مین ہی۔ اور اگر مرد نے عورت کو تین طلاق دیدین پھر قبل اسکے کہ وہ دوسرے شوہر سے نکاح کرکے حلالہ کرا دے دوبارہ اس سے نکاح کر لیا اور اسکے اس مرد سے بچہ پیدا ہوا اور حال یہ ہی کہ یہ دونون اس نکاح کے فاسد ہونے کو نہین جانتے تھے تو نسب ثابت ہوگا اور اگر دونون فساد نکاح کو جانتے ہون تو بھی امام اعظم کے نزدیک نسب ثابت ہوگا یہ تاتارخانیہ مین تجنیس ناصری سے نقل ہی۔ ایک مرد کی تحت مین ایک عورت ہے اور اسکے پاس ایک بچہ ہی اور یہ بچہ اس مرد کے قابو مین نہین ہی پس عورت نے کہا کہ تو نے مجھ سے جب نکاح کیا ہی کہ جب میرے یہ بچہ تجھ سے پہلے ایک شوہر سے پیدا ہو چکا ہی اور شوہر نے کہا کہ نہین بلکہ تو میرے تحت مین اسکو جنی ہی تو وہ اس شوہر کا بیٹا ہوگا۔ اور اگر بچہ شوہر کے پاس ہو نہ عورت کے پاس پس شوہر نے کہا کہ یہ میرا بیٹا تجھ سے نہین بلکہ دوسری عورت سے ہی اور عورت نے کہا کہ نہین بلکہ مجھ سے ہی تو قول شوہر کا قبول ہوگا اور عورت کے قول کی تصدیق نہوگی یہ ظہیریہ مین ہی اور اگر بچہ جورو و مرد دونون کے ہاتھ مین ہو پس شوہر نے کہا کہ یہ بچہ تیرا تیرے پہلے شوہر سے ہی جو مجھ سے پہلے تھا اور عورت نے کہا کہ نہین بلکہ تجھ سے پیدا ہی تو یہ اسی مرد سے قرار دیا جائیگا یہ محیط مین ہی۔ اور اگر کسی عورت سے زنا کیا پس وہ حاملہ ہو گئی پھر اس سے نکاح کر لیا پھر اسکے بچہ پیدا ہوا پس اگر وقت نکاح سے چھ مہینہ یا زیادہ مین پیدا ہوا تو اسکا نسب اس مرد سے ثابت ہوگا اور اگر چھ مہینے سے کم مین جنی تو اسکا نسب اس مرد سے ثابت نہوگا الا آنکہ شوہر اسکا دعوی کرے اور اسنے یہ نہ کہا ہو کہ یہ زنا سے ہی اور اگر اسنے کہا کہ یہ مجھ سے زنا سے ہی تو اسکا نسب اس سے ثابت نہوگا اور اسکا وارث بھی نہوگا یہ ینابیع مین ہی۔ ایک مرد نے ایک باندی خریدی پس اس سے بچہ جنی پھر ایک مرد نے دعوے کیا کہ یہ میری جورو ہے اسکو میرے ساتھ اسکے مولی نے بیاہ دیا تھا اور اسپر گواہ قائم کیے تو یہ اُسکی جورو قرار دیجائیگی اور یہ بچہ اُسکے شوہر کا بچہ قرار دیا جائیگا اور چونکہ مولی[2] نے اسکا دعوی کیا تھا اسوجہ سے وہ آزاد ہوگا۔ ایک طفل ایک عورت کے پاس ہی پس ایک مرد نے اس عورت سے کہا کہ یہ میرا بیٹا تجھ سے نکاح سے پیدا ہوا ہی اور عورت نے کہا کہ یہ تیرا بچہ مجھ سے زنا سے پیدا ہوا ہی تو بچہ کا نسب اس مرد سے ثابت نہوگا اور اگر عورت نے اسکے بعد کہا کہ یہ تیرا بیٹا نکاح سے ہی تو اسکا نسب ان دونون سے ثابت ہو جائیگا۔ ایک مرد مسلمان نے ایسی عورتون سے جو اسپر دائمی حرام ہین نکاح کیا پس اُنسے اولاد

[1] قال المترجم غلام سے مراد اس مقام پر لڑکا ہے نہ مملوک ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالے علیہ [1] یعنے کہا کہ یہ میرا نہین ہے ۱۲ [2] یعنے مشتری ۱۲

پیدا ہوئی تو اولاد کا نسب اس مرد سے امام اعظمؒ کے نزدیک ثابت[1] ہوگا اور صاحبینؒ کے نزدیک نہیں ثابت ہوگا اور یہ اختلاف اس بنا پر ہے کہ ایسا نکاح امام اعظمؒ کے نزدیک فاسد ہے اور صاحبینؒ کے نزدیک باطل ہے یہ ظہیریہ مین ہے۔ اور اگر اپنی جورو کے ساتھ خلوت صحیحہ کی پھر اُسکو صریح طلاق دیدی اور کہا کہ مین نے اس سے جماع نہین کیا ہے پس عورت نے اسکی تصدیق کی یا تکذیب کی تو عورت پر عدت واجب ہوگی اور عورت کو پورا مہر ملیگا پھر اگر مرد مذکور نے عورت سے کہا کہ مین نے تجھ سے مراجعت کرلی تو مراجعت صحیح نہوگی اور اگر دو برس سے کم مین یہ عورت بچہ جنی اور ہنوز اُسنے انقضائے عدت کا اقرار نہین کیا ہے تو اس بچہ کا نسب اس مرد سے ثابت ہوگا اور مراجعت مذکورہ صحیح ہوگی اور قبل طلاق کے اُس سے وطی کرنیوالا قرار دیا جائیگا یہ سراج الوہاج مین ہے۔ ام ولد نے اگر کسی سے نکاح فاسد کیا اور شوہر نے اُس سے دخول کیا اور اُسکے بچہ پیدا ہوا تو اُسکا نسب شوہر سے ثابت ہوگا اگرچہ مولی اسکا دعوے کرے یہ خزانۃ المفتین مین ہے۔ نسب باشارہ ثابت ہوجاتا ہے باوجودیکہ زبان سے بولنے کی قدرت حاصل ہو یہ نہایہ مین ہے۔ ایک مرد نے ایک عورت اپنے صغیر بیٹے کو بیاہ دی جو جماع کرنیکے لائق نہین ہے اور نہ ایسا ہے کہ اُس سے حمل ہوجاوے یعنے جماع نہین کرسکتا ہے پھر اس عورت کے بچہ پیدا ہوا تو یہ اس صغیر کو لازم نہوگا ولیکن جو کچھ اس شوہر کے باپ نے اس عورت کو اپنے پسر کیطرف سے دیا ہے وہ واپس[2] دیگی اور اگر اس عورت نے اقرار کیا کہ مین نے خود نکاح کیا ہے تو چھ مہینہ بمقدار مدت حمل کا نفقہ شوہر کو واپس دیگی یہ ظہیریہ مین ہے۔ طفل قریب بلوغ کی عورت کے اگر بچہ پیدا ہوا تو اسکا نسب اسی طفل سے ثابت ہوگا یہ سراجیہ مین ہے اگر دار الحرب سے کوئی عورت حاملہ دار الحرب مین شوہر چھوڑکر ہجرت کرکے دار الاسلام مین چلی آئی اور یہان بچہ جنی تو امام اعظمؒ کے نزدیک اُسکا بچہ حربی شوہر کو لازم نہوگا یہ تمرتاشی مین ہے۔ حمل کی مدت کم سے کم چھ مہینہ اور زیادہ سے زیادہ دو برس ہین یہ کافی مین ہے۔ اور اس بات پر اجماع ہے کہ مدت کا اعتبار نکاح صحیح مین وقت نکاح سے ہے اور بعض نے فرمایا کہ نکاح صحیح مین دخول شرط نہین ہے ولیکن خلوت ہونا ضرور ہے یہ فتاوے قاضیخان مین ہے۔

سولھوان باب حضانت[3] کے بیان مین

چھوٹے بچہ کی حضانت کے واسطے سب سے زیادہ مستحق اُسکی مان ہے خواہ حالت قیام نکاح ہو یا فرقت واقع ہوگئی لیکن اگر اسکی مان مرتدہ یا فاجرہ[4] غیر مامونہ ہو تو ایسا نہین ہے یہ کافی مین ہے خواہ وہ مرتد ہوکر دار الحرب مین چلی گئی ہو یا دار الاسلام مین موجود ہو پھر اگر اُسنے مرتد ہونے سے توبہ کرلی یا فجور سے توبہ کرلی تو پھر سب سے زیادہ مستحق ہوگئی یہ بحر الرائق مین ہے اسیطرح اگر مان چوٹٹی[5] یا گانیوالی یا نائحہ ہو تو اسکا کچھ حق نہین ہے یہ نہر الفائق مین ہے۔ مگر مان حضانت[6] سے اگر انکار کرے تو صحیح یہ ہے کہ اسپر جبر نہ کیا جائیگا بسبب احتمال اسکے عجز کے ولیکن اگر اس بچہ کا کوئی ذی رحم محرم سوائے اسکے نہووے تو اسپر پرورش کے واسطے جبر کیا جائیگا تاکہ وہ بچہ ضائع نہوجاوے بخلاف باپ کے کہ جب بچہ مان سے مستغنی ہو اور باپ نے اُسکے لینے سے انکار کیا تو باپ پر جبر کیا جائیگا یہ عینی شرح کنز مین ہے

---

[1] قال المترجم نسب ثبوت ہونا ٹھیک ہے لیکن امامؒ کے قول پر فتوے نہ دیا جائیگا اور فتوے صاحبینؒ کے قول پر درست ہے اور ایسا شخص قتل کیا جاوے اگر مصر ہو باوجود علم کے ۱۲ [2] قال المترجم یہ ظاہر ثبوت کے واسطے نہ واقع ونفس الامر مین ۱۲ منہ [3] حضانت مراد آنکہ گود مین پرورش کرنا ۱۲ منہ [4] رونے والی جو مصیبتون مین اجرت پر روتی ہین ۱۲ [5] یعنے نہ دیا جاوے ۱۲ [6] بدکار زانیہ ۱۲ منہ [7] ڈومنی وغیرہ ۱۲ [8] للعدہ بعد طلاق کے ۱۲

اور اگر بچہ کی ماں مستحق حضانت نہو مثلاً بسبب امور مذکورہ کے وہ اہلیت حضانت کی نہ رکھتی ہو یا غیر محرم سے تزوج
کر لیا ہو یا مر گئی ہو تو ماں کی ماں اولی ہے بہ نسبت اور سب کے اگرچہ اونچے درجہ میں ہو یعنے پرنانی وغیرہ ہو اور اگر
ماں کی ماں یا ماں کی ماں کی ماں علے ہذا القیاس کوئی نہو تو باپ کی ماں اگرچہ اونچے درجہ کی ہو بہ نسبت اوروں کے
اولی ہے یہ فتح القدیر میں ہے۔ اور خصافؒ نے نفقات میں ذکر کیا ہے کہ اگر صغیرہ کی جدہ اُسکے باپ کی جانب سے ہو یعنے اُسکی
ماں کے باپ کی ماں تو یہ بمنزلہ اُس جدہ کے نہیں ہے جو اُسکی ماں کی جانب سے ہو یعنے ماں کی ماں یہ بحر الرائق میں ہے
پس اگر وہ مر گئی یا اُسنے نکاح کر لیا تو ایک ماں باپ کی سگی بہن بھی اولی ہے پس اگر اُسنے بھی نکاح کر لیا یا مر گئی تو اخیافی یعنے
ماں کیطرف کی بہن اولی ہے اور اگر اُسنے نکاح کر لیا یا مر گئی تو سگی بہن کی دختر پھر اگر وہ بھی مر گئی یا نکاح کر لیا تو اخیافی بہن کی
دختر اولی ہے پس یہانتک ان سب کی ترتیب میں اختلاف روایت نہیں ہے اور اُسکے بعد پھر روایات مختلف ہیں چنانچہ خالہ و
پدری بہن میں اختلاف ہے کہ کتاب النکاح کی روایت میں علاقی بہن یعنے باپ کے طرف کی بہن خالہ سے اولی ہے اور
کتاب الطلاق کی روایت میں خالہ اولی ہے۔ اور سگی بہنوں و ماں کیطرف کی اخیافی بہنوں کی بیٹیاں بالاتفاق خالاؤں سے
اولی ہیں اور علاقی بہن کی بیٹی اور خالہ کی صورت میں اختلاف روایات ہے اور صحیح یہ ہے کہ خالہ اولی ہے پھر خالاؤں میں وہ
خالہ اولے ہے جو ایک ماں و باپ کیطرف سے سگی خالہ ہو پھر ماں کیطرف سے خالہ پھر باپ کیطرف سے خالہ۔ اور بھائیونکی بیٹیاں
پھوپھیوں سے اولی ہیں اور پھوپھیوں میں وہی ترتیب ہے جو ہم نے خالاؤں میں بیان کی ہے یہ فتاوے قاضیخان میں ہے
پھر بعد اسکے ماں کی خالہ جو ایک ماں و باپ سے ہو اولی ہے پھر ماں کی خالہ جو فقط ماں کیطرف سے ہو پھر جو فقط باپ کی
طرف سے ہو۔ پھر ماں کی پھوپھیاں اسی ترتیب سے اولی ہیں اور ہمارے نزدیک باپ کی خالہ سے ماں کی خالہ اولے ہے
پھر اگر یہ نہوں تو باپ کی خالہ و پھوپھیاں اسی ترتیب مذکور سے اولی ہونگی یہ فتح القدیر میں ہے۔ اور اس باب میں اصل
یہ ہے کہ ولایت از جانب مادر مستفاد ہوتی ہے پس اسمیں جانب مادری کو جانب پدری پر تقدیم ہوگی یہ اختیار شرح مختار میں ہے
اور چچا و ماموں و پھوپھی و خالہ کی دختروں کو حضانت (پرورش ١٢) میں کچھ استحقاق نہیں یہ بدائع میں ہے۔ اور نکاح کر لینے سے اُن
عورتوں کا حق حضانت جب ہی باطل ہو جاتا ہے جب یہ کسی اجنبی سے نکاح کریں اور اگر ایسے مرد سے نکاح کیا جو اس
بچہ کا ذی رحم محرم ہے مثلاً نانی نے ایسے مرد سے نکاح کیا جو اس بچہ کا دادا ہے یا ماں نے اس بچہ کے چچا سے نکاح کیا تو
اس عورت کا حق حضانت باطل نہوگا یہ فتاوے قاضیخان میں ہے اور جس عورت کا حق بسبب نکاح کر لینے کے باطل ہو گیا
تھا تو جب زوجیت مرتفع ہو جائیگی تو اُسکا حق حضانت عود کریگا یہ ہدایہ میں ہے اور اگر طلاق رجعی ہو تو جبتک عدت نہ گذر
جاوے تب تک حق حضانت عود نہ کریگا اسواسطے کہ زوجیت ہنوز باقی ہے یہ عینی شرح کنز میں ہے اور اگر بچہ کی ماں نے
دوسرے شوہر سے نکاح کر لیا اور اس عورت کی ماں یعنے بچہ کی نانی اس بچہ کو اسکی ماں کے شوہر کے گھر میں لیکر رہتی ہے
تو بچہ کے باپ کو اختیار ہوگا کہ اس سے لے لے ایک صغیرہ اپنی نانی کے پاس ہے کہ وہ اسکے حق میں خیانت کرتی ہے تو اُسکی
پھوپھیوں کو اختیار ہوگا کہ اس صغیرہ کو اس سے لے لیں جبکہ اسکی خیانت ظاہر ہو یہ قنیہ میں ہے۔ اور اگر بچہ کے باپ نے

سلہ ماں کی خالہ اسوجہ سے مقدم ہے ١٢ عہ یعنے پردادی وغیرہ ١٢ عہ ایسی جدہ ١٢ سہ یعنے بچہ اسکے سپرد کیا جائیگا ١٢

دعوے کیا کہ اسکی ماں نے دوسرا نکاح کیا ہے اور ماں نے اس سے انکار کیا تو قول اسکی ماں کا قبول ہوگا اور اگر اُسکی ماں نے
اقرار کیا کہ ہاں اسنے دوسرے شوہر سے نکاح کیا تھا مگر اُسنے طلاق دیدی پس میرا حق عود کر آیا ہے پس اگر عورت نے کسی شوہر
کو معین نہ کیا ہو تو قول عورت ہی کا قبول ہوگا اور اگر کسی مرد کو معین کیا ہو تو دعوے طلاق میں اسکا قول قبول نہوگا یہانتک
کہ یہ شوہر اسکا اقرار کرے۔ اور اگر ان عورتوں سے جو بچہ کی پرورش کی مستحق ہوتی ہیں کسی سبب سے بچہ کا لے لینا واجب ہوا
یا بچہ کی پرورش کی کوئی عورت مستحق نہیں ہے تو وہ اپنے عصبہ[1] کو دیا جاویگا پس مقدم باپ ہوگا پھر باپ کا باپ علےٰ ہذا
اگرچہ کتنے ہی اونچے درجہ پر ہو پھر ایک ماں باپ سے سگا بھائی پھر باپ کیطرف کا بھائی پھر سگے بھائی کا بیٹا پھر علاتی
بھائی کا بیٹا اور یہی ترتیب اُنکے پوتوں پرپوتوں میں ملحوظ ہوگی۔ پھر سگا چچا پھر علاتی چچا۔ اور رہی چچوں کی اولاد سو بچہ اُنکو دیا جاویگا
پس مقدم سگے چچا کا بیٹا ہے پھر علاتی چچا کا بیٹا مگر صغیر پسر اُنکو دیا جائیگا کہ پرورش کریں اور صغیرہ دختر نہ دیجائیگی۔ اور اگر
صغیر کے چند بھائی یا چچا ہوں تو جو اُنمیں سے زیادہ صلح ہو وہ پرورش کے واسطے اولیٰ ہوگا اور اگر پرہیزگاری میں سب
یکساں ہوں تو جو سب سے مسن ہو وہ اولیٰ ہے یہ کافی میں ہے۔ اور تحفۃ الفقہا میں مذکور ہے کہ اگر صغیرہ دختر کا کوئی عصبہ نہ ہو
سوائے چچا کے پسر کے تو قاضی کو اختیار ہے اگر اُسکو دیکھے کہ وہ اصلح ہے تو اُسکو پرورش کے واسطے دیدے ورنہ کسی اپنے امین کے
یہاں رکھے یہ غایۃ البیان میں ہے۔ اور اگر صغیرہ کا کوئی عصبہ نہو تو ماں کیطرف کے بھائی کو دیجائے پھر اسکے پسر کو پھر ماں
کیطرف کے چچا کو پھر سگے ماموں کو پھر علاتی ماموں کو پھر اخیافی ماموں کو یہ کافی میں ہے۔ ماں کا باپ بہ نسبت ماموں کے
اولےٰ ہے اور بہ نسبت اخیافی بھائی کے بھی اولیٰ ہے یہ سراج الوہاج میں ہے۔ اور صغیر بیٹا پرورش کے واسطے مولی العتاقہ
کو دیا جائیگا اور صغیرہ دختر نہ دیجائیگی یہ کافی میں ہے۔ اور باندی و ام ولد کو حضانت میں کچھ حق نہیں ہے جبتک کہ دونوں
آزاد نہوں پس حضانت کا اختیار اُنکے مولی کو ہوگا بشرطیکہ یہ بچہ رقیق ہو مگر اسکو اختیار نہیں ہے کہ اس بچہ اور اسکی ماں کے
درمیان تفریق کرے یعنے جدا کرے بشرطیکہ دونوں اُسکے ملک میں ہوں اور اگر بچہ آزاد ہو تو حضانت کا استحقاق اُسکے
آزاد اقرباؤں کو ہے اور جب باندی ام ولد آزاد ہوجاویں تو اُنکو اپنی آزاد اولاد کی پرورش و حضانت کا حق حاصل ہوگا
اور مکاتبہ کا جو بچہ حالت کتابت میں پیدا ہوا ہے اُسکی حضانت کی وہی مستحق ہے بخلاف اس بچہ کے جو کتابت سے پہلے پیدا
ہوا ہے یہ عینی شرح کنز میں ہے۔ اور مدبرہ باندی مثل قنہ باندی کے ہے یہ تبیین میں ہے اور غیر ذی رحم محرم کو صغیرہ دختر کی
حضانت میں کچھ حق نہیں ہے اور نیز عصبہ فاسق کو بھی صغیرہ کی پرورش میں کچھ حق نہیں ہے یہ کفایہ میں ہے۔ اور جو شخص ہر
وقت گھر سے باہر چلا جاتا ہے اور دختر کو ضائع چھوڑ جاتا ہے اسکی حضانت کچھ نہیں ہے یہ بحر الرائق میں ہے۔ ماں و نانی پسر کی
مستحق ہے یہانتک کہ حضانت سے مستغنی ہوجاوے اور اسکی مدت سات برس مقرر کیگئی ہے اور قدوری نے فرمایا کہ اسوقت تک
مستحق ہیں کہ تنہا کھالے اور تنہا پی لے اور تنہا استنجا کرے اور شیخ ابو بکر رازی نے نو برس مقدار بیان کی ہے اور فتوے
قول اول پر ہے۔ اور لڑکی کی صورت میں ماں و نانی اسوقت تک مستحق ہیں کہ اسکو حیض آوے۔ اور نوادر ہشام میں امام محمدؒ سے

---

[1] عصبہ وہی جو ایسا وارث ہو کہ حصہ دار کو حصہ دیکر باقی سب مال پاوے ۱۲ ۵ یعنے اس پسر کے باپ نے کسی غلام کو آزاد کیا اور اب اس پسر کا کوئی عصبہ نہیں
ہے تو اس مولی العتاقہ کو پرورش کیلیے دیا جاوے ۱۲ منہ ۵ یعنے تصدیق کرے ۱۲ منہ ۵ ایک ماں باپ سے ۱۲ منہ ۵ باپ کیطرف سے ۱۲ اللعہ ۵ محض مملوک ۱۲

روایت ہے کہ جب دختر حد شہوت تک پہونچ جاوے تو اُسکی پرورش کا باپ مستحق ہوگا اور یہ صحیح ہے یہ تبیین میں ہے اور صغیرہ اگر مشتہاۃ نہو یعنے قابل شہوت نہو حالانکہ اُسکا شوہر ہے تو ماں کا حق اُسکی حضانت مین ساقط نہوگا یہانتک کہ وہ مردونکے لائق ہوجاوے یہ قنیہ مین ہے۔ اور جب پسر حضانت سے مستغنی ہوگیا اور دختر بالغہ ہوگئی یعنے حد تک پہونچگئی تو اُنکے عصبات اُنکی پرورش کے واسطے اولے ہونگے پس بترتیب جو اقرب ہو مقدم کیا جائیگا یہ فتاوےٰ قاضیخان مین ہے۔ اور پسر کو یہ لوگ اپنے پاس رکھینگے یہانتک کہ وہ بالغ ہوجاوے پھر اسکے بعد دیکھا جائیگا کہ اگر اسکی رائے ٹھیک و راپنے نفس پر مامون[1] ہے تو اسکی راہ کھولدیجاویگی جہان چاہے جاوے اور اگر اپنے نفس پر مامون نہو تو باپ اپنے ساتھ ملالیگا اور اسکا ولی رہیگا مگر باپ پر اسکا نفقہ واجب نہین ہے اسکا جی چاہے بطور تطوع دے یہ شرح طحاوی مین ہے۔ اور لڑکی اگر ثیبہ ہو اور اپنے نفس پر غیر مامون ہو تو اُسکی راہ بند رکھی جاویگی اور باپ اسکو اپنے ساتھ میل مین کر لیگا اور اگر وہ اپنے نفس پر مامون ہو تو عصبہ کو اسپر کوئی حق ایسا نہین ہے اور اسکی راہ کھولدیجائیگی جہان چاہے رہے یہ بدائع مین ہے۔ اور اگر بالغہ باکرہ ہو تو اسکے ولیون کو اختیار ہوگا کہ اپنے میل مین رکھین اگر اسپر فساد کا خوف نہو بوجہ اُسکی کم سنی کے۔ اور جب وہ سن تمیز کو پہونچ جاوے اور بارائے وہوش ہو کہ عفیفہ ہو تو اولیا کو اپنے میل مین رکھنے کا ضروری اختیار نہین ہے بلکہ اُسکو اختیار ہے کہ جہان چاہے رہے بشرطیکہ وہان اُسکے حق مین خوف نہو یہ محیط مین ہے۔ اور اگر عورت کا باپ دادا اور دیگر عصبات مین کوئی نہو یا اسکا کوئی عصبہ ہو مگر وہ مفسد ہو تو قاضی اُسکے حال پر نظر کرے پس اگر وہ مامونہ ہو تو اُسکی راہ چھوڑدے کہ تنہا سکونت اختیار کرے خواہ وہ باکرہ ہو یا ثیبہ ہو ورنہ اسکو کسی عورت امینہ ثقہ کے پاس جو اُسکی حفاظت پر قادر ہو رکھے اسواسطے کہ قاضی تمام مسلمانون کے حق مین للہ خیر خواہ مقرر ہوتا ہے یہ عینی شرح کنز مین ہے۔ اور اگر ایک عورت ایک طفل کو لائی اور ایک مرد سے نفقہ طلب کیا اور کہا کہ تجھ سے اور میری دختر سے یہ بیٹا ہے اور اسکی ماں مرگئی ہے پس مجھے اسکا نفقہ دے پس اس مرد نے کہا کہ تو سچی ہے یہ تیری دختر سے میرا بیٹا ہے مگر اُسکی ماں نہین مری ہے بلکہ وہ میرے گھر مین موجود ہے اور چاہا کہ اس عورت سے یہ لڑکا لے لے تو اُسکو یہ اختیار خود نہوگا یہانتک کہ قاضی اس بچہ کی ماں کو خبردار کرے کہ وہ حاضر ہوکر اس بچہ کو لے لے پس اگر مرد مذکور ایک عورت کو حاضر لایا اور کہا کہ یہ تیری دختر ہے اور اسی عورت سے میرا یہ بیٹا ہے اور بچہ کی نانی نے کہا کہ یہ میری بیٹی نہین ہے بلکہ میری بیٹی اس پسر کی ماں مرگئی ہے پس قول اس مقدمہ مین اسی مرد کا اور جو اسکے ساتھ عورت آئی ہے دونون کا قبول ہوگا اور طفل مذکور اُسکو دیدیا جائیگا۔ اسیطرح اگر نانی ایک مرد کو حاضر لائی اور ایک طفل کی نسبت کہا کہ یہ بیٹا میری دختر کا اس مرد سے ہے اور اسکی ماں مرگئی ہے اور مرد مذکور نے کہا کہ یہ میرا بیٹا تیری دختر سے نہین بلکہ دوسری میری جورو سے ہے تو قول مرد کا قبول ہوگا اور طفل مذکور کو اس سے لیگا۔ اور اگر یہ مرد ایک عورت کو لایا اور کہا کہ یہ میرا بیٹا اس عورت سے ہے نہ تیری دختر سے اور طفل کی نانی نے کہا کہ یہ عورت اس طفل کی ماں نہین ہے بلکہ اسکی ماں میری دختر تھی اور جس عورت کو مرد مذکور لایا ہے اُسنے کہا کہ تو سچی ہے مین اسکی ماں نہین ہون اور یہ مرد جھوٹ بولا ہے مگر مین اسکی جورو ہون تو مرد مذکور یعنے اس طفل کا باپ اسکے واسطے

[1] مامون یعنے بچہ بدچلن نہین بلکہ اُسکی ذات سے اطمینان ہے ۱۲ منہ

اولی ہوگا کہ اُسکو سے لیگا یہ ظہیریہ مین ہے۔ اور سراجیہ مین مذکور ہے کہ اگر بچہ کی ماں اُسکے باپ کے نکاح مین نہو اور نہ عدت مین ہو تو وہ حضانت کی اُجرت لے لیگی اور یہ اُجرت علاوہ اجرت دودھ پلائی کے ہوگی یہ بحر الرائق مین ہے اور اگر بچہ کا باپ تنگدست ہو اور ماں نے بدون اجرت کے پرورش کرنے سے انکار کیا اور اس بچہ کی پھوپھی نے کہا کہ مین بغیر اجرت کے پرورش کرونگی تو پھوپھی اُسکی پرورش کے واسطے اولےٰ ہوگی یہی صحیح ہے یہ فتح القدیر مین ہے۔ اور بچہ جب ماں و باپ مین سے ایک کے پاس ہو تو دوسرا اُسکی جانب نظر کرنے اور اسکی تعاہد و پرداخت کرنیسے منع نہ کیا جائیگا یہ تاتارخانیہ مین حاوی سے منقول ہے۔

فصل حضانت[1] کا مکان زوجین کا مکان ہے جبکہ دونون زوجیت قائم ہوتے کہ اگر شوہر نے اس شہر سے باہر جانا چاہا اور چاہا کہ اپنے صغیر فرزند کو اس عورت سے جسکو حق حضانت حاصل ہے لے لے تو اُسکو یہ اختیار نہوگا یہانتک کہ بچہ مذکور اسکی حضانت سے بے پرواہ ہو جاوے اور اگر عورت نے چاہا کہ جس شہر مین ہے وہان سے نکلکر دوسرے شہر مین چلی جاوے تو شوہر کو اختیار ہوگا کہ اُسکو جانے سے منع کرے خواہ اُسکے ساتھ فرزند ہو یا نہو اور اسیطرح اگر عورت معتدہ ہو تو اُسکو مع ولد کے اور بدون اسکے خروج روا نہین ہے اور شوہر کو اسکا نکالدینا روا نہین ہے یہ بدائع مین ہے۔ اور اگر مرد اور اُسکی جورو کے درمیان فرقت واقع ہوئی پس اُس نے عدت پوری ہو چکنے کے وقت چاہا کہ بچہ کو اپنے ساتھ لیکر اپنے شہر کو چلی جاوے پس اگر نکاح اُسی کے شہر مین بندھا ہو تو اُسکو یہ اختیار ہوگا اور اگر اُسکے شہر کے سوائے دوسری جگہ واقع ہوا تو اُسکو یہ اختیار نہین ہے الا اُس صورت مین کہ اس مقام فرقت و اُسکے شہر مین ایسی قربت ہو کہ اگر بچہ کا باپ اس بچہ کو دیکھنے کے واسطے نکلکر جاوے تو رات سے پہلے اپنے مکان کو واپس آسکے پس ایسی صورت مین بمنزلہ ایک شہر کے محلات مختلفہ کے ہو جائیگا اور عورت کو یہ اختیار ہے کہ ایک محلہ سے دوسرے محلہ مین چلی جاوے۔ اور اگر عورت نے اپنے شہر کے سوائے دوسرے شہر مین منتقل کرنا چاہا اور اُس شہر مین نکاح واقع نہین ہوا ہے تو عورت کو یہ اختیار نہین ہے الا اس صورت مین کہ دونون مقامون مین ایسی ہی قربت ہو جیسی ہمنے اوپر بیان کی ہے یہ محیط مین ہے۔ اور اگر عورت نے ایسے شہر مین منتقل کرنا چاہا جو اسطرح قریب نہین ہے اور نہ وہ اُسکا شہر ہے ولیکن اصل عقد نکاح وہین واقع ہوا تھا تو مبسوط کی روایت پر اُسکو یہ اختیار نہین ہے اور یہی صحیح ہے یہ فتاوےٰ کبریٰ مین ہے۔ اور اگر جورو و مرد دونون سواد شہر کے ہون اور عورت نے چاہا کہ بچہ کو اپنے ساتھ گانون مین لیجاوے اور وہین رکھے اور نکاح اسی گانون مین واقع ہوا تھا جہان لیے جاتی ہے تو عورت کو یہ اختیار ہے اور اگر نکاح دوسرے گانون مین واقع ہوا ہو تو عورت کو اپنے گانون مین منتقل کرکے لیجانے کا اختیار نہین ہے اور نہ اس گانون مین جہان نکاح واقع ہوا ہے درصورتیکہ یہ گانون دور ہو اور اگر دونون گانون قریب ہون ایسے کہ باپ لڑکے کو دیکھکر غور و پرداخت کے بعد رات سے پہلے اپنے گانون مین واپس آسکے تو عورت کو وہان منتقل کرلینے کا اختیار ہے یہ سراج الوہاج مین ہے۔ اور اگر بچہ کا باپ شہر مین متوطن ہو اور عورت نے بچہ کو گانون مین منتقل کر لیجانیکا ارادہ کیا پس اگر یہ گانون عورت کا ہو اور اسی مین عورت سے نکاح کیا ہو تو عورت کو یہ اختیار ہے اگرچہ وہ شہر سے

[1] حضانت کا مکان جہان رکھکر وہ پرورش کرے وہی مکان ہے جہان شوہر و زوجہ رہتے تھے ۱۲

دور ہو اور اگر یہ عورت کا گانؤن ہو پس اگر قریب ہو اور اصل نکاح اسی مین واقع ہوا ہو تو عورت کو یہ اختیار ہی جیسے شہر کی صورت مین مذکور ہوا ہی اور اگر اسمین نکاح واقع نہوا ہو تو اُسکو یہ اختیار نہین ہی اگرچہ وہ شہر سے قریب ہو یہ بدائع مین ہی۔ اور اگر عورت نے بچہ کو گانؤن سے شہر جامع مین منتقل کر کے لیجانا چاہا حالانکہ یہ شہر اس عورت کا نہین ہے اور نہ اسمین نکاح واقع ہوا ہی تو عورت کو یہ اختیار نہین ہی الا اُس صورت مین کہ شہر مذکور گانؤن سے ایسا ہی قریب ہو جیسا ہمنے بیان کیا ہی یہ محیط مین ہی۔ اور عورت کو یہ اختیار نہین ہی کہ بچہ کو دار الحرب مین منتقل کر لیجاوے اگرچہ اصل نکاح وہان واقع ہوا ہو اور یہ عورت حربیہ ہی اور شوہر مسلمان ہی یا ذمی ہی اور اگر دونون حربی ہون تو عورت کو یہ اختیار حاصل ہی یہ بدائع مین ہی۔ اور اگر مان مر گئی یہانتک کہ حق حضانت بچہ کی نانی یعنے مان کی مان کو حاصل ہوا تو اُسکو یہ اختیار نہین ہی کہ اُسکو اپنے شہر کو منتقل کر لیجاوے اگرچہ اصل عقد اسی مین واقع ہوا ہو۔ اسیطرح ام ولد جب آزاد کر دیگئی تو وہ بچہ کو اس شہر سے جسمین اُسکا باپ ہی باہر نہین لیجا سکتی ہی یہ غایۃ البیان مین ہی۔ اور جب نانی کو یہ اختیار نہین ہی تو نانی کے سوائے اور عورتون کا حکم بھی مثل نانی کے ہی یہ بحر الرائق مین ہی۔ منتقی مین ابن سماعہ کی روایت سے امام ابو یوسفؒ سے مروی ہی کہ ایک مرد نے بصرہ مین ایک عورت سے نکاح کیا اور اُسکے ایک بچہ پیدا ہوا پھر یہ مرد اس بچہ صغیر کو کوفہ مین لیگیا اور اس عورت کو طلاق دیدی پس عورت نے اپنے بچہ کے بارہ مین مخاصمہ کیا اور چاہا کہ مجھے واپس دیا جاوے تو امام ابو یوسفؒ نے فرمایا کہ اگر مرد مذکور اس بچہ کو اس عورت کی اجازت سے کوفہ مین لے آیا ہے تو مرد پر واجب نہین ہی کہ اُسکو واپس لاوے اور عورت سے کہا جائیگا کہ تو خود وہان جا کر اس بچہ کو لے اور فرمایا کہ اگر بدون عورت مذکورہ کی اجازت کے مرد مذکور اسکو لے آیا ہی تو مرد پر واجب ہوگا کہ اس بچہ کو اس عورت کے پاس لے آوے۔ ابن سماعہ نے امام ابو یوسفؒ سے روایت کی ہی کہ ایک مرد اپنی جورو کو مع فرزند کے جو اس عورت کے پیٹ سے ہی بصرہ سے کوفہ مین لے آیا پھر عورت کو بصرہ واپس بھیجدیا اور اُسکو طلاق دیدی تو مرد مذکور پر واجب ہوگا کہ اس بچہ کو بھی اس عورت کے پاس واپس بھیجدے پس عورت کیواسطے اس مرد سے اسکا مواخذہ کیا جائیگا یہ ظہیریہ مین ہی۔ اور اگر طلاق دہندہ نے اپنے بچہ کو اُسکی مان سے جسکو طلاق دیدی ہی اسوجہ سے لے لیا کہ اس عورت نے نکاح کر لیا ہی تو مرد مذکور کو اختیار ہی کہ اس بچہ کو لیکر سفر کو جاوے یہانتک کہ پھر اس بچہ کی مانؔ کا حق عود کرے یہ بحر الرائق مین سراجیہ سے منقول ہی

سترھوان باب۔ نفقات کے بیان مین اور اسمین چھہ فصلین ہین

فصل اوّل نفقہ زوجہ کے بیان مین

واضح ہے کہ مرد پر اپنی جورو کا نفقہ واجب ہی خواہ جورو مسلمان ہو یا ذمیہ ہو یا فقیرہ ہو یا غنیہ ہو خواہ اس سے دخول کیا ہو یا نہ کیا ہو خواہ کبیرہ ہو یا ایسی صغیرہ ہو کہ اُس سے جماع کیا جا سکتا ہی کذا فی فتاوےٰ قاضیخان خواہ حرہ ہو یا مکاتبہ ہو یہ جوہرۃ النیرہ مین ہی۔ اور مشائخ نے اسمین کلام کیا ہی کہ جماع کے لائق کبتک ہوتی ہی اور مختار قول یہ ہی کہ

سلہ قریب کے معنے اوپر مذکور ہوئے ہین ۱۲ منہ سلہ یعنے مثلاً نکاح فسخ ہوگیا یا شوہر دوم نے طلاق دیدی تو پھر عورت لے سکتی ہی اور مرد مذکور یعنے بچہ کا باپ اُسکو نہین لیجا سکتا ہی یہانتک کہ بچہ مذکور حضانت سے مستغنی ہوجاوے ۱۲ م عہ اہل کتاب ۱۲ عہ اور جبتک لائق جماع نہین ہی تب تک

جبتک نو برس کی نہو تب تک قابل جماع نہین ہوتی ہی اور یہی پر فتوے ہی کذا فی التاتارخانیہ اور صحیح یہ ہی کہ سن کا کچھ اعتبار نہین ہی
بلکہ اعتبار اسیکا ہی کہ وہ مشقت جماع کو برداشت کر سکے اور اسکی قدرت اُسکو حاصل ہو جاوے یہ کافی مین ہی۔ اور اگر عورت
ایسی صغیرہ ہو کہ اُسکے مثل سے وطی نہین کیجاتی ہی اور وہ جماع کے لائق نہین ہی تو ہمارے نزدیک اُسکے واسطے نفقہ نہوگا یہانتک
کہ اُسکی حالت ایسی ہو جاوے کہ وہ جماع کو برداشت کرے خواہ وہ اپنے باپ کے گھر ہو یا شوہر کے گھر ہو یہ محیط مین ہے
اور کبیرہ[1] نے اگر اپنا نفقہ طلب کیا اور وہ ہنوز اپنے شوہر کے گھر نہین بھیجی گئی تو اُسکو یہ اختیار ہی جبکہ شوہر نے اُسکے اپنے
گھر بھیجے جانیکا مطالبہ نہ کیا ہو اور بعضے مشائخ بلخ نے کہا کہ جب وہ اپنے شوہر کے گھر نہین بھیجی گئی ہی تو مستحق نفقہ نہوگی
مگر فتوے قول اول پر ہی یہ فتاوے غیاثیہ مین ہی۔ پس اگر شوہر نے اُسکے گھر اپنے بھیجے جانیکا مطالبہ کیا اور اُسنے شوہر کے گھر جانے
سے انکار نہ کیا تو اُسکو نفقہ ملیگا اور اگر اُسنے وہان منتقل ہونیسے انکار کیا پس اگر انکار بحق ہو مثلاً اُسنے اسوجہ سے انکار کیا کہ
اپنا مہر معجل وصول کرے تو بھی اُسکو نفقہ ملیگا اور اگر انکار بغیر حق ہو مثلاً شوہر نے اُسکا مہر اُسکو دیدیا ہی یا مہر میعادی ہے
کہ جسکی مدت ابھی ورہی یا اُسنے اپنا مہر شوہر کو ہبہ کر دیا ہی پھر اُسنے انکار کیا تو اُسکو کچھ نفقہ نہ ملیگا یہ محیط مین ہی۔ اور اگر
عورت[2] نے نشوز کیا تو عورت کے واسطے کچھ نفقہ نہوگا یہانتک کہ شوہر کے گھر مین آجاوے اور نشوز کرنیوالی وہ عورت
ہوتی ہی جو شوہر کے گھر سے نکلجاوے اور اپنے نفس کو شوہر سے روکے بخلاف اسکے اگر وہ شوہر کے گھر مین ہو اور شوہر کو
اپنے اوپر قابو دینے سے روکے تو وہ ناشزہ نہوگی اسواسطے کہ ہنوز وہ محتبس موجود ہی اور اگر گھر عورت کی ملک ہو اور اُسنے
شوہر کو اپنے پاس داخل ہونیسے منع کیا تو اُسکے واسطے نفقہ نہوگا لیکن اگر اُسنے شوہر سے درخواست کی ہو کہ مجھے اس میرے
مکان سے اپنے گھر لیجاوے یا میرے واسطے کوئی مکان کرایہ سے لے تو ایسی صورت مین حکم ایسا نہین ہی۔ اور جب عورت
نے نشوز چھوڑدیا تو اُسکو نفقہ ملیگا اور اگر شوہر زمین غصب مین رہتا ہی یعنے غیر کی ملک غصب کرکے اُسمین رہتا ہو پس عورت
نے وہان رہنے سے انکار کیا تو عورت کو نفقہ ملیگا یہ کافی مین ہی۔ اور اگر عورت نے اپنے نفس کو شوہر کو سپرد کر دیا ہو پھر
مہر وصول پانے کے واسطے قابو دینے سے انکار کیا تو امام اعظمؒ کے نزدیک ناشزہ نہوگی یہ فتاوے قاضیخان مین ہی۔ ایک
مرد سلطان کی زمین مین رہتا ہی اور سلطان سے مال لیتا ہی پس عورت نے کہا کہ مین سلطانی زمین مین تیرے ساتھ نہ رہونگی
اور نہ تیرے مال سے کھاؤنگی تو مشائخ نے فرمایا کہ اُسکو یہ اختیار نہین ہی اور اُس سے انکار کرنے سے گنہگار ہوگی اور
ناشزہ ہو جائیگی۔ اور بعضے علماء سے سوال کیا گیا کہ ایک عورت کا مرد نماز نہین پڑھتا ہی اور عورت نے اُسکے ساتھ رہنے
سے انکار کیا تو فرمایا کہ اُسکو یہ اختیار نہین ہی یہ ظہیریہ مین ہی۔ ایک عورت اپنے شوہر سے روپوش ہو گئی یا اُسکے ساتھ جانے
سے جس شہر مین وہ جانا چاہتا ہی انکار کیا اور یہ مرد اس عورت کو اسکا پورا مہر دے چکا ہی تو اس عورت کے واسطے اس شوہر پر
کچھ نفقہ نہوگا۔ اور اگر مرد مذکور نے اُسکو اسکا مہر نہ دیا ہو اور باقی مسئلہ بحالہ ہو تو عورت کے واسطے نفقہ لازم ہوگا اور یہ
اُسوقت ہی کہ اس عورت سے دخول نہ کیا ہو اور اگر اس عورت سے دخول کیا ہی تو امام اعظمؒ کے نزدیک اس صورت مین بھی یہی

[1] ظاہر مراد کبیرہ سے اس مقام پر بالغہ نہین ہی بلکہ عام از بالغہ و قابل جماع غیر بالغہ ہی فافہم ۱۲ منہ [2] مثلاً سرکشی سے اپنے باپ کی
جگہ بیٹھ رہی ۱۲ منہ [3] یعنے شوہر کے گھر جانے سے ۱۲ منہ [4] یا مہر معجل ۱۲

حکم ہی اور صاحبینؒ کے نزدیک عورت کے واسطے کچھ نفقہ نہوگا خواہ شوہر نے اُسکو اُسکا مہر دیدیا ہو یا نہ دیا ہو شیخ امام
ابوالقاسم صفار نے فرمایا کہ یہ اُن اماموں کے زمانہ میں تھا۔ اور ہمارے زمانہ میں[1] شوہر اُسکو لیکر سفر میں نہیں جا سکتا ہی اگرچہ
اُسکا مہر ادا کر دیا ہو یہ محیط میں ہی۔ اور اگر عورت اپنے قرضہ کیوجہ سے قید کیگئی تو اُسکے واسطے شوہر پر نفقہ واجب نہوگا۔
اور شیخ کرخی نے فرمایا کہ اگر عورت ایسے قرضہ کیوجہ سے قید کی گئی جسکے ادا کی اُسکو قدرت نہیں ہی تو اُسکے واسطے
نفقہ لازم ہوگا اور اُسکے ادا کرنے پر قادر ہو تو اُسکے واسطے نفقہ لازم نہوگا اور فتوےٰ اسپر ہے کہ عورت کے واسطے
دونوں صورتوں میں نفقہ نہوگا یہ جوہرۃ النیرہ میں ہی۔ اور یہ حکم اُسوقت ہے کہ شوہر اس عورت تک قیدخانہ میں نہ پہونچ سکتا
ہو اور اگر قیدخانہ میں کوئی ایسی جگہ ہو کہ وہاں اُس تک پہونچ سکتا ہو تو مشائخ نے فرمایا کہ عورت کے واسطے نفقہ واجب
ہوگا یہ فتاوےٰ قاضیخان میں ہی۔ اور اگر عورت کو کوئی غاصب لیکر بھاگ گیا یا وہ ظلم سے قید کیگئی تو خصافؒ نے ذکر
فرمایا کہ وہ مستحق نفقہ نہوگی اور صدر شہید حسام الدین نے ذکر فرمایا کہ اسی پر فتویٰ ہی یہ عتابیہ میں ہی۔ اور اگر شوہر قید کیا گیا
اور وہ ادائے قرضہ پر قادر ہی یا نہیں قادر ہی یا شوہر بھاگ گیا تو عورت کیواسطے نفقہ لازم ہوگا یہ غایۃ السروجی میں ہی
اور اگر شوہر قیدخانۂ سلطانی[2] میں ظلم سے قید کیا گیا تو اسمیں اختلاف مشائخ ہی اور صحیح یہ ہی کہ عورت نفقہ کی مستحق ہوگی یہ فتاوےٰ
قاضیخان میں ہی۔ اور اگر شوہر کسی دوسرے شہر میں ہو اور عورت سے اور اُس سے بقدر مسافت سفر کے دوری ہو اور شوہر نے
وہاں راہ خرچ اور سواری بھیجی تاکہ اُسکے پاس چلی آوے مگر عورت نے اپنے ساتھ کوئی ذی رحم محرم نہ پایا پس نہ گئی تو وہ
نفقہ کی مستحق ہوگی یہ وجیز کردری میں ہی۔ اور اس جنس کے مسائل میں اصل یہ ہی کہ عورت کو دیکھا جاوے اگر وہ جماع کی
صلاحیت نہیں رکھتی ہی تو اُسکے واسطے نفقہ لازم نہوگا خواہ شوہر جماع کی صلاحیت رکھتا ہو یا نہ رکھتا ہو اور اگر عورت جماع کی صلاحیت
رکھتی ہی تو اسکے واسطے نفقہ لازم ہوگا خواہ مرد جماع کی صلاحیت رکھتا ہو یا نہ رکھتا ہو یہ محیط میں ہی۔ اور اگر شوہر صغیر ہو اور جورو کبیرہ ہو تو
اُسکے واسطے نفقہ لازم ہوگا کیونکہ اپنے تن کا سپرد کرنا عورت کیطرف سے پایا گیا۔ اور اسیطرح جبکہ عورت کیطرف سے اپنے آپکا سپرد کرنا پایا گیا مگر شوہر
مجبوب[3] ہے یا عنین ہی یا مریض[4] ہی کہ جماع کرنے پر قادر نہیں ہی یا حج کیواسطے نکلا ہی کہ احرام میں ہے تو بھی عورت کیواسطے نفقہ واجب ہوگا یہ بدائع میں ہی اور
اگر جورو و مرد دونوں صغیر ہوں کہ جماع کرنیکی قدرت نہ رکھتے ہوں تو عورت کے واسطے نفقہ واجب نہوگا اسواسطے کہ عجز اسکی
جانب سے بھی ہی پس گویا کہ مجبوب یا عنین کے تحت میں صغیرہ عورت ہے یہ تبیین میں ہی۔ اور اگر عورت قبل شوہر کے
پاس جانیکے ایسی مریضہ ہو کہ جماع[5] سے ممنوع ہو پھر وہ شوہر کے گھر بھیجی گئی اور اس حال میں بھی مریضہ تھی تو بعد شوہر کے
یہاں پہونچنے کے اُسکے واسطے نفقہ لازم ہوگا اور قبل وہاں کے جانیکے بھی لازم ہوگا بشرطیکہ اُسنے نفقہ کا مطالبہ کیا ہو
اور شوہر اُسکو نہ لیگیا حالانکہ وہ جانیسے انکار نہیں کرتی تھی اور اگر شوہر اُس سے چلنے کے واسطے کہتا۔ اور وہ جانے
سے انکار کرتی تھی تو اُسکے واسطے نفقہ لازم نہوگا جیسے تندرست عورت کا حکم ہی۔ ایسا ہی ظاہر الروایۃ میں مذکور ہے۔
اور اگر عورت کو اُسکا شوہر تندرستی کی حالت میں لیگیا پھر وہ شوہر کے گھر میں ایسی بیمار ہو گئی کہ جماع کرنیکے لائق نہ رہی تو

---

[1] اور ہمارے زمانہ میں سے جا سکتا ہی ۱۲ منہ [2] وہ قیدخانہ ہوتے تھے قیدخانہ قاضی موافق شرع کے اور قیدخانہ سلطانی ۱۲ منہ

[3] عذر خلقی ۱۲ [4] عذر طبعی ۱۲ [5] عذر شرعی ۱۲

بلاخلاف اُسکا نفقہ باطل نہوگا یہ بدائع مین ہی۔ اور اگر دخول واقع ہونیکے بعد شوہر ہی کے گھر مین عورت بیمار پڑی اور وہان سے اپنے باپ کے گھر چلی آئی تو مشائخ نے فرمایا کہ اگر وہ ایسی تھی کہ محفہ وغیرہ[۱] مین بیٹھ کر اپنے شوہر کے یہان جا سکتی تھی مگر نہ گئی تو اُسکے واسطے نفقہ لازم نہوگا اور اگر وہ شوہر کے گھر نہ جا سکتی ہو تو اُسکے واسطے نفقہ لازم ہوگا یہ فتاوے قاضیخان مین ہی۔ اور اگر عورت رتقا یا قرناء ہو یا مجنونہ ہوگئی یا اُسکو کوئی بلا لاحق ہوگئی کہ اُسکی وجہ سے جماع کے قابل نہ رہی یا ایسی بڑھیا ہوگئی کہ بسبب بڑھاپے کے وطی کے قابل نہ رہی تو اُسکا نفقہ لازم ہوگا چاہے شوہر کے یہان جانیکے بعد اُسکو یہ عوارض لاحق ہوگئے ہون یا قبل اسکے لاحق ہوئے ہون بشرطیکہ وہ بغیر حق اپنے نفس کو روکنے والی اور مانع نہو یہ محیط مین ہی۔ اور اگر عورت نے حج فریضہ ادا کیا پس اگر شوہر کے یہان جانے سے پہلے اُسنے ایسا کیا پس اگر بلا محرم کے اُسنے ایسا کیا اور اسکے ساتھ شوہر بھی نہین ہی تو وہ ناشزہ ہوگی اور اگر اُسنے سوائے شوہر کے کسی محرم[۲] کے ساتھ حج کیا تو اُسکے واسطے نفقہ لازم[۳] نہوگا اسمین سب اماموں کا اتفاق ہی اور اگر اُسنے شوہر کے یہان جانیکے بعد ایسا کیا تو امام ابو یوسفؒ نے فرمایا کہ اُسکے واسطے نفقہ لازم ہوگا اور امام محمدؒ نے فرمایا کہ اُسکے واسطے نفقہ نہوگا کذا فی البدائع اور یہی اظہر ہے یہ سراج الوہاج مین ہی اور اگر شوہر نے اُسکے ساتھ حج کیا ہو تو بالاجماع اُسکے واسطے نفقہ لازم ہوگا مگر شوہر پر نفقہ حضر واجب ہوگا نہ نفقہ سفر اور شوہر پر کرایہ بھی واجب نہوگا۔ اور اگر عورت نے حج نفل ادا کیا تو بالاجماع اُسکے واسطے نفقہ لازم نہوگا درصورتیکہ اُسکے ساتھ شوہر نہو یہ جوہرۃ النیرہ مین ہی۔ اور اگر اُسنے شوہر کے ساتھ حج نفل ادا کیا تو عورت کے واسطے نفقہ[۱] حضر واجب ہوگا نہ نفقہ سفر یہ فتاوے قاضیخان مین ہی۔ اور اس امر پر اجماع ہی کہ نماز و روزہ نفقہ کو ساقط نہین کرتا ہی یہ غایۃ السروجی مین ہی۔ ایک مرد ایک عورت سے متہم کیا گیا جسکو حمل ہی پس اس عورت کے باپ نے اسی مرد سے اسکا نکاح کر دیا اور یہ مرد منکر ہی کہ یہ حمل میرا نہین ہی تو نکاح جائز ہوگا اور شوہر پر نفقہ واجب نہوگا اسواسطے کہ عورت کیطرف سے ایک امر کیوجہ[۴] سے شوہر اس سے استمتاع سے ممنوع[۵] ہی یہ محیط سرخسی مین ہی اور اگر شوہر نے اقرار کیا کہ یہ حمل میرا ہی تو نکاح بالاتفاق صحیح ہوگا اور اسکے ساتھ وطی بھی کر سکتا ہی پس بالاتفاق عورت مستحق نفقہ ہوگی یہ محیط مین ہی۔ اگر کسی مرد کی چند عورتین ہون کہ بعض انمین سے مسلمان آزادہ ہون اور بعضی باندیان ہون یا ذمی نصرانیہ یا یہودیہ ہون تو یہ سب نفقہ مین یکسان ہونگی یہ تاتارخانیہ مین ہی۔ اور جس عورت سے شبہہ سے وطی کیگئی ہی اُسکے واسطے نفقہ لازم نہوگا یہ خلاصہ مین ہی فرمایا کہ نکاح فاسد کی صورت مین نفقہ نہین ہی اور نہ نکاح فاسد کیوجہ سے تفریق ہونے کی عدت مین نفقہ ہی۔ اور اگر نکاح من حیث الظاہر صحیح ہوا اور قاضی نے عورت کے واسطے نفقہ مقرر کیا جسکو اُسنے ایک مہینہ لیا پھر فساد نکاح ظاہر ہوا مثلاً بایطور کہ گواہون نے گواہی دی کہ یہ عورت اس مرد کی رضاعی بہن ہی اور قاضی نے دونون مین تفریق کر دی تو عورت نے جو کچھ لیا ہے وہ شوہر اس سے واپس لیگا۔ اور اگر شوہر نے خود ہی بدون فرض قاضی کے عورت کو نفقہ دیا ہو تو عورت مذکورہ سے کچھ واپس

---

[۱] قال المترجم یہ مراد نہین ہے کہ جبتک وہ حاضر ہے تب تک کا نفقہ ملیگا اور جب سے سفر کو نکلے گی تب سے واپس ہونے تک کچھ لازم نہوگا بلکہ مراد یہ ہے کہ ایسا نفقہ واجب ہوگا کہ جو حضر مین دیا جاتا ہے اور سفر مین کہ زیادہ خرچ ہوتا ہے اس زیادتی کے حساب سے نفقہ واجب نہوگا پس حضر کے حساب سے برابر واجب رہیگا یہانتک کہ وہ چاہے سفر مین جائے یا یہان رہے ۱۲ منہ [۲] بلکہ واجب ہوگا ۱۲ [۳] ذی رحم محرم ۱۲ [۴] تو ناشزہ نہوگی مگر ۱۲ [۵] للعہ یعنے حمل ۱۲ [۶] تاکہ نطفہ خلط نہو ۱۲

نہین ہو سکتا ہے یہ صدر الشہید نے شرح ادب القاضی مین ذکر فرمایا ہے کذا فی الذخیرہ۔ اور اگر نکاح بغیر گواہون کے واقع ہوا تو بالاجماع ایسے نکاح مین عورت نفقہ کی مستحق ہوگی یہ خلاصہ مین ہے۔ اور اگر عورت سے ایلاء کیا یا ظہار کیا تو عورت کیواسطے نفقہ واجب ہوگا اور اگر اپنی جورو کی بہن یا خالہ یا پھوپھی سے نکاح کیا اور جبتک اس سے دخول کیا تب تک اسکو نہ جانا پھر دونون مین تفریق کر دیگئی اور مہر دینا واجب ہوا کہ جبتک اسکی جورو کی بہن عدت مین رہے تب تک اپنی جورو سے الگ رہے تو اسکی جورو کے واسطے نفقہ واجب ہوگا اور اسکی جورو کی بہن کے واسطے لازم نہوگا اگرچہ اسپر عدت واجب ہوئی ہے یہ بدائع مین ہے۔ اور اگر کسی مرد کی جورو کے ساتھ ایک خادمہ یعنے باندی بھی ہو اور یہ مرد خوشحال ہے تو اسپر اس عورت کے نفقہ کے ساتھ اسکی خادمہ کا نفقہ بھی مقدر کیا جائیگا اور یہ حکم اسوقت ہے کہ یہ عورت آزادہ ہو اور اگر باندی ہو تو وہ خادمہ کے نفقہ کی مستحق نہوگی۔ اور اگر جورو کے ساتھ دو یا زیادہ خادمہ ہون تو امام اعظمؒ و امام محمدؒ کے نزدیک ایک خادمہ سے زیادہ کا نفقہ مقدر نہ کیا جائیگا اور مشائخ نے فرمایا ہے کہ خادمہ کے نفقہ مین شوہر خوشحال پر اسیقدر واجب ہوگا جو تنگدست پر اپنی زوجہ کے واسطے واجب ہوتا ہے یعنے ادنی مقدار کفایت جس سے بسر ہو جاوے یہ کافی مین ہے۔ اور اس خادمہ مین اختلاف ہے بعض نے فرمایا کہ خادمہ یعنے عورت کی مملوکہ باندی ہو پس اگر غیر مملوکہ ہوگی تو عورت اسکے نفقہ کی مستحق نہوگی یہی ظاہر الروایۃ ہے اور اگر شوہر تنگدست ہو تو اسپر جورو کی خادمہ کا نفقہ واجب نہوگا اگرچہ عورت کے پاس خادمہ ہو اور یہ شیخ حسن نے امام اعظمؒ سے روایت کی ہے اور یہی اصح ہے یہ تبیین مین ہے۔ اور اگر شوہر نے اپنی جورو سے کہا کہ تیری خادمہ مین سے کسی کو نفقہ نہین دونگا ولیکن اپنی خادمہ باندیون مین سے تیری خدمت کے واسطے دونگا اور عورت نے اسکو قبول نہ کیا تو شوہر کو یہ اختیار نہین ہے اور وہ مجبور کیا جائیگا کہ عورت کی ایک خادمہ کا نفقہ دے۔ ایک عورت کے غلام و باندیان ہین پس اس نے اپنے شوہر سے کہا کہ تو میرے مہر مین سے انکو نفقہ دے پس اس نے ان ممالیک کو نفقہ دیا پھر عورت نے کہا کہ مین اس نفقہ کو محسوب کر دونگی اسوجہ سے کہ تو نے انسے خدمت لی ہے تو شوہر نے جو کچھ بطور معروف انکو نفقہ دیا ہے وہ عورت ہی کے حساب مین محسوب ہوگا یہ فتاوے کبرے مین ہے۔ اگر ایک عورت نے قاضی سے درخواست کی کہ اسکے واسطے اسکے شوہر پر نفقہ مقرر کر دے پس اگر شوہر یہین حاضر ہوا اور صاحب دسترخوان ہو تو قاضی اس عورت کے واسطے نفقہ نہین مقرر کریگا اگرچہ عورت درخواست کرے الا اس صورت مین مقرر کر دیگا کہ جب قاضی کو یہ بات ظاہر ہو جاوے کہ شوہر اسکو مارتا ہے اور اسکو نفقہ نہین دیتا ہے۔ اور اگر شوہر صاحب دسترخوان نہو تو قاضی عورت کے واسطے ماہواری نفقہ مقرر کر دیگا کہ شوہر اسکو دیا کرے یہ محیط مین ہے۔ اور عورت کا نفقہ درمون یا دینارون سے جس بھاؤ پر ہو مقرر[1] نہین کریگا بلکہ اسیقدر درم جو اسوقت کے بھاؤ سے ہین بحسب اختلاف ارزانی و گرانی و نرخ کے مقرر کریگا کہ اپنی دونون جانب کی رعایت ہے یہ بدائع مین ہے۔ اور اگر قاضی نے عورت کے واسطے ماہواری نفقہ مقرر کر دیا تو شوہر اسکو ماہواری دیا کریگا اور اگر ماہواری نہ دیا اور عورت نے روزانہ طلب کیا تو شام کے وقت عورت کو مطالبہ کا اختیار ہوگا

---

[1] کیونکہ ارزانی کے وقت عورت کا خسارہ ہوگا اور گرانی ہونے پر مرد کا خسارہ ہوگا ۱۲ منہ [2] یعنے ارزانی کے وقت جسقدر زیادہ ہوجاوین یا گرانی کے وقت جسقدر کم ہوجاوین ۱۲ منہ [3] یعنے ملک مین ۱۲ [4] درحالیکہ وہ خوشحال ہے ۱۲

یہ فتاوے کبرے مین ہی۔ اور جب قاضی نے نفقہ مقرر کرنیکا ارادہ کیا تو حالت یہ دیکھے کہ شوہر آسودہ حال ہی میدہ کی روٹیان
اور بھنا گوشت کھاتا ہی اور عورت تنگدست ہے یا اسکے برعکس حال دیکھا تو اسمین اختلاف ہی اور صحیح یہ ہی کہ دونون کے
حال کا اعتبار کرے کذا فی الغیاثیہ اور اسی پر فتوے ہی چنانچہ عورت کو آسودہ حالی کا نفقہ ملیگا اگر دونون آسودہ
حال ہون اور تنگدستی کا نفقہ ملیگا اگر دونون تنگدست ہون اور اگر عورت خوشحال ور مرد تنگدست ہو تو بقدر تنگدستی
عورت کے جو اسکے واسطے مقرر کیا جاتا اس سے کچھ زیادہ مقرر کیا جائیگا پس مرد سے کہا جائیگا کہ اسکو گیہون کی روٹی
اور ایک طرح کا بھاجی یا دو طرح کا کھانے کو دے۔ اور اگر شوہر نہایت مالدار ہو کہ مثل حلوا و گوشت برہ وغیرہ کھاتا ہو
اور عورت تنگدست ہو کہ اپنے گھر مین جو وغیرہ کی روٹی سالن[12] وغیرہ کھاتی ہو تو مرد پر یہ واجب نہوگا کہ اسکو وہ کھلاوے جو خود کھاتا ہی
اور یہ بھی نہین ہی کہ جو وہ اپنے گھر مین کھاتی تھی وہ کھلاوے ولیکن یہ لازم ہی کہ اسکو گیہون کی روٹی اور ایک دو طرح کا
سالن کھلاوے۔ اور ظاہر الروایہ کے موافق تنگدستی و خوشحالی مین مرد کے حال کا اعتبار ہی کذا فی الکافی اور اسی کو مشائخ کی
جماعت کثیر نے اختیار کیا ہی اور تحفہ مین لکھا ہی کہ یہی صحیح ہی یہ فتح القدیر مین ہی۔ اور ہمارے مشائخ نے فرمایا کہ اگر شوہر نہایت
آسودہ حال ہو اور عورت فقیرہ ہو تو شوہر کے حق مین مستحب ہے کہ اپنے کھانے کے ساتھ عورت کو شریک کرے۔ اور کتاب
مین فرمایا کہ جو حکم نفقہ کی تقدیر مین مذکور ہوا باعتبار حال شوہر فقط یا باعتبار حال شوہر و عورت دونون کے ویسا ہی حکم
لباس مین ہی یہ ذخیرہ مین ہی اور اگر شوہر تنگدست ہو اور عورت خوشحال ہو تو فی الحال عورت کو اسقدر دیدے جو تنگدست
عورتون کا نفقہ ہوتا ہی اور جو باقی رہا وہ شوہر کے ذمہ قرضہ ہوگا یہ تبیین مین ہی۔ اور اگر شوہر نے کہا کہ مین تنگدست ہون
اور مجھپر تنگدستون کے مانند نفقہ واجب ہوگا تو قول شوہر کا قبول ہوگا الا آنکہ عورت گواہ قائم کرے۔ پس اگر عورت نے
گواہ قائم کیے کہ یہ مرد خوشحال ہی تو اسپر خوشحالون کے مثل نفقہ فرض کیا جائیگا۔ اور اگر دونون نے گواہ قائم کیے تو گواہ
عورت کے مقبول ہونگے۔ اور اگر دونون کے پاس گواہ نہون اور عورت نے قاضی سے درخواست کی کہ اس مرد کا حال
دریافت کراوے تو قاضی پر دریافت کرانا واجب نہین ہی لیکن اگر قاضی نے دریافت کرایا تو بہتر ہی پس اگر قاضی کو
ایک مرد عادل نے خبر دی کہ یہ خوشحال ہی تو قاضی اسکو قبول نہ کریگا اور اگر دو مرد عادلون نے قاضی کو اسکے خوشحال
ہونیکی خبر دی تو قاضی اس مرد پر خوشحالون کا نفقہ مقرر کریگا اگرچہ ان عادلون نے بلفظ شہادت خبر نہ دی ہو اور ایسی خبر
مین عدد و عدالت شرط ہی مگر اسمین لفظ شہادت شرط نہین ہی۔ اور اگر ان دونون عادلون نے کہا کہ ہمنے سنا ہی کہ وہ
خوشحال ہی یا ہمکو خبر پہونچی ہی کہ یہ خوشحال ہی تو قاضی اسکو قبول نہ کریگا یہ فتاوے قاضیخان مین ہی۔ اور اگر قاضی نے
شوہر پر تنگدستی کا نفقہ مقرر کر دیا پھر مرد مالدار ہو گیا پس عورت نے نالش کی تو قاضی اسکے واسطے خوشحالی
کا نفقہ پورا کر دیگا یہ کافی مین ہی اور اگر عورت کہا کہ مین روٹی سالن نہین پکاؤنگی تو کتاب مین لکھا ہی کہ وہ روٹی و سالن
وغیرہ پکانے پر مجبور نہ کیجائیگی اور شوہر پر واجب ہوگا کہ پکا پکایا تیار کھانا اسکے واسطے لاوے یا اسکے پاس کوئی ایسی
خادمہ دیدے کہ اسکی روٹی سالن پکانے کے کام کے واسطے کفایت کرے۔ اور فقیہ ابو اللیث نے فرمایا کہ اگر عورت

سلہ یعنے براہ حکم نہ براہ دیانت کیونکہ دیانت کی راہ سے عورت پر گھر کے کاروبار واجب ہین جیسے کہ بچہ کو دودھ پلانا ۱۲ منہ سلہ یعنے اس سے زیادہ خدمت کرنا اسپر لازم نہین ۱۲

روٹی سالن پکانے سے انکار کیا تو شوہر پر اس عورت کے واسطے پکا پکایا کھانا تیار دینا اسی صورت مین واجب ہے کہ یہ عورت اشراف کی لڑکی ہو کہ اپنے ماں باپ وغیرہ مین خود اپنی ذات سے ایسے کام نہ کرتی ہو یا اشراف کی لڑکی نہو مگر عورت کو کوئی ایسی علت لاحق ہو کہ جسکی وجہ سے وہ روٹی سالن نہ پکا سکتی ہو اور اگر یہ بات نہو تو شوہر پر یہ واجب نہو گا کہ عورت کے واسطے کھانا تیار لاوے یہ ظہیریہ مین ہے اور مشائخ نے فرمایا ہے کہ ایسے کام عورت پر دیانت کی راہ سے واجب ہین اگرچہ قضاءً قاضی اُسکو ان کامون کے واسطے مجبور نہ کریگا یہ بحر الرائق مین ہے۔ اور اگر عورت کو کھانا پکانے کے واسطے اُجرت پر مقرر کیا تو نہین جائز ہے اور عورت کو اُسکی اُجرت دینی بھی جائز نہین ہے یہ بدائع مین ہے۔ اور شوہر پر واجب ہے کہ پیسنے کا آلہ یعنے چکی لاوے اور کھانے کے اور پینے کے برتن لاوے مثل کوزہ و گھڑا و ہانڈی و پتیلی وغیرہ و چمچا و ڈویا اور اسکے مثل آلات یہ جوہرۃ النیرہ مین ہے۔ پھر بنابر ظاہر الروایۃ کے عورت اور اسکی خادمہ کے نفقہ مین فرق ہے چنانچہ اگر اُسکی خادمہ نے ایسے کامون سے انکار کیا تو اپنی مولاۃ کے شوہر سے نفقہ کی مستحق نہوگی یہ ذخیرہ مین ہے۔ اور نفقہ واجبہ ماکول ہے اور ملبوس ہے اور سکنی ہے پس ماکول آٹا ہے اور پانی اور نمک اور لکڑی و روغن یہ تاتارخانیہ مین ہے اور جیسے عورت کے واسطے قدر کفایت روٹی مقرر کیجائیگی ویسے ہی اسکے ساتھ کے واسطے قدر کفایت ادام بھی مقرر کیا جائیگا یہ فتح القدیر مین ہے اور نیز عورت کے واسطے واجب ہوگی وہ چیز جس سے تنظیف کرے اور جس سے وسخ زائل کرے جیسے کنگھی و تیل و نیز سدر و خطمی وغیرہ جس سے سر دھوے اور نیز وہ بھی واجب ہے جس سے بدن کی میل چھڑاوے جیسے اشنان و صابون وغیرہ سے موافق عادت شہر کے۔ اور جن چیزون سے تلذذ و استمتاع مقصود ہوتا ہے جیسے خضاب و سرمہ وغیرہ تو وہ شوہر پر واجب نہین ہین بلکہ شوہر مختار ہے اسکا جی چاہے لاوے اور چاہے نہ لاوے مگر جب شوہر اس غرض سے لایا تو عورت پر اسکا استعمال لازم ہے۔ اور رہی وہ چیز جس سے خوشبو مقصود ہوتی ہے تو وہ شوہر پر واجب نہین ہے الا اتنی ہے کہ جس سے سہوکت دور ہوجاوے اور بس۔ اور جس سے بوے بغل دور کرے وہ مرد پر واجب ہے۔ اور مرض کے واسطے دوا اور طبیب کی اُجرت اور نیز فصد و پچھنے لگانے کی اجرت و خرچہ بھی مرد پر واجب نہین ہے یہ سراج الوہاج مین ہے اور مرد پر اسقدر پانی واجب ہے جس سے اپنے کپڑے اور بدن کا میل دھوڈالے یہ جوہرۃ النیرہ مین ہے۔ فتاوے شیخ ابو اللیث مین ہے کہ عورت کے غسل و وضو کے پانی کا ثمن شوہر پر واجب ہے خواہ عورت غنیہ ہو یا فقیرہ ہو اور ظہیریہ مین لکھا ہے کہ اسی پر مشائخ بلخ کا فتوے ہے اور اسی پر صدر شہید نے فتوے دیا ہے اور اسی کو امام قاضیخان نے اختیار کیا ہے یہ تاتارخانیہ مین ہے۔ اور قابلہ کو اگر عورت نے اجارہ پر لیا تو اُسکی اُجرت عورت پر ہوگی اور اگر شوہر نے اجارہ پر رکھا تو شوہر پر ہوگی۔ اور اگر قابلہ خود ہی حاضر ہوگئی تو کہنے والا یہ بھی کہہ سکتا ہے کہ شوہر پر واجب ہوگی اسواسطے کہ وہ وطی کی موونت ہے اور یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ مثل اُجرت طبیب کے عورت پر واجب ہوگی یہ وجیز کردری مین ہے۔ ایک شخص اپنی عورت کو خود چھوڑ کر گانون مین چلا گیا تو قاضی کو روا ہے کہ اس عورت کے واسطے نفقہ مقرر کرے

سلہ کھانا و کپڑا و رہنے کا مکان ۱۲ م سلہ سالن وغیرہ ۱۲ سلہ ساتھ کا سالن وغیرہ ۱۲ سلہ جیسے کھلی و آنولہ وغیرہ موافق عرف کے ۱۲ سلہ اختیار اکثر اور یہی صحیح ہے اور یہی حکم ان دو نون مین ہیئت کے واسطے ہے۔ دیکھو کتاب الجنایات اور بحر الرائق وغیرہ مین اسی کو صحیح و مختار رکھا ۱۲ سلہ ستھرائی کرنا ۱۲ سلہ چرک میل ۱۲ سلہ ابٹن ۱۲ سلہ اللعہ مبالغہ ۱۲

باوجودیکہ شوہر غائب ہوا ور یہ شرط نہین ہے کہ غیبت بمقدار سفر ہو یہ قاضیخان و صاحب محیط سے قنیہ مین ہے۔ ایک عورت قاضی کے پاس آئی اور کہا کہ مین فلانہ بنت فلان بن فلان ہون اور میرا شوہر فلان بن فلان مجھے چھوڑکر غائب ہوگیا اور میرے واسطے کچھ نفقہ نہین چھوڑا ہے اور قاضی سے درخواست کی کہ اسکے واسطے نفقہ مقدار کر دے پس اگر غائب مذکور کا کچھ حال از جنس نفقہ مثل درم و دینار و اناج اور نیز کپڑے جیسے لباس واجب مین چاہیے ہین اُسکے مکان مین موجود ہوا ور قاضی جانتا ہو کہ یہ اسکی منکوحہ ہے تو قاضی اُس سے یون قسم لیگا کہ واللہ اُسنے اپنا نفقہ نہین بھر پایا ہے اور نہ اسکے اور اسکے شوہر کے درمیان کوئی سبب مثل نشوز وغیرہ کے مانع از نفقہ ہے پھر اسکے بعد اسکو حکم دیگا کہ اس مال مین سے اپنی ذات پر بغیر اسراف و تقتیر کے خرچ کرے اور اس سے کفیل لے لیگا یہ فتاوےٰ قاضیخان مین ہے اور یہی صحیح ہے یہ محیط مین ہے اور اگر غائب مذکور کا کچھ مال موجود نہو تو ہمارے اصحاب ثلثہ کے نزدیک یہ حکم نہ دیگا کہ تو اسقدر نفقہ شوہر پر قرض لے اور اگر غائب مذکور کا مال موجود ہو مگر قاضی ان دونون نکاح نہ جانتا ہوا ور عورت نے اپنے نکاح پر گواہ قائم کیے تو امام اعظمؒ کے نزدیک قبول نہونگے اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک قبول ہونگے اور قاضی نفقہ مقرر کر دیگا اگرچہ قاضی اس غائب کے حق مین نکاح واقعی کا حکم جاری نہ کریگا چنانچہ اگر غائب مذکور نے حاضر ہوکر انکار کیا تو قاضی اس عورت کو تکلیف دیگا کہ دوبارہ گواہ پیش کرے پس اگر اُسنے دوبارہ گواہ پیش نہ کیے تو غائب مذکور اُس سے نفقہ واپس لیگا یہ خلاصہ مین ہے۔ اس زمانہ مین قاضی لوگ امام زفرؒ و امام ابو یوسفؒ کے مذہب کے موافق بسبب لوگون کی حاجت کے نفقہ مقرر کرتے ہین یہ وجیز کردری مین ہے۔ اور اگر ایک مرد غائب ہوگیا اور اسکی عورت نے نفقہ کی درخواست کی اور مرد غائب کا مال ایک شخص کے پاس ہے کہ وہ اُسکا اقرار کرتا ہے اور اسکا بھی مقر ہے کہ ان دونون مین زوجیت قائم ہے تو قاضی اسی مال مین سے غائب کی زوجہ کے واسطے نفقہ مقرر کر دیگا اور اسیطرح اگر مرد مذکور نے اعتراف نہ کیا مگر قاضی کو یہ بات معلوم ہے تو بھی قاضی حکم دیگا خواہ یہ مال اُسکے پاس امانت ہو یا قرضہ ہو یا بطور مضاربت ہو اور عورت سے اسکا کفیل لے لیگا اور نیز عورت سے قسم لے لیگا کہ واللہ مرد غائب نے اسکو نفقہ متدعویہ نہین دیا ہے اور نہ ان دونون مین کوئی سبب سقوط نفقہ کا نشوز وغیرہ سے ثابت ہوا ہے یہ جوہرۃ النیرہ مین ہے۔ اور اگر قاضی کو مال یا زوجیت ان دونون مین سے ایک ہی بات معلوم ہے تو دوسری بات جو اسکے علم مین نہین ہے اُسکے اقرار کی احتیاج ہوگی اور یہی صحیح ہے۔ اور جسکے پاس غائب کا مال ہے اُسنے اقرار نہ کیا اور قاضی کو معلوم بھی نہین ہے پس عورت نے چاہا کہ مال کو یا زوجیت کو یا دونون کو بذریعہ گواہون کے ثابت کرائے تاکہ قاضی اس غائب کے مال مین سے اسکا نفقہ مقرر کر دے یا عورت کو حکم دے کہ غائب مذکور پر قرضہ لے تو قاضی اسکا حکم نہ کریگا اسواسطے کہ یہ قضاء علی الغائب ہے اور امام زفرؒ نے فرمایا کہ قاضی اُسکے گواہون کی سماعت کریگا مگر نکاح کا حکم نہ دیگا اور مال شوہر سے اسکا نفقہ دلا دیگا بشرطیکہ اسکا مال ہو ورنہ عورت کو حکم دیگا کہ قرضہ لیوے اور یہی قول ائمہ ثلثہؒ کا ہے اور اسی پر اس زمانہ مین قاضیون کا عملدرآمد ہے اور اسی پر فتویٰ ہے[1] یہ عینی شرح کنز مین ہے۔ پھر جب شوہر

[1] فتویٰ ہی اگرچہ اور جیسے ائمہ ثلثہ کے قول پر اس مسئلہ مین فتویٰ ہے حالانکہ دارالاسلام قائم تھا تو ہمارے زمانہ مین مفقود کی زوجہ کیلیے چار برس بعد نکاح کر لینے کا فتویٰ بقول امام مالکؒ ضروری ہے بلکہ کاش اس سے بھی زیادہ آسانی نکلتی کیونکہ اسوقت پریشانی مین ایک سال گذرنا دشوار ہے اور عوام الناس جو اسکے برخلاف ہین وہ فقہ سے خبر نہین رکھتے اور دین مین مفسد ہین ۱۲ منہ [2] یعنے شافعی و احمد و مالک رحمہم اللہ تعالےٰ علیہم ۱۲

واپس ہو کر آیا تو دیکھا جائیگا اگر اُسنے پیشگی نفقہ نہیں دیا تھا تو جو ہوا ہی وہ ٹھیک ہوا اور اگر وہ پیشگی دے گیا ہی اور پر اُسنے اس امر کے گواہ قائم کیے یا گواہ قائم نہ کیے مگر عورت سے قسم لی اور اُسنے قسم سے نکول کیا تو مرد مذکور کو اختیار ہوگا چاہے عورت سے یہ نفقہ واپس لے یا کفیل سے مطالبہ کر کے وصول کرے۔ اور اگر عورت نے اقرار کر دیا کہ مین نے پیشگی نفقہ پا لیا تھا تو وہ عورت ہی سے واپس لیگا اور کفیل سے نہیں لے سکتا ہی یہ بدائع مین ہی اور اگر غائب مذکور نے واپس آ کر نکاح سے انکار کیا تو قسم سے اسیکا قول قبول ہوگا پس اگر وہ قسم کھا گیا اور مال جسمین سے نفقہ دیا گیا ہی وہ ودیعت تھا تو اُسکو اختیار ہوگا چاہے عورت سے لے یا مستودع سے لے اور اگر مال مذکور قرضہ تھا تو اپنا مال وہ قرضدار سے لیگا پھر قرضدار اس عورت سے واپس لیگا یہ تاتارخانیہ مین ہی اور اگر شوہر نے واپس ہو کر گواہ دیے کہ مین اسکو طلاق دیچکا تھا اور اسکی عدت گذر چکی تھی تو عورت لینے والی ضامن ہوگی دینے والا ضامن نہوگا الا اس صورت مین کہ مرد غائب کے گواہون نے بیان کیا ہو کہ یہ دینے والا جانتا تھا کہ اسپر طلاق پڑی اور عدت گذر گئی ہی یہ عتابیہ مین ہی اور اگر دینے والے نے کہا کہ مین ان دونون مین زوجیت قائم ہونے کو جانتا تھا اور طلاق سے آگاہ نہ تھا تو وہ ضامن نہوگا مگر اس سے قسم لیجائیگی کہ وہ طلاق سے آگاہ نہ تھا یہ غایۃ السروجی مین ہی۔ اور اگر ودیعت و قرضہ دونون ہون تو پہلے ودیعت مین سے عورت کو نفقہ دینا شروع کرنا بہ نسبت قرضہ سے شروع کرنیکے بہتر ہی۔ اور جب قاضی نے مدیون یا مستودع کو حکم دیا کہ مال غائب سے اسکی عورت کو نفقہ دے پھر مستودع نے کہا کہ مال ودیعت غائب سے مین نے اسکو نفقہ دیدیا ہی تو اُسکا قول قبول ہوگا اور اگر قرضدار نے ایسا دعوے کیا تو بدون گواہون کے اُسکا قول قبول نہوگا یہ فتاوے قاضیخان مین ہی۔ اور اگر مال ودیعت یا وہ مال جو شوہر کے گھر مین موجود ہی وہ عورت کے حق کی جنس سے نہوا سکے خلاف جنس ہو تو عورت کو یہ اختیار نہین ہے کہ اسمین سے کوئی چیز اپنے ذاتی نفقہ کے واسطے فروخت کرے اور اسیطرح قاضی بھی اسمین سے کوئی چیز اُس کے نفقہ کے واسطے فروخت نہ کرائیگا اور یہ حکم سب کے نزدیک بالاتفاق ہی اور فرمایا کہ غائب کے غلام یا مکان کی مزدوری و کرایہ مین سے اس عورت کو نفقہ دیا جا سکتا ہی یہ محیط مین ہی۔ اور مرد مفقود بمنزلہ غائب کے ہی یہ فتاوے قاضیخان مین ہے۔ اور جس صورت مین قاضی کے واسطے روا ہی کہ عورت کے واسطے مال شوہر سے نفقہ کا حکم دیدے ایسی صورت مین خود عورت کیواسطے بھی روا ہی کہ بدون حکم قاضی کے مال شوہر سے بقدر کفایت بطور معروف لے لے۔ اور اگر عورت نے قاضی سے اپنے نفقہ مقرر کرنیکی درخواست کی اور شوہر کا مال عورت پر قرضہ ہی پس اُسنے کہا کہ اس مال مین سے اس عورت کا نفقہ محسوب کیا جاوے تو شوہر کو ایسا اختیار ہی یہ محیط مین ہی۔ اور اگر قاضی نے نفقہ کا حکم دیدیا پھر اناج گران ہو گیا یا ارزان ہو گیا تو قاضی اپنے حکم کو بدل دیگا یہ ظہیریہ مین ہی۔ اگر شوہر نفقہ سے عاجز ہوا تو اسکے باعث سے دونون مین تفریق نہ کیجائیگی بلکہ عورت کو حکم دیا جائیگا کہ اسپر قرضہ لیوے یہ کنز مین ہی اور نفقہ دینے سے عاجز ہونا جبھی ظاہر ہوگا کہ جب شوہر حاضر ہو اور اگر شوہر عورت کو چھوڑ کر بغیبت منقطعہ[۱] غائب ہو گیا اور اس عورت کے واسطے کچھ نفقہ چھوڑ گیا پس عورت نے

[۱] غیبت منقطعہ کی تفسیر مین اختلاف ہے اصح یہ ہے کہ سال مین وہان سے ایکبار قافلہ کا وصول ہو لیکن باب نکاح مین منگنی والا اسکی رسائی تک صبر نہ کر سکے اگرچہ وہ شہر مین چھپا ہو ۱۲ م کے سفر کو چلا گیا ۱۲

یہ معاملہ قاضی کے حضور مین پیش کیا پس اُسنے ایسے عالم سے فتوے طلب کیا جو نفقہ سے عاجز ہونیکے سبب سے تفریق کو
جائز جانتا ہو پس اسکی تحریر پر قاضی نے دونون مین تفریق کر دی تو صحیح یہ ہو کہ اسکا حکم قضاءً ٹھیک نہوگا اور اگر یہ حکم دوسرے
قاضی کے سامنے پیش کیا گیا اور اُسنے اسکی اجازت دیدی تو اسکا حکم قضاءً بھی نافذ نہوگا یہی صحیح ہو اسواسطے کہ یہ حکم قضاءً
مسئلہ مجتہد فیہ مین نہین ہو اسواسطے کہ ہمنے[51] بیان کر دیا ہو کہ عاجز ہونا ہی ثابت نہین ہوا ہی یہ نہایہ مین ہو - اور اگر عورت نے
اپنے شوہر سے زمانہ گذشتہ کے نفقہ کی بابت مخاصمہ کیا قبل[52] ازین کہ قاضی نے اُسکے واسطے کچھ مقدر کر دیا ہو یا کسیقدر پر باہم
دونون راضی ہوئے ہون تو ہمارے نزدیک قاضی اسکے واسطے گذشتہ زمانہ کے نفقہ کا حکم نہ دیگا یہ محیط مین ہو - ایک
عورت نے قبل اُسکے کہ قاضی اُسکے واسطے کچھ مفروض کرے یا دونون باہم کسیقدر پر راضی ہون اپنے شوہر پر قرضہ
لیا اور اُس سے کچھ اپنے نفقہ مین خرچ کیا تو وہ اُسکو اپنے شوہر سے نہین لے سکتی ہو بلکہ خرچ کرنے مین متطوعہ ہوگی خواہ
شوہر غائب ہو یا حاضر ہو - اور اگر اُسنے قاضی کے مفروض کرنے یا باہمی رضامندی کے بعد اپنے مال سے خرچ کیا
تو اپنے شوہر سے واپس لے سکتی ہو اور نیز اگر شوہر پر قرض لیا خواہ بحکم قاضی لیا یا خود ہی لیا تو بھی شوہر سے لیگا ہان فرق
اسقدر ہوگا کہ اگر اُسنے بغیر حکم قاضی قرضہ لیا ہو تو قرضخواہ کا مطالبہ خاصةً اسی عورت سے ہوگا اور قرضخواہ کو یہ اختیار نہوگا
کہ جو کچھ اُسنے قرضہ لیا ہو اُسکو اُسکے شوہر سے طلب کرے اور اگر اُسنے قاضی کے حکم سے لیا ہو تو عورت کو اختیار ہوگا کہ
قرضخواہ کو شوہر پر اُتارے پس وہ شوہر سے اپنے قرضہ کا مطالبہ کریگا یہ بدائع مین ہو - اور اگر قاضی نے عورت کے واسطے
شوہر پر کچھ ماہواری مقرر کیا یا دونون خود کسی قدر مقدار معلوم پر ماہواری کے حساب سے راضی ہوئے پھر چند مہینہ
گذر گئے اور شوہر نے اسکو کچھ نفقہ نہ دیا اور عورت نے قرضہ لیکر خرچ کیا یا اپنے مال سے خرچ کیا پھر شوہر مر گیا یا عورت مر گئی
تو ہمارے نزدیک یہ سب نفقہ ساقط ہو گیا اور اسیطرح اگر اس صورت مین اسکو طلاق دیدی تو بھی جو کچھ نفقات شوہر پر
مجتمع ہوئے ہین بعد فرض قاضی کے سب ساقط ہو جاوینگے اور یہ سب اُسوقت ہے کہ قاضی نے عورت کے واسطے نفقہ فرض
کیا ہو اور اُسکے ساتھ عورت کو قرضہ لینے کی اجازت نہ دی ہو اور اگر عورت کو شوہر پر قرضہ لینے کی اجازت دی اور
اُسنے قرضہ لیا پھر دونون مین سے ایک مر گیا تو یہ باطل نہوگا ایسا ہی حاکم شہید نے اپنے مختصر مین ذکر فرمایا ہو اور یہی صحیح ہو
اور اسیطرح مسئلہ طلاق مین ایسا ہی جواب ہونا چاہیے ہو یہ محیط مین ہو - اور اگر شوہر نے عورت کو پیشگی نفقہ دیا پھر یہ
خرچ ہونیسے پہلے دونون مین سے ایک مر گیا یا شوہر نے طلاق دیدی تو امام اعظمؒ و امام ابو یوسفؒ کے نزدیک یہ واپس
نہوگا اگرچہ ویسا ہی قائم ہو اور اسی پر فتوے ہے یہ نہر الفائق مین ہو اور یہی حکم لباس مین ہو یہ سراج الوہاج مین ہو - اور اگر
عورت کو تین طلاق دیدین پھر اُسنے دوسرے شوہر سے نکاح کیا اور دوسرے شوہر نے طلاق دی اور وہ عدت مین ہے
پس شوہر اول نے اُسکو اس عدت مین نفقہ دیا تاکہ بعد انقضاے عدت[54] کے اُسکے ساتھ نکاح کرلے مگر اُسنے بعد عدت کے

[51] یعنے اوپر کہا ہے کہ عاجز ہونا جب ہی ثابت ہوتا ہو کہ جب شوہر حاضر ہو و فیہ نظر فان ہذا ایضا مختلف فیہ ۱۲ منہ [52] مراد یہ ہے کہ یہ
نفقہ اس سے پہلے کا ہے یعنے قاضی کے مقدر کرنے اور باہمی رضامندی کے بعد کا نہین ہے بلکہ پہلے کا ہے ۱۲ منہ [53] بیان سے
ظاہر ہوتا ہے کہ ایک قسم حوالہ کی ایسی بھی ہے کہ بدون قبول محال علیہ کے اسپر مطالبہ ثابت ہوتا ہے اور یہی مسئلہ اسکی دلیل ہے
فلیتامل ۱۲ منہ [54] یعنے بابت نفقہ عدت ۱۲

اس مرد سے نکاح نہ کیا تو شیخ ابو بکر محمد بن الفضل نے فرمایا کہ اگر اسکو درم دئیے ہین تو واپس لے سکتا ہے الا اگر بطور صلہ دئیے ہین تو نہین واپس لے سکتا ہے اور انکے سوائے اور مشائخ نے فرمایا کہ اگر اسکو نفقہ دیا اور یہ شرط کر لی کہ تجھے نفقہ دیتا ہون اس شرط پر کہ تو مجھ سے بعد عدت کے نکاح کر لے پھر اُسنے عدت کے بعد اُس سے نکاح کیا یا نہ کیا بہر حال اُسکو اختیار ہے کہ اپنا نفقہ اُس سے واپس کر لے اور اگر یہ شرط ذکر نہ کی ولیکن از روے دلالت یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ اُسنے اسی غرض سے دیا ہے تو بعض نے کہا کہ واپس نہین لے سکتا ہے اور شیخ امام ظہیر الدین نے فرمایا کہ ہر حال مین اسکو واپس لیگا اسواسطے کہ یہ رشوت ہے یہ فتاوے قاضیخان مین ہے۔ اور اگر قاضی کو کسی عورت مدعیہ کے شوہر کی تنگی کا حال معلوم ہو تو قاضی اُسکو قید نہین کریگا یہ محیط مین ہے اور اگر قاضی کو اسکی تنگی کا حال معلوم نہو اور عورت نے درخواست کی کہ نفقہ کے واسطے یہ قید کیا جاوے تو پہلی مرتبہ قاضی اُسکو قید نہ کریگا بلکہ اُسکو حکم دیگا کہ اس عورت کو نفقہ دیا کرے اور اُسکو آگاہ کر دیگا کہ اگر تو نے اسکو نفقہ نہ دیا تو مین تجھے قید کرونگا پھر اگر عورت دوسری بار یا تیسری بار نالشی ہوئی تو قاضی اُسکے شوہر کو قید کریگا۔ اور اسیطرح نفقہ کے سوائے اور قرضہ مین بھی یہی حکم ہے۔ اور جب قاضی نے اُسکو دو یا تین مہینہ قید کیا تو اسکا حال دریافت کرائیگا اور بعض جگہ چار مہینہ لکھے ہین اور صحیح یہ ہے کہ کوئی مدت مقرر نہین ہے بلکہ قاضی کی رائے پر ہے اگر اُسکی رائے مین آیا اگر اُسکا کچھ مال ہوتا تو ضرور تنگ ہوکر قرضہ ادا کر دیتا پس اسکی راہ چھوڑ دیگا مگر طالب قرضہ کو اس امر سے ممانعت نہ کریگا کہ جاہے اسکے ساتھ رہے بلکہ قرضخواہ کو اختیار ہے کہ جہان وہ جاوے اُسکے ساتھ جاوے مگر یہ اختیار نہین ہے کہ اسکو کسی جگہ بٹھلا رکھے اور نیز اُسکو تصرفات سے منع نہین کر سکتا ہے۔ اور اگر قرضدار محبوس غنی ہو تو اسکو رہا نہ کریگا یہانتک کہ وہ قرضہ ادا کرے یا نفقہ ادا کرے الا برضامندی طالب کہ اگر طالب رضامند ہو جاوے کہ یہ رہا کیا جاوے تو اُسکو رہا کر دیگا یہ فتاوے قاضیخان مین ہے۔ اور اگر حاکم نے شوہر پر نفقہ مقرر کر دیا پھر اُسنے دینے سے انکار کیا حالانکہ وہ آسودہ حال ہے اور عورت نے اُسکو قید کیے جانے کی درخواست کی تو قاضی اُسکو قید کر سکتا ہے ولیکن اُسکو اول ہی مرتبہ مین قید نہ کرنا چاہیے بلکہ دو بار یا تین بار تک تاخیر دیگا اور ہر بار جب اُسکے حضور مین پیش ہوگا تو اُسکو ملامت کریگا اور دھمکا دیگا پھر اگر اُسنے نہ دیا تو مثل اور قرضون کے اب اُسکو قید کریگا یہ بدائع مین ہے اور جب شوہر قید کیا گیا تو نفقہ اُسکے ذمہ سے ساقط نہوگا بلکہ عورت کو حکم دیا جائیگا کہ اسپر قرضہ لے حتےکہ اسکا مال ظاہر ہونے پر یہ مال مقروضہ اس سے لیا جاویگا۔ اور اگر شوہر نے قاضی سے کہا کہ اس عورت کو بھی میرے ساتھ قید کر کہ میرے قیدخانہ مین ایک جگہ خلوت کی ہے تو قاضی اس عورت کو قید نہ کریگا ولیکن عورت مذکورہ اپنے شوہر کے گھر مین کر دیجائیگی اور شوہر اُسکے واسطے قید کیا جائیگا یہ محیط مین ہے۔ اور جب شوہر نفقہ کے واسطے قید کیا گیا تو جو مال اُسکا از جنس نفقہ ہو وہ قاضی اس عورت کو بدون رضامندی اُسکے شوہر کے دیدیگا یہ بالاتفاق ہے اور جو مال خلاف جنس نفقہ سے ہو اُسکو شوہر کی طرف سے فروخت نہ کرائیگا بلکہ شوہر کو حکم دیگا کہ خود فروخت کرے اور یہی حکم باقی قرضون مین ہے یہ امام اعظمؒ کا قول ہے اور صاحبینؒ نے فرمایا کہ قاضی اسکی طرف سے فروخت کر دیگا اور یہ بیع اسپر نافذ ہوگی یہ بدائع مین ہے اور بنا بر قول صاحبینؒ کے جبکہ قاضی کو اس محبوس شوہر کے مال کی بیع کا اختیار حاصل ہوا تو قاضی پہلے عروضؑ سے شروع کریگا

ؑ عروض اسباب مال منقول ۱۲

پس اگر عروض کا ثمن اوسکے نفقہ و قرضون کیواسطے کافی نہوا تو پھر بیع عقار شروع کریگا یہ ذخیرہ مین ہے۔ ایک مرد کا ایک ہی عمامہ ہے تو وہ نفقہ کے واسطے اسکے فروخت پر مجبور نہ کیا جائیگا اسواسطے کہ قرضدار جیسے اور قرضون مین لپنے تن کے کپڑے فروخت کرنے پر مجبور نہین کیا جاتا ہے ایسے ہی دین کے نفقہ کے واسطے بھی مجبور نہ کیا جائیگا یہ فتاوے قاضیخان مین ہے۔ اور اگر دونون نے قاضی کے نفقہ مقرر کردینے کے وقت سے جسقدر مدت گذری ہے اسکی مقدار مین اختلاف کیا تو قول شوہر کا قبول ہوگا اور گواہ عورت کے اوسکے ہونگے یہ وجیز کردری مین ہے۔ اور اگر عورت کے واسطے نفقہ مقرر کردیا گیا اور عورت کا کچھ مہر بھی شوہر پر باقی ہے پھر شوہر نے اُسکو کچھ دیا پھر دونون نے اختلاف کیا شوہر نے کہا کہ یہ مہر مین دیا ہے اور عورت نے کہا کہ نہین بلکہ یہ نفقہ مین تھا تو قول شوہر کا قبول ہوگا۔ اور شیخ الاسلام خواہرزادہ نے فرمایا کہ یہ حکم اُسوقت ہے کہ دی ہوئی چیز ایسی ہو کہ عادت کے موافق مہر مین دیجاتی ہو اور اگر ایسی چیز ہو کہ عادت کے موافق مہر مین نہین دیجاتی ہے جیسے ایک پیالہ کھیر و گرم روٹی اور ایک طباق فواکہ وغیرہ ایسی چیزین تو شوہر کا قول قبول نہوگا یہ محیط مین ہے۔ اور اگر دونون نے اس چیز کی مقدار و جنس مین اختلاف کیا جسپر صلح[ل] واقع ہوئی یا جسکا حکم دیا گیا ہے نفقہ مین تو قول شوہر کا اور گواہ عورت کے قبول ہونگے۔ اور اگر عورت کو ایک کپڑا بھیجا پس عورت کہتی ہے کہ وہ ہدیہ تھا اور مرد کہتا ہے کہ وہ کپڑا اسمین سے ہے جو مجھپر عورت کے واسطے واجب ہے تو قسم سے شوہر کا قول قبول ہوگا اور اگر عورت نے گواہ قائم کیے کہ اسنے ہدیہ بھیجا ہے تو گواہ قبول ہونگے۔ اور اگر دونون نے گواہ قائم کیے تو مرد کے گواہ قبول ہونگے اور اگر ہر ایک نے اپنے دعوے کے دوسرے کے اقرار کرنیکے گواہ قائم کیے تو بھی شوہر کے گواہ مقبول ہونگے۔ اور اسیطرح اگر مرد نے درم بھیجے ہون پس مرد نے کہا کہ یہ نفقہ تھا اور عورت نے کہا کہ یہ ہدیہ تھا تو قول شوہر کا قبول ہوگا یہ مبسوط مین ہے۔ اور اگر شوہر نے دعوے کیا کہ مین نے اسکو نفقہ دیا ہے اور عورت نے انکار کیا تو قسم سے عورت کا قول قبول ہوگا یہ محیط مین ہے۔ ایک عورت نے دعوے کیا کہ میرا شوہر مجھسے غائب ہوا چاہتا ہے اور درخواست کی کہ نفقہ کا کفیل دلایا جاوے تو امام ابوحنیفہؒ نے فرمایا ہے کہ اسکو یہ اختیار نہین ہے۔ اور امام ابو یوسفؒ نے کہا کہ ایک مہینے کے نفقہ کیلیے استحساناً کفیل کیا جاوے اور اسی پر فتوے ہے۔ اور اگر یہ معلوم ہو کہ وہ سفر مین ایک مہینہ سے زیادہ رہیگا تو ایک مہینہ سے زیادہ کے واسطے کفیل کیا جائیگا یہ امام ابو یوسفؒ کے نزدیک ہے یہ خلاصہ مین لکھا ہے۔ ایک مرد نے دوسرے کی جورو کیواسطے دوسرے کیطرف سے نفقہ و مہر کی ضمانت کرلی تو فرمایا کہ نفقہ کی ضمانت باطل ہے الا آنکہ ماہواری کوئی مقدار معلوم بیان کی ہو اور اُسکے معنے یہ ہین کہ شوہر و جورو دونون کسیقدر نفقہ ماہواری پر باہم رضامند ہوئے پھر ضامن نے ضمانت کی تو روا ہے یہ ذخیرہ مین ہے۔ اور اگر عورت کے واسطے کوئی شخص ہر مہینہ کے نفقہ کا کفیل ہوگیا تو فقط ایک ہی مہینہ کے واسطے کفیل ہوگا اور اگر کفیل نے کہا کہ مین نے تیرے شوہر کیطرف سے تیرے واسطے سال بھر کے نفقہ کی کفالت کی تو سال بھر کے نفقہ کے واسطے کفیل ہوگا اور اسیطرح اگر کہا کہ مین نے تیرے واسطے ہمیشہ کے واسطے یا جبتک مین زندہ ہون نفقہ کی کفالت کی تو وہ اُسوقت تک کے واسطے کفیل ہوگا جبتک یہ عورت اس مرد کے نکاح مین ہے

[ل] یعنے دونون نے اسپر رضامندی کرلی ۱۲ [ع] مال غیر منقولہ ۱۲

جسکی طرف سے کفالت کی ہے۔ اور اگر کفیل نے ایک مہینہ یا ایک سال کے نفقہ کی کفالت کی پھر عورت کو اُسکے شوہر نے طلاق بائن یا رجعی دیدی تو نفقہ عدت کیواسطے کفیل ماخوذ رہیگا[۱]۔ ایک مرد کو اُسکی جورو قاضی کے پاس نفقہ کی نالش مین لیگئی پس شوہر کے باپ نے کہا کہ مین تجھے نفقہ دیتا ہون پس باپ نے سو درم اُسکو دیے پھر شوہر نے اُسکو طلاق دیدی تو شوہر کے باپ کو یہ اختیار نہوگا کہ جو کچھ عورت کو نفقہ مین دیا ہے وہ اُس سے واپس لے یہ فتاوے قاضیخان مین ہے۔ اور اگر عورت نے اپنے شوہر کو اپنے نفقہ سے بری کر دیا بایطور کہ کہا کہ تو میرے نفقہ سے ہمیشہ کے واسطے بری ہے جبتک مین تیری جورو ہون پس اگر قاضی نے اس عورت کے واسطے کچھ نفقہ مقرر و مفروض نہ کیا ہو تو یہ برارت باطل ہے اور اگر قاضی نے اسکے واسطے ماہواری نفقہ مثلاً دس درم مقرر کر دیے ہون تو ماہ اول کے نفقہ سے برارت صحیح ہوگی اور اس مہینہ کے سوائے اور مہینون کے نفقہ کی برارت درست نہوگی۔ اور اگر فرض قاضی کے بعد ایک مہینہ ٹھہر کر عورت نے کہا کہ مین نے تجھے پچھلے اور اگلے زمانہ کے نفقہ سے بری کیا تو گذشتہ ایام کے نفقہ سے اور اگلے ایک مہینہ کے نفقہ سے بری ہوگا اور اس سے زیادہ سے بری نہوگا یہ فتاوے کبرے مین ہے اور ایسا ہی تجنیس و مزید مین ہے۔ اور اگر عورت نے کہا کہ مین نے تجھے ایک سال کے نفقہ سے بری کیا تو فقط ایک مہینہ کے نفقہ سے بری ہوگا لیکن اگر اسکے واسطے سالانہ نفقہ مقرر کیا گیا ہو تو ایک سال بھر کے نفقہ سے بری ہوجائیگا یہ فتح القدیر مین ہے۔ اور اگر عورت نے اپنے نفقہ سے ماہواری تین درم پر صلح کر لی تو جائز ہے اور نفقہ سے صلح کے جنس مسائل مین اصل یہ ہے کہ جب جورو و مرد کے درمیان نفقہ سے صلح ایسی چیز پر واقع ہوئی کہ قاضی کو کسی حال مین اس چیز پر نفقہ مقرر و مفروض کرنا روا ہے تو یہ صلح ان دونون مین یون اعتبار کیجائیگی کہ گویا تقدیر و فرض نفقہ ہے اور معاوضہ اعتبار نہ کیجائیگی خواہ یہ صلح ایسے وقت واقع ہوئی ہو کہ ہنوز قاضی نے اسکے واسطے کوئی نفقہ مفروض و مقدر نہین کیا ہے یا خود دونون کسیقدر ماہواری پر راضی نہین ہوئے ہین اور خواہ ایسے وقت واقع ہوئی ہو کہ قاضی اُسکے واسطے کچھ نفقہ مفروض و مقدر کر چکا ہے یا خود دونون کسیقدر ماہواری پر راضی ہو چکے ہین۔ اور اگر صلح ایسی چیز پر واقع ہوئی کہ قاضی کو کسی حال مین اس چیز کے ساتھ شوہر پر نفقہ مقدر و مفروض کرنا روا نہین ہے جیسے صلح ایک غلام پر یا ایک کپڑے پر واقع ہوئی تو دیکھا جائیگا کہ اگر قاضی کی عورت کے واسطے ماہواری نفقہ مقدر و مفروض کرنے اور نیز دونون کے کسی چیز ماہواری پر راضی ہونے سے پہلے یہ صلح واقع ہوئی تو بھی یہ تقدیر و فرض نفقہ اعتبار کیجائیگی۔ اور اگر یہ صلح بعد قاضی کے عورت کے واسطے نفقہ مقدر کر دینے یا بعد دونونکے باہمی ماہواری کسیقدر نفقہ پر راضی ہونیکے واقع ہوئی ہے تو یہ صلح دونون مین معاوضہ قرار دیجائیگی اور تقدیر نفقہ اعتبار کرنے کا فائدہ یہ ہے کہ اسپر زیادتی یا اُس سے کمی جائز ہے پس اسی اصل پر اس جنس کے مسائل سب برآمد ہوتے ہین۔ اگر عورت نے تین درم ماہوار پر شوہر سے صلح کر لی پھر عورت نے کہا کہ اسقدر مجھے کافی نہین ہوتے ہین تو عورت کو اختیار ہے کہ شوہر سے مخاصمہ کرے یہانتک کہ شوہر اُسکی ماہواری مین اُسکی کفایت کے لائق بڑھاوے بشرطیکہ شوہر آسودہ حال ہو۔ اور اگر عورت نے شوہر سے تین درم ماہواری پر اپنے نفقہ سے صلح کر لی پھر شوہر نے کہا کہ مجھے اسقدر دینے کی طاقت نہین ہے تو اُسکے قول کی

[۱] یعنے عدت تک کفالت سے باہر نہوگا ۱۲ منہ

تصدیق نہ کیجائیگی اور اُسکو یہ سب پورے دینے پڑینگے اور کتاب میں فرمایا کہ الا اس صورت میں کہ قاضی اُسکو اس سے بری کرے اور اسکے معنے یہ ہین کہ لیکن اگر قاضی کو اسکا حال لوگون سے دریافت کرنیسے معلوم ہوجاوے کہ یہ اسقدر دینے کی طاقت نہین رکھتا ہی اور قاضی اسمین سے کم کردے تو قاضی کم کر سکتا ہے اور کم کر کے اسپر اسیقدر لازم کر دیگا جسقدر وہ اُٹھا سکے اور اگر مہینہ[ل] مین کچھ نہین گذرا ہے کہ اُسنے عورت سے اس تین درم نفقہ سے ایسی چیز پر صلح کر لی کہ قاضی کو کسی حال مین جائز ہی کہ عورت کے نفقہ مین اسکو مقرر کرے مثلاً اس تین درمون سے تین مختوم گندم پر جو معین ہین یا غیر معین ہین صلح کی تو یہ صلح تقدیر نفقہ اعتبار کیجائیگی اور اگر ایسی چیز پر صلح کی کہ قاضی کو کسی حال مین روا نہین ہے کہ اُسکو عورت کے نفقہ مین مقرر کرے تو یہ دوسری صلح معاوضہ قرار دیجائیگی۔ اور جو جواب ہمنے صلح از نفقہ مین ذکر کیا ہی اگر کپڑے سے صلح کی تو بھی یہی تفصیل سے حکم ہی اور اگر اپنی عورت کے لباس واجب سے درع یہودی یا چادر زطی یا شامی[عہ] پر صلح کر لی تو جائز ہی یہ ذخیرہ مین ہی۔ اور اگر اپنی عورت کے ایک سال کے نفقہ سے ایک کپڑے پر صلح کر لی اور کپڑا اُسکو دیدیا تو جائز ہی پھر اگر اسکے بعد وہ کپڑا کسی نے اپنا استحقاق ثابت کر کے لے لیا تو دیکھا جائیگا کہ اگر یہ صلح قاضی کی اُسکے واسطے ماہواری نفقہ فرض کر دینے یا باہمی قرارداد ماہواری نفقہ کے بعد اس نفقہ مقررہ سے اس کپڑے پر صلح واقع ہوئی ہی تو عورت اپنے شوہر سے اس حساب سے نفقہ لے لیگی جو قاضی نے اُسکے واسطے مقدر کر دیا تھا یا خود دونون اسپر راضی ہوئے تھے۔ اور اگر ابتداے صلح و قرارداد اسی کپڑے پر واقع ہوئی ہو تو عورت اس سے اس کپڑے کی قیمت لے لیگی۔ اور یہ مسئلہ نظیر اس مسئلہ کی ہی کہ جب عورت کے نفقہ سے ایک خادم وسط[عہ] پر صلح واقع ہوئی اور اُسکے واسطے کوئی میعاد نہین لگائی گئی یا کوئی میعاد مقرر کیگئی پس اگر یہ صلح قبل قاضی کے نفقہ مقدر کر دینے کے یا قبل باہمی رضامندی کے ہو تو جائز ہی اور اگر یہ صلح بعد فرض قاضی یا باہمی رضامندی کے ہو تو نہین جائز ہی یہ محیط مین ہی۔ اور اگر کسی مرد کی دو عورتین ہون کہ ایک انمین سے آزاد اور دوسری باندی ہو مگر باندی کے واسطے اُسکے مولی نے ایک جگہ علیحدہ رہنے کو دی ہی پھر مرد مذکور نے دونون سے دونون کے نفقہ سے صلح کر لی حالانکہ باندی کے واسطے آزادہ سے زیادہ اس صلح مین قبول کیا تو یہ جائز ہی اور اگر اس باندی کے مولی نے اسکے واسطے کوئی جگہ رہنے کو نہ دی ہو اور اُسنے اپنے شوہر سے اپنے نفقہ سے صلح کر لی تو یہ صلح جائز نہین ہی اور مرد مذکور کو اختیار ہوگا کہ یہ نفقہ یعنے مال صلح اس سے واپس کر لے اور اسیطرح اگر مرد نے اپنی جورو سے اسکے نفقہ سے صلح کر لی حالانکہ دونون کا نکاح فاسد ہی تو بھی نہین جائز ہی یہ ذخیرہ مین ہی۔ اور اگر عورت نے شوہر سے خرچ کھانے و کپڑے سے زیادہ مقدار پر صلح کی پس اگر زیادتی صرف اسیقدر ہی کہ لوگ اپنے اندازہ کرنے مین اتنا خسارہ اُٹھاتے ہین تو صلح جائز ہوگی اور اگر خسارہ اسقدر ہی کہ اندازہ کرنیوالون کے اندازہ سے زائد ہی یعنے لوگ اپنے اندازہ مین اتنا خسارہ نہین اُٹھاتے ہین تو زیادتی باطل ہوگی اور شوہر پر نفقہ مثل واجب ہوگا یہ خلاصہ مین ہی۔ اگر غلام نے اپنے مولی کی اجازت سے کسی عورت سے نکاح کیا تو اُسکا نفقہ اس غلام پر واجب ہوگا کہ درصورت

[ل] یعنے مہینہ مین سے کچھ نہین گذرا کہ اُسکے حساب سے تین درم مین سے واجب ہوجاتا ۱۲ منہ رحمہ اللہ [عہ] جیسے مرد کے واسطے قمیص ۱۲ [عہ] یعنے درمیانی درجہ کی باندی یا غلام جو ویسا ہو جیسا اس عورت کے واسطے دیا جاتا ہے ۱۲

نہ ادا ہونیکے وہ بار بار[1] فروخت کیا جائیگا یہ فتاوے قاضیخان مین ہے۔ مگر مولی کو یہ اختیار ہے کہ اسکے فدیہ مین خود مال دیدے اور اسکو فروخت سے بچالے اور اگر غلام مذکور مر گیا تو نفقہ بھی ساقط ہوگیا اور اسیطرح اگر قتل کیا گیا تو بھی صحیح قول کے موافق نفقہ ساقط ہو جائیگا یہ جوہرۃ نیرہ مین لکھا ہے۔ اور اگر کسی مدبر نے اپنے آقا کی اجازت سے نکاح کیا تو عورت کا نفقہ اس مدبر کی کمائی سے متعلق ہوگا اور یہی حکم مکاتب کا ہے جبتک وہ کتابت سے عاجز نہو جاوے اور اگر عاجز ہوگیا تو نفقہ کے واسطے فروخت کیا جائیگا اور اگر ایسے غلامون نے بغیر اجازت اپنے مولی کے نکاح کر لیا تو انپر نفقہ و مہر کچھ واجب نہوگا یہ کافی مین ہے۔ اور اگر انمین سے کوئی آزاد ہوگیا تو جسوقت سے آزاد ہوا ہے اسوقت سے اسکا نکاح جائز ہوگیا اور اسپر مہر واجب ہوگا اور آئندہ سے نفقہ بھی واجب ہوگا اور جس غلام مین سے کچھ ٹکڑا آزاد ہوگیا ہے وہ امام اعظم کے نزدیک بمنزلہ مکاتب کے ہے یہ محیط مین ہے۔ اور اگر کسی نے اپنے غلام کو اپنی باندی سے بیاہ دیا تو اس باندی کا نفقہ مولے پر ہوگا خواہ اسکے واسطے علیحدہ[2] مکان مقرر کر دیا ہو یا نہین یہ کافی مین ہے۔ اور اگر مولی نے کہا کہ مین اس باندی کو نفقہ نہ دونگا تو وہ اُسکے نفقہ دینے پر مجبور کیا جائیگا یہ تاتارخانیہ مین ہے۔ اور اگر اپنی دختر کو اپنے غلام کے ساتھ بیاہ دیا تو دختر کا نفقہ غلام پر واجب ہوگا یہ بدائع مین ہے۔ منکوحہ عورت اگر باندی ہو پس اگر باندی کے مولی نے اُسکے واسطے کوئی مکان رہنے کا مقرر کر دیا ہو تو اُسکے واسطے نفقہ واجب ہوگا ورنہ نہین اور یہی حکم مدبرہ و ام ولد کا ہے۔ اور رہنے کو جگہ دینے کے یہ معنی ہین کہ مولی نے اس باندی سے خدمت لینا چھوڑ دیا اور اسکو اسکے شوہر کے ساتھ کر دیا۔ اور اگر مولی نے باندی کے واسطے رہنے کا مکان دیدیا پھر مولی کی رائے مین آیا اور مصلحت وقت معلوم ہوئی کہ اس باندی سے خدمت لیا کرے تو مولی کو اختیار ہے یہ فتاوے قاضیخان مین ہے۔ اور جبتک مولی اس سے خدمت لے تب تک کی مدت کا نفقہ شوہر پر واجب نہوگا۔ اور اگر مولی نے اسکو اسکے شوہر کے گھر رہنے دیا مگر وہ خود بدون مطالبہ مولی کے کسی کسی وقت آکر مولی کی خدمت کرتی ہے تو مشائخ نے فرمایا کہ اسکا نفقہ ساقط نہوگا یہ بدائع مین ہے اور اگر وہ کسی وقت مولی کے یہان آئی اور مولی گھر مین نہین ہے پھر مولی کے اہلخانہ نے اس سے خدمت لی اور اسکو اپنے شوہر کے یہان واپس جانے سے روکا تو اُسکے واسطے نفقہ نہوگا یہ محیط مین ہے۔ اور مکاتبہ باندی نے اگر مولی کی اجازت سے نکاح کر لیا تو وہ مثل حرہ کے ہے کہ اسکے حق مین نفقہ واجب ہونے کیلیے مولی کے رہنے کی جگہ دینے کی ضرورت نہین ہے یہ فتاوے قاضیخان مین ہے۔ میرے والد رحمہ اللہ سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے اپنی باندی کا نکاح کر دیا اور وہ تمام دن اپنے مولی کے کار خدمت مین رہتی ہے اور رات کو اپنے شوہر کی خدمت کرتی ہے تو فرمایا کہ دن کا نفقہ مولی پر اور رات کا نفقہ اُسکے شوہر پر واجب ہوگا یہ تاتارخانیہ مین یتیمہ سے منقول ہے۔ اور اگر غلام یا مکاتب یا مدبر نے اپنے مولی کی اجازت سے کسی عورت سے نکاح کیا اور اس عورت سے اولاد ہوئی تو شوہر اس اولاد کے نفقہ دینے پر مجبور نہ کیا جائیگا خواہ عورت یعنے اولاد کی مان آزاد ہو یا باندی یا مدبرہ یا ام ولد یا مکاتبہ پھر اگر یہ عورت

---

[1] یعنے اگر ایک مولی کے پاس اُسکے ذمہ نفقہ واجب ہوا اور وہ فروخت کیا گیا پھر دوسرے مولی کے پاس بھی اگر اسپر نفقہ چڑھ گیا تو فروخت کیا جائیگا ۱۲ ع [2] یعنے علیحدہ ۱۲ ع [3] اور اسیوقت سے نفقہ ساقط ہو جائیگا ۱۲

مکاتبہ ہو تو اولاد کا نفقہ اسی مکاتبہ پر لازم ہوگا اور اگر عورت مدبرہ یا ام ولد ہو تو انکی اولاد مثل انکے ہوگی کہ اولاد کا نفقہ بھی اُنکے مولی پر واجب ہوگا اور اگر عورت کسی دوسرے شخص کی باندی ہو تو اولاد کا نفقہ اُسکے مولی پر لازم ہوگا اور اگر عورت آزادہ ہو تو اولاد کا نفقہ اسی عورت پر واجب ہوگا اگر اسکے پاس مال ہو اور اگر اسکا مال نہو تو نفقہ اولاد کا ان لوگون پر ہوگا جو اس اولاد کے وارث ہون پس جو سب سے زیادہ قریب ہو پہلے اُسپر پھر دوسرون پر علے الترتیب لازم ہوگا۔ اسیطرح آزاد مرد نے اگر کسی باندی یا مکاتبہ یا مدبرہ یا ام ولد سے نکاح کیا تو ایسی صورت مین اولاد کا وہی حکم ہے جو غلام و مدبر و مکاتب کی صورت مین بیان ہوا ہے یہ ذخیرہ مین ہے۔ اور اگر باندی یا ام ولد یا مدبرہ کا مولی فقیر ہو کہ اولاد کو نفقہ نہ دے سکے اور اس اولاد کا باپ غنی ہے پس آیا باپ کو حکم دیا جائیگا کہ اولاد کو نفقہ دے تو اسمین تفصیل ہے کہ اگر باندی سے اولاد ہو تو باپ کو نفقہ دینے کا حکم نہ دیا جائیگا اور اگر مدبرہ یا ام ولد سے اولاد ہو تو باپ کو حکم دیا جائیگا کہ اولاد کو نفقہ دے یہ محیط مین ہے۔ پھر اس اولاد کا باپ جو کچھ اسکے نفقہ مین خرچ کریگا وہ عورت کے مولی سے واپس لیگا یہ فتاوے قاضیخان مین ہے۔ ایک شخص نے اپنی باندی اور اپنے غلام کو مکاتب کیا پھر اس عورت کو اسی مکاتب سے بیاہ دیا پھر اسکے بعد بچہ پیدا ہوا تو اس لڑکے کا نفقہ اسکی ماں پر ہوگا باپ پر نہوگا بخلاف اسکے اگر مکاتب نے اپنی باندی سے وطی کی اور اُس سے بچہ پیدا ہوا تو اُسکا نفقہ مکاتب پر ہوگا اور اگر مکاتب نے کسی کی باندی سے نکاح کیا پھر اس سے اولاد ہوئی یا نہوئی یہانتک کہ مکاتب نے اس باندی کو خود خرید لیا پھر اس سے بچہ پیدا ہوا تو اولاد کا نفقہ مکاتب کے ذمہ لازم ہوگا یہ محیط مین ہے۔ اور خاوند پر اپنی زوجہ کے واسطے لباس موافق عرف کے اسقدر واجب ہوتا ہے کہ جو اُسکے لیے جاڑے و گرمی مین لائق ہے یہ تاتارخانیہ مین ینابیع سے منقول ہے اور سال مین دو ہی دفعہ کپڑا مفروض کیا جائیگا یعنے ہر شش ماہی مین ایک مرتبہ موافق مفروض کے دیدے یہ مبسوط مین ہے۔ اور اگر عورت کے واسطے چھ مہینہ کی مدت کیلیے کپڑا مفروض کر دیا گیا تو اب اسکے سوا اسکے لیے نہوگا یہانتک کہ یہ مدت گذر جائے اور اگر اس مدت کے گذرنے سے پہلے یہ کپڑے پھٹ گئے پس اگر ایسی حالت ہو کہ اگر وہ بطور معتاد پہنتی تو نہ پھٹتے تو شوہر پر کچھ واجب نہوگا ورنہ اور واجب ہونگے۔ اور اگر چھ مہینہ کی مدت کے بعد بھی کپڑے باقی رہے پس اگر اس وجہ سے باقی رہے کہ عورت نے دوسرون کے کپڑے پہنے یا ایک روز پہنے دوسرے روز نہ پہنے یا بالکل نہین پہنے تو اس صورت مین عورت کے واسطے دوسرے کپڑے مفروض کیے جاوینگے ورنہ نہین یہ جوہرۂ نیرہ مین ہے۔ اور اگر نفقہ و لباس ضائع ہوا یا چوری گیا تو بدون فصل گذرنے کے جدید نفقہ و لباس مفروض نہ کیا جائیگا بخلاف ایسی قرابت دار مرد و عورتون کے جنکا کھانا کپڑا مرد پر واجب ہوتا ہے کہ انکے کھانے کپڑے مین ایسی صورت مین یہ حکم نہین ہے یہ غایۃ السروجی مین ہے۔ اور نیز شوہر پر واجب ہے کہ اپنی استطاعت کے موافق عورت کے بیٹھنے کو فرش دے چنانچہ اگر شوہر مالدار ہے تو اُسپر جاڑون مین طنفسہ[1] اور گرمیون مین نطع واجب ہے مگر یہ دونون بدون

---

[1] طنفسہ نہالی یعنے جسمین اون یا روئی وغیرہ ہو جیسے توشک۔ نطع چمڑے کا بچھونا جس پر گرمیون مین ٹھنڈک کا آرام ملتا ہے اور ان دونون کے نیچے بوریا بچھاتے ہین ۱۲

بوریا بچھائے نہین بچھائے جاوینگے اور اگر فقیر ہو تو گرمیون مین بوریا اور جاڑون مین نمدا دیوے یہ سراج الوہاج مین ہے۔ اور کتاب مین فرمایا کہ جس صورت مین قاضی شوہر پر عورت کی خادمہ کا نفقہ مفروض کریگا اس صورت مین خادمہ کا لباس بھی مفروض کریگا پس خادمہ کا لباس تنگدست آدمی پر جاڑون مین بہت سستی کرپاس کی قمیص اور ازار اور چادر ہی اور گرمیون مین ایسے ہی قمیص و ازار ہے اور خوشحال آدمیون پر جاڑون مین زطی قمیص اور کرپاس کی ازار اور سستی سی چادر ہے اور گرمیون مین اُسکے مثل ہے پس جاڑون مین اسکے واسطے لباس بہ نسبت گرمیون کے زیادہ مفروض کریگا۔ پھر واضح ہو کہ عورت کی خادمہ کے واسطے اوڑھنی مفروض نہین کی۔ اور کتاب مین فرمایا کہ عورت کی خادمہ کے واسطے مکعب[1] یا موزہ جو اسکو کافی ہو لازم ہے۔ ہمارے مشائخ نے فرمایا کہ امام محمدؒ نے خادمہ کے واسطے جسطرح لباس وغیرہ بیان فرمایا ہے یہ اپنے ملک کے عرف و زمانہ کے موافق ذکر فرمایا ہے اور چونکہ بعضے ملک مین بہ نسبت دوسرے ملک کے جاڑے و گرمی مین زیادتی و کمی کی راہ سے فرق ہوتا ہے اور نیز عادت ہر ملک و زمانہ کی مختلف ہوتی ہے لہذا اسمین بوجوہ مذکورہ اختلاف ہوگا پس قاضی پر لازم ہے کہ خادمہ کے نفقہ و لباس مین ہر ملک و زمانہ کے اعتبار سے اسقدر مفروض کرے جو اسکو کافی ہو مگر یہ ضرور ہے کہ خادمہ کا لباس عورت کے لباس کے برابر نہو گا یہ محیط مین ہے۔

فصل دوم سکنی کے بیان مین۔ قال المترجم سکنی سے مراد یہ ہے کہ عورت کے رہنے کا ٹھکانا اپنی استطاعت کے لائق موافق شرع کے معین کرے اور اسکی تفصیل کتاب مین ہے کما قال المترجم پس عورت کے واسطے سکنی ایسے مکان مین جو شوہر کے اہل و عورت کے اہل سے خالی ہو واجب ہے لیکن اگر عورت ان لوگون مین رہنا پسند کرے تو ہو سکتا ہے یہ عینی شرح کنز مین ہے۔ اور اگر عورت کو ایسے مکان مین رکھا کہ اسکے ساتھ کوئی نہین ہے پس عورت نے قاضی سے شکایت کی کہ میرا شوہر مجھے مارتا اور ایذا دیتا ہے اور قاضی سے درخواست کی کہ اُسکو حکم کرے کہ مجھے صالح نیکوکار لوگون کے بیچ مین لیکر رہے کہ جو اُسکی نیکی و بدی کو پہچانین۔ پس اگر قاضی کو یہ بات معلوم ہو کہ بات یہی ہے جو یہ عورت کہتی ہے تو اُسکے شوہر کو زجر کریگا اور اس تعدی سے اُسکو منع کر دیگا۔ اور اگر اُسکو یہ بات معلوم نہ ہو تو دیکھے کہ اگر اُس گھر کے پڑوسی لوگ پرہیزگار ہون[2] تو اُسکو وہین رکھیگا مگر پڑوسیون سے دریافت کریگا کہ اس مرد کی کیا حرکتین ہین پس اگر ان لوگون نے وہی بیان کیا جو عورت نے کہا ہے تو اس مرد کو زجر کریگا اور اسکو عورت کے حق مین تعدی کرنے سے منع کریگا اور اگر ان لوگون نے بیان کیا کہ وہ اسکو ایذا نہین دیتا ہے تو اسکو وہین چھوڑ دیگا اور اگر اسکے پڑوسیون مین کوئی ایسا نہو جسپر اعتبار کیا جاوے یعنے ثقہ ہو یا ایسے لوگ ہون کہ وہ شوہر کی جانبداری کرتے ہین تو قاضی اس مرد کو حکم دیگا کہ پرہیزگار لوگون مین اس عورت کو لیکر بود و باش اختیار کرے اور لوگون سے دریافت کریگا اور انکی خبر پر اس کلام کا عملدرآمد کریگا یہ محیط مین ہے۔ ایک عورت نے اپنی سوت کے ساتھ رہنے سے انکار کیا یا شوہر کے قرابتیون مثل شوہر کی مان وغیرہ کے ساتھ رہنے سے انکار کیا پس اگر اس دار مین بیوت ہون اور شوہر نے اس عورت کے واسطے ایک بیت خالی کر دیا ہو اور اسکا دروازہ علٰحدہ کر دیا ہو تو عورت کو یہ اختیار نہین ہے

---

[1] مکعب ایک قسم کا موزہ جسکے کمر دچمڑا ہو ۱۲ منہ [2] یعنے محلہ مین نیکوکارون و پرہیزگارون کے گھر ہون ۱۲ منہ

کہ شوہر سے دوسرے بیت کا مطالبہ کرے اور اگر اس دار مین فقط ایک ہی بیت ہو تو عورت کو یہ اختیار ہے۔ اور اگر عورت نے کہا کہ مین تیری باندی کے ساتھ نہ رہونگی تو اُسکو یہ اختیار نہین ہے اسیطرح اگر اُسنے کہا کہ مین تیری ام ولد کے ساتھ نہ رہونگی تو بھی اُسکو یہ اختیار نہین ہے یہ ظہیریہ مین ہے۔ اور برہان الائمہ نے اسی پر فتوے دیا ہے یہ وجیز کردری مین ہے اور اگر شوہر نے چاہا کہ اپنے گھر مین عورت کے پاس اسکے باپ کو یا مان کو یا اسکے کسی ذی رحم محرم قرابتدار کو نہ آنے دے تو علما نے اسمین اختلاف کیا ہے بعض نے فرمایا کہ ہر جمعہ کو اسکے والدین کو اُسکے دیکھنے کو آنے دینے سے منع نہین کر سکتا ہے ہان اُسکے پاس رہنے سے منع کر سکتا ہے اور اسی کو ہمارے مشائخ نے اختیار کیا ہے اور اسی پر فتوے ہے کذا فی فتاوے قاضیخان اور بعض نے فرمایا کہ ہر جمعہ کو اسکو ایک مرتبہ اپنے والدین کی زیارت کیواسطے جانے سے منع نہین کر سکتا ہے اور اسی پر فتوے ہے یہ غایۃ السروجی مین ہے۔ اور آیا سوائے والدین کے اورون کی زیارت سے منع کر سکتا ہے تو بعض نے فرمایا کہ ذی رحم محرم کو ہر مہینہ ایکبار زیارت سے منع نہین کر سکتا ہے اور مشائخ بلخ نے کہا کہ ہر سال ایک مرتبہ زیارت سے منع نہین کر سکتا ہے اور اسی پر فتوے ہے اور اسیطرح اگر عورت نے چاہا کہ اپنی محارم مثل خالہ و پھوپھی و بہن کی زیارت کیواسطے جاوے تو اسمین بھی ایسے ہی اقوال ہین یہ فتاوے قاضیخان مین ہے۔ اور شوہر کو یہ اختیار نہین ہے کہ اسکے والدین کو اور اسکے فرزند کو جو دوسرے شوہر سے ہے اور اُسکے اہل کو اسکی طرف دیکھنے اور اُس سے کلام کرنے سے جب وہ لوگ چاہین منع کرین یہ ہدایہ مین ہے۔ مجموع النوازل مین ہے کہ اگر عورت قابلہ ہو یا غسالہ ہو یا اُس عورت کا دوسرے پر کچھ حق آتا ہو یا اسپر دوسرے کا کچھ حق آتا ہو تو باجازت و بغیر اجازت نکل سکتی ہے اور حج کا بھی یہی حکم ہے اور سوائے اسکے اجنبیون کی زیارت یا اُنکی عیادت یا ولیمہ کے واسطے شوہر اُسکو اجازت نہ دے اور نہ وہ[1] نکلے۔ اور اگر شوہر نے اُسکو اجازت دی اور وہ نکلی تو دونون گنہگار ہونگے اور عورت کو حمام مین داخل ہونے سے ممانعت کرے یہ فتح القدیر مین ہے۔ اور اگر عورت کو مجلس وعظ مین جو بدعت سے خالی ہے جانے کی اجازت دی تو کچھ مضائقہ نہین ہے۔ اور عورت اپنے غلام کے ساتھ سفر نہ کرے اگرچہ وہ خصی ہو اور نہ اپنے مجوسی پسر کے ساتھ اور نہ اپنے رضاعی بھائی کے ساتھ ہمارے[2] زمانہ مین اور نہ دوسری عورت کے اور نہ ایسے لڑکے محرم کے ساتھ جو بالغ نہین ہے الا آنکہ یہ لڑکا قریب بہ بلوغ یعنے بارہ تیرہ برس کا ہو اور صغیرہ لڑکی جو غیر مشتہاۃ ہے وہ بلا محرم سفر کر سکتی ہے۔ اور عورت اپنی دختر کے خاوند کے ساتھ اور اپنے شوہر کے پسر کے ساتھ اور اپنی مان کے خاوند کے ساتھ سفر کر سکتی ہے یہ وجیز کردری مین ہے۔ اور عورت کو یہ اختیار نہین ہے کہ شوہر کے گھر سے کوئی چیز بدون اسکی اجازت کے دیدے اور نہ سوائے فریضہ روزون کے روزے رکھ سکتی ہے یہ فتاوے قاضیخان مین ہے

تیسری فصل نفقہ عدت کے بیان مین

جو عورت طلاق کی عدت مین ہو وہ نفقہ و سکنی کی مستحق ہے خواہ طلاق رجعی ہو یا بائنہ یا تین طلاق ہون خواہ عورت حاملہ ہو

---

[1] نہ وہ نکلے یعنے اگر شوہر بے شرمی سے اجنبیون کے یہان جانے کی اجازت دے تو عورت کو خود جائز نہین ہے کیونکہ فساد سے خوف جہنم ہے اور اس زمانہ مین بعض فرقہ نیچر نے دنیاوی عیش کے لیے بیحیائی سے اسکو پسند کیا تو اسوجہ سے کہ نفس غالب ہے اور یقین آخرت معدوم ہے ۱۲ منہ [2] ہمارے زمانہ کی قید اسوجہ سے کہ اب رضاعت کی حرمت دلون سے مٹ گئی ہے ۱۲ [3] یعنے بدون اجازت کے ۱۲ منہ [4] دائی ۱۲ [5] نہلانیوالی ۱۲ [6] حج فرض ۱۲ [7] یعنے اس سے شہوت نہین ہوتی ہے ۱۲ [8] جو دوسری جورو کے پیٹ سے ہے ۱۲ [9] یعنے سوتیلا باپ ۱۲

بائنہ ہو یہ فتاوئے قاضیخان مین ہے۔ **اصل** یہ ہے کہ فرقت ہر گاہ از جانب شوہر ہو تو عورت کو نفقہ ملیگا اور اگر از جانب عورت ہو پس اگر برحق ہو تو بھی نفقہ ملیگا اور اگر بمعصیت ہو تو اُسکو نفقہ نہ ملیگا اور اگر عورت کے سوائے غیر کی جہت سے کوئی بات پیدا ہونے سے فرقت واقع ہوئی تو عورت کو نفقہ ملیگا پس ملاعنہ عورت کو نفقہ و سکنی ملیگا اور جو عورت بسبب خلع و ایلاء کے بائنہ ہوئی یا بسبب شوہر کے مرتد ہو جانیکے یا اس سبب سے کہ شوہر نے اسکی ماں سے جماع کر لیا اور وہ بائنہ ہو گئی تو وہ نفقہ کی مستحق ہوگی اور اسیطرح عنین کی عورت نے اگر فرقت کو اختیار کیا تو مستحق نفقہ ہے۔ اور اسیطرح مدبرہ و ام ولد اگر کسی کے نکاح مین ہو اور وہ آزاد کیگئین اور فرقت کو اختیار کیا حالانکہ مولی نے اُنکے واسطے شوہر کے ساتھ رہنے کو جگہ دیدی تھی اور اپنی خدمت لینے سے الگ کر دیا تھا تو یہ بھی مستحق نفقہ ہونگی اور نیز صغیرہ نے بعد بلوغ کے اُسنے فرقت کو اختیار کیا یا بسبب غیر کفو ہونے کے بعد دخول کے فرقت واقع ہوئی تو وہ بھی مستحق نفقہ ہوگی یہ خلاصہ مین ہے اور اگر عورت مرتد ہو گئی یا اُسنے اپنے شوہر کے بیٹے یا باپ کی مطاوعت[1] کی یا شہوت سے اُسکو چھوا تو استحساناً اُسکو نفقہ ملیگا مگر سکنی کی مستحق ہو گئی اور اگر زبردستی اُسکے ساتھ ایسا کیا گیا تو نفقہ و سکنی کی مستحق ہوگی یہ بدائع مین ہے پھر اگر مرتدہ مسلمان ہو گئی اور ہنوز عدت باقی ہے تو اُسکے واسطے نفقہ نہوگا بخلاف اسکے اگر عورت نے نشوز کیا پس مرد نے اُسکو طلاق دیدی پھر اُسنے نشوز کو ترک کیا تو اُسکو نفقہ ملیگا یہ محیط سرخسی مین ہے۔ اور اصل اس باب مین یہ ہے کہ ہر عورت جسکا نفقہ فرقت کے ساتھ باطل نہین ہوا پھر عدت مین عورت کیطرف سے کسی عارضہ کیوجہ سے ساقط ہوا پھر عدت مین وہ عارض برطرف ہو گیا تو اُسکا نفقہ عود کریگا اور جس عورت کا نفقہ فرقت کے ساتھ باطل ہوا ہے تو پھر عدت مین اُسکا نفقہ عود نہین کریگا اگرچہ سبب فرقت زائل ہو جاوے یہ بدائع مین ہے۔ اور اگر عورت کو تین طلاق دیدین پھر وہ مرتد ہو گئی نعوذ باللہ منہا تو اُسکا نفقہ ساقط ہو جاویگا مگر نفس ردت کیوجہ سے نہین بلکہ اسوجہ سے کہ وہ قید کیجائیگی یہانتک کہ توبہ کرے پس وہ شوہر کے گھر مین نہوگی پس نفقہ نہ ملیگا چنانچہ اگر وہ مرتد ہوئی اور ہنوز قید نہین کیگئی بلکہ شوہر کے گھر مین ہے تو اُسکو نفقہ ملیگا۔ اور اگر قید خانہ مین توبہ کر کے اپنے شوہر کے گھر مین آگئی تو اسکو عدت کا نفقہ ملیگا کیونکہ عارض زائل ہو گیا یعنے قید جاتی رہی اور یہ اسوقت ہے کہ تین طلاق یا ایک طلاق بائنہ ہو۔ اور اگر طلاق رجعی کی عدت مین ہو اور وہ مرتد ہو گئی خواہ قید کیگئی یا نہین تو اُسکو نفقہ نہ ملیگا یہ کافی مین ہے۔ اور اگر عورت نے عدت مین اپنے شوہر کے بیٹے یا باپ کی مطاوعت کی یا شہوت سے اُسکو چھوا پس اگر وہ طلاق رجعی کی عدت مین ہو تو اُسکا نفقہ ساقط ہو گیا اور اگر طلاق بائنہ کی عدت مین ہو یا بغیر طلاق کے فرقت واقع ہونے کی عدت مین ہو تو اُسکو نفقہ و سکنی ملیگا بخلاف اسکے اگر عدت مین مرتد ہو کر دار الحرب مین چلی گئی پھر عود کر کے مسلمان ہوئی یا قید کر کے لائی گئی خواہ آزاد کیگئی یا نہین تو اُسکو نفقہ نہ ملیگا یہ بدائع مین ہے اور جسکا شوہر چھوڑ کر مر گیا ہے اُسکے واسطے نفقہ نہین ہے خواہ وہ حاملہ ہو یا نہو۔ اور اگر ام ولد ہو اور وہ حاملہ ہے تو اُسکو میت کے تمام مال سے نفقہ ملیگا یہ سراج الوہاج مین ہے۔ اور اگر عورت پر عدت واجب ہوئی پھر وہ اسوجہ سے قید کیگئی کہ اسپر کسی کا حق آتا ہے تو اُسکا نفقہ عدت ساقط ہو جائیگا اور معتدہ اگر اپنے عدت[2] کے مکان مین برابر نہین رہتی ہے

---

[1] یعنے کوئی ممنوع فعل کرنے دیا ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ۔ [2] یعنے عدت مین ۱۲

بلکہ کبھی رہتی ہی اور کبھی خارج ہوجاتی ہی تو وہ نفقہ کی مستحق نہوگی یہ ظہیریہ مین ہی۔ اور اگر مرد نے عورت کو طلاق دیدی حالانکہ وہ ناشزہ[1] تھی تو اُسکو اختیار ہوگا کہ چاہے شوہر کے گھر مین چلی آوے اور اپنا نفقہ عدت لیا کرے۔ اور اگر معتدہ کی عدت کو طول ہوگیا بسبب اسکے کہ حیض بند ہوگیا ہی تو اُسکو برابر نفقہ ملیگا یہانتک کہ وہ آئسہ ہوجاوے اور اسکی عدت مہینون کے شمار سے گذرجاوے۔ اور اگر عورت نے حیض کے شمار سے عدت گذرنے سے انکار کیا تو قسم سے عورت ہی کا قول قبول ہوگا[2] اور اگر شوہر نے گواہ قائم کیے کہ اُسنے اپنی عدت گذرنے کا اقرار کیا ہی تو اُسکا نفقہ ساقط ہوجائیگا۔ اور اگر عورت پر عدت واجب ہوئی پس اُسنے دعوے کیا کہ وہ حاملہ ہی تو اُسکو وقت طلاق سے دو برس تک نفقہ ملیگا پھر اگر دو برس گذرگئے اور وہ نہ جنی اور اُسنے کہا کہ میرا گمان تھا کہ مین حاملہ ہون اور مین اتنی مدت تک حائضہ نہین ہوئی اور اُسنے نفقہ طلب کیا تو عورت کو نفقہ ملیگا یہانتک کہ حیض سے اسکی عدت گذرجاوے یا آئسہ ہوکر مہینون سے اُسکی عدت گذرجاوے یہ فتاوے قاضیخان مین ہی۔ اور اگر تینون مہینون مین حائضہ ہوئی پھر از سر تو اسپر عدت بحساب حیض لازم ہوئی تو اُسکو نفقہ عدت ملیگا۔ اور اسیطرح اگر قابل جماع صغیرہ کو بعد دخول کے طلاق دیدی اور تین مہینہ تک اُسکو نفقہ دیا مگر وہ انھین تین مہینون کے اندر آخرین حائضہ ہوئی پس اسپر از سر نو حیض کے شمار سے عدت واجب ہوئی تو برابر اُسکو نفقہ دیگا یہانتک کہ اُسکی عدت گذرجاوے یہ بدائع مین ہی۔ اور اگر حربی جورو و مرد دونون مین سے ایک مسلمان ہوکر دار الاسلام مین آیا پھر دوسرا آیا تو جورو کو نفقہ نہ ملیگا۔ جسطرح معتدہ عورت نفقہ کی مستحق ہوتی ہی ویسے ہی لباس کی بھی مستحق ہوتی ہی یہ فتاوے قاضیخان مین ہی۔ اور اس نفقہ مین اُسقدر کا اعتبار ہی جو عورت کو کافی ہوجاوے اور وہ درمیانی درجہ کا نفقہ کافی ہی اور وہ مقدر نہین ہی اسواسطے کہ یہ نفقہ نظیر نفقہ نکاح ہی پس جو نفقہ نکاح مین معتبر ہی وہی اسمین بھی معتبر ہی۔ معتدہ نے اگر اپنے نفقہ کی بابت مخاصمہ نہ کیا اور قاضی نے اسکے واسطے کچھ مفروض نہ کیا یہانتک کہ عدت گذرگئی تو اُسکے واسطے کچھ نفقہ نہوگا یہ محیط مین ہی۔ اور اگر قاضی نے معتدہ عورت کے واسطے اسکی عدت مین اسکا نفقہ فرض کردیا اور اُسنے شوہر پر قرضہ لیا یا نہ لیا پھر قبل اسکے کہ وہ شوہر سے کچھ وصول کرے اُسکی عدت گذرگئی پس اُسنے اگر بحکم قاضی قرضہ لیا ہو تو اسقدر شوہر سے لے سکتی ہی اور اگر اُسنے بغیر حکم قاضی قرضہ لیا یا بالکل نہین لیا تو بعض نے فرمایا کہ نفقہ ساقط ہوگیا اور یہی صحیح ہی یہ جواہر اخلاطی مین ہی۔ ایک مرد اپنی جورو سے غائب ہوگیا پس اُسکی جورو نے ایک دوسرے مرد سے نکاح کیا اور دوسرے مرد نے اس سے دخول کرلیا پھر شوہر اول واپس آیا تو قاضی شوہر ثانی اور اس عورت مین تفریق کردیگا اور اس عورت پر عدت واجب ہوگی مگر ایام عدت مین اسکے واسطے کچھ نفقہ نہ شوہر اول پر اور نہ شوہر ثانی پر کسی پر واجب نہوگا۔ ایک مرد نے بعد دخول کے اپنی جورو کو تین طلاق دیدین اور اُسنے قبل عدت گذرنے کے دوسرے شوہر سے نکاح کرلیا اور دوسرے شوہر نے اُس سے دخول کرلیا پھر قاضی نے ان دونون مین تفریق کردی تو امام اعظم رح کے قول مین اُسکے واسطے نفقہ و سکنی شوہر اول پر واجب ہوگا۔ اگر کسی مرد کی منکوحہ نے دوسرے شوہر سے نکاح کرلیا اور اُسنے اُس سے دخول کیا پھر قاضی کو یہ بات معلوم ہوئی اور اُسنے دونوں مین تفریق کردی

[1] یعنے سرکشی کرکے شوہر کے گھر سے باہر چلی گئی تھی ۱۲ منہ [2] ظاہر یہ ہی کہ یہ قول بدون قسم کے قبول نہوگا ۱۲ [3] کسی سبب سے ۱۲

پھر شوہر اول کو معلوم ہوا اور اُسنے عورت کو تین طلاق دیدین تو اس عورت پران دونون کی جہت سے عدت واجب ہوگی اور اُس کے واسطے ان دونون مین سے کسی پر نفقہ لازم نہوگا یہ فتاوئے قاضیخان مین ہے۔ اور اگر اپنی جورو کو جو باندی ہے طلاق بائن دیدی اور حال یہ ہے کہ اُسکا مولی اسکو اسکے شوہر کے ساتھ جگہ دیچکا ہے کہ برابر اسکے ساتھ رہا کرے اور خدمت مولی نہ کرے یہانتک کہ اس باندی کے واسطے اپنے شوہر پر نفقہ واجب تھا پھر اس باندی کو اسکے مولی نے اپنی خدمت کیواسطے اس مکان سے نکال لیا تھا یہانتک کہ شوہر کے ذمہ سے نفقہ ساقط ہوگیا تھا پھر چاہا کہ اُسکو اپنے شوہر کے پاس بھیجدے تاکہ وہ نفقہ لے تو مولی کو ایسا اختیار ہے۔ اور اگر ہنوز مولی نے اسکو اسکے شوہر کے ساتھ کسی مکان مین رہنے کی اجازت نہین دی تھی کہ شوہر نے اسکو طلاق دی پھر مولی نے چاہا کہ عدت مین اُسکو اپنے شوہر کے پاس کردے تاکہ وہ نفقہ کی مستحق ہو تو نفقہ واجب نہوگا اور حاصل اسمین یہ ہے کہ ہر عورت جسکے واسطے بروز طلاق نفقہ واجب تھا پھر ایسی حالت ہوگئی کہ اسکے واسطے نفقہ نہ رہا تو عورت کو اختیار ہوگا کہ جس حالت پر بروز طلاق تھی اسی حالت پر عود کر جاوے اور نفقہ لے۔ اور ہر عورت جسکے واسطے بروز طلاق نفقہ نہ تھا تو اُسکے واسطے پھر نفقہ نہوگا سوائے ناشزہ[١٥] کے یہ بدائع مین ہے ایک مرد نے ایک باندی سے نکاح کیا اور ہنوز اُسکے مولی نے اُسکو شوہر کے ساتھ مکان مین جگہ نہ دی تھی یعنے شوہر کے ساتھ رہنے کی اجازت نہ دی تھی کہ مرد مذکور نے اسکو طلاق رجعی دیدی تو مولی کو اختیار ہوگا کہ اسکے شوہر سے کہے کہ تو کسی مکان کو لیکر اسکو اپنے ساتھ رکھ اور اُسکو نفقہ دے۔ اور اگر طلاق بائن ہو تو مولی کو اُسکے اور اُسکے شوہر کے درمیان تخلیہ کر دینے کا اختیار نہین ہے اور باندی اپنے شوہر سے نفقہ کا مطالبہ نہین کر سکتی ہے اور یہی صحیح ہے اسواسطے کہ وہ قبل طلاق بائن کے شوہر کے ساتھ جگہ دیے جانے کی مستحق نفقہ نہ تھی پس بعد طلاق بائن کے مستحق نفقہ نہوگی یہ فتاوئے قاضیخان مین ہے اور اگر شوہر نے اسکو طلاق رجعی دیدی پھر مولی نے اسکو آزاد کر دیا تو اس باندی کو اختیار ہوگا کہ اپنے شوہر سے مطالبہ کرے کہ اسکو کسی مکان مین رکھے اور اسکو نفقہ دے اسواسطے کہ اب وہ اپنے نفس کی مالک ہوگئی ہے اور اگر طلاق بائن ہو تو شوہر اُسکے ساتھ ایک گھر مین تخلیہ مین نہین رہ سکتا ہے اور وہ شوہر کو سکنی کے واسطے ماخوذ نہین کر سکتی ہے اور آیا نفقہ کے واسطے ماخوذ کر سکتی ہے تو صحیح یہ ہے کہ نفقہ کے واسطے بھی مواخذہ نہین کر سکتی ہے۔ اور اگر مولی نے اپنی ام ولد کو جو دوسرے کے نکاح مین ہے آزاد کر دیا تو اُسکو عدت کا نفقہ نہ ملیگا اور اسیطرح اگر مولی مر گیا کہ وہ آزاد ہوگئی بسبب موت مولی کے تو میت کے ترکہ سے اُسکے واسطے نفقہ لازم نہوگا اور اُسکے پیٹ سے مولی کا کوئی لڑکا ہو تو ام ولد کا نفقہ اس بچہ کے حصہ سے ہوگا یہ محیط مین ہے۔ امام خصاف رح نے اپنی کتاب النفقات مین فرمایا ہے کہ اگر کسی مرد کو اسکی عورت قاضی کے پاس لائی اور نفقہ کا مطالبہ کیا اور مرد نے قاضی سے کہا کہ مین اسکو ایک سال سے طلاق دیچکا ہون اور اسکی عدت اس مدت مین گذر گئی اور عورت نے طلاق سے انکار کیا تو قاضی اس مرد کا قول قبول نہ کریگا اور اگر اس مرد کے واسطے دو گواہون نے گواہی دی کہ جنکی عدالت کو قاضی نہین جانتا ہے تو اس مرد کو حکم دیگا کہ اس عورت کو نفقہ دے پھر اگر گواہونکی تعدیل ہوگئی یا عورت نے اقرار کیا کہ اسکو تین حیض اسی سال مین آگئے ہین تو عورت کے واسطے اس مرد پر کچھ نفقہ نہوگا

١٥ یعنے اگر وہ نشوز سے باز آوے شوہر کے گھر عدت گذارے تو مستحق نفقہ ہوگی ١٢ منہ

پس اگر عورت نے اس سے کچھ نفقہ مین لیا ہی تو اُسکو واپس دیگی یہ ذخیرہ مین ہی اور اگر عورت نے کہا کہ مین اس سال مین حائضہ نہین
ہوئی تو نفقہ کے واسطے قول عورت ہی کا قبول ہوگا پس اگر شوہر نے کہا کہ یہ مجھے خبر دے چکی ہی کہ میری عدت
گذر گئی تو شوہر کا قول اُسکے نفقہ باطل کرنیکے حق مین قبول نہوگا یہ بدائع مین ہی۔ اور اگر دو گواہون نے ایک مرد پر
گواہی دی کہ اُسنے اپنی جورو کو تین طلاق دیدی ہین اور عورت طلاق کا دعوے کرتی ہی یا انکار کرتی ہی تو جبتک
قاضی ان گواہون کی عدالت دریافت کرنے مین مشغول رہے تب تک مرد کو حکم دیگا کہ اس عورت کے پاس نہ جاوے
اور اُسکے ساتھ خلوت نہ کرے مگر اس صورت مین قاضی اس عورت کو اُسکے شوہر کے گھر سے باہر نہ کریگا اسکو جامع
مین صریح بیان فرمایا ہی ولیکن یہ کریگا کہ اس عورت کے ساتھ ایک عورت امینہ رکھدیگا تاکہ شوہر کو اسکے پاس نہ آنے
دے اگرچہ اسکا شوہر مرد عادل ہو اور اس صورت مین امینہ عورت کا نفقہ بیت المال سے ہوگا۔ اور اگر عورت نے
قاضی سے نفقہ طلب کیا حالانکہ یہ عورت کہتی ہی کہ مجھے اسنے طلاق دی ہی یا کہتی ہی کہ نہین دی ہی یا کہتی ہی کہ مین
نہین جانتی ہون کہ مجھے طلاق دی ہی یا نہین تو اسمین دو صورتین ہین اگر شوہر نے اُسکے ساتھ دخول نہ کیا ہو تو قاضی
اُسکے واسطے نفقہ کا حکم نہ دیگا اور اگر شوہر نے اُس سے دخول کیا ہی تو قاضی اُسکے واسطے بمقدار نفقہ عدت کے حکم دیدیگا
یہانتک کہ گواہون کا حال دریافت کرے پھر اگر گواہون کا حال دریافت ہونے مین دیر ہوئی یہانتک کہ عدت
گذر گئی تو قاضی اس عورت کے واسطے نفقہ عدت سے زیادہ کچھ نہ دلاویگا پھر بعد اسکے اگر گواہون کی تعدیل ہو گئی
اور دو تو تین تفریق کردیگی تو جو کچھ اُسنے نفقہ مین لیا ہی وہ اُسکے واسطے مسلم رہا اور اگر گواہون کی تعدیل نہوئی
تو عورت نے جو کچھ نفقہ لیا ہی اُسکو واپس کردینا واجب ہوگا یہ محیط مین ہی اور اگر شوہر نے اسکو بطریق اباحت دیا ہو
تو اس سے کچھ واپس نہین لے سکتا ہی یہ تاتارخانیہ مین ہی ایک عورت نے ایک مرد پر نکاح کے گواہ قائم کیے تو جبتک
گواہون کا حال دریافت کیا جاوے تب تک اسکے واسطے کچھ نفقہ نہ دلایا جائیگا اور اگر قاضی نے کوئی مصلحت
دیکھکر عورت کے واسطے نفقہ مقرر کرنا چاہا تو یون کہنا چاہیے کہ اگر تو اسکی جورو ہی تو مین نے تیرے واسطے اس مرد پر
ماہواری اس قدر مقرر کردیا اور اسپر گواہ کرے پھر اگر ایک مہینہ گذرا حالانکہ عورت نے قرضہ لیکر خرچ کیا ہے اور
گواہون کی تعدیل ہو گئی تو عورت اس سے اپنا نفقہ سب لے لیگی جب سے اسکے واسطے قرض لیا گیا ہی۔ اور اگر شوہر
نکاح کا مدعی ہو اور عورت انکار کرتی ہو پس شوہر نے اسپر گواہ قائم کیے تو بعد ثبوت نکاح کے اس عورت کے واسطے کچھ
نفقہ اس مدت متقدمہ تک کا نہوگا۔ دو بہنون مین سے ہر ایک دعوے کرتی ہی کہ اس مرد نے مجھ سے نکاح کیا ہی اور وہ
انکار کرتا ہی پھر دونون نے نکاح و دخول کے گواہ قائم کیے تو جبتک گواہون کا حال دریافت کیا جاوے تب تک کے
واسطے دونون کو ایک عورت کا نفقہ ملیگا امام خصاف رح نے اسکی تصریح کردی ہی۔ ایک عورت نے اپنے شوہر سے
ایک مہینہ تک نفقہ لیا پھر دو گواہون نے گواہی دی کہ یہ عورت اس مرد کی رضاعی بہن ہی تو دو تو تین تفریق کردیجائیگی
اور جو کچھ عورت نے لیا ہی وہ شوہر کو واپس کردیگی یعنے شوہر اس سے لے لیگا یہ ظہیریہ مین ہی

فصل چہارم نفقہ اولاد کے

بیان مین۔ صغیر اولاد کا نفقہ اُنکے باپ پر ہی کہ اسمین کوئی اسکے ساتھ شریک نہ کیا جائیگا یہ جوہرۃ النیرہ مین ہے۔

اگر بچہ صغیرہ دودھ پیتا ہوا ہو پس اگر اسکی ماں اُسکے باپ کے نکاح مین ہو اور یہ بچہ دوسری عورت کا دودھ لیتا ہی
تو اسکی ماں اُسکے دودھ پلانے پر مجبور نہ کی جائیگی۔ اور اگر بچہ مذکور دوسری عورت کا دودھ نہین لیتا
ہے تو شمس الائمہ حلوائی نے فرمایا کہ ظاہر الروایہ کے موافق اس صورت مین بھی ماں دودھ پلانے پر مجبور
نہ کی جائیگی اور شمس الائمہ سرخسی نے فرمایا کہ مجبور کی جائیگی اور اسمین کچھ اختلاف ذکر نہین فرمایا اور
اسی پر فتوےٰ ہی اور اگر باپ کا یا بچہ کا کچھ مال نہو تو اُسکی ماں اُسکے دودھ پلانے پر بالاجماع مجبور کیجائیگی
کذا فی فتاوےٰ قاضیخان اور یہی صحیح ہی۔ اور درحالیکہ صغیرہ کی دودھ پلانے والی سوائے اسکی ماں کے
دوسری عورت ممکن ہو تو باپ پر اُسکا دودھ پلوانا یعنے باجرت جب ہی واجب ہی کہ جب صغیرہ کا کچھ
مال نہو اور اگر ہوگا تو دودھ پلوائی کا خرچہ اسی صغیر کے مال سے دیا جائیگا یہ محیط مین ہی۔ اور صغیر کا باپ
ایسی عورت دودھ پلائی کو تلاش کریگا جو صغیر کی ماں کے پاس دودھ پلایا کرے اور یہ اسوقت ہے
کہ جب اسکی دودھ پلانے والی پائی جاوے یعنے ممکن ہو اور اگر ممکن[1] نہو تو اسکی ماں دودھ پلانے پر مجبور
کیجائیگی اور بعض نے فرمایا کہ ظاہر الروایہ کے موافق اُسکی ماں دودھ پلانے پر مجبور نہ کیجائیگی مگر اول قول
کیطرف امام قدوری اور شمس الائمہ سرخسی نے میل کیا ہی یہ کافی مین ہی۔ اور دودھ پلائی سے اگر شرط نہ کر لیگئی
ہو تو اسپر واجب نہین ہوگا کہ وہ بچہ کے ساتھ اسکی ماں کے گھر مین رہے درحالیکہ بچہ اُسوقت اُس سے
مستغنی ہی۔ اور اگر دودھ پلائی نے اس امر سے انکار کیا کہ اسکی ماں کے پاس دودھ پلاوے اور عقد اجارہ
مین یہ شرط نہین قرار پائی تھی کہ بچہ کی ماں کے پاس دودھ پلاویگی تو دودھ پلائی کو اختیار ہوگا کہ بچہ کو اپنے گھر
لیجاوے اور وہین دودھ پلاوے یا کہے کہ بچہ کو اُسکی ماں کے گھر کے دروازہ لاؤ کہ وہان دودھ پلا دے
پھر اُسکی ماں کے پاس کر دیا جاوے۔ اور اگر باہم شرط کر لی ہو کہ دودھ پلائی اُسکو اُسکی ماں کے پاس دودھ
پلاویگی تو اس دودھ پلائی پر واجب ہوگا کہ جو اُسنے شرط کی ہی اُسکو وفا کرے یہ شرح جامع صغیر قاضیخان
مین ہی۔ اور اگر کسی کی باندی یا ام ولد اس سے بچہ جنی تو اسکو اختیار ہوگا کہ بچہ کے دودھ پلانے کے واسطے
اسپر جبر کرے اسواسطے کہ اسکا دودھ اور اسکے منافع اسی مولی کے ہین اور اگر مولی نے چاہا کہ بچہ کسی دوسری
دودھ پلائی کو دے اور اُسکی ماں نے چاہا کہ خود دودھ پلاوے تو اختیار مولی کو ہی یہ سراج الوہاج مین ہے۔
امام محمدؒ سے روایت ہی کہ اگر ایک شخص نے بچہ کے لیے ایک مہینہ کے واسطے دودھ پلائی اجرت پر رکھی پھر
جب مدت گذر گئی تو اُسنے دودھ پلائی کی نوکری سے انکار کیا حالانکہ یہ بچہ اسکے سوائے دوسری کا دودھ
نہین لیتا ہی تو یہ عورت اجارہ باقی رکھنے اور نوکری کرنے پر مجبور کیجائیگی یہ وجیز کردری مین ہی۔ اور اگر
اپنی زوجہ یا اپنی معتدہ طلاق رجعی کو اسکے فرزند[2] کے دودھ پلانے کے واسطے اجارہ پر مقرر کیا تو نہین[3] جائز ہی

[1] خواہ مرضعہ نہ ملے یا بچہ اسکا دودھ نہ لے ۱۲ منہ [2] یعنے بچہ اسکے پیٹ سے ہی ۱۲ م [3] تو ایسا نہین جائز ہی اسلیے کہ از راہ دیانت اس عورت
پر دودھ پلانا واجب ہے اگرچہ براہ حکم قضا وہ مجبور نہ کیجاوے پس نفس الامر مین اجارہ منعقد نہوگا ۱۲

یہ کافی میں ہے۔ اور اگر اُسنے اپنی جورو کو طلاق بائن دیدی یا تین طلاق دیدیں پھر عدت میں اُسکو اُسی کے فرزند کے دودھ پلانے پر اجارہ لیا تو وہ اجرت کی مستحق ہوگی یہ ابن زیاد کی روایت ہے اور اسی پر فتوے ہے یہ جواہر اخلاطی میں ہے۔ اور اگر مطلقہ رجعی کی عدت گذر گئی پھر اُسکو اُسی کے فرزند کے دودھ پلانے کے واسطے اجارہ پر لیا تو جائز ہے۔ اور اگر بچہ کے باپ نے کہا کہ میں اس عورت کو اجارہ پر نہیں مقرر کرتا ہوں بلکہ دوسری دودھ پلائی لایا اور اس بچہ کی ماں اسی قدر اُجرت پر راضی ہوئی جتنے پر یہ اجنبیہ راضی ہے یا بغیر اجرت راضی ہوئی تو بچہ کی ماں ہی دودھ پلانے کی مستحق ہوگی۔ اور اگر اسکی ماں نے زیادہ اُجرت مانگی تو باپ اُسی سے دودھ پلوانے پر مجبور نہ کیا جائیگا یہ کافی میں ہے اور اگر اپنی منکوحہ یا معتدہ کو اپنے طفل کے دودھ پلانے کے واسطے جو دوسری جورو کے پیٹ سے ہے اجارہ پر مقرر کیا تو جائز ہے یہ ہدایہ میں ہے۔ اور اگر جورو نے اپنے شوہر سے دودھ پلائی کی اجرت سے کسی چیز پر صلح کر لی پس اگر صلح حالت قیام نکاح یا طلاق رجعی کی عدت میں ہو تو جائز نہیں ہے اور اگر طلاق بائن یا تین طلاق کی عدت میں ہو تو دو روایتوں میں سے ایک روایت کے موافق جائز ہے پھر اگر اس نے کسی چیز معین پر صلح کی تو صلح جائز ہوگی اور اگر غیر معین چیز پر صلح کی تو جائز نہیں ہے الا آنکہ اُسی مجلس میں یہ چیز اس عورت کو دیدے۔ اور ہر جس صورت میں کہ اجارہ نہیں جائز ہوا اور نفقہ واجب ہوا ہے تو شوہر کے مرجانے سے یہ اُجرت ساقط ہوگی اسواسطے کہ یہ نفقہ نہیں ہے اُجرت ہے یہ ذخیرہ میں ہے۔ اور دودھ چھوڑانے کے بعد صغیر اولاد کا نفقہ قاضی اُنکے باپ پر بقدر اُسکی طاقت کے مقرر کریگا اور نفقہ اس اولاد کی ماں کو دیا جائیگا تاکہ اولاد پر خرچ کرے اور اگر ماں عورت ثقہ نہو تو دوسری کسی عورت کو دیا جائیگا کہ وہ انپر خرچ کرے ایک عورت کو اُسکے شوہر نے طلاق دیدی اور اُسکے پیٹ سے صغیر اولاد ہیں پس اس عورت نے کہا کہ میں نے ان اولاد کا پانچ مہینہ کا نفقہ وصول پایا ہے پھر اسکے بعد اس عورت نے کہا کہ میں نے بیس درم فقط وصول پائے تھے حالانکہ ان اولاد کا نفقہ مثل پانچ ماہ کا سو درم ہیں تو منتقی میں مذکور ہے کہ یہ اُنکے نفقہ مثل پر قرار دیا جائیگا اور عورت کے اس قول کی کہ میں نے انکا نفقہ مثل نہیں بلکہ فقط بیس درم وصول پائے ہیں تصدیق نہ کی جائیگی اور اگر عورت نے بعد اقرار وصولیابی نفقہ کے دعوے کیا کہ یہ نفقہ ضائع ہوگیا تو اُنکے باپ سے انکا نفقہ مثل پھر لیگی۔ ایک مرد تنگدست کا ایک لڑکا صغیر ہے پس اگر مرد مذکور کمائی کرنے پر قادر ہو تو اسپر واجب ہوگا کہ کمائی کرکے اپنے بچہ کو کھلاوے یہ فتاوے قاضیخان میں ہے۔ اور اگر مرد مذکور نے کمائی کرنے سے انکار کیا کہ کمائی کرے اور انکو کھلاوے تو وہ اس امر کے واسطے مجبور کیا جائیگا اور قید کیا جائیگا یہ محیط میں ہے۔ اور اگر مرد مذکور کمائی کرنے پر قادر نہو تو قاضی انکا نفقہ مفروض کرکے اُنکی ماں کو حکم دیگا کہ بقدار مفروضۂ مقدرہ قرض لیکر اُنپر خرچ کرے پھر جب انکا باپ آسودہ حال ہو تو اُس سے

عـــه خواہ ایک ہو یا کئی ہوں ۱۲ عـــه یعنی اقرار عورت ۱۲

واپس لے اور اسیطرح اگر باپ کو اس قدر ملتا ہو کہ فرزند کا نفقہ دے سکتا ہو مگر وہ نفقہ دینے سے انکار کرتا ہو تو قاضی اس مرد پر نفقہ مقرر کر دیگا پھر اولاد کی ماں اس سے اسقدر وصول کرلے گی۔ اور اسیطرح اگر قاضی نے اولاد کے باپ پر نفقہ مقرر کر دیا مگر اس مرد نے اولاد کو بلا نفقہ چھوڑ دیا اور قاضی کے حکم سے اولاد کی ماں نے قرضہ لیکر اُنپر خرچ کیا تو عورت مذکورہ اسقدر مال کو اولاد کے باپ سے لیگی اور باپ اپنی اولاد کے نفقہ کے واسطے اگر نہ دے تو قید کیا جائیگا اگرچہ باقی قرضوں کے واسطے[1] قید نہ کیا جائے اور اگر قاضی نے اولاد کا نفقہ اُنکے باپ پر مقرر کر دیا مگر ماں نے اُنکے واسطے قرضہ[2] لیا اور بچون نے لوگون سے بھیک مانگ کر اپنی اوقات بسر کی تو عورت مذکورہ اُنکے باپ سے کچھ نہین لے سکتی ہو اور اگر اولاد کو بھیک مانگنے سے قدر کفایت سے آدھا ملگیا تو نصف نفقہ اُنکے باپ کے ذمہ سے ساقط ہوگا اور باقی نصف کے واسطے قرضہ لینا صحیح ہوگا۔ اور اسیطرح اگر سوائے اولاد کے اور محارم[3] کا نفقہ کسی شخص پر فرض کیا گیا اور انھون نے لوگون سے بھیک مانگ کر اپنی گذر کی تو جسپر انکا نفقہ فرض کیا گیا ہو اُس سے کچھ نہین لے سکتے ہین یہ فتاوے قاضیخان مین ہو۔ اور اگر قاضی نے نفقہ اولاد اُنکے باپ پر فرض کیا اور انکی ماں کو قرضہ لیکر اُنپر خرچ کرنے کا حکم دیدیا پس عورت مذکورہ نے قرضہ لیکر اُنپر خرچ کیا حتے کہ اسکے واسطے یہ استحقاق حاصل ہوا کہ اُنکے باپ سے واپس لے پھر باپ قبل ادا کرنے کے مرگیا پس آیا اس عورت کو یہ اختیار ہو کہ اُسکے ترکہ مین سے اگر مال اُسنے چھوڑا ہووے لیوے یا نہین تو اصل مین مذکور ہو کہ ترکہ مین سے لے سکتی ہو اور یہی صحیح ہو اور اگر قاضی نے عورت کو قرضہ لینے کا حکم نہ دیا ہو مگر عورت نے قرضہ لیکر اُنپر خرچ کیا پھر انکا باپ قبل اسکے کہ عورت کو ادا کرے مرگیا تو بالاتفاق اگر اس مرد نے ترکہ مین مال چھوڑا ہو تو عورت مذکورہ اسمین[4] مال مقروضہ کچھ نہین لے سکتی ہو یہ ذخیرہ مین ہو۔ اور دودھ چھوڑانے کے بعد بچہ کا نفقہ اگر اسکا کچھ مال ہو تو اُسکے مال سے ہوگا یہ محیط مین ہو۔ اور اگر مال صغیرہ ہو مگر غائب ہو تو باپ کو حکم دیا جائیگا کہ اسکو نفقہ دے پھر اسکے مال سے واپس لے اور اگر باپ نے بدون حکم قاضی اسکو نفقہ دیا تو اسکے مال سے واپس نہین لے سکتا ہو الا اس صورت مین کہ باپ نے نفقہ دینے پر گواہ کر لیے ہون کہ مین اسکو نفقہ دیتا ہون بشرطیکہ اسکے مال سے واپس لونگا اور فیما بینہ وبین اللہ تعالے باپ کو واپس کر لینے کی گنجائش ہو اگرچہ اُسنے گواہ نہ کر لیے ہون بشرطیکہ دینے کے روز اُسکی یہ نیت ہو کہ مین واپس لونگا مگر قضاءً بدون اس صورت کے کہ گواہ کر لیے ہون واپس نہین لے سکتا ہو یہ سراج الوہاج مین ہو۔ اور اگر صغیر کا مال عقار[5] یا چادرین یا کپڑے ہون اور اُسکے نفقہ مین اُنکے فروخت کی ضرورت پڑی تو باپ کو اختیار ہو کہ یہ سب جو ہو

---

[1] مثلاً مجبور باپ یا ماں کا نفقہ بیٹے پر فرض کیا گیا ۱۲ منہ [3] یعنی خواہ عقار ہو یا عروض ہو اور یہ مراد نہین ہو کہ کل فروخت کر سکتا ہو بعض نہین ۱۲ منہ [4] یعنی اول مرتبہ مین ۱۲ [2] یعنی نہ بقدر قرضہ نہ کم نہ زیادہ ۱۲ منہ

فروخت کرے اور اُسکے نفقہ مین خرچ کرے یہ ذخیرہ مین ہی۔ ایک صغیر کا باپ تنگدست ہی اور دادا
مالدار ہی اور صغیر کا مال ہی مگر غائب ہی تو دادا کو حکم دیا جائیگا کہ اسکو نفقہ دے اور مال اسکے باپ پر
قرضہ ہوگا پھر باپ اس قرضہ کو مال صغیر سے واپس لیگا اور اگر صغیر کا کچھ مال نہو تو یہ اُسکے باپ پر قرضہ ہوگا
کذا فی فتاویٰ قاضیخان وکذا فے القدوری اور صحیح مذہب یہ ہی کہ فقیر باپ میت مین شمار ہی یعنے ایسی صورت
مین نفقہ اسکے دادا پر واجب ہوگا اور دادا پر نفقہ واجب ہونے کے حق مین باپ فقیر میت مین شمار ہوگا یہ
ذخیرہ مین ہی۔ اور اگر باپ لنجا ہو اور صغیر کا کچھ مال نہین ہی تو نفقہ کا حکم دادا پر دیا جائیگا اور دادا اسکو کسی
سے واپس نہین لے سکتا ہی اور اسیطرح اگر صغیر کی ماں خوشحال ہو یا نانی خوشحال ہو اور باپ تنگدست
ہو تو اس عورت کو حکم دیا جائیگا کہ اس صغیر کو نفقہ دے اور یہ اُسکے باپ پر قرضہ ہوگا بشرطیکہ باپ لنجا نہ ہو
اور اگر لنجا ہوگا تو اسپر کچھ واجب نہوگا اور کافر پر اپنے ولد صغیر مسلمان کے نفقہ دینے کے واسطے جبر کیا
جائیگا اور اسیطرح مسلمان پر اپنے فرزند کافر لنجے (معذور ۱۲) کے نفقہ دینے کے واسطے جبر کیا جائیگا یہ فتاوے
قاضیخان مین ہی۔ اور صغیر کی ماں بہ نسبت اور اقارب کے تحمل نفقہ کے واسطے مقدم ہی چنانچہ اگر
باپ تنگدست ہو اور ماں مالدار ہو اور صغیر کا دادا بھی مالدار ہی تو ماں کو حکم دیا جائیگا کہ اپنے مال سے
اسکے نفقہ مین خرچ کرے پھر اسکے باپ سے واپس لیگی اور دادا کو یہ حکم نہ دیا جائیگا یہ ذخیرہ مین ہی۔ اور
اگر ماں نے اولاد کو بقدر نصف کفایت کے دیا تو باپ سے اسیقدر واپس لیگی یہ خلاصہ مین ہی۔ اور
اگر اولاد کے باپ تنگدست کا بھائی مالدار ہو تو بھائی کو حکم دیا جائیگا کہ اپنے بھائی کی اولاد کو نفقہ دے
پھر اولاد کے باپ سے واپس لیگا یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی اولاد نرینہ جب اس حد تک پہونچ جاوے کہ کمائی
کر سکے حالانکہ فی ذاتہ وہ لائق نہو تو باپ کو اختیار ہوگا کہ انکو کسی کام مین دیدے تاکہ وہ کماوین یا انکو
اجارہ دیدے پھر انکی اُجرت و کمائی سے انکو نفقہ دے۔ اور اولاد اناث یعنے مونث کے حق مین باپ کو
اختیار نہین ہی کہ انکو کسی کار یا خدمت کے واسطے مزدوری پر دیدے یہ خلاصہ مین ہی۔ پھر نرینہ اولاد
کو اگر کسی کار مین سپرد کردیا اور اُنھون نے مال کمایا تو باپ اُنکی کمائی لیکر انکی ذات پر اُسمین سے خرچ
کریگا اور جو اُنکے خرچ سے باقی رہیگا وہ اُنکے لیے حفاظت سے رکھ چھوڑیگا یہانتک کہ وہ بالغ ہون
جیسے اور املاک کی بابت حکم ہے اور اگر باپ مبذر و مسرف یعنے بیجا خرچ کنندہ ہو
کہ وہ امانت داری کے لائق نہ سمجھا جاوے تو قاضی یہ مال اُس کے ہاتھ سے لے کر اپنے امین کے
پاس رکھیگا کہ جب وہ بالغ ہوجاوین تو اُنکو سپرد کردیگا یہ محیط مین ہے۔ اور امام حلوانی نے
فرمایا کہ اگر پسر بزرگون کی اولاد سے ہو اور اُسکو لوگ مزدوری پر نہ لیتے ہون تو وہ عاجز ہے اور
ایسے ہی طالب علم لوگ اگر کمائی سے عاجز ہون کہ اُس کی طرف راہ نہ پاتے ہون تو اُن کے
باپون کے ذمہ سے اُن کا نفقہ ساقط نہ ہوگا بشرطیکہ وہ علوم شرعیہ حاصل کرتے ہون نہ یہ کہ خلافیات

رکیکہ و ہذیان فلاسفہ کی تحصیل مین مشغول ہون حالانکہ ایسے ہین کہ علوم شرعی کی اہلیت رکھتے ہین پس باپ کے ذمہ سے انکا نفقہ ساقط ہی اور اگر ایسا نہو تو باپ کے ذمہ نفقہ واجب ہوگا یہ وجیز کردری مین ہی۔ اور اناث یعنے لڑکیون کا نفقہ انکے باپون پر مطلقاً واجب ہی جب تک انکا نکاح نہو جاوے بشرطیکہ ان کا خود کچھ مال نہو یہ خلاصہ مین ہی۔ اور ترینہ اولاد بالغ کا نفقہ باپ پر واجب نہین ہے الا اس صورت مین کہ پسر بسبب لنجے ہونے یا کسی مرض کے کمائی سے عاجز ہو اور جو کام کر سکتا ہے مگر اچھا نہین کرتا خراب کرتا ہی وہ بمنزلہ عاجز کے ہی یہ فتاوے قاضیخان مین ہی۔ اور پسر کی جورو کا نفقہ بھی باپ پر لازم ہی بشرط آنکہ پسر فقیر ہو یا لنجا ہو اسوجہ سے کہ یہ بھی کفایت صغیر مین داخل ہی اور مبسوط مین مذکور ہی کہ پسر کی زوجہ کو نفقہ دینے کے واسطے باپ پر جبر نہین کیا جا سکتا ہی یہ اختیار شرح مختار مین ہی۔ مرد بالغ اگر لنجا ہو یا اُسکو گٹھیا ہو یا دونون ہاتھ شل ہون کہ اُسنے کام نہین کر سکتا ہی یا معتوہ ہو یا مفلوج ہو پس اگر اسکا کچھ مال ہو تو نفقہ اسکے مال سے واجب ہوگا اور اگر نہو اور اسکا باپ مالدار اور ماں مالدار ہو تو اُسکا نفقہ باپ پر واجب ہوگا اور جب اُسنے قاضی سے درخواست کی کہ میرے واسطے میرے باپ پر نفقہ فرض کردے تو قاضی اُسکی درخواست کو قبول کرکے فرض کریگا اور جو کچھ وہ باپ پر فرض کریگا باپ اسی پسر بالغ کو دیدیگا یہ محیط مین ہی۔ اور اگر شوہر سے اُسکی عورت نے اولاد صغیر کے نفقہ سے صلح کرلی تو صحیح ہی خواہ اولاد کا باپ تنگدست ہو یا خوشحال ہو پھر اسکے بعد دیکھا جائیگا کہ جسپر صلح واقع ہوئی اگر وہ اُنکے نفقہ سے زائد ہو تو اسمین دو صورتین ہین اگر اسقدر زائد ہو کہ لوگ اپنے انداز کرنے مین ایسا خسارہ اُٹھا جاتے ہین باین طور کہ وہ اندازہ کرنیوالون کی انداز کے اندر داخل ہو کہ جو بقدر کفایت نفقہ کا اندازہ کرین تو ایسی زیادتی عفو ہی اور اگر زیادتی ایسی زائد ہو کہ اندازہ کرنے والون کے اندازہ مین داخل نہو بلکہ زائد ہو تو ایسی زیادتی شوہر کے ذمہ سے طرح دیدیجائیگی اور اگر صلح کم مقدار پر ہوا اور کمی ایسی ہو کہ اُنکے نفقات مین کافی نہو سکے تو مقدار مین بقدر اُنکی کفایت کے بڑھا دیا جائیگا یہ ذخیرہ مین ہی۔ اور اگر کوئی مرد غائب ہو اور اسکا مال موجود و حاضر ہو تو قاضی اُس مین سے کسی کو خرچ کر لینے کا حکم نہ دیگا الا چند لوگون کو اور وہ یہ ہین ماں و باپ اور اولاد صغیر فقیر خواہ مذکر ہون یا مؤنث ہون اور اولاد کبیر مین سے ایسے مذکرون کو جو فقیر ہین اور کسب سے عاجز ہین اور اولاد کبیر مؤنثون کو اور زوجہ کو۔ پھر اگر مال ان لوگون کے پاس حاضر ہو اور نسب معروف ہو یا قاضی کو معلوم ہو

؎ قال المترجم اس سے نکلتا ہی کہ ہمارے زمانہ مین جو طالب العلم میبذی و صدرہ و شمس بازغہ و دیگر کتب حکمت و فلاسفہ و نیز شرح ملا حسن رحمہ اللہ و قاضی مبارک و غیرہ کتب منطق جو محض منطق نہین بلکہ مخصوص بدقائق فلسفہ ہین تحصیل کرتے ہین اُنکے باپون کو اُنکا نفقہ دینا واجب نہین بلکہ تطوع بیجا ہی اور اصل حالت تو یہ ہی کہ مطمح نظر و مقصود اصل اکثر کے نزدیک یہی علوم ہین کہ جنپر اطلاق علم در واقع جہل ہے واللہ تعالے یقول الحق و ھو یہدی السبیل ۱۲ منہ ؎ یعنے اگر علم شرعیہ حاصل کرتے ہین مگر انکی کمائی کی راہ بھی لکھی ہے تو انکا نفقہ باپ کے ذمہ واجب نہین ہے ۱۲ منہ ؎ مال کی یہ صورت لکھے کہ مثلاً اُنھون نے میراث مین روپیہ و جائداد وغیرہ پائی ۱۲ منہ رحمہ اللہ

تو قاضی انکو اس مال سے خرچ کر لینے کا حکم دیدیگا اور اگر قاضی کو نسب معلوم نہوا اور بعض نے ان مین سے چاہا کہ قاضی کے حضور مین بذریعہ گواہون کے ثابت کرے تو اس کی طرف سے گواہ مقبول نہ ہونگے اور نیز اگر مال ان لوگون کے پاس حاضر نہ ہو بلکہ کسی کے پاس ودیعت ہوا اور وہ اقرار کرتا ہی تو بھی ان لوگون کو قاضی حکم دیگا کہ اس مین سے خرچ کرین۔ اسیطرح اگر اسکا مال کسی پر قرضہ ہوا اور وہ اقرار کرتا ہے تو بھی یہی حکم ہی۔ اور اگر ودیعت والا یا قرضدار منکر ہوا اور ان لوگون نے چاہا کہ ہم بذریعہ گواہون کے ثابت کرین تو قاضی گواہون کی سماعت نہ کریگا۔ اور یہ سب اُسوقت ہی کہ مال مذکور از جنس نفقہ ہو یعنی درم و دینار و اناج وغیرہ یہ بدائع مین ہی۔ اور اگر غائب کا مال اُسکے والدین یا فرزند یا زوجہ کے پاس ہوا اور وہ از جنس نفقہ ہو جسکے یہ لوگ مستحق ہین پس اُنھون نے اس مین[1] سے خرچ کر لیا تو جائز ہے اور ضامن نہ ہونگے۔ اور اگر انکے سوائے دوسرے کے پاس ہوا اور اُسنے قاضی کے حکم سے ان لوگون کو دیا کہ اُنھون نے اپنے نفقہ مین خرچ کیا تو دینے والا ضامن نہوگا اور اگر اُسنے بغیر حکم قاضی دیدیا تو ضامن ہوگا اور یہ اُسوقت ہی کہ جو غائب چھوڑ گیا ہے وہ انکے حق کی جنس سے ہوا اور اگر اُن کے حق کی جنس سے نہو اور اُنھون نے چاہا کہ اپنے نفقات کے واسطے اس مین سے کوئی چیز فروخت کرین تو بالاجماع سوائے فرزند محتاج کے اور کوئی اس غائب کے عقار یا عروض کو نفقہ کے لیے فروخت نہین کرسکتا ہی مگر محتاج باپ کو استحساناً اختیار ہی کہ اسکے مال منقولہ کو اپنے نفقہ کے واسطے فروخت کرے لیکن عقار کو فروخت نہین کرسکتا ہی الا اس صورت مین کہ ولد غائب صغیر ہو یہ قول امام ابوحنیفہ کا کتاب المفقود مین مذکور ہی۔ اور اسپر اجماع ہے کہ جسپر نفقہ واجب ہے جب وہ حاضر ہو تو کسی کو اُسکے عقار یا عروض کے بیچنے کا اختیار نہین ہی یہ محیط مین ہی۔ اور اگر باپ مر گیا اور بہت قسم کا مال چھوڑا اور اولاد صغیر چھوڑی تو اولاد کا نفقہ اُنکے حصون مین سے ہوگا اور اسیطرح ہر مستحق نفقہ جو وارث ہو اُسکا نفقہ اُسکے حصۂ میراث مین سے ہوگا اور اسیطرح میت کی جورو کا نفقہ بھی اُسکے حصۂ میراث سے ہوگا خواہ وہ حاملہ ہو یا نہ ہوا اور بعد اس کے دیکھا جائیگا کہ اگر میت نے کسی شخص کو وصی مقرر کیا ہی تو وصی ان اولاد صغار کو انکے حصون سے نفقہ دیگا اور اگر کسی کو وصی نہین کیا ہی تو قاضی بلحاظ وسعت و تنگی مال کے ان اولاد صغار مین سے ہر ایک کے واسطے اُسکی حاجت کے قدر نفقہ مقرر کر دیگا۔ اور صغیر کے واسطے خادم خرید دیگا اگر اُسکی ضرورت ہوگی اسواسطے کہ یہ بھی منجملہ اسکے مصالح کے ہی اور ایسے ہی ہر چیز کا حکم جو اسکے مصالح سے ہو یہی ہے کہ قاضی اس صغیر کے واسطے اسکے حصہ سے خرید دیگا۔ اور اگر میت نے کسی کو وصی نہین کیا اور اسکی اولاد صغار و کبار دونون ہین تو انمین سے ہر ایک کا نفقہ اُسکے حصۂ میراث سے ہوگا جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے اور قاضی اُسکے مال مین ایک وصی مقرر کر دیگا اور اگر شہر مین کوئی قاضی نہ ہوا اور کبیر اولاد نے

---

[1] یعنی بقدر معروف ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالےٰ علیہ۔

صغیر اولاد کو اُنکے حصون مین سے نفقہ دیا تو اس نفقہ کے وہ لوگ ضامن ہونگے اور یہ حکم قضاءً ہے ورنہ فیما بینہم و بین اللہ تعالےٰ ضامن نہ ہونگے یہ ذخیرہ مین ہے۔ اور ہمارے مشائخ نے فرمایا کہ دو شخص سفر مین تھے پس ایک پر بیہوشی طاری ہوئی اور دوسرے نے اس بیہوش کے مال سے اُسی کی حاجت مین صرف کیا تو استحسانًا ضامن نہوگا اور اسیطرح اگر ایک مرگیا اور دوسرے نے اُسی کے مال سے اُسکی تجہیز و تکفین کردی تو بھی استحسانًا ضامن نہ ہوگا اسیطرح ماذون غلامون کا حکم ہے کہ اگر او رشہرون مین ہون اور ان کا مولی مرگیا پس اُنھون نے راہ مین خرچ کیا تو ضامن نہ ہونگے مگر قضاءً ضامن ہونگے یہ خلاصہ مین ہے۔ اور اگر اولاد کبیر نے اولاد صغیر کو نفقہ دیا پھر اسکا اقرار نہ کیا اور جسقدر ان صغیر کا حصہ باقی ہے اسی کا اقرار کیا تو امید ہے کہ ان اولاد کبار پر کچھ لازم نہ آوے۔ اور اسیطرح اگر کوئی مرگیا اور کسیکو وصی نہین کیا اور اسکی اولاد صغار موجود ہے اور اسکا کچھ مال دوسرے کے پاس ودیعت ہے تو قضاءً اُسکو یہ اختیار نہین ہے کہ مودع کی اولاد مذکور کو اسمین سے نفقہ دے اور مال میت سے محسوب کرے اور اگر اُسنے مال میت سب انکو نفقہ مین دیا پھر قسم کھائی کہ مجھپر میت کا کچھ مال نہین ہے تو مجھے امید ہے کہ آخرت مین اُس سے مواخذہ نہوگا یہ وجیز کردری مین ہے

فصل پنجم نفقہ ذوی الارحام کے بیان مین

فرمایا کہ مالدار بیٹا اپنے محتاج والدین کو نفقہ دینے کے واسطے مجبور کیا جائیگا خواہ دونون مسلمان ہون یا ذمی ہون خواہ دونون کمائی کرنے پر قادر ہون یا قادر نہون بخلاف اسکے اگر اسکے والدین حربی ہون کہ امان لیکر دارالاسلام مین آئے ہون تو یہ حکم نہین ہے اور مالدار بیٹے کے ساتھ والدین کو نفقہ دینے مین کوئی شریک[1] نہ کیا جائیگا یہ عتابیہ مین ہے۔ اور امام ابو یوسف رحمہ سے جو روایت ہے اسمین مذکور ہے کہ مالدار ہوتا یہ ہے کہ مالک نصاب ہو اور اسی پر فتوےٰ ہے اور نصاب سے وہ نصاب[2] مراد ہے جسکے ہونے پر صدقہ سے محروم ہوتا ہے یہ ہدایہ مین ہے۔ اور اگر ذکور و اناث مختلط ہون یعنے اولاد مین ذکور مالدار و اناث مالدار ہون تو والدین کا نفقہ دونون فریق[مذکر و مؤنث ١٢] پر برابر ہوگا یہ ظاہر الروایۃ مین ہے اور اسی کو فقیہ ابو اللیث رح نے ذکر کیا ہے اور اسی پر فتوےٰ دیا جاتا ہے یہ وجیز کردری مین ہے۔ اور اگر فقیر کے دو پسر ہون ایک بہ نسبت دوسرے کے زیادہ مالدار ہو اور دوسرا فقط نصاب کا مالک ہو تو اسکا نفقہ ان دونون پر یکسان واجب ہوگا اور اگر دونون مین سے ایک مسلمان ہو اور دوسرا ذمی ہو تو بھی نفقہ دونون پر مساوی ہوگا یہ فتاوےٰ قاضیخان مین ہے۔ شمس الائمہ نے کہا کہ ہمارے مشائخ کا قول ہے کہ دونون پر نفقہ جب ہی برابر ہوگا کہ جب دونون کی مالداری مین خفیف تفاوت ہو اور اگر دونون مین بہت تفاوت کھلا ہوا ہو تو واجب ہے کہ دونون پر جسقدر نفقہ مفروض کیا جاوے اس مین بھی تفاوت ہو یہ ذخیرہ مین ہے۔ پھر

[1] یعنے شرعی حکم سوا اپنے بیٹے کے دوسرون پر یہ لازم نہین ہوگا کہ خواہ مخواہ پسر کے ساتھ شریک ہون ١٢ منہ [2] قولہ نصاب یعنے وہ نصاب مراد نہین ہے جسپر زکوٰۃ فرض ہوتی ہے اور مصارف زکوٰۃ کا باب دیکھو ١٢ منہ

جب قاضی نے دونون پر نفقہ مقدر کر دیا پھر دونون مین سے ایک نے باپ کو نفقہ دینے سے انکار کیا
تو قاضی دوسرے کو حکم دیگا کہ پورا نفقہ اپنے باپ کو دے اور پھر بقدر حصہ دوسرے کے جس نے نہین
دیا ہے اُس سے واپس لے۔ اور اگر کسی مرد کی جو تنگدست و محتاج ہی زوجہ ہو اور یہ اسکے پسر بالغ مالدار کی
مان نہین ہی تو پسر مذکور اپنے باپ کی جورو کو نفقہ دینے پر مجبور نہ کیا جائیگا اسیطرح اگر باپ کی
ام ولد ہو یا باندی ہو تو بھی انکو نفقہ دینے پر وہ مجبور نہ کیا جائیگا الا اس صورت مین کہ باپ مریض یا ایسا ضعیف
ہو کہ اپنی ذاتی خدمت مین کسی خادمہ کا محتاج ہو جو اُسکے کار ضروری کو سر انجام دے اور اسکی خدمت
کرے تو ایسی صورت مین پسر مذکور اُسکی خادمہ کے نفقہ دینے پر مجبور کیا جائیگا خواہ یہ خادمہ اسکی منکوحہ
ہو یا باندی ہو یہ محیط مین ہی۔ اگر باپ محتاج فقیر ہو اور اُسکی اولاد صغیر محتاج ہون اور پسر کبیر مالدار ہو
تو یہ بیٹا اپنے باپ اور اُسکی اولاد صغار کے نفقہ دینے پر مجبور کیا جائیگا یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اور مان اگر
فقیرہ ہو تو پسر پر اسکا نفقہ لازم ہی اگرچہ خود تنگدست ہو اور مان لنجی نہ ہو۔ اور اگر پسر کو صرف اسقدر
استطاعت ہو کہ والدین مین سے ایک کو نفقہ دے سکتا ہی دونون کو نہین دے سکتا ہی تو مان اُس
نفقہ کی زیادہ مستحق ہی یعنے اسی کو دیا جائیگا۔ اور اگر کسی مرد کا باپ و صغیر بیٹا ہو اور وہ فقط ایک کے
نفقہ دینے کی استطاعت رکھتا ہی تو بیٹے ہی کو دیگا۔ اور اگر اسکے والدین ہون اور وہ ان مین سے
کسی کے نفقہ دینے کی استطاعت نہین رکھتا ہی تو جو کچھ وہ کھاوے اسکے ساتھ یہ بھی کھاوینگے۔ اور
اگر بیٹا مالدار ہی اور باپ کو زوجہ کی ضرورت ہی تو اُسپر واجب ہی کہ اُسکا نکاح کر دے یا اُسکے واسطے
باندی خرید دے۔ اور اگر باپ کی دو زوجہ یا زیادہ ہون تو پسر مالدار پر فقط ایک زوجہ کا نفقہ واجب
ہوگا کہ جسکو وہ باپ کو دیدیگا پھر باپ اسقدر نفقہ کو ان سب پر تقسیم کر دیگا یہ جوہرۂ نیرہ مین ہے۔
امام ابو یوسفؒ نے فرمایا کہ اگر پسر فقیر کماتا ہو اور باپ لنجا ہو تو وہ بیٹے کے روزینہ مین بطور معروف
شریک ہو جائیگا اسواسطے کہ اگر وہ مشارک نہوا تو باپ کے حق مین تلف کا خوف ہی اور امام خصاف
رحمہ اللہ نے ادب القاضی مین ذکر فرمایا ہی کہ اگر باپ فقیر ہو اور کماؤ نہو اور بیٹا فقیر کماؤ ہو پس باپ
نے قاضی سے کہا کہ میرا بیٹا اسقدر کماتا ہی کہ مجھے اس مین سے نفقہ دے سکتا ہی تو قاضی اُسکے بیٹے کی
کمائی کو دیکھیگا پس اگر اسکی کمائی مین اُسکے روزینہ سے زیادتی ہو تو بیٹا اس مین سے باپ کو نفقہ دینے
پر مجبور کیا جائیگا اور اگر اُسکے روزینہ سے زیادتی نہ ہو تو پسر پر کچھ واجب نہین ہے۔ اور یہ حکم قضاءً
ہے اور براہ دیانت پسر کو حکم دیا جائیگا کہ کھلاوے۔ اور یہ حکم اُسوقت ہی کہ بیٹا تنہا ہو اور اگر جورو
اور چھوٹے بچے ہون تو پسر پر جبر کیا جائیگا کہ باپ کو بھی انہین داخل کرے اور مثل اپنے ایک عیال کے
قرار دے مگر اس امر پر مجبور نہ کیا جائیگا کہ باپ کو علیحدہ کچھ دیا کرے اور اگر باپ کماؤ ہو تو آیا پسر
کو کمانے و نفقہ دینے کا حکم کیا جائیگا یا نہین تو اس مین اختلاف کیا گیا ہی اور بعض نے فرمایا ہی کہ

جبر کیا جائیگا یہ محیط سرخسی مین ہے۔ اور دادا کے حق مین استحقاق نفقہ کے واسطے بنا بر ظاہر الروایہ کے فقط فقر کا اعتبار ہے اور کچھ نہین جیسا کہ باپ کے حق مین ہے اور نانا مثل دادا کے ہے اور ایسے ہی دادیان ونانیان مستحق نفقہ ہین اور دادی ونانی کے حق مین بھی استحقاق نفقہ کے لیے وہی معتبر ہے جو دادا نانا کے حق مین ہے یہ محیط مین ہے اور نفقہ ہر ذی رحم محرم کے واسطے ثابت وواجب ہے بدین شرط کہ وہ صغیر فقیر ہو یا عورت بالغہ فقیرہ ہو یا مرد فقیر لنجا ہو یا اندھا ہو پس یہ نفقہ بحساب قدر میراث کے واجب ہوگا اور اسپر اس نفقہ دینے کے واسطے جبر کیا جائیگا یہ ہدایہ مین ہے اور میراث کا درحقیقت ہونا معتبر نہین ہے بلکہ اہلیت ارث معتبر ہے یہ نقایہ مین ہے۔ اور اگر ذوی الارحام غنی ہون تو انہین سے کسی کو نفقہ دینے کا حکم نہ کیا جائیگا اور مردان ذوی الارحام جو بالغ ہون اور تندرست ہون انکے نفقہ کے واسطے کسی پر حکم نہ دیا جائیگا اگرچہ سردست فقیر ہون اور عورتین ذوی الارحام حالانکہ بالغہ ہون انکے واسطے نفقہ واجب ہے اگرچہ تنگدست ہون درصورتیکہ وہ نفقہ کی محتاج ہون یہ ذخیرہ مین ہے۔ اور شوہر کے ساتھ اپنی زوجہ کو نفقہ دینے مین کوئی شریک نہ کیا جائیگا اور اگر عورت کا شوہر تنگدست ہوا اور بیٹا جو دوسرے شوہر سے ہے مالدار ہو یا باپ یا بھائی مالدار ہون تو اس عورت کا نفقہ اسکے شوہر پر ہوگا باپ وبیٹے وبھائی پر نہوگا ولیکن اسکے باپ یا بیٹے بھائی کو حکم دیا جائیگا کہ اس عورت کو نفقہ دے پھر جب اسکا شوہر آسودہ حال ہوجاوے تو اس سے واپس لے یہ بدائع مین ہے۔ اور مرد فقیر کا والد و اسکے بیٹے کا بیٹا دونون مالدار ہون تو اسکا نفقہ اسکے والد پر واجب ہوگا اور اگر مرد فقیر کی دختر و پوتا دونون مالدار ہون تو اسکا نفقہ خاصۃً اسکی دختر پر ہوگا اگرچہ میراث ان دونون مین مساوی پہونچتی ہے اور اگر مرد فقیر کی دختر کی دختر یا دختر کا بیٹا اور سگا بھائی ایک مان وباپ سے مالدار ہون تو اسکا نفقہ اسکی دختر کی اولاد پر ہوگا خواہ لڑکی ہو یا لڑکا ہو اگرچہ مستحق میراث بھائی ہے نہ دختر کی اولاد۔ اور اگر مرد فقیر کا والد و فرزند[ص] ہو اور دونون مالدار ہون تو اسکا نفقہ اسکے ولد پر واجب ہوگا اگرچہ دونون قربت مین یکسان ہین لیکن پسر کی جانب ترجیح ہے باین معنے کہ ثابت ہوا ہے کہ بیٹے کا مال باپ کا ہے اگرچہ اسکے معنے ظاہر مراد نہ ہون مگر ترجیح کے واسطے کافی ہے۔ اور اگر مرد فقیر کا دادا و پوتا موجود ہو اور دونون مالدار ہون تو اسکا نفقہ ان دونون پر بقدر انکی میراث کے واجب ہوگا یعنے دادا پر چھٹا حصہ اور باقی پوتے پر ہوگا اور اگر مرد فقیر کی دختر وسگی بہن دونون مالدار ہون تو اسکا نفقہ اسکی دختر پر ہوگا اگرچہ میراث مین دونون مساوی[ل] ہین

سل یہ کتاب الفرائض مین مذکور ہے خلاصہ یہ کہ بہن دختر کے ساتھ عصبہ ہے پس نصف دختر کا اور باقی بہن کا ہوا تو ہر ایک کو نصف نصف پہونچا ۱۲ عـه یعنے پردادی وپرنانی وغیرہ بھی شامل ہین ۱۲ منہ عـه یعنے نفقہ محتاجگی ۱۲ سـه یعنے نفقہ دینے والا وارث ہونے کی اہلیت رکھتا ہو اگرچہ کسی وجہ پر ہو نہ بالفعل ۱۲ منہ للعـه فقیرہ ہونے کی صورت مین ۱۲ منہ صـه خواہ بیٹا یا بیٹی ۱۲

اور اسیطرح اگر مرد فقیر کا بیٹا نصرانی اور بھائی مسلمان ہو اور دونون مالدار ہون تو نفقہ پسر پر واجب ہوگا اگرچہ میراث بھائی پر پہونچتی ہی۔ اسیطرح اگر مرد فقیر کی دختر و مولی العتاقہ دونون مالدار موجود ہون تو نفقہ اُسکی دختر پر واجب ہوگا اگرچہ میراث مین دونون مساوی ہین۔ اسیطرح اگر فقیرہ عورت کی دختر و سگی بہن دونون مالدار ہون تو اسکا نفقہ اُسکی دختر پر واجب ہی اگرچہ میراث مین دونون مساوی ہین یہ محیط مین ہی۔ اور اگر مرد فقیر کی مان و دادا دونون مالدار ہون تو اُسکا نفقہ ان دونون پر بقدر حصہ میراث کے واجب ہوگا یعنے ایک تہائی مان پر اور دو تہائی دادا پر واجب ہوگا اور اسیطرح اگر مان و سگا بھائی دونون مالدار ہون تو بھی یہی حکم ہی اور اسیطرح اگر مان و سگے بھائی کا بیٹا یا سگا چچا یا کوئی عصبہ دیگر مالدار ہون تو دونون پر بقدر انکے حصہ میراث کے تین تہائی واجب ہوگا۔ اور اگر مرد فقیر کی نانی و دادا ہو تو نفقہ ان دونون پر چھ حصہ ہوکر ایک حصہ نانی پر اور پانچ حصے دادا پر واجب ہوگا۔ اور اگر اسکا چچا سگا اور پھوپھی سگی مالدار ہون تو نفقہ چچا پر ہوگا نہ پھوپھی پر۔ اور اسیطرح اگر اُسکا سگا چچا اور سگا ماموں ہو تو نفقہ چچا پر ہوگا نہ ماموں پر۔ اور اگر مرد فقیر کی سگی پھوپھی اور اسکا ماموں موجود ہو تو نفقہ ان دونون پر تین تہائی واجب ہوگا یعنے دو تہائی پھوپھی پر اور ایک تہائی ماموں پر اور اسیطرح اگر اسکا ماموں و خالہ سگی موجود ہون تو بھی نفقہ ان دونون پر تین تہائی واجب ہوگا۔ اور اگر اسکا ماموں سگا اور سگے چچا کا بیٹا ہو تو نفقہ ماموں پر واجب ہوگا اگرچہ میراث اسکے چچازاد بھائی کو ملیگی اور وجہ یہ ہی کہ نفقہ واجب ہونے کی شرط یہ ہی کہ اسپر واجب ہوتا ہی کہ جو ذی رحم محرم اہل میراث ہو اور اگر ذی رحم غیر محرم مثل اولاد چچا کے موجود ہو یا محرم ہو مگر ذی رحم نہو جیسے رضاعی بھائی بہن یا ذی رحم محرم ہو مگر محرم ہونا اسکا از راہ قرابت نہو جیسے چچا کی اولاد اسکی دودھ شریکی ہوکر محرم ہوگئی تو ایسی صورت مین اسپر نفقہ واجب نہوگا یہ شرح طحاوی مین ہی۔ اور اگر شخص فقیر کے تین بھائی متفرق ہون یعنے ایک بھائی عینی سگا مان باپ سے دوسرا علاتی فقط باپ کی جانب سے تیسرا اخیافی فقط مان کی جانب سے تو اسکا نفقہ اسکے عینی بھائی اور اخیافی بھائی پر واجب ہوگا اسطرح کہ بحساب میراث کے ایک چھٹا حصہ اخیافی بھائی پر اور باقی اُسکے عینی بھائی پر ہوگا اور اگر مرد فقیر کی پھوپھی و خالہ و چچا موجود ہون تو اسکا نفقہ اُسکے چچا پر ہوگا اور اگر چچا خود تنگدست ہو تو اُسکا نفقہ اُسکی پھوپھی و خالہ پر مساوی واجب ہوگا۔ اور اصل اس باب مین یہ ہی کہ جو شخص اہل میراث مین سے کل میراث بسبب عصبہ ہونے کے لینے والا تھا جب وہ تنگدست ہو تو ایسا قرار دیا جائیگا کہ گویا وہ مرگیا ہی اور جب وہ مرا ہوا قرار دیا گیا تو باقیون کا جو استحقاق اسکے مرجانے کی صورت مین میراث کا پیدا ہوا ہی اسی حساب سے انپر نفقہ واجب ہوگا۔ اور جو شخص تمام میراث نہین بلکہ بعض میراث کا لینے والا ہی وہ تنگدستی کی

سلہ قال المترجم یعنے دو تہائی ماموں پر اور ایک تہائی خالہ پر بحساب میراث کے ولیکن سابق مین گذرا کہ ظاہر الروایۃ کے موافق مالدار لڑکی اور مالدار پسر پر والدین کا نفقہ مساوی ہی نہ بحساب میراث فتامل فیہ ۱۲ منہ عہ نصف نصف کے مستحق ہین ۱۲ عہ یا دادی وغیرہ ۱۲

صورت مین مثل مردہ کے قرار نہ دیا جائیگا پس باقیون پر اسی قدر حساب سے نفقہ واجب ہوگا جسطرح وہ
اس مفلس وارث کے ساتھ میراث کے مستحق ہین۔ اور اس اصل کا بیان مثال مین اسطرح ہی کہ ایک مرد
تنگدست کمائی سے عاجز ہی اور اُسکا ایک بیٹا بھی تنگدست کمائی سے عاجز ہی یا صغیر ہی اور اُسکے تین بھائی
متفرق مالدار ہین تو اس فقیر کا نفقہ اسکے عینی و اخیافی بھائی پر چھ حصے ہوکر واجب ہوگا کہ چھٹا اسکے اخیافی
بھائی پر اور باقی اسکے سگے بھائی پر واجب ہوگا اور اسکے بیٹے کا نفقہ اُسکے سگے بھائی پر خاصۃً واجب
ہوگا۔ اور اگر اسکی تین بہنین متفرقہ ہون تو اسکا نفقہ ان بہنون پر پانچ حصے ہوکر واجب ہوگا جنمین سے
تین حصے سگی بہن پر اور ایک حصہ علاتی اور ایک حصہ اخیافی بہن پر واجب ہوگا جیسے کہ انکی میراثون کی
مقدار ہی اور اُسکے پسر مذکور کا نفقہ اسکی سگی بہن پر خاصۃً واجب ہوگا۔ اور اگر مسئلہ مذکورہ مین بجائے
پسر کے دختر فرض کی جائے اور باقی صورت بحالہ رہے تو متفرق بھائیون کی صورت مین اس مرد فقیر کا نفقہ
اُسکے سگے بھائی پر اور متفرق بہنون کی صورت مین سگی بہن پر واجب ہوگا اور اسیطرح دختر مفروضہ کا نفقہ
اس دختر کے سگے چچا یا سگی پھوپھی پر واجب ہوگا یہ بدائع مین ہی۔ اور اگر باپ و بیٹے مین اختلاف ہوا
باپ نے کہا کہ مین تنگدست ہون اور بیٹا کہتا ہی کہ یہ غنی ہی اسکا نفقہ مجھپر واجب نہین ہی۔ تو منتقی مین مذکور
ہے کہ قول بیٹے کا قبول ہوگا اور گواہ باپ کے مقبول ہونگے اور باپ کا یہ قول کہ مین تنگدست ہون
قبول نہوگا اگرچہ ظاہر حال اسکے واسطے شاہد ہو۔ اور اگر پسر نے اقرار کیا کہ وہ غلام تھا پھر آزاد کیا گیا تو
اُسپر نفقہ واجب ہوگا۔ اور اگر بیٹے کے مال سے اپنی ذات پر خرچ کیا پھر بیٹے نے مخاصمہ کیا اور کہا کہ تو نے
درحالت اپنے مالدار ہونے کے میرا مال خرچ کیا ہی اور باپ کہتا ہی کہ مین نے اپنی تنگدستی کی حالت مین
خرچ کر لیا ہی تو فرمایا کہ خصومت کے روز جو حالت باپ کی ہی اُسکو دیکھا جاوے پس اگر وہ تنگدست ہو تو اُسکے
نفقہ مثل[1] تک کی بابت استحساناً اسی کا قول قبول ہوگا اور اگر خوشحال ہو تو بیٹے کا قول قبول ہوگا اور اگر
دونون نے گواہ قائم کیے تو گواہ بیٹے کے قبول ہونگے کذا فی اطلاق المنتقی یہ خلاصہ مین ہی۔ اگر پسر پر اُسکے
باپ کے واسطے روٹی کپڑا فرض کیا گیا پس اُسنے ایک مہینہ کا کھانا اور سال بھر کا کپڑا دیدیا پھر باپ نے کہا
کہ وہ ضائع ہوگیا پس اگر معلوم ہو کہ وہ سچا ہی تو دوبارہ دینے پر جبر کیا جائیگا اور یہی حکم باقی محارم کے نفقہ
مین ہی یہ تاتارخانیہ مین ہی۔ اور اگر باپ محتاج ہو اور بیٹے نے اسکو نفقہ دینے سے انکار کیا اور وہان
کوئی قاضی نہین ہی تو اُسکو اپنے بیٹے کا مال چُرا لینے کا اختیار ہی اور اگر وہان قاضی موجود ہو تو
چُرانے سے گنہگار ہوگا اور اگر بیٹے نے اسقدر دیا کہ اُسکو کافی نہین ہی تو بقدر کفایت چُرا سکتا ہی اور
اگر کفایت سے زائد چُرایا تو گنہگار ہوگا اور اسیطرح اگر محتاج نہو اور بیٹے پر اُسکا نفقہ نہو تو بھی اسکا

---

[1] یعنے جو مال باپ نے خرچ کر لیا اس مین سے اسیقدر کی بابت اسکا قول قبول ہوگا جتنا بطور معروف اسکا نفقہ ہو سکتا ہے اور اس سے زیادہ کا وہ ضامن رہیگا ۱۲ منہ [2] اور بیٹا مردہ تصور کیا جائیگا ۱۲

مال چھڑانا جائز نہین ہی یہ بحر الرائق مین ہے۔ اور اگر باپ کے واسطے مکان وجانور سواری ہو یعنے ملک مین ہو تو ہمارے مذہب مین بیٹے پر نفقہ فرض کیا جائیگا لیکن اگر گھر اُسکی سکونت سے زائد ہو مثلاً وہ اس گھر کے ایک گوشہ مین رہ سکتا ہو تو باپ کو حکم کیا جائیگا کہ زائد فروخت کرکے اپنی ذات پر خرچ کرے پھر جب وہ خرچ ہو چکا اور ہنوز وہ مفلس ہے کوئی آمدنی کی صورت نہ ہوئی تو اب اسکے بیٹے پر اسکا نفقہ فرض کیا جائیگا اسیطرح اگر باپ کے پاس سواری نفیس ہو تو حکم دیا جائیگا کہ اسکو فروخت کرکے کم قیمت سواری خریدے اور باقی کو اپنی ذات پر خرچ کرے پھر جب کم قیمت پر نوبت پہونچ گئی تو اسوقت اسکے بیٹے پر نفقہ فرض کیا جائیگا اور اسمین والدین اور اولاد اور سب محارم یکسان ہین اور یہی صحیح مذہب ہے یہ ذخیرہ مین ہے اور باوجود اختلاف دین کے نفقہ واجب نہین ہوتا ہے سواے زوجہ ووالدین واجداد وجدات کے اور ولد وولد کے ولد کے۔ اور نصرانی پر اپنے بھائی مسلمان کا نفقہ واجب نہوگا اور اسیطرح مسلمان پر نصرانی بھائی کا نفقہ واجب نہوگا یہ ہدایہ مین ہے۔ اور مسلمان یا ذمی اپنے والدین حربی کے نفقہ کے واسطے مجبور نہ کیا جائیگا اگرچہ اُسکے والدین دار الاسلام مین امان لیکر آئے ہون اسیطرح اگر حربی دار الاسلام مین امان لیکر آیا تو وہ اپنے والدین مسلمان یا ذمی کے نفقہ کے واسطے مجبور نہ کیا جائیگا یہ محیط مین ہے اور ذمی لوگ اپنے درمیان نفقہ کی بابت وہی التزام رکھینگے جو اہل اسلام مین ہے اگرچہ باہم ان مین ملتین مختلف ہون یہ محیط سرخسی مین ہے۔ اور اگر ذمی مرد مسلمان ہوگیا اور اُسکی جورو اہل کتاب سے نہین ہے اور اُسنے اسلام سے انکار کیا اور دونون مین تفریق کردی گئی تو اُسکو نفقہ عدت نہ ملیگا اور اگر عورت ہی مسلمان ہوئی اور اُسکے شوہر نے اسلام سے انکار کیا اور دونون مین تفریق کردی تو شوہر پر نفقہ وسکنی عدت تک لازم ہوگا یہ مبسوط مین ہے۔ اور اگر حربی و اُسکی جورو امان لیکر دار الاسلام مین داخل ہوئی اور عورت نے قاضی سے نفقہ طلب کیا تو قاضی اُسکے واسطے شوہر پر نفقہ مقدر نہ کریگا۔ اور سیر کبیر مین فرمایا کہ اگر قاضی نے زوجہ ووالدین وولد کا نفقہ ایسے مسلمان کے مال مین فرض کردیا جو دار الحرب مین اسیر ہے پھر گواہ قائم ہوئے کہ یہ اسیر مرتد ہوگیا اور قاضی کے نفقہ مذکورہ فرض کرنے سے پہلے سے مرتد ہوا ہے تو جو رو نے جو کچھ نفقہ لیا ہے وہ اسکی ضامن ہوگی اور اگر اُسنے کہا کہ میرے نفقہ عدت مین محسوب کرلیا جاوے تو حکم ہوگا کہ تیرے واسطے نفقہ لازم نہین ہے یہ محیط مین ہے۔ ذمی نے اگر محارم مین سے کسی عورت سے نکاح کرلیا اور یہ نکاح اُسکے دین مین جائز ہے پس عورت نے اس مرد سے اپنے نفقہ کا مطالبہ پیش کیا تو بقیاس قول امام اعظمؒ کے قاضی اُسکے واسطے نفقہ فرض کریگا اور اگر نکاح بغیر گواہون کے واقع ہوا تو بالاجماع عورت نفقہ کی مستحق ہوگی یہ ذخیرہ مین ہے۔

فصل ششم ممالیک کے نفقہ کے بیان مین

مولی پر واجب ہے کہ اپنے غلام و باندی کو نفقہ دے خواہ باندی وغلام قن ہون یا مدبر یا ام ولد خواہ صغیر ہو یا کبیر خواہ ہاتھ پاؤن سے

---

[۱] کیونکہ نکاح صحیح نہین ہے ۱۲ منہ [۲] باندی غلام ۱۲

بیکار یا تندرست ہو خواہ اندھا ہو یا آنکھوں والا خواہ کسی کے پاس رہن ہو یا اجارہ پر ہو یہ سراج الوہاج میں ہے اور اگر مولی نے نفقہ دینے سے انکار کیا تو جو مملوک اجارہ پر دیے جانے کے لائق ہے وہ اجارہ پر دیا جائیگا اور مال اجارہ سے اُسکو نفقہ دیا جائیگا اور جو بسبب صغر سنی وغیرہ کے اجارہ دیے جانیکے لائق نہو تو غلام و باندی کی صورت میں مولی کو حکم دیا جائیگا کہ انکو نفقہ دے یا فروخت کرے اور مدبر و ام ولد کی صورت میں مولی پر جبر کیا جائیگا کہ انکو نفقہ دے اور یہی محیط میں ہے۔ اور اگر باندی ایسی ہو کہ وہ کسی سبب سے اجارہ پر نہیں دی جا سکتی ہے مثلاً خوبصورت ہے کہ اسکی وجہ سے فتنہ[۱] پیدا ہونے کا خوف ہے تو مولی پر جبر کیا جائیگا کہ اسکو نفقہ دے یا فروخت کرے یہ فتح القدیر میں ہے۔ اور اگر انکی کمائی انکے خرچ کو کافی نہو تو باقی مولی پر واجب ہوگا اور اگر انکے خرچ سے بچتی ہے تو بچی ہوئی کمائی مولی کی ہوگی یہ سراج الوہاج میں ہے۔ اور رقیق کا نفقہ اسطرح مفروض و مقدر کیا جائیگا کہ اس شہر کا جو غالب[۲] کھانا ہو اس سے بقدر کفایت جسقدر روٹی و اُسکے ساتھ کی چیز انداز کی جا وے وہ واجب کی جائیگی اور یہی لحاظ کپڑے میں ہے۔ اور کپڑے میں یہ جائز نہیں کہ فقط اسی قدر دے کہ اُس سے ستر عورت ہو اور اگر مولی نے اپنے خرچ میں فراخی کے ساتھ اُٹھایا کہ طرح طرح کے کھانے اور عمدہ عمدہ استعمال میں لایا تو اسپر واجب نہیں ہے کہ رقیق کو بھی ایسا ہی دے ہاں مگر مستحب ہے اور اگر مولی بسبب بخل یا ریاضت کے معتاد سے بھی کم کھاتا پہنتا ہے تو اصح قول کے موافق اسپر رقیق کی رعایت بحسب الغالب لازم ہے۔ اور اگر مولی کے چند غلام ہوں تو اسپر واجب ہے کہ انمیں کھانے و کپڑے میں مساوات رکھے اور بعض نے کہا کہ اسکو بیش قیمت نفیس غلام کو تفضیل دینے کا اختیار ہے کہ خسیس و کم قیمت سے اسکو زیادہ دے مگر قول اول اصح ہے اور یہی حکم باندیوں میں ہے۔ اور غلام کو اپنے کھانے پکانے کے واسطے مامور کیا اور وہ پکا لایا تو چاہیے کہ اپنے ساتھ کھانے کے واسطے اُس کو بٹھلائے اور اگر غلام نے بنظر ادب ساتھ کھانے سے انکار کیا تو مولی کو چاہیے کہ اس کھانے میں سے اُسکو بھی دیدے مگر ساتھ بٹھلانا افضل ہے و اقرب بتواضع و مکارم اخلاق ہے یہ سراج الوہاج میں ہے۔ اور جو باندی اسنے استمتاع کے واسطے پسند کر لی ہو اُسکے کپڑے میں بسبب رواج کے زیادتی کر سکتا ہے یہ غایۃ السروجی میں ہے۔ اور رقیقہ کے واسطے مولی پر اسکی طہارت کا پانی خرید دینا واجب ہے یہ جوہرۂ نیرہ میں ہے۔ اور مولی پر اپنے مکاتب کا نفقہ واجب نہیں ہے اور معتق البعض کا جسکا کچھ حصہ آزاد ہو گیا ہو یہی حکم ہے یہ بدائع میں ہے۔ ایک مرد کا ایک غلام ہے کہ اُسکو نفقہ نہیں دیتا ہے پس اگر یہ غلام کمائی کرنے پر قادر ہے تو اُسکو روا نہیں ہے کہ بدون رضامندی مولی کے مولی کا مال کھا وے اور اگر عاجز ہو تو اسکو کھاتا روا ہے۔ اور اگر غلام کمائی کر سکتا ہو مگر مولی نے اُسکو منع کر دیا تو غلام اس سے کہے کہ یا مجھے اجازت دے کہ کمائی کروں یا مجھے نفقہ دے پھر اگر اُسنے اجازت

---

[۱] یعنے اکثر لوگ وہی کھاتے ہوں ۱۲ [۲] خوف زنا سے ۱۲

نہ دی تو اپنے مولی کے مال سے جسطرح پاوے کھاوے یہ تاتارخانیہ مین ہی۔ اور فروخت شدہ غلام کا نفقہ
جب تک مشتری نے قبضہ نہین کیا ہی بائع پر واجب ہی جب تک بائع کے قبضہ مین ہی اور یہی صحیح ہی
اور اگر بیع بخیار رہو تو انجام کار مین جسکی ملک ہوجاوے اُسپر واجب ہوگا اور بعض نے کہاکہ بائع پر
واجب ہی اور بعض نے کہاکہ قرضہ سے اسکا نفقہ دیا جاوے پھر جسکی ملک ہوجاوے وہی ادا کرے یہ
شرح نقایہ برجندی مین ہی۔ غلام ودیعت کا نفقہ اسپر ہے جس نے ودیعت رکھا ہی اور عاریت غلام کا
نفقہ عاریت لینے والے پر ہی یہ بدائع مین ہی۔ اور اگر کسی نے غلام غصب کرلیا تو جب تک اس کے
مولی کو واپس نہ دے تب تک اُسکا نفقہ اسی غاصب پر ہی پس اگر غاصب نے قاضی سے درخواست کی
کہ اسکو نفقہ دینے کا حکم دے یا بیع کر دینے کا تو قاضی اس درخواست کو منظور نہ کریگا لیکن اگر غاصب کی
طرف سے غلام کے حق مین خوف ہو تو قاضی اس غلام کو لیکر فروخت کرکے اُسکا ثمن اپنے پاس رکھ چھوڑیگا
اور اگر زید نے ایک غلام عمرو کے پاس ودیعت رکھا پھر خود غائب ہوگیا کہ سفر کو چلا گیا پھر غلام قاضی کے
پاس آیا اور درخواست کی کہ عمرو کو نفقہ دینے کا حکم دے یا بیع کر دینے کا تو قاضی کو اختیار ہی کہ عمرو کو
حکم کرے کہ اسکو اجارہ پر دے اور اُسکی مزدوری سے اُسکو نفقہ دے اور اگر قاضی نے اسکا بیچنا مصلحت دیکھا
تو فروخت کرے۔ اور غلام مرہون کا اگر رہن ہونا ثابت ہوگیا تو اسکے ساتھ وہی برتاؤ کیا جائیگا جو غلام
ودیعت کے ساتھ مذکور ہوا ہی یہ فتاوئے قاضیخان مین ہی۔ غلام صغیر ایک مرد کے قبضہ مین ہی اُسنے
دوسرے سے کہاکہ یہ تیرا غلام میرے پاس ودیعت ہی اُسنے انکار کیا تو اُس سے قسم لیجائیگی کہ واللہ مین نے
اُسکو ودیعت نہین رکھا ہی پس قابض پر اُسکے نفقہ کا حکم دیا جائیگا اور اگر غلام کبیر ہو تو قابض سے قسم نہ
لیجائیگی اور نفقہ اسپر واجب ہوگا جسکے واسطے اُسکی منفعت ہی خواہ مالک ہو یا غیر مالک ہو یہ غایۃ السروجی
مین ہی۔ اور اگر زید نے وصیت کی کہ میرا غلام عمرو کو دیا جاوے مگر ایک سال تک وہ بکر کی خدمت کرلے
اور وصیت تمام ہوگئی تو ایسے غلام کا نفقہ اسی پر واجب ہوگا جسکے واسطے اُسکی منفعت خدمت ہی اور اگر
وہ صغیر ہو کہ ہنوز لائق خدمت نہین ہوا ہی تو اسکا نفقہ اسپر واجب ہی جو اسکے رقبہ کا مالک ہی یہان تک
وہ خدمت کے لائق ہوجاوے پھر اسکے بعد اسکے مخدوم پر نفقہ واجب ہوگا اسواسطے کہ وہ بغیر عوض کے اسکی
منفعت کا مالک ہوا ہی۔ اور اگر وہ بکر کے پاس مریض ہوگیا تو دیکھا جائیگا کہ اگر مرض مثل لنجے پن وغیرہ کے
ایسا ہی کہ وہ خدمت نہین کرسکتا ہی تو اسکا نفقہ مالک رقبہ پر واجب ہوگا اور اگر ایسا مرض ہی کہ وہ خدمت
کرسکتا ہی تو مستحق خدمت پر واجب رہیگا۔ اور اگر مرض نے طول پکڑا اور قاضی نے مصلحت دیکھی کہ
اسکو فروخت کا حکم دے تو اُسکو فروخت کرکے اُسکے ثمن سے دوسرا غلام خریدے کہ وہ خدمت کرنے مین
اسکا قائم مقام ہو پس اسکا رقبہ بھی اسی کی ملک ہوگا جسکی ملک پہلے غلام کا رقبہ تھا۔ اور اگر زید نے اپنی
باندی کی عمرو کے واسطے وصیت کی اور جو اسکے پیٹ مین ہی اُسکی بکر کے واسطے وصیت کی تو اس باندی کا

نفقہ عمرو پر واجب ہوگا یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اور اگر مملوک دو شریکون مین مشترک ہو تو اُسکا نفقہ ان دونون پر بقدر دونون کی ملکیت کے واجب ہوگا اسیطرح اگر مملوک دو شخصون کے قبضہ مین ہو کہ ہر ایک دعوی کرتا ہو کہ یہ میرا ہی اور کسی کے پاس گواہ نہ ہون تو اُسکا نفقہ ان دونون پر واجب ہوگا اور مشائخ نے فرمایا کہ باندی دو مردون مین مشترک ہی اور اُسکے ایک بچہ پیدا ہوا اور دونون مولاؤن نے دعوے کیا کہ یہ میرا نطفہ ہی تو اس ولد کا نفقہ[ف] ان دونون پر واجب ہوگا۔ اور اگر لڑکا بڑا ہو گیا اور یہ دونون مفلس ہوئے تو اسپر ان دونون کا نفقہ واجب ہوگا یہ بدائع مین ہی۔ اور اگر ایک غلام دو شریکون مین مشترک ہی پھر ایک غائب ہو گیا اور دوسرے نے بغیر حکم قاضی اور بغیر اجازت اپنے شریک کے اُسکو نفقہ دیا تو وہ احسان کرنیوالا ہوا یہ فتح القدیر مین ہی۔ ایک غلام دو شریکون مین مشترک ہی انمین سے ایک غائب ہو گیا اور اسکو اپنے شریک کے پاس چھوڑ گیا اور شریک نے یہ مقدمہ قاضی کے حضور مین پیش کیا اور اسپر گواہ قائم کر دیے تو قاضی کو اختیار ہی چاہے اس گواہی کو قبول کرے اور چاہے قبول نہ کرے اور اگر قبول کی تو اُسکو نفقہ دینے کا حکم دیگا اور حکم وہی ہوگا جو ودیعت کی صورت مین مذکور ہوا یہ فتاوے قاضیخان مین ہی۔ ایک شخص نے غلام صغیر یا باندی صغیرہ آزاد کر دی تو آزاد کنندہ پر اُسکا نفقہ واجب نہ رہیگا اور اسکا نفقہ بیت المال سے دیا جائیگا اگر اسکا کچھ مال نہو۔ اور علے ہذا اگر بہت بوڑھا ہو یا لنجا ہو یا مریض ہو اور اُسکی قرابت مین کوئی نہین ہی تو اُسکا نفقہ بیت المال سے دیا جائیگا یہ مضمرات مین ہی۔ اور اگر اپنے غلام کو آزاد کیا حالانکہ وہ بالغ تندرست ہی تو اسکا نفقہ اسکی کمائی سے ہوگا یہ بدائع مین ہی۔ ایک شخص نے ایک بھاگا ہوا غلام پایا اور اُسکو اُسکے مولی کو واپس دینے کے واسطے پکڑا اور بغیر حکم قاضی اُسکو نفقہ دیا تو احسان کنندہ ہوگا کہ اُسکے مولی[س] سے واپس نہین لے سکتا ہی یہ فتاوے قاضیخان مین ہی۔ ایک شخص نے ایک بھاگا ہوا غلام پکڑا اور اُسکے مولی کو تلاش کیا مگر نہ پایا پھر قاضی کے پاس حاضر ہو کر اس قصہ سے آگاہ کیا اور درخواست کی کہ مجھے اُسکے نفقہ دینے کا حکم دیدے تو بدون گواہ قائم کیے قاضی التفات نہ کریگا اور بعد گواہ قائم کرنیکے قاضی کو اختیار ہی چاہے گواہی قبول کرے اور چاہے قبول نہ کرے جیسے لقیط و لقطہ[لل] مین حکم ہی اور اگر قاضی نے گواہی قبول کر لی پس اگر اس شخص کا نفقہ دینا مالک غلام کے حق مین بہتر نظر آوے تو اُسکو نفقہ دینے کا حکم کرے اور اگر اسکا نفقہ نہ دینا بہتر معلوم ہو مثلاً یہ خوف ہو کہ نفقہ اس غلام کو کھا جائیگا یعنے نفقہ کی تعداد اسقدر ہو جائیگی کہ جتنے کا غلام ہی تو اُسکو حکم دیگا کہ اسکو فروخت کر کے اُسکا ثمن رکھ چھوڑے یہ ذخیرہ مین ہی۔ اگر ایک شخص کے قبضہ مین ایک باندی ہی اور گواہون نے گواہی دی کہ یہ حرہ ہی تو گواہ قبول ہونگے اگرچہ قاضی انکی عدالت سے واقف نہو پھر انکی عدالت کا حال دریافت کریگا مگر تا مدت دریافت حال گواہان اس قابض کو حکم دیگا اسقدر نفقہ مفروضہ اسکو دیا کرے اور اسکو نفقہ دینے پر مجبور کریگا اور اس باندی کو ایک ثقہ عورت کے پاس رکھیگا اور اس ثقہ عورت کی حفاظت کرنے کی اُجرت

ف یعنے ایک ہی ساتھ ۱۲ منہ ۵ جبکہ دونون سے نسب ثابت ہوگا ۱۲ س کسی سے واپس نہین لے سکتا ہی ۱۲ لل لقیط پڑا ہوا بچہ آدمی و لقطہ پڑی ہوئی چیز ۱۲ منہ رحمہ اللہ

بیت المال سے ہوگی پھر اگر گواہوں کا حال دریافت کرنے مین دیر ہوئی اور مدعا علیہ نے نفقہ دیا پھر گواہوں کی تعدیل ہوئی اور اُسکی آزادی کا حکم دیا گیا تو مدعا علیہ اس عورت سے اپنا دیا ہوا نفقہ واپس لیگا خواہ اس عورت نے دعوے کیا ہو کہ مین اصلی حرہ ہون یا یہ دعوے کیا ہو کہ مولی نے مجھے آزاد کر دیا ہی یا بالکل حریت کا دعوے نہ کیا ہو اور وجہ یہ ہی کہ یہ بات ظاہر ہوگئی کہ اُسنے بغیر حق کے نفقہ لیا ہی اور اسیطرح اگر اس عورت نے اس مرد کے مال سے کوئی چیز بلا اجازت کھائی ہو تو ضامنہ ہوگی اور اگر یہ گواہ مردود ہوے تو یہ باندی اپنے مولی کو واپس دیجائیگی اور مولی اس سے نفقہ کے حساب مین کچھ واپس نہین لے سکتا ہی اور نیز جو اُسنے بلا اجازت لے لیا ہی وہ نہین لے سکتا ہی اسیطرح اگر ایک شخص کے قبضہ مین ایک باندی ہو اور اُسنے قاضی سے شکایت کی کہ یہ مجھکو نفقہ نہین دیتا ہی تو قاضی اس مرد کو حکم کریگا کہ اسکو نفقہ دے یا فروخت کر دے پس اگر قاضی نے اُسکو نفقہ دینے پر مجبور کیا اور اُسنے نفقہ دیا پھر اگر گواہ قائم ہوے کہ یہ عورت اصلی حرہ ہی اور قاضی نے اُسکی حریت کا حکم دیدیا تو مولی اس سے اسقدر نفقہ کو واپس لیگا اور نیز جو کچھ اُسکا مال بدون اُسکی اجازت کے لیا ہو واپس لے سکتا ہی اور جو باجازت کھا لیا ہو اُسکو واپس نہین لے سکتا ہی - زید نے عمرو کی مقبوضہ باندی پر دعوے کیا کہ یہ میری ملک ہی اور عمرو نے انکار کیا اور زید نے اپنے دعوے کے گواہ قائم کیے تو قاضی اس باندی کو کسی عادل کے پاس رکھکر گواہوں کا حال دریافت کریگا اور چونکہ بظاہر عمرو کی ملک قائم ہی اسکو حکم دیگا کہ اس باندی کو نفقہ دے پس اگر عمرو نے اسکو نفقہ دیا پھر گواہ مذکور رد کر دیے گئے تو باندی مذکور عمرو کی ملک رہیگی اور باندی پر کچھ واجب نہوگا اور اگر گواہوں کی تعدیل ہوئی اور قاضی نے زید کو ڈگری کر دی تو عمرو اس مال نفقہ کو زید سے نہین لے سکتا ہے اسواسطے کہ یہ ظاہر ہوا کہ یہ باندی مغصوبہ تھی کہ اسنے غاصب کا مال کھایا ہی اور یہ قاعدہ ہی کہ مغصوب اگر غاصب کے حق مین جنایت کرے تو وہ ہدر ہی یہ فتاوے قاضیخان مین ہی - اور اگر بجاے باندی کے غلام ہوا اور باقی مسئلہ بحالہ ہو تو قاضی اس غلام کو اسنے عادل کے پاس نہ رکھیگا الا اس صورت مین کہ مدعا علیہ اپنے نفس کا کفیل اور غلام کا کفیل نہ دے اور مدعی اُسکے ساتھ رہنے پر قادر نہو اور اگر مدعا علیہ سے خوف ہو کہ غلام مقبوضہ کو تلف کر دیگا تو ایسی صورت مین قاضی اُسکو عادل کے پاس رکھیگا بخلاف باندی کے - اسیطرح اگر مدعا علیہ مرد فاسق ہو کہ لونڈون سے اغلام کرنے مین معروف ہو تو قاضی اسکے قبضہ سے نکالکر مرد ثقہ کے پاس رکھیگا اور یہ امر مختص بدعوے و گواہی نہین ہی بلکہ جہان کہین غلام یا کسی لونڈے بازی مین معروف فاجر ہو وہان غلام کو اسکے قبضہ سے نکالکر عادل کے پاس رکھیگا بطور امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے - اور جب قاضی نے غلام کو عادل کے پاس رکھا پس اگر غلام کمائی کر سکتا ہی تو اُسکو حکم دیگا کہ کماوے اور اپنی کمائی سے کھاوے بخلاف باندی کے کہ وہ کمائی سے عاجز ہی حتے کہ اگر باندی کو کوئی ہنر آتا ہو کہ اُسکے ذریعہ سے وہ کمائی کرنے مین معروف ہو مثلاً باورچن یا غسالہ ہو تو اُسکو بھی حکم دیا جائیگا اور شیخ ابو بکر بلخی اور فقیہ ابو جعفر حافظ نے فرمایا کہ اگر غلام کمائی سے بسبب مرض یا صغر سنی وغیرہ کے عاجز ہو تو مدعا علیہ کو اُسکے نفقہ دینے کا حکم دیا جائیگا - اور اگر بجائے غلام کے

چوپایہ ہو اور مدعا علیہ کو کفیل نہین ملتا ہی اور اسکی ذات سے تلف کر دینے کا خوف ہی اور مدعی اُسکی ملازمت پر قادر نہین ہی تو قاضی مدعی سے کہیگا کہ مین مدعا علیہ کو اُسکے نفقہ دینے پر مجبور نہین کرتا ہون پس تیرا جی چاہے تو اسکو مین عادل کے پاس رکھون اور تو اُسکا نفقہ دے ورنہ مین عادل کے پاس نہ رکھونگا اور بخلاف باندی و غلام کے ہی یہ محیط مین ہی- اور جو شخص کسی چوپایہ کا مالک ہوا تو اسپر اسکا چارہ پانی واجب ہی اور اگر اُسنے اس سے انکار کیا تو اُسپر اسکے واسطے جبر نہ کیا جائیگا اور نہ اُسکی فروخت کے واسطے جبر کیا جائیگا ولیکن فیما بینہ وبین اللہ تعالیٰ دیانۃً اسکو حکم دیا جائیگا کہ اُسکو فروخت کرے یا اُسکو نفقہ دے اور یہ بطریق امر بالمعروف ونہی عن المنکر ہی اور یہی اصح ہی اور دودھار جانور کا بالکل بمبالغہ دودھ دوہ لینا مکروہ ہی درصورتیکہ اسکے حق مین بامر سبب قلت چارہ کے مضر ہو اور بالکل دوہنا چھوڑ دینا بھی مکروہ ہی اور مستحب ہے کہ دوہنے والا اپنے ناخن کتر دے کہ اسکو ایذا نہو اور مستحب ہی کہ جبتک اُسکا بچہ دودھ پیتا ہی اور کچھ نہین کہاتا ہی تب تک اُسکا دودھ نہ نکالے الا اسیقدر کہ بچہ سے بچ رہے اور نیز جانور کو ایسی تکلیف دینا جسکی وہ طاقت نہین رکھتا ہی مثلاً بہت بوجھ لادنا و برابر اُسکو چلانا وغیرہ مکروہ ہے یہ جوہرۃ النیرہ مین ہی- ایک چوپایہ دو شخصون کی شرکت مین ہی کہ ایک نے اسکو چارہ دینے سے انکار کیا اور دوسرے نے قاضی سے درخواست کی کہ مجھے حکم دے کہ چارہ دون تاکہ متطوع نہو اور واپس لے سکے تو قاضی اس انکار کرنیوالے سے کہیگا کہ تو اپنا حصہ فروخت کر یا چارہ دے ایسا ہی امام خصاف نے اپنی نفقات مین ذکر فرمایا ہے یہ محیط مین ہی- اگر کسی کی ملک مین شہد کی مکھیون کا چھتا ہو تو اسپر مستحب ہی کہ مکھیون کے واسطے کچھ شہد اُسکے چھتون مین باقی چھوڑ دے اور مستحب ہے کہ جاڑون مین بہ نسبت گرمیون کے زیادہ چھوڑ دے اور اگر اُنکی غذا کے واسطے بجاے شہد کے اور چیز موجود ہو تو اسپر شہد چھوڑ دینا متعین نہین ہی یہ جوہرۃ النیرہ مین ہی واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

مختصر فہرست کتب فقہ فارسی و اردو

ناظرین کی آگاہی کے لئے اسی فن کی چند کتب کی فہرست درج کیجاتی ہے مطول فہرست ہر قسم کی کتب کی طلب فرمانے پر بلا قیمت روانہ ہوگی۔ المشتہر

منیجر نولکشور پریس صیغۂ بکڈپو لکھنؤ

نام کتاب	قیمت
فقہ فارسی (اہل سنت)	
حج الحج مسمے بہ فقایۃ الشعور۔ اس مین احکام حج کی ضرورت اور صحت اور کعبہ کی عظمت دلائل سے ثابت کیا ہے از مولانا محمد شاہ صاحب۔	عہ ر
تبیان فی احکام شرب الدخان حقہ پینے نہ پینے کے احکام کی تصریح۔	ا ر
نام حق منظوم۔ اس مین نماز و روزہ کے ضروری مسائل بیان کئے گئے ہین۔ از مولانا شرف الدین بخاری۔	۶ پائی
مائۃ مسائل۔ اس مین سو مسائل ضروری بطور سوال جواب کے بیان کئے ہین	۶ ر
شرح وقایہ فارسی یعنی عربی شرح وقایہ کا فارسی مین ترجمہ اور حاشیہ پر حاشیہ ملتقی الابحر چڑھا ہوا ہے مترجمہ مولوی عبدالحق صاحب سرہندی	عہ ر
فتاوائے برہنہ۔ اس مین ۱۳۶ ابواب اور متعدد فصلین ہین جن مین تمام ضروری مسائل بیان کئے ہین۔ اور آخری باب مین مناقب امام ابوحنیفہ رح کو بیان کیا گیا ہے از شیخ نصیرالدین مرحوم نہایت صحت کے ساتھ شائع کیا گیا ہے۔	۱ عہ ر
عمدۃ البضاعۃ فی مسائل الرضاعۃ اس مین دودھ پلانے کے مسئلے رضیع اور مرضعہ کے بابتہ احکام بالتفصیل درج ہین	ا ر
مسلک المتقین۔ فقہ کی مشہور و معروف کتاب ہے	عہ ر
قدوری۔ مترجمہ مولانا ابی القاسم ابن حسین۔	۸ ر
شرح فارسی مختصر وقایہ مستند و مقبول عام شرح ہے از مولانا عبدالرحمٰن جامی	عہ ر
کنز الدقایق۔ فارسی مشہور و معروف کتاب ہے۔ ترجمہ فارسی۔	۱۲ ر
بالابد منہ۔ جملہ ضروری مسائل نماز روزہ	

نام کتاب	قیمت
حج زکوٰۃ از قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی معہ وصیت نامہ	۴/
شرح مختصر وقایہ کورمیری۔ یہ شرح داخل درس ہے مسائل مختصر وقایہ کو خوب حل کیا ہے۔ از مولانا جلال الدین کورمیری	عہ/
رسالہ تنبیہ الانسان۔ در حلت و حرمت جانوران نہایت ضروری رسالہ ہے۔	۱/
رسالہ قاضی قطب۔ ذکر ایمان و ارکان اسلام۔	۶ پائی
نادر المعراج۔ شب معراج کا مختلف آیات و احادیث سے ثبوت اور اُس کی فضیلت آنحضرت کا دنیا سے آسمان پر جانا اور مشاہدۂ عجائبات وغیرہ وغیرہ دیگر ولایتون مین یہ کتاب بہت مروّج ہے از مولانا شیخ الاسلام اکبرآبادی عہد شاہجہانی مین تصنیف ہوئی	سے/
مختصر وقایہ مترجم فارسی یعنی فارسی تحت اللفظ ترجمہ مع متن عربی۔	عمہ/
ایضاً۔ جلد اوّل	۱۰/
" جلد دوم	۸/
فرید الفوائد شرح اصول الشاشی از نجم الغنی صاحب رامپوری	عما/

نام کتاب	قیمت
ملتقی الابحر	

فقہ اُردو و مذہب اہل سنت

نام کتاب	قیمت
غایۃ الاوطار۔ ترجمہ اُردو در مختار کامل چار جلد۔ یہ وہی نادر کتاب فتاویٰ ہے جس مین کل معاملات شرعی و عرفی کا فیصلہ کیا گیا ہے بیع شرئی۔ حوالہ شہادت وکالت دعوے اقرار صلح مضاربت وغیرہ کے بالتفصیل بیان و احکام درج ہین کاغذ سفید	
کشف الحاجۃ۔ ترجمہ ما لا بد منہ از مولوی نورالدین بن محمد اشرف چاٹگامی	
رسالہ خلاصۃ المسائل۔ معاملات و عبادت کے ضروری مسئلے۔	
مرأۃ الصلوٰۃ اُردو۔ وضو اور نماز کے مسائل مین نہایت جامع کتاب ہے از مولوی محمد مرتضیٰ صاحب اعظمی ہندوی یہ کتاب جدید الطبع ہے۔	
ہزار مسئلہ۔ اس مین سات رسالے شامل ہین۔ جن مین سے ہر ایک اہل اسلام کے لئے ضروری ہے از مولوی عبداللہ	